

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل القرآن حجة على كل فاسق وحجة على كل مسلم

ترجمہ عربی سے
پہلی کتاب

الحمد لله الذي جعل القرآن حجة على كل فاسق وحجة على كل مسلم

ترجمہ القرآن
پہلی کتاب

الحمد لله الذي جعل القرآن حجة على كل فاسق وحجة على كل مسلم

ترجمہ القرآن
پہلی کتاب

وَقُلْ يَسِّرْنَا لِلْإِسْلَامِ كَمَا يَسِّرَ اللَّهُ

أَعْمَدُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلِإِسْلَامِكُمْ بِطَائِفِ الطَّائِفَاتِ أَمَّا اللَّهُ فَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَتَقَرُّوا بِمَا لَكُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ وَتَقَرُّوا بِمَا لَكُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ وَتَقَرُّوا بِمَا لَكُمْ مِنَ الْإِسْلَامِ

وَتَجَرُّوهُ نَفْسِي عَزِيزِي
مُسْتَعِينِي
بِهِ يَسِّرُ الْإِسْلَامَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْمُتَعَدِّدَاتُ فِي تَقْرِيرِهَا أَعْمَدُ زَيْنُ الدِّينِ بَرَادِيرُ زَيْنُ الدِّينِ عَزِيزِي مَوْلَانَا شَاهِدُ الْقَادِرِيَّةِ وَرَبُّهَا نَوَافِدُ حُرُوفِهِ

مَوْجِدُ الْقَادِرِيَّةِ
وَتَقْرِيرُهَا
بِهِ يَسِّرُ الْإِسْلَامَ

وَدِيمُ تَقْرِيرِهَا أَعْمَدُ زَيْنُ الدِّينِ بَرَادِيرُ زَيْنُ الدِّينِ عَزِيزِي مَوْلَانَا شَاهِدُ الْقَادِرِيَّةِ وَرَبُّهَا نَوَافِدُ حُرُوفِهِ

مُطْبَعَةُ فَاتِي هَلِي بِمَدِينَةِ الْمَدِينَةِ
مُطْبَعَةُ فَاتِي هَلِي بِمَدِينَةِ الْمَدِينَةِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی فتح قدر العلماء وفتح اعز الخلق مقاماً ونصب لافقہاء العالمین علماً والصلوۃ والسلام علی فضل سیدہ خاتم
انبیاءہ وسلم علیہ السلام عداۃ لفضل القرآن والاسماء والکلیات علی آلہ وصحابہ واولی الایمان العرفان اما بعد شائقین علم تفسیر
وشرح ہو کہ یہ یاد تفسیر غیری جسکو جاب شیعہ الحزبین قدوة المتکلمین خلاصۃ المجتہدین انقباب ملک تفسیر مانی جہتاً یا سمان نیکو
بیانی حضرت مولانا شاہ محمد الشیرازی قدس سرہ العزیز نے درجی زبان میں تفسیر فرمایا ہے جملہ تفسیر کا لب لباب اور عطر ہے
واقعی بات تو یہ ہے کہ تفسیر کا مجموعہ لطافت کا سما یا تخت معانی کا ازدحام تفسیر اسلام کے پونچ فقرات اور بیجا شکوک کی مذہب
شکل جو انجملہ علوم منقولہ و منقولہ کا بیان ایک ایسی انوکھی اور زالی شان کا تفسیر میں موجود ہے گویا مولانا موصوف نے جملہ معارف
و حقائق اور نکات و دقائق کے مجاز و خفا کو اس مختصر سے کوزہ میں بند کر دیا ہے اور فصاحت اور بلاغت کی لوٹ باندھ کر اس
موجز تفسیر میں کہہ دی ہے نیز مادہ تصنیف سے لیکر مادہ زمانہ تک نہایت ہی فہم و فہم جو اسکی قدر و وقعت کی سہ و اظہار میں الشمس ابدین میں
الاس ہے مگر چونکہ اس تفسیر کا ایک مادہ میں ہمارے علم نے لوگوں کے سرور و شہادت علمی کا سایہ ڈھال دیا اور اکثر طبیعتیں سہل
کی طرف مائل ہو گئیں نیز عالم دوست لوگ مرکب کے اور درجے کے جاتے ہیں ہندو ایسی وقت میں اس عزیز الوجود تفسیر کے ہندی زبان
میں ترجمہ کی سخت ضرورت تھی تاکہ ادنیٰ مناسبت کی طبیعت الہیہ اس سے محفوظ ہوں چنانچہ عالم بے بدل فاضل شہر
وید و عرصہ فریدہ مقبول انہی جاب لوی محمد علی صاحب چاند پوری سلمہ الاولی نے نہایت جانکاہی اور غور و زری سے اس دور میں
اس بار کا ترجمہ کیا ہے مولانا موصوف کا سب گون کی طرف متوجہ دل سے شبہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی عزیز اور گرامی وقت
صرف کر کے ہماری سنیہ پھر ان پر اوان پیش کیا اور عوام و خواص کو وسطی نہایت آسانی کر دی اصل مطلب اس خوبی کیسا
ادا کیا کہ کہیں ذہدہ برابر کی پیشی نہیں کی اور مشکل مقام کی تفسیر بیکاسر مترجم سے بڑی خوبی کے ساتھ حل کر دی زیادہ غور
کی بات یہ کہ نہ تو بال برابر اپنی طرف مخلصت جائز رہی کوئی تفسیر و گزشت کیا مگر بایں ہنہ ترجمہ سے جو اصل غرض نظر
ہی عام لوگوں کی تفسیر کو پہنچا دیا گیا ہے بلکہ عوام اس سے اور بہت اور مشکل میں پڑ گئی وجہ یہ کہ اول تو بال
سلیس اس سیدہ لول جابل میں اس کا ترجمہ ہوا دوسرے تفسیر کے متعلقاً کو وسط بیان میں ایسی طریق سی بیان کیا گیا ہے جس سے
نہایت پیچیدہ اور متعلق عبارت معلوم ہونے لگے پس تنہا صرف فہم کی غرض سے اول سے آخر تک غائر نظر سے دیکھا اور فصل

بیدیل مشہور من سید مولانا مولوی محمد رفیع صاحب کو اس بات کی تحلیف دی کہ جہاں کہیں اسکے مطلق اور مطلق کیا
 عبات یا عام فہم ہوا ویسی عکس طور سے درست کیا ہی جائے تو کچھ حصہ بخواہ میر کوشش سے اول اسکے مسودہ کے طور پر درست
 بہر کا پنی پر وف کی صحت نہایت جانکا ہی ہے اساتذہ کا شکر کہ اس مرتبہ اس نے ہر جہہ کی مکمل کا لباس زیب تن کر کے
 چہرہ جہاں آرا می سے اس عالم منور کر دیا اور آغاب کے مانند ہر کہ وہ عام خاص سمبار کی کا سایہ الا پھینک کر
 ہے کہ اس تفسیر کے دیکھنے کی بعد بار دیگر کبھی تو ملک کا کا نہ بیگا بلکہ ہم غایت وثوق سے عرض کرتے ہیں کہ جس طرح
 خواص سے محفوظ ہوتے تھے اور پہلے اب عام ہوا مدغیر سی سفید ہوں گے کیونکہ ہم نے اسکے تمام صعب ہوں اور دشوا
 گھاٹیوں کو وقت کے خس خاشاک سے پاک کر دیا ہے اور یہاں ہے اور سہولت آسانی میں کوئی دقیقہ فرو گزشت
 نہیں کیا و اخذ عنہ ان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين

حمد کو ہی تجسیدہ نسبت درست ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 اور ہر وقت تعریف کو ایک بار گاہ کی لائق ہے ان کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 کیا زبان کہ لکھن بہ پیش اور حمد و شکر کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 اور صورت بے اصول سے اس کی حمد کو انجام دے کہ اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 ازل سے ان کے صفات عالی صفات پر تبارک و تعالیٰ اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 افراد عالم افضل بنی آدم بیت خانی اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 بحر لولاک آدم بہر تن ہی آب گس پروردگار اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 تھی اور دریا بدستی میں غرق تھے اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 وصول کے اخیر کہوں دے کہ مقام قرب مقصد اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 بعد حمد نہت یہ فضل الذات قص الفکر اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 ستر تابا بے تیر عجم الغریر بنشہ الدگناہ اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 کہ سکتا ہو کہ میں یثیا ہوں ان العرفان ترجا اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 معجزات رسول خدا حضرت شاہ ولی اللہ اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا
 جامع جذب احسان حضرت شیخ عبدالحق اور اس کی کیا ہستی کہ مدد گاری جواج سحر اور سکا شکرا داکری سے کیا

[illegible]

دارالعلوم
 مدرسہ اسلامیہ
 شیطان
 حاضر
 جوئے
 بھینس
 افواج
 جاس
 پیر بن پیر
 دین
 پس رخ
 استہائیں
 مسدود
 دہشتناک

تکلیف

عبدالله بن محمد بن عبدالمطلب

[illegible][illegible]

7547

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے بخشنے والا۔ جانا چاہئے کہ بسم اللہ میں تین نام سو گز لکری گئے
 تاکہ شروع ہر کار کا ساتھ استعانت ان ناموں کے پایا جاوے اور وجہ خصوصیت انہیں ناموں کی
 باوجودیکہ اسماء الہی اور بھی بہت ہیں یہ ہر کہ حصول ہر کام کا خواہ دنیاوی ہو یا اخروی میں خیر و برکت
 ہر اول موجود ہوتا تمام اسباب اس کام کے اور یہ امر ساتھ اسم اللہ کے کہ تمام صفتوں کمال کو مقسم ہے
 مناسبت رکھتا ہے دوسرے باقی رہنا ان اسباب کا ابتدا اس کام کی سے تمام ہونے تک اور یہ صفت
 رحمانیت کا ثمرہ ہے سو اس کے بقا عالم کی ساتھ اسی صفت کے ملی ہوئی ہے جس سے پایا جاتا ہے اس
 کام کا اور یہ صفت رحیمی کا کام ہے کہ اپنی رحمت سے سب بندوں کی برباد نہیں کرتا ہر اور شان نزول
 سورہ فاتحہ کا اس طرح ہے کہ مولانا یعقوب چرخي نے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ اور عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ سورہ مکہ منجمنہ میں اتنی ہی اور حال اسکے اتنے کا یہ ہر کہ
 علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں جنگل میں جاتا تھا ایک آواز میرے کان میں آتی تھی کہ کوئی شخص کہتا ہے یا محمد اور
 دیکھتا تھا میں کہ ایک تخت سنہرا آسمان اور زمین خلق ہے اور اس پر ایک شخص نورانی بیٹھا ہوا ہے
 میں اس آواز سے ڈر کر ہٹا تھا جب یہ ماجرا کئی بار دیکھا تو رفتہ رفتہ بن نوفل سے کہ چار او بھائی حضرت
 بنی بنی خدیجہ کا تھا اور توریت اور انجیل کا عالم تھا اور علمائے نصاریٰ سے بہت علم سیکھا تھا اس حال
 بیان کیا اس نے کہا آئندہ کو جو تو وہ آواز سنے نہ بھاگیو اور کان رکھو کہ کیا کہتا ہے یا نبی کیا جب پھر
 وہی آواز آئی میں نے کہا ایک لکھی حاضر ہوں میں تب اس نے کہا کہ میں جبریل ہوں اور نبی رحمت کا ہے

پھر مجھے کہا کہ شہدان لا الہ الا اللہ و شہدان محمد اعبده و رسولہ اور بار دوسری کہا کہ اللہ محمد یعنی
 تا آخر سورہ الحجۃ **کبر العالین** سب تعریفین اللہ کے واسطے میں کہ پروردگار عالموں کا
 ہر سورہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کی زبان سے فرمائی کہ بیچ حالت نجات اور دعا کے چاہئے کہ اس طرح کہا کریں
 ف اگرچہ لفظ اللہ رب العالمین مالک یوم الدین تک کلام خدا کا ہو سکتا ہے چنانچہ اور جگہ بھی قرآن میں
 اس قسم کے الفاظ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف میں فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں فللملک اللہ رب السموات والارض
 رب العالمین اور دوسری جگہ فرمایا وربک یعلم ما کن صدورهم و ما یعلمون فیہ و اللہ لا الہ الا اللہ محمدی الاول
 والاخرۃ و لا الحکم والیہ ترجعون ہذا کن اس جگہ لفظ ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسی ہی ہزاروں جگہ تقسیم
 سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ کلام الہی نہیں بلکہ کلام بندوں کا ہے یعنی عبادت اور ستائش اور طلب ہدایت
 کی خاص انہیں کی واسطے ہے۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ یہ تعلیم ہے اور لفظ قولہ کا بیچ اول اللہ کے مقصد سے یعنی
 اسے بندو اس طرح کہو کہ اللہ سدا آخر سورہ معلوم کرنا چاہئے کہ لفظ اللہ کے بعد لفظ رب العالمین کے ذکر کیا
 فائدہ اس کا یہ ہے کہ لائق تعریف اور شاکہ اسی کی ذات ہے سو اس کے کوئی مستحق اس کا نہیں تو تفصیل اس
 اجمال کی یہ ہے کہ ربوبیت بمعنی پرورش کر نیکی ہے یعنی کسی چیز کو درجہ بدرجہ کمال کو پہنچا دینا جیسا باغبان
 کہ پہلے زمین میں بیج تو ہا ہی جب پودہ ہوتا ہی پانی دیکر اور شاخیں کتر کر دست کرتا ہے اور سو اس کے جو
 اس کے مناسب ہے کمالا تا ہی تاکر حد کمال کو پہنچنے اور پھول اور پھل لاوے ایسا ہی باب بیچ حق فرزندوں
 اور یہ پرورش و قسم ہے ایک خاص دوسری عام خاص کی مثال پرورش والدین کی بیچ حق اولاد کے
 کہ خاص اپنے فرزندوں کے واسطے ہو خواہ ایک ہو خواہ کئی ہوں اور باغبان کی پرورش بیچ حق ایک پلنگ
 یا دو باغ کے بھی ایسی ہی ہے اور پرورش بادشاہ اور امیر کی بیچ حق متعلقین کے بھی اسی قبیل سے
 ہے اور اس قسم کی پرورش کو کوئی باعث عبادت کا نہیں جانتا نہ موجد اور نہ مشرک اور ربوبیت عام و خاص پر
 ہے ایک یہ کہ ایک نوع یا چند نوع کی پرورش ہو لکن باوجود اسکے تمام انواع کو شامل نہ ہو دوسرے یہ
 کہ تمام انواع اور اشخاص کو وہ پرورش گھیرے سو پہلی قسم کو ان دونوں قسموں سے مشرک لوگ باعث
 عبادت کا عقدا کرتے ہیں مثال اس کی ربوبیت آفتاب اور ہاتھ یا ربوبیت عناصر یعنی پرورش روحانیات کے
 کہ متعلق انکے بین مانند جوالہ کے کہ تعلق اسکا آگ کے ساتھ ہے اور بحیرہ کے تعلق اسکا پانی کے ساتھ ہے
 اور بسبب اسی عقدا کہ مشرک لوگ ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں اور اشرافی ان روحانیات کو ارباب

اور ربوبیت عام
 کا ساتھ سورہ فاتحہ
 کی جیسے کہ بیچ
 اللہ اللہ اللہ اللہ
 ماہر وقت سر
 کی اور حق کی
 کا ساتھ لفظ کبر
 اور حق کا سبب
 انعام کے اور ان
 سبب حمد و شکر
 کو کہانی ہے سورہ
 جو کوئی فنی بیچ
 ہے لائق شکر و ثناء
 کے ہوتا ہے اور ان
 کو انقدر رحمت اور
 جہم کا ہوتا ہے
 رب کی طرف سے
 سبب بعض تقابیر
 میں نہ کہ ہر

انواع کہتے ہیں اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اور کوڑھتے ہیں اور اہل دعوت اور عیثت والے مولا کات نام رکھتے ہیں اور اہل حق کے نزدیک ایسی پرورش باعث عبادت کا نہیں اس واسطے کہ یہ پرورش محض بیچ بعض شیا کے ہو مثلاً ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہو کہ جو چیزیں گرمی اور خشکی قبول کرتی ہیں ان میں یہ تاثیر کرتا ہو ایسا ہی ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کے ہے و علیٰ ہذا القیاس حاصل یہ ہو کہ یہ پرورش بھی خاص ہو کہ وہ نسبت قسم پہلی کے عام ہو کہ وہ پرورش خاص بعض شخص کی تھی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد پس نسبت خصوصیت کے یہ بھی مقتضی عبادت کی نہی کہ خصوصیت اسکی اور کی طرف سے ہو اور جو مقتضی اس خصوصیت کا ہو وہی ہو قابل عبادت اور الٰہی حمد اور ثناء کا یعنی ذات باری عزائمہ کی پرورش اسکی اسطرح سے نہیں کہ کسی شے کی واسطے پرورش ہو اور کسی واسطے ہو بلکہ پرورش اسکی تمام چیزوں کو شامل ہو خواہ اشخاص ہوں خواہ انواع اور ہر وقت اور ہر مکان میں موجود ہو اور اہل حق کے نزدیک ایسی ہی پرورش موجب عبادت کا ہو اسی جہت سے کہ پرورش اسکی عام ہے جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ رب العالمین یعنی کیا ہو رب العالمین انھوں نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رب السموات والارض و ما بینہما یعنی رب آسمانوں و زمین کا اور جو کچھ دیکھا آسمان اور زمین کے ہو فرعون کو اس بات سے تعجب آیا کیونکہ اُس نے مخلوقات کی پرورش پر اسکی پرورش کو قیاس کیا حضرت موسیٰ نے بار دوسری فرمایا کہ ربکم ورب ابائکم الاولادین یعنی رب تمہارا اور رب باپ دادون تمہاریا کہ پہلے ہیں اول مرتبہ فرمایا کہ یہ پرورش اسکی بیچ مکانات مختلفہ کے ہے اور دوسری بار ارشاد کیا کہ حق تعالیٰ بیچ اوقات جدے جدے کے پرورش کرتا والا ہی فرعون نے جو یہ امر مستبعد جانا کہ ایک ذات بیچ مکانوں مختلف اور زمانہاے دراز میں کس قسم کی پرورش کر سکی اور حضرت موسیٰ کے حق میں گمان کیا کہ شخص سودا کی ہو تیسری بار حضرت موسیٰ نے بڑھ کر پرورش اسکی ثابت کی اور فرمایا کہ رب المشرق والمغرب و ما بینہما یعنی رب مشرق اور مغرب کا اور ان چیزوں کا کہ درمیان ان دونوں کے مطلب حضرت موسیٰ کا یہ تھا کہ ربوبیت اسکی جیسی مکانوں اور وقتوں مختلف میں پائی جاتی ہے ویسی ہی ساتھ اوضاع اور حالات غیر متناہی کے موجود ہو پس ہر گاہ کہ اسام پرورش کی معلوم ہوئی اور یہ بھی جانا گیا کہ پرورش اللہ تعالیٰ کی خاص کسی شے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی وضع کی نہیں اور اور وہی پرورش خاص خاص اور مقید ساتھ بعض اوقات اور بعض زمان اور موجب خصوصیت کا

انواع کہتے ہیں اور فلاسفہ ارواح اور نفوس اور ملکوتی مہنتیں اور اہل دعوت اور غیبت والے لوگ ان نام
کہتے ہیں اور اہل حق کے نزدیک ایسے پرورش باعث عبادت کا نہیں اس واسطے کہ یہ پرورش محض بیچ بعض
اشیاء کے ہے مثلاً ربوبیت آفتاب کی فقط بیچ عالم گرمی اور خشکی کے ہے کہ جو چیزیں گرمی اور خشکی قبول کرتے
ہیں انہیں یہ تاثیر کرتا ہے ایسا ہی ربوبیت ماہتاب کی فقط بیچ عالم سردی اور تری کی ہے و علی ہذا القیاس
حاصل یہ ہے کہ یہ پرورش بھی خاص ہے کہ بہ نسبت قسم پہلی کے عام ہے کہ وہ پرورش خاص بعض اشخاص
کی تھی اور یہ پرورش انواع کی خواہ واحد ہو یا متعدد ہیں بسبب خصوصیت کے یہ بھی مقتضی عبادت کی ہے کہ
کہ خصوصیت اسکی اور کی طرف سے ہر اور مقتضی اس خصوصیت کا ہو وہی ہو قابل عبادت اور الٰہی حمد اور ثناء کا
یعنی ذات باری عز اسمہ کی پرورش اسکی اس طرح سے نہیں کہ کسی شے کی واسطے پرورش ہو اور کسی کے واسطے
نہو بلکہ یہ پرورش اسکی تمام چیزوں کو شامل ہے خواہ اشخاص ہوں خواہ انواع اور ہر وقت اور ہر مکان
میں موجود ہو اور اہل حق کے نزدیک ایسے ہی پرورش موجب عبادت کا ہے اسی جہت سے کہ پرورش اسکی
عام ہے جب فرعون نے حضرت موسے علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ رب العالمین یعنی کیا ہے رب العالمین
انہوں نے بیچ جواب کے فرمایا کہ رب السموات والارض و ما بینہما یعنی رب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ
درمیان آسمان اور زمین کے ہے فرعون کو اس بات سے تعجب آیا کہ کیونکہ اس نے مخلوقات کی پرورش پر اسکی پرورش
کو قیاس کیا حضرت موسے نے بار دوسری فرمایا کہ ربکم رب العالمین یعنی رب تمہارا اور رب باپ
دادون تمہارا کیونکہ پہلے میں اول مرتبہ فرمایا کہ پرورش اسکی بیچ مکانات مختلفہ کے ہے اور دوسری بار
ارشاد کیا کہ حق تعالیٰ بیچ اوقات جدی جدی کے پرورش کرے والا ہے فرعون نے جو یہ ام مستعد جاننا کہ ایک
ذات بیچ مکانات مختلفہ اور زمانہ اسے دراز میں کس قسم پرورش کر سکے اور حضرت موسے کے حق میں
گمان کیا کہ یہ شخص سوداگی ہے تیسری بار حضرت موسے نے بڑھکر پرورش اسکی ثابت کی اور فرمایا کہ
رب المشرق والمغرب و ما بینہما یعنی رب مشرق اور مغرب کا اور ان چیزوں کا کہ درمیان ان دونوں کے
مطلب حضرت موسیٰ کا یہ تھا کہ ربوبیت اسکی جیسی مکانات اور وقتوں مختلف میں پائی جاتی ہے وہی ہی ساتھ
اوضاع اور حالات غیر متناہی کے موجود ہو ہیں ہر گاہ کہ اقسام پرورش کی معلوم ہوئی اور یہ بھی جاننا
کیا کہ پرورش اللہ تعالیٰ خاص کسی شے کے ساتھ اور مقید ساتھ کسی وقت اور کسی مکان اور کسی دفع
کی نہیں اور اور ان کی پرورش خاص خاص اور مقید ساتھ بعض اوقات اور بعض زمانہ کی اور موجب اس خصوصیت

ذات باری کی ہو تو ثابت ہوا کہ قابل عبادت اور لائق شاکہ فقط ذات باری کی ہو کہ ہر چیز اس کی طرف محتاج ہو اور اس کی پرورش میں کسی عرض یا عرض کو دخل نہیں اور یہ بھی معلوم ہو کہ اگر حیوان کیا گیا کہ ربوبیات خاص خاص سوائے ذات باری کے اور وہ میں بھی پائی جاتی ہیں لکن یہ بھی باعتبار ظاہر کے ہو اور حقیقت میں ہر طرح کی ربوبیت خواہ خاص ہو خواہ عام اسی کی ذات کی واسطے ہو اس واسطے کہ ربوبیت اس وقت پائی جاوے کہ پیدا کرے کسی شے کو مدد محض سے اور پیدا کرے اسباب نفع لینے اور پرورش اس کی کے اور قدرت دلوے اور پرامتفاع کے اور دور کرے موانع انتفاع کے اور یہ سب باتیں سوائے ذات اس کی کے غیر میں موجود نہیں کیونکہ اور پرورش کرے خود لے وقت پرورش کے مخلوقات اللہ تعالیٰ کی اپنی پرورش کے کام میں لاتے ہیں اور قدرت اور پرورش کرنے ان چیزوں کے کہ منع پرورش کو کرتی ہیں ایسی ہو اور پرورش کرنے شرائط پرورش کے نہیں رکھتی نہایت درجہ یہ ہو کہ یہ ارباب بخلہ شرائط اور سامان پرورش کے میں کسی طرح کا استقلال انکو نہیں اسی واسطے حضرت ابراہیم خلیل الصلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے ان سب چیزوں کو اعتبار ساقط فرمایا اور ملت جنیفی اختیار فرمائی چنانچہ منقولہ انکا کلام اللہ میں منقول ہے ۛ الی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا واما اناس المنشکین۔ تحقیق مونہ پھیرا میں نے طرف اس ذات کی کہ پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ایک طرف کا ہو کر اور نہیں ہوں میں شریک کر یہ والوں میں سے اور حق تعالیٰ نے عقیقہ انکا پسند کیا اور انکو پیشوا سب ملوں کا کیا ۛ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْحَمْدُ مَعْنٰی اسکے بسم اللہ میں بیان ہو پویشیدہ نہ ہو کہ لفظ رحمن اور رحیم کا مادہ یعنی اصل انکی ایک ہو کہ لفظ رحمۃ سے بنے ہیں پس ان دونوں میں فرق اسطرح ہو کہ صفت پرورش کے بعد ان دونوں کو بیان کیا اور پرورش کو دو قسم کی رحمت لازم ہے ایک وہ رحمت کہ خاص حالت پرورش میں ہوتی ہو اگر یہ رحمت نہ ہو پرورش پائی نہ جاوے اور حقیقت اس رحمت کی یہ ہو کہ مری بیچ روا کرنے حاجتوں اپنی پروردہ کے بخوب طرح مشغول ہو اور ہر وقت خبر داری ضرورت اور جستجو ہر چیز مناسب اور غیر مناسب اسکی کے کرتا رہے اور یہی مراد لفظ رحمن سے ہو دوسری قسم رحمت کی یہ ہو کہ بعد پرورش اور کمال کو پہنچنے اسکے کے حاصل ہونے ثمرات اور فائدے اسکے کے تدبیر کرے اور اس کمال کو رانگان کرے والا وہ پرورش صرف عبث اور کھیل ہو جاوے گی اور اسکی مثال ایسی ہو کہ ایک شخص نے ساتھ مشقت تمام کے درخت کو پرورش کیا کہ پھل اس پر آگیا اور اپنے کمال کو پہنچا لکن اس پھل سے شیرہ یا سرکہ یا مہر یا یاچار وغیرہ درست نکلیا کہ مدت تک فائدہ اس کا باقی رہتا

اور اس قسم کی رحمت کو ساتھ لفظ رحیم کے تعبیر فرمایا پس بیچ ذکر کرتے ان دونوں ناموں کی بیجا شرافت
 یہ کہ پرورش خدا تعالیٰ کی بیچ حق تمام جہان کے ہمیشہ پائی جاتی ہے جب تک کہ ہدایت مجموعی اُسکی موجود ہو
 پرورش بھی اُسکی مصروف ہو اور بعد متفرق ہونے اور بکھر جانے اجزا اس کے کے بھی باقی ہے اور یہی ہر
 معاش اور معاد یعنی پہلی حالت کا نام معاش اور دوسری کا معاد اور اگر صاحب عقل مناسب فکر کرے
 تو معلوم ہووے کہ بیچ ہر شے کے اشیاء و جہان کی سے معاش اور معاد ہے یعنی جب تک بنیاد اُس شے کی
 قائم ہے اس وقت میں معاش نام رکھتے ہیں اور بعد پریم ہیچنے اُسکی بنیاد کے معاد بولتے ہیں جیسے کہ کھانا
 کہ وقت بوسے جانے دانہ کے سے تا بغیر ہونے معدے میں اُسکے معاش ہے اور بعد اس کے معاد اُسکی کچھ
 اُس سے خون سو کر جزو بدن کا ہوتا ہے اور کچھ بلغم اور صفرا اور سودا ہے اور کچھ کاموں ضروری کی صرف
 ہوتا ہے اور کچھ فضلہ سو کر راہ بول اور برائے کی سے نکلتا ہے اور کچھ تنک اور خشک اور میل انکار و بال بدن کے
 نیکر اور سول اسکے نکلتا ہے اور ایسا ہی بیچ تمام اشیاء کی معاش اور معاد پائی جاتی ہے اور انتظام معاش ہر چیز
 کا بیچ ہر عالم کے ساتھ صفت رحمانیت کے تعلق رکھتا ہے اور خوبی معاد ہر چیز کی بیچ ہر عالم کے صفت جبروتی
 تضاد ہے **مَا لِكُ يَوْمَ الدِّينِ** مالک دن جزا کا بیچ بعضی قرأت کی ایک یوم الدین یعنی بادشاہ دن جزا
 جانا چاہئے کہ یہ دونوں مصنفین یعنی مالکیت اور بادشاہت کی حقیقت اللہ کی واسطے ثابت ہیں اور اللہ تعالیٰ
 مالک اور بادشاہ تمام چیزوں کا ہے اور ہر وقت ہے ایسا نہیں کہ ایک وقت میں ہو اور ایک وقت میں نہ ہو
 یا بعض چیز کا ہو اور بعض چیز کا نہ ہو سو اس جگہ اللہ تعالیٰ نے مالکیت یا بادشاہت اپنی خاص دن قیامت کے
 ساتھ لیوں فرمائی یعنی فرمایا کہ مالک دن جزا کا اسطرح نہ کہا کہ مالک ہر شے کا اُسکی وجہ یہ ہے کہ اس جہان میں مالک
 ہونا اور بادشاہت باعتبار ظاہر کے اور دن کی واسطے بھی ثابت ہے کہ مجازاً ہوا اور قیامت کے دن سو اسے
 ذات اُسی کے نہ کوئی مالک ہوگا اور نہ بادشاہ جو کچھ تصرف ہے اُسکے اختیار میں ہوگا اور اُس روز بیچ نظر
 ہر خاص و عام کے غلبہ اس کا ظاہر ہوگا اور سب اس کا کہ دنیا میں اوروں کو بھی کچھ اختیار دیا اور قیامت
 کے دن بالکل ہر چیز اپنے قبض قدرت میں رکھی ہے کہ دنیا دار العمل ہے اور کارخانہ عمل کا بدن اختیار
 کے درست نہیں ہوتا ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آدمی کی جبلت میں استعداد تکلیف احکام شرع
 اور قبول کرنے حکموں الہی کی ہوا اسی واسطے اُسکو پیدا کیا ہے پس جو بعض اشیاء اُس کی ملک میں
 یا اختیار میں نہوں اور آدمی کو غیر اپنے پر بالکل دخل نہو اجمال نیک اور بد اُس سے کیوں کہ ظاہر ہر وقت خاص کر

وہ اعمال کہ علاقہ ساتھ مال اور فرج حیوانات اور دینے صدقات اور ادا کرنے نفقات کے رکھتے ہیں اور ایسے ہی وہ اعمال کہ تعلق ساتھ رعیت اور لونڈی غلاموں کے رکھتے ہیں کہ جب تک اختیار اور حکم آدمی کا پایا جائے کیونکہ ہو سکیں پس اس درجہ شانہ نے بمقتضائے حکمت اپنی کے اس جہان میں تھوڑا سا اختیار اور تصرف اور دن کو بھی عطا فرمایا ہے تاکہ روز قیامت کے عذر بے اختیاری اور لاچارگی اپنی کا پیش نہ کریں اور حجت انکی بالکل منقطع ہو جاوے اور جو کہ دن قیامت کا روز جزا کا ہو نہ اعمال کا یعنی جو دنیا میں کمال الہی کے میں خواہ نیک خواہ بد اُس دن بدلائم کا بیگناہ تو اُس وقت میں اللہ تعالیٰ نے اور کسی کو کسی طرح کا اختیار اور تصرف نہ دیا والا جزا اعمال کی متحقق ہو اور اسی نکتہ کے واسطے لفظ یوم الدین کا فرمایا یعنی دن جزا کا اور بجائے اُس کے لفظ یوم القیمہ یا یوم النعیم والنشور یا اور کوئی نامون قیامت کے سے ذکر نہ کیا تاکہ وجہ خدیویت باوٹا بہت اور مالک ہونے اسکے کی اُس دن میں اور نہ خاص ہونے بادشاہت اور ملکیت کے غیر اس دن میں ظاہر ہو دی اور بھی جانا چاہئے کہ جناب باری عز اسمہ نے پہلے حمد کو ساتھ اسم ذات کے متعلق فرما کر پیچھے اسکے تین صفتیں علی الترتیب ذکر فرمائی۔ پہلی صفت ربوبیت کی دوسری صفت رحمت کی تیسری صفت جزا کی اور اسطرح کی ذکر کرنے میں ایک نکتہ باریک ہو اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں جو کوئی دج اور ثنا کسی کی کرتا ہے تبین طور سے خالی نہیں یا یہ کہ زمانہ سابق میں ملک پروردہ اسکا تھا اور اُس حمد و ج نے اس دج کے اوپر لعان کیا تھا گو فی الحال اسکو اُس شخص سے کچھ نفع نہیں اور نہ آئندہ کو توقع فائدہ کی اُس سے رکھتا ہو یا بالفعل اسکو اُس سے فائدہ ہو گو زمانہ گزرے ہوئے میں کسی طرح کا فائدہ نہ تھا اور نہ آئندہ کو ہو یا یہ کہ فقط توقع نفع کی رکھتا ہو گو بیچ زمانہ گزرے ہوئے اور حال کے کسی طرح کا نفع نہیں ہو اور یہ تینوں چیزیں دیباہی اور دین داری میں بھی آزمائی گئی ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں پس بیچ لانے ان تینوں صفت کے اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہو کہ جو بندے راہ مروت کی اختیار کریں اور اپنے خالق کی حمد بلحاظ نعمتوں پہلی کے کہ انکے تین حمد طاعتیں کریں ہی ہو سکتا ہو کہ میں صفت ربوبیت کی رکھتا ہوں اور نعمتیں بے شمار انکی اور میری طرف سے ہیں اور جو نظر اور پران نعمتوں کے کریں کہ فی الحال موجود ہیں بھی ممکن ہے کہ رحمت اور رحیم ہوں میں اور اگر طریق دور اندیشی کا اختیار کریں بھی لائق اسکے ہوں میں کہ کارخانہ جزا کا میری طرف رجوع کرے گا بہر کیف لائق حمد اور ثنا کا ہوں میں اَیَالَاکَ نَعْبُدُ اس سے پہلے کہ بندہ مشغول ساتھ ثنا اور صفت اسکی کے تھا اُس سے غائب تھا اس واسطے کہ نظر اسکی طرف

نعمتون اُسکی کے اور طرف دوسری اشیاء دن کے کہ جائے ورنہ نعمتون اُسکی کے بہن بھی متوجہ تھی مگر
 ہر گاہ کہ صفتیں بڑی بڑی یعنی پرورش کرنی تمام جہان والوں کی اور رحمت انہر اللہ تعالیٰ کی تیرین
 میں ذکر کی توجہ بندہ کا طرف معبود اپنے کے بڑھتا گیا یہاں تک کہ جو وقت صفت پچھلی یعنی مالک ہونا سب سے پہلے
 دن قیامت کے واسطے اُسکے ثابت کیا کمال توجہ اُسکی ذات کی طرف ہو گئی اور رتبہ حضور صلی کا حاصل ہوا
 سو چار ایک نغمہ ساتھ صیغہ خطاب کے اُسکی زبان سے نکلا یعنی خاص تیری بندگی کرنا ہوں میں
 اور جیسا کہ شخص حاضر کے ساتھ کلام کرتے ہیں ویسے ہی اللہ تعالیٰ کو اس جگہ مخاطب کیا جو کہ ذکر عبادت کا
 آیا چاہئے کہ حقیقت عبادت کی بیان کی جاوے عبادت یہ ہو کہ نہایت درجہ تعظیم کا کہ بڑھ کر اُس سے تعظیم نہو
 بجا لادے اور عبادت شرع شریف میں کئی اقسام ہیں بعض عبادت ظاہر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور
 بعض ساتھ باطن کے وہ کہ ظاہر کے ساتھ علاقہ رکھتی ہیں عبادت زبان کی ہو اور وہ یاد کرنا اور
 پڑھنا قرآن کا اور تسبیح اور تہلیل اور اقرعہ عین پر طبعی اور دعا کرنا اور عبادت آنکھوں کی ہو اور وہ
 دیکھنا اُن چیزوں کا کہ خیر میں ہیں مثلاً کعبہ شریفہ کے اور قرآن مجید کے اور دیکھنا صلی کا مثل انبیاء
 علیہم السلام اور اولیاضی اللہ عنہم اور زیارت کرنی قبروں شہیدوں اور صالحین کی کہ ان لوگوں نے
 جان اپنی کو درمیان راہ خدا کے خچ کیا ہو اور عمر اپنی بیچ یاد اُسکی کے گزاری ہو اور ایسے ہی دیکھنا اور مخلوق
 جیسے کہ آسمان اور ستارہ اور دریا اور کشتی اور سوانے مگر اس جہت سے کہ قدرت اللہ تعالیٰ کی انہیں نظر
 آتی ہو اور حکمت اُسکی معلوم ہوتی ہو اور عبادت کا نوکلی ہو اور وہ سننا کلام اللہ کا اور سننا ذکر کا اور ایسے
 ہی سننا اُن چیزوں کا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی اُن چیزوں سے بڑھتی ہے اور شوق بندگی کا اُن چیزوں
 کے لئے ہے اُٹھتا ہو اور عبادت ہاتھ پاؤں کی ہو اور وہ لکھنا قرآن کا اور لکھنا اُسکے ناموں کا اور
 جانا مسجد کی طرف اور جانا حج کی واسطے اور ایسے ہی جانا واسطے زیارت صالحین کے اور واسطے جہاد
 دشمنان خدا کے اور جانا واسطے کارروائی حاجت مندوں کے۔ اور وہ عبادت کہ علاقہ باطن کے ساتھ
 رکھتی ہو پس منجملہ اُسکی عبادت عقل کی ہو اور وہ فکر کرنا بیچ نشانیوں اُسکی کے اور بیچ معنی قرآن کے اور
 بیچ حکم شریعت کے اور عبادت نفس کی ہو اور وہ صبر کرنا اور چھوڑ دینے مرغوب چیزوں کے اللہ کا حکم کہ واسطے
 مثل روزہ کی اور اعکاف کی اور صبر کرنا اور مصیبتوں کے اور چھوڑنا اور بلا کا وقت مصیبت کے اور وہ
 اپنی تین حرام چیزوں سے اور گناہوں کی باتوں سے اور عبادت عقل کی ہو اور وہ محبت کرنی ساتھ دونوں اُسکے

اور دشمنی رکھنی ساتھ دشمنوں اسکے کے اور امید رکھنی ثواب اسکے کی اور ڈرنا عذاب اسکے سے اور عبادت
 روح کی ہو اور وہ کوشش کرنی بیچ مشاہدہ اسکے اور آرام اور لذت پانی مراقبہ اسکے سے اور عبادت سر کی ہو اور وہ بیچ
 ڈوبار ہونا بیچ معرفت اسکے اور بعضی عبادت مال کے ساتھ علاقہ رکھتی ہو اور وہ زکوٰۃ اور صدقہ اور خیرات ہے
 و علیٰ ہذا القیاس اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عبادت حقیقت میں مخل کرنا ہے تمام اعضا اور قوتیں ظاہر اور باطن کی
 بیچ راہ اسکے اور بیچ مہضیات اسکے **وَاِذَا كُنْتَ تُجَاوِزُ** یعنی تجھی ہی سے مدچاہتے ہیں ہم اس لفظ
 کو واسطے ذکر کیا تاکہ لفظ لعبد کی سی کہ اس میں نسبت عبادت کی اپنی طرف کی ہو خود پسندی پیدا نہ ہو پس گویا
 بندہ کہتا ہو کہ عبادت تیری بغیر چاہتے مد کے تیری ساتھ نہیں ہو سکتی اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہو کہ درمیان اس
 عالم کے تین قسم کے آدمی ہیں ایک جبر یہ ہیں کہتے ہیں کہ کسی طرح کا ہم اختیار نہیں رکھتے اور مانند تھوڑے لکڑی
 کے بلا اختیار حرکتیں ہم سے سرزد ہوتی ہیں دوسرے قدر یہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ بالکل ہم کو اختیار حاصل ہو اور جو
 حرکت اور فعل ہم سے صادر ہوتا ہو اسکے پیدا کرنے والے ہم ہیں اور یہ دونوں گروہ مردود ہیں اس واسطے کہ پہلا فرقہ تمام امور
 شرعیہ اور تکلیفات کو باطل کرتا ہو اور فرقہ دوسرا دعویٰ شرکت کا ساتھ خالق اپنے کے کرتا ہو پس یہ دونوں لفظ واسطے
 رد کرنے عقیدہ ان دونوں فرقوں کے لئے ہیں ایسا کہ عبید میں رد ہی عقیدہ جبر یوں کا اور دایا کہ مستعین ہیں رد ہی
 عقیدہ قدر یوں کا اور راہ راست نصیب فرقہ تیسرے کے ہو اور وہ فرقہ سینوں کا ہو دہکتے ہیں کہ بندگی ہم کرتے ہیں اور ہم
 توفیق تجھ سے چاہتے ہیں یعنی ہم نہ بالکل بے اختیار ہیں مادہ بالکل اختیار رکھتے ہیں اور اہل باطن نے کہا ہو کہ مستعین
 اس جگہ ساتھ معنی طلب عون یعنی طلب مدد کی نہیں بلکہ معنی طلب معائنہ کی ہو یعنی عبادت طرف ہماری سے ہو اور
 مرتبہ معائنہ کا دنیا اور عین الیقین کو پہنچانا کام تیرا ہو شیخ سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک روز بیچ نماز مغرب کے
 اقامت کرتے تھے جس وقت کہ ایک لعبد وایا کہ مستعین زبان سے نکلا یہ ہوش ہو کر گر پڑے جب
 ہوش میں آئے لوگوں نے کہا اے شیخ کیا ہوا تھا۔ جواب دیا کہ جس وقت ایا کہ مستعین میں نے
 کہا خوف میرے دل پر غالب ہوا کہ میرے تئیں کہ میں اے جھوٹے کس واسطے طلب سے دوا
 طلب کرتا ہے اور امیر سے روزی اور بادشاہ سے مدد چاہتا ہے تو اسی واسطے بعضے علمائے
 فرمایا ہے کہ آدمی کو چاہئے کہ اپنے دل میں نادوم اور شرمندہ ہو کہ پانچ مرتبہ روبرو پردہ دار
 اپنے کے کھڑا ہو کر جھوٹا لون لیکن اس جگہ ایک امر جاننا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ مطلق
 استعانت غیر سے حرام نہیں بلکہ اس طرح حرام ہے کہ استعانت چاہئے والا اسی شخص پر ہو جو سا

کرے اور یہ سمجھے کہ حاجت و راضیہ تعالیٰ ہی اور یہ شخص سب ظاہری ہی اور اگر ایسا اعتقاد کرے مستقامت ساتھ بخیر
 کرے اور اگر غیر کہ مظہر عن الہی کا سمجھے سو ایسی مستقامت شروع میں جائز اور روا ہی اور انبیا اور اولیائے بھی اس طرح
 کی مستقامت ساتھ بخیر کرے کی ہی اور حقیقت میں ایسی مستقامت استقامت بالغہ نہیں بلکہ مستقامت خدا کے ساتھ ہے
 لا اھدٰی الا للذین رحم اللہ المستقیم دکھلائے گا کہ یہ بھی جانا چاہئے کہ اگرچہ آدمی بیچ بعض کے راہ راست پر ہوا کہ اس پر
 بھی اُسکے تئیں طلب کرنا راہ راست کا ضرور ہی اس واسطے کہ راہ راست کے مراتب مختلف ہیں ایک دوسرے سے کلام
 زیادہ ہیں اور بعض اعلیٰ میں ہیں جو کہ صاحب مرتبہ اعلیٰ کا یہ وہ طلب کرنے والا مرتبہ اعلیٰ کا ہی
 اور جو اعلیٰ پہل پہل ہو پس اُس اعلیٰ سے جو اعلیٰ ہو گا اُسکو طلب کرے گا دلی ہذا التیاس اور مستقامت اور رستی
 راہ کی کوئی اعتبار سے ہوا اول باعتبار نزدیک ہونے کے کہ جو راہ نزدیک ہو بہ نسبت راہ دور کے راہ راست ہی اور دوسرے باعتبار
 صفائی کے کہ ایک رستہ صاف پتھر اور مٹی اور کانٹے وغیرہ سے ہی اور دوسرا خلاف اسکے پس صاف رستہ کو راہ راست کہنے
 اسی جہت سے کسی قائل نے کہا ہر ع راہ راست برد اگرچہ دور است دیکھتے ہیں اس کے کہ ایک راہ میں امن
 و آفاق سے اور درندوں سے اور آؤر تکلیف کی چیزوں سے مثل نہ ملنا آپ ددانہ کا اور سو اس کے کسی طرح کی خرابی ہو
 ایسا راستہ راست ہی بہ نسبت اُس راستہ کے کہ ایسا ہو اور مستقامت راہ کی بیون طرح سے واسطے ہو چکے طرف طلب
 کے شرط ہی پس جو کوئی راہ راست پر باعتبار ایک معنی کے ہو اسکے تئیں لازم ہو کہ باعتبار دو معنی دوسروں کے بھی
 راہ راست طلب کرے تفصیل اس اجمال کی کہ اس سے شالین نزدیک اور دوری اور صفائی وغیرہ راہ کی واضح ہو
 یہ ہی کہ واسطے حاصل ہونے معرفت الہی کے بھی راہ میں مختلف ہیں ایک راہ توجہ کا ساتھ وجہ خاص کے اور دوسرا
 علاقات نفسانیہ کا ساتھ ذکر کے اور مشرق ہونا بیچ مشاہدہ کے اور یہ راہ قریب ہی راہ عبادت اور فکر کرنے سے
 بیچ نشانیوں کے کہ پھیلی ہوئیں ہیں بیچ عالم ارواح اور اجسام کے اور راہ اتباع شریعت کا زیادہ امن رکھتا ہو شخص
 توجہ سے ساتھ وجہ خاص کے اور راہ شریعت کا کہ ہر طرح اُس میں اللہ تعالیٰ نے آسانی اور تخفیف کر دی ہو صاف
 زیادہ ہی راہ رہبانیت کی ہے کہ انواع النواع مشقتیں اور تکلیفیں بیجا بعضی پیدیں اختیار کرتے ہیں اور مشقت
 کی اور بھی تین قسم ہیں ایک استقامت اقوال کی دوسرے استقامت افعال کی تیسرے استقامت احوال کی اور جو کہ
 صاحب ایک استقامت کا ہر یعنی ایک قسم کی استقامت اُسکو حاصل ہو اسکے تئیں طلب کرنا وہ استقامت اور کا بھی ضرور ہے
 پس ثابت ہوا کہ طلب کرنی راہ راست کی خواہ مشدی ہو خواہ منتہی خواہ متوسط چارہ نہیں سو اسطے کہ مرتبے اسکے بہت ہیں بلکہ
 غیر متناہی سو جو مرتبہ رستی کا اُسکو حاصل ہو گا فوق اسکے مرتبہ دوسرا ہو اسی واسطے تعلیم ہندوں کو کیا کہ باوجود

اس دعا کو وقت مناجات کے پڑھیں اور استقامت میں میانہ روی اور ترک کمی اور بیشی کا ہر اہر میں خوب ہی مشغول
 میانہ روی عقیدہ میں یعنی نہ مبالغہ تشبیہ میں کرے کہ ذات باری کو مانند مخلوقات کے سمجھے چنانچہ منتکمن ہر کسی مکان
 میں اور متوجہ ہر ماطرف کسی جہت کے اور محتاج ہر ماطرف اسباب کے ثابت کرے اور یہ مذہب باطل اور اس کے راہ تفریط
 یعنی گھٹا دینا حد سے اعتبار کیا اور نہ مبالغہ تنزیہ میں کرے کہ سطح پاک اور منزہ اسکا ثابت کرے کہ بالکل اسکی ذات کو
 بیکار قرار دے اور یہ مذہب بھی باطل ہے اور اس میں افراط ہے اور حد سے بڑھنا و علی ہذا القیاس اور عقاید میں اور میانہ روی
 اخلاق میں یہ ہو کہ قوت لطفیہ یعنی جس قوت سے ادراک ہوتا ہو اسکو وہ افراط اور تفریط سے نگاہ رکھے اور افراط اسکی گناہ
 جہیزہ ہو کہ تیری طبیعت کی جدا اعتدال سے بڑھ جاوے اور تفریط اسکی گناہ عبادت اور بلاوت ہو کہ بالکل قابل فہم کے
 نہیں ہے اور ایسے ہی توہ تشبیہ کے تین مجوس سے بچاوے کہ افراط اسکا ہے اور محدود سے بھی لنگرے کہ تفریط اسکی ہے اور ایسے
 ہی قوت خصیہ کو تہورا اور جہن سے بچاوے تہورا افراط اس قوت کا ہے کہ کمال درجہ مبرا لگی کا ہو اور جہن کہ نامردانگی کو کہتے
 ہیں تفریط اسکا ہے اور اوڑھمال میں بھی میانہ روی مطلوب ہے اس کے واسطے کہ کثرت اعمال کی سبب نورانی ہونے درج اور اور
 لطائف کے ہے اور یہ تاثیر بدون ہیشگی عمل کے حاصل نہیں ہوتی اور ہیشگی اعمال کی سبب اختیار کرنے توسط کمال نہیں
 ہوتی اور جہت بندہ کو فرمایا کہ راہ راست کو طلب کرے لازم ہوا کہ ان شخصوں کا کہ سبب ان کے راہ راست طرف اوڑھنا ہو
 یونہیے اور افعال اور اقوال ان کے دیکھا اور سیکر راہ راست دوسری راہ سے جدا ہوا اور نہیں تو ہر کوئی مذہب باطل سے بھی دھوسے
 کر تا ہے کہ میں راہ راست پر ہوں میں چاہے کہ ایک جماعت اپنی ذہن میں مقرر کرے کہ اس جماعت سے راہ راست ظاہر ہو
 اسی واسطے راہ راست کو ساتھ اس طریق کے تعلیم فرمایا **صراط الذین انعمت علیہم** یعنی راہ ان لوگوں کی جن پر
 تو نے فضل کیا اور اس لفظ کی اور جگہ قرآن میں تفسیر فرمائی ہے ساتھ چار گروہ کے اور وہ یہ ہیں انبیاء اور صدیق اور شہداء اور
 صالحین اور ان چاروں کا بیان قریب آتا ہو پس معلوم ہوا کہ راہ راست راہ انہیں چاروں گروہ کی ہے اور بندے کے سبب
 چاہے کہ سچ وقت مناجات کے ساتھ یہ ورد گار اپنے کے ان چاروں گروہ کو اپنے ذہن میں حاضر رکھے اور راہ انہیں فرقوں
 کی طلب کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ بیچ قرآن مجید کے سورہ نسا میں فرمایا ہے ومن یطع اللہ ورسولہ فاولئک مع المرسلین اللہ
 علیہم من النعمان والصدیقین و الشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً یعنی جو کہ اطاعت خدا اور رسول کی بحال لاوے اور
 موافق فرمانے ان دونوں کے کام کرے پس وہ شخص ہمراہ ان لوگوں کے راہ میں چلے گا کہ انعام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اوپر لکھا
 اور وہ چار قسم کے لوگ ہیں انبیاء اور صدیق اور شہداء اور صالحین اور یہ گروہ اچھے رفیق ہیں پس بیچ ہذا اللہ اعطاک
 المستقیم کی طلب راہ حق کی ہو گئی اور بیچ صراط الذین انعمت علیہم کے طلب رفیق کی پائی گئی کہ الرفیق تم طریق یعنی

سخن خودی
 دینی کو کافرت
 شیعوں کو بدعت
 سنیوں کو بدعت
 مکرر خلاف
 نسخہ کے بھی
 مکرر کا
 لکھا

پہلے رفیق پیدا کرے پھر ارادہ راستہ کا کرے اور اسکو جاننا چاہئے کہ یہ چاروں گروہ آپس میں برابر نہیں بلکہ ایک
 دوسرے سے افضل ہیں پس چاہئے کہ عام مسلمین رفاقت صالحین کے طلب کریں اور صالحین رفاقت شہیدوں کے
 ڈھونڈیں اور صدیق رفاقت انبیاء کی اختیار کریں اور اگر کوئی عوام میں سے چاہئے کہ انبیاء کی رفاقت خواہش کرے
 تو اسکو چاہئے کہ اول رفاقت ان میں گروہ کی درجہ بند چھپا کر اسوقت انبیاء کی رفاقت حاصل ہوگی جیسا کہ کوئی رفاقت
 بادشاہ کی چاہے پہلے رفاقت جمہور کی اور اسکے باعث سے رفاقت رسالہ دار کی اور رسالہ دار کی رفاقت سے ایک بڑے
 امیر کی حاصل کرے بعد اسکے رفاقت بادشاہ کی ممکن ہو اس واسطے داخل موبایع سلسلہ اولیاء اللہ کے اور وسیلہ انکے ساتھ
 وصول نہ فرمادے بلکہ اصل اسلام کے متحسین ہوں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ اصل راہ بارگاہ الہی حضرات انبیاء علیہم السلام کو تعلیم
 ہوا اور انکو واسطے بے صدیقوں کو حاصل ہوا اور صدیقوں کی واسطے سے شہداء اور شہداء کی طرف سے صالحین کی پہنچا پس ضرور
 ہو کہ ان چاروں گروہ کی حقیقت سمجھے اور علی الترتیب یعنی پہلے انبیاء کی تعریف بعد اسکے ان مہزون کی معرفت حاصل کرے
 تاکہ طلب رفاقت کی اُن سے پیشتر ہو اس واسطے کہ جب تک شے معلوم نہ ہو طلب اسکی کیونکہ ہو سکے پس حقیقت نبی کی یہ ہو کہ نبی
 ایک انسان ہو اور ہر انسان میں دو طرح کی قوتیں ہیں ایک قوت کا نام نظریہ ہے اور یہ ایسی قوت ہو کہ اسکے ساتھ اشیا کا
 جاننا ہو سکتا ہو دوسری قوت عملیہ اور وہ ایسی قوت ہو کہ بسبب اسکے اعمال نیک اور بد اس کو صادر ہوتے ہیں پس نبی الیہ
 انسان ہو کہ اللہ تعالیٰ اسکے تئیں بلا واسطہ ترتیب بشری کی کامل فرماتا ہو اس طرح کہ تاثیر نور پاک کی پہنچ قوت نظریہ اسکے ایسی
 ہو جاتی ہو کہ غلطی اور شبہ اسکی معلومات میں راہ نہیں پاتا اور اسکی قوت عملیہ میں ایسا ملکہ پیدا کر دیتا ہو کہ اسکے اعمال نیک ساتھ
 کمال رغبت کے اُس سے ہونے لگتے ہیں اور بڑے کاموں سے نہایت نفرت سے بچا رہتا ہو اور جسوقت قوت بد اسکے کی کمال
 کو اور تجربہ عقل کا اتہا کہ پہنچتا ہو تب اسکو اللہ تعالیٰ طرف خلق کی بھیجتا ہو اور اسکے سچا ہونیکو واسطے مجھے اسکو عطا کرتا ہے
 اور مجھے انبیاء کی رفاقت جس کلام کی ہوتے ہیں جیسا کہ قرآن مجید اور بعضی جنس فعلوں کی مثل جاری کرنا یا ان کا انکیزاں اور
 ان معجزات کے اور نشانیاں عقلی بھی اسکو بخشتا ہو تاکہ خواص کے ایمان کی ترقی کا باعث ہوں جیسا کہ مجھے عوام کے
 ایمان کے ازدیاد کا سبب ہوتے ہیں اور نشانیاں عقلی کئی قسم پر ہوتے ہیں منجملہ انکے اخلاق اچھے اور بعض ان میں سے
 علوم سچے اور بعض اُن میں سے تقریر صاف جس سے تسلی حاصل ہوا اور دلیل ظاہر کہ ٹوٹ نہ سکے اور انہیں نشانیاں
 میں سے تاثیر انکی صحبت کی اور روشنی دل کی حاصل ہوتی ہو اور عوام لوگ اور کم استعداد انکے معجزات سے دلیل پکڑتے
 ہیں اور کامل آدمی ساتھ کمالات انکے کے دلیل پکڑتے ہیں خصوصاً جسوقت علاج بیماریوں روحانی کا اور کامل
 کرنا نفوس ناقصین کا اور ارتقا انوار کا اور ہمہ صحبتوں کے دیکھا جاتا ہو یقین قطعی ہر شخص کو کہ عقل رکھتا ہو ساتھ

نبوت انکی کے حاصل ہوتا ہو اور جانا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام دو قسم کی چیزیں بیان کرتے ہیں بعضے وقت میں ایسی چیزیں بیان کرتے ہیں کہ عقل بھی انکو مان لیتی ہو جیسا کہ وجود خدا تعالیٰ کا اور صفات کمال اُسکی اور بعض وقت اُن چیزوں کو ارشاد کرتے ہیں کہ صرف عقل معلوم نہیں کر سکتے جیسا کہ احکام روزہ کے بندوں کی اور بیان تفصیل ثواب اور عذاب کے اور پر کاموں نیک اور بد کے اور ایسا ہی بیان حال ان کاموں کا کہ کبھی اچھے ہو جاتے ہیں اور کبھی بُرے پس اگر معجزے اور نشانیاں عقلی ہمراہ نبیوں کے نہیں تو فقط عقل خصوصاً عقل عوام کی اُنکی بات کو قبول نہ کرے اور فائدہ نبوت کا حاصل نہ ہو اور ہر گاہ کہ معنی نبی کے معلوم ہو چکے آباغضی صدیق کے چاہئے جانا صدیق وہ ہو کہ قوت نظریہ اُسکی مثل قوت نظریہ انبیاء کی کامل ہوتی ہو اور ابتدائی عمر سے جھوٹ بولنے اور دورنگی بات سے دور رہے اور بیچ امردین کے خاص خدا کے واسطے کوشش کرے کہ ہرگز خواہش نفس کو دخل نہ ہو اور نشانیاں صدیق کی یہ ہیں کہ بیچ ارادہ اپنے کے تردد نہیں کرتا ہو اور بیچ نماز کے اگرچہ کوئی حادثہ سخت پیش آوے یا مین اور دائیں توجہ نہ کرے اور ظاہر اور باطن ایک سا ہو اور کسی کے تمہین سخت نہ کرے اور علم تعبیر خواب کا جانے اور شہید وہ ہو کہ دل اُسکا بیچ مشاہدے تجلیات الہی کے مستغرق ہو اور جو کچھ انبیاء و ائمہ اُسکو پڑھایا ہو اسطرح دل اُسکا اُسکو قبول کرے کہ گویا دیکھتا ہو اسی واسطے جان دنیا بیچ امردین کے نزدیک اُسکے آسان کام ہوتا ہو اگرچہ ظاہر میں مقبول نہ ہو اور قوت علمیہ قریب قوت انبیاء و ائمہ علیہم السلام کے ہو اور صلہ وہ ہو کہ دونوں قوتیں اُسکی مرتبہ کمال انبیاء کے سے کمتر ہوتی ہیں لیکن بسبب کمال متابعت کے ظاہر اپنے کو گناہوں سے پاک کرتا ہو اور باطن اپنے کو عقائد فاسدہ اور اخلاق بدوں سے دور رکھتا ہو اور یاد حق کی اُسکے اندر ایسی سما جاتی ہو کہ گنجائش دوسری چیز کی اُس میں نہ رہے اور لفظ دل کا اگرچہ شامل ان تینوں گروہوں میں لیکن اکثر اہل صحاح میں کے بولا جاتا ہو اور جو علامتیں اور نشانیاں مشترک ہیں اور ان چاروں گروہ میں پائی جاتی ہیں وہ یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ اُنکو دوست رکھتا ہو اور ضامن بزرگ اُنکے کار ہوتا ہو اس طرح سے کہ سب آدمیوں سے ممتاز رہتے ہیں اور دشمنوں اپنے سے اُنکو محفوظ رکھتا ہو اور بیچ سفر کے ہمراہ اُنکے رہتا ہو اور اُنکے متین ایسی عزت دیتا ہو کہ بسبب اُس عزت کے بیچ خدمت بادشاہوں اور امیروں کے راضی نہیں ہوتے اور ہمت اُنکی ایسی بلند کر دیتا ہو کہ ہرگز ساتھ آلودگی نجاستوں دنیا کے راضی نہیں ہوتے اور سینے اُنکے اسطرح کھول دیتا ہو کہ بسبب پہنچنے غصتوں دنیا اور مصیبتوں کے اور مرنے قیروں کے سے تنگ دل نہیں ہوتے ہیں اور اُنکی ہیبت ایسی ہوتی ہو کہ سرکش لوگ اور بُرے متکبروں کے دل میں بھی اثر کر جاتی ہو اور برکتیں بیچ کلام اور دم اُنکے کے اور بیچ کاموں اور کانون اور بیچ ہم صحبتوں اور اولاد اور نسل اُنکے کے اور بیچ

زیارت کرنے والوں کے لئے ہے درپے لگا کر تہ اور نزدیک اپنے لئے تین مرتبہ اور عزت بخشتا ہو کہ دعا کی قبول ہوتی
 ہو تاکہ جو شخص کسی حاجت میں ساتھ اُنکے وسیلہ و صفوئے حاجت اسکی روا ہو جاتی ہو اور چونکہ اسجگہ ایک شہبہ وارد
 ہوتا ہے کہ سبب اسکے صراطِ مستقیم ساتھ غیر صراطِ مستقیم کے مل جاتا ہے اور جدائی حاصل نہیں ہوتی ہے تفصیل اسکی یہ ہے
 کہ بعض فرقہ اپنے تئیں طرف ایک کے ان چاروں گروہ سے کہ صاحب طریق مستقیم کے ہیں نسبت کرتے ہیں اور اپنے تئیں
 تابعِ اردن اُس بزرگ میں سے سمجھتے ہیں اور حقیقت میں اسکے تابع اور نہیں بلکہ اسکا راستہ چھوڑ کر راہِ شیطانی میں
 پھنسے ہیں پس سبب اس دعوے جو ٹھکے اور نسبت کے عام آدمیوں کو اُنکا الٹا راستہ سیدھا دکھائی دیتا ہے جیسے یہود
 اور نصاریٰ کہ اپنے تئیں تابع اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا جانتے ہیں اور واقع میں یہ لوگ ان نبیوں کی راہ سے
 ایک طرف اور دوسرے میں ہیں اور اس امت میں فرقہ رافضیوں کا کہ دعویٰ محبت اہل بیت رکھتے ہیں اور اپنے تئیں
 اُنکی طرف نسبت دیتے ہیں اور حقیقت میں عقائد و اعمال اُنکے ان میں موجود نہیں بلکہ سراسر مخالف ہیں اور ایسی ہی
 دوسری راہیں ہیں اور اُن میں سے کہ نسبت اپنے طرف طریقہ سہروردیہ اور قادریہ اور حشمتیہ کے کرتے ہیں اور
 بالکل اعمال اور اشتغال ان طریقہ والوں کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتے پس واسطے دور کرنے اس شہبہ کے عبارت
 دوسری لایا اور فرمایا **غیر الغضب علیکم ولا الضالین** یعنی نہ راہ اُن لوگوں کی کہ غصہ خدا کا اور اُنکے ہی
 اور نہ گمراہوں کی گویا بیچ اس آیت کے تعلیم ہے اس امر کی کہ بیچ طلب کرنے راہ مستقیم کے احتیاط کرنی چاہئے اور راہ اُن
 لوگوں کی جو گمراہ ہیں اور جن پر غصہ خدا کا ہے راہ مستقیم چھوڑنا چاہئے اگرچہ وہ لوگ اپنے تئیں جانیں کہ ہم راستے سیدھے
 پر ہیں اور آپ کو نبیوں اور ولیوں کی طرف نسبت کریں بلکہ وقت و مکان کے ایسے راستے سے بچنا دل میں ٹھہرا چاہئے اور
 غصہ ایک حالت کا نام ہے کہ آدمی میں ہوتی ہو اور سبب اسکے خون دل کا جوش کرنا ہو اور روح حیوانی واسطے دور کرنے
 مخالف طبیعت کے اور مغلوب کرنے اسکے کے اندر کی طرف سے باہر نکلتی ہو اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے حق میں محالات سے
 ہے سو اسجگہ کہ لفظ غصہ کا اسکی طرف نسبت ہو اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن شخصوں سے حسابِ حکمت کے غائب
 کرتے تاکہ اپنے مقصود کو نہ پہنچیں اور منشا غصہ کا اُنکے اوپر ناشکری نعمتوں کی ہو اور اثر اسکا لعنت اور مذمت ہے
 اور مقابل غصہ کے رضا ہو کہ رضا منہ ہونا اللہ کا یہ ہے کہ اسبابِ حکمت کے ساتھ نہایت درجے کے مہیا کرے اور باعث
 اسکا شکر ہو اور اثر اسکا ثنا اور عطا ہے یعنی جو شخص شکر خدا کا کرے اللہ کا انفضل اُس پر زیادہ ہوتا ہے اور ضلالت
 اختیار کرنا ایسے راستہ کا ہے کہ طرفِ مطلب کے نہ پہنچا دے اور سبب اختیار کرنے ایسے رستہ کا کبھی غفلت ہوتی ہو کہ
 ظاہر کی لذتوں کو آدمی اختیار کر لیتا ہو اور باطن کی لذتوں کو چھوڑ دیتا ہو اسی واسطے کہ نزدیک کھیلنا اور شہادت

سے بہتر ہے کہ وہ باوثاقیت کے مرتبہ سے پیچھے ہو کر کسی سبب یہ ہوتا ہو کہ نفس سبب شہید اور غلطی فہم کی اپنی خواہش
 کے موافق کام کرتا ہو جیسا کہ کہتے ہیں نقد بہتر ہے اور دھار سے پس نفس امارہ دنیا کو نقد سمجھتا ہو اور آخرت کو اور دھار
 اور واقع میں یہ اسکی کج فہمی ہو اس واسطے کہ دس روپیہ اور دھار کہ ان کے بننے میں کسی طرح کا شہید ہو ایک روپیہ نقد
 سے بہتر ہے اور معاملہ آخرت میں انبیاء و اولیاء و اولیاء کو کسی طرح کا شہید نہیں اسی واسطے کہ لوگ دنیا کی
 لذتوں کو چھوڑ کر عبادت سے اور ریاضتیں اندر کرتے ہیں کہ تھے میں کہ یقین جلتے ہیں کہ ہمارے عہدوں کا آخرت میں
 بلا زیادہ ان سے لیگا اور اگر نا فہم لوگ کہنے لگیں کہ ہم کو اس بات کا یقین نہیں سوائے سے کہ ہیں گے کہ نگو پیروی
 انبیاء و اولیاء و اولیاء کی لازم ہو اگرچہ ہم کو شک ہو جیسا کہ مریض دوا کو تلخ جانتا ہو اور شفا ہونے میں اسکو شک ہو
 لیکن اسکو پیروی طبیب کی ضرور ہو اور کبھی سبب یہ ہوتا ہو کہ خواہش نفس کی دل پر غالب ہو جاتی ہو اور ایسا غلبہ
 ہو جاتا ہو کہ نیک عمل کرنے سے دل اسکا تنگ ہو نہ لگتا ہو اور عمل بد کرنے میں طبیعت اسکی گھلتی ہو اور خوش ہوتی ہے
 اور یہ بیماری نہایت خوفناک ہو اسواسطے کہ جو کتنی مدت اسی حال پر رہیگا حدیث میں کہ ہو چا دیگا اور دین کے معنی غلبہ
 میں جیسا کہ کلام اللہ میں آیا ہو۔ کلا بل ان علی قلوب ہم کا نوا کیسوں۔ بعد اسکے غنا وہ کی نوبت ہو پیچیدگی اور غنا
 کے معنی پردہ کے ہیں پھر نوبت طبع کی پھر نوبت ختم کی اور طبع و ختم کی معنی مہر کے ہیں پھر نوبت قفل کی ہو پختی ہو چنانچہ کلام
 غلوب انضالہا کلام اللہ میں مذکور ہو بعد اسکے نوبت موت قلب کی ہو کہ بعد اسکے نہ آئیں اسکو نفع دیتی ہیں اور نہ دے
 والوں کی بات تاثیر کرتی ہو فس حدیث شریف میں آیا ہو مسلمان جو موت گناہ کرتا ہو پس ایک نقطہ سیاہ بیچ دل
 اسکے کے ہو جاتا ہو پس اگر توبہ کر لیتا ہو صاف ہو جاتا ہو دل اسکا اُس سیاہی سے اور اگر توبہ نہیں کرتا اور پھر گناہ کرتا
 ہو تو وہ سیاہی دل کی بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام دل کو گھیر لیتی ہے جیسا کہ بعضی احادیث میں آیا ہو اؤ افسد
 فسد الجسد یعنی جب فاسد ہو دل فاسد ہو تمام بدن اور جب حال گناہ مومن کا یہ ہو پس حال کافر کا کیا ہوگا اور
 ہر اؤ ختم اور طبع اور اغفال اور غنا وہ سے کہ کلام مجید میں ذکر اُٹھایا ہو یہی سیاہی دل کی اور نہ تاثیر ہونی اچھی
 بات کی اُس میں مراد ہو اور حیرت معلوم ہو کہ سبب اختیار کرنے رستہ گمراہی کے ایسے نقصان حاصل ہوتے
 ہیں پس اگر راہ راست اختیار کریں کہ باوجود خواہش نفس کے خلاف شرع امور کی طرف بجاوین اور صبر اور پیکار
 کریں تو سبب اسکے دل اٹکا کھل جائے گا بعد اسکے دل اُن کا قابل آزمائش تقویٰ کا ہو جائیگا اور پھر مرتبہ
 سکینت آجائے کہ اُنکے دلوں کو اللہ کے ذکر سے آرام اور کیفیت آنے لگے اور جب یہ مرتبہ نہایت کو پہنچتا ہو
 عصمت حاصل ہو جاتی ہو اور دو نقطہ یعنی غیر المعصوب علیہم اور دلا الفضالین۔ ذکر کئے اور ایک لفظ پر

کنایت نکی باوجودیکہ معنی ان دونوں لغظوں کو قریب قریب تھے اس واسطے اس جگہ مراد دونوں سے جدی جدی ہو الم غضوب
 علیہم سے مراد لوگ مراد مین کہ کفر اختیار کر کے مخالف راہ حق کی کی اور ویرہ دو دانستہ انکار حکمون الہی کا کیا اور یا جانکر
 گناہ کی باتیں کرین جیسا کہ یہود کہنے حق میں مذکور ہو والذین آتینا ہم الکتاب یعرفونہ مکالم یعرفون انہا ہم وان
 فریقنا ہم لیکتمون الحق وہم یعلمون اور دوسری جگہ فرمایا ہو ولقد علموا لمن اشترب من الاخرۃ من مخلق
 اور اور جگہ فرمایا ہو ولا تلبسوا الحق بالباطل ولتکتموا الحق وانتم تعلمون اور ضالین سے مراد وہ لوگ مین کہ اپنے
 بزرگوں کی پیروی کر کے راہ باطل اختیار کی اور انکے راستہ پر چلے یا بسبب کوتاہی فکر اور فہم کے مگر اسی اختیار کی
 جیسا کہ نصاریٰ کہ انکے حق میں آیا ہو اضلوا کثیرا اضلوا عن سوار السبیل یا بسبب اس کے مگر اسی اختیار کی کہ اللہ ضرور ہو
 بخش دیگا اور گناہ ہمارے معاف کرے گی یا اس طرح انکی مگر اسی ہو کہ عبادت کا محل اور وقت نہ ہو اور اسکو عبادت سمجھے جیسا
 کہ شراب پانی اس شخص کو کہ بسبب خمار کے بیتاب اور بے قرار ہو وعلیٰ ہذا القیاس مشہور ہے کہ الم غضوب علیہم سے مراد
 یہود مین جیسا کہ کلام اللہ میں آیا ہو من لعنہ اللہ و غضب علیہ اور ضالون شجر اور نصاریٰ مین واسطے اس آیت کے کہ قریب
 ذکر ہو چکی اور بعضوں نے کہا کہ خاص کر ان دونوں لغظوں کا ساتھ ان دونوں گروہ کے قول ضعیف ہو اس واسطے کہ جو لوگ
 خدا کے یا مشترک مین یہود نصاریٰ سے بھی اجنب مین انکو دین سے احتراز کرنا ضرور ہو بلکہ اولیٰ یہ کہ الم غضوب علیہم
 مراد وہ لوگ مین کہ اعمال ظاہرہ مین خطا کرتے مین اور وہ فاسقون مین اور ضالون سے مراد وہ لوگ مین کہ خطا اعتقاد
 مین رکھتے مین اور یہ بھی ہو سکتا ہو کہ الم غضوب علیہم سے مراد کفار مین اور ضالون سے مراد منافقین مین جب سورۃ فتح
 کی تفسیر سے فراغت پائی تو ضروری معلوم ہو کہ کچھ لطائف و نکات جو اس سورۃ اور بسم اللہ سے متعلق مین رکھنے
 جاویں۔ ماننا چاہئے کہ علم طیفون اور نکتون کلام مجید کا بے نہایت ہو اور ہمیشہ بڑھتا رہتا ہو اور سب ترقی کا یہ ہو کہ
 ہر صاحب فن کا موافق حوصلہ اور استعداد اپنی کے جو باتیں اوس فن کی مین کلام اللہ سے نکالتا ہو اور سلسلہ اہل کمال کا
 قیامت تک رہیگا پس پورا پورا بیان اس علم کا چ دنیا کے ممکن نہیں اس واسطے بیان اس علم کا اس تفسیر مین نہیں
 کیا گیا مگر یہیچ اس سورہ کے تھوڑا سا بطور نمونہ کے ذکر کیا جاتا ہو معلوم ہو کہ نکتے اس سورہ کی دو قسم کی مین بعضے نکتے ایسے
 مین کہ ہر ہر آیت کے ساتھ علیحدہ علیحدہ تعلق رکھتے مین اور بعضے ایسے مین کہ تمام سورہ کے ساتھ تعلق رکھتے مین پس
 پہلی قسم مین جو نکتے کہ تعلق ساتھ بسم اللہ کے رکھتے مین یہ مین کہ تمام علوم جہان کے چارون کتاب آسمانی مین جو
 مین اور چارون کتاب کے علوم کلام مجید مین مندرج مین اور سب علوم کلام اللہ کے سورہ فاتحہ مین پائے جاتے مین
 اور علوم سورہ فاتحہ کے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اندر مین اور علوم بسم اللہ کے فقط اندر حرف بے کے کہ بسم اللہ کے

بیان ان نکات کا کلام اللہ کی سائنہ تفسیر مین

سر پر رکھتے ہوئے مین توضیح اس مذکور کی یہ ہو کہ مقصود سب علموں سے وصل ہو جانے کا ساتھ ذات پاک باری
 کے ہو اور ہر گاہ کہ بندہ سچ کمال نقصان کے ہو اور نجاستوں بشریت میں الودہ ہو اور ذات اللہ تعالیٰ کی نہایت کمال اور
 پاکیزگی میں پس طرف ذات اسکیکے پہنچنا ممکن نہیں مگر اسطرح سے کہ اس کے ناموں کو یاد کرے اور اس کے نام سے چپٹا ہو اور
 ایسا اسکی یاد میں مشغول اور مستغرق ہو کہ آپ کو فنا کرے اور اس درجہ کو پہنچ جائے کہ ذکر اور ذکر نہ والا اور ذکر کیا گیا ایک
 ہو جاوے اور دوی درمیان سے اٹھے اور یہ اتصال نظائے کے معنی ہیں کہ نحو میں بالصاق کے کہتے ہیں اور اس کے معنی
 چپٹا دینے کے ہیں اور معلوم رہے کہ لڑکوں کو وقت تعلیم کے الف بے شروع کر داتے ہیں اور کلام محمد کا شروع حرف
 بے کے ساتھ کیا سبب اسکا یہ ہو کہ الف میں ہندی اور پڑائی پائی جاتی ہے اس واسطے محل نظر رحمت الہی کا ہوا۔ اور بے
 میں انکسار اور پستی پائی گئی ہو اس جہت سے قبول بارگاہ الہی کی ہوئی اور جانا چاہئے کہ بادشاہ اور امیر جو وقت
 کوئی چیز دل پسند اپنی خرید کرتے ہیں اور اس کے مہر کر دیتے ہیں تاکہ ارادہ چورون کا اس کے چورنے سے ہٹ جاوے اور
 ایسے ہی جو کسی حاور کو صطبل خاص بادشاہی میں داخل کرتے ہیں اس کے آپد داغ لگا دیتے ہیں تاکہ کوئی چور اور قراق
 اس کے لینے کا ارادہ کرے۔ پس بندہ جو وقت کوئی کام نیک اور عبادت شروع کرے چاہئے کہ اسکو مہر خدا تعالیٰ کے نیچے
 داخل کرے اور داغ اوپر اس کے لگاوے اور وہ مہر مضمون بسم اللہ الرحمن الرحیم کی ہو کہ جو وقت بسم اللہ کے ساتھ
 اس کام کو شروع کیا تو لائق مقبولیت کے ہو گیا اور شیطان کے تصرف سے بچ رہا کہتے ہیں کہ جو وقت حضرت نوح
 علی نبینا وعلیہ السلام شقی پر سوار ہوئے اور ڈوبنے اس کے سے ہر اسان تھے پس واسطے نجات پانے کے ڈوبنے سے یہ الفاظ
 کہے بسم اللہ حجر بہا و مر سہا کشتی اکی ڈوبنے سے بچ گئی غور کرنا چاہئے کہ ادھی بسم اللہ کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی
 کشتی ڈوبنے سے بچ گئی جو شخص کہ تمام بسم اللہ کو عمر بھر نہ سچ شروع ہر کار کے پڑھتا رہے کیونکہ محروم اسکی
 عنایت سے رہیگا کہتے ہیں کہ ایک عارف باللہ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھوا کر وصیت کی تھی کہ اسکو کفن
 میرے میں رکھ دو مجھ کو آدمیوں نے سبب اس کا اس سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ سنا ہو میں نے کوئی فقیر
 اوپر ایک دروازے بہت بلند کے سائل ہوا وہاں سے تھوڑا سا اسکو ملا فقیر چلا گیا اور ایک تیشہ لایا اور دواڑ
 کو گرانا شروع کیا مالک دروازے کا آیا اور کہا کہ کیا کرتا ہو کہا کہ یہ اس دروازے کو موافق بخشش اپنی کے کر
 یا بخشش اپنی کو لالین دروازے کے کر یہ آیت بھی یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم دروازہ اسکی کتاب کا ہو پس
 دن قیامت کے یہ ایک دست آور کامل ہو کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے درخواست رحمت کی کروں گا عمل
 نے کیا ہو کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں زمین حرف ہیں اور فرشتے و فرشتے کے بھی آمین میں ہیں نیک ایک حرف

کی برکت سے ایک ایک فرشتہ عذاب کا دور ہو سکتا ہو اور یہ بھی کہا ہو کہ رات اور دن کے چوبیس ساعت میں
 منجملہ نیک پانچ ساعتوں کے واسطے پانچ نارین مقرر فرمائیں کہ ان ساعتوں میں عبادت اُسکی پائی گئی اور اس
 انیس ساعتوں باقی کے یہ انیس حرف عنایت ہوئے ہیں تاکہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے ساتھ ذکر خدا کے
 کہ انیس حرفوں میں ہی انیس ساعتوں باقی کو مشغول رکھے اور اُنکی برکت سے جو گناہ کہ ان انیس ساعتوں
 میں ہوئے ہیں بخشے جا دیں اور یہ بھی علمائے کہا ہو کہ سورہ برات میں حکم قتال کفار کا مذکور ہے اسی واسطے
 بسم اللہ الرحمن الرحیم سے خالی ہو اور ایسی ہی وقت ذبح کے بسم اللہ والہ اکبر کہتے ہیں اور بسم اللہ الرحمن الرحیم
 نہیں کہتے کہ فوج ظاہر میں صورت قہر کی ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم رحمت کو قضا کرتی ہو پس جو شخص
 اس کلمہ رحمت کو ہر وقت اور ہر لحظہ ہمیشہ پڑھے اور اس سے کم نہیں کہ ستر بار البتہ نافر وضو کی
 میں پڑھیکر یقین ہو کہ غصے اللہ اور عذاب اُسکے سے محفوظ رہو اور اب اُسکے سے محفوظ ہووے اور
 بعضے خاص اس آیت کے سے یہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ جو آدمی پانچانے میں
 جاوے چاہئے کہ پہلے بسم اللہ کہے تاکہ یہ آیت درمیان شرمگاہ اسکے اور درمیان نظر جنون کے پروہ ہو جاوے
 اور جسوقت یہ کلمہ درمیان اُسکے اور درمیان دشمنوں دنیاوی اُسکیکے پروہ ہو اپس ہیچ آخرت کے یہ
 کلمہ اُسہیں اور عذاب آخرت میں پروہ ہو جاوے گا ف جانا چاہئے کہ یہ نکات کہ مذکور ہو چکے تفسیر کبیر میں
 موجود ہیں پس بعضے نکتے اور بھی کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سے نکل سکتے ہیں اس تفسیر سے لکھے جاتے ہیں
 ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو درد شکم ہوا اور نہایت شدت ہوئی پس جناب الہی سے التجا کی خدا تعالیٰ
 نے ایک بوٹی جنگل کی بتلائی حضرت موسیٰ سے ہم نے اس بوٹی کو کھایا حکم اللہ سے فی الفور شفا ہو گئی بعد ایک
 مدت کے وہی مرض پھر ہوا مگر جناب الہی سے عرض کی خود بخود وہی بوٹی کہاں مرض زیادہ ہو گیا حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے میرے رب پہلے اس بوٹی کو کھایا تھا شفا ہو گئی تھی اور اب جو کھایا اُس نقصان
 کیا جناب الہی سے حکم ہوا کہ پہلی مرتبہ میری طرف ہو کر بوٹی کی طرف گیا تو پس شفا ہو گئی تھی اور بار دوم میری
 اپنی طرف سے اُس بوٹی کی طرف گیا پس بیماری زیادہ ہو گئی آیا نہیں جانتا ہو تو دنیا تمام زہر قاتل ہے
 اور تریاق اسکا نام میرا ہو اور فرمایا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اٹھائے اُس کا غد کو زمین سے
 جس میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی ہو اللہ کے نام کی تعظیم کو اسلئے لکھا جاتا ہو وہ شخص نزدیک
 اللہ تعالیٰ کے صد بقون سے اور تخفیف عذاب کی کی جاتی ہو والدین اُسکے سے اگر چہ مشرک ہوں

اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول علیہ السلام نے اے ابو ہریرہ جسوقت وضو کرے تو پس کہہ تو
بسم اللہ پس تحقیق فرشتے لکھنے والے اعمال کے ہمین قرار پڑینگے لکھنے نیکیوں کے سے واسطے تیرے یہاں تک
کہ فارغ ہو تو اور جسوقت صحبت داری کرے تو ساتھ بیوی اپنی کے پس کہہ تو بسم اللہ پس فرشتے نگہبان
تیرے ہین لکھیں گے واسطے تیرے نیکیوں کو یہاں تک کہ غسل کرے تو جنابت کا پس اگر ہو جاوے اس
جماع سے بچہ لکھی جائینگی واسطے تیرے نیکیاں ساتھ شمار دم اس بچے کے اور ساتھ شمار دون اولاد اس
بچے کے اگر ہو گا واسطے اسکے کوئی فرزند یہاں تک کہ نہ باقی رہے اُن میں سے کوئی اور جسوقت سوار ہو تو کشتی
پائے پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جائینگی واسطے تیرے نیکیاں ساتھ شمار ہر قدم کے اور جسوقت سوار ہو تو کشتی میں
پس کہہ بسم اللہ والحمد للہ لکھی جائینگی واسطے تیرے نیکیاں یہاں تک کہ نکلے تو اُس کشتی سے اور معلوم ہو کہ بے
بسم اللہ کی نکلی ہوئی ہو فقط بر سے کہ اللہ تعالیٰ نیکی اور احسان کرے لاہو اور پر مومنین کو ساتھ طرح طرح کی بخششوں
کے بیچ دنیا اور آخرت کو اور بڑی بخشش اور نہایت کرم اسکا یہ ہے کہ بزرگی دیگان قیامت کے اپنے دیدار کی مروی ہے
بعض اصحاب کے ہمسائے میں ایک یہودی رہتا تھا اور وہ بیمار ہوا اُس مومن نے کہا کہ اسلام لے آہو دی نے کہا کس
چہر پر اسلام لاؤں اور کیا حاصل ہو گا۔ کہا دفع سے نجات ہوگی اُس نے کہا کہ اسکی پروا میں نہیں رکھتا پس اُس مومن
نے کہا کہ جنت میں اسلام کی برکت سے جاوے گا اُس نے کہا یہ بھی نہیں چاہتا یہوں کہا پھر کیا چاہتا ہے تو کہا اسلام اس شرط
پر لاؤں کہ اللہ تعالیٰ اپنا دیدار محکوم غایت کرے کہا انہوں نے کہ اسلام لے آہو طلب تیرا حاصل ہو جاوے گا پس یہودی
نے کہا اس بات کو ایک کاغذ پر لکھ دے پس ایک خطا لکھ دیا پھر مسلمان ہوا وہ یہودی اور مگر گیا اسی وقت
پس ساز جنازہ کی اوپر اسکے پڑھی اور دفن کیا جن کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا فرماتے ہیں کہ دیکھا میں نے
اسکو بیچ خواب کے گویا کہ خوش پھر رہا ہے کہا میں نے اُس سے کہ اللہ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا
اُس نے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا اور کہا کہ واسطے شوق میرے کے اسلام لایا تو اور میں بسم اللہ
کا نکلا ہوا ہوا نام اسکے سے کہ سمیع ہے یعنی ستا ہے و ماخلق کی عرش سے تحت الرشی تک روایت ہے کہ
زید بن حارثہ ایک منافق کے ہمراہ کے سے طرف طایف کے گئے پس جسوقت پہنچے ایک جنگل میں منافق
نے کہا یہاں آ اور آرام کریں دونوں اُس جنگل میں داخل ہوئے اور سو گئے پھر منافق نے اُٹھ کر خوب
مضبوط اُن کو باندھ لیا اور اس بات کا ارادہ کیا کہ انکو مار ڈالوں زید بن حارثہ نے کہا کہ کو واسطے محکو
مارتا ہے تو اُس منافق نے کہا کہ محمد دوست رکھتا ہے محکو اور میں اسکو دشمن رکھتا ہوں پس کہا زید نے

اگر چہ فرمایا کہ جو میری پھر منافق نے ایک آواز غیب سے سنی کہ ہلاکت ہو تو جو موت قتل کر اسکو وہ منافق اُس جگہ سے
 نکلا اور دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا پس پھر اور دوسری دفعہ ارادہ اُنکے ماننے کا کیا پھر ایک آواز قریب سے سنی کہ کوئی شخص
 کہتا ہو موت قتل کر اسکو پھر دیکھا تو کوئی ایسا موجود نہ تھا پس تیسری بار مارنے کا ارادہ کیا پھر آواز اُس سے بھی نزدیک سنی
 کہ کوئی کہتا ہو موت قتل کر اسکو اور ناگاہ ایک سوا ظاہر ہوا کہ اسکے پاس ایک نیزہ ہے پس اُس سوار نے ایک ضرب اسکے مری
 کہ مر گیا اور اس جنگل میں اگر نیک کو کھول دیا اور کہا کہ مجھ کو نہیں پہچانتا میں خبر کیل ہوں جو قوت دعا کی تو نے ساتویں آسمان
 پر تھا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پہنچ تو پاس بندے میرے کے اور دوسری مرتبہ میں آسمان پچھلے پر تھا اور تیسری دفعہ
 میں منافق کے پاس پہنچ گیا اور تم بسم اللہ کی مراد اُس سے یہ ہو کہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہر جگہ اُسکا ہوا و ہوا ایک
 ہے۔ سب سے روز فرماتے ہیں ایک بار حضرت سلیمان عم کے عہد میں خشک سالی ہو گئی لوگوں نے حضرت سلیمان عم
 سے واسطے دعا بامان کے عرض کی حضرت سلیمان عم نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چینیٹی اپنے پانوں پر کھڑی ہے
 اور دونوں ہاتھ پھیلا رہی ہو اور کہتی ہو اللہم انا خلق من خلقک ولا غنی لے عن فضلک۔ یعنی اسے پروردگار
 میں ایک مخلوق ہوں مخلوقات تیری سے اور نہیں بے پروردگار کی جو فضل تیرے سے کہتے ہیں کہ مینہ برسایا اللہ تعالیٰ
 نے اوپر اُنکے حضرت سلیمان نے فرمایا کہ یہ دعا اور کی سے مینہ نہ تھا اے اوپر برسا اور فرمایا رسول علیہ السلام
 نے جو شخص وضو کرے اور اللہ کا ذکر نہ کرے تو بسبب وضو کے فقط اعضا اسکے پاک ہو جاوینگی اور جس نے
 وضو کیا اور اللہ کا نام بھی لیا تو تمام بدن کی پاکی حاصل ہوئی پس جو وقت ذکر آجہی وضو کے اوپر بات ظہارت
 تمام بدن کا ہو سو ذکر اُسکا ساتھ دل کے درجہ اولیٰ پاک کرے گا دل کو کفر اور بدعت سے اور گدھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 اوپر ایک قبر کے پس دیکھ فرشتے عذاب کے کہ عذاب کہتے ہیں میت کو پس اپنی حاجت رفع کر کے پھر اُس
 قبر پر گدھے پس اُس قبر پر دیکھ فرشتے رحمت کے ساتھ اُنکے طبق نور کے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 کو اس بات سے تعجب ہوا پس نماز پڑھی اور اللہ سے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اسے جیسے یہ بندہ
 گنہگار تھا اور جب سے مرا تھا ایچ عذاب کے گرفتار تھا اور یہ ایک عورت حاملہ چھوڑ گیا تھا اُس نے ایک
 فرزند جنا اور اُسکو اس عورت نے پرورش کیا یہاں تک کہ بڑا ہوا بعد اُسکے اُس عورت نے اُس فرزند کو مکتب
 میں بھیجا اُس نے اُسکو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھائی پس حیاتیٰ مجھ کو بندے اپنے سے کہ عذاب کروں میں
 اُسکو ساتھ آگ اپنی کے اندر زمین کے اور فرزند اُسکا لیتا ہوا نام میرا اوپر زمین کے لازم ہو انسان کو کہ
 ذکر اللہ نزدیک جان اپنی نے رکھے یہاں تک کہ دور نہ رہے اُس سے دونوں جہان میں۔ روایت ہے

رسول علیہ السلام سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتی الی بکر صدیقؓ کو دی اور فرمایا کہ اس پر
 لا الہ الا اللہ کہہ کر والے حضرت ابو بکرؓ نے انگوٹھی نقاش کو دی اور کہا لکھ اسمین لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 پس نقاش نے بھی لکھ دیا پس حضرت ابو بکرؓ اس انگوٹھی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے
 اسمین لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابو بکر صدیقؓ سے حضرت نے فرمایا اے ابو بکر یہ زیادتی کیا ہے
 ابو بکرؓ نے کہا یا رسول اللہ میری طرف سے فقط یہ بات ہوئی کہ اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام میں نے لکھ دیا
 اس واسطے کہ یہ بات مجھ کو خوش آئی کہ نام تیرا اللہ کے نام سے جدا ہو لیکن باقی کے واسطے میں نے اس نقاش سے
 نہیں کہا اور حضرت ابو بکرؓ اپنے دل میں شرمندہ ہوئے کہ میرا نام انگشتی میں کیوں لکھا گیا پس جب رسول حضرت
 کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ نام ابو بکر کا میں نے اس انگشتی میں لکھ دیا ہے اس واسطے کہ مجھ کو یہ بات خوش
 نہ آئی کہ ابو بکر کا نام تیرے نام سے جدا ہو اور نکتہ اسجگہ پر یہ ہے جس وقت حضرت ابو بکرؓ کو سبب ملا دینے نام حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نام اللہ کے یہ بزرگی حاصل ہوئی پس جو شخص کہ اپنی جان اور دل کو اللہ کے نام
 کے ساتھ وصل کرے کیا بزرگی حاصل ہوگی اور در نظم میں لکھا ہے کہ نام حضرت صادقؓ رضی عنہ سے منقول ہے جو شخص کو
 کچھ حاجت ہو پس چاہے کہ لکھے ایک رقعہ اور اسمین یہ عبارت ہو بسم اللہ الرحمن الرحیم من العبد الذلیل
 الی ربہ الجلیل رب انی منی الضرائر ارحم الراحمین۔ پھر ڈال دے اس رقعہ کو پانی جاری میں اور کہے اللہم
 محمد والہ الطیبین الطاہرین وصحبہ المصطفین اقض حاجتی یا کریم الاکریم اور اس اپنی حاجت کا نام لے دے
 پس تحقیق وہ حاجت اسکی پوری ہو جاوے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور اسی کتاب میں ہے کہ بیان کیا مجھے بعض عالم
 نیکوخت نے تحقیق جو شخص پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح سے کہ ایک ہزار بار بسم اللہ
 کو پڑھے اور دو رکعتین نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ سے حاجت چاہے جو حاجت رکھتا ہو بعد اسکے پھر بسم اللہ ہزار
 بار پڑھے اور دو رکعتین نماز پڑھے اور دعا مانگے اور حاجت چاہے اس ترکیب سے تا حاجت روا ہونے تک بارہ
 ہزار بار کرے انشاء اللہ تعالیٰ حاجت اسکی روا ہوگی اور یہ منقول ہے ابو محمد عبدالمہیمن خضرمی سے اور بعض
 عارفین نے کہا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم چار کلمات ہیں اور گناہ بندے کے بھی چار قسم ہوتے ہیں ایک گناہ کبیرہ
 دوسرے گناہ رات کے تیسرے گناہ ظاہر کے چوتھے گناہ باطن کے پس جو شخص بسم اللہ کو ساتھ ایمان اور اخلاص
 و صاف نیت سے پڑھے گا برکت اسکی سے چاروں قسم کے گناہ اللہ تعالیٰ اسکے بخشنے گا اور نکات بسم اللہ کے
 در تحقیقات اسکی بہت ہیں مگر یہاں اسی قدر کافی اور شافی ہے جسکو زیادہ خواہش ہو تفسیر کہ فیغیرہ میں

فاحضہ کرے کہ اور عجایب اور غرائب ظاہر ہو گئے فقط اور بیان اس شے کا کہ ساتھ الحمد للہ کے تعلق رکھتی ہو یہ ہے
 کہ بیچ اسجگہ کے تین لفظ میں حمد اور مدح اور شکر لیکن مدح زندہ کے واسطے بھی ہوتی ہو اور غیر زندہ کے واسطے بھی
 جیسا کہ مدح باغ اور شہر اور چادر وغیرہ کی مشہور ہو اور حمد زندہ ہی کے لئے ہوتی ہو اور مدح بیشتر احسان سے
 بھی ہوتی ہو اور حمد بعد احسان کے ہی ہوتی ہو اور مدح کبھی ممنوع بھی ہوتی ہو اسلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ
 و آلہ وسلم نے فرمایا ہو اختوا التراب فی وجہہ المداحین یعنی خاک ڈالو تم بیچ منہ مدح کرنے والوں کے اور حمد ہمیشہ
 جائز بلکہ مستحب ہو جیسا کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا میں لم یجد الساس لم یجد المدح یعنی جس نے تعریف
 آدمیوں کی نکی المدح کی تعریف بھی نہ کر لیا اور شکر نعمت کے ہی اوپر ہوتا ہو کہ کسی کی طرف سے پہنچی ہو اور حمد
 دونوں طرح ہوتی ہو خواہ نعمت اس کی طرف سے پہنچی ہو خواہ نہ پہنچی ہو بلکہ حمد اوپر کمال ذاتی شخص کی بھی ہوتی
 ہے پس بسبب انہیں وجہوں کے اسجگہ حمد کا لفظ اختیار کیا مدح یا شکر کا لفظ نہیں ذکر کیا کیونکہ اگر الحمد لہ کہتا
 یہ معلوم ہوتا کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہو اسلئے کہ مدح میں شرط نہیں کہ مدح فاعل ہو جیسے کہ مثالین اس کی
 بیان کی گئیں اور الحمد للہ سے یہی بات سمجھی جاتی ہو کہ اللہ تعالیٰ مختار ہو اپنے فعلوں میں اختیار رکھتا ہو۔
 چاہے کہ چاہے نہ کرے پس الحمد لہ کہنا بہتر ہو کہ اس میں مذہب فلاسفہ کا رد ہو گیا وہ کہتے ہیں اپنے فعلوں
 میں اللہ کو اختیار نہیں بلا اختیار صادر ہوتے ہیں اور الحمد کا لفظ الشکر للہ کیسے اسلئے اولے ہو کہ اس
 لفظ سے استحقاق حمد کا واسطہ ذات کے ہر طرح ثابت ہو خواہ انعام اس کا بہ نسبت حمد کرنے والے کے اعتبار کر دے
 یا نہ کر دے یا بندہ کہتا ہو حمد تیرے واسطے ثابت ہو چاہے دے تو یا نہ دے تو مجھ کو اور الشکر للہ کے معنی یہ ہوتے
 کہ شکر ثابت ہو واسطے اللہ کے اوپر ان نعمتوں کے کہ وہی تو نے مجھ کو پس یہ خاص ہو یا بہ نسبت حمد کے کہ وہ عام
 ہے جائز چاہے کہ یہ مقام ایسا ہو کہ لفظ الحمد اللہ کا بولا جاوے یعنی بندہ اس طرح کہے کہ حمد کرتا ہوں میں خدا تعالیٰ
 کی لیکن ہر گاہ کہ آدمی نہایت عاجز ہو تا ہو کہ بسبب عجز کے حمد لائق ذات اس کی کے نہیں کر سکتا اسلئے جو چیز
 کہ اس کی خالق سے باہر تھی تکلیف اس کی مذی بلکہ اس عبارت کو تعلیم فرمایا کہ الحمد للہ یعنی حمد کا مل حق اور ملک
 اس کی ہو خواہ بندہ اوپر ادا کرنے اس کے قدرت رکھے یا نہ رکھے کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
 نے بیچ جناب باری تعالیٰ کے عرض کی یا رب کیف اشکرک یعنی شکر کیسے کر دوں میں تیرا اور کیونکہ ذمہ شکر تیرے
 سے باہر دوں اسلئے کہ توفیق شکر کی اور تعلیم اس کی تیری طرف سے ہو اور یہ بھی ایک انعام ہو اس کے واسطے
 اور شکر چاہے اور ایسے سلسلے غیر متناہی شکر کا چلا جاوے گا اور کہیں ٹھہرنے کا نہیں پس شکر ممکن ہو یا نہ ہو

بیان اس چیز کا کہ تعلق ساتھ الحمد للہ رکھتی ہو

سے ارشاد ہوا اسے داؤد جب تو نے اپنے تئیں شکر میرے سے عاجز جانا پس تیرا ہی شکر ہے اور بھی اگر احمد اللہ
 کہا جاتا اس سے یہ سمجھا جاتا کہ حمد اللہ تعالیٰ کی یہ شخص کرتا ہو اور حال یہ ہو کہ ہمیشہ تعریف کرتی کرنے والوں سے حمد کیا گیا
 ہو اسی واسطے فرمایا الحمد للہ یعنی ہر حمد اور ثنا لائق اسکے ہوا بل سے ابد تک اگرچہ کہنے والا موجود ہو یا نہ ہو
 اگر کمال کیا جاوے کہ جو کوئی کسی پر انعام کرے منعم علیہ کی نسبت سے وہ انعام کرنے والا مستحق حمد کا ہو جیسا کہ ہر
 مرید کی طرف سے استحقاق حمد کا اور استاد شاگرد کی نسبت سے اور بادشاہ عادل رعیت کی نسبت سے اور باپ
 و فرزند کی نسبت سے حق سنائش کا رکھتا ہو پس سب حمد و ن کا حق اللہ کی اسطے کس طرح ثابت ہوا پس جواب
 یہ ہو کہ اسی صورتوں میں بھی محمود خدا تعالیٰ ہوا دران صورتوں کو پردہ سمجھا چاہئے اس واسطے کہ صاحب
 نعمت کے دل میں ارادہ انعام کا ڈالنا اور اس نعمت کو اسکے متین عطا کرنا اور تصرف دے دینے اس نعمت
 کا دوسرے کو اس منعم کے تئیں بخشنا اور جبکہ نعمت دالوالی ہو نفع اس نعمت کا اس شخص کو پہنچانا اور کس کو
 اور کم ہونے نعمت کیسے اس میں رکھنا کام اللہ تعالیٰ کا ہو اس واسطے فرمایا ہو کہ بلکہ میں نعمت تمہیں اللہ تعالیٰ جو نعمت
 کہ ساتھ تمہارے ہو اللہ کی طرف سے ہو پس اور انعام کرنے والے خدمت گار اور اٹھانے والے میں کہ ساتھ حکم مالک
 خزانوں کے کھانے اور دن کی طرف پہنچاتے ہیں یہ نعمت ان کی طرف منسوب نہیں اور بھی جو شخص کہ ہم جنس اپنے
 کو کوئی نعمت پہنچاتا ہو ضرور عوض اس نعمت کا چاہتا ہو یا ثواب یا تعریف منظور ہوتی ہو یا خصلت سخاوت کی
 پیدا کرنی یا دور کرنا یا نجل کا ارادہ کرتا ہو یا مال و جنس کا دیکھ کر کہ اسکے دل کو شکستگی حاصل ہوئی تھی اسکو دور کرتا
 ہے اور جو شخص کہ عوض طلب کرتا ہو منعم نہ ہوا اور مستحق حمد کا اسکے واسطے ثابت نہوا اور اللہ تعالیٰ ہر وجہ سے
 کامل ہو کسی طرح سے طلب کرنا کمال کا اور دور کرنا نقصان کا اپنی ذات سے اسکو منظور نہیں کہ موجود شے کا
 طلب کرنا محال ہو پس انعام اسکا محض بخشش ہو اور اسکے سوا کوئی مستحق حمد کا نہیں اور اسبجہ ایک شبہ
 پیدا ہوتا ہو کہ ہر جگہ تسبیح مقدم تحمید سے ہے اس واسطے کہا جاتا ہو سبحان اللہ والحمد للہ اس سورۃ میں کس واسطے
 تحمید کو پہلے ذکر کیا اور جواب اس شبہ کا یہ ہو کہ تسبیح اسوقت مقدم تحمید پر ہوتی ہو کہ دونوں ایک کلام میں ذکر
 کئے جاوین اور اس سورۃ میں فقط تحمید مذکور ہو تسبیح کا ذکر نہیں ہوا سبجہ اسکی وجہ چاہئے کہ فقط تحمید ذکر کی
 اور تسبیح کا ذکر نہیں کیا پس وجہ یہ ہو کہ مضمون تسبیح کا تحمید میں داخل ہو اس واسطے کہ مضمون تسبیح کا یہ ہے کہ
 ذات اسکی تمام نقصانوں سے پاک ہو اور مضمون تحمید کا یہ ہو کہ جب کمال اور نعمت کہ خیال بشر کے میں آوے
 تمام اسی کی ذات سے ہو اور حقیقت تمام کمالات اور نعمتیں اسکے واسطے اعتماد کریں اس سے یہ بات لازم ہوئی

کہ کس طرح کا نقصان اُس میں نہیں کہتے ہیں کہ لفظ الحمد للہ کے آٹھ حرف ہیں اور دروازے بہشت کے بھی آٹھ
 ہیں پس جو شخص کہ خلوص نیت سے ان آٹھوں کو کہے گا مستحق آٹھوں دروازے جنت کا ہوا اور حمد کا دو چیزوں
 کے ساتھ تعلق ہو ایک ساتھ ماضی کے اس وجہ سے کہ حمد کرنے سے شکر نعمتوں پہلی کا ادا ہوتا ہو دوسرے تعلق اسکا
 ساتھ مستقبل کے کہ یہ کلمہ شکر کا ہو اور شکر سے نعمتیں زیادہ ہوتی ہیں جیسا کہ فرمایا ہو لکن شکر تم لازماً نکم ہیں
 باعتبار تعلق پہلے کے دروازے درج کے حمد کرنے والے سے بند ہوئے اس واسطے کہ مہذبہ بابت شکر کے اُسکے قدر زیادہ
 اور باعتبار تعلق دوسرے کے مستحق کھلتے دروازوں بہشت کا ہوا اعتلاوے کہا ہو کہ الحمد للہ نہایت بزرگ کلمہ
 ہے لیکن چاہئے کہ اچھے محل میں اسکو کہا جاوے تا غمرہ اسکا اچھا حاصل ہو حضرت سری سقطی قدس اللہ ربہ العزیز
 سے نقل ہو کر فرماتے تھے ایک مرتبہ میں نے الحمد للہ کہی اسوقت سے اب تک تیس برس ہو چکے ہیں کہ اُس
 الحمد للہ کہنے سے بہت خفا کر تا ہوں سبب یہ ہو کہ ایک دفعہ بغداد میں آگ لگی اور جس بازار میں میری دوکان
 تھی تمام جل گیا کوئی شخص پاس میرے آیا اور کہا کہ تمام بازار جل گیا اور میرے دوکان بھی میں نے الحمد للہ کہا
 پھر جب میں نے فکر کیا کہ یہ کلمہ مخالف دین اور مروت کے مجھ سے سرزد ہوا کہ مسلمانوں کی مصیبت سے غمناک نہوا
 میں اور واسطے تھوڑے سے نفع اپنے کے خوش ہوا میں اس واسطے اُسی وقت سے استغفار کر رہا ہوں اس واسطے
 کہا ہو کہ حمد اور نعمتوں دین کے بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نعمتوں دنیا کے اور حمد کرنی اوپر اچھے احوالوں دل کے
 بہتر ہے حمد کرنے سے اوپر نیک کام بدن کے اور حمد کرنی نعمتوں پر اس نیت سے کہ عطا یا محبوب حقیقی کے ہیں
 بہتر ہے اس جہت سے کہ لذت اور خوشی نفس کے واسطے حمد کیجاوے پس ایسے مقامات کا حمد کرنے میں فکر کرنا
 چاہئے تاکہ حمد غیر موقع میں پائی نہ جاوے اور نقل ہے کہ اب تک روح حضرت آدم علیہ السلام کی ناف تک پہنچی
 تھی کہ چھینک آئی الحمد للہ رب العالمین فرمایا اور کلام اللہ میں مذکور ہو کہ پچھلا کلام ہستیوں کا جنت
 میں بھی الحمد للہ رب العالمین ہو پس ابتداء عالم انسان کا اوپر حمد کے ہوا اور خاتمہ اس عالم کا بھی اوپر
 حمد کے پایا گیا بندہ کے یقین بھی چاہئے کہ ابتداء اعمال اپنے کو اور اخیر اعمال کو ساتھ کلمہ حمد کے ملا یا کرے
 اس جگہ جانا چاہئے کہ نزول اس سورہ کا واسطے تعلیم بندوں کے ہو کہ نہیج وقت مناجات الہی کے اس طرح
 کہ میں اصل اس لفظ کی یہ ہو حق تو الحمد للہ یعنی کہو تم الحمد للہ لیکن قول اس جگہ پوشیدہ کیا اور ظاہر
 میں نالائے شک اسکا یہ ہو کہ اگر ظاہر اس لفظ کو ذکر کر دیتے پس یہ صیغہ امر کا ہو اور امر کی مخالفت سے عتاب
 ہوتا ہو جیسا کہ باپ اگر بیٹے اپنے کو کہے کہ فلا نا کام کر اور بیٹا فرمان برداری اُسکی نہ کرے پس بیٹے پر عقوق ثابت

ہو جاوے اور اگر باپ بیٹے کو اس طرح کہے کہ فلاں چیز اچھی ہو یا کرنے کے لائق ہو ایسی صورت میں اگر
 بیٹا فرمان برداری نہ کرے عقوبت بیٹے کا ظاہر میں نہیں ہوتا ہو پس رحمت کا ملہ آہی بندوں کے واسطے
 ہوئی کہ انجیل کے کو ظاہر میں بصیغہ امر ذکر نکلیا بلکہ بطریق تلقین کے تعریف اپنی فرمائی تاکہ مخالفت
 صیح امر کی لازم نہ آوے اور بندہ ہونے کی جہت سے اسکے اوپر عمل کریں اور جو چیز کے تعلق ساتھ رہا یا ملین
 کے رکھتی ہے یہ ہے کہ جو کچھ بیچ جہان کے دیکھا یا سنا یا دریافت کیا جاوے وہ حال سے خالی نہیں یا ذرا
 الذات ہو یعنی ایسی ذات کہ خود بخود موجود ہے اور کسی نے اُسکو پیدا نہیں کیا اور نہ ہونا اُسکا حال ہوا اور
 وہ ذات الہی کی ہے فقط یا ممکن الذات کہ دونوں امر یعنی ہونا اور نہ ہونا اُسکا برابر ہوا اور احد کے پیدا
 کرنے سے پیدا ہوا ہو اور اس قسم کا نام عالم ہے خواہ موجود ہو چکا ہو یا آئندہ کو موجود ہوگا اور عالم
 مشتق ہے علامت سے اور اس قسم کا نام عالم اس واسطے رکھا ہے کہ یہ علامت ہے اوپر اسما
 اور صفات الہی کے واسطے کہ جو فرد اور عالم میں سے ہے مظہر کسی اسم یا صفت اُسکی کا ہے اور
 جنسین اور نوعین عوالم کے مظہر اسموں کا یہ اور صفات مطلقہ کی ہیں اور جب ہر فرد اور جہان
 کی سے مظہر اسم خاص خاص کا ہے اسما الہی سے پس شمار عالموں کے اس اعتبار سے حد میں نہیں
 آسکتے مگر اصول اور کلیات عالم کے جو کچھ شرع شریف میں مقرر ہیں بیان کئے جاتے ہیں تفصیل کی
 یہ ہے کہ جو کچھ جہان میں موجود ہے یا ذات ہے یا صفتیں ذات اُسے کہتے ہیں کہ وجود اُسکا بغیر شے
 دوسری کے قائم ہو سکے جیسا کہ آسمان اور زمین اور صفت وہ ہوتی ہے کہ دوسری شے کے ساتھ
 ملکر پائی جاوے جیسا کہ رنگ اور بو اور مزہ اور سوا اسکے معقولیوں کی اصطلاح میں ذات کو جو کہتے
 ہیں اور صفت کا نام عرض رکھتے ہیں اور ذات بھی دو قسم ہے جسم اور روح جسم وہ ہوتا ہے
 کہ ایک اندازہ اور شکل معین رکھے اور اُس مقدار کو چھوڑے اور روح وہ ہے کہ مقدار اور
 شکل معین نہ رکھے اور ساتھ شکلوں جدی جدی کے ظاہر ہووے اور جسم بھی دو قسم ہے علوی
 اور سفلی اور علوی کی بہت قسمیں ہیں عرش اور کرسی اور سدرة المنتہی اور لوح اور قلم اور
 کہاں بہشت کی اور کہاں دوزخ کی اور ستارے خواہ ثابت ہوں یعنی حرکت نہ کریں خواہ سیارہ کہ
 حرکت کریں اور سات آسمان اور جسم سفلی بھی دو قسم ہے ایک بسیط ہے کہ کسی اجزا سے مرکب نہ ہو جیسا
 کہ عناصر اربعہ یعنی زمین اور پانی اور ہوا اور آگ اور قسم دوسری مرکب وہ بھی دو قسم ہے اس واسطے

یا مرکب ہو گا عناصر سے بال بعض عناصر سے اول کو مرکب نام اور دوسرے کو مرکب ناقص کہتے ہیں اور
مرکب نام منحصر ہے تین عالم کے ہے ایک عالم عاقل کا یعنی کھانوں کا دوسرا عالم نبات یعنی جو چیزیں
اگنے کی ہیں چنانچہ گھاس درخت وغیرہ اور تیسرا عالم حیوان کا یعنی جاندار جو چیزیں اور ان تینوں میں
عالم ہیشمار بہت ہیں کہ تفصیل اسکی طول چاہتی ہے اور مرکب ناقص کی بھی تین قسمیں ہیں ایک بخار
یعنی پانی اور ہوا اور دوسرا بخار یعنی مٹی اور ہوا اور تیسرا ادھوان یعنی آگ اور ہوا اور ان تینوں
عالم سے بھی بہت چیزیں پیدا ہوتی ہیں پس بخار محض سے بگولے پیدا ہوتے ہیں اور بخار سے مینہ برستا
ہے اور جو قوت بخار زیادہ بلند ہو جاتا ہے اور بیچ مقام سردی کے جاتا ہے جم کر اولہ اور برف پیدا ہو جاتا
ہے اور دھوین سے بجلی اور ستارہ کرنے والے اور ستارہ دم دار اور صورتیں نیز دن کی پیدا ہوتی ہیں
اور جو قوت بخارات اور دھوان اُٹ کر زمین میں بند ہو جاتے ہیں نیچے زمین کے بگولے پیدا ہوتے ہیں اور
اُسکو زلزلہ کہتے ہیں اور جو بخار نیچے زمین کے جا کر بند ہو جاتا ہے اور ساتھ قوت ہوا کے لگتا ہے چشتے
جاری ہوتے ہیں اور جو بخار ہلکا درمیان آسمان اور زمین کے بسبب سردی رات کے جم جاتا ہے
پھر اوپر زمین کے گرتا ہے اُسکو شبنم کہتے ہیں اور اگر جم کر درمیان آسمان اور زمین کے پھیلا رہتا ہے
اُسکو صقیع اور ہندی میں کہل کہتے ہیں اور بعض شہروں میں یہی بخار ہلکے اور تھوڑے تھوڑے
جم کر مانند شکر سفید کے اور سرخ کے اوپر زمین کے برستی ہے اُسکو ترنجبین و خشک انگبین اور من اور
شیر خشت کہتے ہیں یہ اقسام مرکب ناقص کے موافق علوت کے ہیں اور کبھی بطور خرق عادت آئے
اور چیزیں اور طرح طرح پیدا ہوتی ہیں اور درمیان آسمان اور زمین کے معلق گھڑی رہتی ہیں اور
زمین پر بھی گر پڑتی ہیں اور تفصیل اسکی اپنی جگہ مذکور ہے اور درمیان کتابوں عجائب کائنات الجو
کے لکھی ہوئی ہے اور روح یا نیک محض ہے اور اُسکو فرشتہ کہتے ہیں یا صرف برہے اور اُسکو فیضان
کہتے ہیں یا ملی ہوئی نیک اور برے اور وہ دو قسم ہیں جن اور روحین بنی آدم کی اور فرشتوں
کی بھی تین قسمیں ہیں ایک فرشتے ایسے ہیں کہ علاقہ انکو جموں کے ساتھ ہے بعضے جموں عالیہ کے
ساتھ علاقہ رکھتے ہیں جیسا کہ اٹھانے والے عرش کے اور محافظ کرسی اور داروغہ بہشت کے
اور درونج کے اور رہنے والے سندرة المنتبیہ اور مجاور بیت المعمور کے اور کھینچنے والے ستاروں
کے اور حرکت دینے والے آسمانوں کے اور دربان آسمانوں کے اور بعضے اجسام سفلیہ

کے ساتھ علاقہ رکھتے ہیں جیسے وہ فرشتے کہ ابراہیمؑ کے اوپر موکل ہیں اور ہمارے ہر قطرہ کے اترنے
 میں اور وہ فرشتے کہ اوپر دیانوں اور پہاڑوں اور درختوں کے موکل ہیں اور وہ فرشتے کہ بنی آدم کے
 محافظ ہیں اور عمل انکے لکھتے ہیں اور وہ فرشتے کہ بیچ اعانت ان لوگوں کے کہ اسماء الہی کا وظیفہ رکھتے
 ہیں اور عزیمت پڑھنے والوں کے مصروف ہیں دوسری قسم کے فرشتے ایسے ہیں کہ بیچ عبادت الہی کے
 ڈوبے ہوئے رہتے ہیں اور خدمت انکی یہی ہے کہ یاد خداوند اپنے کی کیا کریں اور یہ فرشتے اس کثرت سے
 ہیں کہ شمار انکا ممکن نہیں چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ درمیان آسمانوں کے ایک بانٹ کی بھی
 جگہ خالی نہیں کہ اسجگہ فرشتہ نہو عبادت الہی میں مشغول کھڑے ہیں یا بیچ رکوع کے ہے یا بیچ سجدے کے
 تیسری قسم ملائکہ مقرر ہیں کہ کام بڑے بڑے جہان کے انکی تدبیر سے اور انکے واسطے سے سرانجام ہوتے ہیں
 جیسا کہ آثار نوحی اور شریعت کا اور چونچا نامذق کا اور دولت کا اور مدد کرنی اور تصرف کرنا اور خراب کرنا
 ملکوں اور دولتوں کا اور قبض کرنا اور داج بنی آدم کا اور چار فرشتے یعنی حضرت جبریل اور میکائیل اور اسرافیل
 اور عزرائیل علیہم السلام اور شکر اور مددگار انکے بھی اسی قسم میں داخل ہیں اور مطلق فرشتوں کے حال میں
 اور انکی کثرت میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ مَا کُنْمْ جُودًا رَبَّکُمْ لَکُمْ اَکْثَرُ شُکْرًا یعنی نہیں جانتا کہ کتنے شکر و ن
 کا مگر وہی یہاں تک اقسام ذات کا بیان ہو چکا اور صفت کے بھی عالم بہت ہیں جیسا مکان اور زمان اور کم
 اور کیف اور وضع اور نسبت اور جہت اور پورا پورا بیان ان عالموں کا بیچ کتابوں بڑی بڑی حکمت کے
 ہے صحت یہ ہے جس کسی کو احاطہ احوال موجودات اور تفصیلوں انکی کا زیادہ تر ہوگا رہا عالمین کی تفسیر سے
 اسکو خوب واقفیت ہوگی اسجگہ ایک بات دل میں چبھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب نزول اس سورہ کا اس واسطے
 ہے کہ بندے بیچ وقت مناجات پروردگار کے ساتھ اس نوع کے شکر نعمتوں اسکی کا بجالادین پس ذکر کرنا پرورش
 تمام جہانوں کا اسجگہ کیا مناسب ہے چاہئے تھا کہ پرورش عالم انسانی کی فقط اسجگہ ذکر کی جاتی۔ جواب
 اس شبہ کا یہ ہے کہ پرورش خدا کی نے ہر جہان کو ساتھ جہان دوسرے کے ایک ربط اور ملاپ دی دیا ہے کہ
 آپس میں محتاج ایک دوسرے کے ہیں پس جانتا رہو بیت انسانی کا بغیر دریافت کرنے رہو بیت تمام جہانوں کو ممکن
 نہیں اور جس وقت بندے جانینگے کہ تمام جہانوں کو بیچ پرورش ہماری کے مصروف کیا ہیں پس قدر نعمت الہی کی
 انکو ذہن میں نہایت درجہ صحت ہوگی اور موافق اس کے عاجز ہونا شکر اسد تعالیٰ کے سے انکو معلوم ہوگا اور اسی
 انکس نفس کا مقابلہ انعام منعم حقیقی کے کہ خلاصہ شکر کا ہے اور اصل حمد کا ہے حاصل ہوگا تفصیل اس

اس اجمال کی غول چاہتی ہو لکن واسطے نمونہ کے تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے تاکہ باقی کو اُسی پر قیاس کیا جاوے مثلاً جو تربیت خدایتعالیٰ کی کہ آدمی کے حق میں ہوئی ہے ابتدا اُسکی وجود سے ہے اور انتہا اُسکی حصول سعادت ہمیشگی کی اور سعادت ابدی کو اگر کھولا جاوے اور اجزا اُسکے جیسے جیسے کہ زمین آوین تین چیزیں نکلتی ہیں ایک اعتقاد سچا دوسرے عمل نیک تیسرے خلق نیک اور یہ تین چیزیں موقوف ہیں اور چار چیز دینیکی ایک صحت دوسری قوت تیسرے جلال چوتھے طول عمر کا اور یہ چاروں چیزیں موقوف ہیں اور چار چیز کے مین مال اور لہل اور مرتبہ اور کنہا اور مددگار اور معاون اور ربط فضیلتوں بدنی کا ساتھ فضیلتوں نفسی کے کہ یہ اجزا سعادت ابدیہ کے مین سوائے اور پانچ چیز کے نہیں ہو سکتا اول اُنکا ہدایت ہے یعنی پہچاننا طریق جملائی اور بُرائی کا ساتھ عقل اور شرع کے دوسرے شہرہ مجاہدون اور ریاضتوں کا یعنی روشنی نور کی کہ عالم نبوت اور عالم ولایت سے بعد کمال مجاہدہ کے ظاہر ہووے تیسرے مرشد یعنی وہ کہ باعث ہوا پر توجہ کے طرف سعادت کے چوتھے توفیق اور تائید یعنی آسان ہونا راستے صواب پر چلنا اور پہنچنا طرف مطلب کے پانچویں استقامت یعنی باقی رہنا غم قوی کا آخر کار تکا و کھل جانا بصیرت کا اس کام میں پس ان سولہ چیزوں کے اور تربیت آدمی کی موقوف ہے اور سب اُنہیں صحت ہو اور صحت کے واسطے بہت اسباب ہیں کہ تفصیل انکی کتب طب میں موجود ہے اور اُنہیں اُن اسباب کا کھانا ہوا اور ہر گاہ کہ کھانا فصل اختیار ہے اسکو حاجت طرف ایک جسم کے ہو جہین قدرت اور ارادہ اور علم ہوا اور نباتات اگرچہ قدرت اور علم اور ارادہ نہیں رکھتے مین مگر قوت جذب کرنے غذا کی اُنکو بھی دی گئی ہے اور اسی واسطے نباتات کو حاد سے کامل کیا ہو لیکن نباتات طلب کرنے اُس غذا سے کہ اُس سے دور ہو عاجز ہے اسواسطے کہ اُسکو نہ علم مکان اُس غذا بعید کا ہے اور نہ قوت چلنے کی اُسکی طرف پس حیوان کو یعنی ذی روح کو پانچ حواس دئے ہیں ایک قوت لامسہ ہو کہ سبب اُسکے معلوم ہو جاتی ہے گرمی آگ کی اور سردی برف کی اور کاٹنا تلوار کا پس بھاگتا ہے ایسی چیزوں سے اور محفوظ رہتا ہے مگر جس حیوان میں فقط یہی قوت ہے جیسا کہ بعضی کرم پس وہ عاجز ہوتا ہے اس بات سے کہ دشمن سے دور بھاگے یا جو چیزیں کہ مرغوب ہیں اور دور ہیں اُنکو طلب کرے پس واسطے دریافت کرنے اُن شیا کے کہ دور ہو دین قوت دوسری عطا فرمائی کہ اُسکو شمار کہتے ہیں تاکہ اُس قوت سے بوسو نگہی جاوے اور جو کہ بوسو نگہی سے بھی معلوم نہیں ہوتا کہ شے مطلوب اور مرغوب کس طرف ہے اُسکے واسطے قوت دوسری عطا فرمائی کہ اُسکو باصرہ کہتے ہیں اور سبب اس قوت کو اُسکی جانب

معلوم ہو جاتی ہے اور جو اس قوت سے بھی جوتے کہ پردے میں ہو معلوم نہیں ہوتی پس شے مطلوب کا طلب کرنا
 کہ پردہ میں ہو اور شے مرہوب سے بھاگنا کہ پردہ میں ہو متصور نہیں ہو سکتا مگر بعد پاس آجانے کے پس
 واسطے معلوم کرنے مشیبا پر مشیدہ کے قوت دوسری دی گئی کہ اسکو سمجھتے ہیں اور جو کسی شخص کو رغبت
 کسی غذا کی طرف ہو اور وہ غذا جو اس شخص سے غائب ہو پس اسکی طلب کر نیکی واسطے بنی نوع اپنے سے کلام
 کیا کہ مرکب حرفوں سے ہے تاکہ بسبب اس کلام کے انکو فراموش کرے کہ طانی فطانی چیز بازار سے لاؤ اور درست کرو
 اور جب غذا پہنچی اسکی لذت دریافت کرنے کیواسطے قوت ذالیقہ بخشی تاکہ بسبب لذت کے اس غذا کی طرف
 طبیعت متوجہ ہو اور جذب اسکا طبیعت پر آسان ہو پھر حن مشترک اور قوت خیال کی بھی بخشی تاکہ مجموع
 محسوسات کو خیال میں محفوظ رکھے اور وقت غیبت کی طلب کرے مثلاً ترنج کی شیرینی اور زردی اور خوشبو
 تین حس دریافت کر کے صورت مرکب اسکی خیال میں رکھے تاکہ وقت حاجت کے طلب کرے پھر ایک قوت شہوانیہ بھی
 عطا فرمائی کہ بسبب اسکی خواہش شے مطلوب کی ہو اور ایک قوت کارہ عنایت کری کہ بسبب اسکے شے مکروہ سے طبیعت
 نفرت کرے اور قوت غضبیہ واسطے دفع کرنے خصم کے دی گئی تاکہ غذا حاصل کی ہوئی کو غضب کرے اور پانوں کے تاکہ
 واسطے طلب کرنے غذا کیجاوے اور ہاتھ دے تاکہ غذا کو اس سے پاکر کر مونہ کی طرف پہنچاوے اور مونہ واسطے پہنچا دینے
 غذا کی طرف معدہ کے اور جہڑ اور دانت واسطے سینے کھانیکے تاکہ نگلنا اسکا آسان ہو اور زبان واسطے حرکت دینے
 طعام کے بیچ مونہ کے اور واسطے چکھنے مزہ کے اور واسطے لینے نام اس غذا کے وقت حاجت کے اور
 لب واسطے گوندھنے کے اور مری اور خجہ یعنی حلق واسطے پہنچنے طعام کے طرف معدے کے اور معدہ واسطے دیا
 کہ کھل جاوے اور طعام کو اپنے اندر لیلے اور پھر مل جاوے تاکہ کھانا مدت تک اسیں رہے اور پکے اور کھانیکے اجزا
 ہضم ہو کر ایک سے مثل اشجو کے ہو جاوین اور واسطے پکانے غذا کے معدہ کو اندر حرارت اور تلی اور تپ کے کہ ایک
 پزہ شکم کا ہی بھی ضرور ہوئی اسواسطے ان اعضا کو حرارت دی گئی تاکہ کھانا معدہ کے اندر طبع پاکر اور کیلوس
 ہو کر رگوں کے رستوں سے جگر میں پہنچے اور اسجیکہ پکا کر خون ہو جاوے اور بسبب پخت کے کچھ اس غذا
 میں سے سودا ہو جاتا ہے مثل تل جھٹ کے اور اسکو تلی لے لیتی ہے اور جو کچھ صفر ہو جاتا ہے مثل کف کے
 جیسا کہ ہانڈی کے اوپر آ جاتا ہے اور اسکو تہ جذب کرتا ہے اور چونکہ خون میں ابھی تک پتلا پن اور رطوبت
 باقی ہے اسواسطے و درگدہ عنایت ہوئے تاکہ خون صاف ہو کر ماہیت اسکی انکی طرف آ جاوے اور جو قوت خون
 صالح غذا کا ہو گیا اسکی تقسیم کر نیکی واسطے کوئی شے چاہئے کہ تمام بدن میں اسکو بانٹ دے اور بد کو غذا پہنچے

اس واسطے رگین عنایت فرمائیں رگین بڑی بڑی اور باریک باریک بھی اور ہر گاہ کہ غذائے معدہ میں طبع پایا تھا اور فضلہ بعد پکنے کے باقی رہا تھا اگر معدہ میں رہ جانا باعث بیماریاں نکالنا ہوتا اس واسطے پتے کو قوت دی اور رہنے بھی کھول دیا کہ تھوڑا سا صفرا معالکی طرف بھیجے اور وہ صفرا اُس معال کو کھچا دے تاکہ احتیاج دفع کرنے فضلہ کی پانی جاوے اور راہ مقعد کیسے نکلے اور بدن ہمیشہ تحلیل ہوتا رہتا ہے اس واسطے سودا میں سے کمال نے جذب کیا تھا اور اُس میں ترشی اور قبض آگئی تھی کچھ طرف فم معدہ کے پہنچا یا تاکہ قوت شہوانیہ حرکت میں آوے اور طبیعت غذا کو چاہے اور جراثیم گردہ نے جذب کی تھی اپنی غذا کے موافق لیکر پانی کو مٹانہ کی طرف ڈال دیتا ہوتا ہے تاکہ باریک سے کہ سوراخ ذکر کی طرف آتا ہی دفع ہوا اور پیشاب چوکر نکلے بعد اسکے جانا چاہیے کہ آدمی کی واسطے کھانسی چیزیں بہت درکار ہیں کہ تخم انکا باقی رہے اور اگر تخم جاتا رہیگا وہ چیزیں گم ہو جاویں اور آدمی بھوکا رہیگا اس واسطے ایک پیشہ تعلیم کیا کہ بسبب اس کے تخم اُن چیزوں کا باقی رہیگا اور وہ پیشہ کھیتی کا ہے اور اسکے واسطے تین رکن ہیں اول مٹی کہ تخم کو اُس میں نگاہ رکھے دوسرے پانی تیسرے ہوا تاکہ وہ تخم پھول کر شاخ اور پتے لاوے اور ہوا کو ضرور ہو کہ سخت حرکت کر کے زمین میں گھسے اور تخم کے اجزا میں آوے اور درمیان تینوں چیزوں کے کمال خلط ہو جاوے اور باوجود اسکے گرمی موسم گرما کی ضرور ہو اس واسطے کہ بغیر گرمی کے ہوا سے اجزا تخم کے اوپر کو اٹھ نہ سکتے اس جهت سے کہ ہوا ٹھنڈی سے شے جم جاتی ہو اور باعث اوپر کو اٹھنے کا نہیں ہوتی پھر واسطے پانی دینے کھیتی کے احتیاج کھوونے کنوئین اور نہر اور جاری کرنے چشموں کے اور دست کرنے ٹائیکون پانی کی ہوتی اور ایسے ہی حاجت آفات پانی دینے کی کنوون سے پڑتی ہے اور بعضی زمینیں بلند ہوتی ہیں کہ نہروں کا اور چشموں کا اور کنوون کا اُس جگہ پانی نہیں پہنچتا اس واسطے جناب باری نے ابر پیدا کر دیے اور ہوائوں کو نکالے اوپر مقرر کیا تاکہ ابر کو ہر طرف لجاویں اور جو کہ پانی باران کا ہر وقت میسر نہیں اس واسطے پہاڑوں کو خزانہ مینہ کے پانی کا مقرر فرمایا تاکہ نہروں اور چشمے بتدریج جاری ہوویں اور شہروں کو فرق کریں اور گرمی کی واسطے آفتاب کو بیچ وقت حاجت کے فرمان بردار کیا تاکہ نزدیک ہو کر ہوا میں گرمی پیدا کرے اور جب سبزہ زمین سے بلند ہو سختی اور سنگینی اس میں پیدا ہو جاوے اور رطوبت پانی اور ہوا کی اُس سبزہ کو کمتر ہو چکی ہے اور ابھی تک رطوبت بہت درکار ہو سو اس رطوبت کی واسطے چاند کو فرمان بردار کیا اور ایسے ہی جو ستارے کہ آسمان میں ہیں زمین زراعت میں انکا فائدہ ہو کہ بعد تفتیش کے معلوم ہوتا ہے اور مسخر ہونا آفتاب اور چاند اور ستاروں کا بغیر حرکت آسمانوں کے متصور نہیں اور سرانجام حرکات افلاک کا فرشتوں کے ذمہ ہے بعض فرشتے

واسطے تدبیر غذا کے آدمی کے بدن پر موقوف ہیں اس واسطے کہ فائدہ غذا کا یہ ہو کہ جز غذا کا قائم مقام جز بدن کے
 کہ بسبب حرکتوں کے تحلیل ہو گیا ہو جو اسے پس ضرور ہو کہ ایک فرشتہ ایسا ہو کہ غذا کو طرف گوشت اور
 استخوان کے کھینچ کر لے جاوے اس واسطے کہ غذا جسم ثقیل ہے میل اسکا نیچے کی طرف ہے اور طرف کو میل نہیں اور
 ایک فرشتہ ایسا چاہئے کہ غذا کو عضو کے اندر رکھے اور تیسرا فرشتہ بھی ہوتا کہ صورت خون کی غذا سے جدا کرے
 اور چوتھا فرشتہ اور ہو کہ صورت گوشت اور پوست کی ہڈیوں کو پہناوے اور پانچواں فرشتہ واسطے دفع کرنے
 فضلہ کے اور چھٹا تاکہ جنس کو ساتھ جنس کے چھٹا دیوی اور ساتواں فرشتہ ایسا چاہئے کہ رعایت مقدار
 کی کرے کہ اونچا پن اور نیچا پن عضو کی صورت میں پیدا نہ ہو وے پس یہ سات فرشتے واسطے غذا ہر عضو کے
 درکار ہیں اور بعضے اجزا بدن کے ایسے ہیں جیسے آنکھ اور دل کہ سو فرشتوں سے زیادہ کی طرف احتیاج رکھتے
 ہیں اور تمام فرشتوں زمین کے کو آسمان کے فرشتوں سے مدد پہنچتی رہتی ہو اور آسمان کے فرشتوں کو مدد پہنچتی
 ہے ان فرشتوں سے جو اٹھائیواں عرش کے ہیں پس یہ تمام جو مذکور ہوا ایک شاخ ہے شاخوں تربیت انہی
 سے کہ فقہ کھانہ کی صورت میں پائی گئی اور کھانا ایک سبب صحت کا ہو اور سہا ب صحت کے اور بھی ہیں
 اور صحت ادنیٰ چیز ہے کہ اعلیٰ درجہ تربیت کا اس پر موقوف ہو اور جو شخص تمام سہا ب صحت کو اور اور چیزیں
 جتنے اوپر تربیت موقوف ہو ساتھ نظر تفصیلی کے مشاہدہ کرے یقین ہو جاوے کہ حقیقت تربیت کی بغیر ربط
 ہونے تمام عالموں کے آپس میں ممکن نہیں اسی واسطے بیچ مقام شکر نعمتوں کے لفظ رب العالمین کا ذکر کیا گیا
 تاکہ اشارہ ہو اس طرف کہ تربیت عالم کی بیچ تربیت ہر فرد کے داخل ہے اور حقیقت میں تربیت تمام عالم
 کی تربیت اسکی ہو اور کیا اچھا ہو کہ کہا گیا تربیت ابرو باوہ و مخور شید و فلک و درکار اندہ و ناولہ و کف
 آری و بغفلت خوری ہا ہما از بہر تو سرگشتہ و فرمان بردار و شریک انصاف بنائند کہ تو فرمان نبری
 جانتا چاہئے کہ لفظ رب کا بیچ لغت عربی کے کسی معنوں کی واسطے آتا ہے اور سبب معنی اس کے مناسب ہیں
 پس ایک معنی رب کے مالک کے ہیں اور مالک ہونا تمام جانوں کا اسکے واسطے ظاہر ہے اس واسطے کہ جب
 سب چیزیں مخلوق اسکی ہیں ملک بھی اسکی ہو زمین اور آدمی کی ملکیت ایسی نہیں ایک اس وجہ سے کہ ملکیت
 مطلقہ نہیں یعنی سب چیزوں کا مالک ہو بلکہ ملکیت خاص ہے یعنی بعض چیزوں کی ملکیت اسکے واسطے ثابت ہو کہ
 اس وجہ سے کہ ملکیت اسکی بطور عاریت کے ہو مالک حقیقی سے اور دوسرے معنی رکے پیدا کرنا والا اور یہ معنی
 بھی مناسب مقام حمد کے ہیں بلکہ خالق ہونا اسکا سزاوار علیٰ درجہ حمد کے کو چاہتا ہو کہ نعمتیں اسکی مخلوق

کیطوف ہو کر کسی مین باوجودیکہ کچھ استحقاق انکا نہیں تھا اور اب بھی پہنچتی رہتی ہیں بغیر استحقاق
 بجائے میسرے رب کے معنی سید کے مین یعنی سردار گروہ کا اور باعتبار اسی معنی کے رب السوء کہتے مین یعنی
 سردار نوع کا اور حقیقت اس معنی کی بلند ہونا مرتبہ کا ہو اور یہ وصف بھی چاہتا ہو کہ اس کے واسطے اعلیٰ درجہ
 کی حد کیجاوے اور چوتھے معنی رب کے مرئی کے مین یعنی درستی کاموں کی کہ نبوالا اور پہنچا نبوالا ہر چیز کو
 اور مرتبہ کمال کے مثلاً لطفہ کو خون کے ساتھ ملا کر علقہ کیا اور علقہ کو منجھ کر کے مضغہ کیا اور مضغہ مین
 اعضا جڑے جڑے بنا کر روح اُس پر فایض کی اور ہر عضو کو جو قوت کہ لایق اس عضو کو ہو عطا فرمائی پھر
 روح کو ساتھ شریعت اور طریقت کے اور حقیقت کے کامل کیا پس منزل اور جد کمال کا ہوا اور یہ بھی جانتا چاہئے کہ
 تربیت دو قسم ہے ایک قسم وہ ہو کہ جو کوئی شخص اپنے نفع کی واسطے کسی کی پرورش کرے تاکہ وہ چیز اس کے کام آئے
 اور تربیت اس قسم کی شان مخلوقات کی ہو کہ باندہ غرضوں اور حاجتوں کی مین دوسری قسم تربیت کی یہ ہے
 کہ اُسی شے کے فائدے کے واسطے تربیت کیجاوے اور شان خالق کی یہی ہو کہ مخلوقات کے فائدے کے
 واسطے تربیت انکی کرنا ہو اور اسکو اس بات کی حاجت نہیں کہ بسبب مخلوقات کے کمال اپنا چاہو اور اسی
 واسطے اللہ تعالیٰ کے حق مین یہ حدیث شریف آئی ہے **إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ فِي الدُّعَاءِ** یعنی اللہ تعالیٰ
 دوست رکھتا ہے گروہ کو اگر دعا مانگنے والوں کو اور بھی آیا ہو کہ **مَنْ لَا يَسْتَلِ اللَّهَ يَغْضِبْ عَلَيْهِ** یعنی جو شخص کہ
 نہ مانگے اللہ سے اللہ غصہ ہوتا ہو اور اس کے اور اسجگہ سے جانا گیا رب العالمین بڑی کامل صفات اللہ کی ہیں ہو
 جل شانہ اس واسطے کہ ابتدا ظاہر ہوئے ضرور جو دے سے تا انتہا پہنچے ہر شخص کیطوف معاد اور کسی ہم عظم کے جیٹھ مین
 داخل ہے اور جو نسبت اور علاقہ کہ جہان کا دیکھا یا سنا جاتا ہو ایک پر تو انواروں اسی اسم مبارک کا ہے اسبواسطے
 بعد اسم مبارک اللہ کے اس اسم کو بیچ مقام حمد کے لائے بسبب اسکے کہ اسم اللہ کا دلالت اور تمام اور کمال
 کے کرنا ہو یعنی ذات اللہ تعالیٰ کی اپنے آپ کامل اور یوری اور واجب ہو کسی شے کی طرف اپنے کمال مین
 محتاج نہیں اور یہ اسم دلالت اور پر مافوق تمام اور کمال کے کرنا ہو یعنی ذات اُسکی باوجود کمال اپنے کے
 آگے کو بڑھی یعنی انکی مکمل ہوئی اور چیزوں کا کمال بسبب اس ذات کے حاصل ہو پس تربیت اور
 چیزوں کی ناقص ہوئی اور اُسکی تربیت کامل کہ یہ محتاج کسی کا نہیں اور اور چیز مین محتاج اسی کی
 مین اب آئندہ بیان ان چیزوں کا ہوتا ہو جو متعلق ساتھ الرحمن الرحیم کے مین کہ حقیقت رحمت کی
 حق تعالیٰ کے حق مین یعنی جو رحمت کہ صفت اللہ کی ہو سکتی ہے وہ کیا ہے پہونچا ناخیر کا اور دفع کرنا

اللہ تعالیٰ
 رحمت اللہ علیہ
 اللہ تعالیٰ
 رحمت اللہ علیہ
 اللہ تعالیٰ
 رحمت اللہ علیہ

اور دفع کرنا شر کا ہے اور رحمت الہی دو قسم ہے ایک ذاتی ہے دوسری صفاتی اور ذاتی بھی دو قسم ہے
 عام اور خاص رحمت عام عطا کرنا وجود کا کہ یہ رحمت سب موجودات میں پائی جاتی ہے اور رحمت
 خاص استعداد قرب الہی کا بخشنا کہ یہ بات بعضے بندوں کے واسطے ثابت ہے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم
 عام اور خاص عام یہ ہے کہ جو صفات اور اعراض لایق ہر موجود کی ہیں اسکے تئیں عنایت کرنا اور
 خاص یہ ہے کہ ہر موجود کو ایسی شے عطا کرنی کہ اسکو بسبب اُس شے کے اور چیزوں پر فضیلت حاصل ہو
 اس جگہ سے معلوم ہوا کہ رحمن اور رحیم کا دوسری بار اس سورہ میں ذکر کرنا باوجودیکہ بسم اللہ میں بھی
 یہ دونوں اسم ایک بار ذکر ہو چکے تھے ار نہیں اس واسطے کہ وہ رحمت کہ بسم اللہ میں ذکر ہوئی ہے ذاتی ہے اور وہ
 رحمت کہ اس جگہ ذکر ہوئی صفاتی ہے اور ہر گاہ کہ ذاتی دو قسم کی ہے عام اور خاص پس دونوں قسموں کو ذکر کرنے کے واسطے
 دونوں فقرہ رحمن اور رحیم کے بسم اللہ میں ذکر کئے اور رحمت صفاتی بھی دو قسم کی ہے عام اور خاص اس واسطے کہ
 بھی دونوں اسم ذکر کرنا کہ دونوں قسم کی رحمت پر دلالت کریں اور بعضے کہتے ہیں کہ بسم اللہ میں ذکر رحمن اور
 رحیم کا واسطے تسکین ہست کی ہے کہ اسم اللہ کے ذکر کرنے سے دل پیر آتی ہے اور خوف سے دل مہوش ہوتا ہے
 اور اس جگہ کہ رحمن اور رحیم کا ذکر ہوا واسطے امید دار کرنے بندوں کے ہو تاکہ خوف مالک یوم الدین کے سے
 بیقرار نہ ہوں اور چونکہ کلام آئینہ کے عبادت کا ذکر ہے اور عبادت نہایت شاق فعل ہے پس ضرور ہوا کہ
 امر ہمارا اُسکے ہوں ایک رجا اور دوسرا خوف پس دونوں جگہ دو دو اسم ذکر کئے کہ پہلا دلالت اور پھر
 تسکین عوام کے کرتا ہے اور دوسرا خواص کے واسطے اور یہ بھی علمائے فرمایا ہے کہ ابتدا ظہور
 عالم کا ساتھ رحمت عام اور خاص کے ہے اور ایسے ہی انتہا اُسکا بھی دونوں قسم کی رحمت کی ساتھ
 ہے پس ذکر دونوں اسموں کے اندر اشارہ طرف رحمتوں ابتدائی کے ہے اور اس جگہ ذکر کرنا ان کا
 اشارہ طرف رحمتوں انتہائی کے ہے اور یہ بھی وجہ ہو سکتی ہے کہ ابتدا حمد کا رحمتیں عام اور
 خاص ہیں عام بیچ نظر عام کے اور خاص بیچ نظر خاص کے پس چاہئے کہ منتہا حمد کا بھی دونوں
 قسم کی رحمتیں ہوں ساتھ اسی تفصیل کے اس میں اور یہ بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ حمد اگرچہ کامل اور پوری
 پوری ہو لیکن مکافات نعمتوں الہی کے کہ سابقہ میں خواہ عام ہوں خواہ خاص نہیں کر سکتے کیا جگہ
 اسکے کہ رحمت موجب جزا سے مزید کا ہو سکے مگر ساتھ اس طرح کے کہ یہ دو قسم رحمت کی اس حمد کے ساتھ
 مل جا دیں اور موجب جزا سے مزید کا ہو وین عام واسطے مزید عام کے اور خاص واسطے مزید خاص کے

حاصل یہ ہے کہ حمد اگرچہ کیسی ہی پوری اور کامل ہو لیکن کیا ممکن کہ اُس کی نعمتوں کی کہ پہلے
 سے ذمہ اسکے مین مکافات کر سکے پس اسی سے لازم آیا کہ جب حمد نے اُس کی نعمتوں کا مقابلہ
 نہ کیا لائق جزاے مزید کے کیونکر ہو۔ اس واسطے دوبارہ رحمتیں ذکر کیں کہ ان رحمتوں کے
 سبب سے جزاے مزید حاکم کو عطا کی جاوے اور یہ بھی اشارہ دوبارہ ذکر کرنے میں ہے
 کہ جیسے رحمت دنیا کی دو قسم ہے ایک عام کہ وہ ایجاد ہی ہے اور خاص کہ تفضیل ہی ہے یعنی ساتھ
 انعام بزرگ کے مشرف کرنا کہ بعض خاص لوگوں کے واسطے ہو ایسی ہی رحمت آخرت کی بھی
 دو قسم کی ہے ایک عام ہے کہ جسکے سبب سے نجات عذاب سے ہووے اور دوسری خاص
 کہ جس کے سبب سے قرب الہی حاصل ہو اور اسکی طرف بھی اشارہ نکل سکتا ہے کہ رحمت اللہ
 تعالیٰ کی سبب حمد اسکی کا ہے بلا واسطے خاص سبب حمد خاص کا ہو اور عام سبب عام کا اور بھی
 وہی رحمت سبب عبادت کا ہے اگر مضمون مالک یوم الدین کا ملاحظہ کیا جاوے رحمت عامہ واسطے
 عبادت عامہ کے اور خاصہ واسطے عبادت خاصہ کے پس حمد کے تین ساتھ دو وجہ کے ضرور
 جانا چاہئے اول یہ کہ مقتضائے رحمت کا ہو اور دوسرے یہ کہ مقصود عبادت سے بھی حمد ہے
 اور عبادت مقصود ہے انسان کے پیدا کرنے سے اور انسان کا پیدا کرنا مقصود ہے پیدائش تمام
 جہان کی سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمن اور رحیم کے معنی ایک ہیں جیسے ندان اور ندیم
 کے پس جمع کرنا دونوں لفظوں کا تاکید کے واسطے ہو جیسا کہ کہتے ہیں کہ فلانا تیرا اور تندر ہے۔
 اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمن میں مبالغہ زیادہ ہے رحیم سے اس واسطے کہ رحمن میں پانچ حرف
 ہیں اور رحیم میں چار حرف اور زیادتی لفظوں کی دلالت کرتی ہے اور زیادتی معنوں کے اور
 اس واسطے رحمن خاص ہوا ساتھ ذات پاک باری کے غیر کے اوپر بولا نہیں جاتا ہے اور بسبب غلبہ
 اسمیت کے حکم علم کا اس نے پیدا کیا ہے اس واسطے جو کوئی غیر اللہ تعالیٰ کو رحمن کہے کافر ہو جاوے گا
 اور مبالغہ کہ رحمن میں پایا جاتا ہے تین طرح سے سمجھنا چاہئے اول باعتبار کثرت افراد رحمت
 ایجاد ہی کے دوسرے باعتبار کثرت افراد مرحومین کے اور یہ دو قسم کے مبالغے زیادتی بیچ
 کمیت کے ہے تیسرے باعتبار زیادتی کیفیت کے کہ اسم رحمن کا خاص ہے ساتھ رحمتوں
 بڑی کے کہ ہمیشہ ہوں اور جو کوئی کہہتا ہے کہ رَحْمَتُ الْمَلِئِیْہِ وَالْاَمْرِ تَوْرَحِیْہُہُ الْمَلِئِیْہِ

اشارہ طرف ایک کے انہیں تین وجہ مبالغہ کی طرف ہے اور بعضوں نے کہا کہ سمجھو اللہ انبیاء
 ورحمۃ اللہ علیہم اسکی وجہ یہ ہے کہ رحمت دنیا کی عام ہے نیک اور بد اس میں شریک ہیں
 بخلاف رحمت آخرت کے کہ خاص مومنین کے واسطے ہے پس اس وجہ سے رحمت میں مبالغہ نہ کیا
 اور یہ بھی کہا ہے کہ رحمن باعتبار لفظ کے خاص ہے اور باعتبار معنی کے عام اسواسطے کہ سوائے
 ذات باری کے دوسرے کو رحمن نہیں کہا جاتا اور خالقیت اور رازقیت اور نفع رسائی کے
 معنی اسکے بشا مل ہیں تمام موجودات کو اور رحیم باعتبار لفظ کے عام اور باعتبار معنی کے
 خاص اسواسطے کہ مخلوقات کے اوپر یہ لفظ بولا جاتا ہے جیسا کہتے ہیں نانا رحیم ہے اور
 لطف اور توفیق کہ معنی اسکے ہیں خاص مومنین کی واسطے ہے ضحاک نے کہا ہے کہ رحمن میں
 اشارہ طرف ظہور رحمت اسکی کے ہے اوپر اہل آسمانوں کے اور رحیم میں اشارہ ہے طرف
 نزول رحمت اسکی کے اوپر اہل زمین کے آبن مبارک نے کہا ہے کہ رحمن وہ ہے کہ جو اس سے
 سوال کریں پورا کرے اور رحیم اس کو کہتے ہیں کہ جو اس سے کچھ نہ طلب کریں ناخوش
 ہو اور غصہ میں آوے اور بعضوں نے کہا ہے کہ نعمتیں طبع طرح دنیا اور آخرت کی آثار
 رحمت رحالی کا ہے اور دور کرنا بلیات کا اور آفات دارین کا بسبب رحمت رحیمی کے ہے اور
 ہر تقدیر پر اگر رحمت ابلغ رحیم سے ہے پس بیچ ترتیب ان اسماء کے کہ اول اللہ کو ذکر کیا پھر
 رحمن کو پھر رحیم کو مناسب تنزیلی ہے یعنی درجہ بدرجہ ذکر ہے کہ پہلے ذکر اسم ذات کا
 کیا پھر ذکر اس اسم کا اسماء صفات میں کیا کہ مانند اسم ذات کی ہے بیچ اختصاص کے کہ اور کے
 اوپر اطلاق نہیں ہوتا بعد اسکے اسماء صفات میں سے ایسے اسم کا ذکر فرمایا کہ وہ عام ہے
 لیکن اسجگہ ایک شبہ وارد ہوتا ہے کہ جب لفظ رحمن کا کہ دلالت اوپر کمال کے کرتا ہو ذکر ہو گیا
 پھر حاجت ذکر رحیم کی کیا ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ ذکر رحیم کا ارادہ اور تقسیم کے قبیلہ سے
 ہے یعنی جو رحمت کہ اس میں مندرج نفعی لفظ رحیم کے ساتھ اسکا ذکر کیا اس واسطے کہ لفظ
 رحمن کا شامل ہے نعمتوں بزرگ اور کلیات اور اصول منافع کو اور لفظ رحیم کا نعمتوں حقیر اور
 جزئیات اور فروع کو شامل ہے اور یہ تقسیم اسواسطے کی گئی تاکہ بندہ کو بیچ مانگنے حاجتوں
 چھوٹی چھوٹی کے مثل نمک کے اور پاپوش کے اور گھاس جانور کے جناب الہی سے شرم مانگیں

اور بے دھڑک ہو کر اللہ تعالیٰ سے سوال کرے گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ایم اپنے تئیں فقط رحمن کہتے ختمت ہماری تیرے دل پر غالب ہوتی اور سہل سہل چیزوں کا سوال ہم سے لے ادبی جانتا تو اب کیا پڑ تئیں رحمن اور رحیم کہا پنے اجازت اور پروا لگی دی کہ ہر حاجت خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہم سے طلب کر اور یہ اسکا کمال احسان ہے بندوں کے اوپر برخلاف عادت بادشاہوں اور امیروں اور متکبروں دنیا کے ایک کتاب میں دیکھا گیا کہ ایک شخص نے کسی سہل مقدمہ میں عرضی بیچ حضور بادشاہ کے گذاری بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو تا دیب کرین کہ مقدمات سہل کے تئیں سہل آدمیوں سے چاہئے طلب کرنی اسکا کمال رحمت الہی ظاہر ہوتی ہو کہ بندہ کو ساتھ اس مرتبہ کے دلیر کرنا اور بعضوں نے کہا ہے کہ رحمن دلالت کرتا ہے اور پر ان نعمتوں کہ ملنا ان نعمتوں کا بندوں سے نہ ہو سکے جیسا کہ زندگی دینی اور قوت شنوائی اور بینائی کی عطا کرنی اور فرزند دینے اور رحیم دلالت اوپر ان نعمتوں کے کرتا ہے کہ آدمیوں کے خیال میں حاصل ہونا اسکا آدمیوں سے بھی ممکن ہے جیسا کہ تشخیص مرض کی اور معالجہ کرنا ساتھ دوا کے اور تعیین روزینہ کی کرنی اور جاگیر دینے اور اعانت کرنی بیچ امور معاش اور عا د کے پس گویا فرماتے ہیں کہ میں رحمان ہوں نطفہ گندہ کو تو میرے حوالہ کرتا ہوں میں اسکو آدمی خوش قامت اور خوبصورت بنا کر حوالہ تیرے کرتا ہوں اور تخم خشک بوسیدہ مجکو سوپتا ہے تو میں اسکو درخت معہ شاخ اور پتوں کے پھل لانے والا بنا کر تیرے تئیں عطا کرتا ہوں اور عبادت ناقص میرے واسطے بھیجتا ہے تو میں اسکو ایک محل بلند کہ حورین اور مکانات اور درخت اور نہر میں اس میں ہوں بنا کر تیرے حوالہ کرتا ہوں اور بھی رحیم ہوں میں کہ جو کچھ باپ اور ما اور خاوند اور مالک اور استاد اور پیر اور طبیب اور عطار اور آقا اور مرئی تیرے ساتھ کرتے ہیں ہم سے توقع رکھ اور اسی واسطے کہا ہے شعر لکل شیء اذا فارقتہ عوض وہ ولیس بعد ان فارقتہ من عوض بل یعنی واسطے ہر شے کے جسوقت مفارقت ہو جائے تیری اُس سے بدل ہے اور نہیں ہو واسطے اللہ کے اگر مفارقت کرے تو اُس سے کوئی بدلہ اس جگہ ایک شبہ ہے بہت مشکل اور وہ یہ ہے کہ جو وہ رحیم اور رحیم ہے پس کس واسطے اُس نے بُری چیزیں اور قباحت کی باتیں پیدا کرین اور افعال مذمومہ اور افعال نکمہ اور غم اور طرح طرح کے سوچ اور فکر اور حاجتیں ساتھ ہمارے لگائیں اور یہ کیا تفاضل رحمت کا ہے جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ حقیقت میں کوئی نظری بیماری ہے کہ ان چیزوں کو خلاف رحمت کا جانیں اگر باپ نسیف بیٹے کے تئیں تا دیب نکرے البتہ رحمت کے موافق اُس نے کام نکلیا اور ظاہر میں تا دیب

کثرت نوافل اور طاعتوں کے آخرت میں قسم تیسری وہ ہے کہ ضروری ہے اور نفع دینے والی نہیں جیسے آفات اور امراض دنیا کے اور آخرت میں اس قسم کی کوئی نظیر نہیں قسم چوتھی وہ ہے کہ نہ نفع دینے والی اور نہ ضروری مثل فقر کی دنیا میں اور عذاب کے آخرت میں پس جو چیز کہ نفع دینے والی ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا حتمی خاص کا ہے اور وہ کہ ضروری ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں تقاضا رحمت عام کا ہے کہ کل عالم کے ساتھ اس کا تعلق ہے اور وہ کہ نفع دینے والی ہے اور نہ ضروری ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی تقاضا رحمت اضافی کا ہے یعنی بہ نسبت بعضوں کے رحمت تفصیل اس کی یہ ہے جو دنیا میں فقر نہ ہو تو نگرانی اور جولو از م اوس کے ہیں بادشاہت اور امارت وغیرہ کی صورت ظاہر نہ ہو کیونکہ جب کسی کو یہ کی طرف احتیاج ہی نہ ہو تو کی کوئی کاروبار کے سر انجام میں ذلیل نہ ہو اور کیوں اپنے اوقات عزیز کو محتاج الیہ کے اور دونوں ہی کے تابع داری میں صرف کرے پس یہ سب منصب برہم درہم ہو جاویں اور بالکل انتظام عالم چڑے اوکھڑا ہوے بلکہ نبی آدم کا ایک بچہ رہنا اور جمع ہونا اور ایک دوسروں کی مدد کرنا بالکل ایک قلم جاتی رہے اور خلقت انسانی مثل خلقت جانوروں کے پرانگندہ اور بے سہریوں پس رحمت اضافی اللہ تعالیٰ کی کہ بہ نسبت ہر منصب اور مرتبہ اور ہر حرفت اور پیشہ کے کہ تعلق پکڑے ہوئے ہے تقاضا کرے تو الے فقر اور احتیاج اور لاحق ہو مرفوض اور مصیبتوں اور آفتوں کے ہوئی فرض کیا چاہئے کہ جو بچہ جہان کے چور نہ ہو تو چو کیا مار کیا کر گیا اور اگر بیماری نہ ہو طبیعت و عطار اور جراح اور سالو ترمی معطل ہیں گے اور اگر فقر اور احتیاج نہ ہو بادشاہ بے لشکر اور امیر بے خدنگار کے اور ناجر بے گماشتہ کے اور متصدی بے پیشہ کار کے کیا کریں اس جگہ سے حقیقت رحمت الہی کی ظاہر ہوئی کہ بچہ ہر شہر کے آفت مخفی ہے اور باوجود اس کے آفتیں اور بلائیں پلٹی پھرتی تمام عالم میں پرانگندہ کرتی ہیں بہت بادشاہ قدرت والے مرفوض میں گرفتار ہیں اور محتاج طبیعوں اور عطاروں اور دواسازوں کے ہیں اور بہت فقیر ہیں کہ کسی سے خون نہیں رکھتے ہیں اور ساتھ اس میں تمام کے گزارتے ہیں جتنا لشکر اور چو کیا دار کی نہیں رکھتے ہیں اور بادشاہ اور امیر اور تو نگر و رشک اون کو حلہ پر

نظم فیضی
اس میں پائی جی
مسلکت کی باتیں ہو
جو اس کو اپنی رعایا
کے ساتھ برتا ہے
اور جیسا کہ بر رعایا
کو رہنا چاہئے اور
انعام و جہان میں
کچھ بیان کر دیتا
ہے جو رعایا کا نواز
کے ہو جو جب عمل
درا کر کرتی ہے
اس کو عزت و آبرو
کے ساتھ رکھتا ہے
رحمت شاکستہ
زندگی کے دن پہلے
کرتی ہے اور انعام
والے کاموں میں
انعام بھی پائی ہو
اور جو رعایا بادشاہ
کی عدول عمل کرتی
ہے

قسم پنجم
بے دلی خیر خواہ

بہنو باؤ اور عمدہ باؤ
میں اور سر اسب

کہ رعایا بادشاہ کی
باشاہت دلی ہو

مان لے اور اس
کے قانون کی

خالفت کو نہایت
ای بری بانٹے

اور بادشاہ کی
خیر خواہی کرنے

میں مشغول ہو
اسی طرح خدا نے

اپنے تمام بندوں
کے لیے ایسا قانون

اور رعیت کو ممکن ہے کہ رعیت ہونے بادشاہ کے سے ساتھ اختیار اپنے کے نکل جاوے ۔
چوتھے زیادتی مرتبہ مالک کی نسبت مملوک کے اعلیٰ ہے زیادتی مرتبہ بادشاہ کی سے نسبت
رعیت کے ہواسے کہ مملوک کمتر درجہ میں ہے رعیت سے پس غلبہ اور قہر مالکیت میں زیاد
ہوتا ہے بادشاہت سے یا چوں غلام کو خدمت مولیٰ کی واجب ہو اور رعیت کو خدمت باد
شاہ کی واجب نہیں چہٹی غلام بغیر ذن مالک کے کچھ نہیں کر سکتا بخلاف رعیت کے کہ بدون
پرواں گی بادشاہ کے کام کر لیتی ہے ساتویں بندہ کو طبع خاوند سے لازم ہے اور بادشاہ کو
رعیت سے طبع ہوتی ہو آٹھویں نہایت اوس چیز کا کہ بادشاہ سے امید ہو عدل اور انصاف ہو
اور بہت اور سیاست اور غلام کو کہ مولا اپنے سے امید ہو طرح طرح کی چیزیں میں خود کا اور پوشاک
اور پرورش اور مہربانی اور حریت پس فرائض مالک کی میں زیادہ تر امید جناب الہی میں نکلتی ہو
اور آدمی کو احتیاج طرف بخشش اور تربیت اور مہربانی اور رحمت کے زیادہ ہو احتیاج بہت اور
سیاست اور عدل اور انصاف ہو جیسے حدیث قدسی میں آیا ہے یا عبادی کلکم جاع الامن
اطعمته فاستطعم فی اطعمکم یا عبادی کلکم عار الامن کسوته فاستکسب فی
اکسکم فیہ او میر و بند و سب تم بھوکے ہو مگر وہ شخص کہ اوسکو کھلاؤ نہیں پس کھا ما مجھ سے
مانگو تم تاکہ کھانا دو میں تم کو او میر و بند و سب تم بھینہ ہو مگر وہ کہینا و نہیں اوسکو پس طلب پوشاک کی کہ تم مجھ سے
پوشاک و نہیں تم کو نوں بادشاہ جسوقت موجودات لشکر اپنی کی لیتا ہے بڑھے اوضیف اور شکستہ حال
اور مریض اور عاجز کو نظر سے دور کرتا ہے اور مالک جسوقت نقص غلاموں ہو کا کرتا ہے اوضیفوں
اور مریضوں اور بڑھوں کے زیادہ تر رحمت فرماتا ہے اور ساتھ معالجہ اور اعانت کے مشغول ہوتا ہو
پس مرتبہ مالک بہتر مرتبہ بادشاہ کے سے ہے دسویں مالک میں ایک حرف بڑھتی ہے ملک کو لفظ
پس اس کے پڑھنے میں ثواب یا دہ ہو گیا ہو قیامت میں بادشاہت ہوں گے اور سیاست حالت
انہی کے گرفتار اور مالک ہواؤ خدا کے کوئی نہ ہوگا بارہویں بندہ کو ساتھ خاوند اپنے کے اتصال زیادہ
رعیت کے اتصال کے ساتھ بادشاہ کو اسی واسطے فقہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ جو خاوند کسی غلام کو اپنے نہایت
کی کی یا نہایت اقامت کی کی کہے اختیار مسافر اور مقیم ہوتا ہو بخلاف رعیت کہ او جو لوگ لفظ ملک پڑھتے
میں کہیں کہ ہر بادشاہ مالک ہو اور ہر مالک بادشاہ نہیں پس نصف بادشاہی کو بہتر نصف مالکیت کی سی ہو اور بھی

بادشاہ کا اور مالک کے نافذ ہے اور حکم مالک اور بادشاہ کے نافذ نہیں اور بھی سیاست بادشاہ کی
 اتنی اور تمام اور شامل اور عام ہے ہزار مالک مقابلہ یک بادشاہ کا نہیں کر سکتے اور مالک بہت بڑے ہیں موجود
 ہیں اور بادشاہ سواؤ ایک شخص کے نہیں ہوتا ہوا اور لفظ رَبِّ الْعَالَمِينَ کا دلالت اور پر مالکیت کو کرنا ہے
 پس اگر سچکے بھی لفظ مالک پڑ جاوے تو تکرار لازم آتا ہے اور بھی لفظ مالک نو ذونہ نام غنی میں لفظ ہوا
 مالک اور سچکے نہیں ہاں مَلَکُ الْمَلَکِ نو ذونہ نام میں موجود ہے کہ بمعنی مالک ہے اور بھی لفظ مالک پچھرا
 کے مذکور ہے یعنی مَلَکُ النَّاسِ اور ختم کلام کا شرف چیز ہوتا ہے پس شروع کلام کا بھی ساتھ اسی چیز کے
 مناسب کھالی دیتا ہوا اور اطاعت بادشاہ کی اوپر کل کو واجب اور اطاعت مالک کی واجب نہیں مگر
 ملکوں اور اس کے یہ مذکور جو ترحج دونوں قرأتوں کا تھا اذن چھین بخش ہیں پہلے قرأت کی جو
 میں اس سے بحث چھین ہیں کہ بادشاہت کے ساتھ غیر آدمیوں کو تعلق نہیں پکڑتی وجہ اس کی یہ ہے کہ سوائے
 آدمیوں کے اور چیزیں سرآمد نہ ہی بادشاہ کی کا نہیں سمجھتے ہیں اور باوجود اس کے حضرت سلیمان علیہ السلام
 کو عام بادشاہی بھی حاصل تھی اور بادشاہت میں ساتھ ایک جہ کے عموم تھی اس واسطے کہ بادشاہ کو غلبہ اور
 تصرف اور غلاموں اور دیگر اشخاص کے حاصل ہوتا ہوا اور پورا لوگوں کو اختیار کامل ہوا اور عیت کو نکلتا
 ولایت بادشاہ کی سو اس صورت میں ممکن ہے کہ ولایت اس کی عام نہ ہو اور اس جگہ جو اضافت طرف یوم
 کے واقع ہوئی عام ہونا ولایت کا سمجھا گیا اور غلام کا فرج ہے کہ واسطے جائز ہے کہ اور الاسلام میں بھاگ
 کر چلا آوے اور ملک لک ہو باہر ہو بلکہ اسکو شرعاً جائز ہے کہ مولیٰ اپنی کو مغلوب کر کے غلام بناوے اور جیسا
 کہ غلام کو تین خدشتا اپنی کی واجب ہے اسی پر عیت کو فرماں برداری حکم بادشاہ کی واجب ہے اور
 بھی ایک قسم خدمت ہے اور غلام کو کبھی متقل ہونا سچ کسب کرنے کو ساتھ اجازت مولیٰ کو حاصل ہوتا
 ہے چنانچہ فقہ میں عبد ذون کی بحث میں مذکور ہے اور عیت کو اخذ کرنا حقوق اور اجراء و حدود اور قصاص
 کا ہونا اذن بادشاہ کو متصور نہیں اور غلام و مولیٰ کو ہر چند کہ طبع غلام کو مال میں نہیں ہو لیکن ہر چند
 غلام کے اور منافع میں ہمیشہ طبع کھتا ہوا اور بھی مولیٰ کو اور غلاموں پر کے بہت اور سیاست ہوتی ہوا
 عفو و مہربانی اور رحمت اور تیریت کی بادشاہ کی بھی عیت کو ضعیف آدمیوں کو امید ہوتی ہے کہ وہ بادشاہ
 کو واجب ہے کہ ضعیفوں کو کھانا کپڑا اور دوسرے حوائج ضروری لوں شدہ کو پہنچا دے اور پورا و تہذیب اور اجتناب
 احتیاج بہت اور سیاست کی زیادہ ہوتی ہوا اور اسی واسطے بادشاہ عیت کو دشمنوں کو محفوظ رکھتا ہے

تفسیر حکیم
 درخشاہی کی
 بیان کردی ہیں
 سوانح اس کے
 احوال کی کو بیان
 بھی بیان کردی
 میں دو رخ طبت
 اور نہی و علیہ
 سب کچھ بیان کر کے
 بندو
 ہر طرح سے بندو
 سب کچھ لکھا دیا
 ہے تو جو بندو
 خدا کی بادشاہی
 ہوا ان لکھتے ہیں
 اور اس کے سب
 میں تمہیل کو
 ہے پس کچھ
 میں اور اس کی
 سب خبروں کو
 چھٹی ان لکھتے
 ہیں چھٹی کی

اور یہ بہترین انواع تربیت اور رعایت کا ہو اور کثرت ثواب کی بسبب کثرت حروف کو اس وقت میں ہے
 کہ روزیہ کا ثواب میں برابر ہوں اور کثرت حروف والا شرف اور فضل میں بہت حروف والا کثرت
 میں اسی صورت میں ثواب چھوڑ کر کثرت کا بھی زیادہ ہو جائیگا چنانچہ سورہ اخلاص نسبت دوسری سورتوں
 اور باوجود اسکے بھی کہہ سکتے ہیں کہ لفظ ملک چھوٹا لفظ مالک کو سے پس مالک بہتر ہوا اس واسطے کہ
 پڑھنے لفظ مالک کو طول اہل لازم آتا ہو کہ جائز ہے پہلے تمام کرنے سے موت آجائے اور تمام کرنا اور کام کرنا
 نہ ہو اور جو بیش کسچ وجہ قرأت ملک کو ہیں یہ ہیں کہ بادشاہت بادشاہ کی بالکیت ملک کی نسبت تڑاوس
 صورت میں عام ہوتی ہو کہ مالک کی اضافت طرف کل موجودات کی تکمیل اور اسکی اضافت مالک کی
 طرف تو قرآن الدین کی ہو کہ طرف محیط ہو کل موجودات کو پس عموم میں تو توں لفظ برابر ہو گئے اور حکم کا
 کہ بادشاہ کو اندر نافذ نہیں اس جہت سے کہ بادشاہ اسکی ملک میں داخل نہیں اور اسکی گھر میں داخل
 ہو کہ بالکیت اسکی شامل تمام بادشاہوں اور رعیتوں کو ہو اور سیاست مالک کی کہ سبک زبردست ہو
 تمام بادشاہوں کی سیاست و اتوری ہو اور ملک کی کہ مقابلہ بادشاہ کا نہیں ہو سکتا ہو مالک کی کہ کثرت
 اسکی عام نہیں آوہ کہ کہا ہو کہ شہر میں مالک بہت ہوتے ہیں اور بادشاہ سوا ایک آدمی کو نہیں
 یہ بھی اسی مالک میں ہو کہ ملک اس کو شامل ہو اور اسکی مالک علی الاطلاق ہے کہ سوا اس کو کوئی
 مالک نہیں اور ذکر صلائیہ فی قرآن الدین کا بعد ذیل الدلائل کے قبیلہ ذکر کرنے خاص سے ہو جو علم
 کے اور یہ ذکر نہیں اور یہ لازم نہیں کہ جو نوادہ نام میں ہو فضل و اعلیٰ غیر سے ہو جیسا کہ ظاہر ہے
 اور نوادہ نام میں ہر گاہ کہ مالک مذکور ہو اس کو ضمن میں مالک بھی ذکر ہو گیا اس واسطے
 کہ ذکر مفید کا مستلزم ذکر مطلق کا ہو اور لفظ ملک آخر قرآن میں مذکور ہوا اسباب و فضیلت جب
 ثابت ہو کہ تخصیص کا اسکی کچھ دوسرا فائدہ منظور ہو اور اخیر کلام اللہ میں اس لفظ کو لازماً فائدہ
 اور ہو جیسا کہ آجائے انشاء اللہ تعالیٰ بہر حال وجہ ترجیح کی دونوں طرف سے موجود ہیں اور
 توازن و توطرف میں موجود ہیں تطویل کلام کی اسکی محض فضول ہونا چاہتا ہے تحقیق کہ ہم مشغول
 ہو تو ہیں جتنا چاہیں کہ لفظ لازم و عرف میں بتنا طبع آفتاب و غروب اس کے تک لیتے ہیں اور شرح
 شریف میں طبع صحنہ ان آفتاب و غروب ہو و اور کبھی ساتھ معنی مطلق وقت کو آتا ہے خواہ
 ہو خواہ رات ہو خواہ سال ہو خواہ ماہ جیسا کہ ہوتے ہیں جس روز فلانا آوے ایسا ہو گا یعنی جس وقت

فقیر محمد علی
 کمالیہ میں
 قرآن کی تحفوں
 ہر ایک کی صاف
 کردی جاتی ہے
 ان کیلئے اپنی
 رضا مندی اور
 دین و دنیا میں
 واکرام کا وہ ہے
 ہے بہت شکر
 لے جائے اسکی
 ہزار کی ہے اور
 جو اس کی بادشاہی
 کو نہیں سہنے
 اور اسکی سزا
 ہم کی تعمیل کو
 سے پس نہیں
 کرنے اور اسکی
 سبب نہیں کو
 بھی نہیں ملے
 ہی کا کہہ رہے ہیں

فلان آدمی کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ جو شخص ایسا ایسا واقع ہوا اور روز خندق کو ایسا اتفاق پڑا حالانکہ
 بھگت میں ہمنوں اور دنوں کی تھیں پس اسکا جو یوم ضافت طرف دین کی گئی معلوم ہوا مراد اس
 سعلق وقت ہو اور حلاوہ کی ابتدا الفتحہ ثانیہ ہے اور انتہا اسکی بھی کہ ہشتی بہشت میں اور دوشی
 دوش میں چلی جاویں اور اگرچہ اس میں یاقین و قائل بہشت اور حالات بیشتر موموں کے لیکن مقصود سب
 چیزوں سے جزا ہو سوا و اضافت یوم کی طرف دین کو کی گئی اور دین کے معنی جزا کہیں اور ہر چند کہ بعض
 وقتوں میں دنیا میں بھی صورت جزا کی پائی جاتی ہو مگر اصلی جزا کہ انعام صرف اور انتقام عرف ہونی میں
 نہیں ہو سکتا ہے ہوا سلسلے جو انعام کہ دنیا میں پایا جاتا ہو مالاہوا ساتھ ایک نوع انتقام کے ہے
 اور ایسے ہی جو انتقام کہ دنیا میں ہو مالاہوا ہو ساتھ طرح طرح کے انعاموں کو باقی رہی یہ بات کہ حمد
 اوپر اس ملکیت کو اس واسطے معلق کیا اور مالکیت کی بہت سی استحقاق حمد کا سوا ہو جو اب بھی ہے
 کہ اس میں بزرگی فضل اور احسان خالق تعالیٰ کی کمال مرتبہ کو ساتھ ظاہر ہوگی کہ ایک کلمہ
 اور اوپر عمل ایک ساعت کو ثواب غیر متناہی کہ ہمیشہ باقی رہی عنایت فرمادیکھا اور اب ہی کمال حمد
 اسکا اور سدن ظہور فرمادیکھا کہ فرق کرنا درمیان نیک اور بد کے مقتضائی کمال حکمت کا ہو اور اسوجہ
 بھی ملکیت جزا کہ سب سے استحقاق حمد کا ہو سکتی ہو کہ جزائی نفسیہ یک بڑی عمدہ نعمت ہو کہ صلاح ظاہر اور باطن
 کی کرتی ہو اور حجابوں تاریکی کو کہ پیری شہوت اور غضب جمع ہو جانے میں منع کرتی ہو اور حال تمدن
 اور اجتناع کا ساتھ اسکے سر انجام پانا ہو اور یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ ایسی صفت ہے
 کہ تہم اسکا اور رحیم و رحیم کہ ہے ہوا سلسلے کہ رحمت خاص حقیقت میں سعادت ہمیشگی کی ہو کہ ملامت
 سعادت کا دن جزا کے ہو گا اور ربوبیت کی بھی مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ فرع ہو ہوا سلسلے کہ انجام نہایت
 کمال صلاح کرنا ظاہر و باطن انسان کا ہو نا کہ سعادت ابدی کی طرف بچھا دی اور ربوبیت مقتضائے
 الہیہیت کا ہے پس ہر صفت کو اور ہر صفت اوپر الی اپنی کے ترتیب ہو یعنی مافوق والی کہ سب
 وجود نیچے والی صفت کا ہو اب جانتا چاہئے کہ اس سورہ میں دو مضمون ہیں ایک حمد اور ثنا کہ
 زبان بندہ کی ہو خطاب الہی میں معروض تھی دوسری خواہش اور چاہنا مطلب کا کہ بعد حمد اور ثنا کو
 منظور ہو اور اس سورہ میں پانچ نام اللہ تعالیٰ ذکر ہوئے ہیں اللہ - رب - رحیم - مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ
 کہ اس کو اور دین کر ایک معنی ہیں اور ان پانچوں ناموں کو ساتھ دونوں مضمونوں کو کمال لطیفی ربط حمد کرنا

اس شخص کے
 میں ہر شخص کے
 حق میں دونوں باتیں
 موجود کسی وجہ سے
 لطف اور کسی وجہ سے
 لطف اور کسی وجہ سے
 سے اختلاف اثر
 کے جو گونا گوست
 میں چلے گئے اور جو
 کسی طرح کا خیر ہوگا
 اور جو دفع میں گئی
 اور کو کسی طرح
 سی راحت ہوگی
 اس مسئلہ کے
 کہ باوجود بے جانے
 اسباب محض کے اور
 قدرت انتقام کو
 دینے میں تجاؤ دیکھا
 اور اسباب خالق اور
 افتادوں کے جزا دیکھا
 اور ایسی ہی بھکت اور
 نا ابر ہوگی

اس واسطے کہ پہلے جو باعتبار کمال ذاتی اللہ تعالیٰ کو ہے کہ لفظ اللہ ہی سمجھا جاتا ہے اور اس کو جو باعتبار
 عطا کرنے وجود اور توابع اس کے کو ہے اور ربط حمد کو ساتھ اسم کی یہی معنی ہیں بعد اس کو جو باعتبار
 آسانی اور سر کرنے سے باعث اور گزرنے میں کیا کہ ہے کہ یہ بھی نعمت ہے اور لفظ حسن کا یہی مفہوم ہے اور بعد اس
 جو باعتبار ہوا کر دینے سے باعث علاج مواد کو ہے اور یہ مضمون حیم کا ہے اور اس کے حمل اور نعمت جزا کہ حصول
 اور مکار اور کمال کرنے حمل اور شکر کے یا ترک کرنے اور ان کے موقوف ہے اور دوسرے مضمون کو ساتھ ربط
 اس طرح ہے کہ جن چیزوں کا سوال منطوق سے کئی چیزیں ہیں اول عبادت اور یہ الوہیت کا مقتضا ہے دوسرے
 استعانت اور وہ مقتضای ربوبیت کا ہے تیسرے طلب ہدایت اور وہ مقتضای رحمانیت کا ہے چوتھے استقامت اور
 یہ مقتضی نجیست کا ہے پانچویں انعام اور یہ مقتضای مالکیت کا ہے وقت استقامت کے اور غضب بھی مقتضای
 مالکیت کا ہے گیارہویں صورت عدم استقامت کو اور بیضوں اور جوہر خاص زمان پانچ اسموں کو بعد حمد کی اس طرح
 بیان کی ہے کہ حمد اور ثناء درمیان آدمیوں کو ان چار وجوہ نہیں ہے نہ کسی کو ساتھ ہوتی ہے اول باعتبار کمال
 ذاتی کہ اس کی ذات میں پایا جاوے کہ وہ محض صاحب احسان نہ ہو دوسری وجہ تعریف کی یہ ہوتی ہے کہ احسان
 اور شخص کا طرف تعریف کرنے والی کی چھٹی وجہ تیسرے اس طرح پر ہوتی ہے کہ امید اور توقع احسان کا اس کے کچھ ہوتی
 وجہ تعریف کی خوف اور ڈر غصے اور سوچنے والی اتنی کو ساتھ لفظ اللہ کہ بیان کیا کہ کم ذات ہے اور ولایت اور استیلا
 محلات کو کرتا ہے اور پھر چنانچہ احسان کا بسبب عنایت کرنے وجود کو اور توابع اس کی کو ساتھ لفظ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کو ارشاد
 اور صلاح معاشل و عباد کی کہ ہر بندہ کو امید اس کی جناب ہے ساتھ دو لفظ حسن اور حیم کو ظاہر ہوئی اور
 خوف اور ڈر کو دن جزا کو ساتھ مالک کم الیہ بیان کیا پس گویا ارشاد ہوا کہ جو بندہ تعظیم میری اور کمال ذاتی
 میری کو کرے پس لائق اس کے ہوں میں اس واسطے کہ نام میرا اللہ ہے اور جو باعتبار احسان کرے نیکی شناسی میری بجا لائے
 یہی سچی اور سکا ہوں میں رَبِّ الْعَالَمِیْنَ صفت میری ہے اور اگر بسبب تقم انعام اور احسان میری کو کہ دنیا
 اور آخرت میں پایا جاوے تعریف میری کرے بھی گنجائش اس کی ہے کہ حسن اور حیم ہوں میں اور جو خوف عذاب
 میری سے و حمل اور شناسی کرے یہی واسطہ کہ مالک روز جزا کا ہوں یہی معنی بندگیست بجا نیارم چکنم چکنم
 نہ کہ میری پریم چکنم چکنم نیست نہ زویم و امید نہ تو نہ پیچم کہ وجود از تو دارم چکنم چکنم چکنم چکنم چکنم چکنم
 کہ شخص صلی ان چار اسموں کی اس واسطے ہے کہ نعمتیں عمدہ آدمی کو اور پرانہ ان پانچوں ناموں کا ہے اور
 کہ پہلے آدمی کو بقضائے الوہیت کو عدم سے طرف وجود کی لائے اور پھر ساتھ ساتھ طرح طرح کی

ان کی شانیں
 بالہست ان کے
 میں ہیں وہ ہیں
 بڑی بڑی کمزوری
 منہ زور کی ہیں
 ان کو جو کچھ
 اس بخاری اور
 کہ جسے چاہے
 دوزخ میں جانے
 ہے لگا کر قرآن
 شریف پڑھا کرے
 بادرش کا کلام
 اور قانون ہے
 تو سب کا اسون
 اور قانون بادشاہ
 ہے اس واسطے
 اس کے حافظ
 کا برادر ہم ہے
 کہ نہ کہ وہ لوگ
 بڑے کمزور
 ہیں

نعمتوں کے تقاضے ربوبیت کو ہے پرورش کیا پھر گناہ اور عیب اسکے دنیا میں پوشیدہ رکھے
 اور ربوا لفرمایا اور بمقتضا صفت رحمانیت کا ہر پھر گنجائش توبہ کی دوا اور اگر توبہ کو قبول کرے
 اور بخشے اور بمقتضا صفت رحیمی کہ ہے پھر موافق اعمال اوس کے جزا دے گا اور یہ مضمون ملائکہ
 انجیل والہ دین کا ہر باب بیان اوس چیز کا ہوتا ہے جو یا لک تعبد سے تعلق رکھتی ہو اس کا میں تقدیم مفعول
 کی فعل کے اوپر ہے اور اہل عہدیت کو نزدیک تقدیم مفعول کی اختصاص کا فائدہ دیتی ہو یعنی کسی کی سوا
 تیرے عبادت نہیں کرتا ہوں میں اور اگر مفعول کو مقدم نہ کریں اور تعبد لک کہا جاوے تو اختصاص
 نہیں سمجھا جاتا ہے اور وہ خاص ہو تو عبادت کی اوسکی ذات پاک کیواسطے یہ کہ حقیقت عبادت کی
 نہایت ذلیل ہونا ہو واسطہ نہایت تعلیم غیر کے جو اختیار کو صا و ہو جو حقیقت عبادت کو معنوں میں یہ تین
 معتبر ہیں پس جو تہ لک اختیار کو نہ ہو بلکہ کسی کے نور سے وہ تہ لک ہوا تو اسکو عبادت نہیں کہتے اور اسے
 ہی تخریج اور تخریج ہی تعلیم کو کہ نہایت درجہ کی ہو اسکو بھی عبادت نہیں کہتے اور ایسی ہی جو تہ لک کہ با اختیار
 پایا جاوے جو بھی عبادت میں شمار نہ ہوگا اور عبادت حقیقی کو لائق کوئی نہیں مگر وہ ذات کہ جسکی طرف نہایت
 درجہ کا انعام اس شخص کو پہنچا ہو پس وہ ذات اللہ تعالیٰ کی ہو کہ کمال درجہ انعام کا اوس کا کام ہے تفسیر
 اسکی یہ کہ بندہ کو تین حال ہیں ماضی اور حاضر اور مستقبل ماضی کا حال یعنی پیشتر کا پس بندہ چچ ایک
 وقت کو نیست رہا ہو و تھا بعد اسکو علم سے طرف ہو کے لائے وَقَدْ خَلَقْنَاكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُنْ
 شَيْئًا پھر تین حالت لطفہ ہوئی کہ مردہ تھا اسکو زندہ کیا كُنْ لَمْ أَمَّا نَافَا فَخَلَقْنَا لَمْ پھر جاہل تھا اسکو
 تعلیم کیا اور اسباب علم کے کہ حواس اور عقل میں اسکو بخشے اَحْرَجْنَاكَ مِنْ بَطْنِ اُمِّهِ تَاكِ كُنْ لَمْ
 تَعْلَمُ اَنْ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكَ السَّمْعَ وَالْابْصَارَ وَالْاذْنَ وَالْابْصَارَ وَالْاذْنَ وَالْابْصَارَ وَالْاذْنَ وَالْابْصَارَ وَالْاذْنَ
 حاجتیں اوسکی حد شمار سے زیادہ ہیں اول عمر سے آخر تک طرح طرح کی حاجتیں قیاس کرنی
 چاہیں کہ کس قدر پہنچتی ہیں اور باوجود گونا گون تقصیروں اور نافرمانیوں کے کہ دیکھ
 اوس سے سہرزد ہوتی ہیں حاجتیں اوس کی رفع ہوئی چلی جاتی ہیں اور کمال فضل اور احسان
 سے کار براری اوسکی ہوتی رہتی ہے ایہ حال آئندہ کا پس ابتدا موت سے پہنچنے جنت
 طرح طرح کے انعام اور پچھا انواع عذاب سے اوسکی ذات کو امید ہے پس بندہ کو کسی حال
 میں جائے پناہ سوائے ذات اوسکی کے نہیں پس بندہ کی عبادت کا بھی مستحق وہی ہے

میں تمہاری حاجتیں
 چھوٹی معلوم
 کر آدمی و زنانہ
 منی جانے کی ضرورت
 کوشش کر
 ورنہ اس کے فائدہ
 کا مطلب کیونکر
 سمجھا جاوے گا
 قرآن کے لفظوں
 کی تلاوت کا ثواب
 تو جو جائیگا پڑھ
 بات نصیب نہیں
 ہونے کی اور قرآن
 کا پورا فائدہ اور
 مزہ چل نہوگا
 خدا کے بندوں کے
 اس شایہی قانون
 کے معانی مطالب
 کھول کر
 بیان کر رہی ہیں

اور کوئی نہیں سوا اسکے اور جو چیز کہ جہاں میں مکی خاتی ہو اور سنی جاتی ہو یا اسی شے ہو کہ نفع اوس کا
فی الحال نہ ہو پہلے وجود سے تھا اور نہ بعد موت کو ہو گا مثل آفتاب و ماہتاب کے اور دیا اور زمین او
پہاڑ کی یا نفع اوس کا چر زائد گزری ہو کہ مچھپا لیا اوس کے منقطع ہوا مثل بابت اول کے اور وہ وہاں
والے کو اور مانند ان کی یا نفع کی توقع اوس سے آگے کو ہو جیسے کہ ملا دار و احوال پاک کی اور ایسا نفع کہ
میتوں حال میں بندہ کی واسطے ثابت ہوا اللہ کی ذات سے متصور ہے ہوا سچو کہ جو چیز سوائے اللہ کے ہو
ممکن ہو اور محتاج طرف ذات اوس کے ہو اور جو کہ محتاج ہوتا ہے سچ نفس اپنے گزشتہ ہے پس فائدہ غیر
پیدا ہے تا بعد غنی مطلق کے کہ وہ اگر فی الواقع تمام مخلوق کا ہو ممکن نہیں پس استحقاق عبادت کا
منحصر و سبکی ذات میں ہو اور ایسا واسطے فرمایا ہے وَتَقْضَىٰ دَعْوَانَا لَكَ نُفُوسٌ وَآلَ الْاَبْنَاءِ آتَمٌ اَوْ اَمْرٌ
مطلب ہے کہ بے لحاظ بطور شبہہ کہتے ہیں کہ ہر گاہ کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز مطلق ہو ہماری عبادت کی پروردگار
رکتا ہے پس ہم کو کیا ضرور ہے کہ مشقت و فائدہ اوٹھائیں اور جھجھکیں کیا ہے کہ تمام دینیوں میں اللہ
اللہ کی واجب ہے اور سہاوت پر سب کا اتفاق ہو جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ اللہ جل شانہ بسبب کمال ذات اور
صفات و افعال پر کے تقاضا اس امر کا کرتا ہے کہ جو شخص خالی نقصان و نہ ہو و اس کو اپنے تئیں
پست کرے اور ذلیل ہونا اپنا آگے اوس کے ظاہر کرے اور نہایت درجہ کے تعظیم اوس کے بجا لاوے واسطے
رعایت حکمت کا اور وہ یہ ہے کہ وضع کل شی فی مرتبہ یعنی رکھنا ہر شے کا اپنے مرتبہ میں پس جب
کہ نافع عباد کا مقتضائے حکمت کا ہو نہ اس جہت کو کہ اوس کو کچھ حاجت عبادت کی ہو یا نفع اوس کا ہو
او ظاہر ہو کہ جس کو صاحب کمال تقاضا کرے چہ مقابلہ اوس کے صاحب نقصان تذلّل اور پستی کرے
والا مساوات نقصان اور کمال کو لازم آوے اور یہ خلاف حکمت کا ہو اور اسی جہت سے کہ دنیا میں
ہر صاحب کمال کو چھوٹے مرتبہ اے معظم اور مکرم اپنے نزدیک بڑھتے ہیں اور واجب ہونے عبادت کی
بھی جہت ہے کہ انعام اللہ جل شانہ کا دنیا میں خاص کر انسان کے نوع پر اس درجہ کو پہنچ گیا ہو کہ زیادہ اس
خیال میں نہیں آتی ہو اس کو کہ انسان کو قدر الوہیت و اختصاص کیا ہو اور صفات کاملہ اپنے کو کہ وجود
اور حیات و علم و ارادہ اور قدرت اور سمع اور بصر اور کلام ہی پر تو اوس کے اوپر ڈالا اور تمام جہاں اس کو
اندکیر کیا ہو جیسا کہ تھوڑا سا سابق میں بیان اسکا ہو چکا پس لازم ہوا انسان پر کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے اس کو
عنایت کی ہیں اوس کے حکم میں صرف کرے اور جس چیز کی واسطے کہ وہ نعمتیں پیدا ہوئی ہیں اویسی میں خرچ کرے

تفسیر فیہ
بہرہ بزرگی و کبریا
کیں اور ایسا کی
بہرہ بزرگی و کبریا
تفسیر کہتے ہیں کہ
ذات معین حق
خال صاحب
پانی پر جان و ارادہ
میں لکھا ہے کہ ارادہ
شہین کی نفس
دینا میں بے لگتی
پس پیر ہو تفسیر
پس لکھا ہے کہ تفسیر
میں دیکھا ہے کہ
بہرہ تفسیر
ایسا میں بہت
فائدہ ہو تفسیر
دوچار اور دوس
ایک دو ہیں

واللہ اعلم بالصواب قبل نزول الموت یعنی رجوع کرنا طرف گھر پھیل گئی کے اور دوسرا گھر فریاد
 کے سے یعنی دنیا سے اور تیار ہونا واسطے مرنے کے پہلے آنے موت سے ثقل ہو امام ابی حنیفہ
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حاملین کو ایک روز ایک سانب چھت میں ہو کر اجتنے آدمی وہاں موجود تھے
 بسبب خوف کو بھاگ گئے اور امام صاحب نماز میں مشغول تھے اونکو اوسکے گرنے کی خبر بھی نہ ہوئی
 اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر نے حاملین لکھا ہو کہ ان کو کسی عضو میں ایک زخم تھا اور حاجت
 اوس کے کاشنے کی پڑی پس جس وقت نماز پڑھنی اونھوں نے شروع کی اوس عضو کو کاٹ لیا اور
 اور ان کو یہ بھال ہنفرق کو معلوم بھی نہ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز
 شروع فرماتے تھے پس سینہ مبارک کو ہوا واز سنتے تھے کہ ہانڈی کتنی ہوئی جوش کر رہی ہو اور چونکہ
 ان باتوں کو بعید سمجھے پس چاہتے کہ منہ میں اس آیت کا ذکر آئے کہ اَلَّذِیْ نَزَّلَ الْوَحْیَ اَیْذِیْہُمْ مَّعْلُومٌ
 جبکہ عورتوں کا یہ حال ہوا کہ بسبب کھینے حال یوسف علیہ السلام کو اپنی وجود کو غافل ہوئیں اور ہاتھ کاٹ
 ڈالے اور حضرت یوسف علیہ السلام مخلوقات الہی کی ہر ایک عظمت الہی کے اویسیت اوسکی کر کہ انسان کو دل
 غالب ہو جاوے کیا عجب ہو کہ اپنی وجود کو غافل ہو کر خود ہو جاوے اور اوسکی مثال یہ ہو کہ جو شخص بادشاہیت
 باک کر سامنے حاضر ہوتا ہو اور بیٹھے اوسکے اور باپ و سکا اور بچہ موجود ہوتے ہیں اور وہ اونکو دیکھتا ہو مگر
 بسبب غلبہ و شہادت اوس بادشاہ کو ان کو تین چنانہ اور بالکل شہوا و سکا جاتا رہتا ہو جس وقت بادشاہ مجازی کے
 رویہ و یہ حال ہوا تو کہ کہ سامنے بادشاہ حقیقی کو اس سے بڑھ کر حال ہو جاوے سبب تفسیر کبیر میں مذکور
 ہو باقی یہ بات یہی کہ لفظ اَیْذِیْہُمْ لَمْ یَلْمِہُمْ لَمْ یَلْمِہُمْ لَمْ یَلْمِہُمْ لَمْ یَلْمِہُمْ لَمْ یَلْمِہُمْ لَمْ یَلْمِہُمْ لَمْ یَلْمِہُمْ لَمْ یَلْمِہُمْ
 کیا جواب سکا یہ ہو کہ عبادت کو تین درجہ ہیں ایک یہ ہو کہ واسطے غبت جو وقت قصور و باخوں اور نہروں کی
 عبادت ہو پکارو اور یہ حقیقت میں معاملہ اور سہا دلہ ہو اس واسطے کہ جو شخص صاحب عقل ہو یقیناً جان کر دنیا اور
 اور لذتیں اور اسباب سکے سبب فی ہیں اور طرح طرح کے رنج اور نقصان اس میں موجود ہیں اور ایک جہاں
 دوسرا بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والا کہ کبھی واسکو فنا نہیں کرانے والا ہو پس ایسا شخص اوقات عزیزانی
 کو اہل رفائی سے متاثر نہ کرے اور اوس باقی کو رنج کرنا ہو اور شہو اس عبادت کا نہیں حاصل ہو گا تو
 قیامت کو اس واسطے کہ تمام مقام ثواب کی اوسی دن حاصل ہو گا جو دوسرے کے عذاب و عبادت کر کے اوس
 کہ تمام انبیا و ورثے چلائے ہیں کہ جو زندہ عبادت نکریں تو لائق عذاب ہوویں اور نہ لائق آدمی ہو

تفسیر کبیر

بہا کے مناسب

نہایت مختصر

اور سب سے پہلی

بات پر قناعت

کروں اس سے

قرآن کی عبارت

کا ربط بھی باقی

سے لگا اور تفسیر

جی تھوڑے چین

پار لگ جائے گی

اس سے ہر وجہ

اس سے لوگ اس کا

سے سبب گئے تار

اس پرانے سے اس

جینے غلام کی سی

انچے ایک کتاب

جو جائے اور بگلیوں

کے فضیل میں آ

کتاب کا نام بھی

سکری و تر

ب

کہ سچا اولیٰ بن ہوئیں آجائے ہے اور جو سوت ایک لکھ چوبیس ہزار پینچ سو تین سو اور امانت اریں ایک مکر
 کہیں کیوں کر تین سو آویں یہی عبادت مانند تابداری لوندی اور غلام کر ہے کہ مار کوٹ کی خوف سے
 چارنا چار مالک کی خدمت ہی سید طرح کا تصور نہ کرے اور پھر ہونا مکر اس عبادت کا کہ وہ خلاصی اور نجات
 کو مانگوں عذاب سے بھی نہ قیامت کے ساتھ علاقہ رکھتا ہی تیسرے یہ کہ عبادت و سطر مشاہدہ حتیٰ کہ سو
 اور یقینوں درجوں و اعلیٰ درجہ ہو اور اس سطر کو نماز کی نیت میں بھی یہی تعلیم ہو کہ اصل بندہ اس سطر پر تعلیم
 نہیں ہوا کہ لٹو اپنے یا اللہ اس میں عذاب بند اور حقیقت میں درمیان خداوند اور بندہ کو ایسا رابطہ ہو کہ قطع نظر
 ثواب و عذاب سے عبادت کو تقاضا کرتا ہو اس سطر کو کہ البتہ عزت اور ہیبت کو چاہتی ہو اور عزت عجزی
 اور ذلت کو تقاضا کرتی ہو اور یہ بات ظاہر ہو کہ مشاہدہ خدا کا پورا پورا بھی اور سیدن ہو گا اور دنیا
 و مشاہدہ کو اس مشاہدہ کہ کچھ نیست ہیگر چہ اون لوگوں نے کہ غلبہ عشق الہی کا اون کو اوپر غالب ہوا ہو حالت
 سکریں غلام اس کے نام مارا ہے جیسا کہ کسی کہو دالے ذکر کیا ہو ہیبت اور درجوں جمال تو یہ پردہ
 ظاہرستہ و دیر تم کہ وعدہ فرما رہی جیست پس عبادت کو باعتبار تینوں درجوں کو تعلق روز جزا
 کے ساتھ ہو اس سطر کو کہ آیات تعبدیہ کہ بھیجے مَالِکِ یَوْمَ الدِّینِ کا ذکر کیا اور ذکر عبادت کا مقدم فرمایا یعنی
 آیات تعبدیہ سے پہلے لاؤ تاکہ باعث ہیبت اور اجلال کا ہو اور عبادت میں لطفات بائیں اور اونچے
 نہ رہے جیسا کہ مشہور ہے کہ ایک پہلوان نامی ساتھ ایک آدمی کیندہ کرکشی کرنے لگا اور لوگوں نے عین کشتی
 میں اس آدمی کو کہا کہ کچھ جانتا ہو تو کہہ کوں ہو فلانا پہلوان اور ستاؤ دیو و شیخن بجز دینو نام نہی
 پہلوان و گر پڑا او غلو پہلوان جو قوت نام پہلوانوں کو ہے مقدر خوف اور اجلال میں جاوے نام ان کا
 اس کا کہیں کہ سب زبردست ہو کس قدر ہیبت اور اجلال ہونا چاہی اور یہ بھی وجہ مقدم کرنے ذکر لکھ
 کے ہے تاکہ بندہ کو اس کے نام سے ایک قوت حاصل ہو کہ بسبب اس قوت کے ثقل عبادت سے
 کا اس کے اوپر آسان ہو جاوے جیسا کہ کوئی شخص نہر کا کام کرنا چاہے بیشتر اس سے یا قوتی یا غلا
 مقوی کھائے تاکہ وہ کام بخاری بہولت کرے اور یہ بھی وجہ ہے کہ جب بندہ نے عبادت سے پہلے
 نام اس کا یاد کیا بسبب اس کے حضور معنوی بھوب کا حاصل ہوا اور عاشق کو بیچ حضور محبوب انہو کے
 کچھ کلفت محسوس نہیں ہوتی ہی پس بندہ کو بیچ حضور محبوب کے عبادت کو اندر کچھ کلفت اور ملال حاصل
 نہ ہو گا اور شوق و ذوق کو ساتھ ادا کرے گا اور بھی خاصیت ذکر الہی کی ہے کہ شیطان کو دل سے

سلطان ہاں درویشی
 یعنی میں فانی ہوں
 ان کو کہ ملک
 دامن و تاب سے
 اس کی طرف سے
 یعنی واسطے خلاصی
 کے عذاب الہی کے
 سے کہ عبادت
 قرآن مجید کی
 عبادت گزاروں
 میں لکھا جائے ہے
 تفسیر کی کتابت آخر
 مشہور ہوا ہے
 شرم و ہوشی
 اور نام اس کا تفسیر
 خلیفہ رکھا گیا
 سے آقا ذکر کردہ
 تفسیر کی کتابت آخر
 سلیمان کو کہ چاہی
 کہ اپنے نفس سے
 بچوں کو دینے

وہ چیز کہ قدرت اوپر کار کے بخشے دوسرے وہ چیز کہ اوس کام کو آسان کرے تیسرے وہ چیز کہ ساتھ اوس کام کو نزدیک کر دی جو تھے وہ چیز کہ لوگوں کو رہنمائی کرے اور خیریت پیدا کرے مثلاً عقل و مشورہ اور طاقت اور پائے عبادت کو واسطے قسم اول کی چیزیں ہیں ورنہ درکار موانع اور شتتال اور فراغت خاطر کی دینی حق قسم ثانی میں ہے اور اولیٰ و سکاد ملیں اننا اور حسن اوسکا نزدیک عقل کو ظاہر کرنا اور لذت عبادت کی اولیٰ حاصل کرنا زیادہ کرنا یہ تیسری قسم ہے اور مرشدان بنیادوں اور اولیادوں میں سے پیدا کرنا تاکہ وہ ہم ساتھ نصیحت و خیریت اور نالیکہ اور عبادت کر کے یہ قسم چوتھی ہے اور مقدم کرنا یا نالیکہ کا مستحقین کو اور اس کے بھی مفید و ضرر و خیرت خاص کا یہ فیض غیر تیرہ و تیرہم استعانت نہیں کہتے اور یہ استعانت یا خاص عبادت کو واسطے ہے یا عام جو سب کاموں دنیا و دین میں اگر مراد خاص ہو پس بھیہد چہ استعانت کو یہ ہو کہ عبادت ہر چند کہ فیہ عمل بندہ کا ہو لیکن بندہ کو کامل موقوف اس کے اوپر ہو کہ اسکے دل میں تصور اوس فعل کا آوے کہ جب خیال اسکا و ملیں آوے کہ تو کر اوسکو کرے و پیدا کرنا تصور کا خدا کو اختیار ہے اور بھی عالم نفع اور ضرر عبادت کا چہ اس علم کو اوسکو ملیں جتنا اور محکم کرنا یہ سب پیدا کیا ہوا خدا کا ہو بندہ کو اس میں خل نہیں اور بھی یہ بھی پیدا ہو کہ عقل و نفس اس میں ملے تھے بہتوں میں عقل کا کام یہ کہ انجام کو سوچتی ہو اور جس شو کا مال چھا ہو و سوختیا کرتی ہے اگرچہ فی الحال وہ میں خیر اور مشقت ہو و خواہش نفس کی اوس چیز کو اختیار کرتی ہو کہ فی الحال اسکا نفع ہو اور انجام کا مومنا کو سپر پوشیدہ رہتا ہو اور اس جھگڑے میں اکثر لشکر خواہش نفس کا غالب جاتا ہو اور با بالکت لکھتا ہو تا ہو اور دکر کرنا اس لشکر کا بغیر عون الہی کے ممکن نہیں اور بھی عبادت آسان نہیں ہوتی مگر ساتھ دکر کرنے موانع کو اور وہ چار چیزیں ہیں انیاد و خلق و شیطاں و نفس اور بھی ممکن نہیں مگر ساتھ دور کرنے خواہش کو اور عوارض کتنی چیزیں ہیں مصیبتیں و خطری مصیبتوں کو اور انوار عہوم و غم کے اور بغیر اسکے بھی عبادت درست نہیں ملتی کہ جو چیزیں تو دنیاوی عبادت کی ہیں و نکودہ کیا جاوے جیسا کہ ریا اور بھوک اور عجب اور سوا اسکے اور برون اسکے بھی تمام نہیں ہوتی کہ خوف اور جا و شہتیا کی مشاقت حق کا موجود ہوا و یہ سب چیزیں گھائییں سخت ہیں قطع کرنا انھما سوئے عون الہی کو متصور نہیں لیکن اس جگہ دو شبہ وارد ہوئے ہیں ایک یہ کہ اگر عبادت مقدسہ اعانت بھی ضرور ہوگی فائدہ طلب کی تو اعانت کیا ہو کہم کہ ہیں کہ مدد خدا کی اکثر وقت اون لوگوں کو حاصل ہوتی ہو کہ استعانت اوسکی جناب میں چاہتی ہو یہ سب عبادت دی ہو و پہلے حاصل ہوئے عون کو اور اسباب دید میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا فائدہ رکھتے ہیں

فہم فیہ تفسیر
بہتوں میں کئی کئی
ہم اس کے بارے میں
میں بہتوں کو دیکھا
جی وقت نہیں ملتی
اور یہاں بہتوں میں
ہو جاتی ہیں اسی
میں وہ کئی تفسیر
عقل ہوتی اور بار
یا چھٹی اس کے
یہاں علم الہی کا
شوق ہو تو فہم
رسالے میں مذکور
ادب میں بہتوں
جانب اور اس کے
میں (۱) تفسیر
اندر تفسیر میں
(۲) تفسیر میں
(۳) تفسیر میں
(۴) تفسیر میں
(۵) تفسیر میں
(۶) تفسیر میں
(۷) تفسیر میں
(۸) تفسیر میں
(۹) تفسیر میں
(۱۰) تفسیر میں

فائدہ اٹھائی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عادت کو اندرون چیزوں کو سبب حاصل ہونے کا کر دیا ہے جیسا کہ کھانا طعام کا پیر بھرنے کی واسطے عادت میں سبب ہو گیا ہے اور پینا پانی کا کہ پیاس کو دور کرنے کا سبب ہے پس اعتراض جبریز اور قدریہ کا سابقہ ہر دوسرا شریک ہے کہ استعانت کسی کام کے پہلے اس کام کے شروع کرنے سے مناسبت ہو نہ چھوڑے اس کے پس چاہئے تھا کہ استعانت کو اوپر عبادت کے مقدم کرتے جواب اسکا یہ ہے کہ عبادت وسیلہ ہے اور استعانت حاجت ہے اور وسیلہ کو اوپر حاجت کو مقدم ہے اور ہر گاہ کہ استعانت واسطے تمام کرنے عبادت کرے اور تمام کرنا ہر چیز کا بعد شروع کرنے اس کے کہے ہوتا ہو اس واسطے استعانت کو عبادت کو لائے گویا بندہ اس طرح کہتا ہے کہ میں نے عبادت تیری ساتھ حکم تیرے شروع کی ہو لیکن تمام کرنا اور کچھ ہاتھ میرے نہیں لیا ہوں کہ کوئی مانع منع کرے اور جبر و پیش و پس میں ساتھ تیری استعانت کرنا ہوں پس تمام کرنے اس کے کو قَاتِ قَلْبِ الْمُؤْمِنِينَ اَصْبَحَ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمَنِ یعنی تحقیق دل مومن کا درمیان دو انگلیوں رحمان کے ہے اور اگر مراد اس استعانت سے عام ہے کہ تمام کاموں دنیا اور دین میں ہو پس وجہ اس اختصاص کی یہ ہے کہ جو کوئی غیر اپنے کے اعانت کرتا ہو نہایت کاراؤسکے کا یہ ہے کہ اس شخص کو دل میں داعیہ اعانت اس کے کا ڈالا جاتا ہے یعنی یہ بات اس کے دلیلیں مضبوط ہو جاتی ہے کہ میں اعانت اس شخص کی کروں اور کچھ دل میں خیال ڈال دینا اللہ تعالیٰ کا فعل ہے پس گویا بندہ کہتا ہے کہ سوائے کسی کو اعانت میری ممکن نہیں مگر جو وقت تو اعانت اس کی فرماوے تاکہ سبب اعانت کا ہم بچھاؤں پھر اس کے دلیلیں داعیہ اعانت میرے کا ڈالے تو پس میں واسطے سے قطع نظر کرتا ہوں اور سوایں اعانت تیرے کی نہیں دیکھتا ہوں میں توضیح اس مقام کی یہ ہے کہ بندہ کو ظاہر میں قدرت دی ہو کہ سبب اس قدر کے گمان کرتا ہے کہ کرنا اور کرنا میرے اختیار میں ہو لیکن ترجیح کرنے کے اوپر چھوڑنے کے ہرگز اپنی طرف سے اس کو میسر نہیں اس واسطے جو مرجع بند کی طرف سے ہو پس اس مرجع میں کلام کی جاوے گی کہ اس کے وجود کو ترجیح اوپر عدم کے کہاں ہو ائی یہاں تک کہ تسلسل لازم آوے پس وہ مرجع ہوگا کہ ان کا یہاں ہے پس استعانت سوایں خدا کو کسی سوائے لائق نہیں اور بھی ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوقات اپنی مطلب طلب کرتے ہیں اور اپنی قدرت اور عقل اور شعور اور کوشش میں کوئی قصور نہیں کرتا ہوا و مطلب نہیں پہنچتے مگر بعض پس حاصل ہونا مطلب کا بغیر اعانت غیبی کے ممکن نہیں اور بھی بار بار دیکھا گیا کہ ایک انسان اور دوسرا انسان حاجت طلب کی اور وہ شخص مدت تک ٹالتا رہا اور پست و لعل میں گذرتا رہا پھر دفعۃً حاجت اس کی پوری ہوئی

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

مفسر

قسم غلیل

کو ایچ پیجیو باکیو

نظروں میں ادا کرو اور

مخکو شکاف غلیل

اہل دونوں سے پہلے

فرما دو ہنگامہ اور

ماں باپ بھائی بہنوں

اہل و عیال اور

شاگردوں اور

کنوؤں اور

دوسروں کو

آپنا وقت

الشیخو

سر پر دہائے قرآن

چہ در اندک دل بہرند

پہنچائی، یحییٰ قرآن

خاصہ کا کام ہے

لوح محفوظ سے اور

ہے آسمان سے

جبریل امین حضرت

محمد رسول اللہ صلی

علیہ السلام

اسکے لئے کہ اس کے دلیں خیال حاجت روائی اسکی کا آجانا غیب کی طرف سے پس مرد مومن کو
 کہ شکر ہی بھاگتا ہے اول ہی مرتبہ میں چاہئے کہ غیر کی اعانت کو کہ فقط ظاہر میں اعانت ہے اور حقیقت میں
 کسی طرح کی قدرت نہیں رکھتا ہے نظر سے ڈال دو اور ساتھ اعانت قادر حقیقی کو کفایت کرے کہ تو ہیں کہ سب
 حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو عمرو دین زنا تھ اور پانا باندہ کر آگ میں ڈال یا حضرت جبریل علیہ السلام
 چھینچے اور کہا اگر تم کو حاجت میری ہے ہو فرماؤ حضرت خلیل علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ طرف تیری
 حاجت نہیں تھکتا ہر نہیں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ خدا ہی انجا کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے فرمایا کہ
 جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہو حاجت عرض میری کی نہیں اور میرا کہ بندہ مومن نمازیں کراہو دو
 پانا اس کے چنے پھرنے سے بند ہو اور دونوں ہاتھ کام کرنے سے معطل ہے اور زبان سواہی قرأت اور ذکر کے
 اور کچھ نہیں کہہ سکتا گویا سب طلباء و مرہب کو جیسا کہ حقیقت میں پکارا تھو ظاہر میں بھی پکارا دیکھلائی
 دو کہ ہوت میں اون سب کو پکارا دیکھ کر کھوج طرف حقیقت کام گئے گیا اور کہا ایاک استعین اور
 علمائے کہا ہے کہ جس وقت بندہ مومن نے ایاک تعبد کہا اسات کا خوف ایا کہ یہ ہو کہ نسبت عبادت کے
 صرف اپنی ہی طرف کروں اور خود پسند میں پڑوں میں اسطے دور کرنے اس خوف کو ایاک استعین قطع
 فرمایا اور اس جگہ سے مجید مقدم کرنے بعد کا اونہستہ میں کو کھو ظاہر ہو کہتے ہیں اس سورہ میں دو مقام ہیں ایک
 مقام معرفت ربوبیت کا دوسرا مقام عبودیت کا اور جس وقت یہ دونوں مقام جمع ہو جائیں معاملہ بندہ کا
 خدا کے ساتھ پورا پورا ہو جاوے اور منی آؤق ایتھدی اؤق ایتھدی اؤق ایتھدی کے جلوہ گر ہوں شمر
 سورہ سے مالا یومہ الذین تک بیان مقام ربوبیت کا ہو بندہ سے معاہدہ اور ایاک تعبد بیان شرف
 مقام عبودیت کا ہو اور ایاک استعین بیان کمال اسکی کا ہو اور جس وقت یہ دونوں ہوتی دونوں طرف سے ثابت
 ہوئی شمر اور کراویر مرتب ہوا کہ اھذنا لھذا المستقیمة اکثر علما نے بیچ وجہ التفات کو غیبت کی طرف
 کو کہ ایاک تعبد و ایاک استعین میں موجود ہوا فرمایا کہ اسے نو وقت شروع نماز کو انہی کی مانند
 ہو کر ثنا خدا تعالیٰ کو ساتھ لفظ غائب کے شروع کی یعنی الحمد للہ رب العالمین لفظ غائب اسو کہ اسم
 ظاہر ہی حکم غائب کو ہوتا ہو اور جس وقت ثنا کو ساتھ کمال کو پہنچایا وہ حجاب درمیان میں تھا اوٹھ گیا اور دوی
 ساتھ نزدیک کے بدل گئی اور اجنبیت ساتھ گناگت کو ملی پس یہ شخص قلیل کے ہوا کہ ساتھ لفظ غائب کے
 کر دیا وہ بھی کہا ہو کہ دعا اور سوال کی واسطے حضور ہر ہر سوال غامبانہ چنداں مفید نہیں ہوتا ہو اور ثنا

فہم فی

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

مذہب

یہ ہے کہ عبادت یعنی غایت تدل واسطہ نہایت تعظیم کے مطلقاً اس ملت میں خاص و اسطو خدا تعالیٰ کو ہے
 اور کسی ذی حق کیواسطہ جیسا کہ یابا بپ یا استاذ یا پیرو یا آقا اور خدا و خدا و سروان کو اور جو ملکہ نام حق
 کی مثل عنانہ کے اور فلکیات کو اور ارواح علیہ کے جائز نہیں سو اسلئے کہ حساب نہایت تعظیم کے اور نہیں یا بے
 نہیں ملے اور جسوقت حساب نہایت تعظیم کے متحقق نہ ہوئی نہایت تدل بے موقع اور بجا ہو اور تلف کرنا حق
 مالک ملک علی الاطلاق کا ہو اور نظم ہی نہایت بڑا اعزاز و استعانت اور استعانت یا ساتھ ایسی چیز ہے جو کہ توہم
 استقلال اس چیز کو بچ و بچ و فرم کسی شخص کے خواہ مشرک ہو خواہ موحد نہیں گذرے جیسا کہ استعانت ساتھ
 اناج وغیرہ کیچھوڑ کر بھوک کو اور استعانت ساتھ پانی اور شہر تلوں کو بچ و دور کرنے پیاس کو اور استعانت
 واسطے راحت کو بچ سایہ زخمت وغیرہ کو اور استعانت طرف واؤں اور بیٹیوں کی بچھوڑ کر بے بیماریوں کو
 اور استعانت ساتھ امیر و بادشاہ کو بچ تعین و بر معاش کو کہ حقیقت میں معاوضہ خدمت کا مال کو ساتھ ہو اور
 موجب تدل کا نہیں اور ایسی ہی استعانت ساتھ طبیعوں اور علاج کرنا لوں کو کہ سبب تجربہ اور زیادتی و قنیت کے
 اون کو طلب مشورہ ہے اور استقلال کا وہم نہیں کیا جاتا میں اس قسم کی استعانت بالکرامت جائز ہے اسلئے
 کہ حقیقت میں استعانت نہیں و اگر استعانت ہو تو بھی استعانت بخدا ہو اور یا استعانت ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ
 توہم استقلال اس چیز کا مشرکین کو ذہنوں میں بٹھا ہو اور جیسا کہ استعانت ساتھ ارواح اور روحانیت
 فلکیہ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ کو مثل بہوانی و شیخ و سحر و زنیخاں اور جو مانند انکی ہوں اور اس قسم کی استعانت
 میں شرک ہو اور مافی ملت جنفی کو ہے اور اگر کوئی دلیل اسکی طلب کرے کہ حصر عبادت اور استعانت کا اس
 کی ذات میں کیوں ہے کہیں کہ ہم کہ تین آئینہ پہلی دلیل اس حصر کی ہیں سو اسطو کہ عبادت اور استعانت یا
 اسطو کہ وہ شخص کمال ذات رکھتا ہو اور یا اسطو کہ انعامات اور کما بیشہ و خلق کو اور پر بندوں میں
 تاکہ اون کو مقابلہ میں شکر اسکا ادا کرتے رہیں اور طلبہ یا دتی کی ہمیشہ ہوتی رہے اور اعانت اور اسکی
 مستمر ہے یعنی ابدالاً بذاتک موجود ہو اور کسی ہم موقوف نہیں بل سبب اسکو ہے کہ ربوبیت اسکی شامل اور
 گھیر نیوالی تمام خلق کو ہے اور اعانت بھی تہ حق ربوبیت کا ہے یا اسطو خوف تلف ہوئی کسی کمال کو یا باعث
 لاحق ہونے کسی کف اور نقصان کو ہے اور یہ چیزیں ساتھ وصف عموم اور جامعہ کو اور باعتبار خلقت اور بجا
 کو اور قدر اور تمکین کو حاصل ہونے کی ذات کے ساتھ ہیں سچکے جانتا چاہو کہ اس مقام میں کئی عبارتیں اس مطلب کے
 ادا کرنے کو واسطے ذہن میں آتی ہیں اور سب چھوڑ کر یہ عبارت خاص کیوں اختیار فرمائی اور نکتہ سہم

کیا ہو جہاں اسکا جہ ہو کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہا بلکہ دوبار ایاک لکھا تاکہ کوئی وہم نہ کرے کہ ہمتان
 ساتھ عبادت کو ہے بلکہ بجز فضل الہی کے ہر اور لاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہا تاکہ کوئی وہم نہ کرے کہ یہ عبادت
 بندہ کے لئے تعالیٰ کو نفع ہو اس لئے کہ لام نعت عرب میں واسطے نفع کو آتا ہے جیسے چائے مالہ اور مالکینہ
 کے مشہور ہے اور یہی ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہا تاکہ کوئی وہم نہ کرے کہ حق تعالیٰ کو واسطہ اور لاک مقرر کیا ہو
 درمیان انہی اور درمیان مطلوب اپنے کے اور لا نعبد الا ایاک بھی نہ کہا باوجودیکہ اس عبارت میں
 تصریح ساتھ نفی کو تھی اس واسطہ کہ خیر دار کیا اور ہم التفتالی کو طرف منقبات کی یعنی مصلے کو پہچ مقام
 مناجات کو انتفات ساتھ نفی کو نہیں بالکل عرض ثابت کرنے مقصد اپنے سے ہر اور عبادتی لاک بھی نہ کہا
 تاکہ گاہی ہوا پر اس کے عبادت و سکی آرام لے کر ہر وقت ہوتی رہتی ہو کہ محصل ہمارا تجدیدی کا ہو
 یعنی تھلہ لفظ ہونا اور اس عبارت کو سمجھا جاتا ہے کہ برابر عبادت ہمیشہ علی جاوہ اور منقطع نہ ہوا و جبہ طہ
 بشری و خارج ہو اور ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہا تاکہ کوئی وہم نہ کرے کہ عبادت و فراغت ہو گویا
 اور اسکو چھوڑ دیا اور ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہا تاکہ گاہی ہوا ساتھ ضعف اس عبادت کو گویا سبب
 کمال ضعف کو قابل تکیہ نہ کہیں اور ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہا تاکہ گاہی ہوا ساتھ قصور عبادت تمام خلق کو حق اس کے
 ہو گویا ساتھ اس عبادت ناقصہ کے نہیں کہہ سکتا کہ سبب ہیں حاصل کلام یہ ترکیب کہ اختیار کی گئی سبب کیوں
 سے کہ تصور و خیال میں آتی ہیں بہتر ہے اور عینا بھی نہ کہا جیسا کہ اھد نا تاکہ اطلاع کر دیا اور اس بات کو کہ عبادت
 بندہ کی حقیقت میں طلب کرنا عبادت کا ہر اور کر استعانت کا نقص اسطے و درخواست اجازت طلب حاجت کو ہے سبب
 اور وہی کہ متعلق ساتھ اھد نا الصراط المستقیم کو بھیج ہے کہ معنی ہدایت کو نشان دینا مطلب یہ ہے اساتھ
 الہام کو لینے خود بخود اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ال و جیسا کہ جو سنایاں کا بنیہ سبب لائے اور سوچو کہ لڑکے کو دل میں
 آجاتا ہے اور جیسا کہ ظاہر کرنا شکایت کا ساتھ رونے کے کہ بتا دیا پیرا ہونے کو اس کے پیٹ کو بچہ کو تعلیم ہوتا ہے اور یا نشان
 دیتا مطلب یہ ہے ساتھ حواس ظاہرہ و باطنیہ ہدایت عقل کی باو لائل نظریہ یا ساتھ سمجھنے سمولوں کو پس مرتبہ ہدایت
 کے علی الترتیب ہیں یعنی بعض پہلے اور بعض پیچھے ہول ہدایت الہامی ہو کہ لڑکین کی حالت میں حاصل ہو بعد
 اس کو ہدایت احساسی کہ جس وقت حواس آدمی کو ظاہر اور باطن میں قوت پکڑتی ہیں نیک اور بد چیزوں کو
 پہچانتا ہے اور جس چیز کی طرف حواس نہیں پہنچتے اس کے دریافت کرنے کے واسطے ہدایت عقل کی عنایت کی
 تاکہ مدرکات ظاہرہ اور باطنیہ و کلیات اون کو کمال کر کام میں لاوی اور جو چیز ہدایت عقل سے بھی حاصل نہیں

تقریر

اپنے اپنے گہروں

میں حافظ قرآن

رہ گئے ہیں کہیں

وہ بھی شہید نہ گئے

جائیں اگر خداوند

ایں سویرا تو فرار

گم ہی ہو جائے گا

میرے لئے جیسے

میرے لئے قرآن جمع

کرنے کا حکم دیکھ

اس پیش نے عیاں

اسے عیاں

یہی بات کیوں کہ

میرے جیسے بکھیرا

میں اللہ علیہ السلام

وہ بھی نہیں کیا

عقل کا واسطہ ہے

عوض نے

خیر

اس میں استفسار

اس کی کہ آخر

یا ایک ملک ان میں سے ایک شخص کو ہدایت حاصل ہوا اور دوسرے گمراہی میں گرفتار ہیں پس اس شخص کو
نہایت مشکل ہو جاوے اگر ان کی موافقت کرو دیوہ وہ ہستہ ہلاکت میں پڑتا ہے اور اگر مخالفت کوئی کرے
تو سحرہ اون لوگوں کا پتہ پڑتا ہے اور صحبت بری لوگوں کی اختیار کرنی پڑتی ہے اور اوقات بیچ قیل قال
اور لڑائی و جھگڑائے بے فکری ہو گزرتی ہے اور علاقے قرابت و صداقت اور عین ان نصرت کے تمام بزم
ہو جاتے ہیں تا جا رہے تکیں وہ مجنسون اپنی کو ہدایت کی دعا میں مل کرنا چاہتے تاکہ کشاکش ان
برائیوں کی سے محفوظ رہے اور لفظ صراط کا ہم معنی طریق اور سبیل کا ہے اور ان سب کے معنی راہ کہیں اور بھیجے
اس لفظ کو اس واسطے اختیار فرمایا کہ مسلمانوں کو ذکر کرنے اس لفظ کے گزرنے پر صراط کا یاد آوے
کہ اس میں صراط کا لفظ ہی اور یہ جانے کہ جگہ اس پر گزرتا ہے اور گزرتا اس سے سو یا چلنے طریق مستقیم
کے ممکن نہیں اور مشہور ہے کہ طریق مستقیم پر چلنا اختیار کرنا میانہ روی کا ہے یعنی نہ افراط اوس میں ہے
اور نہ تفریط کہ بچے و نون مذموم ہیں مثلاً عبادت میں افراط یہ ہے کہ جس جگہ مذہب کی صفت کا صفات
الہیہ کو دیکھا جاوے بے اختیار پرستش اوسکی کرنے لگے جیسا کہ مذہب نہ ہو کا ہے اور تفریط یہ ہے کہ کسی وقت
شغلوں دنیا اور طلبہ مالش سے اپنی تکلیف فراغت نہ کرے اور عالم غیب کی طرف متوجہ نہ ہو جیسا کہ معمول فرقہ
الکبیر اور دوسرے بیدینوں کا ہے اور افراط ہستانت میں وہ ہے کہ ہر چیز کی واسطے باعث و ہم کو سب
وجوہت کریں اور ہر کاموں مطلوبہ کی اوسکی طرف رجوع کریں و تاثر میں ستاروں کی اور سعادت اور
نحوست ہنوں کی اور خواہش پوشیدہ معاون اور بنامارت اور حیوانات کو رعایت کریں اور غم اور یمن کو
لی بیوں اور اولاد اور غلاموں اور لونڈیوں اور گھوڑوں اور چوہوں اور تلوار اور چوہنرو نہیں خیال میں
لاؤں اور اوقات زندگی کی اپنی اوپر تنگ کریں اور مثل سودائوں کو ہر چیز سے ڈریں اور ہر چیز سے توقع
نفع ٹیگی بھکیں اور تفریط یہ ہے کہ سبب اعتبار کی ہموں کو بھی مثل دوا اور غذا کے اور پرہیز کے اور مثل
صحت نیکوں کو اور صحبت بدون کو اور مثل دعا اور انجا کرنے جناب الہی میں سب کو ساقط الا اعتبار جائیں
اور اسی فیاس پر میانہ روی تمام کاموں میں بہتر ہے اور بیشی اور کی مذموم ہے جیسا کہ بالتفصیل کتابوں
علم اخلاق وغیرہ میں کو رہی اور طریق نمونہ کو سچا کچھ ذکر کرتے ہیں کہ آدمی کیو سطرتین قوتیں ہیں ایک قوت
لفظیہ کہ اوسکو عقلمندی کہتی ہیں صفت اوسکی جانتا نشایاؤں کا اور دریافت کرنا حقیقتوں کا ہی اور حقیقت
یادداشت اور فہم اللہ تعالیٰ کی میں بافعال اور ثار اوسکے دنیا و آخرت میں اور اس قسم کو علم کو علم الہی کہتے ہیں

مفسر حلی
خارے قرآن مجید
سی صفت کو بیچ
دل چچی کھول دیا
قواسے زید باشم
جان اور دانا آدمی
موسم کو تیر ہر طرہ
اعتبار ہے کیونکہ ہم
رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم
کے وقت میں بھی
بھی کھا کرتے تھے
اب ہم ہی قرآن
میں لکھا ہے
سودا کرتے ہیں
خدا کی قسم اگر بویہ
پیارے دنیا کے
جمع کرنے کے بارے
جاری نہ ہوتا
پس نہ خوش
کرتے

اور افراط و تفریط اس قسم میں وہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں تنکر کرے اور درپے دریافت کرنے بھید
اوس کے کے ہو یا صفتوں کا اسطفا انکار کرے واسطو تہذیب کے یا ثابت کرے صفتوں کو اور بطریق تشبیہ کے
کہ خالق کو مخلوق کے ساتھ ہمزنگ کر دیا جس صفات کو شرع نے ثابت کیا ہو ساتھ تاویل ہل کے انکار اور انکار
کو مثل کلام کے اوس طرح کو اور بصر کے اور رویت اور رضا کو اور غصہ کے یا خیال اللہ تعالیٰ کو تئیں مثل خیال اپنی کے
غرضوں کو ساتھ ملی ہوئی جانی یا اسطر اور لطف کو تئیں مافی قرار اور عقل اپنی کا اور پر اوس کے واجب پچانے اور
افعال بندہ کی طرف بندگی کی نسبت کرے اور خلق اور تاثیر اللہ تعالیٰ کی کا ان فعلوں میں منکر ہو یا بنائے
کو مثل پتھر کے بے فعل اعتقاد کرے اور چہری ہو جو او و اسوا اسکے اور عقائد باطلہ کے مایل افراط اور تفریط کی
طرف ہیں اور یا حقائق احوال اور مائیکہ اور انبیاء اور اولیاء اور امام دین کو ہیں اور اس قسم کو علم کو علم نبوات
ہے میں اور افراط و تفریط اس قسم میں ہے کہ بالکل ان مرتبوں اور منصبوں کا انکار کر دیا انکی عصمت کا اور موقوف
بیشے کا گناہوں کو اور خطاؤں کو اعتقاد نہ کرے اور مثل اپنی آلودہ ساتھ غرضوں نے نیا وی اور طلب اور طلب
کامیابیوں کو اور منکر یا جنوں نفسانیکہ کا جانے یا تہذیب اماموں اور اولیاء کو برابر تہذیب نبیائوں اور مرسلین علیہم السلام
مقرر کرے اور انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کو واسطے لوازم الوہیت کو جیسا کہ علم غیب اور فیاض سننے ہر کسی کو
بلکہ میں اور قدرت اور پر تمام مقدرات کو ثابت کر دے اور مائیکہ اور ارواح اور انبیاء اور اولیاء کو تئیں ہر چیز
رواق اور بتوں و قبروں و تغریوں کو معبود ٹھہر دے اور رزق اور رزق اور خدمت اور منصب اپنے سے
استقلال و خودست کرے اور شفاعت اور عرض اپنی کی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں واجب قبول جہاں کو کہ
باب یکو نزدیک یہ امر کر وہ ہو یا وہ حقائق معاملات قبر کے اور دفع اور بہشت کو اور حساب و میزان
دوسرے امور آخرت کو ہیں اور اس علم کو علم معاد اور علم سمعیات کا بھی کہتے ہیں اور افراط و تفریط اس قسم
میں وہ ہے کہ مثلاً ایمان کو اس حد کے ساتھ مؤثر پہنچ نجات کو پہنچانے کہ بالکل خوف کو دل سے اٹھا دے اور پچہ پات
کو کوئی گناہ اگر ایمان دلیں ہو ضرر نہ کر گیا ایمان کو اس مرتبہ پر ساقط الاعتبار گردانے کہ ساتھ ہر گناہ کے
روسی ہو جو باوگی اور گناہ کا ایمان والے مانند کافروں بایمان کو دفع میں ہمیشہ ہیں گناہ اعمال
کی تاثیر خالی آخرت میں ثابت کر دے اور چاہے کہ حضرت اللہ تعالیٰ چچ مقام جزا دیو کو بے اختیار ہے اور تہذیب
بندے کے ہو معاف کرنا گناہوں کا یا نہ قبول کرنا طاعت کا اوس کو ممکن نہیں یا بہشت اور دفع
وزنت اور عالم سچکھ کو مانند انقلابات دنیا کے زائل اور فانی اعتقاد کرے اور اوپر اسی کو بے قیاس اور

[illegible]

چیزوں کا مادہ حقائق اجسام اور اعراض دوسری ہیں کہ اس علم کو علم الجواہر والاعراض کہتے ہیں اور علم طبی
 اور ریاضی بھی نام رکھتے ہیں اور افراط و تفریط اس قسم میں وہ ہے کہ مثلاً بیج شرح اور سلطان چیزوں کو
 غور کام کر کے اور قوت مادر کہ اپنی کو بیج حاصل کرنے والا یعنی کے یعنی احوال اور خواص اور تاثیرات انکو کے
 معروف کرنے میں توفیق کرنے کو علم ہیئت اور ہندسہ اور حساب اور فنون ریاضی میں اور موسیقی اور
 جراثیمات اور مناظرہ اور تفسیرہ اور طبسمات اور زیر نبات اور علم فلاحات اور علم حیوان اور خواص نباتات
 اور جراثیم اور علم طب میں اور سوا اسکے یا ان چیزوں کا مطلق انکار کرنا اور ان سے بے بہرہ اور بے نصیب
 اور جس قدر علم ان چیزوں کا نفع دین اور دنیا میں ہواوس میں بھی متوجہ نہ ہوا و دوسری قوت شہویہ ہے
 کہ باعث کھینچنے منافع کو اور وسیلہ خواہش مرغوبات کو ہے اور افراط اسکا فحش ہے اور خلافت
 بھی کہتے ہیں یعنی ڈوب جانا لذتوں اور رغبت کی چیزوں میں زیادہ اور سقراطی کہ حاجت ہوا
 تفریط یعنی نقصان اوسکے کو جو کہتے ہیں یعنی سکون اور باز رہنا اوس چیز سے کہ عقل اور شریع
 اوسکی طرف رغبت لاتی ہے جیسا کہ نکاح حلال اور کھانا لذت کے لیے شکر ہوا اور مرتبہ توسط کا غفلت
 ہے یعنی تابع کرنا شہوت کا ساتھ حکم عقل اور شریع کرنا کہ خواہش نفس سے سلامتی حاصل ہو اور اس میں
 روئی اور اخلاق پسندیدہ بہت پیدا ہوتے ہیں جیسا کہ حیا اور صبر اور قناعت اور قوی اور جواہر مدی اور
 سخاوت اور قوی سخاوت و ایثار اور کرم اور معاف کرنا اور محروم اور آسانی کرنی معاملات میں اور
 تیسری قوت غصہ ہے کہ منشا پیش ہوتی کرنے کا اور چیزوں خطرناک کو ہے اور مقتضا اسکا تسلط اور
 بلندی اور دو کرنا ضرر غیر کہ ہے آپ سوا و متعلقوں اپنی سے اور افراط اس قوت کا ہنوس ہے یعنی دلیری
 کرنی چاہیے اور بھگنے کے اور اوپر اوس چیز کے نہیں چاہیے اور تفریط اسکا جین ہے یعنی ڈرنا اوس چیز سے کہ
 چاہیے اوس سے ڈرنا اور توسط اسکا شجاعت ہے اور اس توسط سے بہت اخلاق پسندیدہ پیدا ہوتے
 ہیں مثل ملوہمت اور ستم قتال اور علم اور تحمل اور حیا اور سوا اسکے اور توسط استمال قوت لطفہ کے
 میں حکمت کہتے ہیں اور اوس سے ڈکا اور سرعت فہم کی اور صفائی ذہن کی اور آسانی سے سیکھ لینے کی
 فن کا اور اچھی طرح یاد کرنا اور سمجھنا اور سوچنا حاصل ہوتا ہے اور اسکے افراط کا نام جزیرہ ہے اور تفریط
 اسکے کا نام بلامت اور غباوت ہے اور بصورت تینوں قوتوں میں توسط حاصل ہو جاوے اسکا نام
 عدالت ہے اور توالی عدالت کو ہے دوستی اور الفت اور وفا اور شفقت اور بلا دینا احسان کا

تفصیل کے لیے
 لفظ جواہر والاعراض
 یعنی انفسیکہ و جواہر
 سورۃ تکوین
 ختمہ زہری
 علی چہایت ان کے
 سوا اور کیو یاد
 سوا چھی بجا اور اق
 جن میں قرآن
 غلبہ تب تھانوی
 سے پاس آئی زہری
 جس سے چھوڑ
 سے پاس رہی
 علم کی چھی خصوصیت
 سے پاس رہی
 (ب) جان کے
 بیٹے خلیفہ زہری
 آئینہ واد بجا
 میں جو اہل عراق
 پر ہوتی قرآن کی
 قرأت میں خلائف

چھیلے تھے اور ہرگز خلاف میں اپنے کو کوئی بات زبان پر نہ لاتے تھے کہتے ہیں کہ خط مستقیم اوس خط کا
نام ہے کہ سب خطوں سے کہ وہ نقطوں میں فرض کر سکیں چھوٹا ہو گیا بندہ کہ سراسر مستقیم کی اپنے
واسطے دعا کرتا ہے عجز اور ضعف اپنا بیان کرتا ہے یعنی لائق ناتوانی میرے کہ نہیں بلکہ طریق مستقیم
اور اس واسطے جو کوئی بوڑھا یا ناتوان کسی حاجت اپنی کی واسطے جاتا ہو نزدیک رستہ تلاش کرتا
ہے اور دور کے رستہ سے بھاگتا ہے اور بھی کہا ہے کہ بندہ جب تک دنیا میں ہے بچ کشتش مشورہ
بنائیلوں اور راہ جتانیوں کے ہے عورت اور فرزند ایک راہ کی طرف بلاتے ہیں اور باب
دوسرے راستے کی ہدایت کرتے ہیں اور دوست اور شفیق اور راہ کی صلاح دیتے ہیں اور دشمن اور
حاسد دوسری راہ کی عقل بتاؤ ہیں اور اپنا نفس اور طرف کو کھینچتا ہے اور شیطان رستہ دوسرا
سکھاتا ہے اور شہوت اور غضب اور طریق سو جھاتے ہیں اور عقل اس کی ضعیف ہے اور عمر اس کی
کو تاہم میدان کو شش کا سنگ حیران ہو کر اپنے تئیں غافل و مذکورہ پر لا کر فریاد کرتا ہے کہ
اِهْلِي نَا الْمَيِّرَ طَا الْمُسْتَقِيمَ اس کی بعضے جاہل شبہ کرتے ہیں کہ حیثیت مرد مسلمان کو کچھ
دعا تھی کہ نمازیں وبرودگار کے سطح عرض کرے سوال کرنا ہدایت کا یہی مقصد ہے اوس کو کہ نماز
مکمل ہو کر نماز ہدایت حاصل ہوئی ہے کہ حضور میں پھر گیا پھر طلب کرنا ہدایت کا تحصیل حاصل کی ہے اور اس کا
کیا فائدہ ہو جواب کا یہ ہے کہ مرتبہ ہدایت کہ جیسے کہ ذکر بھی ہو چکا بہت ہیں پس آدمی ہر وقت میں ہدایت
کے مانگنے کو مستغنی نہیں کہ عالم آدمی کا ایک ہی چیز کے ساتھ و طرح سے ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے اول دوام اور
علم کا یعنی برابر چلا جانا تمام وقتوں میں و کم ہونا فقرات کا یعنی درمیاں میں غفلتیں جانی دوسری ساتھ
زیادتی دلیلوں کے ہواسطے کہ جو علم ایک لیل سے حاصل ہوا ہے اور دوسرا علم کئی دلیلوں سے حاصل ہوا
دونوں علم برابر نہیں ہو سکتے اور جو چیز اقسام ممکنات سے جہان میں موجود ہے اوس میں حالت اور وجود
ذات الہی کا اور علم اور قدرت اور کرم اور رحمت اور حکمت اور ہستی اور رکھی ہوئی ہے جیسا کہ کہا ہے شعر وفی کل
شیء لہ ایتہ تدل علی انه واحد و فرمودہ ہے کہ از میں رویدہ و وحدہ لا شریک لہ گوید یہ پس
علم آدمی کا ہر وقت زیادتی قبول کر نیا لا اور ستم خدا رکھنے والا ترقی بریک ہو فرودین آں مباحث کہ
مضمون نامزدہ است ہر سال میں تو اس سخن از زلف یار گفت ہر ماہ فرماں برداری تمام اور او فرما
اوس کی ہے اور حاصل کرتا فضائل و مرتبوں یلین کا میدان بہت بڑا ہے یعنی اس کے بہت مرتبہ ہیں اور

تفصیل
اس غیر متب
اور ان سے نقل
تجربہ اور عثمان
میں تینوں قریشی
صاحبوں سے
فرما دیکر جب تمام
اور عثمان بن ثابت
میں کچھ اختلاف
ہو تو قریشی ہی
س زبان کے موافق
کھانا کھینک کر قرآن
اور ان میں سے زبیر
اور عثمان بن جراح
پس ابی بکر
پھر عثمان بن
کے توفیق سے
نے حصہ لیا
وہ اور ان غیر متب
و پس کر دیے اور
چون سب قرآنوں

تفسیر
نہایت

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

اور یہی وہی اعلیٰ مقصود ثابت ہوتا آدمی کا اوپر اوس مرتبہ ہدایت کو کہ اسکو حاصل ہو ہو سکو حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہو کر اپنی انکی تفسیر تھ بتلنا اعلیٰ الہدایۃ کی فرمائی ہوئی ہے ثابت کھ تو ہم کو
اوپر ہدایت کا اور کلام مجید میں گویا اسی کلمہ کی شرح کیوں سہل ہے جو دوسری کو ارشاد فرمایا ہو رہتا کہ لا تَزِجْ
قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا لَئِنْ رَءِیْنَا رُبَّ سَآءٍ لَّمْ یَنصُرْنَا وَیُجِیْزِ لَنَا سَآءَ مَا رَءِیْنَا وَیُجِیْزِ لَنَا سَآءَ مَا رَءِیْنَا
ہم کو ابھی اسچھ شبہ و سرور ہوتا ہو کہ سوال کرنا مطلب کیا غیر ہو دو وجہ سے خالی نہیں ہوتا یا یاد لانا اوس
مطلب کا ہوتا ہو کہ وہ شخص بھول گیا ہو یا برا لکھتہ کرنا بخیل کا اوپر سخاوت کو ہوتا ہے اور یہ دونو وجہیں
حکیم مطلق اور جو ادب و حق کی شان میں منصوبہ نہیں ہو سکتی پس فائدہ اس مانگنے کا اور اس دعا کا کیا ہوا
علی الخصوص کہ وہ عارضاً بقضا کو بھی منافی ہو تم کہتے ہیں کبھی حکمت حکیم کی تفصیلاً کرتی ہو کہ مطلب طلب کیا
سوائے تضرع اور زاری کے نالیوں تاکہ نفس و سکاٹوٹے اور تکبر اوسکا پست ہو پس شاید مانگنا اور ذلیل
ہونا ہمارا اگر پرٹھا جو اوپر جو شرط کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں رعایت کی گئی ہے صورت پکڑے فرما ناگزیر
طلب کے جو شہدین ہا ناگزیر ہمارے خدو حین ہا اور دعا مانگنا فی ضراب قضا کو بھی نہیں سوائے کہ جائز ہو ضرا
ابھی اس میں ہو کہ بندہ خواری اور زاری اپنی ظاہر کرے اور عطا ہو طلب سکی ہو وہ تم جواب سمجھنا چاہتے ہو کہ
سوال ہدایت کا اوپر سہنتاں کو متفرع کیا ہو اسواسطے کہ ہدایت ایک قسم سہنتاں کا ہو اور خاص میں کلمہ تضرع
کرنا عام کے اوپر ظاہر ہے اور عبادت کا اوپر بھی بواسطہ سہنتاں کو متفرع ہو اسواسطے کہ عبادت جب مجاہدہ کے
سبب کمال قبول کرتی ہو مفید اعلیٰ درجہ کی ہدایت کو ہوتی ہو قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِیْنَا لَنَنْصُرَنَّ
یَتْلُوهُمْ مُبْدِلًا لِّیْنِیْ اَوْ جِزْءٍ لِّمَحْنَتِ ہِمَارِکِ واسطے کی ہم سوچھا دیں گے اور انھیں راہیں آموجاہد محتاج
طرف سہنتاں کو ہے اور جو سقوت عبادت اور سہنتاں طوط ہو پس تضرع ہدایت کا مَالِکِ یَوْمَ الدِّیْنِ یہ بھی
ظاہر ہوا اسسٹو کہ کمال انعم ہدایت کا اوس نہیں بسبب عبادت کا یہ کہ عبادت اسکی کہ یہ نہیں ظاہر ہوگا اور
نفع ان تینوں چیزوں کا اوپر رحمت عام اور رحمت خاص لکھ اوپر رِزْقِ الْعَالَمِیْنَ کہ بہتر سبب تہ تیوں میں ہو
ہدایت ہو جو ظاہر ہو اور وہ شے کہ تعلق ساتھ صراطِ الْاَلَمِیْنَ اَلْعَمَلُ عَلَیْہِمُ کہ کھتی ہو وہ بھی ہو کہ حقیقت نعمت کی کیا ہو
ایک منفعت ہو کہ بطریق احسان کہ غیر بطریق مجبواں و نفہم اپنا اوس میں منظور ہوا و اسید و اوس میں حقیقی ہو کہ اللہ تعالیٰ
کوئی نہیں اسٹو کہ مخلوقات انعام کے غیر منافع نہ ہو بھی خیال میں ہو کہ یہ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہو کہ فزول و فاسق ہو کہ
دی گئیں حقیقت میں نہیں ہیں سوائے کہ انعام کو نہ منظور نہیں و جو چیزیں کہ منافع سے و انکو عطا ہو ہیں ظاہر میں نعمت کا اور

کہ اس قرآن کے

سوا اور جو بھی

میں سب بلا

جائیں (ب)

شہر قول یہ

ہے کہ یہ قرآن

کھ گئے ایک ایک

کو نہ تہہ شام

کی طرف بھی ایک

اور ایک کو بھی

نے اپنے پاس رکھ

یا اور ادا تمام

نے کہا و سب

نہیں کہ ایک

ایک یا سب

یہیں کہ سب

کوئی کی طرف

کیا اور ایک

میں

میں

میں

میں

انبیاء اور اولیاء کو گمان کریں اور اللہ کے غضب میں اور گمراہی میں نہ جا پڑیں واسطے دور کرنے اس شہابہ کے
یہ لفظ لائی ہیں اور اکثر مفسرین اس پر تعین کرنے معضوب علیہ اور ضال کو قوال مختلف لائی ہیں مفسرانیسی
ذکر کیے جاتے ہیں میثاوی کہتا ہے معضوب علیہ گناہگار لوگ ہیں اور ضالین ہم راہ جابل ہیں سو اسطو
کہ پورا پورا انعام الہی بندوں کو حق میں وہ ہو کہ انکو معرفت حق کی اور عمل نیک و نون عنایت ہوں اور جس
شخص کو تہئیں و نون نصیب نہ ہوئی نعمت تمام نہ ہوئی پس اگر فقط معرفت حق کی رکھتا ہو اور عمل نیک
نہیں رکھتا ہو فاسق ہو اور محض غصب کا ہو اور جو شخص معرفت حق کی نہ کرے گو عمل نیک کرتا ہو جابل اور گمراہ
اور پیشتر گذر کہ معضوب علیہ دو فرق ہیں ایک کا فرغنا و کفریہ الا کہ دیدہ و نہتہ انکار کرتا ہے اور دوسرا
گناہگار کہ قصداً گناہ کرتا ہے اور ضال بھی دو فرق ہیں ایک کا فرکہ ساتھ تقلید کہ کفر میں پڑا ہو یا ہیالیب قصو
نظر کے کہ حقیقت میں کی اوسکا اور پڑا نہ ہوئی اور دوسرا گناہگار کہ اس کے کرم اور بخشش پر اعتماد او
بہرہ و سار کے گناہ کرتا ہو یا لبیب سوچنے اور بغیر دریافت کر نیکی اہل ذکر سونا دانستہ نہایت کو اختیار کرتا ہو
اور بعضوں نے کہا ہے معضوب علیہ کافر ہے اور ضال مبتدع اور بعضوں نے کہا ہے معضوب علیہ شخص ہے کہ
یقیناً قیامت کو دن انتقام اوس کو یسے اور سزا دیں گا اور ضال عام ہو قتال عفو کا بھی رکھتا ہو اور حد
مشرقی میں بیٹے قاطعی کیسے کہ عدی نام رکھتا تھا اور بیچ حضور پر نور پیغمبر علیہ السلام کے بھیجا تھا اور ات
تہا کہ جن جناب پیغمبر علیہ السلام کو سلم کو معنی ان دو لفظ کے پوچھے فرمایا معضوب علیہم یہودی ہیں اور
نصاری اور تصدیق اسکی قرآن مجید میں موجود ہے یہود کو حق میں یہ ہے یون باق ایضاً یقیناً اللہ اور
نصار کو کے حق میں یہ ہے یون باق ایضاً یقیناً اللہ اور ضال کی طرف تفریط کی گیا یعنی جو چیز چاہئے تھی اوس کو کوتاہی کی معضوب علیہ ہو اور
جو شخص افراط کی طرف گیا وہ گمراہ ہو اور اس جگہ جانتا چاہئے کہ ظاہر میں حاجت اس لفظ کی معلوم نہیں
ہوتی ہے اگر ایسا فرماتے اھنا الصراط الذین انعمت علیہم من الذین والصدیقین والشہداء
والصلحین کافی اور شافی ہو جاتا اور ذکر ضلال اور غصب کا اتنا درکار نہ تھا لیکن ایمان کو دوبارہ پیکر سون
کوان دونوں بازو کے زور سے اور سلوک اس راہ کا میسر نہ ہوتا ہو اور وہ بازو عبارت خوف اور ہراس ہیں
اور دونوں ایسے چاہئیں کہ اعتدال پر رہیں اور سپہ واسطے قرآن مجید میں جابجا وعدہ کو ساتھ وعید کو ملا کر
ذکر فرمایا ہو اور صراحت ارشاد فرمایا ہے کہ نذی عبادی الی انا العفی عن الذین ان هذا بانی ہذا العذاب

مفسرانیسی
ان لوگوں کا کہنے
ان پر فاسق کہتا ہے
اور ضالین ہم راہ
اور صاحبین میں
تفسیر حلی
ایسی نہیں ہے
نہج میں اختلاف
نہج یا نہیں تحریف
نہج یا معجز خاص
اسی قرآن مجید
اس کے باوجود
اس کے در کو
نفس و نقل ہونے
اس میں ذرا
اختلاف کا نام نہ
نشان بھی نہیں ہے
خدا کے فضل سے
مکرم الشریف
کے حافظ بھی آ
سنت سے ہونے

اَللّٰهُمَّ بِنِعْمَتِكَ اَرْوِي سِرِّ بَدْوَنُو كَوْنِ مَيْسَرَةٍ وَبِنِعْمَتِكَ اَرْوِي سِرِّ بَدْوَنُو كَوْنِ مَيْسَرَةٍ
شريف ميں ارد ہے کہ تُو دُنْ خَوْفَ الْمَاءِ مُتَّوَجًّا لَا تُهَيِّنُ لَكَ رِقَابِي اِنْ شَاءَ اللّٰہُ عَزَّ وَاَجَلَّ
ابتداء پر اور تیرے پس ہر گاہ کہ ذکر انعام کے نے دلالت جا کے اوپر کی لازم آیا کہ ذکر غضب ضلال کا
بھی کیا جاوے تاکہ دلالت خوف کی اوپر کرے اور دو نور کن ایمان کی برابریوں درجی ماننا چاہئے کہ غضب
ذلت حق کی طرف نسبت نفرا می اور انتقام کی کو بخلاف انعام کو کہ اسکی نسبت ذات باری کی طرف اسوا سطو
کہ انعام محض فضل و سکایہ سابق ہو نہ استحقاق کو اور غضب بہشت اعمال بند کو اور کرامی بسبت ہی فہم و فی کے
ہو پس گویا حق تعالیٰ فاعل حقیقی نہیں مگر انعام کا اور غضب ضلال ساتھ شرکت بندون کو اور ساتھ
اون کے اوس کو صادر ہوتے ہیں و سرچکا غدا الذین غضب علیہم فقرا لا یسئلک عنہم و انما یقولون انا صرنا
دغل ہوتے اور یہ مطلوب نہیں کہ جو شخص غضب ضلال کو ساتھ مشہور ہوں وہیں کو احتراز میں بلکہ جیسے
غضب و ضلال پایا جاوے کوئی سواد بھی معلوم کہو تم علیہ کا ایک مقابل ذکر ہو گیا کہ وہ مغضوب علیہ نہیں
ضالان کہ بچ مقابلہ تہدیں کہ ہے نعم علیہ مقابلہ میں سکاو ذکر نامناسب نہیں لکن ہر گاہ کہ منع علیہم یقیناً نہایت
یعنی راہ پاؤ ہو تو بلکہ ما دیں ہیں نیز راہ بنائے والو اسوا سطو کہ راہ اونہیں کی طلب تاجرو اور ملت ساتھ اوسی را
کے پاس رہنا چاہتا رہا نہیں بھی چچ مقابلہ منع علیہم کے مذکور ہوا اور بھی چھپانا چاہئے کہ قسم کرنا مقصود ہے یا نہیں
اور پر ضالان کے اشارہ اس حرکت طرف کرتا ہے کہ مغضوب علیہ زیادہ تر تباہ ہیں اور آخرت میں ہوشیار نہیں
بہت تر نسبت ضالان کے ہیں ان دونوں کی تفسیر نہیں مغضوب علیہم کو براؤ حال کو زیادہ تر نسبت ہوشیار
کے رعایت کرنی چاہئے تاکہ خلاف نظم قرآن کا لازم نہ آوے اور قسم دوسری یعنی وہ چیز کہ تعلق ساتھ تفسیر تمام سورہ ہے
یعنی ہیئت مجموعی کو ساتھ یہ کہ اس سورۃ کو نمازیں احباب القراءۃ مقرر کیا ہو اور اعمال محسنین نماز کو سات رکع ہیں
اور آیتیں اس سورۃ کی بھی سات ہیں رکات نماز کے قیام اور رکوع اور قوم اور سجدہ پہلا اور چارہ میان
دو سجودوں کو اور سجدہ دوسرا اوقدہ ہیں پس یکے ساتھ بغیر اس سورۃ کو مثل جسم انسانی کو کہ بعض فرج
کے ہوا ہوسرہ بمنزلہ روح کو ہو اور جو وقت وجہ بدن کو ساتھ متصل ہو کہ حیات اور زندگی حاصل ہو ایسی ہی مجھے ہو
کہ سات آیتیں ہیں جو وقت نمازیں پر دعا ہو ساتوں رکات نماز کو کمال قبول کریں اگر پس یشیم اللہ الخیر الیقین
کو مقابلہ قیام کو تصدیق یافتہ اسوا سطو کہ قیام جو درجہ کا ساتھ ظہور ہم الہی کہ ہے اوس چیز میں اور بھی سمی السورۃ اسوا سطو ابتدا
بر کام کہ مقرر ہے اور قیام ابتدا اعمال نماز کا ہو اور اَللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمَاتِ مقابل رکوع کے ہو اسوا سطو کہ بیچ حمد کرنے

اور زمین کے اوپر سر پہنا صفت حشرات اور ہوام کی ہر پس کوج میں شکستگی نفس کی بیچ ایک مرتبہ کہو اور
سجدہ میں دو مرتبہ کے عاجزی ہو لاچار سجدہ کو کر کر کیا تاکہ ٹوٹا نفس کا زیادہ جل ہو فائدہ دوسرا سووہ
فاتحہ میں جس چیز میں ہیں پانچ چیزیں صفیں ربوبیت کی اور رب رحیم مالک اور پانچ چیزیں صفیں
بندہ کی عبادت استعانت طلب ہدایت طلب استقامت طلب نعمت کی اور پناہ غضب سے عبادت اللہ کے ساتھ
علامہ رکھتا ہے اور استعانت رب کے ساتھ اور طلب ہدایت کی رحمن کے ساتھ اور طلب استقامت کی
رحیم کے ساتھ اور طلب نعمت کی اور پناہ غضب سے ساتھ مالک کے تعلق رکھتی ہے اور بھی آدمی مرکب
پانچ چیزوں سے ہے بدن اور نفس شیطانی اور نفس سچی اور نفس ہمیں اور جوہر ملکی کہ عقل ہے اور ذات پاک
باری کی نے اُپسان پانچوں کے تجلی فرمائی اور ثمرات ان کی چیزوں پر ظاہر ہوئے پس الطینان جوہر ملکی کا ساتھ
تجلی اسم اللہ کے ہو اَلَا یَذَّکَّرُ لِلّٰہِ تَعَالٰی تَقْوٰی الْقُلُوْبِ یعنی عارفوں کے دل اس کی یاد سے چین پاتے ہیں۔
اور نرمی اور فرمان بردار ہونا نفس شیطانی کا ساتھ تجلی اسم رب کی ہے اس واسطے کہ جب اللہ تعالیٰ اس کی طرف ساتھ
انعام اور احسان کے متوجہ ہوا اپنی ثمرات سے باز آیا اور فرمانبرداری اختیار کی دیت (وَلَا یَاۡخُذُ بِکَ مِنْ
شَیْءٍ اِنَّ الشَّیَاطِیْنَ یَعْنِی اے میرے رب میں پناہ چاہتا ہوں تیری شیطانی دوسو سون سے۔ اور اصل نفس
سبب کی بسبب تجلی اسم رحمن کے ہو اس واسطے کہ یہ اسم مرکب قہر اور لطف سے ہے جیسے کہ فرمایا ہے اَلْمَلٰکُ
وَالنَّبِیُّنَ اَنْ یَّخَافُوْا مِنْ شَرِّ رَحْمٰنٍ اور اصل نفس ہمیں کی بسبب تجلی اسم رحیم کے ہو اس واسطے کہ جب اُس کے
واسطے پاک چیزیں اور طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائی یا فرمائی سے بچا جیسا کہ فرمایا ہے دِیْنِ مَرْحَمَہِ
جَعَلَ لَکُمُ الْیَلِّی وَاللَّیْلَی لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہِ وَلَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ یعنی یہ اللہ کی
محض رحمت ہو کہ تمھارے واسطے دن اور رات کو پیدا کیا تاکہ رات میں آرام کرو اور دن میں روزی
پیدا کرو اور یہ سب کچھ اس واسطے کہ شکر کرو۔ اور دور کرنا غلطی اور کثافت بدن کا ساتھ تجلی
صفت مالکیت کی ہے اس واسطے کہ بدن غلیظ اور کثیف ہو اس کے واسطے قہر بھی شدید چاہئے اور وہ
قہر ہے کہ خوف قیامت کے ہو حاصل ہو جیسے کہ فرمایا ہے لَیْسَ اِلَکَ الْمَلٰکَ الْیَوْمَ لِلّٰہِ اِلَّا اِجْلُ الْقَہَارِ یعنی
آج سوائے اللہ واحد قہار کے کسی کی بادشاہی نہیں۔ اور ہر گاہ کہ بسبب ان تجلیات جسم کے آدمی
ساتھ تمام اجزا اپنے کے درست اور آستہ ہوا پچھلے پاؤں پھرا اور راہ اطاعت کی طرف متوجہ ہوا پس
واسطے اطاعت بدن کے آیا کہ تَعْبُدْ کہا اور واسطے اطاعت نفس ہمیں کے تاکہ ترک کرنا لذتوں کا

نفس خلیعہ
اور عبادت
سبب جان پاک
زیادہ ہون لم
ریشل الصدقہ
اسد علیہ
دار و سلم
نے فرمایا
میں آیتیں
قرآن شریف
کی نماز میں
پڑھنا اس سے
سہین بہتر ہے
سہ کوئی اپنے
گھر آکر تین
اونٹیاں کا کھن
موتی تازی
صفت میں
پودے در
ریشل اسد
صلی اللہ علیہ
دار و سلم

اور گناہ کی باتوں کا آسان ہر ایک کلمہ بتائیں ذکر کیا اور واسطے خلاصی کے غلبہ نفس سبعی کیسے اُپر نہا کہا اور واسطے
دور کرنے کو نفس شیطانی کے طلب ہمتاقت کی کی اور واسطے اصلاح جو ہر ملکی کے رفاقت اور روح مقدس کی
دعوت کی اور دور ہونا اور روح خبیثہ سے ساتھ غیر المعصوب علیہم ولا انصا لہین کے چاہا اور بھی ہر گناہ
بندہ بیچ مقام مناجات کے کھڑا ہوا اور صفات کمال ذات باری کی انجھیر اللہ سے شروع کر کے مالک یوم الدین
تک ملاحظہ کئے بے اختیار اسکو شوق الہی العدا کا امنگیہ ہونا پناہ قصد اس سفر کا مصمم کیا اور ہر کے واسطے توشہ
در کار ہو توشہ اس سفر کا عبادت ہی ایک نعت کہا اور حقیقت جانا کہ سفر نہایت دور دراز ہو اور توشہ نہایت تھوڑا
اور طاقت بھی مقدر نہیں کہ پیادہ اتنی مسافت کو قطع کرے سواری بھی چاہئے پناہ یا ایک کلمہ بتائیں کا ذکر کیا کہ اگر
توشہ بین اور سواری واسطے قطع کرنے مسافت کے جناب الہی سے عنایت ہو تو صل ہو حضرت ابراہیم ابراہیم کے
حال میں کہ ایک وقت بے سواری حج کے رستہ میں جاتے تھے ایک اعرابی نے اُن سے کہا کہ اے شیخ تیرا کیا حال
ہو کر یہ سفر کر رہو اور تو نے بغیر سواری کے ارادہ اُسکا کیا اُنھوں نے فرمایا کہ پاس میرے سواری میں بہت ہیں اگر بلا میرے
اوپر تکی ہو سواری صبر کی رکھتا ہوں میں اور اگر نعمت مجھ کو پہنچتی ہو سواری شکر کی اور اگر قصا مقدر ہوتی ہو تو میری
سواری رضا کے سوار ہوتا ہوں میں اور اگر نفس خلل اٹھا ہوتا ہو تو میری سواری صبر اور زہد کے سوار ہوتا ہوں میں
اور اگر شیطان دوسوہ ڈالتا ہو ساتھ بدرتہ ذکر کے پناہ میں رہتا ہوں میں اعرابی نے کہا کہ تجھے یہ نعت پڑھ
ہو اور حقیقت میں تو سواری پر اور میں پیادہ ہوں اور جب بندہ نے توشہ اور سواری سے خاطر اپنی چھٹی
راستے مختلف اسکی نظر میں خود دار ہوئے پناہ یا طلب کرنا راہ مستقیم کا شروع کیا اور حقیقت راہ مستقیم بھی
غایر ہوئی رستہ میں رہنا اور رفیق بھی چاہی اپنے نبی کو رہنا اپنا کیا اور اولیائے کو رفیق اپنا ٹھہرایا اور حجاب
اور پتھر اور کانٹے کہ اُس رستہ میں درپیش آتے ہیں ساتھ لفظ غیر المعصوب علیہم ولا انصا لہین کے اُن سے
اقتضا کیا جانا چاہئے کہ اس سورہ کے نام بہت ہیں تھوڑے سے نام ساتھ بیان وجہ تسمیہ کے ذکر کر کے جاتے
ہیں تاکہ وہ فائدہ کو پہنچ تمام اس سورہ کے رکھے ہوئے ہیں منکشف ہوں بعض ان ناموں کے فائدہ الکتاب
ہو اور وجہ تسمیہ کی اس نام کے ساتھ یہ ہے کہ کتاب الہی ساتھ اسی سورہ کے شروع کرتے ہیں لکھتے ہیں
اور پڑھتے ہیں اور نماز میں بھی قرات کا شروع اسی کے ساتھ ہو بلکہ بسم اللہ اور حمد اس سورہ کی شروع
ہر کتاب کا ہو اور ہر شے کا جو د اسم الہی کے ظہور سے ہو جو اس شے کی ذات میں ہو اور بقا ہر شے
کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہو ہیں اس سورہ کا نام فاتحہ بھی اسی سبب سے مقرر کیا کہ کھولتے ہی

خانیکی
سے فرمایا
قرآن جلفہ والا
کہنے والا ہندگی
پناہ کا اور شوق
کے ساتھ ہے
اور جو قرآن
کو مثل سے
ملک الملک کو
ہر خطبے سے
اُس کو
دو ہزار اذیت
ہے
(ق)
موسول اللہ
موسول اللہ
علیہ وآلہ
وسلم
سے فرمایا

فضائل علوم کے پس بسم اللہ اشارہ طرف ذات اور اسماء الہی کے ہو کر ہزار ہا مین بلکہ اس سے بھی زیادہ اور تمام دین اور شریعت واسطے معرفت اور عبادت اُس کے ہو اور لفظ الرحمن الرحیم کا اشارہ ہو طرف ظہور ذات اور صفات اللہ تعالیٰ کے پہنچ جہان کے اور انتہا علومون کی جانتا اسی بھید کا ہو اور حرف با کا کہ واسطے الصاق کے ہو اشارہ کرنا ہو طرف متصف ہونے خلق کے ساتھ اسماء الہی کے کہ غایت کمال نوع انسانی کی بھی ہو اور حمد اشارہ طرف شکر نعمتون اُسکیکے ہو کہ تمام جہان مین پھیل ہوئی مین اور جو نعمتین کہ خاص بدن انسان مین ہوائی اُسکے کہ بڑے بڑے طبیعیوں نے ذکر کیا ہو یا پھر نفع مین اور اس قدر نعمتون کو اگر بہ نسبت کل نعمتون اُسکیکے قیاس کیا جاوے جیسے کہ قطرہ کو دریا زخار سے نسبت ہے اُس سے بھی کمتر ہے اور پہنچ ضمن معرفت اُسکیکے معرفت نفس کی حاصل ہوتی ہے کہ سبب اُسکے معرفت تمام ظاہرات کی میسر ہوتی ہو اور رب العالمین اشارہ ہو طرف اقسام موجودات کے خواہ ارجح ہوں خواہ اجسام اور وہ بھی شہادی ہوں یا مثالی اور خواہ اعراض ہوں شہادی سے مراد یہ ہو کہ عالم شہادت مین پائی جاتی مین اور مثالی سے مراد یہ ہو کہ عالم مثال مین موجود ہو اور الرحمن الرحیم اشارہ ہے طرف تمام خیرات کے اور وجہ خلاصی کے تمام آفتون سے اور یہ محبت بڑا مقصد سب علمون مین سے ہو اور مالک یوم الدین اشارہ ہو طرف معاد اور باقی رہنے نفسون کے بعد مفارقت کے بدنون سے اور کائنات ہونے بعضون کے اور بدست ہونے بعضون کے اور طرف خراب ہونے عالم اعلیٰ اور عالم اسفل کے اور نفع صور کے اور کیفیت زندہ ہونے کی بعد مرنے کے اور کھڑے ہونے کی پہنچیدن قیامت کے اور طرف حساب اور میزان کے اور درجہ جن جنت کے اور طبقتون دوزخ کے اور مرتبہ شفاعت انبیاءون اور اولیاءون اور عالمون اور شہیدون کے اور یہ مطلب بزرگ تو طلبون علم اعتقاد مین سے ہے اور آیا کہ تفسیر اشارہ ہو طرف انواع عبادت قلبی کے اور قالیہ کے یعنی عبادت دل اور اعضا کے کہ پہنچ کتابون فہم اور سلوک اور رسائل اور ادا وراشغال ہر طریقہ کے تھوڑا سا انہیں سے بیان ہو اور آیا کہ تفسیر اشارہ ہو طرف طرح طرح کے حرفتوں اور پیشوں کے کہ جہان مین رائج اور معمول مین اسواسطے کہ تمام پیشون بنی آدم کے اور کاریگری اُنکی مین استغاثت پکڑی ہے ساتھ مخلوقات اللہ تعالیٰ کے مثلاً پیشہ کھیتی کا اسمین استغاثت ہو ساتھ متعلقہ صورت نوعیہ تخم کے اور متعلقہ کیفیت زمین کے اور ساتھ آب اور ہوا اور آفتاب اور ماہتاب اور لوہے اور سیل اور چمڑے وغیرہ

تفسیر غزالی

پیشہ

کے مابین

وہ بھی شخص

میں ایک

وہ شخص

جس کو

خدا قرآن

دانی نصیب

کے اور

وہ اس کو

رات دن

نیاز مین

پہنچا کر

دوسرے

وہ شخص

جس کو

خدا مال دے

اور وہ

کے کہ یہ سب چیزیں مخلوقات الہی ہیں اور اسی قیاس کے تمام ہیشے اور حرفتین سمجھنی چاہئیں
 اور اسی واسطے کہا ہو کہ کاریگر یسین بنی آدم کی تین چیز کی طرف رجوع کرتی ہیں ایک استنتاج
 دوسرے استعمال تیسرے نقل اور حکایت استنتاج یہ ہو کہ کسی چیز کو دوسری چیز کے ساتھ جمع
 کر دین اور تیسری چیز اس سے حاصل ہو جیسے زراعت اور درخت کہ جمع کرنے تلخ اور زمین سے
 پیدا ہوتی ہو یا مثل نسل اور دودھ اور دہی اور گھی کے کہ جمع کرنے حیوان نر کے سے ساتھ مادہ
 انکیکے حاصل ہوتی ہیں یا جیسے کہ حیوانات میں ایک نوع کے حیوان نر کو اور مادہ کو مگر نوع کا دل کو بچہ اور قسم کا
 حاصل ہوتا ہو یا جیسے قیاسات کے اندر ایک مقدمہ کو دوسرے مقدمے کے ساتھ ملائیے نتیجہ حاصل ہوتا ہو
 اور استعمال وہ ہو کہ قوت اور نفع کسی چیز کا اپنی کام میں صرف کیا جاوے جیسا سواری کرنی اور جانوروں
 کے اور خدمت یعنی غلاموں کے اور لونڈیوں کے اور سائیلوں اور درزیوں اور ملاحقوں اور دوسرے مزدور
 خاص اور مشترک سے اور نقل اور حکایت وہ ہو کہ ساتھ واسطے بعض مخلوقات کے بچ بعض مخلوقات دوسرے
 ایک ہیئت اور شکل اور کیفیت پیدا کریں کہ حکایت چیز مرغوب کی کرے مثلاً جھوٹ چاہیں کہ مرنے اور
 چاند کو پہننے میں استعمال کریں پہلے انکو مصالح لگا کر آگ سے گرم کر کے پانی کر لیں بعد اسکے سوٹ پاروں کی
 یا ریشم پر آگ کو دوڑاویں تاکہ چمک اور صفائی اور رنگت سونے چاندی کی روٹی میں پیدا ہو اور اگر وہ
 روٹی حکایت سونے اور چاندی کی کرے جیسے کہ گہاری اور طاش اور بادل علی بن القیاس بچ حکایت کرنے اور ان کے
 اور نمونہ تاروں اور بچ خوشبو وں پھولوں و رکھوں اور رنگوں انکیکے فکر کرنا چاہئے کہ عام مسکنی و عطاری
 رنگریزی اس سے پیدا ہوا اور اہدائے صراط المستقیم اشارہ ہر طرف و طریق چل ہونے علموں اور معرفتوں
 کے کہ ایک بطور ہند لال کے چل ہوتا ہو اور دوسرے بطور تصفیہ کا اور اول کو طریق متائیں کا اور دوسرے کو طریق
 شرافتیں کا کہتے ہیں اور صراط اللہین انھم علیہ السلام اشارہ طرف مباحث نبوت اور ولایت اور عقائد
 صحیحہ اور اخلاق پسندیدہ اور اعمال نیک و ناریخین انبیاء اور تذکرے اولیاء اور مقامات اور مخلوقات
 انکیکے ہوا و غیر اللہ صوب علیہم ولا الضالین اشارہ ہر طرف فرقوں گہارا و مستبدوں کے اور طرف اعمال
 فاسدہ اور اخلاق ردیہ اور اعتقادات باطلہ کے کہ تمام ولایتین اور ہر ایک زمانہ میں پھیلے ہوئے تھے اور ان
 انہیں ناموں کے نام اسکا سورہ الحمد ہر اس واسطے کہ ابتدا اس سورہ کا ساتھ لفظ حیر کے ہوا و جملہ اس سورہ کی مثال ہے
 اور نظم حمد قرآن غیر ان کے جیسا کہ انشا اللہ تعالیٰ درمیان مقام اپنے کے بیان کیا جاوے گا اور انہیں ناموں کے ہر

تفسیر غزیری
 اس میں
 سے رات دن
 کا ذخیرہ
 شمس کی
 کہ ستارے
 (سورہ)
 مسئلہ
 مسئلہ
 علیہ السلام
 دوسرے
 سلف و پیرو
 قرآن پر مبنی
 واسطے اور
 عمل کے بار
 کہنے والے
 مسلمان کی
 ایسی مثال
 بہت ہیں

سورۃ الشکر اس واسطے کہ حمد بنیاد شکر کی ہے اور اس میں ہمیں کوئی وجوہ شکر کے جمع کئے ہیں اور وہ تین وجہ ہیں محبت اللہ کے ساتھ اور ناساقتہ زبان اور خدمت ساتھ عطا کے جیسا کہ تفصیل ان سب کی گزری اور انہیں ناموں سے سوا کہ ہم نے اس واسطے کہ حضرت علیؑ اپنا بیضا لب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ نزلت سورۃ الفاتحۃ من کذلک لکن العزیز نے سورۃ فاتحہ اس خزانہ میں سے نازل ہوئی جو عرش کے نیچے ہی یعنی اسرار عارف سے کہ شامل ہیں معرفت ذات اور اسرار افعال اور محاد و صراط مستقیم اور جزا اور علم جامعہ اور علم احکام کو پس اللہ ایک اسم ہے جامع ذات اور اسم اگر اور ساتھ حرف باء الصاق کے اشارہ طرف اس کے فرمایا ہے کہ وجودات ہتیا کے قائم ساتھ ذات اور اسرار اللہ تعالیٰ کے ہیں جیسا کہ قائم ہو ناساقتہ روح کے اور یہی ہے سر وجود ہتیا کا لیکن تھ طریق ایجاد کیا نہیں یعنی بلا اختیار صا و نہیں بلکہ تفضا رحمت اس کے کیا ہے کہ افاضہ وجود کمالات ذاتیہ کا فرماتا ہے پس در میان لفظ رحمن اور رحیم کے معرفت فعلی کا بیان ہوا اور اس افعال کا بھی ظاہر ہوا کہ افعال اس کے واسطے کمال والی اس کے ہیں اور اسی جہت سے اللہ تعالیٰ مستحق حمد کا ہوا اس واسطے کہ شان کامل کی سے یہ ہے کہ تکمیل غیر کی کرے نہ متکمال نفس پر کا اس واسطے کہ وہ رب سب کا ہے پس عطا کرنا کمالات تمام مخلوقات کا اسی کی طرف ہے اور اگر اس کو اس کے سبب تحصیل کمال کی منظور ہو تو لایم آتا ہے کہ اس عطا کا ہوا و کمال اس کو میں نقصان آتا ہے اور ساتھ لام مستغرق اور لام اختصاص کے بیان فرمایا کہ حمد اللہ تعالیٰ کی گھڑی سب حمد نہ ہو یعنی تمام حمدیں اسی کی طرف رجوع کرتی ہیں اس واسطے کہ کوئی چیز جو انہیں ساتھ کسی وجہ کی مستحق حمد کا ہے اسی کے فیض کے سبب ہے یہ وہ بالافانی ساتھ اس حمد کے حمد کیا گیا ہوا ہی واسطے کہا ہے بیت حمد را با تو بیت درست ہے بدور ہر گرفت بردرست ہے پھر اشارہ کرتے ہیں طرف سر حمد کے یعنی بھلا کیا گیا ہے اور اس کی کیا وجہ اس واسطے کہ جناب باری تربیت فرماتا ہے کل عالم کو ساتھ بیت رحمت کہ اول ہر چیز کو جیسا کہ چاہئے پیدا کیا پھر جس کی کیفیت کی بنا پر یہی میں حاجت اس کو ہو جتنے اور تمام کمالات غیر متناہی کی اس کو متعدد عطا فرمائی اور طرف سعادہ اشارہ فرمایا ہے ساتھ ماکلث یعنی حلال الذائقہ کے اور ساتھ ضافت کرنے کا لیکت طرف زمانہ کے یعنی بیم الدین اشارہ طرف اعطاء مالیت کے فرمایا اس واسطے کہ دن قیامت کا تمام بندو گھبرنے والا ہو گا جیسا کہ مالک سن کا مالک تمام بندو گھبرے ہوا اور محاد کے بھید کی طرف بھی اشارہ فرمایا کہ یہ معی معتقدا رحمت اس کے کیا ہے اس واسطے کہ اس مظلوم کے رحمت تمام نہیں ہوتی بدوں بدلائینے کے واسطے اس کے ظالم سے اور نعمت عابدوں کا اور ظالم نہیں ہوتی مگر ساتھ بخشنے ملک ہستی کی کے اور پر ایک کلمہ کے اور پر ایک عمل کے پھر اشارہ طرف صراط مستقیم کے فرمایا اور اس کے دور کن ہیں آراستہ ہونا ساتھ عبادت کے اور ترکیب کرنا ساتھ استغاثت کے اور صراط مستقیم کا

تفسیر غزالی
چند الیون
سہ بد اور
مرا دونوں
بہتر میں
اور جو
سلمان
فہر
نہیں
پشت
اس کی
مش
ای
چہ چہ
چھوٹا
کہ بوند
محمد
بیشک
ج

فیہ

اور اس میں
کی مثال جو فرق
نہیں ہے بلکہ
کامل کی بولہ
خواب اور ملامی
کہ وہ اور ملامی
منافق کی مثال
جو فرق ہے نہایت
ایسی ہے جیسے
کہ وہ تو ایسی
کہ وہ تو ایسی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے

بھیجی فرمایا کہ حاصل اس کا شکر ہے کہ لفظ حمد کے سمجھا گیا اور صبر ہو کہ لفظ عبادت کے ظاہر ہوا پہلے اشار
فرمایا ساتھ لباب اور عزت عبادت کے کہ عبادت اور اس کے کہ وہ مضمون ہے نفع اور نفع کی کو کفار کا نسبت ہوا
اور انکار کی ہو اور وہ روح عبودیت کی ہو اور اشارہ فرمایا طرف جزائے ساتھ ذکر انعام اور عفت کی اور بھیجی
جزائے کا ہی بیان فرمایا کہ عبادت اور استغاثت سے پیدا ہونا ہو اس واسطے کہ حق بولہ میت کا عبادت ہو اور حق عبودیت
کا اعانت ہو اور جب دروخت جمع ہوئے لایہ حصول جزا کا واسطے ہر ایک چلنے والے ساتھ ہدایت اور ملامی
کے فرو ہوا اور طرف قطع حجت کے یہی کہ مسلمان لوگ شریکین کے مقابلہ میں لا دین اور ان کو الزام دین اور اشارہ فرمایا
اس طرح سے کہ الوہیت اور بولہ میت اور حجت اور الوہیت کی بلا واسطہ تمام مخلوقات کا طرف منسوب ہے چنانچہ مقرر کر لئے لوگوں
کے کیا ہو اور ان کو میں تھا و شرک کا کرنا اس واسطے کہ حجت پر دین تمام مخلوق کی اور حجت سب کے اور اس کی طرف سے ہر
اور ملوک بھی اس کے ہیں بس شریک کچھ نہیں ہے بلکہ ہی عابد کی ساتھ جو کہ لازم آتی ہو اور نہایت تذلل کی طرف میں اور
نہایت تعظیم دوسری طرف میں نہری اور ساتھ لفظ عبادت اور استغاثت کے تمام حکام شرع کی طرف اشارہ کیا کہ سب
عبادتوں اور جمالات کو مثال ہو اور انہیں ناموں سے نام اسکا سورۃ المناجات ہو اس واسطے کہ مصلحت مناجات کرتا
ساتھ اس سورۃ کے پروردگار اپنے سے اور اللہ تعالیٰ کو نجات دینا ہو غنیوں دنیا اور آخرت کیسے اور نہیں ناموں سے
سورۃ الفویض نام اسکا ہو اس واسطے کہ اس میں استغاثت خاص کتاب باری کی ساتھ فرمائی اور انہیں ناموں سے تمام کام
وافیہ ہو اس واسطے کہ مضمون اسکا و کفار تا یزید معنی ہوئے غدا کی واسطے مومن کے واسطے کہ باجماع اللہ کے اشارہ ہو کہ
ظاہر ہونے تمام موجودات کی ذات انکی سے پس وہ سب زیادہ تر ظاہر ہو کہ یک ہی بنیادیت ظہور کے انکو سب کچھ ثابت ہو
اور یہاں تک حجت انکی عام ہوئے کہ خلق اور تمام کمالات انکے فیض سے موجود ہوئے یہاں تک کہ سخن تمام محدود
ہوا اور ہر چیز کی پرورش اس نے فرمائی اور اس ساتھ ظاہر کرنے وجود کے اور دنیا ساتھ عطا کرنے ان کو جس کے تابع ہوا ہر ایک
ہیں اور یہ کمالات ان اشیاء کی فائون کا مقتضا نہیں ہے اس لیے کہ دن قیامت کے بسبب قہر انکی کے تمام کمالات انکی
فائون سے مجدی ہو جائیگی مگر بدلے ان کمالات کے بل عبادت اور استغاثت کو کمالات دوسرے کھلا ہونگے پس
طریق طلب کے لئے ان کمالات کا وہ جو کہ ہدایت اور استقامت اور نظام اس سچا بیان اور نقصان کو بعد کمال کے مضر
جائے اگر اس میں سمجھن فاعل ہر گاہ کہ اس بات کا کیا کہ ناز و مزاج مومن کی ہو کچھ تفصیل اس کی بیان کی جاتی ہو کہ اس
طریق سے ہوتی ہو جانا چاہیے کہ معراج سے راہ ہو کہ ہستی سے طرف علو کے ہو چنے اور نزل کی طرف ترقی کی جاکو
اور ہر غافل کو واسطے بقدر اپنے غریبہ کے یہ بات حاصل ہوتی ہو کہ عالم سفلی سے طرف عالم علوی کی سیر کرتا ہو اور

و طرح کا معراج ہوا تھا ایک معراج جسمانی اور دوسری معراج روحانی معراج جسمانی اس طرح سے تھا کہ سجدہ ہم
 سجدہ اقصیٰ تک تشریف لگیتے اور وہاں سے طرف انتہا عالم ملکوت گیکٹی اور معراج روحانی یہ تھا کہ عالم شہادت سے
 طرف عالم غیب کے اور عالم غیب سے طرف غیب الغیب کے انتقال فرمایا اور یہ دونوں منزلہ دونوں
 ملی ہوئی کہ یہ کہ انھوں نے ان دونوں کی طرف فائز ہوئے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فکان نقاب قوسین اودانی
 اور اونی امتثالاً طرف مرتبہ تھا کہ ہر عالم شہادت جہم اور جسمانیات سے عبارت ہے کہ شاہد اور دیکھنے میں آتا ہے اور
 عالم غیب عبارت عالم ارواح سے ہے جو پس سفر کرنا روح کا عالم اجسام سے طرف عالم ارواح کے اسی کا نام سفر کرنا عالم
 شہادت سے طرف عالم غیب ہے اور عالم ارواح بہت بڑا عالم ہے بلکہ بے نہایت ہے اور اس کے تمام ارواحوں کے تہ
 سے پچھلا تہ بلکہ ارواح انسانی کا ہر بعد کمال پیدا کر سکتے ترقی ہوتی جاتی ہے اور جو ارواح کہ متعلق آسمان دنیا کے ہیں
 وہاں تک پہنچتے ہیں پھر اس ترقی کر کے طرف ارواح آسمان دوسرے کے پہنچتے ہیں اور یہ طرح ترقی کرتے کرتے ان دن
 ارواح کی طرف پہنچتے ہیں جو کہ کرسی کے جو زمین ہوتی ہیں اور وہی روحیں ہی جبرے جبرے مراتب کہتی ہیں
 اور بعضی اعلیٰ نسبت دوسرے ہیں بعد اس کے ترقی کر کے طرف ان فرشتوں کے پہنچتے ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے
 وترى الملائكة حائتین من حول العرش یعنی دیکھتے تو فرشتوں کو کہ اگر اگر عرش کے ہیں بعد اس کے جو فرشتے ان سے
 ہی اعلیٰ ہیں ان کی طرف پہنچتی ہیں اور ان کا ذکر اس آیت میں ہے ویصل عرش ربك فوقہم يومئذ ثمانیۃ یعنی اٹھارہ
 ہیں تخت رب تعالیٰ پر آس دن اٹھ شخص بعد اس کے طرف ارواح مقدسہ کے کہ جسم سے بالکل تعلق نہیں رکھتے ہیں
 اور وہ عالم ملکوت کے اور ان کی محبت ہے اور ان کا ساتھ شامی کے ہے اور لذت ان کی یہ خدمت اللہ جل شانہ کے ہے
 پہنچتی ہیں اور ان کا ذکر ان یومئذ من عندہ لا یستکبرون عن عبادتہ ولا یستخسرون یعنی
 اللیل والنہار لا یفترون یعنی اور جو اس کے نزدیک ہے ان کے نہیں ہے ان کی عبادت اور نہ کابلی کرتے ہیں یا دیکھتے ہیں
 رات اور دن نہیں تنگ کر اور یہ ارواحیں ہی بہت ہیں اور یہ جتنے مختلف ہیں اور نقل بشری ان کے اوصاف کا احاطہ
 نہیں کر سکتی ہے اور بعد اس کے بھی ترقی ہوتی رہتی ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فوق کل ذی علم علیم یعنی
 اوپر ہر علم والے اور علم والا ہر بہا تک کہ انتہا ترقیات کا طرف نور الانوار اور روح الارواح کے کہ وہ ذات باری کی ہے
 ہوتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان الی ربك المنتھی اور جلال ربوبیت کا نام غیب الغیب ہے اسی واسطے کہ انھوں نے
 نے فرمایا ان الله سبعین حجاً با من النوازل کشفها لا حرق سبحات وجمہ کل ما درک البصر
 پس انتقال کرنا عالم ارواح سے طرف جلال الہی کے یہی ہے سفر کرنا عالم غیب سے طرف غیب الغیب کے دونوں تہوں کی

معراج
 انتہائی معراج
 شہادہ
 میں اگر ایک حجاب
 بجا
 تو ہر عالم ملکوت
 تقسیم
 انتہائی رفیع
 بعض قوم کا
 میں بلکہ کتاب
 بعض قوم
 دلیل
 رسول اللہ
 صلے اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا انتم
 اپنے گھون
 قربتان نہ بناؤ
 عبادان اس گھر
 سے بہانہ
 جہان سورہ بقرہ

دور کچکا پس جو وقت یہ چلک ہو گیا اور کپڑوں وغیرہ سے اپنے تئیں درست کر لیا اب چاہتا ہے کہ نماز کیلئے کھڑا
 ہوں تو اس حالت کو ایسا تصور کرے کہ ایک بادشاہ مالِ جہاد کے ویر و کھڑے ہوتا ہوں اور یہ بات بھی دلیلیں مثال
 کرے کہ میرے ساتھ دو چیز و نمین کونسی چیز بڑی فرطتہ ہے یا شیطان ہر دین ہر یاد نیا ہی عقل ہر یا ہوی ہر چیز کو
 یا شریعت صدق ہو یا کذب قناعت ہر یا حرص طمع ہر یا کا اور خدا کی کا تصور کر کے اپنی رفاقت میں نیک چیز کو
 لیلے اور بیکو چھوڑ دے ہوا سطلے کہ رفاقت جس شے کے استحکام و مضبوط ہو جاوے گی ہمیشہ کو وہی چیز اس کے ساتھ رہے گی
 اور رفاقت اس کی ہنوی چنانچہ حضرت صدیق اکبر نے صحبت انحضرت کے اختیار کے دنیا میں بھی انہیں کے ساتھ رہا
 اور قبر میں بھی اور قیامت میں اور جنت میں بھی اور کتنا احباب کف کا لاؤنکے ساتھ ہو لیا تھا دنیا میں بھی اس کا ساتھ
 چٹا اور آخرت میں بھی ساتھ ہو گیا کیوں سطلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کفی خوا
 مع الصادقین یعنی ای ایمان والو! اور تم اللہ سے دو جو باو تم ساتھ جو کہ اور ناز میں طرح کھڑا ہو جیسے قیام
 اصحاب کف کا تھا اللہ تعالیٰ کی خدمت میں اذ قاتلوا انہما رب السموات والارض یعنی جو وقت
 کہ تم ہوے پس کہا انہوں نے رب ہمارا رب آسمانوں اور زمین کا ہے یا ایسا کھڑا ہوو کہ مخلوقات قیامت کے دن
 رو بہ رو درگاہ اپنے کے کھڑی ہوگی جیسا کہ اس آیت میں ذکر ہے ہر دھوقہ الناس لرب العالمین یا ایسا
 کھڑا ہوو جیسا کہ غلام نگار مولیٰ اپنی سے کہ نہایت بڑست ہی ہماگ کیا ہوا بعد ہماگ جانیکے کہ شرمندگی حاصل
 ہوئی ہو اور ہر اپنے مولیٰ کی طرف اسے رجوع کیا ہوا اس حال میں نہایت ہی خوف اکھو ہوگا اور سرنگوں کمال
 شرمندگی سے اس کے سامنے کھڑا ہوگا اور دقت کھڑا ہوئی کہ قبلہ کی طرف نہ کرے کہ نہ سوچے کہ عرف ہونہ قبلہ کی طرف
 کرے بلکہ دل کو ہی سب چھوڑے کی طرف پیچھے اسٹو کہ کھڑا ہو کر فعال بعث باکتر ہوا ان پڑھتے تھے بالذات افعال ہنوی
 ہیں پس جیسے کہ ہونہ جنت کا و طرف سے نہ پہنچتا قبلہ کی طرف متوجہ ہو گا ایسے ہی دل کو جنت کا ماسوائے خالی
 بن گیا اور اس کی طرف کیونکر متوجہ ہوگا اور ایسا یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن سمیر کر دیکھ رہا ہے اور بڑے درجہ ہر
 اس کے کئی کرے جیسا کہ کسی بزرگ کے ہر دھکار کے رستا و ہر اور ہر نہیں پکیتا ہر اور اس کی حیا اور قریہ دلیں شیشے
 ہر سے ہوتی ہر بعد اسے نیت کرے کہ ارادہ کرے اس ناکامین نماز پڑھتا ہوں واسطے بجالائے حکم کیلئے اور اس کے نوا
 کی امید کھلو و غلاب کیلئے خوف کرے و یہ بھی خیال کرے کہ یہ وقت مناجات کا ہے اور کیسے اک سنا جات کرتا ہوں
 اور کیونکر مناجات کروں لگنا ہنوی ہر شہزاد ہوں اور اس وقت لایق ہے کہ شرمندگی کے مارے عرق پیشانی سے اُجاو اور گھونٹ
 لڑکی پڑے لگین اور خوف کے مارے رنگ چہرہ کا زہر چکا اور اس وقت یہ غازی ان شخصوں سے ہو جیتے حق میں اللہ فرماتا ہے

ترجمہ تفسیر غزالی
 اور اس آیت میں
 جو ہے وہ دونوں
 سو میں قیامت
 میں اپنے چہرے
 داس کے خوب
 جی سخت
 کہ ایک سو
 ہفتہ ہر
 اس کے چہرے
 میں بہت
 اور چہرے میں

میرا وہ دیکھ یعنی ارادہ کرتے ہیں کہی ذات کا پس رکھو چاہئے کہ اس حال میں کمال مخلوقات کا اپنے دامن میں تصور کرے خود انکے اجسام سے ہوں خود عالم ارواح سے انفس اپنے تصور شروع کرے کہ پہلے اپنی عقل میں تمام اعضا سمیٹ لکھ کر اپنے ذوق و تین طبعیہ اور حیوانیہ اور انسانیہ کو حاضر کرے بعد اسکے جو چیزیں کہ اس جہان میں ہیں معنیات اور نباتات اور حیوانات اسے پران چیزوں کا تصور کرے کہ یابین آسمان اور زمین کے میں مثل طبق ہوا وغیرہ کے بعد اسکے آسمان دنیا کمال عظمت اور فراخی اور بستی کے درسی طرح اور ہر چیز پر تاج و کمر تمام آسمانوں کو اور زمین و آسمان اور عرف اور لوح اور پرست اور ذوق اور کرسی اور عرش کا تصور کرے بعد اسکے انتقال کرے طرف ارواح بشریہ اور غیر بشریہ اور ان ارواح کے جو تعلق پہاڑوں اور دیوؤں کے ہیں بعد اسکے فرشتوں آسمان پہلے اور درجہ ساتویں تک بعد اسکے ان فرشتوں کا اگر در عرش اور کرسی کی ہیں تصور کرے بعد اسکے انتقال طرف اس چیز کے کرے کراچ عالم سے ہر جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہو وما یعلم جنود ربک الاہی جب تمام ان روحانیات اور نباتات کو عقل میں حاضر کر لیا بعد اسکے کمال اور ہر کو آٹھادے اور ان دونوں آسمانوں کے اٹھائے شاہ طرف نصبت کرے دونوں ہائے اور آٹھادے اگر اللہ اکبر کہے کہ خدا ہر راہ اللہ کرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ایسی ذات ہے کہ تمام ان چیزوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے اور اس بات کو وہ منزه اور بڑا ہے کہ کوئی چیز اسکے ساتھ مشابہت رکھے بلکہ جائز اور ممکن ہی نہیں یا سنی اللہ کرے یہ ہیں کہ اللہ بڑا ہے اور نہ فرما سکتا ہے نقل اور وہم خلق کے اسکی طرف پہنچیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے تو حیدر ہے کہ نہ وہم میں لاوے تو کو باطن اللہ کرے یہ ہیں کہ اللہ بڑا ہے اس بات سے کہ بندے حق بندگی اس کے کا ادا کریں گو وقت اللہ کرے کہ چاہیے زبان اور دل موافق ہوں ایسا نہ ہو کہ کاذب اور جو بڑا بناوٹے گردل میں شے دوسری اللہ سے بڑی ہو کہ پس اللہ کے نزدیک وہ جو بڑا ہو گویا بات دل میں کوئی نہیں کہتا ہے کہ یہ شے اللہ سے بڑی ہے سو اسے نزدیک بڑھانا اللہ اس طرح ہو جاوے گا کہ خوش نفسانی میں معروف زیادہ ہو اور امر الہی کے بجالانے میں نہایت کمال و شہرتی کرتا ہو پس اس نے نفس کے اطاعت زیادہ کی اور اللہ کے حکم کی ایسی اطاعت لگی اگر اسکے نزدیک اللہ کی بڑائی یقینی ہوتی۔ اسکی اطاعت نفس کی اطاعت سے زیادہ کرتا اسکو بڑا ہیعت زیادہ اسی کی کجانی ہے جو درویش بڑا ہو اس معلوم ہے کہ اللہ کرے فقط ربانی اقرار ہے اور ہر گاہ کہ اللہ کرے کہ یہ بیان ہے اسکو بھی سمجھنا چاہئے اس قسم کے کئی لفظ ہیں ایک علو اور ایک عظمت اور یہ دونوں دو درجے ہیں کمال کے درجوں میں سے گوردہ عظمت کا علو کے درجے سے زیادہ ہے اسواسطے کہ علو صفت کرسی کی اور عظمت صفت عرش کی ہے جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہو وسع کرسیہ السموات والارض

اس کا تصور کرے
بدست سرور
کو کرسی اس کی
کئی نہیں نباتات
کسی اس کی
آسمانوں کو اور
نہیں کو اور
تفسیر خلیلی

تسرت اور ہوا
باد و بہت کہیں
کو اس کی
نہیں پائے

عالم حلال اور مہول او کی کا تصور ہو گیا اور جسوقت آیاتِ تعبد پڑھا عالم شریعت پیش نظر ہوا
اور جسوقت آیاتِ تستیعین کہا طریقت کا رستہ معلوم ہوا اور جسوقت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
پڑھا حقیقت کی طرف عقل نے سیر کی اور جسوقت صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کہا درجہ صاحبین اور اہل
کرامات کی مثل انبیاء و اوصیاء اور شہداء کے ظاہر ہوئی اور جسوقت غَاثِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْہِمْ زَانِیِیْنَ
فساق کے مرتبے کہئے اور جسوقت وَلَا الضَّالِّیْنَ کو پڑھا کافروں اور مینا فقوں کے درجہ ذہین
میں کی اور جسوقت اس سورہ اجمہ کو اس طریق سے پڑھا اور اسکے ہر سر پر واقع ہوا سو اسکا
آیتیں ہیں پچھ ساتویں آیتیں ہوا عوذ کے پچھیاں انھوں بہشت کرد و ازوں کی ہو گئیں اور ثمانویں
انھوں دروازہ جنت کو کھل گوا اور جسوقت احوال و درجہ بڑے بڑے منکشف ہوئے اور کواشفیت
خالق کی ٹھہر گئی اور گویا ایسا خوف و کی عظمت کا اسکے دلبس سما کہ تاب کھڑے رہنے کی نہ رہی اور پشیمانی
جھک گئی اور اپنے تئیں ذلیل اور عاجز سمجھ کر کہہ پائی او کی بیان کرنے کو اے اللہ الہ کہہ کر کوع میں جا
اور سُتَّحَاتِ رَبِّ الْعَظِیْمِ کہو اور اس جگہ بار بار عظمت و او سکوا و کرے تاکہ بسبب تکرار کرنے کی عظمت دلبس
پکڑے بعد اسکے سر پر رکوع و او تھا کہ امیدوار او کی رحمت کا ہو و اپنی امید کے محکم کرنے کیوے سے تسبیح اللہ
یٰحَکِّمُ حَکِّمٌ کہو یعنی سن لیا اللہ نے جس شخص نے او کی حمد کی مراد یہ ہو کہ او کی شکر او کا قبول کیا اور پھر
نکلتے کیا ہو کہ اس جگہ مسئلہ اپنے حمد کا خاص کر کے ذکر کیا بلکہ سب حمد کر فواووں کو ذکر کیا سو اسے جو مسلم
ابو مسلمان بھائی کیوے دعا مانگے اللہ تعالیٰ وہ چیز اس مانگنے والے کو عطا کرنا ہر حدیث شریف میں آیا ہے
سُبْحَانَ اللَّهِ فی عَوْنِ الرَّجُلِ مَا دَامَ الرَّجُلُ فی عَوْنِ خَیْرِ الْمُسْلِمِ یعنی ہمیشہ رہتا ہو اللہ تعالیٰ پھر آدمی
کے جب تک وہ آدمی پچھ مد بھائی مسلمان اپنے کے ہے ہوا اسکے سبھی میں گرے اور یہ اعلیٰ درجہ عاجزی کا ہو
سو اسے کہ جو شرف اور بزرگی عضو کوئی کا بد میں ہے او کو خاک پر کہ سب کو ذلیل ہو رکھ دیا اور سب کو بھی نہایت
عظمت اللہ تعالیٰ کی بیاں کرے یعنی سُتَّحَاتِ رَبِّی الْاَعْلٰی کہو اور اپنے تئیں یہ سمجھو اور خیال کرے کہ اسی
زمین سے پیدا ہوا ہوں اور اسی میں جھک چھو جانا ہوگا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ ہر
عرش کو نیچے نام او کا حقیل ہو اللہ تعالیٰ نے او کو امر کیا کہ اڑ تو میں ہزار برس وہ اڑا پھر تیس ہزار برس
تک اڑا لیکن ایک کنارے عرش تو دوسرے کنارے تک نہ پھر پچا پس ارشاد الہی ہوا کہ اگر صوبہ چھو نکلتے تک اڑتا
تو بھی تو عرش کو دوسرے کنارے تک نہ پھینچتا اور جسوقت اس فرشتہ نے کہا سُتَّحَاتِ رَبِّی الْاَعْلٰی

نفس و جلیبی
رسول صلی
(م) رسول اللہ و مسلم
امیدوار کہ وہ مسلم
جو کہی
نے فرمایا
سورہ بقرہ کے آخری
دو آیتیں رات کو
پڑھ لیا کرے تو جو کو
پچھ پچھ کافی ہے
اور وضو نہ پڑھے
تو سب کچھ نہیں
دفعی سب کچھ
ابی دینے کہا
رسول اللہ صلی
علیہ وآلہ وسلم
پوچھا منذ کے باب
نہ جلتے ہو
شریف کی بہت
بجائے کون سی
نہ کو یاد ہے
میں نے عرض کی
اللہ تعالیٰ و اللہ تعالیٰ

بعد اسکے سر سجدہ کیا اور اٹھا کر دوبارہ تواضع بجا لاوے اور سجدہ میں گرے اور دو سجدہ کرنے میں اشارہ ہے
 طرف ازل اور ابر کے کہ وہ ازلی ہو یعنی اول اس کو کوئی نہیں اور بعد ہی پر اپنے پیچھے اس کے کوئی
 چیز نہیں دیکھی مضمون **الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ** کا ہوا میں دو نو سجدوں کو اشارہ ہے طرف وجود
 کے کہ در بیان ازل اور ابر کے ہے اور وجودات اسکے بھی اصل کتاب میں بیان ہو چکے اور اسی جو
 سواقی نماز ادا کی جاوے اور ہر گاہ کہ حالت معراجیہ نماز کی ایک شعلہ معراج محمدی کی سی ہو اور ہر
 کے طفیل سو کچھ نفع اس امت مرحومہ کو خیال آئی جو عنایت ہوئی اس بہت سے کمال عنایت اور اکرام
 اسکے حال پر فرمایا کہ روبرو مالک بر نیاز کے اس کو بٹھنا نصیب ہوا اور جو چیز معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم نے پڑھی تھی ویسا ہی پڑھنا سورت میں اس کو بھی تعلیم ہوا کہ **الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالْمَلَائِكَةُ وَالطُّبَّانُ**
 (یعنی اسکے یہ ہیں کہ جو اعمال اچھے خواہ زبان سے ہوں خواہ اعضا سے خواہ دل سے تیرے ہی واسطے میں اور یہ
 معنی اپنی دل میں حاضر کرے جب اس وجہ نماز ادا کر چکے اپنے باطن میں روح مبارک آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا تصور کرے اور یہ سمجھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک اوپر سے اترتی ہو اور
 میری روح اوپر کو جاتی ہو اور گویا درمیان میں تاقی اور ملاقات دونوں حوال کی حاصل ہوئی اور راحت اور فیض
 اس کو حاصل ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کی واسطے حمد اور ثنا اور تحیت ضرور ہے اس واسطے
السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھے اور یہ خیال کرے کہ میرے سلام سے بہتر اور
 اعلیٰ جواب دہ بیطرف پہونچا اور اس سلام میں اپنے نفس کو اور نیک بندوں کو شامل کرے اور کہے
السلام علیکنا وعلی عباد اللہ الصالحین بعد کہنے کے یہ خیال کرے کہ حق سبحانہ نے میرے حق میں
 اپنا سلام عنایت فرمایا اور جو قدر نیک بندوں جہاں میں ہیں بعد اسکے کہو کہ **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ**
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اسکے کہنے میں مکتہ یہ ہے کہ کوئی اس کو کہتا ہے کہ کس سبیل سے اس
 رتبہ کو تو پہونچا پس یہ شخص جواب میں کہتا ہے کہ اس کلمہ کی برکت سے بعد اسکے کہا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کے ذریعہ سے منجانب نبوت حاصل ہوئی اور ان کو واسطے کیا شکر یہ ادا کیا اس نے کہا **اللهم صل علی**
محمد وعلی آل محمد بعد اسکے کہا گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس رسول کے پیدا ہونے کے
 واسطے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہے **رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ**
 اس کے عوض میں اور ان کے حق میں تو نے کیا خدمت گزار مئی کی کہ **يَا أَيُّهَا مُحَمَّدُ صَلِّ عَلَى**

نفس میں
 زبانی یا سبیل سے
 یہ دعا ہی کہ مندر
 کے یا یا خدا
 تمہارے علم میں
 برکت دے (ام)
 رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا جو کوئی
 سورہ کہتے
 شہ ورا کی دس
 آیتیں یاد رکھے
 دجال کے قتل
 محفوظ رہے (ام)
 ایک صحابی ام ذوات
 کے بعد قتل ہوا
 کی سورہ پڑھ کر
 رکعت ختم کر
 کرتے تھے لوگوں
 نے ان کی یہ
 دعوت

اَبْرَاهِيْمَ وَحٰلِي اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ لَعَنَ اللّٰهُ كَمَا لَعَنَ اٰلَافٍ حَمِيْدٌ كَثِيْرٌ لِّئَن يَّعْرِىَ رِجَالٌ يَّحْمِلُوْنَ اَوْسِيَّتَ لِقَايَا كُنِيَ اَوْ رِبَّ يَحْمِلُوْنَ اَوْ رِبَّ يَحْمِلُوْنَ اَوْ رِبَّ يَحْمِلُوْنَ
 کرم سے لے کر تمام مسلمانوں کو شریک کرے ہر گاہ کہ اس طریق کو نماز ادا کی اللہ تعالیٰ نے اس کی تعریف فرمائی
 کے گروہ میں کی ہو پہلے کہ حدیث شریف میں آیا ہے اِذَا ذَكَرْتَنِيْ عَبْدِيْ فِيْ مَلَاهُ ذَكَرْتَهُ فِيْ مَلَاهُ خَيْرٌ مِنْ اَمَلٍ
 یعنی جو وقت یاد کرتا ہو بندہ میرا کچھ سوچ جماعت کیا کرتا ہوں میں اس کو سوچ ایک جماعت کے کہ بہتر ہے
 اس کی جماعت جو جبکہ اس کا ذکر فرشتوں میں کیا فرشتے اس کی ملاقات کے مشتاق ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ نے
 اس کو فرمایا کہ فرشتے تیری زیارت کے مشتاق ہیں اور تیرے پاس آؤ ہیں بیشتر تو اس کے اوپر سلام کر
 تا کہ تو سابقین میں سے شمار کیا جاوے پس یہ کہے داہنی طرف بھی اور بائیں طرف بھی اَسَلِّمُ عَلَيْكَ
 وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اِی سبب جو جو وقت بہشتی بہشت میں داخل ہوں گے ہر طرف سے فرشتے آگئے سلام
 کریں گے اور کہیں گے اَسَلِّمُ عَلَيْكَ مَا حَبَّ اَنْ يَّذْكُرَ فَعَمَّ عَقْبِيْ اَلَا اُرِوْ قَت سَلَامٍ كَرْنِے كُو اِیسی حالت
 متصل کی ہو کہ تصور کرے اس بات کا کہ اس نماز کو یا حضرت کرنا ہوں شاید دوسری نماز کے اندلی
 میری وفا کرے یا نہ کرے اور یہی ضمون حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ کیا جو میت کی تھی اور فرمایا تھا
 کہ صل صلوٰۃ مَدَمَ یُنْفِیْ پُرہ تو نماز مثل نماز حضرت کرنا لو کہے اور اس بات کا خوف کرے کہ نماز
 میں مجھ سے کچھ نقص ہوگئی ہو اور تیرا وہ اور اندیشہ کرے اس امر کا کہ بسبب کسی گناہ کو ظاہری ہو یا باطنی
 نماز میری اولیٰ میرے منجھ پر ناری بنادو اور اس بات کی امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور کرم سے
 اس نماز کو قبول کرے یا مروتی ہے کہ بعضے کا ملین نماز کے بعد ایک ساعت توقف کرتے اور ایسا حال
 او کا ہو جاتا کہ جیسے بیمار ہوتا ہے یہ طریق نماز عاشقین کی ہے یعنی خشوع اور غایتی کرنیو لو کجا جکی تعریف
 کلام اللہ میں ہے اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰتِهِمْ حٰضِعُوْنَ وَاَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلٰتِهِمْ یَحْفَظُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ
 هُمْ عَلٰی صَلٰتِهِمْ دٰئِمُوْنَ ہیں اگر ایسی نماز مصلے سے ادا ہووے شکر خدا کا بجا لاوے اور اگر
 یعنی نماز ایسی ہوئی اوس سے خوش ہوا و جتنی ایسی ہوئی اوس کے واسطے حسرت اور غم کرے
 اور نماز میں کچھ چیزیں چائیں جب کامل ہوتی ہے ایک حضور پر دوسرے سمجھنا معالی کا تیسرے
 تعلیم مہبود کی چوتھے بہت پانچویں رجا چھٹے حیا تفصیل اس کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہے

حجاب
 سلاسی
 پیر سبب
 میں اچھا خاتم
 صاحبین کا صلے
 دو گرجا جانی نمازوں
 میں خشوع کرتے ہیں
 اور دو گرجا جانی
 نمازوں پر صلاط
 کرتے ہیں اور دو گ
 جانی نمازوں پر
 داومت یعنی ہمیشگی
 کرتے ہیں
 تقسیم
 رسول اللہ صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم
 سے اگر وضو کی
 آپ نے فرمایا
 ان سے پوچھو
 کہ وہ اب کیوں
 کرتے ہیں

مگر حضور اسکو کہتے ہیں کہ دل اسکا خالی ہو گیا اور اس شو سے جسکو کرباوی یا زبان ہو بول رہا ہے میں فکر
اسکا اس شو کی طرف رہو اور جگہ جگہ دوڑنا نہ سہرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو نہیں نظر
کرتا ہے اللہ طرف اور نماز کی کردل مصلے کا سہارا کے جس نماز میں حاضر نہ ہو اور دیکھا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کو کہ اپنی ڈاڑھی سے نماز میں کھیل رہا تھا پس فرمایا آنحضرت صلعم نے اگر رجوع نہ
دل رکھا اور خوف ہونا اسکو اسکے جوارح اور اعضا بھی خشوع کرتے اور روایت ہو کہ جب وقت نماز کا آتا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کا پٹنہ لگتے اور رنگ چہرہ کا متغیر ہوتا پس کہا گیا اولن سے کیا سبب ہے اسکا امیر المومنین پیر
فرماتے تھے کہ یہ وقت ادا کرنے ایسی امانت کا ہے کہ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر اللہ تعالیٰ نے وہ امانت
پیش کی تھی اور اسکو اٹھالینے کی سزا تھاتھا پس سبب خوف کرنا ہے اسکو اٹھالنے سے انکار کیا اور
یعنی اس امانت کو اٹھا لیا اور مروی ہو حضرت علی بن حسین کو کہ جسوقت وضو کرتے تھے رنگ اونکا
زرد ہو جاتا تھا پس اونکو کو گھر کے لوگوں نے کہا کبھی وضو کے وقت تمہاری کیا عادت ہو اولہوں نے
فرمایا جانتے ہوں کہ اب میں کس کے روبرو کھڑا ہوں کیا ارادہ کر رہا ہوں اور مروی ہو کہ حاتم صم رضی اللہ عنہ
سے اونکی نماز کا حال دریافت کیا گیا اولہوں نے کہا کہ جب وقت نماز کا آتا ہے اچھی طرح ترس و وضو کرتا ہوں
اور جس مکان میں نماز پڑھنے کا ارادہ ہوتا ہے تھوڑی دیر وہاں بیٹھ جاتا ہوں تاکہ اعضا میرے
قرار پکڑ جائیں پھر اٹھتا ہوں نماز کے واسطے اور کعبہ کو درمیان دو لوہوں اپنی کے کرتا ہوں
اور پل صراط نیچے قدم اپنے کے اور چنت کو داہنی طرف اپنی اور دروغ کو بائیں طرف اور ملک الموت کو
پیچھے اپنی سمجھتا ہوں اور اس نماز کو پچھلی نماز تصور کرتا ہوں کہ شاید بعد اسکے زندگی رہے یا نہ رہے
پھر درمیان خوف اور جا کے کھڑا ہوتا ہوں اور سبب طرح سبب فعال نماز کا بیان کر کے کہا کہ ہوا خاص
آلودا کرتا ہوں پھر فرمایا مجھکو معلوم نہیں کہ نماز میری قبول ہوئی یا نہ ہوئی اور ابن عباس نے فرمایا ہو
کہ دو کھیتیں کہ متوسط میں تفکر میں بہتر ہیں قیام تمام رات کے سو کہ دل کی غفلت سے ہو پس ضرور ہو
کیونکہ کہ نماز کی وقت غفلت الہی اور خوف اور امید داری اور سبب کی اور حیا تقصیر نبی سے لحاظ میں رہے
اور یہ بات جب حاصل ہوتی ہے کہ خطروں اور موسوسوں کو نماز کے اندر دل ہو دور کرے اور خطر اسکے
سبب کئی قسم کی ہوتی ہیں بعضے خطرے اس طرح ہوتے ہیں کہ کسی شے کو سننے سے یا کسی شو کے دیکھنے سے خیال
اور طرف آجاتا ہو اور اس کے ساتھ اور خیال آجاتے ہیں اور پڑھتے پڑھتے ایک سلسلہ خیالات کا بن جاتا ہے

نور
ہو
کی
اس
میں
یہ
بہت
ہے
فرمایا
ہم
ان
ان
ہے
ایک
رسول
اللہ
سے
یاد
مجھے
سورۃ
محبت
نے
محبت

اور بعضے فکر سبب سے فکروں کے ہوجاتے ہیں اور اسکا علاج کتابوں میں اسطرح لکھا ہوا کہ ایسے
 سببوں کو نہ ہونے دو اور تہذیب سے کہی ہو کہ انکے بند کر کے یا کسی علیحدہ گھر میں نماز پڑھے کہ اودا کرے
 امن ہو یا سامنے ایسی چیز رکھے کہ اسکے دیکھنے سے خیال اودھڑ جاوے اور استنوں کو اودھڑنا پڑھے
 سو پرہیز کرے اور جگہ منقش اور خوبصورت اور فروش رنگ رنگ بھی احتراز کرے کہ ایسی جگہ نماز پڑھنے
 سے بھی خیال ہٹتا ہے سو اسطرح پہلے زمانہ کو بزرگ ایسی جگہ عبادت کرتے تھے کہ چھوٹا سا گھر اور اندھیرا وہاں ہوتا
 تھا اسواٹھ کہ ایسے مکانیں دل پریشان نہیں ہوتا ہے اور بڑے نیک سخت اوغیل ایسے ہوتے تھے کہ مشقت
 مسجد میں لے تھے اپنی نظریں دھروا دھروا تے تھے اور سواٹھ جگہ سجدہ کے اور طرف نگاہ اٹھاتے اور کمال نما
 کا اس میں جانتے تھے کہ جو شخص ایں ادب پائیں اون کے ہوتا اوسکو نہ پہچانتے کہ کون کہا ہے اور بعضے
 خطرے ایسے ہوتے ہیں کہ انکے بند کرنے وغیرہ سے بھی نہیں جاتے ہیں بلکہ اول سو دلیہیں وہ خیال جو
 ہوتا ہوتا ہے سو اسکے دفع کرنے کا علاج یہ ہے کہ زور اور جبر سے نفس کو طرف سمجھنے الفاظ اور معنی فراموش
 و متوجہ کرے اور اور اطراف سے دل ہٹاوے اور پہلے نیت کرنے سے آخرت کا ذکر اور کہنا ہونا پروردگار
 کے سامنے دل میں یہاں کرے اور جس چیز کا خیال اور سوچنا نماز کے اندر بیگا پہلے ہی اسکے خیال سے فراموش
 کرے اور تہذیب اور اس شے کی سوچ لے کہ نمازیں دوبارہ اوسکا سوچنا بیگا ایسواٹھ اہل باطن کے نزدیک نماز
 پوری پوری نہیں ہوتی یہ کسی ادنیٰ ہوتی ہو اور کسی تہائی علیٰ القیاس گرتی ہو کی راہ و سبب مشکل ہونے کی
 کہ اکثر آدمیوں سے تمام نمازیں حضور ممکن نہیں فہمائے کہدیا ہے کہ اگر تمام نمازیں حضور نہ ہو
 تھوڑی سی میں ہو جاوے جب بھی نماز نہ ہو ساقط ہو جاوگی اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک خط بھی
 اگر حضور ہو جاوے گا یعنی وقت تکبیر تحریمہ کی امید ہو کہ نماز صحیح ہو جاوگی اور حال یہ ہو کہ حضور دل کا روح
 نماز کی ہو اور اخیر درجہ اسکا کہ جسکو سدر مت کہتے ہیں یہ ہے کہ حضور تکبیر کی وقت ہو اور اتنا بھی اگر نہ ہو
 یہ مرتبہ بالکمال کا ہے اور جسقدر زیادہ ہوا وہی قدر روح پھیلتی ہے اور بعضے زندہ ہوا ہی ہوتے ہیں کہ حرکت
 اونہیں نہیں ہوتی یہ ایسی ہی مثال نماز کی ہو کہ تمام نمازیں غافل رہو اور فقط تکبیر کی وقت حضور ہو جاوے
 اور نماز صوفت کامل مودا کر کے شرط باطنی کے کہ وہ خشوع و تعظیم اور حیا وغیرہ سے بجا آئی جاوے سبب حاصل
 ہونے لیا اور تخلیقات کا دل میں ہوتی ہو اور ان انوار کے سبب سے اولیاء و اسد کو مکاشفات حاصل ہوتے ہیں
 اور اسرار ربوبیت کو نمازیں کھلتے ہیں خصوص سجدہ کو وقت کہ قریب ہی سجدہ کے سبب ہو ہوتا ہے

وہ خط بھی

لے جاتے گئی رہ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے

علیہ و آلہ وسلم نے

فرمایا آج کی رات

عجب آئیں اور تہی

میں ہیں ایسی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

میں بھی یہی تہی

حلال سے بیچ بخوبی کرنے دوا کے اور تشخیص مرض کی کرنا ہے اور استقامت احوال بدنی کی سواری روح کی
 پر در خواست کرنا ہے اور ساتھ ذکر انعام کے اشارہ کرنا ہے کہ بعد شفا کے پرہیز میرا لٹے اور لذت یا دوا پاک
 چیزوں سے نفع مجھ کو اور ضرر حاصل ہوا اور ساتھ دوسرے غصہ و گرہ ای کی احتراز کرنا ہے سو یہ
 اور اولٹ جانے سبب مرض کے ہو اور انہیں ناموں کا نام اسکا رقیب ہے اسوہ کے ایک صحابی نے
 ایک صرع کی بیماری والی پر یا کر اس سوہ کو اس پر پڑھ کر دم کیا تھا اس مرگی واسے تو شفا
 پائی تھی اور وجہ مناسبت کی بیان ہو چکی اور اور انہیں ناموں سے اساس بھی نام اسکا ہو سکتا
 کہ شعی نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ اساس اور بنیاد کتا بوں آسانی کی قرآن ہے اور اساس و کتا
 فائزہ کتاب ہو پس ہر گاہ کہ بیمار ہو تو چاہئے کہ ساتھ اساس قرآن کے التجالیجاوی تو اور شفا حاصل
 کرے تو اور بھی یہ سورہ کن نماز کا ہو اور نماز میں بندگان کی ہے لَا تَقَاتِلْهُمْ يَوْمَئِذٍ الْخَشَاءُونَ وَالْغَوَّاتُ
 اور بھی نماز طرف مقام مناجات اور مشاہدہ کے بھیجانی ہے کہ جڑ سب کمال کی ہے اور بھی اس سورہ میں
 معاد کو ساتھ بند کے بلادیا ہے اور ترتیب کے ساتھ مرتبہ اس میں رکھ دیتے ہیں اور ہر مرتبہ اساس
 مرتبہ دوسرے کہئے مثلاً انعام کے مرتب اور پراست اور استقامت کے ہے اور غضب اور پرخند
 ان کی ہے اور پراست موقوف اور استقامت کے ہے کہ عبادت میں ہوا و عبادت موقوف اور پراست
 ضلوں الہی کے کہ دنیا اور آخرت میں موجود ہیں کہ حسن اور جم اور مالاک یوم الدین ان غلوں کی طرف اشارہ
 کرتے ہیں اور افعال الہی آنا اسما اور صفات اسد کو ہیں کہ جملہ پراون کے مرتب ہو اور انہیں ناموں سے
 سورہ تعلقہ نام اسکا ہو اسوہ کو کہ نماز میں پڑھنا اس سورہ کا ضروریہ البورہ اور حضرت علیؓ علیہ السلام
 رایت کرتے ہیں اور حضرت علیؓ علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں کہ نماز کو تقسیم کیا میں نے دیر
 اپنے اور میان بند پر اپنے کے دو حصہ برابر کر کے جب بندہ کہتا ہو ۱۰۰ اللہ الرحمن الرحیم حق تعالیٰ
 زبور و فرشتوں کے فرماتا ہے کہ دیکھو تم بند میری کہ یاد کیا جھکو یعنی وہ ذکر کہ ذات اور اسما اور صفات
 اور افعال میری کو شامل ہو اس کو طہیر ہوا اور جب بندہ کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 فرماتا ہے کہ بند میری نے تعریف میری کی یعنی اسی تعریف کی کہ سب تعریفوں کو شامل ہو اور جب بندہ کہتا
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ فرماتا ہے کہ ساتھ بزرگی اور تعظیم کے یاد کیا جھکو بند میری نے ہوا اسے کہ ہر چیز کو
 میری طرف نسبت کیا اور جانا کہ پیدا کرنا میرا ہر چیز کا موافق حکمت اور نفع کے ہے اور جب بندہ کہتا ہے

حلال سے بیچ بخوبی کرنے دوا کے اور تشخیص مرض کی کرنا ہے اور استقامت احوال بدنی کی سواری روح کی
 پر در خواست کرنا ہے اور ساتھ ذکر انعام کے اشارہ کرنا ہے کہ بعد شفا کے پرہیز میرا لٹے اور لذت یا دوا پاک
 چیزوں سے نفع مجھ کو اور ضرر حاصل ہوا اور ساتھ دوسرے غصہ و گرہ ای کی احتراز کرنا ہے سو یہ
 اور اولٹ جانے سبب مرض کے ہو اور انہیں ناموں کا نام اسکا رقیب ہے اسوہ کے ایک صحابی نے
 ایک صرع کی بیماری والی پر یا کر اس سوہ کو اس پر پڑھ کر دم کیا تھا اس مرگی واسے تو شفا
 پائی تھی اور وجہ مناسبت کی بیان ہو چکی اور اور انہیں ناموں سے اساس بھی نام اسکا ہو سکتا
 کہ شعی نے ابن عباس سے نقل کی ہے کہ اساس اور بنیاد کتا بوں آسانی کی قرآن ہے اور اساس و کتا
 فائزہ کتاب ہو پس ہر گاہ کہ بیمار ہو تو چاہئے کہ ساتھ اساس قرآن کے التجالیجاوی تو اور شفا حاصل
 کرے تو اور بھی یہ سورہ کن نماز کا ہو اور نماز میں بندگان کی ہے لَا تَقَاتِلْهُمْ يَوْمَئِذٍ الْخَشَاءُونَ وَالْغَوَّاتُ
 اور بھی نماز طرف مقام مناجات اور مشاہدہ کے بھیجانی ہے کہ جڑ سب کمال کی ہے اور بھی اس سورہ میں
 معاد کو ساتھ بند کے بلادیا ہے اور ترتیب کے ساتھ مرتبہ اس میں رکھ دیتے ہیں اور ہر مرتبہ اساس
 مرتبہ دوسرے کہئے مثلاً انعام کے مرتب اور پراست اور استقامت کے ہے اور غضب اور پرخند
 ان کی ہے اور پراست موقوف اور استقامت کے ہے کہ عبادت میں ہوا و عبادت موقوف اور پراست
 ضلوں الہی کے کہ دنیا اور آخرت میں موجود ہیں کہ حسن اور جم اور مالاک یوم الدین ان غلوں کی طرف اشارہ
 کرتے ہیں اور افعال الہی آنا اسما اور صفات اسد کو ہیں کہ جملہ پراون کے مرتب ہو اور انہیں ناموں سے
 سورہ تعلقہ نام اسکا ہو اسوہ کو کہ نماز میں پڑھنا اس سورہ کا ضروریہ البورہ اور حضرت علیؓ علیہ السلام
 رایت کرتے ہیں اور حضرت علیؓ علیہ السلام سے حکایت فرماتے ہیں کہ نماز کو تقسیم کیا میں نے دیر
 اپنے اور میان بند پر اپنے کے دو حصہ برابر کر کے جب بندہ کہتا ہو ۱۰۰ اللہ الرحمن الرحیم حق تعالیٰ
 زبور و فرشتوں کے فرماتا ہے کہ دیکھو تم بند میری کہ یاد کیا جھکو یعنی وہ ذکر کہ ذات اور اسما اور صفات
 اور افعال میری کو شامل ہو اس کو طہیر ہوا اور جب بندہ کہتا ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ
 فرماتا ہے کہ بند میری نے تعریف میری کی یعنی اسی تعریف کی کہ سب تعریفوں کو شامل ہو اور جب بندہ کہتا
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ فرماتا ہے کہ ساتھ بزرگی اور تعظیم کے یاد کیا جھکو بند میری نے ہوا اسے کہ ہر چیز کو
 میری طرف نسبت کیا اور جانا کہ پیدا کرنا میرا ہر چیز کا موافق حکمت اور نفع کے ہے اور جب بندہ کہتا ہے

مجموعہ
ادب و عربی
قرآن مجید پندرہ
چاہے حضرت شیطان
مردود سے ۱۲/۱۱
تفسیر خلیلی
(۱) کلام اللہ
شہادت بر حسین
عادل اور نور
کرنا اور ایم عمل
رہنا اور ایم بوج
قرآن شریف پر
عمل کرنے کی بہت
ای نیکوئی اور
یہی دھن دلتی
پھر فرمایا (۲)
اور میرا ہل بیت
میں غم لوگوں کو
ان کے بارے
میں اللہ سے

مَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ مِنْ تَقَالٍ فَرَمَاتُہِ خَاصٌ كَمَا بَدَّ مِيرَے نَجْوَا سَاحَہِ بَزْرُگِ كُوَا سَوَاطِو كَہ اوس دن كو
يا كو كَا كَجَسَدِن كُو كُو مَالِك و بَادِشَاہ نَهِيں وَ جِب بَنَدَہ كَہ تَاہِ اِيَاكَ لَعْبُدُ و اِيَاكَ لَسْتَعِيْنُ حَقِّ تَقَالِ
فرماتا ہُو كَہ مضمون اسلايت كا ملا ہوا درياں ميرے اور درميان بندہ ميرے ہے ہا سٹے كَہ عبادت مير اخي ہُو كَہ شَيْطَانُ
ربوبيت كَہے اور اعانت حق بنده كا ہُو كَہ كَہ لازم عبوديت كو سے ہُو پيس ساتھ لَفْظًا اِيَاكَ لَعْبُدُ حَقِّ مير ادا كيا
اور ساتھ لَفْظًا اِيَاكَ لَسْتَعِيْنُ كُو حَقِّ اپنا پايا اور جب بندہ كَہ تَاہِ اِيَاكَ لَعْبُدُ اِيَاكَ لَسْتَعِيْنُ اَخْرَسُو كَہ
حق تعالٰی فرماتا ہے كَہ كَہ سب بندہ ميرے ہا سٹے ہُو اور بندہ كو سوال او كسا ديا ميس بِنِي طَلَبِ اِيْتِ كِي اور
استقامت كِي اور انعام كِي اور ظلمت كِي غضب و ضلال كُو كَہ سب منافع بندہ كو ہيں اور بندہ فروختي كُو ساٹھ
كہ روح عبوديت كِي ہُو تفاضا و ككارتا ہُو پيس حق ربوبيت اس بات كو چاہتا ہُو كَہ او كہ طرف اس مطلب كے
پھنچاويں اور او نہيں ناموں و نام اس كسا ج اِثْمَانِ ہُو بِنِي سات آيتيں كَہ ككارتا جاتي ہيں بچ ہر ناكے
اور وہ سات آيتيں ہيں اَللّٰهُمَّ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ كَہ كنجي دروازو ذكر كِي ہُو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ كَہ
كنجي دروازو ذكر كِي ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ كَہ كنجي دروازو چا اور اميد كِي ہُو اور مَا لَكَ يَوْمَ الدِّينِ كَہ كنجي
دراز خوف كِي اور بيم كِي ہُو اور اِيَاكَ لَعْبُدُ و اِيَاكَ لَسْتَعِيْنُ كَہ كنجي دروازو اخلاص كِي ہُو اور اخلاص
پيد ہوتا ہُو معرفت عبوديت اور معرفت ربوبيت كو سے اور اِيَاكَ لَعْبُدُ اِيَاكَ لَسْتَعِيْنُ كَہ كنجي دروازو مَالِك
اور تصرف كِي ہُو اور اِيَاكَ لَعْبُدُ اِيَاكَ لَسْتَعِيْنُ كَہ كنجي دروازو اُوبسيت كِي ہُو اور اَمْتَدَا كَہ كنجي
ساتھ ارواح طليقہ او طلب نزول بركتوں كِي اور انوار كِي جِي اسميں ہُو كَہ سبيل و سَكے سالك كو او طرف
جانے كو اسن حاصل ہوتا ہُو اور موفق مضمون اس آيت كُو اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِيْزْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ
الرَّجِيْمِ كَہ كنجيں كُو كَہ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ہے ان ساتوں آيتوں كو ساتھ ملایا جاو و
اُكجے كنجيں و خانہ اسٹے اُكجے دروازوں بہشت كو مانجھ ميں آئيں اور انھيں ناموں و نام اس كسا قرآن عظيم
اسو اسٹے كَہ كَہ سورۃ سبع رتوں سو بہتر اور فضل ہُو بچ ثواب كو اور او نہيں ناموں سو سورۃ تعليم مسلمانہ نام ہے
اسو اسٹے كَہ اوليٰ سوال كو پروردگار كيرف اس سورہ ميں بندوں كو تعليم ہو ہُو ہيں كَہ پيچہ ثابعد اس كے خُلاص
بعد اس كے مكاربيں اور او نہيں ناموں و نام اس كسا كافيہ اسو اسٹے كَہ حديث شريف ميں آيا ہے كَہ كَہ سورہ او
سو كفايت كرتي ہُو اور او كُوئي سورۃ اس سو كفايت نہيں كرتي اور او نہيں ناموں و نام اس كسا ام الكتاب اور
ام القرآن ہُو اسو اسٹے كَہ كَہ سورۃ او پرتينو طوں كو كَہ موجد كابل علي اور علي بندہ كا ہُو شامل ہُو اور وہ تين علم

ہیں ایک علم شریعت کا یعنی تکلیفات و احکام شرع کا اور دوسرا علم طہارت کا یعنی بیہمتا ملامت کو نہ تھا اور دوسرا
 علم حقیقت کا یعنی دریافت کرنا مکاشفات و احوال کہ لیکن علم شریعت کا دو قسم ہے ایک اصول عقاید کا اور دوسرا
 علم فروع احکام کا اور اس سورۃ میں پہلے معرفت ذات کی ہے اس طرح سے کہ وہ ایسی چیز ہے کہ سب موجودات
 ساتھ اس کے قائم ہیں مانند قیام بدنوں کے ساتھ احوال کے پھر معرفت وجود اوستات پاک کہ جو اس میں
 سے کہ اپنی رحمت و ممکن کو کہ عالم اور وجود اسمیں برابر تھا ساتھ ایک طرف کو دونوں طرفوں کی ترجیح دی ہے
 ایس ضروری ہے کہ خود بھی موجود ہو پھر معرفت حقیقتوں اس کی کہ ہے ساتھ اس طرح کہ کہ وہ صفیتیں تمام محالات
 ہیں کہ موجب کمال حمد کہ ہیں اور دلیل و سکی تربیت ہو اسو اس کو کہ پرورش بغیر حیات اور علم اور ارادہ اور
 قدرت کو تصور نہیں اور دلیل و سکی رحمت بھی ہو اسو اس کو کہ حقیقت رحمت کی بخشا اس چیز کا کہ جسکی
 حاجت ہو اور یہ بخشا بغیر جاننے احوال مرحومین کو تفصیلاً اور بغیر جاننے اس چیز کے کہ لایق ہر ایک کو یہ چیز
 علیحدہ اور بغیر قدرت کو اور یہ پر جاننے ہر چیز کے ساتھ ہر کسی کو اور بدوں ربطا عالموں مختلف کے ساتھ ایک
 دوسرے کے اور داخل ہونے ایک تدبیر کے سچ تمام کثرتوں کے ممکن نہیں اور دلیل و سکی جڑ بھی ہو اسو
 کہ جڑ بغیر سننے اور دیکھنے اقوال و افعال تکلفیہ کے اور نیز کلام کو کہ اس کے ساتھ تکلیف میں ممکن نہیں پھر
 معرفت ہما اس کی کہ ہے ساتھ اس طرح کے کہ حقائق ہما کو کہ اسے ذریعہ ہیں ربان اس کے اور درمیاں خلق کو
 اور وہ ساتھ ان حقائق کو دیکھنا ہو اور سننا ہو اور فرمان ہونا ہو اور فیضیت ہونا ہو اور بعضوں کو اور بعضوں کو
 پھر معرفت توحید کے ساتھ اس دلیل کہ وہ رب تمام مخلوقات کا ہو اور جو چیز سوا اس کے ہو تمام سب کام کو ہے
 پس مرتبہ اور منصب میں اور کوئی اس کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور بعد وجود اس کے کو احتیاج دوسری
 شے کو باقی نہیں رہتی پس اگر کہ دوسرے فرض کریں ہم لغو ہوا اولیٰ و ثانیٰ قابل الوہیت کہ نہیں پھر معرفت استحقاق
 عبادت اس کے و اسو اس کے ساتھ اس دلیل کے کہ ہر چیز کو ہر حالت میں اور ہر حاجت میں رجوع اس کی طرف ہو اور
 احتیاج طرف جناب اس کی کہ سچ حالت ابتدا کو ساتھ یوہیت کو اور ہر حالت و بیان واسے کے ساتھ جہانیت اور
 رحیمیت اس کی کو اور ہر حالت انتہا کو ساتھ مالکیت اس کی کو اسے دن بزل کے اور ہر کلمہ ایسی ذات ہو کہ اس حالت
 میں اور ان حاجتوں میں تمام و فضل فرما رہیں لایق عبادت بھی نہیں ہو پھر معرفت نبوت اور ولایت کو اور مرتبہ
 ایمان کو البصر طہ المتفقہ اور صراط الذین انعمت علیہم میں مذکور ہو اور معرفت کفر اور بدعت اور فسق کی سچ
 غضب و ضلال کہ سمجھی جاتی ہے اور معرفت سعادت و شقاوت کہ ان دونوں معرفتوں کو حاصل ہوتی ہے اور مرتبہ

تفسیر خلیلی
 در تائید ہا اور
 یہ روایت میں
 ہے کہ قرآن شریف
 اسکی دوسری ہے
 جسے اسکو کپڑا
 ہی بابت پر
 اور جسے اسکو جھوٹا
 وہی گمراہ قرار
 ان عمر نے کہا
 لا حول الاصلی
 اور علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا قیامت
 میں قرآن خوان
 سے کہیں گے
 قرآن پڑھو اور
 کہ درجوں پر چڑھو
 جیسا دنیا میں پڑھا
 تھا وہی ہی پڑھو
 تیری جگہ چھپی کی جگہ
 جو غور ہے گے

فصل اور عدل کے ان دونوں صفوں کو کہ الرحمن الرحیم و مالک یوم الدین میں پائی جاتی ہیں اور معرفت
 حکمت الہی کو سمجھ کر معلوم ہوتی ہے کہ عبادت و استقامت پیدا کرتا ہے اور استقامت ہی انعام اور اوپر شقاوت
 ضلالت کو غضب مترتب کرتا ہے اور معرفت قضا و قدر کے ذکر عبادت و استقامت کو جو حاصل ہوتی ہے اس سے
 کہ اگر خلاف تکلیف کو مقدم نظر مانا استقامت کو کوئی وجہ ہو سکتی اور معرفت مبارکے لیسیم للہ سی مالک یوم الدین
 تاکہ اور معرفت معاد کو مالک یوم الدین و تاذکر کرنے انعام اور غضب اور علم ذریعہ میں ہی معرفت عبادت کے
 ساتھ نفع کو اور معرفت معاملات کو اور ناکحات و حکومات کو ساتھ کشتیجہ کو اس واسطے کہ خواہش نفسانی
 برخلاف مقتضای عقل کے معاملات میں ہوتی ہو پس واجب اور مستحب و مباح اور صحیح کو ساتھ ہر ایک کے جان
 سکتے ہیں و حرام و مکروہ و فاسد کو ساتھ غضب و ضلال کو پہچان لیتے ہیں اور اخذ معاملات اور عبادت
 کا کہ امر نہی ہے ذکر عبادت اور غضب کے سے معلوم ہوتا ہے اور ثمرہ امر و نہی کا کہ وعدہ اور وعید ہی ساتھ انعام
 اور غضب کے منکشف ہوتا ہے اور علم طریقت کا کہ معرفت کمال قوت نظریہ اور عملیہ کے ہی ساتھ ہر ایک مستقیم
 کے ادا کیا گیا اور نقصان ان دونوں قوتوں کا ساتھ لفظ غضب و ضلال کو ذکر کریں یا اور چھ طریقوں کو جس چیز کی تقاضا
 واجب و ابنہ سلوک میں نام اس کا عبادت ہے اور وہ چیز کہ درمیان سلوک کو رعایت و مکی ہو تقبیل و سکا
 استقامت ہے اور وہی کہ انتہا میں ہی استقامت کے نام سے مشہور ہے اور معرفت و حیا نفس کو ذکر غضب و ضلال
 کے سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ حقیقت و مکی سمجھنا نفس کا طریق استقامت کو سب سے اور معرفت و حیا قلب کے
 ساتھ استقامت اور ہدایت کو پہچان سکتے ہیں اور معرفت تجلیہ کے ساتھ عبادت اور استقامت کے اور
 حصول تجلیہ کا ساتھ ہدایت اور استقامت کو اور تجلیہ میں ضرور ہے خالص ہونا و دونوں شہوتوں سے
 اور اس کو بغیر فرمایا ہے ساتھ عبادت کے کہ ضد شہوت کی ہے اور بھی ضرور ہے خالص ہونا غضب کے
 اور طرف اسکے ساتھ رحمت الہی کا اشارہ فرمایا اس واسطے کہ جو کوئی امیدوار رحمت الہی کا ہو اس کے
 تئیں غصہ کرنا اور براؤں شخصوں کے کہ رحمت الہی جس کے حال پر ہو کیونکہ جائزہ موجود رحمت خیر فیہ میں وارد
 ہے الرحمن الرحیم یرحمہم الرحمن الرحیم من فی الارض یرحمہم من فی السماء یرحمہم کریموں کے
 ہیں رحم کرتا ہے اور پلید رحم کر تو تم اس شخص پر کہ جو شخص زمین میں ہے یا زمین پر یا آسمانوں پر
 اوپر پرہیز کرنا ہو اور خواہش نفسانی ہی ساتھ ذکر استقامت کے بیان فرمایا اس واسطے کہ خواہش نفسانی راہ
 استقامت سے گذرتی ہے اور ذریعہ شہوت اور غضب اور ہوا کی کئی چیزیں ہیں اول حسد اور خلاصی

سلطان یعنی توفیق
 خبر کی بجائے بہت اور ہم
 کی بجائے بہت اور ہم
 میں صفت بہت ہی ہوتی
 حاجت استقامت
 کی کیا ہوئی پس
 واسطے حاصل کرنے
 جس کے استقامت
 کی ضرورت ہوئی
 اس لئے کہ جو شخص
 سلوک جس شخص
 کے اندر نہایت اور
 استقامت پائی جاوے
 گی دس ایسات کی
 ہر ایک کے تجلیہ یعنی
 صفائی باطن کی
 اور روشنی دل کی
 اس کو حاصل ہو اور
 حاصل ہونا اس کا
 سبب ہدایت الہی اور
 استقامت کو ہے
 مزیلہ

اوس کے ساتھ ملاحظہ فرمائی کہ اس کے واسطے کہ یہ لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ رضی اور خوش ہوا ہے
 عطا یا الہی کہ چنانچہ تمام خالق کے اور ضد حسد کی خوشنودی ہو اور دوسرے بخل ہو اور ابراہیم خالصی کا اوس
 سمجھنا مضمون رب العالمین کا جو ہر سطر کو تمام نہیں جب پیدا کی ہوئی خدا کی ہیں پس بخل ساتھ اوس چیز کہ
 مال کی نہ ہو کیا وجہ رکھی لینے لہذا قالی سب نعمتوں کا مالک ہو جسکو چاہو اپنی شوق کو ویرے غیر کی چیز میں سکو
 کیا دخل ہو اور قیسے عجیب و خود پسندی ہو اور طریق خلاصی کا اوس کے ساتھ مضمون اِیَّاكَ تَعْبُدُ کے
 ہے اور چوتھے کہ ہے اور طریق خلاصی کا اوس کے ساتھ مضمون اِیَّاكَ تَسْتَعِیْنُ کہ ہے اور پانچویں کفر اور بدعت
 ہو اور طریق خلاصی کا ان دونوں کو احراز کرنا غضب مگر اسی کہ ہے اور بھی تجلیہ کو اندر میانہ روی
 بیخ اخلاق کو ضرور ہو مثل تعفف کو اور شجاعت کے اور سخاوت کو اور میانہ روی اعتقادات میں بھی چاہو کہ
 اور ادا و تقویٰ کی طرف مائل نہ ہو و اعمال میں بھی میانہ روی ضرور ہے کہ حد پر نہایت ہو محدود ہو اور مرتبہ ہمارا
 اور تقصیر و تجاوز کرے اور طرف اس کو سزا کو اشارہ ہو ساتھ ساتھ صراط مستقیم کہ اور بھی تجلیہ میں لاد ہو زہد اور
 محبت اور شوق اور ان سب کو ساتھ حمد کو ادا فرمایا ہو اسکو کہ جب تمام نعمتیں و سبکی طرف ہو دیکھیں اسباب
 ظاہری نظر اوسکی ہو مگر ہو اور ہر بار بے غیبی اسباب کی طرف مائل ہوئی اور محبت اور شوق منع کا ہر انسان
 کی جبلت میں بلکہ ہر حیوان کی طبیعت میں ہو اور بھی تجلیہ میں ضرور جو اپنی امتیاز ظاہر کرنے اور اسکا بیان
 استعانت کو ساتھ ہو اور ضروری منزل اور ناکساری اور عبادت کو سمجھے گو اور ضروری معرفت
 عزت ربوبیت اور ذلت بشریت کی اور یہ بات مجموعہ رب العالمین اور اِیَّاكَ تَعْبُدُ کی ظاہر ہوتی ہو
 اور تجلیہ میں معرفت بھی ضرور ہے اور معرفت کی طرف اشارہ فرمایا ساتھ بالصاق کو لینے تعالیٰ روحانی
 کہ بندہ کو ساتھ خالق اپنی کو حاصل ہو میریت انصافی کہ کیف بے قیاس بہت بل انسان را با جان
 مانس ہو اور ذکر کرنے پانچ ہوں اوس سو قہر میں اشارہ ہی طرف مقام ذکر کے اور ساتھ ذکر حمد کو اشارہ
 طرف مقام شکر کے ہو اور اشارہ طرف مقام ضا کو ساتھ ذکر رحمت کو اور طرف مقام خوف کو ساتھ تا
 دن جزا کے اور ذکر غضب کے اور طرف مقام اخلاص کو ساتھ اِیَّاكَ تَعْبُدُ کو اور طرف مقام دعا کے
 ساتھ اِیَّاكَ تَعْبُدُ الصَّارِطُ الْمُسْتَقِیْمُ کہ اور طرف مقام اولیت ارواح طیبہ کے ساتھ صراط الدین
 اَنْتُمْ عَلَیْہُمْ کہ اور طرف حراز کرنے محبت ہر اور بچنے توسل کے ساتھ ارواح خبیثہ کو ساتھ
 لفظ غیر المغضوب علیہم وَاَلَا الضَّالِّیْنَ کہ محبت نخست موعظت میر مجتہدین است کہ کہ از

مقام بیعت
 سے مراد ہے کہ کثیر
 محبت جہان کے
 فیض روحانی کی
 مقبول الہی سے
 چل ہو ابراہیم
 مد ظلہ العالی
 تقصیر و تجاوز
 وہی ہے
 معلوم ہو کہ جن
 شخص کو دنیا
 و دین یا دین کا
 ایک آیت سے
 ایک ایک پارے
 میں ایک پارہ ہو
 یکے آخر قرآن کو
 اوسکی
 ایک جنت میں
 ترقی ہوگی اس
 حدیث میں غلطی
 نے ہے بڑی

مصاحب جنس آخر از کینہ اور علم حقیقت کہ عالم کاشف کا ہی اس سورۃ سو ساتھ اس طریق کو سمجھنا
 چاہئے کہ معرفت سروریت کو احمد مد کے کلمہ سو حال ہوتی ہیں سو اس کو کہ جسے جہد کا رجوع اور سبکی طرف
 اس طرح سو کہ وجہ دل کو اس کے ساتھ قائم ہو اور یہی مدلول باور لیسیم اللہ کا اور معرفت تجلی جلالی کو ساتھ ذکر
 مَالِکِ یَوْمَ الدِّینِ کا اور ذکر غضب کے اور معرفت تجلی جلالی کو ساتھ ذکر الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور انعام کی اور معرفت
 کمالات الہی کی ذکر انْحَدِ لِلّٰہِ کہ سے یَوْمَ الدِّینِ تک حاصل ہوتی ہو اور معرفت اسماء الہی کے ساتھ
 ذکر اسماء خمسہ اور معرفت نفس کو ساتھ ذکر ضلال کو اور معرفت قلب کو ساتھ استقامت کے اور معرفت
 روح کے ساتھ ہدایت کی اور معرفت سرور غنی اور مافوق اوس کے کو ساتھ ذکر سہقامت اور انعام کے اور
 معرفت سروریت کے ساتھ ذکر کھیرت کی رحیم تک اور ساتھ ذکر انعام کے اور معرفت وحی کو ساتھ لفظ پاک
 اس واسطے کہ حقیقت حق کے اتصال بعض و چون کا ساتھ بعضوں کو پہنچانے کہ یہ سلسلہ انصالی طرف حق
 کی پہنچ جاتا ہو اور بحث فرق کو درمیان نبوت و ولایت کو ساتھ ذکر تاج اور متبوع کو پہنچ کر کَاطِ الدِّینِ
 اَتَمَّتْ حَکْمَہُمْ کو معلوم کرنے چاہئے اور بحث احوال و مقامات کو ساتھ اَیَّاکَ نَعْبُدُ اور اَیَّاکَ نَسْتَعِیْظُ
 کے اور ذکر ولایت اور سہقامت اور انعام کی سمجھنی چاہئے اور مرتبہ علم یقین کا ساتھ ذکر انفاذ غیب کے کہ الحمد للہ سے
 مَالِکِ یَوْمَ الدِّینِ تک ہو حاصل ہو تہ ہے اور مرتبہ عین یقین کا ساتھ خطاب پاک کو اور معرفت حق یقین
 کے ساتھ ذکر حرمت اور ہدایت اور انعام اور سہقامت کو اور سر قضا اور قدر کا ساتھ لفظ رحیم کو تفسیر تخصیص
 ہر ایک کا ساتھ قدر اور استعداد اوس کی ہے اور معرفت اسماء عبادات کو تفریع ان کی ہو اور اسماء خمسہ پر
 کرنے چاہئے اور پہنچانا اسماء مقامات کا تفریع ہدایت کی ہے اور سہقامت کو ہو سکنا ہے اور اسماء اخروی ساتھ
 انعام کر نیکی اور سہقامت کے اور غضب کر نیکی اور غیر مستقیم کو دریافت ہوئی اور تخریر عالم شہادت کو واسطہ علم
 غیب کے لفظ استقامت کے کو مفہوم ہوئی اور فنا اسوا اللہ کے درمیاں اوس ذات کو ساتھ مَالِکِ یَوْمَ
 الدِّینِ کے معلوم کروائی اور معرفت بقا کے ساتھ سہقامت اور انعام کا ارشاد کو ایسا ہو جائے کہ اکثر سہ
 داخل ہو فی شیطان کو آدمی کو دلیل محل میں تین راہ ہیں شہوت اور غضب و رہوا شہوت کو بہیمیت
 کہتے ہیں اور غضب کو بہیت اور بہوا کو شیطانیت اور مرتبہ غضب کا بڑھا ہوا ہے مرتبہ شہوت کہ سے اور مرتبہ بہوا
 بڑھا ہوا ہے مرتبہ غضب کے سو اس واسطے کہ انسان بسبب شہوت کو اپنی جان پر ظلم کرتا ہو اور بسبب غضب کے
 غیر ظلم کرتا ہو اور یہی کہ اوپر پروردگار اپنے کو اور یہ واسطے حدیث شریف میں ارادہ کہ الظالم ثلاثۃ

علم
 حقائق
 دہشت میں
 ممالک عظیمہ
 (ج) و ان
 میں بین الاکابر
 ہر ایک کو
 اور حق و عدل
 دین نیکیوں کا
 ذائب ملتے
 اس صاحب سے
 ایک علم قرآن
 کہنے واسطے کو
 بیٹس لاکھ بیٹس
 ہزار سات سو بیٹس
 نیکیاں ملی ہیں
 اور جسے ایک
 ایک کر شکل سے
 تمام کیا ہے اس کو
 اس کا بھی دو تالیف
 چوتھ لاکھ تالیف
 چار سو بیٹس

بزبور میں ورد قرآن میں کہا ابی نے کہ سکھا دیجئے بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سورہ
 ام القرآن ہے کہ ہر نماز میں اسکو پڑھتا ہے اور صحیح مسلم اور نسائی کے اور ابن حبان اور طبرانی اور
 حاکم کے ساتھ روایت ابن حبان کی آیا ہے کہ لیکن حضرت جبریل علیہ السلام پاس آنحضرت کی پیٹھے ہوئی
 تھے کہ آسمان سے آواز دروازہ کے کھلنے کی آئی اور نازل ہوا آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا کھیا ایک فرشتہ
 ہوا کہ اب نازل ہوتا ہے کبھی جب سے پیدا نش آدم کی ہوئی ہو اس دم تک میں کے اور نہیں آیا جب
 فرشتہ پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچا فرمایا خوشوقت ہو تم اور جو نور کہ بنجوا یا کسی نبی کو پہلے
 تجھے بھی نہیں آیا وہ کیا سورہ فاتحہ کتاب و کرمین الرسول آخر سورہ بقرہ تک کوئی حرف تو انہوں نے پڑھے گا کہ تو
 ثواب عظیم اور اس کے پاویگا اور صحیح بخاری اور مسلم اور باقی صحاح ستہ میں وارد ہے کہ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے سانپ کے کاٹے ہوئے اور بچھو کے کاٹے ہوئے اور صرغ والوں کو اور مچھوٹوں کو اس سورہ کو ساتھ منتر کیا ہے
 اور آنحضرت نے اسکو جائز فرمایا اور اقطنی اور ابن حصار کے سائب میں بڑی سورہ روایت کی ہو کہ اس کے
 اور آنحضرت نے اس کے اس سورہ کے افسوس پڑھا ہوا اور ابن ہر سارک کا بے پڑھنے اس سورہ کو رو کی گئی
 اس کے ملا ہوا اور بقی نے شعلہ ایمان میں اور صحیح بن مہو بیچ سنن اپنی کو لاؤ ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا ہے
 فَاتِحَةُ الْكِتَابِ بِشَفَائِهِ مِنْ كُلِّ دَاءٍ يَنْفَعُ الْكُتَابِ شَافِيٌّ وَ آدِلٌ ہر ہر ایک کو اور بڑا سنا دینا میں اس میں آگ
 سے لائی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے پہلا اپنا نفوس پر رکھا اور آخر تک اور قل ہو اللہ احد
 پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا ہر بلا سے اس میں ہر مکر موت اگر اسکی تقیر میں ہوا اور عبد بن حمید بیچ سنن اپنی کو ابن
 عباس سے مروی روایت کرتا ہے کہ فاتحہ کتاب برابر و ثلث قرآن کہ ہے بیچ پڑھنے اور اس میں روایات بہت ہیں
 کہ نزدیک حکم کے صحیح ہیں و بقی نے شعلہ ایمان میں بھی اور کونین صحیح کیا یہی لفظ افضل القرآن آخر سورہ بقرہ
 اس سورہ کے حتمی اور دہوا اور پوشیخ اور طبرانی اور ابن مردودہ دہلی اور ضیائی مقدسی بیچ احادیث کہ کہ نزدیک
 اور کونین میں روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چار چیزوں کے خزانہ سے جو کونین میں
 ہیں و کوئی چیز سو اوائں چار چیزوں کے اس خزانہ سے کسی کو نہیں بھیجا اور وہ چار چیزیں یہ ہیں ام کتاب
 اور آیت الکرسی اور فاتحہ سورہ بقرہ کا اور سورہ کوثر اور بونیم و طہی نے ابوالدرداء روایت کی ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فاتحہ کتاب کفایت کرتی ہے اس چیز سے کہ کوئی چیز قرآن میں ہو اور چیز
 کہ کفایت نہیں کرتی ہے اور اگر فاتحہ کتاب بیچ ایک پلہ ترازو کے کھیل و تمام قرآن کو دو سکر پلہ

تفسیر جلیلی
 اب قرآن کی تفسیر
 شرح کتابوں
 خلاصہ بیابان
 اور نبی کے ساتھ
 جلد انجام تک
 امین سورہ فاتحہ
 چ سورہ شریفہ
 مشکوٰۃ و درہ منیہ
 میں اور ہی ہے آؤ
 اس میں سات آیتیں
 ہیں اعلیٰ اسکا
 سبج مشائی
 بیچ اب بکرت سورہ
 سورہ قرآن مجید کا
 اس کے اسکا
 ام القرآن
 اور ام کتاب
 اور قرآن مجید
 بیچ اب اور سورہ
 مشائی

اور جس قدر احکام شرعیہ کہ اس سورۃ سے نکلتے ہیں وہ کسی سورۃ سے مقدار مستنبط نہیں ہوئی ہیں تفسیر کرنے والوں نے لکھا ہے کہ پانچ حکم شرعی اس سورۃ میں مندرج ہیں اور ایک آیت دلالت کی کہ اس میں سے کئی آیتوں قرآن کی سبٹری ہے اور بیس حکم شرعی پر شامل ہو اور ہر چند کہ اس سورۃ میں قسم قسم کے امور عجیبہ اور صنف صنف کے حالات غریبہ الہیہ مذکور ہیں مگر اسکے نام میں اضافت بقرہ ہی کی طرف کی اور کسی امر کی طرف ہی اور سورۃ البقرہ اس کا نام رکھا بسبب وجہ کے اول یہ کہ ذکر بقرہ کا ہی سورۃ میں ہے اور کسی سورۃ میں بقرہ کا ذکر نہیں پس قصہ بقرہ کا خاصہ اس سورۃ کا ہے اور امتیاز کی جگہ اضافت طرف خدا شے کے ضروری دوسری وجہ یہ کہ قصہ بقرہ کا اوپر تمام جہات اور مقامات میں کہ دلالت کرتا ہو پس یہ قصہ گو یا کہ خاصہ تمام قرآن کا ہے اور علی الخصوص خلاصہ مطالب اس سورۃ کا ہے تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ دین میں مطالب علی اور مقصد بڑا ثابت کرنا وجود صانع کا ہے اور اس قصہ سے یہ مقصد اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ زندہ ہونا اس مرے ہوئے کا اپنی ذات سے نہ تھا والا ہر ایک مرام ہزارہ ہو جانا اور نہ اس سے بیک زندہ ہوا کہ اعضا بقرہ کو اس کے اوپر بار بار والا ہر وقت اعضا بقرہ کی میت کے اوپر مارنے سے میت زندہ ہو جاتی پس یہ زندگی نہ تھی مگر ساتھ قدرت اللہ کے نزدیک موجود کرنے اس سبب کے نہ تھا کہ اس سے ایک اور اس جگہ سے قدرت اللہ تعالیٰ کی ثابت ہوئی بلکہ حکمت اس کی بھی یہ اسوہ کو کہ زندہ کرنے اس مردہ کو اشارہ فرمایا طرف اسکے کہ دل مرے ہوئے کو بھی ساتھ فوج کرنے نفس راہ کے زندہ کر سکتے ہیں پھر مقصود دوسرا ثابت کرنا نبوت کا ہے اور یہ مقصد اس قصہ سے صریح ثابت ہوا اس واسطے کہ وہ قصہ سچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور جو وقت نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ثابت ہوئی نبوت سب نبیوں کی خواہ متقدمین میں ہوں خواہ متاخرین ثابت ہوئی اسوہ کو تمام انبیاء و احوال سے خالی نہیں یا تصدیق کرینو لے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھی یا تصدیق کئے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور مصدق اور مصدق صادق کے دونوں صادق ہیں اور سچ ضمن ثابت کرنے نبوت کو سچ اس قصہ کے ایک اشارہ ہی بہت مفید طرف اس بات کو کہ اطاعت انبیاء علیہم السلام کی بے تفتیش جب حکم کے آدمیوں کو اور پر واجب ہوتا کہ مؤنث کم ہو وی اور فضیلت ان نبیوں کا کہ ان لوگوں کو جنہوں کو کہا تھا ائینہ تھوڑا رسوائی و پیش آئی پھر مقصد استقامت کی اور یہ مطالب اس قصہ سے اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ قاتل اس وقتوں کرنے دنیا طلب کی اور

اور جس قدر احکام شرعیہ کہ اس سورۃ سے نکلتے ہیں وہ کسی سورۃ سے مقدار مستنبط نہیں ہوئی ہیں تفسیر کرنے والوں نے لکھا ہے کہ پانچ حکم شرعی اس سورۃ میں مندرج ہیں اور ایک آیت دلالت کی کہ اس میں سے کئی آیتوں قرآن کی سبٹری ہے اور بیس حکم شرعی پر شامل ہو اور ہر چند کہ اس سورۃ میں قسم قسم کے امور عجیبہ اور صنف صنف کے حالات غریبہ الہیہ مذکور ہیں مگر اسکے نام میں اضافت بقرہ ہی کی طرف کی اور کسی امر کی طرف ہی اور سورۃ البقرہ اس کا نام رکھا بسبب وجہ کے اول یہ کہ ذکر بقرہ کا ہی سورۃ میں ہے اور کسی سورۃ میں بقرہ کا ذکر نہیں پس قصہ بقرہ کا خاصہ اس سورۃ کا ہے اور امتیاز کی جگہ اضافت طرف خدا شے کے ضروری دوسری وجہ یہ کہ قصہ بقرہ کا اوپر تمام جہات اور مقامات میں کہ دلالت کرتا ہو پس یہ قصہ گو یا کہ خاصہ تمام قرآن کا ہے اور علی الخصوص خلاصہ مطالب اس سورۃ کا ہے تفصیل اس حال کی یہ ہے کہ دین میں مطالب علی اور مقصد بڑا ثابت کرنا وجود صانع کا ہے اور اس قصہ سے یہ مقصد اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ زندہ ہونا اس مرے ہوئے کا اپنی ذات سے نہ تھا والا ہر ایک مرام ہزارہ ہو جانا اور نہ اس سے بیک زندہ ہوا کہ اعضا بقرہ کو اس کے اوپر بار بار والا ہر وقت اعضا بقرہ کی میت کے اوپر مارنے سے میت زندہ ہو جاتی پس یہ زندگی نہ تھی مگر ساتھ قدرت اللہ کے نزدیک موجود کرنے اس سبب کے نہ تھا کہ اس سے ایک اور اس جگہ سے قدرت اللہ تعالیٰ کی ثابت ہوئی بلکہ حکمت اس کی بھی یہ اسوہ کو کہ زندہ کرنے اس مردہ کو اشارہ فرمایا طرف اسکے کہ دل مرے ہوئے کو بھی ساتھ فوج کرنے نفس راہ کے زندہ کر سکتے ہیں پھر مقصود دوسرا ثابت کرنا نبوت کا ہے اور یہ مقصد اس قصہ سے صریح ثابت ہوا اس واسطے کہ وہ قصہ سچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا اور جو وقت نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ثابت ہوئی نبوت سب نبیوں کی خواہ متقدمین میں ہوں خواہ متاخرین ثابت ہوئی اسوہ کو تمام انبیاء و احوال سے خالی نہیں یا تصدیق کرینو لے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تھی یا تصدیق کئے گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور مصدق اور مصدق صادق کے دونوں صادق ہیں اور سچ ضمن ثابت کرنے نبوت کو سچ اس قصہ کے ایک اشارہ ہی بہت مفید طرف اس بات کو کہ اطاعت انبیاء علیہم السلام کی بے تفتیش جب حکم کے آدمیوں کو اور پر واجب ہوتا کہ مؤنث کم ہو وی اور فضیلت ان نبیوں کا کہ ان لوگوں کو جنہوں کو کہا تھا ائینہ تھوڑا رسوائی و پیش آئی پھر مقصد استقامت کی اور یہ مطالب اس قصہ سے اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ قاتل اس وقتوں کرنے دنیا طلب کی اور

ظہور کے عالم میں جلوہ گر ہو رہی ہے اول حیات ہر فرد کی افزائش اسانی سے ہے کہ کتنے مومن آنا فلاحی کام
 طرف اس کے اشارہ فرماتا ہے پھر حیات اور قیام تمام نفع کا ہے ساتھ پیدا کرنے ابو البشر کے اور عطا کرنے
 منصب خلافت کو واسطے اس کے پھر نے اور قرار پر کرنے اس کے کہ میں ہیں وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اجْعَلُوْا
 جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً اٰخِرَ قَصَّةٍ تک شرح او کی پھر حیات قیام ایک خاندان کو خاندانوں میں نفع کو کو
 مانند اسکے کوئی خاندان دوسرا ہندگی اور مرتبہ میں نزدیک اس کے اور دیر تک رہنے میں تاقوت
 نزول اس سورہ تک موجود ہوا تھا اور ابتدا شرح اس حیات اور قیام کی شروع رکھی یا اپنی ہر اہل
 سے تا انجام یا اپنی ہر اہل تیسری تک کہ آخر سپارہ میں واقع ہے چلی گئی اور بنجملہ اقسام حیات کے سو
 کہ اس خاندان عالی میں انہوں نے ظہور فرمایا ہے اول اس قسم کو بیان فرمایا ہے کہ ظہور اور سکنا
 اور وقت میں ہوا کہ جس وقت فرعون نے قصد دور کرنے حیات اس خاندان کا یہ حسب ذبح کرنے
 بیٹوں کے اور زندہ رکھنے بیٹیوں کے کیا تھا بعد اس کے اس خاندان کے ذلوں کی حیات بسبب عطا
 کرنے توبت کے باوصف اسکے کہ جابلوں اس خاندان کے نے بسبب گو سالہ پرستی کے فکر دور کرنے
 اس حیات کا کیا تھا ارشاد نبوی اور طریق دفع کرنے سفرت گو سالہ پرستی کا کہ ساتھ صورت قتل کر
 تھا اور حقیقت میں یہ قتل نہ تھا بلکہ زندہ کرتا تھا مثال اس کی یہ ہے کہ تمام آدمی کے بدن میں سے
 ایک عضو گندہ اور بوسیدہ ہو جاوے واسطے سلامتی دوسرے اعضا کے اس کو کاٹ ڈالا کرتے
 ہیں ہمراہ اسی کے ارشاد ہوا بعد اس کے جماعت دوسری نے کہ بے ادبانہ سوال رویت کا
 کیا اور حیات اپنی برباد ہو بسبب دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نئی طرح سے خلعت حیات
 کے پہنے پھر تمام بنی اسرائیل بسبب فرمانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیچ تیرہ کے گرفتار ہوئی
 اور قریب تھا کہ نفع حیات کی ہار دیں اول خیر سے اسطرح سامان زندہ رہنے اور قیام رہنے اور
 کا کیا کیا سہا پہر کا اون کے واسطے ظاہر کیا اور من اور سلوا کھانے کے واسطے نازل فرمایا بعد اس کے
 طرف ایک گانوں کے نشان دیدیا بعد اس کے چنے پانی کے جاری کئے پھر سے نکال دیے تاکہ صورت
 حیات ان کی کے برہم ہوا و جس وقت ایک فرقہ اس خاندان میں ہو بسبب ہتک حرمت کے سختی دور کرنے
 حیات انسان کا ہوا اور خلعت حیات خیرہ جو انیت کے بدلے اس حیات طیبہ ان نیکو بہن کر مسیح
 عنایت کی لڑائی اور ان کے کو اور طرف جانے سے باز رکھا اور اس قہر کو واسطے دوسروں کی عبرت کی

تفسیر خلیلی
 یہ ہے اور یہ
 بے نے جابجا
 سو یا ام اس
 حدیث میں فقط سورہ
 فاتحہ کی تفسیر بیان
 ہوئی ہے اور اس
 سورہ ہی کا نام
 نماز فرمایا ہے اس
 سے معلوم ہوا کہ
 جسے نماز میں سورہ
 فاتحہ نہیں پڑھی
 اسے نماز ہی نہیں
 پڑھی اور نماز کی
 تفسیر جو دم
 اس بارہ میں کو بھی
 بہت حدیثیں وارد
 ہوئی ہیں دیکھی
 اس سورہ شریفہ
 کے اور بھی بہت
 نام نہاں ہیں

مقرر کیا تاکہ آئندہ کو حیات اوقیام اس خاندان کا ساتھ مثال ان گنا ہوں کہ محفل نہ ہو پھر بیچ
فصل بقدرہ کو حیات عجیبہ نمودا کر کے دستور العمل و اسرار و انوار شائیں اس بات کا ہوا
کہ باوجود ان تمام باتوں کے سیاسی لوگوں اور ان کے کیسے کیسے اور مشغول ہونے مخالف ایک دوسرے
اور توڑ ڈالنے عہدوں اور ایمانوں الہی و کسب نفاق فیما بین کے اور مشغول رہنے کے بیچ فکر و دور
کرنے قیام اس خاندان کے بڑھتے رہے اور اس پر بھی عنایتیں الہی پے دیے ظاہر ہوتے رہیں یہاں
کہ کلام پہنچ کر طرف بیان حاصل ہوئی کہ اوپر حیات کے باوجود کہ یہاں حیات کو جڑ سے اٹھانے
تھے اور دواخی موت کی ہر طرف سے واسطے ایو جیج کرتے تھے پس فعل و نکاحا مخالف خواہش اون کی کے
تھا اور عجیب ترین یہ کہ باوجود شدت حرص کے اوپر حیات کے اوقیام خاندان انہو کے جو فرشتہ کہ اسکا
پر مقرر ہے او حیات اوقیام ہر خاندان انہو کا ساتھ امداد اور اعانت اوسکی کے ہوا اوس کو دشمنی کرتے تھے
جیسا کہ آیت قل من کان عدو لی فاعلی فی الذل میں مذکور ہے اور ساتھ طریق تہذیب کلام کے مشغول ہوا افس
کا ساتھ سحر اور اور کلمات کفر کے کہ دور کر نیوالے حیات عجیبہ الہی کے ہیں ہی بیچ بیان کو آیا یہاں
کہ قصہ اس خاندان کا تمام ہوا اور اوسکے بیان زندگی اوقیامی خاندان دوسرے کا بھی اسمیل میں ہو
شروع کیا اور ابتدا اوسکی آیت و اذ ابتلی ابراہیم ربہ فیکان من المومنین شروع ہوئی پہلے قیام خاندان
اسمیل کا بیان نے کوبہ مقرر اور باقی رہنے اوس گھر منور کے بیچ اوسکا ممبر کے ارشاد ہوا بعد اوس کہ
طرف امر استقبال اوس گھر کے بیچ عبادتوں کو اور تعلیم اور حرمت اوسکی کو کہ یہ قیام اوس خاندان کا
تھا اشعار فرمایا اور جب بیان حیات اوقیامی ان لوگوں خاندان عمدہ و فایز ہوئی بعد اوسکو جب قیام
حیات کے کہ ظاہر میں حیات کو خلاف معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں خلاصہ تمام حیات کو بہترین
تنبیہ کے شروع کو بخیر اون کو شہادت فی سبیل سرور و بقضاء و لا تقولن آمین یسئل فی سبیل اللہ
آموکت بل آمین و لکن کا شہر و بہترین النوا حیات کا ہے اور اسی واسطے اوپر باب
اس قسم حیات کو دلیر فرمایا اور ترغیب کی اور اوپر صبر کرنے کے مصیبتوں پر وعدہ ثواب بزرگ کا کیا
اور بشارت عمدہ عنایت فرمائی اور منجملہ اون کے ہر قصاص کے ظاہر میں دور کرنا حیات قاتل کا
ہے اور حقیقت میں مبدیہ مذکی ایک جہان کا ہوا اور منجملہ اون کو ہے حیات معنوی ہریت کو
جاری کرنی وصیت اوسکے کی بے تباہی اور تغیر کے اور منجملہ اون کو ہے حیات روح کی ہریت کا کیا

فرمایا جاتا تو امیرس لشکر کا ہے اس وقت میں ایک شخص نے بزرگوں میں سے قوم کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بھی سیکھتا تھا یا ذکرنا سورہ بقرہ کا لیکن ڈار میں کہ اگر سورہ بقرہ یاد کروں میں پس تہجد میں بلب بڑے ہونے اوس کے کہ ہر روز نہ پڑ سکوں گا اس سبب سے اس سورہ کو یاد نہ کیا میں نے فرمایا یہ خیال نکر اور قرآن کو سیکھو اسو اسطی کو جو کوئی قرآن سیکھو اور تہجد میں پڑھے مثال وکی ایسی ہے جیسا کہ ایک تھملا مشک سو پر ہے اور ٹوٹھا اوسکا کھول دیا ہو اوسکی ہر مکان میں پہنچتی ہو اور جو کوئی قرآن کو یاد کرتا ہے اور پھر نہیں پڑھتا اور قرآن اوسکے سینہ میں ہوتا ہے وہ مانند ایک تھیلہ کے ہو کہ مشک سو پر ہے کہ ٹوٹھا اوسکا خوب باندھ رکھا اور اس حدیث کو ترمذی اور ابی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور بیہقی کتاب لدلائل میں عثمان بن ابی العاص روایت لایا ہو کہ میں صنیرن تھا اور باوجود اسکے آنحضرت نے مجھکو صوبہ ارمی شہر طائف کی دی تھی اس سبب کہ میں سورہ بقرہ پڑھتی تھی اور ترجمہ اون کے وہ ہو کہ بطریق تواتر کے آنحضرت سے ثابت ہوا کہ فرماتے تھے کہ سورہ بقرہ کو اپنے گہروں میں پڑھتے ہو اسو اسطی کہ شیطان اوس گھر سے بھاگتا ہے جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاوے اور ابوبلی اور طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں سہیل بن سعد سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہر چیز کے واسطے کو مان ہے اور کو مان قرآن کا سورہ بقرہ ہے جو کوئی اسے رکھو اپنی گھر میں ان کو پڑھے شیطان تین دن تک اوس گھر میں نہ آوے اور جو کوئی رات کو پڑھے تین رات تک شیطان اوس گھر میں نہ آوے اور منجملہ اون کے ہو کہ حدیث متواتر میں اس سورہ کو حتمیں فرمایا ہے کہ لا یستطیعھا البطلہ یعنی طاقت مقابلہ اوسکے کی نہیں رکھتے ہیں حراور یہ بھی فرمایا ہو کہ تعالیٰ اسودۃ البقرۃ ان تعلھا بركة و تکلم خسرۃ اور منجملہ اون کو وہ ہے کہ حدیث مشہور میں وارد ہوا ہو کہ سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران قیامت کے دن بیچ صورت دو کپڑے ابریا دو ساکبان سیاہ کو آویں گا اور درمیان ان دونوں سورہ کے ایک خط روشن ہو گا یا مانند دو جانوروں ادرنے والوں کو جیسے کہ کہوتر اور کنگ صاف باندھ کر اویں گا اور پڑھنے والی انہی خط ہو کہ شفاعت میں جھگڑا کریں گا اور اصرار کریں گی یہاں تک کہ اوسکو بہشت میں لیجاویں گا اور سورہ ان دونوں سورتوں کو نہراویں لقب دیا ہے اور صفحہ اپنی بیچ کتاب الترغیب اپنی کو عبد اللہ

سورہ بقرہ کا کپڑا
تفہیم قرآن
عالم و آندوسل
قریباً جو بھدی کام
بسم اللہ کے ساتھ
شأن کیا گیا وہ
ادھوا ہے (فی)
بسم اللہ الرحمن الرحیم
کے اوئیس آیت
ہیں اور دونوں ترک
فرشتے اوئیس
ہیں ابن مسعود
نے فرمایا ادا ہو
دونوں کے دونوں
فرشتوں کے علیہ
ست بیجا ہو وہ ہم
الرحمن الرحیم

بن امیہ سے روایت لیا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جو کوئی سورہ بقرہ اور آل عمران کو جمعہ کی رات کو پڑھے اور سکوائے ان تین تیسے ہیں کہ مابین البیہ اور عروبا کا پر کرے تاہے البیہ نام ساتویں زمین کا ہے اور عروبا نام ساتویں آسمان کا ہے اور منجملہ اولن کے وہ ہے کہ ابو عبیدہ ام الدرداء رض سے روایت کرتا ہے کہ ایک شخص کہ قرآن کا پڑھنے والا تھا ہرات کی بوقت ایک ہمسایہ پر دوڑا اور اسکو مار ڈالا صبح کے وقت اس شخص کو پکڑا اور قصاص میں مار ڈالا جب اسکو قتل کیا تمام قرآن سورہ سورہ سینہ اور سکے سے بھاگ کر جاتی تھی یہاں تک کہ سورہ بقرہ اور آل عمران ہمراہ اس کے ایک جھوٹا ہے اور اسکو مذاب سے محافظت کرتی تھیں بعد ایک جمعہ کے سورہ آل عمران بھی بھاگ کر چلی گئی اور سورہ بقرہ ایک جمعہ دوسرے تک اسکی کہانی میں رہی اور عذاب کفرشتوں کو آنے مایا یہاں تک کہ جناب بل غرہ سو ندا پھونکی کہ مایبذل القول لدی وما انابلہم للجلید یعنی نہیں بدلی جاتی جو بات نزدیک میرے اور نہ میں ظلم کرنے والا ہوں دیکھا ہوں یہ آواز سنکر سورہ بقرہ بھی نکل گئی ام الدرداء کہتے تھے جسوقت کہ یہ سورہ آئی ایسا دکھائی دیا کہ ایک بڑا ابراہیم اور منجملہ اولن کے وہ ہے کہ بخاری نے تعلیقات اور مسلم اور دوسرے صحابہ کرام سے سند صحیح کے روایت کیا ہے کہ اسید بن حصیل یکن رات کو وقت اپنی گھر میں سورہ بقرہ پڑھتے تھے اور گھوڑا اسکا اس مکان کے بکے نزدیک بندھا ہوا تھا دفعہ گھوڑے کو دیا پھانڈا شروع کیا اسید پڑھنے سے باز نہ آیا پھر خاموش ہونے اور نکلے گھوڑا بھی کودنے سے ڈھیر ہوا پھر پڑھنا شروع کیا گھوڑے نے پھر کودنا از سر نو شروع کیا پھر یہ خاموش ہو کر گھوڑا بھی ٹھیر گیا جب چند بار اس طرح معاملہ ہوا وہ اٹھا اور بیٹھے اپنی کوکبلی نام تھا اور اس مکان کے پاس سوتا تھا اور تھا کہ مبادا گھوڑا شوخی اور جلالی اپنی میں کچھ زبان اور کچھ کوٹھینچا دی اس درمیان میں کہ سر اپنا آسمان کی طرف اٹھایا دیکھا کہ ایک سائبان چراغوں سے بھرا ہوا تھا سے آسمان کی طرف چڑھا چلا جاتا ہوا جانا کہ سب جلالی گھوڑا بھی روشنی تھی اس سائبان کو اپنی نظر میں رکھا یہاں تک کہ غائب ہوا صبح کو اگر وہ تمام بڑا بڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرض کیا آنحضرت نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے کہ بسب پڑھنے اس سورت کو اترے تھے اگر صبح تک تو پڑھتا جاتا تو صبح کو آدمی کی نظر نہیں آدھر گز پویشید نہ ہوتے اور ابو جہینے ایک سفید پیشوں میں نہ منورہ سے روایت کی ہے کہ اہل محلہ انصار کے ایک دن وقت صبح کے نزدیک آنحضرت کو پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ رات کو محلہ ہمارے میں ایک طوفان

[illegible]

عجوبہ نمودار ہوا کہ تمام کھربا بن قیس بن شماس کا چراغوں کی روشنی سے پرتھسا ہوا اس کو پوچھا آدمی آگے ثابت نہیں گھسرت نے فرمایا کہ شاید وہ اپنے گھر میں سورہ بقرہ پڑھتا ہوا اس کو پوچھا آدمی آگے ثابت بن قیس کے گئے اور پوچھا کہ شب کی تہجد میں کیا تو نے پڑھا تھا کہا کہ سورہ بقرہ اور بقیہ (شعبہ لایا) میں بن عمر سے روایت کی ہو کہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطابؓ نے سورہ بقرہ کو بارہ برس میں پڑھا تھا تمام حقائق اور قائل کے ساتھ اور ختم کے دن ایک دن ڈیڑھ بج کر کے کھانا بہت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یاروں کو کھلایا تھا اور ابن عمر سے بھی روایت کی ہے کہ سورہ بقرہ کے پڑھنے میں آٹھ برس مشغول رہے بعد آٹھ برس کے ختم کی خلاصہ یہ ہے کہ سورہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے نزدیک بڑی عظمت کھتے تھے کہ اور سورتیں سقد زہیر کی تھیں اور خواص زہودہ اس سورہ کی توجہ ہے کہ وقت نکلنے تک لفظ کے کہ اسکو چھک کہتے ہیں وقت صبح کو نہار موندھ اس سورہ کو پڑھنا حرفوں کو ادا کر کے آہستہ آہستہ سچے کے سامنے پڑھ کر دم کریں اور لڑکا بھی نہار موندھ ہو ساتھ فضل خدا کے اس برس چھک اس لڑکے کے منگلے اور لڑکے تکلیف زیادہ نہ ہو ورنہ نقصان نہ پہنچی لیکن شرط یہ ہے کہ وقت شروع اس کے کہ ڈھائی پاؤچا ول ٹکرا دہی کے ساتھ کہ بقدر حاجت ہو کسی سختی کو اس جگہ بٹھا کر کھلا دیں اور وہ سختی ہو ورنہ پڑھنے والے اور اس لڑکے کو کھا دی جائے کہ علم کو خلائف اس بات میں کہ ترتیب سورتوں قرآن کی قرآنی ہوئی شائع کی اور توفیقی ہے یا محابوں کے اجتہاد ہوئی ہے کہ اپنی عقل سے مناسبت سورتوں کو دریاں میں دیکھ کر اور دریافت کر کے ایک کے پیچھے دوسرے کھائے اور ہر تقدیر بیان کرنی وجہ بلکہ درمیان دو سورتوں کو ضرور ہے اس واسطے کہ اگر یہ ترتیب توفیقی ہوئی ہوگی کی طرف سے پیش رو حکیم کو افضل حکیم کا خالی حکمت و تدبیر میں تاہم اور اگر یہ اجتہاد ہو گیا ہے کہ ہے پس وجہ اجتہاد اس وجہ سے ضرور ہے کہ صحابہ کو کوئی باعث ہوا کہ اس سورہ خاص کو اس سورہ خاص کو کھا دیا اور افضل صحابہ کا معمول و فیض اہل کے دین کے اندر ہوا جو اوچے بل بل پر لان سیوا تم نشہد بجان ذلک اور بھی نقل کیا ہوا ہے کہ یہ ترتیب اجتہادی ہے جزائی نہیں لینے بلاتال صرف اٹھ سو کر دی ہوا اجتہاد کے واسطے ماخذ چاہئے اور بیان وجہ بلکہ گویا اشارہ طرف اس ماخذ کے ہو اور بھی جانا کہ ترتیب تینوں ایک ایک سورہ کے بالاتفاق ساتھ توفیق کے اور شائع کی طرف سے واقع ہوئی اس ترتیب میں بالکل اختلاف نہیں اور اختلاف سورتوں کی ترتیب میں جس وجہ سے کہچ مصحف عثمانی لکھی گئیں اور کل صحابہ نے لڑا و سک

عالم کیونکر علم کی
عالم میں اس کے لئے
دیکھتے ہیں اس لئے
تو قسم غلبہ کی
اس کے مالک کے
تک جو کچھ دنیا میں ہے
باغبان کہ پہلے دین
میں بچا دیا ہے
پھر وقت و وقت پر
پانی بنا کر ساتھ ہے
جب وقت پڑھا تو
اس کی شان میں بھی
تر شا کرنا ہے بلکہ
کہ وہ اجتہاد ضرور
ہو جاتا ہے اور
پھول پھل لانے
لگتا ہے اور جس
لڑکوں کے حق
میں مال باپ کی
یہ دانش کی فخر
ہوتی ہے بلکہ

اوپر جمع کیا ہو اور جو اسی قرآن کے تمام طرف چھنچھو اور تمام مجتہدین نے اسکو قبول کیا اور جنہوں نے
 مخالف اس ترتیب کے لکھا تھا جیسا کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب بھی مخالفت سے دست بردار ہوئی طوعا و کرہا
 نہ سب اکثر علماء مالکیہ و حنفیہ و شافعیہ و راوی و نکاحیہ کہ یہ ترتیب صحابہ کو اجتہاد سے واقع ہوئی اور آنحضرت
 صلعم نے ہیں کچھ نہیں فرمایا ہے بلکہ اس کے سپرد کر کے آپ نے اس جہان سے انتقال فرمایا ہو اور دلیل اس
 گروہ کی یہ ہے کہ اگر یہ ترتیب نفی ہوئی اور آنحضرت نے اس کے واسطے ارشاد فرمایا ہو تا مخالفت اس ترتیب کی
 حرام محض اور بدعت شنیعہ ہوتی اور حال یہ ہے کہ ابن مسعود اور ابی بن کعب کے صحابہ جلیل القدر میں سے تھے
 مخالفت اس ترتیب کی احتیاء رکھی اور تادم مرگ اسی ترتیب رعایت کرتی تھی اور صحابہ و دوسرے جو وقت ان
 بزرگوں کو گفتگو و مقابلہ اس امر میں کرنے لگی سو اجماع جہور کے کوئی دلیل ان بزرگوں سے بیان نہ کی اور
 اور یہ ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خلاف ترتیب تمہاری کو ارشاد فرما گئے تھے تبس معلوم ہوا کہ یہ
 ترتیب نفی تھی لا مخالفت ان دو صحابہ کی اسکو ترک کرنا و صحابہ کا ذکر توقیف کی سو بیچ مقام حجت کے
 کوئی وجہ نہیں لکھا اور ایک گروہ علماء کا اس طرف گئے ہیں کہ یہ ترتیب بھی توفیقی ہے آنحضرت کو ارشاد
 اور فرمانے سے عمل میں آئی اور دلیل اس گروہ کی یہ ہے کہ صحابہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں آنحضرت کے فرمانے
 سے تجاوز نہیں کرتے تھے اور ہرگز اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا نہیں کرتے تھے اس مقدمہ عہدہ میں کس طرح ساتھ
 عقل اپنی کے دخل کرتے اگر فرمایا ہوا آنحضرت کا ان کو پاس نہ تھا اجماع بدو ان اس فراموشی ہوئے کہ یہ کلمہ
 ہوتا اور فیصلہ کی بات درمیان دونوں فرقوں کے یہ ہے کہ وہ دونوں فرقے سچے ہیں جو لوگ کہ اس ترتیب صحابہ کے
 اجتہاد سے کہتے ہیں اوپر اسوجہ کے ہے کہ صاحب اس ترتیب کے اور تشہد کرنے والے ہر مہرہ کے
 اپنے موضع میں صحابہ موجود ہیں اور آنحضرت نے ساتھ نفس نفیس اپنے کے یہ شعل نہیں فرمایا ہے
 بلکہ بطور صحابہ مجتہدین کے جھوڑ کر تشریف فرما ہو کر اوج لوگ کہ اس ترتیب توفیقی کہتے ہیں وہ اس
 معنی سے ہے کہ صحابہ نے بمجرد عقل اپنی کے یہ کام نہیں کیا ہے بلکہ ابداری قولوں اور فعلوں
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امر میں کی ہے ساتھ اس وجہ کے کہ جہور صحابہ کے نزدیک توفیقی
 تھا کہ اگر آنحضرت ساتھ نفس نفیس اپنے کے یہ کام کرتے اسی وضع پر فرماتے اس کے مخالف فرما کر اور یہی
 ہے شان او اجماعیت صحابہ کی کہ جب تک نصوص بہت ساری کہ ایک ایک انہیں و موجب یقین کا
 نہیں مگر سب جمع ہونے سے فائدہ یقین کا جاوے ملاحظہ فرمائیے تھے جرات اوپر اجماع کے ٹکوتے

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

تفسیر سورہ بقرہ

اور ساتھ اس فیصلہ کے حل ہو جاتے ہیں اختلافات بہت ساری کہ درمیان توفیقی ہونے اور اجتہادی ہونے بعض امور شرعیہ کے واقع ہو گئے ہیں جیسا کہ قائم ہونا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا واسطے خلافت کے کہ اجماع کے ساتھ تھا یا نص کے ساتھ و علیٰ ہذا القیاس اور بڑے بڑے صحابہ کہ سبب نزول سے شاہدہ کرتے تھے اور معانی وحی کے خوب پہچانتے تھے اور سبب حل محبت کو بار بار سنتے رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غلامی سورۃ بقرہ کے پڑھتے ہیں اور خوب وقت اس امر پر رکھتے تھے گو کہ اوروں کو یہ خبر درامی میسر نہو چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ نے بہت آدمیوں اہل مدینہ سے روایت ایسی ہے کہ حکم نے طن کرتا ہوں کہ ابو جعفر بھی انہیں ہیں کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقرا فی الجمۃ فیسرفنا المناقین اما سورۃ الجمۃ فیبشر بها المؤمنین و یجھضہم و اما سورۃ المنافقین فیؤسبھا المنافقین و بنجمہم اور خطاب نے حکایت کی ہے کہ جس وقت صحابہ کبار واسطے جمع کرنے کلام مجید کے مشغول ہوئے سورہ قدر کو بعد سورہ علق کے لکھا اور اوپر مقدم ہونے سورہ علق کے اوپر سورہ قدر کے یہ دلیل لایا کہ ضمیر ازلنا کی سورۃ قدر قرآن کی طرہ پھرتی ہے کہ لفظ قرآن کے سے سمجھا جاتا ہے اور حضرت عثمانؓ نے درمیان سورۃ انفال اور سورۃ بقرہ کے فرمایا کہ دینا فاضلتھا شہیدۃ بقضتھا یعنی جانا پہننے قصہ اس کا مشابہ قصہ اس کے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ بعض ہا ساتھ عقل اپنی کے بھی کام کیا ہے اور ظاہر ربط کا اعتبار کیا ہے چنانچہ یہ و فوج ارتباط کا بیچ سورہ طلاق اور تحریم اور سورہ تکویر اور انفال اور سورہ ضحیٰ اور الم فشرح اور سورہ قیل اور لایلاف اور درمیان ہود و تین کے ظہر میں اشس ہوا اور سورہ اسطو قی ابو محمد عبد الحق بن عطر ترتیب سورہ تو نہیں ایک بات نہیں کہتے ہیں بلکہ تفصیل کے قائل ہیں اس طرح پر کہ ترتیب اکثر سورہوں قرآن کی آنحضرت کے زمانہ میں معلوم تھی جیسا کہ سبع طوال اور حواسم انفصل اور ترتیب بعض سورہوں کے بعد رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظاہر عقل کے دریافت کی اور بموجب اس کے عمل میں لائے اور حق یہ بات ہو کہ بات اس بزرگ کی بہت محکم ہے اس واسطے کہ صحیح مسلم اور اور کتابوں معتبرہ حدیث کی میں اردو جو یونانی بالقرآن یوم القیامۃ و اھل الذین کانوا یعلمون بہ تقدمہ سورۃ البقرۃ وال عمران الخ ابو جعفر مصنف ابن ابی شیبہ کے سعید بن خالد سے مروی ہے کہ صلی رسول اللہ بال سبع الطوال

تفسیر سورہ بقرہ
بعض جموں کا نام
بعض رسول اللہ
بعض سورہ بقرہ
اور سورہ منافقین
پر دھا کر سکتے
مومنوں کو باعث
توفیق بنیاد علی
بہک کا شوق پیدا
ہو تا تھا اور منافقوں
کو بسبب نا ایدہی
کے بد اعمالی پر
تنبیہ حاصل ہوتی تھی
بعض قیامت کا
دن قرآن اور سورہ
عقل کرنے والے
لائے جاویں گے
اور سورہ بقرہ اور
ان کے سارے
قرآن کے آگے

فی رکعة اور کچھ بھی مصنف میں موجود ہے کہ کان یجمع الفصل فی رکعة اور صحیح بخاری پر
عبدالرحمن بن زید سے روایت ہے کہ قال سمعت عبد الله بن مسعود یقول فی غیابہ
والکف و صلی و طہ والانبیاء انهن من العتاق الاول و هن من تلادی بنو تحقیق
یہ سورتیں بہت جید ہیں اور پہلی ہیں اور پہلی یاد کی ہوئی میری ہیں اور صحیح بخاری میں عائشہؓ
سے مروی ہے ان انبی صلی اللہ علیہ و اللہ علیہ وسلم کان اذا اوی الی فراشه کل لیلۃ
جمع کفہ ثم نفض فیہما فقرأ فیہما قل هو اللہ احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ
برب الناس الحدیث اور مصنف ابن ابی شیبہ میں مروی ہے امیر المومنین عمرؓ سے قراء
فی رکعة واحدة المرکز فی فعل ربک باعجاب لفیل و لایلاف قریش فی رکعة واحدة اور
اگر متبع کتابوں حدیث اور کتابوں فضائل القرآن اور کتابوں تفسیر ماثورہ کا کیا جائے بہت کچھ
اس جس سے نکل آتا ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف اس فن کے گمان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم
نے ترتیب نزول کی رعایت نہیں کی پس اسکے دو جواب ہیں ایک یہ کہ ترتیب کیوں ہر سورہ
کے بالا جماع توفیقی ہو کہ آنحضرت علیہ السلام بموجب فرمودہ جبریلؑ کے عمل میں لاتے اور اس
ترتیب میں تقدم مدنی کا مکی پر بہت واقع ہے پس معلوم ہوا کہ ترتیب نزول کی شائع کی نظر
میں اعتبار سے ساقط ہو اور جو چیز کہ شائع کی نظر میں کسی جگہ ساقط ہوئی ہو و سکود و سری بار
اوس جگہ اعتبار کرنا مافی التشریح اور تدبیر کہ ہے لایق مدح علیہ اکابر جاہل دوسری یہ کہ اگر ترتیب
نزول کی اعتبار کرتے طرف بے انتظامی سورتوں کے درمیان میں لازم آتی اور سورۃ چھوٹی
اور ہر سورہ بڑی کے مقدم ہوتی اور تین بڑی بڑی چھوٹی سورتوں کے درمیان میں آجائیں اور
یا بالعکس وہ ہیں آتا اور ترتیب کلام مجید کی بہت نازیبا معلوم بلا تشبیہ ایسی مثل ہوجاتی کہ ایک
ایک یوان جمع کرنے لگے اور جو کہ پہلے نظم کیا تھا اوسکو ترتیب میں پہلو ذکر کرے اور وہ کہ پہلے نظم
کیا تھا اوسکو پیچھے پس اول فرد کھن اور بعد اوسکے غزل بعد اوسکے فرد دوسری اور باقی دوسری
بعد اوسکے قصیدہ بعد اوسکے مثنوی الی اور محض او قیس اور غنی کی اور مانند اس کی بعد اس سے
پھر فرد اور قطوہ علیٰ ہا القیاس کہ نہایت مکروہ اہل عقل و اہل طبع موزوں کے نزدیک معلوم
دیتا ہے ہیو اسطے شعراء وقت تالیف دیوانوں کے تقدم اور تاخر نظم اور فکر کو اعتبار نہیں کرتے

شب جب سونے کے وقت
صلی اللہ علیہ وسلم
ایک چھوٹی سورت
نہایت چھوٹی سورت
اور قل اعوذ برب
الفلق اور قل اعوذ
برب الناس انہیں
چوتھوں میں
ایک رکعت میں
سورۃ التکوین
پڑھے اور دوسری
میں لایک رکعت
درجہ نسبت
درجہ ہوتا ہے

بلکہ اول قطعاً مذکور ہے کہ جو لوگوں کے مشنویات کو بعد اوسکے غزلیات کو بعد اوسکے قطعوں اور
 رابعوں کو اور فردوں کو اور اگر کوئی ان میں تقدم اور تاخر نظم اور فکر کا اعتبار کرے ملامت کیا جائے
 اور مطعون ہوا اور اگر بے نظامی بھی اختیار کیجائے پھر بھی تقدم اور تاخر نزولی ممکن نہیں ہو سکتا
 کہ تقدم اور تاخر تو منکابر طور لازم اور لگا کہ آیتوں کی ترتیب جیسی ہے اوس سے انفکاک نہیں ہو سکتا
 پس یہ بے نظامی مفت اختیار کر نیک کیا جا چلا تھا اور جب یہ تمہید دہن نشین ہوئی پس جس ربط
 اس سورہ کے ساتھ سورہ فاتحہ کی تسنی چاہئے سورہ فاتحہ میں جمالات نام قرآن کے معانی پائی جاتی ہیں
 بقرہ و تفصیل ان معانی کی شرح ہوئی اور بھی سورہ فاتحہ میں ساتھ آیت اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
 جس کو طلب آیت کی تعلیم کی ہے اور سورہ بقرہ میں ساتھ آیت ہدی للفقہین تاویل علی ہدی من یحکم کو بیان
 فرمایا کہ دولت اور اہدایت کو سیکھ ہوئی اور یہ نعمت کسے پائی اور یہ سعادت کس پائی پائی آخر سورہ فاتحہ میں ذکر
 اگر وہ مسلمانوں اور دوزخ کا نزول کا تھا اور پھر شرح سورہ بقرہ کی بھی کر کہ وہ مومنین اور دوزخ کا فرین کا
 مجاہدین اور منافقین کا ارشاد فرمایا اور بھی سورہ فاتحہ میں ہر صفتائیں سورہ بیت کی صفت ذکر ہے اور اس
 سورہ میں بھی پہلی صفت یہ بیت بیان ہے کہ نوح انسان میں پائی جاتی ہے کہ کیف تکفرون باللہ و کیف انما
 و اقلحیا کہ اور پھر آیت یا ایہا الناس اعبدوا کی اس معنی کو بطور تفسیر تفصیل کے پہلے ذکر کیا پھر سورہ فاتحہ میں
 انواع حجت دینی اور دنیوی کے ساتھ دونوں اسم جن اور حیم کے ارشاد ہوئے اور اس سورہ میں پہلی
 انواع حجت دینی اور دنیوی کی ہے کہ طرف دوزخ نبی اسرائیل اور بنی اسماعیل کے اسد کی طرف
 سے عنایت ہوئی پھر سورہ فاتحہ میں طرف مقدمہ جزا کے ساتھ لفظ مالک یوم الدین کے ارشاد
 کیا اور اس سورہ میں بیچ ذکر بنی اسرائیل کے مقابل ہر کفران اور عصیان کی جزا و نکی ساتھ
 عذابوں دنیاوی کے مذکور ہوئی اور پھر سورہ فاتحہ میں بیان عبادت اور ستعانت کا ہے اور اس
 سورہ میں آیت فاذا ذکرنا الذکر کم و اشکر الی و لا تکفرون سے آخر مسائل جہاد اور حج تک انواع
 عبادتوں کا بیان ہو گیا لو تک عن الیاسی آخر مسائل صدقات اور ربو انک تفصیل اقام ستعانت
 کی ہے اور بیچ آیت امن الرسول کے بیان مراہ مستقیم کا ہے کہ حقیقت میں سورہ فاتحہ اور پھر
 طالب کرنی اور ان مطالب کو تمام ہوئی پس یہ سورہ حکم شرح سورہ فاتحہ کی رکھتی ہے اور مرتبہ
 شرح کا مرتبہ تن کے ہے اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ سورہ بقرہ ان تیس رتوں میں ہے کہ جو کہ جہاد

تفسیر سورہ بقرہ
 عالم ہونی ہے
 کہ ایک قسم کے
 قسم یا چند قسم کے
 مثال ہونی ہے
 جیسے یہ اور شرح
 آفتاب و ہادیاب
 کی یاد اور شرح
 عنان کی اس قسم
 کی عام پرورش
 کرنے والی ہے
 منہ کی لوگ پرورش
 گشتیں ہوں پرورش
 پرورش ہوں پرورش
 ہی عالم کی ہے
 مثلاً آفتاب کی
 پرورش کی
 گشتیں ہوں پرورش
 عباد کی ہے اور
 ماستاب کی پرورش
 کہ خدا پروری

ساتھ حروف مقطعات کے ہے اور وہ انہیں سو تین میں اور حروف مقطعات بعد گرا دینے
 گمراہ کے چودہ حرف میں الف اور لام اور میم اور صاد اور را اور کاف اور ہا
 اور یا اور عین اور ط اور سین اور حا اور ظ اور نون کہ لفظ صراط علی حق نمسکہ
 جمع کرنے والا ان حرفوں کا ہے اور بیچ ذکر کرنے ان چودہ حرفوں کے ان انہیں
 سو تون میں نکتے اور باریکیاں رعایت کی گئی ہیں کہ بیضادی اور حواشی اُس کے
 میں مذکور اور مندرج ہیں اور جس قدر اس جگہ بیان کرنا مقصود ہے یہ ہے
 کہ معنی ان حرفوں کے کیا ہیں اور بغیر تمہید ایک مقدمے کے بیان اُس کا
 نہیں کر سکتے اس واسطے تقدیم اُس مقدمے کی کی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ
 علماء محققین کا اس میں اختلاف ہے کہ دلالت الفاظ کی اوپر معانی وضعیہ انکیکے
 فقط سبب وضع کے ہے کہ واضح نے جس لفظ کو چاہا جس معنی کے واسطے وضع
 کر دیا بدون لحاظ اسکے کہ اُس لفظ کی ذات میں اُس معنی کے ساتھ مناسبت ہو
 اکثر علمائے اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اور بعض علمائے کہا ہے کہ درمیان لفظ
 اور معنی کے مناسبت طبعی ہے کہ اختصاص اُس لفظ کا ساتھ اُس معنی کے اُسکو
 چاہتا ہو اور اگر وہ مناسبت نہ ہو لازم آتا ہے کہ بیچ وضع کرنے واضح کے کسی لفظ کو
 واسطے کسی معنی کے ترجیح بلا مرجع لازم آوے دلیل پہلے مذہب کی یہ ہے کہ اگر دلالت
 لفظ کی باعتبار تقاضا لفظ کے ہوتی اختلاف زبانوں کا ساتھ اختلاف حرفوں اور
 شہزوں کے موجود نہوتا اور ہر شخص معنی ہر لفظ کے سمجھ لیتا اور نقل کرنا لفظ کا ایک
 معنی سے دوسرے معنی کی طرف محال ہوتا اس واسطے کہ انفکاک اُس چیز کا کہ بالذات ہو
 محال ہے اور وضع ایک لفظ کی واسطے دو معنی تنافی کے جیسا کہ لفظ جون کا کہ سیاہ
 اور سفید کو کہتے ہیں اور قر کہ حیض اور طہر کا نام ہے محال ہوتے اور دلیل مذہب
 دوسرے کی یہ ہے کہ بعد نتیج کے معلوم ہوتا ہے کہ حرفوں کے فی حد ذاتہ
 خواص مختلف ہیں مثلاً جہر اور ہمس اور شدت اور رخاوت اور استعلا اور تسفل اور
 ہیئتوں ترکیبی کے بھی خواص مختلف ہیں مثلاً فَعْلَان کا وزن ساتھ تحریر کے کہ حرکت

تفسیر خلیلی

اور تفسیر کے

عالم کی ہے

اور علی بن القاسم

تو جبکہ یہ روش

کرنے والے بھی

خاص خاص

ہی چیزوں کی

پرورش کرنے

تجربہ کو سیکھ

پونچنے کے

قابل اور سزا

کے لائق بھی

نہیجہ کیونکہ

ان سب پرورش

کرنے والوں کو

خاص خاص

چیزوں کی پرورش

کے ساتھ خاص

کرنے والا کوئی

فیہ غیبی

دوسری ہے

اس کے دلالت ہے

یقین میں پہنچ

کے قابل اور مراد

کے لائق وہی ہے

اور وہ امور غیبی

ہے کیونکہ تمام

جہان میں اسی

کے اور رب اسی

کے محتاج ہیں اور

اس کا پرورش

کسی دماغ یا

جگر یا دماغ یا

بافتہ یا شخص

کے ساتھ نہیں

ہے اور نہ اس کی

کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ نزوان اور خفقان اور باب فعل منہم العین کا کہ اوپر فعلون
طبیعیہ لازمہ کے دلالت کرتا ہے اور فعل بالتشدید کثرت پر دلالت کرتا ہے پس اگر واضح
ان خواص کی باوجود عدم ان خواص کے رعایت کرے اور مناسبت کو ترک کرے تو لازم
آتا ہے کہ اُس نے حق کلمہ کا ادا نکلیا اور یہ منافی حکمت کے ہے اور حال یہ ہے کہ
واضح ذات پاک خدا تعالیٰ کی ہے کہ جہان کے حکیموں کی حکمت ایک قطرہ ہے
دریائے بے نہایت اُسکے سے اور فیصلہ درمیان دونوں فریقوں کے بہرہ ہے کہ نہایت
ذاتی درمیان الفاظ اور معانی کے البتہ رعایت کی گئی ہے اور جو لوگ کہ انکار اس
مناسبت کا کرتے ہیں غرض اُنکی یہ ہے کہ یہ مناسبت فقط سمجھنے معنی میں کفایت
نہیں کرتی ہے والا محذورات ذکر کئے گئے لازم آوین بلکہ ہمراہ مناسبت ذاتی کے وضع
واضح کی بھی معانی کے سمجھنے میں درکار ہے اس واسطے کہ حروف تہجی کے جس وقت
ترکیبات مختلفہ میں رکھے جاوین مناسبتیں جدی جدی پیدا ہوتی ہیں اور وہ مناسبتیں
مختلفہ اوضاع جدی جدی کو چاہتی ہیں جیسا کہ عناصر اربعہ ساتھ کیفیات اپنی کے کہ جدی جدی
میں اجزاء مرکبات تمام جہانکے ہیں لیکن کیفیات اُنکی بسبب مل جانے دوسری کیفیتوں کے
اور مختلف ہونے طرق انضمام کے یعنی کسی جگہ کوئی کیفیت غالب ہے کسی جگہ کوئی
کیفیت غالب اور کسی جگہ اعتدال ہے بحسب مراتب ترکیب کے بسجدا اور میثمار ہو گئیں
اور آثار اُن کیفیتوں کے نظر عقل ظاہر میں سے پوشیدہ کئے گئے کہ ہر گز مساوی
ذات علام الغیوب کے کوئی نہیں معلوم کر سکتا کہ اثر اس کیفیت کا اس ترکیب خاص میں
کیا ہو گا مگر بعد تجربہ کے مثلاً کیفیت برودت اور یوست کی کہ افین میں پائی جاتی ہے
کیفیت پانی اور مٹی کی سے غالب نہوگی اور حال یہ ہے کہ تھوڑی سی افین مار ڈالتی ہے
اور آب و خاک کئی حصہ اُس سے زیادہ بھی ہوں تو تغیر مزاج کا بھی نہیں کرتے مار ڈالنے کا تو بڑا
رہنمہ ہے اور سیواسطے عقل ظاہر میں اس قسم خاص کو صورت نوعیہ کی طرف نسبت کر کے تسلی
خاطر اپنی کی کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ فعل اس مرکب سے بالخاصیت صادر ہوا مقتضا
کیفیتوں اجزاء اُس مرکب کا تھا و علیٰ ہذا القیاس اس جگہ سمجھنا چاہئے کہ واضح نے

بسبب کمال علم محیط اپنے کے مناسبت مفردات الفاظ کی ہر ترکیب میں جانکر ہر ترکیب کو
متقابل معنی کے وضع فرمایا ہے لیکن ہر گاہکہ عقلین ظاہر بینوں کی اُس کے دریافت کرنیکی
مناسبت نہیں رکھتی ہیں کوئی چارہ سوائے حوالہ کرنے کے طرف ارادہ واضح کے نہیں جانتے
اور ارادہ واضح کا بجائے صورت نوعیہ کے عصا اعتماد اپنے کا کرتے ہیں والا حقیقت امر
کی وہی ہے کہ مذکور ہوئی اور اسی واسطے علماء اشتقاق کہ بعد تامل اور تتبع کرنے ترکیبوں
متناسبت کے علم انکا حقیقت کار کی طرف گیا ہے اور ترکیبوں متقاربت میں انہوں نے فرق
کیا ہے جیسا کہ لفظ فصم کا بالافار اور لفظ قصم کا بالثاف فصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا
بے اسکے کہ جدا ہوا اور قصم کے معنی توڑنا کسی چیز کا یہاں تک کہ جدا ہو و علی ہذا القیاس
جذب و جذب اور مدح اور حمز اور بھی مناسبتیں اجزاء لفظوں کی نسبت ہر فرقہ اور ہر
ملک کے اسی سبب سے مختلف ہوتی ہیں کہ ایک فرقہ اور رہنے والے ایک ملک کے کسی معنی میں
کوئی چیز ایسی پالیتے ہیں کہ بسبب اُس شے کے کسی لفظ کو اُس معنی کے متقابل وضع کرتے
ہیں اور دوسرے لوگ اُس چیز کو نہیں دریافت کر سکتے اور بسبب غفلت کے اُس چیز سے
رعایت اسکی بیچ وضع کرنے لفظ کے متقابل اُس معنی کے نہیں کرتے ہیں اس واسطے
اختلاف الفاظ اور لغات ہر قوم کے میں پڑتا ہے اور علاوہ اسکے مزاجوں ہر قوم کے
کو بسبب عوارض سادہ اور ارضیہ کے صورت انکی چل ہوئی ہے بیچ کیفیت صورتوں کے
کہ حکایت معانی سے کرتی ہیں دخل تمام ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ زبان پہاڑیوں کی
سخت اور بھاری ہوتی ہے بدست زبان جھگ کے رہنے والوں کے اور زبان جھگ کے رہنے
والوں کی بدست زبان شہریوں کے و علی ہذا القیاس عادیقین ہر فرقہ اور ہر ملک کی کو بھی
دخل کلی ہے اور اسی سبب سے ہر کوئی زبان ہر کسی کی نہیں سمجھتا اور صاحب مسلم نے
بعض شیوخ اپنے سے نقل کیا ہے کہ اُسکو ایک برہمن پہاڑیوں کے رہنے والے سے
کہ ہندوستان کے شمال کی جانب میں واقع ہے اتفاق ملاقات کا پڑا تھا اُس برہمن کو
ایسے قاعدے کلیہ یاد تھے کہ بسبب اُن قاعدوں کے ہر ایک زبان ساتھ وجہ کلی کے
سمجھ سکتا تھا اور ذمہ داری اوپر ناقل کے ہے البتہ یہ محذور اسوقت لازم ہوتا ہے

تفسیر حاشیہ

اور بالاسطور

تو ہر چند دوسرے

سے بدویش

مخارج میں بدویش

معلوم ہوتی ہے

مورقیت میں

خاص و عام

ہر جگہ کی بدویش

انتہائی ہے

سک ذات سے

چونکہ بدویش

بہتر چننا ہوتا ہے

کے پہلی نہیں

سختی اور جکی

بدویش کرنا

چونکہ بدویش

سے بہتر کرنا

اور نفع پہنچانے

کے سبب بدویش کرنا

کہ تناسب ذاتی بیچ دلالت الفاظ کے اوپر معنی کے کافی ہو جیسا کہ مذہب عباد بن سلیمان وغیرہ کا ہے لیکن حق یہ ہے کہ تناسب ذاتی فقط کافی نہیں بیچ سمجھنے معنی کے لفظ سے بلکہ سبب مرجح ہے بیچ نظر واضح حکیم کے اور اس بحث کو اگر چاہیں کہ تحقیق واقعی کریں بیچ بحث حسن اور قبح افعال کے نظر کریں کہ اس حسن اور قبح کو اشاعرہ نے شرعی محض جانا ہے یعنی ذات فعل میں تقاضا کسی حکمت کا نہیں پس نزدیک ان کے اگر بالفرض شارع زنا کو واجب اور نماز کو حرام کرے ہو سکتا ہے اور ظاہر میں اس فرقہ کے احکام شرعیہ کو محض جراف اور تحکم جانتے ہیں مانند علما اظہار میں کہ کہ وہ بھی الفاظ کا وضع میں واسطے معنی کے اس قسم کا جراف اور تحکم اعتقاد کرتے ہیں اور فرقہ معتزلہ نے عقل کو حاکم مستقل جانا ہے اور حسن اور قبح افعال کا ذاتی اُن افعال کا جانتے ہیں اور اُن کے اوپر نسخ کی صورت میں اور بدلے جانے حسن کے ساتھ قبح کے دائرہ قبیل و قال کا نہایت تنگ ہوتا ہے اور اوپر اسی قیاس کے اجتماع نقیضین کا بیچ مانند واللہ لاکذب عندک ان کے اوپر لازم آتا ہے مانند مذہب عباد بن سلیمان ضمیمہ ص ۱ کے اس بحث میں اور محققین باترید کہتے ہیں کہ حسن اور قبح عقلی ہے لیکن نہ ساتھ اس معنی کے کہ کوئی حکم بندہ کے حق میں واجب کرے بلکہ ساتھ اس معنی کے کہ فعل میں کوئی ایسی چیز ہے کہ وہ فعل مستحق کسی حکم کا ہو جاتا ہے حکیم علی الاطلاق کی طرف سے کہ نشان اُسکی ترجیح مرجح کی نہیں اور جب تک حکیم علی الاطلاق حکم نفاذ سے مکلفین کے حق میں کوئی حکم متحقق نہیں ہوتا ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ یہو پختنا دعوت کا شرط تکلیف کی ہے جیسا کہ مذہب مختار اس مقام میں یہی ہے پس وہ مناقشے کہ اوپر قول بالتناسب کے ذکر کئے گئے ہیں تھوڑے سے تامل کرنے سے حل ہو جاتے ہیں ۔

یعنی اس مثال میں
کذب میں قبح ذاتی
ہو اور اگر عقل کو
حاکم مستقل گردانا
جیسا کہ معتزلہ
اس کی مصلحت
کیواسطے حسن و قبح
کر لیا سو اس
صورت میں لازم آیا
کہ حسن اور قبح دونوں
ایک حالت میں
جمع ہو جاویں ۱۱

جسوقت یہ مقدمہ مجہد ہو چکا پس جانا چاہیے کہ ہر حرف کے واسطے ہجا کے حرفوں میں سے باعتبار ہیئت کے اور مخارج کے یعنی جس جگہ سے وہ حرف نکلتا ہے اور باعتبار نکلنے آواز اُسکی کے اور تاخیر اُسکی کے بیچ سننے والے کے ساتھ قبح اور حدت کے اور مانند اسکے کہ قراؤ کے عرف میں اسکو صفت حرف کی کہتے ہیں ایک حالت بسیطہ اجالی ہے کہ واضح نے وقت وضع کے ترکیبات متعلقہ میں اسی کا اعتبار کر کے لفظوں کو جد سے جد سے معانی کے واسطے

وضوح کر دیا ہے اور علمائے متفق نے مثل نام راغب اصفہانی وغیرہ نے اُن جالتون کو قوت
ذکا کے ساتھ دریافت کیا ہے اور وہ حالت بسیطہ پہ استعمال واضح کے فقط خصوصیات
ترکیبیہ سے نہیں الی البتہ عقل کو ممکن ہے کہ اُس حالت کو خصوصیات ترکیبہ سے اخذ کر کے
ساتھ نظر دقیق کے مبین کرے اور اُس سے ساتھ کسی کیفیت کے کیفیتوں معلوم اپنی سے تعبیر
کرے جیسے کہ تعبیر موسیقی والون کی الحان نغمات کو ساتھ صورت اور اوقات کے اور جیسے کہ
حکایت اہل نجوم کی مطابق کرنا کواکب کا اوپر اقسام کائنات کے اور اس معنی کو حضرت
سلطان العارفین خلاصہ حکماء و متاہدین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز
نے آخر کتاب خیر کثیر میں کہ ملقب بخرائن حکمت ہے شواہد اور دلائل کے ساتھ تفصیل فرمائی ہے
اور پہلے آخر کتاب فوز کبیری فی علم التفسیر کے جعفر کہ تفسیر مقطعات قرآنی میں کام آوے کفایت کی
ہے جیسا کہ عبارت سراسر بتاریخ انکی کتاب فوز الکبیر سے منقول ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں
خلاصہ اُس کا یہ ہے جاننا چاہئے کہ حروف ہجا کے کہ اصول کلمات عرب کے ہیں ہر ایک
کے واسطے ایک معنی بسیط ہیں کہ نہایت نزاکت سے تعبیر اُس سے سوائے رمز اجمالی
کے نہیں کر سکتے اسی جگہ سے ہے کہ بہت مادے الفاظ کے ایسے ہیں میں مناسبت رکھتے
ہیں کہ ہم معنای یا قریب المعانی ہوتے ہیں جیسا کہ اذکیا داہل ادب نے ذکر کیا ہے کہ جس
لفظ میں نون اور فاجمع ہوتے ہیں دلالت کرتا ہے اور پر معنی خروج کے کہ کسی وجہ سے
ہو مانند نصر اور نصرت اور نفع اور نفع اور نفق اور نفق اور غلو وغلو کے اور جس جگہ نا اور لام جمع ہو رہے
دلالت کرتا ہے اور پھر لے کے مثل فلق اور فلج اور فلیج اور قلند اور قلند کے اور اسی جگہ سے
ہے کہ اذکیا اہل ادب کے جانتے ہیں کہ عرب بہت جگہ ایک کلمہ کو اوپر کئی وجہ کے مکمل کرنے
میں ساتھ تبدیل حروف متقابلہ کے جیسا کہ وق اور دک اور لج اور لز یا بجملہ شواہد
اس امر کے بہت ہیں اور ہم کو اس جگہ مطلب فقط تنبیہ ہے اور یہ سب لغت
عرب کے ہیں اگرچہ عرب فتح ساتھ متقیح اسکیکے نہ پہنچیں اور نکات بھی معلوم نکردیں
جیسا کہ مفہوم تعریف جنکں ساتھ خواص ترکیب کے اگر کو کسی عرب فتح سے دریافت کرے
تو اوپر متقیح حقیقت اسکیکے قادر ہو ہر چند کہ اپنے برتاؤ میں برتنا ہے پھر بار یکی کو

ساتھ اُلو دگی کے دوسری بار پھر اُلو دگی میں آیا اور متعین ہوا اور تیسری بار بھی ایسا ہی
 اور یہ کتاب ہے علموں سے کہ سبب قباختوں بنی آدم کے بار بار اُن میں صدمے آگئے ہیں
 اور یہ بات سچی ہے ساتھ قصوں انبیاء و اُلو باتوں اُنکی کے کہ کئی کئی دفع وقوع میں آئیں اور
 ساتھ سوال اور جواب مکرر اُنکی اور طرّا اور صداد و نون عبارت میں اُس حرکت سے کہ صعود کرے عالم
 ناپاک سے طرف عالم پاک کے مگر یہ طادالت کرتی ہے اوپر بزرگی اور بڑائی یا اُلو دگی اور
 ناپاکی اُس متحرک کے اور صداد و دالت کرتا ہے اوپر صفائی اور لطافت کے اور سین
 دالت کرتا ہے اوپر سرایان کے اور متلاشی ہونے اور پھیل جانے کے بیچ تمام جہان کے
 پس طہ مقامات انبیاء کے ہیں کہ آثار متوجہ ہونے اُنکیکے ہیں طرف عالم اعلیٰ کے کہ صورت غیبی
 پیدا کی ہے اس ظالم میں ساتھ بیان اجمالی کے اور تذکر ہونے کے کتابوں میں اور مانند
 اُسکے اور حم مقامات انبیاء کے ہیں کہ آثار حرکتوں فوقانیہ اُنکی کے ہیں کہ پھیلے ہوئے
 ہیں اس عالم ناپاک میں اور پر اُگندہ ہو گئے ہیں جہان میں اور حاوی ہا ہے کہ
 جسکے معنی بیان کئے گئے مگر جو چیز روشنی اور ظہور اور تمیز رکھتی ہو اُسکو حا کے ساتھ تعبیر
 کرتے ہیں پس معنی حم کے ایک اجمال ہے نورانی اور روشن کہ مل گیا ساتھ اُلو دگیوں
 اس عالم کے کہ وہ عقائد جھوٹے اور اعمال کھوٹے ہیں اور یہ کُنایت ہے رو کرنے قولوں اُنکی
 سے اور ظاہر ہونے حق کے سے بیچ شہادت اور مناظرات اور عادات اُنکی کے اور عین
 دلالت کرتا ہے اوپر ظاہر اور روشن ہونے اور متعین ہونے کے اور قاف مثل میم کے دلالت
 کرتا ہے اوپر اس عالم کے لیکن قوت اور شدت کی جہت سے اور میم دلالت کرتی ہے اوپر
 اس عالم کے باعتبار جمع ہونے صورتوں کے اُس میں اور انبوہ ہونے اُنکی کے پس
 عشق مراد حق سے ہے کہ روشن ہے اور پھیلا ہوا ہے جہان فلیظہ اور مکدر میں اور
 نون عبارت ہے اُس نور سے کہ تاریکی میں ظاہر اور پر اُگندہ ہوا مانند اُس حالت کے کہ
 وقت صبح صادق کے یا نزدیک غروب سورج کے ہوتی ہے اور یا بھی ایسی ہی ہے مگر
 یہ کہ یا میں نورانیت کمتر سمجھی جاتی ہے نسبت نون کے اور تعین کمتر ہے بہ نسبت
 باکے پس یا کُنایت اُن معانی سے ہے کہ عالم میں پھیلے ہوئے ہیں اور ص ایک ہیست

ترجمہ تفسیر عربی

حق و ظاہر پھر بھی

میں نے ساری

چیزیں بندوں

کے آرام کے لئے

پیدا کر دیں اور

جودت کے مناسب

سارا بندوبست

دست فرمادیا

کرتا ہے اور

بندے جو رکھ

درو میں مبتلا

ہو جاتے ہیں یہ

بھی اُسکا کمال

لطف و کرم ہے

اس سے بندے

کے لئے نہ معاف

کرتا ہے یا دیکھ

بندہ کرتا ہے

یا اور کسی

تفسیر خطیبی

کی اصلاح کرنا بہت
جیسے والوں و سامع
کی تیس اور اصلاح
اور طبیعت کی ادوی
دوا یا دھون اور آوازرہیدہ ہر فن کی
چیز ہر کام کا کوثرمیک کی زبان پر
مست انصاف کےدن کا مالک ف
ہر ہنر اللہ سے ہردن کا مالک ہے
گر انصاف کا دن
کچھ ایسا دن ہوگاکہ اس دن یہ عجازی
نسبت جیسے دنیا میں
ملک عرب۔ سلطاناوم کا۔ اور ملک
جبر

ہے کہ پیدا ہوئی وقت متوجہ ہونے انبیاء علیہم السلام کے طرف پروردگار اپنے کے خواہ
جلی ہو خواہ کسی اور قاف قوت اور شدت اور شکستگی ہے کہ سچ اس عالم کے متعین
ہوئی جیسا کہ کوئی کہے جائے اناخت قصد میرے کی یہ ہیئت ہے کہ اس عالم میں پیدا
ہوئی ہے واسطے شکستگی اور صدمے کے اور ک مثل قاف کے ہے مگر یہ فرق ہے کہ قوت
کے معنی اس میں قاف کی نسبت سے کمتر سمجھے جاتے ہیں پس معنی کبھی بعض کے عالم ناپاک
ظلمانی کہ متعین ہو گئے اُس میں علوم نورانی اور غیر نورانی نزدیک رجوع کرنے کے طرف
پروردگار اعلیٰ کے مجمل کلام یہ ہے کہ معنی ان کلمات کے بطریق ذوق سمجھائے گئے اور
ان معانی اجمالہ کو بجز ان کلمات کے کہ تحریر میں آئے اور کچھ تقریر کرنی ممکن نہیں ہر چند
کہ یہ کلمات پورے پورے سچ میان کہہ اسکی کے نہیں پہنچتے بلکہ بعض وجہ سے
بیان کرتے ہیں اور بعض وجہ سے نہیں بیان کرتے والہ اعلم بالصواب تمام ہوئی تقریر
فوز الکبیر کی اور شیخ کبیر اور شیخ صدر الدین قونوسی رح کے دور سالے ہیں در بیان معانی
اجالیہ ان حروف کے اور ان رسالوں میں قریب انہیں مضامین کے کہ ذکر کئے گئے مذکور
فرمایا ہے مثلاً ایک رسالہ میں فرماتے ہیں الالف کل قیمر محیط مستقل بما ہو مقام
به کاد و عیسیٰ علیہما السلام والکعبۃ الامر کل و صلاۃ تستقل بالایصال لما
یقصد له کالو سل المستقلۃ الیم کل تمام فی بمقصداۃ کالضاک والارض
و علی ہذا القیاس رسالہ دوسرے میں فرماتے ہیں الالف غیب واحاطۃ اللہ وسع و
صلۃ فی لطف الیم تمام اظہر مثال حس و علی ہذا القیاس اور نزدیک علماء جفر کے
ایک طریق جدا ہے سچ بیان مناسبات ان حروف کے ساتھ ارکان اس عالم کے اور
وہ طریق موقوف اوپر شکون خطیہ ان حروف کے ہے حاصل یہ ہے کہ حروف ہجاء کے معانی
اجالیہ ہونے اور باعتبار ان معانی کے حقیقی کلیہ کے ساتھ مناسبت ہونی ایک امر
ناما گیا ہے نزدیک اہل کشف اور تحقیق اور اہل اشتقاق اور تصریف کے اگر ظاہر میں
متکلمین اور فقہا انکار اسکا کریں حساب میں داخل نہیں اور جو کچھ قدامت مفسرین
سچ تحقیق ان مقطعات کے منقول ہے پس کل سولہ قول میں قول اول یہ ہے

کہ یہ جزوف اسرار محبت کے مین کہ اور ون سے پوشیدہ کر کے پیغمبر حبیب اپنے کو صلے اللہ علیہ وسلم نشان دے دیے کہتے ہیں کہ القاطب بالمخوف المفردة سنة الاجاب فان سر الحبيب مع الحبيب يجب ان لا يطلع عليه الوقيب اور اس قول کی تائید کی ہے ساتھ ہی چیز کے کہ حضرت امیر المؤمنین ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فی کل کتاب سر و سر القرآن و اثل السود اور ساتھ اس چیز کے کہ حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ لکل کتاب صفق و صفق هذا الکتاب و فی التہجی اور یہ بھی کہا ہے کہ عالم منزہ دریاے بے پایاں کے ہے کہ اس سے نہر جاری کی ہے اور اس نہر سے ایک اور چھوٹی نہر اور اس چھوٹی نہر سے ایک نالی نکالی ہے اگر نہر کو کہیں کہ تمام پانی دریا کا اٹھالے نہیں اٹھا سکتی ہے اسی واسطے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے انزل من السماء ماء فسالک و دیر بقدر ہا پس دریاے بے پایاں علم کا خدا کے پاس ہے اور اس دریا سے بڑی بڑی نہریں مختلف پیغمبروں علیہم السلام کو عنایت ہوئیں اور ان بڑی نہروں سے چھوٹی چھوٹی نہریں بڑے بڑے عالموں کو پہنچیں اور ان عالموں کی نہروں سے نالیان عوام الناس کی طرف بقدر استعداد کے پہنچتی ہیں اور جو شے کے مرتبہ کا ہوگا اوپر والے کے مرتبہ کا تحمل نہ ہو سکے گا اسی واسطے اخبار میں وارد ہوا ہے کہ العلماء سر الخلق کوسر و الانبیاء کوسر و الملئکة کوسر و الله تعالیٰ من بعدک کلہ سسر پس علماء کو ممکن نہیں کہ خلفا کے اسرار پر مطلع ہوں و علی ہذا القیاس اور سبب اسکا یہ ہے کہ ضعیف عقلمین اسرار قویہ کا تحمل نہیں کر سکتی ہیں چنانچہ بیانی چرکا و ڈ کی تحمل نور آفتاب کا نہیں رکھتی اور یہ قول شعبی سے منقول ہے کہ اس سے ان حرفوں کے معنی سے سوال کیا تھا انہوں نے کہا تھا خدا لاہ تعالیٰ فلا تطلبوا ہا یعنی یہ بعید اللہ تعالیٰ کا ہے پس نہ طلب کرو تم اسکو اور وہ کہ بیچ رو اس قول کے کہا ہے کہ اگر متعذرہ ایسا ہو قرآن معلوم المعنی نہو یعنی اس کے معنی معلوم نہوے پس جواب اسکا یہ ہے کہ فائدہ نزول قرآن کا منحصر اس میں نہیں کہ سب جگہ معانی اس کے سمجھے جاویں بلکہ بہت جگہ ایسی ہیں کہ فقط ان کے اوپر ایمان مطلوب ہوتا ہے جیسا کہ تمام مشاہدات میں یہی معنی مطلوب میں موافق نص کے و ما یعلم تا و یلہ الا اللہ الے قولہ

مخفیہ

باز شاہ جنس

و فیہ فیہ کمال

و ہے اس دن

ایسی نسبت بھی

نہیں

چراغی

شعبی سے منقول

پہنچتے ہیں

نعت میں

کے معنی ذیل

ہونے کے میں

اور شیخ میں عبارت

ایسی بات کو کہتے

میں جس میں

کمال و سبکی

معبت اور پے

سے کا ڈ اور

ماجنی طاہرہ

و فیہ

کل من عند ربنا اور جیسا کہ افعال تکلیف ہاں تشریع میں دو قسم آئے ہیں یعنی اس میں سے اس
قبیل سے ہیں کہ وجہ حکمت اس میں ظاہر ہے مثل نماز کے کہ تواضع معبود کی ہے اور شکر
منعم کا اور روزہ کہ توڑنا نفس کا اور قہر شہوت کا ہے اور زکوٰۃ کہ روا کرنی حاجت مسکینوں کی
اور دور کرنی خصلت بخل کی ہے اور بھٹے اس قبیل سے ہیں کہ بالکل وجہ حکمت کی اس میں
ظاہر نہیں ہوتی ہے مثل اکثر افعال حج کے اور تکلیف ساتھ دونوں قسم کے واقع ہے تاکہ بسبب
فرمان برداری اس تکلیف کے مکلفین میں ہر مرتبہ کمال اپنے کے ترقی کریں بلکہ کمال فرماں برداری
کا قسم دوسری میں زیادہ ظاہر ہوتا ہے ایسا ہی قرآن شریف کی جگہوں میں بھی دونوں قسم
آتھی ہیں تاکہ قوت ایمان کی دوسری قسم میں زیادہ ظہور کرے قول دوسرا یہ ہے کہ یہ
حروف مقطعہ نام سورتوں کے ہیں اور یہ مذہب اکثر متکلمین کا ہے اور خلیل اور سیوہ نے
بھی اسی کو اختیار کیا ہے قول تیسرا یہ ہے کہ یہ حروف اسماء الہی ہیں اور یہہ قول
ابن مسعود اور صحابہ کبار رضی اللہ عنہم سے مروی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی
منقول ہے کہ اپنی دعائیں فرماتے تھے یا کھیل بعض لکھنصق اور قریب اسی کے یہی قول کہ یہ
حروف اسماء الہی کے اجزاء ہیں بعضی جگہوں میں ترکیب ہمارے تین ممکن ہے مثلاً الرحمن
نون کو جمع کریں الرحمن نکل آیا اور بعضوں میں ہکو ترکیب ممکن نہیں اور یہ مروی ہے حمید
بن جیسر سے قول چوتھا یہ ہے کہ یہ حروف نام قرآن کے ہیں اور یہی ہے مذہب کلیبی
اور سدیی اور قتادہ کا رضی اللہ عنہم قول پانچواں یہ ہے کہ ہر حرف حروف مقطعہ کا
بطریق اشارہ کے دلالت کرتا ہے اوپر ایک اسم کے اسماء الہی میں سے مثلاً الم میں ا ل م اشارہ
طرف احد اور اول اور آخر اور انلی اور ہادی کے ہے اور لام اشارہ طرف لطیف کے
اور میم اشارہ طرف ملک کے اور حمید کے اور منان کے اور کسب بعض میں کاف اشارہ ہر طرف
کافی کے اور ہا طرف ہادی کے اور ہر گاہ کہ یا سے شروع کسی اسم الہی کا نہیں اس واسطے
اسکا اشارہ طرف سہ بات کے کیا جاتا ہے کہ ہو یٰ یٰ یٰ یعنی اللہ تعالیٰ پناہ دیتا ہے مظلوم کو
اور عین طرف عالم کے اور صا و طرف صادق کے اور بھی کاف طرف کبیر اور کریم اور عین
اشارہ طرف عزیز اور عدل کے ہو سکتا ہے ابن عباس سے یہی قول پانچواں منقول ہے

تفسیر غزالی
اسی واسطے اللہ تعالیٰ
کہ یہ ساری حروف
میں علامت کی حکمت
سے زیادہ اور
کوئی غفلت تفسیر
نہیں۔ اللہ تعالیٰ
نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
کو اس کے کلمات
عزت کے مقامات
میں فہم الہی کی
صفت سے مذکور
فرمایا ہے کیونکہ
ہم سب کے قریب
اس سے ہر طرف
کوئی کمال نہیں
دیکھتے مگر اس
میں آیتوں کے
پہلے ملک
اللہ تعالیٰ

لیکن صحابہ رضہ کبھی ان حروف سے صفات مرکبہ بھی مستنبط کرتے تھے مثلاً بیچ الم کے انا
 انداعلم کہتے تھے اور بیچ الف لام میم صاد کے انا انداعلم وافصل اور بیچ ال کے
 انا اندا اری اور محمد بن کعب قرطی صفات افعال کی ان حرفوں سے نکالتا تھا اور
 کہتا تھا الف الم اندا اور لام لطف الہی اور میم مجد اسکا ہے قول چھٹا یہ ہو کہ الف مافوذ
 اند سے ہو اور لام جبرئیل سے اور میم محمد سے یعنی اند نے اس کتاب کو بواسطہ جبرئیل
 علیہ السلام کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بھیجا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ الف انا
 اور لام لی اور میم منی یعنی تمام عالم میں ظاہر میں ہوں اور ہر چیز ملک اور خلق میری ہے
 اور مجھ سے پیدا ہوئے قول ساتواں عبدالغیر بن یحییٰ نے کہا ہے کہ طریقہ تعلیم الکو
 کا یہ ہے کہ اول انکو مفردات حروف ابجد کے جدے جدے تعلیم کرتے ہیں بعد اس سے
 مرکبات سکھاتے ہیں اور حروف مقطعه کے لئے میں اشارہ طرف اسی طریقہ کے
 ہے کہ سبب انکے تعلیم مفردات کی طرف پہلے اشارہ ہو گیا اور بعد اسکے مرکبات کا مرتبہ
 ہی قول اٹھواں قطرب نحوی کہتا ہے کہ لغار نے جوقت اس قرآن کو سنا استہزا اور کلام
 لغو کرنے لگے اور اچھی طرح سنستے بھی تھے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے وقال الذین
 کفرم والاسمعوا لہذا القرآن والغوا فیہ حق تعالیٰ نے بعد اسکے ان حروف مقطعه کو نازل
 فرمایا تاکہ انکو عجیب الفاظ جانکر سنیں اور کان لگاویں اور اس جہت سے معنی قرآن کے اُلکے
 و لیر نہ نشین ہوویں اور انکو فائدہ ہو جاوے گو کہ انکو اس بات پر اطلاع نہ ہو قول
 نواں مبرونے کہا ہے کہ لانا ان حروف مقطعه کا بیچ وائل بعضی سورتوں کے واسطے
 بیدار کرنے اور ناگاہ کرنے کافروں کے ہے بیچ وقت معارضہ کے کہ دیکھو تم اس قرآن کو
 کہ جن حرفوں سے تم کلام اپنے کو مرکب کرتے ہو ہم نے بھی کلام اپنے کو انہیں حرفوں سے مرکب
 کر کے نازل فرمایا پس اگر یہ کلام ہمارا انہیں تم سب کو واسطے عاجز نہ ہوئے مقابلہ اسکے ہی قول
 وسوان ابو العالیہ نے کہا ہے کہ یہ حروف بحساب ابجد کے اشارہ طرف اجلون اور دوتون
 انکلا بات عمدہ اس امت کے ہے کہ بعضی اُن سے معلوم ہیں اور بعضی اُن سے معلوم نہیں اور اسی
 قول کی تائید کرتا ہے وہ کہ بخاری بیچ تاریخ اپنی کے اور ابن جریر بیچ تفسیر اپنی کے

تفسیر حلیہ
 کی بنا وصفت
 میں شغل تھا
 اسلئے اس سے
 جانب تھا کیونکہ
 جسکی نظر اند
 تعالیٰ کی نعمتوں
 اور انبی ذات
 وغیرہ پر تھی
 اب جبکہ اس کی
 صفات نبوی
 حاصل گئیں تو
 غیبت کے بدلے
 حضور ہی حاصل
 ہو گئی اور نعمت
 سیل ف سے
 نعمت والے
 کی جانب توجہ
 ہوا اور خطاب
 کا مرتبہ پایا پھر
 نوا جا کہ تفسیر

سند ضعیف کے ساتھ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور وہ جابر بن عبد اللہ سے کہ ایک دن
 ابو یاسر بن اخطب ساتھ ایک جماعت یہود کے آنحضرت کے پاس کو گذرنا تھا سنا کہ آنحضرت
 علیہ السلام اول سورہ بقرہ کا پڑھتے ہیں پھاگا ہوا دو برو بھائی اپنے کے کہ نام اسکا جی بن
 تھا گیا اور کہا کہ آج میں نے ایک چیز عجیب محمد سے سنی ہے کہ کتاب الہی میں لفظ الم کا پڑھتے تھے جی نے کہا
 تو زاپنے کا نون سے سنا کہا ہاں جی اٹھا اور ایک جماعت علمائے یہود کی ہمراہ لیکر گئے آنحضرت
 کے آیا اور کہا کہ ان حرفوں کو جبریلؑ پاس تمہارے اللہ کی طرف سے لایا ہے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں جی نے ہمراہیوں اپنے سے کہا کہ کسی پیغمبر کو پہلے پیغمبروں سے مدت
 حکومت اپنی کی معلوم نہیں ہوئی اس پیغمبر کو کس واسطے اوپر اس مدت کے آگاہ کیا پھر طرف
 ہمراہیوں اپنے کے متوجہ ہو کر کہا کہ شمار کرو تم الف ایک ہے اور لام تیس اور میم چالیس
 پس مدت اس دین کی تمام ستر اور ایک برس ہے ایسے دین کو کہ جسکی تحوڑی سی مدت ہو
 کس واسطے قبول کریں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان حرفوں کے اور
 حرف بھی تیرے اوپر اترے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں انص کا یہ مدبیری
 ہے ایک سو کٹھ برس ہوتے ہیں پھر پوچھا کہ اور بھی تمہارے پاس ہے آنحضرت علیہ السلام نے
 فرمایا الروا المر جی نے کہا کہ یا محمد تو نے اوپر ہمارے کام کو خط کیا نہیں جانتے ہم کہ مدت
 رواج ملت تیری کی کم ہے یا زیادہ اور جوقت اٹھ کر گیا یارون اپنے سے کہا کہ شاید
 یہ مدتیں امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے جمع کر دی ہوں لیکن دور اور
 انقلابات احوال امت اُسکیے ان مدتوں میں رنگ برنگ ہوتے ہیں اُسکے ہمراہیوں
 نے کہا کہ اب تک حال نہ ٹھکا کچھ معلوم نہوا کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے بعد اس قصہ کے
 یہ آیت بھیجی ہوا الذی انزل علیک الکتاب منه آیات محکمات لعلکم تہتذلون
قول گیارھوان وہ ہے کہ یہ حروف دلالت اوپر انقطاع ایک کلام کے اور ابتداء کلام
 دوسرے کے کرتے ہیں اس واسطے کہ عرب کا یہی قاعدہ ہے جب دوسرے کلام کے شروع
 کرنے کا ارادہ ہوتا ہے درمیان پہلے اور پچھلے کلام کے کسی اور شے علیحدہ کا ذکر کرتے
 ہیں تاکہ سننے والوں کو معلوم ہو کہ اب اور کلام شروع ہوگا **قول بارھوان**

تفسیر صلی
 ہول پڑا پڑا خاص
 کر کا جی کو ہم دی
 ہو پڑا جی کو ہم دی
 ہے کہ ابتداء و جبر
 کی تفسیر کا لاء
 اور میں یہ
 تفسیر ظاہر اور
 باطن دونوں کے
 ساتھ متعلق ہوتا
 ظاہر کے ساتھ
 ہے جیسے زبان
 سے اُسکی یاد کرنا
 قرآن پڑھنا
 اُسکی تفسیر
 را لا اللہ فخرہ اور
 دعائیں پڑھنا
 صلے دعا کرنے
 رہنا لکھتے
 شریفان قرآن
 کو بزرگوں کو

یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ان حروف کے ساتھ قسم کھائی ہے اور حرف قسم کا محذوف ہے جیسے کہ اور چیزوں کے ساتھ بیچ اوائل دوسری سورتوں کے قسم کھائی ہے اور واقع میں یہ حرف شرافت رکھتے ہیں کہ بسبب اس شرافت کے قابل قسم کے ہیں اس واسطے کہ اصول لغات کے میں اور بسبب ان کے تعارف مافی الضمیر آدمیوں کا حاصل ہوتا ہے اور مادے ذکر الہی کے میں اور اصول کلام اللہ تعالیٰ کے اور خطاب اس کے طرف بندوں کے قول تیرھواں الف اشارہ ہے طرف ہمت کے اس کے اوپر شرافت کے بیچ ابتدا و سلوک کے جیسا کہ فرمایا ہے ان الذین قالوا ربنا الله ثم استغنا ص ۱ اور لام اشارہ ہے طرف اس چیز کے کہ وقت مجاہدے کے حاصل ہوتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے والذین جاهدنا فلما هدینہم سبلنا اودیم اشارہ ہے طرف اسکے کہ بندہ بیچ مقام محبت کے مانند دائرہ کے پھر تا ہے کہ نہایت اسکی عین ہدایت اسکی کا ہوتی ہے جیسا کہ کسی عارف نے فرمایا ہے پیوستہ نہایت در آخر ہدایت شود مد جو شاگرد و مدرسین تاب ہون قول چودھواں وہ کہ الف کہ حلق کی جڑ میں سے نکلتا ہے اور لام زبان کی طرف سے کہ درمیان خارج کا ہے اور میم لب سے کہ آخر مخرجون کا ہے اشارہ اس طرف ہوا کہ ابتدا کلام بندہ کا اور درمیان اور اخیر اسکا چاہئے کہ ذکر اللہ ہو قول پندرھواں وہ کہ الی علامت تعریف کی ہے اور میم علامت جمع کی گویا اشارہ فرماتے ہیں کہ نزول قرآن کا واسطے تعریف تمام آدمیوں کے ہے تاکہ احکام الہی کو اپنے حق میں جانیں اور مرضیات اور نامرضیات اسکی کو پہچانیں قول سولھواں لانا ان حروف مقطعه کا ادا کل سور میں واسطے ثابت کرنے اعجاز کے ہے اس واسطے کہ تمام حروف کے نام سولہ لکھنے اور پڑھنے کے نہیں پہچانے جاتے امی محض کہ کبھی مکتب میں نہ بیٹھا ہوا سکونام حروف کے بالکل معلوم نہیں ہوتے البتہ نفس حروف کے ساتھ کلام کرتا ہے پس جسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بغیر پڑھنے کے ان اسموں کو ذکر کریں یقین حاصل ہو کہ بسبب وحی کے معلوم کیا ہے خصوصاً جب غور سے نظر کیا ہو تو ظاہر ہوتا ہے کہ بیچ لانے ان حروف کے اس قدر دقیقے اور نکتے رعایت کئے گئے ہیں کہ عربیت کے جاننے والے کہ ماہر ہوں انکو بھی ایسی رعایت کرنی ممکن نہیں مگر ان وقائع کے یہ ہے کہ حروف مقطعات کے چودہ ہیں کہ حروف تہجی کی نسبت سے آدھے ہیں اگر

تفسیر خلیلی

دیکھنا اور تفسیر

سبب بابت کنار

کان ہے

قرآن اور اللہ

کا ذکر وعدہ و

نہیچن شستہ و

دفعہ اور باطن

کے ساتھ جیسے اللہ

کی آیتوں میں

نشانیں میں

غور و فکر قرآن

کے معنی سمجھنا

پسب عقل

سبب عبادت ہے

نفس کی

عبادت یہ ہے کہ

خدا کی خوشی

کے واسطے اپنی

خواہش کو رکن

اور مصیبتوں پر

الف کو بعد اعراف شمار کیا جاوے اور انیس سو تون میں انکو لائے کہ حروف ہجا کے اسی قدر ہیں
اگر الف کو بھی حرف علیحدہ شمار کریں پس آدھے نام حروف کے تمام مسمیات کے عدد میں لانا اشارہ
اس حرف ہے کہ الف کو ہمزہ کے ساتھ شراکت تمام سے فرق انکے در بیان میں سکون اور حرکت
کا ہے اور مجملہ انکے یہ ہے کہ بیچ لانے ان حروف کے اشارہ حرف جمع اقسام حروف کے ہر نصف
نصف بر قسم کا لائے ہیں مثلاً حروف دو قسم ہیں مہموسہ اور مجہورہ مہموسہ حروف مستثنیٰ نصف
کے ہیں کر ان دس حروف سے ماور یا اور صاد اور سین اور کاف کہ نصف حقیقی انکا ہے مقطعات وائی
میں وارو ہے اور حروف مجہورہ سے بھی نصف حقیقی یا نصف اقل مذکور ہے اور وہ یہ ہے لام اور
نون اور یا اور فاف اور طاف اور عین اور ہمزہ اور میم اور را اور سی حروف دو قسم ہیں شدیدہ
اور رخو شدیدہ آٹھ حرف ہیں ہمزہ جیم وال تا طا یا قاف کاف اور نصف ان حروف کا
کہ الف اور قاف اور طاف اور کاف ہے ان مقطعات میں مذکور ہے اور میں حروف رخو کہ باقی
میں انہیں سے دس حرف مذکور ہیں حامیم سین عین لام یا نون صاد را یا اور بھی حرف
دو قسم ہیں مطبقہ اور منفقہ مطبقہ کہ چار حرف میں صاد اور ضاد اور ظا اور ظا نصف ان کا
مذکور کیا ہے کہ صاد اور ظا بھی اور باقی حروف منفقہ سے نصف انکا ذکر کیا کہ بارہ حرف ہیں
اور حروف قلعہ میں سے کہ پانچ حرف ہیں قاف وال طا یا جیم نصف اقل ذکر کیا کہ قاف
اور ظا بھی تاکہ اشارہ ہو طرف قلت ان حروف کے بیچ کلام عرب کے اور دو حروف لین کہ واو
اور یاء میں یا کو اختیار فرمایا ہے اس واسطے کہ نقل سکاد او کے نقل سے کم ہے اور حروف مستعلیہ سے سات
میں قاف اور صاد اور ظا کو کہ نصف اقل ہے اختیار فرمایا ہے اور خا اور عین اور ضاد اور ظا
کو ترک کیا اور حروف مخفضہ سے کہ اکیس حرف باقی ہیں نصف اکثر کو کہ گیارہ حرف ہیں ذکر فرمایا
اور حروف ہل سے کہ گیارہ حرف ہیں موافق مذہب سیمویہ کے الف اور جیم اور وال اور طاف
اور داو اور یا اور تا اور میم اور نون اور یا اور ہمزہ نو حرف کہ نصف اکثر ہے ذکر
فرمائے ہیں اور ان حروف سے کہ اپنی مثل میں مدغم ہوتے ہیں اور بیچ قریب الخرج اپنی کے
مدغم نہیں ہوتے اور وہ پندرہ حرف ہیں ہمزہ اور یا اور عین اور صاد اور طاف اور میم اور یا
ذکر کیا کہ نصف اقل انکا تھا ہمزہ اور خا اور عین اور ضاد اور فاف اور ظا اور سین اور ز اور داو

لہذا اشارہ یا
انہیں نصف میں ۱۶
سکے انکے
میں سے بعد انکے
پانچ کے جو میں
سے ۱۶

تیرہ بنائین میں دس واسطے اسم کے مثل فلفس کت عضد جبر عنب ابل فضل صد عنق اور تین
 واسطے فعل ماضی کے مانند نصر اور علم اور شرف کے اور ترکیب چار گانی دو جگہ دار دفرائی الموملص
 اور ایسے ہی ترکیب خماسی کو بھی دو جگہ دار دفرائیا کینبخص جمع عنق تاکہ اشارہ ہو طرف بہت
 کے کہ ہر ایک ترکیب رباعی اور خماسی کی دو قسم ہیں اصل جیسا کہ جعفر اور سرفصل اور ملحق
 جیسا کہ فردو اور جحفصل اور واسطے انہیں اشاروں کے ان حرفوں کو اوپر کی سورتوں کے جدا جدا کر
 فرمایا ہے اور ایک جگہ اول قرآن میں جمع کر کے ثلاث والسا اعلم بسم الله الرحمن الرحيم الحمد
 یعنی اصل لازم الاتباع حکم کے منکرون کے واسطے معجزہ ہے اور دلیل پکڑنے والوں کو مفید کہ بڑے بڑے
 مطلوبوں کے واسطے ساتھ ولیکون روشن کے ثابت کر نیوالی ہے اور بہت دایمہ کو دور کرنے والی
 ذلک الکتاب یعنی وہ کتاب ہے کہ سبب بلند درجہ کمال اپنے کے اور وقت اسرار اور دقائق
 اپنے کے دہم اور فہم سننے والوں کے سے غائب اور جولا نگاہ فکروں اور نظروں سے دور ہے اسی
 واسطے اسکے حق میں لفظ ذلک الکتاب کہا کہ معنی اسکے وہ کتاب ہیں کہ دلالت اوپر دور ہونے کے
 کرتا ہے اور اس طرح نہ کہا کہ ہذا الکتاب کہ معنی اسکے یہ کتاب ہیں کہ دلالت اوپر نزدیک کے کرتا ہے
 اس جگہ جاننا چاہئے کہ اصول احکام دین کی چار چیزیں ہیں کتاب اور سنت اور جماع اور قیاس
 اس واسطے کہ بعض احکام دین کے کتاب سے ثابت ہوئے مثل نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور حرام ہونا
 خنزیر کا اور حلال ہونا گاؤ اور مانند اس کیلئے اور بعض احکام قول اور فعل اور جہیز کے سے کہ اس کی سنت کہتے
 ہیں ثابت ہوئے جیسا کہ نماز جنازہ کی اور حرمت گدھے کی اور خچر کی اور مانند اسکے اور بعض حکم جماع
 مجتہدین سے ثابت ہوئے مثل حرمت بیع لوطی کے کہ مالک اپنے سے اسکے اولاد ہوئی ہو اور حرمت
 جمع کرنے دو بہنوں کے کہ اس کی ملک میں ہوں واپس کرنے میں اور بعض احکام ساتھ قیاس ظاہر
 کے کہ غیر مخصوص کو مخصوص پر قیاس کیا ہو مثل حرمت سود لینے کے میں اور شکون میں کہ ظاہر
 میں ملحق سونے چاندی کے ساتھ ہوتے ہیں اس باب میں لیکن جو اصل کہ لازم اور حکم ہے سو سے
 کتاب کے دوسری شے نہیں اس واسطے کہ قیاس کے واسطے ایک مستند چاہئے کہ مقیس علیہ میں اسکے
 سبب حکم شرعی ثابت ہوا ہو اور مستند قیاس کا یا کتاب ہی یا سنت یا جماع اور اطلاق بھی زیادہ اصل
 نہیں اس واسطے کہ جماع نام اُس قیاس کا ہے کہ سب مجتہدین نے اسکے اوپر اپنا قیاس پہنچایا پس اس کی

تیسرے غیبی
 زکات پانا
 اور کس کو دینا
 یہ ہے کہ کس کی
 معرفت میں دینا
 بہنا اور مال
 کے متعلق یہ ہے
 کہ زکوٰۃ صدقہ
 خیرات دینے
 بہنا اس بیان
 سے بخوبی معلوم
 ہو گیا کہ اپنے
 تاحی بن اور
 ظاہری اور باطنی
 قوا کو اس کی راہ
 میں اور اس کی
 خوشنودی میں
 پلانا و یا عبادت
 یہی ہے (عزم)
 ان میں سے
 معنی کی ہے

اصول احکام دین کا مدار خزانہ دین ہے

واسطے بھی مستند ہوگا کتاب اور سنت سے اور سنت نام فعل اور قول پیغمبر کا ہے لیکن جب تک نبوت پیغمبر کی ثابت نہ ہوئی ہو قول اور فعل اس کا معتبر نہیں ہوتا ہے اور نبوت پیغمبر علیہ السلام کی ساتھ قرآن کے ثابت ہے کہ معجزہ ہمیشہ رہنے والا ہے پس حقیقت میں اصل محکم کہ اوپر ہر کسی کے خواہ مخواہ عامی لازم الاتباع ہے یہی قرآن ہے اور بس اور کتاب ہر چند اصل سخت میں مبنی کتب کے ہو کہ ہر کبھی ہوئی چیز کو کہتے ہیں چنانچہ لباس مبنی ملبوس کے لیکن بیچ اصطلاح شرع کے چنانچہ قرآن کے ساتھ ہو رہا تھا کہ اگر کہا جاوے کہ فلاں چیز کتاب میں ہے یہی سمجھا جاتا ہے کہ قرآن میں ہے اور قرآن کے سوا قرآن اور کتاب کے اور بھی بہت نام ہیں کہ خود قرآن میں مذکور ہیں مجملہ ان کے نام اسکا فرقان ہے کہ بیچ آیت تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ کے مذکور ہے اور وجہ تسمیہ اسکیے ساتھ فرقان کے دو چیز ہیں میں اول یہ کہ قرآن تفرقہ کرتا ہے درمیان حق اور باطل کے دوسرے یہ کہ نزول میں متفرق آیا ہے تیس برس میں آغاز سے انجام کو پہونچا اور انہیں ناموں سے نام اسکا تذکرہ اور ذکر اور ذکر ہے جیسا ان تینوں آیتوں میں تینوں نام مذکور ہیں وہ آیتیں یہ ہیں انہما الذکرۃ للثقیین اور ذکر فان الذکرۃ للثقیین اور وانہ لایکمل لک ولحق مک اور معنی مذکرہ اور ذکر کے یاد دلانے کے ہیں یعنی یہ قرآن بدو کو احکام الہی یاد دلاتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ذکر بمعنی شرف اور فخر کے ہے اور انہیں ناموں سے نام اسکا تنزیل ہے بیچ آیت وانہ لتنزل رب العالمین اور انہیں ناموں سے نام اسکا حسن الحدیث ہے یعنی بہترین باتوں کا بیچ آیت اللہ نزل الحسن الحدیث اور انہیں ناموں سے نام اسکا موعظہ ہے یعنی نصیحت بیچ آیت یا ایہا الناس قد جاء تکم موعظۃ اور انہیں ناموں سے نام اسکا حکم اور حکمت اور حکیم اور حکم ہے بیچ اس آیت کے وکن ذلک انزلنا حکما عینا اور بیچ آیت حکمۃ بالغۃ اور بیچ آیت یس والقرآن الحکیم اور بیچ آیت کتاب حکمت یا انہ اور انہیں ناموں سے نام اسکا تنفیذ اور تنفیذ ہے بیچ آیت ونزل من القرآن ما هو شفاء ورحمۃ للمؤمنین اور انہیں ناموں سے نام اسکا ہدایہ اور ہدایہ ہے بیچ اس آیت کے کہ ہدی للمتقین اور بیچ آیت ان هذا القرآن ہدی للتی ہی اقوام اور انہیں ناموں سے نام اسکا صراط مستقیم ہے بیچ آیت وان هذا صراط مستقیم اور انہیں ناموں سے نام اسکا جبل اللہ ہے بیچ آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً یعنی قرآن رسی خدا کی ہے مانہ مکند

تفسیر خلیلی

عبادت میں خرابی

بے عبادت میں

اخلاص بھی

شرع کے سوا

صلی اللہ علیہ

دار و سلم

فرمایا اسکو

یوں پوچھو

اسکو دیکھو

تو رہے ہو

نام نہاد نہیں

دیکھتے وہ تو کھو

دیکھو اسکا

نش و اکرام

تاریک اور بھی ہے

نہیں گس و جانتے

بہین

اسکے کو لادیا

تار عبادت کے

کی کہ اوپر بلند کوٹھے کے لگا دیوین تاکہ جو کوئی چاہے رسی کو ہاتھ میں پکڑے اور
ترقی حاصل کرے اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا روح ^{۱۲}یچ آیت وکن لک اوجینا الیک روحا
من امننا اسواسطہ کہ قرار ہر سبب زندگی روح رکاوٹ ہے جیسا کہ روح سبب زندگی بدلتی ہے
پس قرآن بمنزلہ روح روح کے ہوا اور انہیں ناموں سے ہے نام اسکا قصص حق ^{۱۳}یچ آیت ان
ہذا القاصص الحق ط اسواسطہ کہ جو کوئی قصہ کو بیان کرے کہ اے اکثر اخوار باطل بھی اسین
ملا دیتا ہے سوائے انہر کا نام اس کے کہ کوئی چیز سوائے حق کے اسین نہیں اور انہیں ناموں سے
نام اسکا بیان اور تبیان اور مبشیر ^{۱۴}یچ آیت ہذا یاکلنا ونبیانا لکم فی قرآن اور انہیں ناموں سے
نام اسکا بصائر ہے یعنی حجتیں روشن ^{۱۵}یچ آیت ہذا بصائر من ربکم اور انہیں ناموں سے نام
اسکا قول قصص ^{۱۶}یچ آیت انہ لقول فصل اور انہیں ناموں سے نام اسکا مجہم ہے ^{۱۷}یچ آیت
فلا اقم بواقع النجوم اور انہیں ناموں سے نام اسکا مشافی ہے اسواسطہ کہ اس میں نصے اور
خبرین اور وعدہ اور وعید کو ذکر کیا ہی ^{۱۸}یچ آیت متانی نقشہ منہ جلی اللہ یخشاہ بعد انہیں ناموں سے
نام اسکا متشابہ ہے اسواسطہ کہ ہر آیت اسکی متشابہ ہر آیت دوسری کے فصاحت اور بلاغت
اور اعجاز اور لطف اسلوب میں اور انہیں ناموں سے نام اسکا برہان ہے ^{۱۹}یچ آیت قد جاءکم
برہان من ربکم اور انہیں ناموں سے نام اسکا بشیر اور نذیر ہے ^{۲۰}یچ آیت قل انما نبیاء قد جئنا
بشیر او نذیر اور انہیں ناموں سے نام اسکا قیم ہے ^{۲۱}یچ اول سورہ کہف اور انہیں ناموں سے
ہر مہینے درمیان سورہ مائدہ کے ^{۲۲}یچ آیت فصل لما بین ین میں کتاب مہینا اور انہیں ناموں سے نام
اسکا نور ہے ^{۲۳}یچ آیت واتبعا النور الذی نزل معہ اور انہیں ناموں سے نام اسکا حق اور حق الیقین
ہے ^{۲۴}یچ آیت یا ایہا الناس قد جاءکم حق من ربکم اور ^{۲۵}یچ انہ لحن الیقین اور انہیں ناموں سے نام
اسکا عزیز ہے ^{۲۶}یچ آیت انہ لکتاب عزیز اور انہیں ناموں سے نام اسکا کریم ہے ^{۲۷}یچ آیت
انہ لقراں کریم اور انہیں ناموں سے نام اسکا عظیم ہے ^{۲۸}یچ آیت ولقل یتینا ک سبعاً من الشا والقراں العظیم
اور انہیں ناموں سے نام اسکا مبارک ہے ^{۲۹}یچ آیت کتاب انزلناہ الیک مبارکاً اور انہیں
ناموں سے نام اسکا نعمت ہے موافق تفسیر ابن عباس کے کہ نعمت کو ^{۳۰}یچ آیت واما بنعمۃ ربک
فخذ ث قرآن کے ساتھ تفسیر فرمایا ہے اور بیان ان ناموں کا انشاء اللہ تعالیٰ

تفسیر جلیل
سمیں سے کبھی
بجائے نہ بطلے یعنی
گویا نہ عین کرتا
یہ کہ باقی تیری
عبادت میں بھی
تیری مدد کار ہو
کیونکہ وہاں ایک
محبوب کی مدد ضرور
ہے ف فصل کا
دوسرے
اسلوب پر دو ہیں
کہ انکی بلور
بجھوسا کر یا جائے
اور یہ نہ سمجھنا کہ
حقیقت میں یہ
کلام یا یہ
فصل کے حکم سے
ہے حرام ہے
اور اگر نہ سمجھنا
دھیمان خدا کی طرف

بیچ مقام اپنے کے آوے گا اور یہ کتاب اس سبب سے اصل لازم الاتباع محکم ہوئی کہ کتب دینیہ
 یعنی کتب شریعہ کی اس میں گنجائش نہیں سبب اسکے کہ خود یہ کتاب اوپر مطلوبوں اپنے کے ولایت
 روشن قائم کرتی ہے اور شہادت کو ساتھ بیان ثانی کے دفع کرتی ہے پھر تائید کی گئی ساتھ اعجاز
 کے ہو کہ بیچ دور کرنے شہدوں منکروں کے سیف قاطع ہے پھر کتابوں الہی نے کہ پیشتر اسکے نازل
 ہوئی ہیں اور نزدیک گروہ ہوں خلقت کو وحی ہونا انکا مسلم الثبوت ہے تصدیق اسکی کی ہے پھر
 کشف اولیاء کے اور صاحب جہاد حق کو مطابق اس کتاب کے ہوئے ہیں بعد نازل ہونے اسکے
 کے بلکہ صدق کشف کا سبب مطابقت اسکے کے جانا جاتا ہوا ایسی دلیلیں عقلی کم ہیں کہ معاضدین
 اور منافقون اور نفاقون سے خالی ہوں پس لائق اسکے نہیں ہیں کہ اصل حکم لازم الاتباع انکو
 کیا جاوے اور دلیلیں عقلی کہ ماخوذ از کتابوں سے ہیں احتمال تحریف کا رکھتی ہیں اور وہ دلیلیں
 کہ ماخوذ از انبیاء سابقین علیہم السلام سے ہیں سبب قطع ہونے سند کے اور پھیل جانے جھوٹ اور
 بہتان کے امتوں انکی میں محل اعتماد کی نہیں ہیں اور باوجود اسکے جو علوم سے اور عارف یقینی کہ پہلی
 کتابوں الہیہ درخبروں گذری ہوئی نبیہ میں پرالگہ اور تفریق تھے اس کتاب میں ایک جگہ جمع ہیں پس
 اتباع اس کتاب کا گویا اتباع تمام کتابوں الہیہ اور تمام انبیاء و سابقین کا ہے بمنزلہ اسکے کہ کتاب متاخر
 ہر فن کی شامل اور پر خلاصہ کتابوں پہلی ان میں سے ہوتی ہے اور وہ ایک کتاب مطالعہ کو خواہے
 اپنے کو سب کتابوں پہلی سے پہلے پڑھا کر لی ہے اور جب یہ کتاب اصل لازم الاتباع محکم ہے پس
 ھٰذِی التَّحْفِیُّنِ یعنی ہدایت ہے واسطے متقیوں کے اس کتاب کے معنی نام اس شخص کا ہے کہ اپنے
 تین نگاہ رکھے اس چیز سے کہ اسکو ضرر کرتی ہے آخرت میں خواہ وہ چیز اعتقاد بد ہو یا خلق
 بد ہو یا عمل بد ہو اور بچان مضر توں آخرت کی خواہ اعتقاد ہو خواہ اخلاق خواہ اعمال بدوں
 اس اصل حکم لازم الاتباع کے منظور نہیں بیچ اس جگہ کے جانا چاہئے کہ تقویٰ شرع میں
 مرتبہ مقرر کئے ہیں مرتبہ پہلا اپنے تین عذاب ہمیشگی سے بچانا ہے اور یہ اولے مراتب تقویٰ کا
 کہ سبب دوز رکھنے کے نفس اپنے کو انواع شرک سے حاصل ہوتا ہے اور ساتھ اس میں سے ہے
 یرِجْ اَیْتِ وَالزَّہْرَ وَکَلِمَۃَ النَّصْرِیِّ مرتبہ دوسرا اپنے تین گناہوں سے دور رکھنا ہے اور ساتھ اس
 نصیحت کے ہر ذلوان اہل القریٰ استقامت اور اصل اہل شرع میں انسی مرتبہ کا تقویٰ نام کہتے ہیں

تفسیر
 جو اور جسے مد
 چاہتا ہے جسکو
 محض المدد
 کہ حکم جاری
 کرنے کا بہانہ سمجھ
 تو یہ جائز ہے
 غیر دن سے ایسی
 مدد انبیاء اور اولیا
 نے بھی چاہی ہے
 کیونکہ حقیقت میں
 یہ خارجی سے
 مدد چاہنا ہے
 رعنا شکار دو
 علاج میں پہنچنا
 کہ شکار کے
 تائید ہے یہ فقہ
 اس کا ہر کام
 چاہئے درست
 ہے مصیبت بوقت
 راست کا درد

مرتبہ تیسرا یہ کہ شہنوں سے بھی آپکو نگاہ رکھے اور بعض مباحات بھی کہ گناہ کی طرف لپکاویں
 پرہیز کرے اور باطن اپنے کو غیر حق کی طرف میل کرنے سے بچا دے اور بالکل یہ ساتھ تمام
 احصا اور جراح کے متوجہ طرف جناب خالق کے ہو اور اس مرتبہ کو تقویٰ حقیقی اور مرتبہ
 ولایت کا کہتے ہیں اور طرف اسی مرتبہ کے اشارہ ہے بیچ آیت و اتقوا الله حق تقاتہ
 اب تھوڑی علامتیں اور شرطیں متقیوں کی کہ بیچ حدیثوں صحیحہ اور آثار صحابہ اور
 تابعین رضی اللہ عنہم کے وارد ہوئی ہیں ذکر کرتے ہیں تاکہ فی الجملہ معنی منقی اور تقویٰ
 کے ذہن میں جگہ پر پکڑیں اس ابی حاتم معاذ بن جبلؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آدمیوں کو
 قیامت کے دن ایک بڑے میدان میں قید کر دینگے پھر ایک منادی ندا کرے گا کہ متقین کہاں ہیں
 اس آواز کے سننے سے متقی اٹھیں گے اور بیچ سایہ پروردگار کے متصل مقام تجلی الہی کے
 ہو گئے اس طرح پر کہ شان اُس تجلی کی ایک لمحہ اُن سے محبوب اور پوشیدہ نہو گی آدمیوں نے
 پوچھا کہ متقی کون سے فرتے ہیں معاذ بن جبلؓ نے کہا کہ وہ ہیں کہ اُنھوں نے انواع شرک اور بت
 پرستی سے آپکو بچایا اور عبادتوں اپنی کو خالص واسطے خدا کے کیا اور امام احمد اور ترمذی اور ابو
 محمد ثون معتبر نے عطیہ سعدی سے کہ صحابی ہیں روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 تھے بندہ ساتھ اس درجہ کے نہیں پہنچتا ہے کہ متقیوں سے شمار کیا جاوے یہاں تک کہ چھوڑے
 اور ترک کرے اُن چیزوں کو کہ کوئی خطرہ شرعی بھی اُن میں نہیں بسبب خوف اسی کے کہ اُن
 چیزوں کے کرنے سے کوئی حرام سرزد نہو جاوے اور اک دن ابو ہریرہؓ سے ایک شخص نے
 معنی تقویٰ کے پوچھے ابو ہریرہؓ نے کہا کہ کبھی ایسے راستہ میں چلا ہے تو کہ کانٹوں سے پر ہو اس شخص
 نے کہا ہاں آنحضرت نے فرمایا کہ ایسے راستہ میں تو کس طرح کرتا تھا کہا جس جگہ کہ میں کانٹا دیکھتا تھا
 اس سے ایک طرف کو ہوجاتا تھا اور راہ دوسرے لیتا تھا ابو ہریرہؓ نے کہا یہی ہے حقیقت تقویٰ اگر قدرت
 دہن میں بھی ایسی ہی چال تو اختیار کرے البتہ متقی ہو جاوے اس حکایت کو ابن ابی الدنیل نے کتاب
 التقویٰ میں روایت کیا ہے اور بھی اس کتاب میں حضرت حسن بصریؒ نے لائے ہیں کہ انہی المتقین
 بالمتقین حتی ترکوا کثیرا من الجلال مخافة الملام یعنی ہمیشہ تقویٰ باقی رہیگا ساتھ متقیوں کا یہاں تک کہ چھوڑے
 بہت صلاحوں کو بسبب خوف حرام کے اور بھی عبد اللہ بن مبارک سے لائی ہیں اگر کوئی شخص سو

تفسیر فیلی
 نہایت ہی مفید ہے
 ابو طلحہ غنوی نے فرمایا
 ہم ایک امر کی
 میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 نورس کے ساتھ تھے
 جن وقت دشمن سے
 مقابلہ ہوا انوقت
 میں نے کہا کہ کیا نہ
 فرمایا یا ایک اور شخص
 یا ایک شخص اور ایک
 شخص نے فرمایا
 دشمنوں کا یہ حال
 تھا کہ زمین بدگس
 بنا دیتے تھے اور زمین
 انکو آگے دیکھنے
 سے مارنے لگتے تھے
 تھا ایسا ہی جب
 والی دشمن دشمن
 کے لشکر

گناہوں سے بچے اور ایک گناہ سے پرہیز کر کے متقیوں سے شمار ہوا اور عون بن عبد اللہ سے لائے مین کہ
تمام تقویٰ یہ ہو کہ بندہ ہمیشہ ڈھونڈنے والا تقویٰ کی شرطوں کا رہے اور پروا نہ دے کہ کفایت
نکرے جیسا کہ نگاہ رکھنے والا صحت کا اور درمیانی بیماری سے ہمیشہ ڈھونڈنے والا معرفتِ سبائے
کار رہتا ہو اور پروا نہ دے کہ کفایت نہیں کرتا ہے اور بھی امام مالک رضی سے روایت کی ہو کہ وہ ب
بن کیساں کہتے تھے کہ عبد اللہ بن زبیر نے ایک شخص کو بطریق نصیحت کی یہ عبارت لکھی ہو اما بعد فان
لا اهل التقوى علاقات يعرفون بها ويعرفونها من انفسهم صبر على البلاء ورضى بالقضاء والشكر
للمعطاء وذل لحكم القرآن اور بھی ابن مبارک سے لائے مین کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان
کو فرمایا کہ اوپر تقویٰ آدمی کے تین نشانوں سے دلیل پکڑی جاوے اور اول ساتھ کمال توکل اُسکی
اور چار کے ہر چیز میں کہ اُسکے آدے دوسرے ساتھ حسن رضا کے بیچ اُس چیز کے کہ اُسکو عنایت
ہوئی تیسرے ساتھ حسن زہد کے بیچ اُس چیز کے کہ اُس سے فوت ہوئی اور بھی سعید بصری سے
لایا ہو کہ ایک شخص آگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آیا اور کہا یا معلم الخیر مجھ کو نشان دے کہ
متقی کیونکر ہو سکے فرمایا کہ یہ امر بہت آسان ہو ساتھ تمام دل اپنے کے محبت خدا کی بجالا اور
بقدر قوت استطاعت اپنی کے واسطے اسکے عمل کر اور پرہیز ہم جنس اپنے کے ایسی رحمت فرما دے کہ
اور جان اپنی کے رحمت کرے تو اُس نے کہا کہ مجھ میں کون ہو فرمایا تمام بنی آدم اور جو چیز
کہ تجھ کو خوش نہ آوے کہ میرے ساتھ کجاوے تو وہ چیز اور کے ساتھ نہ کر اگر یہ سب کام کرے تو حق
تقویٰ کا بجالاوے اور ہم بن سجاد سے لائے مین کہ کمال تقویٰ یہ ہے کہ زبان تیری ہمیشہ
فخر خدا سے تر ہو اور عون بن عبد اللہ سے لائے مین کہ ابتدا تقویٰ کی حسن نیت ہو اور انتہی تقویٰ کی
توفیق اور بندہ کے تین درمیان اس ابتدا اور انتہا کے بہت ہلاکت کی جگہ اور شبہ بہت پیش آتے
ہیں اور نفس ایک طرف سے اپنی طرف کھینچتا ہو اور شیطان کہ دشمن ہمارے ایک آن غفلت نہیں
رکھتا ہو اور محمد بن یوسف فریابی سے لائے مین کہ میں ایک دن سفیان ثوری کو کہا کہ نام تمھارا
آدمیوں میں ساتھ اس مرتبہ کے مشہور ہے کہ تقویہ میں سفیان ثوری کہتے ہیں اور عکرمہ دیکھا میں نے
کہ رات کو خواب میں گذرتے تھے فرمایا کہ خاموش ہو مدار اس امر کا اور تقویٰ کے ہو اور بھی روایت لائی
ہے کہ ایک شخص حکیموں اُس زمانہ کے سے پاس عبد الملک بن مروان کے آیا عبد الملک نے اُس سے

نہایت

مقابلہ سہولت

استوقت اس
به ربك

سید محمد خاکی بن
سید محمد خاکی بن
سید محمد خاکی بن

الشيخ
الرحمن بن محمد

عزیز جبار

میں نے اس کے لئے دعا کی ہے

ہمیں اس کا بھی
اسے خالی رکھیں

۱۰۰

مجلس

پیشینہ

امام علی و امیر المومنین

سیدین السلام
سلام پر

مکرمہ خدا

مجلس دیوبند

۱۰۰

10

پیشو
پیشو

پیش

پوچھا کہ وصف متقی کیا ہے اس پر حکیم نے کہا کہ متقی وہ مرد ہے کہ خلقت کو چھوڑ کر اس نے خدا کو اختیار کیا اور دنیا کو چھوڑ کر آخرت اختیار کی اور طلب بیان اور خواہشوں سے ہاتھ دھویا ہوا دل کی آنکھ سے روح کے بلند مرتبوں کو دیکھ کر ان مرتبہ بن کی طرف متوجہ ہوا اور آدمی سوئے رہتے ہیں اور وہ ترقی کے غم میں بیدار رہنا پسند نہ کرے اس کی قرآن اور دوا اس کی حکمت اور نصیحت کی بانٹ دینا کو اسکے بدلے میں پسند نہیں کرتا اور کوئی لذت ہوا اسکے نہیں جانتا حاضرین مجلس نے کہ اکثر بڑے بڑے تابعین تھے ان کلموں کو نہایت پسند کیا اور بھی متادہ سے لائے گئے ہیں کہ جوت حتی تعالے نے بہشت کو پیدا فرمایا ارشاد کیا کہ کچھ کہ بہشت نے کہا طوطی المتقین اور مالک بن دینار لائے ہیں کہ تمام قیامت شادی کھڑی متقیوں کی ہو اور بھی محمد بن یزید رحمہ سے لائے کہ ایک دن ابو درداؤ کو کہا میری بی بی کہ کوئی شخص انصار میں سے ایسا نہیں کہ شعر کہے کیا سبب ہے کہ تم شعر نہیں کہتے ابو درداؤ نے کہا کہ میں بھی شعر کہتا ہوں لیکن قابل اسکے نہیں کہ شاعروں کی مجلس میں وہ شعر پڑھا جاوے میں نے کہا کہ مجھ کو کچھ یاد ہو دو بیت ہیں پڑھیں (شعر) میں یا اللہ ان یعطی منہ وہ یا بانی اللہ الاما ادا دا بقول اللہ فانک فی و ذخری وقولہ فضل ما استغفادہ اور ابن الجراح تمام معاذ بن جبل سے لائے ہیں کہ ملاکر وہاں بہشت کا اوپر چار فرقوں کے ہے اول متقین بعد اسکے شکر گزار بعد اسکے دُورنے والے بعد اسکے اصحاب الیمین اور ابن ابی شیبہ اور ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں میمون بن مہران سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی شخص متقیوں کے درجہ کو نہیں پہنچتا ہو بہا تک کہ ساتھ نفس اپنے کے ہر روز محاسبہ سخت کرتا رہے جیسا کہ کوئی اپنے شریک کے ساتھ محاسبہ کرتا رہے تاکہ جانے کہ کھانا میرا کہاں ہے میرا پیتا میرا کہاں ہے میرا پیٹا میرا کہاں ہے ہر حال سے یا حرام سے اور اس جگہ میں ایک شکل ہے کہ منسین اسکو ذکر کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ہدایت نہ سب گمراہوں کے ہو پس ظاہر ایسا تھا کہ ہدی للضالین فرماتے متقیوں کے واسطے کہ علامتین اسلام کی اور ضررین ایمان کی خوب طرح سے جانکر برسوں اور عیرون اس راہ میں چلے ہیں اور تہذیب اور فرائض کے کوٹھے کیلئے ہے ہدایت کے کیا معنی کہ تحصیل حاصل کی ہے اور وہ ہاتھ عقلاء کے باطل جناب اس اشکال کا ہے کہ معنی ہدی للمتقین کے یہ نہیں کہ یہ کتاب پیچھے متقی ہو جانے کے اگر ہدایت کرتی ہے بلکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ کوئی متقی غیر ہدایت قرآن کے متقی نہیں ہوا اور بزرگوار اس کتاب کے اس نے راہ نیا جیسا کہ کہتے ہیں یہ راہ وہ وہ پلانے والی اس جولان کی جو حال آنکہ جوانی کے وقت میں

یہ یعنی خوشنودی
بہ واسطے متقیوں
کے ۱۲ صلی فیہا
ہے آدمی کہ وہ جانوں
اور متقی ہری اور
پہن کر لیتے اس
جس چیز کو جیسا کہ
کہتا ہے آدمی فائدہ
میرا اور دوزخ میرا
اور تقویٰ میرا
سب چیزوں سے کہ
حاصل ہوتی ہیں ۱۲
تھا اور اس کا ذکر آ

دودہ پلانہ اور کار بہنیں بلکہ دودہ پلانہ لڑکپن کی حالت میں ہوتا ہے نہ جوانی کی حالت میں لیکن ہر گاہ کہ جوانی بسبب دودہ پلانے اُسکیکے چل ہوئی کہہ سکتے ہیں کہ شیر دینے والی جوان کی ہے اور صاحب شاف نے اور طور کے ساتھ تقریر اس معنی کی کی ہے اور کہا ہوا کہ ہدی الممتقین اس فیصلہ سے ہوا کہ من قتل قتیلہ فلا سلبہ ساتھ اس معنی کہ یہ کتاب ہدایت ہے واسطے اُن لکھاپوں کے کہ آخر کو ساتھ وجہ تقویٰ کے پناہ چھینکے اور بیضاوی نے کہا ہے کہ ہر چند ہدایت قرآن کی عام ہر مسلمان اور کافر کو چنانچہ دوسری جگہ میں فرمایا ہے کہ ہدیٰ للناس لیکن انتفاع ساتھ ہدایت قرآن کے خاص نصیب متقیوں کے ہوا اور بس آہرام رازی نے فرمایا ہے کہ مراد متقیوں سے وہ آدمی ہیں کہ ارادہ شناخت خدا کا ہے تعصب اور عن پروری کے اُنکے دل میں حکم ہو گیا اور عقل اور فہم اُنکا زنگ تعلیم باپ دادہ دن سے اور بزرگوں اپنے کیسے صاف ہوا پس یہی جماعت ہے کہ ساتھ ہدایت قرآن کے راہ یاب ہوئی نہ وہ آدمی کہ عقل اُنکی آفت ناک آئینہ دل اُنکے کا زنگ آلودہ ہو اور اس معنی کو شبہ دی ہے ساتھ غزلے صالح کے کہ موجب حفظ صحت کی ہوتی ہے لیکن بشرط حصول اصل صحت کے والا خدائے صالح اگر ایسے بدن میں جاوے کہ بھرا ہوا ہے اخلاط فاسدہ سے ہرگز مفید نہ ہو بلکہ باعث بیماری مرض کا ہوا اور قرآن مجید میں بھی طرف اس تحقیق کے اشارہ ہوا اس آیت میں وَذُنْزِلَ مِنْ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَذِلُّ الْظَّالِمِينَ (الاحزاب) یعنی ہم اُناتارتے ہیں قرآن میں اس چیز کو کہ جس سے بیمار یان اچھی ہوتی ہیں اور رحمت ایمان والوں کو اور نہیں بڑھتا ہے گنہگاروں کو مگر نقصان اور بیچ اس آیت کے یضل بہ کشیں او بھدا بہ کشیں و ما یضل بہ الا الفاسقین اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آدمی باعتبار انجام کام اپنے کے ساتھ گروہ میں اسواط کہ نص قرآنی میں آدمی یا شقی ہے یا سعید قال اللہ تعالیٰ فمنہم شقی و سعید اور اشقیاء کا اصلاح قرآن میں اصحاب الشمالی اور اصحاب المشرق نام رکھا ہے اور اُن کے دو گروہ ہیں اول مطروہین کہ جن کے حق میں فرمایا ہے وَلَقَدْ ذَرَأْنَا الْجَحِيمُ كُنْثِيًا مِنْ امِّجَمٍ وَالْآخَرُونَ لَا يَفْقَهُونَ بَعْثًا وَلَهُمْ عَيْنٌ لَا يَبْصُرُونَ بَعْثًا وَلَهُمْ آذَانٌ لَا تَسْمَعُونَ بَعْثًا وَكُلُّكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ أَوْ لَكُمُ الْغُفْلُونَ

تفسیر حاشیہ
دین اسلام پر
نامہ کہ قرآن پر
عمل نصیب خدا اور
انجی اور اپنے حبیب
کی تابعداری کی توفیق
صلی اللہ علیہ وسلم
الغیت علیہ وسلم
ت اُن لوگوں کی
راہ چن کر نہ نوازا
فانی نبیین اور
صدیقین اور شہیدین
اور بیگماریوں کی راہ
پر چلنا اور چار قسم
لوگوں کی تخصیص
سورہ نساء کے نوین
سبع میں مذکور ہوا
فانی الغفلات
تجلیہ کا اللہ تعالیٰ
تجلیہ کی راہ نہیں
جن پر غفلت ہوا

تفسیر قرآنی

اور نہ بیکار وادوں

کی راہوں میں مشغول

میں رہیں جو ہر دور

معاذ اللہ سے نصاریٰ

مردین سے فاس

دستہ کے بعد آئیں

نیت کا کام پہنچتے

راہی قبل کر دیاں

بن جہنم کی لہجہ

رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے

والا انصار میں کیا

تو یہ سن کر کہ اپنے

یعنی اور تحقیق پہلے کہ ہمنے واسطے دوزخ کے بہت آدمی اور جن کہ واسطے انکے ایسے دل میں کہ نہیں سمجھتے میں اُسے اور انکھیں انکی ایسی میں کہ نہیں دیکھتے میں اُن سے اور کان انکی ایسے میں کہ نہیں میں اُسے وہ مثل چوپایوں کے بلکہ اُسے بھی زیادہ بے راہ میں وہی لوگ میں غافل اور یہ گروہ حقیقت میں خارج انسانیت سے میں گو بصورت انسان کی ہوں پرست اینکہ می ہنسی خلاف آدم اندہ نیستند آدم خلاف آدم اندہ اس واسطے کہ باعتبار اصل فطرت کے قابل نور الہی کے نہیں ہیں پیدا ایش ان کی محض واسطے پر کرنے دوزخ کے ہے کہ حواء خلقتہم للنار ولا ابالی یعنی ان لوگوں کو پیدا کیا میں واسطے آگ کے اور نہیں پروا ہو چکا اور دوسرے منافقین کہ اصل میں استعداد قبول کرنے نور الہی کی رکھتے تھے مگر بسبب کسب کرنے خصائل قبیحہ اور اختیار کرنے گناہوں اور مشغول ہونے اعمال بہیمیہ اور سببیہ اور مہارت کرتے فریبوں شیطانہ کے تارکی اور سیاہی انکے دلوں میں پھیلی اور محکم ہوئی اور رفتہ رفتہ رنگ بیٹھ گیا حالت اس گروہ کی بدر فریق اول سے ہے اس واسطے کہ استعداد اصلی انکی مخالف حال انکی ہے ہو گئی اور اسی واسطے انکے حق میں وارد ہو کہ ان المنافقین فی الدنیا والاسفل من النار اور سعید کی شرع میں دو قسم فرمائی ہیں ایک قسم سابقین اور دوسری میں اصحاب الیمین اور تصدیین اور اصحاب الیمینہ اور اس گروہ کی تین قسمیں ہیں ایک فرقہ اہل فضل اور ثواب کا ہو کہ ایمان اور عمل صالح ساتھ امیر فضل اور ثواب الہی کے بجالائے اور فوج و ماعملوا حاضرانہ و کل درجات مما عملوا یعنی پادین گے جو کیا ہو سارنے اور واسطے ہر شخص کے درجے جہرے جہرے میں بسبب اعمال اپنے کے انکے حال کا بیان ہے اور ایک فرقہ اہل عفو کے ہیں کہ خطا و عیسا کا و آخر سیئنا عیسا للہ ان تیوب علیہم یعنی مایا انھوں نے عمل نیک اور عمل بد شاید کہ اللہ معاف کرے انکو اور عفو کے دو طریق ہیں اول یہ کہ بسبب قوت اعتقاد و صحیح کے اور نہ تاثیر کرنے برائیوں کے ہیچ جو ہر قلب کے بے توبہ اور بے شفاعت اور بغیر عذاب کے گناہ انکے معاف ہو جاوین دوسرے یہ کہ ہیچ مقابلہ ہر عمل انکے کے توبہ ہوتی رہے اور بجائے عمل کے وہ توبہ انکے صحیفہ اعمال میں لکھی جاوے فاولئک یدل اللہ سیئنا حسنات یعنی سوائے نیکو بل دیگا اللہ برائیوں کی حکم بھلائیوں اور ایک گروہ انہیں سے ایسے ہیں کہ بقدر گناہوں اپنے کے معذب ہونگے یہاں تک کہ ساتھ شفاعت انبیاء اور علماء اور شہداء اور

مانا کہ کرجات پادین اور انکو اہل عدل اور اہل عقاب نام رکھتے ہیں والدین ظلموں میں ہو کر
 سیصیہم سیتات ما کسبنا یعنی جو گنہگار ہیں انہیں سے اُنپر پڑی ہوئی برائیاں جو کمالی میں
 بیان حال اُنکے کا ہے ومنہم ظالم النفسہ بھی عنوان الکیا ہے اور سابقین مقررین بھی وہ فرقے ہیں کہ
 عبارت شرع میں فرقہ اول کو مجتبیٰ اور فرقہ دوم کو منیب کہتے ہیں چنانچہ سچ آیت اللہ مجتبیٰ الیہ
 من لیساء فیکما اللہ عز وجل کہ طرف اس نام کے اشارہ فرمایا ہے یعنی اسچن لیتا ہے اپنی طرف جسکو چاہے اور
 راہ دیتا ہے اپنی طرف رجوع لاوے اور اہل سلوک کی اصطلاح میں ان دونوں فرقوں کو مجتبیٰ اور مجتبیٰ
 نام رکھتے ہیں اور نجد و مین اور سالکین جلتے ہیں پس مجتبیٰ وہ آدمی مین کہ اول مجاہدہ اور انابت
 اختیار کرتے ہیں اس کے بعد تہ معرفت کا اُنکو اوپر کھولا جاتا ہے اور مجتبیٰ وہ آدمی ہیں کہ اول اُنکو
 مقبول کر کے معرفت حاصل کروادی بعد اُسکے اُنکے تین شوق مجاہدہ اور انابت کا دل میں پڑا
 اور ان دونوں فرقوں کو اہل اللہ کہتے ہیں چنانچہ تینوں فرقے اصحاب الیمین کو اہل آخرت کہتے ہیں اور
 دونوں فرقوں اشتیاق کو اہل دنیا نام رکھتے ہیں جب کہ یہ تفصیل فہم نشین ہوئی پس چاہیے جانا کہ قرآن
 مجید پہلے فرقے کے انتقیا کو ہدایت نہیں کرتا ہوا اس واسطے کہ قبول کرنا ہدایت کا اُن سے محال ہے بسبب اسکے
 کہ استعداد قبول کرنے اسکی نہیں رکھتے ہیں اور عنزلہ شیاطین کے مین اور ایسا ہی فرقہ دوم کو
 بھی ہدایت نہیں کرتا ہوا اس واسطے کہ استعداد اُنکی بعد موجود ہونیکے دور ہوئی اور صورت معنوی اُنکی مسخ
 ہو گئی جیسا کہ گندھکھانے کی اصلاح نہیں کر سکتے پس ہدایت قرآن شریف کی خاص ہوئی واسطے پانچ
 فرقوں اخیرہ کے کہ لفظ متقین کا اُنکو شامل ہے اور وہ کہ بعضے ناواقف گمان کرتے ہیں کہ ایک
 فرقہ سابقین مقررین سے کہ مجتبیٰ مین اور جذب الہی نے اُنکو شناسائی معرفت کی عنایت فرمائی
 کہ واسطے محتاج طرف ہدایت قرآن کے ہوں پس گمان اُنکا باطل ہے اس واسطے کہ مجتبیٰ بھی محتاج طرف
 ہدایت کتاب کے ہے بعد جذب اور وصول کے تاکہ سلوک فی اللہ کرے جیسا کہ قرآن مجید میں طرف ہس
 معنی کے اشارہ فرمایا ہے کہ کذلک لنبنت بہ فوادک - و کلا نقص علیک من انباء الرسل
 ما لنبنت بہ فوادک یعنی جو چیز کہ بیان کرتے ہیں اور تیرے خبروں رسولوں کی سے وہ شے کہ
 ٹھیکرتے ہیں بسبب اسکے دل تیرے کو اللہ فرقہ درمیان محبوب اور محب کے وہ ہے کہ محب محتاج کتاب
 ہدایت کا ہوتا ہے پہلے وصول کر اور پہلے جذب ہے اور بعد اسکے بھی تاکہ سلوک الی اللہ فی اللہ کرے

تفسیر غزالی

رسول اللہ

صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم

والا سابقین

کے بعد آمین

ایسی آواز

سے فرماتے

اول صف

والے جو قریب

ہوتے سن لیتے

دور اور منجید

میں گنگناہٹ

سی آواز

ہو جاتی

رجہ رسول اللہ

صلی اللہ

علیہ وآلہ

وسلم

فرمایا

تفسیر فیلی

بر امامین
بکہ توغیحی
ایمن ہو جس کی
ایمن فرشتوں
کا ایمن سکے
موتیہ اس کے
اس کے
الگو کہ خوش
بایں سکے
دق اور ایک
روایت میں ہے
کہ جب امام
ایمن سکے تو
تو بھی ایمن
کو خدا تبارک
و تعالیٰ کی
زم اور ایک
روایت میں ہے
کہ جبر

اور محبوب بعد جذب کے محتاج ہدایت کا ہوتا ہے اور اوپر اس تفسیر کے متقی اس جگہ قریب معنی لغوی اپنے کے ہیں
یعنی جو کوئی کہ اوپر مستعد و صحیح کے باقی رہا ہو اور بزرگ شرک اور شک اور ظلمت و ہیشگی محبت گناہوں
کی لئے آئینہ فطرت اُسکی کا برہم نکلیا ہو پس یہ تقویٰ مقدم اوپر ایمان کے پہ چنانچہ دوسرے مرتبہ تقویٰ کے
ایمان سے متاخر ہیں پس معلوم ہوا کہ تقویٰ پہنچ صرف شرع کے کئی معنی پر بولا جاتا ہے کبھی ساتھ معنی
ایمان کے آتا ہے جیسا کہ بیچ آیت دالانہم کلمۃ التقوا یعنی اور لگا رکھا اُنکو تقویٰ کی بات پر اور کبھی
ساتھ معنی توبہ کے آتا ہے جیسا کہ بیچ آیت ولان اهل القرۃ امنوا و تقوا کبھی ساتھ معنی طاعت کے آتا
ہے جیسا کہ بیچ آیت ان اندر و انہ لا الہ الا فائقون ط اور کبھی ساتھ معنی ترک گناہ کے
جیسا کہ بیچ آیت واتوا للیوث من ابوابھا و اتقوا للہ اور کبھی ساتھ معنی اخلاص کے
جیسا کہ بیچ آیت فالتقوا من تقویٰ القلوب اور بیچ فضائل تقویٰ کے وہ چیز کہ قرآن مجید میں
وارد ہے یہ ہر ان اللہ مع الذین اتقوا - وتزودوا فان خیر لزا الذین اتقوا - ان اگر مکر
عند اللہ اتقوا اور حدیثوں میں فضائل تقویٰ کے بیشمار ہیں اور لطائف اس مقام سے
یہ ہو کہ جسوقت اس آیت کو ملاحظہ کریں کہ ہدای المقتدین اور ہمراہ اس آیت کے
دوسری آیت بھی نظر میں لایں کہ شہر مضان الذی انزل فیہ القرآن لئلا یسیر فیہم
کہ ناس منحصر متقیین ہیں یعنی آدمی ہی ہیں اور باقی آدمی کا الانعام یعنی مثل چار پاؤں کے
باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ تمام قرآن کی تریف ساتھ ہدایت
کے کیونکر درست ہو حال اُنکے قرآن میں جملات اور متشابہات بھی موجود ہیں کہ تعین ہر دو کا
انے نہیں کر سکتے مگر ساتھ عقل کے اور جب عقل و خیل ہوئی پس ہدایت شان عقل کی ہوئی
نہ شان قرآن کی اور اسی واسطے تمام فرقہ اسلام کے خواہ اہل حق ہوں خواہ باطل قرآن کے
ساتھ حجت پڑھتے ہیں اور بھی بیچ روایت صحیحہ کے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے
وارد ہے کہ جب حضرت ابن عباسؓ کو واسطے مناظرہ خارجیوں کے بھیجتے تھے فرماتے کہ علیک
بالسنۃ فان القرآن ذو وجہ یعنی لازم پکڑ سنت کو اس واسطے کہ قرآن صاحب بہت وجہ
کا ہے اور اگر قرآن ہی ہادی ہوتا تو حضرت علیؓ اس طرح کیوں فرماتے اور بھی بعض مسائل
اعتقاد یہ ایسے ہیں کہ ثبوت ہدایت قرآن کا ان کے اوپر موقوف ہے ساتھ دلیل عقلی

کے جیسے کہ مباحث ذات اور صفات اور نبوت کی پس معرفت ذات اور صفات اور معرفت نبوت
 میں ہدایت قرآن کی پائی گئی اور اگر انہیں بھی ہدایت قرآن کی کہی جاوے دور لازم آجائے
 پس لازم آیا کہ قرآن مطلقاً بادی نہوا جواب اس کا یہ ہے کہ ہدایت قرآن کے معنی
 یہ نہیں کہ حفظ قرآن کے ساتھ الزام مخالف کو دے سکیں بلکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ اسکے
 سبب تامل کرنے والے کو حقائق نفس الامریہ منکشف ہو جاتے ہیں اور محملات اور مشاہدات
 قرآن کے بعد رجوع کر کے طرف محکمات کے موجب زیادتی انکشاف کے ہوتے ہیں یا بسبب
 قطع ایمان لانے کے ساتھ مدلول ان محملات اور مشاہدات کی ترقی درجہ ایمان کی ہوتی ہے
 اور یہ بھی ایک قسم کی ہدایت ہے اور ان مائل پر بھی کہ قرآنیت قرآن کی موقوف اور پرانے
 ہے ہدایت قرآن کی باطل نہیں ہوتی ہے بلکہ ان میں ہدایت باعتبار اسکے ہے کہ جو مطلب
 عقل سے ثابت ہوتا ہے بسبب قرآن کے وہ محکم اور قوی ہو جاتا ہے اس واسطے کہ دلائل
 اسکے میں اس وقت دھم دخل نہ دے گا گو اصل مطلب کا ثبوت قرآن کے اوپر موقوف نہ ہو
 اور یہ بھی نوع عمدہ ہے ہدایت سے اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ لفظ ہی للمتقین کا دلالت
 اوپر اسکے نہیں کرتا ہے کہ ہر چیز اسکی واسطے ہر شقی کے ہدایت ہوتا کہ محدود لازم آوے بلکہ
 معنی اسکے یہ ہیں کہ تمام قرآن واسطے تمام افراد متقیوں کی ہدایت ہے علی حسب تفاوت درجہ ایمان
 فی الفہم والاستنباط اور علما کو ہدایت کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ حقیقت
 ہدایت کی محض مطلب کی طرف راہ دکھانا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ ہمراہ اسکے ہو چکا نا
 طرف مطلب کے ضرور ہے اور تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ ہدایت اور تعلیم اور ارشاد
 اور انذار اور مانند ان الفاظ کے کبھی بیچ معنی فاصل کے متعل ہوتے ہیں اگرچہ اثر
 اس کا مفعول میں ظاہر نہ ہو اور اسی قبیل سے ہے اما غفر ذنوبنا ہم فاستجبوا لہی
 علی الہدایۃ یعنی ایپر شہود پس ہدایت کر دی ہم نے انکو یعنی رستہ دکھلا دیا پس
 اختیار کیا انھوں نے مگر ابھی کو اوپر ہدایت کے اور کبھی ساتھ معنی تاثیر فاعل کے کہ
 منفعل میں پائی جاوے متعل ہوتے ہیں جیسا کہ کہیں ھدانا اللہ فاعلہی مثل حیث اما
 اور دونوں معنی تحقیقی ہیں بلکہ عند التفتیش ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مال و دونوں مفعول کا ایک

تفسیر جامعہ

ملاوت کرنا

زمین کے

شرعی آئین

سود و

اور ایک

درت میں

جس کے

شاید ہوں

نئے

کسی بات

پرانی

بنی داہ

نہا

سلام اور

زمین پر

کے

کے

چیز ہے اس واسطے کہ اثر فاعل کی نسبت طرف متفاعل کے اعتبار کریں اور منفصل میں تاثر اس کی
 کا اعتبار کریں یعنی اول میں اور اگر اُسی تاثر کو منفعل میں اعتبار کریں یعنی دوسرے میں
 اور دونوں معنوں کے اعتبار سے صفت خدا کی بھی ہوتی ہے اور صفت قرآن کی بھی اور اور
 پیغمبروں اور مرشدوں کی بھی لیکن پیدا کرنا ہمت کا خاص ساتھ حضرت حق کے
 ہے مگر پیدا کرنا ہمت کا معنی حقیقی ہدایت کی نہیں حاصل یہ ہے کہ علامت ہدایت پانے کی
 ساتھ قرآن کے یہ ہے اور یہی علامت تقویٰ کی ہے کہ آدمی پہلے اعتقادوں اپنے کو
 صحیح کرے پھر اعمال جملہ اپنے کو مطابق امر اور نہی قرآن کی عمل میں لاوے پھر اخلاق
 خبیثہ کو کہ روح کے واسطے مرض مہلک ہیں ترک کرے اور درست کرنا اعتقادوں کا
 سولے اجتناب کے شبہوں و اہیہ اور دخل و ہم کے سے متصور نہین اور اسی واسطے متقین
 وہ آدمی ہیں کہ اَلَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ یعنی وہ جماعت کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ عیب کے اور غیب
 نام اُس چیز کا ہے کہ اور اک حواس ظاہرہ اور باطنہ سے خارج ہو جیسا کہ ذات اور صفات
 پروردگار کی اور فرشتے اور روز آخرت اور وہ چیز کہ اُسدن میں ہوگی اور تقدیرات
 الہی اور کتابیں الہی باعتبار نسبت اُنکی کے طرف خدا کے اور ایسے ہی تمام پیغمبر علیہم السلام
 ساتھ اس حیثیت کے اور ایمان بالغیب کو اس جہت سے بیچ علامات متقیوں کے اعتبار
 فرمایا ہے کہ جو چیزیں محسوسات میں سے ہیں خواہ حواس ظاہری سے مدرک
 ہوں خواہ حواس باطنی سے آدمی کو اُن کی تصدیق کرنے میں اختیار نہین بلکہ
 خود بخود تصدیق اُن کی کرتا ہے پس یہ علامات اتقیا کی نہیں ہو سکتی۔ اور
 ہدایت قرآن کی اس باب میں اس طرح ہے کہ قرآن کے سبب سے اوپر حقائق اور
 تفصیل ان امور کے زیادہ اطلاع ہوتی ہے اور مسائل مقصودہ عقائد کے یہی امور ہیں
 جس وقت ان امور کے ساتھ تمام حقائق اور تفصیلات کی کہ کلام اُسدن میں وارد ہیں
 تصدیق کریں جزو اعظم تقویٰ کا کہ درست کرنا اعتقادوں کا ہے حاصل ہوا اور ہر چند
 جو ایمان کہ اس جگہ مذکور ہے ایمان عمومی ہے بمعنی تصدیق کے لیکن معمول مفسرین کا
 اس مقام میں بیان کہ حقیقت ایمان شرعی کا ہے اور اقوال رطب و یابس معتزلہ

تفسیر فیہی

سلا فرمایا

غزاور دعا

بین آئین کہنا

ایسی چیز کی

ہے جو میرا

پہلو سے

کے سوا اور

کسی کو نہیں

دی گئی ہو

ابنہ دعا کرتا

اور بارون

آئین کہتے

م دعا کرتا

تمام کیا

اس سے خدا

تعمیری دعا

بول کر

آپ کو

اور خوار ج اور زید یہ اور اگر امپ کے نقل کر کے دماغ سننے والے کا پریشان کرتے ہیں اور جس قدر کہ منفع ہے یہ ہے کہ ایمان عرف شرع میں عبارت تصدیق سے ہے یعنی مان لینا اور یقین کرنا اُس چیز کا کہ یقیناً معلوم ہے کہ یہ چیز دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سے ہے اس واسطے کہ ایمان کو حاجب قرآن میں کار دل کا فرمایا ہے ایک جگہ آیا ہے قلبہ مطمئن بالایمان اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یقیناً قلوبہم الایمان اور ایک جگہ ولما یدخل الایمان فی قلوبکم اور ظاہر ہے کہ کام دل کا یہی تصدیق ہے اور بس اور کبھی ایمان کو عمل صالح کے ساتھ ملایا ہے جیسا کہ بیچ آیت ان الذین امنوا و عملوا الصالحات کے اور معاصی کے ساتھ بھی ملایا ہے جیسا کہ بیچ آیت وان طاعتنا من المؤمنین فتسلموا اور بیچ آیت والذین امنوا و لم یجدوا کمالا پس معلوم ہوا کہ علمون نیک کو ایمان میں دخل نہیں اور نہ علمون بد کے سبب سے ایمان پر ہم ہوتا ہے یعنی ایمان جانا نہیں اور صرف اقرار کی بغیر تصدیق تک اسی سورۃ میں مذکور فرمائی ہے بیچ آیت ومن الناس من یقول امنّا بالہ و بالکیوم الآخر و ما ہم بمؤمنین پس معلوم ہوا کہ اقرار محض حکایت ایمان کی ہے اگر حکایت ساتھ محکی عنہ کے مطابق ہوئی مہا و الاسواء فریب اور جھوٹ کے کوئی شے نہیں اور محکی عنہ فقط تصدیق ہے اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ جیسا کہ ہر چیز کے واسطے تین قسم کا وجود ہے ایک وجود عینی اور دوسرا وجود فہنی اور تیسرا وجود لفظی ایسا ہی ایمان کا بھی تین قسم کا وجود ہے اور قاعدہ مقرر ہو کہ وجود عینی ہر چیز کا حاصل ہے اور باقی وجود جو ہیں فرع اور تابع اُس وجود کے ہیں پس وجود عینی ایمان کا کیا ہو ایک نور ہے کہ دل میں حاصل ہوتا ہے بسبب رفع یونے حجاب کے کہ درمیان اُس کے اور درمیان خدا کے ہے اور یہی نور ہے کہ بیچ آیت مثل نورہ مشکوٰۃ فیہا مصباح کہ تمثیل اُس کی ساتھ وضاحت تمام کے مذکور فرمائی ہے یعنی مثل اُس کے نور کی جیسے کہ ایک طاق اس میں ایک چراغ ہے اور بیچ آیت اللہ دلائل ان الذین امنوا یخرجہم من الظلمات الی النور سبب اُس کا بیان کیا اور یہ نور ماخذ اور نوروں کے کہ محسوس ہیں قابل قوت او ضعف اور شدت اور نقصان کے ہے جیسا کہ بیچ آیت اذا نزلت علیہم آیاتہ زادہم ایماناً یعنی جو وقت ٹپھنسی جاوین او پر ان کے آئین اُس کی بڑھتا ہے ایمان اُن کا اور ایسے ہی بیچ اور آیت ان کے بھی طرف اس کو اشارہ فرمایا ہے

تفسیر حکیم

سورۃ بقرہ

جو جو سوسین

میسہ طہ

میں انہی میں

سورۃ

پہلی سورۃ

پہلی آیت

اور انہی میں

میں انہی میں

سورۃ

پہلی سورۃ

پہلی سورۃ

پہلی سورۃ

اور طریق زیادتی اسکی کا یہ ہے کہ جو وقت حجاب مرتفع ہوتا ہے وہ نور زیادتی قبول کرتا ہے
 اور ایمان قوت پکڑتا ہے یہاں تک کہ اوپر اوج کمال اپنے کے پہنچتا ہے اور وہ نور پھیل کر
 اور فراخ ہو کر تمام قوتوں اور اعضا کو گھیر لیتا ہے پس پہلے اشراخ صدر حاصل
 ہوتا ہے اور اوپر حقائق اشیا کے مطلع ہوتا ہے اور خوب الغیوب اسکی مدد کہ ہر مخفی ہوا
 اور ہر چیز کو اپنی جگہ میں پہچانتا ہے اور صدق انبیا علیہم السلام کا جن چیزوں میں
 خبر دی ہے اجمالاً اور تفصیلاً و جدائی ہو جاتا ہے اور بقدر نور کے پھیرے قدر اشراخ
 صدر کے داعیہ دل کا طرف اس کے پہنچتا ہے کہ موافق ہر امر الہی کے کام کرتا ہے اور
 جو ممنوعات شرعی میں اُن سے پرہیز کرتا ہے اور اس حالت میں انوار اخلاق فاضلہ اور خصائل
 حمیدہ اور اعمال صالحہ متبرکہ کے نور معرفت کے ساتھ مل کر اور ایک جا ہو کر عجیب چراغ
 بیچ "اریکون گھر طبیعت ہیمیہ اور شہودیہ کے روشن کرتے ہیں جیسا کہ طرف اسی معنی کے
 آیات فرقانی میں اشارہ ہوا ہے ایک جا فرمایا ہے نوہم یسی بین ایدلہم و بائنا فہم
 یعنی روشنی انکی دوڑتی چلتی ہے آگے انکے اور واپس انکے اور ایک جگہ فرمایا ہے
 نو علی لیلہ اللہ لنوہ من شفاء اور وجود فہنی ایمان کا دوسرے رکھتا ہے اول
 ملاحظہ اجمالی کرنا اُن معارف اور امور غیبیہ کا کہ کلمہ لا الہ الا محمد رسول اللہ کا لفظ
 ہے اور ظہور اور انکشاف اُنکا ساتھ وجہ کلی کے ہو اور اس ملاحظہ کا تصدیق اجمالی
 نام رکھا ہے اور گردیدین اور باور کردن کے ساتھ بھی تعبیر کرتے ہیں دوسرے ملاحظہ
 تفصیلی ہر ہر شے کا امور غیبیہ سے علیحدہ علیحدہ کرنا اور جوار ثبات کہ آپس میں اُنکو درمیان
 میں ہے اسکو بھی لحاظ کرنا اور اس ملاحظہ کا تصدیق تفصیلی نام رکھتے ہیں اور وجود
 نفی ایمان کا بیچ اصطلاح شارع کے نام شہادتین کا ہے اور بس اور ظاہر ہے کہ وجود
 نفی ہر چیز کا بدون موجود ہونے اُس شے کے اصلاً فائدہ نہیں کرتا و الا پیاسے
 کو پانی کے نام لینے سے سیرابی ہوتی اور بھوکے کو نام لینا روٹی کا تسلی بخشا مگر یہ
 بات ہے کہ ہر گاہ کہ تعبیر اور بیان کرنا مافی الضمیر کا بغیر واسطہ کلام کے عالم بشریت
 میں ممکن نہیں ناچار تلفظ کو ساتھ کلمہ شہادت کے دخل بہت دیا ہے آدمی کے

فیہ ضعیف
 جائزہ رکھ
 اور قوتوں میں
 آیتوں اور چو
 ہزار دوسرا کیں
 کلی اور قوتوں میں
 اندر خود
 لن والہ اعلم
 سورۃ کی
 پہلی آیتوں کے
 اُن کے سبب
 مالک بن
 مینہ ہونی
 ہے وہ
 مومنوں
 کے دل
 میں شک
 داتا
 غلب
 اور

مومن کہنے میں اور فرمایا ہے امت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ فاذا قالوا ہا
 عصوا منی دماءہم واموالہم لا یحقہا وحسبکم علی اللہ یعنی امر کیا گیا ہوں میں اس کی
 کہ قاتل کروں میں آدمیوں سے یہاں تک کہ کہیں لا الہ الا اللہ ط پس جس وقت
 کہہ لیا انھوں نے یہ کام پچھلے انھوں نے مجھ سے خون اپنے اور مال اپنے لے لیا تھا جس کی
 اور حساب انکا اور پیرامد کے ہے اور اس تحقیق سے معلوم ہوئی کیفیت زیادتی اور
 نقصان ایمان کی اور قوت اور ضعف اسکا اور وہ بھی ظاہر ہوا حدیث صحیح میں آیا ہے
 لا ینفی الزانی حین ینفی وهو من من والحقاء من الایمان ولا یؤمن احدکم حتی یامن جاورہ بالحق
 یعنی نہیں زنا کرے تا کہ زنا کرے نیا الہ جو قوت کہ زنا کرتا ہے اور وہ مومن ہو اور حیا
 ایمان سے ہے اور نہیں ایمان لا تیرا کوئی تمہارا جب تک امن میں نہیں ہمسایہ اسکا تکلیفوں
 اسکی سے کہ یہ سب محمول اوپر کمال ایمان کے ہیں بیچ وجود عینی اپنے کے اور جن
 آدمیوں نے انکار زیادت اور نقصان ایمان کا کیا ہے مراد ان کی ہر تہ اول ہے
 وجود ذہنی ایمان کے سے پس کوئی نزاع اور برخلافی نہیں اور ایمان کی دو قسم ہیں
 اول ایمان تقلیدی دوسرے ایمان تحقیقی اور تحقیقی بھی دو قسم ہے اسد لالی اور کشفی اور لہذا
 ان دونوں قسموں سے یا نہایت رکھے اور اس حد سے تجاوز کرے یا نہایت ترکے اور جو کہ
 نہایت رکھے اسکو علم الیقین کہتے ہیں اور جو کہ انجام رکھے بھی دو قسم ہے یا مشاہدہ ہے
 کہ اس کا نام عین الیقین ہے اور یا مشہود ذاتی ہے کہ نام اسکا حق الیقین ہے اور
 یہ دو قسم اخیر یعنی عینی اور حقی داخل ایمان بالغیب میں نہیں اور قد ار صحابہ
 نے ایمان بالغیب کو اس جگہ اوپر اور معنی کے حمل کیا ہے حضرت عبداللہ بن مسعود
 سے ساتھ روایت امام احمد کے بیچ مسند اعلیٰ کے ساتھ روایت حاکم اور اور محمد بن معتبر
 کے ثابت ہے کہ عارث بن قیس نے ایک دن ان سے کہا کہ ہم بہت حسرت اور افسوس
 کرتے ہیں اوپر اس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تم کو حاصل ہوئی اسے یار و
 محمد کہ تم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے عبداللہ بن مسعود
 فرمایا کہ ہم بھی افسوس اور حسرت کرتے ہیں اوپر اس چیز کے کہ ہم سے فوت ہوئی اور تم کو حاصل

تفسیر

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

سنا

ہوئی کہ بے دیکھے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان لائے قسم ہے خدا پاک کی کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک اُس شخص کے کہ آپ کو دیکھا ہو اقباب سے بھی ظاہر زیادہ ہے ایمان کامل ایمان تمہارا ہے پھر سورۃ بقرہ کا پڑھنا شروع کیا اور مفلحون تک پہنچے اور اس مضمون کو بزار اور ابویعلیٰ اور حاکم ساتھ روایت حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میں ایک دن ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹھا تھا فرمایا کہ رو برو میرے بیان کرو تم کہ بہتر ایمان کی قسموں میں ایمان کونسے آدمیوں کا ہے آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان فرشتوں کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُنکو ایمان سے کیا چیز منع کرنے والی ہے جانتے ہو کہ فرشتوں کا اللہ کے نزدیک کیا رتبہ ہے یعنی قرب جلال الہی کا اُنکو میسر ہے آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان پیغمبروں کا فرمایا کہ ایمان پیغمبروں کا کیا حجب ہے کہ حق تعالیٰ نے اُنکو ساتھ رسالت اور نبوت اپنی کے ممتاز فرمایا ہے آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان اُن آدمیوں کا کہ ہمراہ انبیاء کے حاضر ہوئے اور اُپر دین کے جان اپنی کو قربان کیا اور شہادت پائی فرمایا ایمان اُن کا کیا عجیب ہے کہ یہ لوگ انبیاء کی صحبت میں رہے اور طور اور وضع اُنکی دیکھ کر یقین کامل حاصل کیا آدمیوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پس فرماؤ تم کہ ایمان کونسے فرقے کا افضل ہے فرمایا ایمان اُس فرقہ کا کہ ابھی اپنے باپ دادوں کی پشت بہن میں اور مجھ سے پیچھے پیدا ہوئے اور میرے اوپر ایمان لا دین گے اور مجھ کو اُنھوں نے نہیں دیکھا چند ورق لکھے ہوئے اُنکی نظر میں پڑے بسبب قوت ایمان کے موافق اُس لکھے ہوئے کے عمل کیا یہ گروہ ایمان میں افضل ہیں اور وہ اسے اور اسی قصہ کو طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں صبح کو اُٹھے اور فرمایا کہ پانی ہے تاکہ وضو کروں میں آدمیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس جگہ پانی نہیں فرمایا کسی کے پاس پانی چشمہ کا بھی ہے آدمیوں نے ایک آنخورہ آنحضرت کے پاس حاضر کیا آنحضرت نے اُنکیوں مبارک کو اُس آنخورہ میں رکھ کر بلال کو

اس سید
کود و
کے کہ ہون
کی ماحول
لافرد
کی دست
سین یہ
آیتین
بجھین ناول
الصلوات
علیہ کہ
دس مائے
ہر چیز
سے کہ

فرمایا کہ شکر مین آواز دے تاکہ آدمی آدین اور وضو کرین آدمی آتے تھے اور درمیان
اونٹنیوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کرتے تھے اور پانی فورہ کی مانند ٹنگیوں
میں سے جوش مارتا تھا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کے درمیان سے پانی پینے
میں مشغول تھے بار بار اس پانی کو نوش فرماتے تھے جب تمام لشکر وضو سے فارغ ہوا
آنحضرت اٹھے اور نماز صبح کی ادا فرمائی بعد نماز صبح کے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا کہ اے آدمیو مخلوقات کے درمیان میں کوئی نافرقت ہے کہ ایمان اور کلمہ عجائبات
سے ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرشتے آن حضرت نے فرمایا کہ فرشتے امر اور نہی آہی
کو پہنچاتے ہیں آپ کو واسطے اوپر اس کے ایمان نہ لاوین ایمان لا نا اون سے کیا
عجب ہے عرض کیا یا رسول اللہ ایمان پیغمبروں کا فرمایا کہ اوپر پیغمبروں کے وحی آسمان
سے نازل ہوتی ہے پیغمبر کو واسطے ایمان نہ لاوین عرض کیا یا رسول اللہ ایمان یاروں
متمارے کا فرمایا کہ یاروں میرے کو کیا ہے کہ ایمان نہ لاوین اور حال یہ کہ میں اون
کے درمیان میں موجود ہوں اور ہر دم اور ہر لحظہ دیکھتے ہیں جو کچھ کہ دیکھتے ہیں کہاں
آس گر وہ کا تعجب ہے کہ بعد میرے آوین گے اور بن دیکھے میرے اوپر ایمان لایو
اور تصدیق میری کریں گے اور یہی لوگ ہیں بھائی میرے اور تم یا میرے ہوں
ابو داؤد طیالسی نقلی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رہبر و عبد اللہ بن عمر کے آیا اور کہا کہ اے اباعبداللہ
تھے آنحضرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے عبد اللہ بن عمر نے کہا کہ ان اس شخص نے کہا کہ ان زبانوں کے ساتھ آنحضرت
سے جتنے کلام بھی کیا ہے کہا ان پھر کیا ساتھ ان ہاتھوں اپنے کے بیعت بھی تم نے آن حضرت
سے کی ہے کہا ان اس شخص کو حالت وجد کی ہو گئی اور کہا کہ تم تعجب خوش حالت
رکھتے ہو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے سے ایک بات کہتا ہوں میں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ خوشحال وہ شخص ہے کہ محبو دیکھا اور
میرے اوپر ایمان لایا اور خوشحالی ہے اور پر خوشحالی ہے اور پر خوشحالی ہے واسطے
اس شخص کے کہ بن دیکھے میرے اوپر ایمان لایا اور حاکم نے ابویہ زید رضی اللہ عنہ سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کہ ایک جماعت ہوت

میری سے بعد میرے چیدامیوگی کہ محبت میری میں اس قدر فنیہ ہونگے کہ اگر دیدار میرا حاصل کریں تو اہل اور عیال اور مال اور اسباب اپنے سے خرید لین حاصل کلام ایمان بالغیب جس قسم کا ہو مستلزم اعمال قلبیہ اور بدنیہ اور خرچ کرنے مال اور جاہ کا ہو اور روگردانی لذتوں جسمانی اور خواہشوں طبیعت کی سے اوکو لازم ہے اور اس سب سے ہر گاہ یونسون بالغیب نیز اعمال قلبیہ تقیوں کا اور دستی اعتقادوں اونکی کا نشان دیا اب اعمال بدنیہ اونکے سے نشان دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ **وَيُفْقِنُونَ الصَّلَاةَ** یعنی قائم رکھتے ہیں نماز کو اس جگہ سمجھنا چاہیے کہ نماز گزاری ایک شے ہے اور قائم رکھنا نماز کا شے دوسری ہے اور قرآن مجید میں جا بجا بیچ مقام مدح اور تاکید کے ادا کرنے نماز کو ذکر نہیں فرمایا بلکہ قائم کرنا نماز کا بیان کیا اور اقامت نعت میں ماخوذ قیام سے ہے یعنی سید پاک کرنا اور قاعدہ ہے کہ جب کسی چیز کو سید پاک کر کے پڑھیں ہر ہر جزو اس کا اپنی اپنی جگہ کہ مناسب صلیح اونکی کے ہی بیٹھ جاتا ہو پس قائم کرنے نماز کے معنی یہ ہیں کہ نماز کو ہر گز اور خلل سے محافظت کریں خواہ وہ خلل اور کجی دل کو کام میں ہو یا زبان کے کام میں ہو یا جوارح اور اعضا کے کام میں ہو اور خواہ یہ محافظت فرائض میں ہو یا شرطوں میں یا سننوں میں یا مستحبات میں اور اسی واسطے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر اقامۃ الصلوۃ اتمام الركوع والسجود والتلاوة والخضوع والاقبال علیہا فیہا یعنی قائم کرنا نماز کا پورا رکوع اور سجدہ کا اور تلاوت کا اور خشوع اور توجہ اور اس کے اور قاعدہ رضی اللہ عنہ ہے اقامۃ الصلوۃ المحافظة علیہا وعلی مواقیئہا ووضوئہا و رکوعہا وسجودہا یعنی قائم کرنا نماز کا محافظت کرنی ہر اول کے اور وقتوں اس کے اور ہر ضرورت کے اور رکوع اور سجدہ کے اور سورۃ کرام کے نزدیک یہ بھی اقامت صلوۃ میں داخل ہے کہ وقت ادا کرنے ارکان اور ادب نماز کے سر ہر ایک کا معلوم کرے اور قصد کرے کہ اپنے تئیں ساتھ اس سر کے ملاوے اور دریافت کرنا اسرار نماز کا اس وجہ سے کہ تحقیق اونکا اسمیں ہیں مختلف ہے باعتبار اختلاف مراتب اور استعداد نمازیوں کی پس جو کہ مناسب حال بتدی کے ہے لکھا جاتا ہے کہتے ہیں کہ طہارت نجاست حکمی سے کہ حدیث اکبر و اصغر ہے

نہیں غیبی
گود پناہ زمان
ذہب د
بس گ
سین بھ
نور ہر صلیح
جانی ہے
شیطان
نہیں گھٹا
ان سود
رضی اللہ
غالی عنہ
سلا فرمایا

اور بخیر است حقیقی سے کہ بول اور بر از اور خون اور پیپ وغیرہ ہے اس واسطے مقرر ہوئی کہ
 تاکہ دلالت کرے اور پر حاصل کر سنے طہارت کے علاقون دنیا و می سے کہ تمام
 حوادث اور نو پیدا یں اور کسی قسم کے خبث سے خالی نہیں ہیں تاکہ وقت خدا کی طرف
 متوجہ ہونے کے ایک مناسبت ساتھ اس جناب پاک کے حاصل ہووے اور لیاقت حضور
 اُس جناب کی اور بجا لانے اس خدمت کی جسکے واسطے اسکو اعتر ہے ہم پہونچے جیسا کہ
 بادشاہوں کے دربار میں بغیر اسکے کہ پہلے حمام اور غسل اور استعمال خوشبو اور صفائی کی ضرورت
 اور بدن کی ندرک لین نہیں جاسکتے اور اون کی خدمت میں قائم نہیں ہو سکتے اور متوجہ
 ہونا ظاہر بدن کا طرف قبلہ کے کہ زمین پاک اُس جگہ کی اصل حمیت آدمی کی ہے
 اس واسطے کہ تمام زمین اسی جگہ سے پھیلائی گئی ہے دلالت کرتا ہے اور پاسکے کہ باطن اپنے
 کو بھی متوجہ طرف جناب حق کے کہ منشاء روحانیت آدمی کامی ہے کہ ناچاہئے اور بیکثریکہ
 رفیع یدین کے ساتھ اشارہ اسکے اوپر کرتی ہے کہ مینے دونو جہان سے ہاتھ اٹھایا اور
 اللہ تعالیٰ کی جناب کو سب چیزوں سے مین نے بڑا جانا اور واسطے تائید اعتقاد کے دعا
 استغاث یعنی سبحانک اللہم الخ زبان سے کہنا ہے اور کثرا ہونا دلالت کرتا ہے اوپر استغاثت
 کے اس راہ میں اور پڑھنا الحمد کا کہ شمار زبانی اس میں ہے اور زبان ترجمان دل کا ہر
 دلالت کرتا ہے اور پاسکے کہ دل میرا بالکل طرف اوسکے مائل ہوا اور اس سورہ میں
 الفاظ خطاب کے جیسا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین اور ایسے ہی تخصیص ساتھ عبادت
 اور استعانت کے دلالت کرتے ہیں اور اس کے کہ بسبب کمال توہبہ اور انقیات کے
 رتبہ مشاہدہ اور مخاطبہ کا مین نے پایا اور عبادت اور استعانت میں کہ یہ دونوں ایسے
 شغل ہیں کہ لائق بنی آدم کے یہ ہے کہ کسی دم ان سے خالی نہ رہے غیروں سے اعراض
 کلی مینے کیا اور سوال ہدایت کا اور ہر گناہ استی اہل غضب اور گمراہی کے سے دلالت اور
 اس کے کرتا ہے کہ جب اور بغض اور میل اور نفرت میری اوس جناب کے تابع ہوئی
 پھر کسکے دلالت کرتا ہے کہ بسبب مشاہدہ عظمت اسکی کے بشت میری خم ہوئی اور پھر
 قومہ دلالت کرتا ہے اور پاسکے کہ بیچ اس انکسار کے استقامت میں نے قبول کی پھر سجدہ کہ

ترجمہ تفسیر

جسکے

میں سورہ

تفسیر بھی

جائی ہے

شیخان

دیان سے

گور سے

ہوا جگہ

جہ اور

نہ پایا

جو شخص

سورہ

بشت

سج و ش

اس میں کمال تذل ہے بعد انکسار کے دلالت کرتا ہے اور کمال تقرب کے اس واسطے کہ جو
 تقرب کہ بشر کی قدرت میں ہے اسی قدر ہے کہ جو ہے اس میں معظم جو اس کو اس قدر نسبت
 کرے کہ ساتھ اہل خاکی اپنی کے چہنچے اور سجدہ و سرادالت کرتا ہے اور دوزکر کے تکرر کے
 بسبب حصول قرب کے اور خود اشارہ کرتا ہے طرف حاصل ہونے عزت اور بزرگی کے
 اس جناب کی طرف سے کہ مجرا قبول فرما کر پروانگی بیٹھنے کی دی اور سلام دلالت کرتا ہے
 اور پھر نے کے اس سفر باطنی سے اور یہ بھی کہا ہے کہ نماز اہل سب عبادتوں بدنی کی
 ہے اس واسطے کہ شامل ہے اور طہارت اور استقبال قبیلہ اور ذکر اور تسبیح اور تہلیل
 اور شہادتین اور درود اور دعا کے کہ اصول زبان کی عبادتوں کے ہیں اور یہی
 شامل ہے اور معنی روزی گئے مراد بند کرنے نفس کے سے ہے خواہ ثنوں اس کی سے
 بلکہ نماز میں روزہ کی نسبت سے زیادہ بندی ہے اس واسطے کہ کچھ کو بھی غیر درست کی طرف
 سے ہٹا ہے اور زبان کو بھی اس واسطے تلاوت اور ذکر اس کے کے اور چیزوں سے بچانا ہے
 پاؤں کو اور طرف حرکت کرنے سے اور ساتھ کو داد و ستد سے روکنا ہے علیٰ ہذا القیاس قوۃ
 خیالیہ اور فکر کو سیر کرنے سے بچ کر خردیات اپنے کے اور یہ معنی روزہ سے ہیں متحقق نہیں
 اور بھی شامل ہے اور معنی حج کے کہ بکیر تحریمہ اس کی بجائے احرام کے ہے اور
 استقبال قبلہ کا بجائے طواف کے اور قیام بجائے وقوف عرفات کے اور رکوع اور جود
 اور حرکتیں رکعتوں کی مثل سحر کے درمیان صفا اور مردہ کے اور بھی شامل ہے اور پر
 معنی زکوٰۃ کے اس واسطے کہ خرچ کرنا مال کا واسطے ستر عورت اور حاصل کرنے
 آلات طہارت کے اس میں واجب ہے اور بھی ایک وقت کو اوقات میں سے نفع اپنے
 سے خالی کرنا اور ساتھ حکم خدا کے معصوفہ رکھنا مانع جدا کرنے ایک حصہ کے مال میں
 سے ہے واسطے مصارف الہی کے اور بھی عبادت جمادات یعنی پتھر وغیرہ کی کہ جو
 چیزیں چلتی پھرتی نہیں بیٹھنا ہے اور عبادت جانوروں چرنے والوں کی رکوع ہے
 اور عبادت جانوروں نے والوں کی ذکر اور تلاوت اسماء الہیہ کی ہے ساتھ خوش
 آوازی کے فرد مرغان جن پر صبا ہے خواند ترا با صلا ہے اور عبادت حشرات

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

المحورہ بقدر

کی سجدہ ہے اور عبادت درختوں اور سبوتوں کی قیام ہے اور عبادت ہر فرقہ کی فرستادن
 میں سے انہی قبیلوں کی عبادتیں ہیں اور عبادت کروہیوں کی کہ اون کو ہمیں بھی کہتے
 ہیں استغراق اور شاہدہ ہے اور نماز میں یہ سب عبادتیں پائی جاتی ہیں اور اسی
 واسطے مرتبہ ابن عبادت کا سب عبادتوں کے مرتبہ سے بڑا ہے کہ جامع تمام عبادتوں
 بدنی اور نفسی کو ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب آن حضرت کو
 پوچھا کہ ای الاعمال افضل یعنی کونسا عمل افضل ہے فرمایا کہ الصلوۃ لموقتها یعنی نماز
 اپنے وقت پر پڑھنی اور اسی واسطے ہے کہ بیچ بیان کرنے علامتوں تقویٰ کے اور
 اقامت صلوۃ کے کفایت کی گویا اشارہ فرماتے ہیں طرف اس کے کہ تمام اعمال اسکے موافق
 شرع کے ہیں اس واسطے کہ اس عبادت کا کمال الاصول اعمال بدنی کی ہے ساتھ اس خیر
 کے ادا کرنے ہیں اور جو وقت بیان خوبی اعمال متقیوں کے سے فارغ ہوئے اب حسن
 اخلاق اون کے سے نشان دیتے ہیں کہ وہ قارک کفہ کھنڈیقہ یعنی اوس چیز سے کہ
 روزی دی تھیں اون کے تین حسیج کرتے ہیں تاکہ شہوت اور حرص اپنی کو پاک
 کریں اور حرج کرنا مالک شریعت میں سأت قسم سے عبادت ہے پہلے ادا کرنا زکوۃ مفروضہ
 کا کہ سونے چاندی سے بشرط پہنچنے حد نصاب کے اور گزر جانے برس کے
 چالیس تو ان حصہ اوس کا واجب ہے اور مواسی اور مالون تجارت اور محصول زمین
 عشری بھی جیسا کہ کتابون فقہ میں لکھا ہے واجب ہوتا ہے دوسرے صدقہ فطر کہ بعد
 دیکھنے چاند عید کے دسبرگیوں ہر آدمی کے اوپر واجب ہوتے ہیں تیسرے خیرات
 کہ عبادت ہے دینے سالکون کے سے اور ضیافت مہمانوں کی سے اور امانت فیعیون
 اور یتیموں اور یتیموں کی سے سوائے قدر زکوۃ کے جو تھے وقف بامند بنائے
 مسجدوں اور مدرسوں اور پبل اور کوئین اور مہمان سرائے کے پانچویں مصرف حج کا کہ
 خواہ واسطے اپنے یا ذرا سٹے دوسرے کے سامان حج کا درست کر دے
 جیسا کہ سواری اور زاد راہ وغیرہ چھٹے مصرف جہاد کا کہ ایک درم حشر حج کرنا اس
 میں برابر سات سو درم کے ہوتا ہے جیسا کہ بیچ غلوں ہر دورہ کے آویگا اشارہ البدر

تفسیر خلیلی
 ترجمہ تفسیر
 اور وہ ہیں
 اوس کے
 بعد کی
 اور زمین
 آیت بیخ
 سورہ کی تفسیر
 خلیلی
 بیچ اسید
 ضعیف
 تفسیر
 اس بات

چند کمال سال سابقہ طے عبادت

ساتوین ادا کرنا فقون واجبہ کا اور وہ نفقہ بیوی اور جو بی اولاد کا ہے اور نفقہ
 اور محارم کا بھی بشرط طاقت اس شخص کے اور محتاج ہونے ان کے کے اور
 بیچ لفظ نما کے بسبب لانے میں بتبعیض کے اشارہ فرمایا ہے طرف اس کے کہ اسراف
 کے خرچ کرنے میں خواہ اپنے نفس کے اور پر کرے خواہ اہل کے منوع ہے اور خدا سرف
 کی یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا بیچ ایسی جہت کے کہ سبب فوت کرنے حق کا جہت دوسری
 میں ہو اور بیچ نسبت کرنے خدا سے تعالیٰ کے رزق کی طرف اپنے اشارہ ہے طرف
 اس کے کہ ہر چیز ملک اور مال ہمارا ہے پس بخل کرنا ساتھ اس چیز کے کہ بیچ ہاتھ ان کے
 کے ہے اور عاریۃ او کو دیا ہے بخل جیسا ہے اس جگہ جانا چاہیے کہ اوپر مذہب اہل
 سنت و جماعت کے جیسا کہ حلال رزق ہے حرام بھی رزق ہے پس لانا لفظ من کا کہ دلا
 اوپر تحیضیت کے کرتا ہے بہت مناسب پڑتا ہے کہ وہ قسم رزق کی کہ حرام ہے
 لایق خرچ کر نیکی نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ لا یقبل صدقۃ من خلل
 یعنی نہیں قبول کیا جاتا ہے صدقہ جو رسی کی چیز سے اور فرقہ معتزلہ رزق کو عبارت
 ملک سے جانتے ہیں اور مال حرام کو اس جہت سے کہ بیچ ملک غاصب کے داخل نہیں
 رزق نہیں کہتے اور یہ صریح خطاب ہے اس واسطے کہ رزق عبارت انتفاع سے ہے اور انتفاع
 میں حلال اور حرام برابر ہے اور اگر رزق عبارت ملک سے ہو تو چاہیے کہ جانوروں کے واسطے
 ملکیت کی نہیں رکھتے رزق نہوا اور آیت قرآنی میں یعنی وما من دابة فی الارض الا علیہ
 دلیل صریح ہے کہ جانوروں کے واسطے بھی رزق مقدر خدا کی طرف سے ثابت ہے
 اور جس وقت متقیوں کی صفت میں ایمان بالغیب کا اعتبار فرمایا مظہر اس کا ہوا کہ
 لفظ متقی کا خاص ساتھ فوقہ عربوں اور ادرا میوں کے کہ مثل ان کے ہوں ہو دے
 اس واسطے کہ اکثر مسائل ذات اور صفات کے اور مباحث نبوت اور معاد کے انہیں کی نسبت
 سے غیب ہیں اور اہل کتاب جیسا کہ یہود اور نصاریٰ ان اشیاء کو بسبب کمال شہرت
 کے اور تو ان خبروں انبیاءوں اور کتابوں آئید کے مثل آنکھ کی دیکھی ہوئی شے کے
 جانتے تھے یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے ار کے بھی ان کے ان چیزوں کو بیان

فہم غلبی

کہ وہ بے

ادھ ہے

سے اور

گورڈاں

کا ان کے

باس ہی

بندھا

ہوا تھا

ان کا بیٹا

بیٹے بھی

پاس

ہی کو ہاتھ

کرتے تھے ناچار واسطے داخل کرنے اہل کتاب کے کہ شرف اسلام سے ہوتے ہیں
مستقیوں کے زمرہ میں ایک صفت دوسری کا اور ایمان بالغیب کے عطف کیا تاکہ اشارہ
ہو طرف اسکے کہ متقی دو قسم ہیں قسم پہلی وہ لوگ ہیں کہ ایمان بالغیب لاتے ہیں اور
بمقتضائے اوس ایمان کے اعمال اور اخلاق اپنے کو درست کرتے ہیں اور قسم دوسری
وہ لوگ ہیں کہ پہلے سے ان امور غیبیہ کو جانتے ہیں اور واسطے تاکید اور تقویت اون
معلومات اپنی کی التجا طرف اس کتاب کے لاتے ہیں مثل عبداللہ بن سلام اور
امثال اون کی اور یہی لوگ مراد ہیں اس آیت میں وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ
یعنی متقیوں سے وہ لوگ بھی ہیں کہ ایمان لاتے ہیں ساتھ اوس چیز کے کہ اوتاری گئی
ہے طرف تیری کہ وحی منلو ہے یعنی کتاب اور وحی غیر منلو یعنی سنت کہ اون کو بسبب
اس ایمان کے زیادتی اطلاع کی اور تفصیل اور تحقیق امور غیبیہ کے حاصل ہوتی ہے اور
ساتھ ہدایت قرآن کو راہ پانے والے ہوتے ہیں وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یعنی اور بھی ایمان لاتے ہیں
ساتھ اُس چیز کے کہ اوتاری گئی ہے پہلے تیرے اور انبیاء پہلون کے کہ مراد اس سے
کتابین الہی ہیں کہ پیشتر اوتری جیسا کہ توریت اور انجیل اور زبور اور صحیفہ انبیاء و
پہلون کے اونیفتمین انبیاء سابقین کی اور نصیحتیں اور ارشاد اون کے پس اس جماعت
کو بسبب احاطہ کرنے اور گیر لینے تمام افراد وحی کے مرتبہ تہتے اور امتداد کا حاصل ہوا جیسا
جماعت پہلی کو امتداد حاصل ہوا تھا اوسنی ہدایت قرآن کے اس جماعت کی نسبت
سے یہ ہیں کہ تفصیل اور تحقیق امور اخروی اور امور غیبیہ کی اون کو قرآن سے حاصل ہوئی
اور اسی واسطے اور ابتداء جنس اون کے ہر چند کہ دعویٰ ایمان کا آخرت کے اوپر کرتے
ہیں لیکن یقین تام نہیں رکھتے وَلَا تُزَكُّوهُمْ يَقِظُونَ یعنی ساتھ آخرت کے وہ ہیں
کہ یقین پورا رکھتے ہیں اس واسطے کہ یقین پورا ساتھ کسی چیز کے سوائے جاننے تفصیل اُن
شے کے اور درہونے شبہون کے حاصل نہیں ہوتا ہے اور یہ بات سوائے اون
کے اور اہل کتاب کو حاصل نہیں بیچ اس جگہ کے جاننا چاہیے کہ جیسا کہ ایمان قرآن
کے ساتھ ہر مکلف پر فرض ہے ویسے ہی ایمان ساتھ کتابون پہلی کے بھی فرض ہے

تفسیر

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

بسم اللہ

اللہ واحد اور آیۃ الکرسی اور تین آیتیں آخر سورۃ البقرہ سے اور ایک آیۃ سورۃ آل عمران سے یعنی شہادۃ لا الہ الاہو اور سورۃ اعراف سے ان دیکو اللہ اور سورۃ مومنون سے فتعالیٰ اللہ الملائحی اور سورۃ جن سے وانہ تعالیٰ جلد بنا اور دس آیتیں اول صافات اور تین آیتیں آخر سورۃ حشر سے اور قل ھو اللہ احد اور سموذین اور داری نے ابن جوزی سے روایت کی ہے کہ جو کوئی چار آیتیں اول سورۃ البقرہ سے رات کو پڑھے اس گھر میں اس رات دخل شیطان کا نہ صبح تک اور بیچ بعضی روایتوں پہنچی کے شعب الایمان میں اور سعید بن منصور کے بیچ مسند ابی کے اور داری کے سفیر بن شعیب رضی اللہ عنہ سے کہ عبد اللہ بن مسعود کے یاروں میں سے تھا وارد ہوا ہے کہ جو کوئی دس آیتیں سورۃ البقرہ سے وقت خواب کے پڑھے قرآن کو فراموش نہیں کرے گا چار آیتیں اول سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں بعد اوس سے اور تین آیتیں آخر سورۃ البقرہ سے کہ شروع ادن کا لہو فی السموات ہے اور طبری اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ آنحضرت سے بیٹے سنا ہے کہ فرماتے تھے جو کوئی تم میں سے مرے اوسکو گھر میں نہ رکھ چوڑو بلکہ جلد ہی قبر میں پہنچا اور چاہے کہ قبر پھڑے ہو کہ مردہ کے سر کے پاس شروع سورۃ البقرہ کا پڑھو اور پیر کی طرف آخر سورۃ البقرہ اور ابن الخیار سے تاریخ اپنی میں محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ ایک بار ہنسے نہر نہر کے کنارہ پر خیمہ کھڑا کیا آدمی اس جگہ آئے اور کہا کہ یہ جگہ خوف کی ہے جو قافلہ اس جگہ اوترتا ہے اسباب اس کا چور ٹوٹے جاتے ہیں ہمارے میرے اس خبر کے سننے سے شہر میں آگئے اور میں بسبب اس حدیث کے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنی تھی ادنی مکان میں بٹھریا اور حرکت نہ کی اور وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی رات میں تین تین آیتیں پڑھے اوس کو اس رات میں کوئی درندہ اور چور یا لٹا نہ پہنچا دے گا لکن گھر کا چور نہوا اور جان اور اہل اور مال اس کا محفوظ رہے صبح تک جب رات ہوئی تو چوروں کے ڈر سے میں نسوایا میان تک کہ دیکھا میں نے ایک جماعت بڑی شمشیر بہنے نے میرے اوپر پش بار سے زیادہ حمل کیا لیکن پاس میرے نہ آئے جب صبح ہوئی تو امان سے کوچ کیا راستہ میں ایک

بیان پڑھئے تین
سورۃ شہادۃ کا
حکایت مذکور

تفسیر

سورۃ
روایت
وہا ہے
چنانچہ
کہ

تا دم مرگ سعادۃ الہیہ کو کفر حقیقی ہوا والا صورت کفر کی ہے حقیقت میں کفر نہیں بلکہ
 کویمان اور کفر میں اعتبار خاتمہ کا ہے پس جو لوگ کہ اسی مرض میں مرے
 انہوں نے کبھی زندگی اپنی میں توفیق متبول کرنے دین تیرے کی نہائی اور
 ساتھ اس مرتبہ کے کفر و نکاح حکم ہوا کہ تیرے ڈرانے سے ہرگز باز نہ ہے یہاں تک
 کہ سَوَاءٌ عَلَیْکُمْ ءَاثَانَا ۚ اِنَّکُمْ تَنْتَظِرُوْنَ یعنی برابر ہے اور پورا دن کے خواہ ڈراوے تو خواہ نڈر کا
 تو ان کو اس واسطے کہ کفر و نکاح بسبب منہ کے نہیں کہ اعجاز قرآن میں یا نبوت تیری میں
 آگیا ہو بلکہ بسبب بے اتفاقی اور کم توجہی ان کی کے ہے اس طرف میں یا بسبب کمال
 دشمنی اور بغض کے ہے کہ دیکھے ہوئے کو بن دیکھا اور سنے ہوئے کو بن سنا جانتے ہیں
 پس برابر ہے حال ان کا خواہ ان کے متین دلیل ظاہر ہو یا نہ ہو لا یُؤْمِنُوْا یعنی ایمان نہ
 لاویں گے اور لفظ علیہم کا سَوَاءٌ عَلَیْکُمْ میں اس واسطے زیادہ کیا ہے کہ ڈرانا اور نہ ڈرانا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا اون کی نسبت برابر ہے لیکن آن حضرت کی نسبت سے برابر نہیں
 اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ ڈرانے ان کے کے سراسر اجر اور ثواب
 حاصل ہوتا تھا اور اس کے چھوڑنے میں اجر اور ثواب حاصل نہیں ہوتا تھا پس گویا
 ایسا ارشاد ہوا کہ سَوَاءٌ عَلَیْکُمْ لَا عَلَیْکُمْ اور اسی جہت سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بعد اس آیت کے بھی ڈرانے ان کے سے باز نہ ہے بلکہ بیچ مبالغہ اور کوشش کے زیادتی
 کرتے تھے تاکہ اجر اور ثواب زیادہ حاصل کریں اور سبب بقا کفر ان کے کا باوجود کمال ہمت
 قرآن اور کوشش پیغمبر اور ہمتی آپ کے یہ ہے کہ دلائل ہر چند کہ یقینی اور قطعی ہوں فائدہ
 ان کا نہیں ہوتا ہے مگر اس کسی کو کہ دروازہ دل اس کے کا کھلا ہو اور یہ گروہ ختم اللہ
 عَلٰی قُلُوْبِهِمْ یعنی ہر رکھی ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پس ان سے ممکن نہیں
 کہ ساتھ کسی دلیل کے علم حاصل کریں اس واسطے کہ ان کے دلوں میں دلیل انہیں
 سکتی اور جب تک دلیل ادنیٰ کو دل میں نہ آوے اس کو تاں اُس دلیل میں اور
 نتیجہ حاصل کرنا مستور نہیں اور قلب لغت میں نام گوشت صنوبری کا جو کہ بائیں طرف
 سینہ کے ایک جگہ خالی میں رکھا ہوا ہے اور روح حیوانی اسی گوشت میں پیدا ہوتی ہے

تفسیر غفری

چند جگہ

دیکھا جاتا

سورہ بقرہ

اللہ تعالیٰ

نہایت

میں

میں

میں

میں

اور یہی روح ہے کہ مناسا اور حرکت کی ہے اور اسی گوشت سے طرف باقی اعضا کے بواسطہ شرائین کے پہونچتی ہے اور بیچ اصطلاح اہل شرع کے نام لطیفہ انسانی کا ہے کہ انسانیت انسان کی ادسی کے ساتھ ہے اور فرمان برداری اور امر اور نہی شرع کی اور عمل کرنا بہ موجب تکلیفات الہیہ کے اسی سے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے ان فی ذلک لذرئۃ لمن کان لہ قلب اور یہ لطیفہ عالم اس کے کہ وجود اس کا وہ پرستو قہمیر جیسا کہ فرمایا ہے انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون جیسا کہ گوشت صنوبری بلکہ تمام بدن عالم خلق سے ہر کہ وجود اس کا موقوف اور پراد کے ہر اور کہی اس لطیفہ سے قرآن مجید میں نفس کے ساتھ بھی تعبیر فرمائی ہے جیسا کہ بیچ آیہ ونفس وما سواہا فالنفس الجحۃ ہا وتقلہا اور کہی روح کے ساتھ تعبیر آئی ہے جیسا کہ بیچ آیت قل الروح من امر ربی نفن فیہ من ریحی اور اس مقام میں لفظ قلب سے بھی لطیفہ مراد رکھا ہے اس واسطے کہ دلیل سے استدلال کرنا اور مدلول کو نکالنا کام اسی لطیفہ کا ہے اور یہی لطیفہ ہے کہ اس کو شعر آئی اور محل الہام ربانی مقرر کیا ہے اور حقیقت اس لطیفہ پر بھی راہ استدلال اور راہ الہام اور فوق اور کشف کا بالکل بند ہوا اور بیچ حق اون کے کے اسی قدر کفایت نہیں کہ اوپر دلون اون کے کے مہر رکھی ہے و علیٰ سکریم یعنی اور اوپر قوت سبح انکی کے بھی مہر رکھی ہے پس استدلال دوسرو کے بھی نہیں شستے تا کہ رفتہ رفتہ مضمون اس استدلال کا سور خون پوشیدہ کے راستہ سے اون کے دل میں پہونچتا اور اگر اون آدمیوں کو کہ استدلال کا راستہ چلے بن یا استدلال دوسرو کے سکر کمال حاصل کیا ہے دیکھتے ہیں بزرگ کمالات اون کے نہیں معلوم کرتے تا کہ آپ بھی کمالات کے حاصل کرنے میں مشغول ہوں اور راہ ہدایت کی چلین اس واسطے کہ و علیٰ البصائر یعنی اور اوپر بینائیوں اون کی کے پردہ ہے لٹکا ہوا کہ بالکل دیکھتے نہیں دیتا اس جگہ چند سوال ہیں کہ اہل عریضت اس مقام میں ساتھ جواب اون کے کے مشغول ہونے میں پہلا سوال یہ ہے کہ علی سمعہ معطوف او پر قلوبہم کے ہے پس یہ بھی داخل نیچے ختم کے ہے یا عطف جملہ کا او پر جملہ کے ہر یا ہمراہ

توقیف

آپ

نہی

بہ

کے

بصر کے غشاوہ کے حکم میں داخل ہے پس کوئی وجہ کو اختیار کیا جاوے جواب اس سوال کا یہ ہے کہ القرآن بصر بعضہ بعضا یعنی قرآن تفسیر کرتا ہے بعض اس کا بعض کو دوسری جگہ قرآن مجید میں مع کو ختم کے حکم میں داخل فرمایا ہے اور غشاوہ کے حکم میں داخل نہیں کیا بیچ آیہ وقم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوہ سوال دوسرا کہ متوجع اس جواب پر ہے وہ یہ ہے کہ دل اور کان کو واسطے نیچے مہر کے داخل کیا اور بینائی آنکھ کی کو ساتھ لٹکانے پردہ کے کو واسطے بند کیا اور حال یہ ہے کہ غرض اس طرح ہر بھی حاصل ہو جاتی ہے کہ مہر تینوں پر رکھی جاوے یا پردہ تینوں پر لٹکایا جاوے وجہ تخصیص کی کیا ہے جواب الکا یہ ہے کہ سبب دریافت کرنے دل کا مدار کات کو تین چیزیں ہیں حس سلیم اور خبر صادق اور عقل اور سبب سننے کا سموات کو موج مارنا ہوا تھا کہ کیفیت صوت کی اس میں ٹی ہوتی ہے پس مہر کرنا دل اور کان پر واسطے ہی کہ یہ چیزیں باہر سے اندر کی طرف نہ پہنچیں اور سبب دیکھنے آنکھ کا مریات کو موافق مذہب قوی کے نکلتا شعاع کا ہوا وہ پونچھا اس شعاع کا طرف مرنی کے پس پردہ آنکھ کا شعاع کو باہر نکلنے سے منع کرتا ہے اور وہی منار قوت کا ہے اور قاعدہ باندہ ہوا عقلا کا ہے کہ واسطے محافظت آئے باہر کی چیزوں کے مہر کہتے ہیں اور واسطے محافظت نکلنے اندر کی چیزوں کے پردہ ڈالنے میں موافق اسی قاعدہ معمولہ کے یہ دونو تعبیر میں مختلف ہیں سوال تیسرا یہ ہے کہ سمع کو مفرد کو واسطے لائے اور ابصار کو جمع کس واسطے فرمایا اور حال یہ ہے کہ اگر نظر طرف معنی جنسی دونوں کے کہ میں اوس میں تعدد نہیں دونو جگہ مفرد کفایت کرتا ہے اور اگر نظر اوپر افراد ان دونوں کے کیا جاوے کہ مضاف جمع کے صیغہ کی طرف میں دونو جگہ جمع لانا چاہئے ہاں بیچ بدلنے اس طریق کے کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ عمل سننے کی قوت کا ایک پٹھا ہے کہ کان کے سوراخ میں بچھا ہوا ہے اور اصل قوت بینائی کا طبقہ مختلف اور رطوبتیں متعدد ہیں جیسا کہ علم تشریح میں مشرح ہے اور ہر طبقہ سے نکلتا شعاع کا اور ہر رطوبت میں صورتیں انقش ہوتی ہیں پس ہر طبقہ اور ہر رطوبت بیچ کار اس قوت کے دخل رکھتا ہے

تخصیص

چینی پس

جی صفا

اس سے

سبب

جو کب

ب

اوسکو

رکھ کر

جہاں

سیٹ

پس اس قوت نے گویا مکانون مختلف میں جگہ پکڑی ہے نقد و محال کا نظر کہ جسے حج لانا مناسب ہوا بخلاف قوت سننے کے کہ آپ بھی ایک ہے اور عمل بھی اُس کا ایک ہو جو نقد و نظر حج سے مفہوم ہوتا ہے کسی وجہ سے مناسب حال اس کے کے نہیں سوال چوتھا یہ کہ مہر کرنے کو دل اور کان پر بصورت جملہ فعلیہ کے ذکر نہرایا ہے کہ ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم اور پوشیدگی آنکھ کا بیان بصورت جملہ اسمیہ کے لائے کہ فائدہ دوام اور ثبات کا دیتا ہے کہ علی بصرہم غشاوہ وجہ فرق کی کیا ہی جواب یہ کہ مہر کرنی اوپر دل اور کان کے منع کرنے والی داخل ہونے باہر کی چیزوں سے ہے کہ دل اور کان میں نہیں آنے دیتی اور حقیقت میں تمامیت علت اور تاثیر اس کی کو منع کرتی ہے جیسا کہ پہر کو باطنی چیز کہ تاثیر علت کو منع کرتی ہے وجود علت سے متاخر ہوتی ہو پس تعبیر کرنی ایسی شے کی ساتھ جملہ فعلیہ کے مناسب زیادہ ہوئی اس واسطے کہ جملہ فعلیہ حدوث کے اوپر دلالت کرتا ہے اور سبب تاخر کے اس میں بھی حدوث پایا گیا اور غشاوہ آنکھ کا شعاع کو آنکھ سے باہر نکلنے کو منع کرتا ہے کہ مہر دیکھنے کا ہے اور حقیقت میں منع کرنے والا علت کے پیدا ہونے کو ہے جیسا کہ شکل ہونا تھا کہ تیر دالنے کو منع کرتا ہے اور جو چیز کہ علت کے پیدا ہونے کو منع کرتی ہے موجب باقی رکھنے معلول کی اوپر عدم اصلی کے جو اور عدم اصلی ایک امر ثابت ہے حادث نہیں تاکہ اُس کی ساتھ جملہ فعلیہ کے تعبیر کی جادے بلکہ تعبیر اوس کی جملہ اسمیہ کے ساتھ چاہیے کہ دلالت ثبوت اور دوام پر کرتا ہے سوال پانچواں کہ متفرع اس جواب پر ہے وہ ہے کہ یہی آیت و ختم علی سمعہ و قلبہ و جعل علی بصرہ غشاوہ کے غشاوہ بصر کا بیان بھی جملہ فعلیہ کے ساتھ لائے ہیں مانند ختم علی سمعہ و قلبہ پس اگر یہ وجہ فرق کی درست ہوتوں آیت میں ترک اعلیٰ کا لازم آدو جواب اس کا یہ ہے کہ جَلَّ اِذَا اُفْعِلْ ہے لیکن ملحق افعال قلوب کے ساتھ ہے اور افعال قلوب کمی یہ خاصیت ہے کہ جملہ اسمیہ کو دوام اور ثبات کے معنی پر باقی رکھتے ہیں اور متغیر نہیں کرتے اور مبتدا اور خبر کو دو مفعول اپنے بنا لیتے ہیں چنانچہ اَلَمْ تَرَ اَنَّا جَعَلْنَا مِنْ تَحْتِ اَیْنِیْہِمْ نَارًا

تفسیر
دلیل
و تسمو
ہی
بہ لیب
کوئی چیز
ہو فون
کی طرح
پہلے
ہی

اسناد فضل کی زندگی طرف حادث نہیں پس بیچ علی بصرہ غشاوہ کے بیان غشاوہ لبر کا
 اوس کے ساتھ متعلق ہے افادہ معنی ثبوت اور دوام کا متحقق ہے اس واسطے کہ
 اسناد مفعول ثانی کی طرف مفعول اول کے اوسی و تیرہ پر باقی ہے اگرچہ متعلق جعل
 کے ساتھ ہو گیا ہے پس اس آیت میں بھی بیچ بیان غشاوہ البصار کے معنی جملہ ہمیں ہے
 اور بیچ بیان ختم سمع اور قلب کے جملہ فعلیہ کو اختیار کیا اور اسی فرق کا اعتبار رکھا کہ آل
 چٹاہہ کے سمع کو لبر کے اوپر کس واسطے مقدم فرمایا حال آنکہ نزدیک حکما کے حس بصر
 کے افضل حس سمع سے ہے کہ متعلق البصار کا نور ہے اور متعلق سمع کا ہوا اور لبر دوسرے
 دیکھتی ہے اور سمع دور سے نہیں سنتے اور عجائب کاری گیری الہی کی بھر کی پیدائش
 میں زیادہ ہے بہ نسبت اوس کے کہ سمع کی پیدائش میں ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کو سماعت کلام الہی کی بدون خواہش اور سوال کے عطا ہوئی اور جب بصر سے بکھنا
 چاہا نہ دیا اور آنکھ سے جمال چہرہ کا ہے بخلاف کان کے اور جو انکشاف کہ بصر کے سبب سے
 حاصل ہوتا ہے تمام انکشافات سے اقویٰ اور اتم ہے اور اس واسطے عرب کی مشلون
 میں وارد ہے کہ لیس واء العین بیان جواب اس کا یہ ہے کہ ہر حنیہ وجود افضلیت کی
 بصورت پائی جاتی ہیں لیکن اس مقام میں رعایت ان وجود کی کرنی مناسب نہیں
 اس جگہ رعایت ان وجود کی کہ حق کو پہچانتے ہیں باعث ترجیح کا ہون کرنی چاہئے
 اسی واسطے دل کو دو نشتے پر مقدم فرمایا اور قوت سمع کی کو ہدایت کے ساتھ نفع
 بکڑنے میں اور بیچ ارشاد پیغمبر اور ڈرانے اوس کے دخل کلی ہے کہ اس قدر بینائی
 کو نہیں اس مقام میں رعایت اس وجہ کی اولیٰ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شرط نبوت کی لکھا ہے
 اس واسطے کہ کوئی پیغمبر نہیں کہ بہرہو ہوا اور لیجئے پیغمبر اندھے ہوئے ہیں مثل حضرت
 یعقوب علیہ السلام اور حضرت شیبہ مگے اور بھی قوت سمع کے سبب سے معارف اور تہائم
 دوسروں کی عقلوں کو فہم کی طرف پہنچتے ہیں بخلاف بصر کے کہ محض محسوسات کو اوس کے
 ساتھ ظاہر کر سکتے ہیں اور بھی ادراک قوت سامعہ کا چھوٹے طرفوں سے ممکن ہے بخلاف
 ادراک قوت بینائی کے کہ محض جانب سامعہ کی سی ہے حاصل کلام یہ ہے کہ بیچ بیان

تفسیر

بجہ

بجہ

بجہ

بجہ

بجہ

بجہ

بجہ

بجہ

بجہ

بجہ

اونکی ذات سے مسلوب ہو کسی دقت وقتوں میں سے نصیب اون کے نہوگا اور اس گروہ کو شرع میں منافق کہتے ہیں اور نفاق کی کئی قسمیں ہیں علی اور کامل وہ کہ ایمان اپنا ظاہر کرے اور باطن میں صاف منکر ہو دوسرے وہ کہ ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی متردد اور دوطرف ہو تیسرے یہ کہ بسبب کثرت گناہوں کی اور بھونچنے اثر برائیوں کے اور زیادہ محبت دنیا کی اور جوہر ہونے اخلاق مذمومہ کے ایمان اونکا چھپ جاوے اور نہایت ضعیف ہو ساتھ اس مرتبہ کے کہ آخرت کی ضرر کو دنیا کی ضرر سے برا نہیں سمجھتا اور نفع آخرت کو دنیا کو نفع سے بہتر نہیں جانتا پس حقیقت میں یہ فرقہ بھی ایمان نہیں رکھتے اس واسطے کہ مقصود ایمان سے بلند ہمت ہونا پستی دنیا سے اور بسبب اختیار کرنے مرضیات الہی کی طرف درجائے معاد کے بھونچنا اور اس فرقہ میں اگرچہ تصدیق پائی جاتی ہے لیکن نہایت ضعیف ہے کہ بیچ طلوعی کے ہرگز تاخیر نہیں رکھتی اور قاعدہ مقررہ عقیدہ ہے کہ الشئ اذا اخلاعن مقصود لغائین شے جسوقت خالی ہوئے مقصود اپنے سے لاطائل ہوئے پس تصدیق اونکی محض لغو ہوئی اور ہونا نہوگا اس کا برابر ہوا اور پراسی تین مرتبہ نفاق کی آیتوں اور حدیثوں مختلف کو منطبق کیا جائے کیا مثلاً ان المنافقین فی الدارک الاسفل من النار وان المنافقین یخادعون اللہ وھو خادعہم و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی مذہب بین بین ذلک تک بیان حال مرتبہ اول اور دوسرے کا ہے اور آیت و منهم من عاهد اللہ ان ینزلن جہاداً و لم ینزلن و منهم من عاهد اللہ ان ینزلن جہاداً و لم ینزلن جہاداً و منهم من عاهد اللہ ان ینزلن جہاداً و لم ینزلن جہاداً کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ایۃ المنافق ثلاث وان صام وصلی و زعم انه مسلم اذا حدث کذب و اذا عاهد غدار و اذا ائتمن خان بھی اوپر اسیکے محمول ہے یعنی نشانیاں منافق کی تین ہیں اگرچہ روزہ اور نماز کرے اور گمان کرے کہ میں مسلمان ہوں ایک یہ ہے جسوقت بات کرے جھوٹ بولے اور جسوقت عہد کرے توڑ ڈالے اور جسوقت امانت اوس کے پاس رکھی جاوے خیانت کرے اور سب ظاہر دلیل نفاق اون کے کی کہ گواہی ہے ایمانی اون کی کی دیتی ہے یہ ہے کہ کہتے ہیں کہ اگر دن جلا کا بالفرض ثابت ہو اور ہم سے اللہ تعالیٰ تفتیش حال ہمارے کی کرے دست آویز ہمارے ہی ایمان زبانی ہمارا ہے جیسا کہ دنیا میں مسلمانوں میں ہم اسی دست آویز کے ساتھ

مجموعہ

(۱) صرف مدح

و ثناء و باریاد اگر تشریح

مکبر و اور تقویٰ

مرد و نہایت غریبی

باتوں میں سے

رہی پس آل عمران

(۲) شہنوں

رو (۱) سے خلعت فرمایا

در اگر مکبر و اور تقویٰ

مرد و تشریح کو شہنوں

کے ساتھ ہے جو

تقویٰ کہیں اور

ان لوگوں کے

ساتھ ہے جنکی

سین کے تپ سے

اور اگر کہیں کہ جب ہم نے قرآن میں نظر کی اور تامل کیا پس ہم بے ایمان ہونے میں معذور ہو گئے
 اوسکے جواب میں کہنا چاہئے کہ نظر نہ کر لی اس قسم کی سبب ہدایت میں عذر نہیں ہو سکتا اور اگر
 بالفرض عذر بھی ہو اس قدر میں عذر ہو گا کہ ایمان ملائے لیکن تکذیب اور انکار اور مقابلہ
 میں کیا عذر ہو گا البتہ مگر اس تکذیب کی اور انکار کی پاویں گے وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
 ہما کا قیٰ اَیْکُنْ یٰوْنٰ یعنی اور ان کے تئیں ہے عذاب دردینہ والا لبیلہ اس کے کہ جھوٹ
 کہتے تھے اس واسطے کہ قرآن کی تکذیب کرتے تھے بغیر دلیل کے بلکہ باوجود ظاہر ہونے دلیل
 صدق اوسکی کے اور اعجاز اوسکی کے انکار سے دست بردار نہیں ہوتے ہیں اور کبھی نبی
 تئیں مومن اور متقی ظاہر کرتے تھے اور حال یہ ہے کہ سوائے نام ایمان اور تقویٰ کے
 کہ اوپر زبان اون کی کے جاری تھا کچھ اثر دل میں نہ کھو تھے باقی رہی اس جگہ چند سوال کہ
 جوابوں کے ساتھ مرقوم ہوتے ہیں اول یہ کہ حق تعالیٰ نے بیچ اول اس سورہ کے بیچ نشان
 مومنین کے کہ خالص ہیں تمام چار آیتیں نازل فرمائیں و بیچ شان کافروں کے کہ مجاہد ہیں یعنی
 ظاہر اور باطن اور کنارہ بر کفر کے ساتھ اکودہ ہے تمام دو آیتیں بھیجیں اور بیچ نشان ان کافروں
 پوشیدہ کہے کہ مراد منافقین ہے تیرہ آیتیں فرمائیں اور ظاہر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کفر کا
 مجاہد کہ ظاہر اور باطن اوسکا کفر سے اکودہ ہے زیادہ تر ہے منافق کے کفر سے اس واسطے کہ کافر
 مجاہد کا دل بھی جہل کے مرض میں گرفتار ہے اور زبان بھی بسبب انکار کرنے حق کے اور
 جھوٹ بولنے کے بسبب بیان کرنے عقائد کفر کے گنگار ہے بخلاف کافر منافق کے اگرچہ دل
 اوسکا جہل کے مرض میں گرفتار ہے لیکن زبان اوسکی بیچ بیان عقائد حقہ اسلام کے رہتا
 گستا رہے جواب اسکا یہ ہے کہ منافق کی زبان بھی جھوٹ اور انکار کے ساتھ اکودہ ہے
 اس واسطے کہ وہ زبان سے کہتا دیرے دیرے عقائد اسلام کی جگہ لکڑے ہوئے ہیں اور حال یہ
 کہ وہ سہات میں چھوٹا ہے قال اللہ تعالیٰ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اَنَّ الْمَنَافِقِیْنَ لَکَاذِبِیْنَ پس دل اور زبان
 اوسکے بھی دونوں کا نہیں اور علاوہ اوپر اسکے یہ ہے کہ منافق قصد فریب دینے کا کرتا ہے اور
 جو کافر ظاہر ہے قصد فریب کا نہیں رکھتا ہے اور بھی کافر مجاہد مردوں کی مثل ہے کہ جو
 کرتا ہے ویسا ہی کہتا ہے اور منافق مانتہ عورتوں ناقص کے ہے کہ کرتا ہے کچھ اور کہتا ہی

تفسیر حلیہ
 آیت کے بعد فرمایا
 اور تبارک و تعالیٰ
 سبب بخش گیا ہے
 میں احزاب (۹)
 خدا کا پیار
 فرمایا
 خدا شفیق و مہربان
 ہے
 کرتا ہے
 میں آل عمران (۱۶)
 میں آل عمران
 (۱۷) عبادت قبول
 ہونا فرمایا اللہ
 شفیق کے سوا
 کسی کی عبادت
 قبول نہیں کرتا
 (۱۸) میں سائل
 (۱۹) خدا کے
 نزدیک کی عزت
 فرمایا خدا کے نزدیک
 میں وہی ہے
 جزا دہتی ہے

کچھ اور بھی کافر ہیں جنہ کہ جھوٹا ہے لیکن اپنے زعم میں سچا ہے اور ہرگز واسطے نفس اپنے کے جھوٹ کو پسند نہیں کرتا ہے بلکہ اس سے عار کرتا ہے اور اس واسطے اپنے دل کو عقیدہ کو کھول کر بیان کرتا ہے اور منافق اس قدر رکینہ ہے کہ دیدہ و دانستہ جھوٹ کہتا ہے اور اس جھوٹ کو کمال اپنا جانتا ہے اور بھی منافق ہمراہ کفر اپنے کے استہزاور فریب دینا خدا سے تعالیٰ کا ارادہ کرتا ہے اور کافر مجاہد بے ادبی نہیں رکھتا ہے اور اس واسطے کفر منافق کا بہت سخت ہے اور حجاب اس کا کثیف زیادہ ہے اور حال اس کا مخفی زیادہ ہوتا ہے سو وسط فصاحت اس کی کے تیرہ آیتیں نازل ہوئیں اور بعد بیان حال انکو کے ضرب اہل بھی اس کی مذکور ہوئی اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جس مذہب کی بنا تقیہ پر ہو اور ظاہر اپنا مخالفت باطن کی رکھے بدتر ہے اس مذہب سے کہ صاحب اس کا ظاہر انکار کرے اس واسطے کہ تقیہ والے کے حال باطنی کا اعتبار نہیں رہتا ہے اور اقرار اور انکار اس کا اگرچہ کبھی سچا بھی ہو جھوٹا معلوم ہوتا ہے اور اس واسطے علمائے کہا ہے لا تقبل توبۃ الزانی یعنی یہ نہیں قبول کی جاتی ہے توبہ زانی کی اور معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ آدمیوں کو اعتماد اس کی توبہ پر نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ طریق معلوم کرنے توبہ اس کی کا بھی اقرار زبانی ہے اور اقرار زبانی اس کا محل اعتماد کا نہیں کہ وہ قائل تقیہ کا ہے اور یہ معنی اس کلام کے یعنی لا تقبل توبۃ الزانی کے نہیں کہ اگر دل سے اور صدق نیت سے بھی اپنے عقیدہ سے پھر جائے اور باطن اس کا صاف ہو جائے اس پر بھی اللہ کے نزدیک مردود اور رائدہ گیا ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے ہر بندہ کو دل کا حال خوب جانتا ہے اور آدمیوں کو علم اس چیز کا کہ دلوں میں ہے ممکن نہیں مگر بسبب اظہار زبانی کے سوال دوسرا یہ ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَیْسَ لَکُمْ عِلْمُ الْغُیُّوْبِ اَنْ تَقُولُوْا اِنْ کُنَّا نَعْلَمُ الْغُیُّوْبَ لَآ فُتْنًا لَّکُمْ فَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۳) دیتے ہیں اور مسلمانوں کو اور خدا تعالیٰ اور مسلمان بھی ان کو قریب دیتے ہیں اس واسطے کہ یہ لفظ ماخوذ مخادعت سے ہے اور مخادعت باب مفاعلة ہے اور باب مفاعلة مشاکرت کو چاہتا ہے اور حال یہ ہے کہ خدا سے تعالیٰ کی نسبت نہ فریب نہ ممکن ہے اور نہ فریب کھانا اس واسطے کہ علم اللہ تعالیٰ کا کہ سب چیزوں کو گھیرنے والا ہے اور جو چیزیں پوشیدہ ہیں اس کے

تفسیر
پیش کی جاتی ہے
(۱۰) دونوں جہان
کی خوشخبری فرماتا ہے
جو ایمان والے اور
تقویٰ والے ہیں
انہیں کو دینا اور آخرت
میں خوشخبری دے گا
پیش کی جاتی ہے
(۱۱) دونوں کی
انگست جہان دنیا
دنیا پر سے سب
گداز لے گئے ہیں
فنا متیوں کو بچا
ہیں گے، (پیش)
پیش کی جاتی ہے
(۱۲) ہمیشہ میں ہمیشہ
ہمیشہ فرمایا ہمیشہ
متیوں کی کشت
یہ بنائی گئی ہے
(پیش) اس کلمہ

نزدیک سنا ہر وہی فریب نہیں کھانے دیتا اور حرکت اسکی اسبات کو چاہتی ہے کہ کسی کو فریب
ماننے اسواسطے کہ افعال اللہ تعالیٰ کے ہر طرح کے قبح اور نقصان سے پاک ہیں اور مومنین کو
ہر چند فریب کھانا ممکن ہے اسواسطے کہ مومنین بسیر کمال علم اور حسن ظن کے منافقوں کو
ساتھ سختی نہیں کرتے ہیں اور جھوٹے اون کے کو بیچ چانتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف
میں وارد ہے المومن غم کما یر والمنا فی خب لہ لید یعنی مومن فریب کھانیوالا ہے اور
سختی ہے اور منافق فریب دینے والا لیکن فریب دینا ان کی شان بھی بعید ہے
پس استعمال محاذعت کی کیا وجہ ہو جواب اسکا یہ ہے کہ باب مفاہلت اس جگہ میں
مشارکت کے واسطے نہیں بلکہ واسطے صل فعل کے چنانچہ عاقبت اللص اور مسافرت
میں موجود ہے اور بالفرض اگر مشارکت کیواسطے بھی ہو پس معنی خلع کے اسد کی نیت
سے وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ اپنی سے معاملہ موافق نیت اور ارادہ اس کے کی کرتا ہے اسواسطے
حدیث شریف میں وارد ہے کہ اَصْدَقُكُمْ رُؤْیَا اَصْدَقُكُمْ حَدِیْثُ کَیْسَہُ جو کوئی اپنے
کلام میں عادت سے بولنے کی رکھتا ہو خواب میں بھی اسکو غیب سے سچی خبر میں دکھائی
یوں اور جو کوئی باتوں میں دروغ گوئی کی عادت رکھے اس طرف سے بھی باغیا ہل
اس کے کے معاملہ ہوتا ہے پس جو کوئی عقیدہ اور عمل ناشائستہ کو پسند کر کے واسطے اپنے
اختیار کرتا ہے اور اس عقیدہ اور عمل سے اسکو قصد رضامندی الہی کا ہوتا ہے والا
اوش شخص کو شہوات نفسانی میں غرق کرتے ہیں تاکہ وہ شخص جان لے کہ یہی عقیدہ اور
عمل میرا درمیان میرے اور درمیان پروردگار میرے کے بڑا وسیلہ ہے اور غیب کی طرف
سے اسکو بسبب قبول ہو جانے دعا کے اور القا ہونے خطرات پے درپے کے اور خوابوں میں فتور
دیکھنے اور انشراح خاطر کی چند نعمتوں اور گناہوں اور افعال رکیکہ اور الودگی نجاستوں اور
صحبت حیوانات ملعونہ کے امداد اور اعانت حاصل ہوتی ہے تاکہ یقیناً اس کو خوبی
اس بد عقیدہ اور عمل کی دل میں جگہ پکڑتی ہے اور یہی ہے معاملہ خلع کا اسد کی طرف
سے پھر اگر خدا کو منظور ہوتا ہے وقت مرنے کے یا صدمہ ہمت قوی یا حشر شد کے سے وہ سب کرم
مف گم ہو جاتے ہیں اور محالاً اور طرح ہو جاتا ہے اسیر محاذعت مومنین کی پس منافقوں کی

لوٹنے سے امن میں رکھا اور غنیمت اور منافع میں اور نگو بھی شریک کیا کہ اگر سلام تمہارا مقبول ہوا اور
 ہمارے قہر سے تم نے نجات پائی سوال تیسرا کہ یہ بیان حال منافقوں کا بعد بیان حال کافروں کے
 عطف کے طریق پر لائے اور بیان حال کافروں کا حال مومنوں کے سے قطع کیا اور بطریق
 ملائے اس تغیر کرنے اسلوب میں لکھتے کیا ہے اور بہت جگہ قرآن میں سے کراں دو گزردہ کا حال بیان
 کیا ہے اوس جگہ عطف کی صورت پر لائے ہیں جیسا کہ اس آیت میں ان الا براد لقی نعیم
 وان الفجار لقی جہیم اور موافق قاعدہ اہل معالی کے بھی جامع وہی کہ وہ تضاد ہو دو
 میں پایا جاتا ہے اس واسطے کہ کفر ضد ایمان کی ہے باوجود جامع اور تناسب کے عطف نہ کرنا خلاف
 آئیں بلاغت کی ہے جواب اوسکا یہ ہے کہ کلام پہلے اصل میں بیان حال کتاب میں تھی کہ یہ
 کتاب سبب ہدایت فلانی فلانی فرقہ کا ہوئی ہے پس کر کافروں کا اور برائی اون کی کہ مضبوط
 جوار ان الکتب کفر کا ہے مخالف اس مقام کے ہوا نہ مناسب و جامع وہی کہ تضاد ہے
 درمیان مومن اور کافرا ایمان اور کفر کے پایا جاتا ہے نہ درمیان مدح کتاب اور برائی کفار کے
 اور تضاد کمال بلاغت کا یہ ہے کہ بتائیں اور تغایر مقام کو باوجود تناسب کے مقدم کرتے ہیں اور
 اعتبار ترک عطف کا عمل میں لاتے ہیں جیسا کہ بیچ صورت اختلاف دو کلاموں کے کہ ایک خبر جو اور
 اشنا اس خلاف کو ترجیح دیتے ہیں اور پر وجوب تناسب کے اور عطف کو چھوڑ دیتے ہیں اب یہی مقام
 میں سمجھنا چاہیے صاحب مفتح نے باب فصل اور اصل میں قاعدہ تباہین مقام کا واسطو لازم فصل کے
 تفصیل ایمان کیا ہے سوال جو تھا یہ کہ من یقول اٰمنا باللہ مبتدا ہے اور من الناس خبر اوکی اور
 خبر ایسی چاہئے کہ اوس کے ثابت کرنے سے فائدہ سننے والے کو حاصل ہوا اور ہونا منافقوں کا
 آدمیوں کے زمرہ سے ہر کسی کو معلوم ہے اسکی خبر دینے کی کیا فائدہ ہے جواب سکا یہ ہے کہ من چ
 من یقول کے موصوفہ ہے پس مدلول کلام کا یہ ہوا کہ آدمیوں کی جنس سے ایسے ایسے گروہ ہیں
 پس ہر فائدہ کلام کا وصف کی اوپر ہے جیسا کہ اس قول میں کہا ہے من المؤمنین رجال
 صدقوا اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ ذکر من الناس کا اس واسطے ہے کہ اس فرقہ میں محض وصف
 ایک آدمی ہونے کی پائی جاتی ہے اور کوئی صفت نیک و میوں کی جیسا کہ ذکر اور علم اور فہم
 ان میں موجود نہیں جیسا کہ بیچ اصطلاح علم مصنفین کے لفظ من الناس کا اسی اشارہ کی سطر مذکور

تفسیر غزالی
 ہے اگر کوئی
 خلعت جہا نہیں
 تقویٰ سے بیکار
 مومن اور کافر دونوں
 کو پورا کرتی تو
 خدا کی جگہ
 کرنا انحصار
 آگاہی کی حیثیت
 والکتاب
 جہاں دیکھ جائے
 ان لیتے ہیں
 جیسے فرشتے
 جہاں تیار
 جنت و دوزخ
 رفیع وغیرہ
 فیہم ان القلوب
 شہادۃ
 جگہ طوبیہ
 میں
 ان کے حقوں کو

ہوتا ہے اور صاحبِ حیا نے کہا ہے ومن الناس من عمل فی الفضل بھجۃ آخرھی فاسدۃ
 اور شیروں نے کہا ہر کس کا معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ من الناس من العلم اور بعض مفسروں نے
 کہا ہے کہ لفظ من الناس کا اس جگہ میں لانا واسطے تعجب سنو والوں کے ہے یعنی جملہ آدمیوں میں سے اس
 قسم کے بیوقوف بھی ہوتے ہیں پس ساتھ موت انسانہ اپنی کے غرہ مت ہوا و بیچ صلاح علم اور فہم انہی
 کے کوشش کرو سوال یا پچاں یہ کہ ہر کس کا تعجب فہم کے لفظ عظیم کا لائے ہیں اور منافقوں
 کے عذاب میں لفظ الیم ذکر کیا فرق درمیان ان دونوں عذابوں کو ساتھ لڑائی اور رد و پی کے کس
 سے ہو یعنی کافروں کے عذاب کہا کہ بڑا ہے اور منافقوں کو عذاب کہا کہ درو دینے والا ہے جو بڑا ہے
 کہ گروہ کافروں کا کہ موت اون کی کفر کی اور پر تقدیر ہے رامدے گئے ازل کے ہیں کہ تقدیر کی قوت
 نعمتوں دینی سے محروم کیلئے پس عذاب و تکلیف ہے لیکن بسبب باطل ہونے استعداد انہی کو اور کمال
 تیرگی دل اپنے ک شدت درد اس عذاب کی دریافت نہیں کرتے ہیں مانند حالت عضو مردار
 یا مفلوج کے یا پھر عضو کے کہ سن ہو جائے کہ اس کے کاٹنا اور زخم دینا اور کسی طرح کے در پھینچانے سے جو تیر
 ہوتی لیکن شفا پس واسطی باقی رہنے صل استعداد اپنی کے اور قوت ادراک کی شدت درد اس
 عذاب کے معلوم کرینگے میسر ہو عذاب اور تکلیف نہایت دردناک ہوگا اور بھی کافروں نے کہ باطل صلا
 ایمان کی نہیں چکھی اور پھر دروازہ ایمان کو نہیں پھونچے کیفیت لذتوں ایمان کی باوجود بالکل
 محروم ہونے کے چنداں خواہش نہیں رکھتے ہیں برخلاف منافقین کے کہ اس گھر کے دروازہ
 پر پھونچے ہیں اور نے اجماع حلاوت ایمان کی۔ اون کے تالو اور زبان میں لگ گئی ہے
 لیکن پورا کرنے اوس لذت کے سے محروم کئے گئے ہیں ضرور اوپر گم کرنے لذتوں دیکھی
 ہوئی اور چکھی ہوئی کے حسرت اون کی زیادہ تر ہوگی جیسا کہ آدمی ولایت کے کہ اوپر ہوں
 نے ولایت کے میوؤں سے نفع اٹھایا ہے اگر وطن سے دور جائے حسرت نہ ملنے اون میوؤں
 کی زیادہ اونکو حاصل ہوگی بخلاف اون آدمیوں کے کہ ولایت کو کبھی دیکھا نہیں اور وہاں
 کے میوؤں کی لذت نہیں چکھی کہ اون کو اوس قدر حسرت نہیں سوال چھٹا کہ ماہم
 بمعنیان بیچ جواب امنا کے کیونکر واقع ہو سکے اور حال انکہ امنائیں ذکر نشان
 فصل کا ہے نہ ذکر نشان فاعل کا اور ماہم بمعنیان میں ذکر نشان فاعل کا ہے

سلسلہ کا فہم
 کا عذاب بہت بگڑتا
 اور اہل کے ساتھ بگڑتا
 اور کافروں کو بہت
 اون کے ایمان کو بھی
 اور عدم ایمان کا بگڑنا
 کو باطل عذاب کی کیفیت
 خصوصاً ہنوی کے ساتھ
 کہ بعض فضول کا بگڑنا
 ہے ہنوی کے ساتھ
 پورا اور ادا کرنے
 میں (ج) اور زول
 اس سے اسد علیہ
 و آلہ وسلم نے
 نماز میں جو کام
 جس میں طرح کی
 ہیں ان کے اور
 کرنے میں کی پستی
 نہیں کرتے ہیں۔
 بلکہ جیسا کہ ایک
 بزرگ جملہ

نہ ذکر شان فعل کا جواب اسکا یہ ہے کہ یہ جواب بطریق ترقی ہے یعنی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان میں داخل ہوئے حال انکہ وہ اہلیت اوسکی نہیں رکھتے ہیں کہ کسی گروہ مسلمانوں کے میں شمار کئے جاویں اور اگر جواب اس کلام کا اس طرح فرماتے کہ ولسم یومنا ایچہ ترقی نہ سمجھتی تھی اور اسی طریق کے ہے آیت دوسری پریدان ان یخجوا من النار و ما ہم بخارجین منها اور ہو سکتا ہے کہ و ما ہم یؤمنین میں ساتھ اور وجہ کی ترقی سمجھی جاوے اور اوقات کی بہت سے یعنی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ایمان کا زمانہ قریب میں اور حال یہ ہے کہ یہ لوگ کسی وقت میں نہ بالفعل اور نہ زمانہ آئندہ میں صلاحیت ایمان کی رکھتے ہیں دوسرے عموم متعلقات کی بہت سے یعنی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم ایمان ساتھ خدا اور دن آخرت کے ایمان لائے اور حال یہ ہے کہ وہ ساتھ کسی چیز کے ایمان نہیں رکھتے ہیں نہ ساتھ خدا کے اور نہ ساتھ پچھلے دن کے اور نہ ساتھ قرآن کے اور نہ ساتھ اور چیز کے اور چیزوں سے کہ ایمان ساتھ اون کے فرض ہے سوال ساتواں یہ کہ فی قلبہم مرض فرمایا اور قلب بہم مرضی کو واسطے فرمایا جملہ طرفینہ لائے میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے تاکہ معلوم ہووے کہ مرض اونکا عارض ہے اصلی نہ تھا لیکن باوجود عارضی ہونے کے استقرار اور رسوخ تمام ہم پہنچا یا ہے اور اسواسطے مرض کو نکرہ کر کے لاؤ اور یہ معنی لفظ قلب بہم مرضی کے سی سمجھے نہیں جاتے تھے اسواسطے کہ قلب بہم مرضی یا لولہ والالت اور ہتھنگی مرض اور اصلیت اوسکی کے کراہیں اس صورت میں عروض نہ سمجھا گیا یا اور عروض کے کہ بے استقرار اور رسوخ کے ہوا لالت کرنا اور مقصود یہ ہے کہ عروض مع استقرار اور رسوخ کے ہوا حقیقت مرض کی کہ دل منافقین میں ہر وقت پیدا ہونا نہ نزدیک محققین طب روحانی کے یہ ہے کہ ہر گاہ کوئی امر اور غیبیہ الہی سے بچ دار دنیا کے لباس ظاہر ہونے کا پہنتا ہے اوس کے تئیں دو قسم کے عوارض ضروری ہوں اول نزہت اور پاکیزگی عالم غیب کی اسواسطے کہ معن اوس کی عالم غیب ہے دوسرے لوازم نشا دنیا کے اسواسطے کہ نشا دنیا میں وارد ہوا یعنی جو امر غیبی دنیا میں آتا ہے اوس کے ساتھ دنیا کی باتیں بھی ملی ہوتی ہیں پس جو مومنین مخلص ہیں اوسی

۱۰ کہ جملہ

۱۱ کہ جملہ

۱۲ کہ جملہ

۱۳ کہ جملہ

۱۴ کہ جملہ

۱۵ کہ جملہ

۱۶ کہ جملہ

۱۷ کہ جملہ

۱۸ کہ جملہ

۱۹ کہ جملہ

۲۰ کہ جملہ

۲۱ کہ جملہ

۲۲ کہ جملہ

۲۳ کہ جملہ

۲۴ کہ جملہ

اور مشقیات قوت حکم کی جہل کرنے میں اون نے تفسیر سرزد ہوئی تھی اور حال یہ ہے کہ صحت مزاج روح ان کی اس طرح پر ہے کہ قوت حکم غالب ہوا اور قوت شہویہ اور غضبیہ مغلوب اور تابع تاکہ فرماں برداری احکام شریع کی ممکن ہوا اور بسبب اوس انقیاد کے انتظام دونوں جہاں کے کاموں کا مینس ہو اور انسانیت کے متعین متحقق ہونے کے دوسرے یہ کہ درمیان کافروں اور مسلمانوں کے آنا جانا رکھتے تھے اور باتیں ایک گروہ کی دوسرے گروہ سے کہتے تھے تاکہ دونوں گروہوں میں مرتبہ اور عزت ہماری حاصل ہوا اور ایک طرف ہو کر مسلمانوں سے دوستی نہ رکھتے تھے دوسرے یہ کہ ملنا جلنا کفاروں سے بہت رکھتے تھے اور مدارات اون کی حد سے زیادہ کرتے تھے اور زمین کی باتوں میں سستی سے پیش آتے تھے اور جو قوت اپنے تئیں مسلمانوں کے گروہ سے کہتے تھے کفار کے نزدیک ایسا ثابت ہوتا تھا کہ کام پر یا مبرا اور عقائد یاروں اور سکے کا ایسا شست ہے کہ ہماری آؤ کر خوشامد کرتے ہیں اور ہم سے طمع رکھتے ہیں اس سبب سے کفار دلیر ہوتے تھے اور مسلمانوں کے روبرو شہادت کفار کے کہ دین اور نبوت کفر سے صلے اللہ علیہ وسلم کی میں ذکر کرتے تھے نقل کرتا اور اس سبب سے ضعیف ایمان والوں کو شک پڑ جاتا تھا ان سب باتوں کو تبیر ف کے ساتھ کیا ہے اور جب مسلمان اون کو ایسے ف وول سے منع کرتے تھے جواب میں قَالُوا لَآ اَتَاكُمْ مُصَلِّحُونَ یعنی کہتے تھے کہ سوائے اسکے نہیں کہ ہم اصلاح کرنیوالے ہیں جہل اون کے کلام کا یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ حال ملک اور ملت کا اوپر اصل اپنی کے آوے اور تمام آدمی آپس میں متفق اور شیر و شکر ہو جائیں اور جھگڑا اور مخالفت کہ بسبب اس دین اور آئین نئی کے کہ آدمیوں میں پھیل گئی ہے دور ہو جاوے اور حقیقت اصلاح کی یہی ہے کہ حال ملک اور ملت کا جیسا کہ قدیم سے چلا آتا تھا ویسا ہی ہو جاوے اور تعصب آئین نئی کا کہ باعث مخالفتوں کا ہے درمیان سے اوٹھے اور کوئی درپے قتل اور ایذا اور قید کرنے اور لوٹنے اور ہتک حرمت کسی کے نہ ہو پس حقیقت میں اصلاح کو منحصر اس میں جانتے ہیں کہ اسباب تحصیل معاش کے آسانی سے میسر ہوں اور انتظام دنیا کا کاموں کا خوب و جہر ہے

تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

اور سب اس سمجھ اونکی کا یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں کمال مشغول ہیں اور لذات بدنہ میں نہایت دُوبے ہوئے ہیں اور بسبب کمال توجہ کی طرف منفعیوں جزئیہ اور لذتوں جسمیہ کے دریافت کرنے مصلح کلیہ عامہ اور لذتوں غنئیہ کے سے کہ باقی رہنے والے ہیں محبوب ہیں اور یہ عین فساد ہے جیسا کہ بیچ رو اس فہیداروں کی کے ساتھ تاکید تمام کی ارشاد ہوتا ہے اَلَا لَہُمْ ہُمُ الْمُفْسِدُونَ یعنی دانا اور گاہ ہوتم کہ تحقیق یہ گروہ ہی ہیں فساد کرنے والے اس واسطے کہ حال ملک اور ملت کا پہلے بشت اس رسول کے فاسد تھا کہ ہمیشہ سے فساد چلا آتا تھا اور حق تعالیٰ نے چاہا کہ اوس فساد کو دور فرماوے اور وہ چاہتے ہیں کہ اوس فساد کو پھر اپنی جگہ پر اوں پس یہ لوگ فساد کا کام بعد اصلاح کے کرتے ہیں اور یہ سب سے بڑا فساد ہے اور حقیقت اصلاح کی اسد کے نزدیک وہ ہے کہ دین حق کو اوپر تمام دینوں کے غالب کیا جاوے اور فرماں برداری اس ارادہ الہی کی جان او دل سے بجالائی جائے اور حتی المقدور بیچ جاری کرنے اس ارادہ حق کے کوشش کی جاوے اگرچہ اس صلاح کے واسطے قتل اور لوٹ مالوں اور سختیاں طرح طرح کی ساتھ اپنے اور ساتھ بنی نوع اپنی کے پہنچیں چنانچہ دوسری تین اسی سورہ کی فرمایا ہے وَقَالُوا لَہُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةً یَّکُوْنُ الدِّیْنُ لِلّٰہِ یَیْنِی لِرُؤْمِ اَوْنِی سَیْہَارِ تَکْ کہ نہرے فتنہ اور ہو جاوے دین اسد کا اور بھی اسی سورہ میں فرمایا ہے یَسْئَلُکَ اَنْتَھَا لِحَرَمِ قَاتَلِ فِیْہِ قَاتَلِ فِیْہِ ثَبِیْرٌ وَ مَدْعٰنٌ سَبِیْلُ اللّٰہِ وَ کَافِرٌہِ وَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ وَ اَخْرَجَ اَہْلَہُ مِنْہُ الْکَبِیْرُ عِنْدَ اللّٰہِ وَ الْفِتْنَةُ الْکَبِیْرُ مِنَ الْقَتْلِ یَیْنِی پوچھتے ہیں تجھے مہینے حرام سو اوس میں لڑائی کرنے سے تو کہہ لڑائی اوس میں بڑا گناہ ہے اور روکنا اسد کی راہ سے اور اسکو نمازنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور نکال دینا اس کے لوگوں کو اوس سے زیادہ گناہ ہے نزدیک اسد کے اور دین سے بچانا مارنے سے زیادہ ہے پس ان سختیوں کو فساد سمجھنا اور سختیوں سے بچنے کو اصلاح جاننا اور باقی رہنا حال کا جیسا کہ تھا اسکو صحت کاملہ تصور کرنا مثال اسکی یہ ہے کہ ایک مریض کا کوئی عضو بسبب کسی زخم کے کھل گیا اور اوس میں تعفن پیدا ہو گیا اور خوف اسکا ہے کہ دوسرے عضو کی طرف

تفسیر غزالی
وَالْفِتْنَةُ الْکَبِیْرُ
ت اسے انتر
یچ میں اور میرا
گناہوں میں
پورب اور گھم
کے برابر دوری
کر دے الہی حکم
بہرے گناہوں
سے اب پاک
صحت کر دے
میرا سینہ کبڑا
میل کچیل سے
پاک و صحت کب
جاتا ہے الہی ہوا
گناہوں کو برف
اور بالا اور
اس سے دھو
دے (ن)
ایکسے فرمایا
سے (نازیں)

کسی طرف کسی اعضاء سے کیفیت سیرا و سکی سرایت کرے اور کوئی طیب حاذق کاٹنا
اور داغ دینا اور اس عضو کا تجویز فرماوے اور یہ مریض ناقص عقل اوس سے پرہیز کرے اور
کہ کاٹنا اور داغ دینا اس عضو کا فاسد کرنا بنیاد بدن کا ہے بھلو چاہئے کہ اصلاح بدن اپنی
کی کرے اور پہلے سے جیسا کہ تھا ویسے ہی رہنے دوں اور جو چیز کہ اوس میں موجود تھی اپنے حال
پر باقی رہی کہ بچہ تجویز اوس کی صریح خطا اور موجب ہلاکت کی ہے لیکن حکم اس کے کہ
سرای العلیل علیل نے فکر علیل کا بھی علیل ہوتا ہے یہ جماعت کہ دل انکا بیمار ہی نہیں
سمجھتے ہیں کہ اس قسم کی اصلاح دو فوجان کے کاموں کو خراب کرنے والی ہے بلکہ خراب
کرنیوالی حقیقت انسانی کی ہے جیسا کہ فرماتے ہیں وَلَکِنَّ الْبَشَرَ لَشَیْءٌ لِّیْنٌ اور لیکن
شعور نہیں رکھتے ہیں کہ عین اصلاح میں فساد کا کام کرتے ہیں اور شاہد قوی اوپر
بے شعوری اُن کی کے بچہ ہے کہ اہل عقل کامل کو بیوقوف اور احمق سمجھتے ہیں قِیَاضُ
تِبَالٍ کَھْمُ اَیْمُنٍ اَیْنِے اور جب کہا جاتا ہے اُن سے کہ ایمان لاؤ تم ایمان حقیقی
کہ جس سے فتنہ اور فساد اوٹھ جاوے اور مال اور سہا ب دنیا کے سے بے رغبتی پیدا
ہو اور لذتوں فانیہ نفعانی اور نام اور جاہ ڈھوٹنے سے رد گردانی حاصل ہو مَکَا
اَمَتِ النَّاسُ یعنی جیسا کہ ایمان لائے ہیں آدمی کہ حقیقت میں آدمی نام اوس کی گروہ
کا ہے اس واسطے کہ حقیقت انسانیت کی اصلاح اور انتظام داریں کے سبب سے ہے اور
اصلاح اور انتظام بدون فرماں برداری شرع کے کہ ظاہر اور باطن میں ہو میسر نہیں
اور جس وقت بچ غیر ان کے کے یہ فرماں برداری متحقق نہیں گویا معنی ان نیت کے
بہ متحقق نہیں اُولَئِکَ کَالْاَعْمٰی اِلٰہِمْ اَضِلْ مَصدِقِ حَالِ اُن کے کا ہے اور سچو
اس آیت میں ناس کو بے تعین کے ارشاد فرمایا تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ سوا انہوں
حقیقی کے کسی کو انسان نہ کہنا چاہئے قَالُوْا اَلَا اَنْتُمْ مِّمَّا اَمَتِ السُّفٰہَہُ یعنی کہتے ہیں ایا ایمان
لاوین ہم مانند بے عقلوں کے کہ ایک طرف کو محکم پکڑتے ہیں اور انقلابات زمانہ کے
سے نہیں ڈرتے ہیں کہ مبادا غلبہ دوسری طرف کا ہو جاوے اور اس وقت میں آدمی
اوس طرف کے درپے عداوت کے پڑیں اور دائرہ کو تنگ کریں اور کبھی فرمانبرداری

تفسیر غزالی

بہرہ کی سورہ

نہیں پڑھی

نہیں پڑھی

رق آ پائے

والا انسا لین

کہہ کر بند

آواز سے فرمایا

آمین (رس)

آپ کی

پہلی دو رکعتیں

میں سورہ فاتحہ اور سورہ

میں سورہ فاتحہ اور سورہ

میں سورہ فاتحہ اور سورہ

میں سورہ فاتحہ اور سورہ

میں سورہ فاتحہ اور سورہ

احکام شرع کی محض واسطے توقع دور دراز کے ہے اور فائدے کثیرہ دنیا کر کہ بالفعل موجود ہیں اون سے محرومی اور اٹھانا مشقتوں سخت اور نقصانوں بے نہایت مقتضائے عقل کا یہ ہے کہ ظاہر میں احکام شرع کی تابعداری کرنی چاہئے تاکہ لگے کہ کوہ مسلمانوں کی سے کہ بالفعل تسلط اونکا ہے بچے رہیں اور نفعی دنیا کے بھی ہاتھ سے بچاویں اور دوسری طرف کے آدمیوں کو بھی خفیہ خفیہ رہی رکھنا چاہئے تاکہ وقت انقلاب کی رضامندی اون کی کام میں آوے **اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السَّافِهَاتُ** یعنی دانا اور اگاہ ہو تم کہ تحقیق یہی لوگ بے عقل ہیں اس واسطے کہ اگر مدار اوپر چل کرنے منافع اور دور کرنے مضرت کے ہے پس اختیار کرنا شے فانی خبیس کا اور جو چیز کہ باقی اور شرف ہے اس کو چھوڑنا کمال بے عقلی ہے اور آخرت کو دنیا کی بدلے میں بیچنا نہایت بے وقوفی اور اگر مدار اوپر رہی رکھنے دو نو جانب کی ہے پس ایک طرف عالم الغیوب ہے کہ اس کے نزدیک پوشیدہ اور ظاہر ایک ہے خصوصاً کہ وقت نزول وحی کا اور آنا خبروں غیب کا ہے اور نہر عقیدہ آدمی کے کہ وہ اس کو پوشیدہ رکھے ہر کسی کو بسبب وحی کے اطلاع ممکن ہے اور باوجود اسکی جو شے کہ موافق دلیل کے ہے اس سے اعراض کرنا اور جو کہ دلیل کے موافق عمل کرتا ہے اس کو سفیہ اور بیوقوف کہنا عین نادانی ہے **وَلٰكِنْ لَا يَعْزُبُ عَنْ يٰسَی** یعنی لیکن وہی نہیں جانتے کہ سفیہ کون ہے اور معنی بے عقلی کے کیا ہیں اور اس جگہ ایک سوال مشہور ہے کہ پہلی آیت کو اویر لایشرعون کے ختم فرمایا ہے اور دوسری آیت کو اویر لایعلون کے ختم کیا یہ فرق کس نکتہ کے واسطے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ لفظ شعور کا اکثر بیچ عالم حسی کے استعمال ہوتا ہے اور اسی جہت سے جو اس خمسہ کو مشاعرہ کہتے ہیں اور فدا و نکاز میں ہیں ایک امر تھا محسوس پس نہ معلوم کرنے قباحات اس کی گوسا تھے یہ شعوری کے تعبیر فرمایا اور ترجیح نعمت آخرت کی اور نعمت دنیا کے اور حقیقت طریقہ ایمان خالص کی اور باطل ہونا طریقہ لفاق کا اور تفریق کا ایک امر استدلالی عقلی ہے اس کے بجائے کو لایعلون کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب ہوا اور بھی ذکر سب

تفسیر تفسیر
عشر اور ابی
آپ نے منبر
کی کتاب
سورہ طور اور
کبھی سورہ طور اور
پڑھی ہے منبر
کی کتاب
یاد ہے میں دنیا
والشخص
اور دافعی
اور دافعی
انڈین
سورہ
کی سورہ
کہ دافعی
میں سورہ
بھی پڑھی ہے
ق اور اب

اور اعتبار رکھنا نہیں رکھتا ہے اب حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہرچند یہ گروہ کسی وقت میں اہل ایمان کو محل استہزاء اور استخفاف کا بناتے ہیں لیکن یہ گروہ ہمیشہ محل استہزاء اور استخفاف عالم الغیوب کے میں پڑے ہوئے ہیں اور ساتھ تہجد و امثال کے کسی وقت میں استخفاف اور استہزاء اور اس جناب کے سے خالی نہیں ہوتیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ تعز و ثناء لے لیتے حق تعالیٰ خود استہزاء ان کے ساتھ کرتا ہے اس واسطے کہ مسلمانوں کو ساتھ تعرض نہ کرنے جان اور مال اون کو کے حکم دیتا ہے تاکہ وہ ہم نفاق اور نکما زیادہ ہو اور بسبب زیادتی نفاق کے مستحق عذاب کے ہوں کہ رنج اور مشقت اس کی مال اور جان کے جانوسے بھی زیادہ سخت ہے اس واسطے کہ مال اور جان کا جانا دنیا کی زندگی میں ضرر کرتا ہے اور بس اس اور یہ نفاق تو بر تو حیات ابدی کے واسطے مضر ہے پس گویا اس جناب کی طرف سے اگر ساتھ وہم ایسا ملتا ہوتا ہے کہ بے عقلوں اور بے وقوفوں کے ساتھ کرنا چاہتے کہ کنکریاں دیویں اور یا قوت لے لیں اور یہی سبب سے ہے کہ حق تعالیٰ اولوں کو جلدی سے دنیا میں مواخذہ نہیں فرماتا ہے بلکہ فرصت دیتا ہے و یمدھم یعنی اور مہلت دراز دیتا ہے اور نہ کہ مستغرق اور ڈوبے ہوئے ہوں فی طغیان فہم کشری اپنی میں یغفلون یعنی اندھے دل کہ ہیں اور برائی حال اپنے سے بے خبر ہیں بجگ جانا چاہتے کہ ابتداء اپنی طرف سے کیسے ساتھ استہزاء اور تنبیہ کر لی جہالت ہے جیسا کہ اسی سورہ میں آو جگہ کہ قالوا انما نزلناہ فی آفان اھلنا و بالذکر ان اکتون من الجاہلین لیکن استہزاء کے جواب میں استہزاء کرنا عین حکمت اور کمال انصاف ہے جیسا کہ اس آیت میں اتر ہو خصوصاً حبیب کوئی محبوبوں اپنے سے استہزاء کرتا ہے تو محبوبوں کی طرف سے واسطے انتقام کے جواب استہزاء کا دینا عالم محبت میں واجبات سے ہے اور اس آیت میں اس مقصد کی نظر سے کمال بزرگی شان خالص مسلمانوں کی نکلتی ہے کہ حق تعالیٰ ان کی حمایت کے واسطے استہزاء منافقوں کا جواب آپ ان کی طرف سے دیتا ہے اور یہی اس آیت میں دلیل صریح ہے اور یہ رد کرنے وجوب اصل کے کہ مذہب معتزلوں کا ہے اس واسطے کہ رکھنا منافقین کا سہارا اور سیاه دلی میں کسی دہرے منافقوں کے حق میں اصل نہیں ہے اور لغت عرب میں سیاح

ترجمہ تفسیر غزالی
اور استہزاء اور اس جناب کے سے خالی نہیں ہوتیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ تعز و ثناء لے لیتے حق تعالیٰ خود استہزاء ان کے ساتھ کرتا ہے اس واسطے کہ مسلمانوں کو ساتھ تعرض نہ کرنے جان اور مال اون کو کے حکم دیتا ہے تاکہ وہ ہم نفاق اور نکما زیادہ ہو اور بسبب زیادتی نفاق کے مستحق عذاب کے ہوں کہ رنج اور مشقت اس کی مال اور جان کے جانوسے بھی زیادہ سخت ہے اس واسطے کہ مال اور جان کا جانا دنیا کی زندگی میں ضرر کرتا ہے اور بس اس اور یہ نفاق تو بر تو حیات ابدی کے واسطے مضر ہے پس گویا اس جناب کی طرف سے اگر ساتھ وہم ایسا ملتا ہوتا ہے کہ بے عقلوں اور بے وقوفوں کے ساتھ کرنا چاہتے کہ کنکریاں دیویں اور یا قوت لے لیں اور یہی سبب سے ہے کہ حق تعالیٰ اولوں کو جلدی سے دنیا میں مواخذہ نہیں فرماتا ہے بلکہ فرصت دیتا ہے و یمدھم یعنی اور مہلت دراز دیتا ہے اور نہ کہ مستغرق اور ڈوبے ہوئے ہوں فی طغیان فہم کشری اپنی میں یغفلون یعنی اندھے دل کہ ہیں اور برائی حال اپنے سے بے خبر ہیں بجگ جانا چاہتے کہ ابتداء اپنی طرف سے کیسے ساتھ استہزاء اور تنبیہ کر لی جہالت ہے جیسا کہ اسی سورہ میں آو جگہ کہ قالوا انما نزلناہ فی آفان اھلنا و بالذکر ان اکتون من الجاہلین لیکن استہزاء کے جواب میں استہزاء کرنا عین حکمت اور کمال انصاف ہے جیسا کہ اس آیت میں اتر ہو خصوصاً حبیب کوئی محبوبوں اپنے سے استہزاء کرتا ہے تو محبوبوں کی طرف سے واسطے انتقام کے جواب استہزاء کا دینا عالم محبت میں واجبات سے ہے اور اس آیت میں اس مقصد کی نظر سے کمال بزرگی شان خالص مسلمانوں کی نکلتی ہے کہ حق تعالیٰ ان کی حمایت کے واسطے استہزاء منافقوں کا جواب آپ ان کی طرف سے دیتا ہے اور یہی اس آیت میں دلیل صریح ہے اور یہ رد کرنے وجوب اصل کے کہ مذہب معتزلوں کا ہے اس واسطے کہ رکھنا منافقین کا سہارا اور سیاح دلی میں کسی دہرے منافقوں کے حق میں اصل نہیں ہے اور لغت عرب میں سیاح

جس میں پس مکتھم یعنی تمثیل اون کی اسکوۃ نظری اور غلط فہمی اور خریدنے گمراہی اور تاریکی کی ہدایت اور نور کے بدلے میں مکتھل الذی استنق قل نارا یعنی مانند تمثیل اوس شخص کے ہے کہ روشن کیا اوسنے اگل کو تاکہ شعلہ اوسکا بلند ہوا و بسبب اوسکی روشنی اور گرمی اور پکانا طعام کا اور اوسنافع اگل کے حاصل ہونے ایسی ہی اس گروہ نے بھی چاہا کہ نوجوانی ایمان کا کہ ہر شخص کی استعداد میں رکھا ہے بچ صحبت پیغمبر علیہ السلام اور قاتل اہل ایمان کے روشن اور قوی کریں تاکہ منافع اوس نور کے کہ ظاہر ہونا حقائق اور معارف کا اور گرمی شوق اور ذوق کی عبادتوں اور ذکروں میں اور نچتہ ہونا اخلاق اور خصلتوں کا ہے حاصل ہونے فلما آھلآۃ مالم یکن یعنی پس جسوقت کہ روشن کیا اوس اگل نے گرد و پیش روشن کر دیا اگلے کا اور قدرے روشنی اوسکی سے آنکھ اوسکی کھل اور دیکھنے لگا اور جزائے لمبا کی محذوف ہے یعنی اطفاء ہا حاصل یہ ہے کہ اوس اگل کو بچھا دیا اس گمان سے کہ اب مجھ کو کیا حاجت ہے کہ اوس اگل کو روشن کروں اس واسطے کہ آنکھ میری کھل گئی ہے خود بخود ہر چیز کو میں دیکھ لوں گا اور جس قدر گرمی کہ میں نے حاصل کی ہے مجھ کو کفایت کرے گی بہتر یہ ہے کہ تاریکی میں بیٹھوں اور محنت رشتہ کرنے اگل کی نگہیں اور منت طلب کرتے لکڑی اور بھوس وغیرہ کی نہ اوٹھاؤں ایسے ہی گروہ بسبب صحبت مہر سہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مسلمانوں میں ملجائیکے ٹھوڑی سی بینائی بصیرت کی پیدا کر کے قناعت کر دیا اگلے ہوئے اور یہ جاننا کہ جان اور مال ہمارا کہ گرد اور پیش ہمارے ہی حمایت مسلمانوں میں داخل ہوا اب کس واسطے محنت مراتب ایمان کو طے کرنے کی کھینچنی چاہئے اور تلخی جدائی رشتہ داروں اور کنبے کے لوگوں کی اور چھوڑنا وطن کا کیا ضرور ہے جب اسی حالت میں مرے ذہب اللہ ینال یا کل بے گیا اسد نور اوٹکا کہ حاصل کیا تھا اس واسطے کہ فائدہ اوسکا فقط نگاہ رکھنا جان اور مال کا تھا اویہ فائدہ بعد مرنے کے جاتا رہا و ترکھم فی ظلمات لا یبصرۃ یعنی اور چھوڑا اون کو حق تعالیٰ نے بعد مرنے کے اندھیروں میں کہ ہرگز کسی چیز کو نہ دیکھتے ہیں اور کسی وجہ سے جیلہ خلاصی کا اون تاریکیوں سے اونچی نظر میں نہیں آتا ہے

مضمین
تاریکی
بچہ
بچہ یا اس
توجہ
اور اس
سوئی روشن
واریت
اور عجب
نہ کے اگل
سوت دیکھ
واریت

اور ظلمات کو جمع اس واسطے لائے ہیں کہ ان منافقوں کو بعد مرنے کے کئی قسم کے اندھیرے گھیر لیں گے اول اندھیرا کفر کا دوسرا اندھیرا مکر اور فریب کا کہ اللہ سے اور مسلمانوں سے کرتے تھے تیسرا اندھیرا جھوٹ اور افترا کا کہ اپنے تئیں مومن کہتے تھے چوتھا اندھیرا طعن کرنے اور برا کہنے مسلمانوں خالص کا کہ اُن کو احمق اور بے وقوف کہتے تھے پانچواں اندھیرا بہل مرکب کا کہ فدا اپنے کو اصلاح جاتے تھے چھٹا اندھیرا گناہوں اور شہوتوں کا کہ ان میں گرفتار ہو کر پیشہ نفاق کو جیلہ اپنے اعمالِ شنیعہ کا قرار دیا تھا سাতواں اندھیرا سختیوں اور ہولوں اور سزاؤں کا کہ طرح طرح کے عذابوں اور غضبِ الہی میں گرفتار ہوں گے پس یہ تمثیل اول کی ہے اگر نہیں لیکن یہ لوگ دنیا میں جہنم یعنی ہرے ہیں ہرگز حق بات کو نہیں سنتے ہیں اور اگر سنتے ہیں تدارک حال اپنے کا نہیں کرتے ہیں اس طرح سے کہ ایساں ظاہر ظاہر کریں اور عذرِ تقصیروں اپنے کا کہ پیغمبر کی جناب میں اور مسلمانوں خالص کے حق میں کی نہیں زبان سے عمل میں لاویں نہ لائے اس واسطے کہ وہ لوگ جگہ لینے لگوں گے ہیں سوائے کفر کے کہ اُن کے دلیں بہرا ہوا ہے اور کچھ زبان سے نہیں کہہ سکتے اور اگر بناوٹ اور تکلف کی راہ سے قصد گویائی کا بھی کریں پس اس وقت درپے تدارک اور اصلاح حال اپنے کے ہوویں کہ بہلائی ایمان کی اور برائی نفاق کی نظر کے سامنے آوے لیکن خرابی ایمان کی اور زبونی نفاق کی بسبب گھیر لینے تاریکیوں کے اُن کی نظر سے غائب ہے اس واسطے کہ وہ لوگ غمی یعنی اندھے ہیں کہ خوبی اور برائی ہشیاؤں کی نہیں دیکھ سکتے فقہ یعنی پس یہ لوگ ہر چند قصد پھیرنے اس معاملہ کا کریں لیکن سکتے کہ یوجعون یعنی ہرگز نہ پھر سکیں گے اس واسطے کہ بعد موت کے کہ جو چیز کہ دنیا میں جو ہر روح کے اندر محکم ہوئی ہرگز دور نہیں ہو سکتی اور تدارک اس کا امکان کے درجہ سے باہر ہے اور جتنے حواس اور قوتیں ہیں اس وقت میں تابع اسی کیفیت کو کہ دلیں ٹپھی ہوئی ہوئے ہیں اور مخالف اس کے دیکھنا اور سننا اور کہنا اس حال میں کسی سے نہ ہو سکے گا لیکن آثار جزا اس کیفیت کے اسی کیفیت کے ساتھ ترتیب ہوں گے اس واسطے کہ وہ کیفیت ملزم ہو اور آثار اس کے

تفسیر
فیہ
اور
پانچواں
بظہر
سابع
باز دا ہونا
بنا فائدہ
استقام
اور جبر
نہ
کشت اور

لازم ہیں اور ملزوم کا وجود بغیر لازم کے متحقق نہیں ہوتا ہے اور ان آثار کے واسطے
علحدہ سننا اور دیکھنا اعتبار کرتا ضرور نہیں بلکہ اس کیفیت کے ادراک کے ساتھ
انکار اور اک بھی موجود ہوگا اور یہی ہیں معنی عذاب کے اور اس واسطے اجاع اہل عقل اور
اہل شرع کا اسیر ہے کہ بعد موت کے کسب دنیا کا ممکن نہیں اور وہ کسب کہ زندگی
میں کئے تھے اور کھا دو کرنا بھی ممکن نہیں جیسا کہ سوہنی ہرئیل میں فرماتے ہیں وہی
النسان المزمنا طائشہ فی عنقہ یعنی ہر انسان چھٹا دی ہے ہننے بڑی قسمت اس کی
بچ گردن اس کی کے اور جو کہ دوسری آیتوں میں فرمایا ہے کہ کافر اور منافق بعد
موت کے قیامت کے دن تیز حواس ہوویں گے اور سننا دیکھنا اونکا تری تر گنا
جیسا کہ سورہ مریم میں کہ اسمع بہم والیہ یوم یا تو تنا پس مخالف اس آیت کہ نہیں اس واسطے
کہ تیزی حواس اون کے کی سبب میں ہوگی کہ جزا اعمال اپنے کی کہ زندگی میں کئے تھے
نخوبی معلوم کریں گے اور تیزی حواس کی اس واسطے نہوگی کہ حق کو دریافت کریں اور
اگر دریافت کرنا حق کا بھی اول کے نصیب میں اس عالم میں ہوگا محض بطریق حشر
اور افوس کے ہوگا نہ واسطے کسب تہذیب کے کہ مفید پڑے بابتندہ واقے کے کہ اگر
اوسکو اخیر درجہ دق کے میں سوہ تہذیب اپنی ستم ضروریہ اور اسباب مرض میں ظاہر
ہوے بخیر حشر اور مذمت اور تاسف کے کچھ اثر نہ رکھے اعادنا اللہ من امثال ہذہ الحالات
فی الدنیا والاخرۃ اور ہو سکتا ہے کہ جواب لما کا ذهب اللہ بنی دہم ہووی اس واسطے کہ تمام عمر
اول کی بچ روشن کرنے گرد پیش اپنے کے گذری اور جسوقت اس جہان سے روانہ
ہوئے اوس نور کو کم کیا اور اکثر مفسرین نے ذهب اللہ بنی دہم کو تشبیہ و تمثیل میں داخل کیا
ہے اور نور کے لیجانے سے مراد یہ رکھی ہو کہ دنیا میں توفیق بندگی کرنے کی اون کو صاف
نہوئی اور خدا ان میں مبتلا رہے لیکن اس تقدیر پر ایک خدشہ قوی ہے اس واسطے
کہ اثر ایمان لسانی اون کی کا کہ مراد اوس سے نور ہے دنیا میں اون کے واسطے ہامل کچھ
اون سے جدا نہیں ہوا اور ہمیشہ جان اور مال اول کے محفوظ رہے اور مسلمانوں کو اون سے
تفرض کیا پس معنی ذهب اللہ منہام کی کیا ہوویں گا اور اثر ایمان اون کو کا زیادہ اس سے

نہ تھا کہ بیان ہوا اور وہ زائل نہیں ہوا کہ اوس کے بدل میں تاریکی لائی جاتی پس نہیں
مگر حالت آخرت کی کہ بعد موت کے درپیش آوے گی اور ہر چند یہ تمثیل بیچ بیان کرنے خسارہ
متافقین کے کہ گمراہی کے خریدنے اور ہدایت کے دینے میں لائی گئی ہے کافی اور شافی ہے
ایسا اگر حال اون کے پر کہ بعد خرید فروخت کے ہوا نظر کیجاوے اور نفرت تام اور روگردانی
لا کلام کے کہ اون کو سبب ہدایت کے سے ٹھوہریا ہی دیکھا جاوے تمثیل دوسری موقوف
حال اون کے کے پڑتی ہے پس سننے والے کو اختیار ہے اگر چاہے اسی تمثیل پر قناعت
کرے چاہے دوسری کو بھی ملاحظہ کرے جیسا کہ فرماتے ہیں آوے یعنی یا تمثیل اونکی خرید کرنے
مگر ابی اور ہدایت کے دینے میں باوجود متفرق تام کے اسباب ہدایت کے سے تصدیق
السماء یعنی مانند اوش شخص کے سے کہ جگہ بہت میٹھ وال سے کہ آسمان سے برستا ہے بھاگ کر
اوس کے بدلے میں قحط والی جگہ کو اختیار کرے جب یہ گروہ منافقوں کے اسلام سے کہ مکہ
بارش نفع ملوں گا اور جگہ اوترنے روشنیوں اور برکتوں مرضیہ الہی کی ہے آسمان سے
بھاگ کر کفر کو کہ وہ جگہ قحط کی ہے نہ علم نفع دینے والا اوس میں آسمان سے رستا ہے
اور نہ روشنیوں اور برکتیں اعمال صالحہ کی اوس میں نزول کراتی ہیں مابوی اور مسکن بنا
اختیار کیا اور اپنے خیال میں اس معاوضہ کو عین حکمت اور دانائی جانتے ہیں اس واسطے
کہ بارش کی جگہ میں خوف تکلیفوں کا رکھتے ہیں بسبب اسکے کہ **فِي ظُلُمَاتٍ يَفِينِ**
اوس میں اندھیرے ہیں اول اندھیرا البر کا کہ نہایت گہرا ہے کہ ہر تھ اوس کی گویا
ایک اندھیرا جدا جدا ہے دوسرا اندھیرا بوندوں بے شمار کا کہ تل کر برستی ہیں تیسرا
اندھیرات کا اور ہر چند ذکر رات کا اس تمثیل میں صراحتہ نہیں آیا لیکن ذکر کرنے پر
اور کما اضاء لهم مشافہہ و اذا اظلم عليهم قاموا سے قریب تصریح کے ہو گیا کہ بھرات
ہی کا ذکر ہے اس واسطے کہ یہ حالت نہیں ہوتی ہے مگر رات میں **وَرَعَدٌ** یعنی اور اوس
میٹھ میں اواز مہولانک ہو کہ سنی جاتی ہے ابر سے خواہ بسبب ٹکرانے بادلوں کے ہو یا بسبب
پھاڑنے اجزاء و خانہ کے قوی یعنی اور اس میٹھ کے اندر بجلی بھی چمکتی ہے کہ اکٹھ کو خیرہ
کرتی ہے ایسے ہی یہ گروہ منافقوں کے اسلام لانے میں اذیتوں کا خوف رکھتے

تفسیر
میں
اور تفسیر
کرتے ہوئے
جی رہے
ایسے ہی
کرتے رہے
اور فرماتے
ہوئے

ہیں اور سطا عن جاہلوں کے اور مشقتیں جہاد کی اور گھر بار کو ترک کرنا اور کنبے قبیلہ سے جدا ہونا اون کی نظر میں تاریکیاں دکھائی دیتی ہیں اور تہدیدات شرعی کہ اوپر شہوت رانی اور غصہ کے اسلام میں سنتے ہیں مانند رعد سخت کے اون کے جگروں کو بھاڑتے ہیں اور انوار جلالیہ کہہ کر دلیلوں اور معجزوں سے چمکتے ہیں بینائی بصیرت اور کو خیرہ کرتے ہیں اور اون کو مانند بجلی کے جانتے ہیں بلکہ جیسے بھاگنے والے مینہ کی جگہ سے پتھر پڑے آصا بے غم یعنی لاتے ہیں اور نگلیاں اپنی فی اذ انہم بیج سورخ کاٹو اپنی کے ڈر سے من القہر یعنی پینے تاثیر آوازوں تندرہ اور گرنے آگ بجلی کی سی حد الاموات یعنی بسبب خوف مرنے کے کہ مبادا وہ آواز تندرہ مدہل کو بھینچا دے اور موت کی طرف پہنچ جاویں ایسے ہی جگہ گروہ منافقوں کا سنتے تہدیدات شرعیہ کے سے کان اپنے بند کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں کہ سنتے اوس تہدیدات ہولناک سے شہوت اور غصہ کہ باعث لذتوں زندگی دنیا کا ہے مرتا ہے اور بھی بھاگنا اون کو کچھ فائدہ نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ یہ لوگ خدا کا تھ سے نہیں چھوٹ سکتے واللہ فحیط بالکفرین یعنی اور خدا ہر طرف سے پکڑنے والا ہوا فروں کو قہر اوس کے سے خلاصی نہیں یابئیں گے اس واسطے کہ اگر قہر شریعی اوس کے سے بھاگے قہر تکوینی اوس کے سے کس طرح بھاگیں گے یعنی اگر اسد تعالیٰ او پر عذاب کرے گا ہرگز نہیں بھاگ سکیں گے اور اگر سنتے تہدیدات قرآنی سے کالوں اپنوں کو بند کیا سنتے آواز گھوڑوں غازیوں اور آواز تلواروں اور نیزوں مجاہدین اور نعرے تہداون کے سے کیونکر کان اپنے بند کر سکیں گے اور جیسا کہ مینہ سے بھاگ نے والوں کو چمک بجلی کی موجب خوف کا ہوتی ہے ساتھ اس حد کے یکاذا الذی یخطف ابصارہم یعنی نزدیک ہے کہ تیزی چمک بجلی کی بینائی انگلی اوچک لے اور اون کو اندھا کرے ایسی ہی روشنیاں دلیلوں طاہر کی بینائی بصیرت ان خفاش خصلتوں کی کو اندھا کرتی ہیں اور جیسا کہ مینہ سے بھاگنے والوں کو بسبب تاریکیوں بارش کے حیرت اور بائیں دایرے چلنا سرزد ہوتا ہے ساتھ اس حد کے کما اذا اصابہم یعنی ہر گاہ کہ روشن ہوتا ہے

ترجمہ تفسیر عربی
پارہ الم سورہ بقرہ
۱۸۳

واسطے اون کے عالم بسبب چمکتی بجلی کے مشعور فیہ یعنی راستہ چلتے ہیں اور سکی روشنی
 میں ایسے ہی گروہ منافقین کے جسوقت غلبہ نور اسلام کا اور ظاہر ہونا معجزات قویہ کا پانا
 ہیں ظاہر میں اوپر طریق حق کے مستقیم ہوتے ہیں و اور جیسا کہ بھاگتے والے مینہ
 کے اِذَا أَظْلَمَ یعنی جسوقت تاریک ہوتا ہے یہاں عَلَیْهِمْ یعنی اپنے اوپر اون کے بسبب
 چلے جانے روشنی بجلی کے قائم یعنی ہٹ جاتے ہیں اور راستہ نہیں چل سکتے ایسی ہی
 یہ گروہ منافقوں کے جسوقت کوئی اذیت اور مشقت اونکا پر اسلام میں ظاہر ہوتی ہے
 اپنے کفر پر جاتے ہیں اور کلمے بے دینی اور نفاق کے اون سے بھریں آتے ہیں اور یہ
 نہیں سمجھتے ہیں کہ میں ہر خدا اس قسم کی مشقتیں اور اذیتیں رکھتا ہے اور اوپر حاسد سمع اور
 مینائی کے صدمہ بھجنا ہے لیکن جو نفع کہ اس سے امید کیے جاتے ہیں ہزاروں حصہ
 زیادہ اونھانے ان مشقتوں اور قبول کرنے ان صدموں کے سے بہتر ہیں اور باوجود
 اسکے بھاگنا اس سے فائدہ نہیں کرتا ہے اس واسطے کہ اسباب مشقت کے کارخانہ
 خدائی میں منحصر اس میں نہیں ہیں کفر میں بھی اسباب مشقت کے بہت ہیں اور صدمے
 حواس کے بھی منحصر اس میں نہیں ہیں بہت ہیں کفر کی حالت میں بھی پہنچتے ہیں بلکہ باوجود اس قدر
 اون کی کہ کہ اونگلیاں اپنی بسبب خوف اور زبرد کے کانوں میں کرتے ہیں اور چمک
 بجلی کی سے بھاگتے ہیں خدا سے تعالیٰ کو طاقت ہے کہ کان اون کے بہرے اور انکھیر
 اونکی اندھی کرے بلکہ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَأَبْصَارِهِمْ یعنی اگر چاہے اللہ تعالیٰ
 لیجاوے شنوائی اونکی اور بینائی اون کی بغیر زبرد اور بجلی کے اس واسطے کہ إِنَّ اللَّهَ
 عَلَی شَیْءٍ قَدِيرٌ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قادر ہے اور قدرت اسکی محتاج
 طرف کسی سبب کے نہیں اور کوئی مانع اونکو منع نہیں کر سکتا جو چاہے اپنی قدرت
 سے کرے پس جو جگہ کہ اس میں نفع بے نہایت ہے تھوڑے ضرر کے خیال سے
 اس واسطے چھوڑنا چاہئے علی الخصوص کہ چھوڑ دینے میں بھی یقین خلاصی کا اس
 ضرر سے نہو باقی رہے اس جگہ کئی سوال کہ مفسرین اس مقام میں درپے
 جواب اون کے کہ ہوتے ہیں اول یہ کہ قُلْ أَفْعَاءُ مَلْحُوكٌ کے لفظ کو مناسب

ایسا تھا کہ ذہب اللہ بقولہم فرماتے ذہب اللہ بنوہم کس واسطے لائے کیونکہ
لفظ اضافت میں مادہ ضمو کا موجود ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ضمو کا استعمال بیشتر
بالذات کے اثر میں ہوتا ہے اور نور عام ہے خواہ اثر مضی بالذات کا ہو خواہ اثر مضی
بالعرض کا جیسا کہ بیچ آیت هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا کے طرف اوس کی
اشارہ ہے پس بیچ مقام بیاں بے اثر ہونے اوس آگ کے ذہب اللہ بنوہم مستجاب
زیادہ ہونا کو دلائل کو دیکھ کر اس کے کہ اثر اوس آگ کا خواہ بواسطہ ہو خواہ بیواسطہ سب برابر لگیا
اور کچھ نام اور نشان اوس کا باقی نہ رہا یہ توجیہ جواب کی اوپر اوس تقدیر کو ہے کہ
ذہب اللہ بنوہم تمثیل میں داخل اور جواب لیا کا ہوا اور اگر موافق تفسیر لکھی ہوئی کے
ذہب اللہ بنوہم بیان حال منافقین کا ہو بعد مرنے کے اور داخل تمثیل میں نہ ہو پس
وجہ اسکی یہ ہے کہ ضمو کا استعمال ظاہر کی روشنی میں ہوتا ہے اور اسکی منظور زیادہ
کرنا روشنی ایسا نہ تھا کہ معنوی ہے پس استعمال لفظ نور کا ضرور ہوتا کہ خیال سننے
والے کا طرف روشنی ظاہر کیے بجائے دوسرا سوال یہ ہے اس آیت میں کہ حال دنیاوی
کافروں کا اوس میں بیان ہے اول پہرا ہونا بعد اوس کے گونگا ہونا بعد اوس کے
اندھا ہونا بیان فرمایا ہے اور دوسری آیت میں کہ سورہ نبی اسرائیل میں ہے یٰٰنُو
وحشر ہم یوم القیۃ حلّی وجوہہم عیا ویکما و صبا بیان حال اخروی کافروں کا
اوس میں ہے اندھے ہونے کو اوپر گوں گے ہونے کے اور گونگے ہونے کو اوپر
بہرے ہونے کے مقدم کیا لکن بیچ بدلنے اس اسلوب کے کیا ہے جواب اس کا
یہ ہے کہ دنیا میں حقائق الہیہ اور حقائق اخرویہ معنی اور پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی
اون حقائق سے اندھے ہیں کہ علم انکا نہیں رکھتے اور طریق اون کے معلوم کرنے
کا یہی ہے کہ واعظین اور مرشدین اوپر متبرکہ کہ اون حقائق کو دیکھتے ہیں اور طرف ہماری
..... پہنچاتے ہیں اون کے فرمانے کو سنتے ہیں اور بعد سننے کے اگر شبہ اور حجاب کسی طرح کا
باقی رہے تفتیش اور تحقیق کرتے ہیں بعد تحقیق کے نشانیاں حقیقت کی ظاہر ہوتی ہیں اور حجاب
اٹھ جاتا ہے اور اندھا بین نہیں رہتا پس فقدان ان قیوں مرتبوں کا دنیا میں

اسی ترتیب سے یاد فرمایا اور آخرت میں کہ حجاب بالکل اوٹھ جاوے گا اور پردہ نہ رہے گا اور آدمی ہر شے خود بخود معلوم کر لے گا و اعطا اور مرشد کی اوس جگہ درکار نہیں کہ الیمان کا محتاج الی الیمان پس طریق کم ہو جانے دریافت خالق کا اوس مقام میں بھی ہر کہ پہلے انگلیں حقیقت کی اندھی ہو جاویں بعد اوس کے کہ سوال اور تفتیش کا کہ حرف اور صوت نہ جاتا رہے بعد اوس کے اگر بغیر سوال اور تفتیش کے بھی کوئی آواز کان میں پہنچے محسوس نہ ہوگی لاچار آخرت کی نسبت سے ہی ترتیب مناسب زیادہ ہوئی تیسرا سوال یہ ہے کہ لفظ ان کا کلام عرب میں شک کے واسطے آتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خبروں میں شک کی گنجائش نہیں پس استعمال کلمہ ان کا بیچ ان کھیل من السماء کی کیا وجہ رکھتا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ اصل میں کلمہ ان کا کلام خبری میں واسطے شک کے ہے لیکن جسوقت کلام خبری میں متضمن تنخیر اور تسویہ کے ہو لفظ کا شک کے معنوں سے مجرد کر کے لاتے ہیں اور تسویہ اور تنخیر میں استعمال کرتے ہیں اور اس جگہ واسطے ظاہر کرنے اس کے کہ دونو تشبیہیں جواز میں برابر ہیں اس کلمہ کو لائی ہیں اصل کلام کا یہ ہے کہ منافقوں کے حال کی تشبیہ دونو طرح جائز ہے خواہ تشبیہ ان کے حال کا حال روشن کرنے والے اگل کا کہ جلدی سے اپنی اگل کو اوسنے بھجا دیا کیا جاوے یعنی جیسا اوش شخص نے اپنی اگل بھجا کر نقصان اور خسارہ پایا ایسا ہی ان منافقوں نے بھی کہ آخرت کے بدلے میں دنیا کو لیا اور ہدایت کے عوض میں ضلالت کو خرید اخسارہ اور نقصان حاصل کیا اور خواہ مشبہ بہ اس کا حال اوس شخص کا گردانا جاوے کہ نیچے سے بھاگتا ہے اور مدد اور تاریکی سے ڈرتا ہے یعنی جیسا کہ وہ شخص نفع کی جگہ سے بسبب تھوڑے سے خوف کے بھاگتا ہے یہ لوگ بھی بسبب دہم کرنے تھوڑے ضرر کے اور خوف مشقت کی کہ سلام میں سے بڑے بڑے فائدوں کو ترک کرتے ہیں پس سامع کو اختیار ہے خواہ اس تشبیہ کو سنے یا اوس تشبیہ کو کہ دونو تشبیہیں بیچ تصویر حال اونکو کے برابر ہیں چوتھا سوال یہ ہے کہ نیچے سوائے آسمان کے اور طرف سے نہیں آتا پس فائدہ لفظ من السماء کا کیا ہوا جواب اس کا یہ ہے

کہ کبھی بارش کا اور چیزوں میں بھی جنہیں منفعت ہے مجازاً استعمال کرتے ہیں جیسا کہ کہتے ہیں فلانی جگہ نسبت برستی ہے اور فلانی شہر میں زبردست ہے پس واسطے دفع کرنے تو ہم اس مجاز کے اس لفظ کے ساتھ تاکید کرن ضرور ہوئی تاکہ کوئی لفظ صیب کو اوپر بیٹھ مجازی کے محمول نہ کرے جیسا کہ بیچ اذا استیفظ احدکم من منامہ میں کہا ہے کہ غرض زیادہ کرنے لفظ من منامہ کی سی دوکرنا اس توہم کا ہے کہ کوئی استیطاق کو اوپر خبر داری خواب غفلت کی جمل نہ کرے اور اوپر اسی قیاس کے بیچ لفظ ولا طائر یطیر بجنناحہ کے کہا ہے کہ کوئی طیران کو ساتھ طیران ہمت کے تاویل نہ کرے والا طیران جناح ہی سے ہوتا ہے اس کے زیادہ کرنے کا کچھ فائدہ نہیں پانچواں سوال یہ ہے کہ کانوں میں سر اونگلی کا ڈالتے ہیں نہ تمام اونگلی میں مناسب ایسا تھا کہ یجعلون انما ملہم فرماتے نہ اصابعہم اس واسطے کہ ہر ایک تمام انگلیوں کو کہتے ہیں جواب اس کا یہ ہے کہ ڈالنا اونگلی کا سوراخ کان میں اس بات کو نہیں چاہتا ہے کہ ساری اونگلی اوس کے اندر داخل ہو جاوے بلکہ سر اونگلی کا جسوقت کان کے سوراخ میں گیا کہہ سکتے ہیں کہ اونگلی کان میں آئی اور لفظ اصابع کے لانے میں کہ نام تمام اونگلی کا ہے ایک نوع کا ساتھ سمجھا جاتا ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ بسبب کمال خوف اور ڈر کے چاہتے ہیں کہ تمام اونگلیاں اپنے کانوں کے سوراخوں میں ڈال لیں تاکہ کسی وجہ سے اواز نہ سخت رہد کی اون کے کان میں آوے چنانچہ سوال یہ ہے کہ منیہ ابر سے برستا ہے نہ آسمان سے پس ان کصیب من السماء کے کیا معنی ہوں جواب اس کا یہ ہے ہر چند کہ منیہ ابر سے برستا ہے لیکن پیدا ہونا ابر کا موقوف اوضاع آسمانی پر ہے جیسا کہ اگلی آیت میں مذکور ہے پس کہہ سکتے ہیں کہ منیہ آسمان سے آتا ہے سہذا مراد آسمان سے طرف آسمان کی ہے نہ جرم آسمان کا اور ابر آسمان کی طرف میں ہے اگرچہ آسمان میں ہو اس جگہ حکمت والوں نے کہا ہے کہ جسوقت قوتیں فلکیہ عناصر میں تاثیر کرتی ہیں بسبب گرمی پیدا کرنے اور تخیر کے عناصر حرکت میں آتے ہیں اور کہیں مخلوط ہوتے ہیں اور عناصر کے آپس میں ملجانے سے مخلوقات طرح طرح کی پیدا ہوتی ہیں مثلاً جب گرمی

تفصیل
میں
پانچواں
سوال
یہ ہے
کہ
کانوں
میں
سر
اونگلی
کا
ڈالنا
اور
لفظ
اصابع
کے
لانے
میں
کہ
نام
تمام
اونگلی
کا
ہے
ایک
نوع
کا
ساتھ
سمجھا
جاتا
ہے
گویا
ارشاد
ہوتا
ہے
کہ
بسبب
کمال
خوف
اور
ڈر
کے
چاہتے
ہیں
کہ
تمام
اونگلیاں
اپنے
کانوں
کے
سوراخوں
میں
ڈال
لیں
تاکہ
کسی
وجہ
سے
اواز
نہ
سخت
رہد
کی
اون
کے
کان
میں
آوے
چنانچہ
سوال
یہ
ہے
کہ
منیہ
ابر
سے
برستا
ہے
نہ
آسمان
سے
پس
ان
کصیب
من
السماء
کے
کیا
معنی
ہوں
جواب
اس
کا
یہ
ہے
ہر
چند
کہ
منیہ
ابر
سے
برستا
ہے
لیکن
پیدا
ہونا
ابر
کا
موقوف
اوضاع
آسمانی
پر
ہے
جیسا
کہ
اگلی
آیت
میں
مذکور
ہے
پس
کہہ
سکتے
ہیں
کہ
منیہ
آسمان
سے
آتا
ہے
سہذا
مراد
آسمان
سے
طرف
آسمان
کی
ہے
نہ
جرم
آسمان
کا
اور
ابر
آسمان
کی
طرف
میں
ہے
اگرچہ
آسمان
میں
ہو
اس
جگہ
حکمت
والوں
نے
کہا
ہے
کہ
جسوقت
قوتیں
فلکیہ
عناصر
میں
تاثیر
کرتی
ہیں
بسبب
گرمی
پیدا
کرنے
اور
تخیر
کے
عناصر
حرکت
میں
آتے
ہیں
اور
کہیں
مخلوط
ہوتے
ہیں
اور
عناصر
کے
آپس
میں
ملجانے
سے
مخلوقات
طرح
طرح
کی
پیدا
ہوتی
ہیں
مثلاً
جب
گرمی

موسم گرمی کے عناصر میں تاثیر قوی کرتی ہے دریا سے بخار اور زمین سے دھواں اٹھتا ہے اور طرف آسمان کے جاتا ہے پس دھواں کبھی ہوا کے مقام سے اُگے بڑھ جاتا ہے اور کرۂ اُگ تک پہنچتا ہے اور وہاں جا کر روشن ہو جاتا ہے اور کبھی کئی روز تک اس کا روشن ہونا باقی رہتا ہے اور ستارہ دم دار کی صورت اور نیزہ کی شکل نمودار ہوتی ہے اور اگر جلدی سے بعد روشن ہونے کے غائب ہو جاتا ہے شہاب ہوتا ہے اور کبھی مشتعل نہیں ہوتا ہے بلکہ احتراق قبول کرتا ہے اور علامات سرخ اور سیاہ آسمان اور زمین کے درمیان ظاہر ہوتی ہیں اور بخار زمین سے جب اٹھتا ہے کئی قسم ہوتا ہے اور بہت بلند جاتا ہے اور ایسے مکان پر پہنچتا ہے کہ عکس شعاع آفتاب گاہ زمین سے اٹھتا ہے اس مکان تک منقطع ہو جاتا ہے اور سردی اور جم جانا قبول کرتا ہے اور قطرہ قطرہ ہو کر زمین پر گرتا ہے اس بخار جمے ہوئے کو ابر کہتے ہیں اور کبھی اتنا لطیف نہیں ہوتا ہے بلکہ ثقل بھی اس میں موجود ہے اور اسی واسطے بہت بلند نہیں جاتا ہے اور یہ بخار بسبب سردی کے آخرات کو جلدی سے منجمد ہو کر گرتا ہے اور اس کو شبنم کہتے ہیں اور کبھی بسبب شدت سردی ہوا کے بخار رہتے ہیں جم کر زمین پر گرتے ہیں اور اس کو اولہ کہتے ہیں اور بھی کہا ہے کہ جسوقت بخار اور دھواں اور غبار مخلوط ہو کر زمین سے اوپر کو اٹھتے ہیں اور بعد اٹھنے کے آپس میں جدا ہوتے ہیں غبار اولہ پھرتا ہے اور موتہ چلتی ہے باؤ گولہ پیدا ہوتا ہے اور بخار اور دھواں جسوقت برودت کی حد پر پہنچتے ہیں بخار سرد ہو جاتا ہے اور دھواں اوپر کو جانا چاہتا ہے پس باعث شدت نفوذ کرنے دھویں کے کہ اوپر کو راستہ چاہتا ہے اور سخت پیدا ہوتی ہے کہ اس کو ردھ کہتے ہیں اور کبھی بسبب حرکت سخت کے وہ دھواں روشن بھی ہو جاتا ہے اور بجلی دکھائی دیتی ہے اور کبھی بسبب سردی زیادہ کے دھواں جم کر زمین پر گرتا ہے اور اس کو صاعقہ کہتے ہیں اہل حکمت کے طور پر اس طرح یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں چونکہ نظر ان کی میں تصور ہے ایسی چیزوں کی پیدائش میں سوا متعدد مادہ اور تا شیر صور نوعیہ کے کچھ معلوم نہیں ہیں

تفسیر
بکندہ
کو اور
بکندہ
میں کوئی
ایسا نہ
کون کوئی
ہو
کے (ق)
اور غار

کتاب ہدایت ہے واسطے متقیوں کے کہ پانچ فرقوں کو شامل ہے اب بیچ بیاں اوس چیز کے کہ مقصود نازل کرنے اس سورۃ کے سے شروع فرمایا اور اوپر طریق حاصل کرنے تقویٰ کے کہ سبب نفع پکڑنے کا ساتھ ہدایت قرآن کے ہے دلالت فرمائی گویا ایسا فرماتے ہیں کہ حیثیت جانا کہ یہ کتاب واسطے ہدایت متقیوں کے نازل ہوئی پس چاہئے کہ فکر تقویٰ حاصل کرینا کریں اور استقامت حاصل کرینا کام سے سنیں **يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا إِلَهَكُمْ** یعنی اے آدمیوں کو تم پروردگار اپنے کی اویں نفوں کی مشابہت نہو کہ بیکر وہ دین اسلام سے کہ مراد نفع ہے سبب تارکیوں اور شرکاء و عداور و غید کے بھاگتے ہیں جیسا آدمی نیچے سے کہ عین رحمت ہے بسبب خوف اندھیرے اور عداور برق کے بھاگتے ہیں اور ایسی تمثیل اپنے اوپر مطابق نکر کہ فقط منافقوں کو تہہ نظر کے حال بیان کرنے کے واسطے لائی گئی ہے اور مفید علمی نہیں پس یہ تمثیل معارض لائل قطیہ کے کہ اوپر واجب ہونے عبادت کے دلالت کرتے ہیں نہوگی پھر جو شخص اس اصل حکم کو چھوڑے اور ایسی تمثیل ضعیف کے ساتھ تمسک پکڑے گویا اثبات سے نکل گیا اور مفہوم لفظ ناس کے سے باہر ہوا اور اصل وس تمسک کا یہ ہے کہ حقیقت ربوبی کی معبودیت کو تقاضا کرتی ہے اور حقیقت عنایت کی عبادیت کو چاہتی ہے خصوصاً وجوہ رب نے بندہ کو ایسی بڑی نعمت دی ہو کہ تمام نعمتیں بعد اوس نعمت کے موجود ہوتی ہوں اور وہ نعمت نعمت پیدا کرنے کی ہے کہ ذات بندہ کو بھی عدم سے طرف وجود کے لایا اور واسکے صول کو بھی یعنی جن سے یہ پیدا ہوا ہے اسی نے نعمت کی نعمت کیا ہوا واسطے کہ پروردگار وہ نعمت ہے **الَّذِي خَلَقَكُمْ وَاَلَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ** یعنی وہ کہ پیدا کیا ہے تم کو۔۔۔ اور ان آدمیوں کو کہ پہلے تم سے تھے باپ و دادے تمہارے اور یہ پیدا کرنا ایک نعمت ہے نہایت عمدہ اس کے بدلے میں ایسا شکر چاہئے کہ کمال درجہ کا سوا وہ عبادت ہی پس معلوم ہوا کہ عبادت کو بندہ سے واسطے نفع اپنے کہ نہیں چاہتے ہیں بلکہ **لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** یعنی واسطے اسکے کہ شایا متقی ہوتم اور ساتھ ہدایت قرآن کے کہ یہ نفع متقیوں کے ہے نصیب متقیوں کے ہے واسطے پانے والے ہوا اور اسی واسطے محققین نے کہا ہے کہ حقیقت عبادت کی صحیح کرنی نسبت عہودیت کی ہو واسطے کہ جب بندہ نے اپنی تمیز ممکن ہو یا نازل پنہ کو ساتھ وجوب کے پچانگا اور جب پوچھیں ممکن

تفسیر
فیلیس
کہیں
پس
اور
م
اور
سجود
میں
نمایا
کرتے

رب اپنے کو مالک جانینگا اور جب اپنے نہیں تھوڑا دیکھا رب اپنے کو قادر دیکھے گا اور جب اپنے نہیں
 تحت قدرت کو دیکھا رب اپنے کو قادر دیکھے گا اور جب اپنے نہیں امور اور ذلیل پہچانے گا
 اپنے کو آمر اور عزیز پہچانے گا اور وہی قیاس کے پس حد اپنی ہو تجاؤز کرے گا اور اس
 قضیہ عقلیہ کو منکسر کرے گا اور اپنی قدرت اور تصرف کسی وجہ سے معلوم نہیں کرنے کا اور
 آپ کو ماننا غلام ذلیل کے کہ رو برو خداوند اپنے کے کہڑا ہوا ہے اور کماطاعت کی باہمی
 بروی منظر امر وہی کا ہونیوالا جانینگا معنی نے روایت کی ہے کہ ایک غلام کو آگے ایک شخص
 کے لئے تاکہ اسکو خرید کرے اس شخص نے غلام سے پوچھا کہ نام تیرا کیا ہے کہا جو
 نام تو رکھے اس شخص نے پوچھا کیا کھائے گا کہا جو تو کھو کھلاوے پھر پوچھا کہ کیا
 پیسے کا کہا جو تو پہنا دے اس شخص نے کہا کہ میں تجکو خریدوں غلام نے کہا کہ بندہ
 کو کوئی خواہش نہیں ہوتی ہے خواہش اسکی وہی ہے جو خواہش مولیٰ کی ہے اور یہ کہ
 معنی عبادت کے صحیح کرنا نسبت عبودیت کی ہے پس امر فرمانا ساتھ عبادت کو شامل ہے
 کا فراوسلمان کو اور بھی شامل ہے تمام مبادی اور نہایتوں عبادت کو اور اصول اور
 فروع اسکے کو کہ تشریح الہیہ شرح اس کی ہیں اس جگہ جاننا چاہئے کہ ہر حقیقت
 عبادت کی بجز متوجہ ہونے کے طرف حال نفس اپنے کے اور دیکھنے دماغ عبودیت
 کے اپنے اوپر ظاہر اور روشن ہو لیکن بسبب قصور بشری اور ضعف قوت فکری کے قوت
 معبود کے راستہ کا ایسا نشان دیا ہے کہ بہت آسان اور ظاہر ہے اور حاصل اسکا یہ ہو کہ ہر
 اہل عقل جانتا ہے کہ میں ایک قوت میں معدوم تھا بعد اس کے موجود ہوا اور جو چیز بعد
 عدم کے موجود ہووے اس کے واسطے ایک پیدا کر نیوالا چاہئے اور خالق میرا نہ نفس میرا
 اور نہ ما باپ میرے اور نہ ہم جنس میرے اس واسطے کہ یہ سب انہ میرے عاجز ہیں اگر پوت
 بدن میرا بسبب کسی عدم کے اور تر پڑے اون کو یہ طاقت نہیں کہ اس چمڑے کو نئے
 سرے سے پیدا کریں اور طبقتیں فصلوں اور آسمانوں اور عناصر اور کواکب کے بھی خالق ہیں
 ہو سکتیں اس واسطے کہ یہ چیزیں بھی متغیر اور تبدیل ہوتی ہیں پس خالق میرا اور چیز ہے
 مجر اور حدوث اور تغیر اور تبدل اور نقصان سے پاک ہے اور وہ ذات معبود کی ہے

تفسیر
 عربی
 سورہ بقرہ
 آیت ۱۷۷
 ترجمہ

باقی رہیں اس جگہ کئی بحثیں کہ مفسرین نے اون میں کلام بہت کی ہے اول یہ کہ علقہ سے روایت آئی ہے کہ جس آیت کے اول میں یا ایہا الناس ہو چکی ہے اور جس آیت کے اول میں یا ایہا الذین امنوا ہے مدنی ہے اور یہ دونو قاعدے منقوض ہیں اس واسطے کہ یہ آیت مدنی ہے بالاجماع باوجودیکہ اس کے اول میں یا ایہا الناس ہے اور آیت - یا ایہا الذین امنوا اقل الفسک و اہلکم نالا کہ سورہ تحریم میں ہے مکی ہے اور حال یہ ہے کہ اسکے اول میں یا ایہا الذین امنوا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ معنی مکی اور مدنی کے علقہ کے کلام میں یہ نہیں کہ مکہ اور مدینہ میں اور تری ہو بلکہ مراد اسکی یہ ہے کہ جس جگہ یا ایہا الناس آیا ہے خطاب طرف مشرکین مکہ کے ہے کہ اکثر رہنے والے مکہ کے تھے اور جس جگہ یا ایہا الذین امنوا وارد ہوا ہے خطاب طرف مومنین کو ہے کہ اکثر مدینہ میں تھے اس واسطے کہ اس وقت میں کفر کے غلبہ کی جگہ مکہ تھا اور اسلام کے غلبہ کی جگہ مدینہ تھا دوسرے یہ کہ نفل فعل کا لغت عرب میں واسطے امید اور توقع کے ہے اور امید اور توقع اس کسی کو لائق ہے کہ انجام کار سے آگاہ نہ ہو کلام الہی میں کیونکر واقع ہو جواب اسکا یہ ہے کہ حرف امید کا کلام الہی میں دو طرح سے آتا ہے اول واسطے نقل کلام حالی یا قالی بندوں کے جیسا کہ نولہ تذکرہ انجیسی اس واسطے کہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علی نبینا وعلیہما السلام جس وقت میں طرف فرعون کے بھیجے گئے تھے حال اوکا اس وقت کو چاہتا تھا گو وقوع میں نہ آئے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ امید کے معنی سے مجرد کر کے تعلیل محض میں استعمال کرتے ہیں اور اسی واسطے قرآن کہا ہے کہ لعل کلام الہی میں معنی کے ہے تفسیری بحث یہ ہے کہ عبادت سوائے تقویٰ کے اور چیز نہیں پس لعلکم تتقون بعد اہمدا و انکم کے ذکر کرنا ایسا ہو کہ اہمدا و انکم لعلکم تعبدون یا بمنزلہ اسکو ہو کہ اتقوا انکم لعلکم تتقون کہیں آوریہ کلام نہایت نامناسب ہے جواب اسکا یہ ہو کہ معنی عبادت کے معنی کرنی نسبت عبودیت کی ہے اور تہی اس تصحیح کا منتصف ہونا ساتھ صفت تقویٰ کے ہے پس عبادت اور تقویٰ باعتبار نہایت کے آپس میں تعلق رکھتے ہیں اور باعتبار امتیاز کے فرق اور تغائر رکھتے ہیں اس جگہ کلام کی بنا اوپر

تفسیر
تعلیمی
یا اللہ
برادر گلار
توباکر
اسٹا اور
غزالی
شمس
سکا
تہی
بیان

اعتبار ابتدا حال کو ہے اور اہمال ہے کہ معنی التماس کے ہیں جو موافق مفہوم لغوی کے پھر
کرنا اور اپنے تئیں نگاہ رکھنا ہو یعنی عبادت پروردگار اپنے کی بجائے تو تم تاکہ اپنے
تئیں اس کے غصہ سے بچاؤ اس واسطے کہ تلف کرنا حقوق کا موجب غصہ اس کے کا ہے
اور عبادت کے چھوڑنے میں تین متذہبوتی ہیں اول حق اللہ تعالیٰ کی پرورش کا دوسرے
حق عبودیت اپنی کاتیسرے حق نعمت اس کی کا کہ ترک کرنا شکر کا لازم آتا ہے اور جو
تمشیل کہ منافقین کے حال میں گزری ہے قابل اس کے نہیں کہ عبادت کے چھوڑنے
والے اس کو اپنے مطلب کے واسطے سزا پکڑیں بلکہ وہ تمشیل اوپر خلاف دعا و ان کے
کے کمال مبالغہ کے ساتھ دلیل ہے اس واسطے کہ جسکو ادھون نے مشابہا گئے کا اسلام
سے قرار دیا ہے وہ حقیقت میں اسباب دخول اسلام کے سے ہے باعتبار ذات اپنی کے
بھی اور باعتبار مبدأ و منتہا و ثمرات اپنی کے اس واسطے کہ وہ خالق ہی الکی جعل لکم الارض
فرا شکلیں وہ کہ گردانے اسے زمین کو مانند فرش کے واسطے مہیا رکھے کہ اوپر اس کے قرار
پکڑوا سکونت اختیار کرو باوجود احاطہ دریا شور کے ہر طرف سے تھوڑا ٹکڑا زمین کا
طاہر کیا اور اس کو نہ اس سخت کیا جیسا کہ سنگ خارہ سکونت اور قرار پکڑنا اور
مکن نہ ہو اور نہ اس قدر لطیف اور نرم بنایا مانند پیانی اور ہوا اور گارے کے کہ پاؤں
اس پر پہلے پس گو یا تمام زمین مانند فرش کے بھی ہوئی ہے اور اپنی جگہ پر ٹھہری ہوئی
ہے تاکہ اوپر اس کے خواب کرو اور بیٹھو اور عجائب مصنوعات الہی سے زمین میں وہ ہے
کہ اس کو اپنے چیزیں بھر دیا ہے کہ تمام جہان کا درمیان ہے اس واسطے کہ ہر چیز بھاری
بالطبع نیچے کی طرف مائل ہے جیسا کہ ہر چیز ہلکی بالطبع مائل اوپر کی طرف ہے نیچے کی طرف
زمین کے مرکز کو کہتے ہیں کہ عین درمیان زمین کے نقطہ کا نام ہے اور اوپر کی طرف وہ
جہت ہے کہ آسمان کی طرف جسکا مونہ ہو پس جیسا کہ بلند ہونا زمین کا اس طرف سے
کہ ہم اوپر اس کے ہیں آسمان کی طرف کو مستبعد ہیں ایسے ہی نیچے کو زمین کا جاننا بھی
اس جگہ سے بعید ہو اس کو کہ نیچے کو جاننا زمین میں بند ہونا ہی اسماعیلی طرف پس اس تدبیر سے سچ بھرا
زمین کے چیز اپنے میں کسی چیز کی احتیاج نہ رہی تاکہ اوپر کی طرف سے کسی شے سے بانڈیں

یا نیچے کی طرف سے ساتھ کسی ستون کے مضبوطی اوسکی کریں بلکہ میل طبعی اوسکی طبیعت میں وسط حقیقی کی طرف کھلبے وہی کفایت کرتا ہے کہ نیچے یا اوپر کو نہیں جاسکتی جیسا کہ اس آیت میں ان الله يمسك السموات والارض ان تزولا لينه تحقيق الله تعالى تمام رہے آسمانوں کو اور زمینوں کو کہ ٹل سجاویں اس معنی کی طرف اشارہ ہے اور زمین الہی بندوں کو اوپر کر زمین کی پیدائش میں ہیں یہ ہیں کہ اسکو مانند پتھر کے سخت نکلیا اور نہ مانند پانی کے نرم بنایا تاکہ چلنا پھرنا بیٹھنا سونا اوپر اوسکے آسان ہو اور کھیتی اور عمارت کا بنانا ممکن ہو اور کھودنا کوؤں کا اور چارگی کرنا نہروں کا ہوبکے اور انھیں نعمتوں سے وہ ہے کہ اوسکو نہایت لطیف اور شفاف ہوا کی مانند نہیں کیا تاکہ شعاعیں انوار آسمانی کی اوپر اوسکی ٹہریں اور بہ سبب اون شعاعوں کے اوسکی باطن میں حرارت اور گرمی پیدا ہو اور کھیتی کے کام میں آوے اور انھیں نعمتوں میں سے وہ ہے کہ طبیعت اوسکی خشک کی تاکہ عناصر رطوبت والوں کو اوسکے ساتھ خمیر کریں اور قوم مرکبات کے بدنوں کا حاصل ہو اور جملہ نشانیوں الہی سے کہ زمین میں رکھی ہوئی ہیں اور مجملہ اون آیات کی طرف ہیج آیت وفي الارض آیات للموقنین لینے اور زمین میں نشانیاں ہیں واسطے یقین کرینوالوں کے اشارہ کیا ہے کتنی چیزیں ہیں بعضی اون میں سے اختلاف زمینوں کا ہے اسطرح پر کہ کوئی سخت ہے اور کوئی نرم کسی میں روئیدگی خوب ہے کسی میں کم و علی ہذا یقین اور اسی نشانی کی طرف اس آیت تفصیل اشارہ ہو کہ وفي الارض قطع متجانہات اور بعضی نشانیاں اون میں سے یہی کہ زمینوں کا رنگ جدا جدا ہوتا ہے اور اس آیت میں بیان اسکا ہے ومن الجبال جند فیض وحمم مختلف الوانها وخرایب سودینے اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں سفید اور سرخ طرح طرح کے اور کونکرنگ اور بالکل سیاہ اور بعضی اون نشانوں میں سیاہ گنا نباتات کا کہ ہیج آیت والارض ذات الصدع کی ذکر اسکا ہے اور بعضی اون میں سے یہ ہے کہ بسبب خشکی طبیعت اپنی کے پانی میں کاذب کر کے کھاتی ہے اور رنگاہ رکھتی ہے جیسا کہ ہیج آیت وانزلنا من السماء ماء فقدر فاسکناہ فی الارض کی مذکور یعنی آوازہ و آسمان

سورہ بقرہ
آیت ۱۱۰
اور زمین
پتھر کی

پانی ساتھ امانہ کے پھر اوسکو ٹھیر دیا زمین میں اور بعضی اون میں ہے جو شکرنا بیج
کا اور جاری ہونا نہروں کا کچھ آیت والارض مددناھاکی مذکور ہے اور بعضی اون
میں سے یہ ہے کہ زمین کی طبیعت میں کرم اور سخاوت رکھی ہے ایک دانہ
لیتی ہے اور سات سو دانہ اوسکے بدلے میں دیتی ہے جیسا کہ بیج اس آیت کی مذکور ہے
مثلاً حبة انبثت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة یعنی جیسے ایک دانہ اوسکے
سات بالیں ہر ہر بال میں سو سو دانے اور بعضی اون میں سے حیات اور موت ہے
کہ نمونہ حشر اور قیامت کا ہر سال اوسکے اوپر دیکھا جاتا ہے جیسا کہ اس آیت میں ہو
وایہا لھم الارض المیتة احیئناھا لینے اور ایک نشانی ہے زمین اوسکو جلایا ہم نے
اور بعضی نشانی اون میں سے جانور مختلف کہ اوس میں پیدا ہوتے ہیں اور اس آیت میں
ذکر فرمایا ہے واث فیہا من کل دابة یعنی ہر قسم کی اوس میں سب قسم کے جانور اور انہیں
میں سے روئید گیاں طرح طرح کی جیسا کہ اس آیت میں بیان ہے وانبثنا فیہا من
کل زوجہ یھیم یعنی اور روئیدہ کی ہم نے ہر ہر قسم کی رونق کی چیز اور اگر سبزیوں اور
بوٹیوں کے حال میں شامل کیا جاوے پس رنگتیں جدی جدی کہ اون میں پالی
جاتی ہیں یہ بڑی نشانی ہے اور مزے جدے جدے ہونے نشانی دوسری ہے اور
خوشبوئیں جدا جدا ہونی نشانی دوسری ہے اور بوئیاں مختلف ہوتی یہ اور نشانی ہی پھر
بعضی انہیں سے قوت آدمیوں کا ہیں اور بعضی قوت جانوروں کا خواہ چرند ہوں خواہ
پرند اور بعضی اون میں سے کھانے کی چیزیں ہیں اور بعضی سالن ہیں اور بعضی دوا اور
بعضی میوہ ہیں اور بعضی لباس آدمیوں کا جیسا روئی اور کتاں سوائے پوششوں حیوانی
کے کہ بالوں اور پشم اور پشم اور پوست اون کے سے بناتے ہیں اور انھیں نشانوں
میں سے پھر مختلف ہیں کہ بعضے اون سے واسطے زینت کے ہیں مثل یاقوت اور الماس اور
عقیق اور فیروزہ کے اور بعضے اون کو واسطے استحکام بنا کے مثل خار اور غلغلہ کے اور بعضے
واسطے دونوں فائدوں کے مثل مرصعہ کے اور عجائب قدرت الہی سے ان پھر وغیرہ
یہ ہے کہ جسکی منفعت زیادہ ہے قیمت اوسکی کم ہے جیسا کہ پتھر چھماق کا اور جسکی

تفسیر
عربی
اور دونوں
سجدوں
کے درمیان
میں بھی
انتہائی
بہتر ہے
(م)
اور اللہ تعالیٰ
اعظم فرما
وَرَحْمَتُهُ
وَكَرَمُهُ
وَأَجْرُهُ
بِشَرِّهِ

منفعت کم ہے قیمت گز زیادہ مثل باقوت سرخ کے اور انہیں نانیوں سے کانیں عجیب
اور غریب کہ اسد تعالیٰ نے مین مین پیدا کر دی ہیں اور سب سے بہتر اون مین سونے
چاندی کی کان ہے اور عجائب قدرتوں الہی کے سے بیچ اس قسم کے یہ ہے کہ
آدمی کو حرفتیں مشکل اور صنعتیں باریک اور حیلے بڑے بڑے تعلیم کر دیے ہیں یہاں تک
کہ مچھلی کو قتر دریا سے اور جانوروں کو ہوا میں سے شکار کرتے ہیں اور باوجود اسکے
سونے چاندی کے بنائے سے عاجز رکھا ہے یعنی سونا چاندی بشرخص نہیں بنا سکتا
اور بھید اسکا یہ ہے کہ اکثر فائدے سونے چاندی کے باعتبار ثمنیت کے ہیں یعنی اور
چیزوں کی ثمن ہوتے ہیں اور ثمن ہونا بغیر عزت کے نہیں ہوتا اور عزت اس بات کو چاہتی
ہے کہ آدمی کو اس کے بنانے کی قدرت نہ ہو والا کچھ قدر نبوی اور اسی واسطے کہا ہے
کہ من طلب المال بالکیمیاء فلس اور انہیں نانیوں سے یہ ہے کہ کوہستان میں
اور بعض قطعات زمین کے میں بڑے بڑے درخت پیدا کر دیے ہیں اور اوپر پھول چل
نہیں آتا کہ عمارت کے کام میں ادیں اور کوئلہ وغیرہ میں خرچ ہوں اور نخت ویز کے
کام میں رہیں خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ اگر آدمی اپنی حال میں فکر کرے اور اپنی حاجتوں
اور جہان کو اندازہ کرے اور تو فی القابلیقین جان لیوے کہ تمام جہان میرے واسطے بنا
تھ کر کے ہے کہ جو چیزیں احتیاج کی ہیں اوسیں رکھی ہوئی ہیں اور آسمان کو مانند چھتہ کو اوپر
اسکے رکھ دیا ہے اور زمین کو مانند فرش کے بچھا دیا اور ستاروں کو مانند چراغوں اور
قندیلوں کے لٹکا دیا ہے اور غذا اور دوا اور پوشاک اور سواری اور زیور جس نہایت
وجہات اور معادن کی سے اوسکو بخش کر مالک اس گھر کا بنا دیا ہے اور مریوں
نعام اور احسان اپنے کا کیا چنانچہ طرف اسی مہنی کے بیچ مقام طلب کے ہنر مست کو
ساتھ ادا کرنے عبادتوں اور بندگیوں کے اشارہ فرماتے ہیں وَاللّٰهُمَّ بِنَاكَ يَسِّرْ لِي
ہمارے واسطے آسمان کو بنا دے عالی مانند چھتہ کے کہ مہارے تکیں سایہ کرے تاکہ چمکا کر
روں فرشتوں علیہ کے بناؤ مہارے کو برہم نکریں اور منجملہ انعامات الہی سے کہ بنائے آسمان
میں بندوں اپنے کے اوپر رحمت فرمائی ہے کہ آسمانوں کو چراغوں سے مزین

کیا جیسا کہ بیچ آیت وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ كَالمُكُورِ ہے اور ماہتاب سو بھی
 کہ وَجَعَلْنَا الْقَمَرَ فِي تَرَانِجٍ اَوْ اَفْقَابِ سے بھی کہ وَجَعَلْنَا الْقَمَرَ فِي تَرَانِجٍ اَوْ اَفْقَابِ سے بھی کہ وَجَعَلْنَا الْقَمَرَ فِي تَرَانِجٍ اَوْ اَفْقَابِ سے بھی کہ
 ساتھ احاطہ فرمایا اور کرسی کو عرش کے ساتھ کہ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَهُوَ
 رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ اور منجملہ انعامات سے یہ ہے کہ اس سقف کو شکست اور بخت سے
 محفوظ رکھا اور کتنے جگہ کہ وَبَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا اَلَمْ تَرَ اَنَّا كَيْفَ خَلَقْنَا سَبْعَ
 سَمَوَاتٍ طَبَاقًا وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَحْفُوظًا يَنۡبَغِي لَكَ تَهَارِے اوپر سات طبقہ
 مضبوط کیا تم نے نہیں دیکھا کیسے بنائے اللہ نے سات آسمان اور بنایا ہم نے آسمان کو
 چھت بجاو کی اور انہیں انعامات تو یہ ہے کہ آسمان کو اعمال کو چڑھنے کی جگہ اور جائز
 مورد الوار اور قبلہ دعا اور محل رشنی اور صفائی کا کیا اور یہ بھی انعامات سے ہے
 کہ رنگ اوکے کو سب رنگوں سے زیادہ نافع بنایا کہ بیاعت سبزی کے قوت باہر کو
 فائدہ بخشتا ہے اور شکل اوکی اور شکلوں سے بہتر بنائی کہ مستدیر ہے اور منجملہ انعامات سے
 یہ ہے کہ ستاروں آسمانی کو شیاطین کے واسطے رجوم مقرر فرمایا یعنی شیاطین کو اون
 مارتے ہیں اور آسمان پر کئے نہیں دیتے اور انہیں ستاروں کو جنگل اور دریا کے منظر
 کے نشان بنائے کہ اون کو دیکھ کر سیدھا راستہ چلتے ہیں اور انہیں انعامات سے
 یہ ہے کہ آفتاب کا ظاہر ہونا مقرر کیا تاکہ دن میں چلنا پھرنا آدمیوں کا جتوں کے
 واسطے جگہ جگہ زمین میں آسان ہو اور رات کو ڈوب جانا آفتاب کا رکھنا کہ سکون اور
 راحت اور توجہ قوت ہاضمہ کی باطن بدن کی طرف بہ سبب سونے کے حاصل ہو اور غذا
 کا پہنچنا اعضا کی طرف بخوبی ہو جائے حکما نے کہا ہے اگر آفتاب طلوع نہ ہوتا تو قلب
 سبزی اور کثافت کا اس حد کو پہنچ جاتا کہ موجب جم جانے پانی کا اور سرد ہونا حرارت
 غزیری کا ہو جانا اور اگر غروب آفتاب کا نہ ہوتا زمین ایسی گرم ہو جاتی کہ جانور اور سبزیاں
 زمین کی سب جل جانی عین عنایت الہی ہے کہ سب آگے پیچھے آنے نور اور ظلمت اور
 گرمی سردی کے اعتدال معاش آدمیوں کا فرا دیا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اگر
 آسمان گردش نہ کرتا آفتاب ایک ہی جگہ آسمان میں ٹھہرا رہتا پس دو لمبہ موسم

سینے رونق

دی ہے

اور

آسمان کو

چراغوں

سے

سینے

سینے

چاند کو

سینے

سینے

سینے

سینے

سینے

سینے

سینے

سینے

سینے

سینے

سینے

سینے

نفس
عقلی
مست

اسے اس
جگہ پر

اور مجھ پر

مہربانی

کراؤ

مجھ کو

ہدایت

کراؤ

الہام دی

اور میری

مشکل

دور کر

(تر) اور

پہنچاؤ

سرمایہ اور طرف کو کھول لیا کرتے کہ آفتاب کی شعاع سے نفع اٹھاتے اور گرمیوں میں اس طرف کو بند کر دیا کرتے تاکہ اس کی گرمی سے امن میں رہتے اور فقیر و فوجاالتوں میں محروم اور مایوس رہتے اللہ تعالیٰ نے بہ سبب گردش فلکی کے اس نعمت اور امتیازت کو غنی اور فقیر کے واسطے برابر کر دیا پھر آفتاب کو بسبب نزدیک اور دور ہونے اس کے سمت رہس سے چار فصلوں کا سبب بنا دیا تاکہ موسم سرما میں گرمی اشجار اور نباتات کے اندر چلی جاوے اور میوے اور دانے پک جاویں اور ہوا بسبب کم ہونے گرمی کے پاک اور صاف ہو جاوے اور ایر اور برت برسی اور بدن حیوانات کا بہ سبب بند ہونے حرارت غریزہ کے باطن میں قوت پکڑی اور بہار کے موسم میں طبیعتیں حرکت میں آویں اور مواد کہ سرمایہ پیدا ہوئے تھے ظاہر ہوں اور درخت کلیاں لے آویں اور جانوروں کو جفت ہو چکے واسطے پہچان ہو اور موسم گرمیوں میں ہوا حدت پیدا کرتی ہے تاکہ میوے پختہ ہو جاویں اور فضول بدنوں کی تحلیل ہو جاویں اور موخ زمین کا خشک ہو جاوے اور قابل کھیتی اور عمارت کے ہووے اور خریف میں سہری اور خشکی قبلہ کرے اور جو میوے کہ تر ہیں قابل ذخیرہ کے ہوں اور بدن حیوانوں کو آہستہ آہستہ جاڑوں کی مشقت اٹھانے کے واسطے تیار ہوویں اور ماہتاب کو خلیفہ آفتاب کا کیا ہے اور عدد برسوں کے اور صاف فتر اور بدتیں اسی کے ساتھ متعلق کہیں اور احکام شرعیہ کو اندازہ اسی سے مقرر کے گوئیں اگر آدمی اپنے حال کو سوچے یقیناً جانے کہ جھکو کسی حالت میں زمین اور آسمان سے چارہ نہیں اور سو واسطے وجہ فضل ہونی ایک کی دوسرے سے متعارض ہیں بعض وجہ سے زمین کی فضیلت معلوم ہوتی ہے اور بعض سے آسمان کی اگر آسمان اس جہت سے بزرگی رکھے کہ عبادت گاہ فرشتوں کی ہے اور خالی گناہ سے اور سقف محفوظ ہے اور برکت کے ساتھ موصوف ہو اور اسکے ستاروں کی شعاعیں تاثیر قوی زمین کی چیزوں میں کرتی ہیں اور موثر اثر ہوتا ہے متاثر ہو اور اس واسطے ذکر آسمان کا جا بجا قرآن میں زمین سے مقدم ہو زمین بھی اس جہت سے بزرگی رکھتی ہے کہ خانہ کعبہ عظیم الا اور مسجد قصی نبین میں ہے اور بادہ پیدائش نبیوں کا اور دفن ہونا

سکون

پاک بندوں اور ان کے کا اسی میں ہے خصوصاً آدمی کے حق میں اور شفیق کا حکم مطلق ہے بلکہ مالک قسم کی غذا کہ دودھ ہے اور سکودیتی ہے اور زمین طرح طرح کی غذائیں نفیس کھلاتی ہے اور اسی سبب سے ہے کہ جب آدمی کو حکم ہوتا ہے کہ ماکے پیٹ میں سے نکل بکمال خوشی اس حکم کو قبول کرتا ہے اور سر کی طرف سے باہر آتا ہے اور جو وقت کہ حکم ہوتا ہے کہ دنیا سے نکل تو سر گر اپنے پاؤں سے نہیں جاتا ہے یہاں تک کہ مومل و جو کو قبض کر لے اور کھینچ کر لیجاتی ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اس آیت میں ذکر پڑھا کا اوپر ذکر آسمان کے مقدم فرمایا ہے اور آسمان اور زمین کو ہر چند بندوں کے حق میں عمدہ نعمتیں بنائی ہیں لیکن ان دونوں کو جدا جدا نہیں چھوڑا بلکہ دونوں کو آپس میں دیا اور قوت ایک کی دوسری طرف پھنپائی تاکہ ترکیبے آفات و موتوں کو ظاہر ہویں چنانچہ قرآن میں **وَأَنزَلْنَا مَنَازِلًا** فرمایا ہے **مِنَ السَّمَاءِ** یعنی بھنے اوضاع آسمانی سے حرکتوں کو اکاب میں خصوصاً آفتاب کی حرکت میں ممانہ یعنی پانی کو واسطے اوگائے بنیوں طرح طرح کے اور اٹھانے والیاں مواد طرح طرح کے میووں کی ہیں **فَاخْرَجْنَا** یعنی پس نکالا یہ سبب اس پانی کے کہ قوت **فَاعْلَمُ** تھا اور زمین قوت قابلہ سوچنی گئی ہے تاکہ یہ سبب جمع ہوں ان دونوں قوتوں کو پیدا کرے **مِنَ النَّمَاتِ** یعنی جنس میووں کی سو **دِنًا** فالگھڑ یعنی رزق واسطے تمہارے اور طریق اوتارنے پانی کا اوضاع آسمانی سے یہ ہے کہ جب آفتاب ساتھ حرکت اپنی کر قریب سمت راس کسی ملک اور شہر کے پہنچتا ہے گرمی اور خشکی اس ملک میں شدت قبول کرتی ہے اور اجڑے اس زمین کے میں تھخل پیدا ہوتا ہے اور غبار اٹھتے ہیں اور اگر اس ملک کے گرد کوئی ٹکڑا دریا ہے شور کا تھو اس دریا کے اجزائیں تیز پیدا ہوتی ہیں اور بخارات اٹھتے ہیں اور آبادی کی جگہ اور شہروں سے وہ ٹپیں بہت جمع ہو کر اوپر کو جاتے ہیں اور یہ تینوں چیزیں کہ غبار اور بخار اور دھواں ہے مابین زمین اور آسمان کے جمع ہوتے ہیں پس موسم گرمی میں کہ تپش غالب ہوتی ہے اور بخارات رطوبت والی کثیر ہوتی ہیں غبار غالب ہوتا ہے اور بگھولے اٹھتے ہیں اور ہوائیں ہولناک تیز ہوتی ہیں جب آفتاب نقطہ انقلاب صیفی سے پھرتا ہے اور سردی و سمت راس اس ملک کی سے

افواج آسمانی سے پائی نازل کرے گئے طریق کابیان

دور ہوتا جاتا ہے اور غبارات اور ذرات میں طراوت پیدا ہوتی ہے اور سب گرمی کے پہلے سے مابین آسمان اور زمین کے تھی رقت اور لطافت اور ان میں آجاتی ہے اور بیج و لائقوں گرم سیر کے متصل دریا و شور کے کناروں کے یہ موسم بہشتی کا ظاہر ہوتا ہے پس ارجح مدبرہ جو کے تئیں لینے فرشتے کہ ابر پر متعین ہیں حکم ہوتا ہے کہ ان تینوں چیزوں کو ساتھ تحریک ہواؤں کے طبقہ زہریر تک لیجا کر نفع دیں اور بعد نفع دیا اور رکریں لینے برساویں پس بیج حالت نفع کے غبار اٹھام کہ ارضیت اور نیر غالب ہو مانند مواد سوداویہ کے پختہ ہو کر پانی ہو جاتے ہیں اور مستعد برسنے کے بن جاتے ہیں اور سب جگہ صورت دیگ کے پکنے کی جہم پھپھتی ہے اس طرح سے کہ سردی طبقہ زہریر کی باہر کیطرت و ابر ہیں کہ تیں جزئی غبار اور بخار اور دھان ہو مکن ہے تاثیر کرتی ہے اور قاعدہ حکمت کا ہے کہ مری اور گرمی آپس میں جیسا کہ موضوع اور محل میں تضاد رکھتی ہیں مکان میں بھی ضدیت رکھتی ہیں اور اسی سبب سے ہے کہ اندر زمین کا جاڑوں میں گرم ہوتا ہے نسبت ظاہر کے اور گرمیوں میں بالعکس اسکا ہے اور پانی کو وں کا جاڑوں میں گرم ہوتا ہے اور گرمیوں میں سردیوں گرمی دھوں کی ابر کے باہر سے بھاگ کر اندر کی طرف پوشیدہ ہوتی ہے اور فرشتے کہ ابر کے اوپر مائل ہیں اس گرمی کو بجائے حرارت غریزہ معدہ اور آلات غذا کے قرار دیکر روشن کرتے ہیں اور یہ روشن کرنا حقیقت پکائی کی ہے اور اسوقت میں ابر کو مانند ایک دیگ کے مقرر کرنا چاہئے کہ اسکو پکانے کے واسطے جو طہ پر رکھیں فرقی یہی ہے کہ حرارت پکانے والی دیگ کی باہر سے پکائی ہے اور حرارت پکانے والی ابر کی اندر کی طرف سے پکائی ہے مانند معدہ اور جگر کے اور ہر گاہ کہ پکانے میں ضرور ہے کہ تری کی مدد سے ہو الا خشک چیزیں آگ کی گرمی سے جل جاتی ہیں اور اگر کہ ہو جاتی ہیں اور ہوا واسطے غذاؤں کے پکانے میں پانی وغیرہ ڈالتے ہیں اور بغیر اسکے غذا جل جاتی ہے اور اسی ہی دانے اور غلی اور اوپر نہیں سخت کہ خشک ہوں جب تک کہ پانی ہمراہ اور ان کے نہ پکنا اور نہ پکنا ہو سکتا ہوا واسطے ابر کے پکانے میں غبارات کو بجائے دانوں اور غلوں کے مقرر کرتے ہیں اور بخار کی رطوبت کو بجائے رطوبت پانی کے اور گرمی دھوں کی بجائے آگ کے اور قاعدہ

مقرر و حکمت کا ہے کہ جو بوقت حرارت کو جسم تر کے اوپر مسلط کرتے ہیں تو بوقت تاثیر اس کی
 سے آواز جوش کرنے کی اور شور و اوس جسم رطب کے اجزا میں ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ
 ہانڈی پکینے کے وقت معلوم ہوتا ہے ایسے ہی ابر میں وہ شور و آواز غبار کی سمجھنی چاہئے اور
 جیسا کہ ہانڈی میں کبھی زیادہ آواز ہونے لگتی ہے کبھی کم ایسی ہی اس جگہ اور جیسا کہ پکانے
 میں ہوا کی حاجت آگ کے روشن کرنے میں پڑتی ہے یوں اس جگہ بھی واسطے جمع کرنے
 اور جدا کرنے ٹکڑے بادلوں کے ہوائیں مسلط کی لگیں اور اس دریا نہیں کبھی بسبب شدت
 بھڑکتے شعلہ دھوؤں کے ہواؤں کے زور سے کوئی ٹکڑا کو در زمین پر گرتا ہے جیسا کہ
 چنگاری اور شنگے چوٹے میں سوزتے ہیں تو اس شرارہ کو کہ ابر میں سے جدا ہو کر گرتا
 ہے ساقہ سمجھنا چاہئے اور ہر گاہ کہ نفع کامل ہوتا ہے اور غبارات میں رقت اور سیلان مکمل
 درجہ کا آجاتا ہے برساتا منہ کا اور جاری ہونا مذیوں کا ہوتا ہے جیسا کہ منضجات اور مہلات
 میں آزمایا گیا کہ بونفع کامل کے تحریک ضعیف تو بھی اخلاط کا نکلنا شروع ہو جاتا ہے
 اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ اس کارخانہ میں مارکار اور پیر سخن کرنے ہواؤں کے ہر وقت
 میں ہے اول واسطے اوٹھانے غبارات اور بخارات اور دخانات کے اور جمع کرنے
 ان یقینوں کے اس میدان میں کہ زمین اور آسمان کو بیچ میں ہے بعد اوس کے واسطے
 پیدا کر فتری کاوانے بخارات رطوبت دار کو پانی کی جگہوں اور دریاؤں سے پہلی قسم
 کی ہواؤں کو بشرات کہتے ہیں کہ فتنہ و سحابا نشان اون کی ہے اور دوسری قسم
 کی ہواؤں کو لواقعہ بولتے ہیں کہ بہتر نہ تخم کے رطوبت کو منتشر کرتی ہیں مانند تیج کچھ
 کے درخت کے وارسلنا الہرہ لواقعہ صفت اون کی ہے بعد اوس کے واسطے برابر
 کرنے ٹکڑے بادلوں کے بھی ہواؤں کا ہونا ضرور ہے تاکہ اشرقیج کا برابر قبول کریں
 اور اس قسم کی ہوائیں بھی لواقعہ میں داخل ہیں بعد اوس کے واسطے پیدا کرنے سوراخوں
 درمیان ٹکڑے بادلوں کو اور کھونے مسام اون کے کے تاکہ پانی خوب طرح جاری ہو بھی
 ہوائیں ضرور ہیں اور اس قسم کی ہواؤں کو بھی بشرات نام رکھتے ہیں اور کبھی اتفاق ایسا پڑتا
 ہے کہ سہرا کے موسم میں منہ کے قطر کو بعد جدا ہونے کے ابر سے راستہ میں ہوا برکھار کر جم

ترجمہ تفسیر خازن
 اور اس جگہ جاننا چاہئے کہ اس کارخانہ میں مارکار اور پیر سخن کرنے ہواؤں کے ہر وقت
 میں ہے اول واسطے اوٹھانے غبارات اور بخارات اور دخانات کے اور جمع کرنے
 ان یقینوں کے اس میدان میں کہ زمین اور آسمان کو بیچ میں ہے بعد اوس کے واسطے
 پیدا کر فتری کاوانے بخارات رطوبت دار کو پانی کی جگہوں اور دریاؤں سے پہلی قسم
 کی ہواؤں کو بشرات کہتے ہیں کہ فتنہ و سحابا نشان اون کی ہے اور دوسری قسم
 کی ہواؤں کو لواقعہ بولتے ہیں کہ بہتر نہ تخم کے رطوبت کو منتشر کرتی ہیں مانند تیج کچھ
 کے درخت کے وارسلنا الہرہ لواقعہ صفت اون کی ہے بعد اوس کے واسطے برابر
 کرنے ٹکڑے بادلوں کے بھی ہواؤں کا ہونا ضرور ہے تاکہ اشرقیج کا برابر قبول کریں
 اور اس قسم کی ہوائیں بھی لواقعہ میں داخل ہیں بعد اوس کے واسطے پیدا کرنے سوراخوں
 درمیان ٹکڑے بادلوں کو اور کھونے مسام اون کے کے تاکہ پانی خوب طرح جاری ہو بھی
 ہوائیں ضرور ہیں اور اس قسم کی ہواؤں کو بھی بشرات نام رکھتے ہیں اور کبھی اتفاق ایسا پڑتا
 ہے کہ سہرا کے موسم میں منہ کے قطر کو بعد جدا ہونے کے ابر سے راستہ میں ہوا برکھار کر جم

جاتے ہیں اور اولہ ہو کر گرتے ہیں پس فیل بھی ہواؤں کا ہے اور فصل ربیع میں تمام
جسم ابر کا جم کر ایک پہاڑ اولوں کا ہو جاتا ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ جاڑوں کو موسم
میں باہر کی طرف ابر کی بسبب سردی ہوا عالم کے سرد ہوتی ہے اور سردی سے مسام بند
ہو جاتے ہیں اور مسام کے بند ہونے سے گرمی بادل کو اندر گھٹی ہوئی رہتی ہے پس
جب تک کہ قطر وینچہ کے بادل کے اندر رہتے ہیں رقیق اور پتھریلے ہوتے ہیں اور
جس وقت اوس سے وہ قطرے جدا ہوتے ہیں بسبب سردی ہوا کے جم کر گرتے ہیں اور
موسم ربیع میں بسبب گرمی ہوا باہر کے بادل کی باہر کی طرف گرم ہوتی ہے اور بسبب تضاد مکانی
کے اجزاء سرد بخارات کے بادل کے اندر کی طرف پوشیدہ رہتے ہیں اور باطن ابر کا بسبب
سردی اون کی کے جم کر کھڑا رہتا ہے جس وقت بعض فرشتوں کو حکم ہوتا ہے تو ہوا کو اوپر اٹھ
سلط کرتے ہیں اور وہ ہوا اون اجزاء جو ہواؤں کو پہاڑی ہے اس واسطے ربیع کے موسم میں
وقت برسنے اولوں کے شو بہت سنا جاتا ہے بلکہ نوبت قلع اور قریع سخت کو کھینچتی ہے اور سورہ
نور میں اسی حالت ربیع کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس آیت میں ویازل من السماء من
جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشام ویعرفہ عویشاء یکاد سنابوقہ یدھب بالہ
بصار اور وجہ شدت چکنے بجلی کی اس وقت میں یہ ہوتی ہے کہ شعاع بجلی کی جسم شفاف پر کہ وہ
ابر جا ہوا ہے پڑتی ہے پس چمک اوسکی دو چیز ہو جاتی ہے اور آئینہ کو نیر کی چمک ہوتی
ہے اور حالت شبیہ بچالت قمو پیرا ہو جاتی ہے اور جیسا بادل چا ہوا ان اسباب کے
ساتھ معلق کھڑا رہتا ہے ایسا ہی کبھی بادل پتلا بسبب شدت رطوبت ہوا کے بغیر فجر
زیادہ کے بننے کی صورت پیدا کر کے مانند دریا کے معلق درمیاں زمین اور آسمان کے
کھڑا رہتا ہے گویا ہوا عالم کی طبقہ زہری میں تمام پانی بن گئی بسبب تصرف ارواح
مدیرہ کے نیچو کو نہیں جاری ہوتی اور جس وقت ہوا تند اوس دریا معلق پر گزرتی ہے
قطرات بیشمار کو اوس دریا سے پہاڑوں کی مانند اڑاتی ہے اور اس حالت کو ترشح کہتے
ہیں کہ درمیان موسم بارش کے ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ وقت چلنے ہوا تیز کے دریا کے
کناروں یا چشمہ یا تالاب پر ایسی ہی شکل نمودار ہوتی ہے اور یہ ہے طریق نزول

یضا و مار تا
ہے آسمان
سے پہاڑ
پت اوس میں
الاول کے
پھر دانتا
جسم ابر کا
اوپر اٹھتا
پس چمک
الہی اسی
کو بجلی کی
بجاوے
کھینچتی
یضا و مار تا
ہے آسمان
سے پہاڑ
پت اوس میں
الاول کے
پھر دانتا
جسم ابر کا
اوپر اٹھتا
پس چمک
الہی اسی
کو بجلی کی
بجاوے
کھینچتی

۱۰
 ۱۱
 ۱۲
 ۱۳
 ۱۴
 ۱۵
 ۱۶
 ۱۷
 ۱۸
 ۱۹
 ۲۰
 ۲۱
 ۲۲
 ۲۳
 ۲۴
 ۲۵
 ۲۶
 ۲۷
 ۲۸
 ۲۹
 ۳۰
 ۳۱
 ۳۲
 ۳۳
 ۳۴
 ۳۵
 ۳۶
 ۳۷
 ۳۸
 ۳۹
 ۴۰
 ۴۱
 ۴۲
 ۴۳
 ۴۴
 ۴۵
 ۴۶
 ۴۷
 ۴۸
 ۴۹
 ۵۰
 ۵۱
 ۵۲
 ۵۳
 ۵۴
 ۵۵
 ۵۶
 ۵۷
 ۵۸
 ۵۹
 ۶۰
 ۶۱
 ۶۲
 ۶۳
 ۶۴
 ۶۵
 ۶۶
 ۶۷
 ۶۸
 ۶۹
 ۷۰
 ۷۱
 ۷۲
 ۷۳
 ۷۴
 ۷۵
 ۷۶
 ۷۷
 ۷۸
 ۷۹
 ۸۰
 ۸۱
 ۸۲
 ۸۳
 ۸۴
 ۸۵
 ۸۶
 ۸۷
 ۸۸
 ۸۹
 ۹۰
 ۹۱
 ۹۲
 ۹۳
 ۹۴
 ۹۵
 ۹۶
 ۹۷
 ۹۸
 ۹۹
 ۱۰۰

اور سوائے ان اسبابوں اور طریقوں کے اور سباب اور طریق بھی ہیں کہ نادر موجب سبب
 میں اور گرنے برف اور اولوں کے ہوتے ہیں اور وہ سباب بھی بہت ہیں پس جو کوئی
 احاطہ سباب اس کا خانہ کا ارادہ کرے نا فہم ہے واللہ خزائن السموات والارض
 ولكن المنافقين لا يفقهون باقی اس جگہ ایک سوال مشہور کہ ثمرات جمع قلت سے
 کہ دلالت اوپر تین کے دس تک کرتی ہے اور حال یہ ہے کہ میوے بہت ہیں استعمال
 جمع قلت کا باوجود اس قدر کثرت کے کیونکر جائز ہو جواب اسکا یہ ہے کہ کریم حبیب
 بخشش اور عطا وکمال کا بہت کو تھوڑا جانتا ہے اس سبب سے جیسے جمع قلت
 کالائے کہ یہ تمام میوے طرح طرح کی تہاری نظروں میں بہت دکھلائی دیو ہیں
 بہ نسبت بخشش اور عطا اوسکی کے تھوڑے اور حقیر ہیں اور جو کہ صاحب کشف نے
 بیچ جواب اس سوال کے ذکر کیا ہے کہ عبارت اوسکی یہ ہے انما قيل الثمرات على لقلة
 وان كان الثمر المحرم بقاء السماء جمالكثير لانه قصد بالثمرات جماعة الثمرة التي في قولهم ادرکت
 ثمرة بستانه يريدون ثماره كقولهم القصيدة كلمة اور حاصل اسکا یہ ہے کہ لفظ ثمرات کا
 گویا فائدہ جمع الجمع کا دیتا ہے اور یعنی جماعات ثمرات کے ہے پس یہ جواب ۱۱
 سوال کے دفع کرنے میں کافی نہیں اس واسطے کہ لفظ ثمرات کا ہر چند اس تقدیر پر
 دلالت اوپر قلت فردوں شمار نہیں کرتا ہے لیکن دلالت اوپر قلت عدد جماعات
 شمار کے بلاشبہ کہتا ہے اور یہ خلاف واقع کے ہے اور منافی مقام بیان کثرت
 کی ہے اور اس جگہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں پانچ چیزیں نعمتوں اپنی
 سے کہ دیلیں حدایت اوسکی کی ہیں اپنے بندوں کے اوپر شمار کریں اول پیدائش
 آدمیوں کی ہر وقت دوسری پیدائش باپ دادوں اور ان کے کی اور ان دو نو
 نعمتوں کو ایک جگہ ذکر فرما کر آیت کو ختم کیا تیسری پیدائش زمین کی چوتھے
 پیدائش آسمان کی پانچویں وہ چیز جو دونوں سے حاصل ہوئی کہ آسمان سے پانی کو
 نازل فرمایا اور زمین سے لبیب اوس پانی کے میووں کو اگایا اور ان کو رزق غلات
 کا ہرایا اور یہ تینوں نعمتیں دوسری آیت میں ایک جگہ لائے وہ اس تفریق

سوائے ان اسبابوں اور طریقوں کے اور سباب اور طریق بھی ہیں کہ نادر موجب سبب
 میں اور گرنے برف اور اولوں کے ہوتے ہیں اور وہ سباب بھی بہت ہیں پس جو کوئی
 احاطہ سباب اس کا خانہ کا ارادہ کرے نا فہم ہے واللہ خزائن السموات والارض
 ولكن المنافقين لا يفقهون باقی اس جگہ ایک سوال مشہور کہ ثمرات جمع قلت سے
 کہ دلالت اوپر تین کے دس تک کرتی ہے اور حال یہ ہے کہ میوے بہت ہیں استعمال
 جمع قلت کا باوجود اس قدر کثرت کے کیونکر جائز ہو جواب اسکا یہ ہے کہ کریم حبیب
 بخشش اور عطا وکمال کا بہت کو تھوڑا جانتا ہے اس سبب سے جیسے جمع قلت
 کالائے کہ یہ تمام میوے طرح طرح کی تہاری نظروں میں بہت دکھلائی دیو ہیں
 بہ نسبت بخشش اور عطا اوسکی کے تھوڑے اور حقیر ہیں اور جو کہ صاحب کشف نے
 بیچ جواب اس سوال کے ذکر کیا ہے کہ عبارت اوسکی یہ ہے انما قيل الثمرات على لقلة
 وان كان الثمر المحرم بقاء السماء جمالكثير لانه قصد بالثمرات جماعة الثمرة التي في قولهم ادرکت
 ثمرة بستانه يريدون ثماره كقولهم القصيدة كلمة اور حاصل اسکا یہ ہے کہ لفظ ثمرات کا
 گویا فائدہ جمع الجمع کا دیتا ہے اور یعنی جماعات ثمرات کے ہے پس یہ جواب ۱۱
 سوال کے دفع کرنے میں کافی نہیں اس واسطے کہ لفظ ثمرات کا ہر چند اس تقدیر پر
 دلالت اوپر قلت فردوں شمار نہیں کرتا ہے لیکن دلالت اوپر قلت عدد جماعات
 شمار کے بلاشبہ کہتا ہے اور یہ خلاف واقع کے ہے اور منافی مقام بیان کثرت
 کی ہے اور اس جگہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ نے ان دو آیتوں میں پانچ چیزیں نعمتوں اپنی
 سے کہ دیلیں حدایت اوسکی کی ہیں اپنے بندوں کے اوپر شمار کریں اول پیدائش
 آدمیوں کی ہر وقت دوسری پیدائش باپ دادوں اور ان کے کی اور ان دو نو
 نعمتوں کو ایک جگہ ذکر فرما کر آیت کو ختم کیا تیسری پیدائش زمین کی چوتھے
 پیدائش آسمان کی پانچویں وہ چیز جو دونوں سے حاصل ہوئی کہ آسمان سے پانی کو
 نازل فرمایا اور زمین سے لبیب اوس پانی کے میووں کو اگایا اور ان کو رزق غلات
 کا ہرایا اور یہ تینوں نعمتیں دوسری آیت میں ایک جگہ لائے وہ اس تفریق

اور ترتیب کی کیا ہے دجہ اسکی یہ ہے کہ پہلی دو نوعیتیں اقسام روحانی کو
ہیں اور تینوں نوعیتیں اخیر کی عالم اجسام سے ہیں پہلی دو نوعیتوں کو مقدم اور ایک
جگہ اس واسطے ذکر کیا کہ ان کو بہت تمام چیزوں کے نفس اپنے سے زیادہ
قرب ہوتا ہے بعد اس کے اپنے ہول کے ساتھ یعنی باپ دادا وغیرہ اور اخیر
نوعتوں میں بھی ترتیب فایت کی اس واسطے کہ زمین مکان اور جائے قرار بنی آدم کی
ہے بیٹھنا اور لوٹھنا اور جاگنا اور سونا اور نکلا اسی پر ہے اور کسی وقت میں اس کو
خافل نہیں ہوتے ہیں پھر جب نظر اٹھاتے ہیں آسمان کو دیکھتے ہیں کہ مثال ایک
قبہ کے اون کے سر پر سایہ ڈالی ہوئی ہے اور انوار اور شعاعیں طبع طرح کی
اس سے چمک رہی ہیں پھر اس چیز کو کہ مجموع ان دونو معن اور چھت سے پیدا
ہوئی ہے بیان فرمایا اس واسطے کہ مرتبہ مرکب کا بعد مرتبہ سائل کے ہے تو بھی چاہئے جانتا کہ
بعض کونہ اندیشوں نے لفظ فراش کے سبب دلیل سبات کی اوپر پکڑ لی ہے کہ زمین اوپر
نشل کرو کے نہیں اس واسطے کہ کرو کو فرش نہیں کہہ سکتے اور یہ استدلال نہایت پوچ ہے
بسیب سکے کہ زمین کا فرش ہونا اس قسم کا نہیں کہ اس کو منہ لہ تو ٹنک اور بندہ اور
قائین اور شطرنجی کے ٹہرایا جاوے اور ایسا قیاس کرنا کمال غفلت ہے کہ فرش کیواسطے
لازم نہیں کہ سطح ہوا رہی ہو بین باوجود کرویت اور دور ہونے کے سبب اسکے کہ جسم
اسکا بڑا ہے اور طرفین اسکی آپس میں نہایت دور درمیں اور بلندی اوپری اسکی
نظر میں نہیں آتی ہے بے شبہ قابلیت فرش ہونے کی رکھتی ہے اور باوجود اسکے دایار
قوی اور قطعی اوپر کرویت اسکی کے قائم ہیں اور جو کہ سب لیلوں غفلت اس مدعا کی سے
زیادہ دلیل ظاہر ہے یہ ہے کہ طلوع اور غروب ستاروں کا اہل مشرق پر مقدم اوپر
طلوع اور غروب اہل مغرب کے ہوتا ہے اور اہل شمال اور جنوب کے قطب ظاہر
کا زیادہ ارتقاغ اور قطب خفی کا زیادہ اختلاط ہوتا ہے جس صورت میں کہ
نہایت شمال کی طرف ہوں کمال درجہ کو بھونچیں اور جانبیں باہر نہایت یہ دلیل صریح
اوپر کرویت زمین کے ہے اس واسطے کہ اگر زمین سطح ہوتی تو مقدم اور تاخر طلوع

اور غروب کا اور تیفاع اور اس خطاط و نو قبطیوں کا کیوں ہوتا اور اسی واسطے محققین فقہاء
فتاویٰ میں لکھا ہے کہ اگر دو بھائی طلوع آفتاب کے وقت میں ایک چپن ہیں
اور دوسرا اندلس میں بلکہ سمرقند میں دوسرا وارث پہلے کا ہوتا ہے اور پہلا وارث
دوسرے کا نہوگا اس واسطے کہ چپن میں آفتاب پہلے نکلتا ہے اور سمرقند میں پیچھے لیسر
موت برادر چینی کی مقدم برادر سمرقندی کی موت سے ہے اور دلائل شرعیہ سے ہے
کہ اس مطلب پر ہیں اون میں سے ظاہر دلیل یہ ہے کہ اوقات نماز کے اوپر اوضاع
آفتاب کے مقرر کئے ہیں اس وجہ پر کہ تمام مکلفین کو کہ اطراف زمین میں ولایتوں
مختلفہ میں پھیلے ہوئے ہیں شامل ہوا درجہ صورت بنیر کریت زمین کے درست نہیں
ہوتی اور بھی جاننا چاہئے کہ اس آیت سے فریح معلوم ہوتا ہے کہ رزق خاص ساتھ
غذا بنی آدم کے نہیں بلکہ جس چیز کے ساتھ نفع اٹھائیں رزق سے اس واسطے کہ ہر مقام
بیان کرنے عموم نعمتوں کے کفایت اور براون میوؤں کے کہ فقط غذا آدمیوں کی ہو
ہرگز مناسب نہیں اور بھی جاننا چاہئے کہ مفسرین سلف سو ایسا منقول ہے کہ پانی
میٹھ کا آسمان سے آتا ہے نہ ابر سے اور بارش صرف ایک واسطے ہے باندہ غربال کے
جیسا کہ البوشیخ نے کتاب الحطمت میں حضرت حسن بصری سے روایت کی ہے کہ اون سو
پوچھا پانی میٹھ کا آسمان سے آتا ہے یا ابر سے فرمایا آسمان سے ابر فقط علامت ہے
اس سے زیادہ نہیں اور پانی آسمان سے ہے اور کعب اجار سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ
غربال المطر گرا بر ہوتا پانی آسمان کا وقت برسنے کے ہر قدر شدت کرتا کہ زمین چھٹ جاتی
اور لیسو ہی خالد بن عدان سے روایت کی ہے کہ میٹھ عرش کے نیچے سے آتا ہے اور علی ابن ابی
ساتوں آسمانوں سے گزرتا ہے یہاں تک کہ نیچے کے آسمان میں حج ہوتا ہے اور اس
جگہ سے ابر اسکو جذب کر کے اپنی طرف کھینچتا ہے اور عکرم سے ایسی نقل کی ہے کہ میٹھ کا
پانی ساتویں آسمان سے ہے اور خالد بن یزید سے روایت کی ہے کہ میٹھ دو قسم کا ایک قسم
اس کو آسمان سے آتا ہے اور ایک قسم اس کو یہ ہے کہ ابر پانی کو سمند سے لیتا ہے اور سب رعداؤ
بجلی کو اسکو زمین پر ڈالتا ہے پس جو قسم نیچے کی کہ دریا میں سے ہے اوسیں قوت روئیں گی کی نہیں

کوئی شے اوس سے زمین میں سے نہیں اُگتی اور جو قسم کہ آسمان سے ہے اور زمین
اُگنے اور پیدا کرنے کی ہے اور حقیقت ان قولوں کی یہ ہے کہ پیدائش بادل
کی بلاشبہ درمیان آسمان اور زمین کے ہے اور استحالہ غبارات اور بخارات
کا بھی اویسی جگہ ہوتا ہے لیکن ہر گاہ کہ اکثر چڑھنا بخارات کا دریا رشور سے ہوتا
ہے اور رخداد اور برق سبب پھیل جانے اور قیق ہونے غبارات کے ہوتے ہیں
کہہ سکتے ہیں کہ ابر نے دریا سے پانی پیا اور بسبب رخداد اور برق کے زمین پر سنا
اور پہلی اس کارخانہ کی اوضاع آسمانی سے اور افعال فرشتوں ساتوں آسمانوں
کے سے ماخوذ ہے کہ ساتھ حکم قضاء و شعی کے تدبیر اس کام کی کرتے ہیں مگر
غبار میں منطبق ہوئیں اور حقیقت میں تمام کارخانہ عالم کے اگرچہ ظاہر میں ساتھ
اسباب ارضیہ سافلہ کے متعلق دیکھائی دیتے ہیں لیکن تاثیر قضاء و عرش کی ہے
کہ ان اسباب کو جمع کر کے ان کارخانوں کی طرف مصروف کرتی ہے خصوصاً پیدائش
زمین اور آسمان کی اور جو کچھ کہ ترکیب قوتوں فاعلہ اور قابلہ ان دونوں کی سے نمودار
ہوتا ہے بلاشبہ تاثیر پاک الہی کی سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس امر میں یگانہ ہے اور جیسا
کہ اللہ تعالیٰ ساتھ ان انعامات کے منفرد ہے کہ کوئی انتظام میں شریک اوسکا
نہیں پس بندوں کو چاہئے کہ ان انعامات کے شکر میں عبادت بھی خاص اوسکے
واسطے کریں اور دوسرے کو شریک نہ کریں فَلَا تُجَاهِلُوا لِلّٰہِ اَنْدَادًا یعنی نہ ٹھہراؤ
خدا کے سمیر کہ اُنکو مستحق عبادت میں اوسکے ساتھ شریک مقرر کر دے چہ جاوے اسکے
کہ اہلیت میں یا کسی صفات کمال میں برابر اوسکے عتقاد کرو وَاَنْتُمْ تَعْلَمُونَ یعنی حال یہ
ہے کہ تم جانتے ہو کہ تم کو اور باپ دادوں تمہارے کو اور آسمان اور زمین کو سوا او
دوسرے نے پیدا نہیں کیا ہے اور میں کو سوا اوسکے دوسرے نے نہیں اوتا
اور میوؤں کو سوا اوسکے دوسرے نے زمین سے نہیں نکالا اور یہ بات ظاہر ہے
کہ تفرق و انعام میں موجب تفرق و کاشکریں ہے پس اختیار کرنا دین اسلام کا مقتضائے
باران وغیرہ کا ہے اس واسطے کہ خود بخود اور مبداء اوس کا کہ آسمان ہے

اور نہ تو اس کا کہ زمین ہے اور نہ تو اس کا کہ حصول رزق ہے اسی کے قبضہ
 قدرت میں ہے اور تم کو مینے سے چارہ نہیں پس جو تمہیں کہ تمہیں واسطے بھاگنے اپنے
 کے دین اسلام سے بنائی تھی اولیٰ تمہارے واسطے مضر ہوئی اور مستحق واسطے فرماں
 برداری دین اسلام کے ہوئی اس جگہ جاننا چاہئے کہ کوئی شخص جہان میں ایسا نہیں
 کہ شریک خدا کا وجود اور علم اور قدرت اور حکمت میں اعتقاد کرے لیکن بہت
 فرقوں نے اوپر چیزوں میں غفلت کی راہ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے شریک مقرر کئے
 ہیں اور جو حق اچھی طرح غور کریں ان چیزوں کی شرکت نہ جائے ان چار صفتوں میں
 اعتقاد شرکت کیا جاتا ہے پس حقیقت میں اعتقاد شرک کا منافی اعتقاد
 وحدانیت ان چار صفتوں کے ہے کہ اس امر کو یوں تحقیق اور تفتیش کے ہر شخص مسلم رکھتا ہے
 پس مشرکین اپنی زبان سے آپ ملزم ہوتے ہیں تفصیل شرک کی کہ جہان میں موجود ہے
 کہ ایک گروہ جہان کے واسطے دو خالق قرار دیتے ہیں ایک حکیم ہے کہ پیدا کر فیو الانیکو نکا جو
 ان ایک شخصہ کو پیدا کر فیو الابدیوں کا ہے اور اس گروہ کو تنویہ کہتے ہیں اور سلطان اس منہک
 انہیں کی زبان سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ سفیہ پیدا کیا ہوا اس کا ہے اگر پیدا
 کیا ہوا صانع حکیم کا ہے پس صادر ہونا شرک کا حکیم سے لازم آیا اور اگر خود بخود پیدا ہوا ہے
 پس واجب الوجود ہوا اور واجب الوجود کو کمال علم اور کمال قدرت اور کمال حکمت
 لازم ہے کیونکہ نہ ہو کہ یہ واجب الوجود جاہل اور بے وقوف ہو اور فرقہ دوسرا کہ اپنے
 تئیں صاحبین کہتے ہیں ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر چند وجوب وجود اور علم اور قدرت اور
 حکمت خدا کے واسطے ہو لیکن اس نے جہان کے کارخانے آسمان کے ستاروں کو
 دے رکھے ہیں اور تدبیر خیر و شر کی انہیں کے حوالہ کی ہے پس ہم کو چاہئے کہ ارواح
 ان ستاروں کے واسطے نہایت تعظیم بجالاویں اور کمال تعظیم عبادت ہے تاکہ کارروائی
 ہماری کریں اور ان کا مذہب بھی ان کی زبان کو باطل ہوتا ہے اس واسطے کہ اگر خدا سے تعالیٰ
 عبادت ہماری جانتا ہے پس بعبادت کو اکب کی لغو اور بے حاصل ہوئی اس واسطے
 کہ تقرب ہرگز بسبب عبادت اللہ تعالیٰ کیجا نہیں حاصل ہوا پس ہم کو بے تہ تو سل ارواح

تفسیر غزالی
 پارہ الم سورہ بقرہ
 ۲۰۸
 اور نہ تو اس کا کہ زمین ہے اور نہ تو اس کا کہ حصول رزق ہے اسی کے قبضہ
 قدرت میں ہے اور تم کو مینے سے چارہ نہیں پس جو تمہیں کہ تمہیں واسطے بھاگنے اپنے
 کے دین اسلام سے بنائی تھی اولیٰ تمہارے واسطے مضر ہوئی اور مستحق واسطے فرماں
 برداری دین اسلام کے ہوئی اس جگہ جاننا چاہئے کہ کوئی شخص جہان میں ایسا نہیں
 کہ شریک خدا کا وجود اور علم اور قدرت اور حکمت میں اعتقاد کرے لیکن بہت
 فرقوں نے اوپر چیزوں میں غفلت کی راہ سے اللہ تعالیٰ کے واسطے شریک مقرر کئے
 ہیں اور جو حق اچھی طرح غور کریں ان چیزوں کی شرکت نہ جائے ان چار صفتوں میں
 اعتقاد شرکت کیا جاتا ہے پس حقیقت میں اعتقاد شرک کا منافی اعتقاد
 وحدانیت ان چار صفتوں کے ہے کہ اس امر کو یوں تحقیق اور تفتیش کے ہر شخص مسلم رکھتا ہے
 پس مشرکین اپنی زبان سے آپ ملزم ہوتے ہیں تفصیل شرک کی کہ جہان میں موجود ہے
 کہ ایک گروہ جہان کے واسطے دو خالق قرار دیتے ہیں ایک حکیم ہے کہ پیدا کر فیو الانیکو نکا جو
 ان ایک شخصہ کو پیدا کر فیو الابدیوں کا ہے اور اس گروہ کو تنویہ کہتے ہیں اور سلطان اس منہک
 انہیں کی زبان سے معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ سفیہ پیدا کیا ہوا اس کا ہے اگر پیدا
 کیا ہوا صانع حکیم کا ہے پس صادر ہونا شرک کا حکیم سے لازم آیا اور اگر خود بخود پیدا ہوا ہے
 پس واجب الوجود ہوا اور واجب الوجود کو کمال علم اور کمال قدرت اور کمال حکمت
 لازم ہے کیونکہ نہ ہو کہ یہ واجب الوجود جاہل اور بے وقوف ہو اور فرقہ دوسرا کہ اپنے
 تئیں صاحبین کہتے ہیں ان کا اعتقاد یہ ہے کہ ہر چند وجوب وجود اور علم اور قدرت اور
 حکمت خدا کے واسطے ہو لیکن اس نے جہان کے کارخانے آسمان کے ستاروں کو
 دے رکھے ہیں اور تدبیر خیر و شر کی انہیں کے حوالہ کی ہے پس ہم کو چاہئے کہ ارواح
 ان ستاروں کے واسطے نہایت تعظیم بجالاویں اور کمال تعظیم عبادت ہے تاکہ کارروائی
 ہماری کریں اور ان کا مذہب بھی ان کی زبان کو باطل ہوتا ہے اس واسطے کہ اگر خدا سے تعالیٰ
 عبادت ہماری جانتا ہے پس بعبادت کو اکب کی لغو اور بے حاصل ہوئی اس واسطے
 کہ تقرب ہرگز بسبب عبادت اللہ تعالیٰ کیجا نہیں حاصل ہوا پس ہم کو بے تہ تو سل ارواح

عالم خدا کے اوس کے اتباع سے باز نہ رہے اور کچھ بھی ایک قسم شریک ٹھہرانا ہے کہ بیچ آیت التذوق الاحبارهم وھماھماھم اربابا من دون اللہ والمسیح بن مریم کے یعنی مقرر کیا عالموں اور اسبوں اپنے کو پرورش کرنے والے سوا اللہ کے اور مسیح بیٹے مریم کو بڑائی اور سکی بیان فرمائی ہے پس وہ لوگ کہ اطاعت اور انکی ساتھ حکم خدا کے فرض ہو چھ گروہ ہیں بعضے اوں میں سے پیغمبر ہیں کہ اطاعت اور انکی حقیقت میں اطاعت خدا کی ہے اس واسطے کہ اطلاع اور پرواہ اور نواہی اللہ تعالیٰ کے بغیر وسیلہ اوں کے کے نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ خلق کو بسبب دوری اور احتجاب کے ممکن نہیں کہ علوم سچے اپنے پروردگار سے بلا واسطہ سمجھیں اور روح پیغمبر کی نے بسبب مشاہدہ حق کے نہایت مناسبت جناب الہی سے چھل کر ہی اور نفس و سکر نے بسبب مخالفت خلق کے رتبہ بشریت کا رکھنا قلب اور سکار و سکر اور سکی سے کلمات ربانیہ کو اخذ کر کے قوائے نفسانی میں القا اور ان کلمات کو کرے اور خلق اور سکو واسطے سے بسبب ربط جنسیت کے قبول اور ان کلمات کو کرے اور اس واسطے اطاعت اور ان کی مقید ساتھ اسکے ہے کہ اوامر اور نواہی اور انکی رسالت کی جہت سے القا کئے گئے ہوں نہ مطلق اور اسی واسطے سچ قبول کرنے مشورہ اور اور احکام اجتہاد پیغمبر علیہ السلام کی بھی زیادہ گنجائش کی گئی ہے بریرہ رضی اللہ عنہا کو پہلے فرمایا کہ زوج اپنی کو اختیار کرے اور جب اوسنے پوچھا کہ یہ حکم رسالت کا ہے یا سفارش کا اور صلح نامہ و نفقت کی فرمایا حکم رسالت کا نہیں بلکہ بطریق سفارش اور مشورہ کے کہتا ہوں میں خواہ تو قبول کر خواہ نہ کر اور بھی فرمایا ہے انتم اعلموا مامو دینا لکم اذا امرتکم بامر من امر دینکم فخذوا بہ یعنی تم خوب جاننے والے ہو امور دنیاوی کو حیثیت حکم کروں میں تم کو ساتھ کسی چیز کے دین کی چیزوں میں سے پس پکڑ لو اور سکو اور لیجئے اور نہیں ہو مجتہدین شریعت اور شیوخ طریقت کہ ہیں کہ حکم اور نیک اور طریق واجب خیر کے لازم الاتباع عوام کے اور یہ ہے اس واسطے کہ سمجھنا اسماء شریعت اور دقایق طریقت کا اوکھو میسر ہے فاسئلہ الہ الذ کرت انتم لافعلین یعنی پس پوچھ لو اہل ذکر سے اگر ہو

بیان اون شخصوں کا اطاعت جس کو ساتھ حکم خدا کے فرض ہے اور جو چیز میں ان

26

一

کتابخانه

١١١

44



200

10

۹۸۰

ماہنامہ

1

5

وہ

١٠

5.

5

21

و

4-2-4

3

تم نہیں جانتے اور بیٹے اور انہیں سلاطین اور امار اور اہل خدمت ہیں جیسا کہ قاضی اور
محتسب اور حکام کہ ادا اور نواہی اُن کے بھی معاملات روزمرہ میں واجب الاتباع
ہیں رعایا کے حق میں اور بعضے اُن میں سے شوہر ہے بی بی کے حق میں اور اوہ نہیں
سے والدین ہیں بچہ حق اولاد کے اور اوہ نہیں ہیں ہر مالک ہر بچہ حق مملوک کے لیکن
اطاعت ان پانچ فرقوں کی مشروط اور مقید ہے بشرط اسکے کہ ادا اور نواہی انکی
مخالف شرع کے نہوں اسی واسطے فرمایا ہے لاطاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق ہمیں
تا بعد ازیں لائق ہے کسی مخلوق کو بچہ گناہ خالق کے اور بھی فرمایا ہے اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ والہ رسول نبی مانو حکم ہر
کا اور حکم مانو رسول کا اور حکم مانو اوناخوا جو اختیار والے ہیں تم میں پھر اگر جھگڑ پڑ
کسی چیز میں تو اسکو رجوع کرو طرف الہ کے اور رسول کے اور وجہ فرق کی
اطاعت اور عبادت میں کہ اطاعت غیر کی ساتھ شرطوں اور سکی کے احکام
شرعیہ میں جائز بلکہ واجب ہے اور عبادت غیر اللہ تعالیٰ کی کسی حال میں روا
نہیں رکھی تھی ہے کہ اطاعت نبجالاتا حکم اور شخص کا ہے کہ وہ لائق حکم چلا
کے سے اور لیاقت حکمرانی کے سوا اللہ کی نیابتہ اور وں میں بھی ہے مثل رسول
اور حاکم کی بخلاف عبادت کے کہ حقیقت اور سکی نہایت ذلیل ہونا ہے اور بچہ اور
واسطے شایاں ہے کہ کمال درجہ کی عظمت رکھتا ہوں اور بچہ منحصر اللہ تعالیٰ کی
ذات میں ہے اور میں اور جو جاہل کہ اطاعت اور عبادت کے معنوں میں
فرق نہیں کرتے ہیں بسبب اسکے شبہ اور حیرانی میں پڑتے ہیں اور مشرکین ہر
فرقہ کے اُن کو الزام دیتے ہیں کہ شرک ہر مذہب اور ہر دین میں ہوا سوا سوا کہ اطاعت
غیر اللہ کی تمام دینیوں میں جائز ہے مثل اطاعت پیغمبر اور مرشد اور مجتہد اور حاکم کے
اور مطاع ہونا سوا عظمت اور مرتبہ کے متصور نہیں ہیں اعتقاد مشارکت کا
عظمت میں لازم آتا ہے اور بچہ نہیں سمجھتے کہ مطاع ہونے کو عظمت ذاتی لازم نہیں اور
معبود ہونے کو عظمت ذاتی کہ نہایت درجہ کو پہنچی ہو لازم ہے پس قیاس

تفسیر
خلیفہ
علیہ السلام
درست
اللہ اکبر
من
سے فارغ
ہوئے
اور فرمایا
جب تک
کو کہ
ہو و نمود
کو قریب
بلا کر
پھر ایک
ادنیٰ
کرسا
پھر جب
امام

نتیجہ اس کلام کا ہو سکے فَاتَّقُوا اللَّهَ مِنْ مِّنْ مَّثَلِهِ پھر لا اتم ایک سورۃ ایسی کلام سے کہ ادنیٰ درجہ اس کا تین آیت ہو اور مانند اس کلام کے نہایت فصاحت اور بلاغت میں ہو اور ہر ترکیب اس کی ترکیبوں میں سے اوپر موقع اپنے کے واقع ہو کر ہو اور ہر شے اور ہر مجاز اور ہر گنایہ کو اوپر حسن اور لطافت اس کی کے لایا گیا ہو اور باوجود ان سب امور کے تناظر اور وحشت کلموں اور انشاق ترکیبوں سے سلامت اور پاک ہو تاکہ معلوم ہو ورنہ کہ یہ کلام بھی تالیف بشری سے ہے اور سلیقہ شعری سے صادر ہوئی اور یہ بات بھی تمہاری سہولیت کو واسطے کہی گئی والا اس کلام میں سوائے فصاحت اور بلاغت کے اور چیزیں بھی ہیں کہ اگر نتیجہ اوکھانم سے طلب کیا جاوے بہت مشکل تھا کہ اوپر پڑ جاوے اول یہ کہ طریقہ اس کلام کا مخالف کلام بشر کے طریقوں سے ہے خصوصاً مطلع اور قطع سورتوں کے دوسرے یہ کہ تناقض اور اختلاف سے میرا اور پاک ہے تیسرے یہ کہ شامل ہے غیب کی خبروں پر کہ قصے گزرے ہوئے پہلے قرون کے بے مطالعہ کتاب اور رجوع کرنے تواریخ کے اور میں بالتفصیل مذکور ہیں اور آئندہ کی خبریں بھی صراحت اور کہیں اشارۃً اوس سے معلوم ہوتی ہیں اور وہ خبریں جیسا کہ اس میں مذکور ہیں واقع ہوتی ہیں پھر جب اس کلام میں ہم تامل کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ کلام اللہ کے ایسے مضامین ہیں کہ آدمی سے رعایت کمال فصاحت کی اوس میں نہیں ہو سکتی اور چند مواقع اس کے واسطے اس امر سے موجود ہیں اور باوجود اس کی فصاحت اس کی نہایت کے درجہ کو پہنچی اس جگہ سے ظاہر ہوا کہ سوائے قدر مطلق کے کیا کلام نہیں کہ باوجود موانع کے ایسی کلام کہ کمال درجہ فصاحت اور بلاغت کا اوس میں پایا جاوے تالیف کی ہو اور بعضے اون موانع میں سے ہے کہ فصاحت عرب کی اور اور لوگوں کی اکثر اون چیزوں کے وصف میں معنی ہے کہ دیکھی اور سنی ہوں مثل مشتر اور گھوڑوں اور غلام اور لونڈی اور زن و فرزند اور با و شاہت اور جنگ اور لوٹ اور مانند اسکے اور اس کلام میں ان چیزوں کا ذکر قدر قلیل ہے بیشتر اس کلام میں ذکر اون

تفصیل
خلیفہ
اللہ اکبر
کبر
کو بی
جائے
اس
ند غم
اللہ اکبر
کبر
بی جا
کو نہ
امام
تم سے
رکوع
کنا
ہے اور
قادر
اور
یہ
ہے کہ
اور
اور
تسجد

چیزوں کا ہے کہ کسی نے اول کو نہ دیکھا ہے اور نہ سنا ہے اور یہی چیزوں کے بیان میں رعایت تشبیہات و قیقہ اور استعارات بلیغہ کی مقدور کسی فرقہ کا نہیں اور بعض اون موانع میں سے ہے کہ اس کلام میں رعایت طریق صدق کی اور یہ ہنر کرنا کذب سے کمال درجہ کا موجود ہے اور باوجود اسکے فصاحت کا ملہ اسمیں پائی جاتی ہے اور اونظم اور نثر اگر اس میں رعایت صدق کی اور احتراز کذب اور سبک سے کیا جائے رکاکت اور خست پیدا کرتی ہے اور اسید واسطے کہا ہے **أَحْسَنُ الشَّعْرِ** لکن یہ یعنی جس قدر شعر میں مبالغہ بہت اسی قدر لطف پیدا کرتا ہے اور بعض اون موانع میں سے ہے کہ کوئی شخص خواہ شعر کی تالیف کرے خواہ نثر کو لکھے جسوقت کلام اپنے میں بیان قصہ کا یا باندھنا مضمون مکرر کا کرے کلام اس کے میں دوسری بار میں بہت پہلے مرتبہ کے حسن کم ہو جاتا ہے اور نقصان قبول کرتا ہے اور اس کلام میں جس جگہ تکرار فرمایا ہے زیادہ لطف پایا جاتا ہے اور بعض اون موانع میں سے ہے کہ کلام جسوقت طویل ہوتی ہے رعایت فصاحت اور بلاغت کی اس میں دشواری پڑتی ہے اور ضرور بالفرد بعضی جگہوں میں اعلیٰ مرتبہ سے گرجاتی ہے اور یہ کلام باوجود اس طول کے کسی جگہ درجہ اعلیٰ سے نہیں گری اور بعض اون موانع میں سے ہے کہ مضامین اس کلام کے واجب کرنا عبادتوں شاقہ کا ہے اور حرام کرنا لذتوں اور خواہشوں نفسانی کا اور برائی گنہگار آدمیوں کا اور پر بے رغبتی دنیا کے اور خچ کرنا مال کا اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور یاد کرنا موت کا اور توجہ کرنی طرف آخرت کے اور ظاہر ہے کہ ان امور کے بیان کرنے میں دائرہ بلاغت کا بہت تنگ ہوتا ہے اور بعض ان موانع میں سے ہے کہ جو نظم یا نثر بیانے والا ہے بعض مضمون میں دخل زیادہ رکھتا ہے بعضے بیچ بیان کرتے حسن معشون کے قدرت تمام رکھتے ہیں اور بعضے مجلس طرب وغیرہ کے بیان میں اور بعضے بیچ بیان لڑائی کے اور بعضے بیچ جو کلمے اسید واسطے عرب کے استادوں نے کہا ہے کہ امر انقیس بیچ بیان حسن خورتوں کے اور گھوڑوں کی صفت میں بیچ نظم

اور بعض موانع میں سے ہے کہ کوئی شخص خواہ شعر کی تالیف کرے خواہ نثر کو لکھے جسوقت کلام اپنے میں بیان قصہ کا یا باندھنا مضمون مکرر کا کرے کلام اس کے میں دوسری بار میں بہت پہلے مرتبہ کے حسن کم ہو جاتا ہے اور نقصان قبول کرتا ہے اور اس کلام میں جس جگہ تکرار فرمایا ہے زیادہ لطف پایا جاتا ہے اور بعض اون موانع میں سے ہے کہ کلام جسوقت طویل ہوتی ہے رعایت فصاحت اور بلاغت کی اس میں دشواری پڑتی ہے اور ضرور بالفرد بعضی جگہوں میں اعلیٰ مرتبہ سے گرجاتی ہے اور یہ کلام باوجود اس طول کے کسی جگہ درجہ اعلیٰ سے نہیں گری اور بعض اون موانع میں سے ہے کہ مضامین اس کلام کے واجب کرنا عبادتوں شاقہ کا ہے اور حرام کرنا لذتوں اور خواہشوں نفسانی کا اور برائی گنہگار آدمیوں کا اور پر بے رغبتی دنیا کے اور خچ کرنا مال کا اور صبر کرنا مصیبتوں پر اور یاد کرنا موت کا اور توجہ کرنی طرف آخرت کے اور ظاہر ہے کہ ان امور کے بیان کرنے میں دائرہ بلاغت کا بہت تنگ ہوتا ہے اور بعض ان موانع میں سے ہے کہ جو نظم یا نثر بیانے والا ہے بعض مضمون میں دخل زیادہ رکھتا ہے بعضے بیچ بیان کرتے حسن معشون کے قدرت تمام رکھتے ہیں اور بعضے مجلس طرب وغیرہ کے بیان میں اور بعضے بیچ بیان لڑائی کے اور بعضے بیچ جو کلمے اسید واسطے عرب کے استادوں نے کہا ہے کہ امر انقیس بیچ بیان حسن خورتوں کے اور گھوڑوں کی صفت میں بیچ نظم

اور نابینہ لڑائی کا مضمون خوب باندھتا ہے اور عشی مجلس شراب اور طرب اور قرض اور تماشا کی خوب بیان کرتا ہے اور ہر عرض مطلب اور اظہار طبع میں قدرت خوب دکھتا ہے اور اس کا کلام حیم اچھی طرح دیکھتے ہیں تو ہر فن میں بے نظیر ہے ترغیب و تلافی کا ایک آیت کافی ہے کہ فلا تعلم نفس ما اخفیہ لہم من قرۃ اعینہا پس نہیں جانتے ہیں کوئی نفس اس چیز کو کہ چھپا رکھی ہے واسطے اون کے جو ٹھنڈک ہے آنکھوں کی اور خوف دلانے میں یہ آیت کہ وخاب کل جبار عتید من ورام جہنمہ ویسقیہ من ماء صدید یقرعہ ولا یسقیہ وباتیۃ الموت من کل مکان وما هو بمیت یعنی نامراد ہوا جو سرکش تھا ضد کرنے والا اچھے اوس کے دوزخ ہے اور باباویں گے اوس کو پانی پیپ کا گھونٹ گھونٹ لیتا ہے اوس کو اور گلے سے نہیں اوتا رسکتا ہے اور چلی آتی ہے اویسے موت ہر جگہ سے اور وہ نہیں مرنے اور زجر اور توبیخ میں فکلا اخذنا بذنہ فذلہم من ارسلنا علیہا صابا ومنہم من اخذتہ الصیۃ ومنہم من خسفنا بہ الارض ومنہم من اغرقنا یعنی پس سب کو پکڑا ہم نے بسبب گناہ اون کے کہ پس بعضوں کے اور پھینچے تھے پھر اور بعضوں کو اویں سے پکڑا چنگھاڑنے اور بعضوں کو اون میں سے دہنایا ہم نے زمین میں اور بعضوں کو ڈبو دیا اور عطا اور حیرت میں یہ آیت اخذنا منہم سنین ثم جاءہم ما کانوا یوعدون ما اخفی عنہم ما کانوا یمتنعون یعنی پہلا دیکھ اگر نفع اوٹھانے دیا ہم نے اون کو کوئی برس پھر چھپا اون پر جبکا اون سے وعدہ تھا کب کام آویگا اون کو وہ جو نفع اوٹھا ہے اور البتہ میں یہ آیت اللہ یعلم ما تلکل انشی و ما تلخیص الارحام وما تزداد فی کل شیء عندہ بمقدار عالم الغیب والشہادۃ الکیل المتعال یعنی اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکرٹے ہیں پیٹ اور جو بڑھتے ہیں اور ہر جسم ستر کی ہے اوس کے پاس گنتی جاننے والا اچھے اور کہنے کا سب سے بڑا بلند اور بعض اون موانع سے یہ ہے کہ یہ کلام میں سب باریک علموں کی ہے مثل علم عقائد اور علم مناظرہ کے کہ باطل دین والوں کے ساتھ ہو اور مثل علم اصول فقہ اور علم فقہ اور علم احوال اور علم اخلاق کے علاوہ ان کے اور بھی دقیق علم ہیں اور قسم کو غومض

بیان کرنے میں بلاغت اختیار کرنی محض در بشر کا نہیں اگر کسی شریعت والے سے کہ بلوغ ہو فرمائش کریں کہ ایک دوسرے منطق کے عبارت رنگین میں لکھیے ایک دوسرے فرائض کے ساتھ کلام بلوغ کے ادا کرے ہرگز اوس کو ممکن نہ ہو گا پس ایسی چیزوں سے یقیناً دریافت کریں گے کہ یہ کلام کلام بشر کا نہیں کلام آسمانی ہے اور اگر باوجود اس کے کہ نتیجہ اس کلام کے سے عاجز آؤ اور شک اور شبہ تمہارا دور نہوا اور کو تم کہ شاید سو اسے ہمارے دوسرے اوپر اوس کے قدرت رکھتا ہو گو ہم عاجز نہ ہوں پس علاج اوس کا بھی ہم کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جن محن و فاقات کی قدرت کاملہ اور علم شامل اعتقاد کرتے ہو ان کے ساتھ استعانت ڈھونڈو **وَإِذَا شَكِلْتُمْ كُفْرًا فَدَعُوا اللَّهَ** یعنی تضرع اور زاری کے ساتھ بلا و تم معبودوں اپنے کو سوا سے خدا کے تاکہ اس کا میں مدد تمہاری کریں اور حل اس مشکل کو کریں اور ان کے معبودوں کو شہداء و دو وجہ سے کہتے ہیں اول یہ کہ شہداء جمیع شہید کی ہے اور شہید یا خود ہے شہود ہے اور شہود کے معنی حضور کے ہیں اور ان کو اعتقاد دیا تاکہ ہمارے معبودوں کو ایسا علم احاطہ کرنے والا ہے اور قدرت کاملہ حاصل ہو کہ جو کوئی اون کو کسی وقت میں اوقات سے یا کسی مکان میں مکانوں میں سے پکارے اور فریاد کرے اور مدد ڈھونڈے فی الفور حاضر ہوتے ہیں اور امداد اور اعانت کرتے ہیں اور وہ مشکل حل ہوتی ہے اور اس واسطے کہ یہ اعتقاد خاص ان کے ساتھ تھا شہداء کی اضافت ان کی طرف کی دوسرے یہ کہ شہید یا خود شہادت سے ہو اور شہدائین اپنے معبودوں کے حق میں کہتے تھے کہ **هَؤُلَاءِ شَهِدُوا عَلَيْنَا** عند اللہ ط یعنی یہ گواہی دیں گے ہمارے واسطے اللہ کے پاس **إِنِّي كُنْتُ مِنَ الصَّادِقِينَ** یعنی اگر کو تم سچے اس اعتقاد میں کہ معبودوں ہمارے کو منصب حضور اور مشکل کشائی کا یا منصب شفاعت اور شہادت کا عند اللہ حاصل ہے پس اگر باوجود اس استعانت اور استدعا کے بھی مدد تمہارا حاصل نہو پس جانو تم کہ مذہب تمہارا دو طریق سے باطل ہوا ایک یہ کہ تم مسکن اعجاز قرآن کے ہو اور اوس کو کلام بشری کہتی ہو اب ثابت ہوا کہ یہ کلام محض بشر کا نہیں دوسرے یہ کہ معبودوں اپنے کو حل کرنے والا مشکل کا اور غتہ کشائے جسہ اور کل کا تم جانتے ہو اور وہ سب جھوٹ نکلا اور بعض مفسرین

تفسیر

دوسرے

ساتھ لکھتے ہیں

میں آنا چاہتے

سینکھتے

اس کی زبان

میں بھی سیکھتی ہیں

جہاں بھی حکم فرماتا

ہے شہداء

سب نماز میں شہداء

خوب بکریا

کہتے ہیں

میں بھی حل

ہے (قرآن)

جو سلطان ہوتا

میں وہ نماز کا

سوئی دقیقہ چھوڑنے

نہیں نماز میں

جہاں کی جہاں

شہد اکو یعنی گواہوں کے لیے ہے اور وجہ ربط اس کلام کی پہلے کلام سے اس طرح تفسیر کی کہ اگر بقدر ایک سورت کے مانن اس کلام کے تالیف کر کے مجمع عقلا اور مجلس مقابلہ اور محارضہ میں پڑھو تم اور یہ گمان تم کو ہو کہ مسلمان تعصب کی راہ سے مکابر و کرین اور تمہارے کلام کو حقیقت میں مانند اس کلام کے ہے مثل نہ اعتقاد کرین اور کہیں کہ یہ اس کو نہیں پہنچتی پس تدبیر دوسری کرو تم اور گواہ متبر اپنے شاعرون اور شرنو لیون میں سے کہ تمہارے نزدیک گواہی ادا کی متبر ہو اس مجلس میں حاضر کرو تاکہ گواہی دیوین کہ وہ کلام لایا ہوا تمہارا برابر اس کلام کے ہو اور اس صورت میں لفظ من دون اللہ کا واسطے نہ دیا وہ کیا ہے کہ خدا کو گواہ مقرر کرنا ہر شخص عاجز کی عادت ہے خواہ سچا ہو خواہ جھوٹا پس قطع نزاع کی تہو سکتی اس واسطے کہ اطلاع اوپر گواہی اس کی کے قطعاً اور یقیناً ممکن نہیں مگر معجزہ کہ جسے یا وحی سے اور اوپر پہلی تقریر کے لازم آتا ہوتا سلسل اور اوپر تقریر دوسری کے دوسرا لازم آتا ہے باقی رہے اس جگہ کئی سوالات کہ ظاہر وارد ہوتے ہیں اور دفع کرنا اداں کو واجب ہے اول یہ کہ چنانچہ مبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کلام میں ساتھ لفظ عبدنا کی کسوا واسطے ذکر فرمایا لفظ نبینا اور رسولنا کس واسطے ارشاد نہ کیا کہ مناسب مقام کے ہوا اس واسطے کہ نزدیکی ان کتاب کا نہیں ہوتا ہے مگر اوپر رسول ادنیٰ کے جواب اس کا یہ ہے کہ منصب رسالت اور نبیوت کا پر سبب خلوص بندگی اور کمال عبودیت کی حاصل ہوتا ہے و ذکر اکا صل یعنی عن کو ذکر فی الفیج یعنی ذکر اصل کا ہے پروا کرتا ہے ذکر فرخ کے سے اور کیا اچھا شعر ہے کہ کہا گیا شعر دہ داغ غلا سیت کرد پایہ خسرو بلند یہ میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خریدہ پس واسطے ظاہر کرنے شرف عبودیت کے لفظ عبدنا کا مناسب زیادہ ہوا جیسا کہ بیچ انزل علی عبدہ الکتاب و فرز لای الفرقان علی عبدہ اور اور آیتوں کے اسی امر کی رعایت کی گئی دوسرا یہ ہے کہ متران میں ان آیتیں بطریق نقل کے کلام دوسروں کے سے لائے ہیں پس اگر وہ آیتیں انہیں عبارتوں کے ساتھ ہیں کہ اداں سے صادر ہوئے تھیں پس اعجاز قرآن کا ثابت ہوا اس واسطے کہ کلام بشار کا بھی ساتھ ہے بلاغت کے پہنچا اور اگر ان عبارتوں کے ساتھ اداں سے صادر ہونے تھیں پس خبر مطابقت واقع

الکلام کا اداں
بقرہ میں کلام کی
جائیگی اس کی بقرہ
کے واسطے اور بقرہ
پہلے سے
اور وحی سے ثابت
کرنا بعد دعوی سے
دوسرا کو ثابت کرنا
تفسیر میں
بیان پہنچان کی
میں آیت کا مذکور
سبب اس سے زیادہ
تفصیل کے طور پر لکھا
فی ترجمہ تفسیر
الکلام کا اداں
پہلے سے
بشارت کے ساتھ
بشارت کے ساتھ

نہوئی اور نہ مطابق ہونا خبر اگلی کا واقع کے ساتھ محال ہے جواب اس کا یہ ہے کہ حکایت
کلام دوسروں کی وطریق سے ہر اہل یہ کہ اوس کا کہا ہوا بعینہ لا دین اور کسی وجہ کا اس میں
تغیر اور تبدل نہو جیسا کہ استغنائین کہ احکام طلاق اور عتاق اور قرار و انکار اور عین اور وصیت
کے ہوں بعینہ عبارت قائل کی لیتے ہیں یا کلام لڑکوں کو انہیں کے لغت کے ساتھ نقل کرتے
ہیں دوسرے طریق یہ ہے کہ نقل بالمعنی کریں اور دوسروں کے معنوں کو عبارت میں ترتیب یوں
جیسا کہ منشی لوگ احکام بادشاہی لکھتے ہیں اور قبالہ لکھنے والے اور خطوط لکھنے والے اور محضر
لکھنے والے یہی کام کرتے ہیں پس حکایات اور قصص قرآنی بھی دوسری قسم میں داخل ہیں
دوسروں کے کلام کو اپنی عبارت میں نقل فرمایا جو اور ایسا ہی بعض جاہل و ن کی زبان پر اوپر
وجہ تعلیم اور تلقین کے ارشاد فرمایا ہے مثل ایاک نعبد و ایاک نستعین ایسی جگہ صدق خبر میں
مطابقت معنی کی واقع کے ساتھ کافی ہے مطابقت الفاظ کی درکار نہیں تیسرا یہ ہے کہ وقوع
شک اور شبہ کا کافرون کو قرآن کی حقیقت میں یقینی تھا اور یقینی کو ساتھ حرف شک کے کہ وہ
ان کے پس نکتہ کی واسطے لائے جواب اس کا یہ ہے کہ واسطے ظاہر ہونے دلائل اعیان قرآن
کے کہ شک اور شبہ کو جڑ سے اٹھیرتے ہیں اس امر یقینی کو مشکوک قرار دیا اور حرف
شک کا استعمال کیا چونکہ یہ ہے کہ صاحب شک کا مدعی نہیں تاکہ اس سے حجت کی درخواست
کروں اس واسطے کہ حجت اور مدعی کے ہونے اور پس منکر کے اور منکر کے مقابل میں اپنی طرف
سے حجت لانی چاہیے پس طلب کرنا معارضہ قرآن کا سنکرون سے کس وجہ سے کیا گیا
جواب اس کا یہ ہے کہ جو شخص احتجاج قرآن کا منکر ہو گا تو اس نے دعوی کیا کہ تا یضاً مثل اس
کلام کے مقدور آدمی کا ہے اوپر اس دعویٰ منہی کے طلب کرنا حجت مدعی سے ضرور ہوا
جیسا کہ کہا ہے پلیسٹ باجنین یہودہ گوئی سے تو ان گفتن اگر پڑھتے داری بگو
قدرتے داری بیارہ پانچواں یہ ہے کہ جو کوئی کہ کسی چیز میں شک کرتا ہے اس کے
دل میں حکم نہیں ہوتا ہے اور صدق اور کذب لواحق حکم کے سے ہے پس درمیان دل و
کنتم فی ریب اور ان کنتم صادقین کے کس وجہ سے ربط ہو جواب اس کا یہ ہے کہ ان کنتم
صادقین میں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ ساتھ ان کنتم فی ریب کے مربوط ہوا پیرا اس

تقسیم کی
فانی بننے سے پہلے
بجلی نہیں اپنی
اصلی اسٹیٹیم
نے فرمایا ایمان سے
ساتھ جو چیزیں
بجلی اور برق
ہیں ہو سکتیں
اور زیادہ ہمیشہ
ہر چیز کو دوڑنے
کا کرتے ہیں ایک
تیار کر آجی بھی
بلا اسکو اور
اور دوسرا شاہ
بجلی کا منہ
بیکار مال تیار
کا الائیٹ
تو جان بک
ایک
جو اس

خصوصیت ہے اور بیان دفع اس سوال کا یہ ہے کہ آگ دوزخ کی ظہور آگ آگہی کا ہے
کہ روشن ہونا اس کا ابتداء و اتصالہ بسبب کفر اور بت پرستی کے وقوع میں آیا اور ارکان
اس کا ربکی یعنی چیزیں ہیں آدمی اور بت کہ ایک عابد ہے اور دوسرا معبود اور روشن ہونا
اور بھڑکنا اوس آگ کا پسب گناہوں کے رجوع بھی اُس کا طرف تو تون فاسدہ
انسانہ کے ہے پس اس وجہ سے بھی ایندھن اوس آگ کا آدمی ہوتے ہیں اور بعض
مفسرین نے ایسا کہا ہے کہ بسبب کثرت اور ہجوم آدمیوں کے کہ اوس آگ میں ہوگا گویا
ایسا ہے کہ بجائے لکڑیوں کی یہی گروہ ایندھن اوس آگ کا ہے پس کلام کی بنا اور تشبیہ
کے ہے اور اس جگہ ایک سوال اور ہے کہ اس سورت میں المنار النبی وقو دھا الناس والحق
بطریق موصول اور صلہ کے لائے ہیں اور اس طریق کے واسطی علم مخاطب کا پہلے سے رکاز
ہے اور بیچ سورۃ تحریم کے ناراق دھا الناس والحق بطریق موصوف اور صفت کے
ارشاد ہوا اور اوس طریق کو جہل مخاطب کا پہلے سے چاہیے پس وجہ تطبیق کی یہ ہے
کہ سورۃ تحریم پہلے اس سورت سے اتری ہو اوس سورت میں مخاطبین کو علم ایسی آگ کا کہ
صفت اوس کی یہ ہو حاصل نہ تھا پس لفظ ناراق نہ کر کے لائے ہیں اور موصوف اس صفت
کے ساتھ کیا اور بیچ وقت نزول اس سورت کے کہ بعد اوس کے ہوئی اوس ناراق کو کہ علم
اُس کا آگیا ساتھ ترکیب موصول اور صلہ کے یاد دلایا اور بعض مفسرین سلف سے منقول ہے
کہ انہوں نے حجارہ کو اوپر حجارہ کبریت کے منطبق کیا ہے نہ اوپر بتوں کے لیکن قرآن
کی آیتیں اکثر تکریمین دلالت اس پر کرتی ہیں کہ مراد حجارہ سے بت ہیں جیسا کہ آیا ہے انکو
وما تقبلون من دون اللہ صبیحہم اور انہا اس کے اور اس سے زیادہ بعید یہ ہے کہ حجارہ
کہ محمول کیا جاوے اوپر دون سخت اہل قوۃ کے اور اس آیت کو کہ شرفت قلوبکم من
بعد ذلک فی کالحجۃ او شد قفا بطریق مشاہد کے لایا جاوے اس واسطے کہ دل سخت
اہل قوۃ کے ناس کے اندر داخل ہیں پس حاجت اعادہ اوس کے کی نہیں مگر اس طرح
پر کہ تخصیص بعد تکریم کہیں اور یہ اس مقام میں چند ان چہان نہیں اور بعض مفسرین
اس مقام میں اور شبہ کرتے ہیں کہ آگ دوزخ کی کہ نمونہ آگ تہر آگہی کا ہے جیسا کہ

افعال شنیعہ آدمیوں کے سے اشتعال متبول کرتی ہو ایسی ہے بلکہ زیادہ اس سے
 ساتھ افعال قبیحہ شیطانوں کے برائیکہ ہوتی ہے پس شخصیں ناس کی اس جگہ کو واسطے
 ہے جواب اس کا یہ ہے کہ مخالفین ہر گاہ کہ جنس آدمیوں کی سے تھے اذکو اسی آگ سے
 ڈرانا چاہئے کہ جو افعال شنیعہ آدمیوں کے سے مشتعل ہوئی اور ہوتی ہی گو کہ او بجگہ
 اور آگ بھی ہے کہ وقوہا الشیاطین و کفار الجن یعنی ایندہن اس کا آدمی اور کافر جن ہیں
 اور غرابت اور مذرت آگ کی اسی میں ہے کہ آدمی اور پھر ایندہن اس آگ کا ہوسے
 ہیں اور جن اور شیاطین چونکہ ناری ہیں اور مادہ ان کا آگ ہے پس اون سے آگ
 کا روشن کرنا کچھ عجیب اور غریب نہیں اور تحقیق مقام کی یہ ہے کہ حرارت آگ کی بھی
 تاج صورت نوعیہ اور سکی کے ہے کہ وہ طفل روحانیت اور ملکوت اوس کے کا ہے
 اور اگر صورتیں نوعیہ کہ طفل روحانیت اور ملکوت ہر جسم کی بلکہ ہر جوہر اور عرض
 کی ہیں در میان میں نہوین تمام اجسام خواص میں برابر ایک دوسرے کی ہو جائیں
 اور بالکل امتیاز آپس میں نہ ہے اور روحانیت آگ شہری کی آگ قسری کی
 سے ہے کہ بعد تنزل کے مراتب کثیرہ میں نفس کے مرتبہ میں غضب کی صورت
 میں ظاہر ہوئی اور ایسی احاطہ اور ارواح کے جلائے میں موثر ہوتی ہے کہ
 نابجہ غنائیہ اوس قدر لکڑی کے جلائے میں تاثیر نہیں رکھتی ہے اور ہر گاہ کہ قیامت
 کے دن احکام روحانیہ ہر چیز کے غالب ہو دیں گے وہ آگ درد ہو چلائے اور دوام
 تاثیر میں دنیا کی آگ سے ان گنت درجے زیادہ ہو جاوے گی اور یہی ہے مضمون
 حدیث صحیح کا کہ کفر ہذا جن من سبعین جن من ناکر جنم کلہن مثل جنء ہا اور وہ
 آگ قیامت کے دن کافروں سے دور ہوگی کہ روشن کر کے تیار رکھیں گے
 بلکہ آثار بڑا ہے اوس کے کے بعد مرنے کے بھی برابر ہو چنیں گے اس واسطے کہ
 اعدائے اللہ کافریں یعنی تیار کی گئی ہے واسطے عذاب دینے اون کے کے پہلے انکی
 پیدائش سے اور پہلے کفر اور گناہوں ان کے سے اس واسطے کہ وہ آگ اور کچھ
 نہیں گزشتہ قرآن کی کا اور غصہ اور کا اور یہ کافرانہل خود کے غصہ میں ہیں اس جگہ

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

تجوید فیہ عزیزی

جاننا چاہیے کہ مہیا کرنے اس آگ کے سے واسطے کافروں کے یہ بات لازم نہیں آتی اور
کہ سوائے کافروں کے اور گنہ گاروں اور اہل کبائر کو اوس کے ساتھ عذاب بخیر
جیسا کہ بنائے بندی خانہ کے سے واسطے چوروں کے لازم نہیں آتا ہے کہ قرضداروں
اور اہل حقوق کو اس میں قید نہ کریں یا بنائے گھر کے سے اپنی سکونت کی واسطے لازم
نہیں آتا ہے کہ عمارتوں کو اس گھر میں جگہ نہ دیوین یا کرایہ داروں اور عمارت
لیئے والوں کو اوس میں نہ اترنے دیوین پس تمسک محض زلہ کا اور خوارج
کا اس آیت سے واسطے اس کے کہ اہل کبائر کا فرہین اور اہل صنائر واجب العفو
ہیں ساقط اور پوچ ہے بدلیل اس کے کہ بہشت کی صفت میں اعدت التفتین فرمایا
ہے اور اس میں لڑکا اور مجنون بھی اجماعاً معتزلہ اور خوارج کے نزدیک بھی داخل
ہوئے اور اگر کے اور مجاہدین متقی نہیں ہیں بلکہ لفظ اعدت کا کہ ماہی کے صیغہ کے
ساتھ واقع ہوا ہے دلیل صریح اہل سنت کی ہے اور اس کے کہ بہشت اور دوزخ
ملوک ہو چکے ہیں اور تیار ہیں جیسا کہ احادیث متواتر المعنی اس کے اوپر شاہد ہیں اور
معتزلہ برخلاف اس کے اصرار رکھتے ہیں اور اس جگہ میں ایک سوال ہے جو اب طلب
رہے یہ ہے کہ اس آیت میں اول آدمیوں اور پھر دین کو ایندھن آگ کا قرار دیا پھر
یا ایہ کہ وہ آگ تیار کی گئی ہے کافروں کے واسطے اور جس وقت کافر عذاب لئے
آگ کے ساتھ ہوں گے اور پھر آدمی کون ہیں کہ وہ اوس کا ایندھن ہونگے جواب
کہ یہ ہر کہ جب معرفہ کو بعد معرفہ کے لاتے ہیں اتحاد کے اوپر دلالت کرتا ہے جیسا کہ
مذہبی زید فاکر مت الجاحی جاحی اور زید ایک شے ہے پس کافر ذکر کئے گئے
وہ آدمی کہ ایندھن آگ کا ہیں مصداق دونوں کا ایک ہے اور ہر گاہ کہ غرض اولی
کا کام میں تاکید اور تنقید کرنا آدمیوں کا ساتھ عبادت اور توحید کے تھا اور اس
میں ذکر اعجاز قرآن کا اور طلب کرنا معارضہ منکرون اسکے سے آیا اور بیچ
رت عاجز ہونیکے معارضہ سے اور اصرار کرنے کے اوپر انکار کے ڈرنا آگ و زخمی سے
یہ اسوافق قاعدہ حکمت کے تہذیب نفس کی لازم آتی کہ جو آدمی اس کلام سے راہ پائیو ہر

اور مطابق اوامر اور نواہی اس کے انہوں نے عمل کیا ہوا ان کے تین خوش خبری لذتوں
ہنسی کی اور راحت دائمی کی دی جاوے تاکہ ڈرانے کے ساتھ خوش کرنا ہی جمع ہو جاوے
اور جہاد و خوف و ہجرت اور اعتدال ان کیفیتوں کا سننے والوں کے دلوں میں پیدا
ہو سکے اور یہی ہے عادت الہی اس کلام مجید میں کہ وعدہ کو وعید کے ساتھ ملایا ہو
اور کسی چیز میں ایک امر کی اوپر کفایت نہیں کی ہر تاکہ خوشخبری اور ڈرنا دونوں آپس میں
جمع ہو کر برابر کی دونوں کیفیتوں خوف اور رحب کی کرتے رہیں اور دونوں باز و ایمان
کو کہ سبب اٹھنے اور چڑھنے کا قرب کے مہربانوں میں اور باعث اصلاح کرنے
جو ہر نفس کا ہر برابر ایک دوسرے کے کیا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ
لو وزن خوف المؤمن ورجاء معتدلا یعنی اگر تولے جاوین خوف اور رجاء مومن کے نسبت
برابر آویں اسی واسطے بطریق عطف کے اوپر یا ایہا الناس احبواکم یا اوپر اذہم بالانکار
الموصوفہ کے کہ بعد اعتدال لکھا آوین کے مقدر ہے ارشاد فرماتے ہیں کہ ڈرنا تو اس آگ سے
منکروں اس کتاب کو و کثیر الذین آمنوا یعنی اور خوشخبری دے ان لوگوں کو کہ ایمان
لائے ہیں ساتھ اس کتاب کے و عملوا الصالحات یعنی اور کئے انہوں نے کام اچھے
اور اچھا کام وہی ہے کہ اس کتاب میں امر اس کے واسطے ہوا ہو یا مین فروع اس
کتاب کے میں سے کسی فرع لئے اس کے اوپر دلالت کی ہو اور فروع اس کتاب کی
سنت پیغمبر کی اور اجماع مجتہدین کا اور قیاس علی بن ابی طالب کے ساتھ اس بات
کے کہ واسطے اول کے تیار ہیں باغ باعتبار مرتبہ ایمان کے اور موافق عملوں مثالیہ
ان کے کے اور آن باغون مسین سے ایک کا نام جنت الفردوس ہے اور
دوسرے کا نام جنت عدن اور تیسرے کا نام جنت المادی اور چوتھے کا نام دارالخلد اور پانچویں
کا نام دارالسلام اور چھٹے کا نام دارالمنامہ اور ساتویں کا نام علیین اور آٹھویں کا نام
جنت لیم اور یہ عطا ہونا بہشتوں کا بدلے اس چیز کے ہے کہ باطن اور ان کے میں بسبب
ایمان کے معارف حقہ اور فضائل پاکیزہ مانند باغون کے مرتب ہوئے تھے اور وہ
باغ ہمیشہ سرسبز اور تروتازہ ہیں اس واسطے کہ بخیر می من تحکوا انکھا و یعنی

تفسیر
یعنی ہونے
میں سبب
و سبب
ہے اب اگلی
آیتوں میں
قرآن کے نہیں
انہی والوں
کا ذکر شروع
ہوتا ہے
ان الذین
سواء علیہم
عزائرتھو
وہم سوا
میں جنہوں نے
نہا اور ان کو
باید رہے اسکے
لیے دو تو برابر
و سبب ان میں

جاری ہیں نیچے درختوں اور باغوں کے نہرین جیسا کہ نہرین حکمت ایمانی کی باطن
 اور کے سے اوپر زبانون اور کی کے جاری ہوتی تھیں اور فیض اور کا عالم مسین
 پہنچتا تھا اور اس وقت میں کہ وہ نیک لوگوں باغوں میں داخل ہوں گے اور لذتیں
 اس جگہ کی استعمال کریں گے اور کو معلوم ہوگا کہ یہ سب لذتیں گوناگون کی
 بد کہ اسی ایمان اور عمل صالح کا ہے تاکہ لذت اور کی بسبب اس جاننے کے دوچند
 ہوئے اور قدر ایمان اور عمل شایستہ کی اور کے ذہن میں بڑھ جاوے اور اگر یہ امر
 اور کو معلوم نہ تو ان نعمتوں کو بھی مانند نعمتوں دنیا کے نعمتیں ابتدائی تصور کریں اور
 لذت جزا پانے کی معلوم کریں یا دلیل اس جاننے اور کے کی یہ ہے کہ کُلَّمَا
 دُرِّقُوا أَصْحَابُهَا یعنی جس وقت کہ روزی دے جاوے اور باغوں سے مِّنْ ثَمَرِهِ ذُقُوا
 یعنی جس سیدہ کی سے رزق خواہ رحمت ہو یا عقلی یا خیالی قَالُوا هَذَا الَّذِي كُنَّا
 یہ رزق جزا کے الَّذِي دُرِّقْنَا مِنْ قَبْلُ اُس چیز کی ہے کہ ہم کو عنایت کی تھی
 پہلے اس سے دنیا میں یعنی مقامات اور احوال کہ ثمرے ایمان اور اعمال نیک ہمارے
 کے تھے اور ہر گاہ کہ ہر عمل کے ثمرے بے نہایت اور کے باطن میں پیدا ہوئے تھے
 اور یہ تمام ثمرے باوجود تشابہ اور تماثل کے کہ بلب تشابہ و تشامس کے رکھتے تھے کیفیتیں
 اور کی بسبب قوی ہونے اور لاحق ہونے وسعت اور رسوخ کے آپس میں ایک دوسری
 سے بڑی ہوتی تھیں وَأَنَّا إِلَهُ مُتَشَابِهًا یعنی اور دے جاوے اور کے اور رزق کو ہر گاہ
 اور ہم صورت اور باوجود اس کے لذتوں میں تفاوت ہوگا یعنی لذتیں حبیبی جدی ہونگی
 تاکہ تشابہ و تشامس اور تفاوت آثار کا دونوں برتر رہیں اور اکثر مفسرین نے ہَذَا الَّذِي
 رزق کو اور پر نوعیت اور جنسیت کے حل کیا ہے نہ اوپر جزا امت کے اور اونکے
 اوپر ایک اشکال حکم وارد ہوتا ہے اس واسطے کہ لفظ کُلَّمَا کا تمام اسرار رزق اور مراتب
 رزق کو گھیرنے والا ہے اور ظاہر ہے کہ اول دفعہ میں یہ قول اور سے متصور نہیں
 ہو سکتا ہے اس واسطے کہ پہلے اس سے کہی رزق احسروں اور کے تین عنایت
 نہ ہوتا تاکہ پہلے رزق کو مثل کسی اور رزق کے کیا جاوے اور اسی واسطے بعض مفسرین

بجائے جو فہم میں
 میں اور لذت میں
 ہوگا کہ ان سب لذتیں
 میں اور لذت میں
 اس سے اسی جگہ
 غرض اس سے
 ہو گیا اور
 اور اکثر
 نزدیک رزق میں
 میں سے بھی
 رزق بہشت کا
 قسم حبیبی
 قسم جدی
 وَاَللّٰهُ عَلِيمُ
 فَاعْلَمُوا
 اِسْتَعْمِلُوا
 وَكُلُّهُمْ خِدَارٌ
 عَنِطٌ مُّوَا
 ت خَلَاةٌ

لے دقتا من قبل کو اور پر رزق دنیوی کے حاصل کیا ہے اور یہ بھی مستقیم نہیں
ہوتا ہے اس واسطے کہ اس صورت میں لازم آتا ہے کہ آخرت میں کوئی نعمت غیر نعمت
دنیوی کے موجود نہ ہو اور حال یہ ہے کہ آئین اور حدیث میں بے شمار اس بات کے اوپر
دلائل کثرتی ہیں کہ آخرت میں بہت نعمتیں نایدہ اور ناشنیدہ بھی ہو دین کی منجملہ
اون کے یہ آیت ہے فلا تعلم نفس ما اخفی لہ من قرة اعین اور حدیث اعلیٰ لعداوی
الصالحین لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلبہ بشر اور واسطے انہیں دو اشکال کے
متاخرین میں سے ایک جماعت نے دقتا من قبل کو عام کیا ہے کہ خواہ دنیا میں ہو خواہ
آخرت میں پس اول مرتبہ میں رزق دنیوی کو یاد کریں گے اور دوسرے مرتبہ میں رزق
اخروی کو لیں یہ توجہ بھی باوجود تکلف کے کہ اس میں ہے مطلقاً درست نہیں ہوتی
ہو اس واسطے کہ اکثر افراد ہستیوں کے مفاسد اور مساکن بے مایہ ہوں گے اور دنیا
میں زیادہ قدر یا محتاج الیہ سے عنایت نہیں ہوا تھا پس نعمتیں بہشت کی دیکھ کر کوئی غم نہ
کو یاد کریں گے کہ اون کو پہونچی تھیں اور باوجود اسکے کہ بیچ بار بار لائے اور نہیں چیزوں
کے لذت کم ہو جاتی ہے اور خواہش اس کی طرف نہیں رہتی ہے گو منافع اور مزہ میں
تفاوت ہو اس واسطے کہ مثل مشہور ہے جو حلوا ہو یک بار خور دند و بس و پس صحیح
یہی ہے کہ حاصل هذا الذی دقتا من قبل میں حل جزا کا اوپر مجبزی علیہ کے جو نہ حل نوع کا
اوپر فرسکے اور جو احتیاج درمیان جزا اور مجبزی علیہ کے واقع میں متحقق ہے قوی زیادہ
ہے اس اتحاد سے کہ درمیان فرد اور نوع کے نظر ظاہر دین میں معلوم ہوتا ہے اس واسطے
کہ جزا حقیقت میں ظہور مجبزی علیہ کا ہے بیچ لباس دوسرے کے اور بیچ دریافت کرنے
اس امر کے کہ یہ نعمت ظہور و وس عمل کا ہو کہ دنیا میں اہم سے صادر ہوا تھا ایسی لذت
اور لطف حاصل ہوتا ہے کہ حدیثان سے زیادہ ہے اور وہ کہ کہتے ہیں کہ آدمی کو اپنے
مالوفات سے انیت بہت ہوتی ہے اور مالوف چیزوں کی طرف رغبت اور میلان
بہت کرتا ہے پس یہ اُس وقت میں ہے کہ مزاج معتاد اور قوتیں مشوانیہ پسلی حالت
پر ہو دین اور ہر گاہ کہ اس صورت میں فشار ثانی میں مزاج بدل جائے اور قوت مشوانیہ

کیونکہ مجبزی علیہ
احوال میں اور
دقتا من قبل سے
دقتا من قبل سے
احوال میں اور
پہونچنے کی علیہ
نہیں بلکہ ایک
نوع کی جزا ہے
تفسیر کی
ف ابادون
کے سچنے کی
تینوں راہیں
دل کا نہ سمجھ
بند کر دی گئی
میں اب وہ حق
چون کہ پہونچ
کلنے کی
کیونکہ
دیکھتے ہیں

تفسیر خلیل

ان دو آیتوں میں
کا فرق ان کا حال
بیان ہوا کہ گویا
نہر آیتوں تک
نہر سے آیتوں
کے لوگوں کا
بیان ہے جو
ظاہر میں تو مسلمان
ہیں اور باطن
میں کافر ایمان
کا دھوسے کرتے
ہیں لیکن باطن
میں نہیں ہرگز
دین اسلام
میں اس درجہ
کا نام نہ لیا جاتا
یعنی کون سا اس
درجہ کے نہیں کو
مرد اور ایک

بسبب کمال علو اپنے کے ترقی مقبول کی ہو بعد اس کے آدمی کو پابند مالوف رابطہ
اپنی کا جاننا نادانی ہے البتہ اس قدر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ اور ائمہ العین سے
منقول ہے کہ میوے بہشت کے صورت میں ایک رنگ ہوں گے اور مرہ مسین مختلف
اور جڑے جڑے لیکن ان بزرگوں نے آیت کو اس پر حمل نہیں کیا ہے بلکہ بیان
واقع فرمایا ہے اس واسطے کہ یہ طریق بھی لذت کے طریقوں اور خوش آنے کے سے
جو بعض وقتوں میں اور لفظ انہار کا کہ اس جگہ محل واقع ہوا ہے احتمال رکنا ہے کہ محمول
اور اس تفصیل کے ہو کہ سورہ محمد میں مذکور ہوگی اور وہ یہ ہے کہ نہرین بہشت کی چار قسم پر
ہونگی بعضی بانی کی نہرین اور بعضی شہد کی نہرین اور بعضی دودھ کی نہرین اور بعضی
شراب کی نہرین اور احتمال ہے کہ اس جگہ فقط نہرین بانی کی مراد ہوں اس واسطے کہ
سر سبزی درختوں اور تر تازگی اون کی میں یہی نہرین بانی کی کام میں لاتے ہیں
اور بہشتیوں کے پینے کے واسطے وہی چار نہرین کہ موافق خواہشوں مختلف کے اون
سے کہا میں اور پیو میں گے مہیا میں اور بعض اہل فلاح کہیتی کے درختوں کو بھی ساتھ
دودھ اور شہد اور شراب کے تربیت کرنے میں اور کہتے ہیں کہ نرمی اور چکنا چٹ درخت کے
میوہ میں دودھ کے دینے سے زیادہ ہوتی ہے اور حلاوت شہد کے دینے سے بڑھتی ہے اور
تفحہ طبیعت کی شہد کبے دینے سے محال ہوتی ہے اور بیچ اس صورت کے بہشت کے درختوں
کی تربیت کی واسطے چاروں نہرین کام میں آتی ہیں اور جو وقت مقام سکونت اور کھانا پینا
بہشتیوں کا اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ اذنین اور نعتین کو
اعمال کے بدلے میں دی جاوے گی تاکہ فرحت اور خوشی ان کی بڑھے اور قاعدہ ہے کہ بشر
باروں موافق کے اور جو بلن دل فریب کے ہر نعمت مکر ہو جاتی ہر اسی واسطے ارشاد ہوا جو
کہ واسطے کامل اور پورا کرنے خوشی ان کی کے ہم صحبت موافق بھی دے جاوے گے
وَلَهُمْ فِيهَا مَنَاقِبُ اُولَئِكَ يَلْعَنُونَ اُولَئِكَ يَلْعَنُونَ اُولَئِكَ يَلْعَنُونَ اُولَئِكَ يَلْعَنُونَ
اخلاق اکیہ کے کہ اپنے اندر لازم جو ہر روح اپنے کا کیا تھا اور تخلیق اون اخلاق کے
ساتھ ہوئے تھے کہ از روئے عبارتوں اور اشارتوں اس کتاب کی سے اون کے تئیں

سہجے تھے اذواج مضمونہ کیسے عورتیں پاک اور صاف اخلاق کو یہ سوا اور نجاستوں بول اور بار اور جنس اور نفاس سے اور ناک کی رطوبت اور مہضہ کی رطوبت اور سیل اور بد بو اور سوا اس کے اور چیزوں سے کہ طبیعت اول سے نفرت کرتی ہے اور باوجود ان نعمتوں کے اگر خوف دور ہو جائے اور ٹٹے جالنے ان نعمتوں کا اور خوف موت کا بھی ہو وہ سب نعمتیں مکدر ہو جائیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے شعراء میں منزل جہان چہ اسن و عیش چون ہر دم پھر س فریادی دارد کہ برسدید مملہا اسی واسطے اون کے تین اس قسم کے خوف سے اسن کلی نصیب ہوگا و مہضہ فریاد کند لہذا اور وہ لوگ اون باغون میں کہ بھرے ہوئے نعمت کے ہیں ہمیشہ رہیں گے اس واسطے کہ روحانیت اون کے جسموں پر آئی اور یتیم ایمان اور عملوں کی اوپر روحوں اور دلوں اون کیسے غائب ہوئیں پس جسم اون کے بسبب علیہ روحانیت کے قابل فنا کے نہ رہے اور ارواح اوڑل اون کے ساتھ آثار ایمان اور اعمال کے ہمیشہ لذت پانہ والے اور خوش رہیں گے اس جگہ محققین نے کہا ہے کہ آدمی کو تین چیزیں یافت فی ضرور ہیں اول مباد اپنا کہ کہاں سے آیا ہوں اور کیا تھا میں دوسرے معاش اپنی کہ کہاں سے کہاں ہوں اور کہاں سے پیتا ہوں تیسرے معاد اپنی کہ آخر کار میرا کیا ہے اور ان آیتوں میں تینوں چیزوں کو یاد دلایا ہے اور مباد کے بیان میں فقط اس قدر فرمایا ہے کہ الذی خلقکم یعنی وہ ذات ہے کہ پیدا کیا تم کو اس واسطے کہ زیادہ اس کائنات کی حقیقت کا ممکن بنیں اور بیان معاش کا ایت الذی جعل لکم الارض فراشا و السماء بناء میں دلتا ہے کہ کچھ تہو ربی میں کے ساتھ ارشاد ہوا اس واسطے کہ معاش اپنی کو ہر کوئی سمجھ سکتا ہے اور بیچ بیان معاد دونوں فرقوں کے فافقوا النار الی سے خال دون تک نہایت بڑھ گیا اس واسطے کہ اس بحث کو معاش کے اوپر قیاس کر کر اگر سمجھنا چاہیں نہیں سمجھتے ہیں پس زیادہ تر حاجت بیان کی پڑی اور جب اس ضمن میں ثابت کرنا اعجاز قرآن کا اور تفسیر دلیل حقیقت اس کی کی مذکور ہوئی تو جواب مبارکہ کا فہم و فہم کا کہ سننا ظہر کے وقت وارد کرتے ہیں بطریق جواب سوال مستدر کے ذکر کرنا بھی ضرور پڑتا کہ

لے نئی نئی چیزیں
توضیح
سورہ بقرہ
حضرت محمد رسول
الصلی علیہ وسلم
دار و سلم
زمانے میں
تہمیں مجمع
و مین آیتیں
من یقول آمنا
باللہ فی البیاء
ان خیر قوما
مشیق مدین
میں اور بعض
رگہ ایسے ہی
ہیں جو کہتے ہیں
سہم الدعا اور
قیامت کو مانتے
ہیں اس حقیقت
میں نہیں
مانتے

اور واقع میں ذکر اشیاء حقیقہ کا جس مقام میں کہ مقتضی ذکر اذن کے کا ہو کمال بلاغت اور
عین فصاحت ہو برابر ہو کہ وہ شے حقیقہ یعنی **مَعْقُودَةٌ مَّا لَوْ كُنْهَا** یعنی خبر ہو پس اوپر اوس
کے اوپر پٹ سے اوپر ہو نودا و احتمال کھتا ہو ایک یہ کہ اوپر اوس سے یعنی زیادہ اوس سے
جستہ میں ہو جیسا کہ کہی اور عنکبوت اور مانند اوس کے دوسرے یہ کہ اوپر اوس سے چوہان
میں ہو اور حقارت میں مانند پر پٹ کے کہ حدیث شریف میں تمثیل دنیا کی اُس کے
ساتھ فرمائی ہے جس جگہ ارشاد کیا ہے **لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعْضِ**
مَا سَفَى كَمَا فَرَمَهُ شَرَابُهُ مَاءٌ یعنی اگر دنیا کی اللہ کے نزدیک پٹ کے پر کے برابر ہی ذرہ
ہوتی کسی کا فکر اس سے ایک گھونٹ پانی کا ہی ندیت اور عرب میں مشہور ہے کہ **مَا**
الْبَقِيَّةُ وَاشْجُوهُ وَمَا رَجُلٌ إِلَّا رَدْمٌ وَمَا لَحْمٌ إِلَّا مِثْلُ سِينٍ ہو کہ از بسن پاسے
پٹہ چہ کثاید و علیٰ ہذا القیاس حاصل یہ ہو کہ خوبی تمثیل کی موقوف اوپر کمال مطابقت
کے ہے درمیان تمثیل کے اور درمیان اوس شے کے تمثیل جس کی لاسے ہیں اگر یہ مطابقت
اوپر وجہ کمال کے متحقق ہو جس کلام کا اور بلاغت اوسکی زیادہ ہووے اور اگر مطابقت اچھی
طرح نہ ہو کلام کی بلاغت میں قصور آجاوے گا اور یہ بات ظاہر ہے کہ مطابق اشیاء حقیقہ
کے نہیں ہوتی مگر شے حقیقہ پس چوڑ دینا تمثیل کا ساتھ امور حقیقہ کے اوس
مقام میں کہ مناسب تحقیق اور امانت کے ہے سبب نقصان بلاغت کا ہے کلام الہی آسا
سے برابر ہے اور بسبب اس حقارت کے تمثیل چوڑ دینی اور اوس معنی کو بھی تمثیل
کے لانا سمجھانے مطلب اور ظاہر کرنے اس کے میں خلل ڈالتا ہے اسی واسطے کہا ہے کہ
الامثال مصابیح الاقوال یعنی تمثیلین چراغ ہیں قولوں کے اور ظاہر ہے کہ چرلغ خواہ
سولنے کا ہو خواہ ٹٹی کا روشنی میں فرق نہیں کرتا ہے پس حیا کرنی تمثیل سے ساتھ اشیاء
حقیقہ کے حق تعالیٰ کی نسبت سے محال ہو اور اگر کافر کہیں کہ حیا کرنی خدا کی تعالیٰ کی تمثیلات
حقیقہ سے کوئی دلیل سے ثابت ہو اگر اسی کلام کے ساتھ تک بڑھتے ہو پس مصادرہ لازم
آتا ہے اس واسطے کہ بیچ ہونے اس کلام کے کلام الہی اب تک بحث ہے اور اسی کے ساتھ
ثابت کرنا کہ یہ کلام کلام الہی ہے اثبات اشیاء حقیقہ سے ہم کہتے ہیں اس مطلب کو

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

چاہئے کہ کان رکھنے میں تمثیل دو سہری واسطے تمہارے بیان کرتا ہوں کہ ملکوت آسمانی
کیساتھ بہت مناسب ہے ایک اور شخص نے دانہ رائی کا لیا کہ سب دانوں سے چھوٹا ہے اور
اس کو اپنے نکیت میں لویا جب وہ دانہ اُگا اور درخت بڑا ہوا یہاں تک کہ اور بزرگاریوں کے
درخت سے بلند ہوا اور بالوز آسمان سے آئے اور اس کی شاخوں میں انہوں نے
گوشت بنائے یہی تمثیل ہے ہدایت کی جو کوئی طہریت کے دعوت کرتا ہے
خدا کے واسطے اجر اس کے کو بڑا مانا ہو اور ذکر اس کے کو بلند کرتا ہے اور جو کوئی اوس
ہدایت کے ساتھ راہ پاتا رہے اوس کو نجات حاصل ہوتی ہو اور یہی انجیل مقدس میں فرمایا ہو
کہ تم مانند چھپنی کے ہو کہ اچھا اچھا اوس میں سے نکل آتا ہے اور دی ردی رہ جاتا ہے ایسا نہ
کہ حکمت تمہارے دلوں میں سے نکل جاوے اور کیسے تمہارے سینوں میں باقی رہیں اور یہ بھی
فرمایا ہے کہ دل تمہارے مانند کنگریوں کے ہیں کہ نہ اوس کو آگ پکائی ہے اور نہ پانی نرم
کرتا ہے اور نہ ہوا اون کو ہلاتی ہے اور یہی فرمایا ہے کہ اے بر سر خدا کے انگے دن کے
ذخیرہ کا فکر نہ کرو اور جانوروں کا حال دیکھو کہ لباس صوف اور پشم کا اون کو دیا ہے
اور زرد آگ کا انگو پوچھتا ہے نہ موت کا ستے ہیں اور نہ کیمتی کرتے ہیں اور بھٹے جانور پتھر
کے اندر اور لکڑی کے اندر ہوتے ہیں کون ہے کہ اوس جگہ اون کو لباس اور زرق
پوشیا تا جو خدا سے تعالیٰ آیا نہ ہیں سمجھتے ہو تم اور یہی مندرمایا ہے زبورون کو اپنی جگہ
سے نہ اڑاؤ اس کاٹین گے تم کو ایسے ہی ہو تو فون اور بے عقول کے ساتھ شکار
نکرو تا کہ دشنام نہ لیں انہی حاصل یہ ہے کہ حق تعالیٰ پیدا کرنے والا بڑے چھوٹے
بنا ہے اور جس چیز کو پیدا کیا ہے حکمت اوس کی اوس میں ظاہر ہے پس تمثیل ہر شے
کے ساتھ کہ جس میں حکمت اور فاع ہو بہتر اور نیک ہے بلکہ چھوٹی چیز دن میں کہ جسم اور
قد اون کے نہایت چھوٹے ہیں اگر حکمت بڑی اور فاع عمدہ ظاہر ہو نہایت عجیب ہووے
جیسا کہ لہجہ کی پیدائش میں کتنی عجیب چیزیں پائی جاتی ہیں کہ باوجود اس چھوٹے
جسم کے تمام اعضا اتنی کے کہ نہایت بڑا ہے اس میں موجود ہیں اور کچھ زاید
بھی ہے اور پھر کی سونڈ میں یہ عجیب بات ہے کہ باوجود چھوٹے ہونے کے اور نرم ہونے

۱۰۰

مجلس

2-1-1941

100

والله اعلم

10

جسٹس

حکومت ہند

بہارِ نبویؐ

مفتی محمد عبد الباقی

کتابخانه

10

200



4263

تفسیر غلطی

انہ کے لئے

ایمانداروں کو بفر

کردی کہ تم اور خدا

ظاہری اسلام

بارہو کا نہ کہادو

وہ دل میں کافر

ہیں گو کہ ظاہر میں

ایماندار ہونا

جنت کے ہیں یہ

لوگ جو خیال کرتے

ہیں کہ جتنی غلطی

کرتے ہیں جیسا کہ ایمان

کو حق کر سکتا ہو

ہو گا دیا ہے

اسی طرح یہ فقرہ

ہمدا اللہ کے لئے

بی بی علی جاوید

یہ انکا خیال تمام

(جہم)

اگر کہیں کے چڑھے ہیں یا ہاتھی کے جہود سے تو ایسی چلی جاتی ہے جیسا کہ حلو سے ہیں
 اونگی اور بید اس کا یہ ہے کہ اوس کی خرطوم کے سر میں سمیت رکھ دی ہو کہ بسبب
 اوس کے ایسی سخت چیزوں کے اندر بیٹھ جاتی ہے پس اللہ تعالیٰ حکیم ہے تمثیل
 ساتھ اشیا حقیقہ کے کہ اوس میں جھکتیں رکھی ہوئی ہیں ہرگز ترک نہیں فرماتا ہے لیکن
 سننے والے کلام آسمی کے دو قسم ہوتے ہیں ایک قسم اہل ایمان ہیں کہ قول اونکا معتبر ہو
 اس واسطے کہ موافق عقل کے چلتے ہیں اور قسم دوسری کفار میں کہ قول اونکا معتبر نہیں
 اس واسطے کہ عناد کی راہ سے برخلاف متفقائے عقل کے چلتے ہیں **فَاَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا**
فَيَعْلَمُونَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ یعنی پس اے پرورد آدمی کہ ایمان لائے ہیں پس وہ جانتے ہیں
 کہ وہ تمثیل سچی آئی ہوئی ہے اون کے پروردگار کی طرف سے اس واسطے کہ میان خست
 کسی چیز کا اور حقارت اس کی کا بغیر تمثیل کے ساتھ حقیر اور خیس شے کے نہیں ہو سکتا
 اگر اس مقام میں بڑی بڑی چیزوں کے ساتھ تمثیل دیوں بے موقع پڑتی ہے اور
 پروردگار کہ تمام اشیا کے مراتب کو جانتا ہے اور ہر چیز کو اپنے مرتبہ میں رکھتا ہے ہرگز
 خلاف اس کا نہ کرے گا **وَاَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُوا لَنَّا** یعنی اور اے پرورد آدمی کہ کافر
 ہوئے پس کہتے ہیں باوجود اس کے کہ مطابقت مثال کی مثل لہ کے ساتھ جانتے ہیں
 اور سمجھتے ہیں کہ اس شے کی تمثیل سوائے شے حقیر کے نہیں ہو سکتی **مَا اِذَا اَكْرَاكَ اللهُ**
 یعنی کس کا ارادہ کیا ہے اللہ نے باوجودیکہ عظمت اوس کی بے نہایت ہے **يَهْذَا مَثَلُ**
 یعنی ساتھ صحت رکھنے اس چیز حقیر کے مثال تاکہ سبب ہدایت کا نہ ہو اور حال یہ ہو
 کہ یہ شے حقیر مناسب عظمت اس کی کے نہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ مثال ایسی چاہئے کہ
 مطابق مثل لہ کے ہو عظمت اور حقارت میں نہ مطابق مثل کے کہ ذکر کرنے والا مثال
 کا ہے اسبہ حق تعالیٰ نے بسبب لائے ان حقیر چیزوں کے متران کی تمثیلوں
 میں ارادہ ایک امر عظیم کا فرمایا ہے اور وہ کیا ہوا امتیاز ہونی درمیان مومنوں اور
 کافروں کے اس واسطے کہ **يُضِلُّ بِهِ** یعنی گمراہ کرتا ہے بسبب اس مثال کے باوجود
 اس کے کہ وہ فی نفسہ سبب ہدایت کا ہے گمراہ یعنی بہت آدمیوں کو کہ غلط فہمی سے

ایسا شخص کا فرض اسلام سے نکلا ہوا اور متزلزلوں کے نزدیک مومن اور کافر کے درمیان میں ہے نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر اور زیلیوں کے نزدیک قابل امامت کے نہیں وہ کہنے ہیں کہ ایسے شخص کے پیچھے نہ ساز و دست نہیں اگر چڑھ لی ہو اعادہ کرنا اوس کا فرض ہے اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ شخص کفر میں حد سے گزرے اور سرکشی اور عناد اختیار کرے اور دیدہ دانستہ انکار حق بات کا کرے اور اس آیت میں کہ بش لا شتم الفسوق بعد لایما یعنی بڑا گناہ مفتق ہے بعد ایمان کے پہلے معنی میں مستعمل ہوا اور بیچ آیت ان المنافقین هم الفاسقون یعنی تحقیق منافقین وہی فاسق ہیں اور بیچ آیت منهم المؤمنون والکذہم الفاسقون کے دوسرے معنی میں مستعمل ہے اور اس آیت میں ہی سے دوسرے مراد ہیں اس واسطے کہ فاسق بمعنی پہلے کے بالکل مزاج اوس کا اب تک فاسد نہیں ہوا حکم مریض کا کرتا ہے کہ مرض اوس کا عارضی ہے اور مزاج صحت اوس کی کا بسبب اعتقاد عقاید حقہ کے درست ہے کلام اللہ کی نصیحتوں اور تنبیہوں سے نفع پاتا ہے اور اصلاح قبول کرنا ہی بخلاف فاسق کے کہ ساتھ دوسرے معنی کے ہے کفر اوس کا حد جبل بسیط سے تجاوز کر کے جبل مرکب کی حد کو پہنچا قرآن اور تمثیلات قرآن کی بنسبت مزاج فاسد اوس کے کے ایسے ہیں جیسا کہ غذا اچھی بنسبت مزاج مریض کے کہ مسدہ میں جا کر باعث ازدیاد مرض اور فساد کا ہوتی ہے اور اگر کسی کو شبہ ہو کہ فاسق مطلق خصوصاً وہ فاسق کہ ساتھ صفت آئینہ کے نصف ہیں خود گمراہ ہیں پس گمراہ کرنا گمراہوں کا اس کے کیا معنی ہیں کہ اس میں تحصیل حاصل کی ہے ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ مرتبہ گمراہی کے اندر مراتب ہدایت کے انتہا نہیں رکھتے ہیں ایک مرتبہ سے طرف دوسرے مرتبہ کے ترقی ہوتی ہے پہلے قرآن کے انکار اور اس کی تمثیلات پر طعن کرنے سے اصل گمراہی اونکو حاصل تھی اور بعد نزول قرآن کے اور انکار کرنے اعجاز اوس کے سے گمراہی دوسرے مرتبہ کی حاصل کی کہ بیشتر اون کو جاہل نہ تھی البتہ استغناء اور ہٹنے گمراہی کی اون میں موجود تھی کہ اس وقت میں اس نے ظہور کیا اس واسطے کہ یہ فاسق لَئِنْ لَمْ يَنْقُصُوا عَنْكَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ یعنی وہ آدمی ہیں

تفسیر علی
روشن ہوئے
جی جہلا نے
بیان سے معلوم
ہو کہ جس مذہب
کی بنیاد تفسیر پر
ہوئے خارج ہے
خلاف یہود
وہب نہایت
(رف)
بجسے
اور اقبال
تفسیر
اور
جب ان سے
سہ جہا ہے کہ
ہمک میں فساد
نہ پہلا وصف
خدا کی مافوقی
ست سبب کہ خدا
کے نبوت سے

کہ توڑتے ہیں عہد کو کہ خدا کے ساتھ باندھا ہے بعد پختہ کرنے اُس عہد کے اُس جگہ جانا چاہیے کہ جو وقت شخص نے کلمہ اسلام کا زبان پر جاری کیا اور ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے یا ساتھ کسی خلیفہ کے اوس کے خلیفوں میں سے بیعت کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا ہوا اور نائب خدا کا تصور کیا پس اوس شخص نے خدا کے ساتھ عہد باندھا کہ جو حکم اور احکام اس کے بواسطہ اس پیغمبر کے میری طرف پہنچے سب قبول کئے اور جس وقت پیغمبر کی صحبت میں پہنچا یا کتابین سیر اور شامل اس کے کی مطالعہ کیں اور پرا و ضاع اور اطوار ان کے کے سراسر دلیل حقانیت اسکی کے ہیں مطلع ہوا اور مجرے اوس کے اور کرامتیں اولیا امت اوس کے کی دیکھیں اور سنیں اس عہد کو پختہ کیا بعد اس حالت کے اگر معاذ اللہ شبہ اسلام میں اس کے دل میں آوے اور بسبب اوس شبہ کے طعن بیچ احکام شرعیہ کے شروع کرے یقین ہے کہ یہ شخص حد عقل اور شرع سے خارج ہوا اور اسے مرتبہ گمراہی کے میں ترقی کی کہ پہلے مسلمان ہونے سے اور دیکھنے پیغمبر اور معجزات یا سننے او ضاع اور اطوار اس کے سے حاصل نہ تھا پس یہ حالت علامت ظاہر ہے اور اس بات کے کہ یہ شخص اُن کے حد کفر کی سے خارج ہوا اور طرف اعلیٰ حد کفر کے پہنچا اور بعض مفسرین نے اس عہد کو اوپر عہد استبرکیم کے حل کیا ہے اور کہا ہے کہ تمام روحیں اوس کی بعد پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے اون کی پشت سے نکال کر مانند جینیٹوں کے پھیلا دیں اور علم حق تعالیٰ کی وحدانیت کا اون کے اندر رکھ دیا اور اون سے ساتھ مضمون اوس کے کے اثر کر دیا پس اوس وقت میں تمام روحوں نے اپنے پروردگار سے عہد باندھا کہ اس کے ساتھ کسی کو شرک نہ کریں گے اور اوس کی اطاعت سے قیوم باہر نہ نکالیں گے اور یشاق اوس عہد کا اور حکم کرنا اوس کا دو طرح سے ہے اول قائم کر دینا توحید کی دلیلوں کا اون کی عقلوں میں اس طریق سے کہ اگر عقلوں اپنی کو وہوں کے پردوں سے مجرور کریں اون دلیلوں کو معلوم کر لیں اور یہی بین معنی اشہد ہم علیٰ انفسہم کے دو کبر ہیچنا رسولوں کا واسطے یاد دلانے اس عہد کے اور دوسرے شہادت دہیہ کے اور توڑنا اوس عہد کا یہ ہے کہ اس قدر بیچ تقلید باپ دادوں لینے کر

تفسیر خلیلی
پہلے دارامین
غل مت دارالوفا
تو کہتے تھے ہم تو
سوار سے واسے
پہلے فابن
عباس رضی اللہ
عنا سے فرمایا کہ
جہاں قانون ہے
کو کہہنا ذکر
تو کہتے ہیں کہ
ہم دونوں فریق
المومنین اور اہل
کتاب میں صلح
کر لائے ہیں دلی
آجکل کے مسلمان
صلح کی دالوں
حال ہے

اور پیروی کرنے خواہشوں نفسانی کے مشغول ہووین اور لذتیں بدنی اور دنیا کے فائدوں کو ایسا اختیار کریں کہ وہ علم ضروری اوں سے محجوب ہووے اور اس کو معلوم نہ کر سکیں اور جو لوگ باوجود ان تاکیدوں کے کہ بیچ اس عہد کے کی گئیں اس کو ٹوڑ ڈالیں اور برخلاف اوس کے اصرار کریں یقین ہے کہ کمال سرکشی اور عناد اوں کا ثابت ہووے اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ اوپر اسی قدر کے کفایت نہیں رکھتے ہیں بلکہ ویَقْطَعُونَ مَا
أَمَّا لِلَّهِ بِهٖ اَنْ يُّوْحٰى یعنی اور قطع کرتے ہیں اس علاقہ کو کہ حکم فرمایا ہے اللہ نے
ساتھ اس بات کے کہ اوس علاقہ کو بلا لجاوے اور وہ کئی علاقے ہیں اول وہ علاقہ کہ روح
کو ساتھ باوی الیہ مدار اعلیٰ اور گروہ جبروت اور ملکوت کے ہے اور قطع کرنا اس کا یہ سبب مستغرق
ہونے کے شہوات میں اور محبت کرنے خواہد دنیاوی کے اور حرص کرنے اور پرامور خبیثہ
کے پھر دوسرا علاقہ کہ ساتھ حضرات انبیاء و اولیاء و مرشدوں اور داعیوں کے باعتبار جبلت
انسانی کے متحقق ہے اور قطع کرنا اس علاقہ کا سبب مصاحبت کفار اور منافقوں اور بدعتوں
کے اور سننے شہدے اوں کیلئے اور بسبب طعن کرنے کے بیچ اوضاع اور اطوار نیکوں
کے پتہ میں علاقہ قربت اور رسم کا ہے اور قطع کرنا اس کا کئی طرح پر ہے ایک بسبب
ترک کرنے ملاقات کے اور بسبب نہ حاضر ہونے کے جس وقت میں کہ امیدوار حضور کے ہووین
مثل شادی اور ماتم اور بیماریا پرسی اور اعانت کے دوسرے بباعث ترک کر لے احسان
اور عروت کے تیسرے یہ سبب ایذا پہونچانے فریبوں کے اور قطع کرنا ان علاقہ کا باوجود
اس کے کہ یہ علمائے عقل اور شرع کے موافق ہیں دلیل صریح ہے اوپر اوس کے
کہ یہ شخص دائرہ عقل اور شرع کے سے نکلا وَ یُفْسِدُ وْنَ فِی الْاَرْضِ یعنی اور فساد
کرتے ہیں زمین میں کئی وجہ سے اول یہ کہ آدمیوں کو ایمان سے نفرت دلاتے ہیں اور
مسلمانوں کے مخالفوں کو اوپر لڑائی اوں کی کے درغلاشتے ہیں اور کافروں کو مسلمانوں
کے اسمہ پر مطلع کرتے ہیں اور غیب صحابہ اور نیک لوگوں کے ڈھونڈ کر مشہور کرتے ہیں تاکہ
آدمی نا قیر صحبت پیغمبر اور خوبی اس دین کی سے بد اعتقاد ہووین دوسرے
یہ کہ طعن مال اور احسان اور انعام کی جوے کر ہر زمین اور ممنوع بدعتیں آدمیوں

محبوبی

११३-१३

[illegible]

دودو وون

زادوی

الحمد لله

بہارِ حیات

ملاح

کافی

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۰۰

سورجی

١٠

میں نے

1

تفسیر ظہری

فصل فی غذا

اور رسول پر ایمان

لَا تُؤْخَذُ بِمَا عَلَىٰ يَدَيْهِمْ

شأن لو کہ کسی کی

بسیا بے خوفی

ان کے ہم عمری

ان جائزین

یہاں لکھا ہے

وَأَمَّا مَن يَمُنْ

وَلَا يَمُنْ بِمَا عَلَىٰ يَدَيْهِمْ

ساکام نہیں کیا

پیشہ اب بھی

الغیر والوں کو

دینا دے دنیا

بے سزا لوگ بے خوف

کہا کرتے ہیں

میں رائج کرتے ہیں تیسرے یہ کہ واسطے شہوت رانی اور غصہ اپنے کے بیباکی
 کر کے قتل کرنا اور زخمی کرنا اور مارنا اور دشنام دینا اور تاوان لینا اور سلفے لینا
 مال کا کرتے ہیں اور تلف ہونا ناجائز کا اور مویشی اور کہیتوں کا اور قطع طریق اور
 احتکار بسبب اوس کے وقوع میں آتا ہے اور ان چیزوں سے زمین کا فساد ہے
 لیکن ان باتوں سے مقصد اپنے کو کہ وہ امانت دین حق کی اور تحفہ اہل صلاح اور
 عینک لوگوں کی ہے نہیں پہنچتے ہیں بلکہ **لَا تَأْكُلُ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم** یعنی یہ لوگ ٹوٹے ہیں
 ہیں کہ اس مال اپنا کہ وہ عقل تھی اور بسبب اس کے توقع بڑے بڑے فائدوں کی تھی کہ
 دنیا میں فائدے کتاب کے اون کو ملے اور آخرت میں لذتیں بہشت کی حاصل ہوتیں
 بالکل برباد گئے اور بدلے اسکے ان مہلکات کو کہ بعد مرنے کے بصورت سانپ اور بچوں کے
 نمودار ہونگی خرید اور بیچ جو اس کے وہی مثل درست آئی کہ اعطی دتہ واخذ ابعث
 یعنی دیا مونی کو اور لیا ایک اینٹ کو اور اگر نتیجہ اس قرآن کے سے تم عاجز ہوئے اور
 سجدہ اور شکل کشا تمہارے بھی مدد تمہاری سے عاجز آئے پس معلوم ہوا کہ تم اس قرآن
 کو کلام آبی جان کر انکار کرتے ہو پس یہ انکار کرنا کفر کرنا خدا کے ساتھ ہے اور کفر کرنا خدا کے
 ساتھ باوجود واقفیت حال اپنے کے کہ ابتدا اور انتہا میں اس طرح ہے متصور نہیں کیف
تَكْفُرُونَ يَا لَلَّهِ کس طرح کفر کرنے ہو تم ساتھ اللہ کے **وَكُنْتُمْ أَكْوَافًا** یعنی اور حال
 یہ ہے کہ تھے تم جسم غیبی رجاں کے کہ کچھ حس و حرکت تمہارے میں تھی پہلے تم عناصر تھے
 بعد اس کے غذا اور باپ کی ہوئے بعد اس کے لطفہ بعد اس کے خون بندہ ہوا ہوئے
 بعد اس کے گوشت کے شکرے اور اس حالت میں عنایت الہی طرف تمہارے متوجہ ہوئی
فَأَحْيَاكُمْ یعنی پس زندہ کیا تم کو ساتھ ہوئے روح کے یہاں تک کہ حس و حرکت
 تم میں پیدا ہوئی لیکن ابھی تک کہ تم عقل عنایت کی تھی مردہ اور جاہل تھے پر عقل
 کامل تم کو بخشی اور زندگی دوسری تمہارے تین سوینی اور اب تک بیچ جانے اون چیزوں
 کے کہ عقل و جان نہیں پہنچتی ہے مانند مرد کے تھے پر کتاب اوپر تمہارے نازل فرمائی
 اور غیب کی زبان سے اس کتاب کا بیان کر دیا اور زندگی دوسری بخشی تمہیں کہ

تفسیر خلیلی

اختیار کرم

مبادی دل آن فرد

بابت دہ کلام

رینا دین بادیہ

خدا تعالیٰ

کہ کیف تکفرون باللہ وقصتکم هذا القصة لیکن اس جواب میں اب تک خدشہ باقی ہے
 اس واسطے کہ جو قصہ اوپر امور مستقبلہ کے شامل ہونا مجموعہ اس کے کایچ حالت
 وجود عامل کے شکل دکھلائی دیتا ہے اور حال ہونی کے واسطے ضرور ہے کہ عامل ذوالحال
 اور حال کا زمانہ مقارن ہو اسی واسطے اکثر توجیہ کرنے والوں عبارت کثافت کے لئے ایسا
 اختیار کیا ہے کہ مجموعہ قصہ کا حال جامع ہوا ہے باعتبار معلومیت کے نہ باعتبار وقوع
 کے اور علم ساتھ اس قصہ کے مقارن عامل کے ہوا اور اس جواب میں بھی خدشہ باقی ہے
 اور وہ یہ ہے کہ کافرون کو اقصیٰ کا علم تھا اور اگر بعضے دیدہ و دانستہ مکارہہ کرتے ہوں یہ بھی
 احتمال ہے لیکن ان میں سے دوسری بار زندہ ہونیکا اور رجوع کرنے کا یقین نہیں کہتے
 تھے اور بعضے چیلون مغربوں نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہ مستقبلات باعتبار معنی ثم کے ماول
 ساتھ ماضی کے ہیں اس واسطے کہ معنی ثم کے عطف مع تراخی کے پہلے معنی کلام کے
 یہ ہوے کہ فاحیا کہ و تراخی اما بته و تراخی اچاۃ ایا کہ و تراخی رجوع حکم الیہ - یعنی
 پس زندہ کیا تم کو اور تراخی ہوا مارنا اوس کا اور تراخی ہوا جلانا اوس کا تمہارے تبیین
 اور تراخی ہوا رجوع تمہارا طرف اوس کے اور اس وجہ میں بھی خدشہ باقی ہے اس واسطے
 کہ تراخی ان امور کو بیچ نہونے کفر کے دخل نہیں اور باوجود اس کے کہ تراخی ماول ثم کا ہے
 معنی حرفی ہیں کہ ہرگز استقلال نہیں رکھتے ہیں بلکہ فقط عرۃ ملاحظہ غیر کی ہے اور حال
 کو چاہیے کہ معنی مستقل ہوں اور اگر معنی حرفی کو بیچ حکم معنی اسی کے لیون اور وصف
 اور حال میں استعمال کیا جاوے پس کچھ فشرق معنی حرفی اور اسی میں نہیں رہتا ہے
 پس سب سے صحیح توجیہ یہ ہے کہ جملہ وکنتم امانا فاحیا کہ کا منقطع کلام کا ہے اور ثمر
 عیت کو معطوف اوپر جملہ کیف تکفرون باللہ کے ہوا اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ باوجود جاننے
 ابتداء حال اپنے کے کفر ثم سے نہایت بعید ہے اور اگر باوجود اس تمام جاننے کے
 کفر قبول کرتے ہو پس تم کو پھرموت اور حیات دوسری دپیش ہے سزا اس کفر کی
 اوس موت اور حیات میں تم چکھو گے سوال دوسرا یہ ہے کہ بیچ فاحیا کہ
 کے استعمال فاک کیا اور محفوظات اوس کے میں اعظم ثم کالائے ان دونوں میں فرق کیا ہے

میں ہوتا ہے

جواب اسکا یہ ہے کہ جو موت بیچ و کندھا احوال کا ہے مذکور ہے وہی ہے کہ لطفہ کے واسطے
 پشت پر زمین اور جنین کے واسطے ماکے پیٹ میں ہوتی ہے یعنی نہونا حیات کا اور عدم
 حیات منہ ہے وقت احیا تک پس زندہ کرنا اُس کے متصل ہوا اور محل دخول ناکا ہو گیا
 اور امانت احیا سے بہت پیچھے ہے گو کہ حیات سے مترافی نہوا اور ایسے ہی احیا دوسرا ہی امانت
 سے بہت مترافی ہے گو کہ موت سے مترافی نہوا اور ایسے ہی رجوع الی الدار احیا دوسرے
 سے مترافی ہے پس محل تم کا ہوا سوال تیسرا یہ ہے کہ بعض مفسرین نے توجیہ کے کو
 اس کے اوپر حمل کیا ہے کہ یہ احیا وہ ہے کہ قبر میں واسطے سوال مسکر اور نکیر کے ہوگا اور
 ثلثیہ تہجوت کو اس احیا پر حمل کیا ہے کہ دن حشر کے ہوگا واسطے ثواب اور عذاب
 کے یہ توجیہ درست ہے یا کسی طرح کا اس میں غلط ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یہ توجیہ ہر چند من
 حیث اللفظ محتمل ہے لیکن من حیث المعنی چنداں چسپان نہیں اس واسطے کہ اگر حیات قبر کی
 حیات حقیقی اعتبار کیا جاوے پس بیچ وقت بعثت اور حشر اور نشر کے آنا حیات دوسری کا
 اوپر اوس حیات کے کہ قبر میں ہو چکی درست نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ زندہ کو زندہ کرنا ایسے
 ہے پس ضرور ایک بات دو چیزوں میں سے اختیار کرنی چاہیے یا قائل ہونا چاہیے موت و نشر
 کہ قبر میں ہو اور یہ خلاف اجماع کا ہے اور یہی خلاف اسلوب اس کلام کا ہے اس واسطے
 کہ اس صورت میں ایسا فرمانا چاہیے تھا کہ بھیجی کہ تہمیت کو ثلثیہ تہجوت یا قائل ہونا
 اس کا چاہیے کہ حیات بعثت اور حشر اور نشر کی مجازی ہے حقیقی نہیں وہ صریح البطلان
 بلکہ حقیق یہ ہے کہ حیات کے معنی کیا ہیں تعلق پیکر ناروح کا ساتھ بدن کے اور قبر میں
 ہرگز تعلق روح کا ساتھ بدن کے نہیں یعنی حلول روح کا نہوا بلکہ ادراک اور شعور روح
 کا کہ بعد مفارقت کے بدن سے اوس کو باقی رہتا ہے اسی کو حیات قرار دیا ہے پس حمل
 کرنا حیات قبر کا اوپر حیات مجازی کے معنی ہے اور پس سوال چوتھا یہ کہ بعض آدمیوں کو
 ساتھ دلیل نصوص قرآنی کے میں باموت و بپیش آئی مثل حضرت عزیر کے کہ انکو
 پورے تیس تک مرا ہوا رکھ کر زندہ کیا پھر موت دوسری کہ قیامت تک رہے گی کہ پائی
 اور ایسے ہی وہ آدمی کہ بنی اسرائیل میں سے تھے اور وبا کے ڈر سے بہاگ کر چلے

۹۷
 یعنی نفس زندہ
 کہ جس کا سبب
 دینے کے لئے روح سے
 جب وقت خاص
 میں ہو چکا ہو
 اس میں اور
 اس میں ہے کہ
 حیات باقی ہے
 وہ تیسرا اسکا
 اتصال رات کو
 باجا ہے یہی
 ہی حال رات
 اور موت کا ہے
 تفسیر علی
 ساتھ ہیں مسلمانوں
 سے توحشی توحشی
 سے سہل ہیں
 فہم نے ہم
 مسلمانوں سے
 رہتے ہیں

کئے تھے اذن کو حکم ہوا کہ موت پھر اذن کو زندہ کیا اور ایسے ہی وہ آدمی بنے اسرائیل
 میں سے کہ ہمراہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے میقات میں گئے تھے بجلی سے مر گئے تھے
 بعد اس کے پھر انکو زندہ کیا جیسا کہ بیچ اس سورت کے آتا ہے ثوبیثنا گھروں بعد میں تصکم
 اور جب بعد ہر موت کے احیا لازم ہے پس اس جماعت کو احیا بھی تین مرتبہ واقع ہوا اس
 آیت میں مطلقاً دو موت اور دو حیات پر کفایت کرنی کس طرح درست بیٹھے جو آب
 اس کا یہ ہے کہ عادت میں دو موت اور دو حیات سے زیادہ نہیں اور اس جگہ مذکور ان
 نعمتوں اور تصرفات کا ہے کہ موافق عادت کے کثیر الوقوع ہیں اور ہر اہل اور اہل میں
 پائے جاتے ہیں اور موت اور حیات زیادہ دو بار سے خاص بعض افراد اور بعض جماعت
 میں ہے کلیہ نہیں اور باوجود اس کے علم ساتھ موت اور حیات کے زیادہ دو بار سے
 مخاطبین کو حاصل نہ تھا اس واسطے کہ یہ لوگ اوپر قصوں پہلی امتوں کے خبردار نہ تھے پس
 اون کے خطاب میں ذکر زندہ کا بے وجہ تھا اس جگہ جاننا چاہئے کہ اس آیت میں بڑے
 مقاصد عدہ علم عقائد کے دلیلون کے ساتھ مذکور ہیں سامع کو چاہئے کہ اذن مقاصد
 کسوح دلیلون کے معلوم کرے مقصد پہلا یہ کہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے دانا اور توانا
 اور زندہ اور سننے والا اور دیکھنے والا اور غیر محتاج ماسوے اپنے سے اور انہیں
 مقاصد سے ہے کہ قدرت جلالتے اور مارنے کی غیر اوس کے کو حاصل نہیں اور
 انہیں مقاصد سے ہے کہ حشر اور نشر حق ہے اس واسطے کہ دوسری بار کام
 کرنا پہلی دفعہ سے آسان ہوتا ہے اور انہیں مقاصد سے ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے
 بندوں کو ساتھ امر اور نہی کے تکلیف دی ہے اور اسباب خوف اور جہا کا عالم آخرت
 میں ان کے واسطے تیار کیا ہے اور انہیں مقاصد سے ہے کہ دنیا میں زہد اور بربر غبتی
 اختیار کرنی چاہیے اس واسطے کہ بعد اس زندگی کے موت دپیش اور یہ زندگی ساقی
 موت کے بدل ہوگی اور جو شے کہ اس حالت میں ہے خواہ مال خواہ اولاد خواہ گھر اور
 باغ کہ واسطے نفع اس زندگی کے ہیں تمام اوس سے دور کئے جا دیں گے یہاں تک
 کہ بعد موت کے مالک کسی چیز کا نہ رہے گا اور دنیا میں کوئی اثر اور نشان اوس پر چھوڑینگے

تفسیر خلیلی
 کہ ہم ایمان لائے
 دلی گزشتہ میں اور
 حقیقت میں ہم تین
 لوگوں کے ساتھ
 ہیں اور ہمارے
 ہی ہم خیال ہیں
 وینا اور ہونے
 دنیا میں ہونے
 دل کی گزشتہ
 اور اونی گزشتہ
 میں اذن کو زندہ
 دینا ہے کہ وہ اور
 ہلک جائیں ف
 یعنی وہ دوسرا
 سے ہونی کرتے
 ہیں تو اس کا

مدت دراز محمد بن گذارے گا کہ ہر چند اسکو آواز دیتے ہیں جواب نہیں دیتا ہر اور ہر چند اس سے پوچھتی ہیں بات نہیں کہتا ہے اور ساتھ اس مرتبہ کے دلون سے محو ہو جاتا ہے کہ اقربا کو پروا زیادہ اسکی کی نہیں رہتی ہے اور کہنے والے اوس کو مطلق فراموش کر لے ہیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے ہلیت دوہیم جگر کو روزے کباب پکھی گفت گوئند کہ باریاب پڑوینا کہ بے مابے روزگار پڑوینا گدازو بہارہ بیاتیرودی دادار کی بہشت پڑوینا کہ خاک باقیم خشت پڑوینا جب کہ حالت اس حیات کی ایسی ہے پس قابل اس کے نہیں کہ دل اس کے ساتھ باندھا جاوے اور اوس کو اوپر زندگی ہمیشگی کے کراگے آتے ہی اختیار کیا جاوے اور اگر کافر کہیں کہ ہر چند خدا سے تالے جلانے والا اور پھر والا ہمارا ہوا لیکن کسی طرح کا حق اور کا اوپر ہمارے ثابت نہیں تاکہ ہم کو کفران نعمت اوس کے کا اور التجا طرف غیر اس کے کے مضر ہو اس واسطے کہ زندگی اور موت ہماری اوس کی طرف سے قصد اور اختیار کی راہ سے نہیں بلکہ اسباب وجود ہمارے کے اس سے صادر ہوئے اور وہ اسباب رفتہ رفتہ اس پنج پر ہم ہو گئے کہ ہم موجود ہو گئے ابتداء اللہ تعالیٰ کو قصد پیدا کرنے ہمارے کا نہ تھا تاکہ ہمارے اوپر منت اوس کی ہوتی ہم کہتے ہیں یہ اعتقاد تھا ہمارا غلط ہے اسواسطے کہ اللہ فی خلقہ لکن فی ذلک پاک وہ ہے کہ مقرر کیا واسطے ہمارے پیدائش ہماری کا فی الذکر فی جہنم یعنی وہ چیز کہ بیچ زمین کے ہے تمام جیسا کہ غذائیں ستہری اور خوشبوئیں پاکیزہ اور آوازیں اور صوتیں زیبا اور لذت کی چیزیں موافق خواہشوں کے اور بعضی زمین کی چیزوں کو کہ وسیلہ ان چیزوں کے حاصل کرنے کا کیا جیسا کہ تیر اور کمان اور جال اور شست شکار کے واسطے اور لکڑی اور لوہا اور نیل اور سی کمیتی کے واسطے اور درختوں کے بونے کے واسطے اور بعضی چیزوں کو کہ وسیلہ تکلیفوں کے دور کرنے کا اور آرام اور قرار حاصل ہونیکا کیا جیسے کہ مکان اور خیمہ واسطے دور کرنے گرمی اور سردی کے اور دوا واسطے دور کرنے بیماری کے اور بعضی چیزوں کو واسطے حاصل ہونے عبرت اور موعظ اور سمجھ کے پیدا کیا مانند موت اور بیماری کے اور شقت اور درد کے اور موت میں فائدہ دوسرا ہی ہے کہ اگر پہلے لوگ نہ مرتے اور

و بیان اوس
کہ جتنی چیزیں
ہیں سب انسان
کے کام میں آتی
ہیں اور اس
میں ایک ذرہ
کام نہیں ہے
تفسیر
بے خدا ہو
انہ نہیں کر
چہ کہ وہ لوگ
نے جن ان
خدا کو کچھ
بے دلیل
دینے کا تاج
میں

ہو اطراف پیدا بش آسمان کے واسطے کہ آسمان متفصن ہے اسباب حاصل کرنے
 اوان چیزوں کا کہ زمین میں ہیں فشق نقص پس ٹھیک کیا اوان آسمانوں کو اس
 طرح سے کہ کہیں سوراخ یا شکاف اور ٹیرا ہین اوس میں نہ اور اعتدال کلی
 حاصل ہوا سبب نقصان یعنی سات آسمان تاکہ کو اکب سیدہ اوان میں حرکت
 کریں اور حرکتوں ان کی سے طرح طرح کے اوضاع ظاہر ہو دیں اور اوان اوضاع
 سے جو چیزیں کہ زمین میں مخفی ہوں ظہور کریں مثل ریش مینہ کے اور پکنا میون
 اور دانوں اور غلن اور گاس کا ساتھ آفتاب کے اور رنگت دیئے اور حرہ اور
 خواص ساتھ آفتاب کے اور اور ستاروں کے اور تبدل چارون فصلوں کا ساتھ
 قرب اور جد آفتاب کے اور ایسے ہی غلے اور میوے ہر موسم کے اور احتیاج طرف
 سامان درست کرنے ہر موسم کے تکلیفات اوس کی دفع ہو دیں جیسا کہ عارتین مضبوط
 بارش کے وقت اور لباس گرم سردی کے موسم میں و علی هذا القیاس اور روشنی
 ہر حال میں بسبب ستاروں آسمانی کے ہے واسطے کہ جو ہر چک دار زمین کی چیزوں
 میں بجز آگ کے دوسری شے نہیں اور آگ کو اگر ہمیشہ پاس رکھو نقصان پہونچاتی ہے
 اور آسمان کے ستارے ایسے نہیں اور علاوہ اس کے آگ کی روشنی ہر وقت باقی
 نہیں رہتی بلکہ حاجت لکڑیوں وغیرہ کی دم بدم پڑتی رہتی ہے کہ اوس کے سبب
 سے جلتی رہے اور آدمی میں جیسا کہ اسرار تمام زمین کی چیمیزوں کے کہیں ہیں اور
 بسبب اوس کے تمام چیمیزوں زمین کی سے نفع اور ہوتا ہے ایسا ہی اسرار تمام
 آسمان کی چیمیزوں کے اس کے اندر رکھ دئے ہیں تاکہ آسمان کی چیمیزوں سے بھی
 نفع اور ہوتا ہے اور ایک قسم نفع کی کہ سب فائدوں سے عمدہ ہے اور یہی ہے اور
 کل چیزوں سے وہ نفع حاصل ہو سکتا ہے خواہ مخلوقات سفلی ہوں خواہ مخلوقات علوی
 مگر یہ نفع خاص نوع انسان کی واسطے ہے اور وہ خاص نفع یہ کہ انسان دلیل پکڑے ساتھ
 نشانہ قدرت اور دلیلون الوہیت اللہ تعالیٰ کے جیسا کہ طرف اس نفع کے اشارہ
 فرمایا ہے حج آیت سبذیہم آیاتنا فی الافاق و فی انفسہم حتی یبیین لہم انہ یحییٰ ابہم و کہادنگی

تفسیر خلیلی

بجہ اوست
اون کے پاس
سوائے اسکیسبب چیمیزیں
ستاروں کےانعام سے
توطرف سے
اون کے ساتھسائلہ جاری ہے
جو ہر وقتوں سےساتھ کرتے ہیں
سوائے انکیارے باقوت
یعنی ہیںوہ زمین جلدی
اون کی سببنہیں ہونی
سبب

او کو اپنے نمونہ دنیا میں اور انکی جانوں میں تاکہ اہل جاوے اوپر کہ یہ بات ٹھیک ہے اور
 ایک اور نفع ان چیزوں سے یاد دلانا آخرت کا اور یاد دلانا ثواب و عقاب اس جہان کا
 حاصل ہوتا ہے اور وہ بھی خاص انسان کو واسطے یہ ہے کہ لذتیں کمانے اور پہنے اور
 میوے اور نکل اور سوار یوں کی دیکھتا ہے اور سنتا ہی قیاس کرتا ہے بہشت کی
 نعمتوں کو اور سباب وحشت اور تکلیفات کے جیسا کہ غم اور خوف اور بکلی اور آگ اور بیماریا
 جانور اور طوق اور زنجیر اور سانپ اور بچھو دیکھ کر اور سنکر دوزخ کے عذاب کو اوس پر
 قیاس کرتا ہے اور تخصیص سات آسمان کی کہ اس مقام میں مذکور ہے اس واسطے کہ آسمان
 سفلی کہ نوع انسانی کو اکثر درکار میں بسبب انہیں سات آسمانوں کے اور ستاروں ان کے
 ہے والا صلیب ان سب چیزوں کی اور لوح مدبرہ عرض اور کرسی کی سے پیدا ہوئی ہیں اور
 بڑا نفع انسان کا بلکہ ہر مخلوق کا انہیں سی ہے لیکن ہر گاہ کہ ارتباط موجودات سفلی کا ان کے ساتھ
 ظاہر میں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہے ذکر عرض اور کرسی بلکہ لوح اور قلم کا بھی اس مقام
 میں نہیں فرمایا چاہل یہ ہے کہ آدمی کو زمین اور آسمانوں کی چیزوں سے نفع دینا اور
 ان چیزوں کو اس کے کام کے واسطے پیدا کرنا دلیل حرج ہے اور ہر اس کے کہ جو
 اور حیات اور موت اوس کی بسبب عنایت خاص جناب الہی کے ہوئے اوس قبل سے
 نہیں کہ بسبب پیدائش اور چیزوں کے تناسل کی بھی پیدائش ہو گئی بغیر اس بات
 کے کہ مقصود بالذات ہو اس واسطے کہ الدقائق ساتھ ربط دینے تمام چیزوں کے ان کے
 اسباب کے ساتھ دانا ہے وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ یعنی اور وہ ساتھ ہر چیز کے
 دانا ہے پس جو چیزیں زمین کو زمین اور آسمان میں ہیں جانتا ہے اور مداروں سب
 چیزوں کے آدمی کے اندر رکھ دینے کی طاقت رکھتا ہے اور ایسے ہی بعد موت کر
 مردہ کے تمام اجزاء ان کو جانتا ہے پس جمع کرنا اجزاء مردہ کے واسطے دوبارہ پیدا
 کرنے کے اوس کے نزدیک ایک آسمان کا کام ہے اور یہی جو کہ مقصود سے ہر عمل
 کا ہے کہ جزا اوس کی اچھی ہے یا بری اوس کو بھی جانتا ہے اور شکر کرنے ان
 نعمتوں کے سے یہ چیز لازم ہے اور ناشکری اور ان کی سے یہ شے لازم ہو اور مذکور بھی جانتا

نمبر ۱۰۰

ذیل دی ویکائی
 ہے (۱) اٹلٹو
 الذین یشترون الماء
 راہ لکھی ہے
 بجز ان کے جو
 گاؤں میں ہیں
 تہہ لوگ دی
 ہیں جنہوں سے
 راہ کے بدلے
 گمراہی مولی
 سو انکو وہ دنیا
 پہلا نہیں اور
 وہ راستہ پانے
 واسے ہی نہیں
 ہیں افس ریخ
 دین اسلام کی
 سید ہی راہ کو
 کوہنوں کی ہی
 راہ اختیار کی ہے
 کوہنوں کی ہی

پس معلوم کرنا آدمی کا ان سب چیزوں کو خواہ مخواہ اس کی طرف لانا ہو کہ ناشکری اسکی
 نہ کرے اور انکار احکام منزلہ اس کے کا اس سے سرزد نہواں جگہ دو سوال ہیں کہ جواب لکھا
 چاہیے اول یہ کہ خلق لکھ مافی الارض جیسا اسپرد لالت کرتا ہے کہ جو کچھ زمین میں
 ہے ہر کسی کے واسطے نفع لینا اوس کا مباح ہی جیسا کہ مذہب ابا حنیفہ کا ہے اور حال
 یہ ہے کہ حرام چیزوں کی حرمت سب شریعتوں میں قطعاً ثابت ہوئی ہے جواب اس کا یہ ہے
 کہ پیدائش تمام چیزوں کی واسطے انتفاع سب آدمیوں کے تقاضا اسبات کو کرتی ہے
 کہ ہر چیز سے ہر شخص نفع اٹھاوے بلکہ اس آیت میں کہ مقابہ جمع مافی الارض کا ساتھ
 تمام ہی آدم کے ہے اسکو تقاضا کرتا ہے کہ افراد اول کے اوپر افراد دوسرے کے
 منقسم ہوں گے یعنی کسی شے سے کوئی نفع اٹھاوے اور کسی سے کوئی پس جو چیز کہ غیر
 حق اس میں متعین ہو اور کسی سبب سے اوس کی ملکیت میں آئی نفع پکڑنا اس سے
 دوسرے کو بغیر اجازت صاحب حق کے روا نہواں اور ایسے ہی نفع پانا بنی آدم کا جمع مافی الارض
 سے اسبات کو ہی تقاضا نہیں کرتا ہے کہ ہر کسی کو ہر چیز سے ہر قسم کا نفع لینا روا ہو بلکہ ایک
 شے کے نفع کئی طرح کے ہوتے ہیں اور ہر ایک طریق نفع اٹھانے میں شرع کی طرف رجوع
 کرنا چاہیے مثلاً جو انتفاع کہ زوہر سے ہے وہی کے ساتھ ہے اور انتفاع ما اور بہن کی
 طرف سے باعتبار شفقت اور امداد کے ہے اور انتفاع بانی سے ساتھ پینے کے ہے اور
 انتفاع آگ سے ساتھ پکانے کے ہے بلکہ لفظ کلم کہ لام نفعیہ اوس میں موجود ہے
 دلیل صریح اسبات پر ہے کہ ان سب چیزوں کا نفع اپنے استعمال میں لاؤ نہ ضرر
 اور ضرر دو قسم ہے دنیوی اور دینی ضرر دنیوی کو اہل تجربہ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں
 اور ضرر دینی سوائے تسلیم انبیاء کے معلوم نہیں ہو سکتے اسواسطے کہ وقت ظہور
 ضرر دینی کا آخرت ہے اور وہ وقت کسی نے اب تک نہیں دیکھا تاکہ تجربہ اوس ضرر کا
 اسکو ہو تاہیں طریق صرفت ضرر کا بحر اس کے نہیں کہ پیغمبروں سے سنا جاوے اور
 یقین کیا جاوے اور اسی سبب سے ہے کہ تحریم مجرمات کی سب شریعتوں میں موجود ہے
 اور اگر کوئی کہے کہ بعضی چیزیں زمین کی ایسی ہیں کہ شرع میں نفع اوس کا بالکل

۱۰
 بنی جن جو
 شے نفع ہیں
 وجہ سے ختم
 میں لاؤ جس
 وجہ سے ضرر
 دینی یا دنیوی
 اوس میں ہو
 اوس سے بچو

تفسیر

بنی جن جو

سبب سے بچو

بنی جن جو

سبب سے بچو

بنی جن جو

سبب سے بچو

بنی جن جو

باطل ہے اور مال مقوم کی جنس سے نکال دیا ہے جیسا کہ غم اور خنزیر پس ایسی چیزیں
سے نفع کیونکر تصور ہو ہم جواب دیتے ہیں جیسا کہ زمین کی چیزیں بعضی اس
قسم کی پیدا کی ہیں کہ بے قدر محض ہیں ایسے ہی بنی آدم میں ایک ایسا فرقہ پیدا کیا جو
کہ عند اللہ بے قدر محض ہیں وہ فرقہ ساتھ ان چیزوں بے قدر کے منتفع ہوتا ہے
مثلاً شہر ہے ہر گندہ پڑے راگندہ خوری است اور نزدیک عقل اور اہل شرع کے
جس وقت اس جماعت بے قدر کو ان چیزوں کے ساتھ نفع اٹھاتے دیکھیں اور نفس
اُن کا بھی تقاضا اس انتفاع کو کرے اور وہ لوگ اپنے تین موافق حکم شرع کے
اس سے بند کریں بہت بڑا نفع حاصل ہوتا ہے کہ صبر کے ثواب کے مستحق ہوں گے
وانما یوفی الصابرین اجرہم بغير حساب یعنی دیا جاوے گا صبر کرنے والوں کو
ثواب اور ان کا بے شمار دوسرے یہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدائش اس
چیز کی کہ بیچ زمین کے ہے مقدم اوپر پیدائش اسمائون کے ہے اور یہی مضمون سورہ حم
سجدہ میں صراحت کے ساتھ مذکور ہے اور وہ کہ سورہ والنا زعات میں مذکور ہے کہ
والارض بعد اذک دحطھا صراحۃ دلالت کرتا ہے کہ جو زمین کا جسے چوڑا کرنا
اور چھانا اوس کا بعد پیدائش آسمان کے اور برابر کرنے اوس کے کے بلکہ بعد
حرکتوں ستاروں اوس کے کے ہے اور بعد موجود ہونے دن اور رات کے اور یہ ظاہر جو
کہ پیدائش زمین اور اوس چیز کی کہ زمین میں ہے بحر پہیلانے زمین کے ممکن
نہیں پس دونوں آیتوں کے مضمون میں تعارض اور تناقض ہوا اور باوجود اس کے
یہی خلل ہے کہ خلق لکم مافی الارض کم سے کم دلالت اوپر اس کے کرتا ہے کہ جو
کچھ زمین میں ہے ابتدا پیدائش اوس کی سے خطاب تک مقدم اوپر تو یہ اسمائون
کے ہے اور یہ بات مخالف حس اور باہت کے ہے قطع نظر اس سے کہ معارضہ و محال
آیت کے ساتھ ہو جواب اس کا یہ ہے کہ خلق لکم مافی الارض بمعنی قدر لکم کے سمجھنا
چاہیے اور ایسے ہی سورہ سجدہ میں وجعلناہا واسی من فضا وبارک فیہا وقل فیہا اقوالہا
اس واسطے کہ پیدائش جمیع مافی الارض کی بدون حرکتوں آسمانی کی واقع نہیں پس

سبح اسموہ
کہ غم اسوہ
السماء وخلق لکم
فی الارض کم
مذکور ہے اور اس
سے یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آسمان
کی پیدائش بیچ
ہوتی ۱۲

تفسیر ظہیری

ت اور ان کی مثل
ایسی ہے جسے
کی سزا اگل سگانی
جب اوس کے
ارد گرد روشن
ہو تو قضا نے
ادنی (انکم کی)
روشنی ہی
چھین لی اور
اون کو ایسی

تسویہ آسمانوں کا ستارہ نہیں ہو سکتا ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ دھوڑ زمین کا قطر
پیدا ایش آسمان کی سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ تسویہ آسمان کا زمین کی پیدائش
سے پیچھے ہے اور یہ اقوال مفسرین کے بسبب غفلت کرنے عموماً مافی الارض جمیع
کے سے ناسخی ہیں اور اس آیت کے مضمون سے بھی غفلت ہے و دفعہ سہمکا احتیاجاً
واغشش لیلھا و اخبر ضلھا و الا رض بعد ذلک دھما البتہ یہ احتمال ہے کہ اول زمین کو
نہایت چھوٹا سا پیدا کیا ہوا اور اُس میں اصول پہاڑوں کے اور برکت نہروں اور
چشمون کی رکھ دی ہو اور قوت حیوانوں کے اوس میں مقرر کئے ہوں بعد اس کے
طرف آسمان کے متوجہ ہو کر اور اوس کو سات آسمان بنا کر گردش میں لاکر نور اور
ظلمت رات دن کے ظاہر کر کے پھر زمین کو بچھا کر چڑھا اور فرائخ کیا ہوا اور اس
احتمال کے سبب آیتیں مطابق ہوتی ہیں مگر مافی الارض جمیعاً کو مخصوص اصول
اور نباتات کے ساتھ کرنا ضرور ہے اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے تائید
اسی احتمال کی منقول ہے کہ فرمایا ہے خلق الله الارض في موضع البيت كهيئة القهقر
عليها دُخان ملقق بها ثم اصعد الدخان وخلق منه السموات وامسك الفهم في
موضعها وبسط منه الارض فذلك قوله كائناتاً نقياً یعنی پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے زمین
کو بیت اللہ کی مانند ایک غلو پہن کر کے اوپر اوس کے دھوان لپٹا ہوا تھا پھر بلند
کیا دھوین کو اور پیدا کئے اوس سے سب آسمان اور پھر ارا کہا اوس غلو کو اپنی
جگہ اور پیدائی اوس سے زمین پس یہی ہے مضمون قول اوس کے کا کائناتاً نقیاً
یعنی تھے آسمان اور زمین مومنہ بندھے یعنی ایک چیز تھے اس جگہ میں کتنے فائدہ
جائنے چاہئیں اول یہ کہ ساتھ روایت سدی کے ابن عباس سے اور اور گروہ صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم سے ایسا منقول ہے کہ پہلے پیدائش آسمان اور زمین کی سے دو
چیزیں موجود تھیں عرش اور پانی جب ارادہ الہی ساتھ پیدائش آسمان اور
زمین کے شعلی ہوا پانی سے ایک دھوان اڑھا اور سب اُس دھوین او شنے کا بعضی
روایتوں میں ایسا آیا ہے کہ ہو کر اوس کے اوپر مسلط کیا اور بسبب اوس

۱۰
یعنی دھواں
اور نباتات کے
پیدا کئے اور
ترجمہ تفسیر عزیز
زمین کی ملامت
دھواں غلظت
اور پھر آسمان
کی پیدائش
پہلے زمین کی
چیزیں پیدا
ہو جانے اور
پیدا ہے
تفسیر خلیلی
اور زمین
پس چھوڑ کر
ابا و کو سپرد
ہو جائی
نہیں
فائدہ ہے

ہوا کے پانی میں موج اور جنبش پیدا ہوئی اور بسبب سخی حرکت کے گرمی پانی میں موجود ہوئی اور اس سبب سے دھواں پیدا ہوا اور اس دھواں نے اوپر کی طرف کو صعود کیا اور وہی دھواں مادہ آسمان کا ہوا کہ دوسری آیت میں اوس کی طرف اشارہ ہے ﴿فَرَأَسْتَقُیَ الِی السَّمَاءِ وَهَلْ دَخَاْتُ﴾ پھر تھوڑے سے پانی میں خشکی اور تجر پیدا ہوا اور وہ مادہ زمین کی پیدائش کا ہوا پس پہلے اوس زمین کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے سات زمینیں بنائیں بعد اس کے طرف مادہ آسمان کے متوجہ ہوا اور اوس کے سات آسمان بنائے اور ان روایتوں میں پیدائش زمین کی چاروں میں اس تفصیل کے ساتھ ذکر کی ہے کہ یک شنبہ کے دن ابتدا پیدائش دھواں کی کہ مادہ آسمان کا ہے اور پیدائش کچھ چڑھی ہوئی کی کہ مادہ زمین کا ہے وقوع میں آئی اور دو شنبہ کے دن زمین کو سات ٹکڑے بنایا اور یک شنبہ کے دن پہاڑوں کو زمین پر قائم کیا اور نہروں کو جاری کیا اور چار شنبہ کے دن درختوں کو اگایا اور قوت جانوروں کا کہ دانہ اور گھاس ہے اس میں پیدا کیا اور چھ شنبہ کے دن آسمان کے مادہ کی طرف متوجہ ہوا اور اوس کو سات آسمان کئے اور جمعہ کے دن ہر آسمان میں ستارے پیدا کئے اور گردش ہر ستارے کی مقرر فرمائی اور فرشتوں کو واسطے کار و بار ہر ایک آسمان کے قائم کیا پس تمام پیدائش جہاں کی چھ دن میں اس تفصیل کے ساتھ پائی گئی جیسا کہ سورہ حم اسجد میں اس تفصیل کی طرف اشارہ فرمایا لیکن ایک اشکال اس جگہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دو درات دن کا آفتاب کے طلوع اور غروب پر موقوف ہے پس پہلے پیدائش آسمان اور زمین سے رات دن کا ہونا کیونکر ہو سکے بعض عالموں نے جواب اس اشکال کا ایسا دیا ہے کہ مراد ان دنوں سے حقیقت دنوں کی مراد نہیں بلکہ اتنی مدت مراد ہے یعنی تمام پیدائش جہاں کی اتنی مدت میں واقع ہوئی کہ اگر اوس مدت کو اوپر مدت رات دن کے قیاس کرین چھ دن حساب میں ہو دیں اور بعضے علمائے ایسا کہا ہے کہ دن رات جیسا کہ طلوع اور غروب آفتاب کے سبب سے ہوتا ہے ایسے ہی اور حرکتوں اور حوادثات سے بھی متصور ہے

خوش نصیب
 خوش قسمت کے
 دوست بنیں
 سے لوگ ایسے
 بھی تھے کہ یہاں
 لا لاکر یہ کافر
 ہو گئے تو دونوں
 نے ایمان لا کر
 روضہ نبوی پائی
 حرام حلال پہنچا
 گئے پھر ایمان لا کر
 حیرت میں پڑ گئے
 اور حلال حرام میں
 بھول گئے اب
 کہہ دو جتنا ہی
 نہیں یاد کر جیتے
 جی تک اونچی
 ظاہری ایمانی
 روضہ زاری
 جس سے

پس احتمال ہے کہ پہلے پیدائش آسمان اور زمین کی سے نور عرش کا کسی وقت میں
 پس جاتا ہو اور اس وقت کو دن کہیں اور کسی وقت میں چپ جاتا ہو اور اس وقت کو
 رات قرار دیں جیسا کہ اب بھی بھٹے مقاموں میں رات دن اس حساب سے نہیں ہوتا ہے
 جیسا کہ عرض تین میں رات دن ادھی طرح سے ہے کہ جہہ مینے رات اور جہہ مینے دن شمار
 میں آتا ہے پس اول حمل سے آخر سنبلا تک سکون کتے ہیں اور اول
 میزان سے اخروح تک اسکورات ٹھیراتے ہیں اسی قیاس پر جب کہ آفتاب موجود نہ تھا اور
 حرکتوں اور حوادث کے ساتھ تین رات اور دن کی ہوئی ہو اور اسی حساب سے پیدائش
 تمام جہان کی چہ دن کی مدت میں ہوئی ہو اور محققین اس کے اوپر ہیں جیسا کہ رات اور دن
 بسبب حرکات سابقہ کے متعین ہوتے ہیں ایسے ہی بسبب حرکات لاحقہ کے بھی متعین ہو سکتے
 ہیں پس جس جس مدت میں پیدائش آسمان اور زمین کی ہو اسی مدت کا نام دن رکھ دیا اور پیدائش
 اس کی ایسے ساتھ محدود اور مشخص ہوئی جب ایک کام کیا ایک دن ہو گیا دوسرا کام کیا دوسرا
 دن ہو اور اس دنوں کے معنی وفات کے ہیں یعنی جہہ بار تو جہہ اوس کی ہوئی دوبار تو جہہ
 طرف آسمان کے ہوئی ایک بار واسطے جد اکرنے مادہ اوس کے کے ہیو لاشتر کے سے کہ
 اوس کو بانی کے ساتھ تغیر فرمایا ہے اور دوسری بار تو جہہ اوس کی طرف واسطے
 ڈالنے صورتوں اسکی کے ہوئی کہ وجود ستاروں اور ترتیب سات آسمانوں اور صادر
 ہونا حرکتوں خاص خاص تمام آسمانوں کا بطویل اونہیں صورتوں کے ہے اور چار
 دفعہ تو جہہ طرف زمین کے بانی لگی ایک بار واسطے جد اکرنے مادہ سفلیات کے اور دوسری
 بار واسطے پیداکرنے صورتیں کے اور تیسری بار واسطے اخافہ صورتیں کے اور چوتھی بار
 واسطے القاسے صورتیں کے کہ اکثر قوت حیوانات کی اوس سے حاصل ہوتی ہے
 اب یہ ہم بیان کرتے ہیں کہ صحیح مسلم اور تاج بخاری اور صحیح نسائی اور دوسری
 کتابوں حدیث میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 لاحقہ اوس کا پکڑا اور اوپر اوٹکیوں اسکی کے شمار کیا اور فرمایا خلق اللہ توبہ
 یوم السبت وخلق فیہ الجبال یوم الاحد وخلق النبی یوم الاثنين وخلق المکرمہ

تفسیر خلیلی
 زکی جان دین
 چاہے نے
 دم و دیچہ چین
 حرمہ بکری
 بن تو کچہ بنا
 ہی نہیں اب
 کے زہرے
 بن واد کے
 کہ غلاب آبی
 چپے جبکہ آئین
 ف زہرہ بکری
 صبح اس واسطے
 فرمایا کہ تاشق
 نے کے بعد
 مٹی طے کی
 زہرہ بکری
 بن کر
 ہوئے

یومناثلثاء وخلق النوا یوم الاربعاء وبث فیہ الذاب یوم الخمیس وخلق آدم یوم السبت
 بعد العصر یعنی پیدا کیا اللہ نے زمین کو ہفتہ کے دن اور پیدا کئے اوس میں پہاڑ
 یک شنبہ کے دن اور پیدا کئے درخت دو شنبہ کے دن اور پیدا کیں مکروہ چیزیں سہ شنبہ
 کے دن اور پیدا کیا نور چار شنبہ کے دن اور پہلا سبے بیج اوس کے چوپائے پنج شنبہ کے دن
 اور پیدا کیا آدم کو نوح جہد کے بعد عہد کے اور اس روایت اور پہلی روایت میں ظاہر ہیں
 تعارض اور تناقض ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس حدیث میں بیان ابتدا پیدا ایشیٰ آسمان
 اور زمین کا نہیں بلکہ بیان پیدا ایشیٰ زمین کی چیزوں کا ہے گویہ پیدا ایشیٰ برابر بنو بلکہ
 ان کی پیدا ایشیٰ میں آپس میں فاصلہ دراز پڑا ہوا جو فائدہ دوسرا یہ کہ آسمانوں
 کی ذاتیں اور جوہران کے مفاخر جو اہر زینی کے ہیں پس وہ کہ بیج روا ہوں ربیع بن انس
 اور سلمان فارسی اور کعب احبار کے واقع ہوا ہے کہ آسمان دینا کا ایک موح ہے
 معلق کٹری ہوئی اور آسمان دوسرا چاندی سفید کا ہے اور آسمان تیسرا لوہے کا ہے
 اور چوتھا آسمان تانبے کا اور پانچواں سونے کا اور چھٹا زمر و سبز کا اور ساتواں قوت
 شرح کا اور دوسری روایتوں میں ہی مانند اس کے ہے ان سب کی بنا اور تشبیہ
 کی ہے یعنی اون جو اہر کو اگر دنیا کے جو اہر پر قیاس کریں یہ تشبیہ دے سکتے ہیں اور
 اسی واسطے ان روایتوں میں اختلاف بہت آیا ہے اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ
 کلام کی بنا اور تشبیہ کے ہے فائدہ تبہ را یہ کہ اہل حکمت نے بمقتضائے حرکتوں معلومہ
 اپنی کے ایسا مقرر کیا ہے کہ آسمان کے نوبطہ میں پہلے آسمان کو اوپر کی طرف سفلک
 الافلاک کہتے ہیں اور یہ حرکتیں روزمرہ کی کہ طلوع اور غروب آفتاب کا اور استاروں
 کا کہ ہر خاص اور عام جانتے ہیں اوس کی طرف نسبت کرتے ہیں اور دوسرے
 طبقہ کو فلک الثوابت کہتے ہیں اور حرکتیں آہستہ آہستہ ستاروں کی بسبب اون
 کی صورتوں اور برجوں کے اور منزلوں کے پس و پیش ہوتی ہیں اوس کی طرف نسبت
 کرتے ہیں اور سات آسمان دوسرے ہیں کہ سات ستارہ سیارہ کہ ایک ایک ستارہ
 ہر ایک ایک آسمان میں علی الترتیب ثابت کرتے ہیں اور وہ ترتیب یہ ہے ہلیت

فہم غنی
 (۱) کفر کی انہی خاص
 (۲) خدا و مومن
 کے ساتھ کہ وہ ہیں
 کی اندر ہی اسی
 اے کہ ہوتے
 موح و نبی سے
 مومن کہنے کی
 اندر ہی اسی
 عالم و مومن کو
 طعن سے الحق
 کہنے کی اندر ہی
 (۵) باہل ملک
 کی اندر ہی اسی
 جگہ کو کہنا بیستہ
 سلف (۶) گنہوں
 اور خون گنہوں میں
 بیستہ ہستی کی
 اندر ہی اسی (۷)
 جہنم کی اندر ہی

قمر است و عطار و زمهرہ و شمس و مریخ و مشتری و زحل و اور ہر گاہ کہ دسیلین نقلیہ تمام دلات اس کو ہر کرتی ہیں کہ عدد آسمان کے سات ہیں پس واسطے تطبیق کے در بیان معلومات اپنی کے اور اولہ نقلیہ کے کہتے ہیں کہ اون دو آسمان کو شمس عین عرش اور کرسی کہتے ہیں لیکن یہ سب بنی ادبہ تکلفات کے ہیں جیسا کہ پوشیدہ نہیں اس واسطے کہ احتمال ہے کہ ان ساتوں آسمانوں کا ایک فرشتہ مدبر ساتھ حرکت یومیہ کے سب کو حرکت دیتا ہو اور تمام ستارے ثوابت آسمان زحل کی پشت کے اوپر گرے ہوئے ہوں اور زحل آسمان کے مٹاپے میں ثابت ہو پس سات آسمان سے زیادہ ثابت نہ ہوں گی اور وہ کہ عرش اور کرسی کے اوصاف میں بیچ روایات شرعیہ کے آیا ہے منطبق اوپر اون دو آسمانوں کے کہ حکما قرار دیتے ہیں نہیں ہو سکتا پس بہتر یہ ہے کہ عدد آسمانوں کے سات اعتقاد کرنے چاہئیں اور عرش اور کرسی سوائے اون کے ثابت ہو وین ابوالشیخ نے حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ نام آسمان دنیا کا رفیع ہے اور نام آسمان ساتوں کا برج اور ابن المنذر فی ابن عباس سے روایت کی ہے کہ سید السموات الہی فیہ العرش سید الارض الہی تم علیہا اور ابن ابی حاتم نے جبہ عربی سے روایت کی ہے کہ سمعت علیاً ذات یوم یحلف والذی خلق السماء من کج خان ماء اور بیہقی نے کتاب الاسماء والصفات میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ تفکدہ فی کل شیء ولا تفکدہ فی ذات اللہ فان السماء السابعة الیٰ کسبہ سبعة الای نود وھو فوق ذلک یعنی فکر کر دم بیچ ہر شے کے اور نہ فکر کر و تم بیچ ذات اللہ کے اس واسطے کہ در آسمان ساتوں آسمان کے کرسی تک سات ہزار نور ہیں اور وہ فوق اون کے ہے اور اس جگہ میں جاننا چاہئے کہ تعدد عرش اور کرسی کا یعنی جدا جدا ہونا اون کا اب تک دلیل سے ثابت نہیں بلکہ بہت دلیلوں سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ ساتوں آسمانوں کے اوپر بہت فاصلے سے کہ اوس فاصلہ میں الواربے شمار موجود ہیں ایک جسم نورانی ہے کہ اسی جسم کا کہی عرش نام فرمایا ہے اور کہی کرسی اور وہ جسم تمام آسمانوں اور زمین کو گھیرنے والا ہے جیسا کہ بیچ آیت و سمع کسبہ السموات و الارض

تفسیر

اور زحل

شعبہ

سے چھ

جانی ہیں

اسی لیے

نے قرآن

سماوات

بیان فرمائی ہیں

رسول اللہ

اس واسطے کہ حکم

سے دعا

بھی دعا

تک

وے دیگر

فرماتے

یہ ثابت

میں ہے

میں

تک

میں بھی اس طرف رمز کی ہے والدہ اعلم حاصل یہ ہے آدمی کو کہ ساتھ ایسی شرافت کے ممتاز فرمایا اور تمام مافی الارض کو اوس کے واسطے پیدا کیا اور ساتون آسمان کو واسطے کاروبار اسکے کے دربت کیا اس سبب سے ہر کہ وہ حج کرنے والا دونوں اسرار یعنی اسرار خدائی اور اسرار عالم کا اور قابل اللہ تعالیٰ کی خلافت کے بنے اوپر تمام عالم کے رہنے والوں کے واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات طرح طرح کی پیدا کی ہیں بعضی علوی اور بعضی سفلی اور وہ باوجود خالق ہونے اور مالک ہونے کے بے احتیاج ایسا ہے کسی شے کے ساتھ آپ نفع نہیں اٹھاتا اور کچھ اوس کو غرض نہیں اس واسطے کہ اگر وہ بھی کسی چیز کے ساتھ نفع اٹھاتا تو اس کو لازم ہو دے اور محتاج ہونا مافی صمدیت اوس کی کے ہے پس ضرور ہو کہ کوئی مخلوقات اوس کی سے ایسی مخلوق ہو کہ ساتھ اخلاق الہی کے متخلق اور ساتھ اوصاف اوس کے کے متصف ہو اور تنفیذ اور جاری کرنا ادا اور نواہی اوس کے کا اور سیاست مخلوقات کی اور تدبیرات کاموں اوس کے کی اور نگاہ رکھنا انتظام خلق کا اور مشغول کرنا اوس کا ساتھ بندگی خدا تعالیٰ کے اوس سے ہو سکے والا یہ تمام مخلوقات طرح طرح کی معطل اور بے کار ہیں اور یہ حکمت کے خلاف ہے پس اس تدبیر سے گویا اس خلیفہ کے سبب سے تمام چیزوں کے فائدے اور نفع اوس نے ظاہر کئے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بلیت سرمد کہ عند لیب ست پرواے زردار دزد یا رش گل ست و گل را یک مشت ز ضرر دست بہ اور جب ایسا ہوا پس خلیفہ کے حق میں یہ بات ضرور ہوئی کہ بعد پیدائش تمام انواع کے پیدا ہوتا کہ نفع اٹھانا تمام مخلوقات سے اوس کو حاصل ہو ہو دے اور دوسری چیزیں جہاں کی مانند مصالح اور اسباب خانگی کے کہ گھر والے کو ادن سے گریز نہیں پہلے موجود ہوئے اوس کے سے تیار ہو کر ساتھ زبان استخوان اپنی کے خلیفہ کے جو کی خواہش تیار ہوئیں اور زبان حال ادن کی اس کلام کے ساتھ بولنے والی ہو کہ مصرع متی ترکیب الناقۃ المسرجۃ اور وہ شخص کہ قابل ان امور کے ہو بجز انسان کے نہیں اس واسطے کہ انسان کے پیدا ہونے سے

ترجمہ تفسیر عزیز بنی
میں اس کے وہ حق کی طرف ان کو نفع دینی سے دین اسلام اور دنیا کا اور خلق کے عالم میں راہ دینی اور منافعی اس وقت انہیں سے ہو گئے ان کی راہ دینی ہونے سے اس کی کام اوس کے لئے انہیں سے ہو گیا اور اس کی بات سے بہرہ لے رہا ہو اور وہ نفع لے رہا ہو

اس امر کا کرے اوس کے روبرو قصہ حضرت آدم کا یاد دلاؤ اذ قال ربک یٰٰدولاد اوس وقت کو کہ فرمایا پروردگار تیرے لئے واسطے ظاہر کرنے فضیلت آدم کے پہلے پیدا ایش اوسکی سے تاکہ بعد پیدا ہونے اوس کے کوئی اوس کو نظر حقارت سے نہ دیکھے اور تابعداری حکم اوس کے سے عار نہ کرے لکن کثرت یعنی فرشتوں کو واسطے کہ مباح تمام مخلوقات کے حقیقت میں فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں بسبب اس کے کہ حفاظت ہر مخلوق کی اور ظاہر خاص و عام کے اللہ نے انھیں کے سپرد کیا ہے جیسے آسمانوں اور ستاروں کی گردش اور مینہ کا برسانا اور نباتات کا اگانا اور وحشیات کو پہاڑوں میں قائم کرنا سب ان کے حوالے ہے جو پس تمام جہان بمنزلہ ایک آباد شہر کے ہے کہ فرشتوں کے ہاتھ میں سوئپ رکھا ہے اور اوس کے عامل اور کارکن انہیں کو مقرر کیا گیا اور جب تک یہ فرشتے اطاعت خلیفہ حق کی نہ کریں انھیں صرف اوس خلیفہ کا کسی چیز میں جاری نہ ہو مثلاً اگر انسان تخم زمین میں بونے جب تک کہ وہ فرشتے کہ اوس کے اگلے پرستین ہیں اطاعت اوس کی نہ کریں کہیتی اور درخت زمین سے نہ نکلے اور مٹی خلافت کے متحقق نہ ہوں اور کیا نہ کیا اوس کا برابر ہو جاوے اور جس وقت نہ نکلے اور مٹی خلافت کے متحقق نہ ہوں اور اطاعت قبول کرے پھر کسی چیز سے نافرمانی اور سرکشی متصور نہ ہو اس واسطے کہ زمام اختیار کی انہیں کے ہاتھ میں ہے اور حیوانات اور جن ہر چند کہ کچھ ارادہ اور خست یار کہتے ہیں لیکن فرشتوں کی تشخیر کے مقابلہ میں وہ ارادہ اور خست یاروں کا بالکل باطل اور نحو ہو جاتا ہے جیسا کہ جن وقت حاضر ہوتے ہو گوں کے لاچار ہوتے ہیں اور جانور سائیموں کے ہاتھ میں عاجز ہوتے ہیں پس جو وقت کہ قبول کروانا خلافت حضرت آدم علیہ السلام کا تمام جہان کے رہنے والوں سے منظور تھا اول فرشتوں کو اوس کی طرف جھکیا اور تابعدار کیا تاکہ اور چہیزین چار و ناچار اوس کی طرف جھکیں اسی واسطے جس وقت خلافت آدمیوں کی حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے وقت میں اپنے کمال کو پہنچی جن اور ہوا اور اور مخلوقات بے سکر کو فرشتوں نے چار و ناچار فرمان بردار کیا اور حکم اوپر ان مخلوقات کے چلایا گیا بلکہ بیچ شہر مع محمد حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام

ترجمہ تفسیر غزالی
اللہ تعالیٰ نے انھیں کے سپرد کیا ہے جیسے آسمانوں اور ستاروں کی گردش اور مینہ کا برسانا اور نباتات کا اگانا اور وحشیات کو پہاڑوں میں قائم کرنا سب ان کے حوالے ہے جو پس تمام جہان بمنزلہ ایک آباد شہر کے ہے کہ فرشتوں کے ہاتھ میں سوئپ رکھا ہے اور اوس کے عامل اور کارکن انھیں کو مقرر کیا گیا اور جب تک یہ فرشتے اطاعت خلیفہ حق کی نہ کریں انھیں صرف اوس خلیفہ کا کسی چیز میں جاری نہ ہو مثلاً اگر انسان تخم زمین میں بونے جب تک کہ وہ فرشتے کہ اوس کے اگلے پرستین ہیں اطاعت اوس کی نہ کریں کہیتی اور درخت زمین سے نہ نکلے اور مٹی خلافت کے متحقق نہ ہوں اور کیا نہ کیا اوس کا برابر ہو جاوے اور جس وقت نہ نکلے اور مٹی خلافت کے متحقق نہ ہوں اور اطاعت قبول کرے پھر کسی چیز سے نافرمانی اور سرکشی متصور نہ ہو اس واسطے کہ زمام اختیار کی انھیں کے ہاتھ میں ہے اور حیوانات اور جن ہر چند کہ کچھ ارادہ اور خست یار کہتے ہیں لیکن فرشتوں کی تشخیر کے مقابلہ میں وہ ارادہ اور خست یاروں کا بالکل باطل اور نحو ہو جاتا ہے جیسا کہ جن وقت حاضر ہوتے ہو گوں کے لاچار ہوتے ہیں اور جانور سائیموں کے ہاتھ میں عاجز ہوتے ہیں پس جو وقت کہ قبول کروانا خلافت حضرت آدم علیہ السلام کا تمام جہان کے رہنے والوں سے منظور تھا اول فرشتوں کو اوس کی طرف جھکیا اور تابعدار کیا تاکہ اور چہیزین چار و ناچار اوس کی طرف جھکیں اسی واسطے جس وقت خلافت آدمیوں کی حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کے وقت میں اپنے کمال کو پہنچی جن اور ہوا اور اور مخلوقات بے سکر کو فرشتوں نے چار و ناچار فرمان بردار کیا اور حکم اوپر ان مخلوقات کے چلایا گیا بلکہ بیچ شہر مع محمد حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام

کے بھی جانوروں سے اسی طرح کی تخلیق فرمائی ظاہر ہوئی تھی جیسا کہ تواضع میں مذکور ہے اور اسی واسطے سب موجودات میں سے خطاب خاص فرشتوں کی طرف فرمایا اور ارشاد کیا کہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۙ یعنی تحقیق میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک خلیفہ کہ خلافت میری کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے اور چونکہ تصرف زمین کی چیزوں میں بغیر تصرف کرنے ہا بگائے کے میں کہ آسمان سے اون کا ربط ہے تصور نہیں پس ہر چند وہ خلیفہ عناصر زمین کے سے پیدا ہوا اور کون اور فساد کی جگہ ٹھہرایا اوس میں روح آسمانی بھی ہم ہوئیں گے کہ بسبب اوس روح کے آسمان کے رہنے والوں اور ستاروں کے موکھوں پر حکم چلاوے اور اون کو اپنی کام میں مصروف کرے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بلیت گداے مصطلبہ ام البیک وقت مستی ہیں نہ کہ ناز بر فلک و حکم پرستارہ کخم ۶ اور طریق خلافت دینے کا اوس خلیفہ کو یہ تھا کہ روح اوس کی کو نمونہ صفات اپنی کا عطا فرمایا یعنی علم اور حکمت کہ اس میں رکھ دیا کہ مراد دریافت کرنے کلیات اور قاعدوں کے سے ہے اور ارادہ اور اختیاریہ کہ بسبب ارادہ کلیہ کے براگینجہ ہوتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ نظامات کلیہ جہان میں ظاہر ہوں اور مدتوں تک باقی رہیں اور سمع اور بصر و کلام غنایت کیا بیچ پورا کرنے اس مراد کے اور سرانجام پہنچانے اس مہم کے صرف ہوتے ہیں پہر او کو قدرت دی کہ نمونہ قدرت اوس کی کا ہے ساتھ اس طرح کے کہ جیسا قدرت کاملہ اسی سبب ہے موجود ہوئے چیزوں کی کہ جن کے آثار واقع میں ثابت اور قائم ہیں ایسے ہی قدرت اس خلیفہ کی سے بسبب جمیع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب وغیرہ کے بہت چیزیں بن جاتی ہیں اور اس وجہ سے وہ مصنوعات مختلفہ الاثار موجود ہوتی ہیں کہ مدتوں تک باقی رہتی ہیں پس بیچ تمام صفتوں اور آثاروں کے نمونہ صفات الہی کا ہوا اور معنی خلافت کے مستحق ہوئے اور علم اور حکمت اس مرتبہ کو پہنچا کہ قواعد کلیہ نظام کے دریافت کئے اور علم کیمیا اور بدلتے کا نون کی چیزوں کا اور سوا اس کے استخراج کیا گیا اور یا محافظت انتظام بدلتوں

تفسیر خلیلی

ربی انبی انکلبان

سازوین درانے

ہین اور اند

سازوین کو

کے بے ہوئے

جے قریب ہے

کہ جلی اور جلی

رکھو تاکو ایک

بے بے جب

جلی کی شہنی

جکتی ہے نو

چلنے لگتے ہیں

واجب انہی پر

ہوتا ہے

کھڑے جاتے

ہین اور اگر

اندر چاہے نو

روں کے

انسانی اور حیوانی اور نباتی اور معدنی کو اپنے قابو میں لیا بلکہ نظام اصلاح نفس اور ترقی بخشش روح آسمانی کا پست درجہ سے طرف بلند درجہ کے اور طے کرنا مراتب سلوک کا بھی مالک ہوا اور بسبب اس علم شریف کے ملکوت آسمان میں بھی تصرف کرنا پکڑا اور طریق مسخر کرنے ستاروں کی قوتوں کا اور تابعہ دار کرنا مولوں کا بھی جانا اور اس مرتبہ کی قدرت کو پہونچا کہ مختلف چیزوں کو جمع کر کے ایک شے مرکب بنا لے جیسا کہ شہد اور سرکہ سے منجنبین درست ہو جاتی ہے اور شورہ اور گندہک سے باروت اور قند اور ہلیہ سے شربت اور تفریق اجزا چیزوں کی بھی کر لیتا ہے یعنی جیسے جبرجدا ہو جاوین بعضوں سے جیسا کہ جدا کرنا سمیت اور جنہیت کا مادہ الجبرج سے اور جدا کرنا سمیت کا زہر دار چیزوں سے کشتہ کر کے اور بعض اجزا شیا کے تحلیل بھی کر سکتا ہے جیسا کہ گلاب اور عقیات کے کھینچنے سے اور جھڑی جھڑی دو اون کو اس طرح ترکیب کر لیتا ہے کہ نیا مزاج اون پر آجاتا ہے جیسا کہ تریاق فاروق اور مشرودیطوس اور بعضی چیزوں میں تصرف اپنا کر کے صورتیں نئی ڈالتا ہے جیسا کہ برتن اور اتھام زپور کے کہ کانوں کی چیزوں سے بنائے ہیں اور نوپ اور بندوق اور دانہ بن چیزوں سے تیار کرتے ہیں اور مثل اوس کے حقیقتیں اور خواص نئے نئے کر دیتا ہے اور سے طور میں آتے ہیں اور صبح اور بھر میں ایسی گنجائش پیدا کی کہ آلات وحدت کی استعانت سے آسمان کے اوپر ستاروں کو شمار کر لیا اور مقدار میں حرکتوں اجماع علویہ کی یہاں تک کہ دقیقہ اور ثانیہ اور ثالثہ دیکھنے شروع کئے اور ساتھ استعانت آلات موسیقی کے سموعات بلے حاصل کئے اور اون سموعات سے کہ مراد فغون مختلف ہے ہے لذتیں اور کیفیتیں جدی جمدی پیدا ہوئیں کہ قوت سامعہ آدمی کی اوس سے بہرہ مند ہوئے اور کلام میں بھی ایسی وسعت اور تحقق رکھتا ہے کہ نہایت اوسکی ظاہر ہیز طبع طرح کے مضمون کوئی جھوکا اور کوئی مدح کا اور کوئی معنوق کے حسن کا بیان کرنے لگا اور نہ قدرت الہی کا کہ طرح طرح کی چیزوں میں باعتبار جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب اور حکایت اور تصویر کے ظاہر کرتا تھا بعینہ لفظ اور حسنی میں جاری کر کے کا رخا نہ درست کیا

تفسیر
انسانی اور حیوانی اور نباتی اور معدنی کو اپنے قابو میں لیا بلکہ نظام اصلاح نفس اور ترقی بخشش روح آسمانی کا پست درجہ سے طرف بلند درجہ کے اور طے کرنا مراتب سلوک کا بھی مالک ہوا اور بسبب اس علم شریف کے ملکوت آسمان میں بھی تصرف کرنا پکڑا اور طریق مسخر کرنے ستاروں کی قوتوں کا اور تابعہ دار کرنا مولوں کا بھی جانا اور اس مرتبہ کی قدرت کو پہونچا کہ مختلف چیزوں کو جمع کر کے ایک شے مرکب بنا لے جیسا کہ شہد اور سرکہ سے منجنبین درست ہو جاتی ہے اور شورہ اور گندہک سے باروت اور قند اور ہلیہ سے شربت اور تفریق اجزا چیزوں کی بھی کر لیتا ہے یعنی جیسے جبرجدا ہو جاوین بعضوں سے جیسا کہ جدا کرنا سمیت اور جنہیت کا مادہ الجبرج سے اور جدا کرنا سمیت کا زہر دار چیزوں سے کشتہ کر کے اور بعض اجزا شیا کے تحلیل بھی کر سکتا ہے جیسا کہ گلاب اور عقیات کے کھینچنے سے اور جھڑی جھڑی دو اون کو اس طرح ترکیب کر لیتا ہے کہ نیا مزاج اون پر آجاتا ہے جیسا کہ تریاق فاروق اور مشرودیطوس اور بعضی چیزوں میں تصرف اپنا کر کے صورتیں نئی ڈالتا ہے جیسا کہ برتن اور اتھام زپور کے کہ کانوں کی چیزوں سے بنائے ہیں اور نوپ اور بندوق اور دانہ بن چیزوں سے تیار کرتے ہیں اور مثل اوس کے حقیقتیں اور خواص نئے نئے کر دیتا ہے اور سے طور میں آتے ہیں اور صبح اور بھر میں ایسی گنجائش پیدا کی کہ آلات وحدت کی استعانت سے آسمان کے اوپر ستاروں کو شمار کر لیا اور مقدار میں حرکتوں اجماع علویہ کی یہاں تک کہ دقیقہ اور ثانیہ اور ثالثہ دیکھنے شروع کئے اور ساتھ استعانت آلات موسیقی کے سموعات بلے حاصل کئے اور اون سموعات سے کہ مراد فغون مختلف ہے ہے لذتیں اور کیفیتیں جدی جمدی پیدا ہوئیں کہ قوت سامعہ آدمی کی اوس سے بہرہ مند ہوئے اور کلام میں بھی ایسی وسعت اور تحقق رکھتا ہے کہ نہایت اوسکی ظاہر ہیز طبع طرح کے مضمون کوئی جھوکا اور کوئی مدح کا اور کوئی معنوق کے حسن کا بیان کرنے لگا اور نہ قدرت الہی کا کہ طرح طرح کی چیزوں میں باعتبار جمع اور تفریق اور تحلیل اور ترکیب اور حکایت اور تصویر کے ظاہر کرتا تھا بعینہ لفظ اور حسنی میں جاری کر کے کا رخا نہ درست کیا

کہ ایسا طرز بنی بجز انسان کے اور مخلوقات کے خیال میں نہیں گنجائش رکھتا ہے عالم لفظ
 اور سنی کو ایک نمونہ عالم اجسام اور احوال کا کیا پہرہ واسطے محافظت الفاظ غیر فارہ کے
 کہ آنکھ وجود کو قیام نہیں ایسی تدبیر جوچی کہ ساتھ استعانت مسلم اور کاغذ کے اول امور
 غیر فارہ کو ثبات اور دوام دیا اور اون الفاظوں کے نقشوں کو قایم مقام اون کے کیا
 اور اس امر میں ایسا سر کیا کہ حرف منقوط اور غیر منقوط اور تحریر اور ساکن بلکہ
 نظام اور اخفار اور اور دقایق خفیہ سب کی شکلین محفوظ رکھیں تاکہ جو شخص کہ دور ہے
 وہ بھی معلوم کرے اور نہر گا کہ مدار اس خلافت کا دو چیزوں پر تھا اول علم ساتھ قواعد
 اور کلیات ہر نظام کے نظامات اکہ سے دوسرے متوجہ کرنا قصد اور اختیار کا موافق اس
 نظام کے تاکہ حکایت اس نظام کی کرے یا محافظت اور باقی رکھنے اوس کے میں گوشت
 کرے مگر فرشتوں کو یہ بات حاصل ہونی ممکن نہیں اس واسطے کہ اول اون کو علم
 قواعد اور کلیات ہر نظام کا حاصل نہیں ہو سکتا ہے غایت کمال اون فرشتوں کا یہی
 ہے کہ جن خدمات اور نظامات کے واسطے منتدین اونہیں کے قواعد اور کلیات کو پہچاننے
 ہیں دوسرے نظام کا او کو علم نہیں مثل قوت بصریہ کے کہ آدمی کے بدن میں ہے نظام
 اصوات اور تعلقات اوس کے سے بے خبر محض ہے یا قوت سمعیہ کہ نظام رنگوں کے سے
 مطلق غافل ہے اور او پر اسی قیاس کے تمام قوتیں اور حواس کہ ہر ایک ایک کام کے ساتھ
 مشغول ہوتے اگر دوسرے کام کے ساتھ مشغول ہو سلسلہ اوس کام کا برہم ہو جاوے اور ثانیاً قصد
 اور اختیار موافق معلومات اپنے کیے بھی انکو ممکن نہیں اس واسطے کہ ان کو اختیار
 برافق طور ان کے کے نہیں دیا ہے بلکہ موقوف اپنی مرضی پر رکھا ہے اور تابع حکم
 کا کیا اور نہ تزلزل اور نہ جھنجھٹ نہیں اترتے ہیں ہم گوسا ساتھ حکم رب تیرے کے لا یعصون اللہ ما
 امروہم ویفعلون مایؤمرون یعنی نافرمانی نہیں کرتے ہیں اللہ کی اس چیز میں کہ امر کیا اول کو
 اترنے اور کرتے ہیں وہ چیز جو حکم کئے جاتے ہیں اور قابل اس منصب کے وہ ہے کہ
 اختیار اس کا بھروسہ اس کے چھوڑیں بلکہ ارادہ اپنا تابع ارادہ اوس کے کا کریں یہاں
 تک کہ جس چیز کا ارادہ کرے خود مبرا انجام اوس کا فرما کر اوس کے حوالہ کریں اور نافرمانی

تفسیر

سائے آفت

جلیبی

سبھی

سبھی

تقریباً

سبھی

سبھی

سبھی

سبھی

فرشتوں کی

جو ان کی نافرمانی

کے لئے ہیں یہ

جانی ہوتا ہے

اور جب کوئی

بے ایمان ہو

تو اس کو

پہنچائیں

اور اس کو

اور مخالفت حکم اسکے کی بھی اس سے متصور ہوا اور اسی واسطے قوتین اور حواس انسان کے قابل خلافت اونکی کے نہیں ہیں لیکن فرشتوں نے لفظانی جاعل فی الارض خلیفہ سے سمجھا کہ جب یہ خلیفہ زمین میں پیدا ہوئے اور عناصر مختلفہ زمین کے سے نفع اٹھاوے ضرور ہے کہ خواہش لذات سفلیہ کی جبلت اوس کی میں رکھی جاوے کہ مادہ اسکا بھی اس خواہش کو چاہتا ہے اور یہی غرض کہ خلافت اوس کی سے منظور ہے یعنی انتفاع لینا زمین کی چیزوں سے بجز اس خواہش کے سرانجام نہیں ہوتی ہے پس اس میں قوت شہویہ زور و شور کے ساتھ ہوگی اور قوت غضبیہ بھی واسطے دفع کرنے مزاحم اور مداخلت کے جوش کرے گی کہ تقاضا بعضے چیزوں اوس کے کابلکہ تقاضا صورت جامعہ اوسکی کا ہے اور یہ دونو قوتیں ایسی ہیں کہ بہ سبب اُن کے برہم ہونا نظامات صالحہ کا ہوگا اسی واسطے بطریق استفسار اور دریافت کے جناب الہی میں قالوا یعنی عرض کی فرشتوں نے کہ پیدا کرنا خلیفہ کا زمین میں اگر محض اس واسطے ہے کہ زمین کو آباد کرے اور اصلاح اوس کی کرے پس یہ امر بجز محتاج ہونے اُنکے کے طرف اشیاء و زمین کے ممکن نہیں اور جو قوت اوسکو احتیاج سفلی چیزوں کی طرف پڑی قوت شہویہ جوش میں آئی اور جو قوت دوسرا شخص نفع اور لذت لینے سے ساتھ اون چیزوں کے مزاحمت کرے پس قوت شہویہ اس وقت میں غضب کی صورت میں نمودار ہوگی اور نوبت قتل اور جنگ اور جدال کی پہنچے گی پس پیدا کرنا اس قسم کا خلیفہ واسطے عمارت اور اصلاح زمین کے بیچ نظر قاصر ہماری کی موافق حکمت تیری کے نہیں دکھلائی دیتا ہوا جھگڑا یعنی آیا متصرف کرے تو اس زمین میں مَن یَفْسِدُ فِہَا یعنی اوس کیسکو کہ فساد کرے اس زمین میں اس واسطے کہ جو داس کا عناصر مختلفہ سے کہ داعی طرف لذات سفلیہ کے ہیں وقوع میں آوے گا اور ہر گاہکہ نمونہ صفات کاملہ تیرے کا اوس کی روح میں تجلی فرماوے گا اون سب کو بیچ کار لذتوں سفلیہ کے صرف کرے گا اور بیرونی شہوت کی کرے گا اون صفات پاک کو ساتھ کہ ورت کے ملوث کرے گا مثلاً علم اور حکمت اسکا بیچ لذتوں نفسانی کے ساتھ طرح طرح کے حیولوں اور تدبیروں شیطانی

کے خرچ ہوگا اور قدرت اوسکی بیچ تمام ماکولات اور شروبات اور ساکن محرم کے خرچ ہوگی اور ارادہ اور اختیار اوسکا ساتھ گناہوں اور قبائح کے متعلق ہوگا اور سمع اور بصر اوس کی بیچ سننے باجون اور غیبت اور جھٹل خوری اور خرابی کے اور دیکھنے لڑکون اور عورتوں کے رنگان ہوگی اور کلام اوس کی بیچ تعریف اور خوشامد متکبروں کے اور جہو اور مذمت نیکوں کے اور برا کہنے اور گالیان دینے اور لعن اور طعن کے خرچ ہوگی پس ایسی مخلوق کو کہ بندہ شہوت اور غضب کا ہو نمونہ اپنی صفات کا بخشنا ایسی مثال ہے کہ قلاوہ جو اہر اور مر وارید کا کہنے کے گلے میں ڈالنا اور یہ مخلوق ساتھ تقاضا جزو و ناریت اپنے کے کہ اس کے بدن میں ہے اور اسی قدر کے کفایت نہ کرے گا بلکہ جس وقت کوئی ہم جنس اوس کا واسطے حاصل کرنے نہ توں اپنی کے اوس کے ساتھ مزاحمت کریگا آگ غضب اوس کے کی روشن ہوگی اور واسطے جنگ اور قتال کے مستعد ہوگا و کشف اللہ صاعۃ یعنی اور کرے گا بہت سے خون جانوروں چرنے والوں کو واسطے گوشت کھانے اور پوست لینے اونکے کے مارے گا اور جانوروں اور ٹلے والوں کو بلکہ دریا کی مچھلیوں کو واسطے بازی اور شکار کی ہلاک کرے گا اور اپنے ہم جنسوں کو واسطے ملک اور مال کے ماریگا تاکہ میرے شریک شوجا دین اور ظاہر ہے کہ سب مخلوقات زمین کی سے بہتر ذی روح ہیں اور حیوان کے تمام جہزون سے بہتر خون ہے کہ جزو قریب بذنون کے واسطے یہی ہے اوجب کہ ایسی جنس عزیز اور شریف کو ساتھ اس بے باکی کے صنایع کرے پھر توقع صلاح کی اس سے کیا رکھنی چاہیے اور اگر پیدا کرنے خلیفہ کے سے منظوریہ ہے کہ پروردگار اپنے کوسات کمالات اوس کے سے بچائے اور نقصان اور قصور سے اوس کو پاک جائے اور کمالات اور پاک اوس کی زبان سے ظاہر کرے پس ہم اس کام میں کیا قصور رکھتے ہیں و لیکن یہ سب تہذیب کرتے ہیں ذات پاک کی ملی ہوئی ساتھ حمد تیری کے کہ اوپر کمالات ذات تیری کے ہو پس حق ذات اور صفات تیری کا ادا کرتے ہیں ادا کرنا حق ذات کا ساتھ تہذیب کے اور ادائے حق صفات کا ساتھ حمد کے و تقدیر تھی یعنی اور یہی پاک جانتے ہیں ہم افعال تیرے کو اس بات سے

تفسیر

نورانی

میں

دے

تعالے

طرف سے

جہاد

سکتے ہیں

ف

نہ

بیان

کہ خلافت حکمت کا اور عبث اور ضلالت اور ہدایت کا راہ پاوے اور یہ تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ہر کمال ذاتیہ تیس کے ہم سے صادر ہوتی ہے لاک یعنی محض واسطے تیسے ہر دوسرے کے ہمین
شرکت نہیں بخلاف اس مخلوق ارضی کے کہ جو قوت کہ بندہ حوص اور ہوا بنی کا ہوگا جس
طرف سے حاصل ہونا مطلب اپنے کا سوچے گا تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ذکر اپنا اوس
طرف معروض کرے گا اور اسباب کے فکر میں ایسا مشغول ہوگا کہ سبب سے غافل ہوگا
پس ہمارے نظر میں پسید اگر نا ایسی مخلوق کا اور دینا اور مسکو منصب خلافت کا کسی وجہ
سے موافق حکمت کے نہیں دکھائی دیتا ہے حق تعالیٰ نے بیچ جواب اس عرض ملائکہ
کے قال اِنِّیْ اَعْلَمُ یعنی فرمایا البتہ جانتا ہوں میں قصور تسبیح اور تقدیس تمہاری
کا اور قابل ہونا تمہارا واسطے خلافت میری کے اور پر تمام عالم کے اور واسطے
ظہور مقتضائے اسماء لطیفہ اور تہریر میرے ماکلا لکھنے کی کہ یعنی وہ کہ تم نہیں جانتو
ہو اس واسطے کہ معنی خلافت آئندہ اور تجلی اوصاف ربانیہ کے خواص بیانات احتجاج
تکبیر کے سے ہے پس ایسی ترکیب چاہیے کہ جمع کرنے والی دونوں عالم کی ہو اور شہرت
اور غصہ کا ہونا بھی اس میں ضرور ہے کہ تعلق روح کا بدن کے ساتھ بدن ان دونوں
کے باقی نہیں رہتا اور قوت عقیدہ پاک کا ہونا بھی اوس میں لابد ہے کہ کائنات
کی چیزوں کی حکایت اور صورت نظام کل کی اس میں مقصور ہو اور نتیجے ان تینوں
قوتوں کی ترکیب کے ظہور میں آوین اور ظاہر ہے کہ ہر ایک طبقے ملائکہ کے تینوں اوپر
کمالات اپنے کے اطلاق ہے پس حمد اور کنی اور نہیں کمالات کے مقابلہ میں ہوگی
یہ مقابلہ ان کمالات کے کہ اوپر یا نیچے اوٹے ہوں اور ایسے ہی تسبیح اور تقدیس ہوں
وقوع میں آوے گی مگر مقید اور نہیں نقصانوں کے ساتھ کہ خداون کمالات کے
میں اور دوسرے نقصان سے تقدیس نکرین گے پس نہ مقرر کرنا خلیفہ جامع
کاملاً کی تقریر دن سے کہ بیچ وقت مشورہ کے اوٹوں نے ظاہر کہین مثال اوسکی
ایسی ہے کہ قوی اور جوارح کسی شخص کے عرض کوں کہ حاجت پرورش غلام کی نہیں
ہم سب کفایت کرتے ہیں یہ نصیحہ کہ غلام تربیت یافتہ منتظم ہر ایک کار و بار مالک و

تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ہر کمال ذاتیہ تیس کے ہم سے صادر ہوتی ہے لاک یعنی محض واسطے تیسے ہر دوسرے کے ہمین
شرکت نہیں بخلاف اس مخلوق ارضی کے کہ جو قوت کہ بندہ حوص اور ہوا بنی کا ہوگا جس
طرف سے حاصل ہونا مطلب اپنے کا سوچے گا تسبیح اور تقدیس اور حمد اور ذکر اپنا اوس
طرف معروض کرے گا اور اسباب کے فکر میں ایسا مشغول ہوگا کہ سبب سے غافل ہوگا
پس ہمارے نظر میں پسید اگر نا ایسی مخلوق کا اور دینا اور مسکو منصب خلافت کا کسی وجہ
سے موافق حکمت کے نہیں دکھائی دیتا ہے حق تعالیٰ نے بیچ جواب اس عرض ملائکہ
کے قال اِنِّیْ اَعْلَمُ یعنی فرمایا البتہ جانتا ہوں میں قصور تسبیح اور تقدیس تمہاری
کا اور قابل ہونا تمہارا واسطے خلافت میری کے اور پر تمام عالم کے اور واسطے
ظہور مقتضائے اسماء لطیفہ اور تہریر میرے ماکلا لکھنے کی کہ یعنی وہ کہ تم نہیں جانتو
ہو اس واسطے کہ معنی خلافت آئندہ اور تجلی اوصاف ربانیہ کے خواص بیانات احتجاج
تکبیر کے سے ہے پس ایسی ترکیب چاہیے کہ جمع کرنے والی دونوں عالم کی ہو اور شہرت
اور غصہ کا ہونا بھی اس میں ضرور ہے کہ تعلق روح کا بدن کے ساتھ بدن ان دونوں
کے باقی نہیں رہتا اور قوت عقیدہ پاک کا ہونا بھی اوس میں لابد ہے کہ کائنات
کی چیزوں کی حکایت اور صورت نظام کل کی اس میں مقصور ہو اور نتیجے ان تینوں
قوتوں کی ترکیب کے ظہور میں آوین اور ظاہر ہے کہ ہر ایک طبقے ملائکہ کے تینوں اوپر
کمالات اپنے کے اطلاق ہے پس حمد اور کنی اور نہیں کمالات کے مقابلہ میں ہوگی
یہ مقابلہ ان کمالات کے کہ اوپر یا نیچے اوٹے ہوں اور ایسے ہی تسبیح اور تقدیس ہوں
وقوع میں آوے گی مگر مقید اور نہیں نقصانوں کے ساتھ کہ خداون کمالات کے
میں اور دوسرے نقصان سے تقدیس نکرین گے پس نہ مقرر کرنا خلیفہ جامع
کاملاً کی تقریر دن سے کہ بیچ وقت مشورہ کے اوٹوں نے ظاہر کہین مثال اوسکی
ایسی ہے کہ قوی اور جوارح کسی شخص کے عرض کوں کہ حاجت پرورش غلام کی نہیں
ہم سب کفایت کرتے ہیں یہ نصیحہ کہ غلام تربیت یافتہ منتظم ہر ایک کار و بار مالک و

مرئی اپنے کا ہوگا اور قوی اور جوارح اوس کے فقط ایک ایک شان ظاہر کر سکتے ہیں
پس وجود اداں کر سے بیچ حصول ہیئت جامعہ کی کفایت نہیں ہو سکتی اور فرشتوں کے
فساد اور برائیاں قوت شہوت اور غضب انسان کی ذکر کیں مگر ان دونوں قوتوں میں جو
چیزیں نفع کی تھیں اُن سے غفلت قبول کی اول یہ کہ جب شہوت اوسکی کارخانہ حق
میں صرف ہووے کیا کیا نتیجے عمدے اس سے ظہور میں آتے ہیں کہ ہرگز فرشتوں کے
حوصلہ میں نگذریں مثل غلبہ شوق آہی کا اور جوش کرنا محبت کا اور ایسے ہی جو قوت قوت
غضب دسکے کی کارخانہ حق میں صرف ہووے جاہل بازی اور شہادت اور جہاد اور غیرت
دین کی دفعہ میں آوے دوسرے یہ کہ اگر جہان میں برائیاں اور قبا حنین موجود ہوں
معنی تکلیف اور عیش رسولوں کے اور اتارنا کتابوں کا اور کارخانہ وحی اور امر اور نہی اور
ترغیب اور ترہیب اور وعدہ اور وعید کا تمام برہم ہووے اور صورت مجازات کی آخرت
میں اور آبادی دار النواب اور عقاب کی مستحق نہو اور یہ تمام مشیون اکہیہ بیچ پردہ پوشیدہ
کے اور محفل رہیں جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بیت درکار خانہ عشق از کفر ناگزیر است
دور خ کر الہود و ذکر لوباب نباشد اور یہ بھی کہا ہے بیت تا تلش غازی و مقولش
بود صاحب شہید و بیچ کافر اورین دنیا بہ چشم کم سبین و باقی رہے فائدے کمی کہ
اطلاع کر فی ادب اوان کے ضرور ہے اول یہ کہ جب ارادہ آہی نے واسطے پیدا کر کے
اس قسم مخلوق کے ور دینے منصب خلافت کے اوس کے تین نفس بکڑا پس
ظاہر کرنا اس غرض کافرشتوں سے کس وجہ سے تھا اور اس امر کی فرشتوں کے خبر کرنے
سے کیا حاصل تھا اور اُن سے بطور مشورہ کرنے کے خبر کرنی کیا ضرورت تھی اور حقیقت مشورہ
کی مدد و جانی غیر کی عقل سے ہے اور حق تعالیٰ ہر چیز میں دو سرور سے بے پردہ
ہے کس واسطے ساتھ کسی کے مشورہ کرے جواب اوسکا یہ ہے حقیقت خلافت کی جیسا کہ
تفسیر میں مذکور ہوئی یہ ہے کہ نفع او ہٹانا جہان کی چیزوں سے اور تصرف کرنا اوان
میں ہے اور منافع تمام جہان کے فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں جیسا کہ گذرا پس عامل
اور کارکن اس آبادی کے فرشتے ہیں اور دوسری چیزیں مانند آلات اور اسباب کے ہیں

بھی ان کو نہ سنا
تفسیر خلیلی

نئے پیلوں کو
بنایا کہ تم پر ہوا

ہو جاتے تھارے
لیے نہیں کو چھو دیا

اور اس کو چھوٹ
بنادیا اور آسمان
سے پانی نازل ہوا

اس پانی سے
پیدا کیا کھانے کو
رطوبت کے
پیل نکالے اور

تم جانو جبکہ
سیر کیا راس
نہیں نہ ٹھکراؤ
فان چونکہ یوسف
کے رابی ہوا
کے سے سری

پس پہلے قائم کرنے خلیفہ کے سے کہ جس کی اطاعت فرشتوں پر واجب ہوا و گواہ اطلاع دینی اور واسطے اطاعت حکم اوسکے کے سخر کرنا ضرورتاً اس واسطے کہ اگر بلا اطلاع کے اوسکے اوپر خلیفہ بنایا جاتا استحقاق خلافت اوسکے میں قدح کرتے اور سلسلہ اطاعت کا کما بین بنی سرانجام نہوتا اور ہر گاہ کہ پہلے پیدائش اوس کی سے شبہہ و نکاد و ر کیا بعد کے اطاعت میں ساتھ کمال رغبت کے رجوع ہونگے اور بعض مفسرین نے کہا ہے اس معاملہ میں منظور یہ ہے کہ بندے اس بات کو جان لیوین کہ عمدہ کاموں میں مشورہ کرنا ان کام والوں سے ضرور ہے اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے باوجود بے احتیاجی کے مشورہ کیا اور خطاب کو ساتھ صورت مشورہ کے القا فرمایا پس بندے کہ بسبب نقصان عقل کے اور نہ علم ہونے ساتھ انجام کاموں کے بالکل محتاج طرف مشورہ کے ہیں ہرگز مشورہ ترک نہ کریں اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے ما خاب من استخار ولا ندم من استشار یعنی بے بہرہ نہ ہوا وہ شخص جس نے استخارہ کیا اور پشیمان نہوا وہ شخص جس نے مشورہ کیا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جو چیز جہان میں حادث ہوتی ہے اوسکی ایک صورت پہلے پیدا ہونے اوس کے سے بیچ عالم فضا کے پہر لوح محفوظ میں پہر لوح محو اور اثبات میں کہ اوس کو اکثر استعمالون شرع میں تعبیر ساتھ شمار دنیا کے بھی فرماتے ہیں پس لفظ قال ربك للملائكة کما یہ ہے نزول صورت اس ارادہ کے سے بیچ ان مراتب کے بے اس کے کہ کلام اور اظہار اور مشورہ در میان میں آوے جیسا کہ آدمی کو اپنے حال میں تامل کرنا طرف میدان مرتبوں کے پہونچا تا ہے اس واسطے کہ جو چیز اور پر اعضا اور جوارح آدمی کے کہ عالم کون اور شہادت اوس کی کہیں خواہ قول خواہ فعل ظاہر ہوتے ہیں ادل اسکا وجود مرتبہ روح میں ہوتا ہے کہ مادر اغیب الغیب اسکا ہے پہر قلب اوسکے میں کہ غیب الغیب اسکا ہے کچھ قوای نفسانیہ اسکے ہیں کہ غیب دلنے اور شمار دنیا اسکا ہے نہر اور پر جوارح اور اعضا کے ظاہر ہوتا ہے فائدہ دوسرے کہ حقیقت میں فرشتہ کہ اوسکو لغت عربی میں ملک کہتے ہیں آدمیوں کو باوجود اتفاق ہونے کے اور ثابت ہونے اوس حقیقت کے خلافت بہت ہے اکثر مسلمان اور یہود اور نصاریٰ اس طرف گئے ہیں کہ فرشتے اجسام

ملک
الغیب سے اور اطلاع
تو خلیفہ
اسکا سکونی کی
بات میں نہیں
اور خدا کی عین
کی ایک ہی بات
دینی کی ایک ہی
نیکو عمل کی ایک ہی
یعنی ہر چیز میں
کی نشانی ہے نہ
بتلاوی اور خدا ایک
ہے
درمیان ہر دو چیز
بہر نسبت ہر دو چیز
تو نسبت ہر دو چیز
کہ اگر ایک پہر بلا
سوا اسکا
دوسرا کوئی نہ ہوتا

لطیفہ نورانیہ بین اور حق تعالیٰ نے اون کو قدرت بخشی ہے کہ بسبب اوس کے حالت
 رکستے ہیں کہ جس شکل میں چاہیں اپنے تئیں ظاہر کریں اور مجاہدے کرنے والے کشف
 کی راہ سے اون صورتوں کے اوپر مطلع ہوتے ہیں اور بعض اوقات حاجتوں اور درویشوں
 والوں کو بھی عجیب عجیب شکلیں اور آثار نادر اون کے واسطے حل مشکوں کے اور کفایت
 کرنے مہمون کے ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ بیچ تو اس بیچ حکما کے لکھا ہوا ہے کہ جالینوس
 کو ایک دفعہ درجہ لاجع ہوا ہر چند کہ معالجے طرح طرح کے کئے اچھا نہوا ایک دن خواب میں
 دیکھا کہ گویا ایک شخص نورانی شکل اوس کو فرماتا ہے کہ فصد اوس رگ کی کہ اوپر پشت
 داہنے ہاتھ تیرے کے ہے درمیان انگوٹھے اور انگشت شہادت کے اس بیماری کے
 واسطے سفید ہوگی نیند سے اٹھا اوس رگ کو ڈھونڈ کر فصد کری اور اچھا ہوا اور شریعتوں
 میں تو اتر کے راستہ سے ثابت ہوا ہے کہ کثرت فرشتوں کی اس حد کے ساتھ ہے
 کہ اوپر کثرت دوسری مخلوقات کے اوس کو قیاس نہ کرنا چاہیے حدیث شریف میں وارد
 ہے کہ بولتا ہے اور چڑھ کر تا ہے آسمان اور لایق ہے اوس کو کہ آواز کرے اس واسطے
 کہ آسمان میں کسی جگہ ایک قدم کی جگہ نہیں کہ اس جگہ فرشتہ نہ مشغول ہے وہ فرشتہ
 ساتھ مسجد کے یار کو ع کے اور جو کچھ حال خدمتوں اس گروہ کا احادیث صحیحہ سے ثبوت
 کو پہنچا ہے یہ ہے کہ بعض اون میں سے عرش کے اوٹھانے والے ہیں اور بعض اون
 سے بڑے فرشتے ہیں کہ کام عمدہ اون کی تدبیر کے ساتھ متعلق ہیں مانند حضرت جبریل
 علیہ السلام کے کہ صاحب علم وحی کے ہیں اور حضرت میکائیل کے صاحب رزق اور غذا
 کے ہیں اور حضرت اسرافیل کے صاحب لوح محفوظ اور صاحب صور اور نفخ ارواح کے
 ہیں اور حضرت عزرائیل کے ملک الموت ہیں اور بعض اون میں سے عازن بہشت کے
 ہیں اور بعض اون میں سے دوزخ کے اوپر موکل ہیں اور بعض اون سے محافظت
 کرنے والے بنی آدم کے ہیں آفتوں اور بلاؤں سے اور بعض اون سے اعمال بنی آدم کے
 لکھنے والے ہیں اور بعض اون سے موکل ہیں واسطے محافظت نظام اس جہان کے
 جیسا کہ ملک الجبال اور ملک البحار اس جگہ میں جانا چاہئے کہ جمہور علماء دین نے

تفسیر جلیلی

بوجہ جادو

بوجہ جادو

سورہ فاتحہ

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

بوجہ جادو

تاریخ خلد متون اور متون تہذیبی

اجماع کیا ہے اس پر کہ فرشتے ہر قسم کے گناہوں سے محفوظ اور معصوم ہیں اور
 آئین صریح اس معصوم پر گواہ ہیں جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا بل عباد مکرمون
 لا یسبقون بالقول وھم بآئین یعلمون ایسے بلکہ بندے ہیں عزت دے گئے نہیں بیشدنی
 کرتے ہیں بات میں اور وہ ساتھ حکم اور سکے کے کام کرتے ہیں اور دوسری آئین اس
 جنس کی بہت ہیں اور اس قصہ میں خلاف اس عقیدہ کا کئی وجہ سے ظاہر ہیں معلوم ہوتا ہے
 جیسا کہ فرقہ حشویہ نے اسی قصہ کے ساتھ دلیل باطل کر عصمت فرشتوں کا انکار کیا ہے بجملم
 ان وجوہات سے یہ ہے کہ فرشتوں نے یہ لفظ کہا البتھل فیہا من یفسد فیہا اور یہ
 طریق اعتراض کا ہے اور اعتراض کرنا اور خدا کے گناہ ہے بہت بڑا اور اونہیں میں سے
 یہ ہے کہ بنی آدم کو نسبت قتل اور فساد کی طرف کیا ہے اور یہ غیبت کی قسم سے ہے
 اور غیبت کبار سے ہے اور اونہیں میں سے یہ ہے کہ اپنی تعریف میں طول کلامی کی
 کہ بھن منبر بھلاؤ و نقد سلاک کہا اور یہ بات دلالت اور عجب اور خود پسندی کے
 کرتی ہے اور اونہیں میں سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اون سے منہ ریا کیا کہ ان
 کم صلا قین یعنی اگر ہو تم سچے پس معلوم ہوا کہ وہ جو سٹے تھے اور اونہیں میں سے
 یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے الم اقل لکوا ان اعلو عیب السموت والارض یعنی ایا نکہا تھا
 تم سے کہ میں جانتا ہوں چہی چیزیں آسمانوں اور زمین کی اور اس عبارت سے معلوم
 ہوتا ہے کہ فرشتوں کو اس بات میں شک اور شبہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کو علم تمام چیزوں کا
 ہے اور اونہیں میں سے یہ ہے کہ قول فرشتوں کا سبحانک لا علولنا الا ما علمتنا
 یعنی تسبیح کرتے ہیں تیری نہیں علم واسطے ہمارے مگر اوس قدر کہ سکھایا تو نے اور
 بیان عذر اور توبہ کے دلالت کرتا ہے اور عذر اور توبہ دلیل گناہ کی ہے اور جو عذر
 ان وجوہ کا جواب دیا ہے کہ غرض اون کی کہنی اس قول کے سے کہ البتھل فیہا من یفسد فیہا
 یہ نتھی کہ اعتراض اور خدا سے تعالیٰ کو کہیں بلکہ میان اس بات کا ہے کہ ہمارے تین
 وجہ حکمت کی اس ارادہ میں معلوم نہیں ہوتی ہے تنفی ہماری فرمانی چاہئے اور انکال
 بیان کرنا یعنی جو شبہ دل میں آوے اوسکو ظاہر کرنا واسطے جواب معلوم کرنے اوسیکے

لے فرشتے
 آدم کے نصیب
 بنی آدم کے نصیب
 فرشتوں کا کام
 سے
 تعلیم
 اجماع
 بات میں
 ہو کہ
 خود
 فرشتوں
 فرشتوں
 آدم کی
 سورہ
 لا اور
 سوا
 بنی آدم
 بلات
 انکار
 ہے باوجود
 حق منادی
 کی ہے

بے ادبی نہیں ہے جیسا کہ شاگردوں کا اوستاذوں کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہتا ہے اور
قاعدہ ہر عاقل کا ہے کہ جو کسی کے حق میں حکمت کا ملکہ کا اعتقاد کرتا ہے اور اس سے کوئی
ایسا فعل معلوم کرے کہ وجہ حکمت کی اسکو معلوم نہ ہو بے اختیار تعجب کی راہ سے اس سے
دریافت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہید پوشیدہ اس محل میں کیا ہے اور غیبت بنی آدم کی
لکھ سوال میں پائی گئے محض شبہ جو دل میں آیا تھا اس کے بیان کرنے کیلئے سزا
ہوئی حقارت اور انات کے ارادہ سے نہیں اور یہ قسم غیبت کی حلال ہے جیسا کہ استفتا
کے وقت اور واسطے بیان کرنے صورت مسئلہ کے حال بیان کرنا کسی شخص کا درست
ومنہ ما ورد فی الحدیث الصحیحان ہذا زوجۃ ابی سفیان قالت مجھرت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان ابی سفیان رجل شیخی ای یخیل مسک و لم یغنی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم عن ہذہ الغیبۃ۔ یعنی اسی قسم سے ہر وہ کہ آیا ہے بیچ حدیث صحیح
کے تھیں ہند بی بی ابی سفیان کی لئے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ تھیں
ابی سفیان مرد شیخ ہے یعنی یخیل مسک اور نہ منع کیا اس کو ان حضرت صلعم نے اس غیبت
سے اور تعریف اپنی کہ فرشتوں نے بیان کی خود پسندی کی راہ سے نہ ہی بلکہ واسطے بیان
کرنے عذر اس سوال کے حال اپنا بیان کر دیا یعنی یہ سوال ہمارا اس وجہ سے نہیں کہ تیری
پاکی اور کمال حکمت میں کچھ ہمو شک اور شبہ ہو اس واسطے کہ ہم ہمیشہ ساتھ نبی اور تقدیر
اور حمد اور شکر تیرے کے مشغول ہیں بلکہ سوال ہمارا محض واسطے طلب کرنے وجہ حکمت
کے ہے کہ یہ یہید پوشیدہ ہم پر ظاہر ہو جاوے اور فرمانا حق تعالیٰ کا اون کے تین
ان کشفو صدقین دلالت اوپر جو بڑے ہونے اون کے کے صلحہ نہیں کرتا ہے بلکہ مراد
یہ ہے کہ تم نبی اور تقدیس اپنی کے تین اور حمد اور شکر اپنے کو کامل جانتے ہو اور ایسا
نہیں اور اگر کسی شے خلاف واقعی کو اپنی غلط فہمی سے کوئی شخص مطابق واقع کے جانکر
خبر دی اسکو ایسا جو شک کہنے والے کی مذمت اس کے سبب کیجاوے نہیں کہ میں گے بلکہ ایسی
صورت میں اگر اس خبر کو قسم کے ساتھ بھی تاکید کرے جب ہی وہ شخص باخود نہ ہو گا جیسا کہ
بیچ تفسیر آیت لا یؤاخذکم اللہ باللغو ایما انکم کے آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور ایسے ہی فرمانا

تفسیر خلیلی

اور نہ ہو سکے گا

اسد جہاں کا

خانی ہے ان کے

علامہ کا تفسیر کوئی

مخالف کہ نہیں

سنا مخالف کی

بان خان کی

بان کہ باب نہیں

چوتھی جو کوئی

قرآن میں غور

سنگا اسکو عجز

قرآنی کے سبب

چھ لفظ دینی

اور بیت سے جو

معلوم ہو جائیگا

کہ یہ ایک خط

سے زور دینا

بیان جدید

امرونی حاکم

حق تعالیٰ نے روحون کے قبض کرنے کا کام اسی واسطے اون کو سونپا اور فرمایا کہ اس مشت خاک کو جس جگہ کہ خانہ کعبہ نے الحال موجود ہے جمع کرو بعد اوس کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اوس خاک کا گارا بناوین اور چالیس دن تک اوس خاک پر مینہ برس اتنا ^{۳۹} ایش دن تو عزم اور سنج کا مینہ برس اور ایک دن خوشی کا مینہ اور اسی سبب سے ہے کہ آدمی کو عزم اور الم بہت رہتے ہیں اور خوشی کم ہوتی ہے بعد اوس کے اوس کچر کو خشک کیا جیسے گھارنا پچا برتن خشک ہوتا ہے اور ہوا کے چلنے سے آواز کرتا تھا جیسا کہ اور جگہ اس کو فرمایا ہے صلصال کا لفظ بعد اوس کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اوس خشک گارے کو درمیان مکہ اور طائف کے وادی نعمان میں کہ متصل عرفات کے ہر لیجا کر ڈالیں اور حق تعالیٰ نے دست قدرت اپنے سے اوس گاری جو قالب آدم کا بنایا اور صورت اوسکی تیار کی فرشتوں نے کہ کبھی ایسی صورت نہ دیکھی تھی تعجب سے آس پاس اوس کے پھرتے تھے اور خوبصورتی اوسکی سے حیران ہوتے تھے ابلیس بھی اوس قالب کو دیکھنے کی واسطے آیا اور گردا گرد اس کے پہر اور کہا کہ اس قالب سے کیا تعجب کرتے ہو کہ ایک جسم ہو کہ اندر سے خالی ہو اور جگہ جگہ اندر اس کے خلل ہیں بغیر پر کرنے کے اندر وہ اسکا نہیں ہو سکتا اور اگر پر کرین تو بسبب ضعف کے زمین پر گر پڑے اور اگر میر ہو جا تو پٹے اسکے کچھ لگیں اور چلنے پھرنے میں مستی پیدا ہووے پس اس قالب خاکی سے کسی حال میں کچھ کام ہو گا مگر سینہ اسکے میں بائیں طرف ایک جڑ ہر بغیر دروازے کا اوس کو میں نہیں جانتا ہوں کہ کیا چیز اوس میں پوشیدہ ہو شاید کہ وہی مقام لطیفہ بانی کا ہو کہ بسبب اوسکے استحقاق خلافت کا حاصل کرے بعد اسکے حکم روح کو ہوا کہ اس قالب میں آؤ اور اوسکے گڑھوں میں ہر جا دے جب روح قالب کے پاس پہنچی اور دیکھا کہ جگہ تنگ اور تاریک ہے اوس کے اندر جانے سے ٹھکر گئی اوسکو اندر کے حکم سے جبراً قالب میں داخل کیا اب تک روح سرخون آئی تھی کہ حضرت آدم کو چھینک آئی اور الہام سے کلمہ الحمد للہ کا زبان سے نکلا حق تعالیٰ نے جواب میں فرمایا رحمت اللہ علیہ کہ روایت کیا اوسکو حاکم نے اور صحیح کیا اوسکو ابن عباس سے اور بقی نے روایت کی کتاب الاسماء والصفات میں ابن مسعود سے اور محمد بن یوسف سے روایت

تفسیر خلیلی

اور اچھا

کام کے

لئے ایسے

بائع ہیں

نہیں ہر ہی

جب اور کون

کام کو

کھات ہو

یہ دیکھ

جو پہلے ہی

ہوتا اور

پس ملت

جسے

جنت میں

کی ہو کہ جب روح حضرت آدم کی کمرنگ پنچھی تھی کو درکٹے چونکہ نیچے کے دھڑ میں ابھی تک نہ آئی تھی اس واسطے زمین پر گر پڑے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ خلق کا لسان من عجل یعنی پیدا کیا گیا انسان شتابی سے بعد اوس کے جب تمام بدن میں روح پھیل گئی حکم ہوا کہ فرشتوں کے پاس جا اور ان کے اوپر سلام علیک کر اور دیکھ کہ تجھ کو کیا جواب دیتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کی طرف گزرے اور کہا السلام علیکم فرشتوں نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ علیہ حکم ہوا کہ یہی کلمات تحیت تیری اور تحیت اولاد تیری کے مقرر کئے ہیں حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوند امیری ذریت کیا ہے فرمایا کہ ذریت تیری دونوں ہاتھوں میرے میں ہے ان دونوں ہاتھوں میں سے جسکو تو چاہے اوسی میں سے پہلے تجھ کو دے گا اور ان حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اول میںے داہنا ہاتھ پروردگار اپنے کا اختیار کیا اور دونوں ہاتھ پروردگار میرے کے سیدھے ہیں حق تعالیٰ نے پہلے داہنا ہاتھ اپنا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر پہرایا اور پشت اون کی سے جس قدر نیک بخت قیامت تک پیدا ہوں گے اون کی صورتیں حضرت آدم کو دکلا دیں پھر دوسرا ہاتھ حضرت کی پشت پر پہرایا اور بد بختوں کو نکالا اور صورتیں اون کی دکلائیں جب حضرت آدم علیہ السلام نے صورتیں اولاد اپنی کی دیکھیں کہ بڑا فرق اون میں ہے بعض خوب صورت ہیں اور بعض بد شکل اور بعض توانگر اور بعض مفلس اور بعض بے تنہا کے اور بعض چھوٹے اور بعض عجم الاعضا اور بعض اندھے اور بعض لولے وغیرہ عرض کیا کہ بار خدا یا یہ سب بندے میرے ہیں سب کو یکساں کو واسطے پیدا کیا تو نے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر انکو یکساں بناتا میں کوئی شکر میرا کرنا اور اب کہ اون میں تفاوت واقع ہوا ہر کوئی اوس نعمت کو جو اس کے واسطے حاصل ہو پہچانے گا اور شکر کرے گا بعد اسکے نبیوں کو دیکھا کہ بہ سبب زیادتی نور کو کہ اون کی پیشانی میں چمک ہا تھا سب کے درمیان میں ممتاز تھے اور بہ نسبت اور پیغمبروں کے حضرت داؤد کی پیشانی کا نور زیادہ چمکتا تھا حضرت آدم کو بہت خوش معلوم ہوا اور وجہ اوس کی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سب نبیوں میں سے ایک خطا میں گرفتار ہوئے تھے اور تدارک و سکا تو بہ اور استغفار سے اس قدر کیا کہ کسی بشر سے ویسا تدارک ممکن نہیں ہیں نور نبوت اون کی کانور تو بہ اور ندامت کیسا تھا بل کہ زیادہ تر روشن ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 کہ ان دونوں ہاتھوں میں سے جسکو تو چاہے اوسی میں سے پہلے تجھ کو دے گا اور ان حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اول میںے داہنا ہاتھ پروردگار اپنے کا اختیار کیا اور دونوں ہاتھ پروردگار میرے کے سیدھے ہیں حق تعالیٰ نے پہلے داہنا ہاتھ اپنا حضرت آدم علیہ السلام کی پشت پر پہرایا اور پشت اون کی سے جس قدر نیک بخت قیامت تک پیدا ہوں گے اون کی صورتیں حضرت آدم کو دکلا دیں پھر دوسرا ہاتھ حضرت کی پشت پر پہرایا اور بد بختوں کو نکالا اور صورتیں اون کی دکلائیں جب حضرت آدم علیہ السلام نے صورتیں اولاد اپنی کی دیکھیں کہ بڑا فرق اون میں ہے بعض خوب صورت ہیں اور بعض بد شکل اور بعض توانگر اور بعض مفلس اور بعض بے تنہا کے اور بعض چھوٹے اور بعض عجم الاعضا اور بعض اندھے اور بعض لولے وغیرہ عرض کیا کہ بار خدا یا یہ سب بندے میرے ہیں سب کو یکساں کو واسطے پیدا کیا تو نے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر انکو یکساں بناتا میں کوئی شکر میرا کرنا اور اب کہ اون میں تفاوت واقع ہوا ہر کوئی اوس نعمت کو جو اس کے واسطے حاصل ہو پہچانے گا اور شکر کرے گا بعد اسکے نبیوں کو دیکھا کہ بہ سبب زیادتی نور کو کہ اون کی پیشانی میں چمک ہا تھا سب کے درمیان میں ممتاز تھے اور بہ نسبت اور پیغمبروں کے حضرت داؤد کی پیشانی کا نور زیادہ چمکتا تھا حضرت آدم کو بہت خوش معلوم ہوا اور وجہ اوس کی یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام سب نبیوں میں سے ایک خطا میں گرفتار ہوئے تھے اور تدارک و سکا تو بہ اور استغفار سے اس قدر کیا کہ کسی بشر سے ویسا تدارک ممکن نہیں ہیں نور نبوت اون کی کانور تو بہ اور ندامت کیسا تھا بل کہ زیادہ تر روشن ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام

کو یہی ایسا ہی حال پیش ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں گرفتار ہوئے اور وہ منوں
 لئے بھی اوس کا تذکرہ توبہ اور مذمت اور استغفار اور گریہ اور زاری سے قرار واقعی کیا اس واسطے
 نور و آدمی کو ساتھ نور حضرت آدم کے کمال مناسبت ہوئی اور جس قدر مناسبت زیادہ ہوئی
 ہے محبت بڑھتی جاتی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت داؤد کو انور و بکر
 عرض کیا کہ بارخدا یا بندہ تیرا کون ہے اور کیا نام اسکا ہے ارشاد ہوا کہ یہ بیٹا تیرا داؤد ہے
 عرض کی کہ عمر اسکی کتنی ہے ارشاد ہوا کہ ساٹھ برس کی عرض کیا کہ عمر میری کتنی ہے فرمایا
 کہ ہزار برس کی عرض کیا کہ میری عمر تین سے چالیس برس کم کر کے اسکی عمر میں زیادہ
 کر دے اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی عمر تین چالیس برس
 باقی رہے ملک الموت اور ہمراہی اونکے روبرو آکر حاضر ہوئے اور کہا کہ وقت مرنے
 تمہارے کا پہونچا حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ابھی عمر میری تین چالیس برس باقی ہیں
 فرشتوں نے کہا کہ وہ چالیس برس تمہارے اپنے بیٹے داؤد کو دیدے ہیں حضرت آدم
 علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو یاد نہیں کہ کسی کو میرے اپنے عمر دی ہو اور کوئی شخص کسی کو عمر
 اپنی نہیں دیا کرتا جو ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم نے معاملہ میں
 دین کا فراموش کیا اور منکر ہوئے یہی رسم اون کی اولاد میں بھی باقی ہے اور اسی
 وقت سچا حکم ہوا کہ جو کوئی کسی کو فیض دیوے چاہیے کہ ہبہ نامہ لکھے اور شاہدی اور گواہی کرے
 تاکہ عند الحاجت کار میں آدے اور امام احمد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصریؒ سے
 روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو اولاد اون کی دکلائی فرشتوں نے
 عرض کیا کہ بارخدا یا اس جماعت کثیر کی زمین میں گنجاہش نہوگی حق تعالیٰ نے فرمایا
 کہ میں نے واسطے کم کرنے انکے کے ایک چیز مقرر کی ہے اور وہ موت ہے فرشتوں نے
 عرض کیا کہ اگر موت اپنی کو یہ دیکھیں گے تو ہرگز نہ دنگائی انکو گوارا نہوگی اور بسبب یاد
 کرنے موت کے عیش اونکا بالکل تلخ ہوگا اور سچ و غم رات دن گدیرے گا حق تعالیٰ نے
 فرمایا کہ انکے غافل کر نیسے واسطے طول اہل اور امیدین بڑی بڑی انکے دل میں ڈال دوں گا کہ
 بسبب اسکے موت سے غافل ہو جائے اور صحاح ستہ میں اور اور کتابوں مستبرہ حدیث کی میں

تفسیر خلیلی
 ذیل حفاظت
 جس کا کتب خانہ
 نظام ہے
 جدید ہو چکا
 سخی خافت
 نیوگی ہر جہ
 اس عیش و
 سے ہمیشہ
 سکا روز
 چین سونا
 سبھی سونا
 زوال نشہ
 اندیشہ ندان
 سنا چاہیگا
 و سبھی سونا
 سبھی سے ڈالنی
 سبھی سے جگہ
 سبھی سے جگہ
 فوراً جو
 فوراً جو

تفسیر

آدم کا خون نہونگا
اور فرشتہ ہمارے
جنت میں جو ہمارا
جی چاہے غالب
ہوگا اور وقت ہو
ہو گا اور دن
میں جو چاہے
سب کچھ طاری
یہ سب غیبی
مہربان خدا
سے معافی ہے
آدم نے دم جو
ان الله لا يهدي
القوم الضالين
وہو اجمع
فان الله لا يهدي
القوم الضالين
الضالين من قوم
آدم الذين
يضلون

آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم کو ہر ایک قسم کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسی جہت سے آدمی رنگ میں مختلف ہوتے ہیں کوئی سرخ کوئی سفید اور کوئی سیاہ اور طبیعت اور خلق میں بھی جدے جدے کوئی نرم کوئی سخت کوئی نیک کوئی بد کوئی خبیث کوئی طیب اور یہی قیاس کتاب الاسماء والصفات میں ابن سبتوح سے روایت کی ہے کہ فرشتے اس خلیفہ کے پیدا ہونے سے نہایت ڈرتے تھے کہ جب یہ خلیفہ ہمارے اوپر حکم چلاوے گا ساتھ اسکے کیا معاملہ ہوگا اور کس طرح کیا جاوے گا ابلیس آیا اور حضرت آدم کی پٹلی کو دیکھا اور ہر ایک عضو کو علیحدہ علیحدہ نظر میں لایا کہا کہ لا تہبوا من ہذا فان ربکوحده ہذا اجوف لئن سلطت علیہ لاهلکتہ یعنی نہ ڈرو تم اس سے اس واسطے کہ رب تمہارا بے پرواہ ہے اور یہ اندر سے خالی ہے اگر میں مسلط کیا جاؤں اوپر اسکے البتہ ہلاک کروں میں اسکو اور دہلی نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ ہوا اور بلا اور شہوت کو چالیس دن تک حضرت آدم کی مٹی میں خمیر کیا ہے اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں مروی ہے کہ آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہتر سب دنوں میں دن جمعہ کا ہے اس واسطے کہ اسی دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے اور اسی دن بہشت میں انکو داخل کیا ہے اور اسی دن بہشت کو نکال کر زمین پر ڈالا ہے اور اسی دن حضرت آدم نے وفات پائی ہے اور اسی دن قیامت ہوگی اور روایت میں امام احمد اور طبرانی اور ابودردیہؓ میں کی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہشتی جسوقت کہ بہشت میں آویگے بغیر دائرہ کے ہونگے اور بدن پر یہی بال نہون گے اور رنگ اونکا سرخ و سفید اور سر کے بال بیچ دار اور آنکھیں اونکی سرگیں گویا کہ تینتیس برس کے ہیں اور سب آدمی حضرت آدم کی صورت پر ہونگے اور قد اونکا ساٹھ یا تھم کا اور عرض بھی سناسب اسی طول کے ہوگا اور ابن سعید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر اپنی تاریخ میں ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام روی زمین سے پیدا کیا ہے خواہ شور ہو خواہ شیریں جس میں شیریں جز کو غلبہ ہے آخر کو نیک بختی کی طرف جکے گا اگر چہ ماورباہ اوکے کافر ہوں اور جس کسی میں اولاد اونکی سے شور جز وغالب

چیزوں کے جیسا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا ہر علم اسم کل شیء حتی القصصہ والقصة یعنی سکھلا
اسکو نام ہر شے کا یہاں تک کہ پیالہ اور پیالی کا اور سعید بن جبیرؓ نے کہا ہر حتی البعید والبقرة
والنشاءۃ یعنی یہاں تک کہ اونٹ اور بیل اور بکری اور تعلیم ناموں کی اس واسطے کی گئی کہ نام عبارت
اس لفظ سے ہے کہ دلالت کرے اور حقیقت کے اور منظور فائدہ دنیا علم حقائق کا تھا تاکہ
کام خلافت کا سرانجام کر سکے اور نام کمزور چیزوں میں سے ہے جن کے سبب سے
استیاض حقائق کا ہوتا ہے اور یہ بھی منظور تھا کہ خواص تمام چیزوں کے اور نفع اور نقصان
اونکے سکھلاے جا دیں اور طریق استعمال اون خواص کا بھی اور مقدمہ اس تعلیم کا یعنی وہ چیز
کہ تعلیم اور پرہیز و عفو ہو جو کہ اول اس کو نام ہر چیز کا تعلیم کریں تاکہ وقت بیان کرنے اس بات
کے کہ فلاں چیز فلاں خاصیت رکھتی ہو اور فلاں نفع اس سے لینا چاہیے اور فلاں مضر اس سے
دور کرنا چاہیے آسانی سے معلوم ہو جاوے اور زیادہ تر حاجت طوالت کی نہ پڑی اس مقام میں
جاننا چاہیے کہ فرشتوں اور آدمیوں کے درمیان میں ماہ الامتیاز کہ جس کے سبب فرشتہ پر فوقیت
حاصل کی فقط تعلیم اسموں اور صرف حقیقتوں اشیاء و خواص و منافع اور مضرانہ کے کی نہیں
اس واسطے کہ قطعاً ثابت ہو کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے فرشتوں کو بھی خطاب
آئی ہوتا تھا کہ فلاں چیز اس طرح کرو جیسا کہ اسی قصہ میں گزرا کہ پہلے جبریل علیہ السلام کو واسطے
لینے ایک شت مٹی کے روئے زمین پر بھیجا اور بعد اوس کے دوسرے فرشتوں کو پہلے اگر
فرشتوں کو علم حقیقتوں اور اسموں ان حقیقتوں کا حاصل نہ تھا تو حکم آئی کہ مخلوقات کے حق میں
صدور پاتا تھا کہ کوئی بجا لا سکتے بلکہ امتیاز آدم کی فرشتوں سے ساتھ دودھہ کے ہر اول یہ ہو
کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کی سے فرشتوں کو علم ہر چیزوں کے ناموں کا
حاصل نہ تھا بلکہ علم اونکا منحصر تھا بعضی چیزوں میں کہ تعلق اون کی خدمتوں سے رکھتی تھیں
دوسری حقیقتوں اور اسموں سے کچھ کار اونکا متعلق نہ تھا اور اطلاع بھی اون کو ان امور کی
نہ تھی بخلاف حضرت آدم علیہ السلام کے کہ انکو ہر سبب خلیفہ بنانے کے تعلیم عام کی گئی تاکہ
منفعت ہر حقیقت اور حضرت اوسکی سے آگاہ ہو جو جن جیسا کہ حاکم نے اور ابن عساکر نے مرفوعاً
روایت کی ہے کہ ان حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہر کہ حقیقتی نے حضرت آدم کو اسماء کی تعلیم

فرشتوں کی
یہ فرشتوں کی
اور انکو علم
کے سبب سے
اس لئے کہ
کیا مطلب ہوا
اسی مثال سے
ہمیں کو گواہی
ہے اور ہوتوں کو
راہ دیکھا دیتا ہے
اور علم ان میں
کو کہتا ہے جو اسے
ہر کار میں کہ خدا
کا علم و حکم پہنچتا
ہے بعد از اس طرح
ہیں اور فلاں
جو کہ جو فلاں کو
فرمایا ہے اوسکو
فرشتہ میں

ہزار حرفتین طرح کی حرفتوں میں سے تعلیم فرمائیں اور ارشاد کیا کہ اولاد اپنی کو کہہ آدَمَ کہ اگر تم صبر نہ کر سکو دنیا سے پس دنیا کو ان حرفتوں کے ساتھ طلب کرو اور دنیا کو دین کہہ ساتھ طلب کرو اس واسطے کہ دین خالص واسطے میرے ہر اور وای اور پر اس شخص کے کہ دنیا کو ساتھ دین کے طلب کرے اور قلمی نے بولنا فتح سے روایت کی ہر کہ آنحضرت نے فرمایا کہ مثلت لی اصبی فی الماء والطین یعنی تصویریں امت میری کی پانی اور مٹی میں بنا کر مجھ کو دکھائیں وعلت الاسماء کلھا کما علم ادم الاسماء کلا اور سکھلائے جو تمام چیزوں کے نام جیسا کہ سکھلائے آدم کو نام سب چیزوں کے اور اس آیت میں جو لفظ کلھا کے واسطے تاکید عموم اسماء کے زیادہ کیا ہے اسی نکتہ کی واسطے ہر کہ امتیاء آدم کی فرشتوں سے بلب تعلیم عام کہ تھی نہ لمبب فقط تعلیم اسماء کے دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ تعلیم عام ہی ابتداء خاص ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کے تھی اور بعد اسکے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں کو ہر چیز کے ناموں سے خبر دی اور فرشتوں نے استعمال ہر چیز کا حضرت آدم اور ان کی اولاد سے سنا بعض فرشتوں نے جیسا کہ حضرت جبریل اور اور بڑے فرشتے ادنوں نے نام ہر چیز کے معلوم کر لیے اس واسطے کہ قطعاً یہ بات شریعت سے ثابت ہر کہ حضرت جبریل اور دوسرے فرشتے بڑے بڑے دبر و انبیاء ان کے آئے تھے اور ہر چیز میں بحث اور تفتیش کرتے تھے اور امور مختلفہ کا ذکر آتا تھا اور کسی وقت افادہ استفادہ اور کہنے سننے میں عاجز نہیں ہوئے اور سب بات کو نہیں پوچھا کہ فلا ناکس چیز کا نام ہر اور اس لفظ کے کیا معنی ہیں اور حقیقت فلا فی چیز کی کیا ہے الیہ یہ تعلیم ابتداء خاص حضرت آدم کو ہوئی تاکہ زیادتی علم ان کی فرشتوں کے اور خصوصاً اس علم کی کہ تعلق ساتھ سب بات اور خلافت کے رکھنا سے ظاہر ہووے اور اسی واسطے اور محض تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کے کفایت نہ ہوئی بلکہ لہر عرض ہم علی الملئکہ یعنی پیش کیا حق تعالیٰ نے ان ناموں کو اور فرشتوں کے ساتھ اس طریق کے کہ تصویریں ان چیزوں کی کہ نام ان کے حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے تھے فرشتوں کو دیکھنا کہ ان کے واسطے کہ ان کے نام ان چیزوں کی جو تمیز دینے والی ہیں نام ہر اور واسطے استحقاق خلافت کے معرفت حقایق کی اور امتیاز کرنا ان میں

تفسیر خلیلی

روسلک میں

فرماتے ہیں

میں بس اس واسطے

پاؤں سے بھی لکھ

میں ہر اسماء

کے کلام میں جو

جہاں شال کھی

چھوڑی سی

دی تھی ہے

اس کا فوک

عیب گیری کرنے

تھے کہ خدا کی

یشان نہیں

کہ یہی ایسی

خبر دینے والی

نہال دیکر

قرآن اگر اسد

کلام ہوتا تو

ایسی ادب

فنبر علمی

شاہین نوین پیر
الذوالحجۃ سنہ
دو ہجرت ۱۱۸۰
درمجاہ کی
سنہ اسلام کا کلہ
پڑھا اور محمد صاحب
صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خدا کا
بھائی اور اوصدا
کا نائب بھی لیا
اب اس نے یہ
نہ بناندا کہ خدا
کا حکم اس پر
اب اس کے ذریعہ
بھیجے گا کہ میں
از کو قبول
کی کروں گا کہ
نہیں پھر وہ
بھیجے گا کہ میں

شرط ہو اگر تمہارے تین ناموں ان چیزوں کے سے خبر ہوگی دعویٰ استحقاق خلافت کا تم سے ممکن ہوگا اور اگر تم ان چیزوں کے ناموں سے بے خبر ہو تو خلافت کہ عبارت ہے تصرف کرنے سے تمام چیزوں میں تم سے کس طرح سرانجام اور کیا ہوگا اور ہر چند کہ تم نے ظاہر میں تقاضا خلافت کا دعویٰ نہیں کیا ہو لیکن تمہارے کلام سے دعویٰ لازم آیا پس شرطیں اس میں جو ثابت کرو ان گنتہ صلیہ قین اگر جو تم بھی بیچ کلام اپنے کے کہ غنی سنجہ بے لک و نقد ہر لک اس واسطے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ تسبیح اور تقدیس ہماری کمال کے رتبہ کو پہونچی اور شکر ہمارا نہایت کے مرتبہ کو ملا اور ظاہر ہے کہ کمال تسبیح اور تقدیس کا یہ ہے کہ ساتھ تمام اسماء الہی کے ہو اور ایسے ہی نہایت حمد اور شکر کی یہ ہو کہ مقابل ہر کمال اور ہر نعمت الہی کے ہو اور اس امر کو علم تمام اسماء الہی کا اور تمام اسماء کو فی اور علم تمام کمالات اور نعمتوں الہی کا درکار ہے اور یہ علم بدون جاننے تمام حقیقتوں جہان کے تفصیلاً مضمون نہیں اور درمیان حقیقتوں کے امتیاز بہت وجوہ سے ہوا دینے اون کا یہ ہے کہ نام انکا جان لے اگر اس قدر بھی امتیاز متکو حاصل نہوا پس دعویٰ تسبیح اور تقدیس علی الاطلاق کا اور حمد کمال کا تم سے کیونکر درست ہوا باقی یہاں کئی بحثیں ہیں کہ مفسرین اون بحثوں کو اس مقام میں ذکر کرتے ہیں اول تو یہ کہ اکثر مالمون نے اس آیت سے دلیل پکڑی ہے اوپر اسکے کہ مقرر کرنا الفاظ کا معانی کی واسطے خدا کی طرف سے ہو اس واسطے کہ اس آیت میں فرمایا ہو کہ وعلہ اذ علأ سماء کلاً۔ اور اگر واضح الفاظ کا معانی کے واسطے آدم یا اولاد آدم کی ہوتی تعلیم سمار میں الہ کی طرف سے گنجائش نہ تھی لیکن اس آیت سے معلوم ہوتا ہو کہ وضع لغات کی وقت پیدائش آدم علیہ السلام کے نہ تھی بلکہ بہت پہلے اس سے تھی اور واقعہ میں اسی طرح سے ہے اس واسطے کہ پہلے پیدائش حضرت آدم کی سے نام فرشتوں کے اور اور چیزوں کے بھی کہ جن چیزوں کے سرانجام کی واسطے فرشتوں کو خطاب ہوتا تھا مقرر تھے اور کلام کرنا فرشتوں کا آپس میں اور سمجنا مضمون احکام الہیہ کا بواسطہ الفاظ کے قطعاً پہلے حضرت آدم کی پیدائش سے وجود نہ تھا اور جو لوگ کہ وضع لغات کی ساتھ اصلاح آدم اور آدمیوں کے جانتے ہیں فرشتوں کے کلاموں سے کہ آپس میں کرتے ہیں شاید وہ غافل ہیں اور یہ

کہنا اور نکالنا معنی تعلیم اسماء کے حضرت آدم کے تئیں یہ ہیں کہ خدا نے تعالیٰ نے آدم کے
 دل میں غم و ہش ڈال دی کہ توجہ طرف وضع الفاظ کے ہوں بہ طریق وضع کا اور کو
 سکھلا دیا جیسا کہ معنی و علم لہ صناعۃ لبوس لکھو بھی یہی ہیں یعنی سکھلا دیا ہنسنے اور کو پیشہ
 زور بنانے کا واسطے تمہارے یعنی پہلے دل میں زور بنانے کا داعیہ ڈال دیا بہ طریق اس کے
 بنانے کا تعلیم کیا سو فساد کا ظاہر ہے اس واسطے کہ تکلیف دینی فرشتوں کو ساتھ اس کے
 کہ الفاظ اور معانی اصطلاحیہ آدمیوں کے سے خبر و قبیلہ تکلیف الاطلاق کے سے ہوگی باوجود
 اس کے کہ کچھ حاصل ہی نہیں اس واسطے کہ اگر کوئی کسی کی اصطلاح سے واقف نہ ہو تو اس کے
 علم میں کیا قصور اور اس دوسرے کو اس پر کیا فوقیت والا عرب کے عالموں پر بسبب نہ
 جاننے اصطلاح ترکون کے قصور لازم آوے اور ترکون کو ان کے اوپر فوقیت ہو البتہ
 بسبب جاننے علم لغات اور اس کے کہ علم الہی میں واسطے معانی خصوصہ کے مقرر تھے طاعت قصور کی ہوا اور
 جانتا اس کا دلیل ترجیح اور فوقیت کی اس واسطے کہ جس قدر احاطہ معلومات الہی کا زیادہ
 ہوگا اسی قدر مہارت اور شبیہ جناب باری کے ساتھ بہت ہوگی اور زیادتی تشبیہ کی
 جناب الہی کے ساتھ سبب کمال فوقیت مخلوق کا ہے دوسرے یہ کہ ضمیمہ ثلثہ عشر ضمیمہ
 کی ظاہر اس طرح ہے کہ رجوع طرف اسماء کے کرے باعتبار اسمیات کے اور اسمیات اسماء کو
 ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں میں اس ضمیر کو کہ مخصوص مذکرین ذوی العقول
 کے ساتھ ہے اس واسطے کہ اس سے جواب اس کا یہ ہے کہ عرض کرنا اسمیات کا فرشتوں پر باعتبار
 جسامت ظاہری کے تھا کہ محل ظاہر ہونے تکمیل اور تانیث اور عقل اور غیر عقل کا ہے بلکہ
 باعتبار وجود روحی اور ملکوتی کے تھا کہ تمام مخلوقات باعتبار اس وجود کے عاقل اور درک
 اور بہرہ اندیز اور تانیث سے ہیں البتہ بسبب ہونے تانیث کے اس جو میں الفاظ اور حیثیت تذکر کے
 اس کے واسطے بولے جاتے ہیں جیسا کہ فرشتوں کے حق میں بھی اسی اعتبار سے الفاظ تذکر
 کے استعمال کئے گئے ہیں تمیز یہ کہ صیغہ امر کا جج انبونی کے واسطے عاجز کرنے اور لازم
 دینے کے ہر نہ واسطے تکلیف اور حکم کرنے کے پس جن شخصوں نے سبب اس صیغہ کے
 تکلیف والا لایطاق جائز رکھی ہے انہوں نے خطا کی ہے اور اسی واسطے فرشتوں نے یہ مجرور

تفسیر خلیلی
 پرستوں کے
 و کچھ سے اور
 تکمیل ہوتی
 اور پیشہ جیسا کہ
 سبب سے اور ان کی
 امت کے رتوں
 کی اس تین چیزیں
 سنیں اور بعد
 اور پچھو کیا اب
 اگر توبہ نہ ہو تو
 سلام کی سی بات
 میں کچھ بھی شبہ
 ہوا اور سلام
 کی سی بات ہو
 مایہ پسندی اور
 شریعتی احکام میں
 محض شریعتی
 و ثابت قیام
 شخص پر ہو

سنئے اس امر اور خطاب کے عاجزی اپنی شروع کی اس طریق سے کہ قَالُوا سُبْحٰنَكَ
یعنی کہا اونہوں نے پاک جانتے ہیں ہم تجکو اسی پر درو گار ہمارے اس بات سے کہ تیرے
علم میں کچھ قصور ہو یا تیرے فعل میں کوئی بات عبث واقع ہو اور خلاف حکمت کے وقوع میں
آوے اور سوال ہمارا فقط واسطے طلب ہدایت اور ارشاد کے تھا اس واسطے کہ لَا عِلْمَ لَنَا بِالْاَمَامِ
عَلَمُنَا یعنی کوئی علم حاصل نہیں ہونا ہی ہمکو مگر اس قدر کہ تو نے تعلیم فرمایا ہمکو اور یہی سبب
ہے وجہ حکمت پیدا کرنے اس خلیفہ کی بخانی اور تسبیح اور تقدیس و حمد اور شکر اور کمال جانا اور
معرفت حقیقتوں اشیاء کی تفصیلاً اور کمالات اُنکے ہمکو حاصل نہوے اور نام ہی اُن جنہوں
کے کہ جملہ کمالات کے ہیں ہنئے بخانے اور جب کہ جناب تیری سے ابتداء یہ علوم حاصل نہوئے
تو کچھ جگہ اعتراض کی نہیں اس واسطے کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ یعنی تحقیق تو نہایت دانا ہو اور تو
جانتا ہو کہ حقیقتیں ہماری ایسی نہیں کہ یہ علم بلا واسطہ تیرے معلوم کریں ایسا واسطہ اس مخلوق کو
خلیفہ اپنا کیا تو نے اور قدرت اور طرح طرح فاعلوں کے دی تو نے اور ہمکو واسطے پورا کرنے مرادوں
اور خدمتوں اور سبکی کے امور کیا تاکہ ہم ہی بواسطہ اس خلیفہ کے اور خدمت اس کی کے اوپر
اون فاعلوں اور حقیقتوں کے مطلع ہوں اس واسطے کہ تو اَلْحَكِيْمُ یعنی صاحب حکمت کامل کا ہی
ساتھ اس تدبیر کے ہماری حقیقتوں کو ہی ان علموں سے بہرہ مندر کے گاجب حق تعالیٰ نے
ملائکہ سے یحییٰ اور زاری اور اقرار کرنا اون کا ساتھ علم اور حکمت اپنی کے پسند کیا قَالَ يَا اٰدَمُ
اَنْبِئْهُمْ یعنی فرمایا کہ اے آدم خبر دے ان فرشتوں کو اگرچہ علانی جہانیہ کے تجر و مسین تو انہ
بہت کم ہر اور مقرر ہے کہ جس قدر بخیر زیادہ ہووے اطلاع حقیقتوں کے اور یہی زیادہ ہو
بِاسْمَائِهِمْ یعنی ساتھ ناموں ان چیزوں کے کہ فرشتوں نے یافت کی ہنئے اس واسطے کہ ان چیزوں کا
علم ساتھ خواص و رفیعوں اور عزیزوں اونکے کے حاصل نہیں ہو سکتا مگر ساتھ عقل کے کہ وہم اور
شہوت اور غضب کے ساتھ ملی ہوئی ہو اور یہ بات خاص تیرے ہی میں پائی جاتی ہے حضرت آدمؑ
نے جب یہ حکم سنایا ان حقیقتوں اور اسموں اور صفیوں انکی کار و برد فرشتوں نے شروع کیا
اور نام ہر چیز کا ساتھ تمام خواص و تاثیرات کے ظاہر کیا قُلْنَا اَنْبِئْهُمْ بِاسْمَائِهِمْ یعنی جب بتلا دے
حضرت آدمؑ نے فرشتوں کو نام انکے باوجودیکہ چیزیں بی شمار اور بے انتہا تھیں اور اس بیان کرتے ہیں

تفسیر غزالی
کی اس حدیث سے
تجلیات کے لئے
کیا اور فرشتوں نے
کہا کہ خدمت وہ غیر
مردم و عوام کی
سے ازل میں رہا
اور اس سے لیا
الفاظ سے یہ کہ
اللہ تعالیٰ آدمؑ
کی پیدائش پر وقت
اونکی ہمت سے ہی
اور تو کو ذرا سزا
بہر پر یہ کہ اس کے
میں مخلوق کو تیار
ہوں یا نہیں ہوا
سب سے غرض
کی چیز کو تو
ہمارا بسبب ہم

کچھ غلطی نہیں ہوتی فرشتے کمال علم آدم کے سے حیران ہوئے اور اس وقت میں قاک یعنی فرمایا
 جتنا علی نے واسطے تاکید کرنے امر خلافت آدم کے فرشتوں سے اَلْاَوَّلُ لَکُمْ یعنی ایا نکھاتا میں نے
 تمکو پہلے پیدائش اس مخلوق کی ہو کہ اِنِّیْ اَعْلَمُ یعنی تحقیق جانتا ہوں میں اور چیز کو کہ تم نہیں
 جانتے اور عرض میری اس کلام سے یہ ہے کہ میں جانتا ہوں غیب استخوان یعنی اوستہ اور چیز کو
 جو عالم علوی میں پوشیدہ ہیں جیسا کہ احوال اور چال ڈھال ستاروں کے اور حرکتیں آسمانوں کی
 منہ تمام آثار اور خواص ان کے باوجود کہ تم فرشتے عالم علوی کے رہنے والے ہو ہرگز ان باتوں کو
 نہیں جانتے ہو اور یہ شخص باوجودیکہ عالم سفلی کی مخلوقات میں سے ہو اور نہ جانتا ہو اور نہ اُن
 صفی اور کبریٰ اور وسطیٰ اور عظمیٰ اور کسوف اور خسوف اور دوسرے اوضاع ستاروں کے اُن اوضاع کو
 پیدا ہونے سے پہلے ہزاروں برس پہلے جانتا ہو اور ہر اک کے نام بیان کرتا ہو اور احکام اُن وعظائم
 کے خواہ باعتبار افراد کے خواہ باعتبار اجتماع کے نکالتا ہو وَالَّذِیْ یعنی اور یہی جانتا ہوں میں و
 چیز کو پوشیدہ ہو عالم سفلی میں ہرچند کہ عالم سفلی جس کے نزدیک بہت ظاہر کیا گیا ہو ہرگز طریق پیدا ہونے
 نباتات کا اور بدل ڈالنا معدنیات کا اور طریق پیدائش حیوانوں غیب شکل کا اور فائدے تغیل اور
 تلفیح کے اور بنالینا کاریگری سے شے مرکب کو جیسا کہ کاریگری کی کہ ایک حقیقت مرکب ہو انسان
 اور لکڑی اور حیوان اور وہ ہے سو فیہ ذلک معلوم نہیں اور یہ شخص اس قسم کی چیز میں پوشیدہ بہت
 جانتا ہو اور اسی چیز میں بنا سکتا ہو کہ علم تمہارا اونس کے نام تاکہ بھی نہیں پہونچتا ہو باوجودیکہ تخلیق
 سفلی سے کہ عقل اور ادراک کے مانع ہیں بالکل تم پاک ہو وَاَعْلَمُ مَا تَدْرُوْنَ یعنی اور جانتا ہوں میں
 اس چیز کو کہ تم ظاہر کرتے ہو یعنی شیع اور تقدیس اور معرفت اسماء الہی کی جقدر کہ استعداد
 اور حوصلہ تمہارا ہے وَمَا کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنی اور وہ چیز کہ تم اوسکو پوشیدہ رکھتے تھے یعنی بہت کام
 اور قوتیں تمہاری اسی تمہیں کہ ہرگز تمکو اطلاع نہ تھی کہ اوان قوتوں اور قوتوں کو اللہ تعالیٰ نے
 ہمارے اندر رکھ چھوڑا ہے جیسا کہ آدمیوں کی صورت جسم بنانی اور مدت جہدوں کی اور انس
 پاکر ناسا تھ ذکر آبی کے اور حاضر ہونا بیچ مکانوں شہر کہ صلحا کے اور اعانت اور مدد کرنی غازیوں
 اور عاجیوں کی اور عاشا منظر اسم قہار اور غفار اور اسماء الہی کا اور پہونچنا ناواہا درختوں کا
 زندوں کی طرف سے مردوں کو اور فائدہ پہونچنا نیکوں کا اور ترقی دینی خدا کے رستہ چلنے والوں کو اور

ترجمہ تفسیر خازن
 دنیا میں ہر
 سورہ البقرہ
 رنگ پچھلے
 عہد کا مضمون ہے
 مع عرفان
 میں ہی مذکور ہے
 شہید یعنی
 اولیٰ کی باقی
 اللہ کے عہد میں
 والوں میں داخل
 ہیں اور جوتے
 کسی چیز کا
 جسے قوت ہو
 دنیا صاحب
 چھوڑ دینا جماعت
 چھوڑ دینا سب کو
 کسی مذہب کو دنیا
 امیر وقت کی
 رعایت چھوڑ دینا

خدمت کرنی تجلیات شہودی کی بیچ عالم مثال کے واسطے کالمون کو جس خلیفہ کی اولاد میں سے ہونے والے ہیں اور تاراجی اور کتابوں آئینہ کا اور قایم کرنا شریعتوں اور دینوں اور ملتوں اور طریقوں اور مذہبوں کا اور اسی قسم کی چیزیں اور حال یہ ہے کہ سب چیزیں بالقوہ تمہارے اندر موجود تھیں اور ظہور ان چیزوں کا موقوف اور پر وجود اس خلیفہ کے ہمنے کہا تھا کہ بواسطے اس خلیفہ کے تم ان چیزوں پر خبردار ہو اور تم بسبب خدمت اس خلیفہ کے کمالات بالقوہ کو اپنے تصرف میں لاؤ گے اب یہ خلیفہ پیدا ہوا اور اسے تمکو آنکر خبر دی اور تم نے جانا کہ ہمنے کیا کیا چیزیں تمہارے اندر رکھی تھیں پس حق اس خلیفہ کا تمہاری گردن پر بہت بڑا ہے کہ تم کو حقیقت تمہاری سے آگاہ کیا اور باعث زیادہ نزدیکی تمہاری کا جناب الہی میں ہوا لازم یہ ہے کہ تم اس خلیفہ کو مانند استاد اور مرشد کے سمجھو کہ آداب تعظیم اسکی بجا لاؤ اب اس جگہ کہی بحثیں ہیں اول یہ کہ جب تک کہ کو اشیا کی حقیقتوں کا علم طفیل حضرت آدم کے حاصل ہوا پس اس واسطے علیحدہ فرمایا اور انبئہم کہا جیسا کہ انبئہم کہا تھا جواب اسکا یہ ہے کہ سب اور حاصل کرنا علم کا اور مشق کرنا استاد سے یہ خاصیت بہت جہت نام کی ہے فرشتوں کو یہ ترقی ممکن نہیں ہوا اسلیکے سب کمالات فرشتوں کے انکے وجود کے ساتھ پائے جاتے ہیں البتہ حضرت آدم کے طفیل سے قوم کے فرشتوں کو انکی جنس درکات میں سے بہت چیزوں کا اور اک کہ پہلے حاصل نہ تھا حاصل ہوا لیکن یہ کثرت معلومات کی سبب ترقی مرتبہ علم کا نہیں ہوتی ہے جیسا کہ اوت بصر کی آدمی میں کہ بسبب کثرت مبصرات کے مرتبہ اسکا علم میں زیادتی نہیں قبول کرتا ہے بلکہ باوجود کثرت مبصرات کے کم کو ممکن نہیں کہ سواری دیکھنے سے اس کے اوپر چیز کو قبول کرے ایسے ہی حال فرشتوں کا بیچ زیادہ ہونے معلومات ابھی کے طفیل حضرت آدم کے ہو اور واسطے اسی نکتہ کے انباء ہم باسما اثم فرمایا اور علیہم باسما اثم فرمایا دوسری بحث یہ ہے کہ یہ آیت اور یہ قصہ دلیل ظاہر ہے اور فضیلت اور شرف علم کو واسطے کہ جو بیچ عالم امکان کے اگر اور کوئی چیز سو علم کے اس حد کی شرافت رکھتی البتہ بیچ مقام بیان کرنے فضیلت حضرت آدم کے اوپر فرشتوں کے افس جبر کو پیش کرتے اور بھی اس قصہ سے معلوم ہوا کہ لاۓ باوجود اس کے کہ ہندو الے مکان قدس کے میں اور عبادت اور اخلاص و نکاح و عبادت اور اخلاص آدمیوں کے ہے اور طہارت اور عصمت انکی جو ہر ذات کو لازم ہے اور ہر امر میں کہ لا یعصی اللہ ما امرہم

تفسیر غلیظی
اور ملک بن فداد
طیلس سے مذکور
ناظرانی ذکر کیا
بنیاد پروری
وہ کہ فرشتوں کی
مسلمانوں سے
کیونکہ ان کو غیر
دینہ و ان کے
فرشتوں کے اول
اور اس کے سبب
ماں کو کہا اور اسکو
فرشتے کے واسطے اور
فدادی اس قسم
کے لوگ اپنے
بدکاریوں کو قرآن
سے لے کر اسکو
علم الہی کے اوپر
نصیب نہیں ہے
بلکہ وہ انہیں

و یضلعان مایہ و نفع یعنی نافراہی نہیں کرتے اللہ کی اس چیز میں حکم کیا اور انکو اقتدار و کرم سے تین
اس چیز کو کہ امر کئے گئے شان اونکی ہو اور بے رغبتی اور بے پروائی کہانے اور پینے اور
نکاح اور سواری اور حوائج سفلائی اور علاقوں جمائی سے مخصوص نہیں کے ساتھ ہے
اور جو قدرت کہ بڑے بڑے سخت کاموں میں رکھتے ہیں آدمی کے واسطے عشر
عشر بھی اسکا نصیب نہیں اور رفع حجابوں کا اور شاہد تجلیات آبی کا اور سننا خطاب آبی کا
بلا واسطے اور قرب اور مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جعفر و انکو حاصل ہوا دیوں کو مگر نہیں
اور باوجود ان سب باتوں کے استحقاق خلافت کا انکو حاصل نہیں ہوا اس واسطے کہ علم
حقائق کو نہ کے نہیں کہتے ہیں اور سیاست رعایا کی عالم کون و فساد میں نہیں کر سکتے اس
لہجہ سے معلوم ہوا کہ عصمت اور طہارت یا کمال درجہ ولایت کا یا ظاہر ہو نا خوارق اور کرامات کا
یا کثرت عبادت اور زہد کی یا حاصل ہونا فنا اور بقا کا اور شرف ہونا ساتھ تجلیات آبی کے
اور دیکھنا عالم غیب کا اور سننا غیب کی آوازوں کا شرطوں خلافت کی سے نہیں شرط خلافت
کی یہی فضیلت ہے کہ علم تینوں قسم کی سیاستوں کا حاصل ہو یعنی مندرجی اور ملکی اور ملکی میں حل
زیادہ تر کے اور خوب طرح تجربہ ان سیاستوں میں رکھتا ہوا دیر ہی ہے مذہب اہل سنت و
جماعت کا کہ مدار استحقاق خلافت کا اس علم کی فضیلت پر ہے علماء اور حکماء کے علم کی فضیلت
میں بہت کلام کے ہیں فقیہ ابواللیث محمد قسری نے کہا ہے کہ حاضر ہونا بیچ مجلس عالم کے بغیر
اس بات کے کہ کچھ اوس سے فائدہ اور ٹھکانے یا مسئلہ یافت کرے واجب سات کر امتوں کا ہوتا ہے
اول یہ کہ متعلمین کے زمرہ میں گنا جاتا ہے اور جو ثواب کے واسطے طالب علموں کے وعدہ کیا گیا ہے
اوس میں شریک ہوتا ہے دوسرے یہ کہ جب تک اس مجلس میں بیٹھا رہے گا گنا ہوں سے بند تیرا
تیسرے یہ کہ جو وقت اپنے گھر سے بنیت طلب علم کے نکلتا ہے جو ثواب کے واسطے طالب علموں کے
وعدہ کیا گیا ہے اس میں بھی داخل ہوتا ہے چوتھے یہ کہ بیچ حلقہ علم کے وقت نازل ہونے وقت
کے شریک ہوتا ہے پانچویں یہ کہ جب تک ذکر علم کا سنتا ہے عبادت میں ہے چھٹے یہ کہ جو وقت مسئلے
مشکل کو سنتا ہے اور اوس کے سمجھنے میں کہ نہ کو نہیں ہو چلتا ہے اور دل تنگ و مشک
خاطر ہوتا ہے پس بیچ گروہ منکسر القلوب کے شمار کیا جاتا ہے ساتویں یہ کہ عزت علم کی

اور ذلت فوق اور جہل کی ادس کی خاطر میں بیٹھتی ہی اور جاہلون اور فاسقون سے اُس کو
 نفرت پیدا ہوتی ہے یہ حال اُس شخص کا ہے کہ مجلس علماء کی سے اور کو بہرہ نہیں پہنچتا ہے
 اور حال اس شخص کا کہ فائدہ بے شمار دین کا اور دنیا کا صحبت اونکی سے اٹھتا ہے قیاس
 کرنا چاہیے حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ علم کو مال کے اوپر سات چھ
 سے فضیلت ہے اول یہ کہ علم میراث پیغمبروں کی ہے اور مال میراث فرعون اور امان اور
 شداد اور غزو کی دوسرے یہ کہ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہوتا ہے اور مال ہر
 سبب خرچ کرنے کے کم ہوتا ہے تیسرے یہ کہ مال کو حاجت نگہبانوں کی ہے اور علم خود آدمی کا
 نگہبان ہے چوتھے جب آدمی عمر تہا مال کو چھوڑتا ہے اور علم ساتھ اس کے قبر میں جاتا ہے پانچویں
 یہ کہ مال ایسی نعمت تکرر ہے کہ مومن اور کافر دونوں کو مل جاتی ہے اور منفعت علم کی صرف ایماندار آدمی کو حاصل
 ہوتی ہے چھویں یہ کہ کوئی فرق آدمیوں کا ایسا نہیں کہ اس کو حاجت عالم کی نہونچ امر دین اپنی
 کے اور بیت فرقی ایسے ہیں کہ الداروں کی طرف اونکو حاجت نہیں ساتوین یہ کہ دن قیامت
 کے علم بل صراط پر گذر نیکی قوت دیگا اور مال موجب ضعف کا ہوگا بعض حکماء نے کہا ہے کہ قرآن مجید
 میں حق تعالیٰ نے سات چیزوں کو فرمایا ہے کہ آپس میں برابر نہیں بلکہ ایک دوسرے سے بہتر ہے اول
 هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون کیا کیا برابر ہیں وہ شخص کہ علم کتنے ہیں اور جو بے علم ہیں
 دوسرے قل لا یستوی الخبیث والطیب یعنی کہ نہ تو کہ نہیں برابر ہے خبیث اور طیب تیسرے
 لا یستوی اصحاب النار واصحاب الجنة یعنی نہیں برابر ہیں صاحب دوزخ کے اور صاحب جنت کے
 چوتھے اور پانچویں اور چھٹے اور ساتوین لا یستوی الاعمی والبصیر ولا الظلمات ولا النور
 الظل والحر وما یستوی الاحیاء ولا الموات یعنی نہیں برابر ہیں نابینا اور آنکھوں والا اور
 نہ اندھیرے اور روشنی اور نہ سردی اور نہ گرمی اور نہیں برابر ہیں زندہ اور مردے اور جو
 جو ان ساتوں چیزوں کا عالم کی فضیلت اوپر جاہل کے ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ جو فضیلت
 ہے مجموعہ اسکا تفصیل عالم کی جاہل کے اوپر ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں عالم کو اہر عابد کے
 بار بار سات تہ عبادتوں مختلفہ کے ترجیح دی ہے اور حق تعالیٰ نے بھی بیچ مقام تفصیل بعض نبیوں
 کے اوپر دوسروں کے ساتھ اسی صفت اور شائون اسکی کے ترجیح فرمائی ہے خصوصاً سات آدمیوں کو

معلم غلی
 حضرت امیر المومنین
 مرتضیٰ علیٰ کرم اللہ وجہہ
 سے مروی ہے کہ علم کو مال
 کے اوپر سات چھ سے فضیلت
 ہے اول یہ کہ علم میراث
 پیغمبروں کی ہے اور مال
 میراث فرعون اور امان اور
 شداد اور غزو کی دوسرے
 یہ کہ علم خرچ کرنے سے کم
 نہیں ہوتا ہے بلکہ زیادہ
 ہوتا ہے اور مال ہر سبب
 خرچ کرنے کے کم ہوتا ہے
 تیسرے یہ کہ مال کو حاجت
 نگہبانوں کی ہے اور علم
 خود آدمی کا نگہبان ہے
 چوتھے جب آدمی عمر تہا
 مال کو چھوڑتا ہے اور علم
 ساتھ اس کے قبر میں جاتا
 ہے پانچویں یہ کہ کوئی
 فرق آدمیوں کا ایسا نہیں
 کہ اس کو حاجت عالم کی
 نہونچ امر دین اپنی کے
 اور بیت فرقی ایسے ہیں
 کہ الداروں کی طرف اونکو
 حاجت نہیں ساتوین یہ
 کہ دن قیامت کے علم بل
 صراط پر گذر نیکی قوت
 دیگا اور مال موجب ضعف
 کا ہوگا بعض حکماء نے
 کہا ہے کہ قرآن مجید میں
 حق تعالیٰ نے سات چیزوں
 کو فرمایا ہے کہ آپس میں
 برابر نہیں بلکہ ایک
 دوسرے سے بہتر ہے اول
 هل یستوی الذین یعلمون
 والذین لا یعلمون کیا کیا
 برابر ہیں وہ شخص کہ
 علم کتنے ہیں اور جو
 بے علم ہیں دوسرے قل
 لا یستوی الخبیث والطیب
 یعنی کہ نہ تو کہ نہیں
 برابر ہے خبیث اور طیب
 تیسرے لا یستوی
 اصحاب النار واصحاب
 الجنة یعنی نہیں برابر
 ہیں صاحب دوزخ کے اور
 صاحب جنت کے چوتھے
 اور پانچویں اور چھٹے
 اور ساتوین لا یستوی
 الاعمی والبصیر ولا
 الظلمات ولا النور
 الظل والحر وما یستوی
 الاحیاء ولا الموات
 یعنی نہیں برابر ہیں
 نابینا اور آنکھوں والا
 اور نہ اندھیرے اور
 روشنی اور نہ سردی اور
 نہ گرمی اور نہیں برابر
 ہیں زندہ اور مردے اور
 جو جو ان ساتوں چیزوں
 کا عالم کی فضیلت اوپر
 جاہل کے ہے اس جگہ سے
 معلوم ہوا کہ جو
 فضیلت ہے مجموعہ اسکا
 تفصیل عالم کی جاہل کے
 اوپر ہے اور اسی واسطے
 حدیث شریف میں عالم کو
 اہر عابد کے بار بار سات
 تہ عبادتوں مختلفہ کے
 ترجیح دی ہے اور حق
 تعالیٰ نے بھی بیچ مقام
 تفصیل بعض نبیوں کے
 اوپر دوسروں کے ساتھ
 اسی صفت اور شائون
 اسکی کے ترجیح فرمائی
 ہے خصوصاً سات آدمیوں
 کو

صحبت کی جانیں بادشاہ نے اوسکو بلایا اور امتحان کیا اور بعد امتحان کے کہا کہ اب قابل خدمت
 میری کے ہوا تو طلب علم سے پس کر اور میری خدمت میں مشغول ہو اس شخص نے عرض کیا کہ جو
 لائق تمہاری خدمت کے تھا تمہیں قبول ٹھیکہ اور اب میں لائق خدمت خدا کے ہوا تمکو نہیں قبول
 کرتا ہوں کہا ہر کہ فضیلت علم کے واسطے یہی پس ہو کہ کتے تعلیم یافتہ کا شکار حلال ہر شخص بکرت
 تعلیم سے یہ بات حاصل ہوئی باوجود اس کے کہ کتا اصل میں نجس ہے چوٹی ضعیف کو حقیقتاً
 نے کہ ایسے بڑے مرتبہ الاہر ساتھ بکرت ایک نکتہ علمی کے اس قدر پسند کیا کہ اس نکتہ کو زبان اسکی
 سے بیچ کلام اپنے کے نقل فرمایا اور تمام سورۃ کی نسبت طرف اسی چوٹی نکلی اور سورۃ النمل نام
 رکھا اور وہ نکتہ یہ کہ لشکر انبیاء و حج کے دیدہ و دانستہ اور چوٹی ضعیف کے بھی ظلم نہیں کرتے
 ہیں جیسا کہ زبان اسکی سے نقل فرمایا لایحط منکمو سلیمان وجودہ وہم لا یستغفران یعنی نہ پیش آئے
 پاؤں میں تمکو سلیمان اور لشکر اوسکا اور انکو خبر نہ ہو پس قدر صحبت انبیاء و انکی جانی چاہیے کہ صحبت
 سرسری انکی کہ لشکریوں کو میسر ہوتی ہو اسقدر روشن کرنے باطن انکے میں تاثیر کرتی ہو اور
 نہ ظلم کرنے میں موثر ہے کہ دیدہ و دانستہ چوٹی ضعیف پر بھی ظلم نہیں کرتے میں پس واکر اور
 حال ان لوگوں کے کہ مصاحبوں قدیمی پیغمبر کو ظالم اور غاصب حقوق خاندان پیغمبر اپنے کا بیان
 کرتے ہیں عقل ان بیوقوفوں کی اس چوٹی کی عقل سے بھی کم ہو اور اعتقاد ان نفاق میں نہ نکلا
 بیچ حق پیغمبر کے ہزاروں درجہست اعتقاد مثل اس چوٹی سے ہے کہ بیچ حق سلیمان کے
 رکھتی تھی اور جو آیتیں قرآن کی کہ علم اور عالموں کی فضیلت میں آئی ہیں بہت ہیں کہ انشاء اللہ
 ہر ایک کو اپنے مقام میں بیان کیا جاوے گا اور جو کچھ لائق اس مقام کے ہوئے ہے کہ حق تبارک
 نے خوف اور ڈر اپنا خاص نصیب عالموں کے کیا ہو اور فرمایا ہو کہ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء
 یعنی سوائے تین کہ ڈرتے ہیں اللہ سے بندوں اوس کے سے علما اور دوسری جگہ بہشت کو حصہ
 ڈرنیوالوں کا کیا ہو اور فرمایا ہو کہ ذلک لمن خشیہ یعنی یہ واسطے ان لوگوں کے کہ ڈرتے ہیں رب
 اپنے سے پس تمام ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ بہشت خاص حصہ عالموں کا ہو اور سب اسکے
 کہ علما کو حقیقتاً نے اپنے خوف کیساتھ خاص کیا ہو اور جو شخص کسی چیز کو بجانے محال ہو کہ وہ شخص
 اسے ڈرے گروا فیت اس شے کی سبب خوف اس چیز کا نہیں ہوتا ہو بلکہ تین چیزیں او یہی

یعنی غفری بن
 ان کی یاد میں کیا ہو
 آج اور اللہ کا نام
 نہیں کرنا
 تفسیر غفری
 آدھون کو سنا
 ہوتا ہو چوٹی
 کے مودوں کے
 ہر ایک کو
 جانتا ہے
 ایسے مودوں
 کے ہر ایک کو
 اٹھ کر ان کو
 پہر جانا
 نہایت ہی
 سہل ہو اور
 تو عقل حق
 ہے اوسکو ظنا
 خوب جانتا ہے
 اور جی نہیں

یہاں آن فرقہ ان دونوں کا صحابہ شکر اللہ خاصہ ص ۱۰۴

ہزارہا جتنی ذات اہلسنکی کے فرض میں تاکہ خوف اور ڈر حاصل ہو اور یہ کہ اسکو قادر و توانا جانے
 واسطے کہ ہر ایک بادشاہ جانتا ہی کہ رعیت میری اور افعال قبضہ میرے کے مطیع ہو اور اذن و فرمان
 مکر و کلا اور معیوب جانتی ہی لیکن بادشاہ اپنی رعیت سے ڈرتا نہیں اسواسطے کہ جانتا ہی اور کو قدرت
 مقابلہ اور باز کرتے میرے کی نہیں دوسری یہ بھی جانے کہ میرے حال سے یہ آگاہی اسواسطے کہ
 اگر کوئی چور بادشاہ کے خزانہ میں سے کچھ چور اوانے اسکو یقینا معلوم ہو کہ بادشاہ مجھ کو سزا دیں گے یا
 لیکن جانتا ہی کہ بادشاہ کو میرے حال سے خبر نہیں اس جہت سے نہیں ڈرتا ہی دوسرے یہ کہ اسکو
 یہ بھی سمجھے کہ حکمت اور دانائی سے کام کرتا ہی اور اپنی قدر اور منزلت کا اسکو پاس ہی اسواسطے کہ
 مسخرے آدمی بادشاہوں کے سامنے بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور خود بادشاہ اور امیر و ن کو
 گالیان دیتے ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ بادشاہ اور امیر ہماری ان باتوں کو جانتے ہیں اور شیخ
 اور تنبیہ کرنے پر ہی اور کو قدرت ہے لیکن بسبب ہلکائیں اور کم ظرفی کی بڑی باتوں اور گالیوں
 سے رنجی اور غوش ہتے ہیں اسواسطے ہرگز نہیں ڈرتے ہیں پس ثابت ہو کہ خداوند کا خدا سے
 نہیں ہوتا ہے جب تک یہ خیالے کہ خدا ہر چیز کو دیکھتا ہے اور ہر چیز پر اور کو قدرت ہی اور حکمت والا
 ہے اور سفیہ نہیں کہ ہمارے جیسے کاموں کو پسند کرے مگر یہ کہ اولیٰ اول جہان میں علم کی فضیلت
 ظاہر ہوئی ہے کہ حضرت آدم کو منصب استاذی فرشتوں کا بسبب اسی فضیلت کے حاصل ہوا
 اور حق تعالیٰ نے حق استاذی کا فرشتوں سے اور گرایا اور نہایت درجہ کی تعلیم اور انکی فرشتوں
 سے کروائی جیسا کہ واسطے بیان اس بات کے مقرر آیا ہو وَاذْ قُلْنَا یعنی اور یاد دلا ان کافروں
 کو کہ باوجود عاجز ہونے کے نتیجہ اس کلام سے فرمانبردار نہیں ہوتے ہیں اور شروع اور ختم
 سے شروع نہیں لاتے اور پھر ہی راہ چلتے ہیں اس وقت کو کہ کہا ہے بعد اسکے کہ فرشتے یہاں
 کرنے ناموں اشیاء کے سے عاجز ہوئے اور آدم نے سب کے نام دہر و ان کے بتلائے اور
 خلافت اہلسنکی بلا واسطہ جناب الہی کی طرف سے ثابت ہوئی جیسا کہ بسبب عاجز ہونے
 ان کافروں کے نتیجہ اس قرآن کے سے نبوت پیری اور تعلیم قرآن کی بلا واسطہ ثابت
 ہوئی اَللّٰہُ کے پیر یعنی تمام فرشتوں علوی اور سفلی کو اسواسطے کہ خلافت اور فضیلت
 آدم کی ان سب پر ثابت ہوئی پس ملائکہ سے خاص سفلی مراد لینے بلا وجہ اور خلاف روایتوں

خطیبی

سید اویسی

کے ساتھ

۱۰۰

خوب جانید

میں نے اس کی طرف اشارہ کیا

20

انکار سرسبز
سیر سبزی

۱۰۰

اس نے قواں کو

روم علیہ السلام

فصل دوم در بیان

عمر اور

جان مورو

مجلس

یہ بھی ہے

کے ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے صخرہ سے روایت کی ہے کہ اوس نے کہا
سمعت من يذكر ان اول الملائكة ختموا على ابوابهم حين امت الملائكة بالسجود لا دهر اسرافيل فانا لله
بذلك ان كتب القرآن في جهنمته يعني سناين نے اس شخص کو کہ بیان کرتا تھا تحقیق
پہلا فرشتوں میں سے کہ سجدہ میں گرا واسطے اللہ کے جہنم کے حکم ہوا فرشتوں کو سجدہ کرنے کے
واسطے اسرافیل تھا پس اجر دیا اللہ نے اس کو بسبب اس جلدی کی یہ کہ لکھا گیا قرآن چم پینانی اس کی
کے اور ابن عساکر نے عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے کہ جب حق تعالیٰ نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ
کو فرمایا پہلے جسے کہ سجدہ کیا اسرافیل تھا حق تعالیٰ نے اوس کو بدلے اس عبادت کے یہ مرتبہ بخشا
کہ تمام قرآن کو اس کی پیشانی میں لکھا اور باوجود اس کے دوسری آیت قرآن مجید میں ہے
کہ فسجد الملائكة كلهم اجمعون اس قدر عموم اور استغراق میں صریح ہے کہ تخصیص اس کی
حد تعریف کو پہنچتی ہے اور امر واقعی ہے جیسا کہ فرشتوں سفلی کو وجود اس خلیفہ کے سے حوت
کمال کی حاصل ہوئی فرشتوں علوی کو بھی کمالات عالیہ نصیب ہوئے کارخانہ بہشت بنیگا
اور اتنا ناجی کا اور قائم کرنا شریعت کا اور عذاب اور استقام دنیوی متکبروں اور سرکشوں
سے لینا اور کارخانہ مجازات اخروی کا قبر سے لیکر بہشت اور دوزخ تک اور کارخانہ سلوک
الی اللہ کا توبہ اور انابت سے لیکر فنا اور بقا تک اور کارخانہ تجلیات اور تدلیات کا اور
قائم کرنا شاہراہ الدکا یہ تمام امور تحت خدمت علویوں میں ہیں جیسا کہ سفلی خادم اس خلیفہ
کے ہیں ویسا ہی علویوں نے بھی محمد اس خلیفہ کی سے حظ کامل اوٹھایا ہے اور یہ خلیفہ
نسبت ان کے ہی قبلہ تقرب الی اللہ کا ہوا اور حکم کعبہ کا اس نے پیدا کیا اور اسی واسطے
تمام فرشتے خواہ علوی ہوں خواہ سفلی مخاطب ساتھ اس خطاب کے ہوئے کہ انبیاء قنا
لا دھر یعنی سجدہ کرو تم آدم کو ساتھ اس طرح کے کہ اذن کو قبلہ سجدہ اپنے کا منکر
کرو تاکہ دلیل ہو اور اطاعت کر کے تمہاری کے احکام ہمارے کی کہ بیچ حق اس خلیفہ کے
فرمایا گئے گویا اول سے بسبب اس سجدہ کے تم کو استخدا و ناجی داری امر الہی کی کہ واسطے
خداستوں اس خلیفہ کے ہر وقت علیحدہ علیحدہ اور تمنا کی حاصل ہووے جیسا کہ بادشاہ جب
کسی کو اپنی جگہ پر ولیعہد یا خلیفہ کرتا ہے ملک کے سرداروں کو حکم کرتا ہے کہ نذیرین او سکودین

ترجمہ غفری
تو اس نے کہا میں
جنگل میں رہتا ہوں
میں ان کے لیے
کچھ دیکھتا ہوں
پہلے ان کے لیے
کرتا ہوں کارخانہ
اور اس کے لیے
فائدہ دیکھتا ہوں
اور دوسری جگہوں
میں اسی سے
جوانہ دیکھتا ہوں
آدم کا قصہ
جب اللہ نے آدم
کو پیدا کیا تھا
تو فرشتوں سے
فرمایا کہ ان میں
میں اپنا ایک نائب
کا (میں) (میں)
(میں) (میں)

اور تعظیم بنیالاولین تاکہ دلیل ہو اور پر اس کے کہ فرمان برداری اولن کی اور امومین ہو لیکن اس طرح
کا قبل بنانا مخلوقات کا واسطے بعضی مخلوقات کی حکمت الہی میں مشروط ساتھ درجیزون کے ہر
اول یہ کہ ہم جنس اپنا نہوں بلکہ غیر جنس اپنا ہو اس واسطے جس صورت میں قبلہ ہم جنس اپنا
ہو اکما یعنی تعظیم اوسکی نہوگی اور تو ہم شرکت اور اعتقاد استقلال کا پیدا ہو جاوے گا
مانند سجدہ کے واسطے تصویر فرشتوں صلحا کے کہ آدمیوں اور جنوں کی جنس سے گذرے ہیں اور
آدمی اور جن اس مرتبہ ایک جنس ہیں اس واسطے کہ احکام تکلیفی میں دونو شرکاء ہیں دونو
یہ کہ قبلہ بنانا سابقہ امر الہی کے ہونہ سابقہ استحقاق عقلی کے یعنی عقل جس کو پسند کرے
اوسکو قبلہ بنائے اس واسطے کہ کسی چیز کو وسیلہ تقرب الی اللہ کا ٹھکانا موقوف اور ظاہر ہوئے
شان الہی کو ہے کہ اس وقت میں شان خدا کی فلائیے طور پر اور یہ ایسی شے نہیں کہ عقل
کسی مخلوق کے خود بخود اس کو دریافت کرے پس جس جگہ یہ دونو شرطیں متحقق ہوں اسکو
قبلہ توجہ کا کرنا شرع میں جائز بلکہ واجب ہے جیسا کہ کعبہ منظر اور حجرہ بیت المقدس کا جنوں اور
انسانوں کے حق میں اور مثل حضرت آدم علیہ السلام کے بیچ حق فرشتوں کے کہ فرشتہ جنس
آدمی کی سے نہیں ہیں اور اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ قبلہ افضل ہو اس شخص سے جو
کہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس واسطے کہ قطعاً معلوم ہے کہ کعبہ منظر جناب آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے افضل نہ تھا باوجود اس کے قبلہ انکا تھا پس جو لوگ کہ محض قبلہ بنائے حضرت
آدم علیہ السلام کے سے واسطے فرشتوں کے دلیل اور برافضلیت حضرت آدم کے اوپر
سب فرشتوں کے پڑتے ہیں راہ صواب کی نہیں چلے اور جبکہ فرشتے علویوں اور سفلیوں
کو واسطے اطاعت اور فرمانبرداری اور اعزاز اور کرام اس خلیفہ کے حکم ہوا تو چونکہ اس وقت میں
تا بعین فرشتوں کے گروہ میں داخل تھے خصوصاً ابلیس کہ سبب کمال مخالفت فرشتوں کے مثل
فرشتوں کے ہوا تھا بالاولی اس حکم میں داخل ہوا فصیحاً و بلیغاً یعنی پس سجدہ کیا سب فرشتوں
نے اور جنوں نے کہ شور اور ادا رک اور فہم اور خطاب میں فرشتوں کے مانند ہے الا ابلیس
یعنی مگر ابلیس کہ اصل میں جنوں کے فرقہ میں تھا اور سبب کمال اختلاف کے فرشتوں داخل ہوا
تھا اور سبب باز رہنے اوس کے کہ حضرت آدم کے سجدہ سے یہ تھا کہ کئی ہزار برس پہلے پیش حضرت

تفسیر

بقرہ

فرشتوں

عقل کی

وہاں ایسے

تاریخ

اور فرشتوں

کے حالانکہ

ہم ہی تعریف

چنے اور تیری

پہلی بیان

سرمو جو دین

فرما دین

آدم علیہ السلام کی سے اولاد جان کی زمین میں قابض اور تصرف تھے اور حیوانات اور نباتات
 زمین کے سے بقدر استعداد اپنی کے نفع اور مٹاتے تھے اور آسمان پر بھی چلتے اور بہرتے تھے
 جبکہ جنوں کے گرد وہ میں فتنہ اور فساد اور خون ریزی بہت ہوئی تو حق تعالیٰ لا آسمان دنیا کے فرشتوں
 حکم فرمایا کہ جنوں کو زمین کے اوپر سے دفع کرو تاکہ زمین انکی آلودگی سے پاک ہو آسمان
 دنیا کے فرشتوں نے زمین پر اگر بہت مار ڈالے اور بہت ہلکا کر خیر بد و اور پہاڑوں
 میں چھپ گئے اہلین بھی زمین میں سے تھا اور اسکا نام عزرا نزل تھا اور باعث کثرت علم
 اور عبادت کے سب جنوں میں سے ممتاز تھا ہمراہ فرشتوں کے آسمان دنیا گیا اور غدر
 اپنا بیان کیا کہ میں اس خون ریزی میں جان کی اولاد کے ساتھ شریک نہیں ہوا حق
 تعالیٰ نے اسکو بسبب شفاعت آسمان کے فرشتوں کی نکالنے اور مارنے سے محفوظ
 رکھا اوس نے بسبب اس طمع کے کہ جب تمام جنوں کو نکالا گیا پس فقط میں انکی جگہ کل رہی
 قابض اور تصرف میں لگا زیادہ کوشش عبادت میں شروع کی اور جس وقت آسمان دنیا
 کے فرشتوں کو کوئی گنجاب اتنی کی طرف سے پہونچتا تھا کہ فلا فی معہ میں ایسا اور ایسا کام
 کرو یہ یقین سے آگے اور زیادہ اس معہ میں دوڑتا تھا اور سر انجام کرتا تھا یہاں تک کہ آسمان
 دنیا کے فرشتوں میں اسکو قدر اور منزلت حاصل ہوئی اور اپنے دل میں اسید وار نصب غلات
 کا رہتا تھا کہ حکم اتنی فرشتوں کو پہونچا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اوس وقت سے
 اس نے جانا کہ یہ منصب مجھ کو دیوینے اور وہ سب بندگی اور عبادت کہ یہاں سے کرتا تھا برباد
 ہو گئی اس واسطے رگ و رگت اور رشک اوس کی لئے جوش کیا کہ درپے توڑنے قدر اس
 خلیفہ کے رہتا تھا جب حکم سجدہ کا سنا بے پردہ مخالفت کی یہاں تک کہ ابی یعنی پہلے
 راسخہ کرنے سے واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار اس راہ سے نہ تھا کہ حکمت
 طلب کرے یا شاگرد بنے بلکہ اپنے تئیں حضرت آدم سے بہتر جانا تھا واستلکاب یعنی
 تکبر قبول کیا اور آپ کو بڑا سمجھا اس بات سے کہ مجھ کو باوجود اس کے کہ آگ روشن سے پیدا
 ہوا ہوں اور سالہا سال عبادت اور بندگی میں مشغول رہا اور چچ مرانجام کرنے احکام کے
 بہت خوشنیں بجا لا یا حکم کہ میں کہ ایسی مخلوق کو کہ اسلی مٹی سے قالب اور سکامیر

ترجمہ تفسیر غفری
 آدم علیہ السلام
 حکم فرمایا کہ جنوں کو زمین کے اوپر سے دفع کرو تاکہ زمین انکی آلودگی سے پاک ہو آسمان
 دنیا کے فرشتوں نے زمین پر اگر بہت مار ڈالے اور بہت ہلکا کر خیر بد و اور پہاڑوں
 میں چھپ گئے اہلین بھی زمین میں سے تھا اور اسکا نام عزرا نزل تھا اور باعث کثرت علم
 اور عبادت کے سب جنوں میں سے ممتاز تھا ہمراہ فرشتوں کے آسمان دنیا گیا اور غدر
 اپنا بیان کیا کہ میں اس خون ریزی میں جان کی اولاد کے ساتھ شریک نہیں ہوا حق
 تعالیٰ نے اسکو بسبب شفاعت آسمان کے فرشتوں کی نکالنے اور مارنے سے محفوظ
 رکھا اوس نے بسبب اس طمع کے کہ جب تمام جنوں کو نکالا گیا پس فقط میں انکی جگہ کل رہی
 قابض اور تصرف میں لگا زیادہ کوشش عبادت میں شروع کی اور جس وقت آسمان دنیا
 کے فرشتوں کو کوئی گنجاب اتنی کی طرف سے پہونچتا تھا کہ فلا فی معہ میں ایسا اور ایسا کام
 کرو یہ یقین سے آگے اور زیادہ اس معہ میں دوڑتا تھا اور سر انجام کرتا تھا یہاں تک کہ آسمان
 دنیا کے فرشتوں میں اسکو قدر اور منزلت حاصل ہوئی اور اپنے دل میں اسید وار نصب غلات
 کا رہتا تھا کہ حکم اتنی فرشتوں کو پہونچا کہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ اوس وقت سے
 اس نے جانا کہ یہ منصب مجھ کو دیوینے اور وہ سب بندگی اور عبادت کہ یہاں سے کرتا تھا برباد
 ہو گئی اس واسطے رگ و رگت اور رشک اوس کی لئے جوش کیا کہ درپے توڑنے قدر اس
 خلیفہ کے رہتا تھا جب حکم سجدہ کا سنا بے پردہ مخالفت کی یہاں تک کہ ابی یعنی پہلے
 راسخہ کرنے سے واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اور یہ انکار اس راہ سے نہ تھا کہ حکمت
 طلب کرے یا شاگرد بنے بلکہ اپنے تئیں حضرت آدم سے بہتر جانا تھا واستلکاب یعنی
 تکبر قبول کیا اور آپ کو بڑا سمجھا اس بات سے کہ مجھ کو باوجود اس کے کہ آگ روشن سے پیدا
 ہوا ہوں اور سالہا سال عبادت اور بندگی میں مشغول رہا اور چچ مرانجام کرنے احکام کے
 بہت خوشنیں بجا لا یا حکم کہ میں کہ ایسی مخلوق کو کہ اسلی مٹی سے قالب اور سکامیر

سائے تیار کیا اور ابھی تک کوئی کام بڑا اور مهم نہ اٹھاتا اس سے وقوع میں نہیں
آئی اور کہوٹا کھرا ہوا اس کا ہندگی میں امتحان نہوا میں سجدہ کروں اور تابعداری ادبی
میں اختیار کروں صحیح خلاف حکمت اور ناقدر دانی اور ضائع کرنا حق خدمت میری کا ہر
اور اس استکبار نے رفتہ رفتہ اس حد کو پہنچا یا کہ اس حکم الہی کو خلاف حکمت کے کہنا
پڑا اور انکار بہتر ہونے اس انکار کا کیا و گان من اب کے فریق اور ہوا وہ انکار
کرنے والوں سے خدا کے ساتھ اس واسطے کہ انکار حقیقت امتثال امر قطعی الہی کے کیا
کیا اور جو کوئی انکار امر الہی کا کرے اس وجہ سے کہ ماننا اور بجالانا اس کا واجب نہیں
وہ شخص کافر ہے جیسا کہ انکار وجوب نماز اور زکوٰۃ وغیرہ کا پس منکروں اس قرآن کے کہ
تو سمجھا کہ جب ایک حکم قطعی کے انکار سے اہلبیس کافر اور ملعون ہوا تم کہ انکار تمام قرآن کا
کرتے ہو باوجودیکہ اس معارضہ میں عاجز بھی ہونے اور یقیناً جان بچنے کہ یہ کلام الہی ہر
کس حد کے کفار و ملعونیت کو پہنچو گے باقی رہیں اس جگہ بحثیں کتنی کہ اس مقام کی تفسیر سے
علاقہ رکھتی ہیں اول یہ کہ ان آیتوں سے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ حکم سجدہ کا بعد پیدائش
حضرت آدم علیہ السلام اور تعلیم اسماء کی اور بعد ظہور عرج بیان کرنے اور اسماء کے سے ہوا اور
دوسری آیتوں سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے قصہ میں اور سورتوں میں آئی ہیں ایسا سمجھا
ہوتا ہے کہ پہلے پیدائش حضرت آدم علیہ السلام کے سے فرشتوں کو فرمایا تھا فاذا سجدوا فسمی
من روجی ففعلوا الہ ساجدین یعنی پس جس وقت دست کروں میں اسکو اور پوچھو تو ان میں
روح اپنی پس گر پڑا اس کے واسطے سجدہ میں اور یہی ان آیتوں کا ساتھ آیتوں دوسری کے
سجدہ کے وقت میں تعارض ہے اس واسطے کہ ان آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کجی و پھونکے روج
کے فرشتوں کو حکم کیا تھا کہ سجدہ کرو اور اس جگہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سجدہ کا حکم بہت پیچھے اس
سے ہوا تھا جواب پہلے تعارض کا پہلے پیدائش حضرت آدم کی سے بھی حکم ہوا تھا کہ حضرت
آدم کو بعد پیدائش کے سجدہ کریں لیکن وجوب ادا سجدہ کا دوسرے امر سے ثابت
ہوا جیسا کہ لڑکے نو آموز کو پہلے آفتاب کے پرنے سے کہتے ہیں کہ جب آفتاب پھرے
وضو کرو نماز ادا کرو بعد پرنے آفتاب کے پھر اسکو تفسیر کریں کہ اب وقت نماز کا پھر پڑھا

تفسیر خلیلی

یہ تفسیر ہے

بین شہدائے

یہ تفسیر ہے

اور میں کہ

باتوں کو

ہوں اور

یہ تفسیر ہے

جو پہلے

ہو سکتی

خدا جانتا

یہ تفسیر ہے

پیرا اور

مردت

ہر چہ

کہا آدم

کو سجدہ

وضو کرو اور نماز پڑھو اور دفع تعارض دوسرے کا یہ ہے کہ مرد فسخ روح سے ظاہر ہوتا تھا
 اس فسخ کا ہے بیچ عقلوں فرشتوں کے اور ظاہر ان فسخ خاص روح الہی کا کہ گہرینے والی مشا
 الہی کے ہو اور اسی روح کے سبب قابلیت خلافت کی آدم کو حاصل ہوئی اور اس کے نزدیک
 اس وقت میں پایا گیا کہ تعلیم آسمانی جو حضرت آدم کے واسطے حاصل ہوئی تھی ملاحظہ کی اور
 اپنے اندر یہ جہت اور استیجاب پائیا اور باوجود اسکے بیچ آیتوں اس مقام کے تصریح اس
 امر کی نہیں کہ قصہ سجدہ کا بعد قصہ تعلیم آسمانی اور اعجاز فرشتوں کے ہوا ہوا البتہ ترتیب بیان قصہ
 کی کہ ساتھ یہ پیش آدم کے تعلق کر سکتی ہیں اصل امر کو تقاضا کرتی ہے اور احتمال ہے کہ قصہ
 پہلے کو ترتیب بیان میں متاخر لائے ہوں بحث دوسری یہ ہے کہ حقیقت سجدہ کی ہو چنانہ
 پیشانی کا اور پر زمین کے ہے اور یہ معنی شرع میں واسطے غیر خدا کے جائز نہیں اور اس حکم
 میں فرشتوں کو ساتھ ادا کرنے اسی فعل کے واسطے حضرت آدم کے امر فرمایا ہے و ہذا
 امر کی کیا ہے جواب اس کا یہ ہے کہ پیشانی کو زمین پر ہو چنانہ اور طرح سے ہوتا ہو ایک یہ کہ
 واسطے ادا کرنے حق عبودیت کے ہوا اور یہ تم سب دنیوں میں اور سب ملتوں میں واسطے
 غیر خدا کے حرام اور ممنوع ہے اور کبھی جائز نہیں ہوئی اس واسطے کہ محرمات منقلی ہے ہر اور
 محرمات عقلی ساتھ بدلنے دینوں اور ملتوں کے نہیں بدلتے ہیں اور دلیل اس کی یہ ہے
 کہ اس قسم کی تعلیم نہایت تذلل کے اور پر دلالت کرتی ہے اور نہایت تذلل اس کے واسطے
 لائق ہے کہ نہایت بڑائی میں ہو اور نہایت بڑائی یہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت ذاتی خاص
 خدا کے واسطے ہے اور کسی مخلوق میں پائی نہیں جاتی ہے دوسری یہ کہ واسطے مکرم اور
 تحیت کے ہو مانند سلام کے اور سر جھکانے کے اور یہ سبب اختلاف یہ ہوں اور
 عادتوں اور تبدل وقتوں کے مختلف ہے کبھی جائز ہے اور کبھی حرام پہلی امتوں میں جائز
 تھا جیسا کہ بیچ قصہ حضرت یوسف اور ہامیون ان کے کے وقوع میں آیا کہ خدا والہ سبحانہ
 یعنی گرسے واسطے اس کے سجدہ کرنے واسطے اور ہماری شریعت میں یہ طریق حکم میان مخلوق
 کے کہ آپس میں کیا جاوے حرام اور ممنوع ہے ساتھ دلیل حدیثوں متواترہ کے کہ اس میں
 وارد ہوئی ہیں اور سجدہ فرشتوں کا واسطے حضرت آدم علیہ السلام کے اسی طریق کا تھا

فہم غفل
 جن میں آدم کو
 پہلے کو پہلے اور
 آدم بن بانی
 روح ہوتی تو
 دین سے پہلے
 سارے عالم میں
 بھروسہ میں بہک
 پڑا تھا (جس کا
 ایلیس سے سجدہ
 دیکھا) اور ان سے
 یہ جانتا تھا کہ
 سب خدا کا حکم کیا
 دلائی (کہ فسخ کا
 کہ خدا والوں کے
 ساتھ ہوا کہ
 ان کے کیا (جس
 شیخی کی اور کافر
 بنا (بقرہ الم
 سہ) پھر اس

اس واسطے کہ بسبب تعلیم اسماء کے حضرت آدم کا احسان اور فوقیت ان کی اوپر فرشتوں کے حاصل ہوئی تھی اور فرشتوں کی طرف سے پہلے انکی پیدائش سے بلا دلی ہوئی تھی واسطے مکافات اس احسان اور کفاری اس بلے ادبی کے ملائکہ کو حکم اس نوع کی تعظیم اور تکریم کا کیا بجا تیسری یہ ہے جسے منسبون ظاہرین نے ابلیس کو فرشتوں میں سے گناہی ساتھ اس دلیل کے گمراہ فرشتوں سے منواتا حکم سجدی کا اس کو شامل منواتا اور بیچ ترک کرنے سجدے کے ملاست اور عتاب بھی اسکی طرف متوجہ منواتا اس واسطے کہ حکم سجدی کا خاص ساتھ فرشتوں کے منواتا اور یہی استثنا اسکا ملائکہ سے کہ بیچ فیصلہ والا ابلیس کے وار ہو متصل نہ ہوتا اس واسطے کہ استثنا غیر جنس کا متصل نہیں ہوتا اور اصل استثنا میں اتصال ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ابلیس فرشتہ نہ تھا جیسا کہ تفسیر میں گذارا اور بیچ منورہ کف کے اس کے حق میں صحیح فرمایا ہے کہ کان من انجی اور سورہ سبا میں بھی قریب صحیح کے ہے کہ وہی و تخشعہم جمیعاً ثم یقول للملائکہ اھی ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت ولینا من دونہم بل کانوا یعبدون انجی اور یہی قرآن مجید میں ابلیس کے واسطے ذریت ثابت فرمائی ہے کہ اختلافاً و ذریتہ اولیاء من دونی اور فرشتوں کے واسطے ذریت نہیں اس واسطے کہ ذریت یعنی اولاد کے ہے اور اولاد اور بادہ کے ملنے سے پیدا ہوتی ہے اور فرشتوں میں مادہ یعنی نمونہ موجود نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے بیچ مقام انکار کے فرمایا ہے کہ وجعلی الملائکہ الذین ہم عباد الرحمن انکاثاً یعنی اور مقرر کیا انہوں نے فرشتوں کو کہ وہ بندے جن کے ہیں عورتیں اور علاوہ اس کے فرشتوں کو جابجا ساتھ عصمت اور طہارت کے وصف فرمایا ہے اور خال ابلیس کا سر مخالف ان دونو صفاتوں کے ہے اور یہ بات اول کی کہ حکم سجدے کا خاص واسطے فرشتوں کے تھا پس صحیح یہ لیکن احصائاً حکم فرشتوں کو تھا اور جن خصوصاً ابلیس بطریق تبیت کے اس حکم میں داخل ہوئے تھے جیسا کہ بادشاہ سپاہیوں کے اور کوئی حکم فرماتا ہے اس کے شمول میں حکم سائیکوں اور فرشتوں اور در بالون وغیرہ پر بھی ہو جاتا ہے اور واسطے تبیت کے استثنا ابلیس کا فرشتوں سے بطریق اتصال کے صحیح ہوتا ہے بحث چوتھی یہ ہے کہ ایک جماعت منسربین نے اس قصہ سے دلیل پکڑی ہے اور پراس بات کے کہ

تفسیر خلیلی

ابلیس توحید

سے والو کے ساتھ کہیں منواتا

وجہ ابلیس شخص

سے سجد کرنے

جسکو کہنے روکا

جسکو میں نے

خود اپنے ہاتھ سے بنایا تو بے نیکی

کی باتوں میں

میں ہے

وہ اس شخص کو

من بات نے

روکا کہ باوجودیکہ حکم کے تو نے سجد کیا وہ

دعا عرف ابلیس نے کہا کہ کیا میں ایسے کو سجد

حضرت آدم تمام فرشتوں سے خواہ علوی ہوں خواہ سفلی افضل تھے اس واسطے کہ حکم کرنا
 فرشتوں کو واسطے سجدی حضرت آدم کے بغیر اسکے کہ حضرت آدم کو اوپر اود کے فضیلت ہوئے
 بخلاف حکمت کے ہر لیکن یہ استدلال اس وقت صحیح ہوتا ہو کہ سجدہ حقیقہً طرف حضرت
 آدم کے ہوئے اور عرض سجدی حضرت آدم کے سے قبل بنانا اونکا تھا پس یہ استدلال صحیح
 نہیں اس واسطے کہ قبلہ کو یہ بات لازم نہیں کہ مستقبل سے افضل ہو والا لازم آتا ہو کہ کسی چیز پر
 افضل ہو وہو خلاف الاجماع یعنی یہ خلاف اجماع کے ہر بحث پانچویں یہ ہر کہ اس قطعہ میں
 دلیل واضح ہے اور پر فضیلت سجدی کے اور جتنے کام تعظیم کی واسطے مقرر ہیں ان میں سے سجدہ
 کی شان اور تہہ برابر ہے اس واسطے کہ ترک ایک سجدہ کے سے کہ بندہ کی واسطے اسکا حکم کیا تھا پس
 کو اس حد کو پہونچا کہ سخت لعنت ہمیشگی کا ہو پس ترک کرنا بہت سے سجدوں کا کہ اللہ تعالیٰ
 نے اپنے واسطے مقرر کئے ہیں کس حد کو پہونچا دے گا سچر رایتوں کے آیا ہے کہ جس وقت دوزخ
 کو غمرات قیامت میں حاضر کریں گے اور آگ اوسکی پڑے اسوقت چہر ہول میں واسطے فرق گئے
 درمیان مسلمان اور کافر اور مکلف اور منافق کے حکم سجدی کا ہو گا خاص مسلمانوں کو سجدہ یہ ہو گا
 اور کافر اور منافق جب چاہیں گے کہ سجدہ میں گرین پشت اونکی مانند تختہ لوہے کے ہو جاوے گی
 یعنی نیچے کو نہ جھگے گی اور حکم ہوئے گا کہ فامتا زوالیو علیہا الجحیم پس معلوم ہوا کہ یہی سجدہ
 ہے کہ واسطے امتحان دوست اور دشمن اور کافر اور مومن کے مقرر ہوا ابتداء میں ہی ایک
 ساتھ امتحان فرمایا اور آخر میں ہی اسی کے ساتھ امتحان فرماوین گے اور حدیث شریف
 میں وارد ہے جب مرد مسلمان خدا کے واسطے سجدی میں جاتا ہو شیطان خاک اپنے ہر پر
 ڈالتا ہے اور اوپر لاکر تاسے اوکھتا ہے کہ اس آدم کو خدا نے سجدی کا حکم کیا اور حجاب الازیا
 پس اوسکو بہشت نصیب ہوا اور مجبور سجدی کے واسطے فرمایا اور میں نے انکار کیا پس مجبور
 دوزخ ملا اور اسی جگہ سے معلوم ہوا کہ غیر کے واسطے سجدہ کرنا علامت کفر کی ہے
 اس واسطے کہ آدمی زاد کی شرافت یہی ہے کہ فرزند آدم کا ہو اور آدم کو یہ شرافت حاصل ہوئی
 کہ اوس کے سجدہ نہ کرنے سے ابلیس ملعون ہوا اگر یہ فرزند باخلف اس فعل کو واسطے دوسرے
 کے بجا اود کے شرافت پوری اپنی کو برباد کرے بن ابی الدنیا مکائد الشیطان میں ابن عمر سے

فہم غلی
 سجدہ کر دینا ہو
 نونہ کا واسطے
 یہو ایسا
 امر ایسا
 ایسا نہیں ہون
 کہ اس آدمی کو
 سجدہ کر دینا
 نونہ کا واسطے
 سجدہ کر دینا
 میں اس سے
 ہم ہوں بلکہ
 ایک سے پیدا
 کیا ہے اور
 گارے سے
 خدا نے فرمایا
 سے جل دور ہو
 بلکہ یہاں
 کرنا نہ تھا
 سے ذیل ہوا

روایت لائے ہیں کہ ایک ناپلیس نے حضرت موسیٰ سے التجا کری اور کہا کہ اے موسیٰ اللہ نے تجھ کو اپنی رسالت کے واسطے پسند کیا اور ساتھ میرے ہم کلام ہوا اور میں کننگار ہوں اور چاہتا ہوں کہ توبہ کروں میں شفاعت میری کرنا کہ حق تعالیٰ توبہ میری قبول کرے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ البتہ جناب الہی میں دعا کرتا ہوں کہ توبہ تیری قبول کرے حضرت موسیٰ دعا میں مشغول ہوئے جناب الہی سے حکم ہوا کہ حق تعالیٰ نے توبہ اسکی بسبب شفاعت تیری کے قبول کی مگر یہ کہ حضرت آدم کی قبر کی طرف سجدہ کرے تاکہ عفو و تغیر تیری کا ہو حضرت موسیٰ نے یہ بات اہلیس سے کہی اوس نے جواب میں کہا کہ جب آدم زندہ تھا سجدہ اسکو نہیں کیا اب مردہ کو کیونکر سجدہ کروں پھر اہلیس نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ میرے اوپر تہا راقی ثابت ہو گیا کہ تم نے میری شفاعت کی میں ہی تمکو ایک فائدے کی بات بتاتا ہوں تاکہ امت اپنی کو سمجھا دو کہ میری شہادت سے میں حاضر ہوں میں بہت خبر دار ہوں کہ انہیں تینوں میں آدمیوں کو خراب کرتا ہوں اول بیچ حالت غضب کے کہ اوس وقت آدمی کے اندر بجائے خون کے دھڑکتا ہوں اور اکٹھ اور کان اور زبان اور اعضاء اور پاؤں اوس کے اختیار سے باہر نکالتا ہوں اور جو چاہتا ہوں اوس سے کراتا ہوں دوسرے بیچ حالت جہاد اور لڑائی کے کافروں کے ساتھ میں کہ اوس وقت خیال گہرا باراد عورت اور فرزند کا دل میں ڈالتا ہوں اور اوس کو ایسے ایسے خیال دلا کر لڑائی کے میدان سے بھگاتا ہوں تیسرے وقت خلوت کے نا محرم عورت کے ساتھ اوس وقت میں کٹنا پن رنگ برنگ کا ظاہر کرتا ہوں اور دونوں کے دلوں میں طرح طرح کے قریب ڈالتا ہوں کہ ارادہ گناہ کا یہ دو نوکرین اور ابن المنذر نے عبادہ بن امیہ سے روایت کی ہے کہ سب سے پہلا جو گناہ جہان میں ہوا ہے مرد ہے اہلیس کو خدا آدم علیہ السلام کے لئے ایسا تباہ کیا کہ نافرمانی اللہ کے حکم کی کی اور ملعون ہوا خلاصہ یہ ہے کہ بعد اس قصہ کے حضرت آدم علیہ السلام تنہا زمین میں پھرتے تھے اور ہر جانور کو غیر جنس اپنا دیکھ کر اس سے گہرا تے تھے اور یہ آرزو اپنے دل میں کرتے تھے کہ کاش کوئی شخص ہم جنس میرا پیدا ہو کہ اوس کی صحبت سے اس پکڑوں میں حق تعالیٰ نے یہ خواہش دیکھ کر رحمت فرمائی اور دوسرے جہ کو کہ حضرت آدم اس وقت مواتے تھے فرشتوں کو فرمایا کہ بائیں پسلی انکی چاک کرو اور اس جگہ سے لگ

میں چاہتا ہوں

راحت

دوست

چاہتا ہوں

قیامت تک

سنت پرستی

وجہ اہلیس

عوض کی محکوم

قیامت تک

سنت و کجاء

خدا نے فرمایا

اچھا سنت

دی گئی

(اعراف)

ایک شخص عن

سنی اسے کبر

بجائے ہی کی

قسم میں ان

سفر

[illegible]

عورت خوب صورت نکالو کہ ایک لحظہ میں قد اور قامت اوس کا درست ہوا پھر اس پسلی چھری ہوئی کو ملا دیا اور اس چیرنے سے کچھ درد اور تکلیف حضرت آدم کو معلوم نہیں ہوئی جب حضرت آدم جاگے دیکھا کہ ہم جنس میرا دوسرا شخص برابر میرے بیٹھا ہے یو چاہا کہ تو کون ہے حکم آئی پہونچا کہ یو ٹوڈی ہماری ہے نام اس کا حوا تیرے انس اور دل لگی کو پہنے پیدا کیا ہے حضرت آدم علیہ السلام نے چاہا کہ ہاتھ اپنا ان پر ڈالیں حکم ہوا کہ ہاتھ اس کے اوپر نہ پہونچا جب تک کہ مہر اس کا ادا نہ کرے حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ مہر اس کا کیا ہے حکم ہوا کہ مہر اس کا یہ ہے کہ اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اوپر آل اوسکی کے دس مرتبہ درود بھیجے تو حضرت آدم نے عرض کیا کہ محمد کون ہے حکم ہوا کہ خاتم المرسلین اولاد تیری میں سے ہے اور اگر اوسکی پیدائش منظور نہ ہوتی تجھ کو پیدا نہ کرتا میں حضرت آدم علیہ السلام نے دس بار اوپر محمد اور آل اوسکی کے درود بھیجا اور فرشتے گواہ ہوئے اور عقد نکاح اونسے درمیان میں منعقد ہوا بعد اسکے پچھلے پراسی جمعہ کے حق تعالیٰ نے فرشتوں کو بھیجا کہ حضرت آدم کو اور حضرت حوا کو ساتھ زیورون گوناگون کے کہ بازو بند اور کمر بند اور غلخال سنہری اور دستانے یا قوت کے اور مدارید کے جڑے ہوئے ہوں اور طرح طرح کے لباسون کے ساتھ آگاہتہ اور سنوار کر ایک سنہرے تخت پر بیٹھا کر بادشاہون کی مانند اوٹھا کر بہشت میں داخل کروں

وَقُلْنَا يَا آدَمُ اسْكُنْ اِيْهَا اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُنَا مِنْ الصَّٰغِرِيْنَ

پیدا کیا لیکن تجھ کو وضع خلافت کی اور طریق عبادت کا معلوم نہیں ہو سکتا ہے مگر جب کتنی مدت بہشت میں رہے اور دنیا کی چیزون کو ملاحظہ کرے تاکہ نمونے ادن چیزون کے زمین میں اپنی صنعت سے تیار کرے اور آبادی زمین کی بعضے تخمون اور بعضے آلات کے اور یہی ہوتی ہے اور یہ چیزیں بہشت میں موجود ہیں اور دوسری جگہ نہیں پائی جاتی ہیں پس تجھ کو چاہئے کہ مانند باغبان کے کہ اسکو واسطے کشاکش زمین افتادہ کے یا باغ لگانے کے قرار دیا جاوے اور باغبان جب تک سیر باغون اور چمنون کی نہ کرے اور وضع درخت لگانے اور رقم بونے اور باغیا کرنے نہ زورون اور تالیون کی اور طریق پیوند وغیرہ کے نہ دیکھے کہی اس سے سرغیام اس مہم کا ممکن نہیں یا مانند مہر عمارت کے مقرر کیا جاوے کہ اسکو لگانے واسطے تیرے قلعہ اور جویلی کے کسی جگہ میں

حکم فرمادے اور جب تک کہ وہ میر غمارت نقشہ قلموں اور مکانات کاوند اپنے کا ملاحظہ نہ کرے
بنو اناقلہ کا اور رکنا برجون وغیرہ کا اس میں ممکن نہیں چاہیے کہ قصد بہشت کے جائیداد کرے تو
اور فقط چلنے پہلے پر کفایت نہیں بلکہ چند مدت بطریق وطن بنانے کے اشکن ائت یعنی
سکونت اختیار کر اس جگہ کی تاکہ کیفیت تعمیر کی اور سرانجام کام بائع کا اور جاری کرنا پانی
کا اور نہروں اور چشموں کا دیکھے تو اور موافق اس کے زمین کے آباد کرنے میں عمل کرے اور
یہ کام محض تجسس سرانجام نہوگا بلکہ و زواج الجنت یعنی اور عورت تیری ہی سکونت کرے
بہشت میں واسطے دو سبب کے ایک یہ کہ جو چیسہ نر آیش میں سے عورتوں کے ذریعہ چرشل
آرایش مکان اور زیب و زینت اور طریق استعمال زیور اور پوشاک وغیرہ کے بہشت کی چیزیں
دیکھ کر سیکھ لے اور موافق اس کے زمین پر عمل کرے اور آبادی دو طرح کی خواہ مردوں کی وضع
کی یا عورتوں کی ہو تحقق ہو دے اور اگر عورت تیری ان چیزوں کو بخائے گی تمام زمین اسی
ہو جاوے گی جیسا کہ گھر میں عورتیں نہوں یا اگر ہوں تو پھر ہوں اس واسطے کہ مردوں سے عورتوں
کے کام سرانجام نہیں ہو سکتے دوسرے یہ کہ اگر عورت تیری ہمراہ تیرے بہشت میں نہو خاطر تیری آسگی
طرف لگی رہے گی اور دلجمعی سے رہنا تیرا بہشت میں نہوگا اس واسطے کہ آدمی بہشت میں نہوگا علاوہ
اس کے آدمی وطن اپنا اسی جگہ کو جانتا ہے جس جگہ عورت اور فرزند اس کے ہو دیں اور
بغیر دلجمعی کے رہنے سے معلوم کرنا حقیقون اس جگہ کا ممکن نہوگا اور تم دو لوگو چاہیے کہ بہشت
کے رہنے میں فقط میٹوں کے دیکھنے پر کفایت نہ کرو اس واسطے کہ حقیقت ماکولات اور مشروبات
کی سوائے کھانے اور پینے اور دریافت کرنے مفرے اور خوشیوں کے اور خواص اور نفع
اور ضرب و غیر تحریر کے حال نہیں ہوتے ہیں بلکہ چاہئے کہ تم اس جگہ کے میوہوں میں تصرف
کر دو تا کہ یقیناً ان میوہوں کی یاد رکھو تم و کلاً منقاد عدا یعنی اور کھاؤ تم اس میں بہشت
سے کھانا بہت فراغت سے اس واسطے کہ فقط چکھنے ماکولات اور مشروبات کے سے جب تک
کہ پیری اون سے نہو اچھی طرح خواص اور نفع اور ضرر اون کے دریافت نہیں ہوئے اور
جبکہ ہر طبقہ بہشت کا آب و ہوا دوسری طرح کی رکھتا ہو اور مکانات اور حویلیاں اور محفل
ہر طبقہ کے رنگ و رنگ کے اور جگہ سے جگہ سے ہین تو تم دو لوگو چاہئے کہ فقط اور سکونت ایک طبقہ

تفسیر خلیلی

سے ہم اور خلاص
ذہبی نکلاست
جی کو بیکس
بیکس اور پائے
ایسا نور اور
پیرل دالون کو
بیکس کو ٹائی کر اور
اشمال اور اور
پن جو بہت سے

دوسرا اور
شیطان اُسے
جو وہ دوسرا
کتاب ہے
دوسری اور
پن دینی اور
سوا سے ان بند
ساکسوں سے
یہ کتاب نام

اور کہا ہے میروں ایک قطعہ کے اس میں سے کفایت کرو بلکہ جنت شیشما یعنی جس جگہ
چاہو تم سکونت کرو اور اس کے میروں میں تصرف کرو تا کہ تمام طبقہ بہشت کے مومنین
کے کہ ان کے اندر ہیں تمہارے خیال میں یا دہین اور جو وقت زمین میں جاؤ موزا کا کہ تمہارے
خیال میں بیٹھا ہوا ہے ظاہر کرو اور معنی خلافت داخلی اور خارجی اور مدنی اور منزی کے سبب
اجتماع اور شورہ مرد عورت کے پاسے جاوےں لیکن تم کو باوجود اس اجازت عام اور
وسعت تام کے واسطے آزمائش تکلیف قبول کرنے اور بچنے منہیات کے کہ جو ہر جہات تمہارے
میں رکھا ہے اور ظہور اور مکا وقت ظاہر ہونے خلافت تمہاری کے زمین میں پایا جاوے گی گناہ
کرنا یعنی چیزوں بہشت کا بھی ضرور ہوتا کہ اباحہ عامہ کے ساتھ نہ کرو جو آواز پر ہیز کرنا
لذتوں نفسانی اور مرغوبات طبعی سے تمہارے پر شاق نہو اور وہ چیزیں کی ہونی ایسی نہو کہ فخر
عقلی اور طبعی اوس میں ہو بلکہ اوس جس سے ہو کہ قبح عقلی اور طبعی اوس میں نہ پایا جاوے
والا اجتناب قباح عقلی اور طبعی سے جبلت انسانی کا تقاضا ہے احکام شرعی کی غرض و مصلحت
اس میں معلوم نہیں ہوتی ہے اس واسطے تم کو کہتا ہوں کہ اس درخت کو بہشت کے بے انتہا
درختوں میں سے اپنے اور پر حرام جانو اور بے تحقیق کرنے وجہ ضرر اوس درخت کی بچنا اس
سے لازم سمجھو و لا تقربوا یعنی اور نزدیک نہو تم پر جا اسکی کہ اوس سے کچھ ٹوڑ کر کھا لو
ہذا الشجرة یعنی اس درخت کے اور طرف کسی درخت بہشت کے درختوں میں اشارہ فرمایا
اور تعیین کرنی اس درخت کی کہ گہیوں کا درخت تھا یا انگور کا درخت یا سوا اس کے
ہے جیسا کہ روایتیں ان کی آئی ہیں فروغین لیکن اکثر روایتوں میں یہ ہے کہ وہ درخت گہیوں
کا تھا اور ابن عباس اور دوسرے صحابہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور وہ سب بن منہ
نے ایسا کہا ہے کہ ہر ہر دانہ اوس گہیوں کا بیل کے گردہ کے برابر تھا اور مسک سے نرم
اور شہد سے میٹھا تھا اور ابن مسعود اور جابر بن عبد اللہ سے منقول ہے کہ وہ درخت انگور کا تھا
اور کہا ہے انہوں نے کہ اسی درخت کے پہل سے بڑی بڑی نشہ کی چیزیں بناتے
ہیں اور دنیا میں باعث فتنہ اور فساد کا ہوتا ہے اور موجب بے عقلی اور بے حیائی اور ظاہر
ہونا متر عورت کا ہوتا ہے اور قتادہ سے روایت ہے کہ وہ درخت ابجیر کا تھا اور ابو الشیخ

لے یزید بن عبداللہ بن قسبط سے روایت کی ہے کہ وہ درخت تریخ کا تھا اور ابن ابی حاتم نے
 اور ابو الشیخ نے ابی العالیہ سے روایت کی ہے کہ وہ درخت ایسا تھا کہ جو کوئی اس سے کچھ
 کھاوے حاجت پاخانہ کی اوس کو ہووے اور یہ بھی ہزر درہمیں کہ وجہ حکمت حرام کرنے اسکی
 دریافت کجاوے کیونکہ ہمیں کچھ فائدہ نہیں بلکہ غرض کے واسطے مضر ہے اسواسطے کہ منظور اس
 تحریم سے عادت کر دانی حضرت آدم علیہ السلام اور بنی آدم کی تھی تاکہ زمین میں وقت
 تکلیف اور حرام کرنے مستحیات اور مرغوبات کے کہ ضرر عقلی اور طبعی اور انکا معلوم نہو اور ان چیزوں
 کے چھوڑنے میں حیلہ اور توقف نہ کریں اور فرمانبرداری حکم الہی کی کریں اور اگر وجہ حکمت حرام
 کرنے کی معلوم کر لیں اور نزدیک اونکے اور اولاد اونکی کے حرمت عقلی اور طبعی محرمات کی ظاہر
 ہو پس یہ ترک کرنا اونکا فقط واسطے فرمانبرداری حکم شرعی سے نہوا بلکہ حسن اور تیج عقلی اور طبعی
 ہی اوس کے ساتھ مل گیا کہ عقل اور طبع ہی اونکے مانع آئی اور اسی واسطے سزا اوس سے
 کھانے کی زمین کوئی وجہ ضرر عقلی یا طبعی بیان نہیں فرمائی بلکہ یوں ارشاد ہوا کہ اگر تم اس درخت
 کے پاس جاؤ گے یا اس میں سے کھاؤ گے برخلافی میرے حکم کی تم سے مزد ہوگی فتکون کا
 من الظلمات پس جو جاؤ گے ظلم کرنے والوں میں سے اس واسطے کہ ظلم نام حق تلفی کا ہے اور
 حق مالک کا یہ ہے کہ مملوک اوس کے کہنے سے نہو بخلاف نکرے اور ایسا مالک کہ پردہ نیستی کے ہو
 تمکو وجود میں لایا اور ہر تمکو نام چیزوں کے سکھائے اور جو سب بہتر مخلوق کہ فرشتے ہیں انکے
 اوپر تمکو فوقیت دی کہ قبیلہ عبادت اونکی کا تمکو بنایا یہ واسطے سکھانے آئین خلافت زمین کے
 حرم خاص اپنے میں کہ وہ بہشت ہے سکونت تمکو دی اور دامن کی چیزوں سے نفع لینے میں اجازت
 عام دی اور فقط ایک قسم کے درخت سے منع فرمایا اور اگر تم اس سے اجتناب نہ کرو گے اور بغیر رضی
 اس کی کے اوسکو کھاؤ گے کس قدر اس کے حقوق تلف کرو گے اور جب شیطان نے معلوم کیا کہ
 اسوقت تک اونکو کسی طرح کی تکلیف شاق نہ دی تھی اور ہر طرف سے ہر چیز کی اجازت تھی مگر اور
 فریب سیریش نہیں جاتا تھا اسواسطے کہ صدر گناہ کا اور ذلت کا اسوقت ہوتا ہو کہ شرع کی طرف
 سے کچھ قید ہو اور اونکو کوئی چیز منع نہیں اب اونکو تھوڑی سی تنگی آگئے آئی ہے کہ ایک جہیز
 بہشت کی سے اونکو منع کیا سو میرا قبولہ پذیر ہو گیا پس فکر بہکا لے اذن کے کہ اب شرع ہوا گیا

خاص مذکور

تجوید

نہو کا رجب

اور تواجی

بی بی سیت

جنت میں رہ

اور اس میں جان

بجائے سے چاہو

باقی وقت

بہر سب کہتا اور

اس وقت کے

پس بخدا اگر

جاؤ گے تو کلام

ہو جاؤ گے (یعنی)

اے آدمی

یکسب تک

بجائے و نہی

جی جی کہ بہشت

سے اب

حضرت آدم اور حوا کے زور و گیا اور کہا کہ کچھ تم جانتے ہو کہ انجام کار تیار کیا ہو گا اور
 بسبب اس تعظیم اور مکریم کے ذریعہ مت ہو آخر کار واسطے تمہارے موت ہے حضرت آدم نے
 پوچھا کہ موت کیا ہے شیطان نے اپنے تئیں مردہ جانور کی صورت بنا کر زور و داؤ کے ڈال
 دیا اور جس طور سے کہ جانکندی کے وقت حالت غرغزہ کی اور ہاتھ پاؤں مارنے کی اور روم
 نکلنے کی ہوتی ہے او کو دیکھ لایا بجز دیکھنے اس حالت کے ہول اور خوف حضرت آدم پر غالب
 ہوا پوچھا کہ اس حالت سے محفوظ رہنے کی تدبیر کیا ہے شیطان نے کہا کہ اھل ادلک علی شجۃ
 الخلد و ملک لایبلی یعنی بین نشان دیتا ہوں تم کو ایک درخت کا کہ جو کوئی اوس سے
 کچھ کھاوے ہرگز مردہ نہ ہو گا اور بادشاہت اوسکی فنا نہ ہو گی اونہوں نے کہا کہ وہ درخت
 کونسا ہے شیطان نے اوسی درخت کو بتایا جسے اللہ تعالیٰ نے او کو منع کیا تھا کہ وہ مہی
 درخت ہے اونہوں نے کہا کہ یہ درخت تو فنا کا ہے درخت ہمیشگی کا نہیں ہے اور یہ درخت
 سبب وال ملک کا ہے سبب دوام کا نہیں بلکہ سبب سوائی اور باعث دور کر نیک خدا کی جہاں
 سے ہے اور موجب قرب اور وجاہت کا نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس درخت سے منع فرمایا
 جانے سے منع فرمایا ہے اگر اس درخت میں یہ فائدے ہوتے ہم کو اس کے پاس جانیے کیوں
 منع فرمایا کہ وہ ارحم الراحمین ہے شیطان نے کہا کہ ماھلکم اربکما عن ہذا الشجۃ الا ان
 تکلوا من ثمرہا و انتم تعلمون انکم لکاذبون یعنی حق تعالیٰ نے تم کو اس درخت سے اس واسطے منع
 نہیں فرمایا کہ اس کا میوہ کھانے سے کچھ تم کو ضرر پہنچے گا بلکہ اس واسطے منع فرمایا ہے کہ تم اس
 درخت کا میوہ کھانے سے فرشتوں کی مانند ہو جاؤ گے کہ ہرگز خدا کی یاد سے غافل نہیں ہو
 ہیں اور کھانے پینے اور عورت اور بچوں کے فکر میں نہیں رہتے ہیں اور تم کو اگر یہ حالت
 حاصل ہو جاوے گی زمین کی خلافت کا کام تم سے سرانجام نہوے گا اس واسطے اللہ چاہتا ہے کہ
 تم کو کھانے پینے اور زن و فرزند کے فکر میں مشغول رکھے اور ایک مدت یاد اپنی سے تم کو غافل
 کرے تاکہ تم سے کام خلافت کا میوے پس حقیقت میں ارادہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ تم اس سے
 دور جاؤ اور کھانا اس درخت کے میوے کا سبب قرب اور اتصال الہی کا ہے پس اس منع
 کر نیکی مثال ایسی کہ بادشاہ کسی شخص کو اگر کہیں بھیجتا ہے تو وہ شخص خدمت حضور سے دور رہتا

تفسیر
 کہ یہ تم کو موت
 نکلانے کا ہے
 جو موت ہو جاوے
 وہ جگہ ہے کہ تم
 کی ہوس ہوگا
 یہ شجۃ الخلد
 یہ اسے ہوس
 کی ہوس ہوگا
 جو اسے ہوس
 شیطان نے انکو
 دلو سے انکو
 کہ انکی ذہنی قوت
 کون دین (عقل)
 شیطان نے انکا
 اس آدم کو تو
 میں نہیں ہمیشہ
 بہتے کا درخت
 اور برائی نہوے
 والی سلطنت

یاس واسطے نسخ فرمایا ہے کہ لیبب کھانے میوہ اس رخت کے برشت سے ٹکنا تھا ہارا
 ہو سکے گا اور برشت میں موت نہیں ہے اور ارادہ اللہ تعالیٰ کا یہ ہے کہ تمکو وضع اور اس میں خلقت
 برشت کے رہنے سے یاد دلا کر دنیا کی طرف بھیجے اور اس جگہ موت اور فوت تمکو لاحق ہو دے
 تاکہ ہر طرح کے گروہ تمہاری نسل سے زمین پر ظاہر ہو دیں اور یہ قرب کہ اب جناب باری
 کے ساتھ تمکو میسر ہے جاتا رہے حاصل کلام یہ ہے کہ یہی تفریحی اور ارشادی ہے
 مخالفت اس نہی کی اسطے حاصل کرنے مرتبہ بلند کے کہ جو اسے امتثال اس نہی کے مرتبہ
 سے ہو مصداقہ نہیں حضرت آدم اور حوا کو یہ سبب سے باتوں فریب آمیز کے دل میں تردد
 پیدا ہوا اور اسوقت شیطان نے قسمیں بہت سی کہائیں کہ میں محض ارادہ خیر خواہی تمہاری
 کار کرتا ہوں اسواسطے کہ ایک بے ادبی مجھ سے تمہاری جناب میں ہوتی ہے کہ میں تمسجد
 نہیں کیا اور بسبب اسکے ملعون ہوا اب چاہتا ہوں کہ آلودگی اس بے ادبی کی اپنے سے
 دھوؤن میں اور تمکو ایسے مرتبہ کی طرف پہونچاؤں کہ تمام عمر شکر گزاری میری کرتے رہو
 حضرت آدم کے دل میں آیا کہ مخلوق کو حیرات نہیں کہ جو فی قسم اللہ تعالیٰ کی اس تاکید سے
 کہا وے البتہ اس شخص نے سچ کہا ہے **فَاَزَلَهُمُ الشَّيْطَانُ عَنَّا** یعنی پس بہلا دیا ان کو
 کو شیطان نے اس درخت کے بچنے سے اس طرح ہر کہ پہلے مور کے آگے گیا اور اسکو کہا کہ برشت
 میں جا کر اپنے تئیں رو برو آدم اور حوا کے آہستہ کر کے رخص کرو جبہ دونو تماشے
 میں فریفتہ ہو میں آہستہ آہستہ ان کے پاس سے ہٹ کر اپنے تئیں برشت کی دیوار تک پہونچا
 جو وقت دونو برشت کی دیوار کے پاس پہونچے سانپ کے پاس جا کر اس کے گزرنے میں بیٹھا اور
 کہا کہ مجھ کو برشت کی دیوار پر پہونچا دے دیوار پر چڑھ کر حضرت آدم اور حوا سے ملاقات کی اور
 جس درخت سے منع فرمایا تھا اس کے کمانکی رغبت دلائی اور دوسرے شرمع کیا اور یہ
 خیلہ شیطان نے اذن دونو کی ملاقات کے لئے اسواسطے کیا تھا کہ بعد انکار سجدہ کے متعلانی
 نے ان کو برشت سے نکال رہا تھا اور برشت کے دربانوں کو حکم تھا کہ اندر برشت کے نہ لے دیویں
 اس تدبیر سے چاہا کہ آدم اور حوا کو بھی اس مکان سے نکالے **فَاَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ**
 پس نکالا اس نے اذن دونو کو اس چیز سے کہ وہ اس میں تھے اور میوے نفیس کھاتے تھے

تفسیر
 تبارون رکھ
 اور یہ بھی کہا کہ
 خوارے تمکو اس
 وقت سے غفلت
 اسی لئے روک دے
 کہ اگر تم اس سے
 کچھ کھا لو گے
 تو تم فرشتے پہونچو
 باجنت میں رہو گے
 جو کہ افسوس
 کھا کر کہہ دیں
 تمہارا خیر خواہ ہوں
 یہ کہ انکو دھوکہ
 میں ڈال دیا تاکہ
 اس وقت کی
 سچہ کھینچا تھا کہ
 دونوں کے
 دونوں کی
 یہ کہ

اور ملائقہ میں مرغوب اور خوش ہوائیں اور سایہ باخون کا اور نہر میں جاری اور اور نعمتیں طرح طرح کی بہترین اور کیفیت نکالنے حضرت آدم اور حوا کی بہشت سے اور کہا نا اور نکالیں رحمت سے اور بہرہ نہ ہو جانا اور نکالیں ہشی سے اور حیران اور سرگردان ہونا اور نکالیں عریانی سے اور ہونڈ ہوا و خوتون کے ہونڈ واسطے پوشش شرکاء کے کلام اللہ کی اور سورتوں میں میں مذکور ہوا آس سورت میں واسطے ظاہر کرنے برائی گناہ کے اسی ظہر فرمایا کہ دُلْکَا اُطْرَظْ یعنی اور کہا ہنہ آدم اور حوا کو اور اولاد انکی کو کہ اللہ تعالیٰ نے انکی نسل میں مشرک کر دیا تھا اور شیطان کو کہ اور تو تم بہشت سے اس واسطے کہ بہشت گناہ کی جگہ زمین لایق گناہ گاروں کے دار الکلیف ہو یعنی دنیا کہ سراسر جگہ رنج اور سخت کی ہے اور اسے رنج اور سخت کے مہربان میں عداوت آپس کی ہو کہ دنیا میں بھی حضرت اسکی ہو اور دین میں بھی مضر ہو اور یہ تم کو نہر ہوا ہے اس واسطے کہ بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی بعض تمہارا بعض کا دشمن ہو جیسا کہ شیطان ہمیشہ سبب عداوت کے رہے مگر اگر آدمی کے ہو اور آدمی ہمیشہ درپے ذلیل کرنے شیطان کے پس در بیان ان دونوں کے دشمنی دینی اور شرعی ہو جیسا کہ آدمی اور سانپ اور طاؤس میں دشمنی طبعی ہے اور اولاد آدم کو ہر چند کہ آپس میں یکانگت اور اتحاد جنسی ہو لیکن بعضے انہیں سے بسبب تعلیم شیطان کے راہ شیطنت کی اختیار کرتے ہیں اور انکی طبیعت میں ایذا رسانی ہم جنس اپنے کی ہوتی ہو اور اسکی عادت کرتے ہیں اور دشمن بننے میں اور بعضے ان میں سے سانپ کی طبیعت قبول کرتے ہیں اور قوت صبیحہ اور غصیہ انکی ہیجان کرتی ہو اور عادت نیش زنی خلق اللہ کی ان کے اندر ہو جاتی ہو اور بعضے ان میں سے طاؤس کی طبیعت اختیار کرتے ہیں کہ مشہور بہشتی اور کرباں اپنی اور خود پسندی اور پندارانکے اندر سامتا ہو اور اپنے ہمجنسوں کا حسد اور کینہ اور بغض کا شیعہ اختیار کرتے ہیں اور اسی واسطے انکو بعد نکلتے کے بہشت سے جلدی رجوع اسکی طرف ممکن نہیں اس واسطے کہ بہشت جگہ بغض اور عداوت اور دشمنی کے جمع ہونے کی نہیں بلکہ بود و باش تمہاری زمین میں ہو و لکھو فی الکادِیضِ مُسْتَقَرًّا یعنی اور تمہارا واسطے ہو زمین میں ٹھہرنا ایک مدت دراز اور بسبب اس مستقر کے اسید عملدی بڑھ جاوے گی اور دروازہ حرص و اطمینان جادوئے گاہر ایک آدمی زندگی بڑی خیال کر کے دوسرے سے لڑے گا

ترجمہ سیرت نذیری
اور نکالیں عریانی سے
اور ہونڈ ہوا و خوتون کے
ہونڈ واسطے پوشش شرکاء کے
کلام اللہ کی اور سورتوں میں
میں مذکور ہوا آس سورت میں
واسطے ظاہر کرنے برائی گناہ کے
اسی ظہر فرمایا کہ دُلْکَا اُطْرَظْ
یعنی اور کہا ہنہ آدم اور حوا کو
اور اولاد انکی کو کہ اللہ تعالیٰ
نے انکی نسل میں مشرک کر دیا تھا
اور شیطان کو کہ اور تو تم بہشت
سے اس واسطے کہ بہشت گناہ کی
جگہ زمین لایق گناہ گاروں کے
دار الکلیف ہو یعنی دنیا کہ سراسر
جگہ رنج اور سخت کی ہے اور اسے
رنج اور سخت کے مہربان میں عداوت
آپس کی ہو کہ دنیا میں بھی حضرت
اسکی ہو اور دین میں بھی مضر ہو
اور یہ تم کو نہر ہوا ہے اس واسطے
کہ بَعْضُکُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ یعنی
بعض تمہارا بعض کا دشمن ہو جیسا
کہ شیطان ہمیشہ سبب عداوت کے
رہے مگر اگر آدمی کے ہو اور آدمی
ہمیشہ درپے ذلیل کرنے شیطان
کے پس در بیان ان دونوں کے
دشمنی دینی اور شرعی ہو جیسا کہ
آدمی اور سانپ اور طاؤس میں
دشمنی طبعی ہے اور اولاد آدم کو
ہر چند کہ آپس میں یکانگت اور
اتحاد جنسی ہو لیکن بعضے انہیں
سے بسبب تعلیم شیطان کے راہ
شیطنت کی اختیار کرتے ہیں اور
انکی طبیعت میں ایذا رسانی ہم
جنس اپنے کی ہوتی ہو اور اسکی
عادت کرتے ہیں اور دشمن بننے
میں اور بعضے ان میں سے سانپ
کی طبیعت قبول کرتے ہیں اور قوت
صبیحہ اور غصیہ انکی ہیجان
کرتی ہو اور عادت نیش زنی خلق
اللہ کی ان کے اندر ہو جاتی ہو
اور بعضے ان میں سے طاؤس کی
طبیعت اختیار کرتے ہیں کہ مشہور
بہشتی اور کرباں اپنی اور خود
پسندی اور پندارانکے اندر سامتا
ہو اور اپنے ہمجنسوں کا حسد اور
کینہ اور بغض کا شیعہ اختیار
کرتے ہیں اور اسی واسطے انکو
بعد نکلتے کے بہشت سے جلدی
رجوع اسکی طرف ممکن نہیں اس
واسطے کہ بہشت جگہ بغض اور
عداوت اور دشمنی کے جمع ہونے
کی نہیں بلکہ بود و باش تمہاری
زمین میں ہو و لکھو فی الکادِیضِ
مُسْتَقَرًّا یعنی اور تمہارا
واسطے ہو زمین میں ٹھہرنا ایک
مدت دراز اور بسبب اس مستقر کے
اسید عملدی بڑھ جاوے گی اور
دروازہ حرص و اطمینان جادوئے
گاہر ایک آدمی زندگی بڑی خیال
کر کے دوسرے سے لڑے گا

اور اسباب دشمنی کے آپس میں جوڑو ہو گئے و متنازع یعنی اور نفع لینا جو زمین کی چیزوں میں
 اور وہ نفع پکڑنا طرح طرح کی خواہشوں نفسانی میں تم کو پہنچا دیا اور فکر بہرہ رشتہ میں
 جانیکا تمہارے دے بالکل بہلا دیا لیکن یہ قرار پکڑنا اور نفع ادا کرنا ہمیشہ نہیں ہو سکا بلکہ
 منقطع ہو جاوے گا الی جیٹ یعنی ایک وقت معین تک کہ وہ وقت موت کا ہو بہر شخص کے حق میں
 اور وقت قیامت کا جو نسبت تمام آدم کے اور جب حضرت آدم نے یہ خطاب عتاب کا سنا اور ہرشت
 منقطع نہایت اور شرمندگی بہت ہوئی اور گریہ اور زاری کرتے تھے کہ رحمت الہی انکو پہنچی
 فَلْتَقَىٰ اٰدَمُ بَٰئِنِیْ اَیْسَیْ کَیْجَا اٰدَمُ لَیْ مَیْنِ رَبِّہِ یعنی اللہ ام پر درگزار اپنے سے کجا کات یعنی کتنے
 کلمہ کہ سبب قبولیت تو ہوا انکے کے ہوئے اور وہ کلمہ یہ کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اِنْفُسَنَا وَاِن لِّمَوْتَغْفِرْ لَنَا
 وَتَجْعَلْنَا لَكَ کَوْنًا مِنَ الْخَاسِرِیْنَ اور پھر انی نے بمعصیہ میں اور حکم اور انویم اور یہی نے حضرت
 ایسا لہو میں عمر بن الخطاب سے روایت کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت
 آدم سے یہ گناہ سرزد ہوا اور ان پر عتاب الہی نازل ہوا تو یہ قبول ہونے میں حیران تھے کہ اتنے
 میں انکو یاد آیا کہ مجھ کو جس وقت خدای تعالیٰ نے پیدا کیا تھا اور روح خاص میرے اندر پہنچی تھی
 اسوقت میں اپنے سر کو عرش کی طرف اٹھایا تھا اُس جگہ لکھا دیکھا تھلا لا الہ الا اللہ صلی اللہ
 یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدر کسی شخص کی اللہ کے نزدیک برابر قدر اس شخص کے نہیں کہ
 نام اسکا اپنے نام کے ساتھ برابر لکھا ہو تب میری سب سے کہہ کنی اسی شخص کے سوال مغفرت کا
 کروں میں پس عائن کہا اسٹاک بھی عین ان غفرت سے حق تعالیٰ نے انکی بخشش کی اور وحی پہنچی
 کہ مجھ کو کہاں سے جانا تو نے اونہوں نے تمام ماجرا عرض کیا حکم پہنچا کہ آدم محمد سب پیغمبروں
 سے پہلا پیغمبر ہے اولاد تیری میں سے اور اگر وہ نہ ہوتا مجھ کو نہ پیدا کرتا میں اس جگہ سے جانا چاہتا
 کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ عاکر نے میں غلط بحق فلان کا لانا کر دیا ہے اس واسطے کہ کسی کا
 اوپر خدا کے حق نہیں ہوتا جو او کو تفصیل مقام کی یہ کہ متزئوں کے نزدیک کہ بندہ کو انکے
 فعلوں میں خالق سمجھتے ہیں جزا و ان فعلوں کی حقیقتہ حق بندہ کا ہے اور اوپر مذہب
 اہل سنت و جماعت کے افعال بندوں کے مخلوق خدا کے ہیں پس بندوں کو بسبب ان
 فعلوں کے کوئی حق حقیقتہ ثابت نہیں بلکہ باعتبار دعا اور رحمت کے اپنی طرف سے مقرر کیا

تفسیر چلی
 دشمن ہوا اور
 حکم کر دیا
 میں زمین پر پہنچا
 ہے اور حکم چلا کر
 (یعنی اسی زمین
 میں زمین پر پہنچا
 اسی زمین کو
 اور اسی سے پہنچا
 کہ خدا کے عرض
 آدم خدا کا حکم کر
 اسے کہہ گیا
 (کہ) یہ آدم نے
 اپنے سب سے کنی
 بول سکتا ہے
 (یعنی) اسی
 جگہ پر دیکھا

متعدد کہ روایت کی ہے اور عبد بن حمید ساتھ روایت صحاح کے ابن عباس سے لایا کہ
 کہ حضرت آدم علیہ السلام دوسویس تک توبہ اپنی کے فکر میں گریہ اور زاری کرتے رہے پھر
 کفرت اپنا پیشانی پر رکھ کر اور سزا نوین ڈال کر مشغول رونے کے تھے کہ ناگاہ جبریل وارد
 ہوئے اور اس قدر گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام نے ان میں تاثیر کی کہ انکو بھی
 رونا لگیا اور پوچھا کہ اس قدر گریہ اور زاری تمہاری کس واسطے ہے حضرت آدم علیہ السلام نے
 کہا کہ میں تضرع اور زاری کس طرح کروں کہ خدا سے تعالیٰ نے مجھ کو سبب شامت ابن گناہ کے
 بندی آسمان سے زمین کی بستی سین ڈال دیا اور دار المقام سے بیچ دار الزوال کے
 گرایا اور نعمت کے گھر سے باہر کے بیچ اور بلا کے گھر میں پہنچایا اور مقام جاویدی اور ہستیگی سے
 بیچ محل فنا کے لایا اسے جبریل اگر شائد اس مصیبت کے شمار کرنا چاہوں پس یہ بات
 میرے امکان سے باہر ہے حضرت جبریل نے بارگاہ الہی میں یہ حقیقت عرض کی حکم ہوا کہ
 آدم کے جاو کہ میری نعمتوں کو کہ کھدو تجھ کو عطا ہوں یا در اول دست قدرت اپنے سے
 تجھ کو سید کیا پھر ترے قالب میں روح خاص اپنی کو کھو نکا پھر اپنے فرشتوں سے تجھ کو سجدہ
 کروایا اور تو نے ان نعمتوں میری کی قدر بخانی اور حکم میرے کی نافرمانی کی حضرت آدم
 علیہ السلام نے عرض کی البتہ اسے پروردگار مجھے یہ تقصیر سرزد ہوئی اور میں نادم ہوں
 حکم پہنچا کہ رحمت میری غصہ میرے پر غالب ہے آواز تیری سنی میں نے اور تضرع
 اور زاری تیری پر رحم کیا میں نے اور تقصیر تیری سے درگزر کی ان کلموں کو کہ لا الہ
 الا انت سبحانک و بحمدک عملت سوء و ظلمت نفسی فاعف عنی ذنوبی انک انت خیر
 الغافرین لا الہ الا انت سبحانک و بحمدک عملت سوء و ظلمت نفسی فاعف عنی انک انت خیر
 الرحیم اور ساتھ روایت ابن المنذر کے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے
 یہ الفاظ مع اس زیادتی کے اللہ اساک بجاہ حمل عبدک و کرامتک علیک ان
 تعفلی خطیئی وارد ہوئے اور ابتداء دعا میں لا الہ الا اللہ و بجلہ لا شریک لہ بھی
 ہو علی کل شے قدین تک وارد ہوا اور ساتھ روایت ابن مسعود کے خطیبہ و ابن عباس کے

تفسیر حلی
 اور جاسوسی غائب
 جملہ روایت درونی
 ہوگا اور اس
 میں بڑا مصیبت
 جملہ (سبب)
 (رضی) اس قے
 کی غوری بین
 بیان فرمانے ہیں
 باقی اور مہم
 میں دیا ہے
 عبرت پسندی
 قصہ بے عبرت
 کا قصہ چار کو
 بڑے غور سے
 سوچنا چاہیے کہ
 خارج کا چاہنا ہو
 سبب چاہنا ہو
 اور اسباب
 پروردگار ہے کہ

تفسیر خلیلی

بقرہ ذی بی

نہروانی بن یکسا

جلال و نبات آدم

عبدالسلام کی بیوی

اور انکی نامزدانی

بھرائی نامزدانی

عبدالسلام کی بیوی

اور انکی نامزدانی

بھرائی نامزدانی

عبدالسلام کی بیوی

اور انکی نامزدانی

مرفوعا ایسا لاسے ہیں کہ جب حضرت آدمؑ سبب شامت اس گناہ کے بہشت تکمکر زمین پر
 پڑھو رنگ انکاسیاد ہو گیا تھا جب وقت توبہ ان کی کا پوچھا حکم ہوا کہ تیرہوین تیر
 چاند کی روزہ رکھ اوہون نے اسدن روزہ رکھا اوہوینسہ حصہ آئشہ بدن کا حالت اصلی
 برآیا پھر فرمایا کہ تیرچودہوین کو بھی روزہ رکھ اور ایک حصہ رنگ اور درست ہوا پھر تیر
 پندرہوین کو بھی حکم ہوا اور روزہ رکھا اور تمام بدن رنگ اصلی پر آیا بعد اسکے یہ تینون روزہ
 اوپر آئے اور اولاد انکی کے فرض ہوئے حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ تک لیکن ظاہر ایسا
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینون روزے واسطے کامل کرنے توبہ کے ہونگے اسواسطے کہ صحیح روایت
 میں آیا ہے کہ قبول ہونے توبہ انکی کا عاشرہ کادن ہی اور ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت
 کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بعد اسکے کہ بہشت سے نکلے اور زمین پر گرے جمہور گریہ
 اور زاری کی کہ اگر گریہ اور زاری تمام بنی آدم کی اور گریہ کرنا حضرت داؤد علیہ السلام کا سہم
 اسکے برابر کریں گریہ اور زاری حضرت آدمؑ کی زیادہ ہو جاوے اور یہی نے شعب الایمان
 میں بریدؓ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ لو وزن دموع آدم وجميع دملہ ان صح دموعہ علی جمیع
 دموع ولادہ یعنی اگر برابر کے بچا دین اشک آدم کے ساتھ تمام اشک اولاد اسکی کے البتہ زیادہ
 ہو دین اشک آدم کے اوپر تمام اشک اولاد اسکی کے اور امام احمد کتاب الزہد میں حضرت حسن
 بصری رحمۃ اللہ علیہ سے لاسے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پہلے اس گناہ مجھے سے یہ
 حالت تھی کہ موت انکی رو برو انکھون کے ہستی تھی اور امید انکی پس پشت جبکہ یہ گناہ صادر
 ہوا امید انکی آنکھ کے رو برو ہوئی اور اجل کو پس پشت ڈالا اور ابن عساکر مجاہد سے روایت
 لایا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو حکم نکالنے کا ہوا حضرت جبریل اور حضرت میکائیل
 علیہما السلام آئے اور تاج کو سر ان کے سے اٹھایا اور کمر بند یعنی پٹکائی کمر سے کھولا اور
 انکو برہنہ کیا اور عربی زبان ان سے موقوف کروائی اور بجائے اسکے زبان سریانی جاری کی
 بعد قبولیت توبہ کے پھر حکم ہوا کہ عربی زبان میں باتیں کرتے رہیں حال کلام بعد کد و کاوش
 بہت کئے عاشرت آدم علیہ السلام کی جناب انہی میں متجانب ہوئی فتاک علیکہ یعنی پس جوج
 ساتھ صحت کے حق تعالیٰ نے طرف ایچکی اور توبہ انکی قبول فرمائی آئندہ کو گناہوں سے معصوم

کیا اور یہ سب بسبب کمال رحمت اور عنایت اُسکی کے ہوا سو اسطے کہ اللہ ھو القاب اللہ ھو
یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ قبول کرنے والا تو یہ بندوں کا ہے اور بے شمار مہربان
کر بار بار گناہ اُنکے بخشتا ہے اور باوجود کمال رحمت اور عنایت کے کہ اوپر کل بندوں
اپنے کے رکھتا ہے اور خصوصاً حضرت آدم کے اوپر انکو بہ مجرد قبول کرنے تو بہ کے فوراً
بہشت کے لذت لیکے بلکہ قلنا اھبطوا یعنی کہا ہم نے کہ ابھی اسی جگہ رہو جان تمکو اتارا ہی
منہا یعنی بہشت سے دور پڑے ہوئے جہنم یعنی سب سب اور اگر تمکو اس وقت میں
طرف بہشت کے اٹھا دیں تمہاری اولاد میں تفرقہ لازم آوے اسواسطے کہ نیک لوگ پیروی
حضرت آدم علیہ السلام کی کر کے مستحق بہشت کے ہو جاویں اور بہشت میں اُنکو پہنچا یا جاوے
اور بدوں کو کہ برخلاف حضرت آدم کے طریقہ اختیار کیا دنیا میں جھوٹا جادے یا دوزخ میں
ڈالا جاوے اور یہ تفرقہ منافی غرض کے ہو کہ نیچے اتارنے میں تھی اسواسطے کہ مقصود زمین
میں لائے سے تکلیف احکام کی اور امتحان کرنا ساتھ امر اور نہی کے تاکما یاکتسبوا فیہ
ھدای یعنی پس اگر ثابت ہوئے یہ کہ اُسے تمھارے پاس میری طرف سے ہدایت کہ دلائل
عقلیہ اور مجزون قولیہ اور فعلیہ سے میری طرف سے ہونا اس کا یقینی ہو فھن یتبع ھدای
پس جو کوئی تابعداری کرے اُس ہدایت کی میری ہدایت جان کر فکھوف علیکم یعنی
پس کچھ ڈراؤ پران کے نہیں اس بات کا کہ وہ ہدایت فریب دینا ہو میری طرف سے یا کام
شیطان کے سے ہو یا بعضے اوضاع مساویہ اور استدلال غیبیہ سے صورت پکڑی ہو مٹی انکی
ہدایت کو ایسے احتمالات سے کچھ خلل نہیں پہنچے گا بلکہ اُس ہدایت پر مضبوط رہیں گے اسواسطے
کہ حج علوم عادیہ کے اس قسم کے احتمالات ضرر نہیں کرتے ہیں وکلا ھو چیون یعنی
اور وہ دو غناک ہونگے اوپر فروت ہوئے سکونت بہشت کے اور لا تون اُسکی کے کہ اُن کے
باپ کے ہاتھ میں سے نکل گئی اسواسطے کہ بھڑان کو بعد مفارقت بدن کے رجوع بہشت کی طرف
میسر ہو گا اور خوشی اور لذتیں پوری پوری اُن کو ہمیشہ کے واسطے میسر ہونگی واللہ ین کفر
یعنی اور وہ لوگ کہ جنہوں نے انکار کیا اس ہدایت میری کا اور احتمالات ہمیدہ کو اپنے
دل میں راہ دی اور وجوہات باطلہ اپنے ذہن میں محکم کئے وکلا ھو یا یتنا یعنی اور بہشت

تفسیر خلیلی
حکم از باب
سوچنے کی بات ہو
اس فقرے کو پیش
کرکون کے ساتھ
کھانا پانی حالت
سورہ میں چاہئے
دینا چاہئے اور
خدا دشمنی جو
ماورائون کی
جڑ ہیں اس سے
بہت دور رہنا
چاہئے اور غلجی
اور اپنے میں ہون
کا قدر و قدرتی
سی جڑ میں اسکی
عادت ڈالنا
چاہئے

زمین میں کہ مانند بہشت کے اُس میں درخت میوہ دار اور چشمے اور نرین تھیں صحیح یہ ہے کہ وہی بہشت ہے کہ قیامت کے دن ہوگی اور بہت احادیث اور تاروسی کے اور دلائل کرتے ہیں اور وہ کہ بعضوں نے کہا ہے کہ پیدائش حضرت آدم کی زمین میں تھی اگر اُس بہشت میں لیجائے البتہ اس قصہ میں یہ بھی ذکر ہوتا کہ آسمان کی طرف اُنکو درجہ بدرجہ لیکھے اور یہ کہ میں ذکر نہیں پس جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہ غرض منازل اس سفر کے ذکر کرنا نہیں مدعا اور طلب کہ مقصد کا ہے کہ وہ بہشت ہے جو اسی واسطے اور ذکر مقصد کے کفایت کی بخلاف سفر معراج محمدی کے علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کہ اس سفر میں ہر منزل میں وقایع عجیبہ اور ملاقات نبیوں کی روحوں سے اور ہر آسمان کے فرشتوں سے تھی یہاں بہشت سے معراج کی حدیثوں میں تفصیل اُن منزلوں کی مذکور ہوئی جو سمجھئے کہ اس سورۃ میں دکلا منہا درغدا حرف واو کیساتھ مذکور ہے اور سورہ اعراف میں اسی قصہ میں فکلا حرف فاکساتھ وجر اس فرق کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ پہلے نبیوں کے قصے جا بجا کلام الہی میں مناسب ہر جگہ کے کر ہوئے ہیں اور بیان کرنے اُس قصہ میں مقصداً اُس مقام کی رعایت فرمائی ہے اور اس سورہ میں قصہ حضرت آدم کا باعتبار خلافت اُنکی کے زمین میں مذکور ہوا اور خلافت بسبب سکونت زمین کے ہے اور واسطے تسلیم کرنے طریقہ سکونت زمین کے اور نفع لینے اور کسی چیزوں کے سکونت بہشت کی بھی مذکور ہوئی پس سکونت مقصود اولیٰ ہر دیدہ اکل و شرب کا نہیں اگر اس جگہ میں فکلا فرماتے معلوم ہوتا کہ سکونت واسطے کہانے میوے کتنے تھے اور یہی مقصود بالذات تھا اور سورہ اعراف میں سابق اور لاحق سے ذکر تیار کر دیتے اسباب بہشت کا آدمیوں کے واسطے ہوا اور اکثر یہ امر کہانے اور پینے سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ بیشتر اس قصہ سے بھی وجعلنا لکم فیہا معاینۃ فرمایا ہے اور بعد اسکے بھی کلاواشربوا ولا تفسوا ارشاد ہوا اور حلال کرنا طبیعات رزق کا بیان کیا پس اُس جگہ قصہ حضرت آدم کا باعتبار جوت معاش اور خوبی کہانے اور پینے کے مذکور ہوا اور یہ واسطے اوتار لینا لباس ہستی کا حضرت آدم سے اور عوصاں کے الہام کرنا طریق لباسِ نیادی کا تفصیلاً وارد فرمایا پس مقصود بالذات اُن سورۃ میں کھانا اور پینا میوے ہر بہشتی کا ہے اور سکونت بہشت کی وسیلہ اُس کھانے اور پینے کا پس لانا کا بیج فکلا کے اُس جگہ ضرور پڑا اور اسی واسطے کہ مقصود بالذات کھانا اور پینا ہر فرامی کھائی اُس جگہ میں ذکر نہیں فرمائی اور اور اسی قدم کی کفایت کی کہ فکلا من حیث شئنا اور اس جگہ میں کہ

تفسیر خلیلی
اور نبی آپ
وقت کو یاد کرنے
والے سورہ میں
فرمایا زمین
جانتا ہوں تم
زمین جانتے
ف فرشتوں کا
کہنا یہ اعتراض
کے قصہ پر تھا
اور حق کے
سبب تھا بلکہ
بات چھی کہ جب
الذات نے
وہ زمین آدم
سورہ بابت جانے
سار اور دکلا فرمایا
اور فرشتوں کو
بات پہلے
معلوم تھی کہ

کھانا مقصود تھا اور انہی کھانے کی ساتھ ذکر خدا کا منظور ہوا اس واسطے کہ جو چیز مقصود ہوتی ہو خود
 بخود کثرت اور فراخی اُسکی لازم آتی ہو حاجت تاکید کی نہیں ہوتی یا پھر یہ کہ لا تقربا صیغہ
 نہی کا ہر اور نہی الہ کی طرف سے درج سے وارد ہوتی ہو اول بطریق ترجمہ شرعی کے کہ اُسکے
 کرنے میں غریبی ہو یا اور اسکا کرنا خدا سے دور ڈالتا ہو دوسرے اس طرح کہ اگر کرنے میں مغرت
 دنیوی ہوتی ہو اس سے بچانے کی واسطے نہی کی ہو جیسا کہ یہچ ولا تساموا ان تکتنبوا صغیرا و اکبیرا
 الی اجلہ یعنی کابھی نہ کرو اُسکے لکھنے کو چھوٹا ہو یا بڑا اُسکے وعدہ تنگ اور مثالین اسکی اور بھی ہیں
 پس پہلے طریق میں خلاف اُس نہی کا کرنا موجب گناہ کا ہوتا ہو اور کرنا وہاں کے کو حاجت توبہ اور
 استغفار کی ہوتی ہے اور نہی دوسری میں ان چیزوں کے کرنے سے کچھ لازم نہیں آتا ہے بلکہ ترک
 اولی اور خلاف مصلحت کا لازم ہوتا ہو اور علمائے اس میں اختلاف کیا ہو کہ یہی کون سے قبیل سے
 تھی ایک گروہ اُسکی طرف گیا ہو کہ دوسرے قبیل سے تھی لیکن صحیح یہ ہے کہ پہلی قسم سے تھی
 اس واسطے کہ لا تقربا بالذات کرنا ہو اور پر منح نزدیک ہونے اس درخت کے ہو اور کھانا تو بڑی
 چیز ہے اور ہر قدر تاکید اُسکے بچنے میں نہیں ہوتی ہے جو کہ واسطے احتیاط مغرت دنیوی کے ہو
 اور سیواسطے یہ صیغہ محرمات شدیدہ میں مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ لا تقربوا الزنا اور لا تقربوا مال
 الیتیم اور لا تقربوا بھن حتی یطہسنا اور لفظ فتکوننا من الظالمین کا بھی سوید
 اس کا ہو اور نکاحنا بہشت سے اس گناہ کے سبب سے اور گریہ اور زاری حضرت آدم علیہ السلام
 کی خوف اُسکے سے اور یقین توبہ کی اور لفظ فتا ب علیہ اور ربنا ظلمنا انفسنا وان
 لم تغفر لنا ورحمنا لنکونن من الخاسرین کا سبب دلیلین ترجیح اسی قول کی ہیں چھٹے یہ کہ جب
 کھانا اور ختم ممنوع کا موافق قول صحیح کے معصیت ہو ابس حضرت آدم علیہ السلام سے
 گناہ کا ہونا لازم آیا اور یہ خلاف قاعدہ عصمت انبیاء کے ہے لیکن مفسرین نے جواب
 اس شبہہ کا ایسا کہا کہ یہ گناہ ان سے نبوت سے پہلے ہوا تھا اس واسطے کہ مرتبہ نبوت
 کا بعد اترنے کے زمین میں حاصل ہوا لیکن یہ جواب قوی نہیں اس واسطے کہ مرتبہ نبوت
 کا انکو بجز پیدائش کے حاصل تھا اور دلیل اسکی تعلیم کرنا اسما کا بلا واسطہ اور حکم کرنا اور
 واسطے سجدہ اُنکے کے اور سجدہ کرنا تمام فرشتوں کا واسطے غیر نبی کے بہت بعید ہے

تفسیر قرآنی
 آدمی کی شفقت میں
 خدا کا نہ دیکھی ہے
 تو دریافت کیا کہ
 ایسی فساد اور
 فوجی صفات کو
 نائب بنانا میں
 کیا مصلحت ہے اگر
 اُسے عبادت مطلوب
 ہے تو ہم لوگ نہی
 پائی بیان کر سکو
 تو جو یہ ہیں اور
 ہم لوگ نہی کسی
 قسم کے فساد اور
 کی بھی ایسا نہیں
 ہے اسکی بوجواب
 باری تعالیٰ نے
 ارشاد فرمایا
 اسکی مصلحت خوب
 معلوم ہے ہم نہیں

اور بطور انی اور ابو اسحق اور ابن ابی شیبہ نے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ قلت یا رسول اللہ
 روایت آدم کہ کان نبیا قال نعم کان نبیا رسولاً کلمہ اللہ قبلہ قال یا آدم اسکن انت و زوجک
 یعنی کہ اس نے خبر دی کہ آدم تھے بنی فرمایا مان تھے نبی اور رسول اللہ نے اسے کلام کیا اور کہا
 واسطے اسکے آدم رہ تو ادبی بی تیری بہشت میں اور یہی ہے شعب الایمان میں حضرت
 حسن بصری فرمے روایت کی ہے کہ قال موسیٰ رب کیف یستطیع آدم ان یؤدی شکمہ ما صنعتہ
 خلقہ بیدلک ونفخت فیہ من روحک واسكنتہ جنتک وامرت الملائکۃ فحفظوا لہ فقال
 یا موسیٰ علم ان ذلک منی فحفظ فی علیہ فکان ذلک شکمہ لما صنعت ایلہ
 یعنی کہ موسیٰ نے اسے رب میرے کھڑے کھاتے رکھے آدم کہ ادا کرے شکم میں چیز کا کہ کیا تو نے
 ساتھ اسکے پیدا کیا تو نے اسکو ساتھ ساتھ اپنے کے اور بھونکی تو نے اس میں روح اپنی ادا کیا تو نے
 اسکو اپنی بہشت میں اور حکم کیا تو نے فرشتوں کو کہ اسکو سجود کیا انھوں نے اسکو پس فرمایا اللہ نے
 اسے موسیٰ جانا آدم نے کہ یہ سب باتیں میری طرف سے ہیں پس حمد کی اسے میری ہی ہو شکم
 چیز کا کہ کی مینے ساتھ اسکے اور اس واسطے اکثر متحقیق اس طرف گئے ہیں کہ ہمارا ہونا اس گناہ کا
 حضرت آدم سے بطریق ذلت کے تھا اور معنی ذلت کے یہ ہیں کہ کوئی شخص اس مباح کا یا بندگی کا
 ارادہ کرے اور بسبب غفلت اور بے احتیاطی کے اسلئے اس مباح یا مستحب میں اس سے خلاف
 شرع کوئی امر ظہور میں آوے پس صورت اس عمل کی صورت گناہ کی ہے اور حقیقت میں علت یا مباح ہے حضرت
 آدم علیہ السلام کو بسبب قہر کھانے ابلیس کے اور قہر و غریب اسکی کے ایسا معلوم ہوا کہ جبکہ
 اس درخت کے کھانے سے واسطے خلافت زمین کے منع فرمایا ہو اور اگر اس درخت سے کچھ
 کھا لوں گا تو در بڑا مرتبہ خلافت زمین کی سے زیادہ مجکو حاصل ہوگا اس واسطے جرأت اسکے کھانے
 برہم کی اور جو وقت لباس در زیور بہشت کا اُنسے چھین گیا تب جاناکہ یہ سمجھ میری خطا یہ تھی اور کھانا
 درخت ممنوع سے سبب نافرمانی و خلیا خالی کا ہوا اس واسطے تو بے ادب تھا زمین کو شش کی اور
 یہی ہوشان کابل کو گوئی کہ تھوڑے گناہ کو بہت جانتے ہیں اور اوپر ترک اولیٰ یا بی احتیاطی کی
 جنم اور فرغ کرتے ہیں ساتویں یہ کہ سورہ اعراف میں مذکور ہے کہ شیطان نے جس وقت حضرت
 آدم سے سجود کیا بہشت سے اسکو فوراً نکال دیا تھا اور حضرت آدم بہشت میں رہتے تھے ورنہ شیطان کی نکرحت

تفسیر

ما فیہ من اشیاء

موسیٰ رسول صلی علیہ

وسلّم علیہ وعلیٰ

آلہٖ الطیبین

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

صلی علیہ وسلم

آدم کے دل میں دوسرے ڈال دیا اور دشت ممنوع کے کھانے پر دیکر کیا جواب اسکا یہ ہے کہ بہتر تفریق آیت
 میں گذر کر کہ سبب طاؤس اور سانپ کے اُس لعین نے سہرا انجام اس کام کا کیا اور اہل اسرار نے
 بیچ تخصیص ان دو جانوروں کے کہ شیطان نے انہیں دونوں کے واسطے کر واسطے یہ کام کیا اسکی یہ
 وجہ لکھی ہے کہ شیطان ہر چند سی اور کوشش کرے گا آدمی کو نیکی کے راستے سے دور ڈالے اور اگر اسی
 کے راستے میں چلاوے مگر یہ طلب ہرگز محال نہیں ہوتا یہی جب تک قوت شہوہ اور قوت غضب یہ سبھی اپنے
 قابو میں نہیں کر لیتا ہی اس واسطے کہ یہ دونو قوتیں آدمی کے نفس پر غالب ہیں اور طاؤس منظر قوت شہوہ
 کا ہے اور سانپ منظر قوت غضب کا جیسا کہ شیطان منظر قوت ہمہ کا ہے اور اکثر تسلط شہوہ تو نکاح خارج بدن سے
 ہے اور تسلط غضب کا داخل بدن سے پس صورت دوسرے شیطان نے اس طرح سے ظہور کیا کہ طاؤس کو
 باہر سے بھیجا اور سانپ کو وسیلہ برکت کی دیوار پر آنے کا کیا تاکہ انا شاہد ہو طرف اسبات کے کہ قوت غضب
 ساتھ مکان روح اور دل کے زیادہ تر نزدیک ہے نسبت قوت شہوہ کے کہ وہیں یہ کماہبطوا صیغہ جمع کا
 ہے اور برکت میں سوائے حضرت آدم اور اس کے دوسرے قابل نکالنے کے نکالیں چاہئے تھا کہ اہبطوا صیغہ
 صیغہ تنیہ کا فرماتے جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہ خطاب تمام نوع آدمیوں کی واسطے تھا اور یہ دونوں اس
 نوع کی تھے پس بیچ خطاب ان دونوں کے صیغہ جمع کا لائے تاکہ دلالت کرے اوپر اسبات کے کہ منظر
 مکانا تمام نوع تمہاری کا ہے اور کچھ مفسرین نے کہا ہے کہ اہلین و در سانپ اور طاؤس بھی اس
 خطاب میں شریک ہیں تو میں یہ کہ اس قصہ میں عجیب عبرت ہے اور بڑی نصیحت ہے یہی آدم کو واسطے
 ہے کہ ہرگز کرنے گناہوں کے جیسا کہ کہنے والے نے کہا ہے بلیت یا ناظرین بنوا یعنی لائق و مشاہد
 لا امر غیب مشاہد + تصل الذنوب الی الذنوب و تنجی + ذرک الجنان و نیل العباد
 انیت ان اللہ اخرج آدم + منها الی الدنیا بذنب واحد خلاصان شعرون کا یہ ہے
 کہ اسے شخص انکھین تیری غفلت کی نیند میں بھری ہوئی ہیں اور جو شے لائق دیکھنے کے نہیں
 اسکو دیکھتا ہے تو اور گناہوں کو گناہوں کے ساتھ ملا کر چلا جاتا ہے اور پھر اسیر کھتا ہے کہ درجے برکت
 کے مجاہدین اور ثواب عبادت کرنے والوں کا حاصل ہو آیا بھول گیا تو کہ اللہ تعالیٰ نے نکال یا آدم کہ
 برکت سے طرف دنیا کے بسبب ایک گناہ کے دسویں یہ کہ ایک بار قلنا اہبطوا فرمایا اور طلب
 اس سے خارج کرنا برکت سے تھا اور وہ معلوم ہوا دوسری بار ذکر کرنے کی کیا حاجت تھی کہ

تفسیر غزالی
 آسمان پر بادین
 تزلزل سے ہر دو گار
 بڑھتی ہے دلاکد
 ثوب جاندار کو فرما
 بنادلوں حال
 میں جو ناسا فرشتہ
 دون کریمین نماز
 بیٹھے جو اسناد
 جب ہم سرگشتہ
 بھی انکھانہ فرشتہ
 پارتھا دن اور
 جوام بنیم اس
 آیت سے معلوم ہوا
 کہ غیب کا علم اس
 خدا کے فرشتوں کی
 نہیں ہے وہ
 آدم کو اسکا
 گناہ کا
 علی اللہ

فیہ غلیظ

مساکہ نما صوابان
سے ملو مریا تو
یاد رہے کہ غلیظ و
غلیظ کا لالہ
اور غلیظ کا لالہ
اللہ کے سادہ
ناموں کے ساتھ ملو
یہ بھی یاد رکھو کہ
یہ لالہ بھی یہی ہے
کہ یہ لالہ اس لالہ
کی ہر غلیظ کے ساتھ
ہیں ہوا اور اس لالہ
کے ساتھ اللہ کے سادہ
ناموں کے ساتھ ملو
ہو غلیظ کا لالہ جو غلیظ
کے نام کا علم اور
سارے لالہ کے ساتھ

اسکی کے لئے اسی واسطے لفظ حصر کا فرمایا کہ انہوں نے التوبہ الیہم یعنی توبہ ہی ہے بہت قبول
کرنیوالا توبہ کا مہرمان اور معنی تاکید کے توبہ میں یہ ہیں کہ آدمی کی طبیعت بار بار قبول کرنے
عذر کے سے ٹکرتی ہے بخلاف خدا کے توبہ کی کہ ہر وقت دروازہ توبہ کا اس کی جناب میں
کھلا ہوا ہے اور بھی آدمی کثرت گناہگاروں کی سے عاجز نہو جاتا ہے اور جواب دیتا ہے بخلاف
جناب باری کے کہ جقدر گناہگار زیادہ ہوں جو جس رحمت اسکی کا زیادہ تر ہو تا ہے حضرت ذی النون
مصری سے پوچھا کہ حقیقت توبہ کی کیا ہے کہا تو یہ جہ چیزوں سے مرکب ہے اول غدا مت اوپر
گناہوں گذرے ہوئے کے دوسرے ارادہ محکم کرنا کہ زمانہ آئندہ میں اس گناہ کو نہیں کرے گا
تیسرے ادا کرنا ہر فرض کا جو فوت ہوا جو تھے ادا کر کے حقوق مخلوقات کے خواہ حقوق مالی ہوں یا
حقوق جانی یا حقوق ناموسی یا تجویزین گلا دینا اس گوشت اور خون کا جو مال حرام سے پیدا ہوا
چھپے چکھانا اپنے تئیں نفی بندگیوں کی جیسا کہ علالت گناہ کی چکھاتی تھی تیرہویں یہ کہ معنی خوف
کے ایک الم ہے کہ نفس آدمی کو کردہ بات کی توقع سے حاصل ہوتا ہے یعنی آدمی کے نہیں میں بیٹھ
جاتا کہ غلامی سختی مجھ کو پہنچے گی اور معنی حزن کے ایک الم ہے کہ نفس آدمی کو بسبب گم کرنے غم و غصہ
کے یا فوت ہونے کسی مطلب کے لاحق ہوتا ہے اور اس آیت میں نفی خوف کی مقدم اور نفی حزن
کے فرمائی اس واسطے کہ معنی نفی خوف کے سلامت رہنا تمام آفتوں سے ہو اور معنی نفی حزن کے
پہنچنا ساتھ مرادوں کے اور دھم ہونا آفتوں کا مراد کے حاصل ہونے سے پہلے چاہیے اور اوپر ہر
تقدیر کے یہ شبہ دلیلیں آتا ہے کہ بجز اتباع ہدایت کے خوف اور حزن بالکل کیونکر جاتا ہے اس واسطے
کہ باوجود اتباع ہدایت کے ابھی تک خوف باقی ہے کہ شاید تقدیر کی تحریر غالب آوے اور سعادت
اسکی ساتھ شقاوت کے بدل جاوے جب تک کہ مشکل گھائیوں سے کہ موت اور قبر اور اٹھنا بجا
مرنے کے اور کھڑا ہونا موقوف کا اور ظاہر ہونا اعمال ناموں کا اور قائم ہونا میزان کا اور جب
مہک پل صراط پر سے سلامتی سے گذرے اطمینان اور امن حاصل ہونا محال ہے اور اس واسطے
ہوں روز قیامت کا کافروں اور فاسقوں اور سلاٹوں کو بلکہ انبیاء اور مرسلین کو بھی ہوگا
اور دلیل اسکی قول اللہ کا ہے کہ یومئذ یصلحون انما یصلحون انما یصلحون انما یصلحون
حل علیہا ونری الناس کما یرئون وکفر عذاب اللہ شدید یعنی جس دن ان کو دیکھو گے بھول جائیں

اور وہ بلا نیوالی اپنی ہلائی کو اور ڈال دیگی ہر پیٹ والی اپنا پیٹ اور دیکھے لوگوں پر نشا اور
 نہیں ہیں وہ نشہ میں ہے پر عذاب الہی کا سخت ہے نیکف تنقون ان کفر قریباً یجمل الولدان
 شیباً یعنی پھر کو نکرو پچو گے اگر نکرو ہو گئے اُس دن جو کڑا لے لڑکو نکو بوڑھا یعنی اتنا بڑا دن ہوگا
 کہ لڑکے بوڑھے ہو جاویں گے اگرچہ وہ ان جیسے ہیں ویسے ہی رہیں گے یوحنا یحجر اللہ الیہ سل فیقول
 ماذا جئتم یعنی جس دن اس طرح کرے گا رسولوں کو پھر کے کا تم کو کیا جواب یا فلنشل الذین ارسل
 الیہم ولننشل المیسلین یعنی پس اسہنے پوچھیں گے ہم ان سے جتنے پاس رسول بھیجے تھے
 اور البتہ پوچھیں گے رسولوں سے بلکہ اکثر علما نے لکھا ہے کہ اہل بہشت کو بعد داخل ہونے بہشت
 کے بھی خوف جلال الہی اور عظمت اُسکی کا بانی رہے گا جواب اس کا یہ ہے کہ خوف اور وزن
 آخرت میں نہوگا اور اتباع ہدایت کا دم واپسین تک موجب بشارت اجمالی کا ہونا ہے اس
 طرح ہر کہ ہر معاملہ میں آسمانی اونکے ساتھ کیجا دیگی اور اپنے مطلوبوں اور مردوں کو نہیں گے جیسا کہ
 دوسری آیت میں مذکور ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکۃ
 ان لا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ الی کنتم وعدون یعنی تم جن جنوں نے کہا رب ہما
 اللہ ہے پھر اسی پر ٹھہرے ہے پھر اترتے ہیں فرشتے کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوشی سنو اور اس
 بہشت کی جگہ کا تمکو وعدہ تھا اور لاحق ہو نا خوف عام کا آخرت میں واسطے دہشت سختیوں قیامت
 کے ہوگا اور قیامت کی دہشت ایسی ہوگی کہ بسبب سکے جو کہ بشارت اجمالی حاصل ہوئی تھی
 وہ بھی فراموش ہو جائیگی لیکن ہر گاہ کہ وہ خوف ربیع الزوال ہو گیا کہ خوف نہیں ہے الا یخلفوا
 الفزع الا کذب وتلفھم الملائکۃ لہذا یوہم الذی کنتم وعدون یعنی زغم ہوگا انکو اس بڑی
 گھبراہٹ میں اور لینے آویگئے انکو فرشتے آج دن تھا اور جس کا تم سے وعدہ تھا اور دہشت
 جلال الہی کے تئیں خوف نہکونا چاہئے اور نہ وہ موجب غم اور اندوہ کا ہو پس باقی رہنا دہشت
 جلال الہی کا بہشت کے اندر مافی فی فی خوف کے نہیں اور کیا اچھا ہو وہ کہ کہا گیا نظم ببلہ
 برگ گئے خوشترنگ و درمقارداشت ہا فاندان برگ و نوا خوش ناہا سے زارداشت پگفتش در
 عین وصل ہا بن نال و فریاد جیست و گفت ارا جلوہ معشوق براہین کارداشت ہا اور اس واسطے
 اہل تدقیق نے کہا ہے کہ خوف کو جو وقت ساتھ لفظ علی کے متعال کرتے ہیں معنی الہ او چتر کے اُمین

تفسیر خلیلی

علم اداسی

نیشن کا علم

چار اور بیکار

رجب بیکار

چند نکتہ نام نہ

سلسلہ

ارکھو تہا علم

نواز تہا تہا

تہا تہا

تہا تہا

تہا تہا

تہا تہا

رب اپنے کو کہ آیا جگو خون نہیں بچاتی ہوں میں اسکو پس بکارا الدنۃ اسکو البتہ خون جاری کرونگا تیرا اور اولاد تیری کا اور سب متفرک کرونگا میں واسطے تیرے کفارہ اور پاک کرنا گناہاں سے اور صحاح ستہ میں ساتھ روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ لی لا یسوا سرائیل لم یختار اللہم ولو لاحواء لمریح انش زکھا الدھن یعنی اگر نہ ہوتے بنی اسرائیل نہ سڑتا گوشت اور اگر نہ ہوتی حواء نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنے کی تمام وقت اور بیعتی لئے دلائل النبوة میں اور خطیب نے بیچ تاریخ کے ساتھ روایت ابن عمرؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فضلت علی آدم مخلصین کان شیطانا مسلما وشیطانہ کافرا وازواجی عنانی علی دینی ووزوجہ عنانالہ علی خطیثہ + یعنی فضیلت دیا گیا میں اور آدم کے ساتھ دو فضیلتوں کے ہو گیا شیطان میرا انسان اور شیطان اسکا کافر اور عورتیں میری مددگار میری بین اور دین میرے کے اور عورت اسکی مددگار نہ ہوتی اور پر خطا اسکی کے اور بچہ لائے بھی ہر کہ جگہ آئے حضرت آدم کی موافق اکثر روایتوں کے زمین ہے ملک ہند میں سے کہ انکو و جنان کہتے ہیں اور حاکم اور بیہقی ساتھ روایت ابن عباس کے لائے ہیں کہ حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہر کچھ جانتے ہو تم کہ زمین ہند کی خوشبو ناک اور زمینوں سے کوسا سطر ہر اور قسم قسم کی خوشبوئیں جیسا کہ خود اور جو ز اور قمر نفل خاص اسی زمین کے ساتھ کیوں ہیں وجہ اسکی یہ ہے کہ جب حضرت آدم اس زمین میں اترے بہشت کے درختوں کے پتے انکے بدن پر تھہرے ہوائے ان پتوں کو منتشر کر دیا جس درخت پر کہ کوئی پتہ ان پتوں میں پہنچا اور اس درخت سے چٹ گیا خوشبو اس میں پیدا ہو گئی اور حضرت حوا موافق اکثر روایتوں کے جدہ میں گرین اور ہائیس بیچ جنگل ميسان کے کہ کئی کوس بعبرہ ہے اور ساپ اس جگہ کہ اصفاہان بالفعل آباد ہے جب حضرت آدم کو واسطے توبہ کس حج خانہ کعبہ فرمایا اور دو حج سے فارس سے توف حضرت حوا کے ساتھ ملاقات ہوئی اور تولد اور ناسل جاری ہوا اور انھیں میں سے یہ ہے کہ جب حضرت آدم کو بہشت سے زمین پر بھجوا تو تیس قسم کے ہوئے بہشت کے ہر اہ انکے کو دیئے کہ وہ زمین میں تھے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اھبط آدم وثلثین صنفا من فاکھ الجنة منها ما یوکل داخلہ وخارجہ ومنها ما یوکل

تفسیر خلیلی

تفسیر دیلمی

تفسیر زکریا

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

تفسیر ابن کثیر

داخلہ و بطرح خاکہ و منہا ما یؤکل خارجہ و بطرح داخلہ یعنی اُتارے گئے آدم ساتھ تیس قوموں کے
 یسوعون جنت کے سے بعضے اُن میں سے دیکھے کہ کھایا جاتا ہے اندر اُنکا اور باہر اُنکا بھی اور بعضے
 اُنمیں سے وہ ہیں کہ کھایا جاتا ہے اندر اُنکا اور کھینکا جاتا ہے باہر اُن کا اور بعضے انمیں سے وہ ہیں
 کہ کھایا جاتا ہے باہر اُنکا اور کھینکا جاتا ہے اندر اُنکا اور بعضے روایتوں میں نہیں بھی اُن یسوعون
 کی آئی ہے کہ عجم و اترج اور موزان میں سے تھا اور بھی ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس
 سے اور ابن عساکر نے تاریخ اپنی میں ساتھ سند صحیح کے سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم آدم اھبط بالھند ومعہ السندان والکبتان والمطرقۃ
 اھبطت حامیجۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم اُتارے گئے ہند میں اور
 ہمراہ اُنکے تین اور ازلو مار کے تھے یعنی اہرن اور جس سے لوہے کو کپڑے ہیں اور تھوڑا اور اتاری
 گئی خواججہ کے اور ساتھ روایت ابن جریج کے وارد ہوا ہے کہ حجر اسود بھی ہمراہ حضرت آدم
 کے بہشت سے آیا ہے اور عصا موسیٰ علیہ السلام کا بھی ہمراہ اُنکے بہشت سے آیا اور وہ عصا اس کے
 درخت کا تھا کہ یہ بھی بہشت کے درختوں میں سے تھا طول اسکا دس گز کا تھا موافق قد حضرت موسیٰ
 علیہ السلام کے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حج خانہ کعبہ کا دیکھا حجاز اسود کو اوپر پہاڑ ابوقیس
 کے رکھا اور وہ پتھر اندھیری راتوں میں چاند کی مانند چمکتا تھا جہاں تک شمع اشکی پڑی حد
 کی مقدار ہو گئی اور طرانی اور ابو نعیم اور ابن عساکر ساتھ روایت ابو ہریرہ کے لائے ہیں کہ جب
 حضرت آدم بہشت سے نکل کر زمین پر پڑے تو کمال وحشت اُنکو تھی حضرت جبریل نے اُکر آواز بلند کر
 آواز ان کی کہ جب کہ اس کلمہ پہنچے کہ اشھدان محمد رسول اللہ حضرت آدم کو بسبب سننے اس نام کے
 انس اور اطمینان حاصل ہوا اور وحشت دور ہوئی اور انھیں میں سے یہ ہے کہ ابن حاتم نے روایت
 کی ہے کہ حضرت آدم نے وقت آتھنیکہ دنیا میں بہشت سے دونوں ہاتھ اوپر دو نوزانو اپنی کے رکھے تھے
 اور سر پناہ میان دونوں کے رکھ کر شرمندہ مکی مانند گردن نیچے ڈالی تھی اور بائیں نے اپنے دونوں
 کی انگلیوں کو نیچے بنا کر اُن دونوں کو اپنی کو کھپ پر رکھا تھا اور سر پناہ آسمان کی طرف بلند کر کے شکل حیرت
 نازوں کے کہ تسکیر ہوتے ہیں نیچے اُترا تھا اور ابن ابی شیبہ نے بیچ مضیف اپنے کے معین ہلال سے
 روایت کی ہے کہ کھانا پناہی گاہ پر کھانا زمین اسی سبب سے مکروہ ہے کہ ہمیں چہرہ وقت زمین کے آئینے

تفسیر عربی
 کیا ہو سکتا ہے کہ
 علم کی بدولت
 آدم و زینتوں
 جنت کے اکر اور
 کئی قوموں
 باوجود قسطنطنیہ
 ہوتی آدم و زینتوں
 زینتوں کی
 شرف پیدا ہوا
 شرف کی کثرت
 شرف کلام و شرف
 کو ان کے آگے
 جھکنا ہی تو پڑا
 شیطان نے انہیں
 کیا تو ہمیں نہ
 لئے اس کو
 جھکا دیا
 وادہ خدا کی

اسی شکل پر آیا تھا اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم بہشت میں تھے
 بہرہ ان کے تخم طرح کے تھے لیکن حضرت آدم بعد اترنے کے ان تخمون کو سبب غم اور الم گناہ
 کے اور توبہ کے فکر میں بھول گئے کہ کون کون سے درخت کے تھے ایسے اس وقت میں فرصت پاک
 تھا کہ ان تخمون پر پہنچا یا جس تخم کو کھا کر اس کا گناہ نہ نصبت ہو گیا اور سمیت پیدا ہو گئی اور جو اس کے
 سے محفوظ رہا نہ نصبت اس کی برقرار رہی اور انھیں مین سے یہ کہ حضرت آدم کو بہشت میں کبھی حاجت
 بر لڑی نہ تھی جب زمین پر آئے اول اول یہ وہی لکھا یا اور انکو حاجت پا خانہ کی شکم میں معلوم
 ہوئی نہایت حیران ہوئے بائیں دائیں دوڑتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ کیونکر یہ حاجت دفع
 ہووے بہرین آئے اور انکو طریق قضا حاجت کا تعلیم کیا جب اپنے برادرین بدبو سو گئی گریہ و زاری
 اپنے غالب ہوئی ستردن اسی غم میں روتے کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب البکاء عن
 اصحاب المؤمنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ واخرج ابن عساکر من طریق جعفر بن
 محمد عن ابیہ عن جدہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لما خلق الدنیا لخلق
 فیہا ذہبا ولا فضة فلما اھبط آدم وحواء انزل معہما ذہبا وفضة فسلکہما ینا بعر فی
 الارض منفعة لا ولادھما من بعدھما یعنی جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے
 بیچ کتاب بکا کے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور نکالا جو ابن عساکر نے طریق
 جعفر بن محمد سے کہ روایت کی اس نے باب اپنے سے اور باب اس کے لئے دادے اس کے سے
 کہ کہا اس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ سے ہر گاہ پیدا کیا دنیا کو
 پیدا کیا تھا اس میں ہونا اور نہ چاندی پس ہر گاہ کہ انار سے گئے آدم اور حوا انار ساتھ اس کے سونا چاندی
 پس جاری کئے اس کے چشمے زمین میں واسطے اولاد ان دو لوگوں کے بعد ان کے ہونے اور دینی نے سند
 فریوس میں ساتھ روایت انس بن مالک کے آنحضرت سے نقل کیا ہے کہ اول من حاک ادر
 یعنی پہلے پہلے کام بننے کا حضرت آدم نے شروع کیا اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی
 ہے اور ابن عساکر نے بھی کہ کان ادر حرافا یعنی حضرت آدم شغل ساتھ کھیتی کرتے اور حرافا
 اپنی اسی پیشے سے حاصل کرتے تھے اور حضرت نوح علی نبیا وعلیہ السلام ٹہر ہی تھیں اور حضرت
 ادیس علیہ السلام درزی اور حضرت ہود اور حضرت سلارح دولہ تجارت کرتے تھے اور حضرت

ترجمہ تفسیر عزمی
 ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدم بہشت میں تھے
 بہرہ ان کے تخم طرح کے تھے لیکن حضرت آدم بعد اترنے کے ان تخمون کو سبب غم اور الم گناہ
 کے اور توبہ کے فکر میں بھول گئے کہ کون کون سے درخت کے تھے ایسے اس وقت میں فرصت پاک
 تھا کہ ان تخمون پر پہنچا یا جس تخم کو کھا کر اس کا گناہ نہ نصبت ہو گیا اور سمیت پیدا ہو گئی اور جو اس کے
 سے محفوظ رہا نہ نصبت اس کی برقرار رہی اور انھیں مین سے یہ کہ حضرت آدم کو بہشت میں کبھی حاجت
 بر لڑی نہ تھی جب زمین پر آئے اول اول یہ وہی لکھا یا اور انکو حاجت پا خانہ کی شکم میں معلوم
 ہوئی نہایت حیران ہوئے بائیں دائیں دوڑتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ کیونکر یہ حاجت دفع
 ہووے بہرین آئے اور انکو طریق قضا حاجت کا تعلیم کیا جب اپنے برادرین بدبو سو گئی گریہ و زاری
 اپنے غالب ہوئی ستردن اسی غم میں روتے کذا رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب البکاء عن
 اصحاب المؤمنین علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ واخرج ابن عساکر من طریق جعفر بن
 محمد عن ابیہ عن جدہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لما خلق الدنیا لخلق
 فیہا ذہبا ولا فضة فلما اھبط آدم وحواء انزل معہما ذہبا وفضة فسلکہما ینا بعر فی
 الارض منفعة لا ولادھما من بعدھما یعنی جیسا کہ روایت کیا ہے اسکو ابن ابی الدنیا نے
 بیچ کتاب بکا کے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اور نکالا جو ابن عساکر نے طریق
 جعفر بن محمد سے کہ روایت کی اس نے باب اپنے سے اور باب اس کے لئے دادے اس کے سے
 کہ کہا اس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالیٰ سے ہر گاہ پیدا کیا دنیا کو
 پیدا کیا تھا اس میں ہونا اور نہ چاندی پس ہر گاہ کہ انار سے گئے آدم اور حوا انار ساتھ اس کے سونا چاندی
 پس جاری کئے اس کے چشمے زمین میں واسطے اولاد ان دو لوگوں کے بعد ان کے ہونے اور دینی نے سند
 فریوس میں ساتھ روایت انس بن مالک کے آنحضرت سے نقل کیا ہے کہ اول من حاک ادر
 یعنی پہلے پہلے کام بننے کا حضرت آدم نے شروع کیا اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی
 ہے اور ابن عساکر نے بھی کہ کان ادر حرافا یعنی حضرت آدم شغل ساتھ کھیتی کرتے اور حرافا
 اپنی اسی پیشے سے حاصل کرتے تھے اور حضرت نوح علی نبیا وعلیہ السلام ٹہر ہی تھیں اور حضرت
 ادیس علیہ السلام درزی اور حضرت ہود اور حضرت سلارح دولہ تجارت کرتے تھے اور حضرت

ابراہیم بھی زراعت کرتے تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام صاحب مویشی کے تھے اور اولاد مویشی کی سے اور دودھ سے اور پنچم آدمی سے معاش اپنی کرتے تھے اور حضرت لوط بھی زراعت کرتے تھے اور حضرت موسیٰ نے جذرت بکریان چرائیں اور حضرت داؤد زہ بنایا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام خواص تھے اور خواص وہ ہے کہ درخت کے پتوں سے کوئی چیز جیسے مثل زنبیل اور بونیکے اور پتھری کے اور باد جو داسکے کہ انکو بادشاہت تمام زمین کی تھی سو اکسب ہاتھ اپنے کے نہیں کھاتے تھے اور ہم جیسے مین نودن روزہ رکھتے تھے مین روزاول چاند کے اوتین روز درمیان سے اوتین اخیر چاند کے اور باد جو داس زہ کے اُنکے تین قوت بشری اس مرتبہ کی تھی کہ سات سو کیرک اوتین سو عورتین منکوہ اُنکے گھر مین تھیں اور حضرت عیسیٰ سیاحی کرتے تھے اور کسی طرح کا پیدہ نہیں کرتے تھے اور کسی چیر کو نقد جس سے کل کو واسطے ذخیرہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جسے کھانا چاشت کا محکو کھلایا ہو وہی کھانا شام کا بھی کھلایا گیا اور جو کھانا شام کا کھلایا ہو کھانا چاشت کا بھی کھلایا گیا اور باد جو داس تمام رات جاگتے اور دن کو روزہ رکھتے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدہ جہاد کا تھا حق تعالیٰ نے آخر عمر مین رزق اُنکا نیچے سبایہ نیزہ اُنکے کے کیا تھا اور اُن سب مین سے یہ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام مقبول التوبہ ہوئے حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور پکا کہ اے جانور زمین کے حق تعالیٰ نے تمہارے اوپر خلیفہ کو بھیجا ہے پس اطاعت اور فرمانبرداری اس کی کرو جانور دن دریا کے لئے سلا بنا اٹھایا اور اطاعت و فرمانبرداری ظاہر کی اور جانور جنگل کے تمام گرد گرد حضرت آدم کے اگر کھڑے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام ہر جانور کو اُنکے اپنے بلاتے تھے اور اوپر سر اور بیٹھ اُس کی کے ہاتھ پھیرتے تھے جو جانور جنگل کا پاس حضرت آدم علیہ السلام کے آیا اور ہاتھ اُنکا اُس جانور پر پڑ پڑا بیلی اور خانگی جو کہ معاش اُس کی آدمیوں مین ہے جیسا کہ گھوڑا اور اونٹ اور بیل اور بکری اور گٹا اور بیلی اور جس کسی نے اپنے تین کھچا ہوا رکھا اور پاس حضرت آدم علیہ السلام کے نہ آیا اور برکت ہاتھ اُنکے کی بنائی خوشی رکھا کہ بنی آدم سے نفرت کرتا ہے جیسا نیل گاؤ اور گورخا اور ہرن اور سواے اسکے اور اُن مین سے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بعد توبہ کے جناب الہی مین عرض کی کہ بار خدا یا یہ بندہ تیرا کہہ لیس ہے درمیان میرے

میں نے

الحمد لله الذي جعلنا من عباده

پہلے اس کے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کو کفر و فسق قرار دینا

گاہا پر پیدائش

شماره ۱۸۰

مسلم بن الحجاج

بہارِ حیات

یہاں لکھا اور خدا

ایک ہی طرح

مجلس

بیتار و خفا میں

فقد اعم سبيلنا

موسى بن جعفر

مات

اور اس کے عداوت تکمیل ہوئی اگر تو اعانت میری اور اولاد میری کی نکرے تو مجھ کو قدرت مقابلہ
 اُس کے کی نہو گی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اولاد تیری میں سے پیدا ہو گا اُس کے ساتھ ایک
 فرشتہ اپنے فرشتوں میں سے مقرر کرینگے تا اس کو دوسرا دشمن کے سے منع کرے حضرت
 آدم علیہ السلام نے عرض کی کہ بارخدا یا اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہوں میں حتیٰ تک
 نے فرمایا کہ دروازہ توبہ کا واسطے اولاد تیری کے کھلا ہو اور کہیں گے جب تک کہ روح بدن
 میں ہے تو مقبول ہو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا اب تجھ کو کفایت ہوئی جب ابلیس نے یہ
 معاملہ معلوم کیا ساتھ کمال تضرع اور زاری کے جناب الہی میں عرض کی کہ بارخدا یا اس بند
 اپنے کی کہ دشمن میرا ہے اس قدر اعانت کی اب کس طرح مجھ کو قدرت اس کے بھگانے پر
 ہو گی میری بھی مدد فرما حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمراہ ہر ایک شخص کے اُسکی اولاد میں سے تیرا
 بھی ایک فرزند پیدا ہو گا کہ تمام جہل کے گمراہ کرنے میں مصروف رہیگا ابلیس نے عرض کی
 کہ بارخدا یا اس سے بھی زیادہ مدد اپنی چاہتا ہوں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو اور اولاد تیری
 کو ایسی قدرت دی کہ خون کی جگہ رگ اور پوست بنی آدم میں چلین اور سینہ اور دلون
 اُس کے میں اپنا گھر بنا لیوں ابلیس نے عرض کی کہ اس سے بھی زیادہ اعانت چاہتا ہوں حق
 تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ کو قدرت دی کہ اوپر شخص کے بنی آدم سے تمام فوج اور لشکر اپنا
 خواہ سوار خواہ پیادہ جمع کرے تو اوپر ہر طرف سے اوپر اُس کے ہجوم کرے اور بیچ مالون اور
 اولاد اُنکی کے شریک ہووے تو کذا رفاہ ابن ابی الدنیا فی مکاتل الشیطان وابن المنذر
 ابن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ یعنی جیسا کہ روایت کیا اسکو ابن ابی الدنیا نے بیچ مکاتل
 الشیطان کے اور ابن المنذر نے روایت کیا جابر بن عبداللہ سے اور انھیں میں سے یہ ہے
 کہ امام احمد اور بیہقی نے سلمان فارسی سے اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رضی اللہ
 عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم کو بعد توبہ کے وحی ہوئی کہ چار باتوں کو یاد رکھ
 اور ہر ایک کو اپنی اولاد میں سے پہنچا ایک اُن چار میں سے حق میرا ذمہ تیرے ہے اور
 دوسرا حق تیرا جو میرے ہر ایک پر اسلحا کہ درمیان میرے اور درمیان تیرے ہر ایک پر تھا معاملہ کہ درمیان تیرے
 اور درمیان خلق کے ہر ایک پر حق میرا ذمہ تیرے پس یہ کہ میری عبادت کرے اور ساتھ میرے کسی کو ترک نہ کرے

تفسیر

مکملہ سیرت

ارکب جی جندہ

جی آدم

سے کافر ہو گیا

جندہ

نار پر کھڑا

ہو گا جو دخل

پاک ہی کے جو

سے کافر بن

اور ایک عجیب

نہیں بلکہ سب

نار و نحدون

سے رسول اللہ

وہاں سے کسی کو ملے

فیہ تفسیر

(م) اور زبان پر
جان و فکر غار
چھوٹی آست لکھی
دین خدا کی
نازنی ایسی میری
پیر نہ کہ شیطانایک ہی نافرمان
کو لایا گیا کہ
پھر اٹھ نہ سکا جلا
ان بندوں کی
حال ہو گا جو
نیکان شیطانی
بزار نیکوں کے
مقابلہ میں ایک
اور گناہ اس

اور جو کہ حق تیرا میرے دہے ہو پس وہ یہ کہ تیری عمل کی جزا تمام و کمال تجھ کو پہنچاؤں اور کسی طرح کا ظلم اور نقصان اس جزا میں نہ کروں اور جو معاملہ کہ درمیان میرے اور تیرے جاری ہو میں یہ ہے کہ تیری طرف سے سوال اور دعا اور میری طرف سے قبولیت اور عطا اور جو معاملہ کہ درمیان تیرے اور درمیان خلق کے ہو پس وہ یہ کہ جو چیز اپنے اوپر نہ پسند کرے تو دوسروں کے اور پر بھی پسند کرے اور جو چیز چاہے تو کہ آدمی میرے ساتھ کوئن تو بھی دیسا ہی آدمیوں کے ساتھ کر اور انھیں میں سے یہ کہ جو خطیب اور ابن عساکر نے اس بن لکھ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ حضرت آدم نے آخر عین جبکہ اولاد اور اولاد کی اولاد انکی کی چالیس ہزار کو نوبت پہنچی خاموشی اختیار کی اور ملت کلام کیا التزام کیا اس واسطے تمام اولاد انکی پاس جمع ہوئی اور عرض کی کہ اب باپ ہمارے تمھارے بھائی ہیں کیا ہے کہ ہمارے ساتھ کلام نہیں کرتے ہو اگر ہم سے پرست تمھارے کچھ قصید اور گناہ صاف اور ہر ہو تو انکی اطلاع کرو تاکہ ہم تو اس سے کریں حضرت آدم نے اس وقت میں کلام کیا اور کہا اے بیٹو میرے حق تعالیٰ نے مجھ کو بسبب شامت گناہ میرے بشت سے نکال کر زمین پر ڈالا اور کلام عمر میری اسی نپ و ناب میں گذری کہ ساتھ کسی حیاء کے اپنے تئیں پھر اسی مکان میں پہنچاؤں اس وقت مجھ کو وحی آئی کہ اقل الکلام حتیٰ ترجع الی جوارئ یعنی باتیں کم کر تاکہ مجھ پر فہم آگئی میرے بچوں اور ابن صلاح نے بیچ الی اپنی کے محمد بن نصیر سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم سے خطاب اسی میں عرض کی کہ بار خدایا میں چاہتا ہوں کہ تمام دم عمر میری کے تیری حمد و تسبیح میں گذریں لیکن تو نے کھیتی اور حرفت میں ایسا مشغول کیا کہ اس سے فرصت نہیں پس مجھ کو ایسی چیز تعلیم کر کہ تسبیح اور حمد تمام خلق کی اسمیں جمع ہو حق تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ وقت جمع اور شام کے ان کلموں کو تین بار کہہ الحمد للہ رب العالمین صلا یوفی نعمہ و یکافی مسکن یدک منہ اس واسطے کہ یہ کلمے شامل سب قسم کی حمد اور تسبیح کو ہیں اور انکو تسبیح نے قنوادہ سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے تمام عمر عیشہ کا پانی پیاز میں کا پانی ہرگز نہ پیا اور ابن ابی شیبہ نے کعب احبار سے روایت کی ہے کہ اول روپیہ اور اشرفی حضرت آدم نے بنایا تھا اور سونے اور چاندی کو پیڑوں کی قیمت میں رواج دیا اور ابن سعد اور حاکم اور دوسرے محدثین نے ابی بن کعب سے اور انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب وفات حضرت آدم کی نزدیک

پہنچی اس وقت خواہش بہشت کے میوے کھانے کی غالب ہوئی خود سب سخت اور نوسے قوت کے حرکت نہیں کر سکتے تھے بیٹوں اپنوں کو کہا کہ جاؤ تم اور میرے واسطے خدا سے میوے بہشت کے مانگو اور اس وقت بن آدمیوں کی عادت یہ تھی کہ جو مطلب خدا سے مانگتے تھے کچھ منظمی کی زمین پر آتے تھے اور وہاں دعا کرتے تھے حاجت روا ہو جاتی تھی حضرت آدمؑ کے بیٹے اس قصد پر نکلے حضرت جبریلؑ اور اور فرشتے اُن سے بل گئے اور مطلب دریافت کیا انھوں نے حضرت آدمؑ کی فرمائش کا حال بیان کیا فرشتوں نے کہا کہ ہمراہ ہمارے پھر لاؤ کہم خود بخود مطلب تمھارا لائے ہیں جیسا پاس حضرت آدمؑ علیہ السلام کے پچھنے حضرت حواموت کے فرشتوں کو دیکھو ڈرین اور حضرت آدمؑ کے پاس کوہونے لگیں حضرت آدمؑ نے انکو ترش روئی سے کہا کہ اس وقت میں مجھ سے دور ہو کہ کچھ بگاڑنا چاہتا ہوں سب سے پہنچا میرے درمیان میں اور درمیان بھیجے ہوں پروردگار میرے کے حال مت ہو فرشتوں نے حضرت آدمؑ علیہ السلام کی روح قبض کی اور کہا کالے بیٹو آدمؑ کے دیکھو تم کہ ہم ساتھ باپ تمھارے کے کیا کرتے ہیں ویسے ہی تم بھی اپنے مردوں کے ساتھ کرتے ہو حضرت جبریلؑ خود کرب بہشت کی خوشبوؤں سے مانند گرگج کے اور کفن بہشت کے کپڑوں سے اور میرے پتے بہشت کی بیرون میں سے لائے اور حضرت آدمؑ علیہ السلام کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور وضو ملا اور لجا سکے انکو اٹھا کر گعبہ میں لیگئے اور اوپر انکے نماز پڑھی اور متصل مسجد خیف کے دفن کیا اور دارفطنی نے بیچ سنن ابی کے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جو کہ صلی جبریل علی آدم و ابن علیہ انبعا صلی جبریل بالملئکہ یومئذ فی مسجد الخیف واحذہ من قبل القبلة ولحد له وقم فابہ یعنی حضرت جبریلؑ نے اوپر جنازہ حضرت آدمؑ علیہ السلام کے امام ہو کر نماز پڑھی اور چائے میرین کوہین اسدایم مسجد خیف کے اور بدن انکا قبلہ کی طرف سے قبر میں لائے اور قبر انکی بنی کی اور بعد دفن کرنے کے قبر انکی کو ڈھلوان کوٹان اوٹ کی شکل پر بنایا اور ابن عباسؓ نے ابی بن کعبؓ سے مروی روایت کی کہ جو کہ واسطے حضرت آدمؑ علیہ السلام کے قبر بنی بنائی اور باعتبار عدد و طاق کے انکو غسل دیا اور ابن عساکر عطاء خراسانی سے لایا کہ حضرت حوا علیہا السلام نے سات روز تک پر حضرت آدمؑ کو ماتم رکھا اور گریہ اور زاری کرتی تھیں اور ابوالشیخ اور ابن عدی اور ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کی کہ کوئی آدمی اہل بہشت سے نہو گا مگر کہ اُس کو اس جگہ اوس کے نام کیساتھ

تفسیر

مرد کے ایک

بن ہارون

جسی تہا

فرشتہ کا آدمؑ

خود را خاک کے

حکم سے خباب

سوا کے

سیکوجہ

سزا ظم

ی مکتا ہا آدمؑ

ان کے آیت

و فی حلق

و کما

انکے

تفصیل

فرمایا کہ جس جگہ اب کعبہ ہے ایک گھریا کروا مذہبیت العمور کے کہ آسمان میں کعبہ فرشتوں کا ہو
 اور اگر اس کے طواف کرو جیسا کہ فرشتے گرد بیت العمور کے طواف کرتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام
 جیسا کہ فرشتوں کو انھوں نے طواف کرتے ہوئے دیکھا تھا اسی طرح طواف خانہ کعبہ کا کرتے تھے اور انہوں
 اس کی طرف پڑھتے تھے جیسا کہ فرشتے بیت العمور کی طرف پڑھتے تھے روایت کیا اس کو طبرانی نے
 عبد اللہ بن عمرؓ نے اویہتی نے مشب الایمان میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت آدمؑ
 نے ہندوستان کی زمین سے چالیس حج پیادہ پاکئے ہیں اور خجلاؤں چیزوں کے یہ ہے کہ حج بخاری
 اور سلم اور باقی صحیح سہ میں اہل اس فقہ کا مذکور ہے اویہتی نے اسما و صفات میں اور واحدی نے
 کتاب الشریعہ میں اور ابو داؤد نے ایسا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمران الخطابیؒ کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے
 ارشاد کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الہی میں عرض کی کہ بار خدایا حضرت آدم سے میری
 ملاقات کروا دے تاکہ ان سے دریافت کروں کہ انھوں نے ہم کو اور اپنے متین بہشت سے کس طرح
 نکلوایا اور محنت اور بلاؤں میں دنیا کے اندھ چھنایا تھا تعالیٰ نے ان کو ان سے ملوایا حضرت موسیٰ
 نے بطور اعتراض کے حضرت آدمؑ سے کہا کہ تم ہی آدم ہو کہ حق تعالیٰ نے روح خاص اپنی تمھارے
 اندر ڈالی اور ہر چیز کے نام تم کو سکھلا دئے اور فرشتوں سے تم کو سجدہ کرادیا اور بہشت اپنی میں
 تمھاری سکونت مقرر کی حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ ہاں میں ہی آدم ہوں حضرت موسیٰ
 نے کہا کہ پس کیا سبب ہو کہ بہشت سے تم نکلے اور ہم کو بھی نکالا اور زمین پر پڑے حضرت آدمؑ نے
 جب یہ اعتراض سنا اُسے فرمایا تو کون ہو انھوں نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں حضرت آدمؑ نے کہا وہی
 موسیٰ ہے کہ خدا کیساتھ تونے باتیں کیں ہیں اور تجھ کو پیغمبر مقرر کیا گیا ہے اور رتبہ مناجات کا
 تجھ کو عطا کیا اور تورات عنایت کی حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہاں میں وہی موسیٰ ہوں حضرت آدمؑ نے
 کہا پس سچ کہہ کہ تورات میری پیدائش سے کتنی مدت پہلے لکھی گئی تھی حضرت موسیٰ نے کہا کہ دو
 ہزار برس پہلے تم سے لکھی گئی تھی پھر حضرت آدمؑ نے کہا کہ کیا تورات میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ
 و عصی آدم یہ یا نہیں تھی نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی حضرت موسیٰ نے کہا کہ البتہ موجود ہے
 حضرت آدمؑ نے کہا پس کس واسطے تجھ کو ملامت کرتا ہے اور اس امر کے کہ میری پیدائش سے دو ہزار
 برس پہلے اس کو لکھ دیا اور منکر کر دیا آنحضرتؐ نے بعد نقل کرتے اس فقہ کے فرمایا کہ حضرت آدمؑ

تفسیر

و جی طرح کہاتے

ہجرت انکا پورا

لطیف و قشع نہیں

سلم و تاج

اور بیت کے ہر

دستور کی آب

و جی کا لطف

جدا گانہ ہے اور

او کی ہر عبارت

اور مرتبہ اور

نہ کی جابہی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

پہننے کے لگوئی

حضرت موسیٰ پر غالب ہوئے اور حضرت موسیٰ خاموش ہو اور اس قصہ میں عوام لوگوں کو ایک بڑا
اعراض مانہ لگا کہ اگر ایسی گفتگو صحیح ہو لازم آتا ہے کہ ہر شخص بدکار جو اسکو نصیحت کرے ایسی ہی نہیں
کرتے لگے اور اپنے نصیحت کرنے والے کو خاموش کرتے اور باب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کا بالکل سدود ہو جاوے اس واسطے کہ وہ بدکار کتنے لگے کہ نیکی اور بدی پہلے سے ہی ہماری تقدیر
میں لکھی گئی اور جو تقدیر میں ہو چکا اسکا کرنا ہمکو خواہ مخواہ بڑیگا بلکہ تقدیر میں وہی چیز لکھی گئی ہے
جو ہم کر سکیے خواہ اختیار سے خواہ بغیر اختیار کے اور جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی
غرض یہ تھی کہ بسبب اس قصہ کے حضرت آدمؑ کے اوپر انکار کیا ہوا اس واسطے کہ انکار گناہ کا وقت
تکلیف کے ہوتا ہے اور حضرت آدمؑ اُوقت تکلیف تھے اس واسطے کہ بعد میں نیکی آدمی تکلیف نہیں رہتا
ہے اور گناہ گار اس وقت لائق سزا نہیں کے ہوتا ہے کہ قصہ جرات گناہ کے اوپر کرے یا رضی گناہ پر ہو
اور حضرت آدمؑ سے یہ گناہ اپنے ارادہ اور رضامندی سے صادر نہ ہوا تھا بلکہ اتفاقاً سرزد ہو گیا بلکہ
غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سوال کرنے سے یہ بھی کہ تم سے یہ گناہ کس سبب صادر ہوا تھا پس
حضرت آدمؑ علیہ السلام نے تقدیر کے حوالے کر دیا اور طریقہ شریعت کا یہی ہے کہ جو شخص اپنے گناہ سے
توبہ کر چکے سزا نہیں اور وطن اسکو نکرنا چاہیے اس واسطے کہ وہ خود نادم اپنے گناہ پر ہے اور لائق سزا نہیں
اور وطن کے دی گئے گناہ پر نادم ہوا اور پھر ارادہ گناہ کرنے کا رکھے اگر قدرت پاوے
اور ایک عارف کی زبانی سنا گیا کہ لغزش انبیاء کی اگرچہ ظاہر میں گناہ کی شکل میں ہوتی ہے
لیکن اسکے اندر بھیدا اور حکمتیں ہوتی ہیں پس وطن کن اس شخص کا کام ہے جو بخیر ہوا اور سراز
اور حکمتوں سے واقف نہو اور حضرت موسیٰؑ ایسے شخص تھے کہ واقف ہوں اس واسطے حضرت
آدمؑ نے حضرت موسیٰؑ کی بہت سی تریف کر کے لازم دیا اقلو منی علی ص قد قل علی قبل ان یخلق
یعنی یا پس ملامت کرتا ہے تو مجھ کو اور پرانی شے کے کہ مقدمہ ہو چکی پہلے پیدائش میری سے پس حال کلام
حضرت آدمؑ کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے کہا کہ تم سے باوجود اس کے عارف کامل ہو یہ بات بعید ہے
کہ اس لغزش میری میں کہ سرسخت ہو میرے طرف نسبت کرو اور حکم کی حکمتوں سے کہ اگر انداز سے رکھدی تھیں غافل
ہو جاؤ اور باوجود اس کے کہ اس واسطے مجھ کو یہ لیا کہ خلافت زمین کی مجھ کو غایت کر اور حکم تکلیف میری اور زمین
جاری ہوں اگر وہ گناہ جسے سزا دیا گیا نہ ہو تو کیا کا خانہ کس طرح سے ہوتا اور کیا اچھا کہنے والے کہ ہماری پست کار کا بار از قیاس اس شخص

تفسیر غیبی
کہ غیب داری اور
سزا قریب لگتی نہ
پہلے ان میں تو
ظالمی ہو جاوے
یوں کہ ظالم پر مالک
لاحق ہو کہ ظالم
سبب از بین
ہو کر قیامت لاری
کس وقت قیامت
مالک کی از قیامت
کے گناہ مالک
کی حق غنی ہوگی
اور یہی حق غنی
نہیں ہے
فائدہ یہ کہ
یہاں تک کہ ظالم
کا غنا اور فساد
بہتر نہ لگے

کہ پھر باورداشتن شیر و شیرزا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس قسم کے اعتراض بہت پہنچا کہ اپنی کمال کی بات سے کہتے تھے کہ چونکہ نقصان
 کی بات اُن کے حق میں نہ تھی لہذا اُن کے حضرت خضر کے قصہ میں تین باتوں کا اتفاق پڑا تھا چنانچہ
 وہ حکایتیں سورہ کہف کے آخر میں مذکور ہیں والہ اعلم اذ جبکہ ان باتوں سے فراغت ہوئے
 یعنی اثبات نبوت کا بسبب عاجز ہوئے کفار کے بدلے سفل قرآن کے سے پھر یاد دلانا حال میں کہ
 باوجود ثابت ہونے خلافت حضرت آدم کے نص میرے سے اور عاجز ہونے تمام فرشتوں کے اور حضرت
 آدم کے بیان کرنے نام چیزوں کے سے فرمانبرداری اُسے قبول نہ کی اور انکار اور تکبر کیا پھر یاد دلانا اُسے خدا
 کہ حضرت آدم اور اولاد اُن کی سے بعد قبول ہونے توبہ اُن کی گئے زمین میں لیا تھا بعد اسکے یہ بھی ضرور
 ہوا کہ بنی اسرائیل کو وہ عہد بھی یاد دلانے چاہئیں کہ اُن کے باپ دادون نے خدا سے کہے تھے اور گئی
 کہنی وجہ سے ضرورت ہوئی کہ بنی اسرائیل تمام آدمیوں سے ممتاز تھے نبیوں کے پہچاننے میں یہ
 لوگ نیز بنی علامتیں خوب جانتے تھے بسبب اسکے کہ حضرت یعقوب سے حضرت عیسیٰ تک چاہے ہر نبی ان
 میں سے ہوتے تھے چنانچہ ہر نبی بادشاہ بنی صورت میں گذرے ہیں جیسے کہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان
 اور بعض علموں اور شاہنحوں کی صورت میں جیسے کہ حضرت ذکریا اور حضرت یحییٰ اور بعض وزراء اور
 شیراز ملک کی صورت میں جیسے کہ حضرت شول اور بعض زاہدون اور راہبوں کی صورت میں جیسے کہ
 حضرت یونس پس ان باتوں سے اُن کو چاہیے کہ نبوت کو نہ صرف ایک وضع اور ایک شکل میں سمجھیں بلکہ یہ بات
 جانیں کہ انبیا کئی وضع پر ہوتے ہیں اور غیر آخر الزمان پر بھی بنی برحق سمجھا ایمان لاویں اور فرمانبرداری
 تاکہ اُن کے ایمان لانے سے اور لوگ بھی کہ جنگ و شاخت وغیرہ کی نہیں ہو اس بنی پر ایمان لاویں اور برحق
 سمجھیں اور سوا اسکے اُن کے پاس کتب الہی موجود ہیں اور سوا اسکے اور دلیلین بھی ہیں کہ ان سے برحق ہوا
 اس نبی کا معلوم ہوتا ہے اور جو بوقت کہ مدعی اور مدعا علیہ حکم میں حاضر ہوں اور نوبت اداسے شہادت کی
 پہنچے تو گواہوں کے ذمہ گواہی دینی فرض ہوتی ہے پس فرقہ بنی اسرائیل تمام آدمیوں کے درمیان سے
 ایسے ہیں جیسے کہ دفتر کے متصدی ہوتے ہیں کہ ہر شخص کی خدمت اور عہد اور وصیت اور قسم اُن کے سے وقف
 ہوتے ہیں اور ان کی بات مستبر ہوتی ہے اور گواہی مقبول ہوتی ہے اگر ایسے لوگ حاجت کے وقت حق بات
 ظاہر کریں تو دہال حق بنی تاکہ گواہ دے سکیں اور نہ ہوا ان کی گردن پر ثابت ہوتا ہے اور اُن کے سکوت کو کہیں
 سے ناواقف کو بھی شک پڑنا ہو اور گمان کرتے ہیں کہ اگر یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہوتا تو یہ آدمی کلام

تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

در تفسیر غزیری

اعتبار نہ ہے اور یہ لوگ قابل استدلال کے نہیں چوتھی وجہ یہ ہے کہ تمام گروہوں میں سے
بنی اسرائیل کو بڑا فخر تھا کہ ہم میں سے پیغمبر جوتے چلے آئے ہیں اور جو کوئی فخر بے بیاپ دادوں
اپنے کے کرے گا اسکو چاہیے کہ اول اپنے نفس کو منوار سے دور بنائے ظاہری اور باطنی انکی دور کرے
تاکہ موافق اس قول کے کہ اولد مسر لا یمیر دلیل صحت نزول فخر انکے کی پائی جاوے الاحال کا کمال
دعویٰ اسکے کا ہو گا اور خود اپنی زبان سے الزام کھا دیا گیا اسلو سے پہلے تمام آدمیوں کو خطاب فرمایا کہ
یا ایہا الناس اعبدوا اور جو نعمتیں کہ عام سب کے واسطے تعین جیسی کہ پیدائش زمین اور آسمان سے لیکر
پیدائش حضرت آدم علیہ السلام تک اور داخل کرنا کھا بہشت میں اور خلیفہ کرنا نکان زمین میں یاد دلائلین بعد
اسکے خاص خطاب بنی اسرائیل کو کیا اور جو نعمتیں کہ خاص نیکے بزرگوں کو عطا کی تھیں اور انھوں نے
نا شکری کی اور اپنی وضع اور طور بدل ڈالے سب باتیں یاد دلائلین جیسے کہ فرماتے ہیں یا بنی اسرائیل
یعنی اسے میوہ یعقوب کے کہ وہ بیٹا اسحاق کا اور اسحاق بیٹا ابرہیم کا اور اسراہیل نام حضرت یعقوب کا
اور جنی اسراہل کے عبرانی زبان میں بندہ کے ہیں اور اسراہیل جنی اللہ کے ہے جس جی اس کلمہ کے عبد اللہ ہو
اور عبد بن حمید نے ابو جابر سے روایت کی ہے کہ اسراہیل نام انکا کہ حضرت اسحاق نے رکھا تھا یعقوب تھا اسکا
کہ حضرت یعقوب اور حضرت عیسیٰ ایک محل سے دو نو پیدا ہوئے تھے حضرت عیسیٰ اول پیدا ہوا اور
حضرت یعقوب چھپے سو واسطے حضرت اسحاق نے نام نکایا یعقوب رکھا کہ عیسیٰ کے خقب میں پیدا ہوا اور
سنی یعقوب کے عبرانی زبان میں چھپے آنے والے کے ہیں اور یہی نام انکا باقی رہا کہ قریب جولانی کے پہنچے
ایک دن حضرت اسحاق خلوت خانہ میں تھے اور انکو خلوت خانہ کے رواز پر بٹھلایا تاکہ کوئی نا محرم خانہ
وقت میں اندر نہ جائے اور صاحبات آہی میں تنویش نہ ڈالے دفعہ ایک فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے آیا
کی صورت بنکر حضرت اسحاق کی زیارت کیواسطے آیا اور چاکا کہ خلوت خانہ میں جاوے انھوں نے اسکا
ساتھ دست دپائی کی اور اسنے مذہب انکا کہ حضرت اسحاق اندسے نکلا اور جب یہ حال دیکھا کہ
فرشتہ سے مقابلہ کر رہے ہیں انھوں نے فرشتے سے عذر کیا اُس فرشتے نے حضرت یعقوب کو بہت سراہا اور
آفرین کی کہ حق خدمت کا ایسا ہی بجالانا چاہیے اور حضرت اسحاق سے کہا کہ اس فرزند کا تمھارے نام
کیا ہے انھوں نے کہا یعقوب فرشتہ نے کہا کہ میری طرف سے نام اس فرزند کا اسرائیل رکھو اسواسطے
کہ ہماری زبان میں اسراہل کے معنی بزرگ ہیں اور اسراہیل بمعنی خدا کے اور یہ فرزند تمھارا مرد خدا کا ہے

ترجمہ تفسیر عزیز
بنی اسرائیل
افراد کے لیے
جنگ و جدل کے لیے
پیش قدمی کے لیے
میں چھپتی دنیا
میں علم سکھایا
جس سے فرشتوں نے
شرف و اسباب
فرشتوں نے انکو
عبد کرنا سکھایا
انے سے وہ بے باک
انکو پہنچانے کے لیے
پہنچانے کے لیے
جائے آسائش
وہی دل بھلا کر
صورت پیدا کر دی
پھر ایک آدمی
ہی چھپ کر رہا
بھی شیطانی کی

نہایت

ایک نام کا ذکر
ہو گیا ہے سب کا
نام ہو گیا ہے
اسے نکال دینے کے
دوسرے حال میں
لوگوں کے جو
دن تیار ہو گئے
کے جاننے والے
کچھ بھی نہیں
ہوئی دیکھ کر
کیا انجام ہوتا
اسی آدمی کو
حال نام کو
نہیں گئے
سنا بیٹھا
صفت کی قوم
شیطان ہو کر
نہیں فیکر دیا

کہ ہرگز پاس کسی کا نہیں کرتا ہے اس وقت سے نام انکا اسرائیل مشہور ہوا اور یہ واسطے یہ نام فرشتوں
کے نام کے ساتھ ملتا ہے جیسے کہ بنی اسرائیل اور خطاب کی وقت اس طرح نفاذ کیا کہ اولاد یعقوب
تاکہ انشاء اللہ اسکی طرف ہو جاوے کہ اسے بنی اسرائیل نام بیٹے اس مخلص کے ہو کہ مقبول خدا کا تھا اور
اپنے باپ کی فرمانبرداری کیواسطے کسی کی پروا نہ کی اور پاس کسی بصر کا نکھیا تم کو بھی چاہیے کہ وہ فریق
الولد ستر لایہ کے خدا کے عہد پورا کرنے میں اور بجالانے حکم اس کے میں پروا دینا کے چلے جائے کہ وہ اور
زوال مرتبہ اور ریاست کے سے نہ ڈرو اور اگر اس کام میں تم قصور کرو گے تو مخالفت طریقہ باپ
اپنے کی کرو گے اور صحت نسب اپنے میں خلل ڈالو گے اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ انبیاء جو ذکر زمین آتے ہیں اور مشہور ہیں تمام بنی اسرائیل میں سے ہیں مگر دس غیر حضرت
نوح اور حضرت ہود اور حضرت صالح اور حضرت لوط اور حضرت شعیب اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل
اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بھی نقل کی ہے کہ کوئی
پیغمبر یا انہیں جسے دو نام قرآن میں آئے ہیں ان کے ہوں کہ حضرت یعقوب اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کہ حضرت
یعقوب کا نام اسرائیل بھی ذکر کیا اور حضرت عیسیٰ کو مسیح بھی کہتے ہیں انتہی لیکن یہ تلاش ناقص اس واسطے
کہ حضرت یونس کو دو انون بھی فرمایا ہے مگر یہ کہا جاوے کہ دو انون علامتوں اور مقبول میں سے
ہے نام نہیں اور یہاں پھیلنے اولاد حضرت یعقوب کا یہ ہے کہ ان کے باپ حضرت اسحاق نے حضرت لوط
کی لڑکی سے نکاح کیا تھا اور اس بی بی سے دو بیٹے ایک حمل سے پیدا ہوئے تھے اور جب فات
حضرت اسحاق کی قبر پہنچی تو نو بیٹوں کو اپنی مسجد میں سجاوہ نشین کیا اور مال اپنا بھی دو لوگوں کو دیا
آدم و ہادیا اور حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت عیص کو بہت چاہتے تھے اور بی بی امی حضرت یعقوب
کو بہت دوست رکھتی تھی ایک دن حضرت اسحاق نے آخر عمر اپنی میں حضرت عیص کو فرمایا کہ وقت
خاص میرے میں حاضر ہو اور پکارو تاکہ واسطے میرے دعا کرو زمین یہ بات امی بی بی نے سنی اور
حضرت یعقوب کو لباس حضرت عیص کا پہنا کر بھیجا اور کہا کہ آواز اپنی عیص کی آواز سے مشابہ کر کے
پکارو کہ میں حاضر ہوں جو وعدہ دعا کا میرے واسطے کیا ہے پورا کرو اور حضرت اسحاق کو اخیر عمر
میں ضعف بصارت ہو گیا تھا جب کہ حضرت یعقوب اسی شکل اور لباس میں رہ رہ کر حضرت اسحاق
کے گئے تو حضرت اسحاق نے واسطے ادن کے دعا کی اور مضمون دعا کا یہ تھا کہ حق تعالیٰ

نبوت تیری اولاد میں جاری رکھے بعد کتنی دیر کے حضرت عیصؑ آئے اور انھوں نے دعا کر والی چاہی حضرت اسحاقؑ نے فرمایا کہ اس وقت خاص میں پیشتر تو آیا تھا اور میں نے دعا کر دی ہے حضرت عیصؑ نے انہما کو بخیر عنین بہت خوش کر دیا کہ ان کے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اگر برکت دعا انہی کی لیکے حضرت اسحاقؑ نے واسطے حضرت عیصؑ علیہ السلام کی دعا دوسری فرمائی کہ حق تعالیٰ تیری نسل سے باوٹا کر تار بیگا اور جب حضرت اسحاقؑ علیہ السلام کی وفات نزدیک پہنچی دو نو بیٹوں اپنے کو وصیتیں فرمائیں لیکن بھجور اور بھادو حوالہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے کیا اس سبب حضرت عیصؑ کو حضرت یعقوبؑ کی کدورت خاطر کی ہو گئی تھی بعد انتقال حضرت اسحاقؑ کے تمام مال پر حضرت عیصؑ تصرف ہوئے اور آدمیوں کا رجوع انہیں کی طرف ہوا اور حضرت یعقوبؑ فقیر اور بیاہ رہے حضرت یعقوبؑ کی ماں نے جب حال اس وضع پر دیکھا حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا کہ اس جگہ بود و باش تمھاری مناسب نہیں بھائی میرا کہ نام اسکا لایان ہے اُسکے پاس جاؤ اُسکے گھر میں کئی لڑکیاں ہیں اور آدمی والدہ ہے ایک لڑکی کا نکاح تمھارے ساتھ کر دیا اور تم کو معاش کی طرف سے فراغت حاصل ہوگی جب حضرت یعقوب علیہ السلام لایان کے یعنی اپنے ماموں کے پاس پہنچے وہ انکے آنے سے بہت خوش ہوا اور حال انکی والدہ اور انکے بھائی کا دریافت کیا تمام حقیقت انھوں نے بیان کی لایان نے کہا کہ بدسلوکی بھائی کی سے اندیشہ مت کر کہ تو فرزند میرا ہے اور تمام امور اپنے گھر کے لڑکے حوالہ کئے اور بڑی بیٹی اپنی سے شادی اٹلی کر دی چار بیٹے اس لڑکی سے پیدا ہوئے روئیں اور شمعوں اور لاوی آویسہ و ابدا اُسکے وہ لڑکی فوت ہوئی لایان نے اپنی دوسری لڑکی کا اُنکے ساتھ نکاح کر دیا اُسے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے اور یہ بھی مر گئیں لایان نے تیسری لڑکی کا اپنے ساتھ نکاح کر دیا دو بیٹے اور ایک لڑکی اُسے پیدا ہوئی اور وہ بھی مر گئیں لایان نے چوتھی لڑکی اپنی کہ اُسکا رحیل نام تھا اُنکے ساتھ اسکا بھی نکاح کر دیا اور یہی لڑکی والدہ حضرت یوسف علیہ السلام اور بنیامینؑ کی تھی اور اس وقت میں عمر حضرت یعقوب علیہ السلام کی چالیس برس کو پہنچی تھی اور طرف انکے وحی آئی کہ ہم نے تجھ کو بغیر کیا اور کنعان کی طرف جا دو وہاں کے آدمیوں کو دین آبا اور ابدا اپنے کائنات میں انھوں نے حقیقت لایان سے کسی لایان عہدہ شکر کا بجالایا اور کہا ہر چند کہ جدائی تیری اور جدائی لڑکی کی میرے اوپر بہت شاق ہے لیکن ہر ماضی خدا کی

تفسیر
 اسیلے بہا کی
 آدمی کو چین و
 آرام نہیں ہے
 جب تک ہلوگ چور
 اپنے آئی گھنٹن
 پیچیدگی جہاں
 سے ملے گئے ہیں
 تب تک چین نہ
 پائینگے کہ خدا فوس
 کہ ہلوگ ایک اپنے
 پڑائے دشمن چٹائے
 ہکانے سے یک
 جا کرتے ہیں اور
 مران خدا جو ہیں
 شفقت و مہربانی
 کے ساتھ سمجھا
 ہے آسانی کتاب
 پیچیدگی آئی
 مہربانی سول

سلسلے کا اور جیسا کرنا بارہ چھوٹا ایک پتھر سے اور چھوٹا پتھر و نکا اس فرق میں پڑے پڑے اور تارنا
 کتابوں کا بھی زبان میں اور ان کے خاندان میں اور حمایت انہی ہر وقت دشمنوں سے اور خبردار کر دینا ان کو تب سے
 اور غفلت میں نہ چھوڑنا اور پھر پھر انہی کے واسطے ہدایت انہی کے اور نیتیں ان کے نعمتوں میں جو ہیں کہ غالب
 انہیں کو واسطے ہیں اور کسی فرقے کے تئیں بنی آدم میں سے اس قسم کے خوارق عادت کترتے اور اس قسم کی
 تفسیر میں نصیحتیں اور تعلیمیں اللہ کی جناب سے عطا نہیں ہوئیں پس گویا رب زمین میں سے اس فرقے
 کو امتیاز تمام دیا اور ہر چیز کے اکثر نعمتیں اور بزرگوں اور باب دادوں ان کے کی تھیں لیکن جو نعمت کہ با
 دادوں کے اور یہ ہوتی ہر بیٹوں کے حق میں بالاولیٰ ہوتی ہر واسطے کہ اگر وہ نعمتیں نہ ہوتیں پس ان کی ہر
 نہوتی اور بیش پیدا نہوتے اور یہ بھی ہو کہ بیٹوں کو بسبب سے باپ دادوں کے نعمتیں عہدہ ان کے حق میں اللہ
 کی طرف سے عنایت ہوتی ہیں بڑا فخر ہوتا ہو اور یہ بھی ہو کہ جو وقت بیٹے یہ جانیں کہ ہمارے باپ دادوں کو
 یہ نعمتیں طفیل بچا لائے حکم الہی کے اور صبر کر نیکی اور پختہ ہوئے اور درگزر دانی کو نہ کفر سے محال ہوئیں
 ان کو بھی محبت ہوگی کہ ہم بھی طریقہ باپ دادوں کا اختیار کریں اور یہ امر مقرر ہو کہ ہر ایک بیٹے کی جبلت
 اتباع طریقہ باپ اپنے کا ہوتا ہو پس یاد کرنا ان نعمتوں کا کہ باپ دادوں ان کے کو عطا ہوتی تھیں ان کو بھی
 طمع ان نعمتوں کی میں ڈالتا ہو اور یہ طمع ظاہر نہ کرے محض محبت حکم الہی کی سے اور توڑے عہدہ کے سرخ کر گئی اور
 اس واسطے کہا ہو کہ انسان عبید الاحسان اویج یاد دلائے ان نعمتوں کے فائدے دوسرے بھی منظور ہیں
 ایک فائدہ یہ ہو کہ بیان کرنا بغیر علیہ السلام کا ان نعمتوں کو دلیل نبوت ان کے کی ہے کہ بغیر مطالعہ کتاب
 کے اور محالطت اہل کتاب کے ان قصوں کو بیان کرتا ہو اور یہ بھی فائدہ ہے کہ جہتہ نعمتیں بہت
 ہوتی ہیں نافرمانی منعم کی سے اور گناہ سے زیادہ تر خوف اور ہیبت ہوتی ہو اور برائی مخالفت کی
 معلوم ہوتی ہو اور کم درجہ یہ ہے کہ جیسا کہ فی مخالفت ہم کسی ہر عاقل کی جبلت میں ہے اور سب
 فائدے جو وہ معاوان دعا کے ہیں کہ وہ ثابت کرنا نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اصلاح کرنا فرقے
 بنی اسرائیل کا ہر اور بھی یہ نعمتیں باعث بڑائی اور بزرگی کا ہیں جیسا کہ بزرگی حضرت آدم کی بسبب
 سجدہ فرشتوں اور سکونت بہشت کے محال ہوتی تھی مگر بزرگی حضرت آدم کی میں بسبب بے گناہ
 کے کہ میںو ایک نعت منعمی کا کھالیا تھا داخل آگیا ان کی بزرگیو کو بھی اگر ان سے کفران نعمت کا ہوگا
 دور ہونیوالی سمجھا چاہیے اور قطع نظر اس سے کہ یاد کرنا ان نعمتوں کا باعث مخالفت چھوڑ دینا ہوئے

تفسیر علی
 اجتازت سب کی
 کیلئے ایک کتب
 الدنویۃ انکی توبہ
 قبول فرمائی بیٹے
 اللہ پر اس صاف
 کو خدا والا و نہایت
 ای لہر مان ہے
 قہ یلخص اس خطا
 کے بعد عیب آدم
 شرمندہ ہوسکتے
 تو غلطی نہی نہا
 یہ دعا سکھائی کہ کو
 اسے ہمارے رب
 ہے جسے اپنی ممانہ
 بڑائی کا حکم کیا اگر کو
 ہو کہ خوشی کا اور
 ہر اور نعمت فرمائی کا
 تو یہ ایک نعمت ہوگی
 ہر سال کا لین

تفسیر عربی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
آدم ان نزلنا
سے بہت اگلا اور
نبی اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی عظمت
و کرم کے مدد سے
کہ باوجود اس قدر
سنگین جاتی تو بہرہ و
بہشت کی خوشی ہی
دیئے ہوئے
جو طلب میں کیا
جو کو غایت سے
دیا یہ ساقی
میں نہ تھا
و اس نے
یاد دہشت کہ
جو وقت آدمی سے
جو بہرہ و

تم سے ہم بھی اوپر ظاہر کرے حق کے لیا ہی اور جو کوئی کیسے ساتھ عہد کر لیتا ہی اگرچہ وہ منہ ہوا اور
اسکی طرف سے نعمت پہنچی ہو پورا کرنا عہد کا ہر فرقہ بنی آدم کے نزدیک واجب ہوتا ہی پس تم کو چاہئے کہ
اگر یاد کرنے ہماری نعمتوں کے سے غافل ہو اس عہد ہمارے کو یاد کرواؤ فی الجہد فی یعنی وفا کر عہد
ہمارا کہ تم سے لیا ہے اس واسطے کہ وہ عہد ہمارا مضبوطی میں کہتر اس عہد سے نہیں کہ آدم سے بہشت کے
اندر لیا تھا کہ درخت منع کئے ہوئے سے پھیرا اور کہتر اس عہد سے بھی نہیں کہ آدم سے بعد قبول کرے تو
کے اور کوئی زمین کے لیا تھا کہ جہوت ہدایت ہماری طرف سے آوے تا بعد اری اس ہدایت کی لازم
جانو اس واسطے کہ اگر تم میرا عہد پورا کر گئے وقت پہنچ کر یعنی میں بھی پورا کرونگا وہ عہد کہ میں تم کو دیا ہی کہ تم
اور غم تم سے دور کروں اور گناہ تمہارے بخشنوں اور نیکیاں تمہاری دوزخ کروں اور تکلیفیں سخت تم سے
دور کروں اور بہشت کہ مسکن تمہارے باپ کا تھا اور سبب شامت گناہ کے اُسکے ہاتھ سے نکل گیا تھا
پھر تمہارے نصیب کروں اور تفصیل اس عہد کی کہ جو بنی اسرائیل سے ہوا تھا سورہ مائدہ میں اس کی ذکر
اندر ہے و لقد اخذنا من بنی اسرائیل ميثاقا ان لا تعبدوا غيري ثم قالوا نعم ما نؤتيهم من القليل فاعطاهم
من نهمنا الله اور سورہ اعراف میں بھی ان آیہ میں ہے کہ فَاكْتَبَهَا لِلَّذِينَ يُتَّقُونَ اَسْمَاءُ بِمَا كَرِهَ الَّذِينَ
يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ لِيُقْلِلَ عَلَيْهِمْ لَقَدْ كُنْتُمْ فِي الشُّكِّ وَالْاِنْجِيلَ اَخْرَجَ مَذْكُورِ اَوْ اَحْمَالِ اَوْ اَمْوَالِ
اس عہد سے یہی عہد کہ وقت اُترے حضرت آدم کے لیا ہی کہ فَا مَا يَانِذِكُمْ مَنِي هَذَا يَا وَه عہد کہ یہ کہیں
نہی پہلے سے لیا ہی کہ تائید اور نصرت پہلے بنی کی کرے جیسا کہ بیچ سورہ آل عمران کے مذکور ہے وَاِذَا اخَذَ
اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ اَوْ اَخْرَايَ تَمْكُّ يَا وَه عہد کہ یہ کہ تمام عالموں سے لیا ہی
جیسا کہ بیچ آخر سورہ آل عمران کے مذکور ہے وَاِذَا اخَذَ اللهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ اَوْتُوا الْكِتَابَ لَنُبَيِّنَنَّ لَكَ اَنْ
وَلَا تَكْفُرْهُ اس واسطے کہ جو عہد کہ عام سے لیا جاتا ہی خاص کے اوپر بھی لازم ہوتا ہی اور جو عہد کہ یہ سے
لیا جاتا ہی امت کے اوپر بھی لازم ہوتا ہی پس اور پھر بنی اسرائیل کے چار عہد انہی واجب لوفا تھا
اول وہ عہد کہ خاص انہیں سے لیا ہی اور ہم چند کہ اس عہد میں یہ ذکر نہیں کہ خاص ان حضرت کے اور ایمان
لاوین بلکہ مضمون اُنکا عام اور شامل ہے کہ سب رسولوں کے ساتھ ایمان لاوین اور تائید اور نصرت حق منہی
کریں اور قائم کریں نماز کو اور ادا کریں زکوہ کو اور اور انفاقاں مالی بجا لاوین لیکن مدعا حاصل ہے
اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی رسولوں کے مرہ میں داخل ہیں اور انہیں عہد ہمارا حکم فرماتے ہیں

پس ایمان ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور توفیق اور تائید ان کی بمقتضائے اس عہد کے بنی اسرائیل کے ذمہ واجب ہوئی اور مذکور اس عہد کا سورہ مائدہ کے اول میں ہے دوسرا عہد کہ خاص واسطے اتباع بنی امی کے لیا ہے اور مذکور اس کا سورہ اعراف میں ہے تیسرا وہ عہد کہ تمام انبیاء سابقین سے واسطے تائید اور تصدیق پچھلے نبیوں کے لیا ہوا اور ہم گاہ بنی اسرائیل کے گروہ میں بہت نبی گذرے ہیں اور بنی اسرائیل اپنے تئیں ان نبیوں کی امت مین گنتے ہیں پس ذکر اہل و عورات ان کے اوپر لازم الوفا ہوا اور مذکور اس عہد کا چھ واسطہ سورہ آل عمران کے ہے چوتھا عہد کہ علی العموم آدم کی اولاد سے لیا ہے جیسا کہ اس جگہ مذکور ہوا یا سب علماء سے لیا ہے جیسا کہ آخر سورہ آل عمران میں مذکور ہے یہ عہد بھی بنی اسرائیل کے فرقہ پر کہ اپنے تئیں حضرت آدم کی اولاد میں سے اور عالم کے گروہ سے گنتے ہیں لازم الوفا ہوا پس اس جگہ بنی اسرائیل سے پورا کرنا ان چاروں عہدوں کا طلب کیا گیا اولاً اس تقریب سے کہ دفا کرنا عہد کا تقاضا جہت انسانی کا ہے اگر اس میں قصور کر دے تو انسانیت کے دائرہ سے خارج کئے جائے گا اور ثانیاً اس طرح سے کہ ہر عہد کے مقابلہ میں مینے بھی عہد دیا ہے اگر کوئی طرح پورا کرنے ان عہدوں میں سے ہو پس طریقہ اس کے حاصل کرنے کا پورا کرنا عہد کا ہے پس گویا ایسا ارشاد ہوا کہ دفا کرنا عہد کا جو پھر دی اور سن پروری اپنی سے نکرو اور طریقہ اور معاملہ سوداگری کا چھوڑو کہ اس طرف سے کچھ دینا اور اس طرف سے دس گنا لینا ہے اور اگر تمہارے لہین یہ بات آوی کہ منفعہ نہ نکال کرنا اگرچہ بہت ہوں اس وقت خوب ہونا ہے کہ خوف ضرر کا نہ ہوا اور ہم کو ان عہدوں کے پورا کرنے میں بہت ضرر معلوم ہوئے ہیں ایک ضرر یہ کہ مرتبہ اور ریاست ہماری برہم ہو جاوے اور یہ بھی ضرر ہے کہ نذر اور نیازین اور فتنے اور تحفے کہ ہم مذہب ہمارے سے حکموں سے ہیں ایک حکم موقوف ہو جاوین اور یہ بھی ضرر ہے کہ اگر توبہ اور بخیل کے احکام ہم موقوف کر دیں معاملہ ثلوث ستانی کا کہ ہم کرتے ہیں بالکل بند ہو جاوے اس واسطے کہ در صورت فریج ہونے ان دولتوں کا ہون کے کوئی ہم سے ان احکام کو کہ ان میں منہج ہیں دریافت نہ کیا آوے بھی ضرر ہے کہ ناخوشی قوم اور قبیلہ اور قرا کی ہم سے ہوگی اور جدائی اور ترک کرنا تمام امور و کردار کی رشتہ داروں کی کہ بسبب قومیت کے اور قربت کے ہے خصوصاً میں آوگی اور اسی کی مانند اور ضرر بھی ہیں پس ہم پورا کرنے ان عہدوں کے اگرچہ سختین ہیں ان بڑے نقصانوں سے خوف کرتے ہیں اور عامل کا کام یہی ہے کہ جس چیز میں بھی ہوا ضرر بھی ہو اس سے بچے ہم کہتے ہیں

منہ

سید محمد علی

برای مطالعه بیشتر

توفیق

اسلام آباد

میں نے

۱۰۰

مجلس

مجلس

10

تجارت کا دفت

مستطی

10/10/19

金

المستوفى

100

۱۳۰۲

ان عہدوں کے پورا کرنے میں تھوڑے تھوڑے ضرور کٹا اندیشہ کرتی ہوئیں چاہیے کہ جو مضر بین نہ پورا کرنے عہد میں ہوں کہ وہ ہزاروں درجہ ان مضر توں سے زیادہ بین اندیشہ کو واسطے کہ بیچ صورت بیوفائی کے ہم قدم سے ناخوش ہونگے اور ناخوشی ہماری وبال دنیا اور آخرت کا ہر پس پل نہ دو تو مضر توں کو آپس میں ہانکے کہ ان کے درمیان میں تفاوت آسمان اور زمین کا ہی بلکہ دنیا کی مضر توں سے ڈرو کہ اس میں میری ضماندی ہو سکتی ہے وَاِیَّایَ فَارْهَبُوْا یعنی ناخوشی میری سے البتہ ڈرو اور اس سے ڈرو کہ ان کے عوض میں نہیں ہو سکتی ہیں جیسا کہ کہا ہے بِسْمِ اللّٰهِ اِذَا فَاْرَقْتَهُ عِضٌّ + وَلَیْسَ لِلّٰہِ اَنْ فَاْرَقْتَهُ عِضٌّ اِسْرَ جُلُجْہَ جَانَا چاہیے کہ سختی بہت کے تحت عرب میں ڈرنا ہر نصیر کرنے سے کسی کے حق ادا کرنے میں اور یہ ڈرنا عذاب اُس کے سے ہر اور یہ نصیب اہل ظاہر کا ہی یا ڈرنا جلال اُس کے سے ہر اور وہ لائق اہل اہل کے ہر اور خوف پہلا زائل ہو سکتا ہے اور خوف دوسرا زائل نہیں ہو سکتا ہے یعنی خوف جلال اُس کے کا ہر وقت موجود رہتا ہے اور اسی واسطے دایہاں وہی فرمایا یعنی اس کلام میں خوف اپنے جلال کا بیان کیا اور اس طرح نکلا کہ وہ من عقابہ فارھبون یعنی اور عذاب میرے سے ڈرو اور یہ بھی جانا چاہیے کہ اہل کتاب پہلے سے ساتھ ریاست اور جوہر لائق کے مالوف تھے اور مذہب اور نیازین اور تھے آدمیوں سے علم اور تعلیم کے حیلہ سے لیتے تھے کہ انہیں دین کا ان کے اوپر بہت شاق تھا پس صبر اور پراس مشقت کے اور متابعت کرنی غیر الزمان کی کہ ان سے وقوع میں آوی سبب زیادتی ثواب کا ہے اللہ کے نزدیک اور اسی واسطے حق مومنین اہل کتاب کے سورہ قصص میں ارشاد ہوا اَکْرٰوْا لَکُمْ یٰۤاٰیُّوْنَ اَحْمٰہُمْ مَّوَدِّیْنَ بِاَصْبٰہِہٖ اِیہ لوگ دے جاؤ گے ابراہیم اور ہار بربیب صبر اُن کے کو اچھین میں ساتھ روایت ابو موسیٰ حرشی کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخصوں کو ثواب دگنا جناب آہی عطا ہو گا اول جو کوئی کہ اہل کتاب میں سے اسلام کے ساتھ مشرف ہو دوسرا وہ شخص کہ سی مدخولہ اپنی کو آنا ذکر کے پھر اپنے نکاح میں لاوے تیسرا وہ غلام کہ بندگی خدا کی بھی داوے اور اپنے مولیٰ کی خدمت میں بھی قصور نہ کرے پس فرقہ بنی اسرائیل کو جیسا کہ پہچاننا ہمارا خزانہ ان کے مشقت بہت کھینچنی پڑی گی ویسی ہی اتنی ثواب کی بھی زیادہ رکھنی چاہیے مصرع شیر عنایت دہم بشیر عنایت مشقت کو نظر میں لانا اور بڑی بڑی مسفتوں اور فائدہ ان حرم میں

لکھا اور فرما کہ اعلیٰ حضرت کا کام نہیں جیسا کہ انہی کے لکھا ہے مگر ہوں علینا فی المعالی نفق سناہ و
 من خطب الحسناء علیہ فیغلا المہمہ اور اگر تم سے عمدہ لوگ تھیں کہ ساتھ اس پیغمبر کے ایمان لاؤ
 اور اس کتاب کو پڑھا جانو پھر بھی تمہارے ذمہ واجب تھا کہ اس کتاب پر ایمان لائے تم اس پر طبع
 جو موافق حق کے ہو البتہ حق ہر ادویہ کام فاعل کا نہیں کہ جس چیز کو حق جانے اور جو چیز اسے نفی
 ہوا اسکا انکار کر سوا سوائے کہ اس صورت میں انکار حق کا لازم آتا ہے جس قسم اس پیغمبر کو برحق جانو
 واضعاً بما آتوہ یعنی ایمان لاؤ تم ساتھ اس کتاب کے کہ اتاری میں نے اور مکتوبینا معلوم ہوا کہ
 میری اتاری ہوئی ہر اسوائے کہ معجز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسرہا ربیت ہر اسوائے کہ مصدق
 علیہ السلام یعنی موافق ہر اس چیز کے کہ ہمراہ تھا ہے یعنی تورات اور انجیل اور زبور اور موافق ہر
 صحیفوں پہلے نبیوں کے بیچ اعتقاد ذات اور صفات اور احوال ملا کہ کے اور نبیوں کے قصوں میں اور
 اور دفع کے ذکر میں اور توحید اور عبادت کے امین اور گہاڑ کی سخی میں آجس چیز میں انکو خلاف
 کتابوں نبی کے جانتے ہو یعنی نسخ ہونا بعض حکمون تورات اور انجیل کا پس اگر تامل کرو یہ بھی دلیل قوت
 کی اور شاہد تصدیق اسکے کی ہر اسوائے کہ اس کتاب میں جا بجا مذکور ہے کہ دین موسیٰ اور دین عیسیٰ
 کا حق ہر اور احکام تورات اور انجیل کے اپنے وقت میں حق تھے پس ایمان لانا ساتھ قرآن کی تکلیف
 کرنا ہر ایمان لانے کو ساتھ تورات اور انجیل کے بیچ احکام منقضہ آنکے کے اور ان کتابوں میں جو خبر
 اس پیغمبر کے آنیکی اور اس کتاب کے اثر نیکی بھی موجود ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ بسبب آنے اس پیغمبر کے
 اور نازل ہونے اس کتاب کے تکلیفات مشاقہ اور احکام بھدی تم سے رفع ہونگے پس اگر یہ پیغمبر اور یہ کتاب
 ان حکمون کو نسخ نہ کرے تو وعدہ خلا فی الدنیا کی تصور ہوگی پس بسبب نسخ کر نیکی تصدیق ان کتابوں
 کی کرتی ہے اور واسطے اسی نکتہ کے صراحت اس طرح فرمایا کہ اصنوا بالقرآن وبطلوا الکتاب بلکہ
 طریق کثایت کا اختیار کیا اسوائے کہ کثایت میں مبالغہ زیادہ ہوتا ہے صریح سے اور اس کثایت سے علت
 وجوب ایمان کی بھی سمجھی جاتی ہے اور اگر تم کو اس قرآن میں اور اس پیغمبر پر ایمان لانے میں باوجود
 قائم ہونے دلیل عقلی کے اور اس عمدہ کے کچھ شبہ باقی ہے تو ایسا کر کہ پہلی مرتبہ میں ساتھ انکار اور کج
 کے پیش آوے بلکہ اپنی کتابوں کی طرف رجوع کرو اور احوال اس قرآن اور اس پیغمبر کا تمہیں کہ ان کتابوں میں لکھا ہے
 مطابق کرو کہ شان عقل و الوہوبی جو لا تلو فاقول گا وہ یعنی اور تم ہونے اور ان آدمیوں کے کہ یہ

والسنتہ حق پوشی انکی کوین اسواسطے کہ دوسرے فرقے اہل کتاب کے تابعداری تمھاری کر کے انکار اور
 ٹکڑی کر کے اور بال انکار تمھاری گردن پر پڑے گا اور اسوقت تک کہ مشرکین مکہ اور قریش نے کہ انکار
 اور تکذیب اس پیغمبر کی اور اس قرآن کی ہے دیرہ ولسنتہ حق پوشی نہیں کی بلکہ سبب جہل و بے
 خبری اپنی کے اور جہالت اور نادانی کے سبب سے پس لایق اس کے نہیں کہ کوئی پیروی انکی کرے یا
 تمھارے کہ باوجود واقف ہونے احوال اس پیغمبر کے اور اس قرآن کے سے چشم پوشی کر کے حق کو چھپا
 تو حقیقت کفر کی کہ حق پوشی ہر پہلے تم سے وقع میں آئی گی گو کفر حکمی تم سے پہلے بھی اور دن سے نرود
 ہوا اور اس کے کفر اہل کہ کا خاص اس قرآن کیسا تمھنھا بلکہ توحید اور محاد اور تمام پیغمبروں اور تمام
 کتابوں الہیہ کا انکار تھا اور تم اپنے زعم میں ان سب چیزوں کو حق سمجھ کر خاص سی قرآن کے منکر ہو
 ہو پس تم خاص انکار کرنا والوں قرآن کے اور اول شمار کے جاوے گا اور یہ امر بہت بعید ہے اسواسطے کہ
 جو کچھ اس قرآن کے مذکر توحید اور نبوت اور محاد و خوبی عبادت اور برائی گناہ کی سے ہو بکویج اعتقاد
 کر کے پھر انکار کرتے ہو اور یہ دلیل تعصب کی ہے اور مشرکین مکہ چونکہ سب چیزوں کے منکر تھے اگرچہ
 میں ان چیزوں کا ذکر کرنا یقین نکریں اور انکار کیا تھا پیش آہوں چندان بعید نہیں کہ انکار مضمون اس
 کتاب کے سے انکار کیا جا بھی لازم آتا ہو اگر تصدیق تمام مضمونوں کتاب کی کر کے پھر انکار کیا
 کر میں تو دلیل تعصب و عناد کی ہو اور اگر گوتم کہ ہر چند یہ کتاب موافق وعدہ توریت اور انجیل کے
 نازل ہوئی ہو اور آیتین توریت اور انجیل کی کہ بیچ آنکے وعدہ اس کتاب کا ہی ہمارے پاس ہو جو دین
 لیکن اگر اور پران آیتوں کے عمل کوین ریاست اور مرتبہ ہمارا بالکل فوت ہو جاوے بلکہ کارخانے معاش ہمارے
 کے ہم ہر چھوٹی گئے پس اس واسطے اس ضرورت اور عموم بلوے کے ان آیتوں کے اوپر ہم سے عمل نہیں ہو سکتا
 اسواسطے کہ خرچ کے سبب تکلیف ساقط ہوتی ہو جواب ابراہیم پر سب اسواسطے سے کہ دنیا کے ضرور و کثرت
 بڑا سمجھتے ہو اور انکار خوف کرتے ہو اور ناشی ہمارے سے نہیں ڈرتے اور دنیا کے فائدہ کو آیتوں کے عمل کے
 فائدہ سے افضل سمجھتے ہو اور یہ کام نہایت قبیح ہو اور توریت اور انجیل میں مذمت انکی وارد ہو پس اگر
 ایمان ساتھ توریت اور انجیل کے رکھتے ہو اس کام سے دست بردار ہو و کائنات دنیا یا آتی
 مٹنا قلیلاً یعنی اور خیر نہ کر دیری آیتوں کے عوض نیکی صورتی قیمت کو کہ بہت ثواب ان آیتوں کے
 کوئی شے نہیں اور باوجود اسے سب فانی ہو اور کوئی عاقل قلیل کو اور کثیر کے اور فانی کو اور باقی

تفسیر غیبی
 فالسنتہ حق پوشی
 انکی کوین اسواسطے
 کہ دوسرے فرقے اہل
 کتاب کے تابعداری
 تمھاری کر کے انکار
 اور ٹکڑی کر کے اور
 بال انکار تمھاری
 گردن پر پڑے گا اور
 اسوقت تک کہ مشرکین
 مکہ اور قریش نے کہ
 انکار اور تکذیب اس
 پیغمبر کی اور اس
 قرآن کی ہے دیرہ و
 لسنتہ حق پوشی
 نہیں کی بلکہ سبب
 جہل و بے خبری اپنی
 کے اور جہالت اور
 نادانی کے سبب سے
 پس لایق اس کے
 نہیں کہ کوئی
 پیروی انکی کرے
 یا تمھارے کہ
 باوجود واقف
 ہونے احوال اس
 پیغمبر کے اور
 اس قرآن کے سے
 چشم پوشی کر
 کے حق کو چھپا
 تو حقیقت کفر
 کی کہ حق پوشی
 ہر پہلے تم سے
 وقع میں آئی گی
 گو کفر حکمی تم
 سے پہلے بھی اور
 دن سے نرود ہوا
 اور اس کے کفر
 اہل کہ کا خاص
 اس قرآن کیسا
 تمھنھا بلکہ
 توحید اور محاد
 اور تمام
 پیغمبروں اور
 تمام کتابوں
 الہیہ کا انکار
 تھا اور تم اپنے
 زعم میں ان سب
 چیزوں کو حق
 سمجھ کر خاص
 سی قرآن کے
 منکر ہو ہو پس
 تم خاص انکار
 کرنا والوں
 قرآن کے اور
 اول شمار کے
 جاوے گا اور یہ
 امر بہت بعید
 ہے اسواسطے
 کہ جو کچھ اس
 قرآن کے مذکر
 توحید اور نبوت
 اور محاد و خوبی
 عبادت اور برائی
 گناہ کی سے ہو
 بکویج اعتقاد
 کر کے پھر انکار
 کرتے ہو اور یہ
 دلیل تعصب کی
 ہے اور مشرکین
 مکہ چونکہ سب
 چیزوں کے منکر
 تھے اگرچہ میں
 ان چیزوں کا ذکر
 کرنا یقین نکریں
 اور انکار کیا
 تھا پیش آہوں
 چندان بعید
 نہیں کہ انکار
 مضمون اس کتاب
 کے سے انکار
 کیا جا بھی لازم
 آتا ہو اگر تصدیق
 تمام مضمونوں
 کتاب کی کر کے
 پھر انکار کیا
 کر میں تو دلیل
 تعصب و عناد کی
 ہو اور اگر گوتم
 کہ ہر چند یہ
 کتاب موافق
 وعدہ توریت اور
 انجیل کے نازل
 ہوئی ہو اور
 آیتین توریت اور
 انجیل کی کہ بیچ
 آنکے وعدہ اس
 کتاب کا ہی ہمارے
 پاس ہو جو دین
 لیکن اگر اور
 پران آیتوں کے
 عمل کوین ریاست
 اور مرتبہ ہمارا
 بالکل فوت ہو
 جاوے بلکہ کارخانے
 معاش ہمارے کے
 ہم ہر چھوٹی
 گئے پس اس
 واسطے اس ضرورت
 اور عموم بلوے
 کے ان آیتوں کے
 اوپر ہم سے عمل
 نہیں ہو سکتا اس
 واسطے کہ خرچ
 کے سبب تکلیف
 ساقط ہوتی ہو
 جواب ابراہیم پر
 سب اسواسطے
 سے کہ دنیا کے
 ضرور و کثرت
 بڑا سمجھتے
 ہو اور انکار
 خوف کرتے ہو
 اور ناشی ہمارے
 سے نہیں ڈرتے
 اور دنیا کے
 فائدہ کو آیتوں
 کے عمل کے
 فائدہ سے
 افضل سمجھتے
 ہو اور یہ کام
 نہایت قبیح ہو
 اور توریت اور
 انجیل میں مذمت
 انکی وارد ہو
 پس اگر ایمان
 ساتھ توریت اور
 انجیل کے رکھتے
 ہو اس کام سے
 دست بردار ہو
 و کائنات دنیا
 یا آتی مٹنا
 قلیلاً یعنی
 اور خیر نہ کر
 دیری آیتوں کے
 عوض نیکی
 صورتی قیمت
 کو کہ بہت
 ثواب ان آیتوں
 کے کوئی شے
 نہیں اور باوجود
 اسے سب فانی
 ہو اور کوئی
 عاقل قلیل کو
 اور کثیر کے
 اور فانی کو
 اور باقی

کے ترجیح نہیں دینا ہو یا گائی کا فائز یعنی اور ناخوشی میری سے چاہئے کہ پر سیر کو رقم اور میرے
اور ریاست کے چلے جانے سے اندیشہ نہ کرو اس واسطے کہ عوض اس کا ٹھکانہ کسب خوشنودی میری کے
حاصل ہو سکتا ہو اور میری خوشنودی سے ریاست اور مرتبہ بدل نہیں ہو سکتا ہی باقی اس جگہ کہ ایک مال کا
طلبہ وہ یہ کہ اس آیت کی تفسیر میں کہ نہ خرید و رقم بدلے آیتوں میری کے قیمت تھوڑی پس خرید قیمت کا
اسے کیا سنی ہیں اس واسطے کہ عرفین رائج اس طرح ہے کہ قیمت سے اسباب خریدتے ہیں نہ یہ کہ اسباب
دیوین اور قیمت کو خریدین پس اگر آیتوں کو متاع ٹھہرایا جاوے اس طرح کہنا چاہئے تھا کہ لا یطیعوا الباقی ثمن
قلیل یعنی مت چھوٹے آیتوں ہماری کو ساتھ قیمت تھوڑی کے اور اگر آیتوں کو قیمت مقرر کریں پس اس طرح
کہنا چاہئے کہ ولا تشتروا بالباقی متناہا قلیلا یعنی مت خریدو آیتیں ہماری و دیگر متاع تھوڑی
کو اور جو ترکیب کہ انجلیہ مذکور ہو دو نو ترکیبوں سے علیحدہ ہو چکی ہو کیا ہو جواب اس کا یہ ہو کہ اصل مقصود
بالذات آدمی کو اس واسطے حاصل ہونا فائدہ و آخرت کا ہو کہ اسبب رضا مندی خدا اور فرمانبرداری الہی کے
میر ہوتے ہیں پس حقیقت میں بیچے گئے فائدے آخرت کے ہیں کہ اہل کتاب ان کے بدلے میں شرفین
اور تحفے اور ہدیے اور حصے مقرر کئے ہوئے اور کھیتیاں اور میوے اور اعانت اور نصرت اور دوستی
اور قربت کے فائدے لینے تھے اور فائدہ دینا کے مقصود بالذات نہیں ہیں بلکہ یہ وسیلے آخرت کے
حاصل کرنے کے ہیں جیسا کہ کہا ہو الدینا فرعة الاخرة یعنی دنیا کھیتی آخرت کی ہو پس حقیقت میں دینا اور
جو چیزیں دنیا کی ہیں بمنزلہ نقدی کے ہیں کہ قیمت اور چیز دنیا کی جیسے نفع اٹھایا جاوے ہو سکتی ہیں اور
خود نافع نہیں ہیں اور ہر گاہ کہ اہل کتاب نے فائدے آخرت کے برابر کر کے ان فائدہ و فناء ہونے والوں کو
کہ مقصود بالذات تھے اس کے عوض میں لیا گیا یا انھوں نے معاملہ اٹھا کر لیا کہ جس چیز کو دینا تھا اس کو لیا
اور جس چیز کو لینا تھا اس کو دیدیا پس اللہ تعالیٰ نے موافق غلط فہمی ان کی کے یہی ترکیب ارشاد فرمائی
کہ ولا تشتروا بالباقی ثمننا قلیلا گویا اس میں اشارہ فرماتے ہیں کہ آیتیں میری یہی تھیں کہ ان کو
کسی چیز کے حاصل کرنے کا کرتے بلکہ مقصود بالذات تھیں اور اگر اس کے عوض میں کوئی چیز ایسی بھی لینے کہ قابل فریاد
کے ہوتی تو بھی صورت معاملہ کی درست ہوتی لیکن تم نے اس کے عوض میں یہی چیز لی کہ فانی اور چلی جائیگی جو کہ حکم
قیمت کا کتنی ہو اور دینے کے لائق نہ لینے کے لائق نہیں جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین علیؑ فرمایا جو میت قدا و لعل
الناس الدنيا باربعة اکل وشرطین ومنکوح ومنجھر اکلان فکنت فیہ الی + روت و ہول و مطن و مرفوضہ یہاں

تفہیم
سید احمد علی
بانی
آلہ
نعمتی
وفا
خلیفہ

ایمانی وار کتب

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے۔

میں نے کہا اور
پھر پھر پھر

میں نے غلام
میں نے زبان پر

1

جاننا چاہئے کہ ہر پندہ میں ظاہر میں نصیحت بنی اسرائیل کی واسطے لیکن حقیقت میں خدا واسطے چند فرق اس میں
 بھی ہے کہ بعض آیتوں انہی کے طور پر ہی نصیحت دیتے ہیں اور وہ نعمت عظمیٰ پر یاد کرتے ہیں چنانچہ حضرت امیر المؤمنین علی بن
 الخطابؓ نے اس آیت کی تفسیر میں ایسا ہی فرمایا ہے کہ وہ مضمیٰ بن اسرائیل و درجہ ما لیسع ہذا الا انک عنہ کو فرق
 علما و کما بسبب جنہوں نے انسانی کو دنیا داروں اور ظالموں کے ساتھ خلط کرتے ہیں اور واسطے جائز کرنے اور درست
 کرنے ناجائز باتوں انہی کے روایتیں غیر معتبر اور غیر مشہور نکالتے ہیں یہاں تک کہ اس جلیلہ سے باعث اور شہوتوں
 اور لذتوں انہی کے ہوتی ہیں فرقہ و سر قاضیوں کا کہ ثبوت کھاتے ہیں اور معتقون میں پاک کا کہ واسطے شہوت
 کے حکم شرع کے بدلے ہیں اور مدعی کو مدعا علیہ اور مدعا علیہ کو مدعی قرار دیتے ہیں فرقہ تفسیر با و شاہوں اور طرہ
 عالم کا کہ وہ مظلوموں کی نہیں دیتے ہیں اور اوپر احوال کا رندوں اور تصدیقوں اور کارپردازوں اپنے کے
 اطلاع اور تفتیش نہیں کہتے ہیں اگرچہ رعایا پر تعدی کریں فرقہ چوتھا دینوں اور تصدیقوں دفتر کا کہ ہر
 تحصیل کرنے والوں کے اور خارج لینے کے عیا سے خوف آخرت کا نہیں کرتے کہ موافق حکم خدا اور رسول کے
 ایسا چاہیے فرقہ پانچواں علم پڑھنے والوں اور عطا کرنے والوں کا کہ غرض انہی کا کھلانے احکام الہی سے حاصل کرنا
 دنیا کا مطلب ہوا جس شخص سے امید فائدہ کی ہو اسکی طرف خوب توجہ ہوں اور جس جگہ توقع نفع کی ہو وہی بے پروائی
 اور بخلی کرے لیکن فرقہ تعلیم کرنے والے ان کو نہ نکالے ان کو نہ پڑھائے کیرا اسطے لو کہہ دیتے ہیں وہ اس گرد
 میں داخل نہیں اسواسطے کہ لو کہی انہی کو عن تعلیم انہی کا نہیں ہے بلکہ وہ مشاہدہ اجرت محنت انہی کا کہ
 صبح سے شام تک پتہ گھر سے ملحد ہو کر اور اپنا کاروبار سائن کا چھوڑ کر ان کو نہ بٹھے ہنگامے اور پراختلافی
 کرتے ہیں اور جیسے کہ چرواہا اپنی بکریوں کو جگہ جگہ سے گھبرا کر کے اکٹھا کرتے ہیں ایسے ہی مسلم ان کو نہ کچھ
 ان کو جمع کر کے احتیاط سے رکھتے ہیں البتہ یہ بات واقعی ہے کہ جو شخص فقط تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کے اوپر
 بغیر مقرر کرنے مکان یا وقت کے اجورہ طلب کرے اس فرقہ میں شمار کیا جاوے گا اور بیعت اجرت امامت کے
 اور اذان اور خطبہ کے اختلاف عالموں کا جو بعض کہتے ہیں کہ بجا نہیں ہے چنانچہ عبادت میں ہیں اور اجرت لینے سے عبادت
 کا تو خارج ہے تاہم اگر وہ بعض کہتے ہیں کہ بجا نہیں ہے اس واسطے کہ اجرت اور اس کے ملکہ اور پرانے اس عبادت کے سچے مکان
 یا وقت خاص کے عبادت یہ خصوصیت داخل عبادت نہیں ہیں اسواسطے وہ اجرت جائز ہے اور تحقیق یہ ہے کہ پہلے نا
 میں امام اور خطیب اور موزن خالص خدا کو اسطے یہ کام اختیار کرتے تھے اور قاضی و مفتی اور محاسب و خراج
 اور شہادہ و زکوٰۃ کے صرح کرنے والے اسی نیت سے اپنے کام میں مشغول ہوتے تھے اور جو وقت ان کے اندر میں خلفاء شہید اور

میان امامت کی تم
 کا کوئی نیکو کار
 است بین میں ۱۳
 دکانی پڑھنا ہوا
 کو ذکر ہوسکتا ہے
 لا شہد باکی ثبات
 غیلامین داخل ہوا
 تفسیر خلیلی
 غلابہ و خوبان
 اقلیٰ میں ابرار
 کا نام اس کا کام
 سلطان عباس
 سے روایت کی ہے
 کہ اس واسطے کہ
 بیخبروں کو
 اور وہ اصل کو
 شہید
 کے بعد
 کے بعد

دیکھا کہ ان لوگوں نے اللہ کی واسطے ان کا منہ کو اختیار کر رکھا ہے انہی منہ کی واسطے مسلمانوں کے مال و زمین و مرد و خراج و شہر و کھجور کے طور پر مقرر نہیں کرتے تھے رفتہ رفتہ کہ سستی اسلام کی ہوئی گئی ان کا منہ کو بھی مثل اور پیشو کے ایک صورت میں بنائی ہوئی اس واسطے اس میں یہ وجہ مباح بنی ہوئی کہ ہر کافر و غیر حرام کے جو حق اللہ و رسول اس سے ضرور باقی رہا ایک اور مسئلہ کہ اجرت یعنی اور تہذیب و تہذیب کے کفران میں ہر ہوا و یہ بالاجماع جائز ہے اور فرض اس کے جو اہل گنہگار ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے جو اس کے واسطے جو ان میں دگر گین اور اور کتابوں مستبرہ میں بھی اس کا ذکر ہے اور علماء عقیقین نے ایک قاعدہ مقرر کیا ہے کہ بہت کام کا ہے انھوں نے کہا کہ جو کہ جو چیز یا نسل عبادت ہو خواہ فرض میں ہو خواہ فرض کفایہ خواہ سنت ہو کہ اس کے اوپر اجرت یعنی جائز نہیں جیسا کہ تعلیم قرآن اور حدیث اور فقہ کی اگر قید اس کے ساتھ نہ ہو اور مثل نماز اور روزہ اور طہارت اور ذکر اور تسبیح کے اور جو چیز کہ کسی وجہ سے عبادت نہیں اور وہ مباح محض ہے اس کے اوپر اجرت یعنی جائز ہے جیسا کہ افسون کرنا ساتھ قرآن کے یا تہذیب لکھنا اور مانند اس کے اور جو عبادت میں کہ سبب مقرر کرنے کے یہ بھی مباح کہ مباح ہوتی ہیں ان کے اوپر بھی اجرت یعنی جائز ہے جیسا کہ تعلیم قرآن کی لڑکوں کو کہ فقط تعلیم قرآن ہی نہیں بلکہ صبح سے شام تک گھر پر بیٹھنا اور خبر دہری ان کی کرنی کہ دگر اور شرارت نکالیں بھی اس کے ساتھ ہوتی ہیں اور یہ چیز میں عبادت نہیں اور یہ بھی جانا چاہیے کہ جیسا کہ اور عبادتوں اور بندگان کے اجرت یعنی روا نہیں ایسے ہی اور چھوٹے گناہوں اور بچے محرمات کے بھی اجرت یعنی جائز نہیں اور یہ بھی اجرت کے حکم میں ہے کہ منصب کو اسطے محرمات سے بچے رہیں کہ اگر ہم محرمات سے بچیں گے منصب ہم سے نہیں جاوے گا کہ ظاہر میں اجرت نہیں دو تین آدمیوں کو عالموں سے دیکھا گیا کہ جب تک قضا اور افتاء کے عہدہ پر تھیں تھے باجے اور فرائض کے سننے سے نہایت کنار کش تھے بلکہ فقط سننے آواز مباح سمجھی اعتبار کرنے تھے جبکہ اس عہدہ سے محروم ہونے سے تدارک یافتہ کا جو عمل میں لائے باقی ہیں اس جگہ کسی تفسیر میں اس مقام میں بیان انکا کرنے میں اول یہ کہ بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تم کافر پہلے ساتھ استکبار کے نہو اور حال یہ کہ بنی اسرائیل کا پہلے کافر ہونا ممکن تھا اور منع فعل کی جب ہو دے کہ ممکن ہو اس واسطے کہ آدمی کو نہیں کہہ سکتے کہ اوپر آسمان کے سمت اڑا اور بنی اسرائیل کا اول کافر ہونا اس سے ممکن نہیں کہ پہلے ان کے کہے کہ کفر کون نے اور قریش نے دس برس تک کفر اختیار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو طعنے کی تکلفیں دیتے تھے جواب اس کا

بیان اجرت لینے کا
اور تہذیب کے
بیان عدم جواز
اجرت کا وہاں
چونکہ ان کا منہ
تفسیر خلیلی
تفسیر جلال
علیہ
اسلام کے حق
شہر و شہر کے
بین سب نہیں
یعنی اسے اولاد
یعنی اسے تہذیب
اسے اولاد کے لئے
بہت سے حکم کیا
تہذیب کے
یاد رکھو کہ جسے
فرعون کے

عین تفسیر میں گذر کر اکراد کا فرق ہے اس جگہ دیدہ و دانستہ حقیقات کا چھپا بیوا لاہور دینی سوسائے اہل کتاب کے اور دین میں ممکن الحصول نہیں اور اہل کتاب میں سے پہلے دعوت اس دین کی اسی فرقہ بنی اسرائیل کی طرف پہنچی کہ جسے خطاب اس کلام کا ہو اور دوسرے مفسرین نے ایسا کہا ہے کہ اس جگہ لفظ مثل کا محذوف ہو اصل میں لا نکو فاما مثل اول کا فہم ہو یعنی نہ تم نہ پہلے کا فہم کے ساتھ ایک اور حاصل یہ کہ تم باوجود جانشینت اس پیغمبر کے اور حقیقت قرآن کے اسد کفار کہ کی نمود اور بعضوں نے کہا ہے کہ من اهل الکتاب اس عبارت میں متدر ہے اصل میں اس طرح شکاک ولا تنکون اول کا فہم من اهل الکتاب یعنی اور نہ تم پہلے کا فہم تھا اسکے اہل کتاب میں سے اس واسطے کہ بنی اسرائیل اور اہل کتاب سے قرآن کے انکار کرنے میں سابق ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ ضمیر یہ کی طرف ما معکم کے پھرتی ہو نہ طرف ما انزلت کے یعنی تم اول اُن لوگوں میں سے نہ کہ ساتھ کتاب اپنی کے کافروں اس واسطے کہ کفر تھا اساتھ اس قرآن کے موجب کفر تھا یہاں ساتھ کتاب اپنی کے ہوا اور تاک جہاں میں ایسا کوئی نہیں گذرا ہو کہ اپنی کتاب سے کافر ہوا ہو پس اگر تم یہ کام کرو گے ادا فرماؤ میں کافروں کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ مراد اول کافر سے وہ ہے کہ پھر دسنے اس قرآن کے کفر قبول کرے بے اس کے کہ اس کحال میں نال اور غور کرے اور عقل اپنی سے سوچے دوسری بحث یہ ہے کہ لا نکو فاما اول کا فہم یہ سے بطریق مفہوم مخالف کے سمجھا جاتا ہو کہ کافر ہوا نکا جائز ہو لیکن اول کافر ہونا چاہیے اور ایسے ہی لا تشذوا بآیاتنا فمن اقلید بھی اسی راہ سے دلالت کرتا ہو کہ اگر شریعت ہو تو مضائقہ نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ مفہوم مخالف کا اس وقت میں اعتبار کرنا چاہیے کہ منطوق صریح اور خلاف اسکے کے دال نہ ہو اور اس جگہ میں اصنافاً بما انزلت اور دوسری آیتیں بہت دلالت اوپر حرمت کفر کے مطلقاً کرتی ہیں علاوہ اس کے دلالت مفہوم مخالف کی کلیہ بھی نہیں جیسا کہ در بیان لا تا علیکم الا باضعافاً مضاعفة اور رفع السموات بغیر عمل تروفا کے کہا ہو بحث دوسری یہ کہ پہلی آیت کو ختم کیا ساتھ فارہیوں کا اور دوسری آیت کو ساتھ فائقوں کے اور حال یہ ہے کہ معنی بہت اور الفاظ کے ایک ہیں یعنی ڈرنا اور پرہیز کرنا تفسیر میں کرنے میں ایک لفظ کیساتھ ایک آیت اور دوسرے لفظ کیساتھ دوسری آیت کے کیا لکھتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ آیت پہلی میں اب تک بنی اسرائیل کو صریح خطاب ساتھ ایمان کے نہیں ہوا تھا پس گویا ابھی تک یہ نہایت اپنی پر باقی ہیں اور یہودیوں کی اصطلاح میں خدا سے ڈرنے کو یہ بہت اور نہ بہانیت کہتے ہیں اور خدا سے

تفسیر غفر بنی
ما معکم کے پھر دسنے اس قرآن کے کفر قبول کرے بے اس کے کہ اس کحال میں نال اور غور کرے اور عقل اپنی سے سوچے دوسری بحث یہ ہے کہ لا نکو فاما اول کا فہم یہ سے بطریق مفہوم مخالف کے سمجھا جاتا ہو کہ کافر ہوا نکا جائز ہو لیکن اول کافر ہونا چاہیے اور ایسے ہی لا تشذوا بآیاتنا فمن اقلید بھی اسی راہ سے دلالت کرتا ہو کہ اگر شریعت ہو تو مضائقہ نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ مفہوم مخالف کا اس وقت میں اعتبار کرنا چاہیے کہ منطوق صریح اور خلاف اسکے کے دال نہ ہو اور اس جگہ میں اصنافاً بما انزلت اور دوسری آیتیں بہت دلالت اوپر حرمت کفر کے مطلقاً کرتی ہیں علاوہ اس کے دلالت مفہوم مخالف کی کلیہ بھی نہیں جیسا کہ در بیان لا تا علیکم الا باضعافاً مضاعفة اور رفع السموات بغیر عمل تروفا کے کہا ہو بحث دوسری یہ کہ پہلی آیت کو ختم کیا ساتھ فارہیوں کا اور دوسری آیت کو ساتھ فائقوں کے اور حال یہ ہے کہ معنی بہت اور الفاظ کے ایک ہیں یعنی ڈرنا اور پرہیز کرنا تفسیر میں کرنے میں ایک لفظ کیساتھ ایک آیت اور دوسرے لفظ کیساتھ دوسری آیت کے کیا لکھتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ آیت پہلی میں اب تک بنی اسرائیل کو صریح خطاب ساتھ ایمان کے نہیں ہوا تھا پس گویا ابھی تک یہ نہایت اپنی پر باقی ہیں اور یہودیوں کی اصطلاح میں خدا سے ڈرنے کو یہ بہت اور نہ بہانیت کہتے ہیں اور خدا سے

دُنیا کی مصلحت میں پہلے رہبان کہتے ہیں پس اس سے کہہ آفرین خطاب ساتھ لفظ مصلحت کی گستاخا اور ہر گاہ کہ
آئینہ میں ساتھ کراہیے ماسور ہو اور مومن کے خوف میں شخص کہ نہ اسے ڈرنا ہو کہ مومن کہتے ہیں اس پر یہ گارہی درین میں
کوشاکا اتوی کہ توین ایچہ اس آیت میں خطاب ساتھ لفظ اتوی کے مناسبت یہ ہوا اَلَا اِنَّہٗ ہر طرف ہو کہ شخص کیلک
وہاں رہنمائی کیا اور دوسری نہایت میں دخل ہوا اس کو چاہئے کہ تمنا کہ اپنے لفظ کے کسی پہلے میں نہ کہ تمنا کہ اسے اور
کہ تمنا کہ اس میں کچھ نہ ہو تاکہ اللہ تعالیٰ ہر شتاہ واقف نہ ہو اور چھ مضمون نے اس کی آیت میں اور اتقوا جو ہر سے پروردگار
کو آئینہ میں کیلک کہ ہر بہت اکثر اس حکم سے تعالٰیٰ کی جاتی ہے کہ جائزہ وقوع ہو یعنی سب خوف ایسی شے کو کہ تمنا کہ اس شے کا
ہو نہ جائز ہو یعنی جسے ہو نہ کیا ہو یا نہ ہو اور اتقوا اس کے لئے لاجا نا ہو کہ جس شے کا ہو نہ لفظ ہی ہو پس ہر جہلی آیت کے
کہ انکو ساتھ ایمان اس کتاب کا مقرر فرمایا تھا انکے ذہن میں عذاب ہوا و پکڑنے کے جائز تھا یعنی نہ تھا اور دوسری
آیت میں کہ انکو ساتھ ایمان قرآن کا مقرر فرمایا اور قرآن میں وعدہ ہر چہ پاک کا فرود کو یقیناً عذاب ہو گا پس ہر جوار
یقین کے ساتھ بدلیا اور ساتھ اتفاق کا مقرر ہو کر چوتھی یہ کہ یہاں کسبئی السوریل کو اعتقاد و یقین کامل ہو گیا
اور فرمایا اور دو طریق سے راہ ہدایت کی ایک یہ کہ اگر نادم کا ہو اور دوسرے اہل عہد کے انکو جملہ ایا اب انکو فرما
ہیں کہ جیسا اور پھر اسے واجب ہو کہ اپنے تئیں مگر ای سے بچاؤ اور اس پر اس کتاب کا بیان لاؤ اور عمل کر نیسے
اور اُن آیتوں کے کہ تمہاری کتابوں میں ہر شان اس پیغمبر اور اس قرآن کے تمہارے پاس موجود ہیں بسبب
خیال دوہرے مقرر ریاست کے دل کو نہ چھپاؤ اور ایسے ہی ذمہ تمہارے واجب ہو کہ دوسرے کو اغوا اور گمراہ نہ کرو
بہانے اور گمراہ کرنے کے دو طریق ہیں کہ پہلی اور کبھی وہ اس واسطے کہ جس شخص سے دلیل ہدایت کی منی ہو پس اس کے گمراہ
کر نہ کا طریق یہ کہ اس دلیل میں ہر شہدہ الین تاکہ نہ کی اس شخص کے حق اور باطل بلجا دے اور اس کو تشویش
ہو جاوے اور جس شخص نے اصل سے دلیل ہدایت کی منی ہو اور پیغمبر محض رہے اس کے گمراہ کر نہ کا طریق یہ ہے
کہ ہدایت کی دلیل میں اس سے پوچھ کر کہیں اور اس کو دلیل ہدایت پہنچے بھی نہیں اور واسطے منع اُن دونوں طریقوں کے
فرماتے ہیں کہ وَلَا تَلْسَنُوا یعنی اور نہ تمہارے مصلحت عوام اپنی سکاو پکڑو الحق یعنی سچی بات کو اور وہ یہ کہ
عوام لوگ توریت اور انجیل در دوسری کتابوں آئینہ کی آیتوں سے موافق عبارت آئینہ اور مطابق سابق اسباب
کے مطلب سمجھتے ہیں اور انکے مضمون سے نبی آخر الزمان کا اور قرآن کا ہر حق ہونا انکے ذہن میں بیٹھا ہی آئینہ
یعنی ساتھ تاویل اُن کی اپنی کے کلاس میں حاجت انصار کی یا منی غیر حقیقی کے طرف لیا جائیکہ مخالفت سابق
اور سابق کی ہرے جیسا کہ بہت فرقہ گمراہ اس کے بھی مثل خارجیوں اور افضیوں اور مترنوں اور قدیوں

تفسیر خلیلی
جمعی روایت
اور خود اللہ نے
یا اور کیا تھا کہ
بہر جمعی ہم
کا ایک جہت ہو
ہی ہر شے میں
دیگے اور شے برابر
خوش میں سے
اور جہت عکس کیلک
کو گمراہ ہو گئے
نشت لے لیکر
علا لفظ سکے
پہلے لے لے
حق چھپا لے لے
یہاں سے

منہج البلاغت سیرتہ نے بنیاد رکھ کر بعد بلا و فلان کے نقل کیا ہے خلاصہ یہ کہ اگر پرمرد علم کے درجہ تک
کہ کوئی وجہ نہ ملے اور اگر اور نیکی ایجنڈہ نہ نکھیں جیسا کہ مذکور ہے واجب ہے کہ خود راہ پائے والے ہوں پس
اسے بنی اسرائیل تک بھی لازم ہے کہ ان دونوں طریق انکوائے سے پرہیز کر دے ورنہ ممکن ہے یعنی اور حال یہ کہ
تم جانتے ہو کہ حق حق اور باطل باطل حق حق جو چھپا نا چھپا ہے اور باطل کو ہم رنگ حق کے کر کے ظاہر کرنا چاہو
اور یہ قید اس واسطے بنائی ہے کہ کبھی شبہ نہ کرنا ساتھ باطل کے اور پوشیدہ کرنا حق کا خطافہی کی راہ سے بھی
کہ اسکو صحیح عرف اصول والو کی خطا ہر تادی سکتے ہیں ہوتا ہے اور پوشیدہ کرنا حق کا عمل مناسب
سخت کا نہیں کہ فکر کی طرف ہونچا دے بلکہ اس میں تفصیل ہے اگر صاحب اس خطا کے نے بیچ تلاش
کرنے حق اور حجب کرنے اسباب ہدایت کے کوشش کمال دھج کی کی اور ذہن اسکا طرف صرف حق کے نہ ہونچا
ہو بلکہ اجڑا جاوے گا اور اگرچہ دریافت کرنے حق کے موافق مقصد و اپنی کے کوشش تھی اور ساتھ فکر سرسری
تقاعد کر کے خطا کی البتہ وہ تحقق عتاب و درامت کا ہے لیکن باوجود اسکے نوبت طرف کفر کے نہیں پہنچتی
بمخلاف اس صورت کے کہ حق پوٹی اور فریب دیدہ و دانستہ کیا کہ وہ کفر کی طرف نہ چلا گیا اور بعض مفسرین نے
کہا ہے کہ معنی دانقہ قلمی کے یہ ہیں کہ تم قباح اس فعل کی جانتے ہو اور ہر جنس پوشی اولیٰ میں
باوجود نہ جاننے قباح اسکی کے بھی حرام ہے لیکن باعث جاننے کے نہایت پیچ ہوئی ہے جیسا کہ ہر کو جان کر کھانا
پس یہ قید واسطے بیان کرنے زیادتی قباح اس فعل انکے کے ہے ہر کچھ جاننا چاہیے کہ اکثر عوام جانتے ہیں
کہ تحصیل علم دینی کی ساتھ خوف اس مسئلہ کے مشرک اور جبل میں رہنا ہرگز اسواسطیکہ عالم کے حق میں باوجود
جاننے احکام شرع کے کہ فلامی چیز واجب ہے اور فلامی حرام ہے لہذا ان حکموں کی کرنی زیادہ برائی ہے
پر نسبت جاہلوں کے کہ ان سے مخالفت احکام شرع کی اور دانستہ ظاہر ہوئی ہے پس علم حاصل کرنے میں یہ وبال سخت اپنی
گردن لینا ہے اور علم نہ سیکھنے میں اس وبال سے امن سے اور واسطے تاکید اس عقدا پسنے کے حدیث ابو داؤد
اور ابن مسعود کی کہینچ مصنف ابن ابی شیبہ اور کتاب الزہراء امام احمد کے موجود ہر لائے ہیں کہ قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبل ان لا یعلموا قولا لئلا یعلموا وبل ان یعلموا ولا یعل سب مرات یعنی فرمایا
رسول اللہ نے وبال ہے کہ شخص اس شخص کے کہ نہیں علم کتاب پر کہا اور حضرت نے اسکے حق میں بھروسہ نہ
منہ یا اور اگرچہ اللہ تعالیٰ البتہ عالم کر دے اسکو اور وبال ہے واسطے اس شخص کے کہ عالم ہے اور عمل نہیں
کرتا ہے اور اسکے واسطے سات بار فرمایا اور رفع اور در کرنا اس شبہ کا یہ ہے کہ حقیقت میں وبال جبل کا

مفتی

مجلس

مجلس شورای اسلامی

خواب
آفت وصال

۱۰۰

عبد المجيد

وَأَمَّا الْفُلُ فَأَمَّا الْفُلُ

مصدقہ
جہاد اول
سیدنی
آزاد

وہ

کتابخانه

تاریخ و جغرافیہ

پیشانی پر تھیں۔

مجلس

فرمان

نظاری و پویا

والی سہ ماہی

مجلس

اوسکو
میں سے

پیشکش

زیادہ ہو دال علم ہے عمل سے اس واسطے کہ جہل میں فرض ترک ہونے ایک علم اور دوسرا عمل اور علم بے
عمل میں ایک شے فرض ترک ہوئی کہ وہ عمل جو پس مواخذہ کہ اوپر ترک و فرض کے کیا جادے زیاد
سخت اور بڑی اس مواخذہ سے کہ اوپر ترک ایک فرض کے کیا جادے البتہ یہ بات ہو کہ باوجود علم کے
عمل نکرنا عقل کے نزدیک بہشتیج و کھلائی دیتا ہو اور آدمیوں کے نزدیک جاہل معذور ہوتا ہو لیکن اس وقت
ترخیص اس علم کی ضرورت نہاد اگر تحصیل اس علم کی ضروری ہو پس آدمیوں کے نزدیک بھی وہ جاہل
زیادہ تر معطل اور ملامت کیا گیا ہو جیسا کہ کوئی شخص اپنے باپ کو نہ پہچانے اور اس کے ساتھ معاملہ علانی
کا کرے یا والدہ اپنی کو نہ پہچانے اور اس کے ساتھ معاملہ کو نہ لے گا اگر وہ جو حدیث شریفہ میں آیا ہو کہ جاہل
کے حق میں ایک بار دلیل ہے اور عالم بے عمل کے حق میں سات بائیس یہ بات اوپر حکم ہونے عذر
جاہل کے حالات نہیں کرتی ہر بلکہ اوپر کثرت عتاب اور ملامت عالم بے عمل کے کرتی ہو کہ اگر کفر میں
ملاست ہو سکتی ہو اور جاہل کے اوپر فقط ملاست محال کہ نہ علم کی ہر جیسا کہ ناظر لیبیا نکار کرنے دین کے منازرہ
اور زکوٰۃ اور حج اور واجبات کے مواخذہ سے چھوٹ جاتا ہو اگر جو عذاب کہ ایمان نہ لانے اس کے پیغمبر جو ہزار
جسے سخت زیادہ عذاب ترک کرنے واجبات اور محرمات کے سحر ہے ایسے ہی اس جگہ سمجھنا چاہیے کہ ایک
جاہل کا زیادہ سخت ہو ہزار دلیل عالم بے عمل کے سے اور ایک ظریف نے اس شبہ عوام کو ایک شخص سے
سنا کہ اس کے جواب میں کہا کہ یہ بھی ہرکت علم کی سے ہو کہ بال جاہل کا کٹر دال عالم بے عمل کے سے ہو کہ
حدیث کو سمجھ کر شبہ نہیں میں آیا پس انکار کرنا فضیلت علم کا لیب اس شبہ کے کٹاؤں کرنا ہو سکتا
فضیلت علم کے اس واسطے کہ اگر علم سنا کا ساتھ اس حدیث کے حامل نہ ہوتا تو یہ تہذیب دل میں گذرتا
اور اس حیلہ سے تخفیف عذاب اسکے کی کب معلوم ہوتی اور ہم کا کہ نبی اسرائیل کو واسطے بھیج کرنے عفا
اور ان سے گمراہی اور گمراہ کرنے سے حکم فرمایا اب بیان فرماتے ہیں کہ اگر تم نے اس کتاب اور اس
پیغمبر کی تصدیق کی اور حق بات سے چھاپانے سے اور غلط کرنے اس کے سے بھی باز ہو فقط استدرت نجات
تمہاری حاصل نہیں ہوتی ہر جب تک کہ حکام است کتاب کے مالہ اور اس پیغمبر کی اطاعت نہ کرو اور اپنے پیغمبر
اس کے گروہ میں داخل نہ کرو اس واسطے کہ عمل نہ کرنا اس کتاب نہ ہو بلکہ ہر کسی طرح کا تغیر اور تبدل نہوا اور حق
پوشی بھی اس میں نہ ہو جائز نہیں بلکہ اوپر تمہارے لازم ہو کہ شہادت کی صلہ میں بیرونی اسی کتاب
اور اسی پیغمبر کی اور تمہارے فقیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ الزکیٰ یعنی اور قایم کہ تم نماز کو اور دو رکہ کو موافق حکم

فیہ تفسیر
نور الدام
دین کا شہاد
سنت جو بزرگ
ہو فیہ
جاہل و کافر
کتاب کو
پیش کرنا
میں کیا غلطی
کو زیادہ ہی
میں پیش کرنا
ہو کہ کھانا
دیکھی اور کبھی
ظلم کرنا اور
جلد سے جاننا
دین کا شہاد
انوں میں
وہاں میں کس
جو دوزخ میں
دین بزرگ

اس کتاب کے اور اس پیچہ کے بلکہ فضائل اور مستحبات دین میں بھی ببردی اسی کتاب و راسی پیچہ کی
کروم اس واسطے کہ بعض فضائل اور مستحبات اس جنس سے ہوتے ہیں گو یا کہ شعار دین کے ہوتے ہیں
اور ان کا کرنا علامات قبول کرنے اُس دین کی ہوتی ہے جیسا کہ جماعت نماز میں ایسا ہے نماز کو تہمانہ
پڑھنا اور اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَیْہِمُ التَّائِبِیْنَ یعنی اور نماز ساتھ جماعت کے پڑھنا ہر گز اور نماز پڑھنے واسطے کہ اس
شریعت میں نماز جماعت کا ثواب ستائیس جزیا ہے ہر تہا پڑھنے سے اور جماعت کی نماز خاصہ
اسی دین کا ہے اور دینوں میں نہیں اور اس مقام میں نماز کو لفظ کعب کے ساتھ بیان کیا اس واسطے کہ یہ لوگوں
کی نماز میں رکوع نہیں اور رکوع خاصہ اسی امت کا ہے پس گو یا ایسا ارشاد ہوا کہ نماز کو مسلمانوں کے طور پر پڑھو
رکوع کیساتھ اور کعب کو اس خوبی کیساتھ ادا کرو کہ ایسا معلوم ہو کہ مقصود بالذات رکوع ہے ہر نماز کے فعل
میں سے تاکہ دین تمہارا ساتھ دین اسلام کے یقینی ہو اور اس آیت سے اکثر شافعیوں نے دلیل پکڑی
کہ کافر کو کفر کی حالت میں جیسا کہ تکلیف ایمان کی ہے ایسی ہی تکلیف اور عبادتوں کی جیسا کہ نماز اور
روزہ اور رکوع بھی ثابت ہے اور حنفیہ جواب دیتے ہیں کہ یہ خطاب بعد خطاب ایمان کے ہے گو یا ایسا فرماتے
ہیں کہ اول ایمان لاؤ بعد اُس کے نماز پڑھو اور رکوع دو لیکن حرف واؤ کا واسطے مطلق جمع کے ہے
اور اس تعقیب اور ترتیب کے دلالت نہیں کرتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حنفیہ کے نزدیک خطاب کفار کا
ساتھ عبادت کے کہ ملا ہوا ساتھ خطاب ایمان کے ہو کچھ مضائقہ نہیں رکھتا ہے اس واسطے کہ خطاب ساتھ
مجموع ایمان اور عبادت کے ہے نہ ساتھ عرف عبادت کے اور بعض حنفیہ نے لفظ اَقِمُوا الصَّلٰوۃ اور اَتُوا الزَّکٰوۃ
کو اوپر قبول کرنے امر نماز اور رکوع اور اعتقاد فرضیت الٰہی کے محل کیا ہے لیکن یہ معنی درست نہیں
ہو تیسرا واسطہ کہ قبول کرنا نماز اور رکوع اور اعتقاد فرضیت الٰہی کا بیچ مضمون اصنافاً بآئز لُت
مصلحاً لما تمکم کے داخل ہے حاجت تکرار کی نہیں اور بعض علماء ظو اہر سبب اقتضا اس آیت کے
اس طرف گئے ہیں کہ تہما نماز پڑھی جائے نہیں طلب کرنا جماعت کا نماز میں فرض ہے اور بعض
علمائے واسطہ باطل کرنے تمسک نیکے کے کہا ہے کہ قیدی مسیح الراجعین کی سے ثبوت جماعت کا نہیں
ہوتا ہے مقصود یہ ہے کہ ہمراہ مسلمانوں کے تم بھی بطورائے نماز پڑھو کہ جس میں کورخ ہو نہ یہ کہ تخریبہ
اور ادا میں بھی موافق ہو جیسا کہ جماعت کے اند ہوتا ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ لفظ صبح کا دلالت
اوپر واجب ہونے موافقت کے ساتھ مسلمانوں کے کرتا ہے خواہ ارکان اور ہیئت نماز میں ہو خواہ

تفسیر

ست کما حق است

تعمد و غفلت

ظرافت اور

سید سرفراز

منہج کا ارتقاء

پنپا سیرین

میں نے اپنے
میں سے

مفتی محمد رفیع الرحمن

پیشہ نصاب

انقلاب

مکمل طور پر

سایا و سبزه

پروپوزیشن

عمر الکریم

١٠٠

کہ شروع کے کاموں کو اوپر ادا مال اور خدمت بدنی کے قیاس کرتے ہیں جیسا کہ کسی نے کسی کے گھنے کر
 کسی شخص کو کچھ مال سے دیا یا خدمت یا تھکا پونے کر دی نزدیک اس شخص کے یہ مدد اور خدمت گویا
 مدد اور خدمت اس کے لئے کی ہوئی ہو اور اس کے واسطے شکر گزارا سکا ہوتا ہو اور کتاب کو لے کر یہ
 کام کیا اور طفیل ترے یہ نفع ہو تو بچا کر احکام شرعیہ ایسے نہیں ہیں بلکہ تکلیفات شرعیہ کو ایسا سمجھنا
 چاہیے جیسا کہ دلائل اور پرہیز کرنا مفر چیزوں سے کہ جب تک خود شخص بیمار و مستحال اس دوا
 اور اس پر ہیز کا کرے اس کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہو اور صحت بدن کی بھی حاصل نہیں ہوتی ہے
 اگر چہ اس کے فرمانے سے ہزاروں آدمی اس دوا اور اس پر ہیز سے آرام پاویں جیسا کہ طبیب کو اگر
 حاجت اپنے تنقیہ اور سہل کی ہو تو اور بیماریوں کے تنقیہ اور سہل سے اس کو کچھ فائدہ نہ ہو گا اور
 بدن امتلا سے کہ سبب احتلاط کے عارض ہو یا پاک نہ ہو گا لہذا واسطے دیکھ کر اسے مشہد کہ سبب
 غلط فہمی کے آیا تھا بطریق عتاب کے فرماتے ہیں اَنَّا مَوْذَنُ النَّاسِ يَاقُوتَ + یعنی آیا حکم کرتے ہو
 آدمیوں کو ساتھ نیکی کے مثل ادا کرنے نماز اور دینے زکوٰۃ کے اور پورا کرنے حمد کے اور ظاہر کرنے
 حق کے وَتَسْؤُنَ اَنْفُسَكُمْ یعنی اور بہلائے ہو اپنے نفس کو جس اپنے نفسوں کو نیکیوں کی طرف
 متوجہ نہیں کرتے ہو اور اصلاح انکی میں مشغول نہیں ہوتے ہو اور اپنے نفس کے حال سے ایسے غافل ہو
 کہ جو چیز بھول گئے ہو ہرگز اس کو یاد نہیں کرتے ہو اور غفلت میں گزارتے چلے جاتے ہو وَانْتُمْ تَتْلُوْنَ
 الْكِتَابَ یعنی اور حال یہ ہو کہ تم ہمیشہ تلاوت کرتے ہو کتاب الہی کی اور دوسرے لوگ اس کتاب کو
 تم سے سنا کر اور مضمون اس کے عمل کرتے ہیں بس حق تھا یا یہ ہو کہ سب سے زیادہ اور سب سے پہلے
 بیچ عمل مضمون اس کے کی کوشش کرو اور کتاب الہی میں بھی جا بجا پڑھتے ہو کہ جو کوئی برخلاف حکم الہی
 کے عمل کرے اور قول اس کا مخالف عمل اس کے ہو وہ شخص مستحق وبال اور عذاب کا ہے جیسا کہ
 قرآن مجید میں اسی امر کو تین مقام میں ارشاد فرمایا ہے اَوَّلُ بَيْعٍ اس آیت کے اور دوسرے بیچ
 آیت لَمَّا تَقُولُ لَنْ مَّا لَفَعَلُوْنَ کے اور تیسرے بیچ آیت مَا ارِيدُ اِنْ اَخَالَفَكَ اِلٰى مَالِكَ اَمْ عِنْدَ
 کے اور حائل سے بہت بعید ہو کر بیچ اصلاح حال غیر کے کوشش کرے اور بلا کت نفس اپنے کی سے
 چشم پوشی کرے اور ہمیشہ تلاوت کلام الہی کرے اور ہرگز موافق اس کے عمل نہ کرے اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ یعنی
 آیا پس تم نہیں سمجھتے ہو حتیٰ کتاب الہی کے اور بُرائی کام اپنے کی اور حال یہ ہو کہ مراحمہ عقل اور پر

تفسیر خلیلی

ترجمہ تفسیر عربی

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

سبب حاجت

برائی اس کام کی دلالت کرتی ہے اس واسطے کہ مقصود امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے یہ کہہ کر دوسرے لوگوں کی مصلحت اپنی کو جانیں اور ضرر اپنے سے بچیں اور ظاہر ہو کہ مصلحت نفس اپنے کی سمجھنی اور دوسرے کی مصلحت اس کی کا جاننا زیادہ تر مطلوب ہو اور دن کی مصلحت اور دوسرے کی مصلحت کے سے پس جو کوئی اور دوسرے کی نصیحت دے اور اپنے تئیں نصیحت کر نہو الا انہ وہ ایسی چیز کو اختیار کر رہا ہو کہ اس کو عقل صحیح قبول نہیں کرتی ہے اور بھی ایسی قسم کی نصیحت دینی سبب دلیہ کرنے اور دنیا پر گناہ کے اس واسطے کہ سننے والے کہیں گے کہ اگر ان چیزوں کی وعظ کرنا تو اس کے نزدیک کچھ حاصل ہوتی اور یہ ڈرانا اور سزا کی اس کی سچی ہوتی آپ کو واسطے برخلاف اس کے عمل کرنا پس معلوم ہوا کہ یہ سب نصیحتیں اس کی اپنے اصل میں اور ریشہ بہرہ انگاہت ہلکا جاننے دین کے حکموں کا اور حیات کر نیکا اور گناہوں کے ہونا ہو اور جو کہ نصیحت اور وعظ سے غرض ہو یہ بات اس کے مخالف ہو اور صاحب عقل ایسا کام نہیں کرتے کہ عین اس کام میں غرض اس کی کو توڑ ڈالیں اور اس قسم کا وعظ کہ عمل اس کا مخالف قول اس کے کہ ہو تو کلام میں بھی تاثیر نہیں ہوتی اور بات اس کی دلوں میں لگتی اور آدمی اس کی بات کو قبول نہیں کرتے پھر پس تمام محنت اس کی آدمیوں کے نصیحت کرنے میں رائگان پڑتی ہو اور کیا نکلیا اس کا برابر ہوتا ہو اس مقام میں جاننا چاہیے کہ بعضے ظاہر ہونے سے اس آیت کے ساتھ اور ساتھ دوسری آیت کے سورۃ صف میں ہو لا تقولوا لا تفعلوا دلیل بظری ہو اور اس بات کے کہ گناہ کو جائز نہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے اور یہ صحیح نہیں بلکہ حق یہ ہو کہ آدمی کو دوسرے کو نکالے کہ جو آپ بھی گناہ کو چھوڑے اور دوسرے کو بھی اس سے ہٹا دے اور اگر آپ اس نے گناہ کو نہ چھوڑا دوسرے کو نصیحت کر نیسے ہی کرے کہ ایک حکم کے چھوڑنے سے لازم نہیں آتا ہو کہ دوسرے حکم کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے اور عتاب اور مذمت کہ ان آیتوں میں آئی ہو واسطے منع کرنے واعظ کے وعظ سے نہیں بلکہ اس واسطے ہی کہ پہلے اپنے نفس کو پاک اور کامل کرے اور قاعدہ مقرر کیا ہو اصول کا ہو کہ جب انکا مجموعہ دوسرے کی کی طرف متوجہ ہوتا ہے ہر چیز پر علیحدہ علیحدہ ان دونوں سے انکا سمجھنا خطا ہو اسی قاعدہ کے موافق اس آیت میں بھی انکا اور چھوڑ کر نہ کرے اور بھلا نے نفس اپنے کے ہو اگر چہ یہ انکا بسبب بھلا نے نفس اپنے ہی کے ہو البتہ دن قیامت کے بلکہ دنیا میں بھی اس قسم کا عالم ہے عمل کی نصیحت اور پرانی بہت ہو گی جیسا کہ مخرج کی حدیث میں ساتھ روایت انس بن مالک کے کہ تمام صحاح ستہ میں موجود ہے

تفسیر خلیلی
یہ روایت دوسری کی
اور قرآن کی پرانی
صاف ظاہر ہوتی
ہے اس کو ان پرانی
نصیحت کا مخرج مل کر
یا بعضے بخاری یکر
یا بعضے کے خلاف
یعنی اپنی طرف سے
مت کر دوسرے کی
نقطہ اپنی طرف
کے لئے کر دیا
نویس الفہم
عرفوں کو بدل دیا
یا ہم کو بدل دیا
یعنی فہم کے
موانعی متعین
کر دیا یا متعین
ایسا کہ لا کر دیا

یہ روایت دوسری کی

وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے معراج کی رات میں ایک گروہ دیکھا
 کہ ان کے ہونٹوں کو لوگ کی مقررہ وقت سے کاٹتے ہیں اور جو وقت کاٹنے سے فراغت ہوتے ہیں پھر وہ
 دست ہوتے ہیں جن میں نے حضرت جبرئیل سے پوچھا کہ یہ جماعت کن لوگوں کی ہے کہا جبرئیل نے کہ یہ وہ
 کہنے والے تیری امت کے ہیں کہ آدمیوں کو نیکی کی واسطے کہتے تھے اور اپنے تئیں فراموش کرتے تھے
 اور جہنم میں ساتھ روایت اسامہ بن زید کے آنحضرت سے وارد ہے کہ قیامت کے دن ایک آدمی کو لا کر
 دوزخ میں ڈالیں گے اور اسٹریاں اُسکی نکل کر باہر پڑیں گی وہ شخص اُن انٹرویو کو کھینچتا ہوا چکر لگا
 جیسا کہ گدھا پکی کا بچے کے گرد پھرتا ہے اور دوزخی اُسکے پاس آکر کہیں گے کہ اے فلاںے تجھ کو
 بلانے مارا تو ہتھونیک باتیں بتلا یا کرتا تھا اور بڑے کاموں سے منع کرتا تھا وہ کہیگا کہ میں تمکو اتنا تھا اور
 نہیں کرتا تھا اور تمکو منع کرتا تھا اور آپ اُس چکر کو کرتا تھا اور خطیب اور ابن النجار ساتھ روایت جابر کے
 آنحضرت سے لائے ہیں کہ قیامت کے دن ایک گروہ ہشتون کا دوزخ کے آسمان کی طرف گدیر گا اور
 آواز دینگے کہ اے فلاںے اور فلاںے تمکو کیا ہوا کہ دوزخ میں جا پڑے اور ہم تمھاری تعلیم سے بہشت میں
 آئے وہ جواب دینگے کہ ہم تمکو تعلیم کرتے تھے اور آپ عمل نہیں کرتے تھے اور بربانی اور خطیائی ابن
 ابی شیبہ نے جناب بن عبد البر علی اور ابو ہریرہ سلمیٰ اور سلیم غطفانی سے ساتھ ہمارے
 روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عالم بے عمل ایسا ہے جیسے کچرنگ کی بٹی کہ اپنے
 تئیں جلاتی ہے اور دوسروں کو روشنی بخشتی ہے اور ہر گاہ کہ پورا کرنا عہد اور ظاہر کرنا حق کا اور چھوڑنا
 دین مالف کا اور تابعداری کرنا فی سبیل اللہ کی اور اگر نماز کا بطریق ہیشگی کے اور رعایت
 جماعت کی اور نیاز کو کا کھلے دل سے نفس کے اوپر بہت شاق اور بھاری ہے اس واسطے فرماتے
 ہیں کہ اگر عمل کرنا ان چیزوں کا جو اور دیکھتے ہو خود دم سے نہو سکے اور شکل معلوم ہو پس علاج اُسکا یہ ہے
 دو دو باتیں استعمال کروا سْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ یعنی اور طلب مدد کی کرو تم اور اُن کا
 کے کہ مشکل ہیں ساتھ صبر اور نماز کے اور صبر پس تین قسم ہے اول صبر اور شقت بندگی کے جیسا کہ
 اٹھنا واسطے نماز غسل اور وضو کے بعد وقت سردی کے اور جانا مسجد میں گرمی کے وقت اور
 اندھیرے میں اور اوپر اسی قیاس کے اور عبادتیں دوسرے صبر گناہ کی لذتوں سے کہ بے اعتنا
 طبیعت انہی طرف راغب ہوتی ہے تیسرے صبر کرنا اور مصیبت کے اپنے تئیں جس عارضہ اور غم اور غم

تفسیر تحلیلی

ایسا کہ روایت

پہچان دینے والا

درجہ میں جہان

جہان محمد رسول

اللہ علیہ الصلوٰۃ

والہ وسلم کی خدمت میں

موسیٰ ابن ان کو

لوگوں سے

پہچان دینے والا

آہستہ آہستہ

یا نبی اللہ

پہچان دینے والا

پہچان دینے والا

پہچان دینے والا

پہچان دینے والا

تفسیر غفری

سید غفری راہِ برحق
دہا دا جب ہوئی
طریقِ حق دا جب
ہو گیا دوسرا دھوکا
نہیں لگا کرین تو
اسی جی اسی
م کو بھی ان دونوں
دھبے لگا جائیں
بازیر کو نالازم ہو
دوسرا تہنیک
جو کو بوقتِ بات
معلوم ہو اسی پر
چھپا نا اصرار ہو
اور اس کا ظاہر
کو دیکھنا فرض ہو
مسلکِ حق کا دھبہ
سے فریاد نہیں
سے کوئی نہ

اور اور حرکتوں نامرغیہ سے بزدل ہوا وہ اور جب آدمی نے ان تینوں حالتوں میں
صبر کی عادت اختیار کی یقین ہو کہ ہر حال میں مالک نفس اپنے کا ہوگا اور نفس اس کا متلو بہ
اور عقل اس کی غالب ہوگی اور یہ سب چیزیں آپس آسان ہوگی پس صبر مثل دوزخ اور پھر
کے ہے لیکن جیسا کہ دوزخ اور پھر سے حفظ صحت اور امن مرض سے تباہی کی جی صبر سے ایمان مستحکم ہوا اور
حرف شریف میں وارد ہو کہ ایمان نصفان نصف فی الصبر ونصف فی الشکر روا البیہقی
فی شعب الایمان عن انس مرفوعاً یعنی ایمان کے دو ٹکڑے ہیں ایک ٹکڑا بیچ صبر کے اور ایک
بیچ شکر کے روایت کیا اس حدیث کو بیہقی سن بیچ شعب الایمان کے حضرت انس سے مرفوعاً گویا اس
حدیث میں اشارہ فرماتے ہیں اس بات کا کہ ایمان بمنزلہ صحت کے ہے اور صحت دو چیزوں سے حاصل
ہوتی ہے پہرہ اور دوا پہرہ صبر ہے اور دوا شکر ہے اور ہر گاہ کہ پہرہ نہ ہو دوا کچھ فائدہ نہیں کرتی
ہو اور پہرہ نہ ہوں دوا کے بھی مفید پڑتا ہے حضرت امیر المومنین عرقی علی کرم اللہ وجہہ نے صبر کو
جزو عظم ایمان کا قرار دیا ہے جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے بیچ کتاب الایمان کے اور بیہقی نے اُسے روایت
کی ہے کہ الصبر من الایمان بمنزلة الرأس من الجسد اذا قطع الرأس مات فی الجسد الایمان من
صبرہ یعنی صبر کو ایمان سے ایسی نسبت ہے جیسا کہ سر کو بدن سے جو وقت کاٹا جاوے سر کاٹھا
ہو وہ چیز کہ بدن میں ہو اور نہیں ایمان اس طرح جس شخص کو واسطے صبر نہیں اور اس واسطے حدیث
شریف میں بھی ساتھ روایت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ کے موافق قول حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ کے آیا ہے کہ ایک دن ایک شخص پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا اور پوچھا کیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الصبر والسماعة یعنی یا رسول اللہ کیا ہے ایمان فرمایا آپ نے صبر اور حیات
اور کبھی صحاح ستہ میں روایت ہے کہ ما اعطی احد عطاء خیر او سمع من الصبر یعنی نہیں دیا گیا
کوئی شخص عطا کہ بہتر ہو صبر سے اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حسن بصری سے روایت کی ہے
کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے اور اپنے پیاروں کو فرمایا کہ تم میں سے کوئی چاہتا ہے
کہ اس کو خدا تعالیٰ بغیر سیکھنے کے علم عطا کرے اور بغیر راہ جنگ اس کے راستہ ہدایت کا اس کو ملے اور کوئی
تم میں چاہتا ہے کہ حق تعالیٰ اس کی کوئی چیز کو خود دے اور اس کو دنیا کے یاروں نے عرض کیا کہ ہر شخص تم
میں سے یہی چاہتا ہے فرمایا کہ جو کوئی دنیا میں رہد قبول کرے اور رسی امید اپنی کی کو تانا کرے

حق تعالیٰ کو بغیر سیکھنے کے علم عطا فرماتا ہے اور بغیر ہدایت کے گمراہ کر دیتا ہے اور آگاہ ہو گمراہ ہو سکتا ہے
 ایسے آدمی پر ایمان نہ آئے کہ بادشاہت انکی بغیر قتل اور تکریر کے رونق نہ پکڑے گی اور دولت انکی بغیر بخل و ظلم کو
 برقرار نہ رکھے گی اور محبت انسے بغیر سستی دین کے اور پیر دی خواہش نفس انکی کے حامل نہ ہوگی پس جو کوئی تم
 میں سے اس وقت کو پاوے اور فقر اپنے کے صبر کرے اور دولت انکی سے اپنے تئیں ہٹا دے اور اپنا خوشی
 انکی کے صبر کرے اور محبت انکی سے دست بردار ہو اور اپنی دولت اپنی کے صبر کرے اور عزت کو چھوڑے اور غرض
 انکی بیچ ان امور کے سواے رضا مندی خدا کے چیز دوسری نہ ہوگی انکو ثواب بچاؤں دلی کا عنایت
 کرے گا اور حکم ترمذی نوادر الاصول میں ساتھ روایت ابن عباس کے لائے ہیں کہ میں ایک دن رولیف
 آنحضرتؐ کا تھا لیجہ پس پشت آنحضرتؐ کے سوار تھا فرمایا کہ میں تنگ کو کئی چیز ہیں کہ نفع دینے والی ہیں تم انکو
 سیکھ لے کہ البتہ فرمایا حلیہ بالعلم فان العلم خلیل المؤمن والحکمہ وزیرہ والعقل دليلہ والرفق اخوہ
 والبصير صديقہ یعنی لازم کر لے علم کو تحقیق علم و دست خیر خواہ مومن کا اور اولیٰ بمنزلہ وزیر اس کے ہے اور عقل
 بمنزلہ راہ براؤں کے ہے اور رفیق یعنی تواضع اور نرم خوئی بمنزلہ بھائی اس کے ہے جو کہ ہر وقت اس کے کام میں
 آتی ہے اور صبر بمنزلہ امیر اور سردار اس کے ہے جو کہ کوئی نعم بدون اعانت انکی کے فتح نہیں ہوتی جو کہ
 بیہقی نے اشعث بن سلامہ سے روایت کی ہے کہ اسے ابو حامر اسدی سے سنا کہ آنحضرتؐ نے ایک شخص
 کو بارون اپنے سے کہ ہمیشہ آپکی مجلس میں حاضر ہوتا تھا چند روز نہ دیکھا حال اسکا دریافت فرمایا یاد
 لے لے کہ اس نے فالانے پہاڑ میں گوشہ اختیار کیا ہے اور عبادت میں مشغول ہوا ہے فرمایا کہ اسکو میرے سامنے
 لاؤ جب وہ شخص آنحضرتؐ کی خدمت میں پہنچا فرمایا کہ تجھ کو کیا باعث ہوا کہ پہاڑ میں جا کر گوشہ اختیار کیا
 تو نے اور مسلمانوں کی صحبت سے کنارہ کیا تو نے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے تئیں صحبت
 آدمی نہ ملے عبادت خدا میں تنویش دیتی ہے فرمایا کہ صبر کرنا آدمی کا بیچ ایک صحبت مسلمانوں کے اور
 مکروہات اس صحبت کے اپنے اوپر گوارا کرنے بہتر اس عبادت سے ہیں کہ خلوت میں بیٹھ کر ساتھ برکت
 بجا لاوے اور بخاری نے کتاب الادب میں اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ساتھ روایت عبد اللہ بن عمر
 کے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ جو مسلمان آدمیوں کے ساتھ ملا رہے اور ان کی
 ایذاؤں پر صبر کرے بہتر ہو اس مسلمان کے انکی ایذاؤں پر صبر کرے اور انکی صحبت کو چھوڑ دے اور تمناں تہمت
 اسکی دو طریق سے جو طریق پہلا کہ نصیب عوام کو ہے جو کہ کوئی حاجت و پیش آوے اور کوئی چاہ

تفسیر خلیلی
 پوچھا جائے
 اور پوچھا جائے
 قیامت میں اسکو
 جس کی نقام
 دیا جائے گی
 (میں) بیان اس
 سچی معلوم ہو گیا
 یہ عالم کو اپنے علم
 کی اشاعت پر
 دلچسپی سے وفات
 دس سے تالیف
 سے فروغ حاصل
 مسلمان ہو کر
 جابلو کی رسم
 بیجا بیچ میں چھو
 ملا ہے اور بیض
 پس جلائے
 بزرگوں کی
 ہاتھ کی رہی

اسکا خجائین اور سرانجام اسکا نکر سکین واسطے حاصل ہونے اُس مطلب کے سجدین جاوین اور دو گانہ ادا کرین اور دعائیں مشغول ہوں اور اس طویل کو ترزی اور دوسرے صحاح کے اس وضع پر روایت کیا ہو کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت له حاجة الى الله والى احد من بنی آدم فليقلضها واليخس الوضوء ثم ليصل لکنتین ثم لیثن علی اللہ ولیصل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لیقلض لآله آله الا الله احمدا لکیر سبحان الله رب العرش العظيم الحمد لله رب العالمین اسئلک من جیات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمة من کل بر والسلاکة من کل اثر لا تدعنی ذنباً الا غفرتہ ولا هملاً الا فرجتہ ولا حاجة الا اریک رضی الا قضینک یا ارحم الراحمین ۛ یعنی کہ رسول اللہ نے جو شخص کہ ہوئے اسکو حاجت طرف اللہ کے یا طرف کسی آدمی کے پس چاہیے کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر چاہیے کہ پڑھے دو رکعتیں پس چاہیے کہ شایعہ اوپر اللہ کے اور چاہیے کہ درود بھیجے اور پڑھنی کے پس چاہیے کہ کہے لا الہ الا اللہ آخر تک اور فائدہ اس طریق کی استغاثت کا یہ کہ آدمی کو کوئی حاجت دنیا کی حاجتوں میں سے اپنی طرف نہ کھینچے ایچ حاصل کرنے اسباب اسکے کے مستغرق نہ کرے اور غفلت کا خدا کی طرف سے نہ جادے بلکہ پیش آنا حاجتوں دنیاوی کا اسکے حق میں حکم آنے نماز کا پکڑے اور نظر اسکی اور مابون سے منقطع ہو کر خالص سبب اسباب کیساتھ متعلق ہو اور ہر گاہ کہ تمام اسباب اسکے قبضہ قدرت میں ہیں اور اسی کے تصرف سے حج ہوتے ہیں اور اسی کے ارادہ سے علیحدہ ہو جاتے ہیں تمام اسباب کے بخون سے فراغت حاصل ہوئے اور خصوصیتیں اسباب کی کہ اکثر باعث حملہ بغض اور طرد کی ہیں اور باہداری ان آدمیوں کی چکی طرف سے صلوات ان اسباب کا متوجہ نظر سے ساقط ہوئے اور کم ہوا اسباب کا اور ذوال قہر و دیاست کا عقل کے نزدیک ہلکا معلوم ہوا اور چھوٹا ٹکانا دشوار و طریق دوسرا یہ کہ بیچ استغاثت کے ساتھ نماز کے محال ہونا مطلب کا لحاظ میں نہیں ہوتا ہو بلکہ کھینچنا نفس کا ساتھ تمام قوت کے طرف جناب کبریا خدا کے ہوتا ہو اس واسطے کہ حاجتیں دنیاوی اکثر سبب تنزل روح کے طرف شہوتوں اور اسباب شہوتوں کے ہوتی ہیں جیسا کہ کوہ عالم سے طرف عالم بالا کے کھینچا جاوے اور آخر قیامت کے روز رکالہ اور آہی کے اچھوٹی انوار طلال و جمال اسکے کی محال ہو دے اس طرف غفلت آجاتی ہو دنیا کی ہیز و فتنہ غلوہ و کا اسکے ہوں یا نہ ہوں خبر ہوتا ہے جیسا کہ غشی یا بھری ٹوٹے ہوئے کو وقت میں غم کیے یا باندھنے بھری ٹوٹی ہوئی کی

تفسیر غزیری
طہریت بیان کرتا
ہیں کہ شہوت و ادا
اُس کو خدا و رسول
کی بات مان لینا
وہ بھی پکڑیں
حجوت لانا و ہر
ہیں بغض متعلق
بھی اپنے لوگوں
اپنے ماسون کی
باتوں کو کھینچے
ہی اور پربریان
کو بہت میں ہیں
سے ان نادانوں
کو کھینچ ہو جاتا
کہ یہ غلطی کا کام
ہو جاتا ہے فقط
اسکی زور و ہر
دکان و حدیث
سے اٹھا کر لے لیا

فرمانبرداری اس کتاب اور اس پیغمبر کے مہم کو تاکہ فضیلت تمھاری اور پر تمام عالموں اس وقت کے بھی
 باقی رہی اور اس مرتبہ اور منصب سے کہ فخر الکار خانہ شریعت کی ہے معزول نہو تم مفسرین ظاہرین ہیں
 مضمون اس لفظ کے کہ فضیلت دینی بنی اسرائیل کی اور پر تمام عالم کے جو مرد کرتے ہیں اور حال یہ کہ کچھ
 جگہ تہذیب کی نہیں اس واسطے کہ حقیقت سے فرقہ بنی اسرائیل کا پیدا ہوا اس وقت خطاب تک کوئی فرقہ نہیں
 ان فضیلتوں کے ساتھ ان کے شریک نہیں ہوا ہے ان یہ بات یہ کہ بعد اس کے بنی اسرائیل نے دعوت اس
 پیغمبر کی قبول نہ کی اور ایمان اس کتاب کا ان کو میسر نہ ہوا اس سبب کہ اسے اور انا اور آدمیوں کے ہوسے
 لیکن یہ وقت مضمون کلام سے خارج ہے اس واسطے کہ تفصیل بنی اسرائیل کی اور پر تمام عالم کے اس وقت
 میں اس لفظ سے سمجھی نہیں جاتی ہر جگہ محل اشکال کا ہوا اور تفصیل مجمع فرقہ بنی اسرائیل کی اور فرقوں
 دوسرے کے بیچ فضیلتوں بیان کئے ہوئے کچھ قطع ہے کہ جو کچھ بعضے نا اہل فرقے کے لئے سبب شامت
 نفس اپنے کے اس فضیلت اپنی کو بر باد کیا اور اہل اساطیلین کو پیچھے جیسا کہ فارون اور سامری ہوا
 کہ تفصیل کل فرقہ میں یہ معزور نہیں کہ ہر فرد اس فرقے کا اور فرقوں سے افضل ہو جیسا کہ فضیلت فرشتوں
 سادات کی باقی امت پر اس بات کو نہیں چاہتی کہ ہر شخص اس فرقے کا غیر اپنے سے افضل ہو ایسی مثالوں
 میں نظر نہایت مجموعی کی طرف ہوتی ہے نہ ہر فرد کی طرف اور اگر بنی اسرائیل کہیں کہ پہلوں ہمارے
 شکر ان نعمتوں کا جو بنی ادا کر لیا ہے اور اس مرتبہ کو پہنچ گئے ہیں کہ اب جو کوئی اولاد انکی میں سے ہو
 یا ان کے ساتھ وسیلہ پڑے اس کو خوف باز پرس کا نہیں اور انکی شفاعت اسکے حق میں کافی ہے جو نہایت
 اتنی کی کہ ہمارے بزرگوں کے حال پر مصروف ہوئی ہماری نجات میں کارگر ہوگی کہ نام انکا ہم لیتے
 ہیں اور نسل انکی سے ہیں کہتے ہیں ہم کہ ساتھ اس خیال کے فریفتہ مت ہو اور آخرت کے دیکھو دنیا کو
 دن پر قیاس مت کرو واقعی کیا مائینی اور ڈرو تم اس دن سے کہ لا تجزئ فی نفس کا یعنی ادا نہیں
 کہ نہ کا کوئی نفس اگرچہ کیسا ہی کامل اور نہایت شکر گذار نہم حقیقی کا اور مقرب اسکی درگاہ کا ہوا ہو عن
 نفس کی شجاعت کی طرف سے گو بیجا حقیقی اسکا ہوا تمام عمر نام اسکا لیا ہوا اور اپنے تئیں اسکی طرف
 نسبت کیا ہو اگر شخص ناشکر ہو اور طریق کفر کا اختیار کیا ہو شیطان یعنی کسی چیز کو حقوق شکر کے
 سے جو ذرا سے واجب لاواہین یعنی جو حق اسکے ذمہ تھا دوسرا شخص وہی حق اسکی طرف سے ادا
 کرے اس واسطے کہ اس وقت میں اپنا شکر دوسرے کو دینا ممکن نہیں ولا یقبل عنہا شفاعت یعنی اور

تفسیر عربی
 دفع بہادری
 کہیں کیا پائیے
 یہاں کیا جاسا
 اس کی پیداوار
 میں بیوان تھو
 زکوۃ دفع بہادری
 (ب) (طرح جلد)
 آدھ جھون سے
 زکوۃ سے مراد
 صلوات فرمائی جیسا
 بتائیے عید کا
 صلوات دودار کٹر
 جہاں سے
 پابندی ہو بیعت
 ناز کو جہاں سے
 ساتھ ادا کیا کرو
 ناز کو جہاں سے
 یہاں سے
 زکوۃ کا حکم
 زکوۃ کا حکم

قبول کی جاوے گی اُس نفس شکر گزار سے سفارش اُس نفس تقصیر کرنے والے کے حق میں ہو جائیگا اور کافر ہوا اور کافر خدا کا شکر ادا یعنی اور نہ لیا جاوے گا اس نفس شکر گزار سے فدیہ یعنی ناشکر اور کافر سے جو حق تلفی اور ناشکری خدا کی ہوئی ہے اُس کے بدلے میں کوئی چیز دوسری دیوے اگر بالفرض وہ چیز اسکو ہم پہنچے وَاَهُوَ مُنْصِفٌ وُن یعنی اور نہ اُن لوگوں کے واسطے کہ تقصیر شکر میں کرتے ہیں کوئی مددگار ہوگا گذر اور غلبہ سے عذاب کو اُن سے دفع کرے اور اسے دفع کرنے عذاب کے منہ پر ان چار چیزوں میں ہیں یا ساتھ قہر اور غلبہ کے ہر یعنی کوئی زور سے اگر عذاب کو ہٹا دے اور اس کو نصرت دے تب بھی اور بالیقہر اور غلبہ کے ہر اور وہ دو قسم ہر یا نصرت بدون دینے کسی چیز کے خلاص کر دے اور یہ شفاعت ہر اور یا ساتھ دینے کسی چیز کے اور دوسری قسم یا ساتھ دینے اُس چیز کے ہر کہ ذمہ رکھے واجب تھی بعینہ جیسا کہ اگر ناقض کا اور تادان اور ال معاذ کا یا ساتھ دینے عوض کے خلاصی کر دین اور اس کا نام فدیہ ہر اور ہر ہر کہ چاروں راستے خلاصی کے آخرت میں نیست و نابود ہیں پس بھروسہ کرنا اُس دن میں غیر ہر ہے ہر اس مقام میں جاننا چاہیے کہ مستر لہ انکا شفاعت میں اس آیت سے دلیل پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان قیامت کے شفاعت نہ ہو لیکن یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ اس آیت میں نفی شفاعت کی اس کے واسطے ہر کہ جسے ہر شکر نعمت اسی کا نکلیا ہو اور ایسا شخص اور کوئی نہیں مگر کافر اور شفاعت ہی حق کافر کے بالاجماع مقبول نہیں ہر کوئی جگہ بحث اور نزاع کی نہیں باقی رہی اس جگہ کسی سوال جواب طلب ال یہ کہ ہم نفی شفاعت اور فدیہ کے تاکید ساتھ ضمیر کے نفرائی اور ہی نفی نصرت کے تاکید ساتھ لفظ ہم کے ارشاد کی اس طریق کے بدینے میں کیا لکھتے ہر جواب اسکا یہ ہر کہ لانا ضمیر لایچ ایسے مقاموں کے فائدہ صہر کا دیتا ہر جیسا کہ ہی بحث انافلت کے مقرر ہر جس سنی کلام کے یہ ہوئے کہ نصرت مذہبی مخصوص ساتھ کافر دینے ہر اور مسلمانوں کے واسطے اسدن میں نصرت ہوگی اس واسطے کہ انتقام اُنکا اُنکے دشمنوں سے قرار دہی لینا جیسا کہ دوسری آیہ میں صراحت مذکور ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَبِوَعْدِنَا لَا نَسِيْكَ وَحٰا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ یعنی تحقیق نصرت کریں گے ہم رسولوں اپنے کی اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائیں دینا میں اور آخرت میں اور ہمارے اوپر ہے نصرت ہر کوئی اور قبول کرنا شفاعت کا کہ بے حکم ہو اور لینا فدیہ اور چھٹی کا کسی کو واسطے خواہ مومن ہو خواہ کافر خواہ صلح خواہ فاسق ہر گز نہ ہو گا اس واسطے

تفسیر خلیلی

بیان فرماتے ہیں

پہلی معلوم ہو گیا

کہ زور سے

سمیٹنے سے جماعت

کی پابندی کا بھی

مستقل حکم ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم

فرضوں کو سجدہ

میں جماعت ہی

اور ان کی جیسی ہی

جگہ فرمائی ہے

بیان تک کی بات

میں حاضر ہر

مذہب پر ہر والوں

کے گھر ہی جلا

دارنے کا مشقت

مجاز فرمایا تھا

دعا اور ایسے

کہ شفاعت کیسے واسطے نہو ایواسطے لفظ نفس کا دونوں جگہ اور شہادت کا عالم واقع ہوا پہلے نفس میں تعظیم نفس
 شفاعت کر نیوالے کی ہوئی اور دوسرے نفس میں تعظیم نفس کی کہ جسکے واسطے شفاعت ہو اور شہادت
 میں تعظیم اس چیز کی کہ جس میں شفاعت کیجاوے حاصل یہ ہوا کہ کوئی شفاعت کر نیوالا کسی شخص کی
 کسی امر کو واسطے نہیں ہوگا اور حال یہ ہو کہ اہل ملت کا اتفاق ہو اس بات پر کہ فی الجملہ شفاعت
 ضرور ہو دیکھیں مستر لہ بیچ حق غیر صاحب کبر کے شفاعت جائز رکھتے ہیں اور اہل سنت صاحب کبر
 کے حق میں بھی کہتے ہیں الا کا فر کو کوئی شخص قابل شفاعت کا نہیں جانتا اور جواب اسکا یہ ہو کہ بہت
 آیتیں اور حدیثیں شفاعت کے ہونے پر دلالت کرتی ہیں پس تخصیص اس آیت کی ضرور ہوا اہل
 سنت کہتے ہیں کہ خاص کا فر کی شفاعت نہوگی اور کہتے ہیں کہ معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ شفاعت
 بے حکم الہی کے اُسدن قبول نہوگی ساتھ دلیل اسکے کہ بہت آیتوں میں نفس شفاعت کو مقید ساتھ
 اس قید کے فرمایا ہو مانند یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له فی کلمہ من فی الذی
 لا تنفع عندہ الا باذنه ومن جمیع ولا تنفع بطاع ولا تنفع الشفاعة عندہ الا لمن اذن له او صدق ثون
 متواتر سے ثابت ہوا ہے کہ سوا کافر کے کسی حق گناہ کارونکے حکم شفاعت کا ہوگا پس معلوم ہوا کہ بالکل مجوز
 شفاعت سے فقط کافر ہیں اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہوا واسطے کہ اسکا حکم کو واسطے
 رد کرنے خیال فاسد اہل کتاب کے اور جو ہم مذہب انکے ہیں لائے ہیں کہ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اولاد
 نبوی کی ہیں اور بزرگوں کے ساتھ توسل ہمارا ہر ہر خوف مواخذہ اور باز پرس کا نہیں ہوا اور جانتے
 ہیں کہ باوجود کفر اور دوسری برائیوں کے بھی بزرگ ہمارے ہمکار عذاب آخرت کے سے چھٹا لیں گے
 اور طریق رد کرنے اس خیال کا یہ ہے کہ جو شفاعت کہ تمھارے ذہن میں ہو اُسکے اوپر فریفتہ مت ہو
 اس واسطے کہ ایسی شفاعت اُسدن میں نہیں ہونگی بلکہ شفاعت ہر شفع کی اُسدن میں موقوف اور
 حکم الہی کے ہوگی اور جب کہ شفاعت اور حکم الہی کے ہوئی جگہ اعماد کی نرہی اس واسطے کہ فقط وسیلہ شفع
 کا اس امر میں کفایت کرے گا بلکہ حکم الہی بھی درکار ہوا اُسکا دونوں طرح احتمال ہو جائی اور چاہے نہ ہو
 چاہے کہ بعض توسل کے ساتھ ازان مت ہو کہ یہ توسل سبب متقل نہیں اور اسی واسطے بعض مفسرین نے
 ضمیر غزالی کی بیچ لایا قبل منافع شفاعتہ ولا یؤخذ منها عدل کے راجع طرف نفس تفسیر دار کے کی ہوا اور اسکو
 یعنی نہما کو قید شفاعت منفع کی کی چیز یعنی قبول نہوگی وہ شفاعت کہ اس نفس تفسیر دار کے وسیلہ اور زیادہ

تفسیر غزالی
 ہوا اسباب
 بھی سمجھی
 میں آجا آجا کر
 ضعف کے خود
 نہیں آسکتا
 شخص چلنی
 میں آکر کہ مسد
 مصداق پنجاب
 بیت ام او
 آیت نے فرمایا کہ
 غایت جہالت
 کتاب نہیں
 وسیع شدہ جا ہوا
 حق پر مضمون
 میں غیب ہی بلکہ
 کتب ہوئی اور
 صف کے کتب
 سید رکھنے کی
 سخت تاکید فرمائی

روشنی پڑی اُسکے سامنے ہوا اور بعضی چیزیں جو اُسکے مقابلہ میں نہیں ہوتی ہیں جیسا کہ گھر کی چھت
 اس فیض سے وہ محروم ہیں لیکن جب ایک طشت بھرا ہوا پانی صاف کا آفتاب میں رکھیں شعلہ آفتاب
 کی اُس پانی صاف سے طرف چھت کے منکس ہوگی اور اُسکو روشن کر دے گی پس ارجح انبیاء کی
 مانند پانی صاف کے درمیانی ہیں واسطے بخشش الہی کے جیسا کہ پانی صاف نے شعلہ آفتاب کو طرف
 چھت کے پہنچایا ایسی ہی یہ روحیں رحمت الہی کو عام مسلمانوں کی طرف پہنچاتی ہیں مگر اگر یہ بھی اُمتدار
 قبولیت لوز کی شرط ہے یہاں تک کہ اگر چھت استعداد روشن ہونی کی مطلق نہ رکھے تو پانی صاف کی
 وساطت سے بھی روشن نہ ہوگی مانند کافر کے کہ استعداد اُسکی برہم ہو کر بے نصیبیت ہو گیا اور ہم چند کہ
 چھت مقابلہ آفتاب کے سے محروم ہو لیکن صاف پانی کے مقابلہ میں ساتھ کمال درجہ کہ ہے اور سبب
 اُسی مقابلہ چھت کی روشنی پائی گئی اور جو کوئی کہ ایمان ساتھ نبیوں کے نہ رکھے مانند اس چھت
 کے ہو کہ ساتھ پانی صاف کے بھی مقابلہ اسکو حاصل نہیں اس صورت میں پانی کے سبب سے بھی
 روشنی اُس چھت کی تصور کرنے کی خیال خام ہو جائے گی کہ بنی اسرائیل کو مانند اس خیال خام کے کہ کہتے
 تھے یایوس کر کے واسطے تاکبید شکر بعضی نعمتوں کے لائے اسلاف پر مبذول ہوئیں تھیں یاد دلاتے ہیں
 اور فرماتے ہیں کہ تم سب نعمتوں میں سے اُن نعمتوں کو یاد کرو کہ نمودن قیامت کا تھا اور کوئی شخص نہ دون
 اور مردوں سے تمھاری یاد کو نہیں پہنچتا تھا اور ساتھ کسی وجہ کے عانت اور امداد کی وجوہات سے
 خلاصی تمھاری نہیں ہو سکتی تھی واذا یحییٰ کائنات اُکسے یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ ہم نے خلاص کیا
 اور نجات دی تم کو ساتھ قوت اپنی کے کہ کلمی نے باپ دادوں تمھارے اور یار دوستوں تمھارے
 اور واسطے اشارہ کرنے کمال قوت کے ضمیر جمع کی کہ صیغہ جمع متکلم مع الغیر کا ہے اختیار فرمایا اور الا
 شروع یا بنی اسرائیل پہلی سے اس جگہ تک صیغہ متکلم واحد کا مستعمل ہوا تاکہ توحید طرف باری تعالیٰ
 کے بیچ شکر کے اور ایمان لانے کے ساتھ آیتوں منزلہ اُسکی کے سمجھی جاوے قرآن الٰہی رفیع عظیم
 یعنی انا تھو ان تھو ان فرعون کے سے کہ بلے شمار تھے اور ذکر تابعین کا کیا باوجود اسکے کہ باعث بدسلوکی
 کا اصل میں فرعون تھا واسطے اشارے کے کہ طرف اُسکے کہ جو رئیس ساتھ کسی فرقے کے بدی
 کا ارادہ کرتا ہے اور وزیر اور امیر اور تابعین باطن میں خسیہ خواہ اوس فرقے کے ہوں تو
 اُس صورت میں مصیبت اس کی سہل ہوتی ہے اس واسطے کہ ارادہ اس رئیس کا بغیر شمار کرتے

تفسیر خلیلی
 کا فائدہ ہے صحیح نسخہ
 سر جیسا کہ لائے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیہ واخروہ وسلم
 حق پرستوں کا حال
 پوچھتے تو وہ کہتے
 حضرت پیمان
 دیکھی شبت دلائے
 مگر وہی راست ہے
 کہ بتاتے اور
 مریض کے چھوٹا کیا
 خیال سے خود
 بیان دلاتے
 مسیحیہ تباری
 منیبہ سلطان
 پہلے دین کا علم
 کچھنا فرض ہے
 جھوٹا کاسم نفس
 ہیں خود چل کر

اور سادہ ملازمین کے چند اہل پیش نہیں جانا ہوا اور اس حکم تابعین فرعون نے بھی فرعون سے زیادہ
مکر اور عداوت اس فرقے کے باندھی تھی اور سب کے سب برسرِ غاش ہو کر یسوع مسیح کو یعنی
پہنچاتے تھے تمہارے تئیں یسوع العذاب یعنی بڑا سخت عذاب اس طرح سے کہ یسوع مسیح کو کھانکے
یعنی بہت بے رحم کرنے تھے بیٹوں تمہارے کو اور یہ عذاب سخت تر عذابوں میں سے ہر واسطے کہ ہر ایک
کو بیٹوں کا سبب نیست اور نابود ہونے تمام فرقے کا ہوا اور یہ بھی ہے کہ اگر در در میں عداوت
کی بہت مکر رہتی ہوا واسطے کہ سب اور تلاش معاش کی ذمہ مردوں کے ہوا اور بھی قتل کرنا
کا بعد اس کے کہ کوشش اور مشقت بہت تکلیف حاصل اور پیٹ میں ہونے اس کے کھینچی ہوا اور وقت پیدا
ہونے اس کے امید قوی بیچ انتفاع لینے کے اُس سے ہوتے موجب نہایت کا ہش و مرج کا ہے
وہ بھی جنس بیٹے کی باعتبار جبلت بشری کے زیادہ محبوب و مرغوب ہوا جنس لڑکی کی سے تنگ
کہ عربوں نے کہا ہوا بیت سروران مالکھا ثالث + حلیۃ البینین و موت البناکس یہم فرج
رہنے بیٹوں کے درد عقلی بھی ہے اور دہ طبعی بھی ہوا اور دوا اہم کمال شدت کو پہنچے اور کاش تو اہم
فرعون کے تمام اولاد تمہاری کو خواہ لڑکے خواہ لڑکیاں قتل کر لے کہ بسبب اس کے بعضی مصیبتیں
ہی ہوتیں لیکن وہ فقط لڑکوں کو مار لے تھے و یسوع مسیح کو یعنی اور زندہ چھوڑ لے تھے لڑکیوں
تمہاری کو اور لڑکیاں ہر چند کہ ابتداً بیدار نشین محبوب اور مرغوب ہوتی ہیں اور پیاری پیاری باتوں
سے فریفتہ کرتی ہیں لیکن بعد جوانی کے جبہ لڑکیاں بالغ ہوں اور ان کا تہذیباتی سہیل طوطی طرح کے فکر
سے طرف سے واسطے اخراجات اور نفقوں کے بھی اور اس جہت بھی کہ دشمنوں کے تحت زمین
مین گی اور نہایت ذلت اور عار لاحق ہوگی باعث کمال غم اور اہم کا ہوگی اور واسطے جلدانے
کی نکتہ کے و یسوع مسیح بنا لکھ فرمایا اور یسوع مسیح رجا لکھ فرمایا اور تفصیل اس مقام کی یہ ہے کہ
ال مشقت اور بیٹوں کے مرنے کا بیچ وقت صغریٰ کے ہے کہ ابھی قابل عقوبت اور نافرمانی
میں ہوتا اور امید منفعت کی اُن سے کسب الوجہ ہوا اور میل طبیعت کا ان کی حرکت کی طرف
جہ کمال اور نہایت مشقت اور بیچ زندگی بیٹوں کو وقت بلوغ اس کے ہے کہ اس وقت میں
بیعت ان کی طرف مائل نہیں رہتی ہے جیسے کہ حالت لڑکپن میں طبیعت کو خوش آتی تھیں
بطرح طوطی ذلتین اور عار اُن کی جہت سے جو م کرتی ہیں پس اگر بد بھون رجا لکھ و یسوع مسیح

فساد کم یا بد بھون ابناء کم ویستحقون بنا تیکم فراتے یہ شدت عذاب کی منہم منوتی
باقی لڑکچہ ایک سوال جواب طلب اور وہ ہے کہ اس صورت میں بد بھون واؤ کے واقع ہوا
اور سورۃ اعراف میں بھی یقتلون بغیر واؤ کے مانند اسی سورۃ کے واقع ہے اور سورۃ ابراہیم میں و
بد بھون واؤ کے ساتھ آیا ہے وہ اسکی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ یسوع منکم سوء العذاب کو اس
سورۃ میں اور سورۃ اعراف میں ساتھ قتل اور فرج انبا اور ابجد اسکی کے تفسیر فرمایا ہے پس حلت
واؤ کی انہیں بلکہ واؤ کا لانا محل مطلب اس واسطے کہ تفسیر اور مفسر دونو ایک چیز میں درمیان اُن کے
مخالفت نہیں تاکہ گنجائش حرف واؤ کی ہو اور سورۃ ابراہیم میں یسوع منکم سوء العذاب سے
اور تکلیفات شاقہ مراد رکھی ہیں کہ فرعون کے متعلقین و فریقہ بنی اسرائیل کو دیتے تھے بعضی
ان تکلیفات میں سے یہ کہ جو لوگ ان میں زبردست اور قوت والے تھے انکو خدمت پتھروں کے
اٹھانے کی پہاڑوں میں سے واسطے عملت باغون اور مکانات فرعون کے مقرر کی تھی یہاں تک کہ
ہاتھوں اور گردنوں میں زخم ہو گئے تھے اور پٹھین بھی انکی مجروح ہو گئی تھیں اور جو لوگ انہیں
کمزور تھے انکو واسطے لیجانے چھوٹے پتھروں کے اور گارسے کے قرار دیا تھا اور بعض کو انہیں سے
واسطے بنانے کی اینٹوں اور پکالنے آنکے کے آوہ میں معین کیا تھا اور ایک جماعت کو واسطے کام
نجانا اور لوہا اور صاف کرنے ہستون اور گھروں کے متعین کیا تھا اور جو ان سب سے ضعیف ہوتا تھا
اور کسی کام میں انہیں آتا تھا اسے سر پرچہ مقرر کیا تھا کہ سال بسال اور ماہ ماہ ادا کرے اور
بنی اسرائیل کی عورتوں کو بطریق بریگار کے واسطے کاتنے کتان کے اور بننے کپڑوں کتانی کے
اور بعض کو واسطے اور کاموں ذلیل اور ناجیزوں کے ٹھرایا تھا یہاں تک کہ مرد اور عورتیں بنی اسرائیل
کی اس حالت سخت میں آکر زوموت کی کرتی تھیں اور زندگی اپنی سے ہزار ہوتی تھیں اور یہ بات
ظاہر ہے کہ ہارنا بیٹوں کا اور یہ چیزیں انیس میں معارفین واسطے مخالفت کے درمیان مضمون دونو
جملوں کے لانا حرف واؤ کا کہ دلالت ادہا اسے کرتا ہے اور یہ ثابت رہی ہے بات کہ اس جگہ واسطے اہل
بد بھون کو تفسیر یسوع منکم کی گردانا اور سورۃ ابراہیم میں کو واسطے تفسیر مقرر کیا اور مخالف اسے
تفسیر آیا اور بلاؤں میں شمار کیا پس وہ اسکی یہ ہے کہ اس سورۃ میں اور سورۃ اعراف میں یہ دونوں
جملے جملہ کلام آہی کے سے واقع ہوئے اور حق تعالیٰ کو بسبب کمال مہربانی اور رحمت کے اور پر حال بندہ

تفسیر غفری
خود عمل کرنا
اور مکتوبات
کے بارگاہی گردن
پر بیٹھے تھیک
بیجاں ہونے کا عالم
اچھا بن گونگو
خود بنے آج
خود عمل کرنا
خود اور مکتوبات
سے خود کر کے
آج خود اس
میں جھنسا ہوا
بن جبر کے کلمہ
اردو سرور کو تانے
میں پہلے اپنے
عالم ہوئے کا
نہایت جا بجا
پر تھیک بھی
بن جبر کے کلمہ
سے

رکھتا ہے شمار کرنا محنتوں اور بلاؤں کا منظور نہ پڑا اس واسطے کہ یاد دلانا بلا کا یہ بھی ایک قسم کا عذاب ہے
 اور سورۃ ابراہیم میں یہ دونوں جملہ حضرت موسیٰ کے کلام میں واقع ہوئے اور حضرت موسیٰ کو حکم تھا کہ تمام
 محنتوں اور مشقتوں کو بنی اسرائیل کو یاد دلادین کہ فرمایا ذکر کر ہم یا اے اللہ اور بھی کلام حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہم عہدوں اپنے کے تھے کہ تمام مشقتوں اور محنتوں سے واقف تھے اور
 یہ کلام خطاب ہے ساتھ ان بنی اسرائیل کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے کہ ہرگز انھوں نے
 مشقتیں نہ دیکھی تھیں بلکہ اکثر ان میں سے ان مشقتوں اور محنتوں سے واقف بھی نہ تھے مگر مشقت
 قتل بیٹوں کی کہ یہ حال ان میں بطریق تواتر کے رائج اور مشہور ہوا تھا ضرور اسی مشقت کا فقط ظاہر
 کرنا منظور ہوا اور حقیقت میں ہی شقت بڑی مشقتوں میں سے اور خاتمہ بلاؤں کا تھا جیسا کہ فرماتے ہیں
 وَفِي ذٰلِكَ لَعَلٌّ لِّعَلٰی اَوْ رِجَاسٍ اس مذکور کے کہ مارنا بیٹوں کا اور باقی رکھنا لڑکیوں کا ہو بلکہ اُن کے لئے
 عظیم کو یعنی آزمائش تھی پروردگار تعالیٰ سے بہت بڑی اس واسطے کہ ساتھ اس مرتبہ کے مسلط کرنا
 دشمن کا کہ بیٹوں کو جو سب سے عزیز ہیں برباد کرے موجب کمال ذلت اور سوائی اور بے ارادہ
 کا ہے اور یہ تمام اس واسطے تھا کہ خلاصی بعد اس بلا عظیم کے تمھاری نظر میں غفلت پیدا کرے اور قدر
 اس نعمت کی جانو تم اور یہ بھی سمجھو کہ جو کوئی بلا سخت پر صبر کرے مستحق بڑی جزا کا ہوتا ہے خصوصاً
 بیچ دار و بزرگ کے اور یہ بھی جانو تم کہ سوائے ذات پاک خدا کے دنیا کی سختیوں میں بھی کوئی کام
 نہیں آتا ہے اس واسطے کہ اس وقت میں کوئی زندوں اور مردوں سے تمھاری فریاد کو نہ پہنچا اور
 نہ شکوہ تمھارے فرعون اور فرعونوں کے سے ساتھ زور اور غلبہ کے خلاص کیا اور نہ بدلے تمھارے اور
 کیس کو یہ محنتیں اٹھائے کو لادیا اور نہ محنتیں تمھاری اپنے اوپر لیں پس جبکہ دنیا میں کہ وقت نعمت
 اور نصرت ایک دوسرے کا ہے کوئی تمھارے کام نہ آیا آخرت میں کہ وقت نفسی نفسی کا ہے تو قیام امداد
 اور اعانت کی غیر سے رکھنی خیال تمام تمھارا ہے اور وجہ عداوت فرعون اور فرعونوں کی ساتھ فرقہ
 بنی اسرائیل کے یہ تھی فرعون کہ نام اس کا ولید بن مصعب تھا اور اس کا واسطے روشن ہوئے پھر اس کے
 لقب کا کہ قلوب چنگاری روشن کو کہتے ہیں اور اس واسطے کہ وہ بادشاہ کا بصر کا تھا اوس کو
 فرعون کہتے تھے کہ اس لفظ کے معنی قبطیوں کی نعت میں بادشاہ کے ہیں جیسا کہ لفظ سلطان
 کا بیچ لغت عرب کے اور لفظ شاہ کا بیچ لغت فارسی کے اور لفظ راجہ کا بیچ لغت ہندی کے جیسا کہ

تفسیر خلیلی
 سبکداری
 کوئی بھی ہے تو
 ساری نیکیاں
 کرتا ہوا اور جس
 کوئی بے لگام ہوتا
 ہوتا یہ بات
 البتہ کہ عداوت
 عمل کوئی نہیں
 کرنا زیادہ ضروری
 اور جو حالت کا کوئی
 ماننا اور خود عمل
 نہ کرنا بڑی ضروری
 علامت عمل کی
 بیسیک ہے بلکہ
 نہیں سمجھنا کہ کوئی
 اس پر فرض کی تھا
 اس کی تعمیل میں نہیں
 علامت تھی کہ
 سکتی تو نہ عمل کرنا

بیان جو دشمنی فرعون اور فرعونوں کا ساتھ فرعون بنی اسرائیل کے

قابض ہوا اور سامانِ مرتبہ و حرمت کا اوسکو ہر طرف سے ہمہ چارچہ بات ٹہرائی کہ تمام رعایا ادنیٰ
 سے لیکر اعلیٰ تک میرے واسطے سجدہ کیا کریں چنانچہ دل اوسکو مانانے سجدہ کیا بعد اوسکے اور
 اوس سرداروں نے سجدہ کیا اور جو لوگ دوڑوڑا پیچھے و کوسو رہتے تھے ان کے واسطے تصویریں اپنی
 شکل کی سونے کی بنوا کر اوپر تختوں ہاتھی امنت اور انبوتوں و چاندی کے قائم کر کے اوگر گردا گرد ان
 تختوں کے درخت سنہری تھنہ کے کہ پتے ان کے زمر و زینا تھے لگا کر اوپر ہر شاخ ان کی کے ہاتھ
 چاندی کے تیار کر کے اور چرخ ان جانوروں کی یا کیرہ جواہر و دست کر کے بٹھلا دیئے اور ہر جانور میں
 ایسی ترکیب کھی تھی کہ جو وقت ان کو فادام اوس تخت کی حرکت دیتے ان کے پیٹ میں سے
 بچہ آواز نکلتی کہ اے سر کے لوگو فرعون خداوند تمہارا ہی واسطے اوسکے سجدہ کرو اس آواز کو سنکر
 آدمی قصبوں اور گاؤں کے بے اختیار سجدہ کرنے لگے اور جو وقت تمام اہل مصر فرعون کی پیش
 میں گرفتار ہوئے نبی اسرائیل نے انکی موافقت کی اور سجدہ نکلیا فرعون نے سرداروں ان کے
 کو اپنے روبرو بلوا کر تنبیہ سے کہا کہ تم میرے واسطے سجدہ نہیں کرتے ہوا ویریری تصویروں کو بھی نہیں
 پوجتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ زندگانی تمہارے اوپر جاری ہے اگر تجھ کو ویریری تصویروں کو سجدہ کر کے
 تم کو ساتھ طبع طرح کے عذاب کی تکلیف دوں گا کچھ کہا اور جلادوں کو مع تمام سامان عذاب کہ نیکے اپنے
 رو برو بلایا اور نبی اسرائیل کو ڈرایا نبی اسرائیل کے سرداروں اپنی قوم سے کہا کہ عذاب فرعون کا زیادہ ایک
 ساعت و نہ بے گاہ اور عذاب خدا نکلے گا ہمیشہ رہنی والا ہے بہتر یہ ہے کہ فرعون کے عذاب پر
 صبر کرو اور اوسکے واسطے سجدہ نہ کرو تمام فرقہ نبی اسرائیل کے نے اوپر اسی ارادہ کے اتفاق کیا
 اور فرعون سے ظاہر کیا کہ سجدہ سوائے خدا کے دوسرے کو جائز نہیں ہم ہرگز تجھ کو سجدہ نہیں کریں گے
 جو جاہر سوکر فرعون نے تانبے اور لوہے کی دیگیں منگوا کر اون دیگوں میں زیتون کا تیل
 اور گندک ڈلو کر لگا کر پر رکھ کر گرم کر دیا جب وہ خوب گرم ہو گئیں او تیل اور گندک جوش کرنے
 لگی نبی اسرائیل کو ان دیگوں میں ڈلواتا تھا اور جلواتا تھا اور نبی اسرائیل ہرگز اوسکو سجدہ نہ کرتے
 تھے اور اس عذاب پر صبر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پروردگار ہمارا وہی خدا ہے کہ پروردگار ہمارا ہم
 اسحاق و یعقوب کا تھا ہم اوپر اسی پروردگار اپنے کے ایمان رکھتے ہیں یہاں تک کہ ان وہ کثیر نبی
 اسرائیل سے جلائے گئے مامان کہ وزیر فرعون کا تھا واسطے سفارش کو اٹھا اور عرض کیا کہ باؤنٹا

تصویروں کی
 جو عرض تھا
 جس کو اس نے
 شکر کیا ہے
 بات الیہ سخت
 ملامت کی ہے
 چ ملامت ہی
 پیسے امام خاکی
 علیہ الرحمۃ فرماتے
 کہ اگر عالم کو
 عذاب کی دیابت
 کرنے اور نفی پیچھا کرنے
 میں اپنے نہ کیا
 ویر ہو تو ماستور
 اس خرابی کا علاج
 کہے کہ وہ خرابی
 دور ہو تو خدا کے
 پروردگار ہی جان
 سوائے کہ خداوند
 نہیں پروردگار ہی
 ہے جسے اس کو بخشنے
 ہی

ابھی انکو مہلت فرما دو تاکہ سوچ سمجھ کر حکم بادشاہ کا قبول کریں فرعون اوسکے کہنے سے بلاؤ سے
 بازار یا لیکن اس فرقی پر پیگاریں کہ پہلے ذکر اور کما سوچ کا مقرر کریں یہاں تک کہ فرعون نے تین رات دن
 خواب دہشت ناک اور وحشت میں ڈالتے والے دیکھے کہتے ہیں کہ ایک اگل اوسکو خواب میں نظر آئی
 کہ تمام شہر مصر اوقیطیوں کے ملک کو جلاتی ہوئی چلی آتی ہے اور جب کہ محلہ بنی اسرائیل میں گزرتی
 ہے کسی کو نہیں جلاتی یہ اودھنی اسرائیل کے محلہ میں ہو ایک بڑا اثر دما نکلا اور فرعون کو اوپر دھڑک کر
 اوسکو سخت کر اوپر سے اوندھا ڈالا صبح کو اٹھا اور نجومیوں اور تعبیر دینے والوں کو جمع کر کے تعبیر
 خواب کی پوچھی سنے کہا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ اوسکے سبب سو بادشاہت تیری زوال
 قبول کرے گی فرعون نے جب یہ تعبیر سنی کہ تو ال شہر کو بلو کر حکم فرمایا کہ ایک ہزار پادہ بنی اسرائیل کو محلہ
 میں مقرر کرے اور ہزار دایاں ہمراہ اودن کے ہوں تاکہ بنی اسرائیل کے گہروں میں تلاش کریں او
 جس گھر میں دیکھیں کہ بیٹا پیدا ہوا اوسکو مار ڈالیں اور لڑکیوں کو چھوڑ دیں بموجب حکم فرعون کے
 دو برس تک اسی طرح کا ظلم بنی اسرائیل پر جاری رہا جب تیس سال ہوا تھانکہ نام عمران کی بی بی کا تھا
 اور عمران بنی لاوی کے سرداروں میں سے تھا اور لاوی بڑا بیٹا حضرت یعقوب علیہ السلام کا چوتھا
 موسیٰ علیہ السلام اودن کی بیٹ میں رہا اور دایاں فرعون کی ہر روزان کو گھر میں اوپر پادہ دی دوازی
 پر تلاش کے واسطے آتے تھے جب تول حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا ایک نے اونی نے فرعون کی
 دایوں میں سے تھپا کے واسطے ان کے گھر میں رہنا اختیار کیا اور حضرت موسیٰ عم رات کو بوقت پیدا
 ہوئی مجھ دیر پیدا ہوئی تھانکہ دانی کی انکے چہرہ مبارک پر پڑی بے اختیار محبت انکی نے اوسکو دل میں
 غلبہ کیا اور ہر چند چاہا کہ اودن کو مارے ہرگز قادر نہ ہوئی آخر انکی ماسے کہا کہ میرا تھانکہ اس لڑکے کو مارنے
 کیواسطے نہیں چلتا ہے اسکی تدبیر کیا ہے انکی مانے کہا کہ ہمارے پڑوس میں ایک بکری کا بچہ کھینچا
 ہے ایک ٹکڑا بکری کے گوشت کا اوس کو لاکر اور ایک ٹکڑی میں ڈال کر پادوں کو کھلا دو کہ کھج
 لڑکا پیدا ہوا تھا مینے اوسکو مار ڈالا اور اوسکے دبا کے واسطے جگل میں جالی ہوں حج کو بوقت کی یاد
 تحقیق کر نیکے واسطے آؤ دانی کھلی اور پادوں کو مارنا نہ ٹھی سر بندھی ہوئی دکھلا دی کہ یہ لڑکا اس گھر
 میں پیدا ہوا تھا مینے اوسکو مارا یہ اوجگل میں لڑکے جاتی ہوں پیدا ہو کہ دایوں کے کہنے پر اعتبار رکھتے تھے
 زیادہ تحقیق انکی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر میں رہے لیکن فرعون کو نجومیوں نے اور تعبیر دینے

تفسیر غزالی
 اور حکم کرنے دیکھنا
 اور رخصتے لکھنے
 اور کیفیت ثابت کر
 لوگوں کو ماننا ہوتا ہے
 اور اسکو بے ایمان ماننا
 علی دین کے نقصان
 ہوتا ہے وقت اسے
 کی نفس رسانی کو اسے
 کے واسطے اختیار کر
 اور اپنے ضروری
 پر وہ انکے کسب
 عجیب ہے کہ اس
 خوش بینی کی بنا
 وہ بلا میں بھی دھو
 ہو جائیں اور اپنا
 نشروک لینے کے
 خیالات کو دوسروں
 شیطان سمجھے
 مضمون انہم غزالی
 کی کتابوں کے

والوں نے جمع ہو کر خیر پہنچائی کہ وہ لڑکا پیدا ہوا ہو اور ستارہ اوسکے نے طلوع کیا خبردار رہنا چاہو اور تلاش کرنی ضرور ہے خون نے کوتوال کو تنقید کی اور اوسنے پیادوں کو اوپر نہایت سختی کی پیادوں نے کہا کہ ہم نے ایک گھر میں زیادہ تحقیق نہیں کی ہے دالی کے کہنے پر بھروسہ کیا ہے اگر فرماؤ اوس کے اندر جاویں اور تلاش کریں اور دایوں کے کہنے پر بھروسہ نہ کریں کوتوال نے فرمایا جلدی جاؤ اور بے پردہ گھوس گھس جاؤ تاکہ اگر لڑکے کو چھپا لیا تو ہمارے پیادے بغیر اطلاع کو عمران کو گھر میں آؤ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی بہن اپنی کی گویں کہ ہم تم نام تھا تھے بہن انکی نے جب دیکھا کہ پیادے شور کرتے ہوئے اندر گھر کے آئے حضرت موسیٰ کو تنویر میں ڈال دیا کہ تنویر اوسوقت گرم اور روشن تھا اور اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ اگر یہ لڑکا ظاہر ہو جاوے گا تو تمام گھر کے آدمی مارے جاویں گے اور یہ لڑکا مارا جاوے گا اور اگر اس لڑکے کو تنویر میں ڈالوں تو فقط جان اس لڑکے کی جاوے گی لیکن اور آدمیوں کی کہ گھر میں ہیں جان بچ رہے گی پیادوں نے تمام گھر کو تلاش کیا کسی بجائے ان لڑکے کا پایا یا اونٹن کو کہ دیکھ رہا تھا نہ دیکھا اور اوپر اگر چلے گئے والدہ حضرت موسیٰ کی فکر اس حادثہ میں نہایت خوف و ہرج و مرج تھی بیٹی اپنی سے بعد افاقہ کے حال دیکھ لیا کہ اس لڑکے کو کہاں ڈالا تو نے اوسنے کہا کہ اضطراب کو سبب تنویر میں ڈالا مائیک بہت غمناک ہوا اور تنویر پر گر دیکھا کہ تنویر شعلے مار رہا ہے اوسوقت زندگی انکی سے مایوس ہوئیں یہ ایک ایک منور کے اندر سے اواز آئی کہ اے ماغممت کھا کہ حق تعالیٰ نے اس گ کو میرے اوپر سر دکر دیا ہے جیسا کہ اوپر برابر ہم علیہ السلام دادا میرے پر سر دکر دیا تھا والدہ ان کی حیران ہو گئیں ور کہا کہ اب کیا تدبیر ہے کہ تجکو تنویر سے باہر نکالوں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرمایا کہ ماتھ اپنا دراز کر کے تنویر سے مجھ کو نکال لے کہ ماتھ تیرے کو اس گ کی کچھ ضرر نہ پہنچے گا اور اوسوقت میں عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی چالیس ن کی تھی تھی بعد اسکے کہ ماون کی نے تنویر کو نکالا اپنے گھر کے لوگوں کو مشورہ کیا کہ یہ لڑکا جہنم کے عجائب قدرت الہی کی ہے لیکن آخر لڑکا ہی رو دیکھا اور کو از نکالے گا اور پیادے فرعون کے جا بجا گھر گھر تاش کرتے پھرتے ہیں اور ازاو کسی شیشکے اور ہم کو اور اسکو مار ڈالیں گو ہم تیرے ہے کہ اس لڑکے کو منہ پر میں لکھو رہا ہے نیل میں چھوڑیں تاکہ گاؤں میں ہو کسی گاؤں میں بچ ماتھ کیسے جا پڑے گا اور زندہ رہے گا اور ہم بھی خون فرعون کے سے نجات پاویں گے گھر کے لوگ سب اس مشورہ پر متفق ہوئے اور

تفسیر علی
جسے گھبراہٹ ہوئی
جسے کہ کہتے تھے
خود کہتے دیکھی
جسے صلح ہوئی
جسے اس وجہ
جسے نہایت کرا
حالم دنیا ہے
چھوڑ دینا ہے
اور اپنے کو عوام
لوگوں میں داخل
تو کیا
سوتیا ہے
میں عوام
محج سے روز
بہت دست پہنچا
جسے تو اپنے کو عوام
میں بھگتا دھبلا
ہو گیا اور عوام
اس عالم کی سند
مجانا ہو وہ اور
تباہی نہ بچانے
ہیں

ایک بڑی کوساں اور کاناں تھا پوشیدہ لاکے اور کہا کہ تم کو ایک عندہ قہجہ کہ طول اور عرض
 اسکا مقدور بنا دے اور سطح تختوں کو وصل کر کے جلا آنے جانے پانی کی اوسیں نہ رہے اوس بڑھتی
 کہا کہ عندہ قہجہ کسواں بولے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ان نے زبان سے نکالا کہ ہمارے گھر میں ایک لاکہ
 پیدا ہوا ہے جانتے ہیں کہ اوسکو دیا کیل میں چھوڑیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ پر ظاہر ہووے اور
 ہم کو مار ڈالے اوس بڑھتی نے کہا کہ بہت خوب میں رازدار قہار اموں او کسی سے نہیں کہنوں کا
 اور عندہ قہجہ تیار کیے دیتا ہوں جب اپنے گھر میں پہنچا سنا کہ نادبی فرعون کا بھرتا ہے کہ جو شخص
 اوس لڑکے کا پتا بتلا دو کہ ان نوں میں بنی اسرائیل میں پیدا ہوا ہے اوسکو ایسا اور ایسا انجام ملے گا
 بڑھتی کی دیگ طمع جوش میں کی اور چاہا کہ کو تو ال کے رو برو قہجہ جاتا ہر کرے ابھی قدم وار
 سے باہر رکھا تھا کہ اندھا ہو گیا اور دونوں یاون اسکو تختوں کمان میں جس گئے اور غیب سے ایک لڑکے
 سنی کہ اگر اس بھید کو کسی سے تو نے کہا فی لغو نہیں میں شجوق فروریں گے بڑھے فی توبہ نصوح
 کی اور اندھے ہونے اور دھس جانے زمین کی نجات پائی اور اپنے گھر میں کر راتوں رات عندہ قہجہ
 موافق فرمائش والدہ حضرت موسیٰ کو تیار کیا اور دیکھا اوس عندہ قہجہ میں طرف آسمان کو کھول کر رات کو
 رو برو والدہ حضرت موسیٰ کے پہنچا یا حضرت موسیٰ کی والدہ نے خطیر برسم اجودہ کو اسکے رو برو لائیں
 اوسنے کہا کہ میں ل اور جان سے مرید اور معتقد اس لڑکے کا ہوں میں بالکل ضروری اس لڑکے
 کے کام پر نہ لگا کر مانتا جانتا ہوں کہ بچا اوس لڑکے کی زیارت و مشرف کر و حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے
 حضرت موسیٰ کو اوسو دکھلایا اوسو آنکھیں بنی انکو قدموں پر ملیں اور حضرت ہوا اول شخص کہ ایمان
 حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لایا تھا یہی بڑھتی تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے تو نہیں توقف کیا
 جب دوسری رات آئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غسل دیا اور خوشبو ملی اور کمرے سے پہنچا اور اوسکو
 عندہ قہجہ میں کھکر گریو نہ راری کرتی ہوئی رو و نیل کے کنارے پر گئے لگیں یکایک بلیں عین چچ
 صورت اثر ہاؤ سیاہ بہت بڑھتی نمودار ہوا اور کہا کہ اگر اس لڑکو دیا میں ڈالے گی ایک لقمہ
 اسکا کر جاؤ گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ بہت حائل تھیں معلوم کر لیا کہ اگر یہ لقمہ ہاؤسی ہوگا
 گویائی اور کلام اوسمیں کہاں ہوئی معلوم ہوتا ہو کہ شیطان ہے اوسکے کہنے کا خیال نہ کیا اور اوسکو
 دیا میں ڈال دیا اور کمال غم و الم میں بھری ہوئی اپنے گھر کو لوٹی آئیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

نزعہ تفسیر عزیزی
 انہوں نے لکھا کہ
 انہیں بچاں کو دیکھا
 کی گردن پر لاد دیا
 جانتے تھے کہ وہ عالم
 خدا کی مدد سے تھے
 یہ داخل ہو جاتا
 ہے ان عالم حجاب
 نے عمل کر کے کی
 وہ سے اپنا خضارہ
 دیکھا ہی لیکن غیب
 خدا کو دیکھنے
 میں دلا سوال نہ
 سے اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا سب
 بڑائیوں میں عبادت
 بڑائی عالم کی بڑائی
 ہے اور مشق
 خصوصاً اس غفلت
 کے لئے نہیں بلکہ
 جانتے ہو کہ

کی ہمیشہ سے کہا کہ اگر میری زندگی چاہتی ہے تو مجھے اس صندوق کے جاؤ دیکھتی رہو کہ کہاں جاتا ہے اگر شہر کے کنارہ سے علحدہ چلا گیا خاطر ہماری حج ہوگی اور اگر شہر کے آدمیوں میں سے کسی نے اس صندوق کو دیکھا تو مثالی یقین ہو کہ بادشاہ کے پاس لیجاوے گا ہمیشہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صندوق کے ہمراہ دیا کہ کنارہ پر جاتی تھی اور مثل سماجان کے دور سے دیکھتی چلی جاتی تھی کہتے ہیں کہ پیدا ہونے حضرت موسیٰ تک بارہ ہزار لوگ نبی ہمارا بیل کے قتل کئے گئے تھے اور نوے ہزار جن خون اسکے کہ مبادا لڑکا پیدا ہوا اور فرعون نے اسکو ہلاک کر کے کرائے گئے تھے اور یہ سب تہریں فرعون کی تقدیر الہی کے مقابلہ میں کچھ بھی کارگر نہ ہوئیں بقصدہ صندوق فرعون بیل کے درمیان میں سے نکل کر اوس نہریں کہ فرعون دریائے نیل سے گہرا کر اپنے باغ میں لے گیا تھا اور نام اوسکا حدین الشمس کھا تھا چائڑ اور پانی میں بہتا ہوا حدین فرعون کے باغ میں پہنچا اور وقت فرعون باغ کی سیر کرتا تھا اور بی بی اور لڑکی فرعون کی اور اوچل کے لوگ ہمراہ تھے جب دیکھا کہ ایک صندوق نہریں آتا ہے اور اوس صندوق کو اٹھا کر فرعون کے سامنے لے گئے حضرت موسیٰ کی بہن نے جب دیکھا کہ صندوق پانچکے ساتھ باغ کی نہریں چلا گیا دھڑکی اٹھی اور اپنی والدہ کو خبر کی انکی والدہ اسوقت کمال بینا ہوئیں اور قریب تھا کہ بے اختیار چوکرو روتی پٹتی ہوتی گھر سے نکل کر حق تعالیٰ نے اونکو دل میں الہام فرمایا کہ غم مت کھا اور تمنا شاد قدرت ہماری کا دیکھ کہ اوسکو کس تدبیر سے پاس تیرے پہنچاتے ہیں اور آخر کو رسولوں ولوالہ الغم سے کریں گے بقصدہ جب فرعون نے دیکھا کہ ایک لڑکا حال کا پیدا ہوا صندوق میں رکھا ہوا ہے مانان وزیر اپنی کو بلایا اور کہا بی بی لڑکا ہے کہ بخوبی جیکو اس سے پڑتے تھے میرے اقبال کو دیکھ کہ کس طور خود بخود پاس ہمارے آیا اب اسکو مار ڈالو عورت فرعون کی گیسینام اوسکا بھائی دیکھنے جمال جہان آرائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریفہ ہوئی اور کہا کہ اس بے گناہ کو ساتھ گمان فاسد کے مت مارو اور زندہ رہنے دو کہ شاید ہمارے کام میں آویجا اسکو بیٹا اپنا بنالیں کہ ہمارے بیٹا نہیں ہو فرعون نے پر سبب مرار عورت اپنی کے حضرت موسیٰ غم کرا بنے سے ساتھ کھینچا اور فرعون کی بی بی نے اونکو بیٹا اپنا کر لیا اور حکم کیا کہ دائیوں کو دے اسکو لڑکے کے لاویں جس دلی کو لاتے تھے حضرت موسیٰ دودھ اوسکا نہیں پیتے تھے یہاں تک کہ بہن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نے کہ انکو حال کے معلوم کرنے کے واسطے بار بار فرعون کے دروازہ پر جاتی تھی

اس کے واسطے
 رہائش کے لئے
 اپنی کم مغرب ملک
 زیادہ ضرور ہے
 آج وہ زمانہ ہے
 کو نام دنیا میں بھی
 تواریخ میں ہے
 دنیا میں بودیں
 پر پڑھ کر آدمی
 جاتی ہے دم غلوں کو
 اپنی زبان سے
 کام نہ لے کر اچھا
 موقع ہے عالم کو
 طبیب تو اچکل خان
 بعض کی اثر کے
 موافق و مخالف طبیب
 جی تو درضا الابی
 کہ او طبیب محال
 جسے عالم کے موجود
 ہوئے جز حال ہی

یہ اجازت نہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک دالٰی تلاقٰی ہوں کہ لڑکوں کی پرورش کرنے کے طریق خوب جانتی ہے اور اس کام میں بے مثل ہے غالب ہو کر یہ لڑکا اس دالٰی کا دودھ پی لیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو بلا کر لے گئی حضرت موسیٰ اپنی ماں کا دودھ پینے لگے فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ایک شرفی دالٰی لایا اس کے چلن کی روایت مقرر کیا اور کہا کہ اس لڑکے کو یہی دالٰی دودھ پلاتی رہے حدیث شریف میں ہے کہ مثال غازیوں بہت میری کی کہ بادشاہ اور وزیر اور میرے کامیاب نہ لیا لیتے ہیں اور بیچ تیار ہی اسباب جہاد کو خرچ کرتے ہیں اور بیت اون کی ٹھاس خدا کے واسطے ہے مانند والدہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ ہے کہ فرعون سے روزیہ لیتی تھیں اور اپنی بیٹی کو دودھ دیتی تھیں اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ طرف ایک بڑے قاعدے کے قاعدوں کا پیغمبر کے سے یعنی آخرت عبادت کی اور پر لیتی ایسی صورت میں جائز نہ کہ خالص خدا کی واسطے ہو اور ملنا اجرت کا برابر ہو اور اس عبادت کو اپنا کام سمجھے خواہ کوئی اور اس کے اجرت دے دیا نہ سے اور اگر اس عبادت کو مثل اور پیشوں اور مزدوریوں کے کہ دنیا میں برتی جاتی ہیں اجرت ہی کے لینے پر معین کرے کہ اگر اجرت میں تو عبادت کیجا دی نہیں تو چھوڑی جاوے پس وہ محض مزدوری جو ثواب اس میں کچھ نہیں بلکہ خوف عذاب کا ہی کہ کام دین کا دنیا کی واسطے کیا اور آخرت کو ساتھ ادنیٰ شے کی بجا قصہ کہ سید عورت فرعون کی حضرت موسیٰ کے واسطے ایک گھوڑہ سوئیا تختوں سے تیار کروایا اور انکو ساتھ کمال عزت اور بزرگی کے رکھا اور دو برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے فرعون کے گھر میں انکو دودھ پلایا جب دو برس کو بعد دودھ انکا چھوڑ دیا تو سیدہ نے انکو ایک خچر بھرا ہوا رکھا اور کئی شتر اور نفیس چیریں اور تحفوں کی دیکر رخصت کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اپنے پاس پرورش کرنی شروع کی جب حضرت موسیٰ علی نبیا و علیہ السلام تین برس کی عمر ہوئے تو ایک روز فرعون انکو اپنی گودی میں لئے ہوئے کھلا رہا تھا کہ نعمتہ حضرت موسیٰ نے ڈارٹی اسکی پکڑ کے اپنے ہاتھ سے خوب کہنچی اور فرعون کے مونہ پر زور سے طمانچہ مارا فرعون خفا ہوا اور سیدہ کو کہا کہ میں نہیں کہتا تھا کہ یہ لڑکا وہی دشمن میرا ہے کہ جس سے ڈرتا تھا میں اور تو نے مجھ کو مارنے نہیں یا اب بھی اس سے ہاتھ اٹھا آسیدہ نے کہا تو کس خیال میں ہے لڑکوں کی ایسی حرکتیں بے تمیزی کہ بہت ہوتی ہیں انکی حرکتوں کو دشمنی کا خیال نہ کیا جائے فرعون نے کہا اس لڑکے کو اور لڑکوں پر قیاس مت کر اس لڑکے کے قیافہ سے تمیز اور عقل اسکی

تفسیر غزیری
ہو گا تو اسکا وبال
اسی روحانی طبع
پر پروردگار تعالیٰ
عالموں کی غفلت
دور کرے اور بدایت
کا شوق دے
و استیعنی
والصلوات
لکھنؤ کا
تفسیر غزیری
الذین یفکون
و انہم منافقون
اور صبر اور غلظت
مدد اور ہوا سے
ان لوگوں کے
جسکا دل کھینچا ہو
ہیں اور جان نہیں
کہ تم اللہ سے
دوسرے ہیں

بڑا آدمیوں کی تمیز و عقل سے بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے اور یہ حرکت اسنے سوچ سمجھ کر کی ہی
نادانی سے نہیں کی آئیہ نے کہا کہ اس عمر میں تمیز و عقل کہاں ہے دیکھ کہ میں امتحان ہسکا کر
ہوں فرمایا کہ ایک طبق سونے کا آگ سے بھرا ہوا اور دوسرا طبق چاندیکا مروارید اور یاقوت
بھرا ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے دو فوطیق لائے اور اسنے کہا کہ ان دونوں میں سے
جو شے کو اچھا معلوم ہوا اٹھالے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ اپنا طرف طبق مروارید اور یاقوت کو
درا کیا حضرت جب ٹیبل نے اگر ہاتھ اٹھا آگ کے طبق میں ڈال دیا اور ایک ہاتھ ہوا کو ملا اوس میں سے اٹھا
ان کے مزین سکھو دیا یہاں تک کہ زبان انکی جل گئی اور اسی وقت سے لگت ان کی زبان میں پیدا
ہوئی آئیہ نے فرعون سے کہا کہ تمیز و عقل اس لڑکے کی دیکھی تو نے بعد اسکے جب حضرت موسیٰ
اٹھ برس کے ہوئے ایک دن رویرو فرعون کے مؤدب سیٹھے تھے یکایک فرعون نے مرغبان سے
کہا کہ مرغوں جنگی ہمارے کو کھول پیئے ایک مرغ آیا اور اسنے دو بازو اپنے ہا کر اواز کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے کہا کہ سچ کہا تو نے فرعون نے پوچھا کہ اسنے کیا کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا
کہ اسنے پروردگار اپنی کی تسبیح کی اس عبارت میں کہ پاک ہے وہ خداوند کہ جسنے ایک چرواہے
کی لڑکی کو اتنی مدت دراز تک دولت اور حشمت کے ساتھ نوازا اور طرح طرح کی نعمتیں اوسکو عطا
فرمائیں باوجودیکہ وہ سچ مقابلہ ہر نعمت کے کفران اور ناشکری کرتا ہے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ
مرغ کو ان باتوں سے کیا کام تو اپنی طرف سے یہ طوطیا بند کی کرتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
مرغ کو آواز دی کہ آ اور ایسی بولی بول کہ سب عام اور خاص سمجھ لیں مرغ رویرو آیا اور زبان فصیح
کے ساتھ اسی بات کو خوب کھو کر بیان کیا چہرہ فرعون کا بدل گیا اور نہایت ڈرا ہا مان وزیر اوسکا
حاضر تھا عرض کی کہ ام مرغ کو کسی نے سحر کیا ہے فرمانا چاہئے کہ اسکو ذبح کریں جب اوسکو ذبح کیا
حق تعالیٰ نے پھر اوس میں روح ڈال دی اور ہوائیں اوپر کر چلا گیا اور آدمیوں کی نظروں سے غائب
ہوا اور جب حضرت موسیٰ نو برس کے ہوئے ایک دن فرعون نے انکو مہربانی کی راہ سے اپو تخت چٹھایا
اور تمام امیر اور وزیر گردا گرد تخت کے کھڑے تھے فرعون نے موافقہ عادت اپنی کے کہ تکہ اور تخت
اوسکے میں بھر رہی تھی کفر کے کلمے کہنے شروع کئے حضرت موسیٰ علیہ السلام غصہ میں بھرے اور تخت
سے نیچے اترے فرعون نے کہا کہ کہاں جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک لٹ اوس تخت پر

تفسیر غزیری
اور بڑے جانتے ہیں
وہ بہت فہم
اسان ہوجاتی ہیں
ایسے ہی برس
لگاہ سے ہاتھ دو
یہ تھا اسکا ذرا
اور جس جانتا کہ
اسنے اور فروری
کو اسکا بچہ نہیں
ہو جاتا ہے اور
طبیعت نہ جانتا
ہے اسبطر
جب آدمی بدور
امری کی طرف
متوجہ ہو جاتا ہے
تو دوسری چیز
کے خیالات کم
ہو جاتے ہیں
اندر سے کچھ ہوجو
نظر ہوا

کہ دوپائی تخت کے ٹوٹ گئے اور تخت اولٹا ہو گیا اور فرعون تخت سے گر پڑا اور اسکی ناک میں
خون بہت بہا اور دیر بار کے آدمیوں میں لوہہ پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام جلدی سے بھاگ کر آسکے
پاس آئے اور اس قصد کی اسکو اطلاع کری فرعون جب اندر محل کے آیا اور دیکھا کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام آسکے پاس بیٹھے ہوئے ہیں فرعون نے آسید پر غصہ کرنا شروع کیا کہ تو نے مجھکو اس بلڈ کی
کوسا نے نہیں دیا اور اب یہ لڑکا بہت شور مچاتی کرتا ہے آسید نے کہا کہ لڑکے چھپیں میں بابا پ کے اوپر
شوخیاں کیا کرتے ہیں کچھ شکایت کی جگہ نہیں بلکہ دلیل ہے اس پر کہ بعد بلوغ کے اور تیز ہونیکے
یہ شوخی اور زور بابا پ کے دشمنوں پر کریگا اور سب میرا اور وزیر اسکی بہت سی تیرے روبرو رہتے
ہیں گے بعد اسکو دسترخوان چنا اور خاصہ طرک فرعون کھانا کھاتا تھا اور حضرت موسیٰ بھی ہمراہ آکر
کھانا کھاتے تھے اتفاقاً ایک چھوٹا بکرا تمام اور کمال تنویریں دم نچت کر کے واسطے فرعون کے لائے
تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس بکرے کو فرمایا کہ قُحْرِ يٰ اٰدَمُ اللّٰہ وہ بکرا اونٹن کو روٹنے لگا
فرعون نہایت متعجب ہوا آسید نے کہا کہ یہ سب باتیں واسطے باقی رہنے ملک اور دولت تیری کے
کام میں آویں گی اس لڑکے کو غنیمت جان بعد اسکے فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طریق
ادب کا چلتا تھا اور ان سے کچھ تعرض کرتا تھا بہانہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہیں برس کر
ہوئے ایک ن نیل کے کنارے پر جا کر اور وضو کر کے نماز پڑھتے تھے دفعہ ایک شخص فرعون
کے خوہوں میں آکر بکرا کہا اسطرح کی عبادت کسے واسطے کرتے مہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
کہا واسطے آقا اور خاوند اپنے کے اوسنے کہا کہ تم کو آقا اور خاوند کا نہیں پڑا پ فرعون کی عبادت
کو تم کو یہی کافی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اوپر تیرے اور اوپر فرعون کے بھی نعمت خدا کی
ہو جو اوسنے کہا کہ میں فرعون کو اس ماجرے کی اطلاع کرتا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا
کہ اے زمین اسکو پکڑے زمین اسکو زانو تک نگل گئی اور ہرگز نہ چھوڑا بہانہ کہ قسم ظیفا اور سخت
اوسنے کھائی کہ میں ہرگز عبادت کی فرعون سے خبر نہیں کرتے گا بعد اسکے زمین کی خلاص ہو کر
چلا گیا لیکن عبادت اور نماز کی بات فرعون کی خواہوں میں پھیل گئی اور قریب ذیہ خبر فرعون کو پہنچی
فرعون نے کہا کہ جو وقت موسیٰ نماز اور عبادت میں مشغول ہو مجھکو کچھ ایک شخص فرعون کے
خواہوں میں سے منظر وقت کا رہا جب دیکھا کہ حضرت موسیٰ نے نماز شروع کی جا کر فرعون سے

خبر کی فرعون خود آیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واسطے اسی آقا اپنے کے کہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور پرورش کرتا ہے فرعون نے کہا سچ کہتا ہے تو وہ میں ہوں کہ یہ کہہ کیا اور کرتا ہوں حال یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد اسکے بنی اسرائیل کی بڑی عمروں والوں کو رو بہ رو اپنے بلاتے اور انکے ساتھ صحبت رکھتے اور انہیں کے ساتھ انس اور الفت کھتے اور یہ امر فرعونوں کے اور بہت شاق ہوتا تھا یہاں تک کہ ایک بنی اسرائیل کو راتوں کو اپنی مجلس میں جمع فرما کر پوچھا کہ کب سو تم فرعون کو عذاب میں گرفتار ہوا وہ انہوں نے کہا کہ بہت مدت سے اسی عذاب میں گرفتار ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عذاب تم پر اس قدر کی طرف سے ہے بسبب گناہوں تمہارے تم کو چاہئے کہ کوئی قدر اپنی پر لازم کرو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عذاب تم کو رفع کرتے وہ قدر پوری کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ اور نماز اور سکنہ و کما کھانا بہت سا کریں گے فرمایا کہ ایک چیز اپنے اور قبول کرو کہ ان سب باتوں کو قائم مقام ہو جاوے گی اور وہ یہ ہو کہ اطاعت اپنی پروردگار کی کرو اور نافرمانی اسکی نہ کرو سب نے کہا کہ ساتھ جان اور دل کے ہنسی قبول کیا بعد اسکے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے شتا ہو کہ زمانہ پہلے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بت پرستوں کی جماعت میں بھیجے تھا انہوں نے قدر اس میں بھیجی تھی اور واسطے اس میں بھیجے ڈھیر لکڑیوں کو جمع کر کے اس میں آگ روشن کی اور اس میں بھیجے کو اس میں ڈالا اور اس آگ نے اسکو کچھ ضرر نہ کیا یہ قصہ کس طرح تھا انہوں نے کہا کہ وہ بھیجے خود جذہ ہاروا اور تمہاری حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی حد کی طرف پر رہو اور اید فرعون اور فرعونوں کی سے مذرتم کہ حق تعالیٰ شر اور کج کو تم کو دفع کریگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس برس کو ہوئے ایک دن رستی میں چلے جاؤ تھے کہ یکایک ایک پیادہ فرعون پیادوں میں کو کہ داروغہ فرعون کو باورچی خانہ کا تھا گٹھا لکڑیوں کا اسے لکڑی کے سر سے کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ اس گٹھے کو بادشاہ کے باورچی خانہ میں بچھا دے اسرائیل نے جب حضرت موسیٰ کو دیکھا فریاد شروع کی حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اسکو ظلم سے منع کیا باز نہ آیا ناچار ایک مٹکا اسکی پیشانی پر مارا وہ پیادہ مگر کیا اسرائیلی خلاص ہو کر اپنے گھر گیا اور یہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا کہ کج

ترجمہ تفسیر غفری
پارہ الم سورہ البقرہ
۳۷۷
خبر کی فرعون خود آیا اور کھڑا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نماز سے فارغ ہو کر فرعون نے پوچھا کہ اے موسیٰ یہ پرستش کسکے واسطے تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واسطے اسی آقا اپنے کے کہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور پہناتا ہے اور پرورش کرتا ہے فرعون نے کہا سچ کہتا ہے تو وہ میں ہوں کہ یہ کہہ کیا اور کرتا ہوں حال یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد اسکے بنی اسرائیل کی بڑی عمروں والوں کو رو بہ رو اپنے بلاتے اور انکے ساتھ صحبت رکھتے اور انہیں کے ساتھ انس اور الفت کھتے اور یہ امر فرعونوں کے اور بہت شاق ہوتا تھا یہاں تک کہ ایک بنی اسرائیل کو راتوں کو اپنی مجلس میں جمع فرما کر پوچھا کہ کب سو تم فرعون کو عذاب میں گرفتار ہوا وہ انہوں نے کہا کہ بہت مدت سے اسی عذاب میں گرفتار ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ عذاب تم پر اس قدر کی طرف سے ہے بسبب گناہوں تمہارے تم کو چاہئے کہ کوئی قدر اپنی پر لازم کرو کہ اگر حق تعالیٰ یہ عذاب تم کو رفع کرتے وہ قدر پوری کرو سب نے کہا کہ ہم روزہ اور نماز اور سکنہ و کما کھانا بہت سا کریں گے فرمایا کہ ایک چیز اپنے اور قبول کرو کہ ان سب باتوں کو قائم مقام ہو جاوے گی اور وہ یہ ہو کہ اطاعت اپنی پروردگار کی کرو اور نافرمانی اسکی نہ کرو سب نے کہا کہ ساتھ جان اور دل کے ہنسی قبول کیا بعد اسکے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے شتا ہو کہ زمانہ پہلے میں اللہ تعالیٰ نے ایک بت پرستوں کی جماعت میں بھیجے تھا انہوں نے قدر اس میں بھیجی تھی اور واسطے اس میں بھیجے ڈھیر لکڑیوں کو جمع کر کے اس میں آگ روشن کی اور اس میں بھیجے کو اس میں ڈالا اور اس آگ نے اسکو کچھ ضرر نہ کیا یہ قصہ کس طرح تھا انہوں نے کہا کہ وہ بھیجے خود جذہ ہاروا اور تمہاری حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی حد کی طرف پر رہو اور اید فرعون اور فرعونوں کی سے مذرتم کہ حق تعالیٰ شر اور کج کو تم کو دفع کریگا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تیس برس کو ہوئے ایک دن رستی میں چلے جاؤ تھے کہ یکایک ایک پیادہ فرعون پیادوں میں کو کہ داروغہ فرعون کو باورچی خانہ کا تھا گٹھا لکڑیوں کا اسے لکڑی کے سر سے کھینچتا تھا اور کہتا تھا کہ اس گٹھے کو بادشاہ کے باورچی خانہ میں بچھا دے اسرائیل نے جب حضرت موسیٰ کو دیکھا فریاد شروع کی حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اسکو ظلم سے منع کیا باز نہ آیا ناچار ایک مٹکا اسکی پیشانی پر مارا وہ پیادہ مگر کیا اسرائیلی خلاص ہو کر اپنے گھر گیا اور یہ خبر فرعون کو پہنچی فرعون نے کہا کہ کج

جھوٹ ہو موسیٰ نے ہر اہل کی حمایت کیو سکو قبطی کو نامارا ہو گا دوسری دن پھر اہل ہی اتفاق
پڑا کہ اوی ہر اہل کو اوپر دوسرے قبطی ظلم کر رہا تھا اوسنے پھر حضرت موسیٰ سے فریاد کی حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے اول وی ہر اہل کو تنبیہ کی اور پھر کابینے ایک مرتبہ تو نے جسے ایک قبطی کو مروایا
آج پھر وی ہی حرکت کرنے لگا بعد اوسکے چاہا کہ اوس قبطی کو اوسکو خلاص کر دایں ہر اہل نے
چاہا کہ مجھ کو مارتے ہیں پکار کر کہا کہ اوی موسیٰ آج مجھ کو مارنا چاہتا ہو تو وار کل تو نے فلائی شخص کو
مار ڈالا بازار کے تمام آدمیوں نے فرعون کے روبرو گواہی دی کہ قاتل قبطی کے موسیٰ علیہ السلام
ہیں او قبطی کے تمام سزاواروں نے فرعون کو درخواست کی کہ موسیٰ کو ہمارے حوالہ فرما تاکہ اوسکو قبطی
کے بدلے میں مار ڈالیں فرعون چ حکم قتل حضرت موسیٰ کے متوقف تھا کہ ایک شخص قبطیوں میں سے
کہ نام اوسکا حرقیل تھا اور ایمان لایا تھا اور حالی دسکا سورہ مؤمن میں انشاء اللہ تعالیٰ مذکور
اوس مجلس دوڑا ہوا آیا اور موسیٰ علیہ السلام کو آگاہ کیا کہ تمام امیر و رئیس قبطی کے درپے مارنے
تمہارے ہیں تمہارے حق میں مصلحت یہ ہے کہ چند روز اس شہر سے باہر جاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام
اس خبر کے سننے پر بے توشہ اور بے سواری مصر سے نکلے اور راہ مدین کی لی رستہ میں ایک چرواہا سے
ملاقات ہوئی پوشاک نفیس لپنی کہ بہن رہے تھے اوسکو دیدی اور چوبہ بالوں کا اور کملی اوس
چرواہے کی بہن کے روانہ ہوئی یہاں تک کہ ساتویں دن مدین میں پہنچے اور راہ کے درمیان تمام دن
دو سیر ہوا رہتے تھے اور رستہ بدلتے تھے اور رات کے وقت درندوں اور ستار والی چیزوں سے
او کی مخالفت کرتے بعد پہنچے مدین کے حضرت شعیب بنیاد علیہ السلام کے گھر میں ٹھہر گئے اور اونکی
اڑکی سے نکاح کیا جیسا کہ سورہ قصص میں تفصیل سے قصہ کی مسطور ہے اور بعد دس برس کر کہ
حضرت شعیب کی خدمت میں گزارے پھر مصر کو ارادہ کیا راستہ کے درمیان ساتھ نبوت اور رسالت
کے مشرف ہوئے اور مصر میں چالیس برس تک ساتھ فرعون اور فرعونوں کے مقابلہ اور خاص کیا اور سحر و جادو دکھانا
میں مشغول رہے جیسا کہ سورہ اعراف میں کور ہے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایمان فرعون اور قبطیوں کو سوا ہو
ہو گیا آپ ہی میں عرض کی کہ بار خدایا کوئی تدبیر و حیلہ مجھ کو تعلیم کر کہ نبی ہر اہل کو قبطیوں کو اٹھائے جو چھڑاؤں تمارے
تیری بے خوف و درندہ ہو کر ہیں حق تعالیٰ نے طرف ان کو وحی بھیجی کہ اب ہر جہہ کہ نبی ہر اہل کو جمع کر کے راتوں رات
کوچ کرو اور اگر فرعون تمہارے پیچھے آوے گا تو اوسکو ہم ہلاک کریں گے انہوں نے نبی ہر اہل کے ساتھ ہر اہل کے

تفسیر غزیری
فریاد کرنے کی
مذمت غاندس
نہ کہ کوئی نہیں
ہے جسے رسول
الہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو کوئی
نہ بخیرین آتا تو
غاندس نے ملے
ایک بار انہوں نے
بہن کے دروازے
پر تھامے تو
حضرت نے فرمایا
اٹھو غاندس غاندس
شناسے، ابن
عباس کو سفر
میں خبر لی کہ
مصر میں چالیس
برس تک فرعون
اور فرعونوں کے
مقابلہ میں مشغول
رہے جیسا کہ سورہ
اعراف میں کور ہے
اور جب حضرت موسیٰ
علیہ السلام ایمان
فرعون اور قبطیوں
کو سوا ہوئے تو
فرعون نے ان کو
مذمت دی کہ انہوں
نے نبی ہر اہل کو
جمع کر کے راتوں
رات کوچ کروا دیا
اور اگر فرعون
تمہارے پیچھے آوے
گا تو اوسکو ہم
ہلاک کریں گے

یہ تدبیر ارشاد کی سزاؤں نے تمام گروہ اپنے کو کہ شہر میں تھے اگاہ کیا اور جو شخص نبی اسرائیل میں سے قبطیوں کو پاس تھا خواہ بطریق نوکری تھا یا کسی نے بیٹا بنا لیا تھا یا اور کسی طرح کا تعلق رکھتا تھا سب دھڑلے لگا کر جگہ جگہ ہو گئے فرعون اس جمع ہونے اور ان کے سو و ہم میں پڑا اور پوچھا کہ یہ حرکت کسوں کی ہو یونہی اسرائیل کے سزاؤں نے کہا کہ ہمارے اندرون عاشوریک کا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اسی پیدا ہوئے تھے اور یہ دن تبرک عید کا دن پریم جانتے ہیں کہ سب ایک جگہ جمع ہو کر شہر کے باہر عبادت کی بجلا دیں اور رسمیں اپنی عید کی قائم کریں فرعون نے اجازت دی اور عوام نبی اسرائیل کو فریاد کیا کہ اسے دیوار اور پوشاک بہت قبطیوں سے عاری ہے لے لے اور عید کے بہانہ سوخیے اور ڈیرے شہر کے باہر کھڑے کئے یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے پھیلی رات حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام فرادوں کو چکر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھے ان کے تھے اور حضرت ہارون آگے یہاں تک جنگل میں جا پڑے اور راہ بھول گئے چند کربائیں دائیں جاتے تھے سرخ راہ کا نہیں پاتے تھے اور انہو نے نبی اسرائیل کا بغاوت چھ لاکھ اور ستر ہزار آدمیوں کے ہو گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبی اسرائیل کو بڑی بڑی عہدوں کو بلایا اور پوچھا کہ کیا سب سے متہ معلوم نہیں ہوتا ہے اور یہ کہ متہ شارع عام ہے بارہا اس کہہ میں تم نے بھی آمد و رفت کی ہے انھوں نے عرض کی کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی ذات نزدیک پہنچی وہیوت فرمائی اور اولاد اپنی اور اولاد بھائیوں اپنے کی سے عہد اور پیمان لیا کہ جس وقت مصر سے باہر جاؤ تا موت میرے کو ہمراہ لیکر جائیو اور جس جگہ باپ دادے میرے دفن ہوئے ہیں وہی جگہ مجھ کو پہنچائیو فی الحال کہ مصر سے نکل آئے اور تابوت اونکا ہم نے نہیں اٹھایا ہے غیب کی طرف سے رہتہ بند ہو گیا ہے اور معلوم نہیں ہوتا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ قبر مبارک اونکی کہاں ہے تاکہ تابوت اونکا نکالیں اور ہمراہ لیویں نبی اسرائیل کی بڑی بڑی عمر والوں نے کہا کہ ان کی قبر کی جگہ ہم نہیں جانتے لیکن یہ وصیت اونکی باپ داداؤں پر سے مانی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اٹھے اور نبی اسرائیل کے لشکر میں منادی کو امی کہ قسم خدا کی دیتا ہوں کہ جسکو جگہ قبر حضرت یوسف علیہ السلام کی معلوم ہو وہ وہ میری آواز اور خبر کسی نے اتر لیا ملک بڑیا سحر نے کہا کہ میں اونکی قبر کی جگہ پہچانتی ہوں لیکن میری ساتھ عہد کرو کہ اگر قبر ان کی بتلا دوں جو چاہوں جسکو ملے اور امیر میری حاصل ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توقف

یہ تدبیر ارشاد کی سزاؤں نے تمام گروہ اپنے کو کہ شہر میں تھے اگاہ کیا اور جو شخص نبی اسرائیل میں سے قبطیوں کو پاس تھا خواہ بطریق نوکری تھا یا کسی نے بیٹا بنا لیا تھا یا اور کسی طرح کا تعلق رکھتا تھا سب دھڑلے لگا کر جگہ جگہ ہو گئے فرعون اس جمع ہونے اور ان کے سو و ہم میں پڑا اور پوچھا کہ یہ حرکت کسوں کی ہو یونہی اسرائیل کے سزاؤں نے کہا کہ ہمارے اندرون عاشوریک کا ہے اور حضرت آدم علیہ السلام اسی پیدا ہوئے تھے اور یہ دن تبرک عید کا دن پریم جانتے ہیں کہ سب ایک جگہ جمع ہو کر شہر کے باہر عبادت کی بجلا دیں اور رسمیں اپنی عید کی قائم کریں فرعون نے اجازت دی اور عوام نبی اسرائیل کو فریاد کیا کہ اسے دیوار اور پوشاک بہت قبطیوں سے عاری ہے لے لے اور عید کے بہانہ سوخیے اور ڈیرے شہر کے باہر کھڑے کئے یہاں تک کہ سب جمع ہو گئے پھیلی رات حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام فرادوں کو چکر دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام سمجھے ان کے تھے اور حضرت ہارون آگے یہاں تک جنگل میں جا پڑے اور راہ بھول گئے چند کربائیں دائیں جاتے تھے سرخ راہ کا نہیں پاتے تھے اور انہو نے نبی اسرائیل کا بغاوت چھ لاکھ اور ستر ہزار آدمیوں کے ہو گیا تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نبی اسرائیل کو بڑی بڑی عہدوں کو بلایا اور پوچھا کہ کیا سب سے متہ معلوم نہیں ہوتا ہے اور یہ کہ متہ شارع عام ہے بارہا اس کہہ میں تم نے بھی آمد و رفت کی ہے انھوں نے عرض کی کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کی ذات نزدیک پہنچی وہیوت فرمائی اور اولاد اپنی اور اولاد بھائیوں اپنے کی سے عہد اور پیمان لیا کہ جس وقت مصر سے باہر جاؤ تا موت میرے کو ہمراہ لیکر جائیو اور جس جگہ باپ دادے میرے دفن ہوئے ہیں وہی جگہ مجھ کو پہنچائیو فی الحال کہ مصر سے نکل آئے اور تابوت اونکا ہم نے نہیں اٹھایا ہے غیب کی طرف سے رہتہ بند ہو گیا ہے اور معلوم نہیں ہوتا ہے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ قبر مبارک اونکی کہاں ہے تاکہ تابوت اونکا نکالیں اور ہمراہ لیویں نبی اسرائیل کی بڑی بڑی عمر والوں نے کہا کہ ان کی قبر کی جگہ ہم نہیں جانتے لیکن یہ وصیت اونکی باپ داداؤں پر سے مانی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام اٹھے اور نبی اسرائیل کے لشکر میں منادی کو امی کہ قسم خدا کی دیتا ہوں کہ جسکو جگہ قبر حضرت یوسف علیہ السلام کی معلوم ہو وہ وہ میری آواز اور خبر کسی نے اتر لیا ملک بڑیا سحر نے کہا کہ میں اونکی قبر کی جگہ پہچانتی ہوں لیکن میری ساتھ عہد کرو کہ اگر قبر ان کی بتلا دوں جو چاہوں جسکو ملے اور امیر میری حاصل ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توقف

واقع ہیں اور انہیں میں فرضہ کر ساحل مدینہ منورہ کا اور قلعہ مطروحہ شدہ کے حجاز کی طرف اسی بند
سے عبور کرتے ہیں پھر ساحل میں کو جہدہ و لیکر عدن تک دیرکنارہ شرقی اسی خلیج کے ہیں اور اس خلیج
کے وسط میں بعضے شہر کے تعلق بمصر کو ساتھ رکھتے ہیں بھی آباد ہیں منجملہ انہیں کو ہے و میاطہ کہ جبلانہ مصر کا
یو جیسا کہ قلعہ گوالیار کا ہندوستان میں قلعہ وغیرہ کشتی پھر مصر و اسی میں لیجاتے ہیں اور محافظہ اوس قلعہ
مصر کے حاکم کی طرف ورتی ہیں و شہر قلم کہ منتہا اس ریاض کا ہر طول اس کا یعنی ساٹھ اور چار درجہ
اور عرض اس کا کل یعنی اسی تیس درجہ اور تیس دقیقہ جب بنی اسرائیل اس دریا کو گنا رو پھینچے اور پانی کو نہایت
زور و شور میں دیکھا حیران ہوئے اور کہا اتنی کشتیاں ایک فوج کہاں سے میسر آویں گی کہ ہم جلدی کر
اس دریا سے اور تیر جاویں اور اسی اثنا میں کہ آفتاب بھی طلوع ہوا اور دن روشن ہو گیا چھپے ہوئے اور ان کو
کئی سنی جب خوب غور کیا معلوم ہوا کہ فرعون مع تمام لشکر اپنے کو چھپا کئے ہوئے چلا آتا ہے اور مقدمہ بچش
اور سکامندار ہوا تھا اور پانچویں اسرائیل کو بھول گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پاس کر اور کہا
کہ اب وعدہ تمہارا کہ کہاں ہیں یہ فرعون بھیجے ہمارے آیا اور دریا کے ذخار ہماری سامنے ہے نہ یہ
طاقت کہ فرعون کا مقابلہ کریں اور نہ قدرت اسکی کہ کہہ کر دریا سے خلاص ہو ہیں حضرت موسیٰ
علیہ السلام نے فرمایا کہ یا یوسفت ہو امداد الہی ہمہ ہمارے ہو مشکل آسان کرے گا اس میں
میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی آئی کہ عصا اپنا دیا پر مار اور کہہ کہ چھٹ جا تو اور ہم کو رستہ
دے حضرت موسیٰ نے ایک بار عصا مارا اور اوس طرح کہا دیا اوس طرح را جیسا تھا پھر حکم آیا کہ دیا
کو اوسکی کنیت کو ساتھ آواز دے حضرت موسیٰ نے دوسری بار عصا مارا اور فرمایا کہ چھٹ جا تو اور
ابو خالد خدا کہ حکم سے وہ دیا پھٹ گیا اور بارہ سو خشک و سیم ظاہر ہو گئے حدیث شریف میں ہے کہ
حق تعالیٰ نے اوسدن ہوا کو اور آفتاب کو دیا پر مسلط کر دیا تھا ہوائی کے اندر سے زلزلہ کی مانند
نکلی اور پانی کو جدا جدا کر کے کپڑا کر دیا اور آفتاب نے دریا کی زمین کو خشک کر دیا تاکہ بنی اسرائیل آسان
سے چلے جاویں بعد اوسکے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ دریا میں گواہ رکھ چلو
بسیب سستی اعتقاد تو کے جرات نہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم کو کیا اعتبار ہے کہ ہمارے نکاتے تک پانی
اسی وضع پر اپنی جگہ کھڑا ہے ایسا نہ کہ ہم سب کے درمیان میں ہیں اور دریا آپس میں ملجاوے
اور کھو غرق کر دی حضرت یوشع نے پہلے گھوڑا اپنا ڈالا بعد اوسکے حضرت ہارون آئے اور روانہ ہوئے

جب بنی اسرائیل نے دیکھا کہ گجرے چلے جاتے ہیں نا چار رو یا میں آئے اور بارہ قویں بنی اسرائیل
 کی بارہ رستوں میں کوکہ دریا کے اندر ہو گئے تھے داخل ہوئیں یہاں تک کہ سب پیچھے حضرت موسیٰ اپنی قوم
 کو ہمراہ لیکر دیا میں داخل ہو کر حضرت موسیٰ کے گرد نہ کہہ کر اسی موسیٰ ہم کیا جاؤ ہیں کہ دوسری گروہوں
 پر کیا گزرا اپنی ذات کو سبسا سکے کہ تو ہمراہ ہمارے اطمینان رکھتے ہیں لیکن اپنی بھائیوں کی طرف
 سے ہم کو اطمینان نہیں کہ مباد اپانی اونٹنے اوپر مل گیا ہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواباً الہی میں
 عرض کی کہ بار خدا یا انہی بری خصلتوں پر میری مدد فرما حق تعالیٰ نے ہوا سخت کو فرمایا کہ پانی کی دیوار بن کر
 روزنہ جالی کی مانند پیدا کی ہر گروہ دوسروں کو دوسری دیکھنا تھا کہ چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ سلاستی
 سو دیا کو کنارے کو اس ٹٹا میں فرعون ساتھ شکر اپنے کو دیا کو کنارہ پہنچا اور دیکھا کہ دیا میں استرو
 ہو چکے ہیں اور دیا کا پانی دیواروں کی مانند جا بجا کڑے حیران ہوا اور اپنے لشکر والوں کو کہا کہ
 میرا قبائل جو کہ دیا میرے واسطے اب ہو گیا تاکہ اپنی غلاموں بھاگے ہوں کو کپڑوں اور زندہ اپنے
 ہاتھ میں لاؤں اگر غرق ہو جائے تو کام میری مصلحت ہو جائے لیکن اپنے دل میں ڈرنا تھا کہ پھنسا دیا کا محل اعتبار
 نہیں مباد اگر رتے ہوئے درمیان میں یکساں ہو جاوے اور سب کو غرق کرے اور امان کو زیر و بسکا
 تھا وہ بھی دیا کے اندر آنے سے منع کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ جلدی نہ کریں چلے کشتیاں جمع کر لیں
 اور سہولیت سے ہم اوتیریں گے اور انکو جس جگہ ہوں گو قید کریں گے اسی حالت میں جبرائیلؑ امداد
 کے اوپر فرعون کے دست گھوڑے آگے نمودار ہوئے اور اوس گھوڑی کو دیا کے درمیان میں ڈال دیا
 فرعون کا گھوڑا بے اختیار گھوڑی کی بوٹو ٹھکڑ دیا میں گھس گیا اور لشکر والوں نے جب دیکھا
 کہ بادشاہ خود دیا میں داخل ہوا ہر طرف سے هجوم کر کے آگئے اور اترنا شروع کیا یہاں تک کہ فرعون
 اور تمام لشکر کنارے کے پاس پہنچے اور سوت حکم الہی دیا کو ہوا کہ جلدی مل جا یکا یک دریا نے
 موجیں مٹتی شروع کیں اور تمام پانی میں ڈوب گئے اور بنی اسرائیل سن تمام ماجری کا دوسری کنارے
 پر کھڑے ہو کر تماشا دیکھ رہے تھے اوجس جگہ میں گذرنا بنی اسرائیل کا اور ہلاکت فرعون کی تھی عرض
 اس دیا کا اوسوقت نہایت تھوڑا ہو گیا تھا بقدر چار فرسخ کے عرض اوسکا تھا کہ آدمحمد
 میں قطع ہووے اور قصصہ شورہ کے دن واقع ہوا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ساتھ روایت
 انس بن مالک کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ قلی الجلی لینی اسرائیل میں ہر عا شش و رتہ

فقرم جلی
 کے رو دیا میں
 کا ہوا کر کے
 بیابا یکساں کام
 اسکا ملک کو
 اپنے بھائیوں
 مال پر بی بی
 بیٹے سب سے
 بھاگے گا (ایت
 میں جس کو کہیں
 بھول گئے ہیں
 حقوق نہ طلب
 کرنے لگیں اور
 گنہگار ہو چکا
 کہ آج میرے لئے
 میری اولاد اور
 بی بی اور بھائی
 اور سب اس کے
 اور تمام جہان کے
 دلوں میں
 جھونک رہا ہوں

یعنی پہاڑا گیا دیا اور سونے کی ہل کے دن عاشورہ کو اوصحیحین میں ساتھ روایت ابن عباس کے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے دیکھا کہ یہودیوں نے ایک دن روزہ رکھا ہے فرمایا کہ کیا سبب ہے آج کے دن تم نے روزہ رکھا ہے انہوں نے کہا کہ آج دن عاشورہ کا ہے اسی دن میں حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو نجات دی ہے اور فرعون کو غرق کیا حضرت موسیٰ اس دن میں بطریق شکر کے روزہ رکھتے تھے ہم بھی ان کی پیروی کے واسطے روزہ رکھتے ہیں آنحضرت نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ ہم کو زیادہ لائق یہی دن ہے کہ سبب پیروی حضرت موسیٰ کے روزہ رکھیں یہ بھی روزہ رکھا اور آدمیوں کو بھی روزہ کی بات فرمایا لیکن آخر عمر میں فرماتے تھے کہ اگر میں سال آئندہ نہ زندہ رہا ہوں تو دن عاشورہ کو روزہ نہیں پائیج کو بھی روزہ رکھو گناہ مشابہت یہودیوں کی لازم نہ آوی حق تعالیٰ دریا کے چیرے کو کہ بڑا معجزہ تھا بطریق نعت و نعت کے بنی اسرائیل کو یاد دلانا ہے اور فرماتا ہے کہ **وَأَذْكُرُ لَكُمْ** یعنی اویاد کرو تم واسطے پہچاننے قدر نعت کے کہ وہ نجات فرعون کے عذاب سے تھی خاصہ واقع دوسرے کو کہ گویا نعمت دوسری بالاستقلال ہے سوائے نجات کے فرعون سے اور وقت میں کہ چیرا ہننے پر گھر یعنی بسبب پہنچو تمہارے کے دریا کے کنارے پر اور مضطرب ہونے تمہارے کے روبرو حضرت موسیٰ کے اس واسطے کہ حقیقت میں باعث چیرنے دریا کا یہی تھا گو کہ مارتا عصا کا بطریق آدھونے کے سبب قریب ہوا اٹکھا یعنی دریا دریا کو اور بحر ہفت عرب میں دریا شور اور اسکے ٹکڑوں کو کہتے ہیں اور استعمال بحر کا اگر کسی جگہ شیریں پانی اور شیریں ندیوں میں آگیا تو بطریق مجاز کہ ان کو نہریں کہتے ہیں اور بحر نہیں کہتے اور ہم نے اس نعمت میں اوپر اسی قدر کی کفایت نہیں کی کہ فقط پھٹ جانا دریا کا تم کو دکھلا دیں بلکہ پورا کرنا نعمت کا فرمایا یعنی فانی نہ کرنا یعنی پس نجات دی ہم نے تم کو پانی دریا کا اوشی شکل پر کہ پھٹا ہوا تھا مضبوط رکھا اور ہوا کو اسکے اوپر مسلط کیا تاکہ آپس میں ملنے نہ دے یہاں تک کہ تم سب ساتھ سلامتی کے اوپر نہ رہا کے پیچھے اور ڈوبنے کے خوف سے امن میں ہوو اور اسکے ضمن میں تمام شے کہ بیچ و جو د صانع حکیم مختار کے پانچ نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے آوی سب نفع ہو گئے پھر اس قدر بھی کفایت نکی ہم نے

اور میں سچ جاؤں
 پر سچ سے ملایا (۱)
 اور نبی کو ان کے
 لیے چھڑیں پہنوا
 بھی ہیں تو فوٹوں
 کو وہ دنیا کے
 اس کے دوست
 ان سے جا لیں گے
 پر سب سے بگاڑو
 کی سوتلی اہستہ
 وہ جا لیں گی
 کا رشتہ (۲)
 یہ سبھی سفار
 کا نام نکالیں گے
 وہیں سے
 کا تھیں
 روں
 کا فقر
 سے

سواک کا کیا غیب کی طرف سے حکم آیا کہ یہ بوسے ناخوش نزدیک ہمارے بہتر مشک کی بو سے تھی اس بو کو واسطے تو نے دور کیا اب بیچ گناہ اس تقصیر کے دس راتیں اور اعتکاف کرو دسویں ذی الحجہ کو کہ دن عید الفصحی کا ہے تم کو کتاب دون گا اور کلام بھی تمہارے سے کروں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اعتکاف دس راتوں کا اور فرمایا اور اُس مقام میں ٹھہرے لیکن اُن کے پیچھے بنی اسرائیل میں بڑا حادثہ واقع ہوا اور سب اُس کا یہ تھا کہ بنی اسرائیل کے لشکر میں ایک شخص کہ نام اُنکا موسیٰ بنیاطفر کا قبیلہ سامرہ میں سے زرگری کے ہنرمین اور قالب بنانے میں نہایت آستا اور ماہر تھا جس دن کہ فرعون غرق ہوا اور حضرت جبرئیل ۴ مادیان پر ہوا ہر کو دریا کے کنارے پر پھرتے تھے اُس نے دیکھا تھا کہ جس جگہ نقش سُم اُس مادیان کا پہنچتا تھا زمین سرسبز ہو جاتی تھی اس جہت سے جان لیا تھا کہ انرحیات کا بیج نقش سُم اس مادیان کے ہے اس واسطے تھوڑی سی خاک اُس گھوڑی کے پاؤں کے نیچے ہوا ٹھالی تھی اور یہ طریق تبرک کے اعتبار سے اپنے پاس رکھتا تھا اور جس وقت بنی اسرائیل دریا سے اتر کر جنگل میں بڑے گزران کا ایک قوم پر ہوا کہ گاؤ پرست تھی اور صورتیں گاؤ کی برنج وغیرہ سے بنا کر پوجتے تھے بنی اسرائیل کو یہ صورت پرستی نہایت خوش آئی تھی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ہمارے واسطے بھی صورت پروردگار ہمارے کی بنادے تاکہ حق عبادت اس کی کا اچھی طرح سے بجا لادیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اُن کو اوپر اس سوال کے زجر اور توبیخ فرمایا تھی لیکن سامری نے معلوم کیا تھا کہ اس گروہ کو صورت پرستی مرغوب طبع ہے جسوقت کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وہ طور پر تشریف لے گئے بنی اسرائیل کے سرداروں نے بیچ خدمت حضرت ہارون کے حاضر ہو کر عرض کی کہ ہم نے جس وقت مصر سے نکلے تھے عید کی زمینت کے بہانہ سے بہت زیور قیسون کا مانگ لیا تھا اب اُس زیور کا کیا حکم ہے حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا کہ اُس تمام زیور کو ایک گڑھے میں ڈال کر آگ پر جو کچھ چل جائے اور رکھ کہ اس کی بانی رہے زمین میں دفن کرو اور واسطے کہ یہ سب مال کافروں کا ہے جانتا چاہیے کہ اس مقام میں جیسے فقہاء اعراض کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل شہر مہدین مستامن تھے اور ساتھ تبیین بنیاناہ پکارتے تھے مستامن کو عربوں کا مال لینا جائز نہیں اور اگر بنی اسرائیل نے معصیت کی راجھے

نہیں چاہی
اس وقت
تمہارا یہ بولنا کہ
فرما کر کہ
اور غبار کی
جیسا کہ
اور اس میں
کی طرف سے
برنی بولنا
ف موسیٰ کا قصہ
موسیٰ اور فرعون
کا قصہ کلام اللہ میں
میں حضور انور
جیسا کہ
مذکور ہے
اکٹھا کر کے
گروں میں
یہاں زمین سے
کیا ہے
فقط

یہ امر اختیار کیا تھا حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو بھی اس پر اطلاع تھی کہ واسطے
 ان کو اس حرکت سے منع نہ فرمایا جواب اس اشکال کا یہ ہے کہ ستان ہونانی اسرائیل
 کا بیچ شہر مصر کے مسلم نہیں بلکہ وہ قیدی تھے کہ زبردستی اور قیدی سے فرعون نے انکو
 نکلنے سے نہ کر رکھا تھا ہر روز ظلم قبیوں کا کھینچتے تھے اور بیخ اور سخت انکی طرف سے دیکھتے
 تھے اور قیدیوں کو درست ہے کہ مال حرمیوں کا جس طرح مل سکے خواہ گدائی سے خواہ چوری سے
 لے لیں اور اگر بالفرض ستان بھی تھے تو زیور اور مال انکو لے جانے کی ضرورت تھی ابو طیکہ
 اگر وقت بھاگنے کے عاریت کر کے پھرنے میں مشغول ہوئے مگر قتل ہو جائے اقصہ سامری نے
 بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ سب زیور میرے حوالے کر دو کہ میں طلسم عجیب اس سے بناتا ہوں کہ عصای
 موسیٰ سے بھی بہتر ہو اور دلچاس کے تمکو ساتھ موسیٰ کے دعویٰ ہماری اور برابر کا حاصل ہوگا
 اور موسیٰ کو تمہارے اوپر بزرگی اور زیادتی نہ ہے گی بنی اسرائیل نے تمام اس زیور کو حوالے کیا
 کے کیا سامری نے سونا جدا کیا اور جواہر اور یاقوتوں کو جدا کرنے کا ایک بچہ بنا یا نہایت خوبصورت
 اور جواہر اور یاقوتوں کو بجائے کانوں اور آنکھوں اور چونچوں اور زانوں اور قدم کے موافق قرینہ کے
 قائم کیا اور شکم اس کا خالی چھوڑا اور اس خالی جگہ میں وہ خاک کہ حضرت جبریل علیہ السلام کی
 گھوڑی کے دم کے نیچے کی تھی ڈالی پھر اسبابب ناخیز اس خاک کے ہلنے لگا اور ایک آواز کی مانند آواز
 بیلوں کے سامری نے کہا کہ دیکھو پردہ گار تمہارے نے بیج صورت اس گوسالہ کے نمود فرمایا اور
 تمہارے خیون میں آیا ہے اور موسیٰ خدا کو ڈھونڈتا ہوا پہاڑ پر دوڑتا پھرتا ہے بنی اسرائیل نے کہا کہ
 بیج کتابہ تو تیس دن گذر گئے کہ موسیٰ نے وعدہ پھرنے کا کیا تھا اور ابھی تک نہیں آیا معلوم ہوتا ہے
 کہ اپنے خدا کو اس جگہ نہ پایا قریب آٹھ ہزار آدمیوں کے بنی اسرائیل میں سے بسبب ہٹانے سامری
 کے عبادت اس بچہ کی کرنے لگے اور موافق مثل مشہور کے کہ ع اچھے آدم میکند بوزینہ ہم
 گرد اگر اس گوسالہ کے گوشہ نشین ہوئے اور سامری نے ایک بڑا خیمہ اوپر اس گوسالہ کے کھڑ کیا
 اور فروش اور سامان مکلف اس جگہ ڈالا اور گرد اس خیمہ کے نوبت بجانی شروع کی اور اس
 گوسالہ کے سامنے گانا بجانا ساتھ چنگ اور باب کے مقرر کیا اور مرد اور عورتیں تماشے کیواسطے
 جمع ہوئے لکین اور بازار شیطان کا خوب گرم ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پہاڑ پر دسویں

تفسیر خلیلی

دسی گئی ہے انکا

پورا قصہ یوں ہو

تک صبر ایک

جدا یا شاہ خاتون

سورہ تاجا ہاری

کا فواد کش تھا

جس نے خواب بھی

سورہ بیت المقدس

سے اگل بھی اور

بنی اسرائیل کے

گھر کسی اور کے

گھر لارے تھا

بنی اسرائیل کے

گھر لارے تھا

بنی اسرائیل کے

گھر لارے تھا

محقق ہو حضرت موسیٰ کی طرف سے وعدہ پورا کر کے انکشاف کا اور حق تعالیٰ کی طرف سے
 وعدہ کتاب دینے کا اصرار وعدہ مقرر کیا گیا تھا ساتھ اس مدت کے کہ
 اَنْ بَعِثْ كَيْدًا لِّمَنْ يَّجَاهِلُ رَاتِيْن اور اکثر راتوں میں آیا ہے کہ میں راتیں ذی القعد کے
 میں سے تھیں اور دس راتیں اول ذی الحجہ سے اور دسواں دن کتاب کے دینے کا وقت تھا
 اس واسطے کہ میں یوں انفریاد والا دسواں دن بھی انکشاف و صوم کے دنوں میں داخل ہو جاتا اور وہ
 حلال نہیں اور کچھ محققین نے کہا ہے کہ ہر گاہ کہ رات و وقت عبادت اور خلوت کا ہے اور صیامت
 والے اکثر اسی وقت میں اپنے کام میں مشغول ہوتے ہیں اسی واسطے خاص کر ذکر ازل و نکاح فرمایا اور یہ
 بھی ہے کہ میں عرب کے اوپر سیر اور گردش چاند کے مقرر ہیں اور ابتدا اُس کا ہلال سے لیتے ہیں
 اور پہنی خاص رات ہی کے ساتھ ہے اور موسیٰ اہل لغت میں لفظ عبرانی ہے کہ عرب ہو گیا ہی
 کہتے ہیں کہ اصل اسکی میثاقی می معنی پانی کے ہر اور شاہ معنی درخت کے اور چونکہ حضرت
 موسیٰ کو فرعون نے نہر میں درختوں کے نیچے پایا تھا یہ نام اُنکے واسطے مقرر کیا اور عربی زبان
 میں یا کو و او کے ساتھ اور شین کو میں کہ ساتھ بدل کیا موسیٰ ہو اور عدد چالیس کا بیت مقاموں
 میں اعتبار ہے اور اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ من اخلص لله اربعین صباحا ظہوت
 بنا ببع الحکمة من قلبه علی لسانہ یعنی جو شخص کہ خلوص کے اللہ کے واسطے چالیس دن
 ظاہر ہوں گے چھپے حکمت کے دل اُس کے سے اور زبان اُسکی کے اور بھی آیا ہے کہ حضرت
 طین آدم اربعین صباحا کہ خیر کیا گیا مٹی آدم کو چالیس دن اور بھی بچہ آدمی کا
 بیٹ میں اتنی ہی مدت میں ایک حال سے طرف دوسرے حال کے انتقال کرتا ہے چالیس روز
 تک لفظ رہتا ہے اور چالیس دن تک خون بستہ اور چالیس دن تک گوشت کا ٹکڑا بعد
 اِس کے قابل نفع روح آتی کے ہوتا ہے اور اسی جگہ سے ہے کہ تمام صوفیہ رحمۃ اللہ علیہم نے
 قاطبہ چلہ کو ریاضت و خلوت کے واسطے مقرر کیا ہے اس واسطے کہ قہہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
 سے معلوم ہوا کہ اتنی مدت ریاضت کرنے سے ترقی ہوتی ہے ادنیٰ حال سے طرف اعلیٰ حال کے
 آئے ہم اوپر اِس مطلب کے کہ اِس آیت میں چالیس رات کا وعدہ مذکور ہے اور سورۃ اعراف
 میں وعدہ تیس رات کا لھا ہوں یہ متناقض ہے جواب اِس کا یہ ہے کہ اِس آیت میں بطریق

تفسیر جلیلی

جبرائیل علیہ السلام

سورہ بقرہ

میں چھپا چھپا

میں لکھ کر

تواضع اور

ادنیٰ کی صورت

میں ہے بنا

اور باہمی

تھا فعلی

نبی اس میں

بجائے اس میں

چانچ تھی

میں جو دنیا

میں رہتے تھے

میں کی

اور زمین

بنا اور ملک

اجمال کے تمام مدت خلوت اُلجی کی معہ اہل اور زیادتی کے ذکر فرمائی اور سورہ اعراف میں بطریق تفصیل کے اہل وعدہ کو کہتیں راتیں تھیں اور پھر مدت دس دن کی کو کہے بے وقت مسوک کرنے کے گناہ میں زیادہ ہوتی تھی جدا جدا یاد فرمایا ہے پس تناقض نہیں اس واسطے کہ اجمال اور تفصیل کے مخالفت نہیں ہوتی ہے مثال اسکی ایسی ہے کہ کوئی شخص چالیس درم قرض کسی کا اپنے ذمہ رکھتا ہو اگر یہ کہے کہ میں چالیس درم قرض رکھتا ہوں تو یہ اجمال صحیح ہے اور اگر اس طرح کہے کہ میں تیس درم بابت فلاں کے اس سے لئے تھے اور دس درم بابت فلاں کے لئے تو تفصیل بھی درست ہے خصوصاً جبکہ سورہ اعراف کی آیت میں اس تفصیل کا حاصل بھی مذکور ہے کہ فتوہ میقات وہ اربعین لیلۃ باقی رہا اس مقام میں ایک سوال جواب طلب رہو یہ ہے کہ اربعین لیلۃ کا محل باعتبار ترکیب نحوی کے کیا ہے مفعول نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ جو چیز موعودہ خود کا کی طرف سے کتاب کا دیا تھا اور حضرت موسیٰ کی طرف سے پورا کرنا اعتکاف کا اور طرف بھی نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ وعدہ دونوں طرف سے چالیس رات میں تھا کہ چالیس دن ایک عہد کرتے ہیں جواب اسکی یہ ہے کہ اربعین لیلۃ طرف ہے لیکن واعدا کا نہیں بلکہ واعدا کے مفعول کا ہے کہ وہ محذوف ہے تقدیر میں یہ ہے کہ واعدا ناموسی معاملۃ عندا انقضای اربعین لیلۃ اور لفظ انقضا کا بھی محذوف ہے اور اربعین لیلۃ کو سبب مجاورت کے مجازاً قائم مقام اس کے کر دیا جیسا کہ عرف میں کہتے ہیں کہ آج چالیس دن ہونے کے فلاں آیا ہے مراد یہ ہے کہ انقضا چالیس دن کا ہے اور سبب حضرت موسیٰ کا یہ ہے کہ وہ بیٹے عمران بن یسہر بن فہش بن لای بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے تھے اور لای بڑے بیٹے حضرت یعقوب کے تھے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اوپر فرقہ بنی اسرائیل کے ریاست حقیقی بھی تھی کہ بنی اسرائیل کے تھے اور ریاست عرفی بھی اس واسطے کہ عرف عام میں ریاست اور سرداری بڑے کو ہو کرتی ہے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کتاب لائیک واسطے سب بنی اسرائیل کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں گئے تھے ان سب کو مناسب یہ تھا کہ انتظار ان کا کرنے اور نیا طریق نکالنے سے بچتے اور بزرگوں تمھارے نے اسے بنی اسرائیل پر خلاف اس طریق کے کالنے آدمیوں کا معمول ہے عمل میں لائے اس واسطے کہ معمول ہو جو کہ جب کوئی سردار کسی گروہ کا حاکم یا بادشاہ کے پاس

نہیں فرمائی
زیرین برآورد و ناگرد
افزون اور بماند اور
ان کے گناہ میں زیادہ
کا تمام متعین ہے
فولگ در دست و پا رک
کو دینا یا یاد دانی
اقبل تمام گناہات
میں کو یہ پیدا
ہو سکتا ہے
کا ان کی بات سے کہا
کہ ان کو موسیٰ کو وعدہ
چالیس دن کا کر دیا
سورہ اعراف کے واسطے
جہاں کا ذکر ہے تو ان
بیان کو موعودہ میں
بلکہ (ظہر) میں
میں و اللہ سے اور
درست اور یہ
ان کو سب کو

واسطے عرض کسی مطلب کے جاتا ہے تو دوسرے لوگ پاسداری اُس میں پنے کی کرتے ہیں
اور ہرگز خلاف اور اختلاف نہیں کرتے بلکہ کہتے تَدَّأْتَحْنُ تَدَّأْتَحْنُ یعنی بعد ازاں
اور بتا کر چالیس دن کے بنالیا تھے پھر طے کو بعد موسیٰ کے اُسکی غیبت میں اس واسطے کہ
موسیٰ جب تک درمیان نہ تھامے تھا انکو عبادت فرعون اور مان کی سے باز رکھنا تھا حالانکہ
فرعون اور مان کو ظاہر میں ایک طرح کی قدرت اور اختیار نفع اور ضرر کا تھا پرستش گونا گہ
بیجان بے عقل کی سے کس طرح تمکو مخالفت نہ کرتا اور لفظ تم کہ اصل میں واسطے تراخی زمانہ کی ہی
اس جگہ واسطے معید جانے مضمون البعد کے قبل کے مضمون سے متصل ہو گا یا کسی طرح
مناسب تھا کہ سردار اپنے کو واسطے عرض مطلب اور درخواست عرض کے ہمارے حضور میں بھیجا اور
آپ غیبت اُس سردار کی میں مخالف مرضی ہماری کے کام کرو بلکہ تمکو لازم تھا کہ ہرگز مخالفت
ہماری تم سے سرزد نہ ہوتی اور اتخاذ افعال ہے خذ سے ماخوذ ہے ہمزہ کو بعد تلبین کے تاکہ
ساتھ بدل کر کے تاکوتا میں اوغام کیا اور ہر گاہ کہ افعال کے صیغہ پر یہ لفظ بہت آیا ہے عربوں
نے وہم کیا کہ شاید نا اصلی ہو اور تخذ تخذ سے ماخوذ ہو اور اسی واسطے تخذ تخذ کو بھی استعمال
کرنا پڑا اور اتخاذ کے فعل نے عربوں کے نزدیک حکم افعال قلوب کا لے لیا ہے کہ اوپر متلا
اور خبر کے داخل ہوتا ہے اور دونوں کو اوپر مفعولیت کے نصب دیتا ہے اگر اس استعمال
کو اس جگہ مقرر کریں ہیں دوسرا مفعول محذوف مانیں گے اور تقدیر عبارت کی اس طرح
ہوگی تَدَّأْتَحْنُ اَلْجَلَّ اَلْهٰکُ اور معانی والوں نے وجہ حذف کرنے مفعول ثانی کی اس
جگہ فصیح جانا تصریح اس امر فصیح کا مقرر کی ہے اور اگر اس استعمال کے موافق نہ تھما دیں
بلکہ اتخاذ کو ساتھ معنی بنانے کے لیوین تو اس صورت میں ایک ہی مفعول کہ موجود ہے کفایت کرتا
اور اس تقدیر پر بعض اہل معانی کے دل میں شبہ گذرا ہے کہ فقط بنانا بچھڑے کا محمل انکار کا
تھا کہ اسکے بنانے سے منع فرمایا ہوا اور علاوہ اس کے بنانا گو سال کا خاص سامری کا کام تھا بانی
جی اسرئیل اُس میں شریک تھے بخلاف موجودہ پھر اُنے گو سال کے کہ سب امین شریک تھے پس آج
اس کا یہ ہے کہ انکار کا مطلق گو سالہ کا مقصود نہیں بلکہ اسی گو سالہ میں کا ہی جیسا کہ لامعہ سے
سمجھا جاتا ہے اور گو سالہ موجود تھا سو اسے اس کے یہ کہ تصویر بنانی بھی محرات سے ہر اور نفع لینا

ترجمہ تفسیر عذری
اس کو چھوڑ کر
پس یہاں تک
اور اس کو تفسیر
تھے مگر ان
نے سوئے کواری
تھی درابین
کو ال یا اور ہی
ہیں سے کہ پڑا
تو بھی جیسے
دیکھ کے اس
سما صلی جا
وہ مد سے کہی
جہی اللہ تع
جہی اللہ تع
جہی نہیں
جہی نہیں
نے سب کو
نے یہاں
فرعون کی

سے ہر طور مجربات میں داخل ہے پس محض بنانا گو سالہ کا بھی محل انکار کا ہو سکتا ہے اور یہ حنیف قالب
گو سالہ کا سامری نے تیار کیا تھا لیکن انکی امداد اور اعانت سے یہ بات اُس سے ہوئی تھی کہ زرا
جو اہر سب نے لاکر لے لیا تھا اور اس فعل میں اُسکے شریک ہو چکا جس بھری سے ابن ابی حاتم نے
بیچ تفسیر اپنی کہ روایت کی ہے کہ نام اس گو سالہ کا ہیوت تھا ظاہر اس نام میں بھی بوسے شرک کی دی
تھی اور یہ واسطے حق تھا فرماتا ہے کہ کاش تم گو سالہ کو محض واسطے ہونے کے مقرر کرتے اور مانند اور
کھیلوں اور تصویروں کے کہ لڑکے جیسے کھیلے ہیں حقیر اور ذلیل رکھتے لیکن تم نے تو اس گو سالہ کی صورت
کو عبودیت پر اٹھایا وَاَنْتُمْ ظَالِمُونَ یعنی اور حال یہ ہے کہ تم نے نہایت ظلم کیا اس واسطے کہ عبادت کا
درجہ کی تعظیم کا نام ہے اور یہ خاص حق علیم اور حکیم کا ہے گو سالہ کی صورت کی واسطے کہ بیل کا بچہ
ہے تم بجالا لے اور اسکو روارکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ تمام مخلوقات الہی میں سے بل ضرب ایشل
ہے حماقت اور انہی میں ادبیل کا بچہ بل بھی کم ہے اس میں زیادہ تر بے شعوری پائی گئی پس
ایک ادبے اور حقیر کی واسطے کمال تعظیم کہ خدا حق تھا تم بجالا لے اس جہت سے ظلم تھا راستہ تراور
بہت قبیح ظلم فرعون کے تابعین سے کسی مرتبہ کر کے بے خصوصاً کہ تم سے یہ ظلم بعد ایمان اور معرفت
ناقصہ کے وجود میں آیا اور فرعون کے لوگوں سے کفر اور جہل کی حالت میں اہل تحقیق نے کہا ہے
کہ ہر قوم کے واسطے ایک ایک گو سالہ ہے کہ اُسکی پرستش میں مشغول ہیں گونا گویا میں اپنے تئیں مسلمان
اور دیندار جانتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں بھی اشارہ اس امر کی طرف آیا ہے جس جگہ کہ
فرمایا ہونے سے عبد الدینار و عبد الدارہم و عبد الحمیدہ ان اعطی رضی وان اعطی
مخط بنی براخال ہے اس شخص کا کہ بندہ اشرفی یا بندہ روپیہ کا یا بندہ مثال اور کپڑے خوبصورت
کا ہے اگر اسکو خدا کی طرف سے یہ چیزیں عطا ہوں خوش ہوتا ہے والا ناخوش رہتا ہے اور نگاہت
کا ہوا زہ کھوتا ہے اس جگہ میں جلنا چاہیے کہ علما کو اہلین اختلاف ہو گئی اسراہیل باوجود دیکھنے
ان حجات ظاہر اور غور و روشن کے کہ جتنے بے بلا اختیارانے دلیمن یقین آگیا تھا اور کوئی تردد نہیں
کر نہیں ساتھ صانع قادر مختار کے اور صدق نبوت حضرت موسیٰ کے نہ تھا پس پھر کہ نکر سامری کی شعبہ باز
فرشتہ ہو کر وقتہ یقین جاتا رہا اور حضرت موسیٰ کی نبوت میں تردد ہو سکتا ہے اور انکے بچے ہونے میں شک کرنے
لگے اور بیچ جال افواہ اُسکے کے گرفتار ہو گئے بعضوں نے اسکی وجہ میں کہا ہے کہ سامری نے

تفسیر غزیری
اسلامی اور فرقہ
مذہب کی طرف
محال کو متباد
شاید یہ ہمارے
کام میں آئے ہو
نہا ہی اس میں
بہت سی باتیں
کا دودھ مٹانے
کرم کا تھا
اس کے لئے
کی کا وہ
میں کی کو
میں کی کو
کا یہ تھوڑا سا
بنا دینا
یہاں سے

شکر نعمتوں آسمی کا بجا لاؤ اور تحمل مشقون کا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دو اس واسطے کہ ابھی تک
استعداد کردہ تمہارے کی بالکل باطل نہیں ہوئی تم سے توقع ہے کہ نیک اور صلح پیدا ہوں اور
بیچ کام معرفت اور عبادت کے قیام کریں بخلاف قوم فرعون کے کہ استعداد انکی مطلقاً نازل ہوئی
تھی کوئی ان میں سے قابل تحمل امانت معرفت اور عبادت کا نہ تھا اور لعل اگرچہ اہل عرب میں
اُس جگہ مستعمل ہوتا ہے کہ امید ہو خواہ وہ شے حاصل ہو یا نہ ہو لیکن کلام آسمی میں بہت جگہ یقین کے
مقام میں مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ اس جگہ بھی اسی قسم کا ہے اس واسطے کہ بنی اسرائیل بعد اس کے معذرت
علوم آسمی کے اور حال معارف اُس کے ہوئے اور درمیان اُن کے ہزاروں نبی اور شہید اور صالحین
پیدا ہوئے اور راہب اور احبار ظاہر ہوئے اور خدا کے کاموں میں مصروف رہے اس جگہ
ایک اشکال ہے نہایت سخت اور وہ یہ ہے کہ پرستش گو سالہ کی بلاست بہ کفر تھی بلکہ سب کفر
کفر کے سے قبیح اور کفر قابل معاف ہو نیکی نہیں اور فیہ توبہ کے بحث نہیں جاتا ہے اور اگر
اس طرح کہا جاوے کہ ایسا لفظ کہ دلالت توبہ کے اوپر کرتا ہے اس جگہ مقتدر ہے جیسا کہ جمہور
مفسرین نے اسی طرح کیا ہے اور کہا ہے کہ تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نہ عفو نہ عذوبت نہ بدلہ
لعل کہ تشکرون نفع العفو فی صورت میں لازم آتا ہے کہ مضمون اس آیت کا اور مضمون آیت
فتاب علیہ کہ انہ هو التواب الرحیم کا ایک چیز ہو اور مضمون آیت فتاب علیہ کا مضمون
اس آیت کے ذکر کرنا مگر ایسے فائدہ ہو اس واسطے کہ یہ مقام مقام نعمتوں کے شمار کرنے کا ہو اور
اس آیت میں ہوا سے قبول توبہ کے کوئی نعمت مذکور نہیں اور جواب اس اشکال کا آیت کی تفسیر
اشارہ گذر کر اور عفو سے ترک کرنا مواخذہ کا ہے کہ دنیا میں بالکل انکونیست اور نابود کرے نہ چھوڑنا
مواخذہ اخروی کا اور کفر میں یہ بات ہو سکتی ہے کہ دنیا میں اس میں رکھے جیسا کہ کفار امت مصطفویہ
علیہا صلوٰۃ و الخیرہ ہی نعمت میں شریک ہیں کہ کفر کرتے ہیں اور دنیا میں ہلاکت عذاب کے سبب
نہیں ہوتی گویا کہ مواخذہ اخروی باقی ہے اور اگلی آیت میں قبول کرنا توبہ بنی اسرائیل کا مذکور
ہے اور تعلیم طریق اُس توبہ کی کہ آثار گناہ کے بالکل محو کرے اور دنیا اور آخرت میں اُس کے ضرر سے
بے خوف ہو جاوے اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے پھر فرماتے ہیں کہ واسطے تعلیم طریق
شکر نعمتوں کے نعمت دوسری کہ بہت بڑی اور بزرگ ہے عطا کی ہے اس واسطے کہ اس تمہارے گناہ

نعمتوں آسمی کا بجا لاؤ اور تحمل مشقون کا اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دو اس واسطے کہ ابھی تک
استعداد کردہ تمہارے کی بالکل باطل نہیں ہوئی تم سے توقع ہے کہ نیک اور صلح پیدا ہوں اور
بیچ کام معرفت اور عبادت کے قیام کریں بخلاف قوم فرعون کے کہ استعداد انکی مطلقاً نازل ہوئی
تھی کوئی ان میں سے قابل تحمل امانت معرفت اور عبادت کا نہ تھا اور لعل اگرچہ اہل عرب میں
اُس جگہ مستعمل ہوتا ہے کہ امید ہو خواہ وہ شے حاصل ہو یا نہ ہو لیکن کلام آسمی میں بہت جگہ یقین کے
مقام میں مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ اس جگہ بھی اسی قسم کا ہے اس واسطے کہ بنی اسرائیل بعد اس کے معذرت
علوم آسمی کے اور حال معارف اُس کے ہوئے اور درمیان اُن کے ہزاروں نبی اور شہید اور صالحین
پیدا ہوئے اور راہب اور احبار ظاہر ہوئے اور خدا کے کاموں میں مصروف رہے اس جگہ
ایک اشکال ہے نہایت سخت اور وہ یہ ہے کہ پرستش گو سالہ کی بلاست بہ کفر تھی بلکہ سب کفر
کفر کے سے قبیح اور کفر قابل معاف ہو نیکی نہیں اور فیہ توبہ کے بحث نہیں جاتا ہے اور اگر
اس طرح کہا جاوے کہ ایسا لفظ کہ دلالت توبہ کے اوپر کرتا ہے اس جگہ مقتدر ہے جیسا کہ جمہور
مفسرین نے اسی طرح کیا ہے اور کہا ہے کہ تقدیر کلام کی یہ ہے کہ نہ عفو نہ عذوبت نہ بدلہ
لعل کہ تشکرون نفع العفو فی صورت میں لازم آتا ہے کہ مضمون اس آیت کا اور مضمون آیت
فتاب علیہ کہ انہ هو التواب الرحیم کا ایک چیز ہو اور مضمون آیت فتاب علیہ کا مضمون
اس آیت کے ذکر کرنا مگر ایسے فائدہ ہو اس واسطے کہ یہ مقام مقام نعمتوں کے شمار کرنے کا ہو اور
اس آیت میں ہوا سے قبول توبہ کے کوئی نعمت مذکور نہیں اور جواب اس اشکال کا آیت کی تفسیر
اشارہ گذر کر اور عفو سے ترک کرنا مواخذہ کا ہے کہ دنیا میں بالکل انکونیست اور نابود کرے نہ چھوڑنا
مواخذہ اخروی کا اور کفر میں یہ بات ہو سکتی ہے کہ دنیا میں اس میں رکھے جیسا کہ کفار امت مصطفویہ
علیہا صلوٰۃ و الخیرہ ہی نعمت میں شریک ہیں کہ کفر کرتے ہیں اور دنیا میں ہلاکت عذاب کے سبب
نہیں ہوتی گویا کہ مواخذہ اخروی باقی ہے اور اگلی آیت میں قبول کرنا توبہ بنی اسرائیل کا مذکور
ہے اور تعلیم طریق اُس توبہ کی کہ آثار گناہ کے بالکل محو کرے اور دنیا اور آخرت میں اُس کے ضرر سے
بے خوف ہو جاوے اور ان دونوں باتوں میں بڑا فرق ہے پھر فرماتے ہیں کہ واسطے تعلیم طریق
شکر نعمتوں کے نعمت دوسری کہ بہت بڑی اور بزرگ ہے عطا کی ہے اس واسطے کہ اس تمہارے گناہ

بندہ کا شکریہ ہی ہے کہ جو نعمت اوسکو حاصل ہے اللہ ہی کی طرف سے اوسکو سمجھے اور حضرت داؤد نے اس مضمون کو ایسا بیان فرمایا ہے کہ سبحان من جعل عذاب العبد العجز عن شكره شكرا كما جعل عذاب العبد العجز عن معرفة معرفته يعني پاکی ہے اوس فرائض کو کہ تھیرا یا اقرار بندہ کا ساتھ عاجز ہونے کے شکر اپنے سے شکر اپنا جیسا کہ تھیرا یا اقرار اوس کا ساتھ عجز کے معرفت اپنی سے معرفت اپنی اور یہ دونو چیزیں معاملہ میں بیکر اسی آیت کے مذکورین اور حیلہ ہدایت اوس کتاب کے اور بڑا فرق اگر نبی الی درمیان تخریج اور چوڑی کے تو یہ تہی کہ قتل کرنا نفس کا یہ سبب گناہ کو سالہ پرستی کے مقرر ہوئی ہیں اوس میں آیت عمدہ کو یاد کرواؤ **وَإِذْ قَالَ مُوسَى لِقَوْمِهِ إِنِّيَارِيدُكَوَادِ سَوَاقٍ** لکہ موسی نے قوم اپنی سے کہا اے راہ شقت اور غم خواری کے اس واسطے کہ آدمی کو اپنی قوم کی طرف توجہ ہوتی ہے اور علاج بیماریوں اور کمی کا اماند علاج بیماری اپنے کے جانتا ہے اور اگر ان کو اپنی مرض باطنی سے خبر نہ ہوتا تہ لطف اور عنایت کے اذ کو اوس مرض پر خبر دار کرتا ہے یا قوت کر لے قوم میری مقتضائے شفقت ہم قوم ہونے کا یہ ہے کہ تم کو اور بیماری باطنی اور طریق علاج اوس کے آگاہ کروں میں پس سوچو کہ **أَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفِكَرُ أَنْ يُدْعِيَ الْكَلْبَ فَيَلْغِي فِيهِ مَتَّحِقٍ** تم نے ظلم کیا ہے اوپر جانوں اپنی کے بنائے گوسالہ کے اس واسطے کہ ہر گاہ کہ رو بر و ہتھارے سامری نے نذر قبیوں کر سے گوسالہ تیار کیا اور تم نے اوسکی دینے نہ وغیرہ سے امداد اور اعانت کی اور واسطے اواز کرنے اور ظاہر ہونے انزحیات کے بسبب ڈالنے اوس خاک کے کیچے سم گھوڑی حضرت جبریل علیہ السلام کے اور خاصیت زندہ کرنے کی اوس میں جانکر اور ڈھائی تہی دیدہ و دانستہ اوس کو تم نے معبود بنالیا اور اللہ تعالیٰ کا سما جانا اوس میں اعتقاد کیا پس گویا دعویٰ اس امر کا کیا کہ ہم نے حیات اپنی معبود میں ڈالی اور ہر خد کہ آواز کرنی اوس گوسالہ کی ایک مرعجب خارق عادت تھا لیکن جو قوت فعل عجیب خارق عادت کا کسی حکمت اور تدبیر اور کسے کے ہاتھ کی کام سے ظاہر ہو کر اوس کو امر غیبی جاننا عقل سلیم کے خلاف ہے اور اس واسطے افعال عجیبہ جو دگرگون اور نظر بندوں اور بازگردن وغیرہ کے صاحب عقلوں کی نظر میں کسی طرح کی قدر اور منزلت نہیں رکھتی بنی ایسی چیز ہاتھ کی بنائی ہوئی کو موجود ہونے کیا مناسب اور الوہیت سے کیا ربط کہ فرعون اور زمان کے مرتبہ ہی نہایت کستری یہ بات نہ کہ حضرت موسیٰ کی قوم کے اہلکار کیا کرنا چاہئے تاکہ عذاب اس ظلم

نہیں جانتے تھے
 میں نے ہرگز نہیں
 کہا کہ ایک شخص قوتور
 ہو یا یاد رکھنا ہی ہو
 انھوں نے کہیں کوئی
 پتہ لکھ کر نہ دیا
 کہ میں اپنا پیسہ کج
 ہوں اب تک میرا خواہ
 سے دریا مویا جو کتا
 یہ دعا کہ تم ہوا کھلا
 میرے سبب مجھ کو
 خالوں سے بچاؤ
 پھر جب دین کی طرح
 چلا تو کہا اب
 حسد اسے
 سید ہی راہ
 جانتے گا

یہ طریق توبہ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سابقہ قبول کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے عہد و پیمان حکم لیا کہ کچھ نہ کہو جنے والے پسے گھروں سے بلے ہتیار اور بغیر خود اور زرہ کے آئیں اور اوپر دروازوں اپنے کے زانو مار کر بیٹھ جاویں اور بیٹھیں اپنی زانوؤں سے باندھ لیں اور سروں اپنے کے زانو پر رکھ لیں اور زخم تلوار کا اپنے سر پر لپیٹیں زانو بند نکھولیں اور بدن کو نہ ہلا دیں اور ہاتھ اور پاؤں نہ ماریں اور جو کوئی ان شرطوں میں سے عدول کرے گا توبہ اسکی قبول نہیں بعد اسکے جب ویرا دن ہوا صبح کو وقت حضرت ہارون کو فرمایا کہ بارہ ہزار آدمیوں کو بنی اسرائیل میں سے کہ جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی اور پیچ انکار اس فعل قبیح کے حضرت ہارون کے شریک ہے تھے شمشیر برہنہ بنی کروا کر لیجاؤ اور قتل کرنا انکا شروع کروا اور آپ ایک مکان بلند پر کھڑے ہو کر آواز کرتے تھے کہ یا مائیکہ بنی اسرائیل ان اخوانکما انوکھ شاہرین سیو فھو یریدون ان یقتلوکم فانفقوا اللہ واصرہا یعنی اسے گروہ بنی اسرائیل کے تحقیق بھائی تمھارے آئے تمھارے اوپر تلواریں کھینچے ہوئے چاہتے ہیں کہ قتل کریں تمکو پس ڈرو غم اندر سے اوصبر کرو اور حضرت حسن بصری سے منقول ہو کہ تین گروہ بنی اسرائیل میں سے دو گروہ کو یہ حکم ہوا تھا کہ آپس میں قاتل اور مقتول ہو دیں جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی انکو حکم تھا کہ مقتول ہوں اور جنھوں نے پرستش اسکی کی تھی اور پیچ انکار کیا تھا انکو حکم ہوا تھا کہ وہ قتل کریں تاکہ توبہ انکا نکلنے کی کہ آئے سرزد ہوا ہے حاصل ہوا اور جنھوں نے گوسالہ پرستی کی تھی اور اس کام کو برا سمجھے تھے اس توبہ میں شریک نہ ہوئے اس واسطے کہ وہ محتاج توبہ کے نہ تھے اور اور دواستون میں آیا ہے کہ جب مارنے والوں نے دیکھا کہ جنکے قتل کرنے کیواسطے حکم ہوا ہے بھائی اور بھتیجے اور بھانجے اور نند کی اور دوست ہمارے پیچ قتل کرنے میں تردد کیا اور بے اعتداف شفقت طبعی کے ماتھ انکے کام نہ کرتے تھے حتیٰ تعالیٰ نے ایک سیاہ غبار بھیج دیا کہ کوئی کیسکو نہ دیکھتا تھا بیدہشک مارنا شروع کیا اور رحم طبیعت کا مانع قتل سے نہوایا ہاتھ تک کہ صبح سے اخیر دن تک ستر ہزار آدمی مقتول ہوئے اور عورتیں اور بچے بنی اسرائیل کے حضرت موسیٰ کے روبرو فریاد کرنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سر پر ہنر کر کے دعا کی حکم ہوا کہ توبہ مرے ہو ورنہ اور زندہ کی سبکی قبول ہوئی جو کوئی مارا گیا اسنے مرتبہ شہادت کا پایا اور جو کوئی زندہ رہا وہ بھی گناہوں سے پاک ہوا اس مقام میں جاننا چاہیے کہ لفظ فاقتلوا انفسکم کا ظاہر نہیں اس پر دلالت کرتا ہے کہ انھوں نے

تفسیر طبری
یہاں باب برادر دوا
ہے کہ توبہ ان آدمیوں
کی اور جنھوں نے توبہ
پیدا نہ کی تھی
تھا اور نہ تھی
میں تیری بھلائی
کا عقلمند ہوں کچھ
ان دونوں میں
کی ایک اور کی تھی
ہوئی تھی
پاس لائی اور کہا
آپ کو کہا جان
دیکھتے ہو پھر
پانی پلا دے گی
مردہ کی دینے
کو ہلائے ہیں
موسے نے ان
بانی (شریعت)
سے پاس جا کر

ایسے متین آپ مارا جیسا کہ بعض مفسرین طرف ظاہر اس آیت کے گئے ہیں لیکن روایتیں اس قصہ کی سبب کی سبب مخالف اس ظاہر کے ہیں پس حقیقت کلام کی مراد نہیں یا محمول اور اسناد عجیبی کے ہے کہ سناؤ قتل کی طرف سبب ممکن کے فرمائی ہے یعنی ہر گاہ کہ قاتلین کو قدرت اور قتل کرنے کے دیدی گویا آپ ہی اپنے نفسوں کے قائل ہوئے یا انکس سے باعتبار اسی توجیہ کے آپ ہی مراد ہوں اور مسمیٰ مجازی لینے پڑے روایتیں دلالت کرتی ہیں اور اوپر ہر تقدیر کے بنی اسرائیل یہ تو یہ ممکن بجلائے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ قَتَابَ عَلَیْکُمْ یعنی جب تم نے یہ کام کیا تو بہ تمہاری قبول ہوتی پس قبول کیا اللہ تعالیٰ نے تو بہ تمہاری کو اگرچہ گناہ تمہارا سخت تر گناہ آل فرعون سے تھا اس واسطے کہ نبی بعد ایمان کے یہ کفر کیا تھا اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ یعنی تحقیق وہ الذی بیچ قبول کرنے تو بہ کے مبالغہ فرماتا ہے یہاں تک کہ اس عمل ناشائستہ پھر بھی کہ آل فرعون کو اس سے کمتر پر عذاب کیا تھا تو بہ قبول فرمائی اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو بندہ صدق دل سے توبہ کرتا ہے اور اوپر گناہ کے نادم ہوتا ہے حق تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اگرچہ ایک دن میں ستر بار اس گناہ کو کرے اور یہ اس واسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ الذی حی یعنی بہت مہربان ہے اوپر بندوں اپنے کے کہ بسبب نخل اذیت ایک ساعت کے کرامت ہمیشگی کی عنایت فرماتا ہے اور یہ توبہ بنی اسرائیل کی ایک ہدایت عمدہ تھی کہ اس نے درمیان حق اور مصلیٰ کے فرق کر دیا اور انکی برنگوں نے اس ہدایت کو باوجود یکہ مشقت اس میں تھی کمال رضامندی اور خوشی سے قبول کیا اور جو گروہ بنی اسرائیل کا کہ خطاب کئے گئے ساتھ اس کلام کے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہیں ہرگز زبان سے بھی توبہ نہیں کرتے ہیں اور عبادت سہل اس شریعت کی باوجود کثرت فضائل کے قبول نہیں کرتے ہیں اور یہ بھی کفران نعمت کے اندر داخل ہے اور اس آیت میں خبردار کرنا ہے تمام امت کو کہ توبہ اور ندامت رسول کو نہ چھپا دیں اس واسطے کہ امت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نے اس توبہ میں باوجود دنیایت مشقت اسکی کے تن ہدیا اور انکار نہ کیا اور تم کے سوا سب ندامت کے اور کچھ طلب نہیں کرتے و تحصیل کرنی بہت بعید ہے حاصل یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے ان آیتوں زبردست کے اور چاہنے ان عذابوں پے درپے کے ہرگز حق شکر کا ادا نہ کیا بلکہ پھر بھی اسی بے ادبیدن

تفسیر خلیلی

عن حال کی

اس لئے توبہ کرنے

مست بار سفر

ظالموں سے بچ

آئے ان آدموں

توبہ میں سے

ایک نے عرض کیا

اے آباؤ اجداد

کھینچے بیٹے

مفسر اور امانت دار

توڑی ہیں بات

توبہ میں سے

توبہ میں سے

توبہ میں سے

توبہ میں سے

توبہ میں سے

اور یہ چلینوں اپنی میں گرفتار رہے اور سب کے زیادہ بے ادبی یہ تھی کہ ہرگز ساتھ ہدایت حضرت موسیٰ
 علیہ السلام اور فرماؤں کے کہ بنی اسرائیل کے پاس پہنچا تھا کفایت کی یہاں تک کہ درخواست کی
 ہم سب ان حکمون کو اپنی کانوں بجا ابھی سے سنیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سب کے
 علیہ علیہ یہ بات چاہو ہو یا جو بیضے نیک نیت تم میں ہیں اگر بلا واسطہ وہ اپنے کانوں سے سن کر اور
 یقین کر لو گے انہوں نے کہا کہ جو گروہ بڑا نیک بخون ہمارے میں سے کہ خبر ادنیٰ تو اتنی کی حد کو
 پہنچے اور عقل کے نزدیک اتفاق اور کچھ ہوتہ پر محال ہو اگر ایسے لوگ بلا واسطہ جناب ابھی سے سن کر اور
 البتہ ہم یقین کریں گے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ پس ایک حاجت کہ تم میں معتبر اور ثقہ ہوں چنکر ہمراہ میرے
 کرو انہوں نے اپنے نیک بخون کو بقدر رستہ آدمیوں کے چنکر اس کام کے واسطے اختیار کیا حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے ان کو فرمایا کہ تم سب غسل کرو اور تمام گناہوں سے توبہ نصیح کرو اور تین تین
 روکر رہو اور تیج اور تیل میں مشغول ہو وہ لوگ موافق ارشاد حضرت موسیٰ کے عمل میں لا اوفیت
 حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو ہمراہ لیکر وہ طور پر روانہ ہوئے اور جناب ابھی میں عرض کی کہ بار خدایا
 یہ گروہ نیک بخون کا تیرے بندوں میں سب سے شوق سننے کلام تیرے کے آئے ہیں ان کے ساتھ
 کلام فرما حتمائے اے حضرت موسیٰ کی التجا قبول فرمائی اور جب حضرت موسیٰ نزدیک پہاڑ کے پہنچے
 ایک چوٹا ستون نور کا ابرہ فیض کی شکل میں کہ قلیل اور شہدۃ تھا نمودار ہوا اور آہستہ آہستہ پہلٹا گیا
 اور فراخ ہوا اور تمام پہاڑ کو گھیر لیا اور اس نور میں حضرت موسیٰ غرق ہوئے اور بنی اسرائیل کے
 گروہ کو پہاڑ کے نیچے کھڑا کر دیا اور فرمایا یہاں کلام الہی سنو تم وہ کلام الہی اپنے کانوں سے سنو تھے
 جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خطاب ہوتا تھا اور اصرار نہی آتا تھا انہوں نے فریاد کی کہ یتیم خطاب
 طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہو چکا ہو یا اس نعمت حصہ لے چکا ایک ایک بجلی نور کی طرف
 ان کے گوندی اور یہ کلام اس بجلی نور کی سے ان کے کان میں پہنچا کہ انی انا اللہ لا اله الا
 انا ذوبکۃ الخرجتک من ارض مصر فاعبدنی ولا تعبدوا غیری یعنی تحقیق میں اللہ
 ہوں نہیں کوئی مدبوگر میں صاحب کہ کا کائنات میں زمین مصر کی سو میں عبادت کرو میری اور نہ پوجو کسی
 سوا میرے بعد اس کے کلام منقطع ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر تین غرق رہے جب ابرضا ہو گیا
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو اس گروہ سے کہا کہ کلام الہی کو سنا اور احکام اس کے سمجھے انہوں نے

نور قلم
 میں پورے اس کا ذکر
 فرمایا تھا احسان
 ہو گا کہ دیکھو کہ کائنات
 دنیا ہی سن کر اور
 ہے ان اشارتیں
 قلمیات کا کچھ
 پانچ گناہوں کی
 کیا ہے تم کو
 بیٹھے ہیں ان کی
 میں میں انہوں
 یاد میں ان کا
 کہ ان میں میں
 پھر ان میں میں
 ہمارا خدا و کار
 ہے واجب
 ہوئی اپنی عورت
 چوری کر چکا
 اور اسے
 گروہ ان کو

ساتھ ساتھ یہ کہ دلیل بکری اور کہا کہ ہکو کو نکر معلوم ہووے کہ یہ کلام کلام خدا کے تھے مبادا کوئی شیطان یا کوئی جن اس برہمن سے آواز کرتا ہو پس یہ اعتقاد کہ عہہ کلام کلام خدا کی ہے محض تیری تقلید اور تیرے کہنے سے کہیں ہم اور اگر تیرے کہنے کا ہکو یقین ہوتا تو پہلے ہی یقین کر لیتے علاج اسکا یہ ہے کہ ہکو خدا کی صورت دکھلا اور اس صورت سے ہم آواز سنیں اور یقین کریں کہ یہ آواز ادا شیطان یا جن کی نہیں پس یہ بے ادبی حضرت موسیٰ کے حق میں بھڑکی کی عبادت سے بھی زیادہ واقع ہوئی اور سبب اس بے ادبی کے پہلے لوگ تمہارے متحق عذاب کے ہوئے کہ قتل سے زیادہ ہوا اور باوجود اسکے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی دُعا سے یہ گناہ معاف کر دیا اُس عذاب آئے ہوئے کو بعد پہنچ جانے کے ساتھ کمال کرم لینے کے اٹھایا اور طرف اسی قصہ کے اشارہ فرماتا ہے اس آیت میں کہ **وَإِذْ جَعَلْنَا يَحْيٰى نَارًا** یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ کہا تم نے اے موسیٰ **يٰٓأَيُّهَا النَّارُ** یعنی یقین نہ کریں گے ہم اوپر کہنے تیرے کہ جو کچھ ہم سنتے ہیں کلام کلام خدا کی ہر جتنی **نُوحِيْ اِلَيْكَ** یعنی یہاں تک کہ دیکھیں ہم خدا کو ساتھ صورت اور شکل کی جیسا کہ آواز بلند اپنے کانوں سے ہم سنتے ہیں نہ جیسا کہ درویش اور عارف شہود اور مشاہدہ میں پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ہم اس کو خیال کی بناوٹوں سے جانتے ہیں اور ادھر اوہ کی اعما و نہیں کہتے ہیں اور نہ جیسا کہ آخرت میں دیدار کا وعدہ ہے کہ **بَلَايُفِيْ سِيْرٍ** ہوا کا اس واسطے کہ وہ دیدار بلا کیست ہماری عقول ناقصہ میں دیدار نہیں دیدار وہی ہے کہ ظاہر میں ساتھ صورت اور شکل کے محدود سبب طرفوں میں ہو پایا جاوے جیسا کہ آواز بلند کا نون سے سنی جاتی ہے پس حق تعالیٰ نے اوپر اس بے ادبی بزرگوں تمہارے کے عہہ فرمایا بسبب دو وجہ کے اول یہ کہ کہا اوہ نون نے کہ حضرت موسیٰ نے کہا کہ ہم یقین نہ کریں گے حالانکہ ایسے رسول کو کہ تصدیق اس کی بسبب معجزوں کے ہو گئی ہو یقین نہ کرنا بنیاد کفر کی ہے خصوصاً یہ مقام حضور اور سننے کلام کے دوسرے یہ کہ جتنی **نُوحِيْ اِلَيْكَ** کہا اگر اس واسطے کہ ہم از رو خدا تعالیٰ کی رویت کے ہیں ہکو دیدار پانا دکھلا تین بھی محل غضب کا نہوتا اس واسطے کہ رویت اللہ تعالیٰ کی دنیا میں بھی محال نہیں اور اس کی طلب کرنے پر غصہ و عتاب نہیں جواب اسکا اس قدر تھا کہ تم اس وقت قابل اس نعمت کی نہیں ہو آخرت میں کہ آؤ دیکھو اور خجاستوں سے پاک ہو گئی دیکھو گے کہ رویت آخرت کی نصیب عام مسلمانوں کی ہے اور رویت دنیوی مخصوص ساتھ

کتابخانه

فصل

کتابخانه

ابو حنیفہ

پیش روئی

آپ کی نظر سے

۱۵۰۰

15

مجلس

منہجی

وَأَمَّا بَنُو إِسْرَءِيلَ

کرونیکل

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

الشيخ محمد بن عبد الله

...

٧٢٢

وہابیہ کی

۱۰۰

133

وہی ہے جس نے

۱۶۰

۱- قوس با پرگار

۱۳۵۲

٤٥٩

جانبیہ

از اوائلی

...

خاصون درگاہ کے بلکہ اساتہ انحصار خواص کے مثل جناب پیغمبر آخر الزمان علیہ السلام صلوٰۃ الفاتحہ
 سلام لیکن ان لوگوں نے دیدار اللہ کا دنیا کے اندر صورت اور شکل کے پیرا یہ بین چاہا اور اسی جہت سے
 غصہ خدا کا آپر ہوا فَاحْذَرُوا النَّارَ النَّارُ مِثْلُ بِرِّ اَتَمُّ صَاعِقَہ یعنی پکارا تم کو صاعقہ نے اور وہ ایک آگ ہے کہ آسمان کی
 طرف آویزا اور اکثر زمین ہوتی ہے اور اگرچہ یہ صاعقہ جو آگے اوپر گری تھی یہ بجلی تھی کہ اس کے اندر سے
 گر پڑتی ہے اسوہطی کہ یہ آگ ہوتی ہے اور وہ بجلی نور کی تھی کہ اس پر سفید بین جگتی تھی بسبب غصہ کے
 آگے اوپر گری اور سامون کے راستوں سے اُنکے بدنوں میں گھس گئی اور انکو ہلاک کیا لیکن چونکہ
 مشابہت اور مناسبت تمام ہلاک کرنے وغیرہ میں صاعقہ حقیقی کے ساتھ اسکو تھی اس جہت سے
 اسکا صاعقہ نام رکھا اور بعض مفسرین صاعقہ کو صمد صمت کا قرار دیا ہے جیسا کہ کاؤتہ اور عافیتہ
 اور معنی اسکے بیہوشی اور غشی کے آئے ہیں لیکن صحیح روایتوں میں ثابت ہے کہ وہی بجلی کو نذر والی نور
 کی اوپر لگنے گر پڑی اور بحین اور بے حرکت کیا پس اگر بمعنی بیہوشی اور غشی کے بھی لیا جاوے جب
 بسبب اسی بجلی نور کے تھا کہ اساتہ صاعقہ آسمانی کے مشابہت رکھتی تھی بلکہ صاعقہ آسمانی سے
 قوی اور سخت زیادہ تھی اسوہطی کہ صاعقہ جو مشہور ہے۔ ایک فخر میں اسقدر آدمیوں کو نہ مٹا سکتی
 ہے اکثر دو تین آدمیوں کو قتل کرتی ہے اور بھی بھاگنا اس صاعقہ سے چھٹ اور سایہ اور کمانا کے
 نیچے ممکن ہے اور اس بجلی کو نذر والی کو کہ حرکت او کی اختیاری تھی یہ طبعی متے بھاگنا نہ گیا کہ اسکو
 تم کو پکڑ لیا وَاَنْتُمْ تَنْظُرُونَ یعنی اور تم دیکھتے تھے آنا اس صاعقہ کا اور ہلاک ہونا بعضوں کا
 بسبب اس کے اور ہرگز تم اس سے بھاگ سکتے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا واقعہ دیکھا
 جناب الہی میں تضرع اور زاری شروع کی اور عرض کی کہ بار خدا یا میں کس منہ سے بنی اسرائیل کے سنے
 جاؤ گا کہ بڑے بڑے سردار اور بخت لوگ جو انکو واسطے گواہی دینے کے لایا تھا وہ سب ہلاک ہو گئے
 بعد اسکے بنی اسرائیل جھک جھوٹا جانیگا اور کہیں گے کہ ہر گاہ اس افترا سے دعویٰ ہم کلام ہونیکا
 خدا کی ساتہ میں کیا تھا گواہوں کے گروہ کو کسی مکر اور بہانہ سے ہلاک کر کے اُٹھیا۔ تاکہ بسبب ظاہر
 ہونے جھوٹ کے زردرو ہوں پس باوجود ان گستاخوں کے کہ ان سے سرزد ہوئیں ان کے اوپر بخشش
 کر اور از سر نو ان کو زندہ کر پس ہم حضرت موسیٰ کی دعا قبول کی ثُمَّ بَعَثْنَا لَمْحِیْ یعنی پھر زندہ
 کیا ہم نے تمکو میں بعد مَوْتِکُمْ یعنی پیچھے مرنے تمہارے کے کہ حقیقی تھا اور غشی اور سکوت

تفسیر عزیزی

اور وہ اللہ کی ذات

پاک و جود و علم

کا وسیع ای مویا

میں ہونے لگے

جو کی (نہ سہ)

تمام عالم کا پائے والا

(فصل - ریم)

یہ لیکن تیرا وہ

ہوں تو اپنی جونی

آئندہ مال تو اس وقت

نوی کے بلکہ میدان

میں ہے جسے بھوکو

پسند کیا وہ جب بھوکو

حکم ہو سنا وہ اللہ

میں ہی ہوں یہاں

سوائے کوئی اور جہ

کے لائن میں ہے

جی کو بولے

کی جنس سے تھا لکن ان کو شکروں یعنی تاکہ شاید تم آئندہ کو شکر نعمت اس پر کرتے رہو اور زندہ
 کرنے موت سے بچھے کا بجا لاؤ اور یہ نجات دینی زیادہ تر ہی اس نجات دینے سے کہ بیشتر فرعون
 کے لوگوں کا اور عذاب گو سالہ پرستی کے سے وقوع میں آئی اور مفسرین نے اختلاف کیا ہے اس میں
 کہ یہ واقعہ گو سالہ پرستی سے پہلے ہوا تھا یا بعد اس کے ایک گروہ اس طرف گیا ہو کہ گو سالہ پرستی سے پہلے
 تھا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ سورہ نسا میں آیا ہے یسئلک اهل الکتاب ان تنزل علیہم کتابا من
 السماء فقد سألوا موسیٰ ابدا من ذلک فقالوا ان الله جعزع فاحذر انکم ان تصابوا بظلمهم ثم انزل
 العجل من بعد ما جاءہم البیتا یعنی اور سوال کرتے ہیں تجھ سے اہل کتاب اس بات کا کہ آگ آگ
 اوپر آئے کتاب آسمان سے پس تحقیق طلب کرتے تھے موسیٰ سے اس سے بھی بڑی بات پس کہا تھا انہوں
 نے فکھلا دی تم کو اللہ تعالیٰ کو ظاہر پس پھولا اور کچھ بھی نہ بکھلے کہ کچھ پھیر لیا انھوں نے پھر کچھ
 آنے و لیلوں روئے کے پاس آئے اور اکثر مفسرین اور اہل فہم نے کہا ہے کہ یہ قصہ بعد گو سالہ پرستی کے تھا
 بلکہ حضرت موسیٰ اس جماعت کو واسطے عذر گو سالہ پرستی کے کو طور پر لگائے تھے اور وہ لوگ عذر
 بدتر گناہوں میں لگے اور دلیل انہی ذکر اس قصہ کا ہے کہ اس سورہ میں سورہ اعراف اور سورہ تین
 میں موجود ہے اس واسطے کہ اکثر ترتیب ذکر میں ترتیب مانی باعتبار وقوع کے بھی ملحوظ ہوئی ہے اور سورہ
 نسا میں کہ کلمہ تم کا واسطے ترتیب زمانی کے موضوع ہے و اولیٰ فائدہ دینے ترتیب زمانی اور ترقی کو ادنیٰ
 سے طرف اعلیٰ کے سمجھا ہے جیسا کہ قول شاعرین شعر ان من سادۃ سادۃ ابودہ بنہ قد ساء
 قبل ذلک جدہ مستعل ہوا اور کلام الہی میں بھی کثیر الوقوع ہے اور اس مقام میں جاننا چاہیے
 کہ منکرین رویت اللہ تعالیٰ کی آخرت میں ہو یا دنیا میں اس آیت سے متک پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
 اگر دیدار اللہ تعالیٰ کا ممکن ہو تا سوال کرنا اس کا سبب غضب کا ہوتا لیکن تفسیر میں معلوم ہو چکا
 کہ سبب عقوبت کا دوسرے جہتیں اول کلمہ لن نوئن لات کا کہ صریح کفر ہے دوسری قید جہت کی رویت میں
 کہ محض کشتی اور بیا دنی ہے اور فقط سوال رویت کا محل غضب کا نہیں تاکہ متک ان کا درت ہو تاکہ
 جب حضرت موسیٰ نے دوسری بار اپنے واسطے رویت طلب فرمائی اور عرض کی کہ رہا دفن انظر الیہا
 جواب لکے میں سوای بیطاعتی کے کہ دنیاوی ہی تحمل اس کا کر لیا اور کچھ ارشاد نہوا اور فرمایا لن توئی
 ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ ضووف توئی القصہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے اس نعمت کے

تفسیر

در سبب

سورہ نسا

کے تفسیر

جو میں اس کو

چھپا کر دیا ہے

جو اس کو اس کے

عمل کا بدلہ دینے

کے لئے ہے

ایسا کہ جو حقیقت

سورہ میں آتا ہے

اپنی خدا پرستی کے

چھپا کر دیا ہے

جو کہ قرآن میں

میں ہے

سورہ میں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

نہیں

جو سختی اور مشکل و پریشانی تھی حضرت موسیٰ کو بسبب شکایت اور زبان درازی کے تنگ گئے تھے اور
 اوہیں شکایتوں میں سے ایک یہ بھی ہو کہ جو وقت ایسی مشکل میں کہ بے سایہ اور بے گھاس کے تھا جاڑے
 گرمی آفتاب کی سختی شروع کی اور غلہ اور کھلے کی چیزیں مرنے لگیں بہت سے بیتیاج
 حتیٰ تعالیٰ نے انکو موسیٰ کی دعا سے ان دونوں آفتوں سے نجات دی اور عجیب عجیب تو عادتیں ظاہر
 کیں چنانچہ اشارہ ان نعمتوں کی طرف فرماتا ہے کہ ایت میں قُلْنَا عَلَيْنَا لَعْنَةُ اللَّهِ الْمُلُوكِ
 اور تمہارے ابرہید کہ باریک اور ٹھنڈا تھا واسطے دُور کرنے گرمی آفتاب کے بسبب عاصرت
 موسیٰ علیہ السلام کے جو وقت کہ شکایت گرمی کی اون سے کی تھی اور یہ نعمت پہلی نعمتوں سے
 عمدہ تھی اس واسطے کہ ہوت بسبب بدل حکمی کے کہ تم سے بابت جہاد کرنے کے عاملہ سے سرزد ہو
 مستحق عتاب الہی کے ہونے تم پہن محل محل انتقام اور عقوبت کا تھا اوس محل میں یہ نعمت عطا کی
 کمال شکر گزاری کو چاہتی ہے اور حضرت ابن عباس سے ایسا منقول ہے کہ یہ غام اور ابرہہ لسان تھا جو یو
 میں مشہور ہے بلکہ اوس برس زیادہ پاکیزہ اور ٹھنڈا تھا اور یہ غام وہی ہے کہ جنگ بدر کے دن فر
 اوس میں ادتری تھی اور مجاہد سے یہ منقول ہے کہ هُوَ الْقَوْمُ الَّذِي يَأْتِي اللَّهُ فِيهِ نَوْهَا لِقَاءَهُ
 وَلَكِنَّ يَأْتِيهِ يَوْمَ يَوْمَ غَمَامٍ غَمَامٍ تَحَابُّ مِّنْ أَوْسٍ كَاللَّهِ تَعَالَى دَن قِيَامَتِ كَے اور مین
 تھا وہ ابرہہ ان روایتوں سے مراد یہ ہے کہ ابرہہ کی پیدائش و طرح سے ہر ایک طبعی متعارف
 ہو کہ بسبب جمع ہونے بخارا اور غبار اور دھواں اور بھجھ ہونے کے ظاہر ہوتا ہے دوسرے غیر طبعی جگہ
 عادت کہ عالم مثال کی طرف سے اس جہان میں ظاہر ہو گیا تھا اور وہ غام کہ سائبان
 بنی اسرائیل کا تیرہ کے میدان میں تھا دوسری قسم میں سے تھا نہ پہلی قسم سے اور یہ مراد نہیں
 کہ وہ غام بعینہ غام روز قیامت یا غام روز بدر کا تھا اسکو خوب طرح سمجھنا چاہیئے اور مفسرین اور
 اہل قصص نے لکھا ہے کہ ہمراہ سائبان ابرہہ کی اور نعمتیں بھی اوس سفر اور سرگردانی میں دی گئیں
 تھیں اور انہیں نعمتوں سے ایک یہ بھی تھی کہ رات کے وقت ایک ستون نور کا انکی لشکر میں کھڑا ہوا
 تھا کہ اوسکی روشنی میں کام کرتے تھے اور چلتے پھرتے تھے اور یہ بھی تھی کہ کپڑے اونکو پرنے اور میلے
 ہین ہوتے تھے اور یہ بھی تھی کہ ان ابرہہ کی ہین بڑھتے تھے کہ حاجت کرنے اور موٹہ لانے کی
 بڑی اور یہ بھی تھی کہ جو کچھ اوس سفر میں پیدا ہوتا تھا کپڑا بھی اوسکے بدن پر پیدا ہوتا تھا

جلیبی
 یہ دو محل متعجب ہے
 یہ منظر ہے
 یہ منظر ہے
 دکھا جاؤں گا
 تو باریک درویش
 کو اپنے دونوں بازو
 ملائے پر دشتیان
 تیرے پروردگار کے
 نوشا نہیں کی ہیں
 زحل انور و حور
 کے سوار اور
 پس جادے
 ہی نافان ہوتے
 بیت موسیٰ نے حق
 میں نے ان کے
 ایک آدمی کو
 بار بار لایا
 عجیب دیکھ کر
 وہ بھی جسے بار بار
 (قصص ۲۸)

تفسیر تیسری

برس سے بڑے ہین
میرا دم گھٹ جاتا
ہے اور بکری
زبان ہین چینی
دشوار رہی تھی
پورہ دکان بکری
دل کھول دے
اور میرا کام لگات
کہ دے اور بکری
زبان کی گنگھول
دے کہ لوگ
بکری بات بوجھیں
(ظہر - ۲) بیٹھے
لوگوں میں سے
کیونکہ ہمارا زور ہوتا
(ظہر - ۲) بیٹھے
بھائی ہارون کی
زبان ہین بڑا

جیسا کہ ناخن اور بال بڑھتے ہین میا ہی وہ کپڑا بدن پر بڑھتا جاتا تھا گو یا مادہ ناخن اور بال اس
کپڑے ہی کی طرف اگیا تھا اور ناخن اور بال کا بڑھنا موقوف ہو گیا تھا اَفَا زَلْنَا عَذِيبَ الْمُنِّ یعنی
اور اتنا رہنے اوپر تمہارے آسمان سے من کو واسطے نجات بخاری کے عذاب بھوک اور پیاس کے
سے کہ صبح صادق کی وقت سے آفتاب کے طلوع تک برف کے مانند برستی تھی اور شرک
کے آدمی چاروں اور کپڑوں پر لپٹے اور جمع کرتے کہتے ہین کہ واسطے ہر ایک آدمی کے بقدر
ایک صلح کے کہ قریب چار سیر اس ملک کے ہوتا ہے جمع ہوتے اور تمام دن مانند قندار و شرک کے
اسکو کھاتے اور چھ روز تک برابر برستی بلکہ جمعہ کے دن اس قدر برستی کہ ہر ایک آدمی کو دو
دن کے واسطے کفایت کرے اور ہفتہ کے دن بالکل نہ برستی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
لشکر والوں کو حکم کر دیا تھا کہ جمعہ کے دن دو چہرہ برے گی چاہیے کہ ہفتہ کے دن کے واسطے
بھی ذخیرہ کر لو کہ اس دن ہین برسے گی اور ایک دن سے زیادہ ذخیرہ نہ چھو اور حقیقت من کی
بیچ اصطلاح محققین لکھا کہ یہ کہ بخارا اور دھوان اسپین ملجاتے ہین اور زمین سے آسمان کی طرف جاتے
ہین ابراہیم علی اور رعدا ورتارے ٹوٹنے والے اور دمار تارے وغیرہ پیدا ہوتے ہین جیسا
کہ تفصیل اسکی اپنے موضع ہین مشروح ہو اور سورہ فاتحہ کی تفسیر ہین بھی رب العالمین کے بیان میں کچھ
ذکر اوسکا اگیا اور جو قوت بخارا اور دھوان اسپین ملجاتے ہین اور زمین سے آسمان کی طرف جاتے
ہین پس اگر دھوان لطیف اور صاف ہو اور رطوبت غالب ہو جاوے اور حرارت ساتھ اعتدال
کے آئین تاثیر کرے شیرینی آئین پیدا ہو جاتی ہے اور برف کی مانند آٹ کر زمین پر گر جاتی ہے اور
اسکو تخمین کہتے ہین اور اگر خشکی غالب ہو اور حرارت اعتدال کے ساتھ تاثیر کرے اس کو
خشک تخمین کہتے ہین اور اگر رطوبت اور ہوس دو دونوں ساتھ اعتدال کے ہوں اور تاثیر
حرارت کی بھی اعتدال کی ساتھ ہو اسکو شیر خشت اور شیر خشک کہتے ہین اور اگر بخارا اور دھوان دونوں
لطیف الجو ہوں اور اعتدال کے ساتھ حرارت آئین تاثیر کرے اسکو من کہتے ہین اور اگر حرارت کم
ہو یا بالکل نہ ہو اسکو بنیم کہتے ہین کہ کچھ مزا اس میں نہیں ہوتا ہے اور بالفعل طیبیوں کی اصطلاح
میں من کا لفظ عام ہے جو شبنم کہ درخت یا پتھر پر گرے اور مڑہ اور مزاج اس میں پایا
جاوے سب کا نام من ہے جیسا کہ ترجمہ ہین و شیر خشت اور گز انگبین اور بید انگبین

اور مانند اسکے اور خاصیت من کی حکمی حقیقت مذکور ہوئی یہ ہے کہ گرم ہو درجہ اول میں اور رطوبت اور
یہوست میں معتدل ہے سینہ کو مفید ہے اور پیچ پیڑے کی رطوبت کو دور کرتی ہے اور خشونت اسکی کو
نرم کرے اور جو کھانسی کی رطوبت کے سبب ہو اسکو دور کرے اور معدہ کے استرخا کو نفع کرے اور
طبیعت کو مضبوط رکھے اور زرد پانی کو فائدہ دیوے اگر اس کے واسطے اسکو بیون اور شکم کے اوپر ضاد
کریں اور اسی واسطے سفر کریں والون کو کہ بانی مختلف پیٹے ہیں بہت نفع کرتی ہے اور جو برابر ایک
دانگ کے ناک میں چڑھا دیں مغز کو پاک کرے اور غلیظ ہواؤں کو اس سے باہر کرے اور اس واسطے
وسوسے والون اور بالیخولیا والون اور وہم والون کو مفید پڑتی ہے اور اسی تختہ کے واسطے
آٹا نا اس قسم کا بنی اسرائیل پر منظور ہوا کہ ان کے دماغوں کو صاف کرے تاکہ شبہ و اہی وہیب
انکے دماغ میں جائے پکڑیں اور عرف میں ہر چیز کو کہ بغیر رنج اور شقت کے کھانے کے واسطے آسوی
اور حاجت مٹنے جو تھے اور پانی دینے اور پکانے اور گوندھنے کی اوسمیں نہوسن کہتے ہیں اس واسطے
کہ ہوا من اللہ تعالیٰ بہ علی عبادہ یعنی وہ چیز ہے کہ احسان کیا ہو اللہ تعالیٰ نے ساتھ
اور پر بندوں اپنے کے اور باعتبار اسی معنی کے ہے کہ جو صحیحین اور دوسری معتبر کتابوں میں روایت
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الکماۃ من امن وماء ما شفاء للعین یعنی سماروغ
کہ اسکو نبات الرعد کہتے ہیں اور ہندی میں نام اسکا کھننی ہو جنس من کی سی ہو یعنی ہتیا کر دے
اللہ تعالیٰ نے واسطے تمھارے بغیر اسکے کہ تم نے بویا ہو یا پرورش اوکی کی ہو اور پانی اسکا شفا ہے
واسطے آنکھ کے اور من باعتبار اس معنی کے بہت چیزوں کو شامل ہے جیسا کہ ہر جہر بیری سکے وغیر
خود و شل سوک وغیرہ کے اور من جو حدیث میں ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ کماۃ اور مانند اس کے
بنی اسرائیل کے من کی جنس سے تھا اس واسطے کہ حج روایتوں میں ثابت ہو کہ من بنی اسرائیل کا وہی
حقیقی من تھا جیسا کہ توریت وغیرہ کے ترجموں میں شکل اور چہرہ اسکا کھول کر بیان کیا ہے اور
جب بنی اسرائیل حضرت موسیٰ کے پاس شکایت لائے کہ ہر روز اس مٹھائی کو کھاتے کھاتے ذائقہ
ہمارا بگڑ گیا ہم چاہتے ہیں کہ ذائقہ بدلنے کے واسطے کوئی چیز نکلیں بھی جناب الہی و طلب کی
چاہئے بلکہ بعضے شوح طبیعت والون نے انہیں سے کہا کہ واللہ قد خلطنا حلاوتہ یعنی قس
کی تحقیق مار ڈالا ہم کو مٹھائی اسکی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر جناب الہی و عارف

تخصیص
فصلیہ کا تفصیل
و انہیں کو برا و زید
پاکہ برا و زید
سرا و ادن کو برا
بہر خیال کہ تاکہ ہم
ردنوں بچائی
چل کر تیرے پاں
ذات کا بیان کیا
سین اور بچہ کو یاد
سیا کہین تو تو ہم
خوب بچا ہی ہے
فراہ اسی موسیٰ پر
و عاقبول کی میں بچی
بزرگ کو تیر بچائی
زور دینا اور شوم دونو
سو غلبہ دینا
ہم ترجمہ اور بچائی
کے ہیں

حق تعالیٰ نے قبول کی جیسا کہ طرف اس نعمت کے اشارہ فرماتا ہے کہ **وَالسَّلَوٰی** یعنی اور بھی اوتارنا
 سمجھئے اور تمہارے سلویٰ کو اور سلویٰ نام ایک جانور کا ہے کہ او کو سمائی کہ او پر وزن چھاری کے ہے
 یہی کہتے ہیں اور مسکن اس جانور کا اکثر دریا شور کے گرد میں مصر اور حبشہ کی طرفوں میں
 اور طریق پہنچے اس جانور کا یہ تھا کہ جب پچھلا دن ہوتا تھا جنوب کی ہوا ان جانوروں پر
 مستط کیجاتی کہ دریا کے کنارے سے ہزار ہا جانور بنی اسرائیل کی لشکر میں ڈالتے اور بنی اسرائیل
 ان جانوروں کو ہاتھ اور چادر اور لکڑی وغیرہ سے تھکار کر کے فرج کرتے اور ہر شخص بہت
 کفایت اپنے اور عیال اپنے کے کھاتا اور ذخیرہ کرنے کا حکم تھا مگر جبکہ دن کہ ہفتہ کے دن کے
 واسطے ذخیرہ کرتے اور ہفتہ کے دن ان جانوروں کا آنا ہی موقوف ہو جاتا تھا اور بعضی حرص
 والوں نے بنی اسرائیل میں سے اور دن کے واسطے یہی گوشت کو ذخیرہ کیا اور وہ گوشت گند
 اور بو دار ہو کہتے ہیں کہ پہلے اس سے کسی زمانہ میں بسبب خیرہ کرنے کے گوشت سڑتا تھا اور
 گندہ ہوتا تھا اسی وقت سے یہ بات جاری ہوئی جیسا کہ حدیث شریف میں بھی طرف اس کے
 اشارہ ہوا ہے جس جگہ کہ فرمایا ہے **لَوْ اَحْوَاءُ لَمْ تَخْنِ اَنْیَ رَجَعَا** الہم لو کہ بنی اسرائیل لو پیغیر
 اللہ یعنی اگر نہ ہوتی حوائی نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنی کی عمر بھر اور اگر نہ ہوتے بنی اسرائیل
 نہ گندہ ہوتا گوشت اور طب والوں نے سمائی کے احوال میں لکھا ہے کہ ایک جانور ہے کہ دیا
 میں سے پیدا ہوتا ہے اور اسکو قلیل الرعد بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ جب آواز عدد کی سنتا ہے مرنے جاتا ہے
 اور یہ بسبب کمال ضعف دل اس کے ہے کہ تحمل سخت آواز سننے کا نہیں رکھتا ہے اور یہ اس جانور
 کا بطریق حقوق کے انتقال کرنا واسطے صریح کے بہت مفید کہا ہے اور خون اسکا کان میں ٹپکانا
 کان کا درد دور کر دیتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اس جانور کو ہمیشہ کہا دین دل سخت کو
 نرم کرے اور اسی نعمت کے واسطے اوتارنا اس جانور کا اور کھانا گوشت اس کا بنی اسرائیل کو منظور
 آتی ہوا کہ بسبب کھانے مرنے کے اعتقاد ان کے پاک ہوں اور بسبب کھانے گوشت اس جانور کے
 دل ان کے نرم ہوں اور خلاق اور کمال ان کی درست ہوں اور سرگین اس جانور کا بہت مشابہ
 رکھتا ہے ساتھ سرگین کنج کے شکل میں اور حبشہ میں جانور کا قریب چھوٹے مرغ کے ہوتا ہے اور
 نرچ میں اس سے لطیف ہے اور میلان گرمی کی طرف رکھتا ہے اور کبوس جید ہوا کرے اور خوش

تفسیر خازنی
 سورہ لقبر
 کی طرفوں میں
 عالم کی طرفوں میں
 اور دن کے
 ہوا ان جانوروں پر
 مستط کیجاتی کہ دریا کے کنارے سے ہزار ہا جانور بنی اسرائیل کی لشکر میں ڈالتے اور بنی اسرائیل
 ان جانوروں کو ہاتھ اور چادر اور لکڑی وغیرہ سے تھکار کر کے فرج کرتے اور ہر شخص بہت
 کفایت اپنے اور عیال اپنے کے کھاتا اور ذخیرہ کرنے کا حکم تھا مگر جبکہ دن کہ ہفتہ کے دن کے
 واسطے ذخیرہ کرتے اور ہفتہ کے دن ان جانوروں کا آنا ہی موقوف ہو جاتا تھا اور بعضی حرص
 والوں نے بنی اسرائیل میں سے اور دن کے واسطے یہی گوشت کو ذخیرہ کیا اور وہ گوشت گند
 اور بو دار ہو کہتے ہیں کہ پہلے اس سے کسی زمانہ میں بسبب خیرہ کرنے کے گوشت سڑتا تھا اور
 گندہ ہوتا تھا اسی وقت سے یہ بات جاری ہوئی جیسا کہ حدیث شریف میں بھی طرف اس کے
 اشارہ ہوا ہے جس جگہ کہ فرمایا ہے **لَوْ اَحْوَاءُ لَمْ تَخْنِ اَنْیَ رَجَعَا** الہم لو کہ بنی اسرائیل لو پیغیر
 اللہ یعنی اگر نہ ہوتی حوائی نہ خیانت کرتی کوئی عورت خاوند اپنی کی عمر بھر اور اگر نہ ہوتے بنی اسرائیل
 نہ گندہ ہوتا گوشت اور طب والوں نے سمائی کے احوال میں لکھا ہے کہ ایک جانور ہے کہ دیا
 میں سے پیدا ہوتا ہے اور اسکو قلیل الرعد بھی کہتے ہیں اس واسطے کہ جب آواز عدد کی سنتا ہے مرنے جاتا ہے
 اور یہ بسبب کمال ضعف دل اس کے ہے کہ تحمل سخت آواز سننے کا نہیں رکھتا ہے اور یہ اس جانور
 کا بطریق حقوق کے انتقال کرنا واسطے صریح کے بہت مفید کہا ہے اور خون اسکا کان میں ٹپکانا
 کان کا درد دور کر دیتا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر اس جانور کو ہمیشہ کہا دین دل سخت کو
 نرم کرے اور اسی نعمت کے واسطے اوتارنا اس جانور کا اور کھانا گوشت اس کا بنی اسرائیل کو منظور
 آتی ہوا کہ بسبب کھانے مرنے کے اعتقاد ان کے پاک ہوں اور بسبب کھانے گوشت اس جانور کے
 دل ان کے نرم ہوں اور خلاق اور کمال ان کی درست ہوں اور سرگین اس جانور کا بہت مشابہ
 رکھتا ہے ساتھ سرگین کنج کے شکل میں اور حبشہ میں جانور کا قریب چھوٹے مرغ کے ہوتا ہے اور
 نرچ میں اس سے لطیف ہے اور میلان گرمی کی طرف رکھتا ہے اور کبوس جید ہوا کرے اور خوش

والقبہ ہوتا ہے اور تندرستوں اور کم قوتوں کو غذا خوب بخشتا ہے اور گوشت اسکا سنگ کردہ اور شانہ کو
 نکالتا ہے اور دراربول کرتا ہے اور زبان شیرازی میں اس جانور کو آروہی کہتے ہیں اور عجیب ترین
 کہ نبی اسرائیل سے اس نعمت عمدہ کے اوپر شکر بہت بھاری طلب نہیں کیا تھا اور تکلیف
 مشکل اسکی اور بزدلی تھی جیسا کہ بیچ نعمت نجات دینے کے گناہ کو سالہ پرستی کے سے
 قتل نفس کا طلب کیا تھا جیسے یا بیچ گناہ سوال نے ادبانہ کے کہ انا اللہ جہرۃ کہا تھا
 ساتھ لڑنے بجلی کے تنبیہ کی تھی بلکہ کہا جیسے انکو کہ شکر اس نعمت کا ہی ہو گا *لَا تَدْرِي لَئِنْ لَمَّا تَدْعُوهُمْ*
 یعنی کھاؤ یا کھو ان چیزوں سے کہ روزی ہی ہمنے منکو اور کھانے ہی کے اوپر کفایت کرو اور
 ذخیرہ کرو اور اسکو کسی اور جتن سے بدلو بھی نہیں اس واسطے کہ یہ بات مخالف شکر کے ہے لیکن
 نبی اسرائیل باوجود اسکے کہ یہ شکر بہت آسان تھا بجا نہ لائے اور ذخیرہ کیا یہاں تک کہ گوشت گندہ ہوا
 اور لشکروالوں کے وماغ بدبو اس گوشت گندہ کی سے پریشان ہوئے اور بدلا بھی کیا
 اور کہا کہ ہم سے اوپر ایک خوراک آسانی کے صبر نہیں ہو سکتا ہے ہمارے واسطے خوراکین میں
 کی جنس مسور اور ترکاریوں اور گہیوں اور ککڑی اور پیاز اور لہسن اور مانند اسکے سے چاہیے
 اور بسبب اس ناشکری کے سرکشی اور نافرمانی میں پڑے اور اپنے تئیں رنج اور سختی میں ڈالا
 وَمَا ظَلَمُوْنَا اِیْنِیْ اَوْ ظَلَمَ بَحِیْ اَوْ بِرِہِمَا سَبَبِ اس ناشکری کے اگرچہ فیض ہمارے کا دروازہ
 انھوں نے بند کیا اور شان رزاقی کو کہنے وسیلہ اسباب کا ظاہر چوٹی تھی پوشیدہ کیا لیکن
 پوشیدہ ہونے ایک شان کے سے نہایت شانوں ہماری میں بے عظمت اور جلال کا کم نہیں
 ہو جاتا ہے وَلَکِنْ کَانَ الْغَیْۤیْبُ مِمَّ یُّظْہَرُوْنَ اور لیکن تھے وہ کہ اپنی جانوں ظلم کرتے تھے اور اپنے تئیں
 قابلیت اس فیض سے کسی سے محروم رکھتے تھے جیسا کہ اس آیت میں نعمت بہت آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کی قدر نہیں جانتے ہیں اور ناشکری کرتے ہیں اور جو کام کہ نہایت ہل اور آسان ہیں
 بیچ مقام سکرانہ شش بڑی کے بجا نہیں لائے ہیں اور قبول کرنے اس فیض عام کے سے اپنے
 تئیں محروم رکھتے ہیں باقی ہے اس جگہ دو سوال جواب طلب اول یہ کہ شروع ہر قصہ کا پہلا
 قصہ میں سے ساتھ لفظ آؤ کے تھا اس قصہ میں کہ ابتدا اسکی وَظَلَمْنَا عَلَیْکَ اَلْغَیْۤیْمَ
 کس واسطے ساتھ کلمہ آؤ کے شروع نہ فرمایا جواب اسکا یہ ہو کہ لفظ وَظَلَمْنَا کا معطوف اور

خلیفہ
 قریب
 چوتھی اور چوتھی
 سکرانہ شش
 اس شخص سے
 جو اس کا چھوٹا
 اپنے (یعنی)
 جسے چھوٹا
 ان کے پاس
 چھوٹا جس میں
 اس کی آنکھ میں
 چھوٹا ہی ہوں
 اور غم و درد
 نے ایک دفعہ
 خون بہانے
 اسکی آنکھ سے
 جس سے کیا اور
 جگہ اور اس کا
 جس سے کیا اور
 جس میں اس کا
 میں نے چھوٹا

تفسیر خازن

بُعثْنَا کلمہ کے ہے کہ وہ مدخول قہم کا واقع ہوا اور تہمتہ نعمت نجات دینے کا ساعتہ سے ہی یعنی باوجود کمال نے ادنیٰ کے سوال ویت میں کہ تم سے سرزد ہوئی تھی جہنہ عذاب کے متھے موقوف کیا اور پھر از سر نو زندہ کیا اور سابقان ابر کا واسطے تمھارے مقرر کیا اور کھانا آسمان سے اُتارا تاکہ بالکل آثار غضب کے نجات پاؤ مثال اسی یہ ہو کہ ایک شخص کو جیل خانہ سے نکالیں اور پھر اسکو جام میں بھیجیں اور ایک حویلی واسطے رہنے اُسکے کے مقرر کریں اور خلعت اُسکو پہنا دیں اور ایک خوان بھرا ہوا کھانیا بطریق الوش کے اُسکے واسطے مقرر کریں کہ یہ سب ایک نعمت ہے تہمتہ نعمت بند بخاند سے نکالنے کا ہی واسطے کلمہ آکا اس مقام میں نہیں لائے اور اگر سایہ کرنا ابر کا نعمت علیحدہ متقل ہوئی البتہ اُسکو ساتھ کلمہ آ کے شروع فرماتے اور بھی سایہ ابر کا اور اُتارنا من اور سلوی کا ہر چند کہ نعمتیں عمدہ ہیں لیکن نعمتیں اسوقت میں انکولیں کہ ویرانہ جنگل میں کہ وادہ پانی اس جگہ نہ تھا اسوقت انکی ہوئی اور اسکی طرف سے یہ تکلیف انپڑائی تھی پس ہالا استقلال نعمتیں انکو شمار کرنا بنی اسرائیل کو ممکن تھا کہ اس طرح کہہ دیتے کہ یہ نعمتیں اس وقت ہو کر رہیں کہ بسبب فرمائے تیرے کے جنگل بیابان میں سرگردان ہوئے اور بے گھر اور بھوکے پیاسے اس میں آہڑے اگر یہ تکلیف ہم پر نہ ہوئی کس واسطے محتاج ان چیزوں کے ہوتے باغ اور چین فرعون کے ہمارے سایہ کرنے کیواسطے کیا کم تھے اور کھیتیاں اور میوے مصر کے لذت میں کیا ناقص تھے بخلاف طلب پانی کے کہ آئندہ نہ کو نعمت مستقلہ بیان فرمایا ہواسطے کہ موافق ترجموں توریت کے وہ واقعہ تکلیف سفر شام کے سے پیشتر تھا دوسرے سوال یہ ہو کہ اس سورہ اور سورہ اعراف اور سورہ توبہ اور سورہ روم میں اس عبارت کو اسطرح لائے ہیں کہ پہلے لفظ انفسہم کے سے لفظ کا نوا کا زیادہ کیا ہو اور سورہ آل عمران میں ولکن انفسہم یظلمون ارشاد ہوا بغیر لفظ کا نوا کے بدلنا اس طریق کا کس کلمہ کیواسطے ہو جواب یہ کہ یہ ہو کہ ان سورتوں میں اُن آدمیوں کے حال سے خبر دیتے ہیں کہ پہلے نہ ہو چکے اور سورہ آل عمران میں خبر کسی کے حال سے نہیں بلکہ ضرب المثل ہی کسی وقت میں ہو گا حال ہی میں ہو خواہ مستقبل میں ہو اس واسطے لفظ کا نوا کا جو اس شے پر دلالت کرتا ہو کہ پہلے ہو چکی ہو اس جگہ حذف فرمایا اہتمام میں جانا چاہیے کہ جہاں سے ذکر نعمتوں کا کہ بنی اسرائیل کو عنایت ہو میں تعین اس نعمت تک کہ سایہ کرنا ابر کا اور اُتارنا من اور سلوی کا ہی آیا ہو وہ نعمتیں ہیں شکر بھی انکے بڑے بڑے مقرر فرمائے تھے

انداز پر آیا اور
یعنی پہلے کو خاص
اپنے لیے بچا کر
تم دونوں میری
جہاد میں کسی کڑا
(ظاہر ہے) پھر جتنے
سوئی اند اسے
بجائی ماروں کو
اپنی ذات انوں کو
علانیہ کے ساتھ
فرعون اور اسکا
وہابیوں (پورہ)
ہاں اور فارون
(یوں ص) کے پس
بجھا کہ اپنی قوم
کو اندھیر سے
انکس میں نکال
لا دے (ابراہیم)
راہ کو بھرے

شکر اور بر نجات دینے کے فرعون کے ہاتھ سے اور دریا کے پھارنے پر طاعت و اطاعت اور نواہی و نہی
 کی درخواست کی اور پر نعمت دینے کتاب اور فرقان کے بجالانا اُن احکام کا طلب کیا اور
 اور پر نعمت نجات کے عذاب گوسالہ پستی اور سوال ملے ادا نہ رویت عیانی کے سے قتل نفس کا اور
 ہلاکت بسبب صاعقہ کے اور چہاد ساتھ عمالقہ کے اور خلاص کرنا بیت المقدس کا اور زمین شام کا اُس کے
 ہاتھ سے مقرر ہوا اور چہاد بھی حقیقت میں قتل نفس اور ہلاکت میں ڈالنا تھا اور یہ سب چیزیں شاق
 اور گران تھیں کہ ان کی طبیعت گوارا نہیں کرتی تھی بخلاف نعمت من اور سلوی کی کہ اُس کے اوپر شکر
 نہایت سہل طلب کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ نہ ذخیرہ کرو اور نہ بدلہ لو اس کو دوسری شے سے اور یہ بھی اُس نے
 نہیں سکا اور اسپر نہ ٹھہرے اب اشارہ فرماتے ہیں طرف اُس کے کہ اس شکر میں یعنی نہ بدلنے اُس کے میں
 دوسری شے سے ایک قسم کی مشقت تھی کہ ایک نئی چیز پر اور ایک ہی کھانے پر آدمی اگر عادت کر لے
 طبیعت پر ناگوار ہوتا ہے اور نفرت کرتی ہے لیکن بزرگوں تمھارے لئے بنی اسرائیل دوسری
 نعمت کا بھی شکر ادا کیا باوجود اسکے کہ بالکل آئین منج اور مشقت نہ تھی اور وہ فقط ایک بار سجدہ
 کرنا اور ایک کلمہ زبان سے کہنا شکر اُس کا مقرر کیا تھا اس نعمت اور ناشکری اُس کی کو یاد کرو
 وَلَقَدْ قُلْنَا اِذْ خُلِقْنَا هٰذِهِ الْفَرٰقَةَ يَعْنٰی اور یاد کرو تم اُن وقت کو کہ کہا ہم نے بزرگوں تمھارے کو کہ
 اُو تم اس گاؤں میں بعد اسکے کہ من اور سلوی کھانے اور سایہ ابر اور سبز جنگل سے عاجز
 ہو گئے تھے اور اختلاف ہو یہیں کہ یہ گاؤں کو نہا گاؤں تھا صحیح یہ ہو کہ ارجحاً تھا اور وہ گاؤں
 عمالقہ کے رہنے کی جگہ تھی اور بسبب قریب پہنچنے لشکر بنی اسرائیل کے وہاں کے رہنے والے
 اُس گاؤں کو خالی کر کے چلے گئے تھے اور غلہ اور میوے اُس میں بہت تھے اور بعضوں نے کہا ہر
 یہ گاؤں شہر بیت المقدس تھا لیکن یہ قول صحیح نہیں اس واسطے کہ اہل قصص کا اجماع ہے اس پر کہ
 بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بیت المقدس میں داخل نہیں ہوئے اور منشار
 اس شبہ کا یہ ہے کہ باب خط ایک دروازہ ہی بیت المقدس کے دروازوں میں سے کہ مشہور اور
 معروف ہے اور اب تک آباد و زیارت گاہ ہے اور جو کوئی واسطے استغفار گناہوں کے اس مسجد پر
 آتا ہے اسی دروازہ سے آتا ہے اور وہاں مجاوروں کی درباری مشہور ہے کہ داخل ہونا اس
 دروازہ کا موجب پاک ہونے کا گناہ ہے جو حالانکہ یہ دروازہ بعد بنا بیت المقدس کے کہ حضرت سلیمان

ترجمہ تفسیر عزیز

فرعون کے بیان جاتے

اُس سے نہ تھیں

سنا ہر کہ وہ مان

جائے یا دوسرے

انھوں نے عرض

کی "لے میرے

پروردگار ہم کو

ڈرتے ہیں کہ وہ

ہر جگہ پر جانچ میں

وجہ سے "فرمایا

دروست میں

تمھارے ساتھ

ہوں تمھاری

سنتا رہوں گا

اور تم کو دیکھتا

جی رہوں

رکھ رہے

تفسیر غزیری

اور پھر غزیری کی

خویشی کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

پہلے کی

کے وقت میں تیار ہوا آبا و اجداد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں بیت المقدس تھا اور پھر دروازہ
تھا البتہ یہ کہ حضرت سلیمان اور چلیبیوں نے بسبب وحی کے یا کشف کے اس دروازہ کو اس
گاہ کے دروازہ کے ساتھ مشابہت دیکر باب حطہ لقب کیا ہو کہ خاصیت میں دونوں مشابہ
ہوں حاصل کلام یہ کہ بنی اسرائیل کو بسبب طالت سفری اور خوراک آسانی کے حکم ہوا کہ ہر گاہ
میں جا کر آرام کریں اور فرمایا کہ فَاَكُلُوا مِنْهَا یعنی پس کھاؤ تم غلہ اور میوے اور لذت کی
چیزوں اس گاہ کی سے حیث شہتم یعنی جس جگہ چاہو خواہ اس گاہ میں اور خواہ
اپنے لشکر میں لاکر اور زیادہ کرنا لفظ حیث شہتم کا اسی واسطے ہوتا کہ یہ نہ سمجھیں کہ غلے اور
میوے کھائے گاہ کے اندر ہی درست ہیں باہر اس سے درست نہیں اور اگرچہ لشکر کی طرف
آویں سوائے اسی خوراک آسانی کے حلال نہیں اور ان چیزوں کے کھانیکا کچھ اندازہ بھی نہیں کہ
تناہی کھاؤ زیادہ اس سے نہ ہو جیسا کہ مضطر کو سدرتی سے تجاوز کرنا چاہیے بلکہ سداً
یعنی کھانا پیٹ بھر کر خوب طرح سے لیکن پہلے ملنے اس نعمت کے سے شکر بھی بخلاؤ فَاَذْكُلُوا
الْبَابَ سُجَّدًا یعنی آؤ تم بیچ دروازہ اس گاہ کے سجدہ کرتے ہوئے اور یہ شکر ہی ہو
فَاَذْكُلُوا یعنی اور کہو تم ساتھ زبان کے تاکہ توبہ اور شکر زبانی بھی ادا ہو کہ مطلب ہمارا
حیطۃ یعنی معاف ہونا گناہوں کا ہی اور جس وقت یہ دونوں عمل بدلی اور زبانی نہ راست قلبی
کے ساتھ کہ وہ موجود ہو جمع ہو جاوینگے توبہ تمھاری صحیح اور مقبول ہو جاوے گی پس تَنْفُذْ لَكُمْ
خَطَايَاكُمْ یعنی الیتہ بخشین گے ہم گناہ تمھارے اور آؤ لوگی گناہوں کی سے توبہ پاک کر دیں گے
اور اس دروازہ کو تمھارے حق میں حکم کعبہ دینگے کہ طواف اسکا اور سجدہ اسکی طرف کر لینا
گناہوں کا ہی اور ہم نے کفایت فقط گناہ گاروں کے بخشنے کے اور نہیں کی کہ جو کہ گناہ گار
ہوں انکے گناہ بخشے جاویں اور گناہ نہ کرنے والوں کو کچھ ترقی نہ ہو بلکہ فَسَيَزِيدُ الْكَافِرِينَ
یعنی اور البتہ زیادتی ثواب اور عنائتیں کریں گے بسبب ان دونوں عملوں کے نیک
لوگ تمھاروں کے واسطے کہ جو گناہوں سے پاک تھے اس واسطے کہ جو چیزیں گناہ کو چھپا دیتی
ہیں جب گناہ نہ پائیں جو ان کو بلند کر دیتی ہیں چاہیے جاننا کہ اس آیت سے کئی فائدے
نکلتے ہیں اول یہ کہ بیچ توبہ کے استغفار کرنی زبان سے اور بدن سے نماز اور سجدہ بجالانا

پورے کر نیوالے توبہ کے ہیں اور ہم چند کہ حقیقت توبہ کی ندامت اور پگنہ کے کہ زمانہ ماضی میں ہو چکا
اور چھوڑنا گناہ کافی الحال اور قصہ محکم اور ادا وہ قطعی چھوڑ دینے گناہ کا زمانہ آئندہ میں ہی اور
یہ سب تعلق دل کے ساتھ رکھتے ہیں لیکن صفت شل کی جب فی ہو جاتی ہی جو لوح اور زبان
پر بھی بغیر ظاہر ہوئے نہیں ہتی ہی اور اسی واسطے حدیث شریف میں صلوٰۃ التوبہ اور تہنّٰی بھی وقت
توبہ کے تعلیم فرمائی ہی دوسرے یہ کہ علمائے لکھا ہی کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کرنے میں آدمیوں
میں شہو ہو جاوے اور آدمیوں کو اُسکے گناہ پر اطلاع ہو پس اُسکو لازم ہی کہ توبہ ظاہر کرے
اور آدمیوں کو اپنی توبہ پر واقف کرے اور جو لوگ کہ نقد اور صلح ہیں اُنکو گواہ کرے اور صدقوں
اور نمازوں پر قائم ہو لیکن یہ چیزیں ہوا سے نہیں کہ توبہ بغیر ان چیزوں کے تمام نہیں ہوتی ہے
اس واسطے کہ توبہ گونگے کی بھی جو کہ چل پھر نہیں سکتا ہی مقبول ہی اگرچہ ہو کہ قدرت بڑے یا چلنے پھرنے
کی نہیں بلکہ یہ امر واسطے اطلاع دینے آدمیوں کے اور توبہ اپنی کے ہی تاکہ وہ جان لیویں گناہ
سے اس شخص نے کنارہ کیا اور اوپر سیدھے رستے دین کے چلا تاکہ تہمت اُسکے منہ سے دور ہو جاوے
اور آدمی بدگمانی اور غیبت اُنکی سے باز رہیں اور ایسے ہی جو شخص بیچ کسی مذہب باطل کے مثلاً
اور متہم ہو یا پھر اسکو سخت بات ظاہر ہووے اسکو لازم ہی کہ جو آدمی اُسکے حال سے واقف ہو گئے
تھے اس مذہب سے پھرنے کی اُنکو خبر کر دی انہیں وجہ کے واسطے تیسرے یہ کہ جو مقام متبرک
کہ جائے ورود نعمت اور رحمت الہی کے ہوئے ہیں یا بعضے خاندان قدیم کہ اہل صلاح اور تقویٰ کے
ہیں ایسی خاصیت انہیں پیدا ہو جاتی ہی کہ انہیں توبہ کرنی اور بندگی بجالانی باعث جلد فی عمل
ہونے اور حاصل ہونے نیک ثمروں کا ہوتی ہی اور اسی جگہ سے ہی کہ ابن مردویہ نے ابوسعید
خدری سے حکایت کی ہی کہ ہم ایک دن ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رات قیوت
کسی غزوہ یا سفر میں جاتے تھے جب پچھلی رات ہوئی بیچ پشہ ایک پہاڑ کے گزرے کہ اُسکو
دار کھنڈل کہتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما مثل هذه الثنية الا کمثل اللیل
الذی قال الله لیسنا من اهل الباب بجلاد وقلو لاحت نغفر لکم ذلایا کہ یعنی نہیں ہی حال اس
گھائی کا مگر مثل حال اُس روزہ کے کہ کہا تھا اللہ تعالیٰ نے واسطے بنی اسرائیل کے داخل ہونے دروازہ

بلا جگہ سے سجھی جاتی ہی بہتری بیعت کی ساتھ خاندان اہل صلاح اور تقویٰ کے ۱۲

خدا کی
جی لائے ہیں
سلاستی اسی کو
میں جو ہے کسی
بات مانے اور
خدا نے فرمادیا
اور نہ ہو چکا
اس پر غلاب ہوگا
فیضون نے پوچھا
غیر دونوں کا رب
سنان جو وہ فرمایا
ہم کو کار رب وہ
تجہ جسے ہر چیز کو
اس کی مناسب
صوت دی پھر
اسکو اسکی زندگی
کی راہ بچائی
پوچھا بچلا بیٹے
زمانہ والوں کا

تفسیر عربی

کیا مال ہے؟

کیا اس کی قیمت

میرا ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

کیا یہ مال ہے؟

میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہ تم حلقہ بخشین گے ہم گناہ تمھارے اور ابوکر بن ابی ثیبہ ساتھ روایت صحیح کے حضرت تفسیر اعلیٰ کرم اللہ وجہہ سے لایا ہوا کہ انما مثلنا فی هذه الامة کسفینۃ نوح وکبار حلقۃ بنی اسرائیل یعنی مثال اماموں اہل بیت نبوی کی کہ قائم کرنیوالے خاندان نبوت کے اٹھانیوالے ہر ولایت اور معرفت کے ہیں مثال کشتی نوح اور دروازہ حلقہ کی ہی ہوا ہے کہ نجات طوفان نفس اور شیطان کے سے اچھے ہونا توبہ کا اور پوشیدہ اور معاف ہونا گناہوں کا سبب داخل مجھے اس آیت کے اولیاءوں کے سلسلوں میں تعلق نہیں بزرگوں کے ساتھ رکھتے ہیں اور انہما انہیں کی طرف ہو جیسا کہ اس زمانہ میں ظاہر اور روشن ہو کہ سلسلے سلوک اور بیعت اور توبہ کے طرف اسی خاندان کے پیچھے ہیں انقصہ بنی اسرائیل عہدہ شکر اس نعمت کے سے بھی باوجود آسانی یا سختی اور شکر ادا کیا بلکہ ایک جماعت کثیر نے انہیں سے بہت بڑے ادبی کی اور توبہ اور استغفار کی طرح میں توبہ سحر میں اور شبی کا اختیار کیا جیسا کہ فرماتے ہیں فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا پس بدل ڈال ان آدمیوں نے کہ ظالم تھے ان میں سے استغفار کو ساتھ سحر میں کے جب کہ کبھی انھوں نے فَوَکَّرَ الَّذِیْ قَبِلَ لَهُمُ یعنی کلام مغایرت تمام رکھتی تھی اس کلام کے ساتھ کہ کبھی تھی انکو یعنی بالکل مخالف تھی ہوا ہے کہ جو کئے کبھی تھی مضمون اسکا مطلب بخشش گناہوں کی اور استغفار تھا اور انھوں نے جو کہا مضمون اسکا بعد توجیہ اور تکلف ضار کے طلب کرنی دنیا کی اور رغبت کرنی غلوں اور ناجون میں تھی یا محض استغفار اور تضرع تھا اور کاش فلفظ تبدیل لفظی کرتے اور بجائے حلقہ کے تَبَّ عَلَیْکُمْ اَیُّا غَیْرَکُمْ اَیُّا اَعْتَدَ عَنَّا کہ ہے کہ ہر بڑائی انہیں نہ تھی ہوا ہے کہ لفظوں کا تغیر کرنا ایسے مقام میں مضائقہ نہیں لیکن انھوں نے تبدیل معنوی اختیار کیا اور بالکل مخالفت حکم الہی کی کی اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ حلقہ کی جگہ ہطی سمجھانا کہ کہا کہ انکی زبان میں معنی اس کے حلقہ حمراء تھے یعنی گہوڑے سرخ اے بزرگ صحیحین اور دوسری صحاح میں ساتھ روایت ابوہریرہ کے صحت کو پہنچا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیل لینی اسرائیل ادخلوا الباب سجدا و قولوا احطۃ قد خلوا ین حقون علی اسماہم وہم یقولون حلقۃ فشیعہ نے معنی کہا گیا واسطے بنی اسرائیل کے کہ آدم و ذرہ وہ میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو تم حلقہ پس داخل ہوئے اس حال میں کہ چلتے تھے اوپر سر نیوٹا

لپٹنے کے اور کہتے تھے حنظلۃ فی شعبۃ یعنی گہرے بیج جو کے اس مقام میں جانا چاہیے کہ اس آیت سے بعض علماء شافعیہ نے دلیل پکڑ لی کہ تحریم نماز کی بغیر لفظ اللہ اکبر کے جیسا کہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور اللہ عظیم اور اجل درست نہیں اس واسطے کہ بسبب بدلنے لفظ کے موجب احتیاج کے ہوئے اور بعض اہل نواہر نے کہا کہ یہ بدلنا ہر لفظ ذکر کا جس مقام میں آیا ہو درست نہیں یہاں تک کہ بسبب بدلنے لفظ ذکر کے سے فساد نماز کا حکم کرتے ہیں اور اس تبدیل کو موجب طعن اور سخت مذمت کا کہتے ہیں لیکن تفسیر میں معلوم ہوا کہ مغایرت کلام کی ساتھ دوسرے کلام کے مدار اسکا اور پر مغایرت مضمون کے ہونہ اور فقط مغایرت لفظی کے پس اگر فقط تبدیل لفظی ہو جائے اور معنی ایک یا قریب ہوں محل طعن اور عتاب کا معلوم نہیں ہوتا ہو واللہ اعلم باقی ہے اس جگہ کئی سوال کہ جواب طلب ہیں اول یہ کہ اس سورۃ میں واذا قلنا فرایا ہے اور سورۃ اعراف میں واذا قیل لهم اسکنوا لفظوں کے بدلنے میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں جہان سے یا بنی اسرائیل اذکر وانعمتی الی انھت علیکم شروع ہو مضمون کو طرف غم و شکم کے نسبت کیا ہے جیسا کہ ظاہر ہو چکا ہے یہی مناسب ہوا کہ اس قول کو بھی ہر جگہ حضرت سئی کی زبان سے کہلایا تھا اپنی طرف نسبت فرماوین کہ کمال نے ادبی بنی اسرائیل کی ظاہر ہوئے کہ ہمارے کہنے کے مقابلہ میں تم سر کے ساتھ پیش آئے اور اس متحرک امرہ انھوں نے چمک لیا اور سورۃ اعراف میں روانگی کلام کی اس مضمون کی واسطے ہے کہ حضرت موسیٰ کی قوم وہ گروہ تھی امۃ یجدون بالحق وہ یعدون وامۃ ضالۃ جاشۃ یعنی ایک جماعت ہدایت حق کی کرتی تھی اور آپ بھی اُس کے ساتھ عمل کرتی تھی دوسرا گروہ گمراہ تھا اور ظلم کرنے والا اور اسی تقریب سے و طرح کا اختلاف اور تفرق انکا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں ہوا تھا یا د فرمایا ایک فرقہ بنی اسرائیل کی قوم کا کہ بازہ گروہ انکے تھے اور ہر ایک کا چشمہ علیحدہ علیحدہ پتھر میں سے جاری تھا دوسرا اختلاف حال انکے کا کہ وقت دخول قریہ کے تھا کہ بعض موافق حکم کے بجالائے اور بعضوں نے کمال نے ادبی اختیار کی اور پیچ غرض کے کہنا خدا کا بلا واسطہ کہنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا برابر تھا باوجود اسکے قریبوں سے معلوم ہو کہ کہنے والا کون ہے اور کس کے فرمانے سے کہا ہے پس ابہام رفع ہو گیا دوسرا سوال یہ ہے کہ اس سورۃ میں ادخلوا فرمایا

ترجمہ تفسیر غزالی

اور تھکا سگئے

باب دادوں کا

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

باب بڑے فروع

تفسیر غلیلی

اور تو ہمارے

یہاں رسول بنا

اور جو کہ کرنا تھا

سورہ کو تو احسان

فراموش آدمی

ہے اس لئے اس نے

کہا ان میں سے

مگر میں اس وقت

راہ برداشت اسی

دوسرے بھائی بھی

لیگا تھا جس سے

سزا ہو کر عقل دی

اور اپنا منہ بنایا

آدھرا احسان

جس کو تو جہاز بنا

یہی ہے کیا احسان

ہے جب کہ تیرے

بہتری قوم کی

قوم کو غلام

اور سورہ اعراف میں اسگنوا جواب اسکا یہ ہے کہ سیاق اس آیت اس سورہ میں بیچ کھانے
 من اور سلوی کے اور بدلنے اسکے کے ساتھ اور چیزوں غلہ وغیرہ کے ہی پس مقصود بالذات
 اس مقام میں یہ بیان ہے کہ ہم نے انکو اجازت دی کہ اس گاؤں کی چیزوں کو کھاویں اور دخول
 موقوف علیہ اور وسیلہ اس مقصود بالذات کا ہو والذن بالشئ اذن ہما یتوقف ہوں علیہ
 یعنی اور اذن ساتھ ایک شے کے اذن اچیز کے ساتھ بھی ہے جن چیزوں پر وہ موقوف ہو لاچار ذکر
 دخول کا بھی ضرور ہوا اور سیاق اس آیت کا سورہ اعراف میں بیان تقریر اور اختلاف انکے کا
 ہے کہ سفر اور حضر میں تھا پس سفر میں بانی پینے میں تفرق کیا اور حضر میں بیچ سکونت اور طریق اسکے
 کے اختلاف کیا پس لفظ اسگنوا کا مناسب ہوا اور بھی اس سورہ میں سکونت قریر کی بھی مقصود
 بالذات بیان فرمائی ہو واسطے جیسا کہ وہ لوگ من اور سلوی کے کھانے سے ناخوشی ظاہر کرتے
 تھے سکونت خیموں اور ڈیروں کی سے بھی عاجز ہوئے تھے اور ہر گاہ کہ دخول مقدم ہو اور سکونت
 کے اور سورہ بقرہ بھی مقدم ہو اور سورہ اعراف کے پس دخول کو سورہ بقرہ میں فرمایا
 اور سورہ اعراف میں سکونت کو تیسرا سوال یہ ہے کہ اس جگہ فکوا فا کے ساتھ لائے اور سورہ اعراف میں
 وکلاواؤ کے ساتھ یہ فرق کس جہت سے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس جگہ میں لفظ دخول کا ذکر فرمایا ہے
 اور دخول کا وہاں مقصود بالذات نہیں ہوتا ہے مقصود بالذات چیز دوسری چاہیے کہ دخول
 کے اوپر مرتب ہو اور وہ چیز کہ دخول کے اوپر مرتب اور بعد اسکے تھی کھانا انا جون اور غلہ کا ہے
 پس ایسا لفظ لانا کہ ترتیب کے اوپر دلالت کرے اور وہ لفظ تھا ضرور ہوا اور سورہ اعراف میں
 ہر گاہ کہ لفظ اسگنوا کا لائے اور سکونت قریر کی مقصود بالذات ہوتی ہو اور وسیلہ کسی چیز
 دوسری کا نہیں ہوتی ہو واسطے مناسب ہوا کہ کھانا انا جون اور غلہ اس جگہ کا بطریق عطف کے کہ مجرور
 ترتیب سے ہو بیان فرماوین جو تھا سوال یہ ہے کہ اس جگہ لفظ غذا کا زیادہ کیا ہے اور اعراف میں
 اس لفظ کو گرا دیا وجہ اسکی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورہ میں مقصود بالذات اجازت
 و انون اور غلہ اور فراخی کرنی انکی ٹھہرائی ہے پس تا کہ اسکی ساتھ لفظ غذا کے مناسب
 ہوئی اور سورہ اعراف میں سکونت مقصود بالذات ہو اور کھانا اس واسطے مباح ہوا کہ سکونت
 بغیر اسکے نہیں ہوتی ہے و الضر وی یقلد و یقلد یعنی جو چیز ضروری ہے

بقدر ضرورت کے اسکو مقرر کیا جاتا ہو پس دخل کالا نامناسب ہو اور بھی داخل ہونا کسی
 باغ میوہ دار میں مستلزم اس بات کو نہیں کہ وہ ان جا کر شکم سیر ہوں اس واسطے کہ شکم سیری
 کی وہ جگہ ہر جس مقام میں رہتا ہو اور سکونت کسی مکان میں مستلزم اس امر کو ہر کہ وہ مکان کے
 کھانے سے سیری حاصل ہو اس واسطے کہ جس جگہ کوئی ہمیشہ رہتا ہو کھانا پینا اسی جگہ
 ہوتا ہو اور مکان میں اکل اور شرب نہیں ہوتا پس ہر گاہ کہ لفظ دخول و سکونت کا کہ دونوں
 سورتوں میں مذکور ہر ایک حال نہیں اس واسطے ایک جگہ مرقدا کا ذکر مناسب ہو اور دوسری جگہ
 حذف اسکا پانچواں سوال یہ ہو کہ ابجگہ خطایا کہ فرمایا اور سورہ اعراف میں افق بعضی قسامت کے
 خطیئہ تاکہ جواب اسکا یہ ہو کہ خطایا جمع کثرت ہو اور خطیئہ کثرت کے جمع سلاست ہو جمع
 قلت کے صیغوں میں سے ہو اور جب کہ اس سورہ میں قول کو اسد تعالیٰ نے اپنی طرف نسبت کیا
 یعنی قلنا فرمایا اور لائق جناب پاک رحم الرحیم اور اکرم الاکرمین کے یہ ہو کہ سبب ایک سجدہ
 اور ایک دعا کے بشمار گناہوں کو بخشہ سے پس ایسا لفظ لانا کہ کثرت کے اوپر دلالت کئے
 مناسب ہو اور اعراف میں قول کو نسبت اپنی طرف نہیں فرمائی ہو ابجگہ لفظ کثرت کا لانا ضروری تھا
 اور یہاں سے دوسرا نکتہ واسطے ذکر کرنے مرقدا کے اس رقمین اور حذف کئے اس سورہ میں
 ظاہر ہوا چھٹا سوال یہ ہو کہ اس سورہ میں دخول باب کو مقدم اور قول خطیئہ کے فرمایا ہو اور اعراف
 میں بالعکس بایہ تبدیل عنوان کی اس واسطے ہو جواب اسکا یہ ہو کہ محاطین و قسم کے تھے ایک گناہ
 کرنے والے اور دوسرے نیکی کرنے والے محسن کو لائق یہ ہو کہ عبادت و بندگی کو مقدم کرے
 اور توبہ اور معاف کرنا تفصیر میں کا بعد اس کے بجالا دے تاکہ کہ نفسی اور دگر ناخود پسندی اور
 خود بینی کا حاصل ہو دے اور گناہ کار کو لائق بلکہ واجب ہے کہ اول صدق لے توبہ نصوح
 بجالا دے بعد اس کے قدم پہنچ بندگی اور عاجزی کے رکھے تاکہ وہ طاعت اور عاجزی مقبول ہو
 اور سورہ اعراف میں جو چیز لائق حال گنہگاروں کے ہو اسکی اعانت کی اس واسطے کہ اس سورہ میں اکثر
 مذکور پہلی امتوں کے گنہگاروں کا ہو اور اس سورہ میں جو تریبہ لائق حال نیکو خوں اور صالحین کے تھی
 مناسب ہوئی اس واسطے کہ اس سورہ میں اکثر صفتیں متقیوں اور نیکو خوں کی بیان ہیں اور بھی اس
 سورہ میں ہر گاہ کہ ذکر دخول کا پہلے گذرا پس مناسب ہوا کہ اول کیفیت دخول کی بیان کریں

خلاصہ
 باب "دخول"
 فسخون کے کچھ
 اسے مستعمل
 میری اصل میں تو
 چادریاں پہننے
 دینی اور اس
 سوئی کے کواہ اگر
 میں نیسے لے
 تھے مجھے آدوں
 جب جی تو مجھے
 قید جی کے لگا
 رشتہ دار سے
 فسخون ابن
 سارے عالم کے
 رب کا رسل ہوں
 جبکہ کسی طرح
 جھوٹ بولتا لائق
 نہیں جو میں اپنے
 رسول ہو چکی

تفسیر غزیری

اور اس سورۃ میں جو کر سکتا کا ہو دخول کی کیفیت کو اسکے ساتھ چندان تعلق نہیں سنا تو ان سوال یہ کہ اس سورۃ میں وسنزد للحنین ساتھ لفظ واو کے لئے ہیں اور سورہ اعراف میں سنزد ساتھ حذف واو کے یہ فرق کس واسطے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں ہر گاہ کہ داخل ہو دروازہ میں کہ بندگی اور عبادت کی جنس سے تھا مقدم ہوا اور لفظ حط کا کہ توبہ اور استغفار کی جنس سے تھا نزدیک اسکے ذکر کیا و دونوں فعل ملکر گویا ایک چیز ہوئی پس توبہ کی تاثیر دلا گناہوں کے دور کرنے کے واسطے اور نایا واسطے بلند کرنے درجے نیک بخون کے ہوئی جیسے کہ قاعدہ استعمال و اذان اور تفسیر کا ہو بخلاف اعراف کے کہ قول حط کا کہ جنس توبہ اور استغفار کی سے ہو مقدم ہوا پس بیچ دور کرنے مرض گناہوں کی تاثیر کی بعد اسکے کہ دخول باب کا آیا اور یہ جنس عبادت سے ہے بیچ بلند کرنے درجہ اور زیادتی ثواب کے مفید ہوا پس دونوں جزائیں اوپر دونوں فعلوں کے منقسم ہوئیں حرف واو کی گنجائش نہ ہی اور بیچ کلمہ لفظی ہو اور وہ یہ ہے کہ در بیان واو قلنا کے کہ صیغہ شکام مع الغیر کا ہو اور در بیان وسنزد کے کہ یہ بھی ہی صیغہ اتصال باعتبار لفظ کے موجود ہے پس مناسبت عطف کے واسطے بانی گئی بخلاف اعراف کے کہ بیچ واو قیل آیا ہو سنزد کا عطف اسکے اوپر کرنا مناسبت تھا اور یہ کلمہ اسکے اوپنی ہے کہ سنزد اوپر نغض لکھ خطایا کہہ کے معطوف نہو جیسے کہ واقع میں بھی ہی سطح ہے اس واسطے اگر یہ معطوف ہوتا سنزد کی جگہ سنزد جزم کے ساتھ ہوتا تاکہ جواب امر کا ہو جاتا تھا جیسا کہ معطوف علیہ جواب امر کا ہے اٹھان سوال یہ ہے کہ اعراف میں فذل الذین ظلموا انہم ساتھ زیادتی لفظ متہم کے فرمایا ہو اور اس جگہ اس لفظ کو حذف کیا اس تفسیر کی کیا وجہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اعراف میں پہلے یہ عبارت گزر گئی کہ ومن قوم موسیٰ امۃ یتھدون بالحق و یعد لون لہم جگہ اگر لے شخص کے کہ بکلام فرماتے دونوں کلاموں میں مخالفت ہو جاتی اور اس سورۃ میں اول کسی طرح کی تخصیص اور تفسیر نہیں گزری پس حاجت لفظ متہم کی نہ پڑی تو ان سوال یہ ہے کہ اس سورۃ میں واسطے بیان کرنے عذاب کے فاذنلنا واقع ہوا اور اعراف میں فارسلنا یہ فرق کس وجہ سے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں اول سے ذکر انزال کتاب کا ہو اور یہاں تک اکثر لفظ انزال کا مستعمل ہو جیسا کہ تفسیر گزرا ہے واذنلنا علیکم اللہ والصلوی اس عذاب کو بھی بطریق استہزا کے اسی قبیلہ سے مقرر کیا گیا اس عذاب کو خوان جہانی کے ساتھ تشبیہ دیکر اس لفظ کو ذکر فرمایا اور سورۃ

نشان بخلا ہوا ہون
توئی اس سرائیل کو
میرے ساتھ بیچ
فنون سے لکھا
الو بیچ ہو تو لاؤ
دکھا، سوئے
سے اپنی لاغی
ذالہ کی وہ فوراً
ماں از دہا بنائی
اور اپنا باغ نکالا
وہ اسی وقت سفید
(براق) معلوم
ہوئے لگا۔
(اعراف - ۱۲۳)
تب فرعون کے
در بادیوں مرداروں
سے لکھ دیا
کوئی بڑا جادوگر
سیچا

اعراف میں دل سے لفظ ارسال کا مذکور ہو جیسے کہ بیچ فلنسلن الذین ارسل الیہم ولنسلن
الموسلین کے اور بیچ قصوں پہلی امتوں اور قصہ فرعون کے پس لفظ ارسال کا کہ ولالت التی
کے کرتا ہو مناسب ہوا اور بھی لفظ انزال کا اول حدت کا فائدہ دیتا ہو اور لفظ ارسال کا ولالت کرتا ہو
اور تسلط عذاب کے اُنکے اوپر اور اُنکھینے جڑا لگی کے بالکل پس اس سورۃ میں کہ مقدم اور پرورد
اعراف کے ہو ذکر ابتدا و نزول عذاب کا مناسب ہوا اور سورہ اعراف میں ذکر انجام کام کا
و سوال سوال یہ ہو کہ جگہ جگہ کا لفظ ایفسقون ذکر فرمایا ہو اور اعراف میں یظلمون بجائے
ایفسقون کے ارشاد ہوا اس فرق کا کیا نکتہ ہو جواب اُنکا یہ ہو کہ فعل اُنکا ظلم تھا اپنے حق
میں کہ بسبب اُنکے عقمۃ الہی میں اخل ہوتے تھے اور فرق تھا نسبت دین خدا کے پس دونوں صورتیں
دونوں صفتیں فقیر اس فعل کی یاد فرمائیں اور وجہ تخصیص اس سورۃ کی ساتھ ذکر فسق کے یہ ہو کہ
ظلم اُنکا اپنے حق میں تھوڑا سا پہلے اس سورۃ میں گزرا بیچ آیت وما ظلمونا ولکن کانوا الظالمین
یظلمون کے اگر اس جگہ بھی یہی لفظ مذکور ہوتا تو سمجھنا کہ اُنکا ہوتا بخلاف اعراف کے کہ اُن میں پہلے
صفت اُنکی ساتھ ظلم کے نہیں گزری اس جہت سے افادہ اس معنی کا مناسب ہوا انقص
بنی اسرائیل کو اوپر اس تسخر اور ستہزائے چشم نامی ضرورت تھی اسی واسطے اُنسے درگزر نہیں کی گئی
بلکہ سزا دے ادبی کی چھائی فَأَنْزَلْنَاهُ عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا یعنی پس اُنارہنے اور اُن
آدمیوں کے کہ یہ نے ادبی کی تھی اور تسخر اور ستہزائیہ اوپر و میروں کے کہ نے گناہ تھے
رَجَزًا یعنی عذاب سخت فَمِنَ السَّمَاءِ یعنی آسمان سے کہ سب مکانون سے بڑا اور بلند ہو اور
اور یوں بھی اسی جگہ سے اُنکو عنایت ہوتا تھا بَمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ یعنی بسبب اُنکے کہ عادت فسق
کی اُنھوں نے کی تھی اور جو گروہ سے تھے ساتھ فسق کے کہ حقیقت اُنکی یا پھر ہونا بندگی خدا
اور دین اُنکے سے ہی اکثر مفسرین نے کہا ہو کہ وہ عذاب طاعون کا تھا اور بسبب اُن طاعون کے
جو بیس ہزار آدمی بنی اسرائیل میں سے ایک دن میں مر گئے اور اُنرا اُسکا آسمان سے سطرچ تھا
کہ ہوا زہر دار آسمان کی طرف سے آئی اور ساموں کے رستوں سے بدن میں اگر مزاج روح کا فاسد
کر دیا اور خون میں سمیت پیدا کر کے بیچ مغابن اور نرم جھکون بدن کے دفع کیا یہاں تک کہ طاعون
ظاہر ہوئی اور بسبب سمیت اُنکی کے کہ دل کے اندر پہنچی ہلاک ہوئے اور صحیح مسلم اور باقی صحاح

خلیفہ

جانتا ہے کہ ہم

تجارت سے ملک سے

کال سے آب

رنا کیا جاتے

وگون نے صلاح

دی گئے فرعون

ابھی سوئی اور اُنکے

بھائی سے کچھ

چھبڑ چھاؤنگر

اور نام گزروں میں

سب سے بڑے

جادو گروں کو

اچھا کہ لائیں

خلیفہ

جانتا ہے کہ ہم

تجارت سے ملک سے

کال سے آب

رنا کیا جاتے

وگون نے صلاح

دی گئے فرعون

ابھی سوئی اور اُنکے

بھائی سے کچھ

چھبڑ چھاؤنگر

اور نام گزروں میں

سب سے بڑے

جادو گروں کو

اچھا کہ لائیں

تفسیر صبری

فہم کو کچھ افہام بھی
 نہ لگا کہ فرعون نے
 کہا مان عزور
 بیٹا اور تم میرا
 باس سا کر دے گا
 (اعراف ص ۱۷۷)
 اپنے دادا لکھتے
 کے ساتھ آیا تو موسیٰ
 انکو نصیحت کرنے
 لگا کہ تم سے کبھی
 تمہاری خبر نہ آجوت
 نہ انکو نصیحت نہ خدا
 کو کسی آفت میں
 لگا دے گا اور تو
 جھوٹ بولتا ہو وہ
 نامراد ہو گا
 جو خدا کو نہ مانے
 جسے خدا نے گمراہ
 کر دیا ہے

بناں ماضیت بھائی

رستہ میں موجود ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طاعون جزیر اور بقیعہ اس عذاب کا ہے کہ پہلے لوگ ساتھ اُسکے عذاب دینے گئے پس جب پڑے کسی شہر اور ملک میں اور تم اس شہر اور ملک میں ہو اس شہر اور ملک سے مت بھاگو اور اگر سنو کہ کسی ملک یا شہر میں وبا پڑی ہوئی ہو پس اُس شہر اور ملک میں جاؤ بھی نہیں اس واسطے کہ وہاں کے بھاگنے سے بھاگنا قضا الہی ہے اور مخالف توکل و تسلیم کے ہو اور دوسری صورت میں یعنی جس جگہ وہ وبا پڑی ہوئی ہو اچھا جانے میں جرات کرنی اور ہڑاب الہی کے اور پیش وی کرنی اور غضب اُسکے کے ہو اور بھی حدیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے کہ جو وقت با کسی جگہ پڑے اور آدمی اُس جگہ کے نہ بھاگیں اور صبر کریں اور خدا تعالیٰ سے اوپر اس صبر کے توقع اجر کی کہیں حق تعالیٰ انکو شہیدوں کے مرتبہ کو پہنچا دے اگرچہ وہ زندہ بھی رہیں اور اس جگہ ہر خاطر اکثر ظاہر بینوں کے ایک نکال اور شبہ گزرتا ہے کہ بھاگنا قحط اور بلاؤں سے بلاشبہ شریعت میں جائز ہے جیسا کہ مشہور ہے کہ الفرائض لا یطاق من سنن المرسلین یعنی بھاگنا پیچھے سے کے طاعت اُٹھانے اُسکے کی نہو کے مرسلین کی سنت ہو و با اور طاعون کہ سب بلاؤں سے سخت ہے کہ واسطے بھاگنا اس سے شریعت میں منع کیا ہے جواب اسکا وطرح سے ہے اول یہ کہ وبا اور طاعون کی صورت میں اکثر شہر والے خصوصاً اپنے نزدیک اور کنبے والے اور دست اور جان پہچان پیار ہوتے ہیں اگر آدمیوں کو بھاگنے کی واسطے اجازت ہوتی ان پیاروں کی بیمار داری کون کر تا سب اپنی جان کی خوف سے کہ نہایت خبریں ہی بھاگنے چلے جاتے اور بیمار لوگ کمال تکلیف سے مر جاتے اور جرح عظیم کھینچے پس ایسے وقت میں خدمت بیماروں کی کرنے اور نہ توڑنے خاطر اُنکی اور عاجزوں اور مسکستہ پاؤں کی لئے کہ بالکل طاقت بھاگنے کی نہیں رکھتے ہیں حکم جہاد کا پیدا کیا ہے اور ایسی جگہ کے ٹھہرنے میں ایسا نواب ہے جیسکہ جہاد کی صف میں ٹھہرنے اور قائم رہنے کا نواب ہے بخلاف اور بلاؤں کے مثل قحط اور خوف زمین کے کہ وہاں کے بھاگنے سے یہ مانع اور قیاحت نہیں پائی جاتی بلکہ فقیر اور مفلس قحط میں سب سے پہلے بھاگتے ہیں اور زمین کا خوف ملازموں کو ہوتا ہے اگر غریب تنہا ہے زمین اور مالدار بھاگ جائیں انکو کوئی نہیں ستاویگا اور وہاں کی صورت میں ناجار آدمی اگر پڑے زمین اور دوسرے لوگ بھاگ جاویں وہ لوگ سبب تنہائی اور تکلیف کے مر جاویں گے پس وبا اور قحط وغیرہ میں فتنی ہو گیا دوسری وجہ یہ ہے کہ

طاغوت اور با اتریشیت و چون جنوں کا ہر کہ کیا لگی واسطے ایذا آدمیوں کے خواہ مسلمان ہوں خواہ غیر مسلمان منتشر ہو کر اس قسم کی اذیت پہنچاتی ہیں پس انکے مقابلہ سے بھاگنا دلیل ڈرنے کی آیت ہے اور صبر کرنا اور قائم رہنا باعث دولت اور توبہ سے نجات انھی کا پس اس سبب سے بھی اُسے حکم جہاد کا اور صبر کا بیچ لڑائی کفار کے پیدا کیا اور حدیث شریف میں بھی اس طرف اشارہ ہے جس جگہ کہ طاغوت کے حق میں فرمایا ہو کہ فامنا و خرا عدا انکم من الجن یعنی پس تحقیق وہ طاغوت اور جزو شمنون تھا کہ کا ہر جنوں میں سے اور ہر گاہ کہ شمار نعمتوں سے کہ بنی اسرائیل پر جناب الہی کی طرف سے پہنچتی تھیں اور وہ ناشکری کرتے تھے فراغت ہوئے اب انعمتیں یاد دلاتے ہیں کہ ہر چند ان میں ناشکری نہ ہوئی لیکن لظرفہ اور اختلاف اور جانب لاری کہ جرفسا و اور اختلاف مذہبوں کی ہر ظہور میں آئی اور وہ یہ ہر کہ جو وقت سفر میں پانی نہ پایا اور تشنہ ہوئے اور شکایت اس امر کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رو بہ لائے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الہی میں واسطے دور کرنے یہاں انکی کے دعا فرمائی جیسا کہ فرماتے ہیں وَرِزَا اسْتَسْقٰی مَوٰسٰی یعنی اور یاد کرو تم ہر وقت کہ دعا مستحقا کی موسیٰ نے اور پانی طلب کیا بقولہ یعنی واسطے قوم اپنی کے کہ بنی اسرائیل تھے نہ واسطے تمام جہان کے اس واسطے کہ محتاج پانی کی اور گرفتار یہاں کی انھیں کی قوم تھی اور اس خاص کرنے میں اشارہ ہوا طرف اس بات کے کہ طریق پانی انکے کا کھنا چمنوں کا پتھر سے واسطے ہوا اور عینہ آسمان سے کیوں نہ اترا جیسا کہ بیچ وقت استسقا پیغمبر آخر الزماں اور دوسرے پیغمبروں کے وقوع میں آیا تھا وجہ اسکی یہی ہو کہ پیغمبر آخر الزماں نے پانی واسطے تمام جہان کے طلب کیا تھا پس پانی پینہ کا کہ یہاں سے آتا ہے اور عام ہوتا ہے عنایت فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خاص اپنی قوم کی واسطے طلب کیا تھا اس واسطے انکو پانی خاص ایک پتھر میں سے نکال دیا اور مستسقا سنت ہو کہ تمام پیغمبروں کی ہر کہ فقط کی وقت پانی کی واسطے خدا سے دعا کرتے ہیں اور حقیقت انکی استغفار اور توبہ اور ظاہر کرنا عجز اور احتیاج کا ہر اور طریق مسنون اسکا فقہ کی کتابوں میں مذکور اور لکھا ہوا ہے پس قبول کی سمنے دعا حضرت موسیٰ کی فَقُلْنَا اٰخِرُ بَیْطِصَاحُ الْاَلْحَمْدُ یعنی پس کہا جینے موسیٰ کو کہ بارساتہ عصا اپنی کے پتھر کو اور عصا حضرت موسیٰ کا درخت اُس بہشت کے سے تھا طول اسکا بقدر دل تھا آدمی کے کہ برابر قد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہوتا تھا اور دوشاخ رکھتا تھا اور وہ

تفسیر خلیلی

اور صبر کرنا اور قائم رہنا باعث دولت اور توبہ سے نجات

خواہ مسلمان ہوں خواہ غیر مسلمان منتشر ہو کر اس قسم کی اذیت پہنچاتی ہیں

پس انکے مقابلہ سے بھاگنا دلیل ڈرنے کی آیت ہے

اور صبر کرنا اور قائم رہنا باعث دولت اور توبہ سے نجات

خواہ مسلمان ہوں خواہ غیر مسلمان منتشر ہو کر اس قسم کی اذیت پہنچاتی ہیں

پس انکے مقابلہ سے بھاگنا دلیل ڈرنے کی آیت ہے

اور صبر کرنا اور قائم رہنا باعث دولت اور توبہ سے نجات

خواہ مسلمان ہوں خواہ غیر مسلمان منتشر ہو کر اس قسم کی اذیت پہنچاتی ہیں

پس انکے مقابلہ سے بھاگنا دلیل ڈرنے کی آیت ہے

اور صبر کرنا اور قائم رہنا باعث دولت اور توبہ سے نجات

تفسیر خلی

ذالین کے پانچ

موسیٰ کے پانچ

عقین شروع

کو جادو گردن

سین اور اٹھان

ذالین (ظہر ۳۰)

اور کہا فرعون

کی قوت کی قسم

ہے ہم جیسے

(شعر ۳۰) پھر

سب کی نظر بندی

کی اور ذرا ایک

دونوں شاخیں مثال و مثل کے تاریکی کے وقت کو چلتی تھیں اصل میں یہ عصا حضرت آدم علیہ السلام
 بہشت سے لائے تھے اور بطریق وراثت کے انبار کے ہاتھ میں پہنچا تھا بہشت کا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 سے لائے گئے بیٹے کو کہ تین نام تھا پہنچا اور لائے ساتھ کئی واسطے کے حضرت ثعلبہ علیہ السلام کو پہنچا اور حضرت
 ثعلبہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیا تھا اور اختلاف ہے اس میں کہ مراد پھر سے پھر غیر معین ہے
 یعنی کوئی پھر جس حضرت موسیٰ علیہ السلام جس پھر کو چاہتے تھے اس پر عصا مارتے تھے اور بانی نکلتا تھا
 جیسے کہ حسن بصری اور وہاب بن منبہ نے کہا ہے اور الف لام کہ نزدیک جہنی ہے کہ اشارہ اُس کا طرف ایک
 جنس کے ہے پس اس صورت میں یہ معجزہ بھی عصا کے اندر ہوا بغیر واسطے پھر کے یا وہ پھر معین تھا
 اور روایتوں میں یہی قول ثابت ہوا ہے کہ وہ پھر معین تھا کہ حضرت موسیٰ نے اُس کو ایک قبلی میں رکھ
 چھوڑا تھا اور وقت حاجت کے اس سے یہ کام لیتے تھے بعض نے کہتے ہیں کہ یہ وہ پھر تھا کہ پڑے حضرت
 موسیٰ کے لیکر بھاگ گیا تھا چنانچہ قصہ اُس کا سورہ احزاب میں بطریق اشارہ کے مذکور ہے حضرت
 جبریل علیہ السلام نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ اس پھر کو اٹھا اور احتیاط سے رکھو کہ یہ پھر کئی وقت میں
 خدا کی قدرتوں میں سے بڑی قدرت ظاہر کریگا اور عذرہ معجزہ تھا کہ مجزوں میں سے ہو گا اور بعض
 کہتے ہیں کہ اور پھر تھا کہ حضرت موسیٰ طور پر سے اٹھائے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ پھر بھی اصل میں
 بہشت کا تھا کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں پہنچا اور وراثت کی راہ سے طرف
 حضرت ثعلبہ کے پہنچا تھا اور انھوں نے ہمراہ عصا کے وہ پھر بھی حضرت موسیٰ کو دیا تھا بہر تقدیر وہ پھر
 سنگ مرمر کا تھا ایک ایک گز ہر طرف سے شکل مکعب کے چھ سطح محیط رکھتا تھا دو سطح نیچے اوپر
 اور چار سطح اٹھیں کہ ہر ایک سطح سے تین تین چنبے جاری ہوتے تھے اور عطا اور مفسرین سے
 منقول ہے کہ حضرت موسیٰ بارہ مرتبہ عصا کو اوپر بارہ جگہ کے مارتے تھے پس ہر جگہ سے عورت کی پستان کا
 سامنے ظاہر ہوتا تھا اول عرق سا آتا اور پھر قطرہ قطرہ نکلتا اور پھر پانی بہنے لگتا تھا اور حضرت
 موسیٰ علیہ السلام نے لشکر کے لوگوں کو کہ بارہ گروہ تھے فرمایا تھا کہ بارہ گروہ عمیق کھود دیوین
 تاکہ بانی ہر چشمہ کا اس گڑھے میں جمع ہوئے اور اس سے پانی اور جب اس پھر کو وقت کو ج کے
 اٹھاتے تھے خشک ہوتا تھا اور پانی بند ہو جاتا گویا مارنا حضرت موسیٰ کا اس پھر کو ساتھ عصا کے
 باعث پیدا کرنے قوت کا اس پھر میں ہوتا تھا کہ بسبب اُس کے دو فعل عجیب صادر ہوتے تھے

اول جذب کرنا ہوا پس الی کا پے در پے دو کمرہ لٹا اُس ہوا کا ساتھ صحت پانی کے سبب
 کثرت سردی کے اور اس قسم کے خواص عجیب پتھروں میں بہت دیکھے اور سنے جاتے ہیں جس کا
 جذب لوہے کا بیج مفناطیس کے جیسے کہ خواص حجر لطر وغیرہ میں لکھتے ہیں اب عجیب یہ ہے کہ
 صحیحین میں ساتھ روایت اُس بن مالک اور اوصحابہ کے مروی ہوا ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم مقام زور میں تشریف لے گئے تھے ایک برتن چھوٹا پانی سے بھرا ہوا واسطے وضو کے
 لگے آنحضرت کے رکھا پانی انگلیوں مبارک سے خواہ کی مانند جوش کرتا تھا اور بہت آدمی اُس پانی سے
 وضو کرتے تھے اور بعض تبرک کے واسطے نوش کرتے تھے قادیان کے شاگرد انس رضی اللہ عنہ کے ہیں
 اُنھوں نے حضرت انس سے پوچھا کہ کتنے آدمی تھے جنھوں نے اُس پانی سے وضو کیا انس
 رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تین سو یا تیس سو کے القصد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بموجب
 ارشاد الہی کے اُس پتھر کو ساتھ عصا کے مارا فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اُثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا یعنی پس جاری
 ہوئے اُس پتھر سے بارہ چشمے اور اُس پتھر کے چار گھڑے تھے ہر ایک گھڑے میں چشمے جاری ہوئے
 کہ بنی اسرائیل کے بھی اتنے ہی گروہ تھے تاکہ وقت پینے پانی اور پلانے چوہا یون کے جھگڑا نہ کریں اور
 واسطے دور کرنے اسی تنازع کے تفریق جنھوں کی طرح بھی نہ ہوئی کہ ایک دن ایک گروہ ایک چشمے سے
 پانی پیوے اور دوسرے دن وہی گروہ دوسرے چشمے سے بلکہ جنے بھی علیحدہ مقرر کیے گئے
 تاکہ ہر ایک گروہ ہر روز اسی چشمے پر پانی کی واسطے آوے بعدیکہ قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنْا اَنْ اُس قَشْرٍ یَّهْمُ
 یعنی تحقیق جانی تھی ہر ایک گروہ نے بلکہ پانی پینے کے کہ فلان نامہ پتھر کا فلانی طرف سے
 ہمارا چشمہ ہے اور یہ فرق اور اختلاف پانی غیبی کے جوش کسے میں اس واسطے تھا کہ جب اتفاق
 بنی اسرائیل کا ایک پانی پینے کی جگہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں باوجودیکہ وہ اُسکو
 ملانے والے تھے سبب تصور استعداد انکی کے ممکن نہ ہوا بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کے کہ ظاہر کی جمعیت بھی انکی برہم ہو گئی اجتماع اٹھا اور ہر ایک شریعت کے کیا ممکن ہو باقی رہا
 اس مقام میں ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ فَاَنْفَجَرَتْ مَعُطُوفٍ اَوْ بِرُقُلُنَا کے
 نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ حرف فا کا موضوع واسطے تعقیب بلا مہلت کے ہے یعنی
 اگرچہ معطوف کا ترتیب صحیح ہے لیکن بیچ میں فصل نہ ہو اور انفجار ملا ہوا ساتھ قول مذکور کے

ترجمہ تفسیر عزیزی
 جادو سے روکنا
 اس واسطے کہ
 بچاؤ نامہ ہے اور
 شریعتوں کے
 کام نہیں بناتا
 مگر آن کے جادو
 سے ایسا خیال
 بندھا کہ وہ بیان
 اور لایعین
 دوزخی ہیں
 سب سے اپنے
 دل میں ڈرتے
 لگا اور ملنے
 کے فوجی اور مت
 تو ہی جیسے گا
 اور جو نیلے
 دانستے ہاتھ
 میں ہے اُسے
 ڈال دے

نہا پس ضرور عطف اور محذوف کے ہی یعنی فضر بہ بصاۃ فافہجرت وجواس حذف کی
کیا ہے جواب اسکایہ ہے کہ اس حرف نے میں ۱ لالت اس پر ہو گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
معصوم ہونے کی جہت سے ہرگز بیچ بجالانے اس امر کے توقف فرمایا اور فی الفور جو کہ فرمایا گیا
عمل میں لائے اور فرمانبرداری انکی حکم الہی کی ایسی طعی اور یقینی ہے کہ حاجت نہ کر اور تصریح
کرنے کی نہیں بلکہ چر حق تمام نبیوں کے وار د ہونا امر الہی کا کفایت کرتا ہے سوائے ذکر کرنے
اطاعت اس امر کی سے بسبب معصومیت انکی کے گناہوں سے اور بعض وقت طلب اس امر کو
بھی پرچھتے ہیں کہ اس سورہ میں فافہجرت واقع ہوا اور سورہ اعراف میں فافہجست اور الفجا
شدت سے جاری ہونے کو کہتے ہیں اور انجاس تھوڑے تھوڑے ٹپکنے کو وجہ فرق کی کیا ہے جواب
اسکایہ ہے کہ پہلے مذکور ہوا کہ اس پتھر میں اول انجاس ہوتا تھا بعد اسکے انفجار اور اس سورہ میں
ہر گاہ ذکر استغفار حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہے پر درو گار اپنے سے اور وہ بہت قوی ہی استغفا
است سے پیغمبر اپنے سے لاچار نہایت کار اور اخیر اسکا کہ انفجار ہی اور ولالت اور پر تمام قبولیت اور
عنایت عام کے کرتا ہے مناسب ہوا اور اسی واسطے لفظ قتلنا کا کہ دل اس فعل صریح کا ہے اس
سورہ میں لکے اور سورہ اعراف میں ہر گاہ کہ ذکر استغفابی اسرائیل کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہے
ذکر شروع قبولیت عا کا کہ تھوڑا تھوڑا سا ترشح ہی کافی ہوا اور اسی واسطے اس جگہ لفظ واو جینا
کا کہ بعضی اشارہ خفیہ کے ہوائے القصہ ائے اوہ اس نعمت کے کوئی شکروائے پر میر کر نیکی
کھانہ ہوں سے درخواست کیا اور فرمایا کُلُوا وَاشْرَبُوا یعنی کھاؤ تم طعام آسانی سے کہ وہ
من اور صلوٰی ہی اور چو تم پانی پتھر کے چمنوں سے کہ ساختہ ہر داخہ تھا اے نہیں بلکہ مسکن
پہنچا ہے مِنْ رِزْقِ اللّٰہِ یعنی روزی خاص خدا کی سے کہ بلاد اسطے اسباب اور رنگ و دھاری
کے آتا ہے اور اس کھانے اور پینے کو باعث فرمانبرداری اور عدول حکمی اسکی کا نہ ٹھہراؤ بلکہ
اسکو سودا پر بندگی اسکی کے کرو اور دلیل اور عنایت اور کرم اس کے مقرر کرو وَلَا تَقْتُلُوا
یعنی اور تباہی نہ کرو اس قسم کی کہ اثر اسکا پھیل جاوے فی الارض یعنی زمین میں حالاکہ تم سبب
تفرقہ اور اختلاف کے ہو گئے ہو مفسدین یعنی فساد کرنے والے لیکن یہ فساد تھا را
اسے تاکہ پشیدہ ہی نہ بیچ و بول تھا اے کے اور جو کہ موجب فساد استعدا و دھاری کا ہے

فصل

بجاء دوسرا

بنیاد توحید و توحید

جاءه الخبر

کتابخانه عمومی
مکتبہ اسلامیہ

کتابخانه ملی افغانستان

سید محمد باقر

سازمان اسناد و کتابخانه ملی

من
بیت
۱۷

نہیں ہے

يعني
تفرقا

اسبتہ

موجود ہو گا اور سبب اسکے مصدر فساد کے ہونگے بخلاف تفلیل غلام اور انزال میں سببوں کی
 کہ سبب انہیں شریک تھے اور کسی طرح کا تفرق اور اختلاف نہیں کہتے تھے اور اس واسطے اوپر ذکر
 اس نعمت کے شمار نعمتوں کے ختم فرمائے اور آئندہ ذکر قصور و استغداد انکی کا اور مختلف ہونا انکا
 نبیوں سے اور نافرمانی انکی اور رجوع انکا طرف ہستی کے کہ کہنے بار بار مرزد ہونا تھا ایمان فرماتے
 ہیں اور ارشاد کرتے ہیں کہ نعمتیں نہ کسی گنہگار واسطے انکی حق میں سبب گنہگار اور تفرقہ کار ہوتی ہیں کہ
 یہ نعمتیں تمام امور مساویہ اور خصائص غیبیہ تھیں اوپر لکھے صبر کرنا ان نعمتوں پر شاق اور گران ہوا ہوا ہوا
 طبیعتیں انکی مائل ادنیٰ ادنیٰ زمین کی چیزوں کی طرف تھیں اور بالکل علو بہمنی سے انکو
 حصہ نہ تھا چنانچہ اسی نکتہ کی طرف اشارہ کرنے کے واسطے کئی واقعات دلائے ہیں کہ وہ قلیل
 کیا ہوئی یعنی اور یاد کرو تم ہوا وقت کو کہ کہا تھے کہ نبی اور اس بچا رہے میں کمال نے ادنیٰ ہوتی
 کہ ایسے پیغمبروں اور انعم کو نام لیکر پکارا اور یاد رسول اللہ اور یا نبی اللہ اور یا خدا اسکے لکھا اور
 مضمون کلام تمھارے کا بھی کمال نے ادنیٰ تھی ہوا واسطے کہ کہا تھے کہ تھیں یعنی ہم ہرگز
 صبر نہ کئے اور ایسا کلام ولایت کرنا ہوا اوپر اسکے کہ صبر نہ کر سکتے ہیں لیکن قصداً ہم نہیں کہنے
 والا اس لفظ کی جگہ نہ نستطيع الصبر یا لا یکن منا الصبر کہنا چاہیے تھا یعنی ہمیں طاقت
 رکھتے ہیں صبر کی یا نہیں ممکن ہو میرے صبر علی طعام واحد یعنی اوپر ایک جنس کے
 کھانے کے کہ آسمان سے آتا ہو کئی وجہ سے اول یہ کہ وہ کھانا آسمانی ہو ہوا واسطے کہ میں بھی اصل میں
 وہ شبنم ہو کہ بیج بعضے طبقتوں ہوا کے مزہ اور مزاج پیدا کر کے گرتی ہو اور صلوٰی بھی جانور اور انسان
 کہ ہوا اسکو ہانک کر ہمارے آگے ڈالتی ہے اور ہم زمین کی پیداوار میں ہمارے نہیں
 چاہیے کہ غذا بھی ایسی چیزیں ہوں کہ حکم زمین کا اس میں غالب ہو دوسرے یہ کہ ہمیشگی گرتی
 اوپر کھانے ایک قسم طعام کے اشتہا کو مارتی ہے اور مفہم کو ضعیف کرتی ہے نیز سرے بہد کہ
 اس طعام کی عادت ہو کہ نہیں تھی اور جس کہانے کی عادت نہیں ہوتی ہر چند کہ
 اعلیٰ اور شہ یف ہو ایسا مرغوب نہیں ہوتا ہے جیسا کہ کھانا عادت پڑا ہو
 مرغوب ہوتا ہے ہر چند کہ ادنیٰ اور خسیس ہو اور اسی سبب سے نبی کو ذیہانت کی تعیناد
 بشہر والوں کے کہانے اور مزہ کی چیزیں مرغوب نہیں ہوتی ہیں اور اس شہ کی سبب سے

نفس

میں غرض

بین غزوہ و مختار

ایک طرف
دوسری طرف

طرف کے کات
بیلون کا کات

دو سافون
پہاڑی

سید محمد علی مدنی

تیمار و تربیت

کتابخانه

عذاب
چاقو

ان زمین
تو ابد ویا

نام دوزی
اعلیٰ مرزا

انکی نہیں ہوتی گو بطریق نقل اور مردہ بدلنے کے واسطے ایک دو مرتبہ کھایوں اور اس مقام میں ایک سوال ہے کہ من اور سلوی دو کھانے تھے ایک کھانا انکو کس واسطے کہا جواب اسکا یہ کہ مراد وحدت سے کہ آیت میں مذکور ہے وحدت فردی اور جنسی نہیں بلکہ وحدت تکراری یعنی ہر روز وہی کھانا آتا ہی اگرچہ دو جنس تھیں اور عرفین رائج پر کہ کئی کھانے اگرچہ مختلف ہوں اور ہر روز وہی کھانے استعمال میں آویں ان کو ایک کھانا کہتے ہیں اور اس وحدت اعتباری کو بجائے وحدت حقیقی کے استعمال کرتے ہیں اور بعض مفسرین نے کہا ہر ایک جب طعام سالن کے ساتھ ملتا ہو ایک کھانا ہوتا ہے مثل قلیہ اور خشک اور دال اور خشک اور ضمیر اور برنج اور روٹی اور کباب کے لیکن اس جواب میں غرض ہے اس واسطے کہ من اور سلوی آپس میں ملتے تھے تاکہ ایک کو طعام اور دوسرے کو سالن ٹھہرایا جاوے اتقدیمی ہر ایشل ہمیشہ کھانے اس طعام کے سے عاجز رہے اور کہا کہ فاذن لک پس عاکرو واسطے آسانی ہماری کے لئے یعنی رب اپنے سے کہ جس میں پرورش اور عنایتیں اسکی متوجہ تیرے حال پر ہیں اور تیرے طفیل سے ہماری بھی پرورش فرماتا ہو اور اس اضافت میں بھی بویگانگی کی آتی ہے کہ انھوں نے فاذن لکنا لکنا کہا بخیر جم لنا یعنی تاکہ کھانے واسطے کھانے ہمارے کے لئے اس سبب ظاہری کے مثل جو تینے بولے اور پانی دینے وغیرہ کے واسطے کہ بہترین حالت سفر اور سرگردانی اور مقام مقام کوچ کرنے میں ممکن نہیں پس چاہیے کہ بطریق خلاف عادت کے جیسا کہ من اور سلوی آسمان سے برستا ہو جو وقت لشکر ہا کسی جگہ پہنچے اس جگہ موجود اور تیار ہاویں صیغۃ نیت الارض یعنی ان چیزوں سے کہ آگاتی ہوں ان کو زمین میں بقیلا یعنی ساگ اور سبزی اپنی سے مثل خرد اور پاک کے کہ اسکو اسفناخ کہتے ہیں اور مثل تھی کے کہ اسکو تلجہ کہتے ہیں اور مثل مسویہ کے کہ اسکو شبت کہتے ہیں اور سبزی یعنی ترکاری کھانے کی دو قسم ہے ہر ایک قسم وہ ہے کہ اسکو کچا کھانا بھی رائج اور متعارف ہو مثل پودینہ اور دھنیہ اور اجودہ اور ترہ تیزک اور گدہنے کے اور اس قسم کو احرار البقول کہتے ہیں اور دوسری قسم یہ ہے کہ اسکو بجا کر کھاتے ہیں اور کچا نہیں کھاتے مثل تھی اور پاک اور مسویہ وغیرہ کے اور ساگ اور سبزی کو طلب کرنے میں اس واسطے مقدم کیا کہ جو چیز وقت نہ ملے

ترجمہ تفسیر عذری

بجائے پیدا کرنے والے

خدا کو چھو کر

جھکنا نہیں

جھکنا کرنا

جھکنا چھو کر

جھکنا چھو کر

جھکنا چھو کر

جھکنا چھو کر

جھکنا چھو کر

جھکنا چھو کر

جھکنا چھو کر

تفسیر غزیری

بن دینے زب
کی طرف دون

جائنا ہی ہے
دشوار اور آسان

بی بی سرسہ
جب ہمارے پاس

اللہ کی کائنات
آئین تو ہے ہمارا

ان لیا۔ سہ
ہمارے رب

تو ہم ہم سدا
خداوند ہمارا

لا انا ولا اولادنا
واللہ اعلم

کھانے کے سریع النفع ہونے میں سے یہی جنس ہے کہ تنہا کھائی جاتی ہے بے انتظار
دانہ اور غلا و رسوہ کے خصوصاً احرار بقول کہ انہیں حاجت جو شرفینے اور نہ کٹانے کی بھی نہیں ہوتی ہے
اور نقد سود اور وقت پچھا یعنی اور خیار اس زمین کا خواہ خیار دراز ہو کہ اسکو ہندی میں لکڑی کہتے ہیں
یا چھوٹا خیار ہو کہ اسکو کھیر کہتے ہیں اور یہ جنس بھی کچی کھائی جاتی ہے اور قائم مقام غذا کے ہوتی
ہے اور پکا کر بھی بطریق سالن کے استعمال کرتے ہیں اور نفع عمدہ غذا ہر میں بھی اور دفعہ
یعنی اور گریہوں اس زمین کے سے کہ نفع اسکا محتاج طرف پسینے اور پکانے کے ہو و قد کما
یعنی اور سور اوکی سے کہ روٹی کے ساتھ سالن کے کام میں آتی ہے اور اسکے دانہ کو حاجت
چھیلنے کی بھی نہیں بلکہ لذت بن چھیلنے کی زیادہ ہوتی ہے بلنسبت چھیلے ہوئے کے بخلاف
اور دانوں کے مثل چنے اور ماش وغیرہ کے کہ اکثر اونحو حاجت طرف چھیلنے اور صاف
کرنے کے پڑتی ہے و قد کما یعنی اور پیا زاس زمین کی سے کہ بسبب خوشبو اپنی کے صلاح
تمام سالنوں کی کرتی ہے اور آپ بھی بعضے وقت سالن کی جگہ استعمال میں آتی ہے۔ اور
بعضے مفسرین نے صحابہ میں سے قوم کو بس کے معنی میں لیا ہے فصل کی مناسبت کیواسطے
اسواسطے کہ اصل میں یہ کلمہ قوم کا نوم تھا تا کو فاسے بدل کرتے ہیں اور بالعکس بھی جبکہ کہ
خروج اللہ لوین خروج اللہ لو کہتے ہیں اور جدت کہ معنی قبر کے ہے اسکو جدت بول دیتے
ہیں اور اگر اسطرح نہ کہیں پس قوم کہ خاک کے ساتھ ہوا اسکے معنی فقط گہوؤں کے ہیں اور چونکہ ثقی نے
کہا اور شہر قد کنت احسنہ کا عین و لحد۔ قدم اللہ دینہ عن ذراعتا قوم ہ اور عرب حج
مقام طلب کرنے نان گندم کے کہتے ہیں کہ قوم اللہ ای اخنہ والنا من الحنطة یعنی پکا قوم و وسطے
ہمارے روٹی گہوؤں کی اور اتصال اسکا عرس کے ساتھ اور جد کرنا اسکا اصل سے بھی دلالت
اسی بات پر کرتا ہو کہ فاسمین اعلیٰ ہے اور معنی گہوؤں کے ہے البتہ اسقدر ہے کہ قرأت عید اللہ
میں خود کی میں و نوٹھا بجای و نوٹھا کے کیا ہے اور اس قرأت میں اس کے ہی معنی میں ابو بکر
ابی الدنیاء بن عباس سے روایت کی ہے کہ فرماتے تھے قرأت بہتر میرے نزدیک قرأت
زید بن ثابت کی ہو مگر کولہ حرفون بن قرأت ابن خود کی اختیار کرتا ہوں انھیں میں سے
بقلم خدا و خدا ہوا و نوٹھا ہے۔۔۔۔۔ اور ظاہر اسباب اختیار کرنے اس حدیث کا ابن مسعود وغیرہ کی

ترجمہ تفسیر عزیزی

قرأت میں سے سبب ایک شیعہ کے ہو گا کہی خاطر میں گزرا ہوا اور وہی شیعہ ایک جماعت کچھ مفسرین کے
نہیں میں بھی آیا ہے اور وہ یہ کہ بیچ آخر اس آیت کے ان کھانوں کو ادنیٰ اور خیر فرمایا ہے جو بنی اسرائیل
نے طلب کی تھی اور اگر گداز یا اور سورہ ویر یا زبیری ردی کھانوں میں سے ہیں اور گیہوں عمدہ ناجون
سے ہے اسکو ردی کھانوں میں کو نکرا دل کیا جاوے پس سوائے اسکے نہیں کہ اس جگہ بدل
نا سے ہوا اور اصل کلمہ بمعنی اس کے ہے کہ ردی ہونا اسکا پوشیدہ نہیں۔ اور حل اس شیعہ کا
یہ ہے کہ جو ہر گیہوں کافی نقد بلاشبہ اعلیٰ اناجون میں سے ہے لیکن جب ساگ در پیاز
اور مسورا و لکڑی سے کھائی جاوے اونے ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اعلیٰ اور اونے ہونا
گیہوں کا تابع سالن کے ہو گیا ہو اگر نفیس ہو تو نفیس ہوتا ہے اور اگر خیس ہو تو خیس ہوتا ہے
اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے جواب میں قَالَ أَتَسْتَبْكِلُونَ اَللّٰہِیْ اَنْوَ
کے یعنی فرمایا کہ آیا چاہتے ہو کہ بدل لینے کو اور پھر کو کہ وہ اونے ہے قد میں بھی اور قیمت میں بھی اور
فائدہ اور نفع کی جہت سے بھی اور مزہ اور لذت کی جہت سے بھی بِاللّٰہِیْ اَنْوَ خذوہ یعنی
بعض اُس چیز کے کہ وہ بہتر ہے باعتبار اُن وصفوں کے اور ہر چند کہ یہ بدل لینا فی نقد
گناہ شرعی نہیں اسواسطے کہ سنوارنا مزہ کا حلال چیزوں سے ہے لیکن اخیر میں بت ہمتی
اور کم وصلگی کو طرف دینا کے بدل آخرت کے اور احتیاج کر نے شریعت منونہ کے بدل شریعت
مقبولہ کے کیجئے گی اور اسی قیاس پر ہر محل میں پستی اور نیچے گرنا عادت تمھاری ہو جاوے گی اور
عالی ہونے کا کام سے باز ہو گئے ہیں میں عرض اس مطلب کی جناب الہی میں نکرون گا کہ یہ مطلب
قابل عرض کے نہیں اگر تم باوصف تنبیہ اور خیر لانے کے اور طلبہ در خواہش ان کھانوں دی
کی اصرار رکھتے ہو پس علاج اسکا یہ ہے کہ اھبطوا ورضوا یعنی اترو کسی شہر میں شام کے
شہروں میں سے اور مراد اس صر سے مصرف و عون کا نہیں اسواسطے کہ جو مصرف نام شہر میں کا ہے
وہ غیر مصرف ہو تو میں اس کے ساتھ دھرا خلی نہیں ہوتی ہے مہم کی قرأت میں جیسے کہ فرمایا ہے
لیس لی ملک مصر وقال ادخلوا مصر ان شاء اللہ ۲ مدین۔ اگرچہ موافق قاعدہ ہست
اور مانند اسکے کہ مصرف بڑھنا بھی اسکا جائز ہے جیسا کہ کتابوں بخو کی میں مذکور ہو گا ان لکھ
یعنی پس تفتش واسطے تمھارے دیر ہو گا اُس شہر میں ماسا لکھ یعنی وہ چیز کہ سوال کی ہے تنے

تفسیر عزیزی
چندین ایجاب
دادوں کو پایا ہے
اور دو دنوں کو
وینا میں شریکی ہو
ہر کے نہیں
انے زمین
میں سے کھانا
ہر ایچہ بخون
سوان میں اور
انچہ بیان لائیں
جو ماری می طرح
سے ہیں اور انھی
نوم ماری غلام
سوان کو کو
میں سحر سحر
جسٹ لایا جاوے
سوان کو کو
سحر ماری غلام
سحر ماری غلام

تفہیم قرآنی

سوائے اس پر
کوئی خدا نہیں
جاننا انوں سے
ہمان میرے لیے
میں کی ایمان
الگ ہیں پاک اور
میرے لیے اور
علیٰ تبارک و تعالیٰ
موسیٰ کے رب کا
پارسل جان
میں تو پہلے جاننا
جاننا ہوں اور
فرعون اور اسکا
لشکر کے ذائق
رکھنے کی اور یہ
سمجھنے کو داب

برائے نبی

م
مسور اور پیرا وغیرہ سے بغیر حاجت دعا کسی کے اور محکوم لائق نہیں کہ ایسا سوال جناب الہی میں
کروں پس نبی اسرائیل کو ہمیشہ میلان اور رجوع طرف پستی اور کم ہمتی کے لازم رہا جب تک کہ آدمی
عالی ہمت اور بڑے حوصلے والے انہیں موجود رہے مثل حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون اور
حضرت یشع اور اور انبیاء عالی قدر کے اور ان نبیوں کے حکم غالب ہے بہت ہمتی انکی ہفتہ تا تیر
نہیں کرتی تھی اور جب یہ لوگ عالی ہمت ان میں نہ رہے خلعت دی کہ طبیعت انکی میں مالی
ہوئی تھی اُسے ظہور کیا اور کام ذلیل لوگوں کے اختیار کیے اور خواہش طرف کھینچی اور بوسے جنت
کے کی اور رعیت گری اختیار کی اور جہاد اور لڑائی کھار سے اور چھین لینے شہر و دیں کے
دین کے دشمنوں کے ہاتھ سے دل چھپایا یہاں تک کہ مانند زمینداروں اور کھیتی کرنے
والوں کے ملکہ اور ذلیل ہوئے اور وجاہت اور دہرہ باقی نہ رہا اور اس قدر بے بعد غالب ہوئے
جاووت کے انکے اور اور بعد حادثہ نجات نصر اور سنجاریب کے کمال منسوخ پیدا کیا و حضرت
علیہم السلام ﷺ یعنی اور مانند خیر کے مارے گئے اور بڑے ذلت اور فقر و ذلت میں بہت سے
کہ ہمیشہ زیر دست مسلمانوں اور نصاریٰ کے رہے ہیں اور خود حاکم کسی جگہ کے نہیں رہے ہیں
اور محتاج میں واسطے رہے ہیں کہ سبب بھرنے تاوان اور مصادرات اور ادا کرنے جزیرہ اور عشر
وغیرہ کے خیرچہ انکا زیادہ آمدنی سے رہتا ہی اور اگر کبھی کسی کو ان میں سے تو نگری بھی حاصل
ہوتی ہی پھر بھی باعث خوف مصادرات اور پکڑ یا دشاہی کے اپنے نہیں مانند مغفلوں
ناچیس کے پہننے اور کھانے میں ٹوٹا حال ظاہر کرتا ہی تاکہ حکام اُسکو مالدار جانکر مال اُنکا کسی جیلہ سے
نہ چھین لیوں اور یہ ذلت اور فقر و ان کا برابر ذلت اور فقر مسلمانوں کے نہیں اس واسطے کہ مسلمانوں کو
اسکے صبر کرنے پر خوشنودی خدا کی اور بلند ہونا درجوں کا حاصل ہوتا ہی اور سبب و غول بہشت کا
اور تخفیف حساب کا ہی اور انکو یہ بات حاصل نہیں بلکہ سبب اس ذلت اور فقر کے زیادہ تر نقصان
آتی سے و در پر سے و باؤ یعنی پھر سے اُس تہ بلند سے کہ بظیف انبیاء اور صلحا کے اُنکو حاصل ہوا
طرف ذلت اور فقر و ذاتی اپنے کے جیسا کہ کوئی سفر سے اپنے گھر کی طرف پھر تا ہی نہ نصیب
من اللہ یعنی ساتھ پھندہ کے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصیب اُنکے ہوا کہ تہ اُنکے اپنے اُنکے اپنے اُنکے
اور لطف اور عنایت ظاہری اور باطنی اپنی اُسے باز رکھی اور اسی سبب سے ہے کہ کفر

ان کی جہالت میں بیٹھ گیا ہے اور ایمان انکو ہرگز نہیں ہوتا ہے اور یہ حالت قبیحہ انکو کچھ اسی سبب سے لاحق نہیں ہوتی تھی کہ طعام زمین کا آسمان کے طعام سے بدل لیا اور گستاخیاں اور رے اویسان کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں لائے صادم ہوتی تھیں بلکہ ہمیشہ سے ہی حال انکار رہا اور مستعد و اجل ہوتی رہی اور اعمال بُرے بُرے اور گناہ سخت لائے صادم ہوتے رہے اور اسی سبب سے یہ لوگ مستحق اس آری کے ہوئے جیسا کہ فرماتے ہیں ذلک یعنی ذلت اور فقر غضب الہی کے ساتھ ملا ہوا تھا

فَقَدْ كَانُوا يَكْفُرُونَ وَيَا أَيُّهَا اللَّهُ یعنی سبب اسکے ہے کہ وہ انکار کرتے تھے ساتھ آیتوں کے اور جہالتیں کہ زوریت میں مخالف خواہش نفس انکے کے ہوئی تھیں انکو نہانتے تھے اور تغیرات فیما فیہ لفظی یا معنوی کرتے تھے اور آمیزن صحیفوں و سر فیوں کا اور زبور اور انجیل کا بھی اسی پر انکار کرتے تھے یہاں تک کہ قرآن کی آیتوں کے بھی منکر ہوئے اور جہالتیں و شک کہ ہر پیغمبر کے صحیحہ و ن کی جنس سے ہوئی تھیں انکو نسبت طرف سحر اور کلمات اور استدراج کے کرتے تھے اور یہیں کہتے تھے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ یعنی اوقیل کرتے تھے پیغمبروں کو جیسا کہ حضرت شیخا کہ فرمایا اور حضرت یحییٰ کو قتل کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے گمان میں مار پر کھینچا اور پیغمبر کو سحر کیا اور زبور اور انجیل اسے ہو سکے اس نفس مبارک کے قتل کرنے کے واسطے کام میں

حضرت شریف میں کہ اسکا امام احمد نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے وار د ہوا ہے کہ

عَنْ عَبْدِ ابِیْ جَلٍّ قَتَلَهُ بَنِي اَوْ قَتَلَ نَبِيًّا اَوْ اَمَامًا ضَلَالَةً اَوْ قَتَلَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَعْنِي سَخْتًا تَرَكَا

سے اور آدمیوں سے وہ شخص ہے کہ نہا پیغمبر نے قتل کیا ہو یا اُسے کسی پیغمبر کو قتل کیا ہو

کا گذر رہو کہ سبب اغوا اسکے کے بہت آدمی مگر اسی میں پڑے ہوں یا تصور یہ بنانے والا

بیچ حقان لوگوں کے بہا بغضب کے شدت تمام جمع ہوئے تھے کہ کفر بھی کرتے تھے وہ بھی بعد کفر کے سبب کیوں سے بڑا کبیرہ اور اوقیل کی قسموں میں سے جو کہ اختیار کرتے تھے یعنی قتل کرنا پیغمبر کا کہ ہمیں موقوف کرنا ہدایت کا کہ خدا کی طرف سے

اسب بہتر نعمتوں کی اور بندہ کرنا دوازہ فیض کا ہے کہ توقع نفع عام کی اس سے تھی

بِالْحَقِّ — یعنی بغیر سبب شرعی کے اُنکے گمان میں بھی اس واسطے کہ فی نفسہ سبب شرعی کے ہوتا ہے لیکن کبھی سبب شبہ کے کہ منکر کے ذہن میں

تفسیر فی

اور کی زبان
بھیلائی
فزون کے لوگوں
جو دنیا بمان
کیا ایک شخص
دیکھ کر وہ
ایک لکھ دو سال
وہ بہت بڑی
ب کی طبیعت
بھی لایا اور
بولتا تھا کہ
بہت بڑا اور
تو وہ بڑا
وہ بڑا اور
خدا سے

ہو تبے ناحق ہونا اسکے نزدیکی یقینی نہیں ہوتا ہے اور اس جگہ اس قسم کا شبہ بھی تھا دیدہ
دانستہ مارتے تھے اور اگر کسی کو استیفاء داس بات کا خاطر میں گزرے کہ وہ بھی آخر اہل کتاب تھے
اور دعویٰ ایمان کا اور حضرت موسیٰ اور پیغمبروں کے کرتے تھے ان سے یہ کیونکر ہو سکے کہ پہلے
موجب شرعی اور بغیر شبہ کے اوپر کفر صریح اور رائے پیغمبروں کے پیش دستی کریں کہتے ہیں ہم
ذالک بما عاصو یعنی یہ جرات انھی اوپر کفر کے و قتل کرنے پیغمبروں کے اس سب سے بھی کہنا ظاہری
کی آنھوں نے پیغمبروں کی اور آہستہ آہستہ خصلت نافرمانی کی بیچ ان کے حکم ہوئی اور گناہ کرنے
میں ایک مرتبہ پر کفایت نہیں کرتے تھے کہ جلدی تدارک لے سکا ساتھ تو بہ اور ندامت کے ہو سکے
بلکہ گناہ میں کمال مبالغہ رکھتے تھے و کائنات یکتا فونہ یعنی اور تھے وہ کہ تجا و ز حد
کرتے تھے بیچ گناہ کے پس گناہوں کو بہتر جانتے تھے اور جو کوئی ان کے تین گناہوں کے منع اور
تنبیہ کرتا تھا اسکو دشمن سمجھتے اور جو آیتیں الہی کہ دلالت اور برقاہت ان گناہوں کے کرتی تھیں
تاویل باطل سو دفع کرتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ پیغمبروں کو کہ جو گناہوں کے منع کرنے
میں مبالغہ کرتے تھے مار ڈالا اور کتاب الہی کی آیتوں کا صریح انکار کیا اور یہ شامت گناہ کی
ہو کہ آہستہ آہستہ اعتقاد میں بھی فتور لگنے لگا اور تبدیل پیدا کرتا ہی اور اسی واسطے علماء عربانی
گناہوں کی مذمت اور لذت اور عادت پکڑنے انھیں سے نہایت تاکید کے ساتھ منع کرتے
ہیں کہ رفتہ رفتہ اچھا معلوم ہونا گناہوں کا اور بُرائی اسکی جو اس کو منع کرے دل میں بیٹھ جاتی
جس طرح ہر ایک خیر کو نوبت پہنچ جاتی جو کہ شرع کے حکموں کو بھی کروہ جاننے لگتا ہے
اور کفر کی حد کو پہنچاتا ہے جیسا کہ کہا ہے من تہا دن بالآداب عوقب بجرمان السنۃ ومن
تہا دن بالسنۃ عوقب بجرمان الفرائض ومن تہا دن بالفرائض عوقب بجرمان المعروف فیہ
جس نے خفیت جانا ادب کی باتوں کو عذاب یا جاوید گناہ محروم ہونیکے سنت سے اور جس نے خفیت
جانا اور سستی کی سنت سے عذاب یا جاوید گناہ محروم ہونے کے فرضوں سے
اور جس نے سستی کی فرضوں سے عذاب یا جاوید گناہ محروم ہونیکے معرفت سو باقی ہی اس جگہ کئی
سوال کہ حاجت جواب کی رکھتے ہیں اول یہ کہ بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ ہم اوپر ایک قسم کے کھانوں کو
صبر کرے ہمارے ذائقہ بدلے اور تعین طبیعت کے واسطے دوسرا کھانا زمین کے کھانوں کی جنس سے

ہمارے ذائقہ بدلنے اور قرض طبیعت کے واسطے دوسرا کھانا زمین کے کھانوں کی جنس سے چاہئے کھلایا پس مدعا
 اد نکایہ تھا کہ ہمراہ من اور سلوی کر کوئی کھانا دوسرا زمین کا بھی آنا ہے نہ کہ من اور سلوی
 مطلق موقوف ہو جاوے اور اس کے بدلے میں طعام زمین کا متا ہے پس غرض انکی جمع کرنا
 دونوں کھانا تو کھانا تھا نہ استبدال ایک کا ساتھ دوسرے کے کلام اُنکے کو استبدال کے اوپر
 کس واسطے حمل فرمایا اور اس طرح کیوں اُنکو کہا کہ استبدال لون الذی ہوا فی بالذی
 ہوا خیر جواب اسکا یہ ہے کہ جب انہوں نے ناخوشی اپنی طعام آسمانی سے بیان کی اور
 یہ بھی کہا کہ فاجع لکنا ربک یحییٰ لکنا حاتمیت الارض من بقہا وقتناھا لکنا
 اس سے صریح معلوم ہوا کہ وہ بعد اسکے یا طعام آسمانی کو مطلق نہا دینگے کہ اُس سے عاجز آؤں
 یا بعد رشک میری کہ کھانا دینگے بلکہ طعام زمینی سے شکم سیر ہو گئے اور یہ بات ظاہر ہے کہ شکم آدمی کا
 سوائے اندازہ کے زیادہ غذا کھا نہیں سکتا ہے جو قوت تہوڑا سا ایک کھانا کھاتا ہے دوسرا
 کھانا اس قدر کم کھا دیکھا پس تبدیل ادنیٰ کی عوض اعلیٰ کے لازم آئی گو جتنے کھانے میں ہوا اور
 اگرچہ لفظ تبدیل کما انہوں نے تفسیر کیا بیان کیا دوسرا سوال یہ ہے کہ ہبوط لغت میں نیچے آنا بلندی و طرف
 پستی کے ہے سفر سے شہر میں آنا کیونکہ ہبوط کس واسطے فرمایا کہ اھبطوا مصر اجاب اسکا یہ ہے کہ شہر تک سفر
 میں ہونا ہے سوارین کے اوپر سوار ہونا ہوا اور مال اور اسباب اونٹوں کی پشت پر یا چمچ و دیر لایا ہوا ہو یا
 اور جیسے ڈیرے ہی چوبائو پر رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور جب شہر میں پہنچتے ہیں ان سبکو بلندی سے
 طرف پستی کے نقل کرتے ہیں اور آپ بھی سواری سے نیچے اترتے ہیں اس سبب سے سفر سے شہر میں
 آنا ہبوط ہے ہبوط اور نزول اور فروکش کرنے اور اترنے کے فقیر کرتے ہیں اور بھی اس انتقال
 کے سے طعام زمینی کی پستی میں نزول کرتے ہیں پس استعمال لفظ ہبوط کا بہت مناسب ہوا دوسرا سوال
 یہ ہے کہ اس سورۃ میں دقتلون النبیین بغیر الحق فرمایا ہے اور لفظ حق کو مؤثر
 باللام کر کے لائے اور سورۃ آل عمران میں بغیر حق ارشاد فرمایا ہے لفظ حق کو نکرہ کر کے لائے
 جواب اسکا یہ ہے کہ حق منہوم نزدیک تمام اہل کتاب کے کہ جس کے سبب سے آدمی کو قتل کیا جاوے
 ایک ان میں حیرت میں سے ہے مرتد ہونا یا قتل ناحق کرنا یا ترنا بعد محض ہونے کے یعنی مائل بالغ تکلیف والا

تفسیر خلیلی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

تفسیر خلیلی

بعد از ان کا

اس وقت

اس وقت

اس وقت

اس وقت

اس وقت

اس وقت

اس وقت

اس وقت

اس وقت

اس وقت

اس وقت

زنا کرے پس اس جگہ کہ حق کو معذکر کے لائے اشارہ طرف حق معلوم کیے ہے اور سورہ آل عمران
 میں کہ حق کو انکرہ کر کے لائے غرض یہ ہے کہ کوئی حق نہ تھا نہ یہ حق معلوم اور نہ حق دوسرا اُنکے زعم
 میں اور درج فرق کی کہ اس سورہ میں خاص حق ذکر کیا اور اس سورہ میں عام یہ ہے کہ اس جگہ
 خاص ذکر بُرائی بنے اسرائیل کا کیا ہے کہ وہ اہل کتاب تھے اور اُنکے قتل نبیوں کا ناحق سرزد
 ہونا نہایت قبیح ہے بخلاف سورہ آل عمران کے کہ اس مقام میں کلام خاص ساتھ فسقہ
 بنی اسرائیل کے نہیں بلکہ بطریق عموم کے قاعدہ کلیہ ارشاد ہوتا ہے اُس جگہ ذکر کرنا حق خاص کا
 بلا وجہ ہے اور ہر چند کہ اصرار کرنا اور پکارنے کے کفر کی طرف لیجا تا ہے جیسا کہ فرقہ یہود میں یہ بات
 پائی گئی لیکن اگر ایمان ساتھ خدا کے اور دن آخرت کے درست کر کے لا دین تمام کفر کی قسموں کو
 محو کر دیتا ہے اور مشابہت ہے اور اگر عمل صالح ہی ایمان کے ساتھ لمجا دے تو تمام اقسام کفر
 اور غم کے دور کرتا ہے پس کوئی کافر اور گنہگار بعد ایمان لانے کے قبول ہوئے ایمان اور توبہ پائی ہے
 مایوس نہ ہو دے چنانچہ فرماتے ہیں رَانَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی تحقیق وہ آدمی کہ ایمان لا چکیں
 ساتھ زبان کے اور دل سے اس دین کو سچا نہیں جانتے ہیں ہر چند کفر انکا بہت مذموم ہے اس واسطے
 کہ باوجود کفر کے ارادہ فریب دینے خدا اور رسول کا بھی کرتے ہیں چنانچہ ابتدا سورہ میں بُرائی حال
 اُنکے گزری وَالَّذِیْنَ هٰذَا یعنی اور وہ لوگ کہ یہودی ہوئے ہر چند کہ بُرائیاں اُنکی بھی عیون
 میں اور اعتقادوں اور اخلاق میں حد سے زیادہ ہیں چنانچہ بڑا کفر ان کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ
 کو جسمانی اوپر صبرت انسان کے اعتقاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر چند ذات باری تعالیٰ کی
 جیت سے پاک ہے لیکن تعلق اُسکا جسم کے ساتھ ضرور ہے ہرگز بغیر جسم کے نہیں رہتا جو اور وہ جسم کہ
 اسکو لازم ہے جسم مثالی اور نورانی ہے مانند شعاع کے کبھی جمع ہوتا ہے اور کبھی پراگندہ اور
 اسی سبب سے ہے کہ آواز اور کلام پکار کر کرنا اور طور سینا پر اُترنا اور ایک جگہ سے دوسری
 جگہ چلا جانا اور بات اپنے سے تورات کا لکھنا اور عرش کے اوپر استوا کرنا یعنی ٹھہرنا اور قرار
 پکڑنا اور جواز ریت کا کسی جیت میں ہونا اور طوفان نوح کے اوپر رونا اور ہنسی اور
 اندہ اور غم اور خوشی ذات باری کے حق میں جائز رکھتے ہیں اور ان چیزوں کا ادا کے
 اوپر اطلاق کرتے ہیں بعد اُنکے نبیوں کے حق میں یہ گمانی اور تہمت گناہ کی بھی بہت

رہتے ہیں یہاں تک کہ حضرت موسیٰ پر بہت حضرت ہارون کی قتل کی رکبتے ہیں اور صریح کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ حضرت ہارون کے اور جسد کرتے تھے اور بعض ائمین سے کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پیغمبر نہ تھے بلکہ ولی تھے اور ولایت کو افضل نبوت سے جانتے ہیں اور خیال اُنکے میں یہ بات ٹھہر گئی ہے کہ معنی نبوت کے محض ایچی گری اور پہنچنا خدا کے پیغام کا ہے اور قرب الہی اور مرتبہ اللہ کے نزدیک ہونا اس خدمت میں درکار نہیں اور حضرت ہارون کو بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نبوت میں شریک نہیں جانتے ہیں بلکہ خلیفہ انکا کہتے ہیں اور گو سالہ بنانے کو حضرت ہارون کی طرف نسبت کرتے ہیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اور یاکو قتل کی تہمت لگانے ہیں اور حضرت سلیمان کو کہتے ہیں کہ ظلم اور نیرنج رکبتے تھے اور سفیر جنوں کی جانتے تھے اور رحمت نبیین کی جائز رکبتے ہیں اور جو آیتیں تورات کی پیغمبر آخر الزمان کی حقیقت پر صریح دلالت کرتی ہیں اُنہیں تاویل فاسد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان آیتوں سے تسلط اور ملک اٹھانا ثابت ہوتا ہے نبوت اور رسالت نہیں ثابت ہوتی ہے اور منہج ہونا شریعت کا ہرگز جائز نہیں جانتے ہیں بلکہ خدا کی شریعت منحصر حضرت موسیٰ کی شریعت میں جانتے ہیں اور یہ بات کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پیشتر کوئی شریعت نہ تھی اور بعد اُنکے کوئی بھی شریعت نہ تھی اور اس واسطے حضرت عیسیٰ کی نبوت کا بھی انکار کرنے میں اور حضرت مریم کی حق میں تہمتیں باطلہ بیان کرتے ہیں اور لقب بیہودہ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کلام سے اپنے واسطے تراشا ہے کہ اُنہوں نے وقت مناجات اور طلب رحمت کی جناب الہی سے اماھذا نالیدک کہا تھا یعنی تیرے واسطے تیرے واسطے دعا یعنی اور نصار سے اور لفظ نصاریٰ اصل میں جمع نصران کی ہے مثل سکاری اور سکران کو اور نصران یعنی ناصر کے ہے اور لقب بیہودہ تراویوں نے اپنے واسطے مقرر کیا ہے اس واسطے کہ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام (زجب استمداد بیہودیوں سے چاہی تھی کہا تھا من انصاری الی اللہ اور حواریوں نے جواب میں کہا تھا کہ نحن انصار اللہ اور اس فرقہ نے بھی اعتقاد اور عملوں میں بہت ضبط کیا ہے اور زیادہ تر ضبط انکا بیچ بیان حال نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اتصال روح اُنکی کے ساتھ بدن اُنکی ہے پھر ضبط بیچ بیان حال پڑھنے اُنکے کے طرف عالم ملکوت کے اور اتصال روح اُنکے کے اس حال میں اور بیچ بیان ان دونوں کیفیتوں کے عجیب عجیب کفر کی بانیں درمیان میں

[illegible]

تفسیر

دل پر نہ ہونے

سردیہ ہے اور نہ

اور نہ ہونے

اپنے لوگوں سے

ملا کر کرب

کو دیکھا

برائے اس صرا

مک نہیں ہے

اور نہ ہونے

چلے

چلتی ہیں کیا نہیں

دیکھتے ہیں اس

شخص سے اچھا

ہون تو دلیل ہے

اور بات مک صاف نہیں

بول سکتا ہے اور نہ چا

سیل کو تو دیکھو

(ملاحظہ)

لائی ہیں کہ ان کے لئے ان کفریات کے سے کمال متفر کرتے ہیں اور یہ دو فرقہ معاد کے حال میں بھی کفر اختیار کرتے ہیں اکثر یہودی کہتے ہیں کہ جو کچھ تورات اور زبور اور دوسری کتابوں آسمانی میں عید اور خوف دلانا لکھا ہو پھر مذکور ہے محض واسطے اور لوگوں کے ہے سوائے فرقہ بنی اسرائیل کے کہ انکو بسبب شفاعت ابا اور اجداد اپنے کے کہ بڑے بڑے نبی ذی قدر گزرے ہیں اندیشہ نہیں اور کسی طرح کا خوف اُس عید سے نہیں رکھتے ہیں اور اکثر نصاریٰ کہتے ہیں کہ مقدمہ جزا اور دار و گیر حساب دن قیامت کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سپرد ہوگی بلکہ دن جزا کا محض حضرت عیسیٰ کے ظاہر ہونے کا دن جانتے ہیں اور اسی جہت سے کمال تسلی رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تابعین کو بغیر پریشی کے بہشت کی نعمتوں سے سرفراز فرما دیں گے وَالْقَبَائِلُ یعنی اور بے دین کہ ساری دین آسمانی کے معید نہیں ہیں اور خلاصہ مذہب اُنکے کا یہ ہے کہ آدمی کو سعادت حاصل کرنے میں کسی پیغمبر یا مرشد کی حاجت نہیں روحانیات کہ آسمانوں اور عنصر و ادویہ ثلاثہ کے واسطے مدبر ہیں اور انکی تکمیل اور پرویش کے واسطے کفایت کرتے ہیں لیکن آدمی کو چاہئے کہ روحانیات سے مناسبت پیدا کرے تاکہ فیض اُسے یوسے اور طریق مناسبت پیدا کرنے کا ساتھ روحانیات کے یہ ہے کہ اُنکے نام پر سیکھیں اور شکیں بنائی جادین اور ان بتوں کی کمال تعظیم بجالائی جاوے اور ان روحانیات کے نام اور وصف لکھی رو برو ادن بتوں کے بیان کے جادین اور اسی سبب سے بعضی لوگ اس فرقہ میں سے اقطاب اور جادو اور ستاروں کو سجدہ کرتے ہیں اور بعضے انہیں سے ان ستاروں کے نام پر صورتیں تراشتے ہیں اور اُسکو قبلہ اپناتے ہیں اور کلدانیوں ایک گروہ ہے انہیں سے انکی بھی پریشی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اُنکے مقابلہ کے واسطے بھیجے گئے اور فرقہ حرانیوں اور بادیان کا کہ انہیں میں سے ہیں بعضے بزرگوں اپنے کو پیغمبر جانتے ہیں اور اکثر صاحبین میں وقت نماز پڑھتے ہیں اور جنابت سے غسل کرتے ہیں اور میت کی ہاتھ لگاتے ہے بھی غسل واجب جانتے ہیں اور کہا نا گوشت گد چو کا اور گئی کا اور پنجہ گیر جانور دن کا پرندوں میں سے حرام جانتے ہیں اور اونٹ اور کبوتر اور بیل اور باقلا اور مار ماہی وغیرہ کو بھی حرام جانتے ہیں اور مشرب کا پینا جائز کرتے ہیں لیکن مستی کو مشرب سے ہوا سکو حرام جانتے ہیں اور ختمہ کو بھی حرام جانتے ہیں اور طلاق بغیر حکم حاکم کے درست نہیں

جانتے ہیں اور مرد کے واسطے زیادہ ایک عورت سے روا نہیں رکھتے ہیں اور صورتیں اور تونگے بنانے میں باریکیاں خرچ کرتے ہیں مثیل علت اولیٰ اور ہیکل عقل اور ہیکل سیاست اور ہیکل صورت اور ہیکل نفس کی کہ جو اس عقیدہ روحانیہ میں شکل مدور بناتے ہیں اور ہیکل زحل کی سدس اور ہیکل شتری کی مثلث اور ہیکل مریخ کی مربع مستطیل اور ہیکل آفتاب کی مربع اور ہیکل زہرہ کی مثلث مربع کو جو فیہ اور ہیکل عطارد کی مربع مستطیل مثلث کو جو فیہ اور ہیکل ہبتاب کی مثلث ہشت پہلو اور قیامت کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ جتنی ولایتیں آباد ہیں ہر ایک ولایت چہتیس ہزار اور چار سو پچیس برس تک باقی رہتی ہے بعد اس مدت کے جوڑی روح اُسکے اندر ہیں خواہ ان خواہ اور حیوانات بالکل فنا ہو جائے ہیں اور از سر نو ایک ایک جوڑہ ہر حیوان کا اور ایسے ہی ان کا بھی ایک جوڑہ پیدا ہوتا ہے اور توالد اور تناسل ہوتا رہتا ہے اور دورہ پورا ہوتا ہے پھر اسطرح سے دورہ اور شروع ہوتا ہے اور پہلے سب فنا ہوتی ہیں اور از سر نو اور پیدا ہوتے ہیں دلیٰ ہذا القیاس اور جلا نامردوں کا اور اُنہا نا قبر و نین سے آدمی کا اسکا باطل انکار کرتے ہیں اور ثواب اور عذاب کو انہیں دوروں میں بطریق تخاص کے جانتے ہیں حاصل یہ ہے کہ ہر ایک نے ان چار دن فرقوں سے بسبب کمال دورے کے اللہ کی راستے سے علم گندہ اور مٹے ہوئی کہانے کا پکڑا ہے کہ ظاہر میں توقع اصلاح اُسکی کی کسی وجہ سے نہیں لیکن کمال غیبت آہی ہے کہ کون امن یعنی جو کوئی ایمان لاوے امنین سے دل سے ساتھ اخلاص کے باللہ یعنی ساتھ خدا کے بغیر تشبیہ اور بغیر تعطیل اور بے شریک کے یعنی اللہ کو نہ کسی شے کے ساتھ تشبیہ دیوے کے جسم وغیرہ اُسکے واسطے ثابت کرے اور نہ معطل کہے اور نہ کوئی شریک اُسکا ہر اوسے والیٰ یوم الآخر یعنی اپنے اور بھی ایمان لاوے ساتھ دن پچھلے کے کہ دن جزا کا ہے اور ایمان خدا کے ساتھ بغیر ایمان لانے کے ساتھ آمدن کے تمام نہیں ہوتا ہے اسواسطیکہ جو کوئی ایمان ساتھ آمدن کے نہ کہے مہینے پروردگار اُسکیکا اور عام ہونے قدرت اور کمال حکمت اور عدل اُسکیکا منکر ہے اور ایمان ساتھ کتابوں اور رسولوں اور فرشتوں کے ان دونو ایمان تو ہیکے واسطے لازم ہے اسواسطے کہ یہ دونو ایمان بغیرہ رسیدہ رسولوں اور فرشتوں کے معلوم نہیں ہو سکتے ہیں اور بغیر کتابوں آسمانی کے علم ساتھ اُسکے باقی نہیں رہ سکتا ہے اسی جہت سے ان مومن چیزوں کا جدا بیان کیا اور واقع میں اس طرح ہے

تفسیر

کون کون کے

کیونکہ نہیں پہلے

کون کون کے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

کیونکہ نہیں پہلے

ساتھ بنی اسرائیل کے ہے اور خطاب طرف اہل کتاب کے ہے اور نصارت ہے اصل میں بنی اسرائیل
میں سے پیدا ہوئے ہیں اور اہل کتاب بھی ہیں اور صابون بنی اسرائیل نہیں ہیں شرافت کی
جہت سے نصاریٰ کا ذکر مقدم ہوا اور سورہ حج میں بیان قطع اختلاف کا ہے کہ فرقہ گراہ کا
ساتھ اہل حق کے ہے پس جن شخصوں کی متانہ اور مخالفت بہت تھی ان کا ذکر مقدم ہوا اور یہ
بہرہ کو صاحبین پر بھی مقدم کیا حالانکہ صاحبین کا زمانہ پیشتر ہے زمانہ یہود کے سے اس جہت سے
کہ یہودی زیادہ تر مسلمانوں سے مخالفت اور دشمنی رکھتے تھے بعد اُن کے صاحبین کا رتبہ ہے کہ ہرگز
ساتھ کسی دین اور مشرعت کے اکتفا نہیں ہوئے بعد اُن کے نصاریٰ کے کچھ برحق جاننے اکثر
رسولوں اور گناہوں کے مسلمانوں کے شریک ہیں بعد اُن کے جو سی کدے تین مشبہ کتاب کا ہے بعد اُن کے
مشرکین کہ ہرگز دعویٰ کتاب کا نہیں کرتے ہیں اور مخالف سب دیون کے ہیں اددیہ بھی کہنا
ممکن ہے کہ صاحبین ہر چند کہ موحد ہیں اور کسی وجہ سے شرک نہیں کرتے ہیں لیکن اس قول میں
کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نے روحانیات میں حلول کیا ہے یعنی اُن کے اندر سما گئی ہے اور روحانیات نے
حلول اُن شکلوں اور بتوں میں کر اپنے ہاتھ سے بنائے ہیں کیا یہی نصاریٰ سے بھی بڑھ کر اور پیشوا
اُن کے ہوئے ہیں گویا نصاریٰ نے مذہب حلولی اُنہیں سے سیکھا ہے بخلاف یہود کے کہ مذہب اُنکا
حلول سے دور ہے پس بچت اور ستاؤ ہونے صاحبین کے اور شاگرد ہونے نصاریٰ کے صاحبین
کو مقدم فرمایا اور سورہ مائدہ میں رعایت دونوں کی فرمائی کہ لفظ کے اعتبار سے مقدم کیا اور معنی
مؤخر لائے اور جو کہ مذہب بنی اسرائیل سے ہے چھ تفسیر ابن ابی حاتم کے مروی ہے کہ الصابی الدی یعرف
اللہ وحده و لیس لہ شریعة بعمل بھا ولو یحلا ثکھن ائینہ صابی وہ شخص ہے کہ اللہ کو
جانتا ہے اور اس بات کا اس کو عقیدہ ہے کہ اللہ کی کوئی شریعت نہیں کہ اُس کے اوپر عمل کیا جاوے
اور نہ کوئی کفر اُسے پیدا کیا اور اہل الزنا سے بھی اُسی تفسیر میں کہ الصابی بن قح مر حایہ
العراق یفکھن بالنبیان کا لفظ مطابق اُس کے ہے جو کہ ہمارے تفسیر میں مذکور ہوا اور
مقدمین مفسرین سے سوائے اس قول کے اور قول بہت چچ میان مذہب صاحبین کے منقول ہیں
لیکن کوئی مطابق نہیں پڑتا ہے ساتھ اُن احوال کے کہ اصحاب ملل و نحسل نے بلکہ ہیں متنبہ
اُن کے جو کہ سید بن جبیر سے مروی ہے کہ الصابۃ منزلة بن النصیرانیۃ والمجی سبیۃ

[illegible]

یہ صائب مرتبہ ہے یہ نصرائیہ اور مجوسیہ کے اور ابو العالیہ سے منقول ہے کہ الصائبون قوم من اهل الكتاب یقرءون الزبور یعنی صائبون ایک گروہ ہے اہل کتاب سے کہ پڑھتے ہیں زبور کو اور سدی سے منقول ہے کہ الصائبون طائفہ من اهل الكتاب یعنی صائبون ایک گروہ ہے اہل کتاب سے اور قتادہ سے منقول ہے کہ الصائبون قوم یعبدون الملائکۃ ویصلون الی غیر القبۃ ویقرءون الزبور یعنی صائبون ایک قوم ہیں کہ پرستش کرتے ہیں فرشتوں کی اور نماز پڑھتے ہیں طرف غیر قبلہ کے اور پڑھتے ہیں زبور کو آج کل میں جانا چاہئے کہ جیسے منطوق اس آیت کا دلالت کرتا ہے اوپر قبول ہونے ایمان اور عمل صالح ہر کافر کے اگرچہ بدتر انواع کفر و فتن کا مرکب ہوا ہو ایسے ہی مفہوم اس آیت کا دلالت کرتا ہے اوپر نہ قبول ہونے ایسے ایمان کے کہ جن چیزوں کے ساتھ ایمان لانا واجب ہے بعض چیزوں کے ساتھ اُمنین سے ایمان لاوے اور بعضوں کے ساتھ تلاوے بلکہ ایمان جب قبول ہوگا کہ کل ان چیزوں کے ساتھ ایمان لاوی اور اس کے اوپر ہی دلالت کرتا ہے کہ تمام عبادتیں خواہ بدنی ہوں خواہ مالی اگر کفر کے وقت اور بغیر ایمان کے کی جاویں مقبول نہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو بھی ارشاد فرمایا تھا جو وقت کہ مسلمان فارسی مسلمان ہوئے تھے اور راہبوں نصاری کا حال اور بڑی بڑی سخت جہادیں اور استدراج اُن کے آنحضرت کے رد و رویاں کئے تھے اور یہی آیت واسطے تصدیق کلام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نازل ہوئی تھی جیسا کہ ابن جریر کی روایت میں کہ مجاہد سے یہ قصہ مسلمان فارسی کے کہ وہ قصہ بہت طویل ہے مذکور ہے کہ حضرت سلمان نے آنحضرت سے سوال کیا تھا نصاری ۷۰ ملین آئے ان کے پاس آنحضرت نے اُن کے جواب میں فرمایا تھا کہ نہیں میرے وہ اوپر اسلام کے اور اسی قصہ میں یہی مذکور ہے کہ بعد سوال اُن کے اُتری یہ آیت الب الذین اصنوا الذین ہادوا پس بلایا آنحضرت نے مسلمان کو پس فرمایا اُتری یہ آیت تیرے ہمراہیوں کے حق میں پھر فرمایا آنحضرت یہ نے جو شخص مرا اوپر دین جیسے کے قبل اسکے کہ سنا میرے تین پس وہ اوپر خیر کے اور جس شخص نے کہ سنا مجھ کو اور نہ لایا ایمان ساتھ میرے پس تحقیق وہ ہلاک ہوا اللہ نے امرا ایل نے ابراہیم سب بدال میں نافرمانی خدا کی شروع کی تھی اور آخر کو بے پردہ مخالفت ظاہر کی جیسا کہ بعد عنایت اللہ سے ظاہر ہوئی تھی یا دہلائے ہیں کہ قَدْ اُخِذْنَا فَاَمِیْنَا فَکَیْفَ یُضَارُّوْا وَاِذْ قَدْ اُسْقُتْ لَکُمْ رِیْسًا

تفصیلی

میں نے اسے دیکھا تھا

ہیں کہیں کوئی آفت

نہایت تباہ کن اور آتشیں فوجوں

143. 3. 12. 5

31

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسم
برق
6. بروین

۱۰۰

2

نفع دنیا کے کہ ظلیل ہے اُس کی سختیوں کے اٹھانے میں نہایت مشقت کرتے ہو حالانکہ تکلیفات شرع کی عقل سلیم کے نزدیک اُن دنیا کی سختیوں سے بہت مرغوب اور مقصود دین اس واسطے کہ اُن تکلیفوں کے اٹھانے میں نفع بہت بڑا ہے پس حب اسلاف اور بزرگوں تمھارے نے جس چیز کو کہ کمال آندہ اور خوشہش سے طلب کیا تھا بسبب مشکل اور بھاری ہونے کے انکار کیا اور پھر گئے یہاں تک کہ بسبب کھڑے کرنے پہاڑ کے اُن کے سروں پر اُن کو ڈرایا ہم نے اور جد لا چاری اور اگر اہ کو بچا یا تم سے کیا بعد یہ ہے کہ متابعت اور پیروی اس بغیر آخر الزمان کی بسبب فوت ہونے رشوتوں اور زردوں اور میانوں کے کہ جاہلوں اپنے سے لینے ہوا اور بہیم ہونے ریاست اور مرتبہ اپنے کے ترک کرو اور منکر ہو جاؤ یہاں تک کہ تم کو ساتھ قتل کر لے اور لوٹنے اور قید کرنے اور جلا وطنی کے نڈراوین اطاعت اُس کی بجا نہ لاؤ حالانکہ اگر تم تامل کرو متابعت اس بغیر کی بھی منجملہ انھیں تکالیف کے سے ہے کہ نیچے اُس پہاڑ کے قبول کی تھیں تھیں اور اسی واسطے تھے کہ نفاذ فقہ ساتھ عہد لینے کے اور پر عمل کرنے ظاہر توریت کے نکی بھی بلکہ کہا تھا تھے وَاذْكُرْ مَا فِيهِ لَعَنَ عَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ لَمَّا كَفَرُوا اور یاد کرو تم بار بار اُس چیز کو کہ درمیان اُن تکلیفوں کے ہے فائدہ اور بیدون اور حکمتوں سے لَعْنَةُ اللَّهِ لَمَّا كَفَرُوا لَعْنَةُ اللَّهِ لَمَّا كَفَرُوا تاکہ ہو دے کہ تم بسبب اس فرس اور فکر کے مرتبہ تقویٰ کا حاصل کرو اور مخالفت حکموں الہی کی سے ہر زمانہ میں جس بغیر کی زبان سے سنو پرہیز کرو باقی رہا اس جگہ ایک اشکال قوی اور وہ یہ ہے کہ بسبب تکلیفات آئی کی اور اختیار بندوں کے ہے اور زبردستی اور جبر کرنا بیچ قبول کرنے اُن تکلیفوں کے مخالف غرض تکلیف کے ہے اس واسطے کہ منظور تکلیف دینے بندوں کے سے ساتھ احکام اور امر اور نہی کے امتحان اور آواز مالش اُنکی ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ کون ان میں سے خوشی اور رغبت اپنی سے مطابق اُس کے عمل کرتا ہے اور کون ساتھ اختیار اور راہ اپنے کے راہ عصیان اور نافرمانی کا چلتا ہے تاکہ موافق اُس کے جزا دیا جاوے اور جس صورت میں زیر دستگی لا چاری سے ایک چیز کو دانی جاوے خوشہش اور رغبت بالکل سلب ہوتی ہے اور مطیع نافرمان سے جدا نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ یہ بات انسان کی جبلت میں پڑی ہوئی ہے کہ وقت خوف جان اور ہلاک ہونے خاندان اپنے کے ہر چیز کو خواہ مخواہ قبول کرتا ہے اور

تفسیر خلی
(اور ان) ان میں سے ہوا
پتھر لڑکوں کے
کی سزا دینا اور
وہ بھی اسی طرح ہے
کہ لیکن فرعون
اور فرعون کی نر
تکلیفوں کے دیگر
(ان) سے بچنا
نہیں ہو سکتا
کہا اسے ہر حال
اگر تم کو کھانا
ہو لے گا اُس
فرعون دار کو
اسی پر چڑھو
کہ مسلمانوں
نے کیا ہے اللہ
پر چڑھو سا کیا

طرف ای بات کو اشارہ فرمایا ہے اور دوسری آیت میں کہ لا اکراہ فی الدین یعنی نہیں زبردستی
 کرتی بیچ دین کے اور ظاہر ہے کہ طور کا اٹھانا ادا کرنے کے ساتھ نہایت مضطر
 کرنا اور زبردستی تو ایسا نہیں کہ دانا بنی اسرائیل سے احکام تو ریت کے اس طرح سے کیا فائدہ رکھتے تھے کہ
 میں قبول کرنا تھا جواب اسکا یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے پہلے اس واقعہ سے خواہش اور رغبت اپنی
 سے بار حضرت موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی کہ ایک کتاب جس میں احکام الہی ہوں
 ہمارے پاس لاؤ تاکہ بموجب اُس کے ہم عمل کریں اور اس امر پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 ان سے عہد و پیمان منع فرمایا تھا اور جب وہ کتاب آئی اور احکام اُس کے مخالف خواہش اپنی کے
 دیکھے انکار کیا اور اُس کے قبول کرنے سے سر پھرا پس حقیقت میں انھوں نے عہد شکنی کی اور اپنے
 اقرار سے پھرے بسبب اٹھانے پر اُس کے اُس عہد شکنی سے باز رکھا اور وہ بد عہدی کے ڈرایا پس
 اکراہ دین اور ایمان میں نہوا بلکہ ڈرانا انکا اور ایک حرکت ناشائستہ الکی کے وقوع میں آیا مثل
 قائم کرنے حجاز و تہذیب کے مسلمانوں کے حق میں کہ ہرگز اکراہ کے قبیل سے نہیں تاکہ تکلیف کی
 صحت ہو نہ میں کوئی خلل پڑے مثال اسکی یہ ہے کہ کسی شخص نے کسی شخص سے عہد
 کیا ہو کہ جو کچھ اس شادی یا اس عمارت میں تیرا مال حشر حج ہو وہ میرے دوسے ہے اور
 جس وقت فرو جمع اور حشر حج اُس شادی یا عمارت کی ملاحظہ کرے پھر جاوے اور کہے
 کہ اس قدر اپنے ذمہ پر نہیں لو لگا پس یہ حشر عہد شکنی اور بد معا لگی ہے اُس کو تنبیہ اور خوف
 دلانے سے پہلے عہد پر پھر جاوے اور اقرار اول کے ساتھ پورا جاوے اور بعض مفسرین نے
 جواب میں کہا ہے کہ جو کافر ذمی اور معاہدہ ہوا اُس کے اوپر جبر کرنا واسطے اسلام کے جائز ہے اور اگر اسی
 اور جہاد اور لوٹ اور راکہ بادشاہ اسلام حریوں کے ساتھ کرتے ہیں تمام اکراہ کے قبیلہ سے
 ہیں پس آیت لا اکراہ فی الدین کی ساتھ آیت قتال کے منسوخ ہوئی اور اکراہ ذمیوں اور
 معاہدوں کا دین کے اوپر کہ حرام ہے اس سبب سے کہ عہد شکنی کرتے ہیں اور عہد شکنی حرام
 ہے اور مخالف اس امر کو بھی ہے کہ دعویٰ و مایدینوں یعنی چھوڑ دو تم انکو ساتھ دینوں اور
 پس اس جہت سے ہی اُن کے اوپر اکراہ حرام ہوتا ہے علاوہ اسکے آیت لا اکراہ فی الدین
 نافی اکراہ کی بدو کی طرف سے ہے کہ کوئی بندہ دوسرے بندہ پر اکراہ اور زبردستی نہ کرے

تفسیر خلیلی

اسے ہاں

عالمو کا دوسرا

مت آنا اور دیکھو

کافروں کے جان

دے شاہد

لے موٹے اور ان کے

جہانی پر جی جی

سرم اپنے لوگوں

کے واسطے عہد

تھوڑا اور اپنے

اپنے کلمات

قلے کی طرف باؤ

اور ناز و شکوہ

پر پورا اور

اسے دے

ایمان والوں کو

خوش خبری دے

موتے نے عرض

کی اسے ہاں

اس واسطے کہ یہ نفی سادہ معنی بنی کو کہ یعنی کافر ہو احباً فی الدین نہ دوستی نہ کسی پر دین کے معاملہ میں اور طور کا کھڑا کر دینا اور ان کے سروں پر یہ فضل خدا کا ہے اس نفی میں وہ دخل نہیں اس واسطے کہ یہ نفی خاص بندوں کے واسطے ہی بہر حال بزرگوں مختارے نے وہ عہد اور پیمان دیئے اور احکام تورات کے اور تکلیفیں اس کی قبول کیں لکن کوئی کہ یعنی پھر پھر گئے تم ظاہر اور باطن تورات کے سے نہ احکام تورات کے بجا لاکم اور نہ پھر بدل اس پیغمبر کی اطاعت کی تم نے جس سے کہ متابعت ان دونوں کی بدولت مطلق تورات کے ہے یعنی اس کے مضمون سے سمجھی جاتے تھے میں بعد از ان یعنی بعد ان کا یہ دون بخت کے اور لینے عہدوں اور پیمانوں محکم کے کہ عقل کے نزدیک بھی اور اہل کتاب اور شرع کے نزدیک بھی مخالفت ان عہدوں کی مذموم اور قبیح ہے شکوکا **عَصَلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ** پس اگر ہوتا فضل اللہ کا اور رحمت اللہ کی تم پر ہرگز تقصیر نہ محاف نہ کرتا اور توبہ تمہاری قبول نہ فرماتا اور ایمان تمہارا اس پیغمبر کے ساتھ صحیح نہ کرتا پس **لَکُمْ نَدْمٌ مِّنْ اِنۡکٰرِہٖ** یعنی البتہ ہو جاتے تم خسارہ کھانے والوں میں سے لیکن عنایت خداوند ہے کہ اب تک بھی تمہارے اوپر دروازہ توبہ کا کھول رہا ہے اور ایمان اور عمل صالح تمہارے کو لائق قبولیت کے کیا ہے پس چاہیے تم کو کہ زبان کاری اپنی کو ثابت نہ کرو اور ہرگز روا نہ کہو کہ اس پیغمبر پر فی الحال دوا مرض تمہارے کے منحصر ہے اور ایسی متابعت سے حاصل ہے انکار کرو اور اوسے انکار پر مراد اور اگر تم کو یہ بات بعید معلوم ہووے کہ ایک شخص کی متابعت کرنے سے کہ وہ ہمارے ہی جنس سے ہو کیا بے نصیبی اور نقصان فضل اور رحمت اللہ کی ہم سے دور ہو جاوے گی ہم بہت پیغمبروں کی تنظیم کرتے تھے اور بہت شریعتوں کے ساتھ کہ نسخ ہو گئیں عمل کرتے ہے ہم کہتے ہیں کہ اس بعید سمجھنی کی کوئی وجہ نہیں تمہاری ہی گروہ میں سے ایسے آدمی تھے کہ تم سے درجہ میں بہت بڑے تھے بسبب ان کے کہ ایک حکم کے کہ تورات کے حکموں میں سے تھا اس پیغمبر کے متابعت نہ کرنے سے بہت حصہ کم تھا زیاں بخاری اور بے نصیبی ہو گئی کے اپنے واسطے صحیح کی اور بغاوت اور سرخ کی اپنے بدن پر راستہ کی **وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اٰتٰکُمُ الذِّہْنَ** اور تحقیق تم جانتے ہو ان لوگوں کو کہ زیادتی کی انہوں نے بہ سبب شکا مچھلیوں دریا کی **مِنْکُمْ فِی السَّبَبِ** یعنی فرقہ تمہارے سے تھے ہفتہ کے دن میں کہ

تجوید فیض عربی

۴۰

تکو توبت میں حکم ہوا تھا اس بات کا کہ اوس دن کو کھانا کھا کر اور خالص اللہ کی عبادت میں مشغول رہو اور وہ گروہ بنی اسرائیل میں سے تھا کہ شہر ایلیا میں رہتے تھے اور وہ شہر دریائے کنارے پر تھا اور امتحان اللہ کو اونکا منظور تھا اس واسطے ہفتہ کے دن بہت مچھلیاں پانی کی اوپر ظاہر ہوتی تھیں اور اوس دن بسبب حرام ہوئی کے شکار اونکا نہیں کر سکتے تھے کہ جال یا بشت کے ساتھ پکڑیں اور مچھلیوں کے کھانے کی حسرت میں رہتے تھے اور دریائے قریب پہننے والوں کو بہت مرغوب ہوتے ہیں مانند مچھلی بے آب کے تڑپتے تھے اور جب دن شنبہ کا چلا جاتا مچھلیاں پوشیدہ ہو جاتی تھیں اور ہرگز نام اور نشان مچھلی کا معلوم نہیں ہوتا تھا جس وقت اس حسرت میں مبتلا ہو کر مشورہ اس کا آپس میں کیا کہ جیلہ شرعی اونٹھا یا جاسے تاکہ حرام فعل سے باز رہیں اور مچھلی کی شکار سے بھی محروم نہ رہیں جو لوگ اون میں بڑے ذمی عقل تھے اونہوں نے یہ جیلہ لکھا کہ جب وہ دن شام کے وقت دریائے کنارے پر گڑھے کھودتی تھے اور ہفتہ کے دن کو مچھلیوں کا آثار و ہوتا تھا دریائے اون گڑھوں تک نالیاں بناتے تھے کہ پانی دریا کا اون نالیوں کے رستہ سے اون گڑھوں میں بھر جاتا اور پانی کے ہمراہ مچھلیاں بھی اون گڑھوں میں چلی آئیں اور جب مچھلیاں خوب بھر جاتیں تو اون نالیوں کو بند کر دیتے تاکہ پھر دریا میں نہ چلی جاویں اور جب دن یک شنبہ کا ہوتا اون مچھلیوں کو جال اور شست اور ہاتھوں سے اون گڑھوں میں سے پکڑ لیتے اور اپنے گہروں میں لیجاتے اور کھاتے اور فروخت کرتے اور کہتے کہ ہم نے ہفتہ کے دن مچھلیوں کو پانی میں سے نہیں کھالا ہے بلکہ پانی میں نگاہ رکھتے تھے پس دن شکار مچھلی کا ہفتہ کا دن ہمارے اوپر ثابت نہیں ہوتا ہے یک شنبہ کے دن کھانا کھا کر مچھلی کا حلال ہے اونکو پانی سے ہم باہر نکالتے ہیں اور جب اونکو اللہ تعالیٰ نے اس بڑے کام پر فی الحال نہ پکڑا اونہوں نے جانا کہ یہ عمل حلال ہے کہتے ہیں کہ چالیس برس تک یہ عمل یا ستر برس تک عمل اور تین راج زبانیان تک عہد نبوت اور خلافت حضرت داؤد علیہ السلام کا پہنچا حضرت داؤد علیہ السلام نے اون کے حال پر مطلع ہو کر پند اور نصیحت فرمائی اور فرمایا کیا کہ بند کرنا تمہارا اون نالیوں کو اور روکنا مچھلیوں کو گڑھے کے اندر بھی شکار سے ہے کہ ہفتہ کے دن کرتے ہو تم ہرگز یہ عمل نہ کرو والا نہ عذاب سخت میں گرفتار ہو گے

[illegible]

سے باز نہ آئے اور کہا کہ ہم بیرون اور قرون سے اس جیلہ سے شکار کرتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اُن کے گوشت کو اور دور دور کے آدمیوں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں اور بسبب فروخت کرنے ان کی ہڈی اور دانت اور چربی وغیرہ کے تو نگریہ گئے ہیں اور ایک جہاں کی پہنچنے حاصل کی ہے اُنکو ہم نہیں چھوڑتے ہیں حضرت داؤد علیہ السلام نے اُنکے اوپر بددعا اور لعنت فرمائی حق تعالیٰ نے دعا حضرت داؤد علیہ السلام کے قبول فرمائی اور ان سے انتقام لیا جیسا کہ فرماتے ہیں **فَقُلْنَا لَهُدَّ يُفْتَخِرْ بِسُوءِ مَا يَفْعَلُ** یعنی ہو جاؤ تم بندر اور یہ کہنا کہنا ایجاد و تدبیر کا ہے اور کہنا تکلیف کا نہیں جیسا کہ اور ادا امر شرعی میں ہوتا ہے تاکہ اس میں قدرت مکلف کی درکار ہو تو اور یہ صفت اُن میں اس طرح پیدا ہو گئی کہ وہی گوشت پھیلے گا اُن کے شکم میں فاسد ہوا اور مادہ غدیرہ جزام کا ہوا اور ایک غصہ ہی اُن کی جلد کی طرف دفع ہو کر پوست اُنکے لئے شکل پوست بندرون کی پکڑی اور اُن کی ہڈیوں میں بھی خم اور جھک جانا ظاہر ہوا اور رنگ چہرہ کا جل گیا اور جل بال اُنکے گر گئے اور شکل چہرہ کی بدل گئی جیسا کہ وقت غلبہ جزام کے ہو جاتی ہے اور قوت بولنے کی بھی اُن سے زائل ہوئی اور فہم اور شعور انسانی باقی رہا یعنی سب باتیں سمجھتے تھے آپس میں دیکھتے تھے اور روتے تھے اور بعد میں دن کے سب ہلاک ہوئے اور مر گئے اور کاش خوش شکل بندر ہوتے کہ آدمی اُنکو لبیب پسند ہونے حرکتوں اُنکی کے پرورش کرنے میں اور کھانے اچھے اچھے کھلائے اور پٹے سنہری اور کپڑے یسین پہناتے ہیں اور اپنے ہمراہ رکھتے ہیں اور مانند لڑکے بالوں کے اُنکو چاہتے ہیں لیکن ہو گئے وہ بندر اس حال میں کہ تھے وہ خاکین یعنی خوار اور بول بسبب گند ہونے غلط اکال کے اور بد بویا نے بد بون اُنکے سے اور جو کوئی دور سے واسطے عبرت کے اُنکے دیکھنے کو آتا تھا اور اُنکو لعن طعن اور سزائش کرتا تھا کمال حسرت سے سر ہلاتے تھے اور دیکھتے تھے حقیقہ میں آیا ہے کہ اُس شہر کے لوگ وقت پھیلنے اس عمل بد کے تین گروہ ہوئے تھے بہتر بارہ ہزار آدمیوں کے اُن میں سے نصیحت کرنے والے تھے اور اس کام سے اُنکو منع کرتے اور حق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بجالاتے تھے یہاں تک کہ درمیان اپنے اور محلہ اُس گروہ بدعت سے ایک دیا رکھیں بی تھی اور کسی کو اپنے درمیان سے اُنکے پاس نہیں جانے دیتے تھے اور نہ کسی کو

مخلوہ اولیہ
نظارتی اسرار
سکینہ جبرائیل
جبرائیل و قریب
بنی اسرائیل اور
قرون کی خیال
ہو میں تو مروت
کے کو لون سے لکھا
اب تو ہو گئے پکڑا
کے مروت
کہا ہر گز نہیں
راکھو یہ اہمیت
دیکھو اب حقیقی
کی راہ بتا دیا
بھوکو مروت کو
ہو کہ اپنی لاف
سے دیا کو دیا
میں لاف دیا
تھا کہ دیا

آن میں سے اپنے پاس آنے دیتے اور قریب ستر ہزار آدمیوں کے بھجلی کے شکار میں گرفتار تھے اور ایک جماعت دولہا کام نکرتے تھے اور خاموش تھے بلکہ نصیحت کرنیوالوں کو کہتے تھے کہ تم عیث اس جماعت خون منہ لگی ہوئی کو وعظ اور نصیحت کرتے ہو پس جو کہ نصیحت کرنیوالے تھے انھوں نے ہمدردی سے جواب دیا اور جو شکار میں مبتلا تھے وہ سب بھوکا ہوا تھا اور جو کہ خاموش تھے ان کے حق میں اختلاف ہو کر نقل ہے کہ ایک دن حضرت ابن عباسؓ اس قصہ کو سورۃ اعراف میں سے پڑھتے تھے اور روئے تھے اور آدمی ان کے آگے جبران بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رونے کے سبب تعجب کرتے تھے کیا ایک عکرمہ کہ چیل خاص انکا تھا دروازہ سے آیا اور پوچھا کہ یا حضرت سبب اس رونے کا کیا ہے فرمایا کہ میں اس قصہ میں تامل کرتا تھا میرے دل میں گذر لگا کہ بھجلی کے شکار کرنے والوں کو خود یہ آفت پہنچی اور جو آدمی نصیحت اور منع کرتے ہیں مشغول رہے نص قرآن سے نجات انکی ثابت ہوئی حال خاموش رہنے والوں کا کیا ہو گا ہر گاہ کہ یہ خیال آتا ہے کہ مبادا ان کو بھی حتیٰ قائلے سے مواخذہ میں شریک ٹھہریں گناہ کرنیوالوں کے کیا ہوا اس واسطے کہ انھوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک کیا تھا تو خوف میرے اوپر غالب ہوتا ہے اور بے اختیار رونے آتا ہے کہ اکثر شخصوں سے اس قسم کا سکوت اکتہ سنی صادر ہوتی ہے عکرمہ نے تمام جزات کر کے کہا کہ یا حضرت حکم خاموش رہنے والوں کا حکم واعظوں کا ہو کہ بلاشبہ انھوں نے بھی نجات پائی حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس دعویٰ کو کس دلیل سے کہتا ہے تو نا کہ خاطر میری تسلی پر کمرے عکرمہ نے کہا کہ بار بار تم سے سنا ہی اور شیخ میں بھی مقرر ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرض کفایہ ہے اور فرض کفایہ میں بجالانا بعض کا حکم بجالانے کل کا رکھتا ہے جس وقت ایک جماعت نے ان میں سے امر بالمعروف کیا سب کے فہم سے ساقط ہوا اور جو کہ ساکت تھے انکو مواخذہ نما اگر سب کے سب کوت کرتے البتہ گناہوں کے شریک ہوتے اور نصیحت کرنیوالو کو اس واسطے وہ منع کرتے تھے کہ انکی نصیحت قبول کر نیسے یا اس سے ہوئے تھے منع انکی مستی کی راہ سے اور ضامنہ گناہ کے سبب سختی حضرت ابن عباسؓ سبب شنیہ اسکلام کے نہایت خوش ہوئے اور اٹھے اور عکرمہ کی پیشانی کو کوب دیا اور کوفیل میں لیا اور برابر اپنے بھائی ابیہ غلام اور کم اہل بھی عالموں اور کالموکی صحبت میں رہا بین اور دنیا کی پیہر کرتے ہیں اور کیا اچھا ہو کہ کہا گیا بیت داغ غلامیت کرد یا یہ خسر بلند میر دلای شرف

چند

جھٹکیا اور ہر
سہی

بجانب اس کے

بڑے بہادر
(شعاع)

پروگرام

پنجاب

ابا بے سہمی
سہمی سہمی

مہینہ والد کے

پیشو

وضاحت

بین و عین

۱۰۰

دولت

سید محمد

فصل فی بیان

۴۰۰

13.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ يَوْمَئِذٍ كَمِثْقَا ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، يَرَهُ وَإِنْ كَانَ كَمِثْقَا ذَرَّةٍ مِنْ شَرٍّ، يُرَى

بندہ کہ سلطان خریدہ باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب کہ درمیان اہل معانی کے مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا لَكُمْ فِي السَّاعَةِ خُبْرًا سَبَّحْتُمْ بِحُجَّتِكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِمْ وَأَنْتُمْ كَالْخُلُفَاءِ

صحابہ بہت کے قصہ کو جانتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ ساتھ حکم الکریم آئے تھے مگر حال کے یعنی آدمی اپنے حال کو خوب جانتا ہی مخاطبین اپنے تئیں جانتے تھے کہ ہم اس قصہ کو جانتے ہیں بہت اخبار واسطے تجلاتے مخاطبین کے خود نہیں ہو سکتی ہر اور ایسے ہی اس بات کا جتنا ناہی مفید نہیں کہ متکلم اس حکم کو جانتا ہی واسطے کہ ہر شخص جانتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سب چیزیں جانتا ہی اور متکلم اس جگہ وہ ہر پس فائدہ خبرینے کا کہ علم مخاطب کا ساتھ حکم کے ہر اور لازم فائدہ خبر کا کہ وہ اعلام مخاطب کا ہر ساتھ علم متکلم کے اس اخبار میں دونوں مفقود ہیں پس یہ خبر سچ ہوئی اس واسطے کہ خالی دونوں فائدوں سے ہر جواب سکا یہ ہے کہ عالم ہونا مخاطبوں کا ساتھ اس قصہ کے اس کے واسطے ایک لازم ہے وہ کیا عبرت پکڑنے اور پند پذیر ہونا ہے اور مراد اس جگہ اخبار سے افادہ لزوم اس لازم کا ہر پس گویا معنی کلام کے یہ ہیں کہ قَدْ لَرَّيْتُمْ لَكُمْ الْوَبْرَةَ وَوَجِبَ عَلَيْكُمُ الْحُزْنُ

عَنِ الْعَصِيَةِ حِينَ عَلِمْتُمْ هَذِهِ الْقِصَّةَ

یعنی لازم ہوئی تلو عبرت اور وجب ہوا اور پکڑنا بچا گناہ سے جو وقت جانتے اس قصہ کو اور باعتبار معنی کئی عنہ کے مقصود اس اخبار سے بھی فائدہ دینا ثبوت حکم کا مخاطب کو کہ یہ فائدہ خبر کا ہے اور اخبار میں فائدہ خبر کا کہی باعتبار معنی صریح اس کے کے مقصود ہوتا ہی اور کہی باعتبار معنی کنائی کے قصد کیا جاتا ہے جیسا کہ درمیان کلام بلاغت فرجام نوی کے دودہ کے حق میں آیا ہے کہ لَنْ يَكُ مَكْرَمًا لِيَعْنِي واسطے اس دودہ کے چکنا چٹ ہے اور اس جگہ کنایت انتخاب مضمضہ کے سے بعد کھانے اس کے کے ہر اور فائدہ اخبار کا یہی ہر والا معنی ظاہری اس کے ہر شخص کو معلوم میں حاجت کر کر لے اس کے کی نہیں اور مثل اسی کے دوسری حدیث میں آیا ہے لَنْ يَكُ مَكْرَمًا لِيَعْنِي وَوَجِبَ عَلَيْكُمُ الْحُزْنُ

کہ کنایت اندوہ لگین اور غنا کہہنے سے ہر اور سوال اس کے اور مثلین ایسی بہت ہیں اور اوپر جواب کے سوال دوسرا پیدا ہوتا ہی اور وہ یہ ہے کہ معنی کنائی کے بیان کرنے میں حاجت تاکید قسمی کی کہ لام موطئہ اس کے اوپر دلالت کرتا ہی اور ضرورت تاکید کے ساتھ لام او قد کے کیا ہی اور لانا جملہ کا کہ ہو کہ ساتھ ان تاکیدوں کے ہو گیا درکار تھا جواب سکا یہ ہے

اور نہ قادر ہونے سے اوپر گویائی کے بلکہ محدود ہونے تمام خواص انسانی سے کہ تعلق اس شکل کے ساتھ رکھتی تھی غناک ہووین اور معنی عذاب اور جزا کے متحقق ہووین اور مسخ معنوی بھی ظاہر ہے کہ تبدل بعض صفات نفسانیہ کا ضرور ہوگا جیسے کہ تیسرے ذکاوت کا یعنی تیز فہمی کا ساتھ بلاوت کے یعنی کم فہمی کے اور تبدل قناعت کا ساتھ حرص کے اور طہارت کا ساتھ جفا ثمت کے و علی ہذا الیقاس اور عقل کے نزدیک بدل جانا صفات نفسانیہ اور صفات محسوسہ یعنی ظاہر کے صفتوں کا برابر ہر کچھ فرق نہیں ایک کا یقین کرنا اور دوسرے کا انکار کرنا مسخ معنوی کا اثر ہے اس مقام میں جانا چاہیے کہ وہ لوگ کہ مسخ ہو گئے تھے تمام بعد مسخ کے ہلاک ہوئے ہیں اور نسل اوکی باقی نہیں رہی اور یہ بندہ کہ فی الحال موجود ہیں اوکی نسل سے ہمیں میں بلکہ پہلی بندہ میں جیسی اوجیوانات اور وحی بات صحیح ہو یا اعتبار نقل اور عقل کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اخیر کو بھی منکشف ہوا ابتدا جب تک کہ طعنیت احکام آخرت اور دنیا میں اور ان شخصوں کی جکی صورت مسخ ہو گئی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف ہوئی تھی بعضی مسخ کئے ہوئے انسان باقی رہے ہیں تردد فرماتے تھے چنانچہ جو ہون کے حق میں آیا کہ اونٹ کا دودھ نہیں پیتے ہیں مبادا فرقہ بنی اسرائیل میں سے ہوں کہ مسخ ہو کر یہ صورت اوکی ہو گئی ہو حضرت ابن عباس اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم رضی سے طرق صحیحہ کے ساتھ روایت کی ہے کہ کہتے ہیں قَطَّافُ قُوتِ نَلَّحَ آيَاكُمْ وَكَهْنُ كَلِّ وَكَهْنُ كَرْبٍ وَكَهْنُ مَيْسَلٍ یعنی نہ زندہ رہا کوئی مسخ کیا ہوا ہرگز زیادہ تین دن سے اور نہ کھایا اور نہ پیا اور نہ اولاد اوکی ہوئی القصبہ بنی اسرائیل کو یہ قصہ گذرا اوکی بزرگوں میں یاد دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جب ترک کرنے متابعت ایک حکم کے حکمون شریعت نہ خود کے سے بسبب طمع شکار چھپی کے کہ کچھ ہالیت نہ تھی اسقدر حصارہ ہوا چوڑے متابعت ایسی پیغمبر اور انکار کرنے اصل شریعت اوکی سے کہ ناسخ تمام شریعتوں پہلے کے ہے بسبب طمع شکار رشتوں اور نذر و ن اور فتوہوں کے کہ ارذ لون اپنے سے ملتے ہیں اور اوس ریاست اور مرتبہ اپنے کو برقرار رکھتے ہیں کس قدر ٹوٹا اور خسارہ ہوگا اور ہم نے تمہارے بزرگوں میں اس واقعہ کو محض عبرت کے واسطے ظاہر فرمایا تھا فَحَبِّلْنَا کَہَا یعنی پس ہم نے مقرر کیا تھا اس واقعہ اور اس عذاب کو گنگا کا یعنی سبب عبرت اور باز رہنے کا گنا ہون سے

چنانچہ کمال حقیقی کہ زنجیر کہتے ہیں چلنے اور دوڑنے سے باز رکھتی ہو اور جیسا کہ آدمیوں کو اس قسم کے عذاب میں سے مقصود کیا ہوتا ہے کہ تنفی غصۃ کی اور دُور کرنی اذیت دل کی کہ عاصی ہی تقاضا کی نظاری میں ہونا ہی کہتے ہیں یہو مقصود نہیں تھا اس واسطے کہ عزت اور کبر بانی ہماری ایسی امور سے منتر وہ ہے اور یہ عبرت اور منع کرنا لگا ہوں سے فقط او نہیں شخصوں کے واسطے تھا جو اوس وقت میں موجود تھے بلکہ عام لوگوں کے واسطے بھی کہ اس مقام اور عذاب کے عادی ہیں جیسے کہ ملاک کرنا و باطل اور غرق اور خرق کے ساتھ کفایت کرتی نہیں بلکہ عبرت عام کا ارادہ ہنسنے یا لہجہ پائین نہ کرنا یعنی واسطے ان شہروں اور گالون کے کہ روبرو اوس شہر کے اوس زمانہ میں موجود تھے اور ترکیب لگتا ہوں کے ہوتے تھے وَمَا اخْلَفَهَا یعنی اور اوان شہروں اور گالون کے کہ پس پشت اوس شہر کے تھے اور عبث زمانی یا مکانی کہتے تھے یعنی اوس شہر کے پاس تھے بلکہ اوس سے غائب تھے یا اوس زمانہ میں نہ تھے پیچھے اوس سے موجود ہوں گے اور ترکیب لگتا ہوں کے ہوتے تھے بواسطہ کہ یہ واقعہ عجیب وغریب سبب ندرت کے آدمی اوسکی نقلیں اور حکایتیں کر کے مشہور کریں گے اور اوسکو تواریخوں میں لکھیں گے اور تاجر اور سوداگر دور دور کے شہروں میں پہنچا دیں گے تا کہ عبرت عام متحقق ہو سکے وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ یعنی اور سبب نصیحت کا واسطے متقیوں کے کہ تقویٰ کی حیثیت سے گناہ کرنے سے باز رہے ہوں لیکن نفوس فانی حکم جبلت بشریت کے میلان گناہ کی طرف کرتے ہیں ہر گاہ کہ اس مقدمہ میں تامل کریں گے تقویٰ کی حد سے باہر بخاویں گے اور یہ آقاہوں کے حق میں نمبر اول وعظ کریں والے کے ہو کہ سبب خوف والے اور ڈرانے کے طریق مستقیم سے نہ بہیں اور فرق در میان نکال اور موعظہ کے کہ اول کو واسطے نگاروں کے مقرر کیا اور موعظہ واسطے متقیوں کے جن سے ہو کہ کمال مانع فعلی ہو اور موعظہ ثقلی اور مانع فعلی قوی ہر مانع قولی سے گناہ کریں والوں کو بغیر منع قوی کے نہیں باز رکھ سکتے اور متقیوں کو مانع قولی ہے کفایت ہی جیسا کہ لکھا گیا الْعَبْدُ يُقَرُّ بِالْعَصَا وَالْحُرُّ بِكَلِمَةِ الْمَكَامَةِ غلام کو مار کلٹھی کی اور آزاد کو ملامت بھی کفایت کرتی ہے اور اس مقام میں ایک اور نکتہ بھی حاجت بیان کی رکھتا ہے کہ قرۃ جمیع غیر ذوی العقول ہے اور غیر ذوی العقول کی صفتوں میں مؤنث کا صیفہ آتا ہے خواہ مفرد خواہ جمع پس موافق اس قاعدہ کے قرۃ خاصات اور خاصۃ فرمانا چاہیئے تھا خاصئیں کہ صیفہ ذوی العقول

وایں آقا قاسم

وَقَدْ مَوَّاهُ وَنَمَّاهُ
وَقَدْ مَوَّاهُ وَنَمَّاهُ

پروپوزیشن

مجلس

نظر و فکر کا جواب اور

سیکس منفصل

جی

۱

میں نے

اور ایک باپ پر گوشت اوس گڈا کا اوس مقتول پر مارو کم کہ زندہ ہو جاوے گا اور اپنے قاتل کا نشان دیکھا اور یہ طریقہ اس واسطے اختیار فرمایا کہ اگر وحی کی راہ سے نام قاتل کا معین کرے خبر دیتے تو یہ جماعت یمباک حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تہمت چوٹ اور یتیمان کے لگاؤ سے اور گرداب صریح کفر کے میں پڑتے اور بھراؤ کو عذاب کے ساتھ چشم نمائی کرنی ضرور ہوتی اسی واسطے معجزہ زندہ کرنے مردہ کا بسبب مارنے ایک عضو کے مردہ کے اعضاؤں سے کہ ہرگز علاقہ سببیت اور سببیت کا کسی کے خیال میں نہیں گذرتا ہی اول او کو دکھایا لیا اور اس مقتول کی زبان سے کہ تازہ عالم غیب سے آیا ہوا دروازہ اجزا کو دیکھ کر بھرا ہے البتہ بات اسکی سچی ہوگی تعین قاتل کی کر دیکھا کہ اگر قاتل بھی اسکا انکار کرے تو وہ مقتول خود اس کے قریب ثابت کر دیکھا اور جب واقع میں قاتل اوس مقتول کا سوا وارث اس کے اور تھا اور وہ مقتول بھی سوا اسکے کوئی وارث اپنا نہ رکھتا تھا اور قاعدہ شرعی ہے کہ قصاص کا لینا بغیر دعویٰ وارث کے درست نہیں اگر حضرت موسیٰ وحی کی راہ سے قاتل اوسکا معلوم کر کے نام قاتل کا بتاتے تو جب ہی لینا قصاص کا ہرگز ممکن نہوتا آپ ہم اسی مطلب پر آئے کہ زندہ کرنا میت کا بسبب مارنے گوشت گڈاؤ کے محض اللہ کے فعل سے تھا اور علاقہ سببیت اور سببیت کا ان میں تھا پس کس واسطے تخصیص اس جانور کے فرج کرنے میں ہوئی جواب اس واقعہ میں یہ بھی منظور تھا کہ ایک مرد نیک کی بیٹی کو کہ اوسکو حوالہ اللہ کے کر کے آپس میں جہان سے خفت ہوا تھا اور سواے ایک بچہ بڑے گاؤ کے کوئی میراث اوس بیٹی کے واسطے نہ پڑی تھی قرار دیتی فائدہ اور نفع ہو کہ تمام عمر اوس نفع سے وجہ میثت اپنی کے حاصل کرے اور اسی جانور کو زمین کے زندہ کرنے اور آباد کرنے اور درختوں کے جو تنے بونے اور پانی دینے کے دخل بہت ہو اور اصل پیدائش آدمی کی مٹی ہے اور بڑی درخت اصل غذا اوسکی ہے پس اس جانور کو اس واسطے خصوصیت زیادہ تر ہوئی اور اگر زندہ گڈاؤ کے لگانے سے بے فرج کرنے کے یہ میت زندہ ہو جاتی ہرگز نفع اوس سکین کا کہ جب کفار منظور تھا وہ بچہ بچہ اور علاوہ اسکے میت کو میت کے لگانے سے زندہ ہو جانا زیادہ وجہ ہے نسبت زندہ سے میت لگانے سے حاصل کلام بنی اسرائیل نے اس حکم صریح سے روگردانی کی اور ساتھ کمال بے ادبی کے ساتھ حضرت موسیٰ کی فتاوٰی آتھن ناھن و گڈاؤ

فما قصه "سماوی"

ذکر کر لینی کیا حاجت ہو کہ جو ان اور میں ذلک کا بھی ایک مطلب ہے پس تکرار پر تکرار لازم آتا ہے
 جواب اسکا اس طرح ہو کہ لول لافاض کا بلکہ کایہ ہو کہ نہ بڑی عمر کسی ہو اور نہ جوان تھے اور
 یہ بات چھوٹے بچہ کو بھی کہہ سکتے ہیں اور میانہ سال کو بھی شامل ہو جس کو جوان کا پہلے
 احتمال کے دفع کر نیکی واسطے کیا اور میانہ سال ہونا بھی عام تھا کہ عین وسط حقیقی میں ہو یا
 بالکل بڑھاپے یا جوانی کی طرف ہو واسطے معین کرنے اس بات کے کہ وسط حقیقی کے نزدیک
 لفظ بینات کا لانا ضرور ہو پس کیوں سے تکرار نہیں جو دوسرا سوال ہے کہ خاصہ لفظ بین کایہ ہو کہ
 محفل کا خاصہ ایک چیز ہو بلکہ کئی چیزیں ہوں اور سب کا لفظ ذلک کے اوپر داخل ہوا ہے اور وہ
 ایک ہی شے ہو جواب اسکا یہ ہو کہ کئی چیز ہونا مضاف الیہ بین کا اعم ہے اس سے کہ لفظ ہو
 یا معاً اور سب کا لفظ معنوی موجود ہے اس واسطے کہ لفظ ذلک کا اشارہ طرف و چیزوں
 کے ہو یعنی فاض اور دیگر تیسرا سوال ہے کہ یہ گاؤ دو حال سے خالی نہیں فرمایا مادہ
 اگر نہ تھا پس کا بکر اسکے حق میں کہنا کیا ضرور ہے اس واسطے کہ ہر ایک نہ کا بکر ہے کیونکہ
 حیوانات میں بکر کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بچہ پیدا ہوا ہوا اور باعتبار تقابل عدم ملکہ کے
 صلاحیت پیدا ہونے کے یقین ضرور ہے اور نہ بالکل بچہ جتنے کا صالح نہیں پس بکر کے
 ساتھ متصف نہیں ہو سکتا ہے اور علاوہ اسکے کہ ضمیر بین تائینت کی ابتدائی قصہ سے
 انہماک کلام الہی میں موجود ہیں یہ بھی نہ ہونے کو منع کرتے ہیں اور اگر اسکو مادہ ٹھہرایا
 جاوے پس صفت لایکر کی اور ضمیر بین درست ہو جاتی ہیں لیکن لالول تشر الارض
 ولا تنقی الحرف صفت ممیزہ انکی نہیں ہو سکتی ہو اس واسطے کہ ہر مادہ گاؤ باعتبار عرف اور
 عادت کے صلاحیت ہل میں چلنے اور پانی کھینچنے کی نہیں کھتی ہو گا باعتبار عقل کے ممکن
 ہو جواب اس کایہ ہو کہ ظن غالب یہ ہو کہ وہ گاؤ نہ گاؤ ہو اور تائینت ضمیروں کی باعتبار
 لفظ بقرہ کہہ کر اس واسطے کہ بقرہ مؤنث لفظی ہے اگرچہ تا اس میں واسطے وحدت
 کے ہے نہ واسطے تائینت کے مثل تیرا اور حمامہ اور صفورہ کے اور اسی کی
 مانند اور لفظ بھی بین جن میں فارق در میان جنس اور واحد کے تا ہوا اور قاعدہ
 لغت عرب کا ہے کہ جب مذکر کو ساتھ لفظ مؤنث کے تفسیر کرتے ہیں -

تفسیر

تفسیر کا حکم
میں بقیہ ذلک
اور تکرار

چراغ کے بعد
تباہی خلاص
بہرہ حسن

یعنی جب ہوئی
سے آئے اور
جو کہ توبہ
عند محمد و
وہ آیتنا
ہر کتاب و
تکلم

اور اگر وہ
میں کو کتاب
میں ہے

میں ہے

لفح کرتا ہے طیرانی اور وحشیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جو کوئی پاپوش زرد پہنے وہ شخص خوش رہتا ہے جب تک کہ وہ جوئی اوس کے پیر میں ہے اور تفسیر و ن من حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ وہ منہ مانتے تھے من لبس نغلاصفاء قل ھید یعنی جو کوئی پہنے پاپوش زرد کم ہوتا ہے عنہم اسکا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ جو کوئی سات جوڑے پاپوش زرد رنگ کپے درپے پہنے غم اور رنج اسکا دور ہو جائے حال یہ کہ پانچون رنگ یعنی سخی اور زردی اور سیاہی اور سفیدی اور سبزی جدی جدی خواص رکھتی ہیں کہ تجربہ اور قیاس والوں انگو ثابت کیا ہو عرب میں مشہور ہے کہ الحی اھل والصفرة الشکل والخضرة انیل والتواء اھول واللبیاض افضل یعنی سخی جمال رکھتی ہے اور زردی نظر میں خوش معلوم ہوتی ہے اور سبزی موجب بزرگی اور وقار کا ہے اور سیاہی ہولناک ہے اور سفیدی خوبی اور فضیلت رکھتی ہے اور لغت عرب میں وقت بیان کرنے تفسیری اور صفائی ہر ایک رنگ کے علیحدہ علیحدہ لفظ اسکی تاکید کے واسطے لاتے ہیں کما حرقانی واصفر فاقه واسود حالۃ اخضر وادق وناضی وابیض ناصع پس معنی فتوح کے صفائی اور تفسیری زرد رنگت کے ہیں دوسرے رنگ ہیں استعمال اسکا جائز نہیں۔ القصد بنی اسرائیل باوجود نشان میں نے رنگ وین گاؤں کے پھر بھی سوال کرنے سے باز نہ رہا قالوا یعنی انہوں نے کہا کہ ہر چند کمال اسکا باعتبار سن و سال اور باعث بار رنگت اور جمال کے معلوم کیا لیکن یہ کمال بہت گاون میں پایا جاتا ہے ایک خاص سرد کیونکہ معلوم ہوئے کہ جہین یہ خاصیت عجیب ہمارے نشین ہو ہیں اذ کلنا ذلک یتین لئلا ما ھی یعنی دعا کر رہا ہے واسطے پروردگار اپنے سے ناکہ بیان کرے ہماری واسطے کہ حقیقت شخصی اس گاؤں کی کیا ہے کہ جبکہ سب سے یہ خاصہ آمین ہو خود ہوا واسطے کہ ان البقر تشابه علیکنا یعنی تحقیق جس گاؤں کے مشابہ ایک دوسرے کے ہوئے اوپر جس اور خیال ہمارے کے کوئی مرج اس خاصہ عجیبہ کا ان تحقیقات سے ہماری نظر میں نہیں آتا ہے ولنا یعنی اور تحقیق ہم جب اوس مرج کو معلوم کریں گے اور ذہن نشین ہمارے ہو گا انشاء اللہ لہم ھندو

تفسیر خطیبی

لے سبزی قوم

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

نہ پاپوش زرد

جس کی تقسیم نہ ہو سکی خواہ وہ جز غیر منقسم زمانہ ماضی میں فرض کیا جاوے یا زمانہ آئندہ یعنی
جب اس لفظ پر الف لام عہد کا لاتے ہیں مراد اُس سے ایک جز معین ہوتا ہے کہ منقسم اور مخلط
وہ معلوم ہوا اور اس وقت ہر ایک جز کے اوپر استعمال نہیں ہوتا ہے اور بعد داخل ہونے لام
عہد کے اس لفظ کو ماند ظروف غیر ممکنہ کے استعمال کرتے ہیں اور ہمیشہ منصوب لاتے ہیں
جیسا کہ الیوم اور الساعۃ میں بھی اسی طرح غل میں آتا ہے جو حثت یا حثی یعنی لایا نوبات درست
کہ فی الحقیقہ سبب پیدا کرنے اس صفت کا اُسیں بھی ہر دراب تردد ہمارا بالکل دُور ہوا اس
واسطے کہ فیضانِ حیات کا عالم غیب سے سب حیوانوں میں اول اور روحِ حیوانی کے ہونا اثر
اور بواسطہ اُس روح کے اثر حیات کا تمام بدن کے اجزا گوشت اور پوست وغیرہ میں پہنچتا ہے اور
حیوانات دو قسم کے ہیں وحشی اور اہلِ حیات وحشیوں کی متعدی نہیں یعنی دوسرے
طرف پہنچے بلکہ انہیں کی ذات کو لازم ہر اثر حیات اُنکے کا طرف انسان کی کہ اُس سے نفرت
رکھتے ہیں اور بھاگتے ہیں یا درپے مارنے آدمی کے ہوتے ہیں کس طرح پہنچے ہیں حیات
کہ فیض انسان کو پہنچے اور اُسکو زندہ کرے نہیں ہو سکتی مگر حیات جانور اہل کی اور اہل
جانوروں میں سے جسے کہ حیات غیبی بعضی صورتوں میں بغیر اسباب ظاہری مثل لطفہ
پڑنے اور تربیت رحم کے قبول کی ہے ہماری نظریہ میں گاؤ کا بدن ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے وقت میں بچھڑا۔ سامری کا بسبب ڈالنے خاک شمع گھوڑے چیریل علیہ السلام کے زندہ
اور بولچروالا ہو گیا تھا پس زندہ کرنا مردہ ہمارے کا بواسطہ ایسی حیات کے کہ گاؤ کے بدن پر
فائض ہوئی ہو موافق حکمت الہی کے ہر پھر وہ گاؤ کہ آدمیوں کے استعمال میں آئی ہیں۔
اور اُنکے بدنوں میں پکڑنے اور ذلیل کرنے اور سولخ کرنے اور داغ وغیرہ سے تصرف کرتے
ہیں اور اپنے کاموں میں دوڑاتے ہیں اس سبب سے حرف حیات غیبیہ اپنے پر نہیں تپتے
ہیں اور روحِ حیوانی اُنکی اُس صفائی اور قوت پر نہیں رہتی ہر تاکہ بے پردہ وسیلہ نہ کرنے نیست
کا ہو مگر جو تنے اور کھینچنے وغیرہ کے پردہ میں کاناچ وغیرہ کی پیدائش میں انکو دخل ہے
اور ظاہر ان حیات غیبیہ کے ہیں روحِ حیوانی اپنی صفائی اور قوت پر باقی رہ سکی اور بھی ایسی گاؤ
زرد رنگ صاف بے داغ اور خدمت آدمیوں اور تجارت اور ذلیل کرنے اُنکے سے بہتر

[illegible]

۱۰۰

الحمد لله رب العالمين

ان پانچوں میں سے

تکرمیل کا سامان

وہ بیمار کی طرح
میں بیمار ہوں

نہ ہوتی

کتابخانه
پنجاب

کے

۱۱۱۲

اور
اور

تلاش
محققان

५३

اور معزز ہوگی اس عزت کی جہت سے کہ کسی کے زیرِ حکم نہیں ہوئے کمالِ مشابہت اسکو عیسٰی گوسا
سامری کے پیدا ہونے کی اسکو خالص زہر سے بنایا تھا اور کمالِ تعظیم و توقیر سے نگاہ رکھا تھا
اور وہ گوسا ہمارے سامنے گویا ہوا تھا اور آثارِ حیات غیبیہ کے اُس سے ظاہر ہوتے تھے کہ اُن
اس قضیہ کے کہ حکمِ اللہ شایں واحد یعنی حکمِ دو مخلوق کا ایک ہوتا ہے ظاہر ہونا
اس اثر کا یعنی زندہ ہو جانا میت کا اسکے واسطے سے ذہن میں بیٹھ گیا اور اگر کوئی کہے کہ
حیاتِ انسانی کو ساتھ حیاتِ انسانی کے مناسبت زیادہ ہے بدنسبت مناسبت حیات
یعوانی کے ساتھ حیاتِ انسانی کے پس زندہ کرنا انسانیت کا اس طرح کیون نہ کیا کہ کسی
ذمی کو اس میت کے بدن سے لگا دیتے کہتے ہیں کہ ہم لگانا اجزا آدمی یا اور حیوان کا کسی
میت کے بدن سے سبب زندہ کرنے اُس میت کا نہیں ہو سکتا ہے مگر اس طرح کہ اُس زندہ
روح نکل کر مردہ کے بدن میں چلی آوے پس اس صورت میں ایک آدمی کے جلانے سے
سرا آدمی مر گیا اور اس کی ایسی مثل ہو جاوے گی کہ بنی قضیہ واحد مرصی یعنی بنایا ایک
س اور گر لیا ایک شہر اس واسطے کہ مارنا انسان کا بیوجہ شرعی کے کسی طرح روا نہیں
ان کے مار ڈالنے اسے بسبب فحش کرنے اوسکے کے ساتھ نام خدا کے کچھ قیات نہیں بلکہ ایک
کی عبادت ہو اور جب نفل کرنا حیاتِ انسانی کا ساتھ حکمِ شرع کے مستعذر ہوا لاچار استغفار
ت اُس حیوان کا کیا گیا کہ انسان کے ساتھ کمالِ مشابہت رکھتا ہے بیچ مہول حیات
عالم غیب سے کہ مدتِ حل اُسکی کی برابر مدتِ حل انسان کے ہے اور اسی سبب سے
دھ اُس کا سبب دو دھون سے بہتر ہوتا ہے اور مدتِ حل کی برابر ہونے سے
نوم ہو کہ اُسکی روح بھی اتنے دنوں میں پڑتی ہے جتنے دنوں میں انسان کی روح پڑتی
بدن اوسکا بھی اتنے ہی دنوں میں پورا ہوتا ہے القصہ جب بنی اسرائیل کو بقدرِ فہم
ستعداد اپنی کے اطلاع اوپر وجوہ حکمتِ الہی کے اس امر میں حاصل ہوئی یہی سبب
ی ایسی گاؤں کے کہ جسمین یصفین ہوں سرگرم ہوئے اور حجب کرنے لگے اتفاقاً ایک
یسی صفیون کے ساتھ موصوف ہوئی فقط ایک گاؤں کی کسی نواح میں اور قضیہ
بنی اسرائیل کے اندر ایک مرد بہت بیچخت تھا اور اسکے ایک لڑکا تھا مسنیر اور اس مرد

جنگل میں جڑتا ہوا اسکی آواز بھاگ کر دوسری نشانی اس گاؤ کی یہ ہو کر آدمی کو دیکھ کر بھاگتی ہے اور ہرگز
 تابعدار نہیں ہوتی ہے اور پاس نہیں آتی ہے جب اسکو دوسرے دیکھے تو اس طرح کھڑکھار کر
 کر لے گا وہ نام خدا سے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی فرمانبرداری
 ہو اور میرے پاس آلو گا یہ علامت معلوم کر کے اس جنگل کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ
 ایک ویسی ہی جنگل میں جڑتی ہے اس لڑکے نے اس طرح سے کہ اس نے اسکو تعلیم کیا تھا آواز
 دی وہ گاؤں پر گاہ کو چھوڑ کر پاس اس لڑکے کے آکر کھڑی ہوئی اس لڑکے کو اپنی مائے صحبت
 کی تھی کہ تو گردن اس گاؤ کی پکڑ کر کھینچ کر لانا اور اس کے اوپر سوار نہ ہونا تاکہ انسان کے تصرف
 میں نہ آوے اور متعل نہ ہووے کہ مبادا بسبب استعمال آدمی کے برکت اسکی جاتی ہو لڑکا موافق
 وصیت والدہ کی گردن اسکی پکڑ کر کھینچنے لگا وہ گاؤں والہ کے حکم سے بولنے لگی اور کہا اے جوان
 کی بخت میرے اوپر سوار ہوتا کہ آسانی سے اپنے گھر پہنچے تو کہ یہاں سے گھر تیرا ایک دن پرستہ ہے
 اس لڑکی نے کہا کہ والدہ میری نے تیرے اوپر سوار کی کلج کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ کہا ہے کہ گردن اسکی
 کھینچ کر لائیو گاؤں لے بھاگ کہ آفرین باد اور شاہنشاہ میں تیری آرائش کرتی تھی اگر تو میرے اوپر
 سوار ہوتا تجھ کو اپنی پیٹھ پر سے ڈال کر بھاگ جاتی یہ فرمانبرداری میری اس سبب سے ہے
 کہ تو اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا ہے اور اسکی عدول حکمی نہیں کرتا ہے درمیان اس راہ کے
 اچیس جہاں ایک مسافر کی شکل میں اس لڑکے کے ساتھ ملا اور کہا اے جوان تو بہت نیکی بخت
 معلوم ہوتا ہے اور مجھ کو ایک حادثہ درمیش آیا اس مشکل میں میری مدد کر اس طرف پہاڑ
 کے ایک قطار گاؤں کی رکھتا ہوں اور انکو چراتا تھا ایک مجھ کو خواہش قضا حاجت کی
 ہوئی اس پہاڑ میں قضا حاجت کی واسطے گیا تھا اب میرے شکم میں درد اٹھا ہے کہ رستہ چلنے
 سے حیران ہوں چاہتا ہوں کہ اپنے دل کی طرف جاؤں اگر تو فرما دو تو میں اس گاؤں پر سوار ہو کر جاؤں اور
 اسکی فردوری میں ایک گاؤں بہت عمدہ اپنے گاؤں میں سے چل کر تھک دو لکھا پس میرا بھی سین
 نفع ہو گا اور تیرا بھی بہت نفع ہو اور کسی طرح سے تیرے گاؤں کو تکلیف نہیں پہنچانے کا اس
 لڑکے نے کہا کہ والدہ میری نے خود میرے سوار ہونے کو منع فرمایا ہے تیرے تین کرا لیکے
 کس طرح سوار گردن ابیس نے کہا تیری ما کو کیا عقل ہو تجھ کو چاہیے کہ اپنی عقل سے بھلائی برائی

وہ جنگل میں جڑتا ہوا اسکی آواز بھاگ کر دوسری نشانی اس گاؤ کی یہ ہو کر آدمی کو دیکھ کر بھاگتی ہے اور ہرگز
 تابعدار نہیں ہوتی ہے اور پاس نہیں آتی ہے جب اسکو دوسرے دیکھے تو اس طرح کھڑکھار کر
 کر لے گا وہ نام خدا سے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی فرمانبرداری
 ہو اور میرے پاس آلو گا یہ علامت معلوم کر کے اس جنگل کی طرف روانہ ہوا دیکھا کہ
 ایک ویسی ہی جنگل میں جڑتی ہے اس لڑکے نے اس طرح سے کہ اس نے اسکو تعلیم کیا تھا آواز
 دی وہ گاؤں پر گاہ کو چھوڑ کر پاس اس لڑکے کے آکر کھڑی ہوئی اس لڑکے کو اپنی مائے صحبت
 کی تھی کہ تو گردن اس گاؤ کی پکڑ کر کھینچ کر لانا اور اس کے اوپر سوار نہ ہونا تاکہ انسان کے تصرف
 میں نہ آوے اور متعل نہ ہووے کہ مبادا بسبب استعمال آدمی کے برکت اسکی جاتی ہو لڑکا موافق
 وصیت والدہ کی گردن اسکی پکڑ کر کھینچنے لگا وہ گاؤں والہ کے حکم سے بولنے لگی اور کہا اے جوان
 کی بخت میرے اوپر سوار ہوتا کہ آسانی سے اپنے گھر پہنچے تو کہ یہاں سے گھر تیرا ایک دن پرستہ ہے
 اس لڑکی نے کہا کہ والدہ میری نے تیرے اوپر سوار کی کلج کو حکم نہیں دیا ہے بلکہ کہا ہے کہ گردن اسکی
 کھینچ کر لائیو گاؤں لے بھاگ کہ آفرین باد اور شاہنشاہ میں تیری آرائش کرتی تھی اگر تو میرے اوپر
 سوار ہوتا تجھ کو اپنی پیٹھ پر سے ڈال کر بھاگ جاتی یہ فرمانبرداری میری اس سبب سے ہے
 کہ تو اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا ہے اور اسکی عدول حکمی نہیں کرتا ہے درمیان اس راہ کے
 اچیس جہاں ایک مسافر کی شکل میں اس لڑکے کے ساتھ ملا اور کہا اے جوان تو بہت نیکی بخت
 معلوم ہوتا ہے اور مجھ کو ایک حادثہ درمیش آیا اس مشکل میں میری مدد کر اس طرف پہاڑ
 کے ایک قطار گاؤں کی رکھتا ہوں اور انکو چراتا تھا ایک مجھ کو خواہش قضا حاجت کی
 ہوئی اس پہاڑ میں قضا حاجت کی واسطے گیا تھا اب میرے شکم میں درد اٹھا ہے کہ رستہ چلنے
 سے حیران ہوں چاہتا ہوں کہ اپنے دل کی طرف جاؤں اگر تو فرما دو تو میں اس گاؤں پر سوار ہو کر جاؤں اور
 اسکی فردوری میں ایک گاؤں بہت عمدہ اپنے گاؤں میں سے چل کر تھک دو لکھا پس میرا بھی سین
 نفع ہو گا اور تیرا بھی بہت نفع ہو اور کسی طرح سے تیرے گاؤں کو تکلیف نہیں پہنچانے کا اس
 لڑکے نے کہا کہ والدہ میری نے خود میرے سوار ہونے کو منع فرمایا ہے تیرے تین کرا لیکے
 کس طرح سوار گردن ابیس نے کہا تیری ما کو کیا عقل ہو تجھ کو چاہیے کہ اپنی عقل سے بھلائی برائی

ہنہن ہون خرمشہ ہون تیرے امتحان کے واسطے آیا تھا کہ کیسی اطاعت اپنی مان کی کرتا ہے تو اب اس گاؤ کو اپنے گھر لے جا اور بازاری میں کیسکو نہ دکھلا بنی اسرائیل کو ایک اقدہ درپیش ہو رہے اور علاج اوسکا موسیٰ عمران کی بیٹی نے کہ پیغمبر و کنا ہے اس طرح فرمایا ہے کہ ایسی گاؤ ذبح کر دینی اسرائیل جنت و جوار ملاش میں میں اور سواے گاؤ تیری کے کوئی گاؤ ساتھ ان صفوں کی مصنف ہنہن اگر بنی اسرائیل تجھے اس گاؤ کو طلب کریں ہرگز اوندکے ماتھ نہ بچھو یہاں تک کہ سونا اس گاؤ کے چڑے میں بھر کر تیرے حوالہ نہ کریں کہ تمام عمر وجہ معیشت سے بے بکوفت ہووے اور آدمی جانیں کہ جو کوئی عیال اپنے کو حوالہ خدا کے کر جاتا ہے خدا تعالیٰ اس طرح پرورش کرتا ہے اور جو کوئی مال اپنا خدا کے امانت میں چھوڑتا ہے خدا تعالیٰ اس طرح اوسکو بڑھاتا ہے یہ جو ان اوس گاؤ کو پکڑ کر اپنے گھر لایا اور تمام ماجرا اپنی مان کے سامنے ظاہر کیا رفتہ رفتہ اس گاؤ کی خبر شہر میں مشہور ہوئی اور بنی اسرائیل اوسکے خریدنے کی واسطے اوسکے گھر پہنچے ہوئے اور قیمت اوس گاؤ کی بڑھانے لگے وہ جوان اور ان اوسکی رہنی نہوتے تھے یہاں تک کہ یہ بات مقرر ہوئی کہ اوس گاؤ کا چھڑا بعد فرج کرنے اور جدا کر نیے سو نیسے بھر کر اوندکے حوالہ کریں اوس جوان اور اوسکی مان حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خاضن لیکر گاؤ کو بنی اسرائیل کے ماتھ میں سونپا فَنَاجَّیْ تَھَا یعنی پس فرج کیا بنی اسرائیل نے اوس گاؤ کو آؤ بجز عمارت ہی کاٹنے گلے کے سے ٹھوڑی کے پاس سے اور بکری اور گای اور بھینس وغیرہ میں یون ہی مسنون ہے اور خبر کہتے ہیں کاٹنا گلے کا سینہ کے پاس سے اور منظور دو ذین کاٹنا حلقوم اور مری اور شہ رنگون کا ہے لیکن گردن اونٹ کے لبنی ہوتی ہے اگر اوپر کی طرف سے اوسکا کلا کاٹیں دیر میں جان اوسکی نکلتی اور تکلیف ہو اوسو سے کہ مکان خون کی کہ سواری روح حیوانی کی ہر دل اور جگر اور اوسکے گرد گرد میں ہیں اسی واسطے اونٹ کی اندر خر آیا ہے اور اگر اونٹ کو بھی کوئی اوپر کی طرف سے فرج کر لی جائے جیسا کہ بکری اور گاؤ کا بخوبی جائز ہے لیکن ترک اولیٰ اور غیر مستحب ہے مَا کَادُوا یَفْعَلُوْنَ یعنی اور نزدیک ہے بنی اسرائیل کہ اس کام کو کریں ہو اس طرح کہ سوال پر سوال واسطے طلب کرنے بیان خصوصیتوں اوس گاؤ کی لاتے تھے یہاں تک کہ سلسلہ اونکی نفیثش کا منقطع نہوتا تھا اور یہ بھی سبب اتنی قیمت اس گاؤ کے خرچ کرنے اس قدر زکریہ کی بخل کرتے تھے اور اس بات سے

فَنَاجَّیْ تَھَا
اِنَّ اِسْرَآئِیْلَ
اَعَاكَ اِلٰی اِسْرَآئِیْلَ
بِحُرْمَةِ اَصْفَانِ
یٰۤاِبْرٰهٖمَ اِذَا جِئْتَ اٰیَاتِیْ
بِئْسَ اَلْیٰتِیْ اِیُّهَا
مَلِکُ دَآلِیْنَ
عَبَسَ عَلَیْکَ اِبْرٰهٖمَ
اَسْمٰنٌ سَ عَدَابِ
یٰۤاِبْرٰهٖمَ اِذَا جِئْتَ اٰیَاتِیْ
بِئْسَ اَلْیٰتِیْ اِیُّهَا
اَلْفَاہَا کَا تَسْتَدِلُّ
تَرٰہٗمَ اِذَا جِئْتَ اٰیَاتِیْ
نَظَرٌ مِّنْ سَآءِ
اِسْمٰنٌ سَ عَدَابِ
اِنَّ اِسْرَآئِیْلَ
اَعَاكَ اِلٰی اِسْرَآئِیْلَ

بھی ڈرتے تھے کہ مبادا مقتول بعد زندہ ہونے کی کسی کا نام لیوے اور سبب شہوانی کا ہوا اور قصص
لینا اوس سے دشوار ہو لیکن حق تعالیٰ نے اوس سے چاروں اچار یہ کام کروایا اور اگر بنی اسرائیل
کے اسلاف ہمارے نے اس معاملہ میں وحی الہی سے روگردانی نہیں کی بلکہ جب حضرت موسیٰ نے
قاتل کے ظاہر ہونیکے واسطے فرج کرنا گاؤ کا ٹھہرایا اور طاہرین ان میں کچھ مناسبت نہ تھی
کی راہ سے اتنا اونہوں نے توقف کیا اگر پہلے ہی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام قاتل کو معین
کر دیتے اسلاف ہمارے ہرگز اعراض نہ کرتے کہ بتو میں ہم کہ یہ سب غلط ہے بلکہ اسلاف اور بزرگ ہم
ابتدا قصہ سے اقاروی الہی کا کرتے تھے اور سہات کو بعید جانتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو
وحی کے اس امر غیب پر اطلاع ہوگی والا ایک دوسرے پر تہمت خون کے ڈالتے اور قاتل خود قرار
کرتا اور اگر اسکی نقین نہیں کہتے ہو تو پس یاد کرو تم سر سے قصہ کو قدام قتلتم نفسا یعنی اور یاد
کرو تم اوس وقت کو کہ مارڈالائے ایک جان کو کہ نام اوسکا عامیل تھا اور ہر خید کہ مارنے والا
ایک شخص تم میں سے تھا لیکن جب قتل درمیان تمہارے واقع ہوا اور تحقیق قاتل کے سنی تھے
سستی کی گویا تم سب شریک قتل کے ہوئے اور کاش ایک ہی گناہ قتل کا تمہارے اندر ہوتا لیکن
تمنے اور گناہ بھی اوسکے اوپر زیادہ کیا فاداراً تھیر فیہا یعنی پس تم ایک دوسرے پر ڈالتے تھے
اور ہر شخص کہتا تھا کہ فلا نے یہ کام کیا ہے میں نے نہیں کیا اور اصل اس صغیہ کی تذاد آتھ ہے
تاکہ وہ آل میں اوغام کیا اور حقیلج ہمزہ وصل کی پڑی تذاد بمعنی توافع کے ہے یعنی ایک دوسرے
کو دفع کرے اور تہج کوے اور پہاڑ کے ڈالے پس تدار گناہ دوسرا ہوا کہ تہمت ناحق آپس میں
کرتے تھے اور دلیل سبات کی ہوئی کہ تمہارے تین وحی آئین کا طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یقین
کامل نہیں تھا اور اطلاع ہو جانے قاتل کی انکے تین غریب کے طرف سے بعید جانتے تھے واللہ ویرحمہ
یعنی اور خدا تعالیٰ باہر لایا ہے پردہ پوشیدگی سے ماکنتھ تکتمون یعنی اوس چیز کو کہ تم
چھپاتے تھے یعنی حال قاتل اور نفاق اور سستی یقین اپنی کی اور اسی واسطے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کو نہ فرمایا کہ نام قاتل کا بیان کریں کہ مبادا تم لذیب کرو اور قاتل جو بھئی قسم کھا دے کہ
میں نے نہیں مارا ہے پس بہر مقدمہ پردہ میں سے اور عادت الہی اس طرح سے جاری ہے کہ
جب کوئی بندہ اوسکی بندوں میں سے کسی چیز پر سہیلی کرتا ہے خواہ وہ چیز نیک ہو یا بد البتہ

قصاص کے نہیں کئے اکثر اہل فقہ نے جواب اس کا اس طرح دیا ہے کہ جب مقتول بعد مرنے کے زندہ ہوا تھا اور حال بنیخ اور نمونہ عذاب آخرت کا دیکھ کر آیا قول و سکا برابر دو گواہوں معتبر کے بلکہ اس سے بڑھ کر ہو گیا البتہ جب تک مقتول نہیں مرنے پہنچا ہے اور حال بنیخ کا اس نے نہیں دیکھا احتمال صدق اور کذب کا اس کے کلام میں پایا جاتا ہے اور کہنا اس کا بیچ معین کرنے کا قاتل کے معتبر نہیں ہوتا ہے لیکن موافق قاعدہ کلام کے اس جواب میں خدشہ قوی ہے اس واسطے کہ اہل کلام نے معجزات کی بحث میں ایسی تقریر کی ہے کہ اگر پیغمبر کی دعا سے مرد زندہ ہوا اور اوبرقی ہونے نبوت اس پیغمبر کے گواہی دیوے یا تکذیب اس پیغمبر کی کرے معتبر نہیں بلکہ معجزہ اور پیغمبر کا فقط زندہ کرنا میت کا ہے گواہی اس کی خواہ موافق دعوی نبوت کے ہو یا مخالف اس کے دخل نہیں اس واسطے کہ میت جو بوقت زندہ ہوئی عقل اور شعور اور خیال اور ہم انسانی کے محل خطا کا معرفت کس بیچ میں ہے حاصل ہوا اور حکم اس کا حکم اور آدمیوں کا ہے کہ گواہی اس کی کام نہیں آتی ہے اور اگر کوئی جانور یا پتھر یا درخت پیغمبر کی دعا کو سنے لگے اور گواہی اوبر حقیقت دعوی نبوت کے دے معتبر ہے اور اگر تکذیب کرے تو یہی معتبر ہے اور نبوت کے دعوی کرے تو اس کی اس کے امانت ہو جاوے گی جیسے کہ امانت میں لکھنا کتاب وغیرہ کی ہوئی تھی اس واسطے کہ کلام جمادات اور حیوانات کے خیال اور ہم کی بناوٹ سے نہیں بلکہ کلام ان کے کلام غیبی ہیں احتمال صدق اور کذب کی اس میں گنجائش نہیں پس موافق اس قاعدہ کے چاہئے کہ کلام مردہ کے بعد حیات کے محتمل صدق اور کذب کے ہوں کہ جو بڑا اور بناوٹ بیچ کلام کے شیعہ انسان کا ہے اور کہنا اس کا بیچ تعین قاتل کے معتبر ہو گا جب تک قاتل افرا کرے پس چاہئے کہ جب حق تعالیٰ نے اس کو واسطے فوج بقدرہ کے امر فرمایا کہ لبیب مارے بعض اعضا اسکے کے مردہ زندہ ہو جاوے گا اور حال قاتل کے سے خبر دے گا بصفت میں گواہی اوبر سچا ہونے اس مردہ خالص کے اس کی طرف سے ثابت ہوئے اس واسطے اس مقتول کے کہنے سے قصاص لینا قاتل سے درست ہو اور کچھ حاجت اقرار قاتل کے نہیں اور مردہ کو سپر قیاس نہ کرنا چاہئے کہ اس کا صدق نص سے ثابت ہوا خاص کہ اس خبر میں گواہی ابراہیم کے آواز اس جواب کی حاجت اس وقت ہر کہ لکھتے ہیں اس معجزہ روشن اور عیاں ہونا کی قاتل نے خود اقرار کیا ہوا اور یہ بات بعید معلوم ہوتی ہے ظن غالب یہ ہے کہ

خاکسے
فانے تارا رات
چرخہ لکھا
میں بھائی
اور صبر
نہاں آدنی بالک
پیشی ہو گیا
جس کو کھو
زبان گویا
بیر و جبکہ
بھی
کھلنے پہ
آپ
روکنا
کے بارے
چاہئے
بین
چینی
طری

تفسیر

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

اور یوں کہ قاتل

نشان دہی اور قضا کا

یہ کہ قاتل نے بھی قرار یا سکوت کہ قائم مقام قرار کے ہو کیا ہوا اور حدیث میں آیا ہے کہ بیچ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک لڑکی انصار میں کی کہ زیور چاندی کا گلے اور ہاتھوں اور پانوں میں پہنے ہوئے تھے کھینچنے کی واسطے باہر چلی گئی ایک یہودی مردود نے جنگل میں اسکو مار ڈالا اور زیور اسکا لیکیا جب اس کے وارثوں کو خبر ہوئی تگے دڑ کے اس لڑکے کو پایا اور ابھی کچھ رفق نہیں باقی تھے کہ رو برو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسکو لائے آنحضرت نے فرمایا کہ حملہ والوں کا نام اس کے سامنے لیتے جاؤ کہ فلا نے نے تجکو مارا ہی یا فلا نے نے یہاں تک کہ نام اس یہودی کا لیا سر اسکا ہلا اور اشارہ کیا کہ اس نے مارا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی کو بلا کر قصاص لیا اور بعضی روایتوں میں آیا ہے کہ اس یہودی نے بھی اقرار کیا کہ قاتل اس کو قاتل نے جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قصاص لیا تھا اس سے ہی اقرار کیا ہوا اور بعضی روایتوں میں ذکر اقرار اس کے کا سا قسط ہوا اب حکم اس مسئلہ کا معام کرنا چاہیے اور شہادت حضرت موسیٰ کی بھی اس حکم میں مطابق اسی شریعت کے ہر چنانچہ اذیت مقدسہ سے بھی بات سمجھی جاتی ہے اگر مردہ کہ نشان قتل اور زخم کا امین پایا جاتا ہے اور کسی جگہ پڑا ہو اسکو اور قاتل اسکا معلوم نہ ہو کہ نزدیک نام عظیم رضی اللہ عنہ کے اس حملہ والوں یا اسکا نو والوں کو جیمنہ مقتول پڑا ہو اسکو اور اگر جنگل میں پڑا ہو اسکو جو گانو کہ قریب اس کے ہو چاہے شہادت آدمی معتبر کہ خدا کی قسم دینی چاہیے کہ مینے نہیں مارا ہے اس مقتول کو اور نہ اس کے قاتل کی ہکو خبر ہے اگر انہوں نے قسم کھائی تمام ان حملہ والوں یا گانو والوں سے دیت لینی چاہیے اور انکو چھوڑ دیں اور اگر قسم کھانے سے انہوں نے انکار کیا انکو قید رکھنا چاہیے تاکہ قسم کھاویں یا قاتل کا تحقیق کر کے نشان دیویں کہ اسقدر جماعت کثیر ایک حملہ یا ایک گانو کے ایسے واقعہ سے کہ اس حملہ یا گانو میں ہو جاوے یہ خبر نہیں رہ سکتی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سین تفصیل ہے اگر تہمت قتل کے اوپر جماعت اس حملہ یا گانو کی ہو اس طرح سے کہ ظن غالب حکم کرتا ہے کہ انہوں نے مارا ہے جیسا کہ کوئی جماعت گھر میں یا جنگل میں جمع تھی بعد اس کے متفرق ہوئی اور ایک کو مار کر چھوڑ گئی یا گانو والے اس مقتول سے عداوت رکھتی تھی اور عداوت انکی اس کے ساتھ مشہور تھی پس مقتول کے دیون کو کہنا چاہیے کہ پچاس آدمی اس جماعت میں سے ایک ایک

تشریف

سید کے ائمہ بنیادین

فوائد و خواص

بسم الله الرحمن الرحيم

تبعیت فیضی

میں نے اس کو دیکھا ہے

پیشانی مالدار

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۰۰

من حنا
المن

بزرگو

بلکہ یا

اور امر اور نواہی الہی کے موجب سہولت اور آسانی اور مقبولی کا ہی جو تھے یہ کہ یتیموں کے اور یتیم خانوں
مہربانی اور رحمت اپنی کرتا ہی پس ساتھ حکم تخلیق باخلاق اللہ کی رعایت کرنی حال یتیموں
محافظت کیلئے مال انکے کی اور نفع کرنا اور تجارتوں انکی سے اور تمام خلایق کے لازم ہی پانچویں
یہ کہ جسے عیال اپنی کو خدا کے اور چھوٹا اور مال اپنے کو بیچ محافظت خدا کے اور پناہ اسکے کے دینا
حق تعالیٰ نے انکی تعین طمع کے اور نفع بخشا جتنی یہ کہ احسان کرنا والدین کے ساتھ اور رحمت
کرنی انکی موجب نزول رحمت اور برکت جناب الہی کی طرف سے ہی ستائیں یہ کہ جو مال کہ ہر
کے واسطے خرچ کریں اور انکی عوض میں امیر ثواب بٹھے کی رکھیں چاہیے کہ بہتر اور نفیس مالوں میں
ہو اور دل پسند اور بیش قیمت ہو جیسا کہ یہ گاہ و بھائی اور اسی واسطے قربانی کے حق میں بڑی توجہ
آئی ہو کہ لاغر اور عیب دار نہ ہو اتھوین یہ کہ بنی اسرائیل کو تنبیہ اور عبرت ہو جائے کہ جب سالہ زربین کو
کہ سامری نے بنایا بغیر حکم الہی کے تنظیم اسکی کی اسکی عوض میں شتر ہزار آدمیوں دستوں اور یگانوں کا
قتل کرنا لازم ہوا تاکہ تو صحیح ہوئے اور اس گناہ زربین کو کہ اس کے حکم سے بہت ساز و خرچ کر کے
خریدا اور حکم الہی سے فرج کیا باعث ظاہر ہوئے اس معجزہ عجیبہ کا ہوا کہ اسکے عضو کے مارنے سے مردہ
زندہ ہو گیا تاکہ معلوم کر لو کہ گوسالہ پرستی بسبب مخالفت حکم الہی کے موجب اس وبال اور عذاب کا ہوا
اور گناہ کشی میں بسبب تابعداری حکم الہی کے اس قدر برکت ظاہر ہوئی اور کیا اچھا ہو کہ کہیں
پسیت کہ نے حکم شرع آب خوردن خطاست و اگر خون بنستوی بریزی رواست
باقی رہا اس جگہ ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ پہلے ذکر عائیل کے مائے جانیکا کس واسطے کیا کہ
شرع اس قصہ کا وہاں سے تھا اور بقرہ کا فوج کرنا اس سے سچھے تھا چاہیے تھا کہ ذکر اسکا بھی اہرین
ہوتا اس میں کیا نکات تھے جواب لطیف اس سوال کا عنوان تفسیر میں گزرا تھا تامل کرنا چاہیے اُس
وہ جواب کہ وہ مفسرین نے لکھا ہی ہے کہ اگر ارجح ذکر کرتے تو تمام ایک قصہ ہو جاتا اور جو غرض
منظور تھی حاصل نہ ہوتی اس واسطے کہ غرض بیان کرنے اس قصہ کے سے اس مقام میں اولاً یہ ہے کہ
بزرگوں تمھارے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بیچ پہنچانے ایک حکم الہی کے کہ حکمت اسکی انکی فہم ناقص
میں نہ آتی تھی بہت استہزا اور تمخرکی لگا دیتے تھے اور پھر اس حکم کی جلدی سے بجا آوری نہ کی
بلکہ بار بار کھوکھا و شروع کی اور یہ بات اسبر دلالت کرتی ہو کہ نزدیک ان کے وحی الہی کی چند

عظمت نہ تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فرار کے کو حساب میں لائے اور یہی بیماری سخت پہنچی
استون کو تھی کہ اپنے نبیوں کی نسبت سے ضعیف الاعتقاد ہوئے تھے اور صلیبن عقلی کو مقدم اور احکام
شرعیہ کے کرتے تھے اور ثانیاً یہ کہ تم ساتھ اس تہ کے بذال فعال ہے ہو کہ بزرگوں تمہارے نے
جس نامہ میں کہ قتل نفس محرک کا کیا تھا ایک دوسرے کو تہمت لگائی تھی اور بیچ پوشیدہ کرتے اس قصہ کے
کو شمش کی تھی حالانکہ وحی نازل ہوتی تھی اور ایسا پیغمبر اور الو الغرم ان میں موجود تھا پس باعتبار
جدا جدا ہونے ان دونوں غرضوں کے اور مقدم ہونے پہلی غرض کے دوسری سے اس قصہ کو لکھ کر
لکھ کر کے بیان کیا مگر اس تقدیم سے شہد اس بات کا پڑا کہ کوئی شخص جدا جدا کرنے اس قصہ کے سے
ایک قصہ کو دو قصے سمجھ کر غلطی میں پڑے سو علاج اسکا کر دیا ہو کہ ضعیف بعضہا کی جوع طرف بقرہ کے
کے گویا کہ اس سے تصریح ایک قصہ ہونے کی کی ہو و لاہم اللہ تعالیٰ باسراہر کلامہ اور بھی اس
جگہ جانا چاہئے کہ قاتل خواہ عمداً ہو یا خطاً اور محروم ہونے میراث مقتول میں دونوں برابر
بالاجماع اختلاف اس بات میں ہو کہ اگر قاتل حق پر ہو اور مقتول ناحق پر پھر بھی حرمان
میراث کا ہوتا ہو یا نہیں امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر عادل باغی کو مارے یا کسی نے کسی
شخص پر حملہ کیا اور جبر حملہ کیا تھا اسے حملہ کرنے والے کو مار ڈالا میراث سے محروم نہیں ہوتا ہو اور امام شافعی
کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی میراث سے محروم ہوتا ہو گو گناہ اور عذاب نہ ہو یہاں تک بنی اسرائیل کی
عادت کا بیان کہ انکار حکمون الہی کا ہمیشہ کرتے رہے ختم ہوا آب فرماتے ہیں کہ زیادہ تر تعجب
حال تھا اسے یہ ہو کہ جو چیز سبب نرم ہونے دل اور قبول کرنے نصیحت کے ہوتی ہو تمہارے
حق میں ہی شو سبب سختی اور نہ ماننے نصیحت کا ہو جاتی ہو اس واسطے کہ تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد میں
کبھی کافر ہوتے تھے اور کبھی ایمان لائے تھے اور کبھی گناہ کرتے تھے اور کبھی توبہ اور مذمت کرتے تھے
اور کبھی عہد شکنی تم سے ہوتی تھی اور کبھی اس عہد کو محکم اور مضبوط کرتے تھے اور کبھی پیغمبر اپنے کو کہتے
تھے کہ اتقننا ناکھڑوا اور کبھی اطاعت اور فرمانبرداری اس کے کی آرزو کرتے تھے کہ
وانا انشاء اللہ لمصلحتوں ان مختلف حالتوں میں اور جدی جدی رنگتوں میں تمہارا
دلوں میں فی الجملہ نرمی تھی اور صلاحیت قبول کرنے نصیحت اور خیر خواہی کی تم میں تھی اور بیماری
تمہاری ہر چند کہ سخت ہوتی تھی تخفیف بھی قبول کرتی تھی اور سورہ مزاح میں تمہاری سختی تھی

خدیجی
تفسیر

اور خدا کے نام سے پڑھو

باجائے اپنے رب

خدا کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

ان کی تعریف میں

تشریع پھر بعد واقع ہونے واقعات ذکر کیے گئے اور شاہدہ کرنے آیتوں روش کے کہ ہر ایک نشانی ان میں سے سمجھنے میں اور نصیحت پانے میں گویا ایک نسخہ جامعہ تھا علی الخصوص دیکھنا اور زندہ ہو جانہ مردہ کا دنیا میں واسطے قصاص کے اور قائم کرنے عدل کے دلیل روشن تھی اور ہر حیات آخری کے واسطے جزا دینے کے قِسْمَتٌ قُلُوبُکُمْ یعنی سخت اور بے دھڑک ہو سے دل تمھارے میں بَعْدُ ذٰلِکَ یعنی بعد ان تمام معجزوں اور نشانیوں کے کہ سبب نرم ہو جانے دلوں کے اور قبول کرنے وعظا و نصیحتوں کے تھے فُحِّی یعنی ہیں وہ دل سختی میں کالجھکا کرۃ یعنی مانند پتھر کے ہیں نہ مانند لوہے کے اس واسطے کہ لوہا آگ میں نرم ہو جاتا ہو اور دل تمھارے بسبب آگ خوف اور ہیبت کے بھی نرم نہیں ہوتے ہیں اَوَ اَنْتُمْ فَتٰوْنَ یعنی یا وہ دل زیادہ سخت ہیں پتھر سے سختی میں پس اس کے بھی قابل نہیں کہ انکو پتھر کے ساتھ تشبیہ دی جاوے اس واسطے وَاِنَّ مِنَ الْجَحَاکَرَةِ یعنی اور تحقیق بعضی جنس پتھروں کی سے جیسا کہ پہاڑ لَمَّا یَنْفَجِّرُ مِنْهُ الْاَنْفَکَارُ یعنی البتہ ایسی چیزیں ہیں کہ جاری ہوتی ہیں اُن سے نہرین و زمینیاں چنانچہ کوہ سوالملاک اور مانند اس کے لیے ہیں جیسے کہ اجزا اُس پہاڑ کے بدل کر دھواں بجاتے ہیں اور ہوا ہو کر پانی بجاتے ہیں اور ہوا کو دوسری طرفوں سے اپنی طرف کھینچتے ہیں اور اُس ہوا کھینچی ہوئی کو سبب قوت سردی کے کہ اُن میں موجود ہر پانی بہا دیتے ہیں یا اس طریق سے کہ اُبھنے بہت اندر زمین کے جمع ہوتے ہیں اور ہر گاہ بہ نسبت پہاڑ سخت کے کہ زمین کے اوپر ہر اُن انحرول کو مسات اور راستے ہمیں ملنے کہ جلدی سے زمین کے اندر سے نکل کر اوپر چلے آویں لاجا رزور کر کے اُس پہاڑ کو جگہ جگہ سے بھاد کر ٹکٹے ہیں اور سبب اس حرکت کے وہ ابھرے پانی بہا دیتے ہیں اور پہاڑ کے اندر جگہ جگہ پانی چھرنے لگتا ہے اور پانی زیادہ ہوتے ہوتے زمین کو بھاڑ کر زمین لگتا ہے کہ نہرین بجائی ہیں یا اس طریق سے کہ بعض پتھر سبب اس کے کہ روح ان کے اندر ہی بیجا آہی کہ غیبوں کے واسطے سے طرف انکی پہنچتا ہے اُس کے بجالانے کے واسطے ہو کہ پانی کے ساتھ بدل آتے ہیں اور جیسے کہ پہاڑ میں سے نہرین جاری ہو جاتی ہیں ان پتھروں میں سے ویسی ہی نہرین جاری ہو جاتی ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پتھر میں عصا کے اُن سے چشمہ جاری ہوئے تھے دیکھا ہے اور سنا ہے تِنِّی وَاِنَّ مِنْہَا لَمَّا یَسْتَفْقُو

باسبب و کرنے پانی تیز کے کہ اس کے چھپے سے آوے **فَيَكْبِتُ عَنْهُ الْمَاءُ** یعنی پس نکل آتا ہوا اس سے پانی اگر چست چلتے والا ہو جیسا کہ کوستان میں یکجا جاتا ہوا چھپے کے بلکے چلتے ہیں کہ مادہ انکا پتھر کے نیچے سے آتا ہوا فرق اس صورت میں اور پہلی صوت میں کی طرح سے جیسے کہ تفسیر کی عبارت سے معلوم ہو چکا اور عمدہ فرق یہ کہ پہلی صوت میں ٹنگاں چڑھتے چڑھتے جگہ جگہ پیدا ہوتے ہیں اور جو مادہ کہ پہاڑ کے اندر کا ہو اسی بصوت پانی کے منقلب ہو کر انہیں سے نکلتا ہوا اور دوسری صوت میں ٹنگاں راز چھپنے سے غرض کا ایک ہی جگہ میں بسبب آنے مادہ کے عقب پہاڑ کے سے پیدا ہوتا ہوا اور وہی مادہ کہ چھپے سے زور کر کے آتا ہوا ٹپک ٹپک کر نکلتا ہوا **وَالَّذِينَ كَفَرُوا** اور تحقیق جنہیں پتھر کی سے وہ چیز ہو کہ گناہی پہاڑ کے اوپر سے نیچے کو **مِنْ حَشِيرِ اللَّهِ** بسبب خوف اللہ کے یا بسبب تیز کے جسکو عاصفہ کہتے ہیں کہ وہ بھی قہر الہی کے نشان ہوتی ہو اور دل تمھارے بھی نرم نہیں ہوتے ہیں چہ جائے اسکے کہ پانی ہودین اور نہ پھٹتے ہیں کہ ان کے اندر نصیحت اور وعظ داخل ہو چہ جائے اسکے کہ اثر وعظ اور نصیحت کا انہیں پیدا ہوتا اور وہ ان سے اثر اسکا اعضا کی طرف پہنچے اور نہ نخوت اور تجبر انکا گھٹتا ہو باوجودیکہ حوادث اور مصائب سخت وارد ہوتے رہے ہیں یہ ہر حال دلون تمھارے کا اور وصفون دلون کا **وَمَا اللَّهُ بِعَافٍ لِّمَا تَعْمَلُونَ** اور نہ میں ہوں خدا غافل اس چیز سے کہ کرتے ہو تم بدن کے کاموں سے اولن ہی کاموں کے سبب دلون تمھارے کا بھی احوال ظاہر ہوتا ہو پس دل بھی تمھارے اندر سے خراب ہیں اور ایسے ہی اعمال اور ظاہر تمھارا برابر ہو یا اس طرح مطلب اس آیت کا بیان کیا جائے کہ یہ بین افعال اور آثار پتھروں کے کہ دلالت اوپر گو نہ نرمی کے کرتے ہیں اور نہ میں ہوں خدا غافل عملون اور فعلون تمھارے سے کہ تمام آثار سنگدلی اور سختی کے ہیں اور بالکل نرمی کا نشان نہیں باقی رہیں اس جگہ چند باتیں کہ انکی تحقیق ضرر ہو تو دل یہ کہ پتھروں کو ساتھ صفت خشک کے کہ معنی ترس کے ہو موصوف کیا ہو اور خوف اور ڈر بغیر حیات و عقل کے نہیں ہوتا ہو اور پتھروں کو موصفتوں سے خالی ہیں پس صفائے ساتھ اس صفت کے کس طرح درست ہو سکتے ہیں جواب نزدیک اہل سنت اور جماعت کے تمام جمادات اور حیوانات کے اندر روح فخر ہو کہ ساتھ لفظ ملکوت کل شئی کے ہیج آیت **الَّذِي بَدَأَ مَلَكُوتَ كُلِّ شَيْءٍ** کے

تبرکات

سید جوگن سنگھ

طبیعیات پر لکھنا

میں نے

مفتی محمد رفیع

بسم الله الرحمن الرحيم

U.S. DEPARTMENT OF AGRICULTURE

پیشکش

روای الدین

این سوره

بجانب دینی امور

الاستاذ المساعد الدكتور

سیدان

غلامی چیت

کتابخانه

در این کتاب

4.13.14

وإذا أخذت

وہی ہے جس نے

١٢٢

حفظ و ما شاء الله

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مجلسی

منہج

فوائد

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

مختصر

اس تبصرہ میں ہوا وہ روح مجروح و مٹا اور اگر کوئی حیوانہ اور شیخ جمادات و حیوانات کی کہ
 بہت کچھ کلام الہی میں کر اسکا آیا ہے جسے کہ کلمہ صلی و تسبیحہ وان من شی الا یسبحہ سجدہ
 و لکن لا تقفون تسبیحہ ساتھ اس روح کے ہی لیکن اس روح کو علاقہ تدبیر اور تصرف کا ان کے
 بدنوں میں نہیں اور نہ اثر اسکا روح حیوانی کے واسطے ہے پہنچا ہی بلکہ مانند و حوں فرشتوں کے کہ اپنے
 بدنوں میں بلا واسطہ روح حیوانی کے تصرف کرتی ہیں پھر روحین بھی پر تو اور روشنی اپنے جسم خاص پر
 ہیں اور اس وقت میں اس جسم سے افعال شعور اور ارادہ کے صادر ہوتے ہیں اور یہ تعلقی
 دائمی نہیں تاکہ محل تکلیف اور ثواب اور عذاب کے ہوں اور آخرت میں ظہور آثار ان و حوں کا اپنے
 بدنوں میں ہمیشہ ہو گا اور اسی سبب سے گواہی دی گئی اور کلام کرنگی اور شاخیں اور پھل بہشت کے
 بہشتیوں کی آواز کا جواب دینگے اور اس جہان میں کہ حکم ارواح کا ان میں غالب ہیں ساتھ قوت نفس
 قدسیہ کے وہ تعلقی پر کوڑا لٹا ہی اور پھر پوشیدہ ہو جاتا ہی اور یہی ہو درختوں اور پتھروں اور حیوانوں
 کے زبانوں کے ساتھ نبیوں کے کام کیے ہیں اور نبیوں کے فرمانے سے کلام اور اولے شہادت اور جواب
 اور فرمانبرداری انکے حکمون کی کی ہی اور قدرت و اثر کے ایسے ان نبیوں علیہم السلام سے منقول ہوئے مجملہ ان
 اموکے یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوپر پہاڑین کے تشریف رکھتے تھے اور کفار آنحضرت کے شمس میں
 پہاڑ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اس جگہ سے نیچے آؤ کہ میری پشت پر سے ٹکوکر ڈالیں اور مجھ کو شرمندگی
 حاصل ہو اور صحیح مسلم میں ساتھ روایت جابر بن سمرہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحت کو پہنچا
 کہ فرمایا آنحضرت نے پہچانتا ہوں میں ایک پتھر کو کہ کہ میں ہی پیشتر نبوت سے میرے اوپر سلام کرتا تھا
 اور حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ سے بھی سلام کرتا کہ کہ پتھر کا اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 منقول ہوا اور صحت کو پہنچا اور صحیحین میں ساتھ روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے آیا ہے کہ جب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن کا پہاڑ نظر آیا فرمایا کہ ہذا جبل یحییٰ کا بیچہ اور صحیحین میں ساتھ روایت
 ابو ہریرہ اور اوصی کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فقہ ایک بیل کا بیان فرماتے تھے کہ تم کو ایک
 شخص پکڑے ہوئے ایو جاتا تھا اسکے دل میں آیا کہ اسپر سوار ہو جاؤں اس بیل نے کہا کہ مجھ کو حق تعالیٰ نے
 سواری کے واسطے پیدا نہیں کیا ہی واسطے کھیتی کے پیدا کیا ہی اور بولنا بیٹھنے کا بھی حدیث شریف
 میں آیا ہی اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ہی اور صحیحین میں ساتھ چند روایتوں کے ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم حرا کے پہاڑ پر تشریف لے گئے تھے کہ اُس پہاڑ کے پتھروں نے بطور زلزلہ کے ہلنا شروع کیا آنحضرت علیہ السلام نے اُس پتھر کو لات لاری اور فرمایا ادب سے رہنا اُسے کہ یہی پشت ہر اور کوئی نہیں مگر پیغمبر اور صدیق اور کئی شہید بچر و فرما لے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہاڑ ٹھہر گیا اور آواز کرنا ستونِ حنا کا بسبب مفارقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدر مشہور ہو کہ حاجت بیان کی نہیں اور رونائیں ستون کا اور خاموش ہو جانا کا بعد شفقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح ولالت اُسکے شعور اور حیات پر کرتا ہی اور سب آیتوں میں یہ آیت زیادہ تر اس امر کے اوپر ولالت کرتی ہو اور تاویل بھی اس میں نہیں کہ لو انزلنا هذا القرآن علی جبل لرايناه حاشعاً متصدلاً مشخياً لله اور سوا اسکے اور دلیلین بھی ظاہر اور روشن ہیں دوسری بات یہ ہو کہ اگر مراد اس آیت سے طعن کرنا کفار اور فجار سنگ دل کا ہو اس طرح سے کہ پتھر خدا کے حکموں کو بجا لاتے ہیں اُس سے ڈرتے ہیں اور تم اُسکے حکموں کو بجا نہیں لاتے ہواور نہ اُس سے ڈرتے ہو پس یہ مطلب ظاہر نہیں اُس واسطے کہ جو امر خود بخود جبلت میں پیدا ہو جائے اور طبیعت اُسکو تقاضا کرے نہ انسان ایسی شئی سے انکار کرتا ہو اور نہ پتھر اور نہ درخت اور آدم اور نواہی شرعیہ اور تکلیفوں شرعہ کا قبول کرنا پتھروں اور درختوں اور جمادات سے ثابت نہیں ہوتا کہ بسبب اُسکے الزام دے سکیں اور بسبب نہ قبول کرنے اُسکے کے انکو پتھروں سے زیادہ سخت کہا جاتا جواب اسکا یہ ہو کہ طبیعت کے الہاموں کا قبول کرنا ہر چند پتھروں اور فاجروں سنگدلوں میں برابر ہو لیکن پتھروں کی کمال فرمانبرداری اسی قدر کافی ہو کہ انکی خلقت میں عقل اور شعور اور حس اور حرکت نہیں رکھی گئی قبول کرنا جملہ انہی کو گو طبیعت کے تقاضے سے ہو بڑے تعجب اور کمال کی بات ہو اور کفار اور فجار سنگدلی میں سب طرح کی عقل اور شعور اور سمجھ رکھتے ہیں انکو واسطے الہامات طبعی کا قبول کرنا اور تقاضائے جبلت کے امر الہی کو مان لینا بعید نہیں اور یہ بات پایہ اعتبار سے ساقط ہو اُس واسطے کہ کمال انسان کا ہی میں کہ موافقت الہام ناموسی کی کرے اور جو احکام شرع کے رسولوں اور وارثوں انکے کے واسطے سے پہنچتے ہیں اپنے اختیار سے انکو قبول کرے اور غسل میں لاوے پس جمادات اپنے کمال کو پہنچ جاتے ہیں اور جو الہام کہ لائق انکے ہے اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں

تفسیر علی بن ابی حمزہ
قالوا فقلنا لا یجوز
علیہ السلام و صحبہ
لکن من الخیر

اسکے بعد پھر فرمادے
اگر پتھر اس کا فضل قبول
نہیں تو پتھر کی ہی حاجت
واحد علیہ السلام
اعتقاد و اطمینان
قلنا نعم

اور تم کہو وہاں جان
پتھروں نے اپنے کمال
بول رہا ہے کہ ہمیں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا

ترجمہ غزالی

پہلے خدا کے لئے
چربی حرام کی تھی
مؤمن نے اس سے
بچ کر اس کی قیمت
کھائی اور ایمان
کے ان فرمان میں
سے جسے اس نے
اسلام میں لائون
کو دھوکا دیا ہے وہ
جیل اور کاروبار
میں جو اس کا مال
حرام کی ہوئی چیز
حال کے لئے اور
فسقوں کو
کئے اور اس کے
نہج کے خلاف ہو
خدا میں اور وہی
باطل ہے جو کسی
برائی پر

اور فحار سنگدل حد کمان کو نہیں پہنچو ہیں اور فرمانبرداری اُس الہام کی کہ لائق اُنکے ہی نہیں کہتے
ہیں بس قسادت اور سختی میں پتھر سے بھی زیادہ سخت ہیں اور اس کی مثال ایسی ہو کہ کہتے ہیں کہ
اس سال میں موسم گرمی کا زیادہ گرم ہو موسم جاڑے کے سے یعنی گرمی اُسکی شدت اور کمال میں
زیادہ تر ہو سڑی جاڑے کی سے جو کہ موافق اُس موسم کے ہو تیسری یہ بات ہو کہ کفار سنگدلوں
کے اور پھروں کے درمیان فرق کے واسطے تین قسم کے پتھر ذکر کیے ہیں حالانکہ ذکر ایک
قسم کا بھی اس بات کے واسطے کافی تھا اس اطناب کی کیا وجہ ہو جواب ذکر تین قسم کے پتھر کا
اشارہ ہو طرف معرفت سلوکیہ کے اس واسطے کہ نزدیک اہل سلوک کے تمام دل تیار رہیں ہر بہن
اول وہ دل ہو کہ نور الہی میں ڈوبا ہوا ہو اور علم کے دریا میں فضا ہوا ہو اور اُس دل میں نہرین مسرت
کی جوش کئی ہیں اور سبب ندگی دلون راہ ڈھونڈنے والوں کے اور فیض چاہنے والوں کی ہوا
ایسے دل اہل السداد و سابقین کے دل ہیں اور ایک دل ایسا ہو کہ دریائے علم سے سیر ہو کر پانی
نفع خلائق کا ہو اور یہ دل علماء و اخیان کے ہیں تیسرے وہ دل ہو کہ فرمانبرداری اور اطاعت میں
مشغول ہو اور یہ دل اہل عدل اور عابدوں کے ہیں اور کثر حال پتھر کا یہ ہو کہ اللہ کے خوف سے نیچے کو
گرہے یعنی فرمانبرداری کرے حکم طبعی کی کہ اللہ نے اُسکے اوپر حاکم کیا ہو اور حکم طبیعت اُسکی کا
ہو کہ سبیل مرکز کی طرف کرے یعنی بسبب بھاری ہونے کے نیچے کو جائے اور جب اس حد سے
گزر تا ہو پانی کو راستہ دیتا ہو اور بسبب لطافت جگر کے مسام باریک اس میں پیدا ہوتے ہیں کہ
شرح پانی کا لکے اندر سے نکلن ہو پھر جب اس حد سے بھی بڑھتا ہو تو قوت مستحیل کئے ہو کہ پانی کی
طرف پیدا ہو جاتی ہو اور سامان جاری ہونے نہروں کا اُس میں بہم پہنچتا ہو جو قصا دل
غیر متاثر یعنی اثر قبول ٹھکے اور بسبب کمال سرکشی اور غرور کئے نے خوف ہوتا ہو اور فیض علی قبول
نہیں کرتا ہو اور اطاعت کی طرف نہیں آتا ہو اور ایسا دل کفار اور فحار کا ہو اور کوئی چیز سخت
مثل لیسے پتھر وغیرہ کے اُسکے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی ہو اور حدیث شریف میں آیا ہو کہ جو چیز
اللہ تعالیٰ نے محکوم عنایت کی ہو یعنی ہدایت اور علم مانند مینہ کے کہ کثرت سے زمین پر برستا ہو
پس جو ٹکڑا زمین پاک اور پاکیزہ اور نرم ہو پانی کو پی لیتا ہو اور گھاس وغیرہ بہت اُس میں پیدا
ہوئی ہو اور بسبب اُسکے نفع عام ہوتا ہو اور دوسرا ٹکڑا کہ سخت اور نیچاں میں ہو پانی اُس کے

اُس کے اندر ٹھہر جاتا ہوا اُس سے بھی نفع آو میوں کو پہنچتا ہے کہ پانی پیتے ہیں اور کھیتوں کو بھی پانی دیتے
 اور مویشی وغیرہ کو پلاتے ہیں اور ایک قطعہ زمین کا کہ شوراہہ ہوا ہے نہ پانی کی رطوبت اُس میں
 باقی رہتی ہو اور نہ اُس میں اکٹھا ہوتا ہے نہ کچھ اُس میں پیدا ہوتا ہے اور نہ کسی کے کام میں پانی اٹکا
 آتا ہو اور ایسی ہے مثال اُس شخص کی کہ ہدایت کو قبول کیا اور آپ بھی علم حاصل کیا اور دوسروں کو
 بھی تعلیم کیا اور مثال اُسکی کہ اس طرف سر بھی نہ اٹھایا اور کسی طرح سے نفع نہ لیا اور بعض مفسرین
 اس طرح سے کہتے ہیں کہ یہ تینوں قسم کے پتھر اشارے ہیں طرف تاثیروں الہی کے کہ غیر ہے انھوں نے
 پتھروں میں ظہور پکڑا ہے پس وان من الحجارة لمان فیہ منہ الانہار اشارہ ہر طرف اُس پتھر کے
 کہ بسبب اسے عصاے موسیٰ کے بارہ چشمے اُس میں ظاہر ہوتے تھے اور وان منہ الماء ایشیق فیجر
 منہ الماء اشارہ ہر طرف اُس پتھر کے کہ واسطے بند کرنے سیل عدم کے اُسکو مقرر کیا تھا اسد کے
 حکم سے پھٹ کر سیل کے پانی کو رستہ دیا کہ ملک سب کا خراب کر دیا اور وان منہ الماء ایبط من
 خشية الله اشارہ ہر طرف پتھر تجیل کے کہ اسد کے حکم سے آسمان کی طرف سے گرا اور
 لوط کی قوم کو زیر و زبر کیا چوتھی بات یہ ہے کہ کلمہ آو کا شک کے واسطے ہوا اور علام الغیوب کے
 کلام میں جگہ شک کی کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ کلمہ آو کا اس جگہ شک کے واسطے نہیں بلکہ واسطے
 تخیر کے ہے یعنی جو سننے والا اُنکے حال کا ہے اُسکو اختیار ہے کہ صل سختی لگی کا اعتبار کرے لکن
 دلون کو پتھر کے ساتھ تشبیہ دیوے یا سختی کے مرتبہ کا تصور کرے کہ کس مرتبہ کی سختی ہو پتھر کی
 سختی سے زیادہ جائز اس تشبیہ کو چھوڑ دے اور باعتبار سختی کے پتھر سے زیادہ ہونے کا اُن کے
 واسطے حکم کرے اور اگر کہا جائے کہ تخیر انشارات میں ہوتی ہے نہ اخبار میں جواب اسکا یہ ہے کہ
 ہر انشا کو ایک خبر منی لازم ہے جیسے کہ ہر ایک خبر کو انشا بھی لاحق ہوتی ہے پس کبھی باعتبار انشا
 مقام کے لازم خبر منی کی طرف نظر کرتے ہیں اور جو اعتبار کہ لائق اُس حال کے ہے اُس کی
 رعایت کرتے ہیں یا تجویز یہ ہے کہ اشد قسوة کس واسطے کہا حالانکہ اس فعل سے ہم تفصیل کا
 وزن بھی ممکن تھا یعنی اقسی کہہ سکتے تھے لفظ اشد یا اکثر یا ازہ کا اُس جگہ لایا کہ یہ فعل تفصیل کا
 وزن اُس جگہ ممکن نہو جیسے الوان و عیوب میں جواب اسکا یہ ہے کہ ولالت قسوی کی او پر زیادتی
 قساوت کے ولالت اجمالی ہے اور ولالت اشد قسوة کی ولالت تفصیلی اس مقام میں کیونکہ بیان

ترجمہ خلیجی

سلف کے گھر

شفیق ہیں

راغائے اللہ جان

ایسا جملہ حرام ہے

اس بارے میں

تہذیب الامان

خود کو بکھنا چاہیے

بعض نفع کی کتاب

جسے انسانہ النظر

دشمن میں جلیون کا

خاص باب ہے

جنسے بہت حرام

یا چون حملی

معلوم ہونے لگے

میں لمانون

چلتا چلا

نیس جان میں

سودا صلی

علیہ کلمہ فرمایا

شناخت حال ان کو کہ ہے دلالت تفصیلی مناسب ہوئی اور قوی اور شدت قہوہ کے معنی میں فرق بھی ہے لیکن باریک بینی اور زیادتی قہوہ کے دلالت کرتا ہے خواہ کیفیت کی حیثیت سے ہو یا کثرت کی حیثیت سے ہو اور شدت قہوہ خاص زیادتی کیفیت کے اور بد دلالت کرتا ہے اور یہاں منظور بھی یہی ہے اور اس مقام سے معلوم ہوا کہ جو قوت منظور بیان زیادتی کثرت کی فعل کا ہوا ہو جبکہ اکثر یا ازید کہنا چاہئے اور جبکہ منظور بیان زیادتی کیفیت کا ہوا شد یا قوی کہنا چاہئے اور افضل التفضیل نہ خاص ساتھ زیادتی کیفیت کے ہر اور نہ زیادتی کثرت کے بلکہ احتمال دونوں کا کہتی ہے اور اسکا استعمال اس جگہ آتا ہے کہ اب ہم منظور ہوا اور بیان خاص کثرت یا کیفیت کا ہو چوٹی بات یہ ہے کہ دلالت میں دلالت کے معنی سے صنفہ الکھار کا کلام تک نظر میں بیان دلون کا ہے جو کہ قاسمہ اور سخت ہیں اس سطح کے پتھروں کے ساتھ تشبیہ و تمثیل کی ہے نہ دلون کی کہ نرم ہیں لیکن اتنی بات ہے کہ جن کا دلون کے ساتھ خطاب ہو رہا ہے قہوہ ان کی اعلیٰ اور انتہا درجہ کو پہنچ گئی ہے اور ان کو دل سختی میں تمام اور سخت دلون سے بڑھ گئے ہیں اور اسی سبب سے ان کی دلون کی تشبیہ و تمثیل کے ساتھ لائق نہیں بلکہ پتھر سے سختی ان کی زیادہ ہو جوتی تیز و جفتین سخت دلون کی تصور کرنی چاہئیں کہ کیونکہ ایسے دلون میں تین مرتبہ متحقق ہونگے اور اس جگہ قلوب صافیہ کے اندر ان تینوں صفوں کا تصور کرنا چاہئے اور بیان ان کی صفوں کا کہ اہل سلوک سے منقول ہے پہلی ہو چکا ہے جو باریک بینی کے دلون کے مرتبہ سختی کی حالت میں ہیں جیسے صفائی میں مختلف ہوتے ہیں اور سطح کے بعضی قلوب صافیہ میں بھی جوشی جاری ہوتے ہیں اور یہ دلون لوگوں کی ہیں کہ مدت تک دلون اور خوش ہون نفسانی کو چھوڑ دیتے ہیں اور سبب اس جوہر کے فی الجملہ انوار روح کے اونکے اور غالب ہو جاتی ہیں اور بعضی باتیں ان سے بھی خلاف عادت کہ کرنا کے ساتھ مجاہدین صادق ہوتی ہیں جیسے کہ ہند کے بعضی راہبوں میں دیکھی جاتے ہیں اور ایندین میں بعضے ایسے ہوتے ہیں کہ مثل پانی کے عریکے علون کا راستہ ان میں ہو جاتا ہے اور ان علون کا آنا جانا رہتا ہے اور ایسے ہی دلون لوگوں میں کہ بشریت کے پردہ کو بہار کر ایک یرتوہ عالم روح اور ملکوت کے سے ہنگر گھیر لیتا ہے اور اسی جہت سے بعضی آیتیں الہی اور معانی اس جہان کی کہ میں آتی ہیں اون پر ظاہر ہو جاتا ہے جیسے کہ حکما و شرفین کا یہی حال ہے اور بعضی اولیائے میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ خوف و در خدا کا اون میں آ جاتا ہے اور ایسے ہی دلون لوگوں کے ہیں کہ بسبب

۱۶۸

فہرست نامہ: "بہارِ نبوی"

کیا آج بھی
تو کب کا نہیں

ہونے سے خدا کی

پیشاء مانگے

ایک

ایک لفظ

معزود
کما

تراش

تحریر

کے وقت تک
خوشن سے

ایسی ہوئی

يعني سُنْتًا

غیر اس شے کا

حکم المعاصی اصل المناقضۃ کے یعنی بمعصرونا اصل تنافر کی ہے کسی وجہ سے نفرت اُس
پیغمبر سے نہیں آئی تھی اور تنصب اور جانب داری کہ مناظرہ کے وقت اہل علم ظاہری کو ہوتی تھی
لاحق نہ ہوتی تھی اور باوجود اسکے یُتَمَعْنُونَ کلام اللہ یعنی سنتے تھے کلام خدا کے تو ریت کے
اندر کہ اُس سے برحق ہونا پیغمبر تھے اور دین تمھارے کا معلوم ہونا تھا اور کثرت بزرگیوں اور
فضیلتوں بخاری کی ثابت ہوتی تھی لہٰذا یُتَمَعْنُونَ یعنی پھر تحریف کرتے تھے اُس کلام کو کبھی
لفظ اسکے بدل دلتے تھے چنانچہ بجائے اتبعی کے کہ پیغمبر بیان شان پیغمبر تمھارے کے تھا آدم بنا دیا اور
بجائے رُبْعۃ مائلا الی الطول کے طو لا لکھ دیا اور کبھی تاویل فاسد اُسکی کرتے تھے چنانچہ
فضائل اور کرامات امت مصطفوی کو اور صلاحیت اور خوبی اطوار ان کی کو کہ تو ریت اور زبوں
میں منصوص ہے اور پرانظام امور دنیوی اور وافت تدبیر اُنکی کی ساتھ تقدیر کے اور تسلط اور
غلبہ اور اقبال ظاہری کے حل کرتے تھے مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْا یعنی بعد اسکے کہ سمجھتے تھے انہوں نے
لفظ اور معنی اُس کلام کے اس واسطے کہ اگر اُن کو اُس کلام کے لفظوں کے سننے میں شبہ پڑتا
ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ سمجھتے یا معنی میں شبہ پڑتا تو اُس کلام سے اور معنی سمجھتے البتہ
معذور ہوتے لیکن اُنہوں نے بجایے کہ یہ لفظ ہے اور یہ معنی ہیں لفظ دوسرا اصلی لفظ
کی جگہ لائے کہ بالکل اُس لفظ کو تو ریت کے لفظ سے مشابہت نہ تھی یا معنی اپنی طرف سے
تراش لیے کہ ہرگز لفظ اصلی اُس معنی کے اوپر دلالت نہیں کرتا تھا وَلَهُمْ یُعْلَمُونَ یعنی اور وہ
جانتے تھے تحریف کے وقت کہ یہ لفظ تو ریت کا نہیں ہے یا یہ معنی ہرگز خدا کی مراد نہیں پس کسی وجہ سے
تحریف کرنے میں معذور نہ تھے اس واسطے کہ عذر کلام کی تحریف میں نہ ہو جس سے ہو سکتا تھا یا سننے
کے وقت لفظ اور معنی کو چھوٹے سمجھتے یا وقت نقل کرنے اُس کلام کے لفظ اور معنی اُس کے
ذہن سے فراموش ہو جاویں اور انکو ان دعدزون میں سے ایک بھی نہ تھا پس ان کی مثل
یہی ہوتی کہ کسی شخص نے کسی لکھنے والے کی جو میں کہا ہے کہ سیم علی ما یقال لہ و فی قصہ
نہیں ما لیمہ و یکتب علی ما یفہم و یقرأ علی ما یکتب و یتل جہ علی ما یقرأ
فی سنتا ہے غیر اُس سے کا کہ کہا جاتا ہے اُس سے اور سمجھتا ہے غیر اُس سے کہ سنتا ہے اور لکھتا ہے
اُس سے کہ سمجھتا ہے اور پڑھتا ہے غیر اُس سے کہ لکھتا ہے اور ترجمہ کرتا ہے غیر اُس سے کہ

نعت اس پیغمبر اور حقیقت اس میں کہ میں طرف دوسروں کے جھکی زبان سے اظہار تریف بزرگوں اپنے کا
 ہوا اور موجود ہونے نعت اس پیغمبر کا اور حقیقت میں اس کے کا اقرار کیا اور اس خلوت میں کوئی
 مسلمانوں میں سے نہیں ہوتا ہی قالوا کہتے ہیں یہ چھپا بیٹو الے ظاہر کرنا لوں کو اٹھ کر اٹھو
 یعنی کیون تبادیتی ہو تم مسلمانوں کو یہما فتح اللہ علیکم کھڈ یعنی اون چنیوں کو کہ کھول دی ہو
 اللہ نے تمہارے اوپر علم کے خزانوں سے کہ نورت اور زبور اور دوسرے صحیفوں میں لکھی ہوئی
 ہے اور اون سے بھی جاتی ہے تعظیم اس پیغمبر کی اور حقیقت رسالت اس کی کے اور فضیلت اور
 بڑائی امت اس کی اور ایمان اور عہد کہ تم سے لیا ہو اور قبول کرنے حکموں اس کے کے اور مدد کرنے
 دین اس کے کی بھیجنا کھڈ یہ تاکہ انجام کام کا یہ ہو کہ یہ مسلمان ساتھ اس حجت اور دستاویز
 کے تمہارے ساتھ مقابلہ کریں اور تمکو خیف اور ملزم کریں عند ربکم یعنی نزدیک پروردگار
 تمہارے کے کہ ہر کسی سے حجت اور دستاویز طلب کر لیا آیت تم انکو اپنی طرف سے حجت تلقین
 کرتے ہو اپنے اوپر افاکہ تعقلون پس نہیں سمجھتے ہو کہ انجام اس کام کا کیا ہے ان سرسری
 باتوں تمہارے سے انکو دستاویز محکم ہو جاو گی اس مقام میں جاننا چاہیے کہ اکثر مفسرین نے
 عند ربکم کے معنی میں بہت تردد کیا ہے اور ایسی تاویلات کی ہیں کہ مطلب سے بہت دور
 ہیں اور وجہ تردد کی یہ ہے کہ اگر انکو خوف رسوائی اپنی کا قیامت کے دن روبرو پروردگار کا
 باعث اس کلام کا ہوتا پس اس کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ حق تعالیٰ تمام حجّتوں اور دلیلوں
 اور دستاویزوں کو جانتا ہو ظاہر کر نیسے خوف کس طرح دفع ہوگا لیکن تحقیق یہ ہے کہ انکو منظور
 انکار کرنے سے یہ تھا کہ اگر ہم اپنی زبان سے اقرار کریں گے کہ یہ پیغمبر اور یہ دین برحق ہے ہمیں
 زیادہ رسوائی اور فضیحت قیامت کے دن لگے چلچلون میں اللہ کے سامنے ہوگی اور جتنا کہ ہمیں
 اقرار نہیں کیا فقط جانی حاکم کے سے حجّتوں اور دلیلوں کو اس قدر فضیحت اور رسوائی نہیں
 چنانچہ دنیاوی مجاہدات میں ہی تجربہ میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زبان سے کہے کہ حق کا اقرار
 کرے یا دستاویز لکھ دی اور پھر روبرو حاکم کے انکار کرے نہایت رسوا ہوتا ہے اور اگر آپ حاکم
 اسکو جانتا ہے یا اور گواہوں سے حق ثابت ہوتا ہے منکر کو اس قدر رسوائی اور فضیحت نہیں
 ہوتی ہے اور جو لوگ کہ اس تفرقہ سے غافل ہیں کہی عند ربکم کو ساتھ معنی فی کتاب

نعت اس پیغمبر اور حقیقت اس میں کہ میں طرف دوسروں کے جھکی زبان سے اظہار تریف بزرگوں اپنے کا
 ہوا اور موجود ہونے نعت اس پیغمبر کا اور حقیقت میں اس کے کا اقرار کیا اور اس خلوت میں کوئی
 مسلمانوں میں سے نہیں ہوتا ہی قالوا کہتے ہیں یہ چھپا بیٹو الے ظاہر کرنا لوں کو اٹھ کر اٹھو
 یعنی کیون تبادیتی ہو تم مسلمانوں کو یہما فتح اللہ علیکم کھڈ یعنی اون چنیوں کو کہ کھول دی ہو
 اللہ نے تمہارے اوپر علم کے خزانوں سے کہ نورت اور زبور اور دوسرے صحیفوں میں لکھی ہوئی
 ہے اور اون سے بھی جاتی ہے تعظیم اس پیغمبر کی اور حقیقت رسالت اس کی کے اور فضیلت اور
 بڑائی امت اس کی اور ایمان اور عہد کہ تم سے لیا ہو اور قبول کرنے حکموں اس کے کے اور مدد کرنے
 دین اس کے کی بھیجنا کھڈ یہ تاکہ انجام کام کا یہ ہو کہ یہ مسلمان ساتھ اس حجت اور دستاویز
 کے تمہارے ساتھ مقابلہ کریں اور تمکو خیف اور ملزم کریں عند ربکم یعنی نزدیک پروردگار
 تمہارے کے کہ ہر کسی سے حجت اور دستاویز طلب کر لیا آیت تم انکو اپنی طرف سے حجت تلقین
 کرتے ہو اپنے اوپر افاکہ تعقلون پس نہیں سمجھتے ہو کہ انجام اس کام کا کیا ہے ان سرسری
 باتوں تمہارے سے انکو دستاویز محکم ہو جاو گی اس مقام میں جاننا چاہیے کہ اکثر مفسرین نے
 عند ربکم کے معنی میں بہت تردد کیا ہے اور ایسی تاویلات کی ہیں کہ مطلب سے بہت دور
 ہیں اور وجہ تردد کی یہ ہے کہ اگر انکو خوف رسوائی اپنی کا قیامت کے دن روبرو پروردگار کا
 باعث اس کلام کا ہوتا پس اس کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی کہ حق تعالیٰ تمام حجّتوں اور دلیلوں
 اور دستاویزوں کو جانتا ہو ظاہر کر نیسے خوف کس طرح دفع ہوگا لیکن تحقیق یہ ہے کہ انکو منظور
 انکار کرنے سے یہ تھا کہ اگر ہم اپنی زبان سے اقرار کریں گے کہ یہ پیغمبر اور یہ دین برحق ہے ہمیں
 زیادہ رسوائی اور فضیحت قیامت کے دن لگے چلچلون میں اللہ کے سامنے ہوگی اور جتنا کہ ہمیں
 اقرار نہیں کیا فقط جانی حاکم کے سے حجّتوں اور دلیلوں کو اس قدر فضیحت اور رسوائی نہیں
 چنانچہ دنیاوی مجاہدات میں ہی تجربہ میں آیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زبان سے کہے کہ حق کا اقرار
 کرے یا دستاویز لکھ دی اور پھر روبرو حاکم کے انکار کرے نہایت رسوا ہوتا ہے اور اگر آپ حاکم
 اسکو جانتا ہے یا اور گواہوں سے حق ثابت ہوتا ہے منکر کو اس قدر رسوائی اور فضیحت نہیں
 ہوتی ہے اور جو لوگ کہ اس تفرقہ سے غافل ہیں کہی عند ربکم کو ساتھ معنی فی کتاب

۶

۷

۸

۹

۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

۱۴

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

۲۵

۲۶

۲۷

۲۸

۲۹

۳۰

۳۱

۳۲

۳۳

۳۴

۳۵

۳۶

۳۷

۳۸

۳۹

۴۰

۴۱

۴۲

۴۳

۴۴

۴۵

۴۶

۴۷

۴۸

۴۹

۵۰

۵۱

۵۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

اُن آرزوؤں کو خلاصہ مضمون کتاب کا جانکر خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے لب لباب کتاب کا کمال لیا ہے
 انھیں آرزوؤں میں سے ایک یہ ہو کہ ہم کو اللہ کے ساتھ علاوہ سولے ہنگام اور مخلوق کے کہ تمام
 لوگوں میں مشترک ہو اور بھی ہو کہ ہم اللہ کے محبوب ہیں اور اللہ نے ہم کو بنا کر لیا ہے پس جو گناہ
 اسے ہوتا ہے حق تعالیٰ بسبب کمال محبت اور شفقت کے درگزر کرتا ہے دوسری آرزو یہ ہو کہ
 باپ دادا ہمارے بڑے بڑے مرتبے والے ہو گئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسی و شناسی انھوں نے
 پیدا کر لی ہو کہ مرضی اسکی کو بدل سکتے ہیں اگر بالفرض ہم کو مواخذہ گناہوں کا ہو گا بھی تو باپ دادا
 ہمارے کوشش کر کے ہم کو چھٹالین گے تیسری یہ ہے کہ یہو د کے گروہ کو اگرچہ سخت کافر ہوں نہایت
 دل یا چالیس دن سے زیادہ عذاب ہو گا تو چوتھی یہ ہو کہ شریعت یہود کی قیامت تک واجب العمل ہو
 اور نسخ ہونی والی نہیں پانچویں یہ کہ استعداد نبوت اور رسالت کی مختصر بنی اسرائیل کے خاندان میں ہو
 اور وہ کو ہرگز لیاقت اس کام کی نہیں چنانچہ علوم اور جاہلون کو قدیمی خاندانوں سلطنت میں بھی یہی
 اعتقاد ہو اور اسی قسم کی دوسری جھوٹی باتیں بھی البتہ سید کے لئے نہ ہوں نہ بیٹھی ہوئی ہیں مگر
 اس اعتقاد و تقلیدی میں کہ علمائے دین نے عمل اپنے سے حاصل کیا ہو کفر سے خلاص نہیں ہوتے ہیں
 اور معذور نہیں ہوتے اس واسطے کہ یہ لوگ جانتے ہیں کہ علماء ہمارے جھوٹ بولتے ہیں اور ان کے
 جھوٹ اور رشوت ستانی کا دنیا کے معاملات میں تجربہ کرتے ہیں پس ان کو خود اپنے عالموں کے
 کہنے کا یقین نہیں تاکہ معذور ہوں **وَالْأَنصُرُ لَكُمْ يُطْغَوْنَ** یعنی انہیں ہیں وہ مگر یہ کہ گمان قوی
 کرتے ہیں اور اعتقاد انکا فقط اسی قدر ہو کہ ظن غالب ہو جاتا ہو اور اسکا اصول دین میں اعتبار
 نہیں جب تک یقین کامل نہ ہو پس علماء اور جہلانے گمراہی اور گناہ اور وبال میں دونوں برابر ہیں
 اس واسطے کہ عالم پر فرض ہے کہ موافق علم اپنے کے عمل کرے اور جھوٹ بولنے اور تحریف
 کرنے کتاب کے سے احتراز کرے اور عامی کے اوپر فرض ہو کہ فقط تقلید اور ظن کے اور کفایت
 کرے بلکہ یقین کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے البتہ اتنا فرق ہو کہ عذاب جاہلون کا ان عالموں کی
 نسبت سے جنھوں نے ان جاہلون کو گمراہ کیا ہو کہ ہم گناہیں واسطے کہ عذاب جاہلون کا محض گمراہی کے
 سبب سے ہو اور عذاب عالموں کا بسبب گمراہی اور گمراہ کرنے کے ہو **فَقِيلَ** یعنی پس بہت
 حال ہو **لَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ** یعنی ان عالموں کا کہ لکھتے ہیں کتاب تحریف

مفسرین
 اور کچھ گمراہی
 جانا جو میں کی ہو
 علمائے دین کے سبب
 البتہ سید کے لئے
 کتاب بیان نہ کیا
 محکم دلائل سے
 پہلے کیا اور ان کے
 کام ہوا نہایت
 جیسا انھوں نے
 ہو چھپے ہو چھپے ہو
 کو ایک کیا دینا
 اللہ نے بھی ان کو
 جلی میں ڈالا اور
 پہلے ہی جس نے
 کو ان کے لئے
 کام چل جانا
 کہ یہ لوگ ان سے
 نہ کہتے تھے

اور ہم معنی فرمایا کہ اس کا استعمال بھی بدخواہی کے مقام میں ہو تو ہم بیچ کتاب لائل النبوة کے
امیر المؤمنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں الویل والویل باباں فاما الویل
فباب رحمة واما الویل فباب عذاب یعنی بیچ اور ویل دو دروازے ہیں ایسے بیچ پس دروازہ
رحمت کا ہو اور ویل پس دروازہ عذاب کا ہو اور ابراہیم علی نے بیچ فوائدا ہے کہ ام المؤمنین
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے
کلام اور خطاب فرماتے تھے اور مجھ کو و بچا کہانی سے اس کلمہ کے سننے سے بہت اضطراب کیا اور
تنگ دل ہوئی فرمایا کہ اوسر حک و بچا اور ویسک رحمت ہے اس سے تنگ دل مت ہو لیکن
ویل سے تنگ دل ہو حاصل ہے کہ یہ کلمہ کہ کلام الہی میں بھٹے گروہ کافرون اور فاجروں کے حق میں
وارد ہوا ہے قیامت کے دن اس وعید کا پورا کرنا کئی کئی طرح سے ظہور پزیر کیا ہو و اور تحریفیں کتاب کے
حق میں ایک پہاڑ آگ کا ظاہر ہو کر اُپر گر گیا اور اُنکا جسم پاش پاش کر گیا جیسے کہ انھوں نے
کتاب اللہ کو تحریف سے پاش پاش اور جدا جدا کر دیا ہے اور کافرون اور منکرین کے حق میں
ایک غار کی صورت میں نمودار ہو گا اور اُنکو اُنکے قعر میں بعض سخت اور خود پسندی کے گرایا جائیگا
اور بیچ حق جو دھریوں نے دین کے کہ اپنے گروہ بظلم اور ستم کرتے ہیں ایک پتھر کی صورت میں ظاہر ہو گا
اور وہ پتھر نہایت گرم اور دھکتا ہوا ہو گا اور ان لوگوں کو اُس پتھر پر چڑھا دین انارین کے
اور فاسقوں کے حق میں خصوصاً شراب خواروں کے واسطے ایک ہی ہتی ہوئی کی صوت میں ظاہر ہو گا
کہ اُس ہی میں روپائی بدبودار و زخیوں کے بدن کا جاری ہو گا اور اُنکو اُس نمی کا پانی پلایا جائیگا
اور امام احمد اور ترمذی بیچ باب صفة النار کے اور ابو یعلیٰ اور طبرانی اور ابن جبار بیچ اپنے
کے اور حاکم بیچ مستدرک کے اور بیہقی بیچ کتاب البعث کی ساتھ روایت ابو سعید خدری وغیرہ
کے لائے ہیں کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ویل نام ایک کنوین کا ہے جہم میں کہ کافرون کو آئین
دائیں گے اور چالہا برس تک نیچے چلے جائیگے تب بھی عمن اسکا تمام نہیں ہو گا اور ابن جریر نے
سُخرت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ سے بیچ تفسیر فی فی لہو ما کتبت لایم کے نقل کی ہے کہ
آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ویل ایک پہاڑ ہے آگ کا اور وہ وہی پہاڑ ہے کہ گرے گا
اور یہود کے اس واسطے کہ انھوں نے تحریف کیا ہے تو ریت کو اور زیادتی اور کمی کی ہے کلام الہی میں

توضیح

جس میں بیچ مذکور ہے

کوئی سا کہم

روایت کیا ہے

بیچ مذکور ہے

بیچ مذکور ہے

بیچ مذکور ہے

بیان عذاب

تفسیر
اور جو کچھ چاہیے
مٹا دیا
یا نہیں ہوگا
اس عمل سے وہ
جی بٹھا اور اپنے
خاک کو مٹا دیا
میں سے کھینچ لیا
پانی کی آواز
اٹھائی
اور اس کی آواز
سنانے لگا
میں سے کھینچ لیا
پانی کی آواز
اٹھائی
اور اس کی آواز
سنانے لگا
میں سے کھینچ لیا
پانی کی آواز
اٹھائی
اور اس کی آواز
سنانے لگا

اور ہزار اور ابن مردویہ نے سعد بن وقاص سے روایت کی ہے کہ آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
دو رخ میں ایک بڑا پتھر لگا کاہی اسکو ویل کہتے ہیں جو دھریوں نے دین اور جماعت اور کل ایمان
اُس پتھر پر تارین چڑھا دیں کے اور طبرانی اور بیہقی نے کتاب البعث میں ابن مسعود سے اور
ابن ابی حاتم نے نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ ویل نام ایک نالہ کا ہے کہ دو رخ میں بہتا ہے
اور اُس میں پیپ اور زرد پانی دو رخوں کا جاری ہے اور صحیحین کی حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی
شراب خواری میں بغیر توبہ کیے کے مرا تو ذمہ اللہ کے ہے کہ اسکو پتھر اسی پانی دو رخوں کے
بدیوں کا بلا دیکھا اور عبد اللہ بن مبارک نے بیچ کتاب الزہد کے اور بیہقی نے بیچ کتاب البعث کے
عطار بن سیر سے روایت کی ہے کہ ویل نام ایک نالہ کا ہے دو رخ میں کہ اگر دبا کے پھاڑوں کو اس کے اندر
ڈال دیں تو گرمی اسکی سے پگل کر پانی ہو جاوے گا کہ جب اس کلام میں منفر بیان
اس بات کا تھا کہ محرفین کا عذاب زیادہ ہے اسیوں کے عذاب سے تین چار سے تھا کہ زیادتی کی
تینوں جہوں کو ذکر فرماتے فقط دو جہوں پر کہ مالکیت ایدھم و ما یکسبون ہیں کس واسطے
کفایت کی اور یقولون من عند اللہ کو کس واسطے ساقط فرمایا جواب اسکا یہ ہے کہ کھانا کھانا
محرف کا کتاب میں محض اسی واسطے تھا کہ جاہل لوگوں سے کہیں ہذا من عند اللہ یعنی
اللہ کے پاس سے ہے اور مطلب ان بد بختوں کا اس حرکت سے یہی گفتار بنا کر تھی اور جو کہ فقط کہنے
سے بغیر کہنے کے کچھ فائدہ مرتب ہوتا ہے کہ دوسرے کو اشتباہ واقع ہو جائے کہ یہ کلام الہی ہے
یہ ان کے خیال میں نہ تھا اور نہ اسکا ارادہ تھا اور نہ اب تک مرتب ہوا تھا اور نہ اسکا مقصد تھا
اس واسطے اس لکھنے اور کہنے کو ایک گناہ اعتبار کیا اور پہلی خبر کو ان دونوں میں سے بیان کیا
یعنی لکھنے کو اس واسطے کہ جب لکھنے سے یہی مقصد تھا اور اس کہنے ہی کی نیت سے لکھا تھا گویا کہ
فراغت پائی پس بعد ذکر لکھنے کے کچھ حاجت نہیں کہ کہنے کا ذکر کریں تیسری بات یہ ہے کہ مناسب
ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فی ایل لھم مالکیت ایدھم و ما یکسبون فرماتے یعنی دونوں جگہ
صیغہ ماضی کا لائے اور اگر حکایت حال گزرے ہوئے کو واسطے حاضر کرنے اس حال قبیح کے
مذہب کر کے مضارع کو بجائے ماضی کے لائے پس دونوں جگہ یہی مناسب تھا یعنی مضارع کے
صیغے دونوں جگہ ہوتے اس طرح کہ فی ایل لھم مالکیت ایدھم و ما یکسبون جیسے کہ

صدر آیین اسی طرح فرمایا جو اب اسکا یہ ہے کہ جب کتابت انکی ایک بار ہو چکی اور اس کلام مخرف کو ایک نسخہ میں لکھ کر چھوڑ دیا تو تعبیر اسکی ساتھ صفیہ باضی کے مناسب ہوئی اور رشوت ستانی انکی تمام نہیں ہو چکی بلکہ ہر باطالع انہ مضمون کا انکے آگے آتا تھا اسی نسخہ مخرفہ سے نشان دینے اور موافق اسکے خواہش کے بیان کرتے ہیں تعبیر اسکی ساتھ صفیہ مضاعف کے کہ دلالت اور استمرار تجدیدی کے کرنا ہو ضرور ہوئی اور معمول تحریف کئے والوں کتا بوں کا اور جبل سازوں اور فرمان اور پروانے بنانیوں اور کتب اور مہرین جھوٹی کرنے والوں کا یہی ہے ایک بار ان چیزوں فریب کی کو درست کر کے رکھ دئے ہیں اور وقت حاجت کے اس سے مطلب اپنا حاصل کرتے ہیں چوتھے یہ کہ صدر آیت میں فی اول میں فقیہی للذین یکتبون الکتب بایلیہ صیحو واقع ہوا ہے پس تکرار اسی مضمون کا قرأت میں کس واسطے فرمایا جواب اسکا یہ ہے کہ مطلب شروع آیت کا اور اخیر آیت کا جدا جدا ہے وجہ سے اول یہ ہے کہ صدر آیت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ موصوف ان صفیہ کے ساتھ حال بدرکھتے ہیں اور میعلوم نہیں ہوتا ہے کہ ان صفیات کو بھی بیچ بھرائی انجام انکے کے دخل ہے یا نہیں اس واسطے کہ حال انکو ذکر ان صفیہ کا محض علامت اور پہچاننے کے واسطے ہو جیسے کہ اس میں یا غلاما عطا دھما صاحب الشفا بالجمہ یعنی ای غلام سے تو ایک دیر ہر پکڑے والے کو یہاں ناسخ ہونا پکڑے کا محض نشان بتلانے کے واسطے ذکر کیا ہے اور دینے دینے میں دخل نہیں اور اخیر آیت سے دخل ان صفیہ کا بد انجائی انکی میں معلوم ہوتا ہے دوسری وجہ اگرچہ موافق اس قاعدہ کے کہ تطبیق الحکم بالوصف بشرطہ لہ یعنی معلق کرنا ساتھ وصف کے مشعر ہو ساتھ علت ہونے اس وصف کے واسطے اس حکم کے دخل ان کا بیچ خرابی حال انکی کے شروع آیت سے بھی سمجھا جاتا ہے لیکن یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مجموعہ صفیہ کو اس امر میں دخل ہو اور یہ بات ان میں سمجھی جاتی ہے کہ ہر ہر صفیہ کو علامہ علیہ دین دخل ہو اور زیادتی بخدا اب انکے کی آیتوں کے عذاب سے جو جہتوں سے سمجھی نہیں جاتی ہے یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ مقابل ہر جہت کے کفر و دل کالائے ہیں یا جو میں یہ ہے کہ یہ صفیہ سران میں سے کہ ظاہر میں ہیں مضمون اس آیت کا دیکھ کر کہ ظاہر میں اس کے اندر ذکر تحریف اور تین میں تحلیل کا کس جنس سے ہو اور کو جسی پس نیز ہی یا عوض کا غذا اور سما ہو

جی

بسم الله الرحمن الرحيم

اس کے بعد

مجلس

وہاں سے لوٹے

میں نے بعض

یہ ہر حکم کا

صفت
و نون

السلامة
مؤخر
السلامة

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِرَحْمَةٍ مِنَّا لِيُبَيِّنَ مَا بَيْنَ أَيْمَانِهِ هَذِهِ وَأَيْمَانِ ذُو الْأُنْثَىٰ هَذِهِ ۚ فَيَقْبِضُوا عَلَىٰ الْأُصْبَاحِ ۚ وَنَحْنُ أَشَدُّ بِرُحْمَةٍ مُنِ الْغَالِيَةِ ۚ

اور قلم اور محنت کتابت کے ہر یاعوض مضمون کے کہ اس سے مستنبط ہوتا ہے اور وہ اس آیت میں موجود تھا
 قائل اس بات کے ہوئے ہیں کہ خرید و فروخت قرآن کی حرام ہے عبد الرزاق اور ابن ابی داؤد نے
 بیج مصاحف کے ابراہیم نخعی سے اور انھوں نے ائمش سے روایت کی ہے کہ کہتے تھے لیکن ان
 تکتب المصاحف بالانجیۃ یعنی کہ وہ یہ کہ لکھے جاوین قرآن ساتھ اجرت کے اور اس
 آیت کو استعمال کے مقام میں پڑھتے تھے فای الذین یکتبن الکتاب بایہم الی آخر
 اور ابو الفحی سے بھی روایت کی ہے کہ کہا انھوں نے کہ میں نے تین آدمیوں کو کوہ کے بیڑیوں میں سے
 مسئلہ خریدنے قرآن کا دریافت کیا عبد اللہ بن یزید بن حنیبل اور مشرق بن لاجد اور شرح ترمذی نے کہا کہ لا تأخذ
 علی الکتاب ثمناً یعنی نہ تو اور پر کتاب کے ثمن اور ابن ابی الدنیا نے طریق قتادہ کے سے زراؤ بن ابی
 سے انھوں نے منصرف سے روایت کی ہے کہ میں بیج فتح شہر ستر کے ہمراہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حاضر
 اس غنیمت پر وہ دو پٹہ کتان کے پائے بنے اور ایک صندوقچہ جو کہ اس میں کئی کتاب تھیں الہی سے
 تو ریت یا زبور یا انجیل تھی اور ہمارے لشکر میں ایک شخص مزدور تھا قوم نصاریٰ سے اس نے
 کہا کہ اس صندوقچہ کو میرے ہاتھ فروخت کر دو کہ قدر دان اور سمجھنے والا اس کتاب کا میں ہوں
 اور اس کا قیمت نام تھا پس مسلمانوں نے اس بات کو کہ وہ جانا کہ اس کے ہاتھ کتاب اللہ کو بیچیں
 صندوقچہ کو بیڑیوں و درم کے اس کے ہاتھ فروخت کیا اور اس کتاب کو بغیر قیمت اس کے حوالہ کیا
 قتادہ کہ راوی اس قصہ کا ہے کہ بتا تھا کہ اسی جگہ سے کہ اسیت فروخت کرنے قرآن کی ثابت ہوئی
 اس واسطے کہ ابو موسیٰ اشعری اور یاریوں ان کے نے کتاب الہی کا فروخت کرنا جائز کیا اور ابن ابی داؤد نے
 بھی سعید بن مسیب و حسن بصری سے روایت کی ہے کہ یہ دونوں بزرگ بیج مصحف کو کہہ دیتے تھے
 اور قتادہ بن ابی سلمان انہما امام اعظم سے نقل لئے ہیں کہ ایک شخص نے اسے پوچھا کہ قرآن کے
 فروخت کرنے میں کیا فرماتے ہو جواب دیا کہ ابراہیم نخعی خرید اور فروخت آن کو کہہ دیتے تھے
 اور ساتھ روایت سالم کے لایا ہے کہ عبد اللہ بن عمر جب بازار میں گزرتے تھے اور دیکھتے تھے کہ کوئی
 قرآن بیچتا ہے تو فرماتے تھے کہ بُری تجارت ہے یہ تجارت اور ساتھ روایت سعید بن جبیر کے لئے ہیں کہ
 ابن عمر فرماتے تھے کاش کہ میری زندگی میں کوئی حاکم پیدا ہووے کہ ہاتھ کاٹنے کا
 حکم قرآن کے بیچنے والوں کے واسطے دے اور کہ اسیت اس تجارت کی حضرت امیر المؤمنین

میں

میں

میں

میں

میں

تفسیر خلیلی

دال غن کے لیے
انٹ و دہائی سے
بچے کو جان
بوجھ خلاف کے
بے بنے بنے ایا
بھی بچل کے علامت
نہا خدائیں کا مٹی سنو
نہا خدائیں کے جان بچو

قرآن کی فتح بدعت حسنه ہے اور اسکے جائز ہونے پر اجماع ہوا ہے
جہاں سے حدیث کے
قرآن خلاف کے
باکھل خلاف کے
دیدہ و دانستہ
بطبع مال یافت
یا بدعت و زیب
یا بدعت و زیب
وہ یاد رکھیں کہ
ان کا بھب
سنہ شرب

خاری اور
نادر و سود
خاری ہے

عمر رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود سے بھی منقول ہے بیچ کتاب ابن ابی داؤد کے کہ کتاب المصاحف امام کا شہرہ ہو
اور عبد اللہ بن شقیق عقیلی سے عبد الرزاق اور ابن ابی داؤد نقل لائے ہیں کہ کان اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشدون فی بیع المصاحف و برونہ عظیماً یعنی اصحاب رسول ہمد
صلی اللہ علیہ وسلم کے تشدد کرتے تھے بیچ مصاحف کے اور دیکھتے تھے اسکے تین بڑا سخت امر
اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں بیچنا مصاحف کا
مروج نہ تھا عادت ایسی تھی کہ جسکو لکھوانا قرآن کا منظور ہوتا تھا خالی ورق اور دوات قلم لیکر
متصل منبر کے بیٹھتا تھا جو مسلمان کہ اتنا اُس سے استدعا کھنے کی کرتا جو کوئی لکھنا چاہتا ایک
ورق لکھ کر دیتا پھر دوسرے سے اسی طرح لکھواتا اسی طریق سے چند روز میں کلام اللہ تمام
ہو جاتا اور عطا اور تابعین سے بھی یہی مضمون مروی ہو رہا ہے حاصل یہ ہے اس قدر خود صحیح ہے کہ
قرآن کا لکھ کر بیچنا یا اُجرت اسکے لکھنے کی لینا جا رہوں غلیفوں کے عہد تک تھا اور المد کے واسطے
لکھتے تھے پہلے یہ بدعت خیر زمانہ معاویہ بن سفیان میں مروج ہوئی چنانچہ ابو عبیدہ وغیرہ نے
ابو مجرز تابعی سے کہ شاگرد ابن عباس کے ہیں وایت کی ہے لیکن یہ بدعت حسنہ ہی بدعت
سیدہ نہیں ابتدا میں اُس وقت کے علمائے انکار کیا تھا اور اسی آیت کو متک پکڑا تھا جب او
علمائے غور اور تامل کی کوئی وجہ حرمت کی اس میں نہ پائی تو اُسے جواز پر اجماع ہو گیا
اور اس آیت سے حرمت انکی ثابت نہیں ہوتی ہے اس واسطے کہ اگر مراد لیشدون ابہ ثمناً
فلیلا سے لینا اُجرت کتابت کا یا قیمت کا غذا و رسیا ہی کا ہو تا لفظ تفریق لولون لہذا من
عند اللہ محض ضائع اور لغو ہو جاتا اور اسی واسطے ابن عباس اور محمد بن حنفیہ نے اسکے مباح
ہونیکا فتویٰ دیا ہے ابن ابی داؤد نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اُن سے اس مسئلہ کا حکم
پوچھا فرمایا کہ لا باس انما یاخذون اجور اید یھو یعنی نہیں ہے ڈر سوا اس کے
نہیں کہ لیتے ہیں مزدوری یا حقول اپنے کی اور محمد بن حنفیہ سے نقل لائے ہیں کہ کہا انھوں نے
لا باس انما بیع انما بیع اللوق و علی ید یہ یعنی نہیں ہے کچھ اندیشہ اس میں فقط بیع
ورق اور عمل یا حقول اپنے کی ہے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے
حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ لا باس بشرع المصاوان یعطی لاجر علی کتابتہا

یعنی نہیں خوف ہر چیز خرید قراؤن کے اور نہ جانے اجرت کے اوپر لکھا لی اسکی کے آجرین بصری اور طرف سے بھی صحیح روایت میں آیا ہو کہ انھوں نے وجہ اس نہایت کیا جیسے کہ کتاب المصاحف میں موجود ہو اور زیادہ عجیب یہ ہو کہ جابر بن عبد اللہ اور بعض اوقات قراؤن سے مروی ہو کہ خرید قراؤن کا جائز کرتے تھے اور بیع اسکی کو حرام او مکروہ جانتے تھے اس واسطے کہ اس آیت میں لفظ اشتراک بمعنی بیع کے ہی ساتھ دلیل ثننا قلیلہ کے لیکن جو چیز کہ بیع اسکی حرام مطلق ہو خرید ناہم کا بھی جائز نہیں کہ اس واسطے کہ خریدنا باعث بیع کا ہوتا ہو حاصل یہ ہو کہ کراہیت اس معاملہ کی باعث بارشراکی ابتداء میں سلف کے اندر نہ لے تقبی اور غور کرنے کے رائج ہو گئی تھی اخیر کو یہ حکم جاتا رہا اور اجماع اسکی صحت پر منعقد ہوا خلاصہ یہ ہو کہ جب حال عالون بنی اسرائیل کا ساتھ اس مرتبہ کے خراب ہوا کہ علانیہ واسطے غرضوں دنیاوی کے تحریف کتاب کی کرتے ہیں اور حال عوام لوگوں کا ایسی تقلید کرنے میں اس حد کو پہنچا کہ طمع ایمان کی ان سے باقی نہ رہی اور سب ان میں سے خواہ علمایہوں خواہ جہلمایہوں گناہ کرنے میں اور تحریف کتاب اور تقلید اپنے پیشواؤں میں باوجود اسکے کہ قول ان کے مخالف دلیلون قطعی کے ہیں بہت جرات اور نہ ہاکی کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہر چند کہ کسی طرح کا ویل اور اسباب عذاب کے بکثرت ہر طرف سے ہمارے اوپر ہجوم کریں لیکن ہم کو کچھ خوف نہیں اس واسطے کہ عذاب ہم کو نہ ہوگا مگر تھوڑی مدت و قالا اور کہا ان سب نے یعنی علمائے افراط پر داری سے اور جاہلون نے تقلید انکی سے کہ لکن تَشْكَلُ الذَّار یعنی ہرگز نہ پہنچے گی ہواگ دونہ کی اگرچہ ہم تم کو کتب طرح طرح کے کفر اور تحلیل نحرزات کے ہوں اور انکا فوضون کا کریں اَلَا اَكَا مَا مَعْلُوْمُوْہُ مگر چند دن شمار کیے گئے اور ہم ان کے علمائے خلاف کیا ہو کہ کتنے دن ہیں بعضوں نے کہا ہو کہ سات دن اس واسطے کہ مدت پیدائش نوع انسانی کی سات ہزار برس ہیں کلام الہی میں آیا ہو کہ وان ہوما عند ربك کا لفظ سنۃ ہما تعدل دن یعنی تحقیق یوم نزدیک بتیس کے مثل ہزار برس کے ہو اس سے کہ شمار کرتے ہوں برابر ہزار برس کے ایک دن عذاب کا ہوگا اور بعضوں نے کہا ہو کہ چالیس دن اس واسطے کہ بزرگ ہمارے اتنی ہی مدت کہ میقات حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا انوار اور برکتوں نبوی سے محروم رہے اور گوسالہ پرستی میں گرفتار ہوئے تھے اور وہ بڑا سخت کفر انواع کفر سے تھا جب کہ چالیس دن کی مدت میں اثر اسکا نازل ہوا اور گناہ او کو فخر کی باتوں کا اتنی مدت میں کیونکر اثر نازل ہوگا

تفسیر خلیلی

پہلے باب

سنت
حیاتی القیاس
امتناع القیاس
وان کما
یوقض
بعض
الافعال
ببعض
الافعال

اعمال
الافعال
ببعض
الافعال

ش

واجب ردہا

منافق

لئے کوئی چیز

ایمان کے لیے

جس کی

کیونکہ اگر نازل نہ ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ چالیس برس اس واسطے کہ مدت سرگردانی ہماری
کی جگہ میں اسی قدر تھی اور یہ وجہ بھی ہے کہ نبیوں کے صحیفوں میں ہمیں سننا ہے کہ مابین دو کئی ہزاروں
جہنم کے بقدر چالیس برس کے فاصلہ ہوا اور جب کہ قیامت کے دن ہموگ میں ڈالیں گے
ہم اپنے باپ دادوں کی شفاعت کے زور سے اس سے پہلے کے سے دوسرے سے پہلے تک گئے
ہوئے چلے جاویں گے اور اتنی مدت میں اس مسافت کو قطع کر لیں گے اور اگر عذاب فرج ہموگ ہوگا تو
اتنی مدت سے تجاوز کر گیا اور بعض نے کہتے تھے کہ جتنی عمر بعد از یونہی کے ہوگی ہر کسی کو اتنے روزوں
عذاب ہوگا کہ اتنی ہی مدت دنیا میں گناہ کرنے کی ہی زیادہ بڑھا عذاب کا اتنی مدت سے مقتضی
عدل الہی کا نہیں اور بعض ان میں سے یونانی فلاسفہ سے سیکھ کر کہتے تھے کہ روحیں اگرچہ سبب
تعلقات بنی کے بے کام کرنے سے منکر رہتی ہیں لیکن اصل میں پاک صاف نوزائی ہیں اور جب
ان بدنوں سے مفارقت کر گئی بے کاموں کے نتیجے اپنے اندر بائیں گی اور متاثر ہو گئی اور یہی ان کے
واسطے عذاب ہوا اور جس وقت آثار ان تعلقات عارضی کے بالکل فراموش ہو جائیں گے پھر عذاب سے
خلاص ہو جائیں گی اور رجوع طرف حالت اصلی اپنی کے کر گئی مثل پانی کے کہ بالطبع سرد ہو اگر
بچے اُسے آگ روشن کرین گرم ہو جاتا ہے اور جب آگ برے آثار نے بین تو اثر اس آگ کا
کچھ بچہ باقی رہتا ہے اور بعد اس مدت کے طبیعت اصلی بر آ جاتا ہے اور برودت کی طرف میل کرتا ہے
کہ مقتضی اصل کا ہے اور یہ سب خیالات فاسد لئے ہیں اور وجدان الہی درست نہیں اس واسطے کہ
روحیں بسبب اخلاق ذمیمہ ہیمیہ اور سببیہ کے ایسی گذر ہو جاتی ہیں اور ائمہ استدلالی کا
اس طرح کا رنگ بکولیتا ہے کہ ہرگز قابل اصلاح کے نہیں رہتی ہیں اور کفر میں اس قدر طبیعت ہے کہ
طبیعت کو تصرف اور رجوع کرنے سے اصلی حالت کی طرف معطل کرتا ہے باقی اس مقام میں
ایک سوال ہے جو جواب طلب اور وہ یہ ہے کہ بیچ صفت جمع غیر ذوی العقول کے صیغہ واحد نہ
اور جمع مؤنث کا لانا و نون صحیح ہیں پس ایسا ما معد دتہ اور ایسا ما معد حوات و نون
جائز ہیں اس سورہ میں پہلا صیغہ اور سورہ آل عمران میں دوسرے صیغہ کے واسطے ذکر کیا اور و نون و نون
میں یکساں کہ اس واسطے نظر فرمایا ایکس کر دیتے جواب یہ ہے کہ ہر چند و نون و نون صحیفوں کا ایک ہی لیکن
پہلے صیغہ کی صورت مفروقہ کی ہے پس دالت او پر وحدت کے کرتا ہے اور دوسرے صیغہ جمع کی صورت

ہی پس لالت اور پرکشت کرتا ہی اس سورہ میں مذکور اسکا جو کہ اسنے طمع ایمان کی مست کھو کہ
 یہ لوگ ایسا اعتقاد فاسد رکھتے ہیں اسواسطے کہ وقالوا ان تمنا الذناب باعتبار عطف کے
 افظلمون کے تحت میں داخل ہوا اور اس غرض کے بیان کرنے کے واسطے ذکر تکفیل ہے
 عذاب کا صورتہ اور معنائیں سبب زیادہ ہوا سورہ آل عمران میں مذکور اسکا جو کہ وہ کفر کرتے ہیں
 ساتھ آیتوں مخلکی کے اور پیون اور واعظوں کو ناحق مانتے ہیں پھر ایک قد نہیں سے حکم الہی سے کہ
 انکی کتاب میں آیا ہو وگردان ہونا ہو اور یہ سبب مابین جرأت کے سبب ہیں جو اعتقاد فاسد کی
 جہت سے ہوا و جب کہ ابھگہ پر بہت فعل اس قسم کے کہ موجب عذاب شدید کے میں شمار کئے تو
 لازم آیا کہ حج مدت عذاب کے بھی کثرت لفظی اور صوری ملاحظہ فرماوین گو باعتبار معنی کے قلت
 اسواسطے کہ جسقدر افعال زیادہ ہوں جز بھی انکی کثیر جائیں اگر معنی کے باعتبار نہ صورت
 کی رعایت ضرور ہو اور علاوہ اسکے سورہ آل عمران میں لفظ اذا جمعنا ہم کا
 آیا ہو پس صیغہ جمع کا لانا مناسب اسکے ہوا حاصل یہ ہے کہ پیغمبر وقت کے تین فرماتے
 ہیں کہ اگر اس قسم کا اعتقاد وادہی رو برد تیرے ذکر کریں اور نے پروائی اپنی ایمان
 اور عمل صالح سے بیان کریں تو انکے جواب میں قل یعنی کہہ کہ مقرر کر لینی مدت عذاب کی
 کہ اسقدر آخرت میں ہو کہ عذاب ہوگا اس قبل سے نہیں کہ عقل خود بخود اسکی طرف اہ پاوے
 پس تمنے یقین اس بات کا کسی دلیل سمعی سے لیا ہوگا اخذ قَعْنَدَ اللّٰہِ عَہْدٌ اَیْنِی کیا ہے
 ہی تمہے اسد سے بیان کہ نہ کو کفر اور گناہوں تمہا سے ہر زیادہ کئی روز سے عذاب عجبے پس
 ہم اس بات کا وہ کہ کوئی کتاب میں ہوتا کہ ہم بھی دیکھیں اور اقرار کریں اور اگر ہم اسد تعالیٰ
 سے عہد لینے کی حاجت نہیں فقط کہہ دینا بھی بس کفایت ہو ہواسطے کہ خبر اسکی سچی ہو اگر
 اسنے اس بات کو کہ لیا ہو تو یہ بھی بمنزلہ عہد کے ہوا فَكُنْ عِنْدَ اللّٰہِ عَہْدٌ لَ اَیْنِی پس ہر خلاف
 ہو کہ خدا تعالیٰ اس عہد حکم اپنے کو اسواسطے کہ خبر اس کی کلام ازلی اسکا ہے اور کہ ب
 کلام میں بڑا نقصان ہوتا ہو کہ ہرگز خدا تعالیٰ کی صفیوں میں اسکو دخل نہیں ہو سکتا
 اور کہ بعضی ظاہر میفون نے کہا ہے کہ وعدہ نیک میں خلاف کرنا نقصان ہو اور وعدہ
 میں خلاف کرنا کرم اور لطف ہے اس قول کی بنا اسپر ہو کہ غائب کے حاضر ہر قیاس میں ہوتا

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

تفسیر عربی

کہ سب عیدوں اور نقصانوں سے پاک ہے مطلق خبر کا خلاف کہ ناخواہ نہ کہ بہ خواہ بد نقصان

ہوا اسے کہ اس کے لطف اور کرم کی راہیں بہت ہیں بعد میں کہ معاملہ لطف اور کرم کا بھی کرے اور عید

اپنے میں بھی خلاف نہ کرے بخلاف آدمیوں کے کہ بسبب عجز بشری کے بغیر خلاف کرنے کے بیچ عید

کے انکو لطف اور کرم کرنا ممکن نہیں ہوتا پس ان کے حق میں وعید کے خلاف کرنے میں اگرچہ

ایک طرح کا نقصان ہے مگر پورا کرنے وعید میں اس سے زیادہ نقصان ہو سوائے حق میں یہی

کمال ہے کہ بڑے نقصان کو اختیار نہ کریں اور اللہ تعالیٰ کے حق میں اپنے وعید کا خلاف نہ کرنا نقصان

پس اللہ کے وعید میں اور اولوگوں کے وعید میں فرق ہو اور اگر کسی شخص کا کہ جس سے یہ تفسیل عدت کی

معلوم ہو نشان نہیں دیتے ہو تو پس معلوم ہوا کہ بات نے دلیل کہتے ہو اور بات نے دلیل کی حق میں

کہنی چاہیے اور یہ بہت ہی بڑا ہو کہ خدا کے اوپر اھم ٹھونکن علی اللہ لا تھلون یعنی کیا انکار کرتے ہو

اس پر وہ چیز کہ نہیں جانتے ہو کہ سچ ہی یا جھوٹ اور بڑا شک تھا راہیں حوسے میں ساتہ اس حدیث کے ہو کہ

حضرت یعقوب علیہ السلام سے تمہاری خبروں میں منقول ہو مضمون اسکا یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت

یعقوب کے ساتھ عہد باندھا ہے کہ ان کے بیٹوں کو عذاب نہ کر دے مگر محمد اللہم یعنی واسطے پورا کرنے قسم

اپنی کے اور یہ حدیث اول تو خود صحیح نہیں کہ حضرت یعقوب نے اٹھ فرمایا ہو سنا کسی مستغیر میں

دوسرے یہ کہ تھے کہاں سے جانا کہ مراد حضرت یعقوب کے بیٹوں سے تمام فرقہ بنی اسرائیل کا ہو بلکہ

ظاہر ہے کہ مراد بیٹوں سے صلی بیٹے ان کے ہیں اس واسطے کہ اطلاق بیٹوں کا متعارف اسی حق میں ہے

تیسرے یہ کہ عذاب نہ کرنا ان کے بیٹوں کا بھی ساتہ وجہ شرعی کے تھا اس واسطے کہ بیٹوں کے لئے تو صحیح کی اور

ندامت قوی عمل میں لائی اُن گناہوں سے کہ بیچ حق حضرت یعقوب کے اور بیچ حق حضرت یوسف

کے اُن سے سرزد ہوئے تھے چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قتل میں مذکور ہو کہ انھوں نے حضرت

یعقوب کی خدمت میں اقرار اپنے گناہ کا کیا اور استغفار اُن سے طلب کی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے روبرو

بھی اپنی خطا کا اقرار کیا اور انھوں نے ان کی خطا میں معاف کیا اور حضرت یعقوب نے بھی استغفار کیا اس حق اللہ

اور حق العباد دونوں ان کے دہ سے ساقط ہوئے اگر تم بھی اسی طرح کی تو بے قصور کرو اور حق تلخی سے نہ امت

کرو اور اس وقت کے پیغمبر سے اپنے حق میں استغفار طلب کرو تو البتہ تم بھی اس شارت میں داخل ہو جاؤ گے

اور جب تک کہ یہ باتیں بجا نہ لائو گے معاملہ خدا کا تھا ہے ساتہ اصل قاعدہ پر رہو گے چنانچہ بیان فرماتے ہیں

سورہ بقرہ

اور اس تہ کا فاسق اور فاجر اور عصیان نام رکھا ہے اور اس کے واسطے آخرت میں عذاب منقطع کا وعدہ کیا ہے یعنی ایسے فعلوں پر عذاب ہمیشہ نہیں رہنے کا واسطہ کہ عقائد و ریت کا راجحان نجا و بگا اور عذاب دائمی سے نجات پاد بگا دو سر و تہ یہ ہے کہ اعتقاد میں بھی مخالفت ہو اور جو چیز کہ نفس الامر میں ثابت ہو خواہ الہیات سے ہو اور خواہ معاویہ سے اور خواہ شعائر اللہ جیسے کہ کتابیں الہی اور رسول اس کے اور خواہ حکمون متواترہ مشہور اُن میں کے سے ہو انکا انکار کرے اور اس تہ کو کفر اور زندہ اور الحاد کہتے ہیں اور اس کے اوپر وعدہ عذاب ہمیشگی کا آخرت میں فرمایا اور ان دونوں مسئلوں کو مسلمانوں کی اصلاح میں ساتھ اس عبارت کے تعبیر کرتے ہیں کہ الفاسد لا یصلح فی النار والکافر یصلح فی النار یعنی فاسق ہمیشہ نہیں رہنے کا آگ میں اور کافر ہمیشہ بگا آگ میں اور ہر زمانہ میں جو شریعت ہوتی تھی جو اس کے موافق ہوتا تھا اُسکو کہتے تھے کہ یہ شخص مومن ہے اور عذاب دائمی سے اُسکو نجات رہیگی اور جو اس کے مخالف ہوتا تھا اُسکو کہتے تھے کہ یہ شخص ہمیشہ دوزخ میں رہیگا پس بنی اسرائیل کے زمانہ میں کہ ملت حقہ ملت ہوئی تھی اور اس ملت کے اوپر بنی اسرائیل قائم تھے ہواستے یہ عبارت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل عذاب دائمی نہ ہوگا اور جو لوگ سوال کئے ہیں انکو عذاب دائمی نہ ہوگا اور اس گروہ نے بسبب بلاوت اور کم فہمی کے عنوان اور معنوں میں فرق کیا اور یہ سمجھا کہ یہ حکم ہمارے ہی واسطے خاص ہے اور ایسا کہنے لگے کہ لن تمسنا النار الا ایا ما معدودۃ حق تعالیٰ نے جواب میں اس شبہ کے اول طریق منع کا جاری کیا اور طلب دلیل کی کہ انھوں نے عند اللہ عجلًا اے کہ اصل کلام میں تخصیص بنی اسرائیل کی اور نام یہود کا نہ تھا بلکہ نصو ص الہیہ میں مطلق ذکر اہل حق کا اور اسوقت کے دین کی پیروی کرنا والوں کا تھا اور جب اسوقت میں ہوا بنی اسرائیل اور یہود کے یہ صفت اور ول میں تھی انھوں نے اُن نصو ص میں سے اپنے ہی وقت کی تخصیص سمجھی پس نفس صریح غیر مادل کہ عہد عبارت اُس سے ہے اس بات میں پالی نہیں گئی اور نفس اول دلفق فہم اپنے کے قابل اس بات کے نہیں کہ اعتقاد و اصول و دین اور رحمت معاویہ میں شک اس کے ساتھ جائز ہو اور ایسی واسطے فرمایا کہ اتقوا لعل علی اللہ فالاعمالون او نانیہ تحقیقی بیان کر کے رفع شبہ کا کیا اور فرمایا کہ احاطہ کرنا خطا و ن کا نفس کو کہ عبارت فاسد

خدا کی طرف سے
تو اس کے لئے
تو اس کے لئے
تو اس کے لئے
تو اس کے لئے
تو اس کے لئے

اور انھوں نے
کہہ دیا کہ میں نے
اس کی سبب سے
کے چند ہی روز
تھے کسی رات کے
پہنچ کر تو اس نے
پوچھ کر دیکھا کہ
سبب انھوں نے تعالیٰ
سے اس بات کا
انکار لے لیا ہے
نہایت وہ اپنے
انکار کے خلاف
کے لئے ہے
سبب انھوں نے

تفسیر غلیظی

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

بگوں خداوندی بات

ہوئے علم اور عمل سے ہے اور عذاب ہو جائے عقیدہ اور فعلوں کا جس تک کہ برابر ایک ذرہ کے بھی
ایمان نہ رہے موجب عیشی عذاب کا جو جس فرق میں کہ یہ بات پائی جائے کہ تجھ شخص کسی کی نہیں
گو کہ زبان سے کلمہ بھی کہتا ہے اور دعویٰ دین داری کا بھی کرے جتنا چاہیے کہ مباح جاننا
گناہ کا کفر ہے اور معنی استباحہ کے یہ ہیں کہ دل میں خوف اور ڈر عذاب اس گناہ کا نہیں ہے اور
برائی اسکی اعتقاد اس کے میں دور ہو جو گناہ کے اس گناہ کو شرع میں حرام کیا ہے اور اس کے کرنے سے
سخت منع فرمایا ہے اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ یہ گناہ گناہ ہے اس واسطے کہ معنی استباحہ کے
مباح جاننے کے میں مباح کہنے کے نہیں اور جب خوف عذاب اس گناہ کا دل سے جاتا رہے اعتقاد میں
وہ گناہ مباح ہوا اور معاملہ مباحوں کا سا ساتھ اس گناہ کے وقوع میں آیا اور بعض فقہاء کا یہ ہیں
سمجھتے ہیں کہ استباحہ اسے کہتے ہیں کہ انکار اسکی حرمت کا کہ یعنی اس طرح کہے کہ حرمت اسکی
شرع میں وارد نہیں ہوئی ہے اور یہ بات نامدار وقوع جو اندوہ سے حدیثوں اور آیاتوں کے استباحہ
کی تحقیق میں ہیضہ کافی ہے اور انکار و رد حرمت اسکی کا شرع میں بل یا زبان سے ضرور نہیں
ہیئت امت آدمی البسا اعتقاد کرتا ہے کہ شرع میں حرمت اس فصل کی محض اس واسطے مصلحت عام کے
جو گئی ہو تاکہ رسم فاسد پھیل نہ جائے اور رفتہ رفتہ اور قیامت کی طرف پہنچ جائے اور واسطے
ڈرانے اور خوف دلانے کے وعدہ عذاب کا کیا ہے والا فی نفسہ یہ فعل کسی وجہ سے قیامت نہیں
رکتا ہے اور عذاب اس کے اوپر متبر نہیں ہوتا ہے اس فرق کو خاطر میں نگاہ رکھنا چاہیے کہ اکثر حدیثوں
اور آیاتوں کے سمجھنے میں کام آئے گا اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ اہل قبلہ کو اس مسئلہ میں اختلاف ہے
بعضے انہیں سے گناہ کبیرہ کرنے والے کے لیے عید قطعی دائمی ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر
صاحب کبیرہ نے توبہ کرے حکم اسکا حکم کافروں کا ہے اور یہی جو مذہب معتزلوں اور خارجیوں کا
ہے کہ مذہب معتزل کہتے ہیں کہ شخص و مرتبوں کے درمیان میں ہوا خارجی کہتے ہیں کہ وہ کافر ہے
لیکن جب ایمان سے غلام معتزلوں کے نزدیک بھی کافروں کے حکم میں داخل ہوا پس اسکو اس کے
نزدیک مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ کیا چاہیے اور اسکی جنازہ کی نماز بھی پڑھنے چاہیے اور
اس کے واسطے صدقہ اور فاتحہ اور عدد اور تلاوت قرآن اور استغفار بھی کرنا چاہیے اس واسطے کہ یہ
سب باتیں ایمان والوں کے واسطے ہیں اور ان چیزوں کے واسطے ایمان شرط ہے وَاِذَا

فَاتِ الشَّرْطَ ذَاتِ الْمَشْرِطِ وَطِ يَعْنِي جَسَوتِ فُتِّتْ هَوْنِي شَرْطُوتْ هُوَ اشْرَطَا اَوْ بَعْضُهُ اِنْهَنْ سَے
ایسے ہیں کہ انکے واسطے وعید قطعی منقطع ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کبیرہ گناہ معاف نہیں ہوگا اور انکے
کونے والے کو ضرور عذاب ہوگا لیکن عذاب اسکا اخیر کو منقطع ہو جاویگا اور بہشت میں داخل ہوگا
اور یہی ہے مذہب بشری اور خالیدی اور دوسرے جہلون نے وقوف کا اور بعض کہتے ہیں کہ
فاسقون کے حق میں کوئی وعید نہیں جتنے وعید قرآن اور حدیثوں میں آئے ہیں کفاروں کے
حق میں ہیں کہ فسق کے ساتھ انہیں کفر بھی موجود ہے اور جو شخص ایمان سے مرگیا انکو گناہ
سے کچھ ضرر نہ ہوگا اور قول اُنکا یہ ہے کہ لایضامہ الايمان معصية كما لا ينفعهم الكفر طاعة
یعنی نہیں ضرر کرتا ہی ساتھ ایمان کے کوئی گناہ جیسا کہ نہیں نفع کرتی ہی کفر کے ساتھ بندگی
اور یہی ہے قول مرجیہ کا رسول کرے اَلْكَوَالِدِیْ اَوْرَاكُیْ حَقِّیْ صَحیح حدیث میں آیا ہو کہ
صَنَفَانِ مِنْ اُمَّتِیْ لَیْسَ لَہُمَا فِی الْاِسْلَامِ نَصِیْبٌ لِّلْمَرْجِیَةِ وَالْقَدَرِیَّةِ یعنی دو فرقے
میری امت میں ایسے ہیں کہ نہیں واسطے انکے حصہ اسلام میں ایک مرجیہ دوسرا قدریہ
اور مذہب صحیح کہ صحابہ اور تابعین نے اسکو مشر و حایان کیا ہے اور اہل سنت جماعت نے
اسی کو اختیار کیا ہے یہ ہے کہ مرتکب کبیرہ کا قابل عفو کا ہے اگرچہ ملے تو بدمرے اور مانند
اور مسلمانوں کے اسکو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جاوے اور اس کے حق میں
نماز جنازہ اور استغفار اور اعانت ساتھ صدقہ وغیرہ کے کی جاوے اور شفاعت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور رحمت الہی کو اس کے واسطے امید رکھنی چاہیے بلکہ یقین رکھنا چاہیے
کہ حق تعالیٰ ساتھ رحمت نے غایت اپنی کے یا بسبب شفاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کبیرہ
والوں کو بخش دیا کو بعضوں کو عذاب بھی کرے اور یقین اس بات کا کرنا چاہیے کہ جس کیس کو نہیں
عذاب کرے گا عذاب اسکا ہمیشہ نہ ہوگا اور اخیر کو منقطع ہو جاویگا حتیٰ عذاب ہمیشگی کا کوئی گناہ سوائے
کفر کے نہیں لیکن یہ معلوم نہیں کہ کبیروں کے اوپر کس قدر عذاب ہوگا اور یہ بھی معلوم نہیں کہ
کون سے گناہ کبیرہ کرنے والے کو عذاب ہوگا اور کون سے کو بالکل معاف ہو جاویگا اس سبب سے
ہم امید اور خوف میں ہیں اور مایوسی اور بے خوف ہو جانا نکرین اور تشرآن کی آیتیں مانند
اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ کے اور سوا اس کے نفس صریح

تفسیر غزیری

اور گناہ نے اسکو

محبت کیا ہے اور حق

دہی لوگ ہیں دوسرے

انہیں ہمیشہ عذاب

و

یعنی اس قدر

گناہ کیے ہو گناہ نے

اسکو دیکھ کر طرف

سے گھبرا گیا جات

سے

سی راہ ہوتی ہے

بہرحقی یہاں تک

سے جی سوتا جی

اب اس وقت کی

توجہ قبول نہیں

ہوتی نہ یہ یقین

کی جہاد الی

کوئی گناہ ہو جاوے

پھر عیبی سے توبہ

روانی انساری

تفسیر علی

واللہ اعلم بالصواب

اور جو لوگ ایمان لائے اور جو کلمہ

نجات کے لئے فقط

تصدیق فرمائی اور ان کے

پہنچائے کام کرنا

ہیں اسی مذہب کے واسطے اور کلام اللہ بجا بجا ہوا۔ اور ان صفتوں سے کہ کان اللہ عفو اغفوراً
 ورجحاً وکرمیاً اور اگر حدیثوں کو دیکھیں تو یہ مضمون حد تو اترو کر پہنچ جاوے گا اور اسی واسطے بھی
 ابن معاذ رازی نے اپنی مناجات میں فرمایا ہے کہ الہی جب ایمان ایک ساعت کا شہر برس
 کے کفر کو نیست اور نابود کرے پس ایمان شہر برس کا کس طرح گناہ ایک ساعت کے کو نیست
 اور نابود نہ کرے گا اور بھی جبکہ آئینہ اور عیثین اوپر وعدہ اور وعید کے صراحتہ دونوں پر دلالت کرتی
 ہیں اور جمع کرنا متنافی نہیں کا محال ہی ضرور تطبیق دینی چاہیے اور تطبیق دینے میں دو احتمال
 ہیں ایک یہ کہ پہلے بندہ کو ثواب عنایت کریں اور نعمتیں دیں بعد اسکے عذاب میں گرفتار
 کریں اور یہ بات خلاف اجماع کے ہو اور خلاف حکمت کے بھی ہو اور خلاف کرم کے بھی ہو
 اگر نوازے ہوئے کو اگر انا چاہیے دوسرے یہ کہ اول انکو عذاب میں گرفتار کریں جبکہ سزا سے
 عمل بدلنے کی چکھ کر عبرت پکڑے بعد اسکے ساتھ بخشش اور کرم کے بخشیدن اور ثواب عنایت
 کریں اور یہی بات موافق حکمت کے ہو اور موافق قاعدہ کرم کے پس یہی متعین ہوئی اور مذہب
 بھی یہی ہو یعنی طرفدار معتزلوں کے اس مقام میں کہتے ہیں کہ ہر چند مذہب اہل سنت کا تو یہ
 باوجود ہو اس واسطے کہ یہ لوگ حق تعالیٰ کی دونوں صفتیں جمال بھی اور جمال بھی عفو بھی اور
 انتقام بھی لطف بھی اور قہر بھی ثابت کرتے ہیں اور کسی صفت کو ان دونوں صفتوں میں سے
 بندوں کے حق میں واجب نہیں جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ خاوند ہی یفعل ما یشاء و حکیم یا ولید
 اور تعین نہیں کرتے ہیں کہ فلا نا واجب العفو ہو اور فلا نا واجب العقاب اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے
 فعلوں کو غرضوں اور باعثوں سے متبرک جانتے ہیں لیکن مذہب معتزلہ کا قریب احتیاط ہو اس واسطے
 کہ باوجود امن واقعی کے ڈرانا اور اندیشہ ناک رکھنا بہتر ہو اس سے کہ باوجود خوف واقعی کے
 ڈرنا و مطمئن کر دینا لیکن اس کلام میں خدشہ ہو اس واسطے کہ احتیاط اچھی اہل سنت ہی کے
 مذہب میں ہو اس واسطے کہ یہ لوگ تعین نہیں کرتے ہیں کہ قابل عفو کا کون ہو اور انتقام کے
 لائق کون سا ہو دونوں صفتوں کو بغیر تخصیص کے ثابت کرتے ہیں پس ہر ایک شخص کے دل میں
 خوف باقی ہو بخلاف مذہب معتزلوں کے کہ صغیرہ دل کے حق میں انکے نزدیک کچھ خوف
 نہیں اور کبیرہ دل کے حق میں بالکل نہیں ہو اور اسی احتیاط اچھی نہیں بلکہ علاج سے ناامید

اور اگر عادت اسی کی کر لیں تب انکے حکم کو قبول نہ کرے حاصل یہ ہو کہ ہمیں بھیجے عبادت ابہنی کے
 باب کا حق ساتھ بیان کیا کئی وجہ سے اول یہ کہ والدین جیسے کہ سبب پرورش اور تربیت اولاد اپنی
 کے ہیں ایسے ہی سبب پرورش اولاد کے اور واسطے فیض ایجاد الہی کے ہیں اور سوائے والدین کے
 کوئی شخص یہ تربیت نہیں کھاتا اگرچہ دوسرا شخص سبب تربیت اور پرورش کا ہو جائے مگر سبب
 وجود کا ہرگز نہیں ہو سکتا ہی پس انعام کسی کا بعد انعام خدا کے باب کے انعام سے بڑھ کر نہیں
 دوسرے کہ انعام والدین کا زیادہ تر مشابہت اللہ کے انعام کے ساتھ رکھتا ہی اس واسطے کہ جیسا
 کہ انعام الہی اس جہت سے نہیں کہ مجھ کو عوض اسکا ملے ایسے ہی باب بھی اولاد کی پرورش کے نہیں
 تعریف یا شکر یہ یا ثواب یا جزا نہیں جانتے ہیں بخلاف انعام دوسرے آدمیوں کے کہ البتہ کوئی نہیں
 نہیں ہوتی ہی تو شکر یہ کہ جیسے حق تعالیٰ انعام کرنے سے اوپر بندہ اپنے کے ملول نہیں ہوتا ہی اگرچہ
 بندہ عاصی اور نافرمان ہو ایسے ہی باب بھی شغقت اور خیر خواہی اولاد کی سے ملول نہیں ہوتے ہیں اگرچہ
 اولاد ناخلف ہو چوتھے یہ کہ والدین کو کمال مناسبت ساتھ ذات واحد حقیقی کے ہی جیسے کہ
 خدا کی کار تربیت لے ایک ذات مقدس کے نہیں ممکن ہی ایسے ہی تہ پداری اور مادی کا بھی سوائے ایک آدمی کے
 نہیں ہو سکتا ہی پانچویں یہ کہ اولاد کے حق میں جو کمال کہ ممکن ہو اولاد کے واسطے باب آپ زکوٰۃ میں
 بلکہ اولاد کی ترقی اپنے اوپر بھی ہر کمال میں جانتے ہیں اور کسی نیک چیز میں اوپر اس کے حد نہیں لیجاتے
 ہیں اور یہ خاصیت سوائے والدین کے کسی میں نہیں اور اسی واسطے ہی کہ تعلیم الدین کی تمام شریعتوں
 اور مینوں میں واجب ہے بلکہ مناسب اور محبت اور میل والدین کا طرف اولاد کے ذاتی ہے
 حیوانوں میں بھی کہ نے شعور میں پایا جاتا ہی جیسے کہ محبت حق تعالیٰ کی بھی ساتھ بندہ کے
 ذاتی ہی اور اسی واسطے کافروں کے حق میں بھی بسبب بھیجنے رسولوں اور نازل کرنے کتابوں کے
 اور قائم کرنے دیلون اور دور کرنے عذروں کے حروف ہی اور اس آیت میں کہ والدین کو
 مطلق نے قید ایمان کے ذکر کیا ہی اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ باب ہر چند کافراؤ
 منافی یا فاسق اور فاجر ہوں اولاد کو چاہیے کہ ان کے ساتھ بھی راستہ لطف و احسان کا
 چلے اور اسی سبب سے ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بیچ تلقین
 باب اپنے کے راستہ نرمی کا اختیار کیا جن پنج سورہ مريم میں بیان اسکا ہی اور جب

ترجمہ تفسیر عزیزی
 حق تعالیٰ کا حق
 اس کے خدوں میں
 سب پر مقدم اللہ
 کی توجہ پر جو نیاز
 وغیرہ اور بندوں کے
 سبب زیادہ مقدار
 باب میں اسی لیے
 امتدادی لے لے لے لے
 حق کو اور باب کے
 حق کو ساتھ بیان
 فرمایا ابن مسعود
 نے جو عبادت رسول
 اللہ اکبر علیہ السلام
 سبب خیر ہو
 فرمایا وقت پر
 نماز پڑھنا اور چھو
 بھر کر ان بڑا
 باب

حفظہ کہ صحابی طویل القدر ہیں اور انکا باپ ابو عامر راہب تھا اور بڑا کافر تھا یہ العناد تھا اس کے قتل
کر لئے میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انھوں نے رخصت چاہی ان حضرت نے رخصت
باب کے قتل کرنے کی مذی باوجودیکہ وہ کافر واجب القتل تھا اور طریق احسان کرنے کا ساتھ
باب کے موافق اس کے صحیح حدیثوں میں مروی ہے یہ ہو کہ دل سے اُنکی دوستی رکھے اور کلام اور رفتا
اور نشست اور برخاست میں ادب کے طریقہ رعایت کرے مثلاً چلنے میں آگے نہ چلے اور کلام میں
نام لیکر نہ بلاوے بلکہ تعظیم کے لفظوں سے جیسے کہ یا سیدی یا پچے واسطے اور یا سیدی یا پچے
واسطے اور یا ابی اور یا امی انکو پکارتے اور ایسے ہی اپنے تئیں حق المقدور اُنکی خدمت میں
خارج کئے اور ہر کام اور بات میں اُنکی رضا مندی کا ارادہ کرے اور اوقات عزیز اور مال نہیں اپنا
اُنسے دینے رکھے اور بعد مرنے کے بیچ جاری کرنے وصیت اُنکی کے مصروف ہو اور بیچ و دار و نمک اور
استغفار کے اُنکو یاد رکھے اور واسطے اُنکے خیرات اور صدقات بھیجے اور ہر ایک جمعہ کے اندر
قبر اُنکی کی زیارت کرے اور سورہ یٰسین پڑھ کر نواب اُنکا اُنکی روح کو بخشے اور جو آدمی کہ
اُنکے ساتھ دوستی یا قرابت رکھتے ہوں اُنکے ساتھ مہربانی اور سلوک کرے اور جو کہ باب
کسی شخص کے ساتھ مینے لینے میں کام آئے تھے یہ بھی اُس کے ساتھ ویسا ہی کرے کہ احسان
والدین کا انھیں کاموں کے ساتھ تمام ہوتا ہے اور تمام ان مرتبوں کو حق تعالیٰ نے سچ سورہ
اسرار کے درمیان کئی مکھوں کے ارشاد فرمایا ہے کہ فلا تَقْتُلْ لِحَمٰا ف و لا تَنْهَرْ لِحَمٰا ف
قل لِحَمٰا ف و لا کُلْ مِمَّا ہ و لا خَضْ لِحَمٰا ف جنانہ الذل من الہ و قتلہ ہر جمعہ اُنکا ریتا ہے
یعنی اور بھی کہا ہے کہ احسان کرو تم طرف ذوی القربی یعنی صاحب قرابت کے اور
ہم نے اس احسان کو تابع احسان والدین کے کیا اس واسطے کہ جو قرابت جہان میں ہے
یا بواسطہ ما اور باب دونوں کے ہے جیسے بھائی حقیقی اور بہنیں حقیقی یا ایک کے واسطے سے
یعنی فقط مکی جہت سے یا باب کی جہت سے جیسے کہ جد پدری یا بھائی علانی یا چچا یا بھوپلی کہ
باب کی طرف سے قرابت اُنکی ہے یا جیسے بھائی اور بہنیں انخیانی اور جد مادری اور ایسے
ہی ماموں اور خالہ کہ والدہ کی طرف سے قرابت رکھتے ہیں پس تمام ذوی القربی
والدین کے ساتھ قرابت میں شریک ہوے اور فرق یہی ہو کہ والدین بالاصالہ سلسلہ

تفسیر
سابقہ سلوک کرنا
پوچھا ہے کون با
فرمایا۔ غلط نہ
میں جہاد کرنا
ان کا جہاد کو نہ
درجہ میں فرمایا
حق العباد میں
آوردہ نوزی ابو
سکین کی خبر دی
کو فرمایا اور اُنکی
بوسے کی یاد کی
اجتی است کہ
نویسار الموعود
و فی عن الموعود
بات کہ تمام بیکار
چکوان و غیرہ مراد
چیزوں کی عبادت میں
نارائزہ و کائنات
کے بیان فرمادیا

وجود میں قریب ہیں اور اور لوگ بالطبع اور اسی واسطے اصل احسان میں شریک ہیں اور احسان کو شریعت میں ساتھ صلہ رحم کے تعبیر کیا جاتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ الرحم شجرة من الرحمن یعنی قرابت ایک شعبہ ہے شاخوں ظہور اسم رحم کے سے گویا رحمت الہی بیج اس پردہ کے ظہور کرتی ہے اور اسی واسطے حق تعالیٰ نے قرابت کو فرمایا ہے من صلک وصلک ومن قطعک قطعک یعنی جو کوئی ساتھ تیرے سلوک نیک کے میں بھی اسکے ساتھ سلوک نیک کروں اور جو کوئی تیرے ساتھ سلوک نیک کرے میں اسکے ساتھ سلوک بد کروں اور صحت عقلی بھی تقاضا کرتی ہے کہ آدمی اپنے اقارب کے ساتھ احسان کی راہ جاری رکھے اس واسطے کہ آدمی کو شادی اور غمی میں اور کاروبار دنیاوی میں بغیر شریک اور ہمراہ ہونے دوسروں کے اور سولے اعانت مالی اور خدمت بدنی کے درستی کام کی نہیں ہوتی ہے اور ہر کسی کو ساتھ ہر کسی کے اس قسم کی مدد کرنی ممکن نہیں پس ضرور ہوا کہ جن شخصوں کے اندر میل جلی اور الفت طبعی آپس میں ہے یہ سلوک لازم کیا ہوا طریقہ احسان کا ہے تاکہ انتظام ان چیزوں کا کہ جنہیں حاجت اجتماع اور مدد اور معاونت کی پڑتی ہے ہر قسم نہ ہو جائے اس جگہ چاہیے جاننا کہ قرابت والے دو قسم ہیں ایک قسم کی قرابت والے ایسے ہیں کہ قرابت محرمیت کی کہتے ہیں یعنی نکاح اٹنے سے حرام ہے جیسے کہ چچا اور داماد اور خالہ اور بھائی اور بہن اور اولاد بھائیوں کی اور بیٹوں کی اور احسان کرنا ساتھ احسان کے فرض ہے تارک اس کا گنہگار ہے اور دوسری قسم ایسی قرابت والے ہیں کہ محرمیت نہیں کہتے ہیں جیسے کہ اولاد چچا و بھائی اور اولاد دامادوں کی اور اولاد بھوپوں کی اور اولاد خالوں کی اور احسان ان کے ساتھ کرنا سنت مذکورہ ہے لیکن سنت بہ احسان ہے کہ اولاد اور احسان اور خبر گیری ان کی کی جائے اور جو احسان کہ بعضی ترک ایداکے ہے پس بہ نسبت ان کے فرض ہے بلکہ بہ نسبت تمام مسلمانوں کے یعنی ہر کسی مسلمانوں کو ایذا پہنچانی حرام ہے اور بھی چاہیے جاننا کہ اس جگہ ایک سوال مشہور ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ اس آیت میں یتامیٰ اور یمسکین کو ساتھ صیغہ جمع کے لائے ہیں اور اہل قرابت کو کہ وہ بھی بہت ہیں ساتھ صیغہ مفرد کے انکو ذکر کیا اور اس طرح نہ کہا ذوی القربی اس میں کیا نکتہ ہے جواب اس کا یہ ہے کہ تمام اہل قرابت کو بمنزلہ ایک شخص کے مقرر کر کے صیغہ مفرد کا لائے تاکہ اشارہ اس بات کی طرف ہو جاوے

تفسیر عزیز
اور اس آیت
میں جن باتوں
کا ذکر ہے ان میں
سے یہ سلوک
جو قرابت والوں
کے ساتھ کرنا
فرض ہے اور
اس آیت میں
یتامیٰ اور
یمسکین کو
ساتھ صیغہ
جمع کے لائے
ہیں اور اہل
قرابت کو کہ
وہ بھی بہت
ہیں ساتھ
صیغہ مفرد
کے انکو ذکر
کیا اور اس
طرح نہ کہا
ذوی القربی
اس میں کیا
نکتہ ہے جواب
اس کا یہ ہے
کہ تمام اہل
قرابت کو
بمنزلہ ایک
شخص کے
مقرر کر کے
صیغہ مفرد
کا لائے تاکہ
اشارہ اس بات
کی طرف ہو جاوے

اگر تمام اہل قرابت کو برابر سمجھے اور کئی بیشی سلوک کرنے میں نکرے تاکہ سیکو دوسرے کا حال دیکھ کر جنت نہ ہو
 اختلاف یتیموں اور یتیموں کے کہ اس جس جگہ ضرور نہیں کہ سب کو برابر سمجھے اگر کسی مصلحت کے واسطے
 کئی بیشی بھی کی جائے تو حرام نہیں اور سوال دوسرے بھی ہی حاصل اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں
 وذی القربی بغیر اعادہ جار کے کہ حرف با کا ہی ارشاد ہوا اور سورۃ نسا میں و بذی القربی ساتھ
 اعادہ جر کے اس فوق میں کیا لکھتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اس سورۃ میں کر اُس عہد کا ہے کہ بنی اسرائیل
 سے لیا تھا اور بنی اسرائیل بسبب کم استعدادی اپنی کے بجز والدین کے کسی کا حق نہیں سمجھتے تھے
 اس واسطے سمجھائے انکے کہ ذی القربی کو والدین کے حکم میں داخل کر دیا اس واسطے کہ تمام ذوالقربا
 ساتھ باپ کے اتصال رکھتے ہیں خواہ دونوں کے ساتھ خواہ ایک کے ساتھ والنصل بالمتصل
 متصل پس ساتھ کرنا حرف با کا کہ دلالت او پر استقلال اور علیحدگی کے کرتا ہے اور یہ منافی
 اتصال کے ہے ضرور ہوا اور سورۃ نسا میں خطاب طرف اُمت مصطفویہ کے ہے علی صاحبہا السلام
 الخیرۃ اور وہ بسبب کمال معرفت اور فراخی استعداد و حق ہر فی حق کا بالاستقلال سمجھتے
 تھے پس لانا حرف با کا کہ دلالت او پر استقلال کے کرتا ہے مناسب ہوا اور بھی بنا رکلام کی
 اس سورۃ میں او پر اختصار کے ہے اس واسطے کہ مقصود اصلی یا دولا نا عہد کا ہے نہ تخلیف الغفل
 اور اسی واسطے توحید کے مقام میں بھی او پر صیغہ نفی اور اثبات کے کفایت فرمائی کہ اس طرح
 ناد کیا ہے لا تعبدون الا الله ہ پس حذف با کا کہ یہ بھی موجب اختصار کا ہے رعایت کر گیا
 حق اور طرز کلام کے مناسب ہے اور سورۃ نسا میں تفصیل تکلیفات کی ہے او ہی اس واسطے کہ
 کہ کو ساتھ دو عبادتوں مستقلہ کے ادا فرمایا ہے کہ واعبدوا الله ولا تشکوا بہ شیئاً اور بیچ
 حق داروں کے بھی تطویل منظور تھی کہ والجار ذی القربی والجار المجنب والصاحب بالمجنب
 السبیل وما ملکت ایماء لکھو یعنی احسان کرو ساتھ ہمسایہ کے کہ قریب ہوتا ہے یعنی دروازہ
 مائے دروازے کے ساتھ ملا ہوا اور حسان کرو تم ساتھ ہمسایہ فو کے کہ دروازے کے ملے ہوئے نہوں
 دن نے جاز ذی القربی سے مراد ہمسایہ قرابت والا اور جار جب سے مراد ہمسایہ چہنی لیا ہے اور احسان
 تھو رفیق برابر کے کہ ناز کے وقت کسی مسجد میں دنوں ایک جگہ ہو جاویں یا بازار دنوں کی خرید و فروخت کا
 غلہ کی محفل میں ایک جگہ اتفاق اجتماع کا ہو جاوے اور احسان کرو تم ساتھ سائے کے اور احسان

شیریں

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

ان کے لئے ہے

11 13 26

۱۰۰

ارشا
تاکه
ر

نوحید
بیان
۱۹۲۷

اور بعضوں

کروتم ساء
ایک ہواو

کہو تم ساتھ ان شخصوں کے کہ ایک تمہاری میں ہیں آپس لانا حرف باکا اس جگہ ضرور ہوتا کہ ملاذ نسق کا
 نہ ہو جائے بلکہ اگر تا مل کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نسا میں فی القرئی کو بالاصلاتہ ذی حق
 کیا ہے اور جبار ذی القرئی اور جارجنب اور صاحب الجنب کو تابع اور اقارب حکمی کیا ہے اور اس
 سورہ میں الدین کو اصلاتہ ذی حق مقرر کیا اور ذی القرئی کو تابع حکمی کیا پس اسی واسطے اس جگہ
 لانا حرف باکا اور اس جگہ حذف کرنا اس کا لازم ہوا یعنی اور فرمایا جس نے کہ احسان کرو تم طرف
 ایک سخی یعنی یتیموں کے خواہ جنس مردوں کی سے ہوں یا عورتوں کی سے اور یتیم عرف شرع میں
 نابالغ طفل کو کہتے ہیں کہ جس کا باپ مر گیا ہو یا گم ہو گیا ہو خواہ ما اسکی زندہ ہو یا نہ ہو اور اگر ما بھی
 نہ ہو تو زیادہ تر مستحق احسان کا ہوتا ہے اور جانوروں میں یتیم وہ جانور ہے جسکی ما نہ ہو گو باپ کہتا ہو
 اور یتیم اسرا اور انفس چیزوں میں وہ ہے کہ نظیر اپنی نہ رکھے جیسے کہ کہتے ہیں در یتیم اور یتیم کی
 بے کی ہو حالانکہ جمع فعل کے اوپر فعلی کی نہیں آتی ہو لیکن ہر گاہ کہ یتیم آفت زدہ ہو
 یا اسکی جمع ویسی ہی لائے جیسے کہ اور آفت زدوں کی لائے ہیں مثل و جاعی اور جالعی
 صاحب کثاف نے کہا ہے کہ یتیم اگرچہ صفت ہے لیکن اس کو حکم اسما غالبہ کا دیا ہے
 صاحب اور فارس کے اور جمع انکی موافق جمع انکی کے آتی ہے پس اصل میں جمع یتیم
 غالب مکانی کر کے پٹائی بنا لیا اور احسان اور یتیم کے دو قسم ہے ایک قسم وہ ہے کہ
 ہو پر وارثوں اس کے کے واجب ہے مثل حفاظت مال اس کے کی کہ رو برور زیادہ ہو و سے سبب
 تجارت یا زراعت کے تاکہ قدر نفقہ اور ضروریات اس کے کی اس سے محل آوے اور خبر گیری انکی
 خوراک اور پوشاک وغیرہ سے اور تعلیم علم اور کتابت و تلقین آداب کی کمال نرمی اور خیر خواہی سے
 اور دوسری قسم وہ ہے کہ اوپر حام آدمیوں کے واجب ہے اور وہ ترک کرنا ایسا انکی کا اور نرمی اور نرمی
 اس کے ساتھ کرنی اور مجلسوں اور محفلوں میں نزدیک اپنے بٹھانا اور یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اور اسکو ہاند
 فرزندوں کے گود میں لینا اور محبت ظاہر کرنی اور حق یتیموں کا اس واسطے تابع حق قارب والدین کے
 ہو کہ جب شخص یتیم ہوا اور باپ اس کا نہ باقی بچا لے سب بندوں کو حکم کیا کہ اس کے ساتھ باپ کا طریق برتن
 اور اسکو مانند اپنے بیٹے کے سمجھیں تاکہ عمر بھر کی کہ سبب موت باپ کے اس کو لاحق ہوا تھا ساتھ
 اس قوت حقیقی کے کہ ہزاروں آدمی اس کے باپ کی جگہ سے موجود ہو وے دور ہو گیا پس یتیم بھی

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

تفسیر

مبالغہ بہت نکرے جو کچھ یہ کہ بیچ وقت بلائے اسکے کے یاد کر گئے اسکے کے اچھا نام اور اچھا لقب
 اور پر زبان کے لاوے اور جس نام یا لقب سے ناخوش ہوئیں سے پرہیز کرے اپنی اس جگہ
 بھی رعایت سچ کی کرے اور جھوٹ بچے پانچویں یہ کہ عائشہؓ اسکو خوبی کے ساتھ یاد کرے اور سچی
 تعریف اسکے روبرو بیان کرے اور اسکی فضیلتیں ظاہر کرے مگر جھوٹ اور ببالغہ سے بچے جیسے
 یہ کہ بیچ وقت مشورہ کے صلاح نیک بتلانے سے دریغ کرے ساتویں یہ کہ اگر کسی کو کچھ کہنا دانتے
 کسی غریبی یا نقصان میں گرفتار ہوتا ہو اور شخص طریق نجات کا اس غریبی یا نقصان سے جانتا ہو
 چاہے کہ ساتھ کمال حسن خلق اور رعایت ادب کے اسکو بتلاوے یا کوئی انداز سے میں جلا
 جاتا ہے اور کسی گڑھے یا کوئے میں قریب گئے کے ہی یا کوئی شخص سہ جھول گیا ہو یا کوئی
 اپنی شے کسی شخص نے گم کر دی ہو اور وہ ڈھونڈھ رہا ہو اور نشان اٹکے سے نئے خبر ہے
 یا کسی شخص کو خریدنا کسی اسباب کا منظور ہو یا بچپانہ کسی والی کا چاہتا ہو اور اسکو ان چیزوں میں
 دخل نہیں ایسے ہی کوئی علم کی بات پوچھتا ہو یا کسی شبہ کا دین کے امر میں دیر کرنا چاہتا ہے
 و علیٰ ہذا القیاس سو کسی باتوں کے سوچ جانے میں کوشش کرے اور اکثر ایسے معاملوں میں کافروں
 کے ساتھ بھی موجب اجزا اور ثواب کا ہو اور اسی واسطے دَقُّوا لِلَّذِیْنَ حَسَنَّا فَمَا یَسْأَلُکُمْ فَاِیُّہُمْ اَوْ سَآئِلُکُمْ
 ایمان اور اسلام کے مقید نہیں کیا مگر شروع ساتھ سلام علیک کے کہ ناخامس ممانوں کو واسطے
 ہے اور اسجگہ جاننا چاہئے کہ معنی حسن کے اس آیتیں یہ نہیں کہ مخاطب کے نزدیک سب سے
 مستحسن اور نیک ہو والا اکثر جگہ سستی امروں میں اور خلاف مشروع لازم آویگا ہواسطے کہ اکثر
 آدمی جو چیز کہ موافق خواہش اپنی کے ہوا اسکو اچھا جانتے ہیں گو کہ مخالف مشروع اور ساقی آئین
 دینداری کے ہو بلکہ معنی اسکے یہ ہیں کہ فی نفسہ وہ شے اسکے حق میں نیک ہو اور ایسے طریق سے
 اسکو بتلانی جائے کہ دشمنی اسکی نہ ہو اور عار نہ گولا لاحق نہ ہو پس اس آیتیں امروں میں سستی کہ نیواہن
 اور خوشامد کرنے والوں کے واسطے دست آور نہیں ہواسطے کہ کلام خوشامد یونہی اگرچہ مصاحبوں
 اور مخاطبوں نے فہم کے نزدیک بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں لیکن عند اللہ مذموم اور بُری ہیں
 پس فی نفسہ حسن نہ ہوئی اور اس آیتیں لفظ حسن کا آیا ہو لفظ مستحسن کا نہیں ہے اور مستحسن کے معنی
 ہیں کہ دوسرا اسکو نیک سمجھے اور اسجگہ ایک مخالفہ ہوا رہش آیا ہو کہ اکثر آدمیوں کی دیوانہ رات

تفسیر حلی

بات ماننے ہوا اور

بعض بات نہیں

ماننے سو نہ

یہ دون میں

جسنے اسکیا

اسکی انداز میں

سوائے ہے اور

قیامت میں وہ

یہ سخت سخت

عذاب پہنچائے

جائینگے اور عذاب

میں سے کام لے
 نے خبر میں ہے
 مینے سورہ کے ارد
 کہ ہوئے در فقی
 فتح بقولہ اور
 بنو نصر و بنو
 مینے سورہ

تفسیر تفسیر عزیز

اگر سخت گوارا سخت مل ہوتا تو البتہ صحبت تیری سے بھاگ جاتے اور بات تیری نہ سنتے دوسرے
 یہ کہ کلام ہو ساتھ فاسقوں کے اور ان لوگوں کے کہ اسلام کے حقوق میں کوتاہی کرتے ہیں جیسے کہ
 طاعت کا حکم کرنا اور معصیت سے روکنا اس جگہ بھی عایت ادب و حسن خلق اور نرم گوئی اور
 اسالت قلوب کی کرنی چاہیے کہ اچھی طرح سے امر شرع کا اٹنے کہے اور گناہ کی بات سے روکے
 جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہوا دعاء الی سبیل ربک بالحکمۃ واللمظنۃ المحسنۃ
 یعنی بلا تو طرف سے رب اپنے کے ساتھ دانائی اور اچھی نصیحت کے اور بھی فرمایا ہوا دفعہ بالقی ہی
 احسن اور یہ کلام امور دنیاوی میں ہو جیسے کہ تقاضا کرنا قرض کا اور طلب کا ناحق اپنا غاصب
 اور امانت دار سے اس میں بھی نزدیک ہر شخص عاقل کے جب تک کہ غرض نرمی اور آہستگی سے
 حاصل ہو سکے سختی کرنی نہایت قبیح اور مذموم ہے اسی واسطے حدیث میں آیا ہوا داخل الرقی نے
 شئے الاذانہ وما دخل الخرق فی شئ الا شأناہ یعنی نہیں داخل ہوئی نرمی بچ کسی شئے
 کے مگر زینت دیدی اُسکو اور نہیں داخل ہوئی سختی بچ کسی شئے کے مگر معیوب کر دیا اُس کو پس
 ثابت ہوا کہ بات نیک اور نرم کہنی کچھ خاص ساتھ اہل اسلام اور اہل صلاح کے نہیں بلکہ ہر طرح
 کے آدمی کے ساتھ مقدمات دینی اور دنیاوی میں طریق حسن خلقی اور ادب اور تواضع کا چلنا
 مستحسن ہے مگر جس جگہ کہ بغیر سختی اور بد خلقی کے کام دین یا دنیا کا نہ بچلے یا حسن خلق اُس جگہ ساتھ مذمت
 اور خوشامد کے لمجاوے ایسی جگہ تشدد اختیار کرنا مضائقہ نہیں اور اس آیت کا بھی محل یہی ہے کہ
 یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین واظلم علیہم یعنی ایوٹی جہاد کرو ساتھ کافروں
 اور منافقوں کے اور سختی کرو پر انکے آنحضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ تفسیر و قول
 للناس حسنا کے فرمایا ہے کہ قول للناس ما تحبون ان ینقال لکم یعنی کہہ دو تم ساتھ آدمیوں کے
 ایسی بات کہ اگر تم سے کوئی بات ایسی کہے برا نہ مانو اور خوش ہو اور تفصیل اسکی یہ ہے تمام کاموں
 میں خواہ دین کے ہوں جیسے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یا دنیا کے ہوں جیسے کہ تقاضا
 کرنا قرض کا اور طلب کرنا ناحق اپنے کا چاہیے کہ شخص اپنے تئیں حریف ٹھہرا دے اور دوسرے
 کو مثل اپنے قرار دے اور بعد اُسکے سوچے کہ مجھ کو کلام کیسی اچھی معلوم ہوگی جس وقت دوسرا
 شخص مجھ سے امر بالمعروف یا نہی عن المنکر یا تقاضا قرض وغیرہ کا کرے پس اس صورت میں

تفسیر خلیلی

بجی قریب ہاں

ہوے اور دیرانی

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

بجی اور قریب ہاں

تقسیم غفری

اور سب کا وطن
کے لئے ہیں وہ
زور مند اور کرسٹاور جب ان کا
تم انہیں کا
مدد سے ان کےہم ملے گا کہ غفر
کر لیتا ہے ہم
لست کو ال دیوہم اور خیر
ایمانی میں
بہنو قرین کانماز خیرین
لاہین اور
جائزہ بنو غفرکو خیرین کے
ذکر دینے اور
بنو غفر کا

جوابات اسکو پسند ہو یہی ہی دوسرے سے کہے اور یہ گاہ کہ بیان حقوق بندوں کے سے کہ اس
عہد میں ہندو میں فراغت ہوئی اللہ تعالیٰ نے طلب حقوق اپنے کی بھی فرمائی کہ **وَاقِیْطُوا**
الصَّلٰوةَ یعنی اور قائم کرو تم نماز کو اور سیدھی کرو اسکو پس جب سے کہ کسی طرح کی کچی نہیں نہ ہے
ہو اسطے کہ نماز یہی عبادت ہو کہ دل کی عبادت بھی اسکے اندر ہو اور زبان اور ہاتھ پاؤں کی
بھی **وَاتَّقُوا الشِّرْکَۃَ** یعنی اور دو تم زکوٰۃ کہ چالیسواں حصہ چاندی اور سونے میں اور اور
جیون میں قیمت انکی میں سے مقرر ہو بشرط اگر جانے ایک برس کے اور مویشی اور کھیتی ہیز
حصہ مختلف ہو باعتبار جنس اور صنف کے جیسے کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہو اسواطے کہ یہ
عبادت ہر چند کہ ظاہر میں خدا کا حق ہو لیکن حقیقت میں حق بندوں کا ہو اور زکوٰۃ یہی شے ہے کہ
بیچ نیک کے اخلاق اور دور کرنے خصلتوں پر فیہ بخل کے اسکو کمال دل ہو آتی رہا اس جگہ
ایک سوال جواب طلب اور وہ یہ ہو کہ اس عہد میں اول توحید کا ذکر کیا بعد اسکے آدمیوں کے
حق بیان کیے بعد اسکے نماز اور زکوٰۃ کا بیان فرمایا پس بیان میں انتشار لازم آیا اسواطے کہ
اگر منظور مقدم کرنا حق العباد کا تھا اس جگہ سے کہ حق العباد بڑا سخت ہو اور گاہ رکھنا اسکا بہت
مقصود ہو اور اسکے اندر عہد شکنی کرنی نہایت قبیح پس چاہیے تھا کہ توحید کو بھی مؤخر ذکر کرتے اور
ہمراہ نماز اور زکوٰۃ کے لائے اور اگر منظور مقدم کرنا حق اللہ کا تھا اسواطے کہ اصل یہی ہے
پس نماز اور زکوٰۃ کو بھی ہمراہ توحید کے ذکر کرنا چاہیے تھا اور اسکی بعض حقوق الہی مقدم کیا
اور بعض کو مؤخر کیا اسکے کیا وجہ ہو جواب اسکا یہ ہو کہ اصل میں منظور تقدیم حق العباد کی ہو اسواطے
کہ بندے بسبب احتیاج اپنی کے نہ ملے حقوق اپنے سے درد ناک ہوتے ہیں اور تکلیف پہنچتی ہو اور
اللہ تعالیٰ احتیاج سے پاک ہو اگر اسکے حق میں کوئی قصور کرتے اور اسکو کچھ ضرر اور نقصان نہیں
پہنچتا ہے لیکن توحید تمام حقوق الہی سے بڑھ کر ہے اسواطے کہ شرط قبول ہونے تمام بندگیوں کی ہو
خواہ وہ بندگی متعلق ساتھ حقوق بندوں کے ہو یا ساتھ حقوق الہی کے پس تمام حقوق کی یہ شرط ہو اور
شرط کو مقدم طبعی اور بشرط ہے ہو اسواطے مقدم کرنا توحید کا اور تمام چیزوں کے لازم آیا اور بعد توحید
حقوق العباد کو اور ہر حقوق اللہ کے مقدم کیا تاکہ تاکہ یاد اور کرنے حقوق العباد کی سمجھی جاوے اور سوال
دوسرا بھی ہو کہ احسان کرنا ساتھ یتیموں اور مسکینوں اور فوی القربی کے زکوٰۃ میں داخل ہو اجازت دے کہ

انکے کی کیا حاجت تھی جواب کیا یہ ہے کہ احسان کرنا ساتھ یتیموں اور سیکینوں اور امل فاقین کے
 جیسے کہ بیشتر تفسیریں کی ہیں اشارہ ہوا عام ہر اس بات سے کہ ساتھ مال کے ہو یا ساتھ اور طرح کے
 اور جس صورت میں مال کے ساتھ ہو وہ بھی عام ہر اس سے کہ بچہ قدر نصاب کے ہو یا اس سے
 کمتر میں اور اگر قدر نصاب میں ہو وہ بھی عام ہر اس سے کہ زکوۃ میں حساب کیا جائے یا سوا سے
 زکوۃ کے پس اس احسان کو کہ جن میں ان مرتبوں کا عوم ہر زکوۃ کے دینے میں داخل کرنا چاہیے
 البتہ ایک طریق احسان کرے گا انکے ساتھ یہ بھی ہر زکوۃ مال کی بھی انکی طرف خرچ کیا ورنے
 اور یہ بات بھی ہے کہ احسان قرابتیوں اور یتیموں کے ساتھ ذکر کرنے میں امداد کو منظور
 یہ ہے کہ خاص ان شخصوں کی طرف توجہ اور ہر مانی مصروف ہے جس طرح ہو اور جس نہج پر ہو
 اور زکوۃ کے دینے میں منظور یہ ہے کہ خرچ کرنا مال کا خالی راہ میں ارادہ کریں اور اسی واسطے
 احسان پہلا کامل کرنے فحاصلت حدالت کی قبیلہ سے ہر اور احسان دوسرا یعنی زکوۃ کا زیادہ
 حاصل کرنے صفت جو انفرادی اور روت کے ہے اور پہلا احسان حقوق العباد سے ہر اور دوسرا
 حقوق امداد سے حاصل کلام یہ ہے کہ جب عہد یاد دلانے سے فراغت ہوئی جو تمل اوپر تکلیفوں
 کے ہر اور جمع کرنا لاہو تمام انواع تکلیفات کو اس واسطے کہ تکلیف یا بدنی ہر یا مالی ہے اور ہر ایک
 ان میں سے یا عام ہر یا خاص بدنی عام عبادت مطلق ہے کہ آدمی تمام اعضا اور قوتوں اپنی کو
 مستعد بجالائے حکم اور امر الہی کا کر کے منتظر ہے مانہ غلام کے کہ روبرو خداوند اپنے کے بالادہ بجالائے
 حکم انکے کے کھڑا ہے اور طرف ہی تکلیف کے اشارہ کیا ہے ساتھ اس لفظ کے کہ لا تقبلون
 الا الله اور تکلیف بدنی کہ خاص غازی کہ خاص وقتوں میں اور ساتھ مشروطوں اور سکون
 معین کے مقرر ہوئی ہے اور تکلیف مالی خاص زکوۃ ہے اس واسطے کہ زکوۃ خاص ہر ساتھ مالاک
 نصاب کے اور ساتھ گزرنے برس کے اور ساتھ مستحقوں معلوم کے اور ساتھ جنسوں معین کے
 اور تکلیف مالی عام کہ شرط کی قدرت ہے اور سبب اسکا یا نسب یا غیر نسب اور سبب تین حال سے
 خالی نہیں یا سابق ہر جیسے کہ والدین یا متاعن ہر جیسے کہ اور شدہ دار تیسرے یہ کہ لاحق ہو جیسے کہ یتیم
 بچے اگر کسی سے انکی قرابت نہ ہو مگر شائع ہے بسبب جانے باپ کے انکو بمنزلہ اولاد تمام مسلمانوں کے
 ٹھہرا دیا ہر تاکہ سب لوگ انکے اوپر شفقت کریں اور تکلیف مالی کہ بدون نسب پائی جاوے

تفسیر

سورۃ بقرہ میں
 ہے احسان
 عرفۃ ہو جانے
 بدو فیہ مال و دیگر
 انکسور ہر گز سے
 اگر کوئی اتنے کہتا
 کہ شہلہ بہت
 سے کیوں نہ بظہر
 کرتے ہو اور ایک
 دوسرے کو جلا
 دینے کہتے ہو پھر
 مان یکساں کو
 چھوڑتے ہوتو
 کہتے کہ خدا کا
 بچی حکم ہے
 کہ جب ہم
 اپنے بہت
 کسی غیظ سے
 ہر گز نہیں

تفسیر غزالی

گرفتار ہونے سے

جس میں ہر قسم کا

اس کا ہر قسم کا

یہ روایتی ہے اور

نیک دنیاوی مسکن

سے ہے، تو نیک

اس کو دیکھ کر دیا

کہ جیسا تمہارا

ہو گا، اسی طرح

جلسہ وطن کرنا

اُسکے دو سبب ہو سکتے ہیں یا احتیاج اور غلبہ سبب اسکے مال خرچ کیا جاوے جیسے کہ مسکینوں
 کی خدمت کرنے میں یا ہم جنس ہونا یعنی شرکت آدمی ہونے میں لیکن یہ بات تمام آدمیوں کے
 ساتھ پائی جاتی ہو اور تمام آدمیوں پر مال کے ساتھ احسان کرنا ممکن نہیں پس اُنکے ساتھ
 میں سوائے احسان قولی اور خوبی اخلاق کے اور شریعت میں نہیں ہو سکتی جیسے حدیث شریف
 میں آیا ہے اَنْکُمْ لَنْ تَعْلَمُوا النَّاسَ بِاَمْوَالِكُمْ لَنْ تَعْلَمُوهُمْ بِاَخْلَاقِكُمْ یعنی تم سے یہ ممکن
 نہیں کہ ساتھ مال اپنے کے تمام آدمیوں کے ساتھ سلوک کر سکو لیکن چاہیے کہ ساتھ اخلاق اپنے
 کے سب کے ساتھ پیش آوے بطریق تواضع اور عتاب کے بنی اسرائیل کے فرقے کو فرماتے ہیں کہ
 تَقَرَّبُوا لَنَا بِمَا نَحْبُو یعنی پھر نہ پھر اٹھنے اس عہد سے باوجود مضبوط اور حکم کرنے اسکے کے اور تمام اُن
 آئینوں تکلیفوں کو ضائع کیا اَلَا قُلْنَا قَدْ تَعْلَمُوْنَ یعنی مگر تھو سی سی جماعت نے تم میں سے جیسے عہد
 ابن سلام اور اسد اور اسید بیٹے کعب رضی اللہ عنہ کے اور ان زمانہ کے جنھوں نے متابعت پیغمبر وقت
 اپنے کی اختیار کی اور بیچ توحید اور ادا کرنے حقوق العباد اور حقوق اللہ کے راسخ قدم ہوئے پس
 باوجود توڑ ڈالنے اس عہد حکم اور ضائع کرنے ان آٹھ تکلیفوں عہد کے طرح توقع ہنر کی کہتے ہو
 کہ تم کو یاد دہندہ عذاب ہو حال اُنکے بعضی تکلیفیں انہیں ایسی ہیں اُنکے چھوٹے سے عذاب بادی ہوئے جیسے
 توحید اور بعضی ایسی ہیں اُنکے چھوٹے سے مدت و رازنک فریض میں ہو جیسے کہ نافرمانی والدین کی اور ترک کرنا
 نماز کا اور کاش تم بعد اسکے تدارک اس و گردانی کا کرتے اور اس عہد شکنی کو ساتھ اصلاح کے ملتے لیکن تم
 روز بروز اس عہد شکنی میں ترقی کرتے ہو اَلَا تَعْلَمُوْنَ مَعْرِضًا یعنی دیکھتے نہ پھرنے کی حکم الہی سے عائد
 پٹری ہو اور موافق اس قول کے کہ العادة طبعیة ثانیة اثر اس و گردانی کا بیچ جو ہر نفسوں
 تمہارے کے محکم ہو گیا ہو اور بمنزلہ سورج مستحکم کے قابل علاج کے نہیں ہا اور اگر بنی اسرائیل اس
 زمانہ کے کہیں کہ روگردانی اور نافرمانی اور توڑنا اس عہد کا تمام گروہ ہمارے سے نہیں ہوا بلکہ بہت
 لوگ ہمارے فرقہ میں سے ہیں توحید الہی اور ادا کرنے حقوق کے ثابت قدم ہیں خصوصاً ہم لوگ کہ اس زمانہ اور
 اس مکان میں میں بیچ ادا کرنے تخلیفات شرعی کے قصور نہیں کرتے ہیں پس سبب اعمالی بزرگوں ہمارے کے
 ہمارے اور وطن توجہ نہیں ہوتا ہو تو جواب اُن کے میں عہد و سر یاد دلا اور کہ وَاِذْ اخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ
 یعنی اور یاد کرو تم اس وقت کو کہ لیا ہم نے عہد تمہارا محکم اوپر اس کے کہ لَا تَسْفِكُوْنَ دِمَآءَ كُوفَرٍ

یعنی آپس میں خونریزی نہ کرو گے اور اس عہد کو بھی مانند عہد توحید کے خبر کی صورت میں لائے
 تاکہ جانو تم کہ خون کرنا ایک دوسرے کا قیہ کفر اور شرک ہے حج برائی اور قحاح کے اور
 اسی واسطے احکامات الہی میں یہ بات مقرر ہو کہ بعد شرک کے سب کبیروں سے بڑا کبیرہ ناحق خون
 کر دینا ہے اور مثل پہلے حکموں کے اور حکم بھی بہت تاکید کے ساتھ ملکہو کیا ہے کہ وَلَا تَحْنُوا
 أَنْفُسَكُمْ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ أُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ اور نہ نکالو گے تم ہم مذہبوں اپنے کو گھروں اپنے سے اس واسطے کہ جلا وطنی بھی
 آفت ہو قریب مرنے کے پس یہ حکم خونریزی کے ہے اور ایسے بڑے بڑے گناہوں کے کرنے میں باوجود
 عہد اور پیمان انکے چھوڑ دینے کے کر لیے ہیں نہایت سخت عذاب مدت و رازہک سمجھنا چاہیے
 اور قریب عذاب کفر اور شرک کے ان گناہوں کے عذاب کو تصور کریں اور نکالنا آدمی کا اپنے
 گھر سے کئی طریق پر ہوتا ہے اولیٰ انکار یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے ہمسایہ میں آکر رہے اور شخص اسکو
 ستانا اور تکلیف دینی شروع کرے یہاں تک کہ وہ لاچار ہو کر اس گھر کو چھوڑے پس جیسے نے
 ناحق اس شخص کو اپنے گھر سے نکالا ہو حق تعالیٰ بسبب اسکے مودنی گھر اسکے سے کہ وہ بہشت ہو
 نکالے گا اور تنے اس عہد کو قبول کر لیا تھا اَنْتُمْ تَقُولُونَ کہ تم بھی کر لیا کہ ہم نے اس عہد کو
 اپنے اوپر لازم کر لیا اور قبول کر لیا اَنْتُمْ تَشْهَدُونَ یعنی اور تم بھی کہ اس مانہ میں ہو گواہی
 دیتے ہو ساتھ اس اقرار بزرگوں اپنے کے اور انکار اسکا نہیں کہتے ہو تھا یعنی پھر بعد اس اقرار
 اور گواہی کے اَنْتُمْ تَقُولُونَ یعنی تم کہ اس وقت میں حاضر ہو تو تھے ہو تم دونو عہدوں کو کہ حقیقتاً
 نے ساتھ بزرگوں تمھارے کے نہایت تاکید کے ساتھ لیے تھے اور بطریق اخبار کے انکو ذکر کیا تھا
 اور یہ عہد سنسلی تمھاری مشابہت ساتھ تکیذ خبر الہی کے رکھتی ہے العیاذ باللہ منہ اس واسطے
 کہ تم تَقُولُونَ اَنْفُسَكُمْ یعنی اسے ہو تم گروہ ہم مذہب اور ہم قوم اپنے کو کہ حقیقت میں اپنے
 تہن مارے ہو اس واسطے کہ ساتھ حکم شرع کے قصاص تمھارے اوپر واجب ہوتا ہے
 اور واجب القتل ہوتے ہو اور صورت اس واقعہ کی اس طرح سے تھی کہ حج گرد و نواح مدینہ
 منورہ کے دو فریقے یہود کے رہتے تھے بنو قریظہ اور بنو نضیر اور اندر مدینہ منورہ کے بھی
 دو فریقے نصاریٰ کے رہتے تھے آوس اور خزرج اور بنو قریظہ نے آوس کے ساتھ عہد کر لیا تھا کہ
 تمھارے شرک میں اور بنو نضیر خزرج کے ساتھ ہم قسم ہوئے تھے اور جس وقت درمیان آوس

توضیح

سخت حال ہو

اور شرانہ بنوں

حرام کاموں کو

نہایت سے روکنا

کہ خدا کی بعض

بات اسے ہوں

اور بعض سے انکار

کے ہو تو اب

نکال دینے پر

نور کیا کہ جی خدا

سے حکم نہ تھا

بلکہ بھی نکالے

نفس کی خواہش

ہے کیونکہ جب ہم

اس کی کتاب کے

ساتھ احکام کو نہ

ماننے بیان تھا

میں نہ تھا اگر

تفسیر قرآنی

اس کتاب کا ایک

حکم بھی نہ ماننا ہے

کافر مطلق ہو جائے

اور جو خدا کی ایک

سات نہ ماننا ہے

ظہر اذہم انہ

کی سرانجامین

رسولانی اور آخرت

میں سخت عذاب

کے سوا اور کچھ

نہیں ہوا اس آیت

سے معلوم ہوا کہ

جو لوگ دنیاوی

سلطنت سے جان

بوجھ کر شریعت

کے خلاف چلے

ہیں ان کا جزا

کے موافق عمل

بھی مردود ہے

اور خرینج کے جنگ جہال ہوتا تو بنو قریظہ اُس کی طرف ہوجا اور بنو نضیر خرینج کے ساتھ اور
 آپس میں ایک دوسرے کو مارنے اور قتل کرتے بنو قریظہ کے ہاتھ سے بہت سے بنو نضیر
 مارے جاتے اور بنو نضیر کے ہاتھ سے بہت سے بنو قریظہ مارے جاتے اور یہ معاملہ انکا ساہرا سا
 سے جاری تھا اور ہرگز تدارک اُسکا نہیں کرتے تھے اور اُس کام سے ندامت عمل میں نہ لاتے تھے
 اور کاش اوپر اسی قدر کے تم کفایت کرتے لیکن تم اور بھی اُسکے اوپر بڑھاتے ہو وَفُتِحُوا جُؤنَ
 فَرِيقًا قَتَلْتُمْ مِنْ دِيَارِهِمْ یعنی اور نکالتے ہو تم ایک فرقہ کو گروہ ہم مذہب اپنے سے اُن کے
 گھروں سے اور وہ گروہ وہ آدمی تھے کہ لڑائی میں مغلوب ہوتے تھے اور مردار اُنکے مارے جاتے
 اور یہ لوگ اُس گروہ کو ضعیف جانکر اوپر تعلقات اُنکے کے متصرف ہونے اور اگر تم کہو کہ ہم قصداً
 گروہ ہم مذہب اپنے کو نہیں مارتے ہیں اور نہ نکالتے ہیں بلکہ واسطے محافظت قسم اور عہد کے
 کہ اپنے ہم عہد یوں کے بابتہ باندھ لیا ہوا امداد اور کمک اُنکی کے کرتے ہیں اور اسکے بیچ
 میں مارنا اور نکالنا لازم آتا ہی ہم ناچار ہیں کہتے ہیں ہم کہ اللہ تعالیٰ نے اسی باتوں کا عہد
 پیشتر اس سے لے بپا تھا کہ تمہیں عہد اُن لوگوں سے کر لیا ہوا قتل اور جلا وطنی حرام کر دی تھی
 اور حرام فعل میں ہوا اور اعانت کرنی اُسی حرام میں شریک ہونا ہوا اور شک نہیں کہ تم
 ظَاہِرُونَ عَلَیْہِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی پستی اور مردودیتے ہو اوپر مار ڈالنے اور
 نکالنے ہم مذہب یوں اپنے کے ساتھ ایسے فعل کے کہ فی نفسہ وہ گناہ ہوا و بیچ حق براہ و بی
 اپنے کے تعدی ہوا اور ظاہر ہو کہ جیسے کہ ظلم حرام ہوا و کرنی ظالم کی اور ظلم اُسکے کے بھی حرام ہوا اور
 آجگھ ایک شہ قوی ہو کہ اصل میں یہ شبہ معتزلوں کے اوپر کیا گیا ہوا ہے کہ وہ اللہ کے اور عدل
 کو نا واجب کہتے ہیں اور آجگھ ہمارے اوپر بھی ہو سکتا ہو کہ اگر مدوکاری ظالم کی حرام ہو پس حق تعالیٰ
 کو واسطے ظالم کو اور ظلم کے قدرت دیتا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ جیسے کہ حق تعالیٰ نے قدرت ظالم کی ظالم کو
 بخشی ہو ویسے ہی اُسکو ظلم سے منع بھی فرمایا ہو اور اُسکے حق میں سخت عید کی ہے بخلاف آدمی کے کہ
 جو وقت مدوکاری کسی ظالم کی کرے زیادہ تر باعث ظلم کروانے پر ہوتا ہو اور ظلم اسکی نظر میں
 نیک دکھائی دیتا ہے اور اگر حق تعالیٰ ظالم کو قدرت اور ظلم کے نڈیتا معاملہ حکیمف اور
 امتحان کا موجود نہ ہوتا مگر ہرگز اُنکے نیک اور بد کا اُسی کے اوپر ہے اور جو بوقت بندوں کو قدرت

ظلم کے اور نہ ہوتی پس باز رہنا بندوں کا ظلم سے بسبب مقتدری کے ہوتا نہ بسبب ایمان اور
تا بعد ازیں حکم کے اور جب کہ آدمی کو ساتھ آدمی دوسرے کے ایسی قدرت دینے کی تکلیف کے اندر حجت
نہیں ناچار آدمیوں کے درمیان میں آپس میں امداد اور اعانت کرنی ظلم کی مطلقاً حرام اور منع ہو
اور عجیب یہ کہ بیچ مارنے اور جلا وطن کرنے ہم مذہبوں اپنے کے مقتدر صرف نہیں کہتے ہو ورنہ تاؤ کو
اُس دُشمنی تھا دُو ہُم یعنی اور اگر کہتے ہیں اگے تمہارے ہم مذہب قیدی ہو کر فدا کا دیکر قید سے
خلاص کروالیتے ہو مثلاً اوس اور خزرج کی لڑائی میں اگر کوئی بنو قریظہ سے بیچ مانتا خراجوں کے
میں ہوتا تھا تو بنو نضیر اس کو خرید کر کے آزاد کر دیتے اور اگر بنو نضیر میں سے کوئی بیچ مانتا اوسوں کے
گروا رہتا تو بنو قریظہ اس کو زبردستی خلاص کر دیتے اور اگر کوئی ان سے کہتا کہ تم آپس میں جنگ و قتال
کرتے ہو اور ایک دوسرے کو جلا وطن کرتے ہو پھر قیدیوں کو زبردستی اپنے جیل میں لے جاتے ہو تو اب میں کہتے کہ
ہم کو خدا تعالیٰ نے بھی حکم فرمایا ہے کہ جس وقت دین کے بھائیوں اپنے کو کسی کے ہاتھ میں قیدی
دیکھیں ہم اس کو ہر طرح چھڑا دیں اور لڑائی ہماری آپس میں محض بسبب نیاداری کے ہی ہوئے
کہ اگر لڑائی کرنے سے بیٹھ رہیں مطعون ہو جائیں ورنہ ہمارا حق ہو جائے کہ جس کے ساتھ
ہم نے عہد کر لیا ہے انکی مدد کی اور وہ بھی حاجت کے وقت ہماری مدد کرے اور انتظام ہمارے دیکر
کاموں کا جانا نہ سیکھا حق تعالیٰ جواب اُنکے کو باطل فرماتا ہے کہ جیسا کہ خلاص دانا براور دینی کا
خالف ہو قیدی سے اوپر تھا اسے فرض تھا اور تم اس کو بجالاتے ہو اور اسی اسطے عہد شکنیوں کے
بیان میں ہم نے اس کو بیان نہیں کیا یہی لڑائی اور خونریزی بھی آپس میں اور تمہارے حرام تھی
وہو یعنی حال یہ ہے کہ تمہارے عہد کے آخر اجماع یعنی حرام ہو اور تمہارے کالنا ہم مذہبوں
اپنے کا اور جب کالنا حرام ہو تو قتل کرنا اور رد او قتل کے کرنی بالادلی حرام ہوئی اور ان چیزوں
سے دھڑک کر عمل میں لگتے ہو پس معلوم ہوا کہ تم عمل کرتے ہو موافق بعض عہدوں کے اور توڑتے ہو بعض
عہدوں کو اَفْتَرْتُمْ بَعْضُ الْکِتَابِ یعنی آیا پس ایمان لاتے ہو ساتھ بعض حکموں کتاب
اپنی کے کہ خلاص کروانا قیدیوں کا یہی ظالموں کے ہاتھ سے دنا کُفَرُوْا بَعْضُ یعنی اور کفر
کرتے ہو تم ساتھ بعض حکموں اسی کتاب کے کہ قتل کرنا اور جلا وطن کرنا ہم مذہبوں اپنے کا یہ حالانکہ
ایمان لانا ساتھ کتاب کے تجزی نہیں یعنی جب تک کہ کُل کتاب کے اوپر ایمان نہ لائے کہ مومن

تفسیر

اور خدا نے اس سے

بھی کافی سبب

ہے اس سے بحال

آن دونوں کے

جو خدا کے فضل سے

نہیں تھے پہلے

اور جس طرح

جس نے انہیں

میں رات میں

پہنچے ہیں

اور ان کے

اور ان کے

دنیا کی بدلے آخرت کے جس وقت حکم ہم عہدیدوں اپنے کا قبول کیا اور حکم خدا کا خاطر میں نہ لیا
اور جب کہ آخرت کو چھوڑا پھر کیا توقع کسی نفع کی آخرت کے نفعوں میں سے کھین ڈال کر چھوڑ دیا
عَنْهُمْ الْعَذَابُ یعنی پس سب کو کیا جاوے گا ان سے عذاب اس واسطے کہ سب کا ہونا عذاب کا بھی
ایک نوع کا نفع آخری ہو کہ سب عذاب الہی کے مستحق ہوتا ہو وَلَا هُمْ يُصْصُونَ یعنی اور نہ
ان کے تمیز کوئی مدد کرے گا کہ عذاب خدا کے کو ساتھ زور کے لئے دفع کرے جیسے کہ دنیا میں ہم عہدیدوں
اپنے سے اسکی توقع رکھتے تھے پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ موافق قرار اور گواہی اپنی کے مستحق سخت
عذاب دائمی کے ہیں اور اپنے قول کو کہ لَنْ نَقْسِدَ النَّارَ اِلَّا اَيَّامًا معدودہ ہے خود جھوٹا کرتے
ہیں اس جگہ جاننا چاہیے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص بعض حکم شریعت کے کہ
موافق طبیعت اور عادت اسکی کے ہوں قبول کرے اور جبکہ مخالف طبیعت اور عادت اسکی
کے ہوں اس کے قبول کرنے میں قصور کرے سو ایسا عمل کچھ کام نہیں آئے گا مثلاً ایک شخص بکرہ شراب
کو اپنے مزاج کے مضر جانے کا مخالف وضع خاندان اپنے کے دیکھ کر چھوڑ دے اور زنا کو پوشیدہ پوشیدہ
کرنا رہے پس چھوڑنا شراب کا اس کے حق میں موجب ثواب کا نہوا اس واسطے کہ بسبب اتباع شریعت کے
اسکو نہ چھوڑا مان اگر مقتضائے طبیعت اور رسم کے پیروی شریعت کی کہے لیکن کوئی بات مخالف
ظاہر کے بھی نہ کرے البتہ ہمیں اصلاح رسم کی ہوسکتی ہے اور اسی واسطے علماء اس قسم کی عبادت میں
مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ ایسی بندگی سے کہ ریا کی جہت سے ہو وہ گناہ کہ زمین صفائی ہو بہتر ہو
ہریت جرمے کہ رختیا بحریم صفا کشد بہتر طاعت کہ بوجہ پاکشدہ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طاعت
ریا والی بہتر گناہ سے توبہ سے ہو اور فیصلہ درمیان دونوں وہ ہوں کہ یہ ہو کہ اصلاح نفس اور
تہذیب اشکی میں گناہ کہ جس میں مذمت اور خجالت ہو بہتر اس بندگی سے ہو کہ ساتھ خود پسندی
اور ریا کے ہو اور بیچ اصلاح رسم و رواج شریعت کے بندگی یا والی گناہ سے بہتر ہو و اللہ اعلم
اور اگر کہو تو کہ یہ سب عہدیدان ہمارے ہیچ قتل و اخراج بھجھوں کے اور مدد گاری ظالموں کے
اور سوا اسکے اور چیزوں میں متحقق ہوں لیکن ان کے سبب کفر نہیں ہو گیا اصل میں یہ چیزیں فسق شمار
کیجاتی ہیں اور عذاب فسق کا اخیر کو موقوف ہو جاوے گا اور ہمیشہ نہیں رہے گا کہتے ہیں ہم کہ منقطع
ہو جانا عذاب فاسق کا اس صورت میں ہو کہ کفر کی طرف پہنچ نہ گیا ہو بخلاف اس فسق تھا ریکے

وضعیہ

نفس میں دنیا

اسان سے

نفس کا نفع

نفس کا نفع

نفس کا نفع

نفس کا نفع

نفس کا نفع

نفس کا نفع

نفس کا نفع

نفس کا نفع

نفس کا نفع

نفس کا نفع

تفسیر

ناشری نے ایمان
کی کجی کوئی مرد
بھی نکرے گا
سلمان کو چاہئے
کہ دیکھے ہمیشہ
دل اٹھائے
یہ ایمان کی
سی لذت و
غامتوں میں
کبھی نہ پھنسن
وَلَقَدْ آتَيْنَا
مُوسَى الْكِتَابَ
وَفَقَّيْنَا لَهُ
الْقُلُوبَ وَآتَيْنَاهُ
الْحُكْمَ وَالْبَلَدَاتِ
عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
وَدَعَوْنَاهُ
الْبَنِينَ وَآتَيْنَاهُ
الْإِنْجِيلَ وَآتَيْنَاهُ
الْقُدْرَةَ
أَوْحَاةً

کہ انکار بعض احکام الہی کا ایمان پایا گیا اور کفر کے حد کو پہنچ گیا اور احاطہ وحیلہ کی نوبت پہنچی اور اگر اس سے بھی قطع نظر کریں پس عہد ایمان کا ساتھ پیغمبروں کے کہ خبر لے کر توحید کے ہی کو بھی تھے تو زور دیا یہاں تک کہ عوض ایمان کے کہ پیغمبروں کے اوپر لانا چاہیے اُنکو قتل کروا دیا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ یعنی اور البتہ دی ہم نے موسیٰ کو کتاب کہ توریت تھی اور اُس کتاب میں تمام عہد اور پیمان الہی مذکور تھے اور سب عہدوں سے بڑا عہد یہ تھا کہ ہر وقت کے پیغمبروں کی اطاعت کرو اور ساتھ اُنکے ایمان لاؤ اور راہ تعظیم اور توقیر کی اُنکے ساتھ جاری رکھو حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام تختیان توریت کی عنایت ہوئیں تو حضرت موسیٰ نے اپنے انہر طاقت اُنکے اٹھانے کی نہ کیجی حق تعالیٰ نے واسطے ایک ایک آیت کے اٹھانے کے ایک فرشتہ مقرر کیا وہ بھی نہ اٹھا سکے بعد اسکے ایک ایک حرف کی واسطے ایک ایک شتہ بھجا وہ بھی نہ اٹھا سکے جب حضرت موسیٰؑ کو اور فرشتوں کو عظمت اور قتل معنوی اُس کتاب کا معلوم ہوا اور قدر اُسکی اُنکے ذہنوں میں جانشین ہوئی تو حضرت موسیٰؑ کو حکم ہوا کہ اب پر تیرے اٹھانا اس کتاب کا ہم نے ہلکا کیا حضرت موسیٰؑ اُسکو اٹھا کر بنی اسرائیل کے پاس لائے وَفَقَّيْنَا لَهُ الْقُلُوبَ بِالْوَسِيلِ ط یعنی اُو لائے ہم آپچے حضرت موسیٰؑ کے بہت رسولوں کو کہ حضرت یوشعؑ اور حضرت ایساؑ اور حضرت ایساؑ اور حضرت شموئیلؑ اور حضرت اوداؑ اور حضرت سلیمانؑ اور حضرت شعیاءؑ اور حضرت ریشاؑ اور حضرت یوشاؑ اور حضرت عیثاؑ اور حضرت حزقیلؑ اور حضرت کرئیاؑ اور حضرت یحییٰؑ اور سوائے اُنکے چار ہزار آدمی تھے اور سب پر شریعت حضرت موسیٰؑ کے چلتے رہے اور مقصود بھیجئے اُنکے سے جاری کرنے احکام اس شریعت کے تھے کہ سب تکامل اور سستی بنی اسرائیل کے ہو جاتی تھی اور سب تجھے یقات طلمون نے عمل کے برے جاتی تھی پس یہ رسول بھی بنی اسرائیل کے مانند علماء ربانین اور مجتہدین ہیں امت کے دین کے ہیں جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان الله تعالى يبعث لهذه الاممة على راس كل مائة من مئيد دلهاديينا یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ پیدا کرے گا ہر مائید میں ہر صدی پر ایسا شخص کہ تازہ کرے گا اس امت کی واسطے دین اسکا پس تم میں ایسے لوگ ہوں گے کہ انھوں نے ان پیغمبروں میں بعضوں کا پناہ کیا اور بعضوں کو جیسے کہ حضرت یحییٰؑ اور حضرت کریمؑ اور اوداؑ اور کریمؑ کہ پیغمبر ایسے مجتہد بنے بڑے رکھتے تھے جیسے کہ حضرت موسیٰؑ رکھتے تھے اس واسطے ہرگز کہ اُنکے انہر سب پر اور سب پر فہمی کے اُنکے تکذیب کی اور

تفسیر علی

ہو تو تم کوئی کار نہ
کے ایک طرف
کو چھو یا اور ایک
طرف کو دہری ڈالاہوئی کے بعد اور
عسی کے پہلے ایک
ہزار نو سو پچیس
ہیں جن جو جو ہوں
کے تارے تارے گئے
دو ذرا تارے
موافق حکم کرتے
رہے جب عسیکا زمانہ آتا اور تعالیٰ
نے آپ کو انجیل
عنایت کی اس
احکام پر عمل نہ کرو
ہو عسی اس کے
نہاں میں پھرنے

اس واسطے کہ ابناک ویج فکر قتل پیغمبروں کے تھے اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ انہر ہر کا کہ میں نے بکری کے
گوشت میں خیر میں کھا یا تھا ہر بر عی ذکر تاہو کہ اس کے سبب سے دروگلے کا اور خاق پیدا ہوتا ہو
یہاں تک کہ اس وقت معلوم کرتا ہوں کہ سبب ان کے کہ رگ میری جان کی چیری گئی پس حقیقت میں
وفات اس نبی کی بھی سبب ان کے کہ تھی اور اس بیچ کا ارشاد کہ اس آیت میں بیان فرمایا نہایت
بلاغت اس کے اندر پائی گئی گو یا ارشاد فرماتے ہیں کہ وصف سال کا تھا سے نزدیک ایک شو کہ ان
دو نو چیزوں میں سے تقاضا کرتا ہو کہ مذہب یا قتل اور یہ نہایت جہالت ہو کہ ساتھ بہترین مخلوقات کے
بدترین معاملات سے پیش آو اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ روح القدس جبریل ہے
اور بخاری اور دو ستر صحاح میں موجود ہے کہ آنحضرت واسطے حسان شاعر کے منبر مسجد میں کھولتے تھے
اور اشعار ان کے کہ بیچ جواب شاعروں کفار کے کہتے تھے سنتے تھے اور اس کے حق میں عافرتے
تھے کہ اللہ ایدہ بروح القدس پس معلوم ہوا کہ تاہم روح القدس کی حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بعض آدمیوں کو لطیف متابعت آنحضرت اور ایمان لانے
ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نصیب یعنی اس آنحضرت کو تاہم ان کی بالاولیٰ حاصل ہوگی اور ان
جہان نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روح القدس
میرے سینہ میں چھونک مارتا ہے کہ کوئی جاندار نہیں مرنے کا جو جب تک کہ پورا نہیں کر لیتا ہر رزق
اپنا پس خود تم خدا سے اور رزق کے ڈھونڈھنے میں بہت کد و کاوش نہ کرو اور روح القدس کی
صحبت کے خواص میں سے یہ ہے کہ زبیر بن بکاء نے بیچ کتاب اخبار المدینہ کے حضرت حسن بصریؒ
سے روایت کی ہے کہ حسن شخص کے ساتھ روح القدس ہمکلام ہوتا ہے زمین کو حکم نہیں کہ گوشت اس کا
کھائے باقی رہا اس جگہ ایک سوال کہ اہل تفسیر اور کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ کذب کو ساتھ
حیثیت ہنسی کے اور فقہان کو ساتھ صیغہ مضارع کے واسطے لائے ہیں جواب کا یہ ہے کہ تکذیب
پیغمبروں کی ایسی شے ہے جو چکی اور قتل ناہنگ پیغمبروں کو ابھی تک تمام نہیں ہوا اس واسطے کہ وہ قتل سب سے
فصل پیغمبروں کے ہیں پس گویا ابناک شغل قتل کے ساتھ ہیں اور نہ جہاد کہ قتل پیغمبروں کا بھی مستلزم
تکذیب کی کاہر اور جب تک قتل باقی ہے تکذیب بھی باقی ہے لیکن تکذیب پیغمبر کی ابتدا سے بعثت
انسانی میں حادث ہوتی ہے اور ایک دفعہ ہو چکی بخلاف قتل کے کہ بارہا اسباب اس کے تیار ہوتے ہیں اور ان

اسباب کے بار بار تیار ہونے سے لازم نہیں آتا ہو کہ کذب نبی حادث ہوتی ہے بلکہ باقی رہنا
تکذیب پہلی کا کفایت کرتا ہی اسی نکتہ کے واسطے تغیر سلوب کی کیا واللہ اعلم۔ **وَقَالَ لَوْ اِذَا**
یعنی اور کہتے ہیں یہودی بنیامین کے قتل کرنے کے عذر میں کہ ہم نے انکو اس واسطے مارا ہو کہ ہمارے
نزدیک صدق انکا ثابت نہیں ہوا ہر چند عوام اور جاہل لوگ بسبب دیکھنے خارق عادتوں انکے
کے قریب کھا کر سچا جانتے تھے اور انکی طرف میل کرتے تھے لیکن ہم مذہب اپنے میں اس قدر
سکتے ہیں کہ ہرگز ساتھ اس جو زور و میر کے قریب نہیں کھاتے ہیں اور ہرگز طرف کسی شخص کے کہ برخلاف
مذہب اور آئین ہمارے کے ہو ہر چند کہ خارق اور کرامات اُس سے صادر ہوں رجوع نہ کریں گے
اور فرمانبرداری اسکی اٹھا دینگے اور اس بات میں اس حد کو ہم پہنچے ہیں کہ قُلُوْا بِنَا عُلْفٌ یعنی
دل ہمارے سچ غلاف کے ہیں خلق اور چالو سی اور صفائی تقریر کی انہیں اثر نہیں کرتی ہو اور
فیہر کی باتوں اور کرشمے دکھانے سے تردد اور شبہہ میں نہیں پڑتے ہیں حق تعالیٰ فرماتا ہو
کہ مقدمہ اس طرح نہیں ہلے لَعَنَہُ اللہ یعنی بلکہ لعنت کی ہو انکے تئیں اللہ تعالیٰ نے اوجرت
اپنی سے دور ڈالا ہو اور حق بات کے سمجھنے کی اور قبول کرنے اسکی کی انکے دلوں میں جگہ
نہیں دی ہو اسی سبب سے ہو کہ نصیحت کرنے والوں کی طرف رجوع نہیں ہوتے ہیں
اور حق بات نہیں سنتے ہیں پس انکے تئیں اشتباہ ہو گیا کہ تعصب باطل کو تعصب حق سے
جد نہیں کہتے ہیں جو چیز کہ انکو حاصل ہو تعصب باطل ہو کہ ناحق شی کے اوپر جیسے ہوئے ہیں
اور اس کے اوپر مستحکم ہیں اور دعویٰ تعصب حق کا کرتے ہیں اور وہ ان کو بالکل حاصل نہیں
اور معنی تعصب حق کے یہ ہیں کہ دین حق کو قوت سے پکڑے اور ہرگز طرفین اور انہیں
دوسرے کے نظر نہ کرے اور اوپر فریون اور دھوکے بازیوں شیطانوں اور استدراجات جو گیون
اور راہیون کے کان نہ لگا دے اور بسبب پیش آنے مصیبتوں اور امتحانوں کے سچ خوبی
دین اپنے کے کسی طرح کا شک اور تردد پیدا نہ کرے اور یہ بات تمام دونوں کے اندر مستحسن اور نرا
میں مطلوب ہو اور معنی تعصب باطل کے یہ ہیں کہ بسبب حمیت رسم یا ریاست خاندان اپنے کے اوپر
مذہب سرے کے باوجود ظاہر ہونے نشانیوں حقیقت اسکی کے انکار کرے اور اپنے تئیں نیک
اور خیر اپنے کو کہ نیک ہو رہا جانے اور یہ بات مردود اور معیوب ہے اور انکے تئیں ان دنوں مہنی میں

تفسیر

پیش کرنے سے چلا

میں خدا کے

پیارے اور چھوڑ کر

چھوڑی باتیں بنا

جہل علیہ السلام

ان کی تک میں

مصابہ ایسے

تھا کہ نبی اس میں

ان کو مان لین

سے انھوں نے

آپ کے پس میں

خلاف دیکھیں

نہیں

تھک گئے

بیان معنی تعصب حق و تعصب باطل

تفسیر

اور کہنے مقدس رسول کو قتل

یہودیوں کو قتل فرمایا جو خون

کے بغیر قتل نہیں کیا

اس فوج کے

افنی تھے اس لئے وہی قصور نہ لگتی ثابت معصوم ہوا راضی

انتیاز حاصل نہیں تعصب باطل کو تعصب حق جانتے ہیں اور بسبب حاصل ہونے کی ایک خود پسندی اور فخر رکھتے ہیں اور اگر وہ کہیں کہ جب ہم ملعون ہمیشہ کے واسطے اور راندے گئے مہدی جنات کے ہیں اور لیاقت قبول کرنے خطاب کی اور سچو بات کی ہمارے دلوں میں چھن گئی ہو پس ہمارے اوپر کیا گناہ ہم معذور ہیں ہم کہتے ہیں یہ عذر انکا نامسموع ہی ہوا اسلئے کہ اگر یہ حالت صلی سے ہوتی اور بغیر مدافعت الہی کے دلوں میں پیدا ہوتی لہذا یہ معذور ہوتے لیکن یہ حالت ابتداً ناجائز الہی کی طرف سے انکے اوپر فائض نہیں ہوتی بلکہ بکھڑا ھو یعنی بسبب کفر انکے کے کہ جن کو ایک معجزے اور ایک پیغمبر اور ایک حکم الہی کا انکار کیا ایک نوع کی سختی اور سیاہی انکے دلوں میں چھن گئی اور جب سے بار معجزے دو سکرا اور پیغمبر دو سکرا اور حکم دو سکرا کا انکار کیا وہ قساوت یا ماری میاں تک غفلت اور کثافت کی نوبت پہنچی جیسے کہ پانی کے سرے کے موسم میں بسبب پانی کے سرے کے سیدھ رکشا غفلت پیدا کرتا ہے اور جب بار بار ہوائے سرد کھاتا ہے تو سخت ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مانند پتھر کے ہو جاتا ہے اور ہرگز کہ جسے سب سے تیز نہیں ہوتا ایسے ہی انکے دل جو وقت یادہ سخت ہو گئے بالکل ناخن نہیں قبول کرتے ہیں اور جو کہ بندہ کے اختیار سے قسم لعن امد و درمی رحمت الہی سے بہ نسبت اس کے پانی جاتی ہے اس میں جلے عذر نہیں اور اسی سبب ہے کہ کاشمیریہ لوگ ساٹھ کتاب اور پیغمبر اپنے کے بھی ایمان نہیں رکھتے ہیں فقیلاً متائی صلوٰۃ یعنی پس بہت کم ایمان لاتے ہیں سائن حضرت موسیٰ اور توریت کے باوجود اسکے کہ دعویٰ ایمان کا ان دنوں کے ساتھ رکھتے ہیں اور امام احمد نے ساٹھ سند صحیح کے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دل چار قسم کے ہیں ایک دل ایسا ہوتا ہے کہ صاف ہو اور اس میں چراغ چمکتا ہے اور ایک دل ایسا ہوتا ہے کہ غلاف کے اندر ڈالا ہوا ہے اور اوپر سے دھوا گا لپٹ کر خوب بند کر دیا ہے اور ایک دل الٹا اور فہدھا کیا ہوا ہوتا ہے اور ایک ایسا ہوتا ہے کہ ایک صفحہ اسکا سفید اور ایک صفحہ سیاہ دل صاف اور روشن مومن کا دل ہے اور چراغ روشن نہیں تو ایمان کا ہر اور دل غلاف میں ڈالا ہوا دل کافر کا ہے اور دل اوندھا کیا ہوا دل منافق کا ہے کہ اس نے بعد ایمان لانے کے انکار کیا ہے اور دل دور نگاہ وہ دل ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہوں اور شمال ایمان کی کہ دل میں ہوتا ہے مانند سبزہ کے ہے کہ اس کے تئیں سبز پانی

مرد ویتا ہے اور بڑھاتا ہے اور مثال نفاق کی کہ دل میں ہوا نماند اس کے ہر کہ وہ دم پر پ اور
خون اُس سے نکلتا ہوا ان وجانب سے جو طرف کہ غلبہ کرتی ہو دوسرے کے احکام کو مغلوب
کرتی ہو اور مضمون اس حدیث کا ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر نے حذیفہ سے روایت
کیا ہے کہ فرماتے تھے القلوب اربعة قلب اغلف فذلک الکافر وقلب اجرد فیہ مثل
السراج فذلک قلب المؤمن وقلب منکوس فذلک قلب المنافق عرف ثلثا نکرو
قلب مصغیر فیہ ایمان و نفاق فمثل الایمان فیہ کمثل شجرة یبدها ماء طیب و
النفاق کمثل قرحة یبدها القیم والد فای الی الی غلبت علی الاخری غلبت علیہ اور حاکم نے
ساتھ سند صحیح کے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ گناہ کے کام اور خواہشیں نفسانی
و لون پر وارد ہوتی ہیں پس جس دل نے کہ انکار اُس کا کیا ایک نقطہ سفید اُس میں پیدا ہوتا ہے
اور جس دل نے کہ انکار اُس گناہ کا نکلیا ایک نقطہ سیاہ اُس دل میں پیدا ہوتا ہے پھر اگر دوسری بار
وہی گناہ یا اور گناہ درپیش آیا اور اس کا بھی انکار کیا تو سفیدی اُنکی زیادہ ہوتی ہے یہاں تک کہ
سفیدی خالص ہو جاتی ہے پھر اُس کو کوئی گناہ نہیں سنا ہوا اور اگر دوبارہ بھی انکار نکلیا اور اُس
گناہ کو کر لیا تو سیاہی اُنکی زیادہ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ دل ناک آلودہ اور آلودہ
ہو جاتا ہے پس حق بات کو حق نہیں سمجھتا ہے اور باطل کو باطل نہیں جانتا ہے اور اسی مضمون کو پہنچتے
شعب الایمان میں حضرت مرتضیٰ علی کرم السرد وجہ سے روایت کیا ہے قال ان الایمان یبدو
لمظة بیضاء فی القلب فکلما ازداد الایمان عظما ازداد ذلک البیاض فاذا استکمل الایمان
ابیض القلب کلہ وان النفاق یبدو لمظة سوداء فی القلب فکلما ازداد
النفاق عظما ازداد ذلک السواد فاذا استکمل النفاق اسود القلب کلہ وایما
الله لو شققتم عن قلب مؤمن لوجدتموه ابيض ولو شققتم عن قلب
منافق لوجدتموه اسود و حاصل اس کا یہ ہے کہ ایمان کے سبب سے دل سفید ہوتا ہے
روشنی کا چمکارہ پیدا ہوتا ہے پس جس قدر ایمان بڑھتا جاتا ہے وہ سفیدی بھی زیادہ
ہوتی جاتی ہے پس جبوقت ایمان کامل اور پورا پورا ہو جاتا ہے تمام دل سفید اور نورانی
ہو جاتا ہے اور نفاق کے سبب سے دل میں تھوڑی سی سیاہی آجاتی ہے اور جبکہ رنفاق

عجب کی

جی کہ کہ

کے بارے میں

و قائل ہوا کہ

غلبت علیہ

اور حاکم نے

دل خلاف میں

میں راہداری

فراوانی میں

بلکہ خلت کے

کہنے کے سبب

ہو جاتا ہے

پھر وہی

تفسیر غزیری

بن بکتھلے کا

بھارسے دل پر

غلاف سے پٹنی

سوائے اسے

دین کے اور

کسی کی بات

ہمسک اور نہیں

کرتی اسد تعالیٰ

نفسر سایہ

نہایت کا اثر

نایہ خدا کی

کائنات میں

میں غنیمت

میں غنیمت

میں غنیمت

میں غنیمت

بڑھتا جاتا ہی سیاحتی جاتی ہو اور جس وقت بڑا منافق ہو جاتا ہی تمام دل سیاہ ہو جاتا ہی
 اور قسم شدہ کی اگر چہ وہ دم دل ہون کا البتہ پاؤ گئے تم اسکو مفید اور اگر چہ وہ دم دل منافق کا البتہ پاؤ گئے تم
 اسکو سیاہ اور دلیل اور اس کے کہ سختی یہودیوں کی اپنے دین میں جس تعصب باطل اور حق پوشی
 کی سے ہے یہ ہے کہ انھوں نے پیغمبر وقت اپنے کی دین و دانستہ اور حقیقت اسکی کو پہچانکر بغاوت
 اختیار کی اور طریق عناد کا قبول کیا اور تفصیل اسکی یہ ہے کہ وہ لکھا جائے کہ ہمارے کتاب یعنی
 اور ہر گاہ کہ آئی لگے کہ کتاب جانا انھوں نے کہ یہ کتاب من عند اللہ یعنی خدا کے پاس
 ہے اس واسطے کہ بڑے بڑے بلحاظ آدمیوں میں سے معارضہ اس کے سے عاجز ہوئے اور بھی دیکھا
 انھوں نے کہ یہ کتاب مصلحتی لیا معہہ یعنی موافق ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہمراہ ان کے ہی
 کتابوں پہلے نبیوں کی سے حالانکہ وہ شخص کہ اس کے اوپر یہ کتاب اتری ہی بالکل اس
 کتاب کی واقفیت نہ رکھتا تھا خط عربی کہ اس کے ملک میں لڑج تھا اسکو بھی لکھ سکتا تھا چہ جائیکہ
 خط عبرانی اور عبرت عربی کی لکھی ہوئی ہوئی اسکو بھی نہیں پڑھ سکتا تھا چہ جائے کہ لغت
 عبری و کافرا من قبل یعنی اور تھے یہ یہودی پہلے اترنے اس کتاب کے سے اقرار
 کرنے والے ساتھ نبوت اس شخص کے اور بزرگی اسکی کے اوپر سب نبیوں کے اس واسطے کہ
 بیچ وقت لڑائی اور خوف شکست اپنی کے یستفتھون یعنی طلب تم اور نصرت کی کرتے تھے
 جناب الہی سے ساتھ نام اس پیغمبر کے اور جانتے تھے کہ نام اس قدر برکت رکھتا ہی کہ بسبب ذکر
 اس کے اور توسل پختنے سے ساتھ اس کے فتح اور نصرت حاصل ہوتی ہے علی الذین کفروا یعنی
 اور ان لوگوں کے کہ کفر قبول کیا انھوں نے بسبب شریک کے غیر اللہ کے بیچ عبادت کے
 اور انکا پیغمبروں کا کیا پس گویا اس پیغمبر کے نام کو مقوی اور مددگار تمام پیغمبروں کا جانتے تھے اور یہ
 بھی یقین کرتے تھے کہ یہ پیغمبر جو کافر کشی اور دور کرنے دینوں باطلہ کے اس حد کو پہنچا ہی کہ نام اسکا
 قائم مقام ایک شکر جزار کے ہو ابو نعیم اور بیتی اور حاکم نے ساتھ ہنادیجہ اور طریق متعددہ کے روایت
 کی ہو کہ یہودی مدینہ اور یہودی خیبر کے جس وقت ساتھ بت ہرستون عرب کے یعنی
 فرقہ بنی اسد اور بنی غطفان اور حنینہ اور غدرہ کے جنگ کرتے تھے مغلوب ہو جاتے اور
 شکست کھاتے لاچار ہو کر طرف دانشمندوں اور کتاب دان اپنے کے رجوع کیا انھوں نے بعد مائل

بہت کے یہ دعائے سپاہیوں کو تعلیم کی کہ لڑائی کے وقت میں پڑھ کرین پھر مغلوب نہ ہوے
 او فتح پائے تھے دعایہ ہر اللہ وربنا انا نسألك بحق احمد النبی الامی الذی وعدتنا ان
 نخنجه لنا فی اخیارنا ما ن وبکتابک الذی تنزل علیہ اخر ما یزل ان تصننا
 علی اعدائنا یعنی اے رب ہمارے سوال کرتے ہیں ہم تجھ سے ساتھ حق احمد نبی اُمی کے لیے نبی کہ
 وعدہ کیا ہو تو نے اس بات کا کہ ظاہر کرے اُسکو واسطے ہمارے بیچ آخر زمانے کے اور ساتھ
 برکت کتاب تیری کے کہ اُتار گیا تو اوپر اُسکے پیچھے سب اوتری ہوئی کتابوں کے یہ کہ غالب
 کرے تو جھکو اوپر دشمنوں ہمارے کے اور یہی ان سب محمد بن ذکر کیے گئے اور امام احمد و طبرانی نے
 سلمہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ بیچ حملہ ہمارے کے کہ حملہ بنی عبد اللہ اسہل تھا ایک یہودی رہتا
 ایک اُن یہودی اپنے گھر میں سے باہر آیا اور بنی عبد اللہ اسہل کی محفل میں گیا اور کھڑا ہوا اور پکار
 کہا اویس اُن نون میں صغیر بن تھا کہ اے مشرک اور بت پرست تو تم نہیں جانتے ہو کہ بعد مرنے کے
 کیا ہونا ہے ہم سب نے کہا کہ ہمارے تو کھ کیا ہوگا کہا کہ تمام آدمی بعد موت کے زندہ ہونگے او
 بہشت و دوزخ ظاہر ہوگا اور حساب اعمال کا اور میزان موجود ہوگی اور ہر ایک کو موافق عمل
 اُسکے کے جزا ملیگی کہا ہم نے یہ بڑی بعید بات کہتا ہے تو کہا نے قسم خدا کی کہ اگر مجھے اگل اُس دن کے جھکو
 دنیا میں بڑے تنور میں کہ آگ سے بھرا ہوا ہو ڈال کر بند کرین اور آخرت کی آگ سے جھکو نجات ہر جا
 عین آرزو میری ہے کہ کہا دلیل سچے ہونے تیرے کی کیا ہے کہا دلیل اس کلام میرے کی
 پیغمبر ہی کہ عنقریب مکہ اور مین کی طرف سے ظاہر ہوگا اور جو کچھ میں کہتا ہوں تمھارے اوپر ثابت
 کروں گا کہا کہ ہم نے وہ پیغمبر کب ہوگا اُس یہودی نے باین اور داتین مجلس کو دیکھا اور میری طرف
 اشارہ کیا اور کہا کہ اگر اس نوجوان کی عمر بڑی ہووے البتہ زمانہ اُس پیغمبر کا پائے سلمہ بن قیس کہتا
 کہ چند روز گزرے کہ خبر پیغمبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مشہور ہوئی اور جب آنحضرت صلعم
 مدینہ منورہ میں پہنچے ہم سب ساتھ بزرگی اسلام کے مشرف ہوے اور وہ یہودی یہیسا ہی
 کافر اور بغاوت اور حسد کرتا تھا ہم اُسکو ملاست گئے تھے کہتے تھے کہ وفلانے جھکو کیا ملا ہوئی کہ تو کافر
 ہی زبا کیا جھکو وہ بات یاد نہیں کہ ہم سے کہی تھی تو نے وہ کہتا تھا مان یاد ہو جھکو لیکن شخص پیغمبر
 نہیں حاصل یہ کہ یہودی پیشتر نے اس پیغمبر اور اس کتاب کے سے ساتھ وہ کل کے حوالہ اور نوکھا

جانتے تھے یعنی چونکہ پیغمبر اور کتاب دیکھا نہ تھا اتنا جانتے تھے کہ ایسا ایسا پیغمبر اور ایسی کتاب
اسکے ساتھ ہوگی اور بعد ازاں ان دونوں کے علم خبری بھی حاصل ہوا یعنی شاہد کر کے شناخت کر لی
فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ یعنی آئی جب انکے پاس وہ چیز کہ بھجپان لیا انھوں نے اُس چیز کو اور
اوصاف کلیہ اسکے کہ پیشتر سے جانتے تھے اور اُس کے مطابق پائے ہیئت اور شکل اور جائے ولادت
اور مکان انصاف میں اور اخلاق انکے اور واقعات کہ تیرہ برس کی مدت میں انکے و پیش آئے تھے
ویسے ہی تھے جیسے کہ جانتے تھے اور کتاب اور پُرانے اُماری ہوئی تھی اعجاز لفظی اور معنوی اور
اوضاع شریعت اسکے کہ وہ حکمتیں کمال درجہ کی اور رعایت صحتوں حامی سب امین جو تھیں
کھڑا رہا یعنی مسکرم ہوئے اُس سے از روئے عناد اور حسد کے اور یہی ہی علامت تصدب
یاض کی کہ لعنت سابق بھی اُسی کے آثار سے ہو اور لعنت دوسری لاحقہ ہی یہ بھی اُسی کے
اور اُن دونوں میں سے ہر ایک کے لئے کفر و کفر یعنی پس لعنت خدا کی ہو اور پُران کا فون کے کہ
دیدہ و داندہ نہ ہو تو کفر ہے کہ ہے اور بسبب بغاوت اور عناد اور حسد کے انکار حق صریح کا کرتے ہیں
حالانکہ اگر پُران کے لئے کہ یہ وہاں مکتوبات سے عہد تو ریت اور عہد پہلے پیغمبروں کے واجب رالانہ تھا
کہ کمال کوشش اور سعی و تہجد نصرت اس میں اور اس خیمہ کے صرف کریں تاکہ جانوں اپنی کو طالبہ
پورا کر لے اُن عہدوں کے سے خلاص کریں پس یہ لوگ اس معاملہ میں مانند اُس غلام کے ہوئے
کہ بروض مال کے گرو تھا اگر وہ مال کسب کر کے ادا کرنا خلاص ہو جاتا اور یہ بات ہو سکتی تھی لیکن
اُس غلام کم عقل نے طریق خلاصی کا یہ سوچا کہ اصل سے اُس مال کا انکار کیا اور یہ کہنے لگا کہ اُس شخص کا
حق جسکے ہاتھ میں ہیں گروہوں میرے اور کچھ نہیں بلکہ اس عوسے میں یہ جھوٹا ہو اور مسک اچھا
جعلی ہو ایسے ہی ان لوگوں نے انکار نبوت اس پیغمبر اور اس میں کا اور انبیا حقیقت اُنکی کا
وسیلہ خلاص کرنے اپنے کا و مرداری اُن عہدوں واجب الوفا سے مقرر کیا پس بے شکما
اُنکو قرار دیا کہ اُنکے پیغمبر یعنی بُری چیز ہے کہ خریدنا انھوں نے ساتھ اُنچیز کے جانوں اپنی کو ہوا سٹے کہ
جانیں اُنکی بروض مال سے تکلیفات شرعیہ اور پورا کر لے عہد کے کہ بابت نصرت اور اتباع کے اُن سے
لئے گئے تھے گرو تھیں کہ اگر خلاف اسکا کریں عذاب الہی میں گرفتار ہوویں اور انھوں نے چاہا کہ اُن
جانوں کو اُس گرو سے خلاص کریں اور عذاب خدا کے سے امن میں ہو جاویں اور وجہ خلاصی کی

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

فَلَمَّا جَاءَهُمْ
مَّا كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

سوائے اسکے انھوں نے نہ پایا کہ ان کا کفر و ایمان اللہ یعنی یہ کہ انکار کریں علامتوں اور صفاتوں پنجہ آخر الزماں کا کہ توریت میں موجود تھیں اور ایسے ہی انکار کریں قرآن کا کہ وہ بھی دلیل صدق اور حقیقت انکی کی ہے تاکہ اس سبب سے نصرت اور اتباع پیغمبر کا کرنا نہ پڑے اس واسطے کہ وجوب نصرت اور اتباع کا موقوف اور پشناخت اس پیغمبر اور اس میں کے تھا اور مفرغ اور پراعتقاد صدق اور حقیقت انکی کے اور جب کہ پشناخت اور یہ اعتقاد حاصل نہ ہوا وہ وجوب بھی نہ تھی نہوا اور کاش انکو جہل اعمی یہ کفر اور انکار کروانا اور فی الحقیقت صدق اس سول کا اور حقیقت اس میں کی انکے سین میں حاصل نہ ہوتی کہ اس صورت میں حتیٰ ایک غضب آہی کے ہوتے سبب تھو نظر اور چھوٹنے ہائل کے بیچ نصوص و ریت کے اور دلائل قرآن کے جیسے کہ امی کافرون کے اندر یہی بات تھی لیکن ان لوگوں کو فی الحقیقت جہل اور نادانی نہ تھی بلکہ کیا انھوں نے جو کچھ کیا بخیا یعنی انراہ ضد کے اور مکر وہ کہنے ان بت کر لے اللہ یعنی اس بات کے کہ انا سے خلیتعالیٰ وحی اپنی کو کہ میں فضیلہ یعنی وحی جنس فضل و عطا الہی سے ہر کچھ عمل نیک کی اجرت سے نہیں اور نہ بشر ہے کمال سے حاصل کر کے پس نہ تھی جو اللہ کو یہ بات کہ انکو نازل فرما ہے علیٰ من یشاء ہمیں عبادہ یعنی اور جس کسی کے کہ چاہے بندوں اپنے سے بغیر کسی عمل اور استحقاق کے پس اس انکار میں کئی وجہ سے کفر میں پڑے اول یہ کہ کفر کیا ساتھ کتاب اپنی کے اور اس کے نصوص کو تحریف کیا و سرکہ یہ کہ کفر اور انکار کیا ساتھ قرآن کے باوجود ظاہر ہونے دلائل حقیقت انکی کے تیسرے یہ کہ انکار کیا اور مکر وہ رکھا ایک عمدہ فعل کو اللہ کے افعالوں میں سے ساتھ عقل ناقص اپنی کے پس گویا اور پرندہ کے اعتراض کیا کہ وحی کو ابھک نہ بھیجا چاہیے تھا جو تھے یہ کہ پیغمبر وقت کے ساتھ حد کر کے قابل رسالت کا نہ جانا اور اسکے کمالوں سے انکھ ڈھانپی اور مجر د اس بات کے کہ بنی اسرائیل کے گروہ میں سے وہ تھا اگرچہ کمال رسالت خلقی اور عملی دونوں آئین تھے اعتبار سے ساقط کیا اور اپنے تئیں مجھیں اس بات کے کہ فرقہ بنی اسرائیل میں سے ہیں لائق مرتبہ رسالت کے جانا پس اہل کو نا اہل اور نا اہل کو اہل قرار دیا قباۃ یعنی پھر سے وہ مقام سوداگری اور تجارت کے سے کہ اس سے خلاصی جانوں اپنی کی قصد کرتی یعنی بغض نہیب علیٰ تعظیظ یعنی ساتھ غصہ اللہ کے کہ اوپر اسکے اور غصہ سے گویا غصہ الہی کو

خلاصی

کہ کیا کرتے
ایک سبب زائد میں
ایک سبب ہی پیدا
ہوئے والا ہے
اس کا زمانہ آگیا
لے انصار
چلے ساق
ہر کہ تم کو حاد
اور دوسری طرح
قل کہ گئے
جب اللہ تعالیٰ
نے رسول کو
دین میں پیدا
کیا اور انصار میں
نے انکا دین
اختیار کیا تو
ہر وہ جان جو کہ
نہیں گئے
رہنے

تفسیر خلیل

اس آیت سے ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ

کوئی عذاب نہیں دیتا

لوگ کی حکمت کا

قرآن وحدیث میں ہونا چاہئے

میں اور پھر بھی عمل سے محروم

ہیں انکو بہت دانا

چاہیے اللہ تعالیٰ

فقط حق کو حق جان سیکے

و اس سے

بنداشت سے

نورانی

تو بر تو حاصل کر کے لائے اور اس کی عیب کے لوگ بیچ مقام بیان کثرت شی کے استعمال کرتے ہیں چنانچہ عرف میں ایچ ہو کہ کہتے ہیں نور علی نور اور اس بات کی حاجت نہیں کہ فقط دو ہی قسم کا غصہ بیچ وقت استعمال اسکے کے ملحوظ کریں بلکہ کثرت قسموں قسموں غصہ کی کہ پہلے انکا ذکر ہو چکا بیچ وقت استعمال اسکے کے منظور ہو اور جب کہ انھوں نے بسبب ان فجوات کفر کے پشمارہ غصہ الہی کے اپنے اوپر اٹھائے ہیں اعتقاد تخفیف عذاب کا قیامت کے دن یا منقطع ہونا اس عذاب کا چند روز میں بہت بعید ہو اور اس طرح عذاب انکا ہلکا اور منقطع ہو حالانکہ انھوں نے بقیہ سبیل اور تکذیب پیغمبروں کے قصد دلیل کرنے ایسے شخص کا کیا ہے کہ حق تعالیٰ نے اسکو دو نو جہان میں عزت دی ہو اور عیب کرنے معجزوں کے اسکو سچا کیا ہو پس قطع نظر وجہ کثرت غضب کی سے انکے اندر ایک وجہ غصہ کی کہ وہ کفر ہی بلا شبہ پائی جاتی ہو وَلَئِذَا فِیْہِ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ اور واسطے کافروں کے عذاب ہو ذلیل کرنے والا مگر بعد گزرنے چند مدت کے عزت انکو حاصل نہ ہوگی اور اصل حال پر وہ عذاب سبکاسبکی اور تخفیف قبول کر گیا اس جگہ سے معلوم ہوا کہ عذاب ذلیل کرنے والا بھی نہیں ہوتا ہی جیسے کہ عذاب گنہگار مسلمانوں کا کہ محض واسطے پاک کرنے انکے کے آلودگی گناہوں کی سے ہونہ واسطے اہانت اور ذلیل کرنے کے ساتھ دلیل قول اللہ تعالیٰ کے وَلِلّٰہِ الْعِزَّةُ وَلِیُّ سُلٰوٰہِ وَلِلّٰہِ مَدِیْنٌ یعنی اور ہی واسطے اللہ کے عزت اور رسول اسکے کے اور واسطے مسلمانوں کے پس عذاب گنہگاروں ایماندار کا اس قسم سے ہی جیسے کہ باپ شفیق اپنے بیٹے کے اوپر اس کے نفع کے واسطے زجر اور توبخ اور گوشمالی وغیرہ کرے یا مثل ختمہ اور حجامت اور مالش حمام کے ہے کہ واسطے پاک کرنے اسکے کے گرد و غبار اور میل مٹی سے کیا جاتا ہو اور اس جگہ جاننا چاہیے کہ اہل کتاب کے تئیں باوجود جاننے احوال اس سول کے اور ظاہر ہونے دلائل حقیقت انکی کے نصوص پہلی کتابوں کے سے کبھی چیزیں اس بات کے اوپر باعث ہوئیں انھوں نے انکار کیا اور تابعت اور موافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کی اول یہ کہ بعضوں کو ان میں سے ایسا گمان تھا کہ نبی آخر الزمان چاہیے کہ بنی اسرائیل میں سے ہو اس واسطے کہ خاندان کشت کا یہی خاندان تھا اور جب کہ وہ جناب بنی اسمعیل میں سے تھے متابعت انکی گوارا نہ ہوئی اور اکثر

عوام اور جاہلون کو یہی باعث تھا کہ خاندان پرستی شدہ اٹھارہ انصوبوں کی گستاخانہ لون
میں مروجی عقائد کرتے ہیں تو سکر کہ بعضے انہیں سے اپنے تین اہل کتاب اور جاننے والے
احکام الہی کے جا کر پیغمبروں کی دعوت سے ملے پروا اور نہ حلیج جانتے تھے اور کہتے تھے کہ
اگر پیغمبر کی حاجت اس زمانہ میں ہو تو عرب کے لوگوں کو ہی کہہ بھی انکے اندر کتاب نہیں اتنی
اور اتنی محض ہیں بس نبوت اس پیغمبر کی خاص ساتھ گروہ عرب کے ہے اور جب آنحضرت صلعم
نے انکو بھی دین اپنے کی دعوت کی اور بعضے حکم انکی کتابوں کے منسوخ کیے تو انکی رگ جسد
اور سخت حرکت میں آئی اور واسطے انکار نبوت اور مقابلہ اور لڑائی کے دہش ائے تیسرے یہ
علماء اور دانشمندانہ لکھنے باوجود جاننے اس بات کے کہ نبوت اس پیغمبر کی عام ہو تمام آدمیوں اور
جنوں کو اور یہ کہ پیغمبر آخر الزمان ہی نبیعل سے ہو گا نہ نبی اسرائیل میں سے اور جائے ہدائش اسکی
لکھ ہی اور قوم اسکی قریش میں اندیشہ و فکر کیا کہ اگرچہ اس پیغمبر کی تابعداری کر لی سرداری اور
کمانی ہماری جاتی رہیگی اور شوثین اور غزین اور تحفے کہ رعایا اور حاکموں جہان کے سے
لیتے ہیں ایک قلم نیست و نابود ہو جاوینگے ناچ طریق عناد اور عداوت کا اختیار کیا اور بدوستانہ
اجل را پرانکا نبوت کے کیا اور قرآن مجید میں احوال ان تینوں گروہ کے جوہے جدے بھی اور طے
ہوئے بھی کرتے ہیں اور ان آیتوں میں اکثر احوال تینوں گروہ کے شمول میں بیان کیے گئے ہیں اس واسطے
کہ اصل مادہ کفر کے کا خود پسندی اور بڑائی اپنی اور لائق سالت کے اپنے ہی نہیں جاننا اور انکو
پیغمبروں اور رسولوں سے مستغنی اور نہ پروا اٹھہرانا ہو کہ لفظ بغیا ان بذلہ من فضلہ
علی من یشاء من عبادہ کا اسی کے اوپر ولایت کرتا ہی باقی میں اس جگہ کسی شخصین کہ مفسرین انکا تعرض
کرتے ہیں اول یہ کہ لما کلمہ طحاہی اور شرط کے واسطے جزا اور جواب چاہیے تو یہ کلمہ اس
آیت میں وجہ آیا ہی اول بیچ و لما جاءہم کتاب من عند اللہ مصدق لما ہم کے اوپر
بیچ و لما جاءہم ما عرفوا کفر وہاہ کے اوپر انکی و سری جگہ کفر وہاہ واقع ہوئی ہے
پہلی جگہ ایسی کوئی چیز مذکور نہیں ہوئی کہ قابلیت جواب کی رکھے انکی توجیہ کس طرح چاہیے
جواب اسکا یہ ہے کہ جواب لکھا کا پہلی جگہ مخدوف ہو اور شرط اگلی اسکا قریبہ ہے اور اصل
عبارت اس طرح سے ہو و لما جاءہم کتاب من عند اللہ مصدق لما ہم عرفوا کفر وہاہ

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

ترجمہ تفسیر عزیزی

سید

11-11-64

۱۰۰

کتابخانه جامعہ اسلامیہ

فہم

اسماء

بسم الله الرحمن الرحيم

۱۰۰

ان

مخالف

5. میں نے

...

...

人

بہار

| | |
|-----|-----|
| عطف | سای |
|-----|-----|

2

✓

1

ماہر فی کفر واہ اور بعض اہل عربیت نے کہا ہے کہ حقیقتہً جو اسباب کا لفظ کفر واہ ہے اس کو محض ظاہر کے جواب لما جاءکھم ماہر فی اہ کا ہے اور اس کی یہ ہے کہ آما کو بیچ مقام دوسرے کے محض واسطے تاکید کے لائے ہیں بسبب طول کلام کے اور ظن اس بات کے کہ سننے والے کو کلمہ آما کے سے کہ ابتدا آیت میں ہے غفلت ہو گئی ہو جیسا کہ بیچ فلاختسبہم بمغاذۃ من العذاب کے بعد لاختسبہن الذین یفحون کے مقرر کیا گیا ہے اور اس توجیہ میں ایک خدشہ باریک ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے آما کو تکرر ہو اور تاکید کیواسطے کہ اس وقت مناسب ہے تاہی کہ مدلول ما بعد اسکے کا اور مدلول ما بعد دوسرے کا ایک چیز ہو بغیر کی ہشتی کے جیسے کہ بیچ لاختسبہن الذین یفحون اور فلاختسبہم کے موجود ہے اور اس جگہ درمیان دونوں مدلولوں کے تضاد اور تفاوت ظاہر ہے ہواسطے کہ آما کتاب کا کہ جس میں تصدیق پہلی خبر ہوگی ہوسنکر م اس بات کو نہیں کہ معرفت بھی انہی حاصل ہو جائے اور یہ ظاہر ہو گیا کہ معرفت کو حمل اور اس کے کیا جاوے کہ استدعا و قریب معرفت کے ہو جاوے اور اس طرح کہنے میں بعد ہے اور بعض مفسرین نے اس طرح کہا ہے کہ جواب آما کا پہلے مقام میں ساتھ قریبہ جزا آئندہ کی محذوف ہے یعنی کن بوجہ واستہانہ کہ لفظ کفر واہ کا یہ دلالت کرتا ہے اور اس توجیہ میں بھی خلل ہے اسواسطے کہ اس سورۃ میں لفظ فلما کا ساتھ فارفع اور تعجب کے مناسب نہیں جیسے کہ اوپر صاحبون سلیقہ کے پوشیدہ نہیں اور بھی کنز اوستہاہ عین کفر ہے پس ترتیب ایک جزا کا اوپر دوسرے متغایر کے کہ ایک عام ہے اور ایک خاص لازم آتا ہے حالانکہ لازم عام کا لازم خاص کا ہے دوسری بحث یہ ہے کہ شہری لغت عرب میں بمعنی خریدنے کے ہے اور ظاہر ہے کہ یہودیوں نے بسبب کفر کے جانوں اپنی کو برباد کیا نہ یہ کہ خریدائیں معنی بشما اشدوا بہ انفسہم کے کیا ہو وینکے جواب اسکا یہ ہے کہ پیشتر بیچ تفسیر اس آیت کے گزرا کہ یہودیوں نے ساتھ اس کفر کے قصد اس بات کا کیا کہ اپنی جانوں کو کہ بیچ عہد و پیمان اس امر کے کہ نصرت کے متابع اس پیغمبر کا رینگے گرو تھیں خلاص کریں جو کوئی کسی چیز کو گرو سے چھٹانا ہو خریداری اس چیز کی کرتا ہے پس تعبیر کرنی اس معاملہ سے ساتھ اشتراک کے مناسب ہوئی اور بعض مفسرین نے ہا ہے کہ اشتراک واہ ساتھ معنی ہا ہے کہ اس طریق کے کہ شہری ساتھ معنی

شرعی کے ہے یعنی مزید معنی مجہول کے اور شرعی ساتھ معنی مع کے ہے جیسے کہ بیچ آیت و شر وہ
 بشن بنیں کے اور بیچ آیت ومن الناس من ایشتری نفسه ابتغاء مراضات اللہ کے
 اور جب کفر کو بسبب طمع اور حسد کے اختیار کیا گیا جانوں اپنی کو بیچ جگہ ہلاکت کے ڈالا
 اور بیچ ہائے مہمکوں و ذبح کے بیچا لیکن اس توجہ میں خلاف عرف و استعمال کا لازم آتا ہے
 اس واسطے کہ اہل عربیت نے ایسا کہا ہے کہ اکثر اور اتباع استعمال عرب میں خاص ہے کے
 معنی میں آتا ہے اور باع اور شرعی خاص ساتھ معنی بیچنے کے اور بیاعت اور شارات مشترک کر
 و نون معاملون میں حاصل کلام دلیل صحیح اور اس بات کے کہ ہونیوں نے یہ معاملہ نقصان والا
 محض حسد اور بغاوت کی راہ سے کیا ہونہ را غلط فہمی کی سے اور بسبب یہ اور شک کے چہ نبوت
 اور شریعت اس پیغمبر کے یہ کہ وَاذْأَقِیْلُ لَحْمُ اَوْلَیَا اِنَّا اَنْزَلْنَا اللہ - یعنی اور جب کہا جاتا ہی
 ان کے تین کہ ایمان لاؤ تم ساتھ انہیں کے کہ اتار ہی اسکو اللہ نے خواہ تو ریت ہو خواہ بچل خواہ
 قرآن مجید اس واسطے کہ سبب جو ایمان کا علاقہ عبودیت اور ربوبیت کا یہ بندہ کے اوپر واجب
 کہ اطاعت حکم خداوند اپنے کی کرے خواہ وہ حکم کسی طرف یا اسطہ گروہ اپنے کے پیچھے یا واسطہ غیر کے
 اور علت سبب ان کے اندر شرک ہی بیچ جواب کے کَالْوَالِدَیْنِ اِنْ اُتُوا بِالْبَیِّنَاتِ عَلَیْکُمْ اِنِّیْ کَتَبْتُ لَیْسَ لَیْسَ اِیْمَانُ
 لاتے ہیں ہم ساتھ انہیں کے کہ اتاری گئی ہے اور گروہ ہا سے کے کہ مراد بنی اسرائیل سے ہے اور
 اس قید لگانے سے احتراز کرتے ہیں انہیں سے کہ وہ پیغمبر بنی اسرائیل کے نازل ہوئی ہوئی نہیں
 کے اور قرآن کے پس مکر وہ جانتے ہیں اتارے کتاب کو اور غیر بنی اسرائیل کے اور حسد کرتے ہیں
 اور پر ان نبیوں کے جنکو یہ کتاب میں دی گئی ہیں وَیَكْفُرُوْنَ بِمَا وُودُّوا اِنِّیْ اَوْدَعْتُ لَیْسَ اِیْمَانُ
 انہیں سے کہ سولے کتاب اپنی کے ہے اور جو دیکر وہ چیر کہ جسے سبب ایمان لانا ساتھ اس کے
 واجب ہے ان کے اعتقاد کے موافق بھی پایا جاتا ہے وَهُوَ یَعْنِیْ اور وہ یہ بات یہ کہ وہ کتاب میں فی انفسہا
 الحق یعنی سچی اور مطابق واقع کے ہیں باعتبار مضہ ہون اور ویلئون اپنی کے اور جو اس کے
 مَصْدِقًا لِّمَا مَعَهُم یعنی حقائق ہی ساتھ پیغمبر کے کہ ہمراہ ان کے ہی یعنی کتاب کے جسے اوپر دعویٰ ایمان کا
 رکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ جب چیز فی نفسہ دلیل کے ساتھ سچی اور مطابق واقع کے ہو اور مع اس کے
 اس شو کے ساتھ مطابق ہو جس شو کو وہ سچا جانتے ہیں پس ایسی چیز کا یقین نہ کرنا صریح دلیل

تفسیر

اور کفر کو بسبب طمع

خدا کا چیلان غصہ

تو ریت پر عمل نہ کرنے

سے عبادت دوسرا

غصہ نہ کر کی نبوت

سے انکار پر ہوا

چونکہ اللہ تعالیٰ

حکم کرنے میں سچی

سولے کتاب بھی

سوائے انصاف ہوا

رسول اسطہ ہند

علیہ آ کہ وسلم نے

فرمایا ان کے دل میں

راہی بار بھی سچی

سچی وہ جنت

کی توبہ پا چکا اور

سچی ہی ہے کہ

حق بات کا لئے اور

تفسیر فیلی

تعبص بطل اور عناد کی ہر لائن مطابق مطابق یعنی اس واسطے کہ مطابق مطابق کا
مطابق ہو پس بیچ کلام اُنکے کے اگر تامل کیا جاوے صریح تناقض آتا ہے اس واسطے کہ دعویٰ
ایمان کا توریت کے ساتھ رکھتے ہیں اور جو چیز کہ موافق توریت کے ہو اسکا انکار کرتے ہیں پس
حقیقت میں یہ انکار نکار توریت کا ہی ہو اور ایمان لانا ساتھ انجیل اور فرقان کے اُنکے اوپر لازم
آتا ہے اور اسی جہت سے یہ کلام بھی کہ صریح تناقض اور مخالف اس میں ہو محتاج جواب کی
نہیں اور اگر چاہے تو کہ بیچ جواب اُنکے کے مشغول ہووے پس بطریق تنزل کے اس معوے
اُنکے کو تسلیم کر کے جواب میں قُل یعنی کہہ کہ اگر ایمان تمہارا ساتھ توریت کے صحیح ہو پس توریت
یہ مضمون نکلتا ہو کہ عہد ایمان لایکا ساتھ ہرنی کے لازم ہو کہ بعد اُسکے آوے پس کیا سبب ہو کہ تم
ساتھ نبیوں مانا اپنے کے ایمان نہیں لاتے ہو اور اگر تم کو مسکالت توریت منع کرتا ہو اس بات
سے کہ جو نبی منسوخ کر نیوالا بعض احکام توریت کا ہو اُسکے اوپر ایمان لاؤ فَلَیْمَ تَقْتُلُوْکَ اَیْدِیَکُمْ
اللّٰہِ مِنْ قَبْلِ یعنی پس کس واسطے قتل کرتے ہو اُسکے پیغمبروں کو کہ پہلے ہو چکے ہیں اور کسی نے
ان میں سے احکام توریت کے منسوخ نہیں کیے بلکہ واسطے رواج دینے احکام توریت اور تائید شریعت
موسوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہوئے تھے مثل حضرت شعیب اور حضرت نوح یا اور حضرت
یحییٰ علی نبینا علیہم السلام کے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ فِیْہِیْنَ یعنی اگر صحیح ہو دعویٰ ایمان تمہارے کا
ساتھ توریت اور شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اور احتمال ہو کہ معنی آیت کے طرح ہوں کہ
جب کہا جاتا ہو اُنکے کہ ایمان لاؤ ساتھ اُن چہ کہ اُناری ہو اُنکے ہن نامہ میں یعنی قرآن مجید
کہتے ہیں کہ ایمان لاتے ہیں ہم ساتھ اس قدر کہ کہ ہمارے اوپر اُنرا ہو مضمونوں اور حکمون
قرآن کے سے یعنی جو حکم کہ مشترک میں درمیان کتابوں ہماری کے اور اس کتاب کے اور انکار کرتے
ہیں ساتھ اُن چہ کہ سوائے اُن قدر مشترک کے جو شل اُن احکام کے کہ منسوخ کرنے والے توریت کے میں
حال اُنکے وہ بھی بیچ حقیقت اور تصدیق کرنے توریت کے برابر اُسی قدر کہ میں جن کا وہ تین کرتے ہیں
پس اُنکے نزدیک ایمان کفر کا مدار اس پر ہو کہ جو تابع حکم توریت موافق شریعت موسوی ہو وہ ہے
قبول کرنا چاہیے ورنہ مرد ہو پس اُن کے جواب میں کہہ کہ اگر سبب جو ایمان کا نزدیک تھا ہے
بھی ہو پس جن پیغمبروں نے کہ پہلے ہو چکے ہیں اُنھوں نے مخالفت توریت کی نہیں کی ہو اور

دونوں کو پھر
تھے (م) شیخی باز
وگ قیامت میں
جو نبیوں کے برابر
آدمی کی صورت
بن اٹھتا ہے جانیٹا
دوران اُنکو ہر طرف
سے ذلت ہوگی
جہنم کے لوگ
چل خاندانی طرف
ہٹتا ہے جانیٹا
اُن کو دینی تیز آگ
ٹھانکے ہوگی اور
دوزخیوں کا چوڑ
پلاجا جاوے گا اور
پچھٹاٹھا دے گا اور
سالان کا ہوا کہ دوسرا
نظر سے گرجا تین آگ
واسطے باحقوں سے

تفصیل

ایک کو ماننے

سوا کسی کو نہیں

آپ کی کتاب

اور ان کی

نہی ہے کہ وہ اس کے لئے

نہیں

وہی
کوتی
شہ

١١١

سورج
کے گہ
نہ

کی ۲
یک ہفتی
صد

26.

کے سے تھا اختیار کیا اس واسطے کہ گارے نے عقل کو خصوصاً سموت بنائی ہوئی پھر اسکے کی سادہ
جناب ربوبیت کے کیا شرکت اور مشابہت وہم کی جاوے اور کس طرح حضرت موسیٰ کے حکم کو
منسوخ قرار دیا حالانکہ شریعت موسوی کو قابل نسخ کے نہیں جانتے ہو مگر تم سے یہ نے الفانی بعینین
اس واسطے کہ جو کوئی خوگر کسی چیز کے ساتھ ہوتا ہے وہ چیز اسکو بہت خفیف دکھائی دیتی ہے اگرچہ
فی نفسہ چیز نہایت قیمتی اور شایع ہو وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ یعنی اور تم خوگر ہوے ہو ساتھ ظلم کے گویا
ظلم کو تمھارے تخمین میں خمیر کر دیا تو اسی سبب سے کہ بیدار ہو کر بقی تفلیح کرتے ہو یہی خیال ایان تمھارے
بزرگوں کا ساتھ حضرت موسیٰ علی نبینا علیہ السلام کے اور اگر جاہل ہو کہ حال ایان انکے کا ساتھ تو ریت کے معلوم
مروہیں قصہ دوسرا سنو وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُمْ وَرَأَى سَفْكًا مِّنْ دَمٍ ثُمَّ قَالَ أَكُونَ مِنَ الْمُنْكَرِينَ
اور قبول کرنے احکام توریت کے اور جب توریت و بر و تمھارے پڑھنی اور احکام اسکے طبیعت اپنی پر
فاق اور گران دیکھے تو اس عہد سے پھر گئے تم اور یہ قبول کرنے ان حکموں کے حیلہ بہانہ کیا تمہیں پس تمکو
تجزا و تویج کے اور خوف کھڑا کرتے پہاڑ کے سے اور پرن تن تمھارے کے پھار جس جگہ کے اور پر لائے ہم
فَعَاثُوا فَكَّنَا فَالْعُونَ یعنی اور اٹھایا ہم نے اور پرن تن تمھارے کے پہاڑ کو تاکہ بسبب خوف کرنے اسکے کے
پر لائے نہ پھر اور کہا ہم نے ربانی حضرت موسیٰ علی کہ حُذْ ذَا مَا أَتَيْنَاكَ بِهِ بَصَائِرَ فَرَأَاهُمْ فَاسْتَوَىٰ
لکھوں توریت کے سے اور تخلیفات شاد انکی وَفَقَّادُ یعنی ساتھ اس فوت کے کہ یہچ اٹھانے مشتقون
کے خرچ کرتے ہو وَأَنْتُمْ عَاثُونَ اور منہ تم تام وہ چیز کہ کہی جاتی ہی ساتھ تمھارے ہیچ توریت کے تاکہ
چیز اور امر اور نوا ہی الہی سے فوت نہوا و تمھارے حافظ سے باہر نجاوے قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ
مومن نے بزرگوں تمھارے میں سے کہ اس وقت میں حاضر تھے جو وقت پہاڑ گرنے سے ڈرے
نہنا یعنی سننے احکام توریت کے وَعَصَيْنَا كَيْفَىٰ اور نافرمانی واری کی کہنے ان احکام کی
طے کے ساتھ اس وضع کے قبول کرنا احکام شاد کا کارگر نہو گا اس سبب سے کہ جب تک خوف پہاڑ
نے کا ہمارے اوپر ہے چارونا چار حرف تابعداری اور قبول کا زبان پر لاتے ہیں اور جب
سے سبب نہو جاویں گے اور شہوت اور غصہ اور سستی اور حالات اصلی اپنی کے آویٹنے نے اختیار
رنگاہ کا ہم سے ہوگا اور باعث اس کلے کے کہنے یہی حالتیں کہ وقت نہایت خوف کا اور قبول
شہوت کی باتوں اور غصہ کا تھا یہ تھا کہ محبت صحت پستی کی انکے جو نفس میں محکم ہو گئی تھی

وَأَنْتُمْ بَوَّاءُ عَنِ الْمَوْتِ أَيْ تَحْقِيقِ مَحَبَّتِ گوسالہ کی کہ چند روز اسکو پوچھا مانتا پائے جانے شراب کے
 کہ جلدی سے خالی جگر اور بدن کی طرفوں میں اور جانی ہر پس ٹھیرا یا تھا فی قَوْلِهِمْ الْغِجْلُ یعنی
 بیج و لون اُنکے کے گوسالہ کو اور یہ تمام چیزیں ابتداءً اسد کطرف سے اُنکے حق میں آئیں نہیں تاکہ
 مغزوہ راو بخوبی ہوتے اور مانند حیوانات کے اور حرکتوں اپنی کے عتاب کیے گئے نہ ہوتے بلکہ اس حالت کو
 جناب اُچھی سے حاصل کیا رکھتے تھے یعنی بسبب کفر اپنے کے کہ جب ایک بار انھوں نے خدا کی آمیتوں کا
 انکار کیا اور وقت کے پیغمبر کو نہ مانا اُنکے و لون میں ایک ناک پیدا ہو گیا پھر جب دوسری بار اسی طرح سے
 حرکت کی وہ زندگانی یاد ہو گیا یہاں تک کہ رفتہ رفتہ جناب ل کا بڑھ کر غلیظ ہو گیا اس حد تک کہ
 اثر ہدایت کے پہنچنے کو مانع ہوا اور مثال اسکی یہ ہو کہ کسی شخص نے پہلے بار ایک غلطی کا فی کھائی کہ
 بسبب اسکے ایک جھلی بار ایک اسکی بینائی پر آگئی دوسری بار بد پریزی کی اسکے بعد پھر کئی بار کی
 یہاں تک کہ جالاد لدا راسپر گیا اور تمام بینائی کو دھانپ لیا اور اندھا محض ہو گیا پس اُنکو دعویٰ
 ایمان کا ساتھ تو ریت کے نہایت تاکید سے کرتے ہیں یہاں تک ایمان اپنا منحصر اُسی کتاب مقدس میں
 کرتے ہیں اور کہتے ہیں تَوْحِيدُ ہما اَنْزَلَ عَلَيْنَا وَیَكْفُرُونَ ہما و دَاءُ اور پھر ہر وقت قبول کرنے
 حکمون اُس کتاب کے ایسے کلمات کفر کے کہتے ہیں اُنکو بطریق سرزنش اور طعن کے قُلْ یعنی کہ
 کہ اگر کہنا کلمہ عصیانا کا اور بلا دینی محبت گوسالہ کی اپنے و لون میں ہی ایمان تھا ہے کا حکم ہو پس
 بِشْمَا یَا مَرْکُزِہِ اِیْمَانُ اُنکو یعنی بہت بُری چیز ہے کہ حکم کرتا ہے ساتھ اُسکے ایمان تھا اور
 اِنْ کُنْتُمْ مَوَّحِدِیْنَ یعنی اگر تھے تم ایمان لانے والے ساتھ اُس کتاب مقدس کے
 اُس وقت میں کہ یہ کلمے کہے تھے اور یہ شراب محبت گوسالہ کی نوش کر رہی تھے اور اگر ساتھ
 اُس کتاب کے ایمان تھا پس دَعْوِی تَوْحِيدُ ہما اَنْزَلَ عَلَيْنَا کا باطل ہوا کہ صین وقت اثر نے
 توریث کے کفر اختیار کیا باقی رہیں اس جگہ جنہیں کئی کہ مفسرین اُنکا تعرض کرتے ہیں اول یہ کہ
 ظاہر آیت سے سمجھا نہیں جاتا کہ بزرگوں اُنکے نے بیج وقت کھڑا کرنے طور کے اُنکے مقرر پر
 اور قبول کرولنے احکام توریث کے یہ وہ دونوں کلمے کہے ہوں یعنی مَعْنَا و عصیانا اور یہ نہایت
 بنیہ معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ وہ وقت کمال خوف اور ڈر کا تھا ہر وقت میں ظاہر کرنا
 گناہ اور سرکشی کا موافق عادت بشری کے ممکن نہیں اسی واسطے بعض مفسرین اس طرف

خجلی

حق سچو

نہایت حق

میری بات حق

چاہتے ہیں

سچو جلدی

کلمہ بیج جلدی

نہایت حق

قبل کریں اور

اپنے چلے خیال

سے نہ کریں

وَقُلْ جَاءَكُمْ

وَالْکِتَابِ

وَالْکِتَابِ

وَالْکِتَابِ

تفسیر طبری

بیرا یا ہمس

تم سے اس کی

غیبت میں ہونے

نالا اور نام کا

موسیٰ علیہ السلام

کے نمایاں ہونے

یہ تھے وہی ایسا

من و سلوی

بہلی کا یہ

کنا پھر سے

بارہ حصے

ظن تو فان

نوی بندگی

پوش و خون

وڈنا خدنا

ریت ناکو و دقتا

فی ناکو و دقتا

کہ ہیں کہ ضمیر قالدواکی الحج طرف تمام گروہ بنی اسرائیل کے ہی خواہ قبول ہوں خواہ فروغ اور ان دونوں
 کلموں کو تمام اس گروہ نے بطریق تقسیم کے کہا بعضوں نے ایک کلمہ کہا اور بعضوں نے دوسرا
 یعنی ایسا دونوں اور بزرگوں نے سمعنا کہا اور میٹوں پوتوں وغیرہ نے عصینا کہا اور انسی کلمہ کے واسطے
 قالدوا فرمایا ہو والا مناسب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلندر فرماتے لیکن قلم کے کہنے میں مطلقہ اس بات کا ہر تھکا
 کہ حاضرین اور مجاہدین نے سمعنا کا کلمہ بھی کہا ہو حالانکہ انہیں سوائے عصیان کے دوسرا
 وصف متحقق نہوا اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جو حاضر تھے وہ دو قسم تھے بعضوں نے سمعنا
 کہا اور بعضوں نے عصینا اور ایک جماعت نے کہا ہے کہ تمام گروہ بنی اسرائیل کے نے یہ
 دونوں باتیں کہیں ہیں لیکن سمعنا ساتھ زبان قال کے اور عصینا ساتھ زبان حال کے
 اور بعض علماء اس طرح کہتے ہیں کہ فی الحال سب نے سمعنا کہا اور بعد اسکے کہ وقت بجالا سنے
 تحقیقات کا پہنچا اور وہ تکلخیص اور پرانے شاق ہو میں عصینا کہا حاصل کلام یہ ہے کہ ہمارا اس
 اشکال کا انکی اور یہ کہ سمعنا ولالت و اطاعت کے کرتا ہو اور عصینا برخلاف اسکے پس جمع
 کرنا دو کلاموں تنافین کا عاقل شخص سے خصوصاً وقت کمال خوف و ہراس کے ظاہر کرنا گناہ کا
 کس طرح تجویز کیا جائے اور اسی واسطے جواب میں کبھی ساتھ اختلاف قول کے یعنی بعضوں نے ایک
 کلمہ کہا اور بعضوں نے دوسرا اور کبھی ساتھ اختلاف زمانہ دونوں قولوں کے یعنی ایک زمانہ میں
 ایک قول کہا اور دوسرے زمانہ میں دوسرا قول اور کبھی ساتھ اختلاف آلہ قول کے کہ حال تھا یا
 قابل تصادم اس اشکال کا ارادہ کیا ہو اور تحقیق یہ ہے کہ سمعنا ولالت و اطاعت کے نہیں کرتا ہو
 پس مآل کلام انکے کا محض نافرمانی ہو گویا اس طرح کہا کہ ہم سب نے ان احکام کو کانوں سے
 سنا لیکن اطاعت ان حکموں کی نہیں کریں گے پس جمع کرنا دو کلاموں تنافین کا لازم نہ آیا اب
 ہم بیان اس امر کا کرتے ہیں کہ قبول کرنا بھی بنی اسرائیل کا کہ اس وقت میں حاضر تھے احکام تو ریت
 کے کو متواتر اور ثابت ہو اور یہ کلام ظاہر ولالت و اطاعت قبول کرنے کے کرتا ہو اسکی وجہ کیا ہے
 اور بھی اٹھنا یہاں کا محض واسطے قبول کروانے ان احکام کے تھا اور اگر یہ لوگ یہ کلمہ کہتے پس
 چاہیے تھا کہ یہاں کو انکے اور وڈا لاجا تا اس واسطے کہ نافرمانی کی اور قبول نہ کیا کہتے ہیں ہم کہ حقیقت
 امر یہ ہے کہ بنی اسرائیل نے باوجود دیکھنے بہاڑ کے اپنے مرن بر اول میں ان حکموں کو قبول نہ کیا

اور یہ جانا کہ پہاڑ کا لانا محض اُن کے واسطے ہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام
 شفاعت سے یہ حادثہ ہولناک ناسد اور حادثوں کے دفع ہو جائیگا کلیفین شاہ تورات کی کس سے
 اپنے دماغ لازم کریں اُسی وقت میں یکملہ اُنھوں نے کہا تھا اور جب یکجا کہ بعد کہنے اس کلمہ کے
 پہاڑ زیادہ نیچے کو آیا اور نزدیک سرور کے پہنچا جانا اُنھوں نے کہ یہ ناز اور تحریک بہرے مقبل انہوں نے
 ناچار سجدہ میں گئے اور الفاظ قبول کرنے کے کہنے لگے اور سورہ اعراف میں مفصلاً اُن طرف قصہ کے
 اشارہ فرمایا ہے سچ اس آیت کے کہ واذ تقنا الجبل فوقعہ کانه ظلة و ظلوا الله واقع
 بصحاہی اخرھا یعنی اور جس وقت اُٹھا یا ہم نے پہاڑ اُنکے اوپر جیسے ساتبان اور ڈرے وہ کہ وہ
 گر گیا اُنہر اور اسی تقریر سے معلوم ہوا کہ ذکر اس قصہ کا سچ اس مقام کے بعد ذکر کرنے واذ اخذنا
 ميثا فلكم ورضنا ففلكم الطوبی کے کہ سچ شروع قصوں بنی اسرائیل کے درمیان رکوع ان الذين
 امنوا کے گزرا ہی مگر انہیں بلکہ یہ اول قصہ کا ہی اور وہ آخر قصہ کا مانند واذ قتلتم نفسا
 فادار اثم فيها کے بعد واذ قال موسیٰ لقومه ان الله يامرکم ان تذبھوا بقبر کے تفصیل اسکی یہ ہو کہ
 ابتدا قصہ بنی اسرائیل میں بعد ذکر خذ واما آیتنا کو بقوۃ کے واذک واما فیہ واقع ہوا اور
 وہ دلالت کرتا ہی اور طلب یاد کرنے اور یاد رکھنے کے بعد سننے اور قبول کرنے کے ہوئے اور
 اس جگہ وہ سمعوا کہ واسطے طلب سننے کے ہی اور ظاہر ہو کہ امر کرنا ساتھ سننے کے سچ وقت عدم
 قبول کے ہی اور بھی اُس جگہ یہ کلام ثم توبیستوم بعد ذلک فلو فضل الله علیکم
 ورحمته لکنتم من الخاسرین سچ دلالت کرتا ہی کہ وہ لوگ قبول کر کے بعد ایک مدت کے پھر گئے
 پس ابن تمام قرینوں سے سمجھا گیا کہ اُس جگہ میں بیان حال قبول کرنے اُنکے کا ہی کہ کس طرح بعد انکا
 کے قبول کیا اور پھر وقت کے اوپر پھر گئے اور اس جگہ بیان ابتدا حال اُنکے کا ہی کہ اب تک
 قبول کیا تھا پس اشکال سب طرح سے دفع ہو گیا اور تو ہم تکرار کا بھی جائز ہوا دوسری بحث یہ ہے کہ
 مقتضی ظاہر کلام کا یہ تھا کہ قلتم سمعنا وعصینا کہا جاتا جیسے کہ بیچ ميثا فلكم اور ففلكم اور خذ
 اور اسمعرا کے الفاظ خطاب کے لئے ہیں اس ظاہر کو چھوڑ کر قالوا صینہ غائب کا کس واسطے لائے
 جواب اسکا یہ ہے کہ طریقہ اہل کرم اور بزرگوں کا ایسا ہے کہ آدمی کے گناہ کو اُسکے منہ پر ذکر نہیں
 کرتے ہیں اور نے اولی اسکی کو بالمشافہ اسکی طرف نسبت نہیں کرتے ہیں بلکہ جس وقت

نہی چلی

محل واما انما

مہ تو فی

مہ تو فی

مہ تو فی

مہ تو فی

مہ تو فی

مہ تو فی

مہ تو فی

مہ تو فی

مہ تو فی

کرتا ہے اور اگر سامری ہے تو اس نے بھی اسی کی تعلیم سے صنعت سیکھی ہے یا جو بن بخت
 یہ ہے کہ ایمان ایک صفت اور عرض ہے اور امر اور نہی کو عقل کے ساتھ تعلق ہے ایمان سے مراد فکر
 متصور ہو سکے لیکن جو چیز کہ باعث کسی فعل پر اور سبب اس کا ہوتی ہے اس کو شائبہ است
 امر اور حکم کرنے والے کے حاصل ہوتی ہے پس اس کی ہدایت کو تعبیر نہ امر کہہ کر دینا جیسے کہ
 بیچ آیت ان الصلوة تنہی عن الفحشاء والمنکر کے ایسی ہی تشبیہ دیکر صلوة کو نہی کرنے والا
 قرار دیا ہے جیسی بخت یہ ہے کہ اگرچہ ایمان نہایت شریف شے اور معظم چیز ہے اور افعال ذمیہ کی
 نسبت اس کی طرف جیسا بشما یا مرکہ بہ ایمان نہ کہہ میں موجود ہے مناسب تھی لیکن بیچ مقام
 الزام خصم معاند کے تھا کہ نسبت اشیا قبیحہ کی طرف اشارہ واجب التعظیم کے جائز رکھی ہے تا تو بن بخت
 یہ ہے کہ تقریب اس کلام کی کہ امتدوا قلوبنا غفل سے آجگہ تک پہنچی ہے موافق قاعدوں مناظرہ
 کی یہ ہے کہ مضمون قلوبنا غفلت کا کہ ہو دیوں سے صادر ہوا تھا دعویٰ کمال تشدد اور سختی
 اپنی کا دین لینے میں تھا کہ یہ امر نیک ہے اور حق تعالیٰ نے اس دعوے کو اوپر ان کی رد فرمایا ساتھ
 اس طرح کے کہ یہ سب آثار لعن اور سختی دل کے ہیں کہ سبب کفر تھا اسے کے تھا اسے دلوں پر
 چھانگے ہیں پس نے التفاتی تمھاری طرف غیر دین لینے کے اور نہ نامل کرنا دلیلون میں تعصب
 باطل کے قبیل سے ہے نہ تعصب حق کی قسم سے اور علامت اس کی تین چیزیں ہیں اول یہ کہ قرآن اور
 پیغمبر ان زمان کو پہلے آئے تھے نہایت متبرک اور معظم جانتے تھے اور ساتھ نام اس کی کے اپنے
 مطلبوں میں وسیلہ و مہموز تھے جب یہ دونوں بیچ بنی ہما عیل کے پیدا ہوئے اور بنی اسرائیل
 میں پہلے رگ حسد تھا اسے کی جنس میں آئی اور قبول تھا اور ساتھ انکار کے بدل گیا اور یہ دلیل
 صریح اور تعصب تھا اسے کے ہے دوسرے یہ کہ تم کہتے ہو کہ سوائے تورات کے کسی کتاب کا ہر کو
 یقین نہیں اگرچہ وہ کتاب موافق تورتے کے ہو اور یہ بھی علامت تعصب کی ہے جیسا کہ کوئی دوت
 اپنا اگر التماس فوقنا کہے یقین کریں اور اگر کوئی دشمن اس کلام کو کہے یقین نہ کریں اور جھٹلاویں
 سو یہ مذہب ہر شخص کے نزدیک باطل ہے اور اسی سبب سے ہے کہ تھے بنی اسرائیل
 کے نبیوں کو کہ ہرگز مخالفت تورتے کی نہ کرتے تھے بلکہ تورتے کے حکموں کو مضبوط کرتے
 تھے ہمیشہ اور جہالت کی راہ سے قتل کر ڈالا جس معلوم ہوا کہ مخالفت تمھاری تعصب کی

راہ سے ہر نہ تعلق حق کی جہت سے پھر یہ کہ تمھارے بزرگوں نے بیچ زمانہ حضرت موسیٰ
 کے بھی دے التفاتیان اور سرکشی اور اصرار اور محبت کو سالہ کے اور توڑنا عہدوں محکم کا کلیس
 اگر انھیں حرکتوں کو دین اور ایمان کی مضبوطی کہتے ہو تو تمھاری عقیدہ نہایت ہی بُرا ہی اور ان
 تینوں علامتوں میں کہ درمیان تعصب باطل اور تعصب حق کے فرق کرنیوالی میں ترقی دینی سے
 طرف اعلیٰ کے واقع ہوئی اس واسطے کہ اول دلیل جسٹکے کی نکار کرنا قرآن کا وجود ظاہر ہونے
 قرآن صدق اُسکے کے ٹھہرائی ہو بعد اُسکے ساتھ قتل کرنے لگے نبیوں کو باوجود اسکے کہ موافق
 توریت کے امر اور نہی کرتے تھے اُنکے اوپر نقض کیا ہو بعد اُسکے حضرت موسیٰ نے انکی حیات میں ساتھ
 مخالفت اپنی کے اپنے نقض کیا ہو اور یہ اعلیٰ مرتبہ تعصب اُنکے کا ہو اور اگر گردہ یہود کا کہیں کہ
 ہم اور کتابوں کا کہ سولے توریت کے ہیں اور اور شریعتوں کا کہ سولے شریعت موسوی کے
 ہیں اس سبب سے انکار کرتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بعد توریت کے کتاب دوسری
 آسمان سے نہیں اُتری اور نہ کوئی شریعت دوسری آسمان سے آئی ہو پس کہنا ہمارا
 نقض بجا آئند علینا کا واسطے احتراز کرنے غیر منزل من اللہ کے ہے اور اس شو سے حترانہیں
 جو منزل اللہ کی طرف سے ہوا وغیرہ ہمارے کے سوچ اس صورت میں قابل ملامت اور
 عتاب کے نہیں ہو سکتے ہیں پس بیچ جواب اُن کے کے یہ بات اُنے قُل یعنی کھ اگر کہنا
 کہ بیچ اعتقاد تمھارے کے سولے توریت کے کوئی کتاب نہیں اُتری اور سولے شریعت
 موسوی کے کوئی شریعت نہیں آئی پس چاہیے تھا کہ گھر آخرت کا کہ مراد بہشت سے ہو
 اللہ کے نزدیک خالص واسطے تمھارے ہوتا اس واسطے کہ حقیقت منحصر تمھارے اندر ہوئی
 اِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدِّانُ لَا يَخُفُّ عَنْكُمْ اللّٰهُ یعنی اگر ہووے واسطے تمھارے دار آخرت
 نزدیک اللہ کے خصوصاً جب کہ وہ دار آخرت خالقہ یعنی خالص ہو تمھارے ہی واسطے
 اور دوسرا زمین شریک نہ ہو اور عدم شرکت بھی ایسی نہیں کہ بٹنے بٹنے درجے خاص تمھارے واسطے
 ہیں گو چھوٹے چھوٹے درجوں میں اور بھی داخل ہو جاویں بلکہ قُلْ دُونَ الدَّارِ یعنی
 بہشت اور آدمیوں کے کہ اور آدمی بہشت میں بالکل نمایاں ہیں بلکہ کہ موت زیادہ تر حیرت
 ہو تمھارے نزدیک نہ گانی دنیا کی سے بسبب اس کے کہ یہی سبب ہر حال میں ہے ایسے گھر بڑی نعمتوں والے کا

تفسیر غزالی
 خدا کی عبادت میں
 ہر لمحہ غور کرنا
 کہ یہ دنیا کون سا
 دوزخ ہے یا جہنم
 تو نہ تمھارے لئے کون
 نصیب ہو گا اس سے
 موت مراد دوزخ بہشت
 میں ہے جو ہر لمحہ
 دلی غور میں رہنا
 رہنا چاہئے
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ
 اور وہ اپنی شامت
 اعمال کے دوسرے
 آرزو کی دیکھنا
 غفلت و غور
 جہنم کی عبادت
 جہنم کی عبادت
 جہنم کی عبادت

اس واسطے کہ اگرچہ بسبب زندگانی دنیا کے اعمال کہ جنکے سبب سے درجے بلند ہوتے ہیں میرے تھے ہیں
 لیکن بسبب اس زندگانی کے پہنچنا طرف اس محبوب اور مرغوب کے جلدی سے نہیں ہوتا اور اس
 بسبب مرنے کے جلدی سے وصال اسکا حاصل ہو جاتا ہے اور قاعدہ محبت کا ہے کہ دوست کو
 اپنے محبوب سے ایک ساعت اور ایک کشتہ کا دور رہنا مشکل پڑتا ہے اگرچہ یہ بات جانتا ہے کہ دیر آید
 دست آید پس اگر یہ بات تمھارے نزدیک ثابت ہو فَمَقُوا الْمَوْتَ اِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ یعنی
 پس آرزو کرو تم موت کی اگر تم سچے اس عرصے میں آؤ اگر کو تم کہ ہم اس سبب سے آرزو موت
 کی نہیں کرتے ہیں کہ ہم کو یقین اس بات کا حاصل نہیں کہ جس وقت آرزو موت کی کریں گے البتہ موت ہم پر
 آجاو گی کہتے ہیں ہم کہ اس خیال کو اپنے دل سے ہم دور کرو اس واسطے کہ ہم مالک موت اور حیات کے ہیں
 تم سے اقرار کرتے ہیں کہ جس وقت تم آرزو موت کی کرو گے بلا توقف کو طرف تمھاری پہنچا دینگے چنانچہ
 حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر مرنے کی آرزو موت کی کریں البتہ تمھیں ساتھ بانی زندہ اپنے کے گلا گھٹ کر
 اپنی جگہ درجائے اور زمین پر کوئی پہنچے باقی نہ رہے اور وہ اسکی یہ ہے کہ جو شے ممکن ہو سچ وقت
 متحدی اور ظاہر کرنے معجزے کے موافق وعدہ الہی کے واجب الوقوع ہو جاتی ہے لیکن وجہ
 معلق اوپر آرزو انکی کے تھا جب انھوں نے آرزو کی وجہ بھی متحقق نہواؤ لکن یَمْسُقُوا اَبَدًا
 یعنی اوپر آرزو موت کی نہ کریں گے کبھی جب تک دنیا میں زندہ ہیں گو بعد چھنے موت اور دیکھنے
 سختیوں کے کہ موت سے بھی زیادہ ہوگی چار و ناچار کہیں گے کہ یا لیھا کانت القاضیۃ و یا
 لیستوف کنت ترا یا یعنی کسی طرح وہی موت ہو جاتی اور کسی طرح ہوتا میں ہی اس واسطے کہ یہ لوگ بسبب بچا
 جانے اس نبی کے کہ تجھ سے راست گئی اسکی وعدہ اور وعید میں معلوم کر لی جو یقین جانتے ہیں کہ
 جس وقت ہم آرزو موت کی کریں گے موت آجاو گی اور بعد مرنے کے اللہ تعالیٰ جزا پوری پوری دیگا
 عَمَّا قَدْ مَاتَ اَیْدِیْہُمْ یعنی موافق اس کے کہ آگے بھیجا ہے ہاتھوں ان کے لئے اور ہاتھوں کی طرف
 نسبت اس واسطے کی کہ اکثر کام ہاتھوں سے ہوتے ہیں اور اس واسطے حق تعالیٰ جزا کامل اور بڑے
 کاموں ان کے کے باوصف کمال ظلم کے کہ انھوں نے کیا ہے ندیوسے وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ بِالظَّالِمِینَ
 یعنی اور خدا تعالیٰ دانا ہے ساتھ ظالموں کے یعنی اُن کو جانتا ہے اگرچہ آرزو موت کی نہ کریں
 اور اس سے ہزاروں خیر سنگ بھاگیں البتہ اُن کو موت سخت پہنچے گی اور میرے گے اور بعد

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

محبوب

تفسیر علی

بازر اس جیت

حالہ الکتبی

نیکو نصیب

وہاں غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

نیکو غنا

مرتبہ کے اپنے اعمال ناشائستہ کی جزا پونگے اور یہی بقی نے ہر کتاب الدلائل کے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب آیت پہلی اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو جمع فرما کر کہا کہ اگر تم اس عہدے میں سچو ہو پس ایک بار زبان سے کہو کہ اللہم اھتنا ایسے بنی بار خدا یا ہمکو مار ڈال تم اس خدا کی کہ جان میری بیچ یہ قدرت اسکے کے ہے کہ کوئی آدمی تم میں سے یہ دعا نہ کرے گا کہ پانی گلے اسکے کا مادہ خناق مہلک کا ہو گا اور گلے اسکے کو بند کرے گا اور فی الفور درجا ہو گیا یہودیوں نے اس کلمہ کہنے سے انکار کیا اور ڈرے اور بھڑکے یہ آیت اتری کہ ولن یقنوا ابدالاً بما قدمت ایدینہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ لن یقنوا ابدالاً یعنی قسم اس کی ہرگز آرزو نہ کرے گی موت کی ہمیشہ حاصل یہ ہے یہ کلام یعنی لن یقنوا ابدالاً کہ خبر اس بات کی ہے کہ یہودی کسی وقت آرزو موت کی نہ کرے گی خبر غیب کی ہوا و مطالب واقع کے اس واسطے کہ اگر وہ آرزو موت کی کرتے البتہ نفل اس کی ہوتی بلکہ تو اسے ثابت ہوا کہ آدمی اس قسم کی امتحان کی باتوں میں منتظر رہتے ہیں کہ کب یہ چیز ہوگی اور جو وقت وہ مٹو نہ جاوے جلدی اسکو مشہور کرتے ہیں اور اگر کسی کے ہاں جگہ ششہ دل میں گزرے کہ آرزو اور خواہش کام دل کا ہے نہ ہونا اسکا خلق کو کیونکر معلوم ہو سکے پس مطابقت اس خبر کی ساتھ واقع کے کس طرح ظاہر ہو کہتے ہیں ہم اول تو تمہی کام دل کا نہیں بلکہ لغت عرب میں تمہی آہی کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی زبان سے آرزو کسی چیز کی ظاہر کرے اور کہے کہ کاش یہ چیز مجھ کو حاصل ہو اور دلیل اس کی یہ ہے کہ انبیاء اسی شے کے ساتھ معاضدہ و تقابلہ کرتے ہیں کہ ظاہر اور روشن ہو نہ مخفی اور چھپی ہوئی اور ظاہر ہو کہ دل کی باتوں پر سو اعلام الغیب کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا ہے سچ مقام مقابلہ اور ثابت کرنے حقیقت کی سلسلہ کے مسائل سے یا کسی عہدے کے دعاوی میں سے پوشیدہ امر کے اوپر بنا کر فی خلاف غرض کے ہی آہی اسطے بیچ روایتوں ابن عباس کے کہ پیشتر ذکر انکا آیا ہے گزرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کہنے کلمہ اللہم اھتنا کے کھایت کی اور یہودیوں سے سولے اسکے یہ نکھا کہ دل میں آرزو موت کی کرو تو دوسرے یہ کہ سلکنا یعنی مان لیا ہم نے کہ آرزو کام دل کا ہی لیکن کوئی کام دل کے کاسوں سے ایسا نہیں ہو سکتا وجود اور عدم اسکے کی افعال جو اس سے نہ لے سکیں اور اسی اسطے کہا کہ ما من عباد الا ولہ نبیان

اپنے کانکین دوسرے یکے پر فروان مسلمانوں کا جو اُس وقت میں تھے موت کی محبت سے بھرنے ہوئے تھے اور شوق لقائے الہی کا رکھتے تھے مانند غلام فراموشوار کے کہ واسطے چال کرنے مرتبہ بلند کرنے اختیار ملازمت مولیٰ اپنے کی چلتے والا ہوتا ہے نہ مانند غلام بھاگے ہوئے کے کہ جو رکی مانند مالک کے رو برو ہونے سے بھاگتا ہو اور دلیل اوپر اس محبت و شوق مانگے کے یہی کہ جان اور مال ایک کوچ جہاد کے خرچ کرتے تھے اور روحوں اپنی کو سپر اس دین کی بناتے تھے یہاں تک کہ حق تعالیٰ نے انکی شان میں نازل فرمایا من المؤمنین رجال صدقوا ما عاہدوا اللہ علیہ فمحصون من قضیٰ لحبہ و منهم من یقتل یعنی مسلمانوں میں سے کتنے مرد ہیں کہ سچا کر دکھا پا یا سچ کر کہ قول کیا تھا اللہ سے بھر کوئی انہیں وہ کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ و کوئی ان میں سے منتظر ہو اور یہی نازل فرمایا کہ ان اللہ اشتہی من المؤمنین انفسہ و اموالہ و بان لہم الجنة یعنی تحقیق اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے انکی جان اور مال بدلے اسکے کہ واسطے انکے بہشت ہو اور بھی فرمایا ہے ومن الناس من یشہی نفسه ابتغاء من ضاکت اللہ یعنی اور بعض آدمی ایسے ہیں کہ بچنے میں جان اپنی واسطے طلب کرنے رضا مندی اللہ کے اور حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بعد ہر نماز کے یہ دعا کرتے تھے اللہم الذقنی شہادۃ فی سبیلک و وفاء بیلد رسولک یعنی اے بار خدا یا نصیب میرے کہ شہادت بیج راستہ اپنے کے اور نماز بیج شہر رسول اپنے کے اور حضرت امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ کان بطواف بین الصفین فی غلّۃ یعنی درمیان دو صف لڑائی کے گھوڑے اپنے کو گولتے تھے حال انکہ ایک کرتہ باریک عرق چین کا پہنے ہوئے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے انکی خدمت میں عرض کیا کہ ماہذا بنی المحاربین یعنی نہیں ہے یہ لباس لڑائی کا کہ تم نے پہنا ہے اس جگہ زہرہ اور چلمتہ اور مانند اسکے چاہیے فرمایا یا بنی لایالی ابولک علی الموت سقط امر سقط علیہ الموت یعنی اسے بیٹھے میرے نہیں پروا رکھتا ہے باپ تیرا کہ اوپر موت کے گرنے یا گرنے اوپر اسکے موت اور حذیقہ بن الیمان سے مروی ہے کہ بیچ حالت نزاع کے انکے تین فسرحت اور خوشی بہت حاصل ہوئی اور ساتھ آواز بلند کے فرماتے تھے کہ جاء حبیب علی فاقته ولا اظہ من مذ مر یعنی مرگ کہ محبوب میری ہے

پہلی

کتابخانه

ایک

میں نے اسے دیکھا ہے

کتابخانه

تاریخ

10

طعام اسد جبین
میں اور

١٠

مذہب انبی

میں نے اسے

سیدنی چیلز

فہرست

میں نے

پیش رو

میں نے

عین انتظار اور کمال اشتیاق میں آئی اور جسے اسکے آنے سے نہامت اٹھائی اسکو فلاح نہ ہو ورنہ
 اور عمار بن یاسر بھی صفین کی لڑائی میں بھی فوج مائے تھے الا ان اللہ العاجلہ محمد اے خذ بہ
 یعنی اب ملاقات کرو نگاہ میں دوستوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور گروہ اسکے سے اور جب
 ایک ہزار اور چار سو آدمیوں نے حدیبیہ کے دن آنحضرت کے ساتھ بیعتا پر موت کے کی
 حق تعالیٰ نے بیچ شان انکی کے یہ آیت بھی لقد دفعی اللہ عن المؤمنین اذینا یعنی ذلک
 منتخب الشجر یعنی تحقیق راضی ہوا اللہ مسلمانوں سے جس وقت بیعت کی انھوں نے
 تجھے نیچے درخت کے حاصل کلام یہ ہے جو کوئی خصلت نیک صحابہ کبار کی سے خصوصاً
 صحابہ کہ بدر اور احد میں حاضر تھے اور بیعت الرضوان والوں سے واقف ہو یقیناً جان لے کہ
 یہ لوگ بیچ جنت موت فی سبیل اللہ کے طرفہ قدم راسخ اور محکم رکھتے تھے یہاں تک کہ سعد بن
 ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیچ خط اپنے کے طرف ستم بن فرخ زاو کے کہ مروار لشکر کفار کا تھا لکھا تھا کہ
 فان معی قوم ما یحبون الموت کما یحبون الاعمال یعنی تحقیق ساتھ میرے ایسی قوم ہے کہ
 دوست رکھتے ہیں موت کو جیسے دوست رکھتے ہیں عجم والے شراب کو اور اس لکھنے میں اشتاد
 باریک ہے واسطے دور کرنے استبعاد اس بات کے اس واسطے کہ حالت سرگرمی بھی ایک نوع کی
 مشابہت رکھتی ہو ساتھ حالت موت کے کہ نشہ میں آدمی مست اور بیہوش ہو کر اس جہان سے باہر
 جاتا ہے اور بیچ سیر اور گردش عالم خیال کے مستغرق ہوتا ہے پس اس حالت کو کہ مشابہت موت
 کے ہے اور شراب بخوار واسطے راحت چند ساعت بعد عالم خیال کے دوست رکھتے ہیں ہم آدمی موت کو
 کہ بہت وبال محبوب حقیقی اور سیر عالم ملکوت کا ہے کس واسطے دوست نہ رکھیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ
 متاع دنیا سامنے نعمت آخرت کے نہایت قلیل ہے اور قلیل بھی اوپر ہو دیوں اس زمانہ کے
 جسکی طرف خطاب اس کلام کا ہے نہایت منقص اور کدر ہوا ہوا اسطے کہ بعد غلبہ اسلام اور ظاہر
 ہونے فور اور دشمنوں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طرح طرح کی خطریاں بسبب
 نہ اسلام لانے انکے کے دیشل آئین کہ جدال اوقفال واقع ہوا اور ارا جانا مردوں اور مقید
 ہونا لڑکوں اور عورتوں کا اور غارتگری اچھے اچھے نفیس مالوں کی اور معتبر ہونا
 جزیر اور علاج کا اور لازم ہونا دولت اور اجتہاد جی کا ان کو اٹھانا پڑا پس

تفسیر غزالی
 اور طرح طرح سے
 ایک طرح سے
 مستعد ہونا
 جہان کی حالت
 سے نہان کینہ
 کی ایک دودھ قرآن
 دودھ خدا کے
 علم سے لاسطے
 بین اور اس میں
 اگلی باتوں کی
 تصدیق بھی ہو
 اور وہ قرآن مانا
 بھی ہے اور دین
 ایمان والوں کو
 خوشخبری بھی ہے
 جہان کی توبہ پر کام
 الیٰ الیٰ ہو

تفسیر غزینی

لوگوں سے عداوت کی
وہ کافر اور خدا
روں کا دشمن ہواسد تعالیٰ نے جو لوگوں
فطرتاً ہی ان کا دشمن بنا
دشمن بنایا اس واسطے کہدشمن بنائے ان کو اور ان کی
دشمنی کی عداوت کیبنو تو کفر و کفر و کفر و کفر
اور جو وہی سدا بہردشمن ہو اور جو کفر کی
دشمنی کا کام نہیں آتااور خدا کے رسول
سے دشمنی کرنااسد صلی اللہ
علیہ وسلم کے ذاکہ و

سلم

کہ ان کے تین گھر کہ بالکل عذاب سے بچا ہوا ہو تا تھ نہیں آئیگا یا بالکل اس سے محروم رہیں گے
یا بعد چھنے عذاب کے انکی طرف جاویں گے اور ساتھ اس توجہ کے اعتقاد و دوسرا بھی کہ پہلے مذکور
ہو اس کلام سے ظاہر اور روشن ہوا اور انہا اس کلام کا مسلمانوں کے اوپر پڑیوں کی طرف سے
بھی لازم نہ آیا اس واسطے کہ مسلمان اس بات کا دعویٰ نہیں کرتے ہیں کہ بہشت کو قطعاً نہ چھنے
عذاب کے بل جاویں گے بلکہ احتمال اور خوف عذاب کا انکے نزدیک ہے سوال دوسرا یہ ہے کہ
اس آیت سے اور آیت ولقد کنتم عتقون الموت من قبل ان تلقوا فقد
رایتہ و انتم تنظرون سے یعنی اور تحقیق تم آرزو کرتے تھے موت کی پہلے ملنے اسکے سے
سو اب بچھاننے اسکو آنکھوں کے سامنے اور مانند اسکے اور آیتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ آرزو
موت کی اور دل سے چاہنا اسکا امر نیک اور اچھا ہے اور نشانی نجات اور دلیل شوق
الہی کی ہے اور اسی کی تائید میں بہت حدیثیں آئی ہیں منجملہ انکے یہ ہے کہ ساتھ روایت
عبادہ بن صامت کے آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من احب لقاء
اللہ احب لقاءہ ومن کس لقاء اللہ کس لقاءہ یعنی جو شخص دوست رکھے
منا اللہ کا دوست رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ملنے اسکے کو اور جو شخص ناخوش رکھے ملاقات اس
کی ناخوش رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ملاقات اسکی اور منجملہ انکے یہ ہے کہ بیچ مذمت مسلمانوں
اخیر مانہ کے اور بڑی انکی کے جہاد کافروں کے سے آیا ہے حب الدنیا و کبراہیۃ
الموت یعنی محبت دنیا کی اور ناخوش جانا موت کا جہاد سے انکو روکے گا اور دلیل
عقلی بھی اسی کو چاہتی ہے اس واسطے کہ مرد ایماندار کی تمام ہمت بیچ حاصل ہونے رحمت
اور عیش آخرت کے مصروف رہتی ہو اور اسکو یقین کامل ہو کہ وہ حالت آنے والی ہو اور
زندگی دنیا کی فانی ہو اور ناپائیدار اور باوجود اسکے دنیا کے اندر طرح طرح کے موانع
عبادت کے اور تفکرات لاحق رہتے ہیں پس بالضرور رغبت آخرت کی اور روگردانی
دنیا کی لذتوں سے اور ناچیز جانا عیش اس جگہ کا اسکو لازم ہو اگر طبیعت بشری کر کہ است
موت کی کرے لیکن یہ کراہیت اس سبب سے نہیں کہ بے رغبتی آخرت کی لذتوں سے ہو
بلکہ دو سبب سے اول اس جہت سے کہ مختیار جان کنندی کی اور تکلیف نکلنے روح کی مثل

دو امی بد مزہ کے کہ طبیعت کو کروہ معلوم ہوتی ہو اور عقل کے نزدیک وہ مغرب اور محبوب ہو جو جسے خوف مواخذہ کا اور پر اعمال کے اور ڈر عتاب الہی کا اور پر تقصیر و ن کے پس چاہتا ہو کہ زندگی بڑی ہو مے تاکہ نیکیاں بہت کروں اور توفیق توبہ کی نصیب ہو کہ پاک صاف ہو کر اس جہان سے جائے اور سفر اس جہان کا نہ زائد اور راحلہ کی نہ ہو اور اسی واسطے بیچ حدیث عباده بن الصامت کے آیا ہو کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمہ فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کہ یا رسول اللہ ہم سب موت کو مکروہ جانتے ہیں پس حال ہمارا کیا ہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کراہیت تمھاری معتبر نہیں اب تک تم کو سبب خوف اور ڈر مواخذہ اور عتاب کے خالص لذت اس گھر کی نظر کے سامنے نہیں ہوئی اعتبار اس وقت کا ہو کہ وقت حاضر ہوئے موت کا ہو کہ اس وقت میں آدمی ایماندار کو ہر طرف سے بشارت پر بشارت پہنچتی ہے اور آثار رضا مندی الہی اور بخشش اس کی کے اپنے حق میں ظاہر اور نہ پرودہ دیکھتا ہو اس وقت میں کوئی چیز نزدیک اس کے محبوب زیادہ موت سے نہیں ہوتی ہو اور کافر کو ہر طرف سے اسباب اور سامان عذاب کے نذر اور ہوتے ہیں اور خوف اور ڈر لاحق ہوتا ہو پس اس وقت میں کوئی چیز نزدیک اس کے ناخوش موت سے نہیں ہوتی ہو اور بعضی وایتوں میں آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچ جواب اس سوال کے فرمایا کہ الموت قبل لقاء اللہ یعنی کراہیت موت کی مستلزم کراہیت لقاء الہی کو نہیں اس واسطے کہ موت بیشتر ملاقات خدا کی سے ہو اور وسیلہ اس کا ہے اور بہت وقت وسیلہ مکروہ ہوتا ہو اور مطلب محبوب باندہ اپنے دولے تلخ کے کہ وسیلہ حاصل ہوئے صحت کا ہو اور شل فصد اور سہل بد مزہ کے کہ وسیلہ حاصل ہونے شفاء ہے اور سفر پر خطر کہ وسیلہ حاصل ہونے مال کا ہو اور بہت حدیثیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آرزو اور خواہش موت کی حرام ہو چاہیے کہ فی جیسے کہ بیچ حدیث مشہور ہے کہ صحاح ستہ میں ولایت شکی ہو یا ہے لایتمنین احدکم الموت لضر نزل بہ وان کان ولا بد فليقل اللهم احيني ما سكت الحيوة خيالي وتوفي اذ اكان الحي القي خيالي یعنی چاہیے کہ نہ آرزو کرے کوئی تم میں سے موت کی بسبب کسی بیچ کے کہ وارو ہو یا ہو اور اسکے اور اگر نہایت لا چاری ہو پس چاہیے کہ اس طرح کہے اللهم احيني ما كانت الحيوة الخ

تفسیر

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ

موتی کسی وجہ سے

دشمنی کسی وجہ سے

لڑنے اور جبار

کافروں کا دشمن ہو

اور اس سے عداوت

ہونا چاہیے و یا

ہمارے مومن خدا

کا دوست ہے

اس سے محبت

بھی فرض کر دی

مومن نہ بد مزہ

سے عداوت ہونا

نہ چاہا ہے

و نہ خدا کو بھی

عداوت ہو چاہی

و لعل ان لئلا

آیت الہی

جان اسکا شکر کر فی موت کی حرام ہے

تفسیر خازن

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

بشرط انہو فی اللہ

اور سختی اس عاکہ یہ ہیں اسے باز خدا یا زندہ رکھ چکے جو جب تک کہ زندگی بہتر ہو سکے حتیٰ کہ میں لرزناں چھو کر
جس وقت میں بہتر ہو واسطے میرے پس جبہ مطابقت کی بیج اس تعارض حدیثوں کے کیا ہو جواب
اسکا یہ ہے کہ آرزو موت کی کبھی اس سبب سے ہوتی ہے کہ راحت اخروی کا شوق کمال درجہ کا دل
میں ہے اور تجرد علانی سے مانوس اور مغرب ہے اور یہ دلیل نجات اور غلبہ شوق الہی
کی ہے لیکن ظاہر کہ اس آرزو کا شرع میں حائل نہیں اس واسطے کہ اصل میں یہ آرزو اس وقت ہوتی ہے
کہ آدمی مغلوب الحال ہو جاوے اور مجذوبیت کے رتبہ کو پہنچے کہ زندگی کے فائدوں سے غفلت
آجاتی ہے اور یہ بات نہیں سمجھتا ہے کہ جس قدر اس دنیا میں دیر تر زندہ رہوں گا زیادہ تر
اسباب قرب جناب الہی کے حاصل کروں گا اور زیادتی شوق اور رغبت کی حاصل ہوگی
پس اگر کبھی سبب غلبہ شوق کے یہ حالت موجود ہو جاوے کہ اس کے پوشیدہ کر نہیں کوشش کرے
اور زبان سے ظاہر کرے جیسا کہ تمام آثار مغلوبیت اور مجذوبیت کو شرع میں چھپانا واجب ہے
اور بعضی کا یہ صحابہ سے کہ ایسی آرزو منقول ہے سو وقت میں تھی کہ اسباب موت کے حاضر ہو چکے تھے
اور بقا اور زندگی دنیا کی سے مایوسی ہو گئی تھی اس وقت میں خوشی اور فرحت موت کے آنے کی
اور حاصل ہونے مطلب کی ظاہر کی ہے اور وہ وقت بحث سے خارج ہے اور باوجود اسکے
طلب اور دعا اور آرزو اور خواہش اُن سے بھی منقول نہیں ہوئی محبت موت کی اور خوشی اور پہنچنے
اس کے کے دوسری شے ہے اور طلب اور درخواست اُن کی اور شے اور کبھی آرزو موت کی سبب
بے صبری کے اوپر کسی بلا کے بلاؤں میں سے اور تنگی حوصلہ کے اُس کے اٹھانے سے ہوتی ہے جیسے کہ
کہنے والے نے کہا ہے **لَا مَوْتَ يَبْلُغُ فَالْتَزِيهِ هَذَا الْعِشْرُ وَالْآخِرُ فَيَدْرُ الْإِزْجُ لِلْهَيْمَنِ**
سورہ حمد ۱۰ تصدیق بالوفاء علی اخینہ یعنی کاش کہ بھی جاتی موت پس خریدتا میں اسکو
پس یہ عیش وہ ہے کہ نہیں خریدتا میں اس کے کاش کہ رحم کرے اعداؤ پر روح بندہ کے کہ تصدیق
ہو جاوے سبب مرنے کے اوپر بھائی اپنے کے اور یہ آرزو کئی وجہ سے محل عتاب اور دلیل نقصان
کی ہے اس واسطے کہ آرزو موت کی دلیل جزع اور بے صبری کی اور سبب ناراض ہونے کا ساتھ
مشیت ایزدی کے اور منافق توکل اور تسلیم کے ہے اور ایک نوع کفر کا بھی اہل امین ہو جاتا ہے
اس واسطے کہ جو شخص آرزو موت کی کرتا ہو سمجھتا ہے کہ بعد مرنے کے چنگل قضا کے سی خلاص ہو جاوے گا

اور قدرت حضرت جناب باری کی میرے اوپر اسی وقت تک ہو کہ جب تک میں زندہ ہوں جب
مر جاؤں گا تحت قدرت الہی سے باہر ہو جاؤں گا معاذ اللہ اس اعتقاد باطل سے اور یہی اثر زور
جسکی منع شدید حدیثوں میں آئی ہو اور اسکی برائی کی گئی ہے چنانچہ حدیث ذکر کی گئی میں لفظ
لضر نزل بہ کا اشارہ اسی بات کی طرف کرتے سوال تیسرا یہ ہے کہ اس سورہ میں ولین یقننہ
فرمایا ہے اور سورہ جمعہ میں ولایقننہ کہا ہے یہ فرق کس وجہ سے ہے جواب اسکا یہ ہے کہ
دعویٰ یہودیوں کا اس سورہ میں یہ ہے کہ لنا الدار الاخرۃ خالصۃ من دون الناس
یعنی بہشت اور مافیہا کہ بغیر خدا کے ہو ہمارے ہی واسطے ہو اور دوسروں کا اس میں
حصہ نہیں اور مطلوب بالذات بہشت اور آخرت کی نعمتیں ہیں اور اسی کا حصہ انہوں نے اپنے
واسطے کیا اور سورہ جمعہ میں یہ دعویٰ ہے کہ نحن اولیاء اللہ من دون الناس یعنی ہم دوست
خدا کے ہیں نہ دوسرے اور ظاہر ہو کہ دعویٰ خدا کی وسیلہ ملے بہشت اور آخرت کی نعمتوں کا ہو سو
حصہ وسیلہ کا اپنے واسطے اُسجگہ کیا پس مناسب ہو کہ اس سورہ میں عوے لکے کا کمال تاکید کے ساتھ
انکار کیا جائے کہ مطلوب بالذات کا دعویٰ کیا تھا اور سورہ جمعہ میں بغیر تاکید کے دعویٰ لکے کا کہ
انحصار وسیلہ کا ہو اور چندان مقصود نہیں انکار کیا جائے تاکہ فرق بیچ مطلب اور وسیلہ کے حاصل ہو
اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جو دعویٰ انکا سورہ جمعہ میں ہی خاص ہو اس عوے سے کہ اس سورہ میں
نہ ذکر ہے اس واسطے کہ جسکو بہشت اور نعمت آخرت کی حاصل ہوا لازم نہیں کہ ولی خدا کا بھی ہو اس واسطے
کہ مرتبہ ولی کا قریب متبہ نبی کے ہی بیچ کمال مجملے کے اور قاعدہ مقررہ اہل معقول کا ہو کہ نفی عام کی
زیادہ تر بعید ہے نفی خاص کی سے جیسے کہ اثبات خاص کا یہی جو اثبات عام کے سے مثال الہی
قول فیہ الانسان موجود اور فلان بن فلان موجود کہ انسان عام ہو اور فلان بن فلان خاص ہے
اور جبکہ دعویٰ پہلا یعنی انحصار نجات اور پہنچنا جنت کے وجوہ میں اپنے گروہ میں ابعدا تھا دوسرے
دعویٰ سے یعنی انحصار کرنا ولایت کا بیچ اپنے پس پہلے دعویٰ میں حاجت تہ کے لایمکی پڑی کی
تاکید نفی میں کوئی حرف اس سے زیادہ نہیں اور دوسرے دعویٰ میں کفایت ساتھ اصل نفی کے
کہ مدلول کلام لاکہ ہے مناسب ہوئی اور جبکہ پہلی آیت میں خبر دعویٰ اس بات کی دی ہو ہرگز آرزو
موت کی نہیں کہ تین اور ذکر کیے اور احتمال ہو کہ شخص آرزو دونوں کی کئے اور ساتھ کلمی نے کے دو طرفوں

خلاصہ تفسیر

۱۔

۲۔

۳۔

۴۔

۵۔

۶۔

۷۔

۸۔

۹۔

۱۰۔

۱۱۔

۱۲۔

۱۳۔

۱۴۔

تفسیر خلیل

کتاب بر حصر کی

یک فیق (ابو سن)

کتاب کو

یہاں سخی

ذال دیا جسہ

ہائے ہی نہیں

والفقہا

الشہید

مملک

وہا

یہاں

الشہید

یہاں

الشہید

یہاں

الشہید

یہاں

الشہید

یہاں

الشہید

یہاں

الشہید

تضاد کی سے انس اور غربت اسکو نہیں دیکھتے دیون کے موت اور حیات ایک سان ہون نہ موت کی خواہش کرنے والے ہوں اور نہ طلب کرنے والے زندگی کے پس واسطے دفع کرنے اس اعتبار کے فراتین کہ کاش وہ آرزو موت کی کرتے اور نہ حرص اور زندگی دنیا کے تے بلکہ اپنے ارادہ کی نفی کر کے موت اور حیات کو اس کے حوالے کر دیتے کہ جس طرح اسکی رضا ہو اس طرح رکھے خواہ زندہ رکھے خواہ اسے یہ حالت بھی بہتر حالت ہے طالبوں سے یہ ملکہ مٹنے کے طالبوں کی سے لیکن جب تجربہ اور امتحان کر گیا تو حالت انکی برخلاف اس حالت کے بھی پاو گیا تو وَلَیَجِدَنَّ تَحْتَهُ لَبَنًا یُّسْنٰی الْبَیْضَ یَاوِیْجًا تَوَ ان ہو دیون کو کہ بہشت کو خاص حصہ اپنا کہتے ہیں اَحْصَ الصَّالِحِیْنَ عَلٰی حِصَّتِیْ تُو یعنی زیادہ تر حص کر نیوالے اور پس زندگی کے کہ نہایت بڑی اور آرام کے ساتھ زیادہ تر اس سے کہ آدمیوں کے نزدیک ت انکی مقرر ہی بلکہ انکو عزیزین یادہ پاوے تو ایسی زندگی سے وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا یعنی اور ان آدمیوں سے کہ شرک کرتے ہیں اور بہ نسبت آدمیوں کے بہت محبت زندگی دنیا کی رکھتے ہیں ساتھ اس مرتبہ کے کہ گویا اس امر میں حد انسانیت کی سے نکل گئے اور گروہ آدمیوں کے سے باہر سے اس واسطے کہ معاد اور آخرت کا ہرگز اعتقاد نہیں رکھتے ہیں اور موت کو فنا محض اور عدم مطلق جانتے ہیں اور سچائے زندگانی دنیا کے کوئی زندگانی نہیں جانتے ہیں پس بہشت انکا ہی دار دنیا ہے اگر وہ اور اس زندگانی کے حرص میں اور جان دیون بجا ہی اور یہ بیہوشی کہ اپنے تئیں اہل کتاب کہتے ہیں اور اقرار دار انجرا کا کرتے ہیں بلکہ نعمت اس گھر کی خالص اپنے واسطے جانتے ہیں جب شرکین کی نسبت سے حرص زیادہ کرین پس انکو دوزخی ہونا اپنا نظر آتا ہو اور یہ باتیں انکی صرفافنی ہو اور دلیل حقیقہ نے انکے کی اور زندگی دنیا کے نسبت اور آدمیوں کے یہ ہے کہ زیادہ تر آدمیوں سے بیچ فکر زیادتی عمر اپنی کے حصے ہیں اور بیچ طلب کرنے شفا کے زیادہ غلہ مشروعی سے سعی کرتے ہیں ہر طرف ہر طریقہ اور منتر پڑھنے والے واسطہ کے جوج کرتے ہیں اور واسطے بقا حیات کے ایمان اور دین اپنے کو برباد دیتے ہیں اور واسطہ رفاهیت عیش اپنے کے اور نہ مکر رہونے اس کے ہر طرف سے بغیر تقشیر حلال اور حرام کے مال کو جمع کر کے ذخیرہ کرتے ہیں اور یہ طریقہ انکا اخیر دم زندگی تک باقی رہتا ہی باوصف پڑھا ہے اور گر جانے وانتون اور سفیدی بالون کے کہ پیغام موت کے ہیں معاجات اور تدبیر زیادتی عمر اپنی سے باز نہیں آتے ہیں

اودلیل اور زیادتی حرص اگلی کے نسبت مشرکوں کے یہ ہو کہ یہ دُعا اُحِلُّ لَہُمْ یعنی دوست
 رکھتا ہو ایک انہیں سے بیچ حق اپنے کے نہ بیچ حق تمام گروہ اور خاندان اپنے کے کہ بیچ حق تمام گروہ
 اور خاندان اور مذہب اپنے کے یہ آرزو اکثر شخصوں کو ہوتی ہو اور بعضوں کو نہیں ہوتی ہو لیکن
 انکے اندر ہر شخص آرزو کرتا ہو اَلْکَیْمُ الْکَفَّ سُنَّۃً یعنی یہ کہ ہو جائے ہزار برس عمر اسکی حالانکہ
 جانتے ہیں کہ اس عمر میں ہرگز کسی طرح کی حلاوت زندگی کی نہیں رہتی ہو اور ساتھ کسی عیش کے
 بہرہ مند نہیں ہوتے ہیں اور اپنی قوت سے کوئی کام نہیں کر سکتے ہیں اور مشرکوں کو آرزو اس قدر
 عمر کی اُمین نہیں آتی ہو اور وہ یہ بھی کہ مشرکین جب سے سے منکر آخرت کے ہیں نہ وہ ان
 کی خیر کی رغبت کرتے ہیں اور نہ شُرُاسِ عجبہ کے لئے ہیں اور بھاگتے ہیں اور یہ لوگ جانتے ہیں کہ
 اس جہان میں جزا سزا اور بدی دوی جاوگی اور سہم مستحق عذاب بیشکی کے ہونگے جب تک دنیا میں
 زندہ ہیں اُس عذاب سے بچے رہینگے پس بسبب اس محبت اور اس آرزو کے اپنے تئیں عذاب الہی سے
 دور رکھتے ہیں وَکَاھُو یعنی اور نہیں ہو اس قدر عمر پائی بَعْنَ حَرْجِہُمْ مِنَ الْعَذَابِ یعنی دور
 رکھنے والی اُس آدمی کو عذاب الہی سے اگرچہ موافق آرزو اسکی کے ہو جائے اَنِّ یُعْمَرُ یعنی یہ کہ عمر
 ہزار برس کی دوی جائے اس واسطے کہ ہر چند یہ مدت طویل کھلائی دیتی ہو لیکن جبکہ آخر کو متام
 ہو جاوگی بیچ حکم تھوڑی مدت کے ہو اور یہ شخص کفر اور گناہ کا ہی جس قدر دنیا میں برتر ہے
 زیادہ تر بوجہ گناہ کا اُٹھاتا ہو پس اس قدر بڑی عمر کفر اور گناہ میں گزارنی حقیقت میں اپنے
 تئیں عذاب سے نزدیک کہنا ہر نہ دور رکھنا اور دور رکھنا عذاب سے یہ کہ اصلاح اعمال اپنے کی
 کریں اور ساتھ توبہ اور مذمت کے خواہش کریں اور یہ امر اُن کو میسر نہیں وَاللّٰہُ بَصِیْرٌ یَّکْتُوْنَ اَہ
 یعنی اور خدا دیکھنے والا ہی اُس چیز کو کہ کرتے ہیں یعنی بڑھنا و بدم کہ کفر میں اور گناہوں اور
 منہیات کا تودہ تودہ جمع کرنا پس اُنکو تخفیف بھی عذاب کی کہ بیچ صَوْتِ جھوٹے ہونے عمر کے
 متوقع تھی حاصل نہ ہوگی بلکہ بسبب زیادتی اعمال قبیحہ کے عذاب اُنکا بڑی عمر ہونے میں زیادہ تر
 ہوگا اور اگر عمر انکی واقع میں کوتاہ بھی ہو تب بھی بسبب اس آرزو کے کہ ہزار برس کی عمر کفر اور
 گناہوں میں گزاریں مزید کفر اور گناہ ہزار برس کے ہوتے ہیں اس واسطے کہ حق تعالیٰ جانتا ہے کہ
 اگر اس قدر انکی عمر ہو جاوگی انھیں بے کاموں میں گزارینگے پس اپنے تئیں عذاب سے دور

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

خلیفہ

تشریح خطی

اور اس چیز کا جو

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

کے ساتھ

نہیں کرتے ہیں بلکہ نزدیک کرتے ہیں اور اگر یہودی کہیں کہ ہم بغیر تورات کے ایمان نہیں لاتے ہیں اور نہ سوائے تورات کے کسی کتاب کا یقین کرتے ہیں اور یہ حسد کی راہ سے نہیں کہہ رہے اور لوگوں پر کیوں کتاب نازل ہوئی بلکہ اس سبب سے کہ تورات بلا واسطہ اسد کی طرف سے حضرت محمد علیہ السلام کو عنایت ہوئی تھی اور یہ قرآن جبریلؑ کے واسطے سے اوپر تمھارے نازل ہوتا ہوا جبریلؑ تمام فرشتوں میں سے دشمن ہمارا ہی نفس ہمارا قبول نہیں کرتا یہ کہ توجہ احسان دشمن کا ہم اٹھاؤں پس بیچ جواب اس بات کے اُسے دئیے یعنی کہ جبریلؑ تمھارے ساتھ دشمنی نہیں رکھتا ہے بلکہ تم شکوہ ساتھ خیالات فاسدہ اپنے کے دشمن رکھتے ہو مثلاً کہتے ہو کہ جبریلؑ علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر پرورشیدہ باتوں ہماری کے اطلاع کر دی ہے اور جو تدبیر اور شورہ پوشیدہ کہ بیچ مقابلہ اُسکے کے کرتے ہیں اُس بات سے خبردار کرتا ہے اور عذاب اوپر کافروں کے لاتا ہے اور خف اور سرخ آنکھ کر لے اور بخت نصر کو اُسے ہمارے ہاتھ سے چھڑا دیا اور مارے ندیا ہائیک کے وہ جوان ہوا اور بیت المقدس کو اُسے خراب کیا اور قوم بنی اسرائیل کو قتل اور قید کیا اور جب اُسے یہ سب چیزیں اسد کے حکم سے کیں اُس کو ان باتوں میں دشمن رکھنا نہیں چاہیے پس مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِلْجَنَّةِ يَعْنِي جُوهُ دُشْمَنِ جَبْرِئِيلَ كَا دُشْمَنِ اُنْكَى مُحَضَّ نَے وجہ سے فَإِنَّ نَزْلَهُ يَعْنِي اسو اسطے کہ جبریلؑ نے اُنارہی اس قرآن کو اور یہی ہے پچھلا سبب عداوت آنکی کا اُسکے ساتھ عَلَيَّ قَلْبِكَ يَا ذِي الْاَلْبَابِ یعنی اوپر ول تیرے کے محض ساتھ اذن اسد تعالیٰ کے اور ساتھ فرمودہ اُسکے کے نہ خود بخود طرف اپنی سے اسو اسطے کہ جبریلؑ کو سوائے منصب اُلْجی گری اذ پیغام پہنچانے کے کچھ اختیار نہیں اور اس بات پر اتفاق تمام انبیاء کا ہو پس وہ جو کچھ کرتا ہے اور پہنچاتا ہے اسات حکم خدا تعالیٰ کے کرتا ہے اور پہنچاتا ہے اور ظاہر کرنا مجید و ن تمھارے کار و برو پیغمبر وقت کے بھی ساتھ حکم خدا کے ہر نہ عداوت کی جہت سے ساتھ تمھارے اور باوجود اس کے اگر بالفرض جبریلؑ علیہ السلام بسبب کفر اور نافرمانی تمھاری کے دشمن بھی ہو اسو اسطے کہ حق تعالیٰ ساتھ ذات پاک اپنی کے دشمن کافروں اور نافرمانوں کا ہے اور جبریلؑ علیہ السلام تابع مرضی اُنکی کا پھر بھی چھوڑنا ایمان کا اور کفر کرنا ساتھ اُنچیز کے کہ اُنارہی ہوئی جبریلؑ کی ہر کوئی وجہ نہیں رکھتا ہے اسو اسطے کہ وہ اُنارہا وہا نہیں مگر مَصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی موافق کتابوں کے کہ

کہ پہلے اُس سے ہیں کہ اوپر حضرت اسٹی اور اور انبیاء بنی اسرائیل کے نازل ہوئیں پس ذکرنا اُنہی سے
ہوے جبریل کو گویا کہ کتابوں پہلیوں کا ہو اور اقرار کرنا ساتہ اُسکے بعینہ اقرار کرنا ساتہ اُنارے
ہوے جبریل کے ہو اور کمال ہو قوی اور حقاقت ہو کہ اگر دوست تھا رکھے کہ السمک فوقنا
یقین کرو اور اگر دشمن السمک فوقنا کہ یقین نکرو اور اگر دوست تھا را باوشاہ کی طرف سے
کوئی حکم پہنچاے اُسکو تو قبول کرو اور اگر دشمن اسی حکم کو پہنچاے تو رد کرو بلکہ اگر اُس چیز میں کہ
جبریل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا ہو اُس وقت میں تامل کرو تو اُنہیں صفت دوسری بھی
پائی جاتی ہو واسطے کہ وہ موافق کتاب تھا رہی کے بھی ہو وہ دیکھی یعنی اور ہدایت کامل زیادہ ہو
ہدایت پہلی کتابوں کی اسی وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ یعنی اور خوشخبری ہے واسطے مسلمانوں کے
پس اگر اُسکو قبول کرو اور یقین کرو تو اُس بشارت میں داخل ہو جاؤ اور ساتہ اُس ہدایت کے
ہدایت پانچواں ہو اور بہت بڑا نفع تمکو جب جبریل اُسکے حاصل ہو اور کمال محبت اُس سے کرو
اس واسطے کہ نزدیک اندھے کی ہدایت دیتی ہو کہ اُسکو کوئی شخص نشانہ راست کا دیوے اور
نزدیک شخص پریشان اور حیران اور ڈرنے والے کے زیادہ اس سے دیتی نہیں کہ اُسکو
خوش وقت کریں پس جبریل کہتے سبب اوت کا کھان یکما ہو عین سبب محبت کا ہو اور یہ عذر
تھا را مانند عذر اُس اندھے کے ہو کہ ہنکو کوئی کوے اور چائے ہلاکت سے خلاص کئے اور سیدھا
رستہ بتلائے اور وہ کہے کہ یہ آدمی دشمن میرا ہو مین بات اُسکی قبول نہیں کرتا ہوں اور کوے
میں گرنا ہوں یا مانند عذر اُس حیران اور پریشان کے ہو کہ بسبب کمال خوف کے جان اُسکی
ٹھکتی ہو اور اُسکے تئیں کوئی شخص خوشی پہنچاے اور تسلی بخشے اور وہ کہے کہ مین بات اُسکی
یقین نہیں کرتا ہوں اور یہی حال میں رہو نکا اور جان اپنی کو براہ کرتا ہوں اور سبب
نازل مجھے اس آیت کا بیچ تفسیر ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور اور کتابوں حدیث کی مثل طبرانی اور
بیہقی اور سند امام احمد اور عبد بن حمید کے ایسا مرقی ہوا کہ جب آنحضرت علیہ السلام ہجرت مدینہ منورہ
کے ہجرت فرار کد داخل ہوئے ایک جماعت کثیر یونیوں میں سے واسطے تفتیش حال کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور سردار اُنکا عبداللہ بن صویاکہ فدک کے دشمنہ دن میں سے تھا دیے تھان کے
ہو اور پوچھا کہ اول ہم سے اپنے بولنے کا حال بیان کر کہ کس طرح سے ہے واسطے کہ کیفیت

تفسیر
اور یہ دونوں
کے ایک کچھ
نہیں کہہ سکتے
جب تک کہ ہم
نہیں پہنچے
اور اس کے لئے
جبریل نے فرمایا
ملکہ کا فرست
ست ہوا پھر
وہ ان دونوں
سے اسی چیز
کہتے ہیں جس
سے بیان دیا
ہو حال کو
وہ لوگ اس
چیز سے غیب کا علم
کے ایک کچھ
چنانچہ یہ کہتے

تو جبکہ کہ جنس کھانے کی سے نزدیک میسے مرغوب یا دہلے اپنے اوپر حرام کرتا ہوں حق تعالیٰ نے ان کو
شعادی اٹھون لئے گوشت اور دودھ اور دھواٹ کا کہ زیادہ مرغوب اٹکے نزدیک حرام کیا اور بعد
اسکے اٹکے سب میون پر یہ کھانا حرام ہوا کہا یہ بھی سچ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جب تم سے میرا ان سوالوں کے جواب دینا امتحان کیا اور راست گوئی میری جانی پس تم کو کیا توقف ہو کہ
یسے دین میں داخل نہیں ہوتے ہو اور متابعت میری اختیار نہیں کرتے ہو کہا اٹھون لئے کہ ایک چیز
باقی رہی جو جب تک کہ اس چیز سے تسلی ہماری حاصل نہیں ہوتی ہو متابعت تیری نہیں کرتے ہیں
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ چیز کوئی ہی کہا اٹھون لئے کہ ہو جو خبر سے کہ کوئی فرشتہ اور پیر
وحی آتا ہو اور رفیق تیرا اور نگہدار تیرا صا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رفیق اور نگہدار
میرا سب فرشتوں میں سے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہی کہ سب فرشتوں میں سے ہمراہ ہر نبی کے
رہتا ہو اور وحی طرف اس کے آتا ہو اس بات میں شریک سب پیغمبرین کے ہوں میں اٹھون لئے کہا کہ ہم
تیری متابعت نہیں کیے تھے اس لئے کہ جبرئیل دشمن نہ ہا ہو تا فرشتوں میں سے اگر سیکائیل وحی میرے
پاس لانا تا لہبتہ متابعت تیری کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل کو سب سے دشمن کھتی ہو
کہا اٹھون لئے اسکے کئی سبب ہیں اول یہ کہ قدیم سے نبوت اور رسالت ہمارے خدا ن میں تھی اب
جبرئیل نے اس منہ غیبہ کو جو نبی ہا عیسیٰ کے مفر کر دیا اور یحییٰ خدایت سے معزول کیا دوسرے یہ کہ خف
اور سرخ اور عذاب اور مخط اور با پہلی امتوں میں آئی نے کیا ہو اور میکائیل صاحب بارش اور ازلانی اور
رفاہیت کا ہی تیسرے یہ کہ پیغمبرین ہا سے نے ہو جو خردی تھی کہ بیت المقدس ہا نہ ایک شخص کے کہ
بخت نصر نام اسکا ہو گا خراب ہو گا اور وہ شخص میں بابل اور عراق میں پیدا ہو گا اور پیدا نش
اسکی فطانی تاریخ ہوگی اور جائے سکونت اسکی فطانی جگہ ہوگی اور نبی اسرائیل کے فرقہ کو اس کے ہاتھ سے تباہی
اور زلی حد سے زیادہ پیش آوگی جب قت پیدا نش اسکی کا پہنچا ہا سے بزرگوں نے چند آدمی
اپنے معتبر خفیہ بھیجے اس لئے کہ کسی جیلہ اور تدبیر سے ماروالین جو وقت بھیجے ہوئے آدمی ہا سے بزرگوں کے
بخت نصر کے شہر میں پہنچے اور اسکو لڑکوں میں کھیلتا ہوا پایا اور جہا کہ مارین جبرئیل آدمی کی صورت
میں ظاہر ہوا اور اس لئے کہ نیچے دین اپنے کے چھپا لیا اور کہا کہ اگر یہ لڑکا وہی ہو کہ اس کے ہاتھ سے
لکھا ویت نہیں ہے مقدر ہے پس تم کو اور ماروالین اس کے کے قدرت ہوگی اس لئے کہ تقدیر بدلی نہیں

خلیجی

جادو و طرف سے

و یا ایک حضرت

سلمان کے عہد میں

آدمی اور شیطان

مطالعہ رہتے تھے

خطباتوں نے

آدمیوں کو جادو

سکھار کھا تھا

جو کہ کہنے کے

جادو کو شیطان

سے پہنچا ہے

سلمان انہی کے

زور سے جنات

اور آدمیوں اور

سوا باہمی حکومت

چلائے تھے خدا نے

کھردر کر بار

چکا سفر کا ہے

سلمان انہی کے

تفسیر خلیل

بین بنی اسرائیل (رض)

وَقُلْنَا ذَرِكُوا

سے نقل کیا ہے کہ

ن دا کو عداوت

کے کی سبب عداوت

کے کے باعث عداوت

فرمانت بیان

بڑی کی دیگر دو

بہتر دن کے پہلے

کوئی کہانی میں

لا سے پھر

خداوند کا نام

اس کلام میں جمع ہوں پھر تصدیق نہ کرنی اور کفر اختیار کرنا کمال حماقت اور یقونی ہو خصوصاً ساتھ
 اس غصہ یا ستمی کے کہ لایموا لاہکا دشمن ہمارا ہی آتی ہے اس جگہ کئی سوال جواب طلب سوال پہلا
 یہ کہ درمیان شرط اور جزا کے ربط چاہیے اور اس جگہ درمیان شرط کے کہ من کا وعدہ والمجرم
 ہی اور درمیان جزا کے کہ فائدہ نزلہ علی قلبک ہا ذن اللہ ہے ظاہر میں ربط نہیں معلوم
 ہونا ہی جواب اہکایہ ہو کہ مفسرین نے بیچ بیان کر کے ربط کے درمیان اس شرط اور جزا کے
 دو طریق اختیار کیے ہیں اول یہ کہ جزا اس شرط کی محذوف ملنے میں اور دلیل اس جہان فحش کی کو
 فائدہ نزلہ علی قلبک الی آخر ہے قائم مقام جزا کی جانتے ہیں پس معنی کلام کے یہ ہونگے
 کہ جو کوئی جبریل کو دشمن رکھے دشمنی اسکی محض نے وجہ ہو واسطے کہ جبریل اللہ کی طرف سے
 اس نعمت عہدہ کو لایا ہے اور جبکہ نزول قرآن کا بواسطہ جبریل محض حکم خدا کے سے ہے نہ
 خدا جس جبریل کی سے پس اگر نظر اس بات کی طرف کریں کہ جبریل کو اس کام کا حکم ہی چاہیے کہ انکو
 معذور رکھیں اور جانیں کہ اگر حق تعالیٰ میکائیل کو یہ کام فرماتا وہ بھی ایسا ہی کرتا اور اس کے اوپر
 بھی اشکال متوجہ ہوتا اور اگر اس بات کی طرف نظر کریں کہ جبریل ہمارے واسطے ایک خواں بھرا
 ہوا نعمت ہدایت اور بشارت کا لایا ہی اور وہ دہشتناکی دروہا سے کی شفا خانہ غیب کے سے
 اُسے ہماری طرف پہنچاتی ہے چاہیے کہ اس صورت میں اسکی نگرانی کریں اور ساتھ ہزار
 زبان کے شکر اس احسان کا اور کریں اور ساتھ ہزاروں کے دوستدار اس کے ہوں دوسرے
 یہ کہ جزا اس شرط کی محذوف نہیں بلکہ فائدہ نزلہ علی قلبک الی آخرہ جزا واقع ہوئی ہے
 لیکن جزا شرط کے ساتھ دو وجہ کے بغا کے کلام میں آتی ہے ایک یہ کہ جبریل کہ شرط کے اوپر مرتب
 اور مخرج ہوتی ہے اور شرط اسکا سبب ہو سکودا کرتے ہیں جیسے کہ اس جگہ کہتے ہیں کہ من
 کلن عد والمجرم استحق انتہ العذاب دوسرے یہ کہ جزا ایسی شے کو بناتے ہیں کہ شرط
 اس کے اوپر مرتب ہوا اور وہ شے سبب حصول شرط کا ہو سکودا کرتے ہیں جیسے کہ کہیں
 ان عادت زید فقد اذیتہ واساءت الیہ یعنی اگر دشمن کھے تجکو زید پس تحقیق اید اہنخانی تھی
 تو نے اسکو اور بُرائی کری تھی تو نے طرف اس کے اس مقام میں بھی یہی طریق جاری کیا ہی ہو واسطے
 کہ اوپر ہو دیوں کے کہ جبریل سے عداوت رکھتے تھے دو طریق سے عتاب منظور ہے

تفسیر خلیلی

سورۃ بقرہ

کی چیز سے بنا

نہیں ہوئی

اسی طرح

ایسی بات

نہیں ہوئی

جو

اسد گردہ ایمان

لے کر

افتداری

تو البتہ خدا کے

بہیمان ہوتی

کہ میں فرماتا ہوں طرف آدمیوں کے خصوصاً طرف یہودیوں کے پہنچا کہ پس اس صورت میں لانا
 علی قلبی کا مناسب نہیں بلکہ علی قلبک چاہیئے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم مامور نہ تھے مگر ساتھ کہنے جملہ شرطیہ کے کہ شرط اسکی موجود ہو اور جزا اسکی محذو
 اور وہ یہ ہے من کان عدو الجبریل فانہ یعادى من لا یلیق ان یعادى یعنی جو شخص
 عداوت کرے جبریل کی پس نے شک پر شخص عداوت کرتا ہو ایسی شخص کی کہ وہ لائق عداوت
 کئے جانے کے نہیں اور اگلی کلام یعنی فانہ نزلہ علی قلبک باذن اللہ دلیل اس جملہ شرطیہ کی
 ہے کلام امر سے کہ حق تعالیٰ ہے اور کلام رسول کا نہیں تاکہ علی قلبی کہا جاتا سوال چوتھا
 یہ ہے کہ نازل کرنا قرآن مجید کا اوپر تمام ذات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھانہ فقط دل کے
 اوپر پس لفظ علی قلبک کہنے کی کیا وجہ ہو جواب اسکا یہ ہے کہ نزول قرآن کا اوپر تمام شخص کے
 خاص ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں بلکہ عام ہے تمام امت کو واسطے کہ جیسے کہ
 قرآن بواسطہ جبریل علیہ السلام کے اوپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نازل ہوا ویسے ہی بواسطہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر صحابہ کے کہ آنحضرت کی زبان مبارک سے دولت سننے قرآن شریف کو
 انکے نصیب ہوئی تھی نازل ہوا اور بواسطہ ان سننے والوں کے اوپر دوسروں کے نازل ہوا اور
 ایسے ہی چلا آیا ہمارے زمانہ تک فرق قلت اکثرت مسائل کا ہی اور وہ شے کہ خاص ساتھ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نزول قرآن کا اوپر قلب کے ہے کہ امتیوں کو یہ بات حاصل نہیں اور
 بیان اس ابہام کا یہ ہے کہ کلام کسی شخص کی دوسرے کی طرف دو طریق سے پہنچتی ہے ایک یہ کہ
 اول کان پہنچے اور کان کے رستہ سے دل پہنچے اور یہ طریق عام اور سطر اور متعارف ہو اور امتیوں کے
 کلام اللہ اسی طریق سے طرف دل کے پہنچتا ہے دوسرے یہ کہ اولاً وابتداءً دل پہنچے اور الفاظ خیال
 میں حاضر ہوا وہ اور یہ طریق خاص ساتھ اہل کمال کے ہے اور نادر اور قلیل ہے آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے اوپر قرآن مجید بواسطہ جبریل کے اسی طریق سے پہنچتا تھا اور اسی جہت سے آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یاد رکھنے اس کلام طویل کے ہرگز حاجت تکرار اور بار بار پڑھنے کی نہیں پڑتی
 تھی اور اسکو فراموش نہ کرتے تھے والا کلام ایک دفعہ کی سنی ہوئی خصوصاً کلام دراز چنانچہ
 کہ کیسا ہی حافظہ قوی ہو یا وہ نہیں رہتی ہے پس واسطے بیان کرنے خصوصیت اس نزول کے

نہیں

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

کے لیے

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ظاہر اور معلوم ہوا اور شفاعت کی حدیث میں صحیح وارد ہوا ہے کہ اَدْعُوهُمْ
 دُعَاؤُكُمْ تَحْتَ رُءُوسِهِمْ اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفِئْتَةُ لَعْنَةً اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفِئْتَةُ لَعْنَةً اَلَمْ يَكُنْ لَهُ الْفِئْتَةُ لَعْنَةً
 ہونگے دن قیامت کے اور تحقیق کہ اس مسئلہ کی یہ ہے کہ اگر نظر طرف عموم اور گہیر لینے لگا
 کے کجاوے برابر حضرت آدم علیہ السلام کے کوئی آدمی نہیں ہو سکتا کہ جو کمال انعام انسانی میں
 ظاہر ہوا ذات اوئی میں بطریق اجمال کے مندرج تھا یہاں تک کمال محمدی بھی اور اگر نظر طرف
 علو اور بلندی درجہ کمال کے کجاوے برابر ذات مقدس خاتم المرسلین کے کوئی شخص نہیں مثال سکی
 جیسے کہ رُوئی جامع کمالات پٹری کی ہر کہ اصل سبکی ہے گاڑہ سے لیکر شبنم اور آب روان تک
 حالانکہ رُوئی شبنم اور آب روان کے مرتبہ کو پہنچنے سے اور پہنچنے سے شبنم یاں میں اور پہن
 ابی شیبہ نے ثابت بنانی سے روایت کی ہے اور صابونی نے بیچ کتاب اللبائین کی جابر بن عبد اللہ
 مرفوع روایت ذکر کی ہے کہ ایک شخص تون جبریل کے سے یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اس کو اور عرض کی
 حاجتوں آدمیوں کے داروغہ فرمایا ہے اگر کوئی محبوب خدا کے محبوبوں سے واسطے حصول کسی
 مطلب کے جناب الہی میں دعا کرتا ہے جبریل عرض کرتے ہیں کہ فلا نبذہ فلا نا مطلب عرض
 کرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ یہی حاجت او کی بند کرکھو اور مطلب سکا حاصل نہ کرو یہاں تک کہ دعا بہت
 کرے کہ کجگو آواز او کی اور دعا و زاری او کی خوش آتی ہے اور اگر کافر با فاجر واسطے کسی مطلب کے
 دعا کرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ جلدی مطلب سکا حاصل کرو تا کہ ساتھ آواز ناخوش اپنے کے کجگو ناخوش
 ذکر سے اور ابراہیم نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور امام احمد نے یہی روایت کی ہے کہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن حضرت جبریل سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اور پر صلی صورت کی
 دیکھوں حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ فلا فی ساعت میں رات میں بیچ میدان بقیع القریۃ کے
 شریف لاؤ تا کہ شہد صورت اپنی سے تم کو دکھلاؤن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت اوس میدان
 میں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ حضرت جبریل آسمان کی طرف ساتھ لباس سندس یعنی دارائی کے کہ اوپر
 اس کے مرادید اور قوت اور مرد و جڑے ہوئے میں اور چہرہ پر ہر کہتے ہیں اور اون پردن میں مرد
 اور قوت اور مرداریدگی ہوئی ہیں اور ایک ایک پر اون پردن میں ہر اس قدر فراخی رکھتا تھا کہ
 آسمان کے کنارہ کو ڈانپ لیا تھا اور ابراہیم نے شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

یہاں صورت اہل حضرت جبریل علیہ السلام کا
 کی بڑی تائید
 اور کئی روای
 ہے کہ کوئی
 کا فردن کے
 اقبال و افضال
 و لباس و
 اہم ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نے جبریل کو طرح طرح کی صورتوں میں دیکھا ہے اور اب اکثر اہل
صوت و حیہ کلی کے دیکھتا ہوں اور پتہ اس سے صورتیں مختلف پر ظاہر ہوتا تھا اور اکثر اوقات انکو
ایسا دیکھتا تھا کہ کوئی شخص دوسرے شخص کو غریب کے پیچھے سے دیکھتا ہے کہ وہ بیٹھی ہے بیچ و دلائل نبوت
کی روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت حمزہ چچا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نے عرض کیے کیا رسول
میں جاتا ہوں کہ جبریل کو اوپر صورت اعلیٰ انکی کے مجھ کو دکھلاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
طاقت اس کے دیکھنے کی نہ ہوگی اوہ ہونے لگا کہ میں بہت قوی ہوں مجھ کو نہوگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ بس بیٹھے جاؤ ناگاہ حضرت جبریل اترے اور دو قدم اپنے اوپر ایک چھڑے کے متصل
کے رکھا ہوا تھا اور آدمی اس پتھر پر کھڑے اپنے وقت طرف کے ڈالتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ نظر اپنی کو اٹھاؤ اوہ ہونے نظر اپنی اٹھائی اور دو قدم جبریل
کے دیکھے و غرض میں گر پڑے جب ہوش میں آئی آدمیوں نے پوچھا کہ تھے کیا دیکھا کہا اوہ ہونے کہ میں نے
ایک زمرہ سبز دیکھا لیکن اس مرد میں اس قدر چمک و روشنی تھی کہ آنکھ نہ چھو سکتا گئی اور خود گھر گرا
میں اور ابن المبارک کچھ کتاب لڑہا اپنی کے ساتھ روایت ابن شہاب کے لائے میں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم ایک دن چاندنی رات میں طرف مصلیٰ کے جانے تھے کہ دفعہ حضرت جبریل علیہ السلام پہ نہایت
جھاکے ظاہر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوش گر پڑے جب ہوش میں دیکھا کہ حضرت جبریل
سر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے سینہ پر رکھے ہوئے ہیں اور ایک تھاپنا اور سینہ مبارک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا ہوا ہے اور ماتھہ دوسرا درمیان دو شانہ آنحضرت کے رہی جو بیٹھے
ہیں اور پوچھتے ہیں تم کو کیا ہوا کہ بیہوش ہوئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہرگز لگان نہ
لیکھا کہ کسی مخلوق میں یہ نور اور چمک حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اسرا فیل کو دیکھو ایک
مہر مشرق کے ہو اور ایک مغرب میں اور عرض شاد کے اوپر ہے بہت تعجب کرو اور باوجود اس
طول اور عرض چشم کے بعضی وقت بسبب تجلی عظمت الہی کے سکڑ کر چھوٹی چڑیا کی مانند ہو جاتا ہے
اور ابن داؤد نے بیچ کتاب المصالح کے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ تمام صحابہ
میں سے حضرت امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ مرتبہ حاصل تھا کہ جو باتیں حضرت
جبریل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مبارکین کیا کرتے تھے پتہ تھے لیکن صورت اوکی نہیں دیکھتے تھے

محبوب
عبداللہ
غیبہ اور
میں جو باری
سچ میں
نہیں بہت
پتہ کہ یہ
یہ اسلامی
سے نفرت اور
نفرت کی حالت
انصاف سے
دیکھ کر عجیب
سے حیرت
سند کر کے
میں گئے اور
سے حیرت
سے حیرت
میں گئے

کہ بہت متصل تجلی حق تعالیٰ کے رہتا ہو آنحضرتؐ نے فرمایا جو فتنہ کہ بہت متصل اس خباب کے ہو
اسرافیلؑ ہو پھر جبرئیلؑ پھر میکائیلؑ پھر ملک الموتؑ اور امام احمدؒ نے بیچ کتاب نے ہد کے ابو عمران
جونی سے روایت کی ہو کہ ایک دن حضرت جبرئیلؑ علیہ السلام پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے
اور روئے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ روئے تمھارے کا کیا سبب ہے حال آنکہ تم معصوم
اور خوفناک ہو جس کے سے تم نڈر ہو جبرئیلؑ علیہ السلام نے کہا کہ قسم خدا تعالیٰ کی کہ آنکھ میری خشک نہیں ہوئی ہو
میں سے کہ خدا تعالیٰ نے آگ دوزخ کی پیدا کی ہو کہ بسا ا کوئی گناہ مجھ سے سرزد ہو جائے اور حتی دوزخ کا
ہو جاؤں اور بیچ مسند امام احمدؒ کے ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے آیا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ علیہ السلام سے پوچھا کہ میں نے کبھی حضرت میکائیلؑ کو نہیں دیکھا
نہیں دیکھا ہو اس کا کیا سبب ہے حضرت جبرئیلؑ علیہ السلام نے کہا کہ جس دن دوزخ پیدا ہوئی ہے
حضرت میکائیلؑ نہیں دیکھتے ہیں اور ابوالشیخؒ ساتھ روایت لیث بن سعد کے خالد بن سعید سے لائے ہیں
حضرت اسرافیلؑ بیچ بارہ ساعت کے بارہ مرتبہ اذان کہتے ہیں ایک ایک ساعت میں ایک ایک
اذان مقرر ہو اور اس اذان کو تمام فتنے سناؤں آسمان اور ساتویں میں کے سنتے ہیں اور جن اور انسان نہیں
سنتے ہیں اور آسمان کے فتنے سب بیت المہر کے پاس مکہ مقابل خاندیکہ کے ہو ساتویں آسمان میں جمع
ہو کر انتظار جماعت کا کرتے ہیں اور حضرت میکائیلؑ علیہ السلام امام ہو کر نماز پڑھتے ہیں اور حکیم
ترمذی نے زید بن فیح سے روایت کی ہو کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تھے کہ پچا
حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ دوزخ شریف لائے آدمی کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بطریق تحفہ کے مسواک حضرت جبرئیلؑ علیہ السلام کو دی حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ کد کد حکیم
ترمذی کہتے ہیں کہ یعنی یہ مسواک حضرت میکائیلؑ کو دو کہ وہ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں اور ابوالشیخؒ نے
عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ خدا کے
مخلوقات میں سے کونسا اللہ کے نزدیک یا وہ عزیز ہے فرمایا کہ میں نہیں جانتا ہوں جب حضرت جبرئیلؑ
آئے اُن سے پوچھا انہوں نے کہا کہ میں بھی نہیں جانتا ہوں جب جبرئیلؑ آگئے اور پھر نے کہا کہ سب
مخلوقات سے عزیز زیادہ اللہ کے نزدیک چاہئے میں جبرئیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور
ملک الموتؑ اور جبرئیلؑ کا رخصانہ موت اور وحی کا اور آمد رفت پاس رسولوں کے اور فتح

جبرئیلؑ

جو اس منہ

ہیں اہل کتاب

ہوں یا مشرک

انکا بھی نہیں جانتا

کہ اللہ تعالیٰ

کچھ بھی جلا

کے سے اور خدا

جسکو جانتا ہے

جسکو اجیبت

کے ساتھ خاص

کرتا ہے اور خدا

پسے فضل

والا ہے۔

جسکو اہل کتاب

نہ جانتے تھے

میں تو جسکو بھی

انے جرح ہے

تفسیر خلیل

ناہی جائیہ
ما تفسیر قرآن
اور تفسیر قرآن
فیما اور تفسیر
التفسیر فی القرآن
فیما اور تفسیر

بسم

ہم جو ای کوئی
آیت اٹھاتے ہیں
یا بھلا دیتے ہیں
تو پھر اس سے
بہتر یا ویسی ہی
لاجی دیتے ہیں
کیا تو نہیں جانتا
کہ خدا کو سب
اختیار ہے

جان وزیر و ان انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور شکست لڑائیوں میں انکے تعلق ہو اور میکائیلؑ ہر ایک قطرہ مینہ کا اور ہر ایک تپا کہ زمین سے
نکلتا ہو تعلق انکے ہو اور ملک الموتؑ پس کام انکا قبض کرنا ہر ایک روح کا ہو خواہ جنگل میں ہو
خواہ دریا میں اور اسرافیلؑ پس وہ امین خدا کا ہو درمیان انکے اور ان تینوں فرشتوں کے
یعنی حکام الہی طرف انکے پہنچاتا ہو اور مکتوبات لوح محفوظ کا انکو نشان دیتا ہو اور ابوالشیخ سادہ
روایت جابر بن عبد اللہ کے آنحضرتؐ سے لائے ہیں کہ تمام جبرئیلؑ کا دائیہ طرف شمالی الہی کے ہو
اور مقام میکائیلؑ کا بائیں طرف اور مقام اسرافیلؑ کا درمیان دونوں کے ہو پیش و اور بھی ابوالشیخ
نے خالد بن ابی عمران سے روایت کی ہو کہ اعمال نامہ بھی بندوں کے حضرت میکائیلؑ کے اگے پہنچتے
ہیں اور سادہ روایت ابو سعید خدریؓ کے لایا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صاحب صور کا
اسرافیلؑ ہو اور ابوالشیخ نے وہب سے روایت کی ہے کہ لعنت گندگاروں کی اور حیرت مطہری
اور محبوبیت مجنون درگاہ الہی کی ایک خدمت ہو کہ حضرت جبرئیلؑ کے تعلق ہو اول انکو ان
چیزوں کا حکم ہوتا ہو اور بواسطہ انکے دوسرے فرشتوں کو پہنچتا ہو اور حاکم سادہ روایت
ابو سعید کے لایا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ہر پیغمبر کے دو شخص ہند گان خدا سے خاص
وزیر اور شریعے ہیں اور مجھ کو چار وزیر عنایت ہوئے دو وزیر آسمان والوں میں سے ایک جبرئیلؑ
اور دوسرے میکائیلؑ اور دو وزیر زمین والوں میں سے ابوبکرؓ اور عمرؓ اور طبرانی نے سادہ سند معتبر کے
حضرت ام المؤمنینؓ ام سلمہ سے روایت کی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آسمان میں
دو فرشتے ہیں ایک انہیں سے نرم خو ہو اور دوسرا تند خو یعنی حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ اور
زمین میں بھی دو پیغمبر ہیں ایک نرم خو دوسرا سخت خو یعنی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت نوحؑ نرمی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کی اس تہ کی ہو کہ اپنے مخالفوں کے حق میں بھی شفاعت کرتے ہیں اور کہتے ہیں
من تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانہ غفیر رحیم یعنی جس شخص سے تابعداری کی میری
پس تحقیق وہ مجھ سے ہو اور جس نے نافرمانی کی ہو میری پس تحقیق تو بخشے والا مہربان ہو اور سختی حضرت
نوحؑ کی اس تہ کی ہو کہ فرماتے ہیں دب لا تذرو علی الارض من الکفرین دیتا سارا
اور میرے بھی دو یار ہیں ایک نرم خو اور دوسرا سخت خو اور ہر ایک اپنے کام میں صواب پر ہو
یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ اور یہی نے بیچ کتاب الاسرار اور صفات کے اور طبرانی نے بیچ معجم وسط

اور بزار نے بیچ مسئلہ اپنے کے ساتھ روایت عبد اللہ بن عمر کے ذکر کیا ہے کہ ایک دن آدمی بہت جمع ہو کر روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضرت ابو بکرؓ کا ہیں تمام نیکیاں اللہ کی طرف سے ہیں اور سب برائیاں بندوں کی طرف سے ہیں اور حضرت عمرؓ کہتے ہیں نیکیاں اور برائیاں سب خدا کی طرف سے ہیں بعض لوگ حضرت ابو بکرؓ کے کہنے پر قائل ہوئے اور بعض ساتھ قول حضرت عمرؓ کے قائل ہوئے اور آپس میں جھگڑتے ہیں ہم روبرو آپ کے آئے ہیں تاکہ ہتھیار فیصلہ کرو آنحضرتؐ ہنسے اور فرمایا کہ عجب اتفاق ہے کہ آسمان میں بھی ایسا ہی مناقشہ ہو گیا ہے حضرت میکائیل علیہ السلام نے موافق قول ابو بکرؓ کے کہا اور حضرت جبریل علیہ السلام نے موافق قول عمرؓ کے بعد اسکے حضرت جبریلؑ نے حضرت میکائیلؑ سے کہا کہ جب ہم آسمان کے رہنے والے ہیں آپس میں مختلف ہیں تو اہل زمین بالاولیٰ مختلف ہونگے آؤ تم تاکہ آگے حضرت اسرافیلؑ کے یہ جھگڑا لجاوین اور فیصلہ کروین حضرت اسرافیلؑ کے روبرو یہ جھگڑا لے گئے حضرت ہارونؑ علیہ السلام نے انکو بھجیہ بھجوا دیا اور قدر کا بتلایا اور کہا کہ القدر سخین و شہ و حلوہ و مزلہ کلاہ من اللہ تعالیٰ یعنی تقدیر خیر و شر کی اور شیرین اور تلخ کی کل اللہ کی طرف سے ہے بعد اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ یا ابو بکرؓ اگر حق تعالیٰ چاہتا کہ کوئی نافرمانی انکی نکوسے تو ابلیس کو پیدا کرتا حضرت ابو بکرؓ نے عرض کی کہ صدق اللہ و دسو لہ یعنی اللہ اور اسکا رسولؐ سچا ہے اور حاکم نے اسامہ بن عمیرؓ نے روایت کی کہ میں ایک دن دو رکعت سنت فجر کی متصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھ کر بیٹھا دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت چھوٹی چھوٹی پڑھ کر بے دعا فرماتے ہیں اللہ رب جبریل و میکائیل و اسرافیل و محمد اعدوہ بک من النصار اور اس عاکو تین بار فرمایا اور معنی اس عاکو کے یہ ہیں اے یا خدا یا رب جبریلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ اور محمدؐ کے پناہ چاہتا ہوں میں ساتھ تیرے آگ سے اور امام احمدؒ نے کتاب الزہد میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیچ مرض موت کے جب فات شریف قریب پہنچی تو بہوشی سخت لاحق ہوئی اور سر مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیچ گووی میری کے تھا بار بار بانی اوپر چہرہ مبارک انکے جھک رہی تھی اور دعا شفا کی کرتی تھی اور بتقریر تھی میں کہ ایک دفعہ کچھ ہوش ہوا اور فرمایا کہ یہ دعا مست کر بلکہ میں خدا تعالیٰ سے صحبت و نسبیق

میکائیل

اللہ تعالیٰ ان اللہ
لہ ملک السموات
والارض والارباب
من دون اللہ
قلی وک نصیب

سیدنا زید بن جابر
سیدنا سلمان بن
سیدنا ابی ہریرہ
سیدنا ابی بکر
اور سیدنا
نصیر بن زید
بارہ سیدنا
سیدنا ابو بکر
نصیر بن زید

تفسیر

اعلیٰ کی چاہتا ہوں اور کہتا ہوں میں کہ ساتھ جبریل اور میکائیل اور اسرافیل علیہم السلام کے صحبت رکھوں اُس وقت سے پہلے جانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد اسکے دنیا میں نہیں گئے کے حاصل یہ ہے کہ مرتبہ ان تینوں فرشتوں کا سبب اب نزو کی الہی کے کہ بجا آوری احکام الہی کی نئے آمیزش خواہش نفسانی اپنی کے کرتے ہیں اُس کو پہنچا ہے کہ عداوت انکی حقیقت میں اعتراض کرنا اور افعال جناب کبریا الہی کے ہو پس عداوت جبریل کی اس جہت کہ قرآن مجید اور غیر فرقہ بنی اسرائیل کے اُتار حقیقت میں یہ عداوت ہماری ہو اس واسطے کہ اُتارنا کتابوں کا کام ہماری ہو جبریل ہوا بلچی گری کے اور کوئی منصب نہیں لکھتا ہر لَقَدْ اَنْزَلْنَا الْاِلَکَ یعنی اور تحقیق پہنچے مقام عظمت اپنی سے اُتاری ہیں طرف تیری اُنایت یعنی آیتیں قرآنی اور ہرگز التباس و اشتباہ آیتوں اُتاری ہوئی ہماری کا ساتھ اُتارے ہوئے دوسرے کے ممکن نہیں اس واسطے کہ وہ آیتیں بے شکایت یعنی دلیلین و شہین اس وجہ سے بھی کہ اعجاز الفاظوں کا انہیں پایا جاتا ہے کہ مثل انکی کسی اور سے ممکن نہیں اور اس وجہ سے بھی کہ معانی انکے مطابق ہیں ساتھ مقتضائے عقل سلیم کے اور اس وجہ سے بھی کہ موافق ہیں وہ آیتیں ساتھ کتابوں پہلے نبیوں کے کہ یہودیوں کے نزدیک بھی مسلم الثبوت ہیں پس یہودیوں کو انکار ان آیتوں کا ممکن نہیں اس واسطے کہ انکے انکار کر دینے انکار تمام کتابوں پہلے کا لازم آتا ہو وَمَا یَكْفُرُ بِہَا اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ یعنی اور انکار نہیں کرتے ہیں ان آیتوں کا گروہ آدمی کہ کفر کے اندر حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور ہرگز کسی کتاب کے اوپر پہلی کتابوں میں سے ایمان نہیں رکھتے ہیں اور مقتضائے عقل اور نقل و دونوں سے قدم انکا باہر ہے اور حضرت حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ قرآن مجید میں جس جگہ کافر کی صفت میں فوق کا ذکر آیا ہے جیسے کہ اے آیت میں تو مراد اس سے وہ کفر ہوتا ہے کہ نہایت بڑھ کر پہنچے اور اس سے بڑھے کہ کوئی کفر متصور نہ ہو اور جس جگہ فوق صفت اہل ایمان کی فرمائی ہے مراد اس سے گناہ کبیرہ ہیں اور احتمال ہے کہ معنی آیت کے اس طرح ہوں کہ یہ یہودی اگرچہ ساتھ جبریل کے عداوت رکھتے ہیں اور اسی سبب سے کفر کے گرداب میں گرفتار ہیں لیکن یہ امر بھی موجب کفر کا ساتھ قرآن مجید کے نہیں ہو سکتا ہے اس واسطے کہ ہم نے بہت معجزے بغیر وساطت جبریل کے تیرے اوپر نازل کئے ہیں جیسے کہ یہ سنوں کا اور جوابینا و جنوں کا تیرے کلام کا اور شکایت و سنوں اور رہنوں کی اور سلام کرنا پھر دن کا اور پہاڑوں کا

ببین یعنی آیت
خداوندی جانی ہے
اگر اس کی طرف
سے غشی تو پھر کیا
عینہ و کجساجہ
موقوف کر دیا ہر
اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ عیب نہی
آیت میں غش
پہنچی میں برحکم
جن وقت جو جہاد
حکم کر سادہ فہم
تعالیٰ کا انتظام
اُس ان زمین میں
جہاد اور کسی
کوئی خسارت
اور نقصان نہیں
ہو سکتا

تیری اور جواب رسالات اجباریہ کے اور چیزیں ہوا اسکے کہ مجموع انکا موجب یقین صحت رسالت تیری کا ہوتا ہو اور ان مجزون ظاہر کا انکار نہیں کرتا ہو مگر وہ شخص دائرہ دین کے سے بالکل خارج ہو اور ساتھ کسی دین اور انہیں کے گردیدہ نہ ہو والا انکار مجزون دوسرے بیوں کا کہ بڑھکر ان مجزون سے نتھے اُسکے تین لازم آویگا یعنی یا انکار فسخ اپنے کا کرتے ہیں یہ بیہوشی اور کہتے ہیں کہ ہم مقتضائے عقل و نقل سے باہر نہیں گئے ہیں اور مخالف عقل و شرع کے چنے کوئی حرکت نہیں کی اور اگر تم اس انکار کو مخالف عقل و نقل کے سمجھتے ہو خارج حساب سے ہے کہ کلام مذکور کی سی کرتے ہو و کَلَّمَا عَاوَدُوا عَنكَا یعنی اور حال یہ ہو کہ جھوٹ کوئی عہد باندھتے ہیں ساتھ خدا کے یا ساتھ رسول وقت کے یا اور خلقت کے ساتھ اگرچہ سہل مقدمہ میں ہوں بَلَّ كَا فَرِيقٍ مِّمَّہُم یعنی پس پشت پھینکتا ہو اُس عہد کو ایک فریق انہیں سے چنانچہ اس پیغمبر کے زمانہ میں بھی بنی قریظہ اور بنی نضیر نے بار بار حضرت کے ساتھ عہد باندھا کہ شکرین کی مدد لڑائی میں نہیں کریں گے اور بدخواہ تمہارے نہیں ہوں گے اور ہر دفعہ اُس عہد کو توڑا اور باب داد و نلکے سے یہ گناہ کثرت سے وقوع میں آیا چنانچہ اسی سورہ میں بار بار اُکڑا وَاِذَا اخذنا مِنَّا مِيثَاقًا لَّآسِفًا لِّكَوْنِكَ اَوْ نَظَاہِرُہُ کہ تو نے اُن عہد کا شرع میں بھی حرام ہو اور کبیرہ ہی اور مخالف مقتضائے عقل کے بھی ہے اور اسی واسطے اوپر قباحات اس امر قبیم کے تمام کردہ آدمیوں کے یہاں شک کرنے دین بھی متفق ہیں اور مرکب اس کلام کے کو بدکار جانتے ہیں پس فسخ انکا بسبب عہد شکنی کے کہ کئی کئی بار اُن سے سرزد ہوا اور ہوتا ہی ثابت ہوا اور اگر انکے حال کو غور کر کے دیکھا جائے تو فقط اسی حرکت سے فاسق نہیں ہے بلکہ یعنی بلکہ کفر بھی انہیں پایا جاتا ہے اس واسطے کہ اَلْاَیْمُوْنَہُ یعنی اکثر انکے ایمان نہیں کہتے ہیں ساتھ کتاب اپنی کے کہ تو ریت اور جو عہد کہ تو ریت میں موجود ہیں اُنکو بھی واجب الحفظ نہیں جانتے ہیں اور احوال یہ کہ یہ کلمہ جمل کے مضمون فق کے سے ترقی منطوب ہو یعنی ایک فریق گناہ عہد شکنی کا کرتے ہیں بلکہ اکثر انکے تصدیق نہیں کرتے ہیں کہ نقص عہد بھی گناہ ہے اور یہ اُس سے بھی بڑھ کر ہے اور دلیل اوپر کفر اُن کے کے ساتھ کتاب اپنی کے اور نکلنے اُنکے کے دائرہ دین کے سے یہ ہے کہ اگر اُن کو ساتھ کتاب اپنی کے

خبریں

اگر وقتوں کے

ایک جیسے

احکام بھی ملے

کئے تو کون عجب

کی جگہ سے

پہنچے

جائز ہے آدمی کے

عہد میں جائی

جن میں نکاح

دست تھا جیسے

ہو یا آبرو ہو

پہلے حکم ہو

اپنے

رو چسپ

کرو یا

غیر شاہ

ولی اسد صاحب

رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر غزالی

نہایت سہل
 کے نزدیک قرآن
 بھریں باغ
 آئین منور
 ہیں اور حدیثیں
 ان جوڑی تار
 نزدیک کمر
 اور ان قلم
 نزدیک دست
 بھی کمین سوا
 کی شرح میں
 زبانی سے لکھی
 کو حدیث میں ہیں
 و فقہانہ زیر
 کجباتک جی جی
 جو جمع کرنا واجب
 (جسم)

ایمان حاصل ہوتا تو اوپر دین اپنے کے قائم رہتے اور ہرگز اس شخص کا کہ موافق اس کتاب کے کلام
 یا موافق قاعدہ اُس میں کے دعوت کسے انکار کرتے اور وہ پے ایسا ایسی کے نہوتے و کفاجہ کلم
 رسول یعنی ہر گاہ کہ آیا پاس لے کے پیغمبر کہ آنا انکا جانتے تھے جن عند اللہ یعنی اللہ کے پاس سے
 ہوا سٹے کہ مجھے اس کے مانند معجزوں پہلے نبیوں کے وسیل قوی اور صدق اس کے ہوا اور باوجود اس کے
 مصلد قلماً معہہ یعنی وہ پیغمبر صدیق کہ نبی الہی کتابوں کو کہ ہوا انکی ہیں مثل توریت اور
 زبور وغیرہ کے ہوا سٹے کہ لے اس پیغمبر کے سے بیچ ان کتابوں کے خبر دی ہو اگر پیغمبر آتا وہ خبریں
 سچی نہوتیں پس مقصدے حال لے کے کا یہ تھا کہ سبب لے اس پیغمبر کے ایمان انکا سار کتابوں اپنی کے
 زیادہ ہوتا اور وہ بالعکس کفر میں پڑے اور کتابوں اپنی کا بھی انھوں نے انکار کیا اسوا سٹے کہ
 نَبَدَ حَرِيقَ قَيْنَ الدِّينِ اَوْ نَوَالِ كَتَبَ یعنی پھینکا ایک جماعت نے انہیں سے کہ جنگو
 علم کتاب کا دیا تھا مہنے اور نبی کلمہ اس کتاب کے معنوں کے ساتھ ربط رکھتے تھے اور اس کتاب کو
 مطابق اس پیغمبر کے پہچانتے تھے کہ کتاب اللہ یعنی کتاب اللہ کی کو کہ پیشتر اسکو کتاب خدا کی جانتے تھے
 اور حقیقت مضمون اس کے کا اقرار کرتے تھے گویا اس فرقہ نے اس کتاب کو پھینکا وَاَدْءَ ظُهُوْرِهِمْ
 یعنی پس پشت اپنے کہ صلا التفات اسکی طرف نہیں رکھتے ہیں اور لفظ اور معنی اس کے کو نہیں دیکھتے
 ہیں اور جب کتاب پس پشت ہوا صلا مطالعہ اور درس اور تکرار میں کام نہیں آتی ہو پس لوگ
 سبب اس حرکت کے نے برکت ہوئے کہ کَاثُفُھُ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی گویا کہ وہ کچھ نہیں جانتے ہیں
 پس جہل مطلق کو اختیار کیا اور کتاب الہی کو چھوڑا اس جگہ سے معلوم ہوا کہ انکو سار کتاب اپنی کے
 بھی ایمان حاصل نہیں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہودی توریت کو دیا اور
 حرب کے غلافوں میں رکھتے تھے اور رسول نے اور لاجور دے مٹا کر تھے لیکن حلال اس کے کو حلال
 نہیں جانتے تھے اور حرام اس کے کو حرام نہیں مانتے تھے ہوا سٹے حق تعالیٰ نے انکے حق میں فرمایا کہ انھوں
 نے کتاب الہی کو پس پشت پھینکا یا مسلمانوں کو بھی چاہیے کہ ایسے عمل کرنے سے ڈریں اور وہ پے علم
 اور عمل کتاب اپنی کے زمین اللہ اَدْرُفَا اور کاش یہ یہودی اور اسی قدر کے کفایت کرتے لیکن
 انھوں نے کتاب الہی کو پس پشت ڈالا وَاَتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّیْطٰنُ یعنی اور یہودی کی ان
 منہوں کی کہ پڑھتے تھے شیاطین جنوں اور آدمیوں کے صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی ارجع عہد بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کے اور قصہ اسکا ایسا تھا کہ حق تعالیٰ نے
 حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی عام دی تھی اور تمام مخلوقات خواہ جن خواہ انسان یا جانور
 وحشی اور ہوا وغیرہ کل زیر حکم انکے کیے تھے پس انکے عہد میں شیاطین جنوں کے بھی آدمیوں کی
 صوت میں تشکل ہو کر بڑے بڑے کام مشکل جیسے غماہی اور سنگ تراشی اور بلند عمارتیں بنانی
 اور حوض اور قلعہ تیار کر لینے اور عجیب ملکوں اور نقش کھینچنے میں مصروف تھے چنانچہ ہر مری حکم
 قرآن مجید میں مذکور ہو اور اس سبب اختلاف آدمیوں کا جنوں کے ساتھ بے پردہ کے ہو گیا تھا
 اور اپنی شست بر خاست کرتے تھے اور شیاطین آدمیوں کے سامنے عجیب و غریب کام اپنے ظاہر
 کرتے تھے اور فرشتہ جنین کہ الفاظ صریح شرک کے تھے جیسے کہ نام بتوں اور شیطانوں پہلے مانے کہ
 پہکائے اور کافر کرنے میں پیشوائے تھے آدمیوں کے سو بر پڑھتے اور سبب پڑھنے انکے کے بڑی بڑی
 عجیب چیزیں ظاہر ہوتیں اور ان امور کے صادر ہونے کی دو وجہیں اول یہ کہ جن کی پیدائش اور
 آدمی کی پیدائش میں بہت تفاوت ہے پس واسطے مگر اور کرنے آدمیوں کے بسبب ان منتروں کے
 شیاطین چیزیں عجیب ظاہر کرتے اور کسی کی گردن توڑتے اور کسی کا پاؤں باندھ لیتے اور کسی کے
 شکم کے اندر اگر درو پیدا کرتے اور بعضے وقت میں کسی آدمی کے اندر تاثر میں ناشائستہ ڈالتے اور
 جو وقت وہ فصول اسکے اوپر پڑھا جاتا چھوڑ دیتے اور اسکو آرام ہو جاتا تاکہ آدمی عقائد تاثر ان
 منتروں کا کر کے تعظیم بتوں اور شیاطین پیشوائے کی بجائے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جنوں کے فعل
 بنسبت افعال آدمیوں کے حکم خوارق عادت کا رکھتے ہیں جو ہر مری جبرہ کہ ارواح بعضے ماریوں
 نے سترت اور خباثت میں حکم جنیوں کا پیدا کیا ہے کہ بالطبع اس بات کو چاہتے ہیں کہ ہماری عبادت
 اور تعظیم اور پرستش کجائے اور چاہتے ہیں کہ آدمی ہماری طرف جمع کریں اور جنوں کے شیطانوں نے بعضے
 منتر کہ جنہیں تعظیم اور الخاطر ان ارجح کے کا حقد بانی چاہے آدمیوں کو تعلیم کر دے تھے اور جبرہ
 اور قربانی ان ارواح کی اور اور کام تعظیم کے ان منتروں کے پڑھنے کی شرائط مقرر کرتے تھے
 تاکہ آدمی شرک اور مکر ایہیں گر قار ہوں اور انار عجیب ان کاموں کے اوپر مرتب ہوتے تھے رفتہ
 رفتہ یہ حرکت ناشائستہ اور عمل بد انکا مشہور ہو گیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام بھی
 اسکے اوپر مطلع ہوئے اور آصف بن برخیا کو کہ وزیر ان کا تھا حکم فرمایا کہ شیطانوں کو ہمارے

عجیب

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

تفسیر

وہ سبھی راہ بہک لی

یعنی ہر وہی طرح تم اپنے پیغمبر سے اپنے

سوال سنت کرو کہ مثل پہلوی حکم ہر فرد

رکھا جائے یا ہم لوگ اس حکم سے خوش نہیں

ہیں، یا کوئی خدا کے حکم سے ناراض

ہو یا اس کو غیر مناسب سمجھ کر

بات نہ کرے اور ایمان کی بات نہ چھوڑے

کفر کی بات نہ لے کر

جو کچھ ان کے پاس اس قسم کی چیزوں سے جو سب کو جمع کر کے اور لکھ کر بیچ کر کسی آدمی کے دفن کروا دے
 بعد اسکے قید کر دو کہ شیاطین اور آدمی آپس میں نشست و برخاست کریں اور طریقہ تعلیم اور تعلم کا
 ان کے درمیان جاری نہ رہے جب تک کہ حضرت سلیمان زندہ تھے ہی طریق باقی رہا بعد وفات حضرت
 سلیمان اور آصف برخیا کے شیطانوں نے آدمیوں سے یہ مطالبہ کیا کہ حضرت سلیمان نے سحر اور
 جادو کے زور سے یہ تمام سلطنت حاصل کی تھی کہ ہوا اور جانور وحشی و جن اور انس ان کے سحر ہو گئے
 تھے اور اس نام سحر کو اپنی کرسی کے نیچے دفن کر کے اس جہان سے چلے گئے ہیں اب تیرے ہو کہ اس
 مکان کو کھود کر ان کنہوں کو نکالو اور موافق اسکے عمل کرو تاکہ مانند حضرت سلیمان علیہ السلام کے
 تمھارے ہاتھ سے بھی عجائب اور غرائب ظاہر ہوں آدمیوں نے سب سے پہلے ان شیطانوں کے
 کتا بونچو نکال لیا اور ان منتروں کو پڑھنا شروع کیا اور خاص عجیبہ نہیں پائے یہاں تک کہ تورات اور
 علوم دین کا شغل بالکل متوقف ہوا اور تمام ہمت انکی اوپر حاصل کرنے علم سحر اور افسونگری کے مصروف
 ہوئی اور جب تک شیطانوں کو گمراہ کرنا انکا مشغور تھا ان منتروں کے پڑھنے سے خوب بے کاری کرتے
 اور آثار بھی خوب طرح سے اس کام پر ظاہر ہوتے اور جب وقت شیطانوں نے دیکھا کہ یہ گمراہی کے گڑھے
 میں گر پڑے اور اچھی طرح کتب الہیہ سے روگردانی کی بعد اسکے ان منتروں کے پڑھنے
 سے اطاعت بجا نہ لائے اور اس کام سے دست کش ہوئے اور وہ تاثیریں گم ہونے لگیں پس
 بسبب اس حادثہ کے کئی عرصہ سے ضرر پڑا یہودیوں کے دین میں پایا گیا اول سدر والی کتابوں الہی
 سے کہ علاج امراض و حالی کا انھیں میں تھا دوسرے اعتقاد کرنا تاثیر بتوں اور بڑے بڑے شیطانوں کے
 ناموں کا اور بجالانا نذروں اور قربانیوں کا ان کے واسطے کہ صریح کفر اور شرک ہو تیسرے بظنی کرنی بیچ
 حق حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے یہاں تک کہ انکار نبوت انکی کا کیا اور کہنے لگے کہ سلیمان اسرار
 تھا زبردست چنانچہ ابن جریر نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ یہودی آپس میں کہتے تھے کہ دیکھو
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ حق کو ساتھ باطل کے ملاتا ہے اور سلیمان علیہ السلام کو نبیوں کے ساتھ
 میں ذکر کرتا ہے حال انکہ سلیمان ایک جادوگر تھا کہ بزدل و جرحہ ہوا کے اوپر سوار ہوتا تھا حق تعالیٰ نے
 دونوں کاموں یہودیوں کی یعنی اعراض کرنا کتب الہیہ سے اور اعتقاد کرنا تاثیر بتوں اور شیطانوں کے
 ناموں کا دوسرے فراموشی اور بڑائی انکی ظاہر کی اور تیسرے امر کو کہ گمان جادوگری حضرت سلیمان

علیہ السلام کا تھا ساتھ اس عبارت کے رد کیا کہ وَمَا كُنْ فَرَسِيْلًا كَانِي اِدْرِكَرْ كَا فَرَقْتَا سَلِيْمًا
 علیہ السلام سبب اعتقاد تاثیر بتوں اور شیطانوں کے ناموں کے اور بجا لائے مذروں اور قرآن میں
 انکی کے کہ خبر سحر موقوف ہو اس واسطے کہ سلیمان پیغمبر تھے ساتھ اقرار ایک جماعت کثیر کے
 یہودیوں میں سے اور معصوم ہونا پیغمبروں کا کفر سے قطعی ہے بلکہ یہی ہی واسطے کہ منصب
 نبوت کا ساتھ کفر کے منافات اور مخالفت صریح رکھتا ہے اور مبعوث کرنا پیغمبروں کا واسطے دور
 کرنے کفر کے ہے اور خود نبی کفر اختیار کرے تو نقصان غرض بعثت اُسکی کا لازم آوے وَلٰكِنْ
 الشَّيْطَانِيْنِ یعنی اولیٰک شیطانیں جن ازل کے کہ رو برو حضرت سلیمان علیہ السلام کے سبب دیکھنے
 معجزوں اُنکے کے ایمان لائے تھے اور مسلمانوں کے گروہ میں داخل ہو گئے تھے اور بیچ
 جو ہر ذاتی اُنکے کے شرارت اور کفر کا خمیر تھا بعد وفات حضرت سلیمان کے کہ مقتضائے
 خبت اصلی اپنے کے کفر و یعنی کافر ہو گئے اور تہمت جھوٹ کی اوپر سلیمان علیہ السلام کے
 باندھی کہ وہ بھی سحر اور جادو کرتے تھے اور بسبب انھیں اعمال خبیثہ کے جن اور انس
 اور وحوش اور طیور اور ہوا اور افرق مخلوقات کو سحر اور تا بعد اُرد کیا تھا اور فقط ہی کہنے پر
 اور عقاد کرنے پر قناعت تھی بلکہ کہنا شروع کیا کہ لَيَعْلَمُوْنَ النَّاسُ الْتَحْصَا یعنی تعلیم کرتے
 تھے آدمیوں کو سحر کی باتیں تاکہ اور آدمیوں کو بھی مانند اپنے کافر اور جادو گروہ باندین اور آدمی
 ساتھ اُفرا اور جھوٹ اُنکے کے فریب کھا کر گمان کریں کہ سحر کے کرنے میں کچھ ہرانی نہیں والا
 ایسا پیغمبر عالمی قدر کس واسطے ایسا کام کرتا تھا جگہ جانا چاہیے کہ حکم سحر کا مختلف ہے اگر سحر
 میں قول یا فعل ایسا ہو کہ موجب کفر کا ہووے جیسے ذکر کرنا نام بتوں اور ارواح خبیثہ کا
 ساتھ ایسی تعظیم کے کہ لائق حضرت بالغزت کے ہے جیسے کہ ثابت کرنا عموم علم اور قدرت کا
 یعنی ہر شے کا علم باستقلال اور ہر شے پر قدرت اسی طرح کی اور غیب دانی اور شکل کشائی
 اسی قسم کی یا ذبح بغیر اللہ یا سجدہ بغیر اللہ اور مثل اُسکی اور کوئی شے باقی جائے تو
 بلاشبہ وہ سحر کفر ہے اور صاحب اُسکا مرتد ہوتا ہے اور ایسے ہی جو شخص کہ اس قسم کا
 نسخہ واسطے کسی مطلب اپنے کے کہ وادے دیدہ و دانستہ کافر ہو تا ہو اور کفار
 مرتدون کے اُسکے اوپر جاری ہیں اگر مرد ہے تو اُسکو تین دن کی مہلت دینی چاہیے

تفسیر

یہ ہے سبب باندی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی

تعلیل قال اور

انما عدت مال اور عدت مال یعنی خبری علیہ السلام

نزلت سوال سے

منع ذرا ہے

رق اور فرائض

لکھ لو کہ کثرت

سوال و اختلاف

کے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

یہ ہے سبب

سورۃ محمد ان اور اس کے حکم کی کتابیان

فقیہ

فانظروا في خلق
الذي خلق الله
من نوره

الذي خلق الله
من نوره

الذي خلق الله
من نوره

الذي خلق الله
من نوره

الذي خلق الله
من نوره

الذي خلق الله
من نوره

الذي خلق الله
من نوره

ناکہ تو بکرے اور اُس قول اور افسوس سے تبرا کرے اور بنیمن بن کے بھی اگر تو بھٹے سے حسرت
نبویؐ تو کو قتل کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اُس کو دفن کرنا چاہیے اور مسلمانوں کے
طریق پر اُس کی تجزیہ و تخریب بھی نہ چاہیے اور اسلئے اسکے فاتحہ اور درود اور صدقے نہ بھیجے چاہئیں اور
اگر عورت ہو تو نزدیک امام شافعیؒ کے اُسکو بھی بدستور مردوں کے بعد مہلت تین دن کے مار ڈالنا چاہیے
اور نزدیک امام اعظمؒ کے ہمیشہ کہہ سکو قید کرنا چاہیے یہاں تک کہ توبہ نصیح کرے اور اگر سحر میں کوئی قول
یا فعل ایسا ہو کہ جسکے سبب کفر امداد و ثواب ہو لیکن کہ نہی والا کھاد عوی کرنا ہو کہ میں اسبب سحر
ہے کہ کر سکتا ہوں کہ خدائی کا کام کروں جیسے کہ بدل ڈالنا صورت آدمیوں کی ساتھ صورت جانوروں
یا پتھر کو لکڑی یا لکڑی کو پتھر بنا سکتا ہوں یا کام پیغمبروں اور پھر سے نکلے گا کر سکتا ہوں جیسے کہ اڑنا ہوا
میں یا طے کرنی مسافت ایک مہینے کی بیچ ایک لمحہ کے پس وہ بھی کافرا و مرتد ہوتا ہو نہ بسبب فقط سحر
کے بلکہ بسبب اس دعے کے اور اگر کہتا ہو کہ ان اعمال اور کاموں میں سے میں خاصیت ہو کہ بسبب اُسکے
قتل کرنا فاسد کیا یا بیمار کرنا ندرست یا تندرست کرنا بیمار کا اور ڈر دینا لالچھے پہلے کا اور فاسد کرنا
تخیل کا کر سکتا ہوں پس یہ سحر تر و پر و فریق ہو اور کہ نہی والا کھاد غابا زور فاسق ہو اگر سبب سحر لینے کے
نفس مصومہ کو ہلاک کرے مانند قطع الطریق اور خنق کے اُسکو مارنا چاہیے ہوا سے لے سنی کر نہی والا
فساد کا ہو اور در میان عورت اور مرد کے کہ ایسی حرکت کہے کہ پھر فرق نہیں ہونگا کا ایک حکم ہے یہ
ذکورہ ہے کہ امام فخر الدین زاہدی اور علاء حنفیہ نے منع کیا ہے اور بیچ ایک روایت کے
امام اعظمؒ سے ایسا آیا ہو کہ جب کسی کو معلوم کریں کہ جاو کرنا ہے اور ساتھ اقارب یا گناہوں کے
یہ بات ثابت ہو جائے تو اُسکو مار ڈالنا چاہیے اور توبہ اُس سے طلب نہ کرنی چاہیے اور اگر کہے کہ
میں جادو چھوٹے دیتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں تو ایسی بات کو قبول نہ کرنا چاہیے ہاں اگر کہے کہ میں
بیشتر سحر کرتا تھا اور ایک مدت سے یہ کام چھوڑ دیا ہو تو قول اُسکا قبول کرنا چاہیے اور خون کرنا
چکا چاہیے اور نزدیک امام شافعیؒ کے اگر کسی شخص نے سحر کیا اور بسبب سحر اسکے کہ مسخ یعنی حیر سحر
کیا تھا مگر یا تو ساحر سے پوچھنا چاہیے اگر اقرار کرے کہ میں نے اُسکو سحر کیا تھا اللہ عزیر اکثر مار ڈالتا ہے تو
اوپر اسکے قصاص واجب ہوتا ہو اما اگر کہے کہ میں نے اُسپر جادو کیا ہو لیکن سحر میرا کبھی مار ڈالتا ہو اور
کبھی نہیں مار ڈالتا ہے پس قتل شبہ عمدہ کا ہوا احکام مشبہ عمدہ کے اُسپر جاری کرنے چاہئیں

اور اگر کہہ کر میں نے اور شخص پر جو حکم تھا اتفاقاً نام اسکا موافق نام اس کے کا بڑا یا گزرا اسکا جس کے مقام میں ہوا اور اس میں تاخیر اسکی ہو گئی پس قیل خطا کا ہوا حکام خطا کے اس پر جاری ہون کے اس جگہ میں ایک شبہ ہو کر شہر ذہن میں آتا ہو حاصل اسکا یہ ہے کہ افعال خارق عادت کے کہ محض سادہ قدرت الہی کے صادر ہوتے ہیں اکثر اوقات اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتے ہیں مثل بدلنے ایک شے کے ساتھ شے دوسری کے اور بدلنے صورتوں کے اور ایسے ہی وہ فعل کہ مشابہ معجز ہو پیغمبروں کے ہیں مانند زندہ کر دینے مردے کے اور طے کرنے مسافت طویل کے ایک سات میں اور مانند اس کے اولیاء اللہ سے کثیر الوقوع ہیں اور اولیاءوں کے حال دیکھنے والے ان فعلوں کو اولیاءوں کی کرامتوں اور مناقب میں دیکھتے ہیں پس اگر نسبت فعل الہی کی غیر کی طرف کفر تو اس مقام میں بھی کفر لازم آوے اور اگر نظر طرف بعیدیت ظاہری کے کی جائے اور کفر نہ کہا جائے پس ساحر کے حق میں کس واسطے حکم کفر کا کیا ہو بلکہ دعوتیں ہمسار الہی وغیرہ کی کرنیوالے اور عزیمتیں پڑھنے والے بسبب سیفی اور دعوت کے عجائبات گوناگون ظاہر کرتے ہیں اور مشابہت کمال و درجہ کی ساحروں کے ساتھ انکو پیدا ہوتی ہے و جفر کی کیا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ جو افعال خلاف عادت کے ہیں خواہ مشابہ معجزوں پیغمبروں کے ہوں خواہ اوجس سے تمام خاص قدرت الہی سے صادر ہوتے ہیں اور اسی کے ارادہ اور مجاہد سے پیدا ہوتے ہیں اور انہیں اولیاءوں کے افعال اور ساحروں کے افعال دونوں برابر ہیں فرق یہ ہو کہ اولیاء اللہ اور دعوت ہمارا وغیرہ کی کرنیوالے اور عزیمت پڑھنے والے ان فعلوں کو نسبت طرف غیر خدا کے نہیں کرتے ہیں بلکہ طرف قدرت الہی کے یا خاص ہمارا اس کے نسبت کرتے ہیں پس شرک لازم نہیں آتا ہو اور جاوہر گران فعلوں کو طرف غیر خدا کے مثل ارواح غیبیہ اور بیرون کے نسبت کرتے ہیں یا خاص منتر و ادب و تون کے ناموں کے سے جانتے ہیں اور انسی واسطے ان فعلوں کو اپنے قابو میں سمجھتے ہیں اور تحت حکم اپنے کے شمار کرتے ہیں اور ان کاموں پر حلو ان اور اجرت لیتے ہیں اور مذہب ان اور قربانیاں واسطے ان ادراج غیبیہ اور ان منام باطلہ کے درخواست کرتے ہیں پس شرک صحیح لازم آتا ہو اور موجب کفر کا ہوتا ہو اور اسکی مثل ایسی ہے جیسے کہ شرکین افعال عادی خدائے تعالیٰ کو مانند فرزند عطا کرنے اور فراخی رزق اور شفا و مرخص اور اور کاموں کو جو شمل ان کے ہیں

جس کا

میں نسبت ہے

یعنی جو کفر کا

و ایسے ہو کہ اس کا

مقام میں بھی کفر

نہ تو اس مقام میں

نہ تو اس مقام میں

نہ تو اس مقام میں

نہ تو اس مقام میں

نہ تو اس مقام میں

تفسیر خلی

اور نماز کو رکھ کر

اور رکوع و سجدہ کو

اور ایستہ واسطہ

جو جو بنیادیں اس کے

بجھو گے سب خدا کے

پہاں ہوں گے اس کے

تھامے کام دیکھتے

وہاں ان کے ہاتھ

ان کے ہاتھوں میں

ان کے ہاتھوں میں

ان کے ہاتھوں میں

طرف ارواح خبیثہ اور بتوں کے نسبت کرتے ہیں اور کافر ہونے میں اور موحّد لوگ تاثیر اسرار
 الہی یا خواص مخلوقات انکی سے مثل تاثیر دواؤں اور بوٹیوں کے جانتے ہیں یا تاثیر دھانیک
 بندوں انکے سے کہ وہ بھی جناب انکے سے درخواست کیے کے مطلب آری کر دیتے ہیں سمجھتے ہیں پس
 انکے ایمان میں کچھ خلل نہیں پڑتا ہوا ایسا ہی غیر متین غیر بین اب ہم متوجہ اس طرف ہوتے ہیں حقیقت سحر کی
 کیا ہو اور قہام انکے کتنے ہیں اور کونسی قسم انکی موجب کفر کی ہو اور کونسی موجب حق کی اور کونسی صلاح کہ شریعت
 میں جائز ہو تفصیل اس بحث کی طول چاہتی ہو محال ہے کہ یہ حقیقت سحر کی پیدا کرنی قدرت اور افعال
 عجیبہ کے ہو خلاف عادت کے ہوں ساتھ ساتھ انکے کرتے اسباب خفیہ کے نے وسیلہ کہ انکے ساتھ جناب
 الہی کے سبب آیا پڑھنے اسرار انکے کے اور بغیر نسبت ان فعلوں کے طرف قدرت انکی کے اور جب
 اسباب خبیثہ جہان میں کئی قسم ہیں سحر بھی چند قسم ہوا اور ضبط انقسام کا اس طرح ہو کہ سبب خفیہ اور حائیات
 کی تاثیر ہو یا تاثیر حیوانات کی اور روحانیاں یا روحانیاں کلیہ طلقہ میں مثل روحانیاں کواکب اور
 افلاک اور روحانیاں عناصر کے یا وہ روحانیاں جزئیہ میں خاصہ میں مثل روحانیاں امراض
 اور جن اور شیاطین اور نفوس مفار قہ بنی آدم کے کہ ان نفوس کو بعد سحر کرنے کے کسی کام اپنے
 میں ہندی لغت میں تیر کہتے ہیں ساتھ کسوف بار موحّدہ اور سکون یا کے اور جسمانیات کی
 تاثیریں عجیب عجیب یا سبب کیب اور جمع ہونے کیفیات مختلفہ کے ہوتی ہیں یا سبب خواص
 صور نوعیہ انکی کے بلا واسطہ کیفیتوں کے مثل جذب کرنے مقناطیس کے لوہے کے تین تہجہ انکے
 طریق حاصل کرنے مناسب کلمات روحانیاں کے اور حاصل کرنے تاثیر و انکی کا یا ذکر انکے ناموں کا
 اور التجار کرنی طرف انکے ہو موافق شرطوں مقرر کی ہوئی کے یا کلین اور صوتیں مناسب بنا کر
 عمل مرغوب انکے بجالانے یا ایسے کلام پڑھنے کہ مفردات اس کلام کے بغیر ملاحظہ نہ کر سب کے اشارہ
 طرف عظمت اور بزرگی کسی روح کے اور احوان میں سے کرین یا طرف کسی فعل عجیب کے کہ اس سے
 بیج کسی وقت کے صادر ہوا ہوا اور زبان حاصل اور عام کو ساتھ موج اور ثنائی انکی کے جاری کیا ہوا
 قہام کے کے باعتبار ان شغفوں کے بہت سے ہوا جو دینگے لیکن جو کہ رائج اور معمول ہو کئی قسم ہو ایک
 امین سے کہ عمدہ قسموں میں سے ہے جادو و کھلا امین اور جادو و باطل کا ہو کہ حضرت ابراہیم
 علی نبینا وعلیہ السلام واسطہ رو کرنے مذہب باطل کے عقیدوں انکے کے مبعوث ہوئے تھے

اور (اہل کتاب)

کہتے ہیں کہ جنت

میں ہوا اور انصاری

کے سوا دوسرا

کوئی نہیں جانتا

اور اصل اس علم کی ہاروت اور ماروت سے نکلی ہو کہ بابل کے لوگ اُنہیں سیکھ کر کام میں لائے
 اور اُسکے اندر انھوں نے بہت تمق اور تامل کیا اور کلدانیوں نے کہہنے والے بابل کے تھے
 بہت مشغول اس علم کے تھے اور تواریخ معتبرہ میں لکھا ہے کہ بابل کے حکیموں نے غزوہ کے عہد
 میں بیچ شہر بابل کے کہ تختگاہ اُسکا تھا چھ طلسم تیار کیے تھے کہ عقلیں اور وہم اُنکے دریافت کر نہیں
 حیران نہیں ایک یہ کہ ایک بظمانہ کی بنائی تھی اور اسمین یہ بات بھی کہ جہوت کوئی جاسوس
 یا چور اُس شہر میں آتا تو اُس بظمین سے آواز نکلتی کہ تمام شہر والے اُس آواز کو سننے اور جاننے کہ مقصود
 اُسکیا ہے ہو اور اُس جاسوس اور چور کو پکڑ لیتے دوسرے ایک نقارہ تھا کہ جس کسی کی کوئی چیز گم
 ہو جاتی اُس نقارہ کے پاس آتا اور چوبیس رات اُس طبل میں سے آواز آتی کہ غلامی چیز تیری
 غلامی جگہ ہے اور بعد جست وجو کے ویسے ہی نکلتی تیسرے یہ کہ ایک آئینہ بنایا تھا اور اُس سے
 غائب شخص کا حال معلوم ہو جاتا تھا اس طرح سے کہ جہوت غرض والا اُس آئینہ میں نگاہ کرتا شکل
 اُس غائب کی اُس آئینہ میں ظاہر ہوتی شہر میں یا جنگل یا کشتی یا پہاڑ میں جس جگہ ہوتا صوت اُنکی
 جس حال میں ہوتا بعینہ نہیں مشاہدہ کرتا اگر بیمار یا تندرست یا فقیر یا مالدار یا رنجی یا مقتول ہوتا
 ویسا ہی نظر آتا چوتھے ایک حوض بنایا تھا کہ ہر سال میں ایک دن اور پر کرنا سے اُس حوض کے جشن
 کیا کرتے تھے اور سردار اور ہر شرف شہر کے حاضر ہوتے جو کوئی جو کچھ چاہتا خواہ شربت قسم قسم کے
 خواہ افشورے لاکر اُس حوض میں گرا دیتا اور جب پانی اُس حوض پر آدمیوں کے پلانیکے واسطے
 کھڑے ہوتے اور حوض میں سے نکالتے تو ہر شخص کو واسطے پیالہ میں ہی چیز نکلتی کہ آپ اُنہیں
 پیشتر اُس سے ڈال دی تھی یا چونچین ایک تالاب بنایا تھا واسطے فیصلہ کرنے جھگڑوں اور قصوں کے کہ
 اگر دو شخصوں میں کچھ جھگڑا دیران میں ہو جاتا اور حق ناحق معلوم نہ ہوتا اُس تالاب پر آتے اور
 اُسکے اندر گھستے جو کوئی حق پر ہوتا تالاب کا پانی ناف اُسکی سے نیچے نیچے آتا اور جو کوئی ناحق پر
 ہوتا پانی اُسکے سر پر آ جاتا اور اُس کو غرق کرنا لیکن اگر وہ شخص جھٹٹا اپنے دعوے سے باز آتا اور امان جاتا تو
 نجات ہو جاتی تھیں غزوہ کے محل کے دروازہ پر ایک رخت لگا ہوا تھا کہ اُسکے سایہ کے نیچے آدمی
 دربار والے بیٹھتے اور جس قدر آدمی زیادہ ہوتے جاتے سایہ بھی اُس رخت کا بڑھتا جاتا
 یہاں تک کہ اگر لاکھ آدمی ہو جاتے تو سایہ بھی اسقدر فراخ ہوتا اور جب لاکھ سے ایک آدمی بھی زیادہ ہوتا

خلیجی

تفسیر

رسد نقالی نے

فرمایا ہے کہ

جو کوئی آرزو میں

میں ان سے کہ

اگر چہ ہوتا

اس کی سند لاوا

اب کتاب کہتے

تھے شہر لوگ اسکے

پیارے کیے پیارے

میں ہی لوگ شہر میں

پانچ گھنٹے اس قدر

اور اس پر مالی متبعیہ

بنان طلمسات بابل

اب کتاب کہتے

تھے شہر لوگ اسکے

پیارے کیے پیارے

میں ہی لوگ شہر میں

پانچ گھنٹے اس قدر

اور اس پر مالی متبعیہ

اب کتاب کہتے

تھے شہر لوگ اسکے

پیارے کیے پیارے

تفسیر

۴۰
ہین ان کو اس
خیال باطل پرند
چاہیے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم
مذہب تہذیب و ادب
کوئی کلمہ مسلمان
نہو کا جب تک
ہو کہ اپنے باپ اور
بیٹے اور ساسا
جہان سے بڑھ کر
بڑا ہوگا اور جہنم
نشان اور اس کا نتیجہ
نورانی ہے نہ ہی کفر
کو پائے جسے چاہا
جسے چاہا اور
ہین جسے چاہا

بالکل سادہ نہ تھا اور تمام وجوہ میں ہو جاتے اور تھوڑو کو بھی کہ بادشاہ اٹکا تھا اس قسم کی باتوں میں بہت
تو غل تھا کہتے ہیں کہ قیسم سحر کی سب جادوں میں مشکل ہے اور اس کے حاصل کرنے میں بہت
وقت ہوا جبکہ اس قسم کے سحر میں کمال ہو چلے جو چاہے مخالف عادت ظاہر کرے اور موافق
عادت کے کام نہ کرتے ہے چنانچہ جن بیماریوں کا علاج طبیبوں سے نہ ہو سکے مثل برص اور جذام
اور زمامت اور عشق شدید سب کا علاج اس سے ہو سکتا ہے اس واسطے کہ ساحر ساتھ ہتھانچ دھاتیا
کے غیر کرتا ہے اور طبیب ساتھ استعانت جسمانیات کے اور کہہ اس صنعت کی یہ ہر کہ ہر جسم کے
واسطے آسمان سے لیکر عناصر و مواد تک ایک روح ہر کہ مدبر اس کی ہے اور تاثرین تمام جسموں
کی بطنیں ارواح کے ہیں اور جب ارواح تمام جہان کی اس شخص کی سحر ہوئی گویا مالک جہان کا
ہو گیا پس بغیر جنگ جہال کے دفع کرنا دشمنوں کا اور مغلوب کا منصف و ناکا اس سے ممکن ہے
چنانچہ اسطوئے حکیم برہا طوس اور بیداغوس کی نقل کی ہو کہ بیچ شہر بابل کے درمیان ان دونوں
آرمیوں کے ممانعت پڑی بیداغوس نے کہا کہ تجھ کو میری ساتھ کس طرح طاقت مقابل کی ہو ہے
کہ منہ اور اصل سے مقابلہ سے عاجز ہیں برہا طوس نے جب یہ کلام سنا بیچ محرق بنا کر استعانت
ساتھ روح منہ کے کی اور بیداغوس کو بتلایا اور بغیر جنگ اور لڑائی کے شہر اسکا دفع ہوا
اور او شہر ہون میں بھی اس قسم کے قصے نقل کرتے ہیں جب حضرت ابراہیم پیدا ہوئے حق تعالیٰ نے
انکو تمام ہم اور زمین دکھائیں اور بیکو بیچ دست قدرت اس کے کے مجبور اور نے اختیار دیکھا اور یہ
مٹا اپنا پھیرا اور توجہ طرف اتنا حدیثی کے ہے چنانچہ سورہ انعام میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ
اس آیت میں وکذلک ندی ابراہیم ملکوت السموات والارض سے اٹی و جھٹ
و جی للذی فطر السموات والارض خیفاً وما انا من المشرکین تاک اور اس قسم کا سحر
کفر صرف اور شرک محض ہے اس واسطے کہ بیچ شہر انطا اس سحر کے کہ پندرہ ہین لکھا ہے
اول شرط یہ ہے کہ ارواح کو دلوں کے اوپر مطلع جائے اور ہر گز گمان عجز اور جہل کا اس کے حق میں
نہ کرے والا وہ ارواح اس کے کہنے میں نہ سنی اور مطلب کو نہ پہنچا دے گی اور بھی بیچ کیفیت
دعوت و جانیاں کو اکب کے لکھے ہین کہ شروع ساتھ دعوت قر کے کرے اس واسطے کہ وہ قریب
عالم سفلی کے ہو اور ساتھ وسیلے اس کے کے دعوت عطار و کی علی ہذا القیاس دعوت قر کی ہین لکھی ہین

کہ یہ الفاظ ہیں اے اللہ الملك الکريم والسيد الرحيم مرسل الرحمة وما نزل النعمة یعنی اے
 بادشاہ بخشش کرنے والے اور سرور رحمت کرنے والے تو حجت کا بھیجے والا اور نعمت کا آئینہ والا ہو اور عطا
 کی دعوت میں ہر طرح کے کل ماحصل کی میں الخیر جو عنک وکل ما یند فم من الشری فیہ عنک
 یعنی خیر کا حصول اور شر کا اندفاع تجھی سے ہوا رہی کہے ایہا السید الفاضل الناطق العالم
 بخصایات الامور والاطلاع علی السرائر وعلی هذا القیاس یعنی اس سرور بزرگ تو عالم خفیات کے
 امور بتا دینا والا اور تمام بھیدوں پر مطلع ہو اور سطح اور کواکب کی محبت میں اور نظام میں ہر کہ بزم قیاداریہ قول
 منافی اسلام اور توحید اور ملت حق کی ہے تو اس مقام میں جاننا چاہیے کہ اہل بابل سبب تعلیم ہاروت و ماروت
 کے طریق تسخیر دستہ ہات کاساتہ تمام روحانیات کلیہ اور ضعیفہ اور علویہ اور فلیکیہ اور عنصریہ و بسیطہ
 اور مرکبہ کہ جانتے تھے اور علم میں لاتے تھے یہاں تک کہ روحانیات امراض اور مذہب اور دھرم
 کو بھی تسخیر کرتے تھے اور ان کے ساتھ اتصال پہنچا کرتے تھے اور اعمال عجیبہ پیدا کرتے تھے لیکن یونان کے
 آدمیوں نے فقط تسخیر روحانیات علویہ کے اور کفایت کی تھی اور ایسا سمجھتے تھے کہ جہوت روحانیات
 علویہ مسخر ہوئیں پھر حاجت روحانیات سفلیہ کی نہ رہی کہ روحانیات سفلیہ میں ہوائے قبول کرنے
 اور ممانعت کرنے کے کوئی مستند نہیں فاعلیت اور تافیر مضمحلہ علویات کے ہوا و ترقی میں نہ کے تمام
 روحانیات کو تسخیر کرتے تھے اور ہر ایک سے جو کام کہ تعلق اسکے ہو لیتے تھے ہم واللہ اس فیہا یبشخون
 مذہب پس سحر بابل کا ہر مانہ کے ہندیوں میں موجود ہوا و یونانیوں نے بعضوں کا اور کفایت کی ہے
 اور قہم و سری اس سحر سے تسخیر اور شیطانی کی ہو فقط اور یہی حاصل اور کثیر اور جہاں اور اس تسخیر میں ف
 بٹھے بٹھے جنوں کے مثل بھوتانی اور ہنومان اور اشالی انکی کے التجا کرنی پڑتی ہو اور طبع اور زاری اٹھ کر
 ابوندین اور قربانیان انکے واسطے گزرتی اور خوشبوئیں مناسبت کے تھاؤ کی جگہ کھنٹی خضر ہوتی ہیں اور کفر صریح
 لازم آتا ہوا قہم سری اس سحر پر کیا ہوا اور اس سحر میں ضرورت ہوتی ہو اس بات کی کہ اول کسی انسان کو کہ
 قوی الی اقوی جتنہ کر کیا ہو تلاش کہیں بعد اسکے صریح اسکی کو ساتھ پرہے بعضے لفظوں کے کہ جنس فکر ٹپے ٹپے
 شیطانی کا ہوتا ہو اور نہایت تعلیم انکی انہیں بیان ہوتی ہو انہی طرف کھینچے ہیں اور سبقت الفاظ اور
 سکھنے نذر دن اور ہدیوں کے اس طرح کہ جو حکم اور قابو اپنے کے کرتے ہیں مانند غلام بانو کہ جس
 چیز کے واسطے اس سے کہا جائے سر انجام اسکا کرتی ہو پس یہ عمل بھی یا کافر بنا دیتا ہے

خبریں
 جب کہ اسکی خبریں
 میری لانی باون
 کی راجہ جو بھلے
 رس اور دنیا باجئے
 سلام میں ہی باجکال
 دو دو دو دو
 اور دنیا میں سب
 بہت سخت میں جا چکی
 سوا اس کے سب
 اتنے زحمت سے
 دیکھا کیا دیکھا
 پوچھ کس نے
 دیکھا کیا دیکھا
 جس نے میری
 بات مانی وہی
 جتنی ہے اور جتنے
 نہ مانی نے زحمت
 سے دیکھا کیا دیکھا

تفسیر غزیری

بانی مکتبہ اسلامیہ
دعوتِ اسلامیہ
چشمِ فاطمہ
عبدالرحمن بن عبدالمطلب
خاندانِ نبویہ
مکتبہ اسلامیہ
لاہور

ان جتنے ہیں ان سے
کو نہیں دیا اور وہ
نیکو کا بی بی اور بی بی
کے یہاں غالب اسی
کو ہے اور اس کو
نیکو دے نہ غم

یہی طرح سے ظاہر ہوا
جانِ نازِ ناز
کچھ کو سونپنا اور قبول
یہاں کی مثال جیسا کہ
شیطان اور کائنات

یا قریب سرحد کفر کے پہنچاتا ہو اور اکثر اس قسم کی ارواح کہ شہوت اور غصہ کی باتوں میں دگرگاری کرتی ہیں خبیث روحین ہوتی ہیں جیسے کہ منہو یا فساد کی پس اختلاط نباتات کا بھی اس عمل میں لازم آتا ہو اور قسم چوتھی اُس سے فاسد کرنا تخیل کا ہو کہ بواسطہ بعض ارواح جنیوں کے آدمی کے خیال میں تصرف کرتے ہیں یہاں تک کہ انکو جو چیز موجود نہیں نظر آتی ہو یا صوتوں ہولناک اپنے خیال میں آتی ہوئی سے ڈرتا ہو یا حرکتیں کہ واقع میں نہیں انکو موجود جانتا ہو اور اس قسم کو نظر بندی اور خیال بندی کہتے ہیں اور بیچ قصہ جادو و گردون و عیون کے اس آیت سے بخیل البیہ من صحرہم انھا تفسی اسی قسم کا سحر سمجھا جاتا ہو اور اس قسم کا سحر اگر بیچ مقابلہ معجزے کے واسطے دو کرنے والات ہیں معجزہ کے یا سحر مقابلہ اولیاء اللہ کے جھگڑنے کے واسطے کیا جاوے حرام اور کبیہ ہو اور ایسے اگر سبب اس خیال بندی کے کسی کو دعا دیں اور آبرو اور مال اُسکے کی خیانت کریں تو بھی کبیہ ہوتا ہو اور اس قسم کا سحر فی نفسہ کفر نہیں لیکن جس وقت تصرف بیچ خیال کسی شخص کے کرتے ہیں تو انجا کرنے طرف ارواح جنیوں کی یاد کر کرنے ناموں بٹے بٹے جنوں کی حاجت ضرور پڑتی ہے اگر وہ التجا اور ذکر کمال درجہ کی تعظیم کے ساتھ پایا جاوے تو کفر لازم آوے اور قسم با پنجوین سحر اصحاب او نام کا ہو کہ بیشتر منہو میں اسکا رواج بہت تھا اور اب نام و نشان اُس کا موجود نہیں اور اسکو تعلیق الہم بھی کہتے ہیں اور طریق اُسکایہ ہو کہ جو شہو مطلوب ہو انکی صوت کو سامنے رکھ کر وہم کو واسطے حاصل کرنے اُسکے کے متعلق کریں اور شرطیں اس تعلیق کی مثل کم کرنا غذا کا اور پاک طرف ہونا آدمیوں سے اور مثل اُسکے اور باثیر عجل میں لاویں تاکہ وہ مطلوب حاصل ہو اور حکم اس قسم کا یہ ہو کہ اگر کوئی غرض مباح اُسکی ساتھ ارادہ کریں جیسے جدائی ڈالنی درمیان دونوں کے یا ہلاک کرنا کسی ظالم اور کافر کا پس مباح ہو اور اگر کسی غرض منہوع کا پس ارادہ ہو جیسے جدائی ڈالنی درمیان میان بی بی کے یا ہلاک کرنا نفس معصوم کا ہو تو حرام ہو حاصل یہ ہو کہ فی نفسہ قبیح نہیں تابع فعل کے ہو اگر فعل مباح کے واسطے کیا ہو تو وہ بھی مباح ہو اور اگر فعل حرام ہو تو وہ بھی حرام ہو اور قسم چوتھی سحر تخریج کا ہے یعنی بسبب خواص اشیاء کے فعل عجیب صادر کرتے ہیں اور وہ خواص کسی کو معلوم نہیں ہوتے ہیں جیسے کہ کوئی چاہے کہ انکلیوں کو روشن کرے تو تھوڑا سا بورہ کا بیلی سر کر میں تر کر کے تھوڑا کھنکھوڑا کر دیا اُسکے ساتھ ڈال دے اور انکلی بیٹھنے اور لفظ اہم مقام میں ڈالتے

پس اگر کسی مجلس میں شیخ یا چراغ جلتا ہو اور ان انگلیوں کو اگے چراغ کے لیے جاوین تو اگ لگا دیگی اور انگلیاں نہ جلین گی اور قسم ساتویں سحر جیل کا ہے کہ سات استعانت آلات عجیبہ الصنعة کے امور نادر پیدا کرتے ہیں اور بنانا ان آلات کا اکثر اور تعمق اور ریاضتوں کے موقوف ہونا ہی مثل جیل ہی موسیٰ اور آلات ساعتوں پہچانے کے کہ اہل فرنگ بناتے ہیں اور قسم آٹھویں سحر شجرہ بازی کا اور ماتہ جالاکا کا ہے کہ بہت مرد اور عورتیں واسطے متعجب کئے آدمیوں کے عمل میں لاتے ہیں اور سبب بھی اس قسم کے سحر میں حرکتیں پوشیدہ کرنی اور بدل دینا امثال کا جلدی سے ہو اور بھرتیوں قسم کے سحر نہ کفر ہیں اور نہ حرام ہیں مگر یہ کہ کوئی غرض فساد راہہ کریں پس اس سبب سے حرمت پائی جاوے گی آجکے جانا چاہیے کہ اکثر اقسام سحر کی ذہین لوگوں اُست محمد علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نے اصلاح کی ہو اور کفر اور شرک اس کے کو دور کر کے استعمال کیا ہے پس اصلح پہلی قسم کی دعوت علوی ہے کہ ملائکہ علویہ کو سبب اس کے تسخیر کرنے ہیں لیکن ساتھ ہتعات اسماء عظام الہی کے اور قرآن کی آیتوں کے اور اصلاح قسم دوسری کی غیر متین اور دعوت سفلی ہے کہ زمین کے موکلات و جنوں کو سحر کرتے ہیں لیکن ساتھ ہتعات اسماء الہی اور آیتوں کے نہ شائبہ کفر اور شرک یا تعظیم بغیر اللہ کے بلکہ ساتھ حکومت اور غلبہ کی اور اصلاح قسم تیسری کی حاصل کرنا ربط کا ساتھ ارواح پاک صاحبین اور اولیاء کے ہے کہ اکثر اور وسیطہ طریقہ دالے عمل میں لاتے ہیں اور بیچ حاجتوں اپنی اور دوسروں کے نفع پاتے ہیں اور بیچ طریق حاصل کئے اس کے بھی طہارت اور تلاوت اور بیچ ثواب اور صدقات کا واسطہ ان ارواح کے منظور رکھتے ہیں اور اصلاح قسم پانچویں کی عقد ہمت ہے کہ اگر بر مشائخ اور اولیاء عظام سے واسطے حل مشکلات کے موقع میں آئی ہو اور تعلق بھی متعلق ساتھ ایک کیفیت عظمیٰ کے ہے کہ سبب ستغراق کے ہے ملاحظہ کسی اسم کے ہمارا الہی سے حاصل ہوتی ہے اور یہ موقوف ہو اور پر کمال پاکیزگی روح کے اور ترقی کرنے اس کے عالم سفلی سے طرف عالم علوی کے اور اصلاح قسم چھٹی کی تمتع اور غور کرنا بیچ خواص آیتوں اور اسماء اور رقون اور عددوں ان کے کے ہے اور ترکیب بنی بعضوں کی ساتھ بعضوں کے اور نقش کرنا و فقون مبارک کا کہ مختلف کاغذوں اور اوج مختلف ان خواص پر واسطے حاصل کئے کسی مطلب نیا کہ کرتے ہیں چنانچہ تعویذ و دن کی کتابوں اور خواص اسماء اور سورہ قرآن میں مع قیو اور شروط کے اور تحسیر کی کتابوں میں تفصیل و بار

ترجمہ تفسیر عریضی

فوضی کا نام

کیسا غریب

جیسا سعادتمند

غلام کو چاہیے

ٹھیک ٹھیک

سب کا نام ہے

ہرک حقیقی کی

سی رضی کے

سوا فق جالایا

پس نہ اسکو

سہمیں کیجئے

سچ غم جس

میران باتوں

میں کسی ہوگی

سفید زلف ہوگی

استغفر اللہ

و قال الکیفی لکیستو

انصر علی شیئی

قالہ النضری

لنسیا

تفسیر غلیظ

الْمُؤْمِنُونَ عَلَىٰ نَفْسِهِمْ
وَيُؤْتُونَ الْكَلِمَةَ
صَلَاتُكَ قَالَ
الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ
مَنْ هُوَ قُلُوبُهُمْ غَائِبَةٌ
عَنِ الْمَعْرِفَةِ
صَلَاتُكَ قَالَ
مَنْ هُوَ قُلُوبُهُمْ غَائِبَةٌ

اور یہ ہونے لگا
تفسیر کا دین
کچھ ہی نہیں
اور قصہ دی ہے
کہ یہ ہونے لگا
کچھ ہی نہیں
ملا لاکہ دے

بیان ہوا بسبب نبیئت اس علم کیجہ خواص دوسری اشیاء کے غصبات میں سے اور خواص
برج اور چون اور شرف اور وبال کے بھی تعق کرتے ہیں اور اس میں ذکر اس کو ملا ہے جن جن
کلام و قصہ سحر کی ہی ہے کہ کفر اور شرک تک پہنچنے اور اعتقاد و تاثیر ساروں اور ارواح مذبرہ
یا ارواح خبیثہ شیاطین کا اس میں ہوا اور موقوف ہوا اور التجا کرنے کے طرف غیالہ کے اور
اسباب میں طرح سے مصروف ہونا اور خیال کرنا کہ مطالعہ قدرت مسبب کے سے غافل کہے جب
یہ وجہ قبیح بالکل زائل ہو جائے پس اہل حرمت اور اغراض مقصودہ کے چاہیے
ان خیرا وغیرہ ان شرا فتنہ اگر نیک ہی پس یہ بھی نیک ہی اور اگر مہر پس یہ بھی بد ہے
اور سحر ہونے کا اکثر اس میں استعانت ساتھ ارواح شیاطین کے اور ذکر کرنے ہمارے کہ تھی
یا پڑھنا ستروں کا کہ معالیٰ لکے اہل تھے اور تصویر صورتیں مغویہ اور مہربہ کی پائی جاتی تھی اسلئے
مقام برائی کے ہاں اور یہ لوگ فقط ہی کے اور کہ شیاطین نے سچ محمد حضرت سلیمان
کے انڈیا تھا کتا نہیں کہتے تھے بلکہ تلاش کرتے تھے اور ڈھونڈتے تھے وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ
الْمَلَائِكَةِ بِبَابٍ وَلَا دُورٍ وَمَا دُونَهُ أَوْ هَاوٍ أَتَىٰ مِثْقَالٍ ذَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَكْبَرُونَ
فرشتوں کے کہ بابل میں تھے نام انکا ماروت اور ماروت اور یہی قسم پہلی سحر کی تھی کہ مذکور
ہوا اور یہ سچ کفر اور محض شرک ہی ہوا اسلئے کہ ارواح مذبرہ عالم برابر خدا کے جانتا ہے اور
انکے واسطے وہ افعال کہ خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جیسے کہ حمد و ثنا اور اعتقاد
عموم علم اور قدرت اور غلبہ اور عظمت کا بجا لانا ہے بخلاف تخریج اور شیاطین اور پڑھنے ستروں
مہلہ المعانی کے کہ اس میں احوال تخریر سیلابی اور قہری کا بھی ہو سکتا ہے یعنی بزور انکو سحر کیا
اور معالیٰ ان ستروں کے میں جمال صحت کا اور فساد کا دونوں ہیں شرک صیح اور غیر ظاہر اس
قسم میں حکم کرنا ثابت نہیں ہوتا ہے اور فرق بیچ سحر ماروت و ماروت اور سحر کلہ رائیں اہل بابل
کے کہ ان سے سیکھا تھا یہ تھا کہ ماروت و ماروت کو یہ قدرت بھی عطا ہوئی تھی کہ فقط تاثیر انکی سے
بغیر محنت اعمال شاقہ کے سچ سحر کرنے اور ولاح کے اتصال ساتھ روح خبیث کے حاصل ہوتا تھا
اور انرا اتصال کا بیچ جو ہر روح طالب کے ثابت اور حکم ہوا تا تھا اور کسی تہیر سے دور نہیں
ہوتا تھا اور کلہ رائیں اور اہل بابل بیچ حاصل کرنے مناسب اور اتصال کے ساتھ

اور اوج کے شقیں کھینچتے تھے اور پھینک دیتے تھے اور لوگوں میں اختیار کرتے تھے اور پھر بھی ہتھیار
اور سوخ میسر نہیں ہوتا تھا دلیل اس تاثیر قوی ہاروت اور ماروت کی یہ ہے کہ حاکم سادہ سندھ کے
اور پھر بھی پچ سنن اپنی کے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت لایا ہے کہ انھوں نے
فرمایا کہ ایک عورت موتہ بخندل کے لوگوں میں سے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آئی
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈھونڈتی تھی اور کہتی تھی کہ مجھ کو آنحضرت سے کچھ دریافت کیا تھا
فہوس کہ انھوں نے رحلت فرمائی جب پاس کیے آئی اس سے پوچھا میں نے کہا کہ بائیں حاجت اپنی اور
سوال اپنا کہہ اسنے کہا کہ میرا ایک شوہر تھا کہ میرے ساتھ بدسلوکی کرتا تھا اور ہرگز موافقت میرے
ساتھ نہ کی ہوتی تھی میں اس سبب سے بہت تنگ دل اور رنجیدہ ہوتی تھی فقہ ایک بڑھیا عورت
میرے گھرائی اس سے شکایت اس بات کی میں نے کی اسنے کہا کہ جو کچھ میں کہوں اگر تو اس طرح کرے تو
شوہر تیرا مانند غلام کے فرمانبردار تیرا ہو جائے گا کہ میں نے البتہ تیرا کہنا بجالاؤں گی جب پچھلی رات
ہوئی وہ بڑھیا رو بہو میرے آئی اور ساتھ اپنے دو کتے سیاہ لائی ایک کتے پر آپ سوار ہوئی
اور دو میرے کتے پر چھکسو سوار کیا اور چلے ہم ایک لمحہ نگرا کہ بابل کی زمین میں پہنچے دیکھا کہ
اُس جگہ دو شخصوں کو پاؤں اُپر کو اور سیر کچھ کر کے لٹکا رکھا ہوا ان دونوں مردوں نے مجھے پوچھا
کہ کسو سطلے آئی تو میں نے اس بڑھیا کے سکھانے سے کہا کہ واسطے سکھنے سحر کے آئی ہوں ان دونوں شخصوں
نے کہا کہ سحر کفر ہے سبب سکھانے اس کے کافر مت ہو واپس گھر چلی جائیں کہ میں گز گھر کو بخاؤں بغیر
سکھنے جادو کے ہر چند کہ منع کرتے تھے اور میں اصرار کرتی تھی جب بیت میںے مبالغہ کیا مجھے کہا کہ اس نور کے
پاس جا اور نہیں بیشاب کرو میں تو کی طرف گئی لیکن اس نور کے دیکھنے سے خوف مجھ غالب ہوا اور
رونگے کھڑے ہو گئے پھر گئی اور رو بہو لنگے پہنچی میں اور کہا کہ میں بیشاب کر آئی ہوں نے کہا کہ ایک
دیکھا تو نے کہا میں نے کچھ نہیں پھر انھوں نے کہا تو جھوٹی ہو بیشاب تو نے نہیں کیا جواب بھی
تیرے حق میں بہتر یہی ہے کہ اپنے گھر چلی جا اور کافر نہ ہو میں نے کہا کہ میں ہرگز نہیں جاؤں گی انھوں نے
کہا کہ جا اور نور میں بیشاب کر پھر نور کے پاس گئی بھر وہی حالت پیش آئی یہاں تک کہ تین بار
اسی طرح ہوا چوتھی فوج حرات کے اس نور میں نے بیشاب کیا دیکھی ہوں کہ ایک سو گھر دے گا
نورہ پوشن تیار بند کر پیر تک ہے میں غرق میرے مدین سے نکلا اور آسمان کی طرف

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

تفسیر خلیلی
 کہنے کے تین اور
 نئے دلیل ایسے
 کو حق پر اور رب
 کو باطل پر
 چھڑانے ہیں
 اب یہ جھگڑا
 قیامت میں خدا
 چلائے گا غرض
 ایماندار کو چاہئے
 کہ ہر وقت
 حق کی تلاش
 میں مشغول رہے
 اور جہان حق
 سے افسوس کو
 قبل ہی کرے
 افسوس کی یہی
 حالت ہے بہت
 میں بھی موجود
 ہے کہ اگر

اُن کو چلا گیا اور میری آنکھ سے غائب ہو لینے اُن کے روبرو جا کر بیان کیا اُنھوں نے کہا سچ کہتی ہو یہ سوا
 زرد پوش ایمان تیرا تھا کہ تیرے اندر سے نکل کر چلا گیا اب جا کہ فن سحر میں کامل ہو گئی تھیں اُس بُھڑے
 کہ رفیق میری تھی کہا کہ میں جادو دیکھنے کو آئی تھی اب تک کچھ نہیں سیکھا اور نہ اُنھوں نے مجھ کو کچھ
 سکھایا پس مطلب میرا چل نہوا اُس بُھڑے نے کہا کہ تو زمین جانتی ہو تعلیم اُنھی اسی طرح ہوتی ہے
 اب تو جس چیز کو جس طرح کہیگی ویسی ہی ہو جاوے گی میں نے کہا کہ مجھ کو کس طرح یقین آئے اُس بُھڑے نے
 کہا کہ ایک دانہ گیہون کالے اور زمین میں ڈال دے اور کہہ کہ زمین میں سے نکل کر سبز ہو جا اور
 میرے کہنے کے سبز ہو گیا پھر میں نے کہا کہ بڑھ جا بڑھ گیا پھر میں نے کہا کہ خوشہ لے آیا خوشہ لے آیا پھر میں نے کہا
 خشک ہو جا خشک ہو گیا پھر میں نے کہا کہ آنا ہو جا آنا ہو گیا پھر میں نے کہا کہ روٹی بچھوئی بچھوئی پکے
 تیار ہو گئی جب میں نے یہ حالت دیکھی کہ جس چیز کو کچھ کہتی ہوں ویسی ہی ہو جاتی ہے اب میرے دل میں
 افسوس و مذمت بہت اوپر چلے جانے ایمان اپنے کے آتی ہے اور قسم خدا کی کھاتی ہوں اور ماتم
 مسلمانوں کی کہ اب تک میں نے کسی کے حق میں بدی نہیں کی اور نہ کوئی اب وصاف پیغمبر خدا کے
 شکر آئی تھی کہ اُن سے کوئی تدبیر پوچھوں تاکہ ایمان میرا بچا دے جب کہ اُنکو نہیں پایا میں نے نہایت
 حسرت میں ہوں میں حضرت ام المؤمنینؓ نے فرمایا کہ اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بہت موجود ہیں اُن کے پاس جا کر پوچھو وہ عورت سب اصحاب کے پاس گئی اور حال پنا بیان کیا
 کسی نے صحابہؓ سے جرات نہ کی کہ واسطے آجائے ایمان اُس کے کہ کوئی تدبیر بتلا دے مگر ابن عباسؓ نے
 اور بعضے اوروں نے کہا اگر اوروں پر تیرے دونوں زندہ ہوں یا ایک اُن میں سے زندہ ہو تو تجھ کو کفایت
 ہے خدمت اُنکی بجا لانا کہ ایمان تیرا طرف تیری پھر آجا دے گا اور ابن المنذر نے ادزاعی سے
 روایت کی ہے اور وہ ہارون بن رباب سے نقل لایا ہے کہ میں ایک من عبد الملک بن مروان کے
 پاس کہ بادشاہ وقت کا تھا ملاقات کے واسطے گیا دیکھا میں نے کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے کہ واسطے اُس کے
 مسند ڈال رکھی ہے اور ٹیکھ رکھا ہوا ہے دربار کے آدمیوں سے پوچھا میں نے کہ یہ کون ہے کہ برابر بادشاہ
 کے مسند پر بیٹھا ہے کہا اُنھوں نے کہ بزرگی اس شخص کی اس سبب سے ہے کہ ہاروت اور ماروت
 کو دیکھ آیا ہے کہا میں نے بھی اس شخص اُنھوں نے کہا ہاں آگے اُس کے گیا میں اور سلام کیا اور کہہ
 میں نے کہ میرے سامنے بھی قصہ ملاقات ہاروت اور ماروت کا بیان کرو مجھ کو اس کہنے کے

اشک اسکی آنکھوں سے جاری ہوئے اور کہا کہ قصہ میرا یہی کہ میں نوجوان تھا اور باپ میرا
چشمین میں مجھ کو چھوڑ کر مر گیا تھا اور بہت سا مال چھوڑا تھا اور وہ تمام مال میری والدہ کے ہاتھ
تھا اور میری محکومت چاہتی تھی جو کچھ اس سے مانگا دیدیتی اور نے دھڑک جا یا صرف کرتا اور
میری ہرگز مجھے نہ چھٹی کہ تو اس مال کو کیا کرتا ہو جب ت بہت گزری اور جوان ہوا میرے
دل میں آیا کہ اپنی مائے پوچھوں کہ اس قدر مال میرے باپ کو کہاں سے ملا تھا جا ہی تے
ور یافت کیا میں نے اسے کہا کہ ای بیٹے تجھ کو اس پوچھنے سے کیا مطلب ہو کھا اور عیش کر اور جقدر
صرف چاہئے تو کروا حال اس مال کا مت پوچھ کہ یہی اچھی بات ہی میں نے سب سے اس کلام کے بہت
مبالغہ کیا والدہ میری ٹکڑے اندر لے گئی کہ ڈھیر مالوں کے اٹھکے تھے اور کہا کہ یہ ب ملک تیری ہو
کئی پشت تیری کو کفایت ہو تجھ کو کیا پرواہی کہ وجہ کسب اس مال کی تو دریافت کرتا ہو میں نے کہا کہ مجھ کو
ضرور بالفروض نشان دینا چاہیے کہ ہقدر مال کثیر کس جسے جمع ہو سکتا ہو اسے کہا کہ باپ تیرا سحر تھا
اور یہ تمام مال سحر اپنے سے جمع کیا تھا جب بات سنی میں نے اپنے ذہن فکر کیا کہ مال موروثی پر کفایت
کرنی نے بہت لوگوں کا کام ہو چکا ہے کہ میں بھی سحر سیکھوں اور جیسا کہ باپ میرے لئے اتنا مال کس
جمع کیا تھا میں بھی ساتھ زور بازو اور بائے مردی اپنی کے جمع کروں اپنی والدہ سے میں نے دریافت کیا
کہ کوئی شخص خاص رول اور رفیقوں میرے باپ کے سے اس ملک میں باقی رہا ہو کہ میرے باپ کے ہمدون
سے واقف ہو اور جو حال کہ میرے باپ کے پاس تھے انکو بھی معلوم ہوں کہ ماں فلانا شخص فلا نے قصہ میں
رہتا ہو میں نے سامان سفر کا درست کیا اور اس شخص کے پاس پہنچا اور نہایت ادب سے سلام کیا اور آگے
اسکے پیٹھا اس نے مجھ کو نہ بچا نا اور پوچھا کہ کون ہو تو اور کہا نے آیا تو کہا میں نے فلا نے شخص کا بیٹا ہوں
کہ دوست تھا اور تھا جب نام میرے باپ کا سنا مجھ کو گلے لگا یا اور بہت شفقت کی اور مدد کہا
بعد اسکے پوچھا کہ کیا حاجت تجھ کو ہو اور کس مطلب کے واسطے آیا ہو تو باپ تیرا اتنا مال چھوڑ گیا
کہ کئی پشت تک تجھ کو کافی ہو اور کسی کا محتاج نہ ہو گئے کہ اس واسطے احتیاج مال کے نہیں آیا ہوں بلکہ
سحر سیکھنے کے واسطے آیا ہوں اسے کہا ای لڑکے ہرگز یہ خیال مت کر کہ میں کچھ فلاح نہیں دے گا میں نے کہا
بیچھا نہیں چھوڑا جب تک کہ مجھ کو مائدہ باپ میرے کے جادوگر کامل بنا دو وہ ہر چیز نصیحت کرتا تھا میں نے انہیں
اتنا تھا نا چار سو کہہ کہ شہر جا کہ فلا نادن اور فلائی ساعت آجائے جب دن و وساعت آئی تو

خجلی

تو سلمان ہر

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

ربک دوسری

تفسیر غفر

بہت دلگداس

دھوکے میں رہ

بہت

کس آئین

وہی فکر و فکر

میں خدا کا

وہی فکر و فکر

وہی فکر و فکر

وہی فکر و فکر

وہی فکر و فکر

وہی فکر و فکر

وہی فکر و فکر

میں تیار ہو کر گیا اور ایسا وعدہ کا اُس سے چاہا وہ مجھ کو قسین دیتا تھا اور منع کرتا تھا اور میں اُس کا
 پیچھا نہ چھوڑتا تھا یہاں تک کہ لاچار ہو کر کہہ کر تجھ کو ایک جگہ لجا ہوں لیکن خبردار اُس جگہ خدا کا نام
 بوجھو کہ ہر ایک ایک نقب کے اندر کہ زمین کے نیچے تھا لیگیا مینے اپنے خیال میں شمار کیا کہ
 تین سو اور کتنے زمین طے کیے اور ہرگز روشنی آفتاب کی اُس جگہ کم نہ ہوئی تھی جب نیچے اُن
 زمینوں کے نیچے دیکھا ہم نے کہ ہاروت اور ماروت سے کہی بنجیروں میں بندھے ہوئے ہو امین
 لٹک رہے ہیں اور انھیں اُنچی مانند بڑی بڑی دھالوں کے اوپر لٹکے بڑے بڑے چوڑے اور
 نیچے جسوت اُنکی ہوں لٹک صورتوں پر نظر میری پڑی نے اختیار میری زبان سے نکلا لا اِلهَ
 اِلَّا اللہ بھروسے اس کلمہ کے پر وہ اپنے کو ٹلانے لگے اور فرے مارنے شروع کیے یہاں تک کہ
 بعد ایک ساعت کے خاموش ہو گئے مینے اُن کے واسطے دوسرے مرتبہ کہا لا اِلهَ اِلَّا اللہ
 پھر اُنکی یہی حالت ہوئی تیسری دفعہ پھر کہا یہی حالت و پیش آئی بعد اسکے خاموش ہو کر کھڑے ہا میں
 طرف میری آنھوں نے دیکھا اور کہا کہ تو جنس آدمی سے ہو کہا مینے ان مینے اُن سے پوچھا کہ تمہارا کیا
 حال ہو آنھوں نے کہا جسوقت سے کہ ہم عرش کے نیچے سے آئے ہیں اور اس عبد میں گرفتار
 ہوئے ہیں کبھی اس کلمہ کو ہم نے نہیں سنا کہ ہم نے تیری زبان سے یہ کلمہ سنا مقام اصل اپنا ہوا یاد آیا اور اُن کے اختیار
 آہ و نالہ ہم نے کیا اب کہہ کہ کوئی ست میں سے ہو تو مینے کہا کہ اُمّت محمد رسول اللہ صلعم کی سے
 اُنھوں نے کہا آیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا مینے ان سے بھوت بھی ہو گئے اور وفات بھی پائی اور بعد
 وفات کے خلفاء اُن کے قائم مقام اُن کے ہے اور اُنھوں نے بھی وفات پائی اُنھوں نے کہا کہ اب
 اُسے اُنکی تابع ایک شخص کے ہیں یا گروہ گروہ ہیں کہا مینے تابع ایک شخص کے ہیں کہ حکو بادشاہ
 کہتے ہیں اس بات سے ناخوش ہے پھر پوچھا کہ آپس میں نفاق کہتے ہیں یا اتفاق کہا مینے
 دونوں میں آپس میں نفاق کہتے ہیں اس بات سے خوش ہے پھر پوچھا کہ عمارات اور کانات بحیرہ
 طبریہ تک بن گئے ہیں یا نہیں کہا مینے اب تک آبادی و مائیک نہیں ہوئی اس بات سے بھی ناخوش ہوئے
 اور سکوت کیا کہا مینے کہ بسبب اتفاق بہت حد تک صلعم کے اور تابع ہوئے ایک شخص کے
 کس واسطے طول اور ناخوش ہوئے تم کہا اُنھوں نے کہ اصل اُنکی یہ ہو کہ ہم قریامت سے خوش
 ہوتے ہیں اس واسطے کہ عذاب ہمارا دنیا کی امت تک مابعد قات ہو جائیکہ عذاب موقوف ہو جائیگا

اور جب تک اُسٹ محمدیہ تابع ایک شخص کے ہی قیامت ہو رہی اور جب گروہ گروہ ہو جاوے گی قیامت نزدیک ہو جاوے گی اور ایسے ہی نفاق ولی اس اُسٹ کا دلیل قیامت کی ہو اور ہنچنا آبادی کا بحیرہ طریقہ تک بھی علامت قیامت کی ہو یعنی کہا کہ مجھ کو کچھ وصیت کرو کہا انھوں نے کہ اگر تجھ سے ہو سکے کہ نہ سوئے تو مت سو کہ کارشکل پر پیش ہے پھر یہ شخص چلا آیا اور اُسے سحر نہ سیکھا اور قصہ ہاروت اور ماروت کا موافق اُسکے اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور حاکم اور اوامیر بن نے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت امیر المؤمنین رضی علی کرم اللہ وجہہ سے اور عبدالمہدی بن عمرؓ اور مجاہدؓ وغیرہم سے نقل کیا ہے اس طرح ہے کہ جب بیچ زمانہ حضرت ادریسؑ کے بُرے حال بندوں کے زمین سے طرف آسمان کی چڑھنے لگے اور آسمان کے فرشتوں میں قیل وقال اس بات کی بہت ہوئی اور فرشتوں نے بیچ حق بنی آدم کے تحقیر و اہانت اور لعن طعن شروع کی حق تعالیٰ نے خطاب بھیجا کہ ہم نے بنی آدم میں شہوت اور غصہ رکھ دیا ہے اس جہت سے گناہ اُٹھتے ہوئے ہیں اگر تم کو بھی نہیں ہیں انارین اور شہوت اور غصہ تمھارے اندر رکھ دین تو تم سے بھی گناہ ہونے لگیں فرشتوں نے کہا کہ اگر پروردگار ہمارے ہم ہرگز گناہ کے پاس پھر نیگہ اگرچہ شہوت اور غصہ ہمارے اندر رکھا جاوے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم سب اپنے درمیان میں سے دو شخصوں کو نکالو اور پسند کرنا اختیار کرو تا کہ تم کو حقیقت کام کی معلوم کرو اور ان انھوں نے ہاروت اور ماروت کو نکال عبادت اور صلاحیت میں فرشتوں کے درمیان میں ممتاز تھے منتخب کیا حق تعالیٰ نے اُنکے اندر ترکیب شہوت اور غصہ کی دیکر فرمایا کہ زمین پر جاؤ اور درمیان آدمیوں کے حکومت کرو اور حق الامرائکو کھدیا اور شرک اور قتل اور زنا اور نر اب پیسے منع فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ تمام دن نیامین ہو اور قضا کے کام میں مصروف رہو اور جب شام ہو اس میں عظیم کم کو چھڑا آسمان کے اوپر چلے آؤ پھر وقت فجر کے نیچے اترو ایک مہینہ تک اسی طرح آؤ اور کھڑے تھے اور زمین میں انکی خوب شہرت ہوئی کہ دو شخص بہت صالح ہیں فلائی جگہ کے ہیں اور ہر معاملہ میں سچا حکم کرتے ہیں اور فیصلہ مقدمات کانٹے رو دیا کے کرتے ہیں ناگاہ ایک عورت شہرہ نام کہ تمام عورتوں اُس زمانہ کی سے حُسن اور جمال میں ممتاز تھی آؤ بیچ روایت حضرت امیر المؤمنین کے ایسا آیا ہے کہ اہل فارس سے تھی اور لقب شہرہ شکا اُس ملک میں

خانی

تفسیر

اور اس سے

بڑھ کر اور کون

عالم ہے جسے

اسکی جودن

سوا اس بات سے

روکہ یا کہ اس

میں بادا تو ہی

کی جائے اور

سجدوں کے

وہاں کسے کی

کوشش کی جی

میں میں جیکو جوجان

میں نے ہوئے

چلائے بے دین

سوائی ہو اور

آخرت میں بڑا

عذاب ہے

تفسیر خلیلی

یعنی مسجد خدا کا

گھر شاہی دربار

آمین، بندوں کو

کے ساتھ

درستے ہوئے بنانا

چاہیے کہ ان کی کوئی

نہ ادا نہ ہو جائے

اور اسے ہی بخشنے

کے پہلے دور کثرت

ناز پر ہونا چاہیے

اور اس دربار

میں بندوں کو

وقت و قدر

حاضر ہونا چاہیے

یہی اس گھر کی

آبادی ہے سو

جسے اس گھر

کا ادب و عزت

بیدخت تھا چہ لباس نفیس اور پوشاک مکلف کے لئے شوہر کی فریادی اُنکے رو بڑائی کہتے ہیں کہ
 اصل میں اُسکو شوقِ اسمِ عظیم سیکھنے کا دامنگیر ہوا تھا لیکن جب قدیم سے شوگر بدکاری کی تھی
 اسی طریق کو وسیلہ حاصل کرنے اس مطلب کا بنایا بہر حال یہ دونوں فرشتے مجروح دیکھنے
 اُنکے کے فریفتہ حسن و جمال اُنکے کے ہوتے اور اُس سے خواہشِ فعلِ بد کی کی اُنسے کہا کہ
 تمہارا اور دین اور میرا اور دین باوجود اختلافِ دین کے یہ معاملہ نہیں ہو سکتا ہے اور
 شوہر بھی میرا آدمی نہایت غیرت والا ہے اگر اُسکو معلوم ہو جاوے گا کہ میں تمہارے ساتھ نشست
 برخاست کرتی ہوں تو مجھ کو مار ڈالے گا اول میرے بت کو سجدہ کرو بعد اُسکے میرے شوہر کو قتل
 کرو بعد اُسکے تمہارے ساتھ ہم صحبت ہو گئی انھوں نے کہا معاذ اللہ شرک اور قتل نفس کا
 ناحق نہایت مذموم ہے ہم یہ بات ہرگز نہ کریں گے وہ عورت چلی گئی لیکن اُنکے دل میں قلق
 اور اضطرابِ محبت اُنکے لئے بہت غلبہ کیا دوسرے دن اُس عورت کے پاس پیغام پہنچا کہ
 تم میرے گھر میں آئیے کہ اُنکے ساتھ رہنا اور اُنھوں ہر مکان خوب تیار کیا اور اپنے تئیں بہت آراستہ بنایا
 اور موافقِ عادت اپنی کے شیشے شراب کے بھی حاضر کئے جب اُس مکان میں پہنچے کہا کہ اب بیٹے
 اُنکو چار چیز کا اختیار دیا کہ ایک کو انہیں سے کرو یا بت کو سجدہ کرو یا شوہر میرے کو قتل کرو
 یا اسمِ عظیم مجھ کو سکھادیا ایک پیالہ شراب کا پی لیا اور پینے دونوں نے مشورہ کیا کہ شرک اور قتل
 نفس کا وہ دونوں گناہ سخت ہیں اور اسمِ عظیم بیدار ہے کسی سے کہنا چاہیے اور شراب پینی گناہِ ہلکا
 ہے اسی کو اختیار کرنا چاہیے مجروح اُنکے کہ شراب اُنھوں نے پی مست نے عقل ہو گئے اور اُس عورت
 کے حکم سے بت کو بھی سجدہ کیا اور اُنکے شوہر کو بھی مار ڈالا اور اسمِ عظیم بھی اُس عورت کو
 سکھلادیا اور بعضی روایتوں میں ایسا آیا ہے کہ وہ عورت بسببِ بے رحمی اسمِ عظیم کے آسمان
 کے اوپر گئی حق تعالیٰ نے روح اُنکی کو ساتھ روح ستارہ زہرہ کے متصل کیا اور ساتھ صورت
 زہرہ کے نسخ ہو گئی اور یہ دونوں فرشتے اُنکے ساتھ بچا سکے اور اسمِ عظیم اُنکی یاد سے نکل گیا جب
 شراب کی مستی سے ہوش میں آئے فوس اور غلامت شروع کی اور حق تعالیٰ نے آسمان کے
 فرشتوں کو اُنکے حال سے مطلع کیا اور فرمایا کہ یہ دونوں فرشتے باوجودیکہ تخلیقاتِ میری سے غائب
 نہیں تھے اور کمالِ حضور میرا انکو نصیب تھا شہوت کے غلبہ سے اس گناہ میں گرفتار ہوئے

یعنی آدم کہ او کو حضور میرا میر نہیں اور ثبوت کا اون کی خلقت میں خیر ہے اگر اون سے صدور
 گناہوں کا ہو جاوے کیا تعجب ہے تمام فرشتوں نے اقرار اپنے خطا کا کیا اور بعد اسکے زمین کے سب
 والوں کے واسطے ساتھ استغفار کے مشغول ہوئے اپنا حق تعالیٰ فرماتا ہے والمملکۃ لیسبحون
 بحمد ربهم ویستغفرون لمن فی الارض یعنی اور فرشتے پاکی بولتے ہیں اس حال میں کہ حمد کرتے
 ہیں رب اپنے کی اور بخشش چاہتے ہیں اور لوگوں کی جہز زمین پر رہتے ہیں حاصل یہ ہے وہ
 دو نو فرشتے حالت اپنی دگر گون دیکھ کر مضطرب ہوئے اور روبرو حضرت ادریس علی نبینا و
 علیہ السلام کے آئے اور حال اپنا بیان کیا اور شفاعت اپنے حق میں چاہی حضرت ادریس نے وعدہ
 فرمایا کہ توقف کرو تا کہ دن جمعہ کے واسطے تمھارے جناب آسمی میں عرض کرو گا جب دن جمعہ کا گذر گیا
 فرمایا کہ اس جمعہ میں تمھارے واسطے میری عرض قبول نہوئی دوسرے جمعہ تک انتظار کرو جب دوسرا
 جمعہ آیا حضرت ادریس نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے تمھارا اختیار دیا ہے اگرچہ تم عذاب دینا کا اپنے
 واسطے قبول کرو اور اگرچہ عذاب آخرت کے منتظر ہو دینا میں کچھ مواخذہ نہوگا پس میں مشورہ کیا
 کہ عذاب دینا کا فانی ہے اور عذاب آخرت کا باقی فانی کو اختیار کرنا چاہیے کہ تمام ہو جانے والا ہے
 عذاب دینا کا اونھوں نے اختیار کیا حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ انکے سر کے بال اور بدن کو
 لوہے کی زنجیروں میں سرسے پاؤں تک باندھیں اور اون کو الٹا کر کے سر نیچے کو اوپر پاؤں اوپر کو
 کوٹے میں کہ آگ تیزاوس میں بھڑک رہی ہے لٹکا دیں اور ایک ایک فرشتہ نوبت بنویت آتشیں
 کوڑے اوسکے لگاوے جب تک کہ دنیا باقی ہے کہتے ہیں جو فرشتہ کہ کوڑے مارنے سے فارغ ہوا
 دوسری دفعہ نوبت اُسکی نہیں پہنچتی ہے فرشتہ دوسرا آتا ہے اور اس کام میں مشغول ہوتا ہے
 اور ان کے اوپر پائیں اس قدر ملط کر دی ہے کہ زبانیں اونکی سبب کمال تشنگی کے موقع سے باہر نکل
 پڑی ہیں اور بقدر ایک بالشت کے انکے موقع سے پانی سرد و مرعوب طبع علیحدہ رکھتے ہیں اور ہرگز
 موقعہ اون کا اوس تک نہیں پہنچتا ہے والعیاذ باللہ من غضب اللہ اور یہ قصہ بیچ تھا سیر
 محدثین اور سنن بیہقی اور مسند امام احمد اور دیگر کتابوں حدیث کی میں ساتھ روایتوں متعددہ اور
 طرق مختلفہ کی کہ بعضے اون میں سے صحیح ہیں مروی اور ثابت ہیں لیکن بعضیں متکلمین نے مثل امام راوی
 اور قاضی بیضاوی کے انکار اس قصہ کا کیا ہے اور کہا ہے کہ بیچ نظم قرآن کے کوئی ایسی شے نہیں

تفسیر عریزی
 اور عذاب سے ڈرنا
 چاہیے کہ عذاب
 دوسرے جمعہ میں
 سوسے بار میں
 جانے سے روکاؤ
 ہر کسی کو چاہیے
 وہی نماز پڑھنے
 وہی نوبت میں
 شجاعتی دربار کو
 میدان کیا ہے
 جھکنا دیکھیں
 سونے کا نظم نہیں
 ایسے کوک
 دونوں جہان
 میں سزا بابت
 ہوں سے ان
 سوزنیا میں

کہ اس قصہ کی طرف ہمیں اشارہ نکالے اور روایتیں ان کتابوں کی جس قدر مخالفت اصول عقائد اور
 قواعد میں کہیں معتبر نہ کہنی چاہئیں اور اس قصہ میں کئی وجہ سے مخالفت اصول اور قواعد دین
 کی لازم آتی ہے اول یہ کہ فرشتے بالاجماع معصوم ہیں صدور گناہوں کا ان سے منافی اور مخالفت
 عصمت کی ہے دوسرے یہ کہ ان دونوں فرشتوں کو باوجود گرفتار ہونے کے اس عذاب
 سخت میں فرصت کہان کہ تعلیم سحر کی کریں اور آدمیوں کو اُن کے کیونکر اختلاط میسر ہوتا کہ سلسلہ تعلیم
 اور تعلیم کا درست ہو تو دوسرے یہ کہ عورت بدکار کو باوجود اس خباثت کے کس طرح ممکن ہو کہ علم سحر
 زور سے آسمان کے اوپر چڑھ جاوے اسرار الہی کی دعوت کو بہت شرطیں درکار ہیں اور عہدہ
 انکا تقرری اور بھارت ہے جو تھے مسخ اور تبدیل صورت کی قسم عقوبت کی بھی ہے اور عقوبت کے
 واسطے لازم ہے کہ تحقیر اور امانت اُس میں پائی جاوے اور جس وقت اُس عورت بدکار کو ستارہ روشن
 اور چمکنے والا بنا دیا اور آسمان کے اوپر اُس کو جگہ دی کہ انوار اُس کے ہمیشہ زمین والوں پر پہنچے ہیں موجب
 کمال تعظیم اُس کی کا ہوا کہ صورت انسانی میں اس قدر عظمت ہرگز متصور نہیں ہو سکتی ہے پانچویں یہ
 کہ مذہرہ ستارہ مشہور ہے سچ سیارہ سے کہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے پیدا ہوا تھا اور روایت
 اس قصہ کی سے لازم آتا ہے کہ یہ ستارہ بعد واقع ہونے اس واقعہ کے موجود ہوا ہو چھٹے یہ کہ
 اس قصہ میں فرشتوں کی زبان سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے جناب الہی میں غرض کی کہ ہم باوجود
 ترکیب شہوت و غضب کے بھی نافرمانی نہ کریں گے حال انکہ حق تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر تمھارے اندر
 مانند آدمیوں کے شہوت و غضب کو مرکب کریں تم بھی گناہ میں مبتلا ہو گے پس جوقت فرشتوں نے بعد
 ارشاد حق تعالیٰ کے یہ عرض کی صریح تکذیب و تحریف جناب الہی کی لازم آئی اور یہ فعل شنیع منافی ایمان
 کی ہے چہ جائے فرشتے ہونے کے پس سبب بیچ نازل کرنے ان دونوں فرشتوں کے وہ تھا کہ علم سحر کا بھی
 علوم الہیہ سے ہو بقا اور موجود رہنا اُس علم کا بیچ نوع انسان کے منظور نظر خداوندی کی تحفا
 اور شان انبیاء علیہم السلام کی نہیں کہ اس قسم کے علوم ضرور دینے والے کہ سبب اُن علموں کے
 اعتقاد و تاثیرات مخدو قات کا اور عظمت تاثیر خالق کی سے دلوں میں جگہ پکڑی تبلیغ کریں جیسے کہ
 علوم فلسفہ شریائیات و طبیعیات کے کہ ضرر انکالفع انکی سے زیادہ ہے یہی انبیاء بیان نہیں
 کرتے ہیں اور اُس سے دیدہ و دانستہ سکوت فرماتے ہیں اس واسطے کہ حقیقت نبوت کی دعوت

تفسیر عرabi
 سوانی نصیب
 لگی اور ان پر
 آخرت میں برائی
 اپنے سے کسی
 شے کی طرف
 توجہ نہ دینا
 نہ اللہ و اللہ
 علیہ السلام
 اور پورب اور
 چمک سب خدای
 کا ہی تم ہر صورت
 ہو خدا کا غیظ
 ہی ہے اسد برائی
 گناہوں والی
 بڑا ہی دانائے
 علم غیبی ہوا

خلق کی طرف حق کی ہے اور عقل اور اذنان اُنکی طرف ملار اعلیٰ کی متوجہ کرنا اور یہ علوم اس غرض کے واسطے مخل ہوتے ہیں ضرور ہوگا کہ دو فرشتوں کو واسطے تعلیم اس قسم کے علموں کی نازل فرمایا اور بیچ تعلیم کے کچھ قباحت نہیں اس واسطے کہ انجام کار سحر کا یہ ہو کہ کفر ہے اور جو چیز اس کے کرنے سے کفر ہو جاوے اسکی تعلیم کا کچھ اندیشہ نہیں مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ اگر فلاں ستارہ کی پرستش کرے تو ایسا اثر ہوگا اور اگر فلاں شیطان کی عبادت کرے گا تو یہ مطلب حاصل ہوگا اور دوسرا اس کلام کو سنکر مستحقہ تاثیر اس ستارہ کا یا مشغول ساتھ عبادت اُس شیطان کے ہوگا اس عبادت اور اعتقاد میں ہے اور ان باتوں کے ذکر کرنا یہ کچھ کفر نہیں آتا ہے فقط اور علم سحر میں بشرطیکہ عمل اُس کے ساتھ نہ کرے فائدہ بہت ہیں جیسے کہ امتیاز در میان سحر و انبیوں اور کرات اولیا اور در میان سحر و جادو گروں اور طلسم اور نیرنجات اور شجود و کسے ساتھ اسی علم کے حاصل ہوتا ہے اور جادوی کہ اس علم سے نہ نیرج میں ان چیزوں میں فرق نہیں کہتے ہیں بلکہ ساحروں اور شعبدہ بازوں کو مانند انبیاء اور اولیاء جانتے ہیں اور بعض احوال سحر کے واسطے ہلاک کرنے خدا کے دشمنوں اور الفت و جین اور دفع کرنے بشرط ظالم کی شرعاً مستحسن ہر جاتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ جو شخص سحر کے قواعد کو جان کر استعمال اسکی سے بیچ محل ناپسندیدہ کے احتراز کرے مستحق ثواب بڑے کا ہووے گا کہ باوجود قدرت گناہ کی گناہ سے باز رہے اور بھی اُس وقت میں شہر باہل میں آدمیوں کو شوق اس علم کا بہت تھا اور عجیب اور غریب چیزیں سحر کے کالین تھیں اور بسبب اس علم کے خود بینی اور غرور اُنکا حد سے بڑھ گیا تھا اور انہی کی طرف سے بالکل غافل ہوئے محنت الہی مقتضی اسکی ہوتی کہ اُس وقت میں جیسے وقائع اس علم کے لئے اذہر بسبب و نون و شتون کے معلوم کراوے تاکہ جان لیوین کہ علم الہی سے کسی وقت استغنا اور بے پروائی نہیں ہو سکتی ہے اور اگر اُنکے کمال ہر فن کی سے بغیر مدد غیبی کے عجز بشری حاصل ہے مطلب یہ ہے کہ التفات طرف جناب باری کی اگرچہ اسی پر وہ میں ہوا اُن کو میسر ہو اور دلیل اوپر اس بات کے کہ سبب نازل کرنے ان دو فرشتوں کا یہی تھا کہ مذکور ہوا یہ ہے کہ بیچ لفظ قرآن کے دما انزل علی الملکین واقع ہوا ہے کہ دلیل صریح اوپر نازل کرنے اس علم کے جناب الہی کی طرف سے ہے اور بھی

تفسیر خلیلی

اور نصائے

جو کچھ اذکار

پر کوئی اپنے

اپنے قبیلے کو

بہتر بنانا

حق و عدل سے

فصل باب اول

خاص کر کسی

ایک ہی طرف

نہیں ہے

اس کے حکم

جدد و نو

وہ آدھر متوجہ

ہے رسول

صلی علیہ وسلم

والکہ و سکرم

میں شہر باہل

پہنچتے اللہ

کی طرف حج کے

حال فرشتوں کی ہے کہ قرآن میں مکر ہے وَمَا يَعْزِمُكَ مِنَ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَ لَآ أَمَّا عَنِّي
 فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ بھی سبب معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ یہ نصیحت اور وعظ دلائل کرتی ہے پھر
 اس بات کے کہ یکدو نو فرشتے خود بخود تعلیم علم کی نہیں کرتے تھے اور یہی دلالت کرتی ہے
 اس پر کہ اُن کو منظور محض تعلیم نہ تھی بلکہ تعلیم اور منع کرنا اعلیٰ سے بھی غرض اسی قسم کی باتیں اس قسم کی
 کرنے والوں کی ہیں لیکن اگر روایتوں کو کہ اس کے اندر وارد ہوئی ہیں نتیجہ کیا جاوے یقیناً معلوم
 ہوتا ہے کہ اس قصہ کی بھی اصل ہے اس واسطے کہ اس حال کے بیان میں بہت اخبار اور آثار
 مرفوع اور موقوف اس قدر آئے ہیں کہ قدر مشترک اُن سے حد تو اتنا کہ ہو چکا گو خصوصیات
 واقعہ کے اندر اختلاف ہو اور انکار کرنا قدر متواتر کا خوب نہیں اور اگرچہ احاد طرق اس قصہ
 کی اکثر غیر معتبر اور راہی ہیں لیکن تو اضعفا اور وہابیات کا بھی موجب ترجیح صدق کا ہو جاتا ہے
 اور وہ کہ وجوہ مخالفت اس قصہ کے ساتھ قواعد دین کے ذکر کرنے میں باعتبار ظاہر ہے کہ مسلم ہیں
 لیکن جب غور اور تعمق کیا جاوے رجوع کرنا اُن مخالفت کا طرف قواعد مقررہ دین کی ممکن
 ہے اور جس وقت صحت اس قصہ کی روایات کثیرہ سے ثابت ہو پس اُن مخالفت کی توجیہ
 کرنی چاہیے اور انکار اُن روایتوں کا مناسب نہیں والا لکذیب قصہ حضرت یوسف اور حضرت
 داؤد علیہما السلام کی اور سوا ان کے اوروں کی بھی لازم آوے گی اور توجیہ اس طرح کر سکتے ہیں
 کہ عصمت فرشتوں کے گناہوں سے جب تک ہے کہ اپنی حالت پر رہیں بیٹے فرشتوں کی خدمت
 پر اور جب کہ شہوت اور غضب اُن کے اندر پیدا کیا گیا بالکل فرشتے نہ رہے پس کمال عصمت
 کا بھی اس صورت میں لازم نہوگا جیسے کہ نفوس انبیاء اور اولیاء کے کہ باوجود بشریت کے معصوم
 اور پاک ہو جاتے ہیں بسبب اصلاح شہوت اور غضب کے اور ظاہر ہے کہ جب موثر بدل
 جاوے اثر اوسکے کا بدلنا کیا بعید ہے اور بھی کھ سکتے ہیں کہ تعلیم سحر کی عذاب کی گرفتاری کی
 حالت میں اگر قباس حوصلہ انسانی کی طرف کریں بہت بعید معلوم ہوتی ہے لیکن کلام صحیح
 فرشتوں کے ہے کہ فراخی حوصلہ اُن کے کی معلوم ہے جائز ہے کہ باوجود مبتلا ہونے کے
 صح عذابوں کے تو سے فکریہ اور لفظیہ ادائے برقرار رہیں اور بار بار تجربہ میں آیا کہ جسکو ملکہ کسی
 علم کا ہوتا ہے باوجود گرفتار ہونے اُسکے کی طرح طرح کی بیماریوں اور دردوں اور امراض

فرشتوں کی
 نادرہ باتیں
 اللہ تعالیٰ کے
 حکم کی طرف
 دیاد
 سب سے
 دل سے
 نادرہ باتیں
 جسکو کہیں
 معلوم نہ ہو
 دل میں کی
 کو فہم نہ ہو
 پر صحت چاہیے
 کوئی سبب
 نادرہ باتیں
 جادو سے
 (ترجمہ) قولہ
 بگناہی دلالت

شہیدہ کی اوس علم کی تعلیم کر سکتا ہے اور سبب مزا ولت اور مامارت کے بتلانا
 اوس علم کا اُپراونکے نہایت بیک اور آسان ہوتا ہے اوسے التفات سے وہ کام کرنا ہے کہ
 دوسروں کو کمال بخور اور تامل سے بھی میسر نہ ہو سکے اور ان دونوں فرشتوں کو علم سحر کے بتلانے میں
 اسی قسم کا ملکہ ہو خصوصاً جو قوت مسلم رکھیں اس بات کو کہ اوترا نواؤ نکازین میں واسطے اسی تعلیم
 کے ہو پس غیب کی طرف سے بھی مدد و نکوا اس امر میں پہونچتی ہے اور مقامات عذاب کے اس
 بات سے مانع نہیں ہوتے اور ملنا جلنا آدمیوں کا اون دونوں فرشتوں کے ساتھ ہوتے ہیں کہ اس زمانہ میں
 نہو لیکن یہ چاہئے کہ شیاطین اور جنوں کے واسطے سے افادہ اور استفادہ ہوئی چنانچہ تادمہ سے مروی ہے کہ
 ہر سال ایک شخص شیطانوں میں سے اونکے پاس جاتا ہے اور سحر تادمہ سیکھ آتا ہے اور آدمیوں کے اندر
 پھیلا دیتا ہے اور پہلے زمانہ میں کہ ابتدا کا زمانہ تعلیم اور تعلم کا تھا آدمی بھی اون سے ملاقات کرتے تھے
 اور سحر سیکھتے تھے اور اوسکو بدوں کر کے رکھ چھوڑتے تھے اور یہی کہہ سکتے ہیں کہ ہر چند وہ عورت بدکار
 تھی لیکن جب شوق سیکھنے اہم عظم کا اوسکو ہوا اور اپنے ساتھ صحت کرنے کے اسی کو شرط اون
 دونوں فرشتوں سے ٹھہرا پس اس کام میں دو چیز حسن اور قبح کی مل گئیں حسن باعتبار نیت کے اور قبح
 باعتبار صورت عمل کے جیسا کہ کوئی پیاسا کہ سبب تشنگی کے ہلاک ہوتا ہے غضب کے پانی سے کوئی
 شخص پاس اوسکی بھجبا دے یا ہو کھے مضطرب کو کھانا حرام کھلا دے ناچار مسخ ہونا صورت اصلی سے
 قائم مقام مجازات صورت عمل کی ہوا لیکن حسن نیت کے سبب سے ساتھ ساتھ روٹن کے متصل ہوئی
 اور سرسکا یہ ہے کہ اوس عورت نے حسن اور جمال اپنے کو وسیلہ حاصل کرنے قرب الہی کا کیا تھا لیکن بے جا
 اور بے محل تھا پس اوسکو حسن اور جمال دائمی اس طرح عنایت ہوا کہ ساتھ روح زہرہ کے روح
 اوس کی کو متصل کیا اور ساتھ جرم نورانی کے تعلق اوس کو بخشا اور یہی چڑھ جانے ارواح
 آدمیوں کے اُپر آسمان کے کچھ تعجب نہیں جو موتی اصالحین ہوتے ہیں اون کی رو میں خصوصاً
 شہیدوں کے سات آسمان تک چڑھتے ہیں اور یہ بات مسلم ہے اور ہر چند کہ صورت
 کوکب کے اور مخلوقات کی نسبت سے شرافت اور عظمت رکھتی تھیں لیکن بہ نسبت صورت
 انسانی کے حقیر اور ذلیل ہے پس کسی کی نسبت سے عظمت اور کسی کی نسبت سے حقارت پائی
 گئی اور فرشتوں کے کلام میں بیان کرنا غم اپنے کا اور اطاعت اور فرمان برداری

تفسیر عزیزی

یہاں سے دنیا میں

سودین و دنیا

سے بارے

میں جی بجائیں

رکھی ہے ان کی

حالت سے زیادہ

خدمت نہیں

بنا اور سب

اسکے کرم میں

خارش میں

داخل ہیں اور

میں خاص

عام

مال غیب

جائے ہے

قیام کیا

اللہ و لکنا

میں ہے

تفسیر عذری

بکلام اللہ
وہو اللہ تعالیٰ
واللہ اعلم

رکعتیں ہیں کہ

اللہ کی اولاد

سب سے زیادہ

محبوب ہے بلکہ جو کچھ

آسمان اور

زمین میں ہے

سب اسی کی

مال ہے اور

سب اس کے

مذہب اور ایمان

میں

کی ہے یعنی ہم ہر کیف تیری اطاعت کریں گے نہ تکذیب اور تجھیں جناب باری کی پس منی کلام اُنکے کی
 یکدہ ہیں کہ ہم اپنی طرف سے بھدا را دہ محکم رکھتے ہیں گو واقع میں خلاف اُس کا ہو جاوے اور
 ظاہر فرشتوں نے کلام الہی سے ایسا سمجھا ہو کہ شہوت اور غضب جس مخلوق میں رکھی جاوے
 مدد و رعصیان کا اسکو لازم ہو گو اپنے اختیار سے نہ ہو اور اپنی طرف سے اُنھوں نے عرض کی کہ
 ہم سے ساتھ اختیار اپنی کے صدور گناہ کا نہ ہو گا پس دونوں کلاموں کی مدلول میں تناقض نہ ہو
 تاکہ تکذیب اور تجھیں لازم آتی اور مسخ کرنا اس عورت کا ساتھ صورت زہرہ کی معنی اس کے یہاں کہ
 روح اُسکی کو ساتھ روح زہرہ کی متصل کیا نہ تھ کہ پہلے سے یہ اشارہ موجود نہ تھا پس مخالفت واقع
 کی لازم نہ آتی اور زیر بن بجا اور ابن مردویہ اور یثی نے حضرت امیر المومنین ہر ترضی علی
 کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ میں نے آنحضرت سے پوچھا کہ صورتیں مسخ کی ہوں کتنی صورتیں ہیں
 فرمایا تیرہ فیل یعنی ہاتھی اور خرس یعنی ریچھ اور بھوک یعنی سورا اور بوز یعنی بندر اور مار ماہی اور
 سوسا یعنی گواہ اور کوطوا یعنی چمکاڑا اور کرشم یعنی بچھو اور وعموص یعنی چھوٹا سا جانور کہ دریائوں
 میں ہوتا ہے اور عرف ہندوستان میں اسکو جولاہہ کہتے ہیں اور عنکبوت اور خرگوش اور
 سہیل اور زہرہ کہا ہیں نے یا رسول اللہ صلعم سبب مسخ اُنکے کا کیا تھا فرمایا کہ فیصل ایک
 مرد تھا اسرکش اور دولت مند کہ عادت لواطت اور بچہ بازی کی اُس میں تھی اور کسی نے پیش کو
 پھوٹا تھا کہ ساتھ اُس کے پھر حرکت نہ کرتا اور خرس ایک مرد تھا محنت کہ اپنے تئیں مانتہ
 غورتوں کے آراستہ کیا کرتا تھا اور مردوں کو اپنے اوپر چڑھاتا تھا اور گردہ خوگون کا ایک
 جماعت لشاری سے تھی کہ نعمت نزل ماندہ کی ناشکری کی تھی اور گردہ بند روں کا قوم
 یہودیوں کا تھا کہ ہفتہ کے دن شکار مچھلیوں کا کرتے اور مار ماہی ایک آدمی دیوٹ تھا کہ
 درمیان عورت اپنی کے اور مردوں کے گٹنا بن کرتا اور سوسا ایک دہقان تھا جگل شیر
 کہ حاجیوں کے قافلہ میں چوری کرتا اور وطرط ایک مرد تھا کہ میوے درختوں پر سے چوری
 کرتا اور کرشم ایک مرد زبان دراز تھا کہ کوئی آدمی اُسکی زبان سے نہ چھوٹا اور وعموص
 ایک مرد چنل خور تھا کہ بسبب چنل خوری اپنی کے درمیان دو ستون کے جدائی ڈالتا اور
 عنکبوت ایک عورت تھی کہ اُس نے اپنے شوہر پر سحر کیا تھا اور وہ مر گیا تھا

اور جو گوشہ کی ایک عورت تھی کہ حیض سے غسل اور طہارت بخرتی تھی اور یہیل چونکہ کدیر تھا میں
میں کہ ہر شخص سے زبردستی کچھ لے لیتا اور زہرہ لڑکی بادشاہ کی تھی کہ مروت اور مروت
مفتون اپنا کیا تھا اور تفسیر زاہدی میں بیچ تمہ اس قصہ کے مذکور ہے کہ خدا وادھا الی نفسہا
خابت ان تمکن من نفسہا حتی یطہاھا الا سماء الاعظم فعلمھاھا فدخلت بیدھا
ونظہرت ودعت اللہ تعالیٰ باسمہ الاعظم فغسلھا اللہ تعالیٰ کو کبہا فصدت السماء
یعنی پس ارادہ کیا اُن دونوں فرشتوں نے اُس عورت سے قضا حاجت اپنی کا پس ہٹ رہی
وہ عورت اس بات سے کہ قادر کرے اُن دونوں کو اور نفس اپنے کے مگر یہ کہ سکھلاؤ
وہ دونوں اُسکو اسم اعظم پس سکھلا دیا انھوں نے اُس عورت کو اسم اعظم پس داخل
ہوئی گھر میں اور پاک ہوئی اور پکارا اُسے اللہ کو ساتھ اسم اعظم اُسکے کے پس مسح کر دی اس
نے صورت اُسکی ساتھ ستارہ کے پس چڑھ گئی آسمان کو دَعَا یَعْلَمَانِ مِنَ الْحَدِ
یعنی اور وہ دونوں فرشتے ہرگز ارادہ گمراہ کرنے آدمیوں کا نہ کھتے تھے اور سحر کی تعلیم میں
کفر خلائی کا اُن کو منظور نہ تھا جیسا کہ شیاطین کرتے تھے بلکہ ہرگز تعلیم نہیں کرتے تھے کسی کو
یہاں تک کہ اُسکو خبردار نہ کھتے تھے اور بقیہ سحر کے اور نصیحت مذیت تھے چنے یعنی یہاں تک
کہ اپنے تئیں ساتھ صفت حقارت کے موصوف کرتے یَقُولُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَتَكُنْ یَعْنِی
کہتے تھے نہیں ہیں ہم مگر سبب فتنہ خلق کے اس واسطے کہ خلق ہم سے سحر سیکھ کر
کافر اور نافرمان ہوتی ہے پس تیرے حق میں بہتر یہ ہے کہ یہ سحر سبب کفر اور
نافرمانی کا ہے اور حادث سبب اس کا موجود ہوتا ہے تو اس کو اختیار نہ کر اور اگر اُسکو
اختیار کرتا ہے فَلَا تَكْفُرْ یعنی پس کافر مت ہو بسبب اعتقاد کرنے تاثیر کو اکب او
شیاطین اور ارواح خبیثہ کی اور بسبب عبادت کرنے انہی کے اور جس وقت طالب اصرار کرتا تھا
اور باوجود نصیحت اور بند انہی کے سیکھنے سے باز نہیں آتا تھا اُسکو تعلیم کر دیتے کہ سحر فلا نے
امر میں اس طرح ہوتا ہے فلا نے مقدمہ میں اس طرح اور اس ترتیب سے تاثیر اُسکی ہوتی
ہے اور اس ترتیب بھی بیچ فلا نے کام کے پس خدا سے ڈر اور اُس کے عمل میں مشغول
مت ہو تاکہ رفتہ رفتہ تاثیرات باطلہ کا اعتقاد تجھ میں آجاوے اور تفسیر زاہدی میں

تفسیر عربی
اسد تعالیٰ فرماتا ہے آدمی نے جسے جھٹلایا اور جھڑکنا سبب دہشت اور مجھے گالی دی پھر بھی اس کو لائق نہ تھا جھٹلایا پھر کہ میں اس کو دوبارہ جہان نہیں سکنا ہوں اور گالی پھر دی کہ میرے لیے بیٹا جھڑکنا حال نہ کہ میں بی بی اور بیٹے سے پاس ہوں رب باریک اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے

تفسیر طبری

نہیں ہے، اور
 کن فیلسوف
 ارشاد ہے اپنی
 کمال قدرت بیان
 فرمائی کہ میرا
 ایک بار کسی تیز
 کوئی کہہ دینا اٹل
 چہرہ کے لیے حسب
 خواہش بیکریار
 ہو جائے گا کافی اثر
 و قال الذین
 یحکمون انہ
 اللہ و انما یستأذنون
 الذین فی قلوبہم
 حقد من عند ربہم
 ان یتحدوا علیہم
 الذین فی قلوبہم
 حقد من عند ربہم

حالانکہ یہ جدائی گناہ کبیرہ ہے اور باعث قطع نسب صحیح کا ہوتا ہے اور مخالف حکم شرع کے ہے کہ
 اس عقد کے کرنے کو اور باقی رکھنے کے کو فرمایا ہے پس جس چیز کا حق تعالیٰ وصل چاہتا ہے
 یہ لوگ اسکو قطع کرتے ہیں اور جو کہ اسد بناتا ہے یہ اسکو توڑتے ہیں پس اس فعل قبیح میں
 مخالفت مفسی الہی کی بھی لازم آئی اور فساد عالم کا بھی بسبب بنا ہوئے اور قطع نسب کی اور ضرر
 پہنچانا بھی ساتھ عورت اور خاوند کے اور جب کہ سحر سے یہ عمل شنیع کرتے ہیں معلوم ہوا کہ دوسرے
 عمل بھی البتہ کرتے ہونگے حدیث صحیح میں آیا ہے پیچ سنن ابن ماجہ کے کہ آنحضرت فرماتے تھے کہ
 بہتر سفارش اور صلح کاری یہ ہے کہ درمیان دو شخص کے نکاح کے امر میں صلح کرے تو
 صحیح مسلم میں روایت کی ہے کہ ان حضرت نے فرمایا ہے کہ شیطان ہر روز وقت صبح کے تخت اپنا
 پانی کے اوپر رکھتا ہے اور اپنے لوازم اور تابعین کو زمین پر واسطے خراب کرنے آدمیوں کے
 بھیجتا ہے اور شام کے وقت جائزہ ان کے کاموں کا لیتا ہے کہ جو کوئی بہت بڑا فائدہ آدمیوں
 میں ڈال کر آیا ہو اسکا قرب اور منزلت زیادہ کرتا ہے پس کوئی اس کے تابعین میں سے
 آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے فلا نے آدمی کا ایسا بچھا لیا کہ اس نے زنا کیا یا چوری کی
 یا شراب پی شیطاں کہتا ہے کہ کچھ نہیں کیا تو نے پھر دوسرا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے
 فلا نے آدمی کو اس قدر پکایا کہ درمیان اس کے اور درمیان عورت اسکی کے جدائی ڈالی وہی
 شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور اس کو نزدیک اپنے بلاتا ہے اور اپنی جھاتی سے لگاتا ہے
 اور کہتا ہے کہ بہت اچھا بیٹا ہے تو اور ابو الفرج اصفہانی بیچ کتاب افغانی کے ساتھ روایت
 عمرو بن دینار کے لایا ہے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے زریج باپ قیس کے کو فرمایا کہ
 آیا نزدیک تیرے حلال ہونے بعد بات کہ درمیان قیس اور رہنی کے جدائی ڈالی تو نے
 آیا نہیں سنا ہے تو نے کہ امیر المومنین عمر بن الخطاب فرماتے تھے کہ نزدیک میرے برابر خواہ و مرید
 مرد اور عورت اسکی کے جدائی ڈالوں میں یا دونوں کو تلواریں ماروں میں کہ گناہ میں دونوں
 برابر ہیں لیکن مسلمان کو نچا ہے کہ سحر ہو دیوں وغیرہ کی سے دل میں خوف کر کے کہنے
 لگے کہ سحر میں جب ایسی ایسی تاثیریں ہیں کہ شوہر اور زوجہ کی محبت ساہا کی ایک بھٹکے
 اس کے زور سے دور کر دیتے ہیں اور آدمیوں کے دلوں میں ایسا تصرف کرتے ہیں کہ باوجود

موجود ہونے شرعاً و عرفاً کو ناگون اسباب محبت اور نفرت کے بغض اور نفرت الیہ تین ہیں کہ کوئی
 اس سے بچ سکے اور اگرچہ اور قسم کے سحر سے جیسے کہ شکست و دشمنوں کی یا ایک شوکا دوسری
 شے سے بدل دینا یا دکھانا خارق عادتوں کا بچنا ممکن بھی ہو کہ ایمان کے زور سے محفوظ
 رہیں اور معتقد باطل تاثیروں کے نہیں لیکن اس قسم کے سحر سے کہ دل میں تاثیر کرنا ہے
 اور دل کو محبت سے طرف نفرت کی پھیر دیتا ہے کس طرح بچیں ببادا ہا سے دلون کو بغیر
 اور خدا جل شانہ کی اور کتاب اور دین کی محبت سے یہ لوگ پھر دین اور صحبت پیغمبر صلعم کی کہ
 برسوں سے ہموک حاصل ہو مفارقت اور جدائی کے ساتھ بدل کرین پس ایہ علاج ہر مرض
 باطنی کا ہمارے ہاتھ سے جاتا رہے اور کسی جیلہ سے اُسکو دفع نہ کر سکین اسواسے کہ ہر چیز
 یہودی اور شل اُنکے ایسی تاثیریں سحر کی کہتے ہیں لیکن حقیقت میں کچھ نہیں کر سکتے ہیں اسواسے کہ سحر
 اور تمام اسباب جہان کے کو بغیر علم الہی کے کچھ تاثیر نہیں دے گا کہ چھٹا جن پلیمین احکام
 بِإِذْنِ اللَّهِ یعنی اور نہیں ہیں یہ یہودی کہ ضرر پہنچاویں بسبب سحر اپنے کسی کو مگر ساتھ ارادہ
 اور مشیت الہی کے جبوقت وہ چاہتا ہے سحر کی باتوں میں تاثیر پیدا کر دیتا ہے اور جبوقت
 چاہتا ہے اُن اعمال کو تاثیر سے بند کر دیتا ہے اور اسی واسطے اگر کوئی ساحر چاہے کہ اس
 کے کاموں کے عادت کے موافق ہمیشہ ہوتی ہیں مثلاً بارش کرنے اور اناج وغیرہ پیدا کر دینا
 بند کر دے یا بغیر فوج اور لشکر کے کسی ملک پر سحر کے زور سے مسلط ہو جاوے یا کسی لشکر کو
 ہلاک کرے نہیں کر سکتا اور انجام کار سحر کا یہ ہے کہ ضعیف دلون میں ساتھ ڈالنے خواہشوں اور ادول
 کی تاثیر کرتا ہو اور وہ تاثیر بھی ہمیشہ باقی نہیں رہتی ہے پس مرد مومن کو کہ ذات و معدہ لا شرکاب کو
 سو شرعی سچتا ہو کسی چیز سے سولے خدا کے ڈرنا چاہیے کہ کل اختیار عالم اسباب اور
 سببات کا اسی کے ہاتھ میں ہو بلکہ حقیقت میں سوائے تاثیر اُسی کے کوئی تاثیر نہیں جسنے کام
 اور فعل میں اُسی کے ہیں کہ جہان میں بڑے ہوتے ہیں وہم اور خیال اُلے جانتے ہیں کہ فلا نے
 نے فلا نا کام کیا اور یہودی سچ شغل کیے انھیں دو قسم سحر کے کہ مذموم اور معیوب ہے کہ نیت نہیں
 سحر کرتے ہیں بلکہ اوقات اپنی کو بیچ حاصل کر لے اور چیزوں کے اس جنس سے کہ باعث و گردانی
 کا علم شریعت اور وحی الہی سے پہنچی صرف کرتے ہیں وَتَعْلَمُ اَنْ مَا يَتَّبِعُ هُمْ لَا يَنْفَعُهُمْ

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

تاکہ باعث فساد عقائد کا جو دلی ہذا القیاس آوریہ سب علم اکثر خلق کو ضرر کرتے ہیں اور جو نعم
 کہ ان علموں سے توقع کیا جاتا ہے اُنکو حاصل نہیں ہوتا ہے اور یہودی ایسے ہی علموں میں اپنے
 ہوئے تھے اور نیک علموں سے اعراض کرتے تھے اور یہہ اشتغال میں اس جہت سے تھا کہ
 ضرر ان علموں کا نہیں جانتے تھے اور جہل اور نادانی کی راہ سے ان علموں کو نافع اعتقاد کرتے تھے
 بَلْكَذَلِكَ لَقَدْ عَلَّمُوا الْمَنْ اَشْتَرَا مَا لَكَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ يٰعِيسٰى اَوْتَحِيْتُ بِهٖ يَهُودِي جَانْتِ
 تھے کہ جو کوئی خرید کرتا ہے اس قسم کی علوم کو اور مال اور جان اپنے کو بیچ حاصل کرنے اسکی
 کے کہوتا ہے اسکو آخرت میں کچھ نصیب نہیں اسواسطے کہ مال اسکا راگن گیا اور اوقات اسکی
 کہ سرمایہ کب ثواب کا ٹہا بھی ضائع ہوئی اور جو چیز کہ آخرت میں کام میں آوے اسکی باتہ میں
 نہ آئی اور بیچ حق اسکی کہ اوپر ہند رہے نصیبی کی قناعت نہیں بلکہ وَلَيْسَ مَا شَرَوْا بِاٰيَةِ الْفُسْخِ
 یعنی اور بہت بری چیز ہے وہ کہ بیچا انہوں نے بیچ اسکے جانوں اپنی کو اسواسطے کہ بسبب
 اشتغال ان علموں کی شقاوت اور بیخوشی کی حاصل ہوئی اور سعادت ہمیشگی کی باتہ سے
 گئی لَوْ كَانُوا يَعْلَمُوْنَ یعنی کاش وہ جانتے کہ ہم سعادت ابدی کو شقاوت کے ساتھ بدل
 کرتے ہیں بسبب حاصل کرنے ان علموں کی لیکن وہ اس بات کو نہیں جانتے ہیں بلکہ گمان کرتے
 ہیں کہ اگر ہم مال اور اوقات اپنی کو بیچ درپے ہوئے تحصیل ان علموں کے صرف کریں نہایت
 کار اسکی کا یہی ہے کہ آخرت میں ثواب اسکا ہو نہ لے جیسے کہ اور مباحات میں یا گمان کرتے
 ہیں کہ اگر تحصیل ان علوم ضرر دینے والوں کی آخرت میں موجب عذاب ہمارے کے ہوگی وہ خدا
 جلدی سے جاتا ہے گا اور تمام ہو جاوے گا اور اس امر میں شک ساتھ منفردات اپنی کے کرتے
 ہیں کہ لَنْ نَحْتَمِلَ اَلْاٰثِمَ اَنْ اَنَا مَا عَقَدُوْهُ اٰمِس ہماری مثال اس معاملہ میں کہ جانوں اپنی کو بیچ
 سے عذاب میں گرفتار کیا ہے مثل اس شخص کی ہے کہ واسطے حاصل کرنے لذت نفسانی کی
 شب بیداری کی یا رقص میچنے اور دیدار بازی میں رات کو نہ سویا اور کچھ زہری خراج کیا اور
 تمام دن سبیل سکے کچھ سستی اور ماندگی بدن میں یا نقصان مال میں ظاہر ہوا کچھ اس شخص کو
 مقلد اس لذت کے معلوم نہیں ہونے کا ہم اس نسبت کو نہیں پہنچتے ہیں کہ حائین اپنی بالکل
 بیخدا ہیں اور وبال دانی میں گرفتار رہیں اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ بیچ مسدلول

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر غزیری

تفسیر خلیل

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين

ہے اور وہ عزیز خیر بنا
پوچھتے تھے ہونگی۔

مسلمان کیون نہیں بنا

نہایت پرستش و تحقیر فقط

۱۰۰

بہارِ نبویؐ

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

میں نے ان کو دیکھا تھا۔

10/1/54

سے

2

لقد علما اور لوگ انہی علموں کے متناقض اور اختلاف نہیں اس واسطے کہ مدلول نقد علما کا حاصل ہونا علم اٹکان ہونے اس تحصیل کا آخرت کے اندر ہے یعنی آخرت میں اسکا ثواب کچھ نہ ملے گا اور مدلول لوگ انہی علموں کا کاشفی علم عذاب ہمیشگی کی ہے چرچا ملنے کے ان علما کے اور در بیان علم ثابت اور علم منفی کے بہت تفاوت ہے اور باوجود اسکے کہ یہ یہودی بیچ اس قسم کی غفلتوں اور روگردانیوں کے کتب الہیہ سے اور علوم محمودہ سے گرفتار ہیں لیکن مختصا الہی اور رحمت عام اسکی نے دروازہ توبہ اور اصلاح کا انکے اوپر بند نہیں کیا وَاَلَمْ اَمْنُوا یعنی اور بالفرض یہ یہودی اگر آپ بھی ایمان لاویں ساتھ کتابوں اپنی کے اور ساتھ اس کتاب کے کہ اس وقت میں نازل ہوئی ہے وَالْقُلُوبُ اَعْمٰی اُور پرہیز کرین کتب سحر اور علوم ضارہ کے مشغول ہونے سے لَمَّشُوا بِئِنَّ یعنی البتہ ثواب ہے اگرچہ تھوڑا ہو مِّنْ عِزِّ اللّٰهِ خَزَائِنُ لَّدٰیْہِ کے پاس سے بہتر اور نافع زیادہ ہے دنیا اور تمام دنیا کی چیزوں اور نعمتوں سے چہ جہ اس کے کہ انکے ہاتھ میں سحر سے بطریق اجرت یا رشوت کے کچھ حاصل ہوتا ہی یا نام اور جاہ بسبب اُن علموں کے پیدا کرتے ہیں لَوْ کَانُوا یَعْلَمُوْنَ یعنی کاش وہ جانتے کہ ثواب آخرت کا بہتر دنیا کے نفع اور فائدوں سے ہے باقی یہ ہے اس جگہ چند سوال جواب طلب کہ تفسیر لے اس مقام میں وارد کرتے ہیں اول یہ کہ جملہ لبش ماشرفا بہ الفسہم کا جملہ انشاء یہ مصدر ساتھ فعل ذم کے ہے اور جملہ لمن اشتد مالہ فی الآخرۃ من خلاقی کا جملہ خبر یہ ہے پس عطف انشاء کا اوپر اخبار کے لازم آیا جواب اس سوال کا موافق اس تفسیر کے کہ ہم نے اختیار کی ہے اس طرح ہے کہ یہ جملہ معطوف ہے اوپر ولقد علما کے نہ اوپر لمن اشتد کے اور داخل نیچے علم کے نہیں والا کا نا ای علموں کے دلالت اوپر نفی علم انکے کی کرتا ہے من متقن اسکے ہوتا ہے اور اگر کہیں کہ ولقد علما بھی جملہ خبر یہ ہے ہم کہتے ہیں کہ لام تو طویلہ قسم کا ہے اور جملہ قسمیہ جملہ انشاء ہے خبر یہ نہیں البتہ موافق تفسیر جہور کے کہ اس جملہ کو معطوف اوپر لمن اشتد کے گردنتے ہیں یہ سوال متوجہ ہوتا ہے اور جواب اسکا اس طرح کہتے ہیں کہ انشاء کو بیچ تاویل خبر کے گرد انکے ساتھ تقدیر مقول فی حقہم لبش ماشرفا بہ الفسہم کا ذکر عطف کے ہیں سوال دوسرا یہ ہے کہ لو بیچ لو کا نا ای علموں کے واسطے تنبی کے ہے جیسا کہ تفسیر میں

اور تمہنی شے کی اُس وقت ہوتی ہو کہ اوپر حصول اُس شے کے قدرت نہ ہو بلکہ جل شانہ سے کہ
 قادر مطلق ہو تمہنی کس طرح منصوب ہو سکے جواب اسکا یہ ہو کہ تمہنی بیچ کلام الہی کے سچے واقع ہوتی ہے
 کہ اُس کلام کے اندر خطاب کرنا بشر کو ہوتا ہو جیسا کہ لفظا شک اور اخطاب کے بھی اس کلام میں
 موقوف اور پراسی خطاب کرنے کے ہیں اور جبکہ نزول اس کلام کا واسطے مخاطب کے لئے بشر کے ہے
 روشن اور تیرہ انکا گفت وگو میں جاری فرمایا ہو گیا ایسا ارشاد ہوتا ہو کہ حال انکا بیچ مایوس ہونے
 کے دانش اور پیش سے اُس حد تک پہنچا ہے کہ کہنے والا اس لفظ کا بیچ حق اُنکے کے کہتا ہے
 اور کہہ سکتے ہیں کہ تمہنی بیچ کلام الہی کے محمول اور حقیقت اپنی کے نہیں بلکہ مجازاً مراد اس کے
 طلب شے کی ہو اور لفظ تمہنی کے سے بیچ اس کلام کے طلب ہونا معنی کا ثابت ہوتا ہو اور طلب کرنے
 اور غیر واقع کے خدائی تعالیٰ کی طرف سے بعد نہیں بلکہ ایمان ابوہریرہ کے اور صاحب کثافت
 تمہنی کو بیچ کلام الہی کے مجازاً ارادہ مراد رکھا ہو لیکن یہ مراد لینے اور مذہب سنت و عبادت
 کے صحیح نہیں اس واسطے کہ ارادہ الہی نزدیک اُنکے مستلزم حاصل ہونے مراد کو ہوتا ہے سوال تیسرا
 یہ کہ بیچ و لفظ حلوا کے اثبات علم کا بطریق تاکید قسمی کے فرمایا ہو اور بیچ کو کا فاعل علون کے نفی علم کی
 اس حد کو پہنچائی کہ مایوسی کے مرتبہ کو پہنچا دیا اور حکم محالات کا اُسکے واسطے مقرر کیا یعنی فقط
 آرزو اسکی رہی ظاہر میں یہ نفی اور اثبات تناقض دکھلائی دیتا ہو جواب اسکا یہ ہو کہ یہ سوال
 اسوقت وارد ہوتا ہے کہ لہنس ماسر و ابراہیم نے لفظ اوپر لکھنا اشتراک کے ہوتا کہ تحت علم کے
 داخل ہوا اور واسطے اُس تفسیر کے کہ گزیر سے یہ جملہ معطوف اور جملہ قسمیہ کے ہو داخل نیچے علم
 کے نہیں اور جائز ہے کہ مضمون جملہ اولیٰ کا ہو دیون کو معلوم ہوا اور مضمون اس جملہ کا معلوم نہ ہو
 اس واسطے کہ بیچ مضمون دونوں جملوں کے نہ اتحاد علمی ہو اور نہ تکرار علمی اس واسطے کہ مضمون جملہ
 پہلے کا یہ ہو کہ سعی کرنی بیچ تحصیل کرنے علوم ضروریہ والوں کے کہ غیر نافعہ ہیں آخرت میں اُنکو
 نفع نہ ملے گی اور مضمون اس جملہ کا یہ ہو کہ جان اپنی کو اس قسم کے علموں کی تحصیل میں صرف نہ کرے
 اسکا بسہ اور ظاہر ہے کہ نہ حاصل ہونے نفع کو کسی چیز میں حصول ضرر کا لازم نہیں بلکہ سنا جاتے
 کہ نفع اخروی رکھتے ہیں نہ ضرر آخرتی لیکن جہو مفسرین نے کہ اس جملہ کو معطوف اور پر لکھنا
 اشتراک کے کیا ہو اور علم کی تحت میں اسکو بھی داخل شمار کیا ہو پس بیچ جواب اس سوال کے

خلاصہ

دونوں کے واسطے

خبر نہا نہ کہ میں بلکہ

ایسے وقت میں

زبانہ شکر میں

وہی تفسیر غریبی

تفسیر غریبی

قل ان ہدی ولایت

منازل ہدی ولایت

انہی انہی جاتے

بجائے انہی جاتے

من الہدی جاتے

انہی من الہدی

ایسا کہا ہے کہ ثابت کرنا علم کا بیج صابر جملہ پہلے کے علی سبیل التحقیق اور بیان واقعی ہے اور نفی علم کے دوسرے کلام میں حقیقت نہیں تاکہ تناقض ہو وی بلکہ سبب نازل کرنے عالم کی بمنزلہ جاہل کے ہے اس واسطے کہ جو عالم موافق علم اپنے کے بچلے جاہل کے ساتھ برابر ہے سوال چوتھا یہ کہ مثنویہ من عند اللہ خیر جزائے مشرط لوافھما منوا و اتقوا کی واقع ہوئی اور جزا ایسی چاہیے کہ شرط کی اوپر موقوف ہو حال آنکہ بہتر ہونا ثواب خدا کا اُنکے ایمان اور تقویٰ پر موقوف نہیں اس واسطے کہ ثواب اللہ تعالیٰ کا دینا اور ما فیہا سے بہتر ہے خواہ یہودی ایمان اور تقویٰ لادین یا ٹالوا دین پس ربط در میان اس مشرط اور جزا کی کس طرح حاصل ہو جواب اسکا یہ ہے کہ ترتیب جزا کا اوپر مشرط کی کہی باعتبار ثبوت واقعی کی ہوتا ہے مانند ان جاءك ذیذ ذلکرمہ اور کہی باعتبار ثبوت علمی اور باعتبار حکم کرنے کے ساتھ اُسکے ہوتا ہے مانند ما یجوز من نعمة فمن اللہ وان یکن لک فذلک کنیت رسل من قبلک اور اسجگہ بھی قسم اخیر کی قبیل سے ہے یعنی حکم کرنا ساتھ خیریت ثواب کے اور ذکر کرنا اسکا نزدیک اُنکے موقوف اور پر ثبوت ایمان اور تقویٰ اُنکی کے ہے اور بعض مفسرین نے کہا ہے کہ لفظ لھم کا اس قول میں محذوف ہے اور اصل میں اس طرح ہے مثنویہ لمن عند اللہ ساتھ قرینہ مقام کے اور خیریت ثواب کے کہ اُنکو حاصل ہو موقوف اور ایمان اور تقویٰ اُنکی سے واللہ اعلم اور جیسا کہ ان دونوں نے کتابوں الہی سے اعراض کر کے تحصیل سحر اور اقسام اُسکے کی اختیار کی ہو اور جانوں اپنی کو بیچ اس شغل بد کی ہلاکت میں ڈالا ہے ویسی ہی عادت اس بات کی بھی پکڑی ہو کہ حیووت کلام اور خطاب نے رگوں سے کئی تین فریب کی راہ سے دوطرفی بات کہتے ہیں کہ ایک وجہ سے تعظیم اور ایک وجہ سے تحقیر اور اہانت اُس میں پائی جاوے اور اُس قسم کا فریب باتوں میں حیووت بیچ خطاب بزرگوں واجب التعظیم کے واقع ہوا مشابہت تمام سحر کے ساتھ اُسکو ہوتی ہے کہ فعل قبیح کے متین کہ تحقیر اور اہانت بزرگوں کی سہیج پردہ تعظیم حقیقی کے پوشیدہ اور مخفی کرتے ہیں تاکہ کوئی اُس حقارت کو نہ سمجھے جیسے کہ ساخر فعل اپنے کو بیچ پردہ خوارق اور کرامات حیا کے مخفی کرتا ہے پس یہہہ لوگ بھی مرتکب سحر حقیقی کے ہوتے ہیں اور یہی مرتکب سحر سانی کہ او مثال اس فریب اور ہوکاڑی اُنکی کی یہہہ ہے کہ جب آنحضرت کو دیکھتے تھے اور ساتھ میں جلتے

ترجمہ تفسیر عزیزی
نہایت کی کمال
عزیز اور ہلکا
بسی اور دیو
اور اُنکی تقویٰ
یہ سنا سنا کہ
نہایت کی کمال
بہت اور زیادہ
ہے کہ بہت
نہ سنا سنا
سکا کی کمال
وہاں ہونا
بہت اور زیادہ
یہ کاف
یہاں نے مسلم
یہاں کی بات
کافی ہوئی
یہاں معلوم
یہاں کی بات
یہاں کی بات

ہم حکام ہوتے تھے کہ تو تہہ را عنا کہ معنی ظاہری اسکے طلب کی رعایت اور توجہ کروانی طرف حال اپنے
 کے ہر یعنی طرف حال ہمارے متوجہ ہو تو ہم اور حکم تعلیم اور ارشاد فرماؤ اور یہ بات تعلیم کے اوپر دلالت
 کرتی ہے اور دوسرے قبیح معنی بھی اسکے ہیں اسو طے کہ راعن منج لغت کے لاجحق کو کہتے ہیں
 مشتق رعونت سے کہ ساتھ معنی حق کے کہ ملا ہوا ہو ساتھ تکبر کے اور الف منج آخر اسکے کو بدلا ہوا
 تنوین حالت نصبی کے سے ہر کہ وقف کی حالت میں الف ہوجاتی ہے اور اس لفظ کو حکم منادی نکرہ
 کا دیکر منصوبہ لائے ہیں یعنی لے حق متکبر اور اکثر یہودیوں کے عرف میں ساتھ ہی قبیح معنی کے
 ہر اچ اور مشہور ہوا تھا چنانچہ لفظ معنی کا ساتھ معنی مابول کے منج عرف اور باش زمانہ ہمارے
 اور لفظ ثالث بالآخر کا ساتھ معنی ولدا الزنا کے اور مرد مقدس ساتھ معنی حق کے اور سلمان لوگ
 اس معنی فاسد سے بچتے تھے جب یہودیوں سے سنا کہ اس کلمہ کو منج مقام خطاب آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال کرتے ہیں انہوں نے سمجھا کہ شاید یہہ گروہ اہل کتاب ہیں منج تعلیم
 انبیاءوں کے ہی کلمہ کو منقول جانکر استعمال کرتے ہیں ہمارے تین بھی چاہیے کہ اسکو استعمال
 کریں بسبب بیخبری اور نادانی کے اس کلمہ کو کہنے لگی پس سری مشابہت بھی منکر کے ساتھ منج استعمال
 اس کلمہ کے حاصل ہوئی کہ مسلمانوں کو طریق مخفی سے اس طرف اسے کہ کلمہ کفر کا زبان پر چلا دیں اور
 یہہ بنائیں کہ یہ کلمہ کفر کا ہی بلکہ کچھین کہ کلمہ عظیم بنیمہ کا ہے حضرت سعد بن معاوی نے کہ انصار کے
 بزرگوں میں سے تھی ایک دن یہودیوں سے اس کلمہ کو سنا اور پیشتر یہودیوں کے ساتھ نشست
 برفا ست او کی تھی اور جانتے تھے کہ یہ لفظ انکی عرف میں شام پر منجی اور غصہ سے پیش آئے اور کہا کہ اگر
 یہ اس کلمہ منج حق اور منج اب صلیم کے تمہاری زبان سے سنو گنا گردن تمہاری مارو گنا یہودیوں نے
 کہا کہ ہمارے اوپر کو سوط غصہ ہوتے ہو مسلمان لوگ یہی کہ گروہ تمہارا ہی اس کلمہ کو منج حق انتخاب
 صلی اللہ علیہ وسلم کے کہتی ہیں سعد بن معاذ ناخوش ہو کر آگے آنحضرت کے پہنچے دیکھا کہ یہہ آیت
 نازل ہوئی ہر کہ یا ایہا الذین امنوا اے ایمان والو تقضای ایمان تمہارے کا یہہ ہے کہ
 تبلیس اور دھوکے کو لفظ کو مطلق ترک کرو اگرچہ تمکو قصد ہو کا دینے کا نہیں پس لا تقولوا
 را عنا یعنی مت کہو تم لفظ را عنا کا منج جناب بنیمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کہ اس لفظ میں
 معنی دشنام کے بھی نکلتی ہیں اور یہودیوں کو تمہارے کہنہ سندا تہہ آجائے گی اور معنی فاسد

عنا کا معنی ظاہری ہے
 جملہ کلمہ
 بنایا دشنام سے
 معنی لے کہا ہے
 معنی یہی نکلتی
 میں توجہ دیکر ہوا
 (یعنی انہوں نے)
 (۱۳) معنی لے
 کہ اگر میں تہہ
 اس لفظ کے معنی سے
 لاؤں جب بھی
 منج غیری کے لفظ
 (۱۴) دشنام
 لے سعد بن معاذ
 عالم کے رجا رسول
 بن معاذ کے بیرون
 جوٹ بولنا ان
 نہیں کرتے اپنے
 رسول معنی لے
 (۱۵) فی جی رابا
 ہونے تو

یا ایہا الذین امنوا پس فی الغور کان اپنے کو خوب متوجہ رکھو اور ذہن اپنے کو حاضر کر اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ طرف تیری خطاب کرتا ہے اور کسی نیک چیز کا امر فرماتا ہے اور یا کسی چیز بد سے منع کرتا ہو اور ابو نعیم بیچ حلیۃ الاولیاء کے ساتھ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس آیت کے اول میں یا ایہا الذین امنوا کا لفظ آیا ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ و اس آیت کے ہیں لیکن ابو نعیم نے بعد روایت اس حدیث کے کہا ہے کہ اس لفظ کی کسی نے نسبت طرف آنحضرت کے نہیں کی ہو مگر ابن ابی حاتم نے اور ہم بھی اس سے یہ حرف کہتے ہیں اور دوسرے راوی اس کو کلام ابن عباس رضی اللہ عنہما کے روایت کرتے ہیں واللہ اعلم اور بھی بیچ حلیۃ الاولیاء اور کنابون حدیث اور تفسیر کے حتمہ سے روایت لائے ہیں کہ جس جگہ قرآن میں یا ایہا الذین امنوا واروہو ایسے مقام میں بیچ تورات اور انجیل کے یا ایہا المساکین مذکور ہوتا تھا اور بھی جاننا چاہیے کہ راعنا اور انظروا ہر جگہ دونوں مراد ف ایک دوسرے کے ہیں اور ایک معنی رکھتے ہیں لیکن ہر گاہ کہ لفظ راعنا کا شامل اور اس مفسدہ کے تھا کہ مذکور ہوا اس سے منع کرنا اور لفظ دوسرے متوجہ کرنا مناسب حکمت کے ہو اس لئے کہ بعض شافعیہ نے برخلاف مذہب حنفی کے اس مقام میں بطریق استدلال کے ذکر کیا ہے کہ ایک کلمہ کے جائز ہونے سے طرف شاع کے سے کسی مقام میں لازم نہیں آتا ہے کہ دوسرا کلمہ کہ مرادف اُنکا ہو بھی جائز ہو جائے پس اگر کوئی شخص بجائے اللہ اکبر کے خلع بزرگ کہے یا اللہ اجل کہے نماز اس کی درست نہیں ہوتی یہی خوب چہاں نہیں ہوتا ہے اس واسطے کہ کلام اس جگہ میں ہے کہ ایک دونوں مترادفوں میں سے شامل اور مفسدہ کے نہ ہو غلا وہ یہ کہ بعض حنفیوں نے تراذ کو بھی منع کیا ہے کئی وجہ سے ایک جہد ہے کہ ہر جہد بحسب لول لغوی کے راعنا اور انظروا ایک معنی رکھتے ہیں لیکن مدلول عرفی راعنا کا دشنام اور بڑا کہنا ہے اور اس میں کمال مخالفت انظرنا کے مدلول سے پائی جاتی ہے دوسرے یہ کہ راعنا باب مفاصلہ سے ہے کہ دلالت اوپر مساوات کے درمیان مخاطبین کے کرتا ہے کہ یا ایسا کہتے ہیں تو رعایت ہماری کرتا کہ ہم رعایت تیری با نیت کی کریں اور اس طرح کا خطاب رسول کے جناب میں کمال لئے ادبی ہی ساتھ دلیل لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا کے تیسرے یہ کہ اس

ترجمہ تفسیر عزیزی

بجائے دے اب

کہ کیا چاہیے

کہوں نے صلاح

دی کہ او فرعون

بھی سوئی اور

ان کے بھائی

نے کچھ چہاں

چھاڑ دیا تمام

پر گنہگار

سب ہی اور اس

کہ سب بڑے

بڑے باد گروں

کو اکٹھا کر لائیں

جادوگر فرعون

کہ بیان لکھتے

ہوئے اور چہاں

کہ بھلا اگر ہم

جیتنے کے تو بیکو

کچھ ان نام

خطاب میں لکھتے ہیں: **مَنْ يَتَّبِعْهُ** کا پایا جاتا ہے یعنی عایت کر سنے کلام تمہارے کی اور غافل مت ہو اور سے
اور ساتھ دوسرے چیز کی مشغول مت ہو اور **يَتَّبِعْ** اظہار کے محض سوال شفقت اور مہربانی کا ہے
اور **يَتَّبِعْ** لفظ واسع کے اشارہ ہر طرف اور بات کے کہ شاگرد کو چاہیے کہ ساتھ کمال توجہ
اور التفات کے کلام استاد کی سنی تاکہ حاجت دوبارہ کلام کر نیکی اور سکون نہ پڑے جبکہ سنی
اس کلمہ کے سیکھنے سے فرمایا اگرچہ یہودی لوگ کہ اپنے تین اہل کتاب جانتے ہیں اور تعظیم انبیا
کے مرتبے سے خود بافت ہیں اس کلمہ کو استعمال کرتے تھے اب بیان فرماتے ہیں کہ کہنا یہودیوں کا
اس کلمہ کو نہ خطاب پیغمبر تمہاری محض واسطے غرض اس کے ہوتا کہ اس کلمہ کو سیکھ کر تم بھی
کردار ساتھ برائی اور قیامت مضمون اس کلمہ کے خبردار رہو اور آدمیوں کے روبرو حقائق
تمہاری ظاہر ہو اور حقائق منافی ہے اقرار نہ دینی کو تمہارے اوپر اس واسطے کہ جس گروہ پر او
وحی نازل ہو چاہیے کہ تیر فرم اور زکی ہو پس گویا بیچ نظر آدمیوں کے ثابت کرتے ہیں
کہ یہ فرقہ قابل اس کے نہیں کہ وحی الہی لکھے اور نازل ہو اس واسطے کہ **مَا يُؤَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا**
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ یعنی دوست نہیں کہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہو گئے ہیں اہل کتاب میں
یعنی یہودی مدینہ کے **وَالْمُشْرِكِينَ** یعنی اور مشرکین کے کہ **أَنْ يُقِيلَ عَلَيْهِمْ**
یعنی یہ کہ نازل کیا جاوے اور تمہارے میں **يُخَيَّرُونَ** یعنی امر خیر کا طرف پروردگار
تمہاریکے سے اور جبکہ قدرت اہل کی نہیں کہتی ہیں کہ خدا کو نازل کرے خیر کے سوا
تمہارے منکر کر سکین ناچار کرتے ہیں کہ بے لیاقتی تمہاری آدمیوں کے نزدیک ثابت کریں
اور نشان اس ثبات کا یہودی ہوئے ہیں اور قبول کرنیوالی اس شبہ کے مشرکین پس اس وجہ
سے تمہاری ساتھ تمہارا یہام ان کے سے کچھ فائدہ ہوگا اس واسطے کہ خدا انکا اس وقت سز
ہو دے اور کارگر پڑے کہ نزل وحی کا خدا کی طرف سے موقوف کریں اور یہ بات اونکی
تین ممکن نہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ محکوم او انکا نہیں **وَاللَّهُ يَخْتَارُ** یعنی اور اللہ
تعالیٰ خاص کرتا ہے ساتھ حجت اپنی کے کہ نزل وحی کا یہی آثار اس حجت کو ہے **مَنْ يَشَاءُ**
یعنی جس کسی کے تین چاہو بندوں سے اگرچہ ظاہر بنیو کی نظر میں لیاقت اس حجت کی
نہ کہتا ہو اور یہی سبب کہ نود و تونکو اہل خاندان قدیم مسخر اور استہزا کرتے ہیں بلکہ

صاحب ہر کمال دہی کو اہل خاندان مفتی اوس کمال کی تحقیر کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ جس کو پہلے پہل ہمارے لوگوں میں سے کمال حاصل ہوا ہو باعتبار نظر ظاہر بین کی لیاقت اوس کمال کے اوس میں تھی اور یہ بھی نہیں سمجھتے ہیں کہ جس وقت حق کی ایک بزرگی اور منصب یافتہ فرماتا ہے اول اوس کو لیاقت اوس منصب کے بخشتا ہے خصوصاً انچ مناصب شرعیہ اور مراتب دینیہ کی اور اسی واسطے کہا ہے ہر عہدہ بجائے خویش بود اپنے کردگار دہدہ اور سب غلط فہمی اور بھٹی کا یہ ہے کہ قیاس غایب کا اوپر جا کر کرتے ہیں اور جیسے کہ بعضی بادشاہ آدم ناشناس بعضی نااہلوں کے تین منصب بڑی بغیر اکل کے بخشے ہیں اور اوس شخص سے عہدہ برائی اوس منصب کی نہیں ہو سکتی ہے اور بجای پینہ بونے کے پشم بونے کی واسطے امر کرتا ہو ایسی ہے بادشاہوں کا یہی اسی طرح بغیر اکل اور جانچ کے کوئی کام کرے ہو سکتا ہے حال آنکہ یہ بات ادنی غلط ہے اس واسطے کہ فضل اور احسان بندوں کا بیچ حق دوسرے بندوں کی سزا سزا نقص اور ناکام ہے اسی سبب سے بعضی آدمی کو منصب دیتے ہیں اور لیاقت اوس منصب کی نہیں دیکھتے ہیں **وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ** یعنی اور خدا صاحب فضل بزرگ کا ہے کہ حد کمال اور تمام کے سے بھی متجاوز ہوا اور اس کا فضل ایسا کامل ہے کہ اوس کی نزدیک منصب کا دینا اور لیاقت منصب کے دینے برابر ہیں اگرچہ ہودی واسطے تشویش خاطر مسلمانوں کے شبہ دل میں الین اور کہیں کہ اگر حق تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اوپر خیر اور نیکی نازل ہوتی ہے اور یہ نزول قرآن کا آثار رحمت اوس کے سے ہوا اور اس کو فضل عظیم جانے ہو پس نسخ احکام کا کہ تمہارے دین میں مکر واقع ہوا اور ہوتا ہے اسکی کیا معنی ہیں اگر پہلا حکم تمہارے حق میں بہتر تھا پس حکم دوسرا برا ہوا اور اگر حکم دوسرا خیر تھا حکم پہلا بد ہوا اور یہ وقت پیغمبر تمہارے کے اور وحی اتی ہوا اور کوئی کلام اوپر اور ترا ہے اور اوس کو آپ ہی پڑتا ہے اور دوسروں کو ہی واسطے پڑتا ہے اوس کے حکم کرتا ہے اور امیدوار ثواب کا ہوتا ہے اور کسی اور وقت وہ سب اترے ہوئے کلام اوس کے دل سے پھول جاتی ہے اور بالکل یاد نہیں رہتی ہے پس یہ امر خیر کہ جس میں ثواب کی توقع تھی اس واسطے اوس سے لے لیا یہہ کیا رحمت ہے اور کون فضل اور جان ہے واسطے دفع اس شبہ کے اس مضمون کو سمجھ

اور کیا بہرہ و نون
مذہب و گروہ

گرسے نکال دیا

فاحشہ

تم خوار قطاری
کے راولپنڈی

ایکسی ہی ہر چادو
جورج حبیب
فکار حبیب

سیدان عین (کمالیہ)

کتابخانه

تفسیر عینی

تھیں خیرین کا

جادوگر و ن

سے اپنی جادو

کی رسیاں

اور لاطیان

والین (ظہر)

در کہا فہون

کی عورت کی فہ

سہام بجے

شہر اسب

کی نظر بندی کی

اور دوسروں کو بھی سمجھا کہ یہ نسخ کے تبدیل خیر کے ساتھ شر کے یا تبدیل شر کے ساتھ خیر کے نہیں تاکہ
مناجات وحی کے خیریت کے ساتھ لازم آوے بلکہ ناسخ اور منسوخ دونوں خیر ہیں اس واسطے کہ
مَانَسِخَ مِنْ آيَاتِهِ یعنی جس چیز کو ہم منسوخ کر لیں گی اُن کی قرآن کی آیتوں سے اور حکم اُسکے کو موقوف
کرتے ہیں گو کہ تلاوت اُسکی باقی رہی اور قرآن کے اندر لکھی جاوے اور حافظوں کے
دلوں میں موجود ہو جیسے کہ یہ آیت والذین یتقون منکم ویدعون اذاجا و صلیۃ
کامن واجہہم متاعا لی الخ ل کہ حکم اس کا یہ ہے کہ عدت میں ایک سال واجب ہے
اور ساتھ دوسری آیت کے کہ حکم اُسکا یہ کہ عدت کے اندر چار مہینے دس دن واجب ہیں منسوخ
ہوا اور حالانکہ یہ آیت بھی قرآن مجید میں موجود ہے اور فراموش نہیں ہونی بلکہ اوپر زبان ہر
حافظ کے جاری ہے اور مثل آیت یا ایہا الذین امنوا اذا فاجیتمہم الدسول فقد صوا
بین یدیہم وکھ صدقہ کے کہ حکم اسکا بھی منسوخ ہے اور تلاوت اُسکی باقی ہے اور
ایسے ہی آیت مصابہ اور ٹھیکر نے کے کفار کے مقابلہ میں کہ ایک مقابلہ دس آدمیوں کے سے
بھاگنا چاہیے بلکہ مقابلہ میں رہے اور یہ حکم منسوخ ہے اور سورۃ انفال میں موجود ہے اور
پڑھی جاتی ہے اور اوپر اسی قیاس کے اَدْنَسِیْمَا یعنی افراموش کروادین ہم اُس آیت کو
خاطوئے خبر کی سے اور دوسرے قاریوں کے سے یہاں تک کہ الفاظ بخوبی یاد نہیں اور اُسکے الفاظوں
میں شبہ پڑ جاوے گو اصل مضمون اور بعض الفاظ یا بھی رہیں خواہ حکم اُس آیت کا برقرار ہو
مثل آیت الشیخ والنشیخہ اذا ذنبا فارجوہما البتۃ نکالامن اللہ واللہ عزیز
حکیم کے حکم اسکا برقرار ہے اور الفاظ اُسکے بخوبی یاد نہیں رہے کوئی کہتا ہے کہ اس کے
آخر میں واللہ عزیز حکیم ہے اور کوئی کہتا ہے وکان اللہ عزیزاً حکیماً ہے اور ایسے ہی
موضع اس کا بھی بخوبی معلوم نہیں کہ کونسی سورت میں تھا اور اسی واسطے آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریلؑ کے کہنے سے اُس کو تلاوت سے موقوف فرمایا اور اُنہ
لا ترغبوا عن ابائکم فاذا کفر بکم ان ترغبوا ان ابائکم والولد للفرس وللعاہل الخ
کے جیسے کہ روایت کیا اس کو ابن عبد البر نے بیچ تمہارے عمرو سے اور اُنہ نہ جاکھلے کجا
جاہد تقولہ کی روایت کیا اس کو ابو عبید نے عبد الرحمن بن خوف سے اور نہد بقولنا انا

نہ جاکھلے کجا
توبہ دے دے
اللہ کو بگاڑنا
دوسریوں کے

لقد نفخنا في عناق وأمرضنا لكي نزلنا نازل هو انما
روایت کیا اس کو بخاری نے اور مسلم نے اور ماہد لوکان لابن ادم من ذہب
لا تبغی الیہ ثانیاً ولوکان لہ وادیان لا تبغی الیہما ثالثاً ولا یملأ جوف ابن ادم
الا تراب ویتوب اللہ علی من تاب کے کہ اکثر محدثین نے اُس کو بہت صحابہ
سے نقل کیا ہے اور مصحف ابی بن کعب میں بھی لکھا ہوا تھا لیکن بعض الفاظ اُسکے
مشتبہ ہوئے کہ مثل بطن ادم یا جوف ابن ادم ہے اور موضع اسکا بھی مشتبہ ہوا کہ
سورۃ احزاب میں تھا یا سورۃ برآۃ میں اور صدر اسکا بھی فراموش ہوا کہ انا انزلنا المال
لاقام للصلوة وایتاء الزکوۃ تھا یا چیز دوسری اور ایسے ہی آیت ان اللہ سیموید
هذا الدین برجال ما لہم فی الآخرۃ من خلاق کے یا یہ لفظ ہی باقوام لا خلاف لہم روایت
کیا ہوگا ابو سعید وغیرہ نے ابی موسیٰ اشعری سے اور غیر اسکے سے اور اوپراسی کے قیاس کیا جاوے
اور خواہ حکم اسکا بھی موقوف ہوا ہو مثل عشر دضعات معلومات یوم من کے اول اور آخر
اس آیت کا تمام فراموش ہو گیا اور اسکا موضع بھی نسیا ہوا اور حکم اسکا بھی موقوف ہے اور
روایت کیا اس کو بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور ابو داؤد و بیہقی کتاب تاریخ کے
اور بیہقی بیج دلائل النبوت کے ساتھ روایت ابو امامہ بن سہیل بن خنیف کے لائے ہیں کہ ایک شخص
انصار میں سے رات کے وقت تہجد کے واسطے اٹھے اور بعد نماز کے چاہا کہ جو سورۃ یاد تھی اور ہمیشہ لکھ
پڑھتے تھے پڑھیں ہرگز راہ پر پڑھنے اسکے کے قادر نہ ہوے اور تمام سورۃ حافظہ اسکے سے چلی گئی سو اسے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کے اوپر زبان اٹکی کے نہیں آتا تھا صبح کے وقت تعجب ہو کر دو سر سے
صحابہ سے پوچھا سب نے کہا کہ وہ سورۃ ہم بھی ایسے ہی بھول گئے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے روبرو آئے اور ماجرایان کیا آنحضرت نے فرمایا کہ اے ابن ادم وہ سورۃ منسوخ التکلیف
ہوئی سینہ میرے اور سینے تمام آدمیوں کے سے باہر گئے بلکہ نقوش لکھے ہوئے بھی جاتے رہے پھر
حال ان دو طریق سے کوئی واقع ہو نہ کہ کاتر چھڑی تھا یعنی البتہ لائے ہیں ہم بہتر کہ اس آیت منسوخ
یا فراموش ہوے سے آؤں گا یعنی یا ماہد اس آیت منسوخ ہوئی یا فراموش ہوے کی بیج
خوبی کے پس بیج دونوں آیتوں منسوخہ اور ناسخہ کی خیریت موجود ہوتی ہے اگرچہ منسوخ

تفسیر غزالی

حکم نہیں سفارتا

مگر کے جاوے

ایسا خیال نہ

کر وہ رسایان

اور لاشیان

دورانی ہیں میری

لینے دل میں

ڈرنے لگا اور کچھ

نے فرمایا درست

نہی جیسے گا اور

جس سے دلست

بوجہ میں سنا ہے

پارل سے میرا

سارا کچھ

دیکھا بنا بوجہ

کا غیب ہے اور

جادو کہ کہیں گیا

نہیں تھے (قرۃ)

موسے نے

جس احکام شرعی کی سی دو قسم ہیں یا خاص ہیں یا عام ہیں اور خصوصیت انکی یا بے نسبت اشخاص کو ہے کہ وہ احکام انہیں شخصوں کے واسطے ہیں دوسروں کے واسطے نہیں یا نسبت کسی زمانہ کے کہ کچھ وقت میں موجود ہوں اور دوسرے وقت میں موجود نہ ہوں پس جو کہ خاص سادہ اشخاص کے یا نسبتاً اشخاص کے بانی رہتے ہیں اور بعد اُس کے منسوخ ہو جاتے ہیں اور جو کچھ کسی زمانہ کی ہیں یا باقی رہتے اس زمانہ تک وہ بھی باقی رہتے ہیں اور بعد گزر جانے اُس زمانہ کے موقوف ہوتے ہیں خواہ وہ زمانہ گذر نہ ہو الا قبل ہوشل احکام منسوخہ قرآن کے خواہ طویل مثل احکام شریعتوں پہل کے اور یہ تغیر اور تبدیل منافی ثبوت اُن احکام کے پیچ لوح محفوظہ کے نہیں اس واسطے کہ وجود انکا اس جگہ انہیں اوقات اور ازمان تک ثابت ہے مانند تمام احکام کلینی کی کو اس قسم کے ہیں جیسے کہ صحت اور مرض اور غنی اور فقیر کا کہ لوح محفوظہ میں کسی شخص کی ایک وقت میں تک لکھی ہوتی ہے اسوقت تک ہے گی بعد اُس کے منسوخ ہو جاوے گی اور جو احکام عام ہیں بالکل قابل نسخ کے نہیں تا ابد الابد باقی اور برقرار ہیں جیسے کہ تکلم انسان کا اور سید ہا ہونا قداس کے کا بیچ احکام کوئی کے اور بیچ احکام شرعی کے مثل حرف شرک اور زنا اور لواطت اور چوری کی اور اس بیان سے ظاہر ہوا کہ بیچ احکام کے خواہ کوئی ہوں خواہ شرعی تغیر اور تبدیل علم الہی میں نہیں آئی ہے تبدیل اور تغیر ہمارے ذہن میں ہجے جاتی ہے اور یہ نقصان ہمارے کہ مدت حکم کی ہمو معلوم نہیں اور غلط فہمی سے اس حکم کو مسترد اور ہمیشہ رہنے والا جانتے ہیں اور یہ چند کہ یہ بات بیچ احکام کوئی کے کہ جہاں میں تغیر اور تبدیل تمام چیزوں کی ہوتی رہتی ہے جائے انکا راول مثل شرب کا نہیں اس واسطے کہ ہر شخص نبی آدم سے تغیر صحت کا ساتھ مرض کی ایک بدن میں اور تغیر تو نگر یکا ساتھ فقیری کے ایک شخص میں اور تغیر خبر کا ساتھ معلوبیت کی بیچ ایک قوم اور ایک گروہ کی اور زوال و علتوں اور سلطنتوں کا کہی کسی قوم کے پاس اور کہی کسی کے پاس اور ایسے ہی آبادی اور ویرانے ایک مکان اور ایک شہر کے جد سے جد سے زمانہ میں مشاہدہ کرتا ہے اور تغیرات اور تبدیلیات کو طرف اسباب خفیہ اس کے کی نسبت کرتا ہے لیکن احکام شرعی میں کفار اس نوع کی تغیر اور تبدیل کو دیکھ کر اور منکر ساتھ طعن اور طنز کے قائم ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ و بڑے وضع اس طعن انکی کے ہر مسلمان کو خطاب کر کے تلقین جواب کی کرتا ہے اور خطاب کر کے فرماتا ہے اَللّٰہُ یَعْلَمُ اَیَّانِہِیْنِ جانتا ہے تو ایسا صاحب عقل کے اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

تفسیر غزالی
 احکام کی اور ان میں
 بزرگی سے جمعیں
 کی اور ان میں ہونے
 اور جس کی دعا
 و ذکر کے حق میں
 ہے اور وہ ہاں اس
 کہ دین اسلام
 بیشک یہی ہے
 سب پر واجب
 متین کسی کی ہے
 پر واجب ہے کہ
 وہ سب پر واجب
 کہ ہر شخص کے ہاتھ
 بیچ اس کو ہوں
 سر مسلمان تو
 اس راہ پر ہیں
 اور غرض اس سے
 بیہوش

تفسیر

طریقہ

اسد تعالیٰ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

سے کہ اہل کتاب

نہیں کہ یاد

نہیں کہ غم

سے کہ ایمان

مگر ایمان تو ہو

ہو بلکہ ایمان اور

مومنین ان کی

راہ پر البتہ قائم

ہوئے کہ ایمان

نہیں کہ خدا کی

شاہدات میں

نہیں کہ غلط

نہیں کہ سب

یعنی اس بات کو کہ خطے تعالیٰ اور چسبہ خوں کے قادر ہوں واسطے کہ جہان کے اندر دیکھتا ہے تو کہ
 اسد تعالیٰ ہر لحظہ اور ہر آن میں طرح طرح کے حوادث اور عجائبات نگارنگاں ظاہر کرتا ہو اور جو چیز کسی کے
 فہم اور وہم میں آوے ساتھ قدرت کاملہ اپنی کے اسکے تین ساتھ حسن و جود کے سر انجام دیتا ہو جیسے کہ
 بل یافرض کلا ساتھ صحت کے اور بدلنا مفلسی اور لاچارگی کا ساتھ دولت اور ثروت کے اور پھر دینا
 نہایت کمزوری کو طرف قوت کے اور تغیر کرنا سلطنت کا ساتھ گدائی کے اور عزت کا ساتھ دولت
 اور بے نوالی کے اور روشنی کا ساتھ تاریکی کے اور تاریکی کا ساتھ روشنی کے اور جب کہ اسکو قدرت
 اس تبدیل اور تغیر کی ثابت کرتا ہو تو پس اُس کی ذات سے کیا بعید سمجھتا ہے تو کہ ایک حکم کو ساتھ
 دوسرے حکم کے اور ایک لفظ کو ساتھ دوسرے لفظ کے تبدیل فرماوے اور ایک حکم کو منصب شرف و
 کی سے معزول فرما کر دوسرے کو بجائے اُس کے قائم کرے اور ایک لفظ کو شرف تلاوت اور تقرب
 کی سے محروم کر کے دوسرے کو ساتھ اس مرتبے کے سرفراز کرے اور حکم و دونوں لفظوں کا چمکتے رہنے
 کے حسن اور نیک ہونا اگر اس اجمال سے گراہ انکال تیرے کی نہ کھلی اور رنگ آئینہ بدر کہ تیری سے
 دور نہو تجھ سے ہم پوچھتے ہیں اَلَمْ نَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ كَذٰلِكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آیا ہمیں
 جانتا ہو تو کہ واسطے خدا کے ہے بادشاہت سات آسمانوں کی اور زمین کی اور ہر آسان میں اور ہر
 حکم اور ہر ذکر اور ہر تدبیر مقدر فرمائی ہے اور ایسی ہر ولایت کے اندر لفت اور وضع و دوسری اور
 طریق و دوسرا رکھا ہو اذ تمام احکام اور تدبیریں اور اوضاع اور لغات اپنے مرتبہ میں پسندیدہ اور
 حسن ہیں سندیوں کو اصطلاح سند کے خوش معلوم ہوتی ہو اور ہندیوں کو اصطلاح ہند کی خوش
 آتی ہو اور جب کہ اختلاف احکام اور تدبیرات الہیہ کا بسبب اختلاف مکانون کے یقین کیا تو نے
 اور سب کو محسوس اور بہتر جانا پھر یہ اختلاف ان احکام اور تدبیروں کے ساتھ اختلاف اشخاص اور گروہوں
 اور زبانوں کے کس واسطے بہتباد کرتا ہو تو اور حکم کو بیچ زمانہ اپنے کے اور پھر حق اشخاص اور گروہ مختلف
 کے کہ جائی و دو ان حکموں کے ہیں کس واسطے بہتر نہیں سمجھتا ہو تو اور قطع نظر اس سے جب کہ
 ساتھ ولادت معجزات کے صدق پیغمبر وقت کا ثابت ہوا اور یقیناً معلوم ہوا کہ جو کچھ وہ پہنچاتا ہے
 بلاشبہ حکم خدا کا ہی پس بیچ قبول کرنے اُس حکم کے کہ نسخ پہلے حکم کا ہو کوئی عذر نہیں رہتا ہے اور
 کس طرح بیچ فرمان برداری حکم الہی کے ساتھ ان مشہور و اہم کفار کے ترد و اور شبہ کرتے ہو

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لِيُغْنِيَكُمْ عَنْهُ وَنِعْمَ الَّذِي يَذَرُكُمْ فِيهِمْ يَوْمَ تُبْلَى أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَوْمَ تَبْلَى أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَوْمَ تَبْلَى أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

اور سزا کہ کام معاش اور معاد و تمھاری کا اصلاح کرے اگر کار ساز و دستار تھارے واسطے ہوتا
گنجائش اس بات کی تھی کہ اس کار ساز کو متلون نتائج اور متبدل حکم سمجھ کر چھوڑ دیتے اور دوسرے
کار ساز کی طرف رجوع کرتے اور چارہ معاش اور معاد اپنی کا اُس سے طلب کی تو لائق یا نہیں یعنی او
ہمیں ہی سوائے اُسکے تمھارے تین کوئی یاری دینے والا کہ اگر اللہ تعالیٰ اور پناہ فرمائی حکام نامہ اپنی کے
تم سے باز پرس کرے اور عذاب میں پکڑے وہ یاری دینے والا کہ اُسکے ہاتھ سے چھٹالے ہر تم باوجود
جانے سخت نسخ اور پچاگی اپنی کے بیچ ہاتھ لگی کے حکم اُس کی کو جس وقت میں جس طرح کہ فراموش
مطیع اور فرمانبردار ہوتے ہو اور اُسکو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے ہو اٹھ یعنی یا نہیں بلکہ
يُرِيدُ أَنْ يَمْلِكَا تِلْكَ الْأَمْثَلُ لَكُمْ يَعْنِي جَابِتے ہو کہ سوال کرو تم اور درخواست کرو تم
رسول اپنے سے تبدیل احکام الہی کی کہ جو کچھ پہلے فرمایا ہی اسی کو برقرار رکھے اور اُسکو نسخ
فکر سے یا جو کہ تمھاری خواہش کے موافق ہو وہی فراموش یا جو کہ تمھارے اوپر شاق و گران ہی ہو اُسکو
موقوف کرے اور درخواست اس بات کی رسول سے اس جہت سے کہ وہ تمھاری طرف سے اس آمد کو
جناب الہی میں عرض کرے اور بار بار اُسکے واسطے خدا سے کہے تاکہ موافق اُس کی اجابت ہو
اَلْأَمْثَلُ لِلَّهِ مِنْ قَبْلِ دَعْوَايِهِمْ جیسے کہ سوال کئے گئے تھے موسیٰ علیہ السلام پہلے سے ہوا سے کہ موسیٰ
علیہ السلام بوقت کوئی حکم احکام الہی سے طرف بنی اسرائیل کے پہنچاتے تھے اور انکو وہ حکام مخالف
نفس کے اور شاق طبیعت پر معلوم ہوتی مثل جہاد و مالک کے اور دنیا چوتھا حدیث لکچر زکوٰۃ کے اور نازند
اسی کے حضرت موسیٰ سے نہایت تاکید سے درخواست کئے کہ جناب الہی میں عرض کرے کہ اُس حکم کو تبدیل
کر دو میں اور میرے اُسکے حکم دوسرے کہ سبک رہا ہوں اور میں اور حضرت موسیٰ نے کثرت سوال انگے سے بہت
دل تنگ ہوتے تھے یہاں تک کہ اے محمد موسیٰ نے شکایت انہی معراج کی بات تیرے روبرو بھی کی اور تمھو
بھی تاکید فرمائی کہ جناب الہی سے پہلے پہنچنے سے طے امت اپنی کے تخفیف احکام کی سوال کر اور پچاس
نازوں کو خلاف مانع کی تخفیف کروائی اور ایسی ہی بیچ قصہ بقرہ کے بسبب کثرت سوالات اپنی کے بقرہ
معلقہ کو طرح طرح کی قیود کے ساتھ مقید کرو اگر تنگی میں گرفتار ہوئے ہوا سے کہ ایسی بقرہ نادر اور
محکم بات تھی اور ظاہر ہے کہ درخواست کرنی تبدیل حکم الہی کی خصوصاً فسر مانبر داری کرنی

تفسیر عریضی
ہر ایک کے
بجائے اسے
موجود ہون
اس کے پیش
جانے گئے اور
ان کی اولاد
کے بارے میں
خاک کا جو حکم
ہو کہ ان میں
جو کار ساز
میں ان کو
شیخ کے کاموں کا
دلی نیا یا جو اور
وہ اس نیا کے
وہ جملہ ان کے
مذابہ لکنا سی
اشکال مانع ہون
مقتضی انہی کے
مقتضی انہی کے

حکم ناخ کی اور لازم کرنا حکم منسوخ کا صیرج کفر ہے اور مستلزم ہے زبردستی کرنے کو اور فرمایش کو
 اوپر خدا کے وَمَنْ يَتَّبِعِ الْكُفْرَ بَاطِلًا يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ عَمَلًا سَوَاءً الْمُسْلِمِينَ ط یعنی پس تحقیق کم کیا اُسے راہِ راست کو اس واسطے کہ حکم منسوخ
 اگرچہ حکم الہی ہے لیکن جب منسوخ ہوا ہدایت اُمین باقی نہ رہی اور بمنزلہ اسکی ہے کہ راستہ چلنے والا
 ط کتے ہوئے راستہ کو اٹ کر پھر اسی راستہ پر چلنے لگے اور لگے کو چلے کہ ہرگز مطلب کو نہ بھیجے گا
 باقی رہی اس جگہ کئے سوال جواب طلب اول یہ کہ تغیر و تبدیل کی تیج حکام کوئی کے مثل صحت اور دھن
 وغیرہ کے بہت طریق اور اسباب معلوم ہیں اور بسبب طالع کے اوپر ان اسباب کے استبعاد اور
 استجاب دفع ہوتا ہے مثلاً معلوم ہے کہ گرمیوں میں برف نہیں جمتی ہے اور جازون میں حاجت
 پانی برسنے کی نہیں ہوتی ہے اور آدمی غلانے غلانے سے بیک غنی ہوتا ہے اور غنی سبب غلامی غلامی
 پیر کے مفلس ہو جاتا ہے اور بیمار دواؤں کے ساتھ صحت پاتا ہے اور تندرست بد پرہیزی کو سبب
 سے بیمار ہوتا ہے لیکن تغیر و تبدیل کا تیج حکام شرعی کے کیا سبب اور کیا وجہ ہے اس جگہ سوال
 آزمائش اور امتحان مکلفین کے کہ اطاعت کرتے ہیں یا نافرمانی اور کوئی سبب ظاہر نہیں اور یہ
 موجب تغیر و تبدیل کا نہیں ہو سکتا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ ہر چند سبب اصل تیج حکام شرعی کے
 یہی ہے لیکن یہ آزمائش اور امتحان محض ایسا نہیں کہ دلیل اور حکمت اس کی کوئی نہ ہو رعایت
 مصالح مکلفین کی اور صلاح معاش اور معاد ان کی کے ہے مثل تکلیف دینے طیب کے مریض کو
 کہ جو چیز اس کے تین نافع ہے اسی شے کا حکم فرماتا ہے اور جو چیز اس کو ضرر دینے والی ہے اس
 شے سے نہایت منع کرتا ہے اور آزمائش مکلفین کی اس وجہ سے نہیں کہ جس طرح اتفاق ہو جائے
 امتحان ان کا کیا جاوے نواہ رعایت مصالح ان کی کے اس میں ہو یا نہ ہو بلکہ رعایت مصالح کی
 ضرور ہے اور جس وقت رعایت مصالح معاشیہ اور معادیہ مکلفین کی منظور ہوئی اور طالع
 امراض روحانی ان کی کا پیش نہاد ارادہ الہیہ کا ہو اس سے ضرورت ہدایت کی ہوتی کہ
 چہ تبار مختلف ہوئی مصححون اور امتون اور زمانہ کے اختلاف احکام کا حاصل ہو اور علما محققین
 نے کہا ہے کہ تیج تیج احکام شرعیہ کے ساتھ ایک وجہ کے چار وجہوں میں سے ہوتی ہے الیہ
 یہ کہ حکمت حکم شرعی کی جد سے جد سے رنگ میں ظہور کرتی ہے کہ یہی ایک ایک میں ظاہر ہوتی ہے

تفسیر غفران
 اس کے لئے کوئی
 پہنچا ہونے کی
 چلنے پھرنے اور
 پناہ دینا اور کما
 تمام برکت کو
 ناگہم اور
 فتنہ
 نے اس بات میں
 غامد کوئی بزرگی
 جانی ہے خدا کا
 پہنچا ہونے
 جو لوگوں کے
 بنایا گیا ہے
 رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم
 نے فرمایا ہے
 ہر جگہ

اور کہیں دوسرے رنگ میں اور جبکہ حکمتیں مختلف ہوئیں احکام میں افریقہ انہیں حکمتوں کے سونگے پس
 ظاہر میں لوگ ظاہر کو دیکھ کر احکام کو مختلف شمار کرتے ہیں اور باریک بین حکمتیں مخفیہ کو دیکھ کر سب حکمتوں
 کے تین تین متحد جانتے ہیں مثلاً مشابہت کفار کی ان کے عید دن اور عبادتوں میں کہ حکمت الہی
 اس بات کو چاہتی ہے کہ اس کو دور کیا جاوے اور جس زمانہ میں کہ یہودی دارالاسلام کے
 قرب و دربار میں غالب ہے اور شنبہ کے دن کی نہایت درجہ کی تعلیم کرتے تھے مسلمانوں کو حکم ہوا
 کہ شنبہ کے دن اکیلا روزہ نہ لکھیں مگر جو اور دنوں کے روزے رکھیں ان کے شمول میں اسکا
 بھی روزہ ہو جاوے تو مضائقہ نہیں جیسے کہ روزے ماہ رمضان کے یا ایام یحییٰ کے اور جب
 یہودی اس ملک سے غیبت اور نابود ہوئے اور بالکل خوف مشابہت کا نہ رہا حرمت روزہ تھا
 شنبہ کی مندرجہ ہوئی مثل اور دنوں کے روزہ کے اس دن کا روزہ بھی مباح اور نفل ہوا اور
 یہ کہ ارادہ الہی واسطے تدبیر اور پھان کے تعلق سے نئے نئے طرح سے پڑتا ہے اور جد سے جد سے
 نقش کو چاہتا ہے کہ سابق میں وہ طور تھا پس مقتضائے اس تدبیر جدید اور نقش غریب کے
 بہت احکام ایسے صادر ہوئے کہ پہلی شریعتوں میں اور پہلے وقتوں میں بالکل صادر نہ ہوئے تھے یا
 برضات ان کے صادر ہوئے تھے جیسے کہ بیچ وقت بعثت خاتم المرسلین کی تدبیر الہی عالم کی وسطے
 اس صورت میں منظور ہوئی کہ نبوت اور بادشاہت کو جمع فرما دیں پس جو حکام کہ مخرج ساتھ دونوں
 وجہ کے تھے صادر ہوئے اور مسائل جہاد کے اور تقسیم غنیتموں کے اور خراج اور جزیہ کے اور جو
 مناسب ان کے ہیں ظاہر ہوئے اور پہلے زمانہ میں کہ نبوت بادشاہت کے ساتھ ملی ہوئی نہ تھی یہ
 احکام ہی نہ تھے بلکہ خلاف اس کے حکم ہوتا تھا مثلاً غنیتمین حلال نہ تھیں اور لینا جزیہ اور خراج کا
 مخالفین سے قبول کرنے دین کے بدل میں جایز نہ تھا میرے یہ کہ رواج اور رسم زمانہ بعثت اس
 پیغمبر کے سبب رواج اور رسم قوم اس پیغمبر کے بعضے حکم کو چاہتے ہیں کہ پیشتر اس سے سبب نہ ہونے
 اس میں دلچ اور رسم کے اس وقت میں وہ حکم نہ تھا یا اس قوم میں وہ حکم نہ تھا اور ایسے ہی مختلف ہو جانا
 رسموں اور رواجوں کا بیچ مدت نزول وحی کی ابتدا سے انتہا تک کہ مدت تینئس برس کی
 تھی یہی سبب بدل جانے بعضے حکموں کا ہوا اور ایسے ہی رعایت اور محافظت قواعد ملت کہ جس
 ملت کے قائم کرنے کے واسطے بعثت اس پیغمبر کی ہوئی ہے اس تبدیلی کو چاہتی ہے مثل ملت ابراہیمی علیہ السلام

ترجمہ غزالی
 حجت والہا جاس
 روزے مسلمان و
 زمین پورا ہونے
 اور شہادت
 حکمت حرمت
 دارالاسلام کیلئے
 شخص کو چاہیے
 چلتے قال کرنا
 حلال نہ تھا اور
 مجبوری غلبہ
 ہی راحت کیلئے
 حلال ہوا سورہ
 قیامت تک نہ
 حجت والہا جاس
 نہ بیان کا کافی
 سچ بجانے نہ شکار
 دیکھا یا جائے
 یہ سچ ہے

تفسیر خلیلی

تفسیر خلیلی

ان چوتھوں میں سے ایک

ان چوتھوں میں سے ایک

ان چوتھوں میں سے ایک

ان چوتھوں میں سے ایک

ان چوتھوں میں سے ایک

ان چوتھوں میں سے ایک

وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ حق خاتم المرسلین کے اور اسی سبب سے ہے کہ استقبال کعبہ کا
 نسخ استقبال بیت المقدس کا ہو گیا جو تھے پھر کہ بیچ تبدیل احکام کے اور نقل کرنے ایک
 تکلیف سے طرف دوسری تکلیف کے بالترتیب سہولیت ہو اس واسطے کہ انتقال کرنا اجابت
 محضہ سے طرف تکالیف شاقہ کی اکثر نفوس کو گوارا نہیں ہوتا ہر پس ضرور ہوا کہ اول ساتھ
 سبک اور خفیف تکلیفوں کے خور کیا جاوے تاکہ رفتہ رفتہ امور شاقہ اور ثقیلہ کو بھی اٹھا سکیں
 اور بیچ اس تدریج کے نسخ مکر بھی واسطے اسی حکمت کے وارد ہوئی جیسے کہ بیچ متعہ کے
 اور ظاہر ہونا اس تدریج کا خبر کی حرمت میں ظاہر ہے اور بیچ تقسیم ترکہ اور فرض سہام کے
 واسطے والدین اور بنات کے بھی روشن ہو سوال دوسرا کہ متفرع اوپر اس حال کے ہے پھر ہی
 کہ یہ وجوہات اور سبب واسطے نسخ کرنے احکام اور غالیف کی تسلی دینے والی خاطر کی ہوئی لیکن
 فراموش کئے الفاظ قرآن کے کہ وہ محض خیر اور نفع ہی اس واسطے کہ موجب ثواب اور ذریعہ
 حصول قرب اور رضامندی الہی کا ہے کس سبب سمجھنا چاہیے اور ظاہر ہو کہ جو اسباب
 پہلی قسم میں بیان ہو چکے بیچ تلاوت کے کہ فراموش کرنا الفاظ کا مراد اسی سے ہی جاری
 نہیں ہوتے ہیں اور پیش نہیں جاتی ہیں اور کچھ انکو دخل نہیں جواب اسکا یہ ہے کہ سبب اس قسم
 کے نسخ کا نہایت دقیق ہو بدون تہید مقدمہ کے ذہن نشین نہیں ہوتا ہے اور اس مقدمہ کو
 سننا چاہیے اس طرح کہ طریق القای علوم کا عیب سے اور ہے اور طریق القای الفاظ مرتبہ
 اور کلمات مولفہ کا اور ہے اس واسطے کہ القای علوم کا اولاد اور پر مد رک کے ہوتا ہے اور وہاں
 سے طرف خیال کے آتا ہے اور الفاظوں کے پیرایہ میں آن کر زبان کے اوپر جاری ہوتے
 ہیں اور طریق القای الفاظ اور کلمات مرتبہ کا اس طرح کہ قوت خیالیہ میں اس قدر ربط اور فرخی
 ہو جاتی ہے کہ الفاظ اور کلمات بڑے بڑے عبارت والے اس میں گنجائش کر سکتے ہیں پس
 بیچ القای الفاظ کے ترقی سے باعتبار قریب ہونے انکی کے عالم عجیب ہے بہ نسبت القای
 علوم کے کہ ایک درجہ نیچے مقام تعقل سے تنزل کر کے بیچ سرحد خیال کے داخل ہوتا ہے اور
 انسی واسطے یہ نوع القای الفاظ کا مخصوص ماحول و العزم پیغمبروں کے ہے علی انھیں اس واسطے
 خاتم المرسلین علیہ السلام کے اس واسطے کہ اکثر وحی متلو پہلے نبیوں پر اس طرح برآتی تھی

لو کان لا بن آدم واد من ذهب کی آخر تیکہ اسکا کہ اٹھاسکے اسکا تو مٹ گئے
ذکر المقابر باوجود اختصار عبارت کے اس سے مستثنیٰ کرتا ہے اور کبھی تسلی اور تشفی خاطر
پڑمرد اور غم کینچے ہوں کی منظور ہوتی ہے اور یہی باب سبب نازل کرنے کسی کلام کا ہوتا ہے
اور بعد تسلی اور تشفی اور دور ہونے غم کے چندان حاجت طرف اس کے نہیں رہتی ہے بلکہ
ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف رحمہ لکھے اور بعضے حاضران میں اپنا سلام ہی اس
خط میں لکھوا دے اگر مکتوب الیہ مضمون اس خط کا معلوم کر نیکی واسطے نقل اس خط کی کرسے البتہ
اس سلام اور عبارت کو ساقط اور حذف کر گیا اور یہی باعث نسخ کرنے بلغوا عنا قسنا الخ کا کہ
واسطے تسلی زندوں کے مردوں کی طرف سے پیغام پہنچانا منظور تھا اور وہ ہو گیا اور
اسے ہی باقی آیتوں فراموش کی ہوں کو قیاس کرنا چاہیے سوال میسر یہ کہ اقسام
نسخ کے اصول والوں کے نزدیک تین قسم ہیں ایک یہ کہ فقط نسخ حکم کی ہو مثل آیت نبوی
صدقہ کے بیچ بخیر کے یعنی وقت پوشیدہ باتیں کرنے کے بیچ کان مبارک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسری قسم فقط نسخ تلاوت کی مثل آیت الرحم کے اور تیسری
قسم نسخ دونو چیزوں کی تلاوت کی نہیں اور حکم کی بھی مثل عشر رضعات یحی من
اور اس آیت میں اشارہ طرف دو قسم اس کی کے فرمایا ہے اور حکم کے منسوخ ہونیکا
نام نسخ رکھنا ہے اور نسخ تلاوت کو اسکا کجا اور قسم میسری کو تعرض یکجا سبب اسکا
کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ حقیقت میں اقسام نسخ کی بھی دونو ہیں کہ مذکور ہوئی اور قسم
میسری انہیں دونو قسموں کے ملائے سے حاصل ہوئی قسم حقیقہ نہیں اور اسی واسطے دونو

حال تک کہ تین نسخہ تلاوت اب تک یاد ہیں کہ نقل کرتے ہیں جو اب اسکا یہ ہے کہ فراموش کروانا
اور ان آیتوں کا اسطرح نہیں کہ کوئی لفظ اور معنی اوسکا ذہن میں نہ رہی بلکہ معنی اسکے یہ کہ تمام
عبارت ان آیتوں کی علی الترتیب یاد نہ ہو اور بعض لفظوں میں یا ترتیب میں اشتباہ ہو جائے
اور جب کہ شبہ اوہیں پڑ گیا منترل ہونا اوسکا یقیناً ثابت ہوا اور حد قرآن کی سہ کہ منزل بالمیقین
نقل گیا اور بعض محققین نے کہا ہے کہ فراموش ہونا حافظہ غیر صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا دہل نسخ
تلاوت کی ہو لیکن غیر فراموش ہونا تین قسم ہے ایک یہ کہ تلاوت اوس آیت کی اتنے آدمیوں کو
نہیں پہنچی کہ تو اتر کی حد کو پہنچیں اور پہلے ہی وہ آیت فراموش ہوئی اور دوسری یہ کہ
اگرچہ تبلیغ تلاوت کی طرف عدد تو اتر کی ہوئی لیکن وقت بھول جانے حافظہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے سے اور ان کے ذہن میں بھی فراموش ہوئی مگر سب کے ذہنوں سے فراموش ہونا
اوسکا نہیں ہوا بلکہ اتنے آدمیوں کے ذہنوں سے تلاوت اوسکی فراموش ہوئی کہ بجا آئے
عدد تو اتر کا نہ بلکہ بعضوں کو تلاوت اوسکی یاد بھی رہی اور ان دونوں قسم میں نسخہ متحقق ہے
اور تیسرے یہ کہ بعد فراموش ہونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر آدمیوں کو
وہ آیت یاد رہی کہ عدد تو اتر کا بسبب اوتنے کے باقی رہے پس یہ دلیل نسخہ تلاوت کی نہیں
اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار پانچ بعضی آیتوں کے شبہ ہو گیا تھا جیسے کہ سبج
قرأت فجر کے سورہ روم اور اورسورتوں میں یہ بہت آیتیں چھوڑ گئے تھے اور بعد نماز کے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ آیا تم میں ابی بن کعب نہ تھا کہ مجھے کو لقمہ دیتا اور ان
آیتوں کو کہ میں چھوڑ گیا تھا یاد دلاتا اور جس وقت ابی بن کعب نے عرض کی کہ یا رسول
اللہ میں حاضر تھا لیکن جاننا میں نے کہ ان آیتوں کو جب حضرت نے موقوف کیا
شاید مشوخی ہو میں اس سبب سے بیٹھے لقمہ نہیں دیا ارشاد فرمایا کہ انما انابش فی فی
تسوں فاذا انیت فن کہ وہی یعنی سوا اسکے نہیں کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں
میں جیسے کہ تم بھولتے ہو پس جو وقت بھول لو میں پس یاد دلایا کرو مجھ کو اور یہ بھی فرمایا کہ اگر
یہ تین نسخہ ہو جائیں تو میں تم کو اسکی خبر دیتا ہوں کہ بعض اصحاب السنتہ
پس معلوم ہوا کہ فراموش ہونا آیت کا حافظہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے با وصف

فان نسخہ
نسخہ فراموش
اور کچھ کو اب
امن والا بنا
دیکھو ان گناہ
اور علم کے بارے
کہنے والوں
کے لئے بجا نہیں
غالب کا وعدہ
فرمایا (ج ۳)
اور ان میں سے
سب سے کی بھی
وہی لگا دینے
حالانکہ خاص کے
میں وہ سب سے
نہیں ہوتے
۱۲ ۱۳ ۱۴
۱۵ ۱۶ ۱۷

تفسیر خلیل

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْنُونِ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْنُونِ
وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ الْمَمْنُونِ

ابراہیم اور اسمعیل علیہم السلام کی نبوت و رسالت پر ہمارا یقین و ایمان ہے۔

باتی رہے اسکے کی بیچ حافظہ جماعت کثیرہ کے تو اتر کی حد ان میں پائی جاتی ہے موجب نسخ تلاوت
انکی کا نہیں ہوتا ہی اور جو لوگ کہ مطلقاً فراموشی آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل نسخ تلاوت
کی جانتے ہیں بیچ جواب اس فقہ اور مانند اسکی کے کہتے ہیں کہ نسیان اور نسی ہے اور سہواؤ
وہول یعنی غفلت اور نسی ہے نسیان اس وقت پایا جاتا ہے کہ بالکل آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے حافظہ میں نہ ہی اور یہ بات بیچ غیر منسوخات کے موجود نہیں ہوئی اور قرأت
سورہ روم وغیرہ کے اندر فراموشی ہو گئی تھی فقط سہواؤ و شبہ تھا بالکل بھول گئے تھے
اور دلیل اس کی یہ ہے **سَنَقِرْ لَكَ فَلَا تَنْسَى** اَلَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اور فرق سہواؤ و نسیان
میں یہ ہے کہ بیچ مجرّد سہو کے خبردار کرنا کفایت کرتا ہے کہ جس وقت مکر کے لئے التفات کیا
اُس آیت کو حافظہ میں پاتا ہے اور نسیان میں فقط التفات اور خیال کرنے سے یا وہ نہیں
آتی ہے جب تک نئے سرے سے الفاظ اسکے نہ سنے اور از سر نو یاد نہ کرے اور ظاہر یہ کہ
جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مواضع میں ایسی ہی حالت عارض ہوئی تھی وَاَلَا
لَقَدْ دِینَا اور خبردار کرنا فائدہ مکرنا البتہ عرف میں اس حالت کو بھی بطریق مشابہت کے کبھی
نسیان کہہ دیتے ہیں اور موافق اسی اطلاق عرفی کے آن حضرت نے فرمایا کہ **اِنَّمَا اَنَا نَسِیْتُ**
اَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ وَاَلَا نسیان قرآن کا بموجب نص ذکر کی ہوئے کے یعنی **سَنَقِرْ لَكَ**
فَلَا تَنْسَى اَلَمْ اَنْ اَنْ حضرت سے محال تھا کہ حیثیت کہ ارادہ الہی تعلق پکڑتا ساتھ نسخ اسکی کے
اور اسی تقریر سے منطبق ہوتی ہے یہ حدیث ساتھ حدیث **اِنِّیْ لَا اَنْسِیْ** و لکن لسنے کے کہ بیچ
بعض نسخون موطاء کے آیا ہے **فَلِیْسَ بِہِ** اور ان حکمون میں سے کہ علماء اصول نے اس
آیت سے سمجھے ہیں ایک یہ کہ نسخ احکام کی جائز ہے اور یہودی اس امر میں مخالف ہیں
کہتے ہیں کہ حکم شرعی کو نسخ کرنا شارع کا یا اس جہت سے ہے کہ کوئی حکمت پوشیدہ جناب
شارع پر ظاہر نہ تھی اور اب وہ ظاہر ہوئی پس بدلائم آوے اور بدائے یہ معنی ہیں کہ اللہ کے
نزدیک پیشتر وہ چیز ظاہر نہ تھی اور اب وہ ظاہر ہو گئی اور اسکی نسبت سے یہ بات
محال ہے اور اگر حکمت دوسری ظاہر ہوئی پس موقوف کرنا پہلے حکم کا اور لانا حکم دوسرے
کا محض عبت ہوا اور عبت ہونا شارع سے کہ وہ حکیم مطلق ہے محال ہے

اور مسلمان لوگ بیچ جواب اس کلام انکے کے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مالک علی الاطلاق ہوا
 لا یستل عما یفعل نشان اشکی ہی یعنی نہیں پوچھا جاوے گا وہ اس چیز سے کہ کرتا ہی اس کو
 اختیار ہی کہ جو چیز چاہے اور جس طرح چاہے فرماوے اور جس وقت چاہے خلاف اسکا فرماوے
 اور اس کے حق میں یہ بات مقرر کر لے کہ اپنے افعال میں حکمت اور مصلحت کا اعتبار کرتا ہی
 پس اس کو ماننا اپنے پابند مخلوقات اسکی کاجانتا ہے اور وہ اس سے پاک ہی اور اگر حکمت اور
 مصلحت کا بھی اعتبار کریں کہہ سکتے ہیں کہ مصلحتیں اور حکمتیں فی نفسہا بسبب اختلاف زمانہ
 اور مکان اور اشخاص کے مختلف ہوتے ہیں چنانچہ کھانا دولے گرم کا سرد و موسم میں اور
 مزاج بار و زمین ضرور ہے اور موسم گرم اور مزاج گرم میں ضرر کرتا ہی اور یہ گاہ کہ زمانہ تمامہ ازل
 سے اپنا پاک اور پیکل خیریات کے کہ اپنے اپنے وقت میں موجود ہونے والے ہیں منطبق ہونکے
 حق میں اولیٰ اور بہتر ہی ترتیب ہو اور مصلحت اسکی جناب الہی کی طرف عائد نہیں ہوتی ہے
 ظاہر ہونا اور پوشیدہ ہونا اور اگے پیچھے ہونا اور معدوم کرنا سب باتیں اہل مان کی نسبت
 سے ہیں اور بہ نسبت حق سبحانہ و تعالیٰ کے پس اہل مان میں سب چیزیں اپنے اپنے وقت میں موجود
 ہیں نہ تغیر اور تبدیل کے اور خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ علم الہی میں ہر حکم کی انتہا ہی ممکن
 مکلفین ہر گاہ کہ اس غایت کو نہیں سمجھتے ہیں اس واسطے بقدرہ احوال کے ظن کرتے ہیں کہ یہ
 حکم ہمیشہ رہے گا جب شارع کی طرف سے بیان انتہا اس حکم کا آیا ہی اور اس حکم کو موقوف
 کرتا ہی جانتے ہیں کہ حکم پہلا منسوخ ہوا اور حکم دوسرا نسخ ہوا پس یہ تجدید اور تغیر اور تقدم اور
 تاخر بہ نسبت مکلفین قاصر العلم کی ہی اور بہ نسبت اللہ تعالیٰ کے ہر حکم اپنے وقت میں مقدر
 ہے بغیر ظہور و خفا اور تقدم اور تاخر کے بہ نسبت مقدر کے اور یہ معاملہ فقط احکام شرعیہ
 میں نہیں بلکہ جو چیز دنیا میں ہے اس قسم کی ہے اور جو شخص تمام نسخہ وجود کے کو کہو اور اش
 غیر متناہیہ متعاقبہ اس کے اندر ہیں نظر خور اور تقص سے مطالعہ کر لے اسکو مانند ایک
 کتاب کے سمجھے کہ پڑھنے والا اس سے سطر سطر پڑھتا جاتا ہے اور ایک کلمہ کو بعد دوسرے
 کلمہ کے زبان سے نکالتا ہے جب کتنی سطرین پاگلے تمام ہوتے ہیں چند کلمے اور سطرین
 پڑھنے میں آتی ہیں اور پہلی سطرین اور کلمے وجود لفظی سے محو اور فنا ہوتے جاتے ہیں

تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

ترجمہ تفسیر خازن

تفسیر عربی

ہو تبہا بیساکر

امد تعالیٰ فرمادے

ہے کہ وہ لوگ جو دینے میں جو

بکھیر دیتے ہیں جو

یعنی صدقات و خیرہ

دیتے ہیں اور

دل ان کے اس

سبب سے دور رہتے ہیں کہ وہ

بکھیرنے کی طرف

بڑھ جاتے دانت

ہیں۔ ایسی ہی ایک

دعائی قبول ہوتی ہے

انہی والاؤں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم

اور روشن چاہیے اور حکم جدید کے نہ ولت خفیہ پانچواں یہ کہ مفسرین اور مجتہدین کو چاہیے کہ علم
ناسخ اور منسوخ کا ان کو ہوا بغیر اس علم کے اسکو دخل کرنا بیجا علم دیکھ نہیں جائز ہے اس واسطے
کہ بدون اس علم کے علم شرعی اور غیر شرعی کو جدا کر کے کا اور بہت وقت ایسا ہو جائے کہ حکم منسوخ کو
حکم شائع کا جانچ فتویٰ دیکھا اور غلطی میں پڑ گیا اس واسطے ابو جعفر نجاشی نے حضرت امیر المؤمنین
مرفعی علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی ایک دن کو مذکی مسجد میں داخل ہوئے
دیکھا کہ ایک شخص عظم کہتا ہے پوچھا کہ یہ کون ہے آدمیوں نے عرض کی کہ یہ وہ عظمیٰ ہے کہ آدمیوں کو
خدا سے ڈراتا ہے اور گناہوں سے منع کرتا ہے فرمایا کہ غرض اس شخص کی پیروی ہے کہ اپنے تئیں
انکشت نما آدمیوں کا کرے اُس سے پوچھا کہ ناسخ اور منسوخ کو علیحدہ علیحدہ تو جانتا ہے یا
نہیں اُس نے کہا کہ یہ علم مجھ کو نہیں فرمایا کہ اسکو مسجد میں سے نکال دو اور وارمی سے بیچ سند
اپنی کے حضرت حذیفہ بن الیمان سے کہ صاحب راز پیغمبر کے تھے روایت کی کہ اُس نے کسی نے
مسئلہ پوچھا اور عرض کی کہ اُس میں حکم فرماؤ اُنھوں نے کہا کہ فتویٰ دینے والا اور حکم کرنا والا
تین قسم کے آدمیوں میں سے ہوتا ہے اول وہ شخص کہ ناسخ اور منسوخ کو قرآن میں سے پہچانے اور
اس قسم کا شخص اس زمانہ میں حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب ہی دوسرے وہ شخص کہ اسکو
قاضی بنایا ہو چار و ناچار یہ کام اُس کے ذمہ پڑا تیسرے وہ احمق کہ اپنے تئیں بد تکلف عالموں
اور مفتیوں اور مجتہدوں میں داخل کرتا ہے سو میں قسم اول سے خود نہیں اور نہ دوسری قسم سے
میری طبیعت خوش ہوتی ہے اگر ہوں تو قسم تیسری سے ہوں اس بات کو بے دلیل نہیں چاہتا ہے چنانچہ آیت
امزید ان تثلوا لکم کماثل منکم من قبل کی ارشاد ہوا کہ سوال کرنا پیغمبروں سے ممنوع
اور برا ہے حالانکہ بغیر سوال کرنے کے اور دریافت کرنے کے پیغمبروں سے مقدمات
دین اور ایمان کے ظاہر نہیں ہوتی ہیں اور راہ باطل حق سے جدا نہیں ہوتی ہے اور
تشقی امت کے لوگوں کی بھی حاصل نہیں ہوتی ہے پس سوال کرنا پیغمبروں سے کس واسطے
برا ہوا اگر اس سوال سے بطریق کنایہ کے منع فرمایا جواب اس کا یہ ہے کہ سوال پیغمبروں سے
مطلقاً ممنوع نہیں بلکہ سوال تبدیل احکام الہیہ کا ممنوع ہے چنانچہ تفسیر میں گزرا اللہ جو سوال
مفسدہ اُس کے اندر ہوتا ہے بیچ مقدمات دین کے اسی سوال کے ساتھ منقطع ملحق ہے

جیسے کہ سوال کرنا معجزوں کا کہ بلا حاجت اُن کو طلب کیا جاوے جیسے کہ مشرکین کہتے تھے کہ
 لَنْ نَفْعَ لَكَ حَتَّى تَقْرَأَ لَنَا مِنَ الْاَمْْرِ بِنَبُوْنًا وَتَكُوْنُ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَعِنَبٍ
 فَتَقْجِرَ الْاِمْنَادُ مِنْ خَلْفِكَ تَخْجِرًا اَوْ تَسْقُطَ السَّمَاءُ كَمَا دَعَمَتْ عَلَيْنَا كِسْفًا اَوْ تَاْتٰى
 بِاللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةُ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زَهْرٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمٰوٰتِ وَلٰى
 نَفْعٌ لَّوْ فَيَكُ حَقٌّ تَنْزِلٌ عَلَيْنَا كِتٰبًا بَلٰغًا اَوْ يَعْزِيْزُ اَنْهٰوْنُ لَمْ يَنْهٰوْنِ لَمْ يَنْهٰوْنِ لَمْ يَنْهٰوْنِ
 کہا جب تک کہ نہ بہاؤے تو ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا بہو جاوے تیرے
 واسطے ایک باغ کجور اور انگور کا پھر بہاؤے تو اُس کی نہرین چلا کر یا گراوے آسمان پھر
 جیسا کہ کرتا ہے مگر نے مگر نے یا لے آسمان کو اور فرشتوں کو ضامن یا بہو جاوے تجھ کو ایک
 گھر سنہری یا چڑھ جاوے آسمان میں اور ہم یقین مگرین گے تیرا چڑھنا یہاں تک کہ نہ اُتار لاوے
 ہم پر ایک لکھا جو ہم بڑھ لین اُس کو یا فرشتوں کو وحی کے ساتھ اُس ضمع کے کہ ہم چاہتے
 ہیں چنانچہ اہل کتاب کہتے تھے قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَسٰلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اِنْ تَنْزِلُ عَلَيْنَا
 كِتٰبًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ فَقَدْ سَاَلُوْا مٰى اَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْا اَرٰنَا اللّٰهَ جَهْوَةً اَوْ يَعْزِيْزُ
 اُسے تعالیٰ نے سوال کرتے ہیں تجھے اہل کتاب اس بات کا کہ آتا ہے تو اوپر لے کر کتاب
 آسمان سے پس تحقیق سوال کیا تھا موسیٰ سے اس سے بڑھ کر پس کہا تھا دکھا دے تو ہکو
 اُس کو سامنے یا مقرر کرنا احکام جدیدہ اور اپنی طبیعتوں سے نکالے ہوئے کا بغیر مرضی الہی
 کے جیسے کہ ایک گروہ جہاں مسلمین کی نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ واسطے ہمارے ایک درخت
 نظر فرماؤ کہ ہم ہتھیاروں اپنے کو اُس درخت پر لٹکاویں جیسے کہ مشرکوں کے واسطے ایک درخت ہے
 کہ ہتھیار اپنے کو اُس میں لٹکاتے ہیں اور اس درخت کو ذات انوات خطاب دیا ہے اور
 نیچے قصہ کمال مشابہت رکھتا ہے ساتھ سوال جہاں بنی اسرائیل کے کہ کہتے تھے وَاجْعَلْ لَّنَا
 اِلٰهًا كَمَا اِلٰهَةُ اٰهِنَا اَوْ يَسْاَلُ الْاِنْسٰى كِرٰغِيْبٍ كِيْ بَاتُوْنَ خَاصَّ خَاصَّ كَا كِرٰغِيْبٍ دَرِيْفَتٍ كِرٰغِيْبٍ
 سے کچھ فائدہ نہیں جیسے کہ بعض ضعیف الایمان امتحان کے واسطے یا واسطے دور کرنے
 کسی گمان کے پوچھتے تھے کہ عورت میری حاملہ ہے اس کے لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اور باب
 میرا کون آدمی تھا اور فلانی چیز کون گمان ہی حاصل یہ کہ سوال منع ایسا سوال ہے

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

تفسیر عریضی

شرائکی کی فی الحال یہی قاد رہے بلکہ اِنَّ اللہَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِیْرٌ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اوپر ہر چیز کے قاد ہے اور وہ کرنا شراکی کا اسکی قدرت کے آگے کیا بڑا کام ہے لیکن حکمت الہی دیکھ کر تاخیر اس امر کے تقاضا فرماتی ہے اس واسطے کہ اگر اسوقت تمکو ان کے ساتھ لڑنے کا حکم ہوا اور حال آنکہ ان کے مشرکین عرب خصوصاً سردار کہ تمہارے ساتھ نزاع اور خصومت رکھتے ہیں آدمیوں کے دھنوں میں بدگمانی آجادیگی کہ یہہ مرد نہایت بدخوبی کہ ہر کسی سے لڑتا ہے اور طریقہ خاطر داری اور تالیف قلوب کا بالکل اسپیں نہیں اور جو وقت میں کہین عرب اور سردار کہ بعد عاجز ہونے اور مقابلہ کے اس دین میں داخل ہوں یا ساقط اور صفائی کی آنا جانا کریں اور طریقہ خاطر داری اور تالیف قلوب کا بھی سیغیر تمہاری کے طرف سے یہی خاص اور عام کو معلوم ہو جاوے اسوقت اُن سے انتقام اور بدل لینا صوب اور انب ہے اور اگر تمکو شوق جہاد کا زیادہ تر ہے پس جب تک کہ حکم جہاد کا آوے نفس کے جہاد کرنے میں مشغول ہو و اقیوا الصلوٰۃ یعنی اور قایم رکھو نماز کو اس واسطے کہ یہہ عبادت بدن کی اور بہت شاق ہے اور نفس کو زیور بر کرتی ہے و اِنَّ الزَّكٰوةَ بَیِّنَةٌ اور دو تم زکوٰۃ کو کہ خرچ کرنا مال کا زیادہ تر نفس کے اوپر گران اور شاق ہوتا ہے بدن کی سے اور اگر اسپر ہی تمکو قناعت نہ ہو بلکہ اور بڑہ کہ مجاہدہ کو دل چاہے پس بندگیان نفل خواہ بدنی ہوں خواہ مالی بجا لاؤ و مَا تَقْدُمُوْا اِلَیْہِمْ مِّنْ خَیْرٍ یعنی اور وہ چیز کہ آگے بھیجے ہو تم واسطے نفع جانوں اپنے کے قسم نیکی اور پہلایوں کے سے سَجِدُوْا لِلّٰہِ یعنی البتہ پاؤ گے تم نزدیک اللہ تعالیٰ کے اگرچہ بیدین لوگ اہل کتاب کے تمہارے عملوں کو ضائع اور لالچاں جانیں اس واسطے کہ اِنَّ اللہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ لَبِیْظُنٌ یعنی تحقیق خدا تعالیٰ جس چیز کو کرتے ہو دیکھ رہا ہے نیک نیتی اور شوق بندگی تمہاری کا جانتا ہے اور موافق اس کے جزا دیتا ہے اس مقام میں جانتا چاہیے کہ اکثر مفسرین نے سبب نزول اِن دُیُوْا بِمَوَکِبِہِمْ اِیْنَ اِنَّا نَقْلُ کیا ہے کہ جب مسلمانوں کو احد کی لڑائی میں شکست ہوئی تھی خاص بن عازور اور بن قیس اور ایک گروہ یہودیوں نے حذیفہ بن الیمان اور عمار بن یاسر سے کہا کہ دیکھو تمکو کیا آفت پہونچی اور ضعیف اور ذلیل ہونے اور سردار تمہارے ملے گئے اگر تم حق پرست

تفہمِ خلیقی
بغِ باغِ فنا
ہر جوجو کہا
وہ سب کو سیک
ہر ایک غرض کی
مرضی کے تیب
بجائے اے احسا
عشق میں کیا کہ
ہموشی کے اندر
دستِ دل میں چھوڑا
خدا کے حکم پر ہے
پاس سے لڑنے
کی گردن پر
چہرہ کی چٹاوی
دلی اور اپنے
پارے سے تنہا
کی جدائی سے
بے مقبول شخص
کے دین کو اس
پونہ نہ ہے

تفسیر غزالی

اور کہان چھوٹا لگا
دیکھو کہ وہ اس کے
قال استغفر لک
الغالبین

ان کی بابت

نہیں بلکہ

تمام جہان کے پروردگار

وہ بڑی بڑی باتیں

یہی وہی اللہ ہے

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ

یہ شکست ٹکونہوئی پس بہتر ہے کہ طرف اسی دین قدیمی اپنے کے رجوع کرو اور اگر کسی پریمینوں
کی جانتے ہو ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ کہ دین ہمارا سب دینوں سے افضل ہے اور سب کو
ہدایت الہی مدت دراز سے ہوئی آئی ہو عمار بن یاسر نے لکھے جواب میں کہا کہ میں تم سے پوچھتا
ہوں کہ عہد کا توڑنا تمہارے نزدیک کیسا ہے اچھا ہی یا بُرا اُنھوں نے کہا کہ عہد کا توڑنا سخت
عجیب ہے عمار نے کہا کہ میں نے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد باندھا ہے کہ جب تک زندہ ہوں اُس سے
نہیں پھرنیکا اور اُس سے منکر نہیں ہونیکا یہودیوں نے کہا کہ اسنے خوب جواب دیا اور خدا نے
نے کہا کہ اگر مجھے حال پوچھتے ہو پس میں ساتھ خدا اپنے کے راضی ہوا کہ وہ پروردگار میرا ہی
اور ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راضی ہوا میں کہ وہ رسول میرا ہے اور ساتھ اسلام کے
راضی ہوا میں کہ وہ دین میرا ہے اور ساتھ قرآن کے راضی ہوا میں کہ وہ امام اور پیشوا میرا ہے
بعد اسکے مجھ کو ہر داکسی مصیبت کی اور آفت کی نہیں جب یہ دونوں و ہر دو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پیچھے اور باجرا عرض کیا آن حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ خوب کہاتے اور نجات اور
فلاح پانویاے ہوئے حق تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں بھیجیں اور اس آیت میں نسبت حمد کی بیان ہوئی
اس واسطے کہ بسبب حمد کے کافر ہونا اور گمراہ کرنا دوسرے کا جامہ اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ الحمد
یا کل الحسنات کما تاكل النار الحطب یعنی حمد نیکیوں کو ایسا کھاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑیوں کو
کھا لیتی ہے اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ بعض آدمی خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن
ہوتے ہیں لوگوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ایسا کون بد بخت ہوگا کہ اللہ کی نعمتوں کا
دشمن ہو فرمایا جو لوگ کہ دوسروں کی خوشحالی کو دیکھ کر ناخوش ہوتے ہیں اور حمد کرتے
ہیں اور علم والوں میں یہ خصلت ناشائستہ کثرت سے ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ بھ لوگ
اللہ کی نعمتوں کی قدر خوب جانتے ہیں اور جب کہ کوئی نعمت اپنی پاس نہیں پائے اور دوسرے
کے پاس دیکھتے ہیں کمال اذیت اور رنج انکو ہوتا ہے اور انکی طبیعتوں میں حسد آجاتا ہے اور اسی
واسطے تجربہ کرنے والوں نے کہا ہے کہ چھ گروہ نے حساب و دین میں جاوینگے ایشہر لوگ
بسبب ظلم کے اور عرب کے لوگ بسبب تعصب اور حمیت کے اور گانوکے لوگ بسبب تکبر اور غرور
کے اور تاجر لوگ بسبب خیانت کے اور جنگی کے رہنے والے بسبب جالمت کے اور علم والے بسبب حسد کے

یہاں حمد کی بڑائی کا

یہ گروہ ہیں جن میں پانچوں

اور غرض اس کہنے والے کی یہ ہے کہ یہ خصلتیں ان لوگوں میں بیشتر پائی جاتی ہیں کوئی شخص ان قسموں کی آدمیوں میں سے ان خصلتوں سے خالی نہیں ہوتا ہے مگر جبکہ اللہ محفوظ رکھے سو حاجت حساب اور پریشانی نہیں ہوگی اور بعضی کتابوں میں اسراہیل سے منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معراج روحانی اپنی میں ایک شخص کو عرض کیے سائیں میں نے کیا کہ نہایت قریب تجلی الہی کا منکوحہ مل ہی عرض کی کہ بار خدایا یہ شخص کون ہے اور یہ مرتبہ اس شخص کو کس سبب سے حاصل ہوا اور کیا عمل اسے کیا ارشاد ہوا کہ نام اس کا ربودتیرے نہیں لیتا ہوں لیکن میں عمل اس کے ہماری درگاہ میں مقبول ہوئے کہ اس کے سبب سے اس تہ کو اس کو پہنچایا آؤں یہ کہ کنیت کا کہ کسی شخص کے پاس ہو یہ شخص حسد نہیں کرتا تھا دوسرے یہ کہ ما اور باپ اپنے کی نافرمانی نہیں کرتا تھا تیسرے یہ کہ چغل خوری اور بات لگانی نہیں کرتا تھا اور عبد اللہ بن عون دن سے مروی ہے کہ ایک روز فضل بن مہلب کی محفل میں داخل ہوا اور فضل بن مہلب ان دنوں میں وہ وہ واسطہ کا تھا اور انھوں نے اس کے پاس آکر یہ بات فرمائی کہ میں چاہتا ہوں کہ کچھ تجھ کو نصیحت کروں خبردار ہوا ورسن کہ تکریمت کیجو اس واسطے کہ تکریمت ایسا گناہ ہے کہ پہلے پہلے جہان میں یہی ہوا ہے اور شیطان سبب ایسی گناہ کے ملعون ہمیشہ کے واسطے ہوا چنانچہ حق تعالیٰ نے اس کے حق میں فرمایا ہُوَ فَجِدَ الْمُتَلَكَّةَ كُلَّهُمُ اجْعَلْ اِلَّا اَبْلِيْسَ اسْتَكْبَرُ وَكَانَ مِنَ السَّكَافِرِ اِن اور حرص اور طمع سے اپنے متین بچا اس واسطے کہ حرص ایسا گناہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو ایسی بات نے بہشت سے نکالا اور دنیا کی محنتوں میں ڈالا اور حسد سے بھی دور رہ کہ قایل نے بسبب حسد ہی کے بائبل کو مار ڈالا تھا اور عبد اللہ بن الزبیر نے کہا ہے کہ حسد کسی پر کرنا چاہیے اس واسطے کہ اگر وہ شخص بہشتی ہی پس مال اور اسباب اور نام اور جاہ دنیا کا جنت کی نعمتوں کے رو بہ نہایت ملے قدر ہے پس ایسی دلیل چیز پر کیا حسد کیا جاوے جب کہ بہشت اس کو ملے گا یہ بھی اگر مل گیا تو بل جاوے کچھ بڑی شے نہیں اور اگر وہ شخص فو زنی ہے سو اس کے اوپر حسد کرنا محض بیجا ہے اس واسطے کہ انجام ان سبب نعمتوں کا دوزخ ہے علما نے کہا ہے کہ حسد کے چار مرتبہ ہیں علی الترتیب اول یہ کہ دوسرے کی قیمت کو چاہے کہ اس کے پاس نہ ہے خواہ میرے پاس آوے نہ آوے اور یہ سب مرتبوں میں بڑھ کے حسد کا مرتبہ ہے اور مسلمان صالح کے

وہ خصلتیں

نصیحت کی کرے

وہ کہ خدا نے نیکو

یہ کہ دین اسلام

چاہا دین و باپ

سوجہ باؤں و فکری

ما بعد از ہی بنی بنی

یعنی خدا کی تابعداری

ہی میں جو وعدے

حکم کو کرتے ہوتے

وہ کہ پائے ہو

کبھی نہ چھوڑو

ان شاء اللہ تعالیٰ

موت بھی اسلام

ہی پہونگی کہونکہ

دوئی غائبانہ

حالت میں خفاوی

ایسی حالت پر

رہنا ہے اور

مردم کے حال و حال

حق میں اس طرح کا حسد کرنا نہایت مذموم اور بکیرہ ہے اور کا فر اور فاسق کے حق میں
 مباح ہے سبب اسکے کہ اسکو سبب اس نعمت کے قوت اور کفر اور گناہ کے حاصل ہونے پر
 مرتبہ حسد کا یہ ہے کہ دوسرے کی نعمت مجھکو ملجاوے مثلاً کسی کے باغ کو چاہے کہ میں مالک اسکا
 ہوں یا اس کی عورت کو چاہے کہ میرے نکاح میں آجاوے اور ریاست کسی کی میری پاس
 پہنچ جاوے اس صورت میں غرض اولی اور مطلوب بالذات یہ ہے کہ یہ چیز مجھکو ملجاوے اور مقصود
 پہنچے یہ ہے کہ اس شخص کی نعمت کو زوال ہو موسلمان کے حق میں ایسا حسد ہی حرام ہے تیسرا مرتبہ
 حسد کا یہ ہے کہ دوسرا نعمت کا دوسری سے بچا ہے لیکن چونکہ وہ شخص عاجز ہے کہ اسکو وہ نعمت
 حاصل نہیں آرزو کرتا ہے کہ کاش یہ نعمت دوسرے کے پاس ہی نہ ہو کہ اسکو میرے اوپر فوقیت
 نہ ہو چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ آرزو اس بات کی کرے کہ جیسی نعمت اسکے پاس ہے مجھکو بھی ملجاوے اور
 دوسرا ہوا اس نعمت کا دوسرے سے یا آجانا اسکی نعمت کا اپنی طرف ال میں نہ ہوا اور اسکو غبطہ اور
 عناف کہتے ہیں اور ایسا حسد کہ نادین کی باتوں میں جھٹنے کہ ایمان اور نماز اور روزہ اور اللہ کے راستے
 میں خیرات کرنا اور تعلیم اور تعلم اور ارشاد اور ولایت پایا جاتا ہے اور اچھا ہے بلکہ بعضے وقت
 واجب بھی ہو جاتا ہے اور حرام نہیں جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے وفي ذلک فلیتنافس
 المتنافسون اور صحیحین کی حدیث میں بھی آیا ہے کہ لا حسد الا فی اثین رجل الا بالہ اللہ صالا
 فانفق فی سبیل اللہ ورجل اناک اللہ علما فہو یعمل بہ و یعلم الناس یفنی حسد نہیں لائق ہے
 مگر دو شخصوں کے اوپر ایک وہ شخص کہ دیا اللہ نے اسکو مال پس خرچ کیا اسکو اللہ کی راہ میں اؤ
 اور دوسرا شخص وہ ہے کہ دیا اللہ نے اسکو علم پس آپ بھی وہ عمل کرتا ہے اور دوسرا دیکھو بھی
 سکھاتا ہے اور یہی علم نے کہا ہے کہ سبب حسد کے بعد تفتیش کرنیکے معلوم ہوا کہ سات چیزیں
 ہیں اول سبب حسد کا عداوت اور بغض ہے اس واسطے کہ آدمی کی جبلت میں یہ بات پڑی ہوئی ہے
 کہ جو وقت کسی سے اسکو ایذا اور تکلیف پہنچتی ہے دل سے اسکو دشمن رکھتا ہے اور کہینہ اسکا
 دلیں میٹھ جاتا ہے اور ہر وقت ارادہ اس بات کا کرتا ہے کہ بدلا اس کو نون تاکہ تشنی مجھکو حاصل
 ہوا ورنہ اس شخص کو قدرت اس بات کی نہیں ہوتی آخر کو یہہ چاہتا ہے کہ غیبی مار اسکو پڑے
 اور جان اور مال اسکا تلف ہو جاوے جیسے کہ حق تعالیٰ نے ایسے حاسدوں کے

ترجمہ تفسیر عزیزی
 کہ اس صورت میں غرض اولی اور مطلوب بالذات یہ ہے کہ یہ چیز مجھکو ملجاوے اور مقصود پہنچے یہ ہے کہ اس شخص کی نعمت کو زوال ہو موسلمان کے حق میں ایسا حسد ہی حرام ہے تیسرا مرتبہ حسد کا یہ ہے کہ دوسرا نعمت کا دوسری سے بچا ہے لیکن چونکہ وہ شخص عاجز ہے کہ اسکو وہ نعمت حاصل نہیں آرزو کرتا ہے کہ کاش یہ نعمت دوسرے کے پاس ہی نہ ہو کہ اسکو میرے اوپر فوقیت نہ ہو چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ آرزو اس بات کی کرے کہ جیسی نعمت اسکے پاس ہے مجھکو بھی ملجاوے اور دوسرا ہوا اس نعمت کا دوسرے سے یا آجانا اسکی نعمت کا اپنی طرف ال میں نہ ہوا اور اسکو غبطہ اور عناف کہتے ہیں اور ایسا حسد کہ نادین کی باتوں میں جھٹنے کہ ایمان اور نماز اور روزہ اور اللہ کے راستے میں خیرات کرنا اور تعلیم اور تعلم اور ارشاد اور ولایت پایا جاتا ہے اور اچھا ہے بلکہ بعضے وقت واجب بھی ہو جاتا ہے اور حرام نہیں جیسے کہ قرآن مجید میں آیا ہے وفي ذلک فلیتنافس المتنافسون اور صحیحین کی حدیث میں بھی آیا ہے کہ لا حسد الا فی اثین رجل الا بالہ اللہ صالا فانفق فی سبیل اللہ ورجل اناک اللہ علما فہو یعمل بہ و یعلم الناس یفنی حسد نہیں لائق ہے مگر دو شخصوں کے اوپر ایک وہ شخص کہ دیا اللہ نے اسکو مال پس خرچ کیا اسکو اللہ کی راہ میں اؤ اور دوسرا شخص وہ ہے کہ دیا اللہ نے اسکو علم پس آپ بھی وہ عمل کرتا ہے اور دوسرا دیکھو بھی سکھاتا ہے اور یہی علم نے کہا ہے کہ سبب حسد کے بعد تفتیش کرنیکے معلوم ہوا کہ سات چیزیں ہیں اول سبب حسد کا عداوت اور بغض ہے اس واسطے کہ آدمی کی جبلت میں یہ بات پڑی ہوئی ہے کہ جو وقت کسی سے اسکو ایذا اور تکلیف پہنچتی ہے دل سے اسکو دشمن رکھتا ہے اور کہینہ اسکا دلیں میٹھ جاتا ہے اور ہر وقت ارادہ اس بات کا کرتا ہے کہ بدلا اس کو نون تاکہ تشنی مجھکو حاصل ہوا ورنہ اس شخص کو قدرت اس بات کی نہیں ہوتی آخر کو یہہ چاہتا ہے کہ غیبی مار اسکو پڑے اور جان اور مال اسکا تلف ہو جاوے جیسے کہ حق تعالیٰ نے ایسے حاسدوں کے

ترجمہ تفسیر عزیزی

تفسیر علی

بیون سے پوچھو کہ
کہ تم لوگ میرے بعد
کس کو پوچھو گی
ہم کو انہی کی
محبوب کو پوچھو
آپ کا اور آپ کے
باپ دادا اور ان کے
انجیل اور ان کے
رب ہے اور ان
لوگ انہی کے
کے تابعدار ہیں

یہ وہ نصیحتیں ہیں
جو کہ تم لوگ اپنے
اور ان کے اور ان کے
برائیاں اور ان کے
ہو وہی اور ان کے
انہی کے
انہی کے

سب سے کمالات میں اور بے مثل ہونا خاصہ ذات باری کا ہے تاوان سبب کم لہرئی اور
فروا بگی نفس کی اور بخل کمال درجہ کا ہونا ہو کہ فیضان خدا کی نعمتوں کا دیکھ کر ملول ہوتا ہے
اور اتری دوسروں کی سے بالطبع خوش ہوتا ہو اور یہ حسد سبب حسدوں سے بدتر ہے اور اسد عالی
سبھی حسدوں سے پناہ دے اور جس وقت کئی چیزیں ان چیزوں میں سے جمع ہو جاویں حسد
زیادہ تر ہو جاویگا اور یہودیوں کی گروہ میں ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب آنحضرت
کے ساتھ کئی باتیں حسد کی جمع ہو گئی تھیں اسی واسطے حسد ان کی طبیعتوں میں خوب حکم ہو گیا تھا
چنانچہ لفظ من حذا انفسہم کا اس امر کی طرف اشارہ کرتا ہے اب اس مقام میں جاننا
چاہیے کہ حسد ایک مرض عالم گیر ہے کہ کم لوگ اُس سے خالی ہیں چنانچہ حدیث شریف میں
بھی ایسا ہی مضمون آیا ہے کہ ما منّا احدا الا وحسد وما منّا احدا الا وینظر ولكن
اذا حصلت فلا تحقق واذا انقوت فلا یجوز یعنی ہم میں سے کوئی کہ حسد نہ کرے اور
نہیں ہے کوئی ہم میں سے کہ نظر نہ کرے طرف ناحرم کے لیکن جس وقت حسد کرے تو
پس مت شہر تو اُس حسد پر بلکہ دل سے دور کر دے اُس کو اور جس وقت نظر کرے
تو ناحرم پر پس دوبارہ مت نظر کر طرف اُس کی اور علاج اُس مرض دھانی کا دچیزیں
میں علم اور عمل لیکن علم ووقم ہے اجمالی اور تفصیلی اجمالی یہ ہے کہ ہر چیز کو یہ جلتے کہ تقدیر
الہی سے یہ بات ہے اور اس عقیدہ کو اپنے دل میں حاضر رکھے کہ ما شاء اللہ کان وما لم
یشا کہ لیکن یعنی جو چاہے اللہ ہو جاتا ہے اور جس کو اللہ نچلے وہ نہیں ہوتا ہو اور یہ
بات سمجھی کہ کسی کے ناخوش ہونے اور مکر وہ جاننے سے تقدیر نہیں مل سکتی ہو جس کی تقدیر
میں خوشحالی اور حصول نعمتوں کا ہے البتہ وہ ضرور ہووے گا چاہے دوسرا شخص خوش ہو
یا ناخوش اور علم تفصیلی یہ ہے کہ حسد کو ایسا سمجھے کہ ایمان کی آنکھ میں گویا نمکا اور خاک
جا پڑی کہ آنکھ بسبب گر پڑنے ایسی چیزوں کے مکدر ہو جاتی ہے اس واسطے کہ حسد
میں ناخوشی حکم الہی کی اور نارضا مندی قضا اور قدر الہی سے لازم آتی ہے اور اپنے
بھائیوں ہم جنس کی بدخواہی کرنی پڑتی ہے اور حسد کرنے والے کو ہر وقت کا رنج
اور مکدر حواس اور وسواس کا ہمیشہ رصنا حاصل ہے اور یہ بات حسد کرنے والے کی

اختیار میں نہیں کہہ سکتے کسی شخص کو کچھ ضرر پہنچا سکے نہ دین میں اور نہ دنیا میں بلکہ الٹا حسد کرنے والے کو دنیا میں بھی ضرر ہے کہ بسبب حسد کرنے کے نعمت اسکی جاتی رہیگی اور آخرت میں بھی اسکے واسطے ضرر ہوگا یہ ظالم ہو اور جس کا حسد کرتا ہو وہ مظلوم اور قیامت میں ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی اور حکماء نے واسطے سمجھانے حسد کے ضرر کے ایک مثال ذکر کی ہے اور حقیقت میں یہ بات انھوں نے درست کہی ہے کہ حسد کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی اپنے دشمن کی طرف پتھر اُسکے مارنے کے واسطے چلائے اور وہ پتھر الٹا پھر کر اُسکے آگے اور ایک آنکھ اسکی چھوڑ دے اور یہ برقوق پھر دوسرے بار پتھر چلائے پھر وہ الٹا پھر کے دوسری آنکھ اسکی چھوڑ دے اور تیسرے بار پھر کر سر اسکا توڑے اور دشمن ہر دفعہ سلامت رہے اور اور لوگ اس الحق کی حرکت کو کھڑے کھڑے تماشا دیکھیں اور یہیں اور یہ تمام وبال حسد کا دنیا میں ہے و لعذاب الاخرة اشد وابق اور عذاب آخرت کا تو بہت سخت اور باقی رہنے والا ہے اور علاج حسد کا ساتھ عمل کے اس طرح ہے کہ حسد کرنے والا محسوس کے حق میں ایسے افعال کرے کہ خلاف مقتضای حسد کے ہوں مثلاً اگر حسد بدگوئی اُسکے کا باعث ہوتا ہے چاہیے کہ بدگوئی کی جگہ ثنا اور صفت اُسکی کرے اور اگر یہ نسبت محسوس کے باعث شکربا ہو چاہیے کہ اسوقت تواضع اور فروتنی اُسکے آگے کرے کہ اس حیلہ سے محبت اُس محسوس کی پیدا ہو جائیگی اور حسد خود بخود زائل ہو جائیگا ہواستے کہ محبت حسد کی مادہ کو قطع کرتی ہے اور اس مقام میں یہ بھی معلوم کرنا چاہیے کہ جو نفرت دلی محسوس کی طرف سے حسد کو حاصل ہے سو اس بات میں اسکو کچھ اختیار نہیں پس اُس نفرت کے اوپر اسکو مواخذا نہ ہوگا کہ لا یمکلف اللہ نفساً الا وسعہا اور تکلیف شرعی بھی یہ نسبت اسکے نہیں بلکہ حسد مکلف اس بات کا ہے کہ اُس نفرت دلی اپنے کو ناخوش جلنے اور یہ تدبیر کرنا ہے کہ وہ نفرت جاتی رہے اور اُس نفرت کو مکلف دل سے ہٹا دے۔

باقی رہا اس مقام میں ایک سوال جواب طلب ہے کہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس آیت میں اللہ تعالیٰ خطاب کرتا ہے کہ فاعفوا واعدھوا یعنی عفو کرو کافروں سے اور درگزر کرو اور کافروں کا اُس وقت میں زور اور غلبہ تھا اور معاف کرنا اور درگزر کرنا اُس جگہ ہوتا ہے کہ نفرت اور طاقت انتقام کی اُس شخص کو حاصل ہو اور مسلمانوں کو اُس وقت میں کچھ

مختصر

سورۃ بقرہ

بیچ اسلام

جسین توحید

اخلاص ہو اور

بیچ دین اسلام

سارے نبی علیہم

اسلام کا دین تھا

عمر شریفین

ارک خلیفہ

یقیناً ہے کہ

نئے نئے کہ

بندہ پاس

پوشے زلف

اسے جان بون

سین گئے گئے

تلاک لگاتے تھے

ہاں کہتے تھے

وہ کہتے تھے

تجارت کا

طاقت تھی تاکہ یہ بات اسے کہی جاتی کہ معاف کرو جواب اس کا یہ ہے کہ امر عفو کا ہر مسلمان کو ہے کہ ہر کافر کو گذر کرے اور یہ بات ممکن تھی کہ اگر کوئی کافر کسی مسلمان کو ایذا پہنچا دے تو وہ کافر مسلمان اُس کی ہر اسی کر کے بدلائس سے لیون سو قدرت انتقام پر متحقق ہو گئی اور علامہ کے یہ بات بھی تھی کہ خدائے تعالیٰ نے وعدہ کر لیا تھا کہ مسلمانوں کو غلبہ اور فتح حاصل ہوگی اور کافروں کا غلبہ اور شوکت تھوڑے دنوں میں مین جاتی رہی گی پس مسلمانوں کے اعتقاد میں قدرت انتقام کی محکم ہو گئی تھی اور یقیناً جانتے تھے کہ جس وقت کافروں سے مقابلہ کرینگے فتح پادین گے اور اسی واسطے ایک مسلمان دس دس کافر کو جواب دیتا تھا اور کچھ خوف نکرتا اور بعض مفسرین نے مراد عفو اور صفح سے یہ لی ہے کہ دعوت اسلام کے ساتھ حسن طریقہ کی اور بجا اور سی نصیحت اور شفقت اور نرمی کلام کے اور ترک کرنا درشت خلقی اور سختی کا ہوا اور یہ معنی ہر طرح بلا تکلف صحیح ہو جاتے ہیں خواہ مسلمانوں کو قدرت انتقام کے ہونہواہ عجز ہو مگر لفظ حق یا فی اللہ بامع کا نے اجماع اس مراد لینے سے روکتا ہے مگر طرح کہا جاوے کہ اس امر سے مراد امر غلظت اور تشدد اور ترک کرنا نرمی اور مدار کا ہو سبب عناد اور سرکش ان کی کی و اللہ اعلم اور جب کہ ان دونوں آیتوں میں مذکور ہوا کہ اکثر اہل کتاب چاہتے ہیں کہ تمہارے تین دین تمہارے سے پیہر دین اور اسی غرض کے واسطے شبہ تسبیح کا اور دوسرے اعتراضات و ایہ تمہارے دل میں ملنے لگتے ہیں اب دلیل اُن لوگوں کی کہ اپنے نزدیک انہوں نے ٹھہرا کہی ہے بیان فرماتے ہیں کہ وہ قال لینے واسطے پیہر دین تمہارے کی دین اپنے سے کہتے ہیں اہل کتاب کہ وہ یہود اور نصاریٰ ہیں لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ یعنی ہرگز نہ آوے گا بہشت میں کوئی اگرچہ فرمان برداری احکام آہی کی بھی کرے اور ساتھ تمام پیغمبروں کے ایمان لاوے اور تمام عمر اپنی عبادت اور بندگی میں صرف کرے لَا اَمَنَ كَاَن هُوَ دَا یعنی گروہ شخص کہ یہودی ہو اور طریق اپنا موافق اعتقاد اور عمل یہودیوں کی درست کرے اور یہ مقولہ یہودیوں کا تھا کہ اہل کتاب کا پیہلا گروہ یہی ہے اور یہود اصل میں جمع ہانہ کی ہے اور ہانہ لغت میں بمعنی توبہ کرنا ہوائے کی ہے چنانچہ سورہ اعراف میں واقع ہوا ہے اَنَا هَذَا اِلَک اور یہودی توبہ کرنے میں نہایت

تفسیر عزیزی

دو ایک جملہ تفسیری

گروہ کی تفسیر سے

لیا اور دس دس کا

جو تفسیر مذکور ہے

میں ہے اور اہل کتاب کی

تفسیر کے پیہر دین

تفسیر سے اہل

کتاب نہایت اہل

جو انبیاء اور صالحین کی

بندگی نہایت پیہر دین

نہایت اہل کتاب

تفسیر سے اہل

کتاب نہایت پیہر دین

تفسیر سے اہل

کتاب نہایت پیہر دین

تفسیر سے اہل

کتاب نہایت پیہر دین

تفسیر سے اہل

کتاب نہایت پیہر دین

دیان سنی افکار ہندو و نصاری کا

جہلمی

تفسیر

اکارت گیارہ

سورہ بقرہ

وہابی

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مکتبہ

مشکل کام عمل میں لائے تھے کہ گروہ سالہ پرستی کے بدلے میں اپنی جانوں کو ہلاک کیا تھا اس واسطے
 یہ لقب انکو واسطے دیا گیا اور یعنی پاکتے ہیں کہ ہر گروہ ہشت میں داخل نہ ہو گا مگر وہ شخص کہ ہودہ
 نصاریٰ اور وفائی طریق نصاریوں کے عقائد اور عمل اپنا درست کرے اور مقولہ نصاریٰ
 کا تھا کہ دوسرا فرقہ اہل کتاب کا ہے یہی ہے اور نصاریٰ جمع نصران کی ہوا اور نصران ہودہ
 کے ایک معنی ہیں اور حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عہد کر لیا تھا کہ ہم تمہارا
 ساتھ رہیں گے اور نصرت تمہاری کریں گے چنانچہ سورہ صفا اور سورہ نون میں
 مذکور اس کا ہے اس واسطے یہ لقب لکھا ہوا پس اہل کتاب کے دو گروہ ہیں ہر ایک گروہ ان دونوں
 کلاموں میں سے ایک ایک کلام کرتا ہے یہودی تم سے کہتی ہیں کہ بہت میں کوئی داخل
 نہیں ہو گا سوای فرقہ یہودیوں کے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ بہت میں سوای فرقہ نصاریٰ
 کے کوئی نہیں جاویگا اور غرض انکی یہ ہے کہ مکلف فریب دیکھا اور بہت کا شوق دل میں
 ڈال لیا اپنی طرف کھینچ لیں اگر یہودیوں کے کلام کی تصدیق کرو یہودی ہو جاؤ اور اگر نصاریٰ
 کے کلام اچھے معلوم ہوں انکی طرف مائل ہو جاؤ پس لفظ او کا استعجاب واسطے قسیم دونوں
 قولوں کے ہے یعنی گروہ اہل کتاب کی کہ یہودی اور نصاریٰ ہیں ایک گروہ کا ایک مقصود ہے
 اور دوسرا گروہ کا دوسرا مقولہ چنانچہ اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شہر یا ایک محلہ میں کوئی
 شخص لایا گیا اور شہر کے دو اہل یقین کرنے قاتل میں مختلف ہوئے اور ہر ایک گروہ کہنے
 لگے کہ اس شخص کو اوہوں نے مارا اور دوسرا گروہ پہلے گروہ کی طرف نسبت کیے اور اس
 تقریر سے جو اعتراض کہ اس عبارت پر وارد ہو تا تھا مندرج ہو گیا اور بیان تشریح کا اس
 طرح ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے نہیں کہتا ہے کہ بہت میں داخل نہیں ہونے کے مگر یہودی یا
 نصرائی اس واسطے کہ یہودی نصاریٰ کے دین کو باطل جانتے ہیں اور نصاریٰ یہودیوں کے
 دین کو منسوخ شمار کرتے ہیں اور دلیل اس دعویٰ کی اگلی آیت ہے کہ قاتل الیہو لیسٹ النصاری علی شئی
 وقال النصاری لیسٹ الیہو علی شئی پس اہل کتاب کی طرف یہیہ کلام نقل کرنا صحیح
 نہوا البتہ یہ کلام اسوقت صحیح ہوتا کہ یہودی اور نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کو سب سے سمجھتے اور امتلا
 نہ کرتے چنانچہ مسلمان لوگ چاروں مذہب والوں کو برحق جانتے ہیں لیکن یہودی اور

تفسیر غزالی

اور نصاریٰ کے
کو خدا کا بیٹے

کہتے ہیں یہ تو
شترک ہے اور

اب یہ جو فرقہ شام
شترک شرق

و نبات ہو گیا کہ
سے اہل کتاب

تم ان کے پاک
دین پر نہیں ہو

بھروسہ کوئی یہود
یا نصاریٰ کو نہ

فرقہ داروں کی
وہ اس کے لیے

ہاں ان کے لیے
وہ اس کے لیے

وہ اس کے لیے
وہ اس کے لیے

وہ اس کے لیے
وہ اس کے لیے

وہ اس کے لیے
وہ اس کے لیے

نصاریٰ آپس میں ایک دوسرے کی تکذیب اور تکفیر اور تضلیل کرتے ہیں اور طریق دوسرے ہو جائے اس
انکال کا جیسا کہ تفسیر میں گزرا یہ ہے کہ لفظ اَوْنِیْ کا ہونا کے اور معطوف نہیں تاکہ کچھ بھی
قول کے معقولہ میں داخل ہوتا اور مخالفت واقع کی لازم آتی بلکہ عطف اور مجموع معقولہ قول کے ہوا اور
جب کہ مدار فرقہ کا درمیان دونوں قولوں کے یہی لفظ یہود اور نصاریٰ کا تھا اور باقی اجزاء کلام کے
دونوں قولوں میں مشترک ہیں اعادہ اُس شترک کا تاکہ ارجح جانکر ساقط کر دیا اور حرف اَوْ کا
نصاریٰ کے اوپر داخل کر دیا چنانچہ مثال مذکور میں گزرا گیا پس تقدیر کلام کی اس طرح ہے کہ
وقال اهل الكتاب لن يدخل الجنة الا من كان هودا او قالوا لن يدخل الجنة الا من كان نصارى
اور حاصل اس عطف کا تقسیم ان دونوں کلاموں کے اور مجموع اہل کتاب کی ہو گئی اور
یہ مطابق واقع کے ہے اس واسطے کہ ایک فرقہ اہل کتاب سے ایک کلام کہتے ہیں اور دوسرا
فرقہ دوسرا کلام اور مجموعہ مفسرین کہ اور نصاریٰ کا عطف ہوا کے اوپر جانتے ہیں اُنھوں نے
دفع اس انکال کا اس طرح سے کیا ہے کہ کلام کی بنیاد و نشر کے اوپر ہے پہلے دونوں گروہ
یہود اور نصاریٰ کے قائل کی ضمیر میں جمع کر دئے اور لف کیا بعد اُس کے من کان ہودا او
نصاریٰ میں نشر اُس کا کیا لیکن اس توجیہ میں ایک خدشہ قوی ہے کہ جن چیزوں کو لفظ
میں جمع کرتے ہیں نشر میں بھی ان کو جمع کرتے ہیں پس اس طرح عبارت ہوئی کہ لن يدخل
الجنة الا من كان هودا او نصارى ساتھ حرف واو کے نہ ساتھ حرف آو کے چنانچہ تمام
مثالوں لفظ و نشر میں اسی طرح ہوتا ہے مثلاً اس بیت میں **س** سیب بہ و انار بہ ترتیب
لف و نشر دل را و معدہ را و جگر را مقوی است و اور اس بیت میں **ک** کیف اسلو فی
حقف و غصن و غزال الخطا و قتل اود دفا اور جیسا کہ اس آیت میں
ومن رحمته جعل لكم الليل والنهار لتسكنوا فيه ولتبتغوا من فضله على هذا القياس
مگر اس کا جواب اس طرح دیا جاوے کہ او اس جگہ بمعنی واو کے ہے اور تعین اس بات کی کہ
قول یہودیوں کا پہلا قول ہے اور قول نصاریٰ کا دوسرا ہے اور فی التفات سامع کی
سے معلوم ہو جاتا ہے اس واسطے کہ ہر ایک فرقہ ان دونوں فقرہوں میں سے ایک
دوسرے کو گمراہ کہتا ہے اور اپنے اپنے دین کی رغبت و لاتا ہے اور مثل اس آیت کے

اس واسطے کہ وجہ بمعنی ذات کی ہو اور اگر یہ تعبیر ذات کی کبھی ساتھ گردن کے اور کبھی ساتھ سر کے اور کبھی ساتھ اور اعضا کے بھی کرتے ہیں لیکن وجہ کہ بمعنی چہرہ کی ہر امین خصوصیت ایسی ہو کہ وہ اعضا میں خصوصیت نہیں پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ چہرہ آدمی کا اشرف اعضا کے کا ہو اور سب اتمام حواس ظاہرہ اور باطنہ کا اور تمام فکر و تخیل اور نشاط قوی مدد کار و محرکہ کا ہی ہو اور تمام حجاب میں سے جو بہتر ہے یعنی سجدہ ایسے عضو کے ساتھ حاصل ہوا ہو پس یہ عضو گویا خلیفہ اور قائم مقام ذات کے ہو اور جب کہ آدمی نے اس عضو شریف کو کسی واسطے جھکا دیا اور فرمان بردار کیا معلوم ہو کہ تمام اعضا اور قوی اپنے فرمان بردار کیے اور یہ مرتبہ اسلام کا حاصل نہیں ہوتا ہے جب تک کہ توکل پورا پورا اور بحسب و نسا اللہ کے اوپر نہ ہو اور امید اور خوف اور محبت اور نفرت اپنے کو تاج امر اور سکے کے نہ کرے اور ایسا ہی یہ احسان بھی جو کہ اس آیت میں مذکور ہے علاوہ اس احسان کے ہو جو مشہور ہے اور حقیقت اس احسان کی یہ ہے کہ درمیان حدیث سوال جبریل علیہ السلام آیا ہے کہ لا احسان ان تعبد الله کانک تراه فان لم تکن تراه فانه یبکک یعنی نیک کرنا عمل کا یہ ہے کہ عبادت خدا کی اس طرح کرے کہ گویا اوسکو دیکھ رہا ہے پس اگر نہ اوسکو نہیں دیکھتا ہے تو وہ خود دیکھو دیکھتا ہے اور دیکھنا اوسکا کافی ہے کہ تو اچھی طرح آداب عبادت کے نگاہ رکھے اور اس دیکھنے کو یہ بات لازم ہے کہ عمل اپنے میں تین طرح سے غلط ہوتا ہے اول غلطیہ کا کہ بالکل نسبتاً اوس میں نہ ہو دوسری غلطی کم و بیشی کا کہ ہرگز اوس میں نہ پایا جاوے اور طبع وہ عمل شروع ہوا وہی طرح سے صورت اوسکی قائم رہے اور اوپر وجہ سنون کی بعد رعایت تمام شروط اور آداب کے اوس عمل کو بجا لاوی اور تیسری بعد بجالانے اوس عمل کے ایسی حرکت اور گناہ نہ کرے جسکے سبب سے اوس عمل کا ثواب کم ہو جاوے یا اصل سے جاتا رہے اور جب کہ اس طرح اوس عمل کو بجا لاویگا حق ابراہور ثواب کا جو اس واسطے موعود ہے ہو گا اور خوف اور غم عدم مقبولیت اوسکی کا زائل ہو جاوے گا حال کلام اس آیت میں اشارہ ہے طرف اس بات کی کہ حال یہود اور نصاریٰ اس زمانہ کا ہرگز بہشتیوں کے احوال کے ساتھ نہیں ملتا ہے واسطے کہ یہ لوگ نہ اسلام لوجہ اللہ رکھتے ہیں کہ احکام اوسکی کو بجا نہ لیں بلکہ قبول کہیں اور بغیر وقت کے اوپر ایمان لاویں اور نہ احسان عمل کا نصیب انکے ہو اس واسطے کہ انہوں نے اپنی طرف سے نئے نئے حکم شرع کیے ہیں اور جو شریعت کہ اللہ کی طرف سے مقرر ہے اوسکو

علی

تفسیر

بقرہ

باب

فصل

در

تفسیر

آیت

و

فصل

در

تفسیر

آیت

و

بدل ڈالیں جب تک کہ اسی حالت پرین توقع دخول بہشت کی کرنی خیال خام اُنکا ہو اور یہ بات بہت بعید ہو کہ خاص یہی لوگ مالک بہشت کے ہوں اور دوسروں کو بہشت میں داخل نہ ہونے دین البتہ اگر طریق اپنے کو بدل ڈالیں اور بالکل فرمانبردار احکام الہی کے ہو جاویں اور طاعتی شریعت پیغمبر وقت کے نیک عمل کین ضرور اجر اور ثواب کے لائق ہونگے اور کس طرح سے اہل کتاب کے دعوے جھوٹے بلا طلب دلیل اور حجت کے مسموع اور مقبول ہوں اور خود آپس میں ایک دوسرے کو کاذب اور جھوٹا کہتے ہیں وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتْ الْنَصَارَىٰ عَلَىٰ نَحْنُ یعنی اور کہتے ہیں یہودی کہ نہیں ہیں نصاریٰ اور کہتے ہیں نصاریٰ کہ نہیں نصاریٰ بلکہ محض گمراہی اور ضلالت پر ہیں نہ اعتقاد ان کا درست ہو اور نہ عمل ہی صحیح ان کا ہو اور یہ بات یہودی واسطے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں جانتے ہیں اور نہ انجیل مقدس کو کتاب الہی سمجھتے ہیں وَقَالَتِ الْنَصَارَىٰ لَيْسَتْ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ یعنی اور کہتے ہیں نصاریٰ کہ نہیں یہودی اور کچھ دین اور ہدایت کے اور نصاریٰ یہ کلام اس واسطے کہتے ہیں کہ توریت اور احکام اُس کے بسبب مبعوث ہوئے حضرت عیسیٰ کے اور اُنہی کے انجیل کے منسوخ ہوئے اور اس میں ہدایت نہیں رہی پس اگر دونوں گروہ کے قول سچے ہوں اس صورت میں تمام اہل کتاب درجہ اعتبار سے ساقط ہوتے ہیں اور دونوں کتابوں میں سے کوئی کتاب لائق اقتداء کے نہیں رہتی جو ادایک گروہ کے قول کو اعتبار کیا جاوے اور دوسرے کو نفوا و ساقط قرار دیا جاوے ترجیح بلامرج لازم آوے اس واسطے کہ دونوں گروہ اپنی کتاب کے علم میں برابر ہیں اور کسی کو اوپر دوسری کے ترجیح نہیں دیکھتا اور یہ لوگ خواہ یہودی خواہ نصاریٰ یَتْلُوْنَ الْكِتَابَ یعنی تلاوت کرتے ہیں اور پڑھتے ہیں کتاب الہی کو جس وقت ایک دوسرے کو آپس میں جھوٹا کہتے ہیں اور کتاب الہی کو دلیل اپنے دعوے کی ٹھہراتے ہیں پس اگر کوئی شخص چاہے کہ محض اہل کتاب کے قول سے حق اور باطل جدا جدا کرے ہرگز یہ بات ممکن نہیں بلکہ اگر قول انکا معتبر ہو دونوں مذہب باطل ہو جاویں گے مذہب یہودیوں کا نصاریٰ کے قول سے اور دلائل اُنکی سے اور مذہب نصاریٰ کا یہودیوں کی دلیلوں سے اور اسی واسطے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جس وقت اس آیت کو تلاوت کرتے تھے فرماتے تھے صدقوا واللہ یعنی سچے ہیں یہ دونوں گروہ قسم اِحد کی یعنی اس بات میں کہ وہ دونوں گروہ ہدایت اور دین پر قائم نہیں ہیں بلکہ ہدایت

مذہب یہودی

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

یہودیوں کی کتاب

اور دین دوسرے طریق میں موجود ہیں علاوہ ان دونوں طریقوں کے بہر حال سبب اس کا ذب و
تجاعد و نون فریق کے قول ان کے قابل اعتبار کے نہیں بلکہ اگر کامل کیا جائے معلوم اور ظاہر ہو کہ جو کسے
جاہلون اور شرکین کہ سے اہل کتاب کو کسی طرح کی فوقیت نہیں اس واسطے کہ لَکَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا
یَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ یعنی اسی قسم کے کلام یہود کہتے ہیں وہ آدمی کہ مطلق علم کتاب کا
نہیں رکھتے ہیں جیسے کہ بت پرست لوگ اور آتش پرست اور ستارہ پرست بعینہ مانند کلام
ان کے کی بلا تفاوت اور جب کہ علماء ان کے مانند جاہلون کی یہود کہہ گئے ہوئے پھر کیا اعتبار رہ گیا کہ ان کے
کلام سے حق بات دریافت ہو جاوے اور علاوہ اسکے اپنے کلام بھی انھیں کے نزدیک جھوٹے
ہیں اس واسطے کہ یہودی جانتے ہیں کہ نصاریٰ کے بعضے اعتقاد ویسے ہی ہیں کہ انبیاء سابقین کے
تھے اور بعضے اعمال تو ریت کے بھی پھٹتے ہیں اور جھٹلاتے ہیں اور باوجود اسکے دعویٰ کرتے
ہیں کہ نصاریٰ بالکل جھوٹے ہیں اور ایسے ہی نصاریٰ بھی یہودیوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں اور باوجود
اس کے بالکل جھوٹا بھی کہتے جاتے ہیں پس دونوں گروہ اپنے نزدیک بھی اس امر میں کاذب ہوئے
کہ دوسرے فریق کو لاشعہ محض قرار دیا اور یہ قول ان دونوں فریق کا تعصب کی راہ سے سرزد
ہوا اور تعصب کام جاہلون نے فہم کا ہے اور اسی واسطے اگر علماء تعصب کرنے لگتے ہیں
پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتے ہیں اور قول ایسے عالموں کے قابل سند کے نہیں رہتے ہیں
اور جب کہ دونوں گروہ اہل کتاب کے سبب کمال تعصب کے یا سبب یہودہ کوئی جاہلون کے ہرگز
ہوئے اور جاہل پہلے ہی سے دلیل اور برہان میں پس ان کے طریق میں امتیاز حق کی باطل سے محال
ہوئی فَالَّذِیْنَ یُحٰکِمُونَ بَیِّنَاتٍ مِّنْ مَّا تَقَیَّمُوْا مَعَهُ یعنی پس خدا تعالیٰ حکم قطعی فرماویگا درمیان ان
دونوں گروہ اہل کتاب کی اور جاہلون کی قیامت کے دن کہ ہر ایک کو جزا بقدر گناہ اسکے کے
پہنچاؤ گا فَاَنظُرْ فَاِذَا کَانَ اُخْرٰی یَخْتَلِفُوْنَ یعنی جس جیسے کہ اندر دنیا میں وہ اختلاف کرتے تھے جاہل
لوگ و دونوں گروہ اہل کتاب کی کو باطل جانتے تھے اور اہل کتاب جاہلون کو اور ایسے ہی ہر
ہر فرقہ اہل کتاب کا آپس میں ایک دوسرے کو کاذب اور گمراہ جانتے تھے اور جب کہ حال ایسا ہو کہ
معلوم ہوا پس قول اہل کتاب کا کہ فی ید خل المجدۃ الامن کان هو دا ای نصاریٰ
یعنی ہی اس قول سے باطل ہوا اس واسطے کہ موافق قول یہودیوں کے نصاریٰ بہشت میں نہیں جاویں گے

تفسیر حلی

اثر کے جائز ہے

اور اس رنگ

سے کہ پر اور سے

سے مناز ہو جائے

سے اسی طرح

اس کی تفسیر

رنگ و پرست دین

کا جو باطن میں ناز

کے جانے یعنی نیکو

دل سے جان سے

روح سے ان سے

عاجزی اصطلاح کا

اثری اثر میں چکر

جلد و درجہ جاتا ہے

اس واسطے اس معنی

دین میں روحانی

اصطلاح قائم ہوا

کے پیش کیا رنگ

کچھ درجہ کا آب

تفسیر قرآنی

اور موافق قول نصاریٰ کے یہودی اور جب کہ دونوں اہل کتاب ہیں و لو کہ قولوں کا اعتبار کرنا چاہیے پس جمع بین یقین لازم آئی اور یہ محال محض ہے پس ثابت ہوا کہ حق الامر دریافت کرنے میں قول اہل کتاب کا معتبر نہیں باقی ہے اس مقام میں کئی سوال جواب طلب اول یہ کہ لفظ شنی کا نکرہ ہے تحت نفی کے واقع ہوا اور نفی عام کے دونوں گروہ کے نزدیک صحیح نہیں ہیں واسطے کہ اگر جبہ مذہب مخالف کا باطل ہو وے لیکن شنی میں داخل ہی اور اگر فریضہ مقام شنی سے اور شنی معنی بدو صحیح مراد لیا و پھر بھی نفی عام کی صحیح نہیں واسطے کہ بعض اعتقاد نصاریٰ کے یہودیوں کے نزدیک اور یہودیوں کے بعض اعتقاد نصاریٰ کے نزدیک بھی مطابق واقع کے ہیں اور صحیح اجتہاد میں جواب اسکا یہ ہو کہ صد واس کلمہ کا ان دونوں گروہ سے وقت فصاحتہ اور مجادلہ کے تعصب کی راہ سے ہوا تھا اور جبہ مذہب انکما تھا اور اہل تعصب اس قسم کے کلمات بے اصل کہ اپنے نزدیک بھی ادنیٰ باطل سمجھتے ہیں زبان پر لایا کرتے ہیں ابن اسحاق اور ابن جریر وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جوق نصاریٰ بخیران کی آنحضرت صلعم کی ملاقات کی واسطے آئے جو کہ دانشمند یہود کے آنحضرت صلعم کے قرب جوار میں رہتے تھے وہ بھی انکے دلچسپوں کے واسطے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روبرو آنحضرت صلعم کے دونوں فریق نے دین اور مذہب کی باتوں میں مناظرہ اور تنازع شروع کیا رافع ابن حرمہ کہ یہود کے دانشمندان میں سے تھا اس نے نصاریٰ سے کہا کہ تم کسی شی پر نہیں ہو اس واسطے کہ عیسیٰ کو پیغمبر جانتے ہو اور انجیل کو کلام الہی سمجھتے ہو اور واقع میں نہ عیسیٰ پیغمبر تھا اور نہ انجیل کتاب اللہ میں اصل میں مذہب بخیران لغو ہے یہ بات مشکرا ایک شخص بخیران کے نصاریٰ میں اٹھا اور کہا کہ تم بھی ہمارے نزدیک کسی شے کے اوپر نہیں ہو اس واسطے کہ موسیٰ کو پیغمبر جانتے ہو اور توریت کو کتاب الہی کہتے ہو نہ موسیٰ پیغمبر تھا اور نہ توریت کتاب الہی آنحضرت صلعم ان دونوں کے کلام سے بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا کہ تعجب ہے تم دونوں اپنی اپنی کتاب کے عالم ہو اور ہر ایک کتاب میں تصدیق دوسرے کتاب کی اور دوسرے کو پیغمبر کی موجود ہے حقیقی نے مطابق جواب آنحضرت صلعم کے کہیت بھیجی اور بعض مفسرین نے اس کلام کو محمول ہر گروہ کے مذہب پر کیا ہے اور اس طرح مضمون اس کلام کا بیان کیا ہے کہ مراد نصاریٰ کی نفی ہدایت یہودیوں کی تھی کہ یہود اس میں

اس خدا کی راہ کا
جاننا چاہیے کہ وہ
کیا ہے وہ بڑی کہ
بندہ اپنے دل میں
ایسی بات پیدا کرے
جس سے اس کو خدا
کے پیغمبر کا حکم ہو
تھیک تھیک بجا
اس کا جو قول پیدا
ہو جائے اور وہ یقیناً
اور باقی بات کی
پیش اور وہ عقدا
اور اس میں وہ
کا پیغمبر کا حکم
ہے اور کسی
عبادت میں
۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

کہ حضرت عیسیٰ کے بعد دین یہودیت پر قائم ہیں کچھ نصیب اور حصہ ہدایت سے انکو حاصل نہیں
گو پہلے منسوخ ہونے اس دین کی ہدایت پر ہوں اور مراد یہودیوں کی نفی ہدایت نصاری
کی سی یہ ہے کہ مابہ الا تبادول نصاری کا یہود سے باطل اور بے اصل ہے یعنی کوئی شی لکے
مذہب میں ایسے نہیں جسکے سبب سے یہودیوں کے دین کا دین جدا ہو گو حضرت موسیٰ اور دوسرے
انبیاء ایمان لکھا ہو اور احکام توریت کے ہی قبول کریں سو اس بات سے کچھ خوبی انکی مذہب کی
نہیں نکلتی ہر اس واسطے یہ بات یہود میں جو دہے حج اور ذمہ ہر فرقہ کی خاص شئی کے سبب نکلتی ہو
کہ اسی میں وہ چیز پائی جاوے دوسری میں پنائی جاوے سوال دوسرا یہ ہے کہ لک کا تشبیہ کا
ہے تشبیہ کب کا تشبیہ اور لک کا تشبیہ کہ نام اشارہ اور یہ ظاہر ہے کہ مثالیہ ہجگہ وہی کلام پہلا ہے پھر
لفظ مثل قولہم کا محض تکرار ہو گیا سو اسلئے کہ کاف تشبیہ کا مراد مثل کی ہے اور قولہم سبجائی لک
کے وقع ہے جب اسکا یہ ہے کہ مفسرین نے واسطے دفع کرنے اس تکرار کے دو طریق اختیار کیے
ہیں اول یہ ہے کہ مثل قولہم کے لفظ کو تاکید لک کا کی مقرر کرتے ہیں اسواسلئے کہ لک تشبیہ مقبول
اور صلہ کے فاصلہ بہت درمیان میں آیا دوسرے یہ کہ لک کا مثل قولہم کا بدل متغایر مقرر کرتے ہیں
اسلئے کہ لک تشبیہ قول کے ساتھ قول کی ہے اور مثل قولہم میں تشبیہ مقولہ کے ساتھ مقولہ کے یا
بالعکس یا اختلاف وجہ تشبیہ میں ہے کہ لک سے مراد تشبیہ بطلان اوفنا دین اور مثل قولہم
میں وجہ تشبیہ کی کو نہ ناشیاعن الحداۃ یہود سے چل کلام یہ ہے کہ غرض لانے ان دونوں لفظوں
بیان اس بات کا ہے کہ مثل میں کئی وجہ سے ان دونوں فریق نے مشابہت ساتھ جا ہوں
مشیر کن کہ اور محسوس اور یہود کی حال کی ہے کہ دین حق کے منکر ہوتے ہیں اور اگر یہ لوگ اپنے حال
کو تامل کریں فی الفور معلوم ہو جاوے کہ بیان حق اور اتباع انبیاء کی سے ہم کمال دور ہیں اسواسلئے کہ نام
وانتم دون بنی آدم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ تعظیم مساجد کی واجب ہے اور منع کرنا اور بند کرنا
ذکر اللہ سے حرام ہے اور یہود دونوں کام کرتے ہیں وَمَنْ اَظْلَمُ مِنْ مَنِ مَسَّجِدَ اللّٰهِ یَعْنِے اور کون
بڑا ظالم ہے اُس شخص سے جو منع کرتا ہے مسجد دن خدا کی کو کہ یہ مسجد میں اُسی کے گھر ہیں اور
دوسرے کی ان میں شرکت نہیں اَنْ یُّدَا کَرَفِیْہَا اَسْمَۃٌ یعنی اس بات سے کہ یاد کیا
جاوے اُن میں نام پاک اُسکا خواہ دل سے خواہ زبان سے اور خواہ ساتھ تمام اعضا کے

تفسیر

سید ہدایت

بارہ مہینہ

ذریعہ اور

اور شرم

اور محبت اور

عاجزی اور

جسکا رکاز اور

حرف و ملک

حضرت ابو

مدرہ و سب

حق و تیان

بنی جانل

سے بیک

ایکجان و جان

پہا و پلے

دور و دور

لک کا لک

تقسیم

دعا کے پیمان

رضی اللہ عنہ

قتل کے وقت

اُن کا خون اسی

آیت شریفہ پر گرا

راہب الی نام

فی اللہ

وہ

کہا

ہم سے خدا کے

بارے میں جو کچھ

اُدنی کو کہیں

جیسا کہ نازین اس طرح ہوتا ہو بلکہ اسکے اوپر بھی کفایت تھی اور یہ بات چاہی کہ خانہ ہمارے خدا کو بیچ و
 بنیاد سے اکھیریں دے سکتی تھی کہ اور سچی کی بیچ خراب کرنے اُن سجدوں کے اور یہ
 حرکتیں فقط تعصب کی راہ سے کرتے ہیں کہ مخالف ہمارے ان سجدوں میں ان کے عبادت کرتے ہیں پس
 جو شخص ایسا ہو کئی طرح سے ظلم اسکے اندر پائے گئے اول یہ کہ انواع ظلم کے بہت ہیں ظلم مالی اور ظلم عرضی
 اور ظلم جاتی اور اعلیٰ مراتب ظلم کا یہ ہے کہ کسی کے گھر کو کوئی غصب کرے اور اسی واسطے وقت بیان کرے
 شدت ظلم کے اس ظلم کو زبان پر لاتے ہیں کہ فلا نے شخص نے فلا کے گھر چھین لیا اور اُس کو گھر سے
 نکال دیا اس واسطے کہ جب غصب گھر کا یا گویا غصب تمام متعلقات اسکے کا ہوا دوسرے یہ کہ
 غصب کسی کی چیز کا بھی کئی طرح سے ہوتا ہو غصب عین کا ہوتا ہے اور غصب منافع کا اور اعلیٰ
 مراتب غصب کا یہ ہے کہ جو مقام ذکر اسکا ہوا اسکو بھی نہونے سے تیسرے یہ کہ بعد غصب کر نیکی
 تصرفات غاصب کے کئی طرح سے ہوتی ہیں کبھی دعویٰ ملکیت کا کرتے ہیں اور کبھی دعویٰ عوض کا
 کرتے ہیں اور جب شی کو مل سے خراب کر دیا کمال ظلم ہوا اور یہ بات ظاہر ہے کہ تمام ظلموں سے
 بڑا سخت ظلم یہ ہے کہ بہ نسبت خالق اور نعم اپنے کے ظلم کرے اور جب کہ یہ لوگ بہ نسبت خالق
 اپنے کے اس قسم کے ظلم کے مرتکب ہوئے کہ اُس کے گھروں کو غصب کریں اور نام اسکا نہ لینے
 دیویں پھر اُس گھر کو خراب کریں اور گرا دیویں اس سے زیادہ کون شخص ظالم ہو گا اور ایسا ظلم
 اہل کتاب میں سے نصاریٰ کی گروہ سے مراد ہوا کہ جس وقت یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
 قتل کر نیکی فکر میں ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھایا گیا نصاریٰ بار اوہ انتقام کے
 طیطوس رومی کے پاس گئے اور اُسکو معتقد حضرت عیسیٰ کا بنایا اور شام کی طرف اُس کو لائے اور
 یہودیوں کو قتل کروایا اور یہودیوں کی دشمنی کے سبب سے بیت المقدس کو بھی خراب کیا اور یحییٰ
 اور حسن و خاشاک سے بھر دیا اور کوڑا اور نجاتین اُسی جگہ ڈالتے تھے باوجودیکہ بیت المقدس
 بنایا ہوا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کا تھا اور اُسی وقت سے ہمیشہ عبادت گاہ
 انبیاء بنی اسرائیل کا رہا اور ذکر خدا کا ہمیشہ اُس میں ہوتا تھا اور جس جگہ تو ریت کو پایا جلا دیا اور
 بیت المقدس کے بدلے شرق کی جانب کہ جس جگہ مولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا
 عبادت گاہ مقرر کی اور بیت المقدس تازمانہ پھیلنے اسلام کے خراب رہا کہ آخر کو حضرت

امیر المؤمنین محمد بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُس شہر کو فتح کیا اور نبات وغیرہ اور جہاں سے اُس مسجد کو
 نجاتوں سے پاک کیا اور پانی سے خوب طرح پاک صاف کر کے خوشبوؤں سے معطر کیا اور محل
 عبادت اور نماز کا اسکو تعمیرایا اور ایسا ہی ظلم مکہ کے جابلوں سے بھی سرزد ہوا کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو مسجد الحرام میں آنے سے اور نماز پڑھنے سے اُس جگہ میں مانع ہوئے بلکہ
 کسی سلمان کو جو نماز پڑھتے ہوئے اُس جگہ دیکھتے تھے یا ذکر کرتے ہوئے اسکو گالیان دیتے اور
 مارتے اگرچہ ظاہر میں عمارت اُنکی کو خراب کیا لیکن جب کہ اُسکو ذکر الہی سے معطل کیا اور بتوں کو
 اُس مقام میں رکھا اُسکو ساتھ نجاست معنوی کے آلودہ کیا پس حقیقت میں یہ بھی خراب کرنا اور یرن
 کرنا ہے اور یہی روش اور فرقوں کفار میں ہے جیسے کہ ہندو اور جو جس رائج ہوئے کہ جب کسی
 شہر پر اہل اسلام کے شہروں میں سے مسلط ہوتے تھے اذان اور جماعت کو منع کرتے ہیں اور ذکر
 الہی سے معطل کرتے ہیں اور ذلیل کارخانہ اُس میں رکھتے ہیں اور ہر چند کہ یہودیوں نے صریح یہ
 ظلم نہیں کیا لیکن جس وقت انھوں نے شریکین کہ کی امداد کی درپردہ یہ بھی ترک اس امر شیع
 کے ہوئے باوجودیکہ تینوں فرقوں کے نزدیک مسجدوں کی ہتک حرمت کا کرنا جائز نہیں اور ذکر
 الہی سے روکنا اور ہند کرنا بڑا ہے خصوصاً مسجدوں میں کہ محض اسی کام کے واسطے بنی ہوئی ہیں اور
 مقرر ہیں بلکہ اُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ یعنی یہ گروہ نہیں جائز تھا ان کے دین اور اُمین میں بھی
 اَنْ يَدْخُلُوْا حَيْثُ يَدْعُوْنَ اَوْ يَخْرُجُوْنَ اَوْ يَسْتَسْقُوا مِنْهُ لَمْ يَمْنَحْ اور مسجدوں میں اِلَّا خَارِجِيْنَ یعنی گروہوں
 اور ڈرنے والے اس سبب سے کہ مبادا جسے اس مکان کی تعلیم کرنے میں کوئی قصور نہ ہو جائے
 اور صاحب خانہ کے روبرو ہر کمو شرمندگی حاصل ہو چنانچہ دیوان عام اور دیوان خاص بادشاہوں
 کی میں اسی طرح کا خوف اور ہراس دل میں ہوتا ہے اور ان ظالموں کا کیا ٹھکانہ ہے کہ اس قدر ہتک
 حرمت مسجد کی کرتے ہیں اور بالکل ان کو خیال نہیں پس اس قسم کے آدمی اگر مشرک ہیں سو
 انھوں نے شرک کے ہمراہ نے ادبی کو بھی ملا لیا اور سب سے زیادہ ظالم ہوئے اور اگر مدعی جہد
 و اتباع ملت کے ہیں پس کاران کا مخالف گفتار کے جو اس واسطے کہ تعظیم معبود کی اُس وقت
 ولی کہ تعظیم عبادت اُسکی کی ہو اور تعظیم عبادت کو عبادت گاہ کی تعظیم واجب ہے اور
 سب کہ عبادت گاہ کو خراب اور یرن کیا اس سے انکار عبادت کا پایا گیا

فوق خطی

حالانکہ وہی

ہوا اور خراب

دو دن کا پلنے

والا ہے اور اسکو

اختیار ہے جبکہ

چاہے بنی ظلم

اور باسے

جہاں سے اعمال

میں اور خراب

ہے خراب

اعمال اور ہر

نہ اس کے ہیں

ف

جو دیکھتے تھے

کہ بیٹا ہاں

جی خاندان

کی جیسے

سید بنی

اور عبادت سے انکار مجھو دیا سمجھا گیا اور جس وقت قول انکا مخالف فعل کا ہوا خصلت
 نفاق کی انکے واسطے ثابت ہوئی اور گرد و دین اردن کے سے باہر ہوئے سو اس ظلم کی مکانات
 میں لکھو فی الدنیا یعنی واسطے انکے ہے دنیا میں واسطے عبرت دوسروں کے نہ اس واسطے کہ دنیا دا
 الجزا ہے جزئی یعنی رسوائی سخت بسبب قتل کئے جانے اور قید کرنے اور جلا وطن کرنے کے اور
 چھین جانے ملکوں اور شہروں کی ان کے ہاتھوں سے اور منع کئے جانے اسبات سے کہ مکانات
 متبرکہ میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے اور خوفناک چنانچہ یہی امر مشرکین مکہ کے حق میں آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں درپیش آیا کہ نوین سال میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے
 حسب ارشاد جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موسم حج میں منادی کی اب آئیدہ کو کوئی
 مشرک اس مقام پاک میں داخل نہ ہو اور اگر اتفاقاً اوگیا مارا جا دے گا اور وقت خلافت حضرت
 فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نصاریٰ کے حق میں یہی بات وقوع میں آئی کہ ملک شام
 کو ان کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بیت المقدس سے نہایت اہانت اور ذلت کے ساتھ خارج
 کیا اور رفتہ رفتہ بنی تیبی عباس کی بادشاہت میں قسطنطنیہ اور موریر اور رومیہ بھی ان کے قبض
 سے باہر ہوئی اور جزائر فرنج میں فرار ہو کر اوارہ اور پریشان ہوئے اور فقط اسی رسوائی
 پر ان لوگوں کے حق میں بس نہیں بلکہ وَلَکُمْ فِی الدُّنْیَا عَذَابٌ عَظِیْمٌ یعنی اور واسطے
 ان کے تیار ہے آخرت میں کہ دارالجزا اور مکانات کا ہے عذاب نہایت بڑا کہ اُس عذاب
 کے روبرو دنیا کی رسوائی بالکل بیچ ہے اور کچھ حساب میں نہیں اور اسی واسطے دنیا کی سوائی
 کو عذاب نکھا لیکن ان لوگوں نے کہ جو دنیا میں ظلم اور تشدد کرتے ہیں تمام وبال اسکا انجی جان نہیں ہے
 اور جناب پاک باری تعالیٰ کی اس سے بلند ہے کہ کوئی شخص بسبب ظلم کرنے کے کچھ نقصان اس کو
 پہونچا دے اور ایسے ہی بسبب گراہینے اور ویران کر کے مسجدوں کے کچھ عبادت اسکی موقوف نہیں
 ہو جاتی ہے اور خاص مکانات ویران کرنے سے بالکل امکان عبادت اسکی کی معدوم نہیں ہو جاتی
 ہیں اس واسطے کہ اُس کے واسطے کوئی مکان نہیں کہ ایک مکان میں جاے قرار ہو کہ ویران
 اُس کے کے بے گھر ہو جاوے اور سافروں کی طرح سے جنگل جنگل میں پھرے بلکہ اُس کی
 نسبت سے تمام مکانات برابر ہیں اور عبادت اُس کی جس مکانات کی جاوے مقبول

تفسیر علی
 عی ہمارے ہی مذاق
 میں ہوا کہ عہد
 نے اس کے دین دنیا
 کہ کوئی نور دنیا
 بنیں جب یہاں کیا
 چاہی دنیا آخر
 خدو کون ان کے
 و انفس کی عین
 و جفوت و دوزخ
 عذاب کا فوج
 اوصلی و فوج
 عذاب کا فوج
 عذاب کا فوج
 عذاب کا فوج

ہے اور ایسے ہی خراب کرنے مسجدوں کی سے کچھ مسلمانوں اور عبادت کرنے والوں کو بھی نقصان نہیں پہنچتا ہے اس واسطے کہ تمام زمین کو مسلمانوں کے واسطے بمنزلہ مسجد کے مقرر کیا گیا ہے **وَاللّٰهُ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ** یعنی اور واسطے خدا کے ہے مشرق اور مغرب زمین ہر جگہ کی عبادت گاہ اس کی ہے اور اس کی نسبت جیسے کہ بیت الحرام اور بیت المقدس کے ساتھ ہے ویسے ہی نسبت دوسرے مکانوں کے ساتھ ہے اس واسطے کہ تمام مکانات ملک اور مخلوق ہونے اسکے میں برابر ہیں اور کوئی مکان جائے سکونت اس کی کانہیں پس لے مسلمانوں خراب کر دینے مسجد جائے عبادت اس کی کی معدوم نہیں ہو سکتی **مُفَاقًا** یعنی جس جگہ بڑے ہو کر توڑا یعنی مرنے اپنا اسکی طرف پیہر واد متوجہ طرف اسکے ہو **فَتَوَّجَّہَ اللّٰہُ** یعنی پس اس مکان میں ہے حضور اللہ تعالیٰ کا اور قرب اسکا اس واسطے کہ جناب باری عز اسمہ جسم اور جسمانی نہیں کہ اگر ایک مکان میں موجود ہو دوسرے مکان میں موجود نہ ہو بلکہ ہر وقت ہر جگہ موجود ہے اور روحانی مقید بھی نہیں کہ بسبب نگی حوصلہ کی ایک طرف متوجہ ہونے سے توجہ اسکی دوسری طرف پنائی جاوے بلکہ **اِنَّ اللّٰہَ فَاسِعٌ** یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ فرخ حوصلہ ہے کہ کسی چیز کی فراخی کو اسکے فراخی سے نسبت نہیں اس واسطے کہ جتنی جسم اور حیوانات اور روایات ہیں اگرچہ فراخی حسی یا معنوی ان میں پائی جاوے مگر فراخی ان کی خاص کسی قسم کی ہوگی علیٰ عموم فراخی نہیں مثلاً اشعار آفتاب کی باوجود اس قدر وسعت کے ظل مخروطی زمین کی میں کچھ کارگر نہیں ہوتی ہے اور فراخی حوصلہ جبریل کی ان کا مون میں کہ متعلق ملک الموت کے ہیں پیش نہیں جاتی اللہ تعالیٰ کی ایسی شان ہے کہ تمام فرangiوں کو کہ ممکن ہیں گو کہ غیر فنا ہی میں گہرے ہوئی ہے اور اگر یہ فرایان اس کی تبارے ذہن میں نہیں آسکتی ہیں پس اس قدر خود یقینا جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ علم جانتے والا ہے تمام ظاہر اور پوشیدہ کو پس اگر حضور اس کا ہر مقام میں مہمان ہے فہم میں نہیں آسکتا ہے اس قدر ضرورت کم کو معلوم ہے کہ ہر چیز جس مکان میں ہوشت علم اس کے کی ہے اور واسطے قبول کرنے عبادتوں کے احاطہ علی اس کا بھی کفایت کرتا ہے مثال اسکی یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہ ایک مکان میں رہتے ہیں اور حالات تمام ملک کے زیر حکومت ان کے ہے خوب طرح جانتے ہیں اور موافق اسی علم کے ہر کسی کی ساتھ دیسا ہوا

تفسیر علی
اللہ تعالیٰ کا
میں اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ کا
تعلیٰ
کیا کہ ہے ہر جگہ
اور اسکی اور مقید
اور اسکی اور ہر
یافضا رہی ہے کہ
بہت جانتے ہو یا
پہا اس سے ہر
مرئی غالب چھ جگہ
کو ہی چاہے جگہ
خدا بنا چکا ہے اور

تفسیر عیسیٰ

اسد خالص
کام سے مزین
بہترین ہے۔حسن بصری عید
الرفیقین کا ہوا
نورۃ بینات
سچے کی خدمتاسلام ہی ہے
اور محمد اس کے
رسول ہیں اورابراہیم اور
ایسحاق اور
اسحاق علیہم
السلام اوران کی اولاد
بہودیت اور
نظرانیت سے
بہی سچے ان

کرتے ہیں اور مطیع کو نافرمان سے جدا کرتے ہیں پس خدا نے تعالیٰ کہ تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہی کی طرح
احوال تمام بندوں اپنے کے سے خاقل ہے گا باقی زمین اس مقام میں چند شخصین کہ ذکر انکا واجب ہے
اول بحث یہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص مسجد کو ذکر اور نماز سے معطل کرے
اور ویرانی ظاہری یا باطنی اُس کی کرے وہ بڑا ظالم ہے اور اجماع اہل شرع سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ کفر اور شرک تمام گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور سب ظلموں سے بڑھ کر ظلم ہے چنانچہ آیت
ان الشراک لظلم عظیم سے بھی اس بات کی طرف اشارہ ہی ہے وجہ تطبیق کی کیا ہو کہ مسجد کی
ویرانی کو بھی بڑا ظلم کہا گیا اور شرک اور کفر کو بھی بڑا ظلم ٹھہرایا جواب اس کا یہ ہے کہ ایک اعتبار سے
شرک اور کافر بڑے ظالم ہیں اور دوسرے اعتبار سے خراب کرنے والا اور ویران کرنے والا مسجد کا
بڑا ظالم ہے شرک اور کفر اس وجہ سے ظالم ہیں کہ انھوں نے اپنے نفسوں کو ہلاک بادی میں گناہوں کا
اور حق پروردگار اپنے کا بھی تلف کیا اور خراب کرنے والا مسجد کا اس وجہ سے بڑا ظالم ہے کہ آدمیوں کو
اس سعادت عمدہ سے محروم رکھا اور معرفت معبود کی جہان سے محروم کی اور شرک اور کافر چنانچہ
کہ معرفت توحید اور نبوت کی نہیں دیکھتے ہیں لیکن معرفت معبود کی سے مانع نہیں ہیں اور دوسروں کو
بھی اس سعادت سے محروم نہیں کرتے ہیں بخلاف اس شخص کے سو اپنے حال کے اعتبار سے شرک
اور کافر بڑے ظالم ہیں اور بہ نسبت دوسروں کے خراب کرنا مسجد کا بڑا ظلم ہے جیسے کہ ظاہر ہو اور ہم
تفصیل کے مفہم میں کہ اس مقام میں لفظ ظلم کا ہوا زیادتی وجہ من الوجہ کفایت کرتی ہے اور تمام
اعتبارات سے زیادتی درکار نہیں پس کچھ اختلاف اور تعارض نہیں دوسری بحث یہ ہے کہ جو شخص
ذکر خدا کے سے منع کرے اور آدمیوں کو قائم کرنے دین اور شعار شرع کی سے کسی وجہ سے باز کرے
اس عید شدید میں داخل ہو مسلمان کو اس بات سے کمال احتراز چاہیے اور مقدمات اور دواعی
اور اسباب قریبہ اور بعیدہ اس کام کے سے نہایت احتیاط رکھے تیسری بحث یہ ہے کہ لفظ من کا مفہم
ہو اور اشارہ کے مقام میں لفظ اولئک ساتھ صیغہ جمع کے لئے یہ استعمال کس طرح سے درست ہوتا ہے
جواب اس کا یہ ہے کہ اگرچہ لفظ من کا مفہم ہے لیکن جمع کے معنی میں استعمال ہوا پس اشارہ کرنا
اس کی طرف ساتھ صیغہ جمع کے درست ہو اور اشارہ کی جگہ صیغہ جمع کے لئے من میں ایک نکتہ ہے اور
یہ ہے کہ اکثر مقام خوف کا تنہائی کے وقت ہوتا ہے اور اجتماع میں کمتر خوف ہوتا ہے اور

ایک نوع کا امتیاز حاصل ہوا اور نسبت الی اللہ ان میں زیادہ تر بہ نسبت اور مقامات کی متحقق ہوئی اور اسی واسطے ان مکانوں کو تشبیہ مایوت اللہ اور خانہ خدا نام رکھتے ہیں اور اس سبب صحیحین کے حدیث میں آیا ہے کہ احب البلاد الی اللہ مساجدہا و افضل البلاد الی اللہ مساجدہا یعنی دو سترین شہر کے مکانوں میں سے اللہ کے نزدیک مسجدین ہیں اُس شہر کی اس واسطے کہ خدا وہاں جانے سے یاد آتا ہے اور دل کو طرف اللہ کے متوجہ کرتے ہیں اور ناخوش زیادہ شہر کے مکانوں میں سے بار اُس شہر کے ہیں کہ اُنکی یاد سے دل کو روکتے ہیں اور دنیا کی باتوں میں رغب کرتے ہیں اور وہاں جانے سے طبع طرح کی خواہشیں نفسانی طرف اکل و شرب اور غریہ اور فروخت اور دیکھنے لڑکوں اور عورتوں نامحرم کے پیدا ہوتے ہیں چہٹی بحث اور تحقیق یہ ہے کہ جو وقت خراب کر نیوالے مسجد کے حق میں یہ وعید شدیدی پڑے بطریق مقابلہ کے سمجھا گیا کہ آباد کر نیوالے مسجدوں کے واسطے صفت عدل اور ایمان کی ثابت ہوگی چنانچہ اس آیت میں کہ انما یعبیٰ مساجد اللہ من امن باللہ ذکر اسکا انشاء اللہ دیکھا گیا اسی واسطے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اذا راٰ بقراہ الجبل یتعاهد والمسجد فاشھدوا للہ بالایمان یعنی جب دیکھو تم کسی شخص کو کہ خبر گیری مسجد کی کرتا ہے اور بار بار اس مقام متبرک میں آتا ہے پس واسطے اُسکے گواہی ایمان کی دو تم ساتوین بحث یہ ہے کہ جو چیزیں مسجد کی تعظیم کے واسطے شرع شریف میں آئی ہیں اور وہ کئی چیزیں ہیں مسلمان شخص کو چاہئے کہ اُن چیزوں میں جو اس سے ہو سکتی ہو دریغ نہ کرے اور بجا لاوے تاکہ مسجد کے خراب کر نیوالوں میں دخل نہ ہو اور آباد کرنے والوں کی گروہ میں شمار کیا جاوے اور بیا د پاجانا واسطے ادا کرے فرض کے مسجد میں وقت تاریکی کے کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ تاریکی کے وقت مسجد میں جانا سبب کفارہ گناہوں کا ہے اور یہی حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی اپنے گہر میں ظہارت اور پاکیزگی چھی طرح سے کرے پھر مسجد کی طرف محض بہ نیت ادائے فرض کے روانہ ہو ہر قدم اسکا ایک ایک کرنا جاتا ہے ایک قدم سے ایک گناہ دور ہوتا جاتا ہے اور دوسرے قدم سے درج بہشت میں بلند ہوتا جاتا ہے دوسرے یہ کہ مسجد کو گرد اور کوڑے سے اور تہک اور مکروہات طبعی اور نجاسات شہرعی سے پاک رکھے اور سبب روشن کرنے عود

تفسیر غزیری

وہ ایک جگہ پائی

گورنری اور اسے نکاد

اُسکے پیر ہتادو

شہر کا وہ تداریک

ہو اور اسے حال

کی کچھ دیکھ ہونی

فہم ہوا اس

رکھو میں پہنچا ہونی

وہاں یہ مطلب بتا

کہ بہت سے

معال و افعال کی طرح

نہایت اعلیٰ کی طرف

نہیں ہون اور اس کی پہنچ

نہیں ہون اور اس کی پہنچ

نہیں ہون اور اس کی پہنچ

نہیں ہون اور اس کی پہنچ

نہیں ہون اور اس کی پہنچ

نہیں ہون اور اس کی پہنچ

نہیں ہون اور اس کی پہنچ

وغیرہ کی معطر کرے اور فرش سترا اور پاک بغیر تکلف کی اٹھیں بچا وے اور حدیث شریف
 میں ہے کہ خض خاشاک مسجد سے دور کرنا اور جاو بکشی اس مکان کی کرنی بہشت کی حور
 مہر ہے لیکن اس امر میں ایسی احتیاط کرے کہ نوبت زمینت کی حد سے بڑھ کر نہ پہنچے اور پانی
 پانی سے مٹلا کرے اور پہول بوٹے نہ نکالے اور لا جورد وغیرہ سے رنگین نہ کرے اور
 کہ ان چیزوں کے سبب حکم مسجد کا نہ ہے گا اور تماشا گاہ دین داخل ہو جاوے گی اور
 حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے جو وقت مسجد نبوی مقدس نئے سرے سے تعمیر کروائی
 معمار کو ارشاد کیا کہ اکن الناس من المطر وایاک ان تمحر اولصفہ لتقتن الناس یعنی
 بنائے مسجد کو مقدس حکم کر کہ خوف پٹکنے پانی کا دور ہو جاوے اور خبردار ہو کہ اس مسجد
 کو سرخی اور زردی کے ساتھ رنگین نہ کرے تو کہ آدمی فتنہ میں پڑینگے اور عبادت کے وقت
 نقش اور نگار کی طرف مشغول ہونگے اور عبادتوں میں قصور ہو گا تیر کہ جب مسجد میں
 داخل ہوا کہ وقت ادا سے فرض اور سنت کا ہے فہا کہ انہیں کے ادا کرنے میں مشغول ہو
 والا دور رکعت نیت مسجد پڑھے بموجب حدیث ابی قتادہ کی کہ صحاح مستدین موجود ہے
 اذا دخل احدکم المسجد فلیرکم دکتین قبل ان یجلس یعنی جو وقت داخل ہو کوئی تم میں سے
 مسجد میں پس چاہیے کہ پڑھے دو رکعتیں پیشتر بیٹھنے سے اور اگر فرض اور سنت اور نفل وغیرہ
 ادا کیے تجت المسجد ساقط ہوئی اور اگر ایسے وقت مسجد میں جاوے کہ نماز پڑھنے اس وقت میں
 ممنوع ہے جیسے کہ وقت استواء اور طلوع اور غروب کی بالاجماع یا بعد فجر اور عصر کے نزدیک
 خفیہ کے پس ایسے وقت میں چاہیے کہ ایک ساعت خفیہ قلبہ و میٹھ کر ساتھ ذکر اور تسبیح کے
 مشغول ہو پھر اپنی حاجت کے واسطے چلا جاوے اور نماز اس وقت نہ پڑھے چوتھے یہ کہ جب
 مسجد میں آوے دہانیا پر اول رکھے اور جب مسجد سے نکلے بایان پر اول نکالے اور سچ روایت
 حضرت خاتون قیامت فاطمہ زہرا صلی اللہ علیہا وعلیہا السلام کی آیا ہے کہ مسجد کے داخل ہونے کے وقت
 کہے صلی اللہ علیہ وسلم رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور نکلنے کے وقت کہے
 صلی اللہ علیہ وسلم رب اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك پانچویں یہ کہ بیٹھنا
 مسجد میں واسطے انتظار سی نماز جماعت کے عبادت ہے اور ایسے ہی بعد ادا کرنے

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

ترجمہ تفسیر غزالی

نماز کے واسطے ذکر اور تہلیل اور تسبیح کی اور حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جب تک مصلی بعد نماز کے اپنی جگہ بیٹھا رہتا ہے فرشتے اُس کے حق میں یہ دعا کرتے رہتے ہیں اللھم اغضلہ وارحمہ یعنی بار خدا یا بخش اسکو اور رحم کر اُس پر لیکن یہ دعا فرشتوں کی اُس وقت تک ہے کہ وضو اُس کا شکستہ نہ ہو چھٹے پچھ کہ مسجد میں حتی المقدور خرید و فروخت اور دوسرے معاملات دنیا کی مثل اجارہ وغیرہ کی تکبرے اور آدمیوں کو چاہیے کہ مسجد میں نماز سے پہلے حلقہ کر کے دنیہ کی باتیں اور ضروریات ملے فائدہ اور قیصریہ ایسروں اور بادشاہوں کے بیان نکرین بلکہ سب کے سب قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز کی شکل پڑھیں اور ذکر میں مشغول ہوں اور گم ہوئی چیز کو مسجد میں آواز بلند سے نہ ڈھونڈیں بلکہ بلا سبب مسجد میں آواز بلند نہ کریں اور یہوش لڑکوں اور بھونڈوں کو مسجد میں آئے نہ دیویں اور ہتھیار مسجد میں نہ لادیں اور از دحام اور بادہ اور خانہ جنگی نہ کریں اور فقیروں کو مسجد میں سوال کرنا حرام ہے اور اُن فقیروں کو جو مسجد میں مانگتے ہیں دینا مکروہ ہے تاکہ اس فعل کی عادت نہ کریں اور مشرکوں کا پڑھنا مسجد میں ممنوع ہے مگر وہ شعر جس میں توحید باری تعالیٰ کی اور نعمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یا دعا اور نصیحتیں ہوں وہ درست ہے اور عین مسجد میں گناہ گاروں کو سیاست نہ چاہیے کرنا اور سونا مسجد میں بغیر ضرورت کے مکروہ ہے اور وقت حاجت کے کچھ مضائقہ نہیں اور تھوک ڈالنا مسجد میں گناہ ہے اور اگر ڈال بھی جائے جلدی سے وہاں سے اٹھالیں اور اُنس مکان کو پاک کریں اور اگر زمین مسجد کی نرم ہے اُس تھوک کو زمین کھود کر دفن کریں اور کارگر کو بیٹھکر مسجد میں کام کرنا ممنوع ہے لیکن اگر معتکف ہے اور بدو ن پیشہ اپنے کئے قوت اُس کو میسر نہیں ہوتا ہے تو اُس وقت درست ہے اور غسل اور وضو اور حجامت مسجد میں اس طرح سے کہ مستعمل پانی سے زمین اُس کی آلودہ ہو جاوے یا بال او میل بدن کا اُس میں گرے ممنوع ہے اور پیاز اور لہسن کچا کھا کر مسجد میں آنا اور حصّہ کی بوئندہ میں بیکریغیر سواک کے مسجد میں جانا مکروہ ہے ساتویں یہ کہ مقدور کے موافق مسجد کی عمارت میں جس مقام میں کہ حاجت اُس کی ہے مالی اور جان سے مدد کرنی ثواب عظیم ہے اور ایسے ہی درست کرنا سامان طہارت کا مثل بنا غسل خانہ اور تھیسر چاہ مسجد کی اور بدرو پانی نہ اُس کے کی اور فرش بوری یا وغیرہ کا ڈالنا اور روشن کرنا چراغ کا جب تک آدمی

تفسیر
مولانا شاہ عبدالقادر
جس کا نام ہے
میں نے لکھا ہے
تفسیر
الرحیم
شروع ہوا
کا اس کا نام ہے
تو اس صاحب
بہت بہرہ
مہربانی کرنا
والا ہے
الحمد للہ
الطیبات
سب تفریق
اور بڑیاں خاص
سے خاصی اور
سختی ہی سختی
اول سے آخر
تک جو ہوئی
یہاں اور ہوئی

فتح القرآن

نام غلامی الی

مولانا بن حبیب

کے والا سب

حج کی حاجت کا

التحقیق

بہت مہربان

میری کسے والا

ملک یوں الی

بادشاہ کے

انصاف کے

ایک تہی

ایک تہی

نہی ہی

اس میں رہیں عبادت ہو اور حدیث صحیح میں ساتھ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آیا ہو کہ
 اُمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیناء المسجدين في الدوران تطيب وتنظف یعنی حکم فرمایا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے بنا مسجدوں کے مکانات میں اور ان مسجدوں کو پاک اور صاف
 رکھنا چاہیے اور خوشبو سے معطر کرنا چاہیے اس مقام میں جانا چاہیے کہ اکثر فقہائے لفظ
 اولئک ماکان لہم ان یدخلوا الا خائفین سے استنباط کیا ہے کہ غیر اہل قبلہ کو
 خواہ یہودی ہوں خواہ نصاریٰ یا اور شرکین مثل ہنود اور مجوس کی مسجد میں آنے دیوں اور
 وجہ اس استنباط کی یہ ہے کہ خبر ایسے مقامات میں مراد فہمی کی ہوتی ہے مانند ماکان
 لکم ان تو ذاد رسول اللہ - وماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ اور جب یہی
 متعلق ساتھ کافر کے ہووے کہ حکم تکلیفی کی تصدیق نہیں کرتا ہو گویا اس صورت میں یہی
 متعلق ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو کہ قبول کر نیوالی تکلیف کی ہیں کہ اس کافر کو
 یہ کام نہ کرنے دیوں پس حاصل کلام کا یہ ہو گیا کہ ای مسلمانوں کو جائز نہیں کہ اس قسم کے
 لوگوں کو مسجدوں میں آنے دو مگر جس وقت کہ مضطر اور لاچار اور ذلیل اور ذریعہ ہوں
 جیسے کہ وقت محاکمہ اور محاصرہ اور ثابت کرنے قصاص اور حد کے جس صورت میں کہ فانی مسجد
 میں بیٹھا ہو اور انسی واسطے امام مالک نے موافق اس حکم مستنبط کے عمل کیا ہے اور کہتے ہیں کہ
 کسی کافر کو کسی وقت میں مسجد میں داخل کرنا جائز نہیں اور امام شافعی خاص کہتے ہیں اس حکم کو
 ساتھ مسجد الحرام کے کہ اس مسجد پاک میں کسی وقت کسی کافر کو آنے نہیں چاہیے اور دوسری مسجدوں میں اگر
 مسلمان لوگ کسی مصلحت اور حکمت کے واسطے آنے دین مضائقہ نہیں اور امام عظیم فرماتے ہیں کہ
 آنا کافر کا سبب جہنم میں درست ہے اس واسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
 میں مہانوں کو کافر ہوئے مسجد میں اتارا کرتے تھے چنانچہ ثقیف کے ایلچی اور دوسرے
 ایلچیوں کو بھی اور بھی ہوا تر معلوم ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور شرکین بغیر پروا گئی اور ان
 کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے واسطے مسجد میں آتے تھے اور بیٹھتے تھے اور نماز میں اہل خفی
 کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفر کی حالت میں ایک مسجد کے ستون سے بازہ کر چھوڑ دیا تھا
 اور کوئی نسخہ اس عمل دائمی کا نہ ہوا اور یہ آیت قطعاً اس حکم پر دلالت نہیں کرتی ہے اور ثبوت

اس معنی کا اس سے ظاہر نہیں اس واسطے کہ تفسیر اس آیت کی میں معنی دوسری بیان کیے گئے اور
 سیاق کو زیادہ تر وہی معنی چہاں ہے پس ان احتمالی معنی سے عمل مستمر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی کس طرح نسخ ہو سکے اور یہی استثناء لا محاذ فیہ کا اس معنی کے موافق تکلف سے درست ہو
 چنانچہ ظاہر ہے بحث اہلین یہہ ہے کہ آیت ولله المشرق والمغرب الے آخر ہا ہر چند کہ واسطے
 تسلی اور تسکین مسلمانوں کی نازل ہوئی ہے تاکہ مسلمان بسبب بند کرنے اور روکنے انکی سے
 مسجدوں متبرکہ بشکل مسجد الحرام اور مسجد بیت المقدس کی اور دیران اور خراب کرنے ان مکانات متبرکہ
 سے ملول نہ ہوں اور خوشی دل سے عبادت کرتے رہیں لیکن جب اس آیت سے یہ سمجھا گیا کہ حق تعالیٰ
 کو نسبت سب مکانوں کے ساتھ برابر ہے اور اس سے لازم آیا کہ نسبت اللہ تعالیٰ کے سب جہتوں
 سے ہی برابر ہے اس واسطے کہ جہات حقیقت میں اطراف مکانوں کی ہیں اور عبادت انکی جیسے کہ ہر مکان
 میں مقبول ہے ایسے ہی جس طرف کو متوجہ ہو کر کمالے مقبول ہے پس اس صورت میں تفہیم
 قبلہ کی نازین محال معلوم ہوتی ہے اسی واسطے مفسرین صحابہ نے اس لازم کے صحیح کرنے کے واسطے
 چند صورتیں بیان کی ہیں اول یہ کہ یہ آیت اس مقدمہ میں انری ہے کہ بیت المقدس کی جہت مغرب
 ہوئے اور کعبہ کی طرف ناز کا حکم ہوا یعنی استقبال قبلہ کو اصل عبادت میں کہ وہ تولی الی اللہ سے
 دخل نہیں بلکہ یہ استقبال محض واسطے درست کرنے توجہ کے عوام کی ذہنوں میں مقرر و ثباتی
 ہے پس نسخ کرنے استقبال ایک جہت کی طرف دوسری جہت کی تغیر اور تبدل اصل عبادت
 اور بندگی میں نہیں ہوتا ہے دوسری یہہ کہ جب کوئی شخص اندھیری رات میں اپنے اندازہ
 سے کسی سمت کو جہت کعبہ معظمہ کی جانکر استقبال کرے اور اسی سمت کو نماز پڑھے اور بعد اسکے
 ظاہر ہو کہ وہ سمت جہت کعبہ کی نہ تھی وہ نماز درست ہے اور اعادہ اس نماز کا لازم نہیں آتا ہے
 اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم کو اسی آیت سے استنباط فرما کر آدمیوں کو بتلایا جسے
 کہ اکثر حاضرین اس وقت نے گمان کیا کہ یہ آیت اسی مقدمہ میں نازل ہوئی چنانچہ ترجمہ ذی
 ابن ماجہ میں ساتھ روایت عبداللہ بن عامرہ بن بیعہ کے وارد ہے کہ ہم لوگ ہمراہ آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم کے ایک جہاد کے سفر میں تھے اور وقت رات کا تھا اور بہت تاریکی اس رات میں تھی
 کہ ستارے نہیں دکھائی دیتے تھے اور جہت قبلہ کی معلوم نہ ہوتی تھی بس آدمیوں نے اپنی اپنی شکل سے

مشوٰح القرآن
 بین ہر سب
 شہ سورہ بقرہ
 الفس آطا
 جہاں کو اور تباہ
 جہاں کو سب
 راہ میراث اور
 کا میں جس راہ
 سے تو خوش رہو
 جس آقا ان کی
 تہذیب علیہ وسلم
 راہ ان کو سب
 سب کو سب
 اور سب
 انہی کو سب
 علیہ وسلم
 ان لوگوں کی
 راہ تباہی
 ہوا اور سب
 گمراہوں کی راہ
 دیکھا کہ

نماز پڑھی اور نشان کے واسطے جس طرف نماز پڑھی خط کہنچر یا اور ان خطوں پر پتہ رکھ دینے کے
تھے جب صبح ہوئی معلوم کیا کہ قبلہ کی طرف کوئی خط نہ تھا سمجھئے یہ ماجرا روبرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عرض کیا اور حکایت کی کہ یا رسول اللہ ہم سبہوں نے خطا کی اور طرف سوا می قبلہ
کے نماز پڑھے حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہاری نماز
درست اور قبول ہوئی اور ظہنی نے اسی طرح جابر بن عبد اللہ سے یہ روایت کی ہے کہ یہ کہ
ایک جماعت نے قدماہ غیرین میں سو کہا ہے کہ پہلے متعین ہونے قبلہ سے آدمی غیر تھے جس
کو چاہتے تھے نماز پڑھ لیا کرتے تھے بعد اسکے حکم منسوخ ہوا لیکن سند مختصیر کی از روی روایات صحیحہ کے
ثابت نہیں ہوتی ہے محض احتمال ہے البتہ قتادہ اور عبد الواحد بن زید نے کہا ہے کہ بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
کے مسلمانوں کو اختیار تھا خواہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھیں خواہ کعبہ کی طرف دونوں طرف نماز جائز
تھی بعد یہ مختصیر منسوخ ہوئی چوتھے یہ کہ مدلول اس آیت کا خاص ہے مسافر نوافل گناہ کی جسوقت
نماز نفل سواری کے اوپر پڑھے جس طرف سواری اسکی متوجہ ہو نماز انکی درست ہے اور آنحضرت
صلعم نے بھی سفر و زمین ایسی نماز پڑھی ہے چنانچہ صحیحین میں اور دوسری صحاح میں مروی ہے چنانچہ یہی
اور ابن ابی شیبہ نے حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ سے روایت کی ہے کہ کسی نے انکے روبرو
یہ آیت پڑھی **وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ** فَاَيُّكُمْ لَا يَفْقَهُ رَجَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ لَمْ يَفْقَهُوا سَمْعًا وَلَا بَصَرًا
ہیں کہ مَا يَشَاءُ اللّٰهُ يَفْعَلْ اِذَا رَزَقْنَاهُ مِنْ شَيْءٍ يَخْتَارُ اَلَيْسَ لَدُنَّ خَزَائِنُ مَّا يَرْتَدِّدُونَ
قبلہ ہے جسوقت متوجہ ہو تم طرف بیت اللہ کے پس حاصل اس کا وصوت اور فراخی ہی بات ہیں
کہ استقبال عین کعبہ کا تخصیص کر کے ضرور نہیں بلکہ کعبہ کی طرف کو اگر نماز پڑھے لے کفایت ہے چنانچہ
بعض اہل تدقیق نے کہا ہے کہ جو موضع مقاصد رکھا ہے اس موضع میں جس طرف منہ اپنے کو متوجہ
کرے استقبال قبلہ کا حاصل ہوتا ہے چنانچہ اوپر دلائل ان فنیہ کی پوشیدہ نہیں ساتویں یہ کہ
مضمون اس آیت کا اس آدمی کے حق میں ہو کہ خانہ کعبہ اس کے روبرو ہے جس طرف سے چاہے
متوجہ کعبہ کی ہو کہ نماز پڑھ سکتا ہے انہوں نے یہ کہ نزل اس آیت کا یہ حق دعا کے بخیر حق نماز کے چنانچہ صحیح
اور مجاہد اور ضحاک سے مروی ہے کہ جب آیت **ادْعُوْنِیْ** استجب لکھ نازل ہوئی اپنے
دعا مانگو تم قبول کرو لگائیں دعا تمہاری آدمیوں نے پوچھا کہ کس طرف متوجہ ہو کر دعا کریں

موضع نماز ان
الای ایسی ہو
پہلے لوگوں کی
راہ پہلے کی توفیق
سے ہو اور اسے
لوگوں کی راہ
نہ چلن ہم فائدہ
چتر تو نے فضل
کہا اسے چاروں
راہوں میں
دست یقین و
دعا لیکن اور چتر
مختص ہوا اسے
یہود اور کفران
سے نصارت
مرا دین یہ سوا
خدا افسانے
مذہب کی زبان
سے بیجا اور کھانا
پسند نہ دن کو
جو اس کا ہمارا

موضع القرآن

مکان تفسیر

وحي ما تان

وسبب قاف

التي

يخبر

بعبية

الاصحاب

وسلم

بركوتي

واقعة

عالمون

خدا

لنفس

نوب

انکے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی روایت کیا اسکو ابن جریر نے اور ابن المنذر نے مجاہد سے اور
 اورون نے بھی روایت کی جو غیر مجاہد سے توین بھیکہ نزدل اس آیت کا حق عبادت میں نہیں
 بلکہ بھاگنے اور گر کر نہ مین ہے اور خطاب بیچ لفظ قولوا کے واسطے آدمیوں کے ہے کہ منع کرتے
 ہیں ذکر خدا سے اور سچی کرتے ہیں بیچ خراب کرنے مسجدوں کے اور مراد یہ ہے کہ اگر تم رسوائی
 دنیا اور عذاب آخرت کی سے کہ تم چاہو کہ گریز ہو کہ خلاص ہو جاؤ پھر عبادت تمھارے واسطے ممکن
 نہیں اس واسطے کہ مشرق اور مغرب زمین کا کل خدا کی تصرف میں ہے جس طرف کو بھاگو گے
 رسوائی دنیا کی اور عذاب آخرت کا کہ تمھارے حق میں مقدر کیا ہوا خدا کا ہے رو برو تمھارے
 آوے گا اس واسطے کہ تصرف اور قدرت اللہ تعالیٰ کے ہی واسطے ہے اور علم اُس کا ہر ایک
 مکان کو گھیرنے والا ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی صورت متصور نہیں ہو سکتی ہے حاصل کلام
 یہ ہے کہ دونوں فرقے اہل کتاب کے خواہ یہود ہوں خواہ نصاریٰ خواہ اور فرق باطلہ
 جیسے جہلاء مکہ کے اور یہود اور مجوس سبب از کتاب ایسے ظلم کے کہ تمام ظلموں سے
 سخت ہو استحقاق دخول بہشت کا نہیں رکھتے ہیں اور جب کہ انھوں نے استحقاق دخول کا نہ رکھا
 یہ طرح ہو سکے کہ سولے لاکھ کوئی بہشت میں جاوے اور بہشت انھیں کے حصہ میں آوے اس واسطے
 کہ یہ لوگ اپنے پروردگار کے حق میں سب اور شتم کا وظیفہ رکھتے ہیں اور یہ ظلم پہلے ظلم سے بھی
 بڑھ کر ظلم ہے و قالوا یعنی اور کہا ان سب نے خواہ یہود ہوں خواہ نصاریٰ خواہ مشرکین عیب
 کے کہ الذین لا یعلمون سے مراد یہی لوگ ہیں اِنَّكَ اللَّهُ وَلَكِنَّ اِنِّیْ رَكَمْتُ اِیْہِیْ اَللّٰہُ تَعَالٰی اَوْلَادِ
 یہووی کہتے ہیں کہ عزیز بیٹا خدا کا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح بیٹا خدا کا ہے اور مشرکین عیب
 کہتے ہیں کہ فرشتے بیٹیاں خدا کی ہیں اس واسطے کہ کام خدائی کے کرتی ہیں اور کسی کی نظر
 میں نہیں آتی ہیں اگر میٹھے ہوتے پردہ نشینی اختیار نہ کرتے اور اولاد کا ہونا جانوروں اور کھیلوں
 میں کچھ عیب نہیں اور آدمیوں کو اس کی طرف نسبت کرنے سے سب اور شتم نہیں ہوتا تو لیکن
 باری عز و شانہ کے حق میں اولاد کا ہونا بڑا سخت عیب ہے اور نہایت درجہ کی دشنام ہے جیسے کہ
 متفرش ہونا عورتوں کی حق میں عیب نہیں اور مردوں کے حق میں دشنام ہے اور اسی واسطے
 صحیح بخاری اور دوسرے صحاح میں ساتھ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث قدسی میں آیا ہے

کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہارا جھوٹ کی کرتا ہے میری طرف آدمی اور ہرگز اس کو کچھ بات لائق نہیں اور دشنام دیتا ہے بلکہ آدمی اور ہرگز اس کو کچھ بات نچا ہے تمہارا جھوٹ کی اس طرح ہے کہ کہتا ہے آدمی کہ اللہ تعالیٰ پھر مجھ کو زندہ نہ کرے گا کیونکہ پہلے مجھ کو پیدا کیا ہی حالانکہ دوبارہ پیدا کرنا میرے اوپر پہلے بار پیدا کر سنے سے زیادہ دشوار نہیں تاکہ یہ شبہ اور تکیب دل میں خطور کرتی اور دشنام اس جہت سے ہے کہ کہتا ہے آدمی کہ یہ درگاہ میرے کو اولاد سے مانند جانوروں اور آدمیوں کی حالانکہ میں خدائے بچانہ نے نیاز ہوں میں نہ کسی عین تولد ہوا ہوں اور نہ کوئی مجھے پیدا ہوا ہے اور نہ کوئی ہمسرا ہو سکتا ہے اور اس حدیث قدسی میں واسطے بطلان اس قول کے پانچ دلیلیں اشارۃً تختی ہیں اول احادیث و بیانی کی درمیان اس کے اور جنس اور تجزی کی مسافات ہی اور اولاد بغیر جدا ہونے لفظ کے والد سے نہیں بنتی ہی دوسری حدیث اور نے احتیاج کی کہ مافی احتیاج کی ہو اولاد ہو نیکی واسطے احتیاج ضروری ہو اس کے شخص کو ضعیفی اور کبر سن کے وقت یا بعد موت کے یا وقت مرض اور سفر کرنے کے یا واسطے کسی اور سبب کے چاہیے کہ کوئی قائم مقام اس کے ہو اور جس شخص کو کچھ احتیاج نہ ہو یا موت اور فوت اور سفر اور ضعف اور عجز اور کبر سن اس کو لاحق نہ ہو البتہ اولاد سے وہ مستغنی ہے مثل آسمان اور زمین اور ستارہ کے تعمیر کی لم بد اس واسطے کہ جب پیدا ہوتا ہی تغیر ایک حال سے طرف دوسرے حال کے والد کے اندر پہنچتا ہے اور جو قدیم ہے اور خلق تغیر سے پاک ہے اس کے واسطے تولد ممکن نہیں چوتھی لم بولد ہو اس کے کہ جس شخص کے پیٹ سے دوسرا پیدا ہوتا ہی ضرور ہے کہ آپ بھی دوسرے کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو حقیقۃً بطن سے نکلتا ہی یا حکماً جیسے کہ آدم اور حوا کہ زمین سے پیدا ہوئے ہیں اور جو شخص کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا اس سے کس طرح دوسری شے جدا ہو کر پیدا ہو جائے یا بنو جنہم لکن اللہ کفو احد اس واسطے کہ حقیقت اولاد کی بدون زوج یا زوجہ کے ممکن نہیں اور زوج ہمسرہ زوجہ کے ہے اور زوج ہمسرہ زوج کی اور ولد بھی ہمسرہ والد اپنے کا ہوتا ہے پس جو کوئی ولد نہ رکھے ہمسرہ رکھے والد بھی نہ رکھے اور اگر آدمی غور اور تحقیق کرے اور معنی خدائی کی کہ یکسانی اس کو لازم ہے اس کے دل میں تصدیق آجائے بالکل خیال تو والد اور تناسل کا بہ نسبت اسد جبل شانہ کے جاتا رہے اور اسی واسطے جو کہ بڑے بڑے عقل والے ہیں بمجرد سننے اس عقیدے کا طرہ کے حیرت عظیم ان کو

فتح القرآن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حاصل ہوتی ہے اور ہرگز ان کی عقل میں یہ بات نہیں کہ آدمی باوجود عقل رکھنے کے اس قسم کے لغو کلام زبان پر لا دے اسی واسطے قرآن مجید میں بعد نقل اس ہدیٰ ان کی طرف بڑائی اور تعجب اس قول کے اشارہ فرمایا ہے حتیٰ کہ سورہ مہم میں فرمایا ہے تَكَذَّبَ اَسْمَاوَتُ يَشْفَعُونَ مِنْهُ وَتَشْفَعُ اَنْجِلُوسُ وَتَحْمِلُ اَيْدِيَالُ هَذَا اَنْتَ دَعْوَا اَرْضُكَ وَلَكَ اَدْمَا سَبِيحُ لِرُحْمٰنِ اَنْ يَخْتَلِفَ وَلَكَ اَيْنِ قَرِيبُ بَرِ كَمَا تَسْمَانُ يَهْتَبُ جَاوِدِ اَسْبَاتِ سَے اور مکر سے ہوزمین اور گرہ پرین پہاڑ و درہہ کراہسہر کہ پکارتے ہیں جن کے نام پر اولاد اور نہیں لایں ہے جن کو کہ رکھے اولاد اور صحیحین میں ساتھ روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آیا ہے کہ کوئی شخص زیادہ تر صابر اللہ تعالیٰ عزوجل سے نہیں کہ آدمی اُس کے حق میں اولاد اور بیٹے اور بیٹیاں ثابت کرتے ہیں باوجود اس کے رزق بھی اُن کو دیتا ہے اور عاقبت سے رکھتا ہے اور ابن ابی حاتم اور ابن المنذر ساتھ روایت ایک شخص کے اہل شام سے روایت کرتے ہیں کہ اسکو کسی سے خبر پہونچی ہے کہ ابتدا پریدایش زمین اور مانیہا کی کوئی درخت خدا کا نہ تھا اور کوئی میوہ تلخ اور ہمزاد اور بد بودار نہ تھا اور کسی گچہ کو کباری پانی نہیں نکلتا تھا جب سے کہ بخت آدمیوں نے یہ کلمہ زبان سے نکالا اور خدا سے عزوجل کے حق میں یہ دشنام قبیح عمل میں لائے درخت خاردار چونے لگے اور میوہ تلخ اور بد بودار ہو گئے اور شور پانی بھی نکلنے لگا اور واسطے کمال شتمانی اس کلمہ کی ہر شتمانی کو چاہئے کہ بعد سے اسکے یا نقل اسکی کے کافروں سے فی الفور کہے سبحانہ یعنی پاک جانتے ہیں ہم جناب اس کی کو اس بات سے کہ اسکی اولاد ہو اور یہ کلمہ ایسا ہے جیسا کہ رائج ہے کہ بعد ذکر مصیبت دنیاوی یا دینی کے معاذ اللہ اور نصیب دشمنان اور مانع اس کے کہتے ہیں اور اس کلمہ یہ کلمہ خدا سے نکالنے واسطے ملتین مسلمانوں کے ارشاد فرما باہر اور معنی اس کلمہ کے موافق اسکے کہ ہستی اور حاکم نے روایت کی ہے نیز جناب الہی کی ہر چیز سے کو لائق شان اسکے کے نہیں انجیل اٰلہ کو فی البیہقی عن طلحہ بن عبیدہ اللہ قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن تفسیر سبحان اللہ فقال ہوتنزیہ اللہ من کل سوء

موس خیر القرآن
لنہ یاتونہ بکلمہ
تعالیٰ کا وہ کلمہ
نہیں کسی کا معنی
اور عاقبت کا وہ
مکر اور کلمہ
جو سب سے بڑا
کلمہ ہے
تیسرا وقت
اداکرے اور جو
روزی دہی ہے
خو اہم سے
بنا ہوا
معاذ جن کو
لنہ یاتونہ بکلمہ
تعالیٰ کا وہ کلمہ
نہیں کسی کا معنی
اور عاقبت کا وہ
مکر اور کلمہ
جو سب سے بڑا
کلمہ ہے
تیسرا وقت
اداکرے اور جو
روزی دہی ہے
خو اہم سے
بنا ہوا

ابن عباس فقال لا اله الا الله نفس فها انه لا اله غيره والحمد لله فعرها
ان النعمة كلها منه وهو الخلود عليها والله اكبر نعم فها انه لا شئ اكبر منه
فما سبحان الله قال ابن عباس وما تنكونها من اهل كلفة رضىها الله لنفسه وامر بها
ملكه وفتح اليها الاختيار من خلقه اور ابن ابي حاتم نے سن بصری رضی اللہ عنہ سے سنا
کی ہے کہ سبحان اللہ اسم لا یستطیع الناس ان یخلوہ یعنی اس کلمہ کو مخلوقات اپنے
حق میں استعمال نہیں کر سکتے ہیں اس واسطے کہ ہاکی ہر شے نالایق سے شان خالق کے ہے فقط
بخلات حمدا ورتکبر کے کہ مخلوقات آپس میں بھی اس کا استعمال کرتے ہیں اور دلیل پاک ہونے
جناب عراسمہ کی اس خیال خام سے یہ ہے کہ اگر اُس کے فرزند ہو پس دعال سے خالی نہیں ہائے
واسطے بھی منصب خدائی کا ثابت کیا جاوے پس فی ذاتہ وہ مستقل اور قائم بذاتہ ہو اور اُس کو
تعلق جناب باری کے ساتھ نہ رہے اور فرزند ہونے کے ضرور سے کہ اُس کو تعلق اصل کے ساتھ
ہو پس لازم ہو کہ باوجود خدائی ثابت کرنے کے فرزندیت ثابت نہیں ہو سکتی ہے یا اُس کو
فی حد ذاتہ خدا سے واجب الوجود نہ کہو ضرور ہو کہ جناب باری نے اُس کو پیدا کیا ہو سو اس
صورت میں عبد ہونا اُن کا لازم آیا اور فرزند عبد نہیں ہوتا ہے اگر اس طرح ہو تو مام والد ہو جو باوجود
اور یہ بات ظاہر البطلان سے پس معلوم ہو کہ مرتبہ خدائی کا ایسا رتبہ ہے کہ فرزندیت غیر
کی اسکے واسطے قرار دینی محال ہے اس واسطے کہ فرزند کو چاہیے کہ ہم جنس والد اپنے کے ہو اور اگر ہم جنس نہ
فرزند نہ ہو گا اور جناب باری کسی شے کے ساتھ ہم جنس نہیں ہو سکتا جو **لَا تَكُنِ الْفِتْنَةُ وَتَكُنِ الْفِتْنَةُ** یعنی بلکہ
اُس کے واسطے ہے جو کچھ کہ تمام آسمانوں میں اور زمین میں ہے از روے ملکیت اور پیدائش کے اور
یہ بات ظاہر ہے کہ ملک اور مخلوق ہم جنس مالک اور خالق کا نہیں ہو سکتا ہے اور اسی واسطے
شرح شریف میں مقرر ہے کہ جو شخص مالک کسی قریب اپنے کا ہو جاتا ہے پس درمیان عبدیت
اور فرزندیت کی مبایعت کلی ہے اور یہ بات بھی اولاد کے حق میں واجب ہے کہ اپنے والد کے
بندے ہوں اور واقع میں کوئی شخص آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں میں سے اُسکی بندگی
سے خارج نہیں بلکہ **كُلُّ لَهٗ قَائِلُونَ** یعنی تمام لوگ خواہ آسمانوں کے رہنے والے خواہ زمین کے
اُس کے مطیع اور فرمان بردار ہیں بعضے برضا و رغبت جیسے کہ امتیاء اور فرشتے اور مومنین صالح

مخرج القرآن

جوابان لایحس

اور چوتھی طرف

بھیجا ہے اسے

محمدا علی المدعید

سکھنے کے لئے ہیں

اور اس پر چھوٹے

چھوٹے بھیجا ہے اپنے

قریب اور شہیں

چھوٹے نصیب لائے

میں اور نباتات

سے دن کو بھیج

جاتے ہیں بھیج

تین لائے واسے

میں اور ان کے

میں اور ان کے

میں اور ان کے

اور بعضے زور سے اطاعت کرتے ہیں جیسے کہ کفار اور شیاطین اور فاسق اور مومن گنہگار کہ جس وقت خدائے تعالیٰ اُن کو چاہے زندہ کرے اور جس وقت چاہے مار ڈالے جب تک چاہے نذرست رکھے اور جب چاہے بیمار کر دے اور جب چاہے غنی کر دے اور جب چاہے فقیر اور مفلس کر دے جیسا وہ حکم کرے کوئی انکو دفع نہیں کر سکتا ہے اس کے حکم کی ضرور اطاعت کرنی پڑتی ہو کہ اپنے دل میں کسی بات سے ناخوش ہوویں انکی ناخوشی پیش نہیں پڑتی ہو اور اگر سرکش لوگ کہیں کہ ہمارے نزدیک ایک دلیل ہے اس بات کی کہ بعض مخلوقات کو اُس کی فرزندگی کا شہرہ ہے جیسے کہ حضرت جبریل علی نبینا وعلیہ السلام کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور آدمی کے واسطے ضرور ہو کہ کوئی پدر اُس کا ہو پس حضرت عیسیٰ کا باپ بجز خدا کے کون ہے اور ایسے ہی حضرت عزیر علیہ السلام کہ بغیر تعلیم اُس تاد کے تدریت کو ازبر پڑھتے تھے اور آدمی کو بغیر تعلیم معلم کے اتنی بڑی کتاب ازبر پڑھنی ممکن نہیں پس انکو خدائے تعالیٰ نے بلا واسطہ اس کتاب کو پڑھا دیا جیسے اپنے فرزندوں کو تعلیم دیتے ہیں اور اس سے معلوم ہوتا ہو کہ انکو مرتبہ فرزندگی کا حاصل تھا اور ایسے ہی شمس اور اس کی اطاعت میں جو ہو گئے ہیں کہ اپنے ارادہ کو تابع اُس کے ارادہ کے کر دیا ہے اور اُن سے ایسے ایسے افعال صادر ہوئے ہیں کہ مخلوق کی قدرت سے باہر ہیں اور اتحاد ارادہ اور حل کا ان کے فرزند ہونے کی دلیل ہو جواب اس کا یہ ہے کہ معرفت صفات اور افعال الہی میں کمال صورت مختار ہے اس سبب سے اس شہادت میں گرفتار ہو گئے ہو اگر میرہ افعال اور صفات باری کا موہیتا اس قسم کی بیہودہ کوئی نہ کرتے اور اگر صفات اور افعال عمدہ اُس کے نہیں سمجھتے ہو کہ امدت اللہ یا بھم اللہ تعالیٰ والا کافین یعنی از سر نو پیدا کرنے والا آسمانوں اور زمین کا ہو بغیر اُس کے پہلے سے مادہ انکی پیدائش کا موجود ہو پس اُس کے نزدیک یہ بات کیا شکل ہو کہ آدمی کو بغیر باپ کے پیدا کر دے یا کسی شخص کو بلا واسطہ بشر کی تعلیم کتاب اپنے کی کرے یہ بائیں کچھ فرزندگی و توقف نہیں اور اگر غور اور تامل سے نظر کرو معلوم کرو کہ امدت تعالیٰ کسی چیز کے پیدا کرنے میں اوج طرف مادہ اور اسباب کے نہیں بلکہ اِذَا قَضٰی اَمْرًا یعنی جب سر انجام دیتا ہے یا کَامَ کَانَ قَآئِلًا یَقُولُ لَا مَحَکُمَۃَ یعنی پس طریق اُس کا یہی ہو کہ فرماتا ہے چیز کو کہ ہو جاوے نیز اُس کے فرمانے سے توقف اور ٹھیل نہیں کرتا فَہُوَ الَّذِیْ یعنی پس جو جاتی ہے

[illegible]

وہ چیز فی الفور پس اگر فرزند ہوئے کسی شوکر بھی دلیل ہو کہ بغیر مادہ اور اسباب کے پیدا ہونے سے
فرزند خالق کا ہو جائے پس ہر چیز میں دعوی ولایت اور فرزندگی کا لازم آئے گا اور حضرت
عیسیٰ اور عزیر اور شریعتوں کی خصوصیت نہوگی اس واسطے کہ پیدائش سب کی امر کے ساتھ ہے
نہ اسباب کی جہت سے گو نظر ظاہر میں کسی شو کو جو بعد اسکے شود و سری پیدا ہو سبب ہم کہے باقی میں
اس مقام میں چند بحثیں کہ مفسرین تعرض انکار کرتے ہیں اول یہ کہ ان آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ ثبوت
ولد کا واسطے جناب باری کے صریح خلاف عقل کے ہو پس اس قدر جماعت کثیر کہ بڑے بڑے عقلمند
بھی ان میں تھے کس طرح اس عقیدہ پر اصرار رکھتے اور اس خدشہ کے واسطے بعض علماء متحققین اس
طرف گئے ہیں کہ اس فرقہ کو یہ اعتقاد نہ تھا کہ حقیقت میں اللہ کے ولد ہی بلکہ خلاصہ کلام ان کے کا
اسی قدر تھا کہ بعض مخلوقات میں ایک مرتبہ عبدیت سے بڑھ کر ہی اور اس مرتبہ کو ولدیت کے ساتھ
تعبیر کرتے ہیں اور ان کو متبنی خدا کا جانتے تھے لیکن اس توجیہ میں دو وجہ سے خلل ہے اول یہ کہ
عقیدہ کے رد کرنے کے واسطے حاجی قرآن میں ایسے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ صراحتہ دلالت
اس بات پر کرتے ہیں کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ ولد رکھتا ہے جیسے کہ اس آیت میں انی یكون له
ولد ولہ تکن له صاحبة یعنی کس طرح ہوا اللہ کے واسطے ولد اور نہیں ہو سکے بی بی اور بعضی
جگہ قرآن میں ایسی ہے کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ یہ لوگ ولد ثابت کرتے اُس سے
متبنی مراد نہیں جیسے کہ اس آیت میں وجعلوا بینہ و بین الجنۃ فہما یعنی اور ٹھیرا یا انھوں نے
اُس میں اور جنوں میں نام اس واسطے کہ متبنی میں نسب نہیں ہوتا ہے دو مہر خلل یہ ہو کہ اگر اعتقاد
ان کا فقط متبنی کا ہو تا پس حقیقت میں ظاہر خطا تعبیر لفظی میں ہوئی اور باعتبار معنی کے کچھ ظاہر ہوئی
اس واسطے درجہ اصطفا اور محبوبیت کا مسلمانوں کے نزدیک بھی بعضی مخلوقات کے واسطے
ثابت ہوا اور اسی اصطفا اور محبوبیت کو وہ لوگ متبنی کے ساتھ تعبیر کرتے تھے پس اس قدر عتاب
شدید بابت اس خطاب لفظی کے ان کے اوپر کہ واسطے متوجہ کیا مگر اس خلل کا جواب اس طرح
کہہ سکتے ہیں کہ اصطفا اور محبوبیت عبدیت کے ساتھ منافی نہیں اور ولایت کسی طرح سے مو
منافی عبدیت کی ہو اور وجہ فرق کی یہ ہے کہ اصطفا اور محبوبیت مصطفیٰ اور محبوب کو اُسی کے
مرتبہ سے خارج نہیں کرتی ہے بلکہ اُس کے درجوں میں سے اعلیٰ درجہ کو پہنچاتی ہے مثلاً کوئی

مجلس

اور قیامت کے دن سچے

نیچر ان ممبری کے
ادقیاس

محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد علی شاہ

ان کو وہ نصیحتیں نہیں

ان کو وہ نہیں
نے جس کے واسطے کہ
ایک روز

اللہ علیہ وسلم

قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ

فَقُلْ لِلَّهِ الشُّكْرُ

عَلَى الْبَصَائِرِ
وَأَوْفَى لَهُمْ

اب عظیم

ابو عبد اللہ

دولان بروجی

سیدنا سیدنا

سید بن سید
سید بن سید

کانون پیر
جواب نہیں

بہجی بات نہیں
ان کی آنکھوں

دوران کی انتہائی
مورہ تھی

۱۳۰۰

تفریط سرزد ہوئی اور ہر شے کے واسطے کہ اس قانون میں اور زمین میں بین روح شافی اور دریا
ہے کہ بسبب اس کے اس معرفت سے محروم نہیں ہے مکلف ہو یا غیر مکلف حیوان ہو یا جماد
اور دلیل اس کی یہ ہے وان من شیء الا یسبح بحمدہ وکل قد علم صلوٰۃ و تسبیحہ او بحسب
تیسری یہ ہے کہ لفظ ما کا مافی السموات میں واسطے غیر ذوی العقول کے ہر اور کل کہ قانون میں
جمع سالم مذکور ذوی العقول کا ہے اس عنوان کے بدلے میں کیا نکتہ ہے جواب اسکا یہ ہے کہ مکلف
کے بیان کرنے کے واسطے لفظ غیر ذوی العقول کا ذکر کیا اور ما مذکور و ص او قریش کے زار
دے کر کلہ کا استعمال کیا کہ اس کو نسبت اس مقام کی ساتھ بہت ہے اور مقام بیان قہر
میں کہ یہ فعل ذوی العقول کا ہے ذوی العقول کو تغلیب دی کہ اس جگہ مناسب ہی ہے پس تفنن
عبارت میں کمال بلاغت پائی گئی واللہ اعلم باسرار کلامہ بحث چوتھی یہ ہے کہ جملہ فیکون کا
اوپر قرات رفع کے کہ چہر تراء نے اسی کو اختیار کیا ہے معطوف بقول کے اوپر ہے یا ابتدا کلام
اور تقدیر لسطح ہے فہو فیکون لیکن ابن عامر کی قرات پر کہ فیکون کو منصوب پڑھتے ہیں بڑا شکل لازم
آتا ہے اس واسطے کہ ما بعد امر کا بغیر نسبت کے منصوب نہیں ہوتا ہے اور اس جگہ نسبت معقول نہیں
ہے اس واسطے کہ وجود شے کا سبب اپنے ہی وجود کا نہیں ہوتا ہے کہ نسبت شے کی اپنے نفس کو واسطے
باطل ہے اور اسی واسطے علماء عربیت نے مقرر کیا ہے کہ جواب امر کا چاہیے کہ کسی وجہ سے مخالف
امر کے ہو جیسے کہ اذهب تنقیح یا فاعل میں مخالف ہو جیسے کہ اذهب یدہب زید یا دو نو چیز وغیرہ
ہو جیسے کہ اذهب ینفک زید اور جگہ دو نو فعل میں بھی متحد ہوں امر فاعل میں بھی متحد ہوں اس
جگہ نصب جائز نہیں رکھا ہے اس واسطے کہ الشیء لا فیکون شرط النفس لینے شے نہیں ہوتی ہے شرط
واسطے نفس اپنے کے پس معنی ان فعلت فعلت کے کہ شرط صحت جواب بالفا کے ہر متحقق ہو
جواب اسکا یہ ہے کہ جو غرض مترتب اوپر امر کے ہے کہی ایسی چیز ہوتی ہے کہ متغیر فعل امر کے ہو
چنانچہ اکثر اوقات اسی طرح وقوع میں آتا ہے اور اسی واسطے علماء عربیت نے مخالفت فعل
یا فاعل کی شرط کی ہے اور کبھی غرض مترتب امر کے اوپر لینے وہی فعل ہو دے پس اس فعل کو جواب
امر کے ڈالنے میں خبردار کرنا اس بات کے اوپر ہے کہ غرض ہمارے اس امر سے کوئی شے دوسرے
سوا اس فعل کے نہیں جیسے کہ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اذهب تذهب تذهب کے یہ ہیں کہ غرض ہماری

مصحح القرآن

بکرمہ و النبی

اللہ و ما

مصحح القرآن

القرآن و ما

بکرمہ و النبی

اللہ و ما

مصحح القرآن

القرآن و ما

بکرمہ و النبی

اللہ و ما

مصحح القرآن

اس امر سے محض جانا تاثر ہے نہ چیز و سہری اور اس آیت میں ہر گاہ کہ امر کن سے مقصد طلب کرنا نفس جو دکا ہی کان نامہ کو جواب کان نامہ کا کیا اسی غرض کے واسطے اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ علما نے جو نصب کا طرح بھی جائز رکھا ہے کہ جواب ایسے خبر کی بعد گوئے کہ معنی امر کے ہے یا ایسی خبر کے بعد کہ الفاظ اس کے متضمن امر کی لفظ کو ہوں چنانچہ پہلے کی مثال یہ ہے انا اللہ امر اول فعل خبر افتاب علیہ کو دوسرے کی مثال یہ ہے قلت لوزید ذنی فیروز ذنی اس واسطے صحت اس جواب کی اور پڑھنی کے ہونا اور لفظ کے پس جو خبر کہ معنی امر کی ہے حقیقت میں وہ امر ہی اور ایسے ہی جو خبر کہ متضمن امر کے لفظ کو ہے اس کو مشابہت نامہ ہے ساتھ امر کے اس بات میں کہ سبب بعد لفظ امر کے واقع ہوا اگرچہ وہ سبب امر کا نہیں ہے بلکہ سبب مضمون خبر کا ہے پس اس قاعدہ کے موافق نصب فیکون کا مبنی اور تشبیہ اسکی کے ساتھ جواب امر کے ہی ہوا اسلئے کہ یہاں بھی فیکون بعد انما لفظ قول لہ کن کے واقع ہوا اور یہ خبر ہے کہ متضمن لفظ امر کو ہے اور کہنا کن کا سبب ہے واسطے مدلول فیکون کے لیکن اس صورت میں کہ فیکون تتمہ مقولہ کی سے ہوا صواب یہ تھا کہ فیکون ساتھ تا خطاب کے ہوتا مثل اذهب فذہب لیکن تحت غائب کے صیغہ لانے میں یہ ہے کہ اس امر حادث کو اس کلام میں دوبار ساتھ لفظ غیبت کے ذکر فرمایا اول امر کا لفظ کہا اور دوسرے لہ کا اور یک بار اور طریقہ خطاب کے بیچ لفظ کن کے پس اس جگہ بھی جانب غیبت کو تغلیب دی تاکہ تقابل الخطاب اور غیبت کا حاصل ہوا اور یہ بھی وجہ ہے کہ جب یہ جواب مشابہ جواب امر کے ہے اور حقیقتہً جواب امر کا نہیں ہے پس غایت خطاب اور غیبت کی بہ نسبت ان آدمیوں کی کرنی چاہیے کہ اصل کلام ساتھ لنگے کیجاتی ہے اور مخاطب ساتھ اصل کلام کے کہ متضمن اس امر کو ہے وہ کھٹین ہیں کہ مدت اسے دراز سے خلعت وجود کا پس کر یاقت مخاطب کی انھوں نے حاصل کی ہے اور حوادث متحدہ کو اس مقام سے غیبت ہے پس باعتبار اس قیقہ کے استعمال صیغہ غائب کا شمعین ہوا بحث پانچویں یہ کہ کلمہ کن کا کتابت پیدا کرنے سے ہے اور لفظ فیکون کا دلالت اور بر سرعت وجود اشیاء کے بعد تعلق ایجاد کی ہے اس واسطے کہ قاصد موضوع ہے واسطے تعقیب مع الوصل کے پس حاصل کلام یہ ہوا کہ اذا قضی امر اذینا لہم الی مثی الا لاجبا فلیوجد لا فلیوجد بلا مہملہ پس وجود اشیاء کا ساتھ فعل ایجاد کے ہے

الحق في القرآن

پیشوا کی خدمت میں
پیشوا کی خدمت میں

مَنْ مَعِيَ بُونُ جَوْنِ
وَمَنْ مَعِيَ بُونُ جَوْنِ

قرآن شریف اُردو میں

وہوں میں پیدا ہوئے

نہایت کم دینے والا

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

ہے بین انہیں
ملانوں کے

خط
مخا

وَجُودٌ
بِسْ
وَقَالُوا إِنَّمَا

موضوع: حضرت عثمان غنی

إلى

ساتھ کلمہ کن کے اور نسبت اس کی طرف کلمہ کن کی تمثیل کی قبیل سے ہے اور حقیقتہً مخاطب نہیں گویا
 اور مشکون کو ذہن میں مانند بندہ مامور مطیع اور فرمانبردار کے قرار دیا ہو کہ ہرگز فرمان خاوند سے
 ایک دم توقف نہیں کرتا ہر اور بجز حکم کے امتثال کرتا ہے اور اس بیان میں بڑی تاکید کی گئی اس
 امر کی کہ جناب اُس کی پاک ہر فرزند بنانے سے اس واسطے کہ جسکو اس تہ کی قدرت حاصل ہو سکو
 کیا حاجت ہو کہ مانند اور جانوروں اور آدمیوں کی اسکے فرزند ہوں اور پرورش اُن کی کرے
 اور حاجت جماع اور حمل اور ضلع اور فطام کی اسکو ہو تعالیٰ شانہ وعظمتہ برحاضرہ اور جو لوگ کہ
 ان معنی سے نئے خبر ہیں اور ظاہر لفظ کی طرف نظر انہی مقصود ہے بہت اشکالات کی تنگی میں اس
 مقام میں اگر قرار ہوئے ہیں منجملہ اُن اشکالات کے ایک یہ ہے کہ مخلوق مخاطب کلمہ کن کے
 کس وقت ہوتی ہو قبل وجود سے صلاحیت خطاب کی اُس کو نہیں اور بعد وجود کے طلب جو د کے
 ساتھ کلمہ کن کی کوئی تحصیل حاصل کی ہو اور بعض اشکال یہ ہے اگر مخلوق جواد ہے تکلیف اُس کی
 غیر معقول ہو اور بعض اشکال یہ ہے کہ کلمہ کن کا قدیم نہیں ہو سکتا ہر اس واسطے کہ مرکب
 اجزاء غیر قارہ سے ہے اس سبب کہ پہلے کاف ہو اور زن اسکے پیچھے ہے اور جو وقت کاف
 زبان پر تھا زن شوقت تھا اور جب یہ کلمہ حادث ہوا محتاج ہوا طرف دوسرے کن کے و کذا
 فی لزم الدوہ و تسلسل اور بعض اشکال یہ ہے کہ قادر مطلق اگر قطع نظر تکلام اس کلمہ سے کہیں ایجاد و تیار کا
 کر سکتا ہو پس یہ کلمہ محتاج ایہ نہ رہا اور محض لغو ہوا اور اگر نہیں کر سکتا ہو پس قادر مطلق نہ رہا اور
 بعض اشکال یہ ہے کہ ہم اپنے حال کو قطعاً جانتے ہیں کہ اگر تیار ہوا اس کلمہ کو کہیں بالکل بچہ پیدائش
 کس فعل کے فعلوں میں سے تاثیر نہیں کرتا ہر حال ہر قادر مدید کا یہی ہو اور ان اشکالات کے جواب
 دینے میں بڑی حیرت ہوئی ہو اور چپ و راست ہاتھ اسے ہیں شاکتہ ہیں کہ یہ کہنا عام نہیں کہ
 ہر مخلوق میں یا باجائے بلکہ خاص ہو ساتھ اُن شخصوں کے کہ موجود ہو چکے ہیں اور ایک حال سے
 طرف دوسرے حال کے انتقال کرتے ہیں مانند اُن آدمیوں کے کہ حق تعالیٰ نے انکو فرمایا یا
 کو فو اعدۃ فاستجابوا یہ بھی کہتے ہیں کہ هذا اللفظ امر لا یموت بالموت و یلوقی بالکیوۃ
 یعنی یہ لفظ امر ہے نہ فعل کو ساتھ مر جائے کے اور امر ہے واسطے مردوں کے ساتھ زندہ ہونے کے
 اور فقرہ لا سلام ہر دوی نے کہا ہے کہ تکلم ساتھ اُس کلمہ کے واسطے ایجاد کے نہیں بلکہ اوپر جو

صحیح الظن

مستطابک میں نہایت

سے ایک دن سے کہنے

میں نہایت کام کرنے

میں تھا اسے سادہ

پیشے میں اور شہر کے

میں باغیچہ و باغیچہ

بازار و مسلمان کے

مناقی جنوبی

کرتے دلتے ہیں

اور زمین بھٹیلتے

میں خیالی کہیں

قاری اقبال کہتے

امیر و گماشتہ

چاہے کمال و کمال

تھا اُن کے ساتھ

۱۶۷۹

۱۶۷۹

جریان سنت الہی کی ہے واسطے اعلام ملاء اس کے تاکہ جب اس کلمہ کو سنیں معلوم کر لیں کہ حق تعالیٰ نے کسی نئے کو پیدا کیا ہے اور اس قول کی تائید کی ہے ساتھ اُس چیز کے کہ حدیث صحیح میں ہے کہ ان دینا اذا قضی امر اسمعت الملائکہ صوتا کانه صلیصلا علی صفوان الی اخر الحدیث اور یہی کہتے ہیں کہ یہ امر تکلفی نہیں تاکہ فہم خطاب کا اور وجود اور دوسری شرد درکار ہوں بلکہ امر تغیری ہے خلاصہ کلام یہ ہے کہ بعد تحقیق معنی تمثیلی کے یہ کلام تمام تکلفات بارہ سے بے پروا ہوئی اور ابوبکر بن ابی ثیبہ نے عبد الرحمن بن سابط سے روایت کی ہے کہ ایک دعا کرنے والا بیچ سجدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا کرتا تھا اس طرح کہ اللھم اِنی اسئلك باسمک الذی لا الہ الا انت الرحمن الرحیم یدیع السموت والارض واذا ادت امرانا فاقول لہ کن فیکون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعا کو سن کر فرمایا کہ اس دعا کرنے والے کو خبر ہو چکا کہ دعا اُس کی ساتھ اسم اعظم کے واقع ہوئی اور مقبول ہوئی اور اب تک کہ مذکور ہوئے اقوال سیوہ اہل کتاب کے تھے کہ دانا اُس کے مثل نادانوں کے ہوئے اور مشابہت اپنی عرب کے جاہلوں اور مشرکین سے پسند کر کے بیوہ گوئی کرتے ہیں وَ قَالَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ حِجَّتِیْ یٰعِیْسٰی اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ کچھ نہیں جانتے ہیں اہل کتاب اور مشرکین کہ اور دوسرے بت پرست اور نہیں جانتے ہیں کہ قابلیت ہم کلامی کے ساتھ عزوجل کے کیا شرط ہے اور کس شخص میں وہ شرطیں پائی جاتی ہیں کہ اگر حق تعالیٰ کو ثابت کرنا رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اور تصدیق دعویٰ کی منظور ہو تو لایک کسنا اللہ یعنی کس واسطے نہیں کلام کرتا ہے ہم سے خدا نے تعالیٰ بالمشافہ کہ فلا نے کو میں نے بھیجا ہے اور وہ اپنے دعوے میں سچا ہے جھوٹ نہیں کہتا ہے جیسا کہ کلام کرتا ہے اللہ تعالیٰ ساتھ خیمہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتھ فرشتوں کے اور ساتھ موسیٰ علیہ السلام کے اس واسطے کہ یہ طریق سہل سے واسطے حصول اس مطلب کے اور حکیم شخص جب قصد حاصل کرنے کسی مطلب کا کرے اقرب طرق اور اسہل اُن کا اختیار کرتا ہو اَزَّیْنٰ اَیَّہُ یٰعِیْسٰی کس واسطے نہیں آتی ہر دہرو ہمارے علامت کہ بسبب اُس علامت کے لاچار ہو کر حقیقت اُس کی معلوم کریں جیسے کہ زمین کہ میں کہہ رہا ہوں اب محض ہے چشمے جاری ہو جاویں یا اُس زمین میں یک دفعہ باغ پیدا ہو جاوے یا آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر ہم پر گرے یا فرشتے صفیں کی صفیں ہمارے سامنے نمودار ہوں یا محمد کو واسطے

موضع القرآن
وہی کہتے ہیں کہ
جب کہنے میں ناخوش
کہ کہ ایمان لادند
دل سے جیسے کہ ایمان
لائے ہیں اور ایمان
نہیں پائیں کیا ہم
ایمان لادوں گی
جیسے کہ ایمان لادے
اہل ایمان لادوں
اب خدا کی فرمائش
سے کہ جو جادو سے
سلمان کو کہی ہو تو
اجن میں اور نہیں
جانتے اپنے نہیں
اجن اور منافق وہ
لوگ ہیں جو خدا
کو نہ دیکھتے
وہ کہتے ہیں کہ
وہ کہتے ہیں کہ
وہ کہتے ہیں کہ

گھر سونے اور چاندی کا پیلا سووے یا محمد آسمان پر جا کر ایک فخر کتاب ہمراہ اپنے لاوے کہ ہم
 او سکوت پر مین اور نشا اس گشکو او کی کا جہل ہے سو سٹے کہ وہ نہیں سمجھتے مین کہ رتبہ ہم کلامی کا اللہ
 کے ساتھ بہت بڑا عجب اب تک اس مرتبہ کو نہیں پہنچے بلکہ پہلا پایہ کہ ایمان ہے وہ بھی حاصل نہیں
 اور مرتبہ خاص ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام کے واسطے ثابت ہے اور اورون کو میرے نہیں ہوتا
 پس فرمایش ہم کلامی کی خدا کے ساتھ گویا فرمایش اس بات کی ہے کہ ہم سب کو اللہ تعالیٰ انبیاء یا نشتے
 بنا دیوے اور یہ فرمایش ان نادانوں سے مستعد نہیں ہو سکی کہ **كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِیْنَ**
مِنْ قَبْلِهِمْ قَتْلُ قَوْلِهِمْ یعنی ایسی ہی کھ کر چلے گئے وہ لوگ کہ پہلے ان سے تھے مانند گفتار ان کی کی
 بے تفاوت ہو سٹے کہ او ایل اور متقدمین ان کی کی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں انا
اللّٰهُ جَهْرًا وَّاَجْعَلْ لِّكَ اِلٰهًا كَمَا كُنْتَ اِلٰهًا کہا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں
كَيْسَ لَطِیْمٌ رَبُّكَ اَنْ یَّزِلَ عَلَیْنَا مَا نَدَّكَ مِنَ السَّمَاءِ کہہ کر چلے گئے ہیں اور دوسری ہتھوں کے
 جاہل لوگوں نے بھی پیغمبروں اپنے سے اس قسم کی فرمایشین کی ہیں پس اگرچہ کفار اس زمانہ کے اور
 پہلے زمانہ کے کفار باعتبار زمان اور مکان اور قوت اور جسم اور طول عمر کی اختلاف بہت رکھتے
 ہیں لیکن **نَشَأَبِهَتْ قَوْلًا یُّهْمُوْا** یعنی ہم نگر ہیں دل ان کی جیسے کہ پہلے کفار کے دلوں میں شبہات
 و اہم یہ اور انکار معجزات پیغمبروں کا ہوتا تھا اس زمانہ کے کفاروں کے دلوں میں بھی واقع
 ہوتی ہیں پس ہم کلامی کی خدا کے ساتھ کہ ان میں پائی جاتی ہے میرے آثار جہل کے سے ہے
 حاجت جواب کی نہیں اب ہم متوجہ ہوتے ہیں طرف فرمایش علامت اور معجزہ کے پس جواب اسکا
 یہ ہے کہ **قَدْ یُّبَیِّنُ الْاٰیٰتِ** یعنی تحقیق واضح اور روشن کر دیں ہننے علامتین اور معجزات اس پیغمبر
 کے جیسے کہ انشفاق قرآن اور سلام اور کلام کرنے حجر کے اور آجانا درخت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے فرمانے سے اور روناستوں کی چوب کا بسبب فراق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور پیغمبر کے
 سنگیزوں کے ہاتھ مبارک میں اور اوس کے یاروں کے ہاتھ میں اور رواں ہونے چشمی
 پانی کے انگلیوں مبارک سے اور شکایت اوٹنی اور ہرنی کے اور دوسرے جانوروں کے زبان
 کے زبور آنحضرت کے اور گواہی دینی سوسار اور گرگ کے اور برحق دعویٰ اوسکی کے
 اور سر ہوجانا لشکروں کا تھوڑے کھانے سے بہ سبب برکت آنحضرت کے اور دوسرے جانا سخت

مصحف القرآن

مستند

جہلین

میں

لا

سے

کیلئے

شیطانوں

سے

پس

پس

پس

پس

پس

پس

پس

پس

پس

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

موضع القرآن

بیماریوں کا سبب پہنچانے ہاتھ کے اور نزول ہر ہر آیت کا اس کلام مجز نظام سے اور قلب متدیس اس کے
کی باوجود واقعی ہونے اور صرف نہ پہنچانے کے و علی ہذا القیاس لیکن یہ تمام علامتیں روشن اور مجزے نظر
تجربہ یوقون یعنی واسطے ان لوگوں کے ہیں کہ ارادہ حاصل کرے یقین کار کھتے ہیں واسطے
ان لوگوں کے کہ تعصب اور عناد میں مشغول ہیں اور ارادہ تعجب کا کرتے ہیں اور اگر ساتھ نظر تامل کے
دیکھیں جان لیں کہ علامات اور معجزات پیغمبروں کے میں یہ شرط نہیں کہ موافق فرمائش منکون کی
آوے یا اضطراب کی حد کو پہنچا دے یعنی لا چاری کے سبب سے یقین کرنا پڑے بلکہ اس طرح
کی ایمان کی صحت میں خلل پیدا کرتا ہے اس واسطے کہ ایمان صحیح وہی ہے کہ اپنے اختیار سے ہونہ اضطراب
کے ساتھ البتہ بیچ علامات اور معجزات پیغمبروں کے اس قدر شرط ہے کہ قابل انداز تفسیر کے
ہوں اور یہ بات ان علامات اور معجزات میں کہ ہاتھ تیرے پر ظاہر ہوئی متحقق ہے اس واسطے کہ
اِنَّا اَكْسَدْنَا مَا نَحْنُ یعنی تحقیق بھیجا ہے جیسے تجھ کو ساتھ معجزات حد کے اور اوپر وجہ صواب کے
اور ساتھ اس چیز کے کہ مقتضائے حکمت کا ہے اور وہ یہ ہے کہ تجھ کو یہ قدرت ندی کہ انگو بھرموں
کے اس واسطے کہ جبر کی صورت میں فائدہ ایمان کا حاصل نہ ہو گا اور اس وقت ایمان ان کا مثل ایمان
فرعون اور ہامان کے ایمان باس کا ہو گا پس چاہیے کہ حال تیرا اس سے تجاوز نہ کرے کہ
بیشک یعنی بشارت دینے والا ہو تو ہر شخص کو کہ اپنے اختیار سے بے جبر اور اگر راہ اور بغیر
معائنہ عذاب کے تیری متابعت کرے وَتَذَكَّرُ اٰمِنُوْا اور ڈرا نیو الا ہو تو اس کی کسی کہ اپنے اختیار
سے تیری متابعت نہ کرے وَلَا تُشْعَلُوْا عَنْ یعنی اور تجھے پرش نہ ہوگی کہ منکرین تیرے کو واسطے
اسی پر نہ آئے اور کس واسطے اُنھوں نے عناد قبول کیا اگرچہ وہ منکرین اور معاندین داخل ہوئے
در بیان اَصْحٰبِ الْاِحْزٰی یعنی مصاحبان اگ جلانے والے کے ہاں اگر تجھ کو قدرت اس بات کی ہم
دیتے کہ جبر سے ایمان قبول کر لے اور یہ بھی لوگ اوپر انکار اور عناد اپنی کے باقی رہتی البتہ تجھے
پرش ہوئی کہ کس واسطے ان کو ایمان پر نہ لایا تو باقی میں اس جگہ چند بحثیں آویں کہ فرق تشابہ اور
تشبیہ میں کیا ہے اور اس آیت میں لفظ تشابہ کا کس واسطے اختیار فرمایا جواب اس کا یہ ہے کہ دل
کفار اس زمانہ کے اور دل پہلے زمانہ کے کافروں کے یکساں تھے کچھ ان کے درمیان میں نسبت تھا
واسطے اثبات برابری کے لفظ تشابہ کا مناسب ہوا بخلاف تشبیہ کے کہ دلالت اوپر مخالفت مرتبہ

وہ لوگ جن کا
بہان یک
ہی ہیں

مشبہا و تشبیہ کی کرتی ہے اسی واسطے شعر کو جس وقت بیان برابری اور مساوات کا منظر ہوتا ہے تشبیہ سے عدول کر کے لفظ تشابہ کا لاتے ہیں چنانچہ کہنے والے نے کہا ہے
 رِقِّ الزَّجَاجِ وَرِقِّ الْمَرْجِ فَتَشَابَهُوا فَنَاشَأَ كُلُّ الْأَعْمَرِ فَكَانَ غَاخُ وَلَا قَدَحٌ وَلَا غَاخٌ وَلَا قَدَحٌ
 دوسری بحث یہ ہے کہ یہ آیت قدیمنا الزیارات لغویہ فکون کے ظاہر میں اشکال وارد ہوتا ہے اس واسطے کہ اہل یقین کو بیان کرنے کی کیا حاجت ہے بلکہ بیان واسطے اہل ترد اور شک کے چاہیے اہل یقین کے روبرو بیان کرنا تحصیل حاصل کی ہے جو اب اس کا عین تفسیر گزارا کہ مراد اہل یقین سے وہ آدمی ہیں کہ مستعد حصول یقین کے اور درپے تحصیل اس کی کے ہیں نہ وہ آدمی کہ جبکہ بالفعل یقین حاصل ہے تیسری پھر یہ کہ بیچ قرأت نافع اور یعقوب کے لفظ ولا تشأل عن اصحاب الجحدہ بصیغہ نہی حاضیہ آیا ہے اور اکثر مفسرین نے معنی اُس کے اس طرح بیان کئے ہیں کہ اس شہادت کے حال و درخیون کے سے کہ زبان تحمل بیان اُسکی کا کہتی ہے اور نہ گوش طاقت سننے اُسکے کی اور مراد اس نہی سے بیان کرنا شدت عذاب و دوزخ کی ہے لیکن عبدالرزاق اور ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی اور داؤد بن ابی حاتم سے روایت کی ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن فرماتے تھے کاش جان لون میں کہ انجام والدین میری کا کیا ہوا حق تعالیٰ نے یہ آیت بھیجی انا ارسلناک بالحق بشیرا و نذیرا ولا تشأل عن اصحاب الجحدہ من بعد آن حضرت مسلم نے کبھی مذکور اپنی والدین کا نفرا یا میرنگ کہ اشغال فرما گئے اور شیخ جلال الدین سیوطی نے بعد ذکر ان مدروایتوں کے کہا ہے کہ باوجود اس سند کے اسناد انکی ضعیف بھی ہے اور باوجود اسکے سیاق کلام کے ساتھ بھی چند ان چسپان نہیں واللہ اعلم اور اگر کسی کے دل میں یہ خطرہ گزرے کہ اگر علامات اور معجزات اس پیغمبر کے واسطے بشارت اور انداز کے بھیجے گئے ہیں مانند علامات اور معجزوں دوسرے پیغمبروں کی صلاحیت بشارت اور انداز کے رکھتے تھے ضرور ہے کہ ان علامات اور معجزات کو اہل علم اور کتاب اللہ کے جاننے والے پسند کرتے جو باہل اور شے فہم انکار اور عناد کی راہ چلین لیکن علامات اور معجزات اس پیغمبر کے اہل کتاب کہ یہود و نصاریٰ میں بھی مقبول اور پسند نہیں کرتے ہیں پس واسطے وقوع اس دوسرے کے جان کے قبول بخیرا معجزات تیرے کا کہ یہود اور نصاریٰ سے وقوع

شرح القرآن

تجوید تفسیر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

بہی جان و کبر

میں ان سب سے نہیں کہ علامات اور معجزات میں کچھ قصور ہے بلکہ اس جہت سے ہر کہ یہ دونوں کچھ
 رہتی ہیں میں اور محض تعصب و عناد کا پردہ او کی بصیرت پر آگیا کہ معجزات تیرے کو سچا سمجھیں اور
 اگر تو چاہے تو ان کو اپنے ساتھ رضا مند کرے ہرگز یہ بات رست نہیں آتی ہے وکن ترضی عنک الیہ
 وکلام انصاری یعنی اور گزر رہی ہونگے تجھے یہودی اور نہ نصاریٰ تاکہ معجزات تیرے کو قبول کرین
 ہو سکتے کہ یہ دونوں اپنے تین اہل علم جانتے ہیں اور خلاق کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ کتب
 الہیہ نہیں کے پاس میں پس اس سبب سے یہ امر چاہتے ہیں کہ جو کوئی ہمارے سوا ہے جہاں میں ہے
 تمام ہمارے تابع اور ہم سب کے متبع ہوں پس تجھ سے کس طرح راضی ہونگے کہ تو ان کو اپنا
 تابع بناتا ہے البتہ یہ لوگ رہتی ہونگے حتیٰ بکلیع مکتھفہ یعنی یہاں تک کہ پیروی کرے تو نہ سب
 منسوخ اونکے کی اور دین اور آئین اور ترانے ہمارے اونکے کی اور یہ امر ہرگز تجھے وقوع نہوگا بلکہ ان کو
 اس خیال خام اور طبع کا ذہب سے ناامید کر دئی یعنی کہہ کہ پیغمبر کو لائق نہیں کہ کسی چیز کی پیروی کرے
 سوائے ہدایت الہی کے لان ھدی اللہ یعنی تحقیق ہدایت خدا کی ہر زمانہ میں ھو اھدی
 یعنی وہی ہدایت ہے کہ پیغمبر اوس زمانہ کے لئے میں اور سوائے اوس ہدایتوں کے اور ہدایتیں
 اگرچہ قبل نئے سے ہدایت ہیں لیکن بعد نسخ کے ہدایت نہ ہیں بلکہ منحل و خوارشات نفسانی سے
 ہوئیں وکن ابعثت اھو اھو اھو یعنی اور اگر بالفرض جمعیت کرے تو خود اہشون نفسانی اوج کے
 کی بعد الذی جاءک من العلو بعد اس کے کہ آیا تیرے پاس علم قطعی ساٹھ اس بات کے
 کہ اس زمانہ میں انحصار ہدایت کا اوس میں ہے جس ہدایت کو تو لایا ہے اور سوائے اوس ہدایت
 کے سب منسوخ میں ما لک من اللہ من ھوئی یعنی نہیں ہے واسطے تیرے عذاب خدا کی سے کوئی
 دوست کہ بسبب ہی اور تلاش اپنی کے تجھ کو اوس سے رٹائی دی وکافیر یار یعنی اور نہ یاری و
 کہ زور سے اوس عذاب کو دفع کرے یہاں تک کہ موسیٰ اور عیسیٰ کی سبب متابعت ملت اپنی کے
 حمایت گیری نہیں کر سکتے اور مہذا نام کتاب کے اوپر انکار تیرے کے متفق نہیں ہیں اور معجزات
 تیرے کو رد نہیں کرتے ہیں بلکہ اہل کتاب خواہ یہود ہوں خواہ نصاریٰ دو قسم ہیں الذین انکنا
 ھم الکتاب یعنی وہ آدمی ہیں کہ دیئے ہوئے ان کو کتاب اور حقیقت میں قدر کتاب کی وہی
 جانتے ہیں اور اوس کے معنی کو سمجھتے ہیں اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یمنونکہ حق تبارک و تعالیٰ

وکن ترضی عنک الیہ
 وکلام انصاری
 یعنی اور گزر رہی
 ہونگے تجھے یہودی
 اور نہ نصاریٰ تاکہ
 معجزات تیرے کو قبول
 کرین
 ہو سکتے کہ یہ دونوں
 اپنے تین اہل علم
 جانتے ہیں اور خلاق
 کے نزدیک یہ بات
 مشہور ہے کہ کتب
 الہیہ نہیں کے پاس
 میں پس اس سبب سے
 یہ امر چاہتے ہیں
 کہ جو کوئی ہمارے
 سوا ہے جہاں میں ہے
 تمام ہمارے تابع
 اور ہم سب کے متبع
 ہوں پس تجھ سے کس
 طرح راضی ہونگے
 کہ تو ان کو اپنا
 تابع بناتا ہے
 البتہ یہ لوگ رہتی
 ہونگے حتیٰ بکلیع
 مکتھفہ یعنی یہاں
 تک کہ پیروی کرے
 تو نہ سب منسوخ
 اونکے کی اور دین
 اور آئین اور ترانے
 ہمارے اونکے کی
 اور یہ امر ہرگز
 تجھے وقوع نہوگا
 بلکہ ان کو اس خیال
 خام اور طبع کا
 ذہب سے ناامید کر
 دئی یعنی کہہ کہ
 پیغمبر کو لائق
 نہیں کہ کسی چیز
 کی پیروی کرے
 سوائے ہدایت الہی
 کے لان ھدی اللہ
 یعنی تحقیق ہدایت
 خدا کی ہر زمانہ
 میں ھو اھدی
 یعنی وہی ہدایت
 ہے کہ پیغمبر اوس
 زمانہ کے لئے میں
 اور سوائے اوس
 ہدایتوں کے اور
 ہدایتیں اگرچہ
 قبل نئے سے ہدایت
 ہیں لیکن بعد
 نسخ کے ہدایت
 نہ ہیں بلکہ
 منحل و خوارشات
 نفسانی سے ہوئیں
 وکن ابعثت اھو
 اھو اھو یعنی
 اور اگر بالفرض
 جمعیت کرے تو
 خود اہشون
 نفسانی اوج کے
 کی بعد الذی
 جاءک من العلو
 بعد اس کے کہ
 آیا تیرے پاس
 علم قطعی ساٹھ
 اس بات کے کہ
 اس زمانہ میں
 انحصار ہدایت کا
 اوس میں ہے جس
 ہدایت کو تو لایا
 ہے اور سوائے
 اوس ہدایت کے
 سب منسوخ میں
 ما لک من اللہ
 من ھوئی یعنی
 نہیں ہے واسطے
 تیرے عذاب خدا
 کی سے کوئی دوست
 کہ بسبب ہی اور
 تلاش اپنی کے
 تجھ کو اوس سے
 رٹائی دی وکافیر
 یار یعنی اور نہ
 یاری و کہ زور
 سے اوس عذاب کو
 دفع کرے یہاں
 تک کہ موسیٰ اور
 عیسیٰ کی سبب
 متابعت ملت
 اپنی کے حمایت
 گیری نہیں کر
 سکتے اور مہذا
 نام کتاب کے
 اوپر انکار تیرے
 کے متفق نہیں
 ہیں اور معجزات
 تیرے کو رد
 نہیں کرتے ہیں
 بلکہ اہل کتاب
 خواہ یہود ہوں
 خواہ نصاریٰ دو
 قسم ہیں الذین
 انکنا ھم الکتاب
 یعنی وہ آدمی
 ہیں کہ دیئے
 ہوئے ان کو کتاب
 اور حقیقت میں
 قدر کتاب کی
 وہی جانتے ہیں
 اور اوس کے
 معنی کو سمجھتے
 ہیں اور وہ لوگ
 ایسے ہیں کہ
 یمنونکہ حق
 تبارک و تعالیٰ

یہی پھر شبہ بین اوس کتاب کے حق تلاوت اولیٰ کا بغیر تحریف لفظی یا معنوی کے اور ساتھ حفاظت حروف اور کلمات اور تصدیق محکمات اور مشاہدات کی اور نہایت احتراز کرتے ہیں تفسیر مدلولات کے سے باوجود غور و تامل کرنے کے بیچ تقریر اور سمجھنے مرادات اور اشارات اوس کے کے اذکار و کلمات کو نہ بڑھایا نہ گھٹایا نہ بدل دیا نہ لٹا دیا نہ ہلکا کر دیا نہ بھاری کر دیا نہ اوس کے ساتھ اس حق کے کہ ہمراہ تیرے ہم نے بھیجا ہے اور حق اوس علم اور ہدایت کے کہ اوپر دل تیرے کے پہنچے نازل کیا ہے بلکہ ایمان اور کلمہ ساتھ اس حق منزل کے عین ایمان کا ساتھ کتاب اپنی کی ہے اور ان کے واسطے یہی بات کافی ہے کہ کمال معجزات تیرے کا اعتقاد کرتے ہیں اور صلاحیت بشارت اور نذاریہ کی تیرے اندر جانتے ہیں وَتَنْزِيلُ الْكِتَابِ یعنی اور جو کوئی کافر ہوتا ہے ساتھ اس حق منزل کے اور وہ دوسری قسم سے اہل کتاب کی کافرانہ کفر لُحَا اَیُّرُونْ یعنی پس یہی گروہ ہیں نہ انکار کیا نہ ایمان بھی ساتھ اس حق منزل کے ان کے ہاتھ سے گیا اور اپنی کتاب کے ساتھ بھی ادن کو ایمان نہ دیا اور دنیا سے بھی بے بہرہ ہوئے اس سبب سے کہ مقتول اور مفید ہوئے اور جلا وطنی ہونا اولاد کا پیش ادن کے آیا اور آخرت میں بے نصیب ہے کہ سبب کفر اور عناد کے فرد و نوح میں چکا اذکی ہوئی پس اگر یہ لوگ باوجود کمال خسارت اپنی کے بیچ معجزات اور علامات پیغمبری تیری کے شکوک اور شبہات وارد کریں اور اذکو قبول نہ کریں کچھ اندیشہ کہ مقام نہیں کہ حقیقت میں اہل کتاب میں سے یہ لوگ نہیں ہیں گو ظاہر میں مثل حمار کے حامل اوسکے ہوں مصرعہ کہ نکتہ دان نشود کہم گر کتاب خود باقی رہیں اس جگہ چند بحثیں کہ وہ جب الغرض میں اول کیے اس آیت سے معلوم ہوا کہ بعد ظاہر ہونے دلائل اور روشن ہونے برہانوں کے تقلید باطل ہے اس واسطے کہ اتباع ہولے کا بعد علم آنے کے ہے اور اسی سبب سے کہ عالم مجتہد کو تقلید غیر کی حرام ہے دوسرے یہ کہ اس آیت سے یہ بھی نکلتا ہے کہ اگر معلوم ہو کہ فلا نا شخص حرکت نہیں کر چکا لیکن اوس شخص کو منع کرنا اور خوف دلانا بد انجامی اوسکی سے موافق حکمت کے ہے چنانچہ یہ بات معلوم تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتباع اہل ہونی کا وقوع میں نہ آوے گا اور باوجود اسکے وعید سخت اوسکے اوپر فرمائی اور ہنی یعنی کی اور ناند اسی آیت کے آیت دوسری ہر اذکن اَشْرَکْتَ بِمَنْ خَلَقَ عَمَلًا وَلَتَنُكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ اور ستر اس میں یہ ہے کہ شاید علم الہی میں باز نہ کہنے والا اوس فعل سے بھی تاکیدات

مصحف القرآن

مبین

چند زبان بآواز

مبین

یعنی اپنی طرف

کی نہیں

کے حقوق کی

مثل ہے جواز

میں گمراہی

کے مسلمانوں کے

میں سے قبول

میں سے قبول

میں سے قبول

میں سے قبول

میں سے قبول

میں سے قبول

میں سے قبول

میں سے قبول

بلیفہ اور تحویفات ہالکہ ہودین یا بسبب ان تاکیدات کے عصمت الہی قوی تر و زیادہ ہو جاوے
 اور یہ سبب بھی ہو کہ ایسی بڑی تاکیدیں اس واسطے کرتے ہیں کہ عصمت الہی قوی ہو جاوے
 اور یہ بھی سبب ہو کہ ایسی تاکیدیں مخصوصین کے حق میں اس واسطے ہوتی ہیں کہ بہت کے لوگوں کو
 زبردستی حاصل ہو اور جلال میں کہ صاحبان مراتب عالیہ کے اگر متعدد ان افعال کے ہودین ان کے
 واسطے پھر بدلائی ہو جو ہر پہنچے اب تک کہ وادی اول بھی ایمان کا طے نہیں کیا کس طرح مطمئن ہوں
 حاصل یہ ہو کہ یہ معاملہ عکس اس معاملہ کا ہو کہ ابولہب کو کافر جانتے ہیں اور ایمان لانے میں
 ترغیب فرماتے ہیں اور ساتھ نیک وعدوں کے اس کو طامع کرتے ہیں تاکہ خجست پوری ہو جاوے
 اور عذر کی گنجائش نہ ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ علم الہی بیسیب اس بات کی باطل نہیں کرتا ہے
 اس واسطے کہ اس کے علم میں سلسلہ اسباب اور مسببات کا ترتیب و امتزاج ہے پس علم اعداد
 تعالیٰ کا سو کہ بیسیب اسباب کا ہے نہ بطل انکا اور بیسیب دریافت اسی سلسلہ کے علم انبیاء و
 وائین انبیاء کا امتزاج ہے مجذوبوں کے علم سے کہ انھوں نے مسببات کو واجب الوقوع جانکر ہاتھ
 طلب و تلاش ہادی اور اسباب کی سے دھویا ہو اور دروازہ سبب کا اپنے منہ پر باندھا ہو بخلاف
 انبیاء کے کہ ہمیشہ مراد ان اسباب کی کرتے ہیں اور ترک اسباب سے ہی فرماتے ہیں انھوں نے قدرت
 اللہ تعالیٰ کی دیکھی اور حکمت الہی سے کہ رابطہ ہر سبب کے ساتھ سبب اس کے کی ہو چشم پوشی کی اور وہ
 لوگ دونوں کا رخائے ملاحظہ کرتے ہیں اور رعایت دونوں جانب کی منظور نظر رکھتے ہیں تیسرے یہ کہ
 اس سرہ میں اس جگہ بعد الذی جاءك من العلم واقع ہوا ہے اور سورۃ آل عمران میں
 فنن حاجت فیہ من بعد جاءك من العلم مذکور ہوا ہے اور بھی اسی سورہ میں بیچ مقدمہ
 نسخ قبلہ کے من بعد ما جاءك من العلم اور سورہ رعد میں بعد ما جاءك من العلم واقع ہوا
 پس بیچ ادا کرنے اس سلسلہ کے کبھی لفظ من کا لاتے ہیں اور کبھی ترک کرتے ہیں اور کبھی الذی
 فرماتے ہیں اور کبھی لفظ ما کا لاتے ہیں اس نقص میں کیا نکتہ ہے اور اقتضائے ہر مقام میں ان عبارتوں کو
 کس اعتبار سے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کلمہ الذی سے کا لفظ ما کی نسبت سے تشریف
 میں زیادہ قوی ہے اس واسطے کہ یہ کلمہ کبھی منکر نہیں ہوتا ہے اور صلہ اس کا واجب ہے
 بخلاف ما کے کہ کبھی منکر بھی ہوتا ہے اور یہ بھی ہو کہ کلمہ من کا ولالتا اور بعض کے کرتا ہے

موضع القرآن

مناقول کن فرائض
 اور یہ سبب بھی ہو کہ ایسی بڑی تاکیدیں اس واسطے کرتے ہیں کہ عصمت الہی قوی ہو جاوے
 اور یہ بھی سبب ہو کہ ایسی تاکیدیں مخصوصین کے حق میں اس واسطے ہوتی ہیں کہ بہت کے لوگوں کو
 زبردستی حاصل ہو اور جلال میں کہ صاحبان مراتب عالیہ کے اگر متعدد ان افعال کے ہودین ان کے
 واسطے پھر بدلائی ہو جو ہر پہنچے اب تک کہ وادی اول بھی ایمان کا طے نہیں کیا کس طرح مطمئن ہوں
 حاصل یہ ہو کہ یہ معاملہ عکس اس معاملہ کا ہو کہ ابولہب کو کافر جانتے ہیں اور ایمان لانے میں
 ترغیب فرماتے ہیں اور ساتھ نیک وعدوں کے اس کو طامع کرتے ہیں تاکہ خجست پوری ہو جاوے
 اور عذر کی گنجائش نہ ہے اس جگہ سے معلوم ہوا کہ علم الہی بیسیب اس بات کی باطل نہیں کرتا ہے
 اس واسطے کہ اس کے علم میں سلسلہ اسباب اور مسببات کا ترتیب و امتزاج ہے پس علم اعداد
 تعالیٰ کا سو کہ بیسیب اسباب کا ہے نہ بطل انکا اور بیسیب دریافت اسی سلسلہ کے علم انبیاء و
 وائین انبیاء کا امتزاج ہے مجذوبوں کے علم سے کہ انھوں نے مسببات کو واجب الوقوع جانکر ہاتھ
 طلب و تلاش ہادی اور اسباب کی سے دھویا ہو اور دروازہ سبب کا اپنے منہ پر باندھا ہو بخلاف
 انبیاء کے کہ ہمیشہ مراد ان اسباب کی کرتے ہیں اور ترک اسباب سے ہی فرماتے ہیں انھوں نے قدرت
 اللہ تعالیٰ کی دیکھی اور حکمت الہی سے کہ رابطہ ہر سبب کے ساتھ سبب اس کے کی ہو چشم پوشی کی اور وہ
 لوگ دونوں کا رخائے ملاحظہ کرتے ہیں اور رعایت دونوں جانب کی منظور نظر رکھتے ہیں تیسرے یہ کہ
 اس سرہ میں اس جگہ بعد الذی جاءك من العلم واقع ہوا ہے اور سورۃ آل عمران میں
 فنن حاجت فیہ من بعد جاءك من العلم مذکور ہوا ہے اور بھی اسی سورہ میں بیچ مقدمہ
 نسخ قبلہ کے من بعد ما جاءك من العلم اور سورہ رعد میں بعد ما جاءك من العلم واقع ہوا
 پس بیچ ادا کرنے اس سلسلہ کے کبھی لفظ من کا لاتے ہیں اور کبھی ترک کرتے ہیں اور کبھی الذی
 فرماتے ہیں اور کبھی لفظ ما کا لاتے ہیں اس نقص میں کیا نکتہ ہے اور اقتضائے ہر مقام میں ان عبارتوں کو
 کس اعتبار سے ہے جواب اس کا یہ ہے کہ کلمہ الذی سے کا لفظ ما کی نسبت سے تشریف
 میں زیادہ قوی ہے اس واسطے کہ یہ کلمہ کبھی منکر نہیں ہوتا ہے اور صلہ اس کا واجب ہے
 بخلاف ما کے کہ کبھی منکر بھی ہوتا ہے اور یہ بھی ہو کہ کلمہ من کا ولالتا اور بعض کے کرتا ہے

معنی الظن

عام جاننا جو اس سے کچھ چاہتا ہو

اس سے کچھ ملا دیکھا

پکاؤں کے غلط

ایک طرف سے

افعالہم مشورا

فہی وادرا فکلمہ

علیہم قاصوا

لنکلمہ اللہ لکلمہ

یستعجم وایکلمہ

ای اللہ علی

کلمہ شئی

قدینہ

جس وقت غلطی کے اوپر داخل ہو دلالت اور توقیف وقت اور تعین اس کی کتاب اور لفظ بعد کا بدون متن کے دلالت اور شروع اور اوقات استیعاب اوقات کی رکھتا ہے جب کہ یہ دونوں قاعدے معلوم ہوں مناسب ہر مقام کے ساتھ اس عبارت کی کہ اس جگہ اختیار فرمائی ہو بسبب یہ کہ اس جگہ علم سے مراد ہدایت الہی ہے کہ شامل ہے تمام امور دینیہ کو یعنی عقائد ذات اور صفات اور نبات اور معاد اور شرائع اور احکام اور یہ علم دو کمال رکھتا ہے اول کمال عموم کا دوسرا کمال استمرار کا کہ ابتداء زمانہ بعثت سے آخر تک باقی ہے بغیر تغیر اور تبدل کی پس لفظ الذی کا کہ تعریف میں زیادہ تر ہے مناسب ہوا واسطے افادہ تعریف اس علم کے اور لفظ تن کا کہ واسطے ابتدا غایت کی ہے مناسب ہوا اس واسطے کہ یہ علم موقت ساتھ کسی وقت کے نہیں تا ابتداء غایت اس کے کی بیان کی جائے پس عبارت بعد الذی جاء من العلم لائق اس مقام کے ہونے اور قبل کے مقدمہ میں لاء علم سے علم خاص ہے کہ متعلق ساتھ امر قبلہ کے ہے اور وہ علم سابق تھا بلکہ سابق اس سے علم دوسرا تھا کہ استقبال بیت المقدس کو مقضی تھا پس اس جگہ لفظ من بعد ہوا کہ من العلم چہاں ہوا اور ایسے ہی سورہ آل عمران میں مراد علم خاص ہو متعلق ساتھ امر تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اور وہ علم بھی موقت بعد گفت و گو سے وفد نجران کا نازل ہوا پس اس جگہ بھی یہی عبارت مناسب ہوئی اور سورہ رعد میں ہر چند مراد علم خاص متعلق ساتھ نزول حکم عربی کے کہ عبارت قرآن سے ہو لیکن وہ علم بھی مانند علم ہدایت اور دین کے موقت نہیں بلکہ ابتداء زمانہ بعثت سے اخیر تک استمرار باقی ہو پس باعتبار خصوصیت علم کے لفظ ما کالائے کہ اس کی تعریف میں قصور ہے اور ایک نوع کا ابہام اسی سے ٹکرتا ہے اور باعتبار استمرار اور دوام اس کے لفظ من کو حذف کیا تاکہ اشارہ ہو طرف اس بات کے کہ خاص مانند عام کے مستمر اور دائم ہے اس کے واسطے ابتدا نہیں واللہ اعلم یا سارا کلامہ چوتھی جگہ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً معصوم ہیں پس اتباع خواہشات کفار کا اٹنے قطعاً منافی ہے اور جو شرط کہ مجزوم العدم ہے محل استعمال لہا کا ہے نہ محل استعمال ان کا حرف ان کا اس جگہ کس واسطے لائے جواب اس کا یہ ہے کہ یہ خطاب ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر وجہ تحقیق کی نہیں کہ قطعیت وقوع شرط یا انتفاء شرط کی اس میں رعایت کی جاوے اور الفاظ شرط کی لئے

اور بہشت اور قیام آخرت کو بالذات واسطے اپنے سمجھتے تھے اور اسی واسطے بعد اس آیت کے بیچ
 اس مقام کے تذکیر لغتوں کا نہیں فرماتے ہیں بلکہ واسطے دفع خیال تبوہیت مطلقہ اور اس
 اونکے کی طرح دشمنی اور کفر اونکے کی بھی خیال تھا ارشاد کرتے ہیں **فَاِذَا بَثَلَىٰ اِبْرٰهٖمَ**
 یعنی اور یاد کرو تم اوس وقت کو کہ بطریق آزمائش کے فرمایا ابراہیم علیہ السلام کو کہ بیٹا تارخ
 بن ناخوک تھا اور تارخ کا آرزو بھی لقب تھا ابراہیم علیہ السلام اوسکے گھر میں وقت سلطنت عمرو
 بن کھنک کے قصبہ کو تھی میں کہ مضافات شہر یابل کا تھا بیچ سترہ سو نو سال تاریخ طوفان نوح
 علیہ السلام سے پیدا ہوئے اور طفولیت سے آثار رشد کے اودن میں ظاہر ہوئے ساتھ باپ کے اور قوم
 اپنی کی بابت بت پرستی کی بحث اور جہنم کین یہاں تک کہ بتوں کو توڑا اور قوم اوسکی نے مقام
 مکینہ کشی میں چاہا کہ اوندکو آتش میں جلا دیں آتش بہت بھڑکائی اور اوندکو اوس آگ میں ڈالا
 پروردگار اوندکو صحیح و سالم اوس آگ سے باہر لایا پھر باپ اور قوم اوندکی دشمن ہوئی یہاں تک کہ
 جان مال اپنا واسطے خدا کے ترک کر کے بہت حیران اور دمان سے بہت شام اور فلسطین کی
 ہجرت کر کے اوس سرزمین کو اپنا وطن کیا حق تعالیٰ نے چاہا کہ اودن کو بعض اوسکے کہ جان
 و تن اپنا واسطے میرے جلانے کو دیا اور خان و مان اور تبار اپنے کو بیچ راہ حق کے ترک
 کر کے میوطن ہوا مرتبہ بس بلند کہ کسی کو آدمیوں سے وہ مرتبہ اوس وقت تک حاصل تھا
 عطا فرماوے پس ساتھ فرمائے بعضے سخنان کے استعداد کامل اوندکی کو منصب پھور پر لایا کہ
 یعنی پروردگار ابراہیم علیہ السلام نے کہ طفلی سے پھر اوندکو طح طرح کی تربیت فرما کر مرتبہ نبوت
 اور خلافت کی پہونچایا اور ہر وقت میں تربیت اوسکی ابراہیم علیہ السلام کا رنگ دوسرا پیدا
 کرتے تھے بعد ہر تربیت کے استعداد بلند اور استحقاق مرتبہ ارجمند اودن سے ظاہر ہوتا تھا
 یہاں تک کہ اوندکو امور فرمایا کہ **لَمَّا تَرٰ** یعنی آنحضرت کے کہ لبیب بجا آوری اوندکی
 کے نزدیک ملا کہ علوی اور معنی کے ظاہر ہو کہ ہمیشہ شخص لائق اس مرتبہ کے تھا اور
 شان حکمت سے دینا اس منصب کا اس شخص کو واجب اور لازم دکھلاتا تھا اور بھی
 ہے عادت الہیہ ستمہ کہ مجھ علم لینے کی دینی مریون اور منصوبون اور جزاؤن اور اجرو
 کے اکتفا نہیں فرماتا ہے جب تک کہ استحقاق اور استعداد اوس کا ظاہر نہ کرے اور

میں

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

اور

برخی عبادت اور ذکر و اذکار کی اور کونیا کی ہوئی اور وہ تمام میں خلعتیں ہیں کہ نام اول کا
سہام الاسلام کیا دس اول میں سے سورہ برات میں مذکور ہیں تو یہ عبادت محمد سیاست رکوع
سجود اور المعروف ہی عن الشکر نگاہ رکھنا حدود مقرر کی ہوئی خدا کو ہر کام میں ایمان آوردن
او کی سورہ اخراہ میں اسلام ایمان قنوت صدق صبر خشوع صدقہ دینار و زہ رکھنا حفظ
شرکاء کا زنا اور لواط اور حاق سے اور نظر کو چپنی سے ذکر گریز زبان دل سے علی اللہ ام
اور دس او کی سورہ مومنین اور سال سال میں ایمان تصدیق کرنی روزہ جزا کی اور خوف اور خشیت
غداہی سے دایما خشوع نماز میں محافظت آداب سنن اور مستحبات او کی کے لغو اور عیث
اور لعب اور بزل سے احتراز اور اعراض کرنا اور کرنا زکوٰۃ کا بخوشی دل حفظ شرم نگاہ کا غیر منکوحہ
اور محلو کہ اپنے سے آوہ پورا کرنا عہد کا آدا کرنا امانت کا قائم ہونا واسطے شہادت کے ہر چیز بخوش
اس خصائل سے کہ مذکور ہیں ان صورتوں میں متداخل ہیں لاکن احتمال ہے کہ بسبب مقید ہونے
اور خاص ہو اور ملنے کے ساتھ مقارنات اپنے کے حکم خصائل تنبیہ اور متفاوۃتہ کا پیدا کرین
اور ہر جا جگہ شمار ہوں پس انکو حکم ہوا کہ ہر سال میں ایک بار آپ کو والدہ و شہید اگر کے دیوار
عاشق کردار وسطے طواف خانہ محبوب اپنے کے برہنہ ہر اور برہنہ تن اور برہنہ پاؤں ویدہ موی
پریشان حال گرد آلودہ شام سے زمین حجاز میں پہونچکر کبھی پہاڑ پر اور کبھی زمین پر ٹوٹنے
طرف خانہ محبوب کے کر کے کھڑے ہوں اور کبھی شمع ادس کے کو اپنے خیال کر کے سنگ لعن اور طنز
اور تیراری کو اوپر ادس کے ڈالیں اور عوض جان عزیز ترین ملکات اپنے کو واسطے ادس کے تو بنی
کرین اور میں بعد گرد خانہ فحشی تشبیہ ادس کے کے طواف کرین اور بار بار گنج اوس خانہ کو بوسہ دین
تاکہ معنی عشق اور محبت کے کہ باطن میں انکے کامن میں لباس ظاہری میں جلوہ گر ہوں اور وہاں
عام کے اوپر ظاہر ہوا دس حالمین نفرو لیکٹ ساتھ آواز بلند کی مایرین اور آتش محبت دلی کو اس لغو
کے ساتھ روشن کرین اور وسطی اظہار اس کیفیت کے مناسب سچ دسٹے انکے مقرر ہوئی اور طواف
اور سچی دریاں صفا اور مردہ اور آمد و رفت غزل و لغو اور عرفات اور اقامت منی میں اور فوج اور قربان
اور تبلیہ و احوال شروع ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس تمام تکلیفات کو کہ بعضی عقل ناقص بشری
میں مستحسن دکھائی دیتے تھے اور اکثر دریافت عقل بشری سے بالاتر نہیں دل و جان سے

ہے فاذا سجدا فلا تری الا ورض عورتان فاختار من والا یعنی وحی کی اس دعا کی طرف
ابراہیمؑ کے کہ تو بزرگ تر اہل زمین کا ہے نزدیک میرے جس وقت سجدہ کر تو نہ دیکھے زمین شرمگاہ
تیری پس اختیار کر تو ازار کو اور وہی ساتھ روایت انس رضی اللہ عنہ کے لئے ہیں کہ آن حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول اُس شخص نے کہ خضاب خا اور سہہ کا کیا حضرت ابراہیمؑ ہے
اصحاب ابی شیبہ بیچ تصنیف اپنی کے لایا ہے کہ اول جسے خطبہ منبر کے اوپر پڑھا ابراہیمؑ اہل الرحمن ہے
اور بزرگ اور طبرانی ساتھ روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے لئے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
جو میں منبر واسطے اپنے بناؤں مضائقہ نہیں کہ ابراہیمؑ علیہ السلام نے بھی واسطے اپنے بنایا تھا
اور جو میں عصا اپنے ہاتھ میں لوں بھی مضائقہ نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے بھی لیا ہے
اور ابن عساکر ساتھ روایت جابر وغیرہ کے لایا کہ اول جسے کہ راہ خدا میں جہاد کیا ابراہیمؑ
علیہ السلام ہے اور اول جسے کہ لشکر کو لڑائی میں تعبہ کیا اور سینہ اور پیسہ اور قلیب قرار
دیا ابراہیمؑ علیہ السلام ہیں اور یہ واقعہ اُس وقت میں تھا کہ رومی لوگ حضرت لوط علیہ السلام کو
قید کر کے لے گئے تھے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے اوپر لٹکے جہاد کیا اور حضرت لوط علیہ السلام کو
چھوڑا لائے اور مصنف ابن ابی شیبہ میں اس لفظ کے ساتھ آیا کہ ادل من عقد الاویۃ
ابراہیمؑ علیہ السلام اور یہی ہے شعب الایمان میں روایت کی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ
علیہ السلام کا سبب کثرت ہمانداری کی ابو الضیفان نام ہوا تھا اور ان کے مکان کے چار دروازے
تھے جس دروازہ سے چاہے جہان آئے اور جب حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام چاہتے کہ طعام چاشت
نوش فرماوین چار طرف وطن اپنے کے ایک ایک کو کس تک تلاش جہان کی فرطے تھے
جب تک جہان نہیں پہنچتا تھا طعام چاشت تناول نہیں فرماتے تھے کس واسطے کہ وقت چاشت
جہان کے آئے کا وقت نہیں ہے اور سید امام احمد میں وارد ہے کہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے
جناب الہی میں عرض کیا کہ بارخدا یا سو میرے زمین میں کوئی نہیں کہ عبادت تیری ہے حق تعالیٰ
نے میں ہزاروشے نازل کئے کہ ساتھ ابراہیمؑ علیہ السلام کے شریک عبادت کی ہوں حضرت
ابراہیمؑ علیہ السلام میں روز تک امامت فرشتوں میں مشغول رہے اور ابن ابی سعید نے روایت
کی ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو وسعت مال اور خادموں کی بہت دی تھی اول جس نے کہ فرید بنایا

موضع نظر
یہ کہ میں جو کہتا
تھا عموماً اس سے
پہلے دنیا میں اور
دیباچہ سادہ میں
صورت کا جینا
میں کھانا کھانا
ایک سوہ میں
سب طرح کا ہوگا
اور شہین کے
واسطے بہشت میں
لورین ہوئی ترین
محرر یا یک سوہ اور
وہ لوگ بہشت
میں ہمیشہ رہیں
ان نعمتوں کی
توجہ سے یاد
ان اللہ کا ہے
ان کے لئے ہے
مناجی حضرت

حضرت ابراہیم علیہ السلام میں دہلی نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اول اُس کیسے کہ
 شیر مال بکائی حضرت ابراہیم علیہ السلام میں کہ واسطے جہانوں اپنے کے پکالتے تھے اور کھلاتے تھے
 اور خطیب اپنی تاریخ میں بروایت تمیم داری کی آن حضرت سے لایا کہ آدمیوں نے اُس جناب
 علیہ السلام سے سوال کیا کہ معافہ کے امر میں کہ مرد و عورت کے ساتھ کرے کیا فرماتے ہو فرمایا کہ معافہ
 درست ہے اور پہلے سے تھا اور علامت خلوص و دوستی اور تمام تحیت اور ملاقات کی تھی
 اور اول اُس کسی نے کہ وقت انظار دوستی کے معافہ کیا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے
 اور قصہ انکا ایسا تھا کہ ایک روز واسطے طلب چراگاہ مویشی اپنی کے کوستان بیت المقدس میں
 سیر فرماتے تھے تو کہ کوئی مکان واسطے رہنے مویشی اپنی کے تلاش کریں اس میں میان میں ایک آواز
 حنین اور فقیق سنی کہ ذکر کرنے والا خدا کا ذکر کرتا ہو اور اوصاف تقدیس در پاکی اُس جناب کی
 کر رہا ہے بحر وساعت اُس آواز کے مطلب اپنا فراموش کیا اور طرف اُس آواز کے متوجہ ہوئے
 دیکھا کہ ایک پیر دانا قامت کہ اس کے تمام بدن بر بال ہیں گھڑا ہوا تو خید جناب جل کی میان کیا ہو
 اگے اُس کے گئے اور دریافت کیا کہ اے شیخ خدا تیرا کون ہے کہ تو اُس کو یاد کر لے کہا خدا میرا
 آسمانوں میں ہے پوچھا کہ زمین میں بھی وہی خدا ہے یا دوسرا کہا کہ زمین میں بھی وہی خدا ہے
 کوئی سوا اُس کے لیاقت خدائی کی نہیں رکھتا پھر پوچھا کہ قبلہ تیرا کہاں ہے کہا طرف کعبہ کے
 پھر پوچھا کہ کہاں سے کھاتا ہے تو کہا کہ جس وقت نہ داند خود و دھوا کا کہ آخر سو گم را میں پکتا ہو
 مین باہر تار ہوں اور اُن دانوں کو جمع کر کے رکھتا ہوں میں تو جاز و دن میں کام آوے اُسی کو
 کھاتا ہوں میں پھر پوچھا کہ کوئی اہل و عیال تیرے سے باقی رہا ہے کہ خدمت تیری بجالا دے
 کہا نہیں پھر پوچھا کہ گھڑ تیرا کہاں ہے کہا ایک غار میں اس پہاڑ کے گرگڑتا ہوں میں پھر فرمایا کہ
 چل نشان اُس غار کا دے تو ہمراہ تیرے گھر چلوں اور سمت قبلہ تیرے کی دیکھوں کہا
 در میان اس مکان اور اُس غار کے ایک چشمہ ہے نہایت عمیق کہ آدمی کا اُس سے گزرنے نہیں
 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ کس طرح اُس چشمہ عمیق سے عبور کرتا ہے کہا کہ میں بطریق
 خرق عادت کے اُس ہائی پر چلا جاتا ہوں اور پانی میرا فرمان بردار ہو جاتا ہے کہ سوا کف یا
 میری کے تو نہیں ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا آؤ تمھارے گھ چلیں شاید کہ

صفحہ القرآن

مذاہف قرآنیہ

تفسیر خازن

تفسیر شریعت

تفسیر ملاحذہ

تفسیر بیان

تفسیر کوئی

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

تفسیر اس

اُس پانی کو جس نے واسطے تیرے سخر کیا ہے واسطے ہمارے بھی سخر کرے حضرت ابراہیم علیہ السلام
اور وہ شیخ دو نور و دانہ ہوئے جو کہ کنارے آب کے اُپر آئے دو نوبانی سے عبور کر گئے اُس
پیر نے تعجب کیا جو غار میں ہوئے سمت قبلہ مسجد اُس کی کو موافق سمت کعبہ کے پایا نہایت
خوش ہوئے بعد اُس کے پوچھا کہ اے شیخ ہمارے کو کہ کوئسا دن سخت زیادہ دنوں کا ہے پیر
نے کہا کہ وہ روز جس روز حضرت رب العزت کر سی اپنی کو واسطے حساب خلائی کے رکھے اور
دو نوح کو بچھڑا دے یہاں تک کہ کوئی فرشتہ مقرب اور پیغمبر مرسل نہ آئے کہ مومنہ کے بل زاری کرنا کرے
اور حال اپنے سے سراپہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے نیکیت واسطے میرے اور
واسطے اپنے دعا کر کہ حق تعالیٰ ہمارے تئیں ہول اُس دن سے امن اور اطمینان نصیب فرما دے پیر نے
کہا کہ دعا میری کس کام آوے گی مجھ سے دعا کی مت خواہش کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے
سما کہ میں تین سال سے ہر وقت دہر لٹھ دعا کرتا ہوں اور ہرگز معزوں با جاہت نہیں ہوتی فرمایا کہ
وہ دعا کیا ہے کہ ایک دن میں اسی بیابان میں کہ تجھ سے ملاقات کی ہے کھڑا تھا کہ ایک بوجوان حاضر
مواہبوں کے یہاں آیا تھا اور بال اُس جوان کے پریشان کھڑے ہوئے کہا میں نے کہ کہاں سے آتا ہو
تو اور یہ مواہبی کس کے میں کہا فائدہ دوست خدا ابراہیم علیہ السلام سے آتا ہوں میں اور مواہبی ملک اُسکے
سے ہیں اُس وقت سے دعائیں مشغول ہوں کہ بار خدا یا جو زمین میں دوست تیرا ہے مجھ کو زیارت بھیجی
کر واپس آئے اس نے کہ اس جہان سے کوچ کروں میں ساتھ دیدار اُس کے کے مشرف ہوں میں اب تک
اُس کے دیدار سے مشرف نہیں ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ دعا تیری مستجاب ہوئی
تو کہ ساتھ تھا سے معاف کر ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پیر کو طرف اپنی کھینچا اور معاف
میا آنحضرت نے فرمایا کہ اُسی روز سے معافہ راج ہو اور قبل اسکے رسم سجود کی تھی کہ مقام تعظیم
میں ایک دوسرے کو سجدہ کرتے تھے پھر اسلام میں مصافحہ رائج ہوا یا بچھ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام
صحیح وجوہ کمال کہ ممکن بشر کے ہوں جہت قوت علمیہ اور نظریہ اور فکریہ اور بھی جہت قوت علمیہ اور
عقلیہ اور عالیہ اور بھی جہت طہارت بدن اور ستھرائی اسکے اور بھی جہت صفائی فطرت روح اور
سرور دیگر لطائف کے کل ہوئے اور استعداد پوشیدہ اُن کے نے خوب وجہ سے ظہور کیا
سینے فرمایا پیر و بردگاران کے نے ساتھ اسکے کہ اِنَّ جَعَلْتَ لِلْاَشْيَاءِ اَمَامًا يَشِيءُ فِي بَنَانِ وَالْاَشْيَاءِ

وضوح المآل
فیض الکریم
من زعمتم
دل جو بالان
جہت کی کوئی
بے اور دگر
پس اس
وہاں اُن کی
فیض الکریم
اللہ ہوتا
اور وہ دگر
بے اس کے
بے اس کے
قالت اس
کے سے اور
بے اس کے
فیض الکریم
فیض الکریم
فیض الکریم

صلوات اور نعمت شرط ہے اور ظاہر ہے کہ یہودی اور نصرانی اس وقت اشد انواع ظلم کے مرتکب
 ومن اظلم من منعم مساجد الله وقالوا اتخذ الله ولدا سبحانه وغیرہا من الآيات
 او پر اس کے دلائل کرتے ہیں پس کیونکہ لیاقت اس منصب کے رکھتے ہوں پس جو کہ ان کو
 باوجود ظالم ہونے کے امام اپنا پکڑے وہ بھی ظالم ہوتا ہے اور مضمون وان ابنت اهلوا آھم
 من بعد ما جاءك من العلم انك اذا امن الظالمین اس قصہ سے بوجہ احسن
 ثابت ہوتا ہے کہ اس آیت میں دلیل صریح ہے او پر اس کے کہ جو کہ حجب ثلثہ سے کہ حجاب رسم
 اور حجاب طبع اور حجاب غلط فہمی و سوء المعرفہ ہے گرفتار ہوا اور لذات نفسانیہ میں مثل جب جاہ و
 مال کی تنہا پابست اس کے مقصود مصالح خیر پر نہوا اور مصالح کلیہ کو کہ حق تعالیٰ نے شریع کے اندر
 ان کی رعایت فرمائی نظر نہ کریں یا اصل فطرت اس کی میں استقامت نہ ہو بلکہ کج روی و اور کج فہم ہو کر
 لیاقت نبوت اور وصایا نبوت کے کہ عبارت امامت اور پیشوائی سے ہے نہ کہ جسے اور جو کہ یہی
 پیشوائی کا بیج کسی امر کے اموروں میں سے ہو اور ساتھ مضمون روحانیہ کے بتلہا ہوتین چاہیے
 کہنا کہ دعوے اس کا باطل ہے اور وہ نالایق ہے اور یہ معنی یہود اور نصاریٰ کے پیغمبر علیہ السلام
 ہمارے کے زمانہ میں مثل آفتاب کے روشن تھے پس حقیقت میں یہ لوگ بخلاف مرتبہ امامت کے
 موصوف تھے اور جمیع موصوف اس منصب عالی کے بیج اپنے جمع کئے دوسری توقع اس منصب کی انکو
 نادانی محض اور جہل صرف تھا چنانچہ درخوست ہم کلامی کے ساتھ خدا کے جاہلوں ان کی کہ یہ لولا
 یکلمنا الله میں گذرا باقی رہی اس جگہ میں تقبیل چند کہ اکثر اوقات مانع منظر اوس کا رہتا
 ہے اول یہ کہ اول سورہ سے اس جگہ تک خطاب ساتھ نبی اسرائیل کے چلا آتا ہے اور آخر پہلا
 تک بھی خطاب ساتھ ان کے ہے کہ امرکنتم شہداء اذ حضر یحییٰ الیوت در میان خطاب
 بنی اسرائیل کے قصہ امامت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بنائے خانہ کعبہ کا کہ ان سے اور حضرت
 یحییٰ علیہ السلام سے واقع ہوا اس واسطے توسط فرمایا یہ خطاب لایق برقریش تھا کہ مجاوران خانہ کعبہ
 کے اور اولاد حضرت یحییٰ علیہ السلام کے واقع میں اور نعمتیں کہ متعلق ساتھ خانہ کعبہ اور تفصیل اسمعیل
 کی میں ان کے حق میں قدر اور وقوع رکھتے ہیں نہ حق میں بنی اسرائیل کے جواب اس کا کچھ منظور
 بیان میں قصہ سے شمار نعمتوں کا نہیں ہے جیسا کہ در میان اکثر قصہ سابقہ کے ہے بلکہ ثابت کرنا نبوت

من اظلم من منعم
 ان بابت مبارک
 بہ انداز ایسے
 کا مول کا بیان
 کوئی کیونکہ
 مانی لایق حق
 جو کہ اس کے
 مضمون درج
 مضمون درج
 وہ ہے خدا تعالیٰ
 جس سے بابت
 ہے یہودی کی
 واسطہ وہ کہ
 نہیں بنی اسرائیل
 اور ان کے
 پہلا اور
 خانہ کعبہ
 بنی اسرائیل
 یہودی کی

نبوت خاتم المرسلینؐ کا ہے اور وجوب الفیاء اس دین میں کا اور بنی اسرائیل کے واسطے
کہ یہ ہر چند اولاد سے حضرت اسمعیلؑ کی تھی لیکن ولایت حضرت ابراہیمؑ کو فخر اپنا جانتی تھی اور
مستحقہ تھی کہ بنائے کعبہ منظمہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمعیلؑ نے کی ہے اور
اسوقت میں واسطے اولاد اپنی کی دعائیں کیں اور وہ دعائیں مقرون باجابت ہوئیں پس ذکر کرنا
اس قصہ میں انکی بیٹھ بنی اسرائیل کے چار غرض عمدہ منظور ہیں کہ وہ چاروں غرض خالق ساتھ
بنی اسرائیل کے رکھتی ہیں پہلے وہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے اول ساتھ
تجلیفات شاقہ کے آزمایا جب عہدہ اس تکلیف سے تمام و کمال بوجہ حسن برائی منصب افتد اور
امامت کا لقب انکو عطا فرمایا پس معلوم ہوا کہ مناصب نبیہ حاصل نہیں ہوتی ہیں مگر تبرک قرد اور عباد کی
اور قبول احکام انہی کے ہر وقت میں کہ پیغمبر اس زمانہ کا ارشاد کرے گو وہ قبول بسبب نجات
اور تبرک و ریاست اپنی کے اور پیغمبر کے شاق اور گران ہو دوں وہ کہ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
منصب امامت کو چاہا فرمان بھیجا کہ ظالموں کو اولاد تمہاری سی یہ منصب پہنچا گیا پس جو کہ طالب
منصب امامت یا کہ کسی منصب کا منصوبہ دینیہ سے ہونشل ولایت اور ارشاد اور افتاد اور احتساب انکو
ضرور ہے کہ تعصب بی محل اور مجادلہ اور سخن پروری اور کج بخشی کو چھوڑی اور جیسے شکست و ضرر نہ
کر دے ہائے ضلکی نہ ہوتا کہ لیاقت اس منصب مطلوب کی اپنی سی دور نہ پڑے اور تنکو یہ معنی نہیں
ہوئے مگر جوبدل و جان ناصر اور محین اور محب اور خیر خواہ اس پیغمبر علیہ السلام کی ہو تم ستیوم وہ کہ اگر
قبلہ کو بیت المقدس سے تخیل فرما کر طرف کعبہ کے قرار دین میں تنکو نہیں پہنچتا کہ زبان طہن کے
کہو لو اور نبوت میں اس پیغمبر علیہ السلام کے شہادت و اہیہ الفاظ کو واسطے کہ کعبہ ہی قدیم الایام
سے مکان تعظیم اور معبد ابراہیمؑ اور اسمعیل علیہما السلام کا ہوا ہے کہ امام جمیع ملل اور فخر تمہارا
ہے اور حق میں اس شہر اور اس مقام کے ابراہیم علیہ السلام نے دعائیں کی ہیں چہارم وہ کہ
ابراہیمؑ اور اسمعیل علیہما السلام نے وقت بنائے اس کعبہ معظمہ کے موافق دانست تمہاری کے ہی
و عالی ہے کہ اولاد ہماری سے امت پیدا ہوتا بعد از حکم انہی کی اور ان میں آدین صاحب
کتاب اور تعلیم کنندہ دین اور رشد اور طریق یقین کی اور یہہد و عاد و پیغمبروں عالی مقدار کے
کہ اسوقت میں کہ بنا کعبہ کی ہوتی ہوگی یقین ہے کہ مقرون باجابت ہوئی ہے پس وجود

[illegible]

کسی اُمت اور کسی پیغمبر کا نسل میں اسماعیل علیہ السلام کی ضرورت نہ ہوا تھا ہر سے نعم میں بھی ہیں اگر تم
 انکار اس پیغمبر اور اس اُمت کا کرو اس صورت میں اعتقاد عظمت ابراہیم اور اجابت دعا اسکی
 سے دست بردار ہوگی اور فخر اپنا ہات سے دو گئے اور ہی تقریر سے واضح ہوا کہ اول ذکر
 امامت حضرت ابراہیم کا کسو اسطے لائے اور بعد اسکے ساتھ مقرر کرنے خانہ کعبہ کے واسطے
 اسکے کعبات گاہ جہانیاں نکال ہو کس واسطے انتقال فرمایا اور اس سے بعد ذکر دعاؤں حضرت
 ابراہیم کا شہر کی آبادی کے حق میں اور بیان اسکا کہ ایک وقت میں کفر اس شہر میں شایع
 ہو گا کسو اسطے لائے اور ختم سخن کا اوپر دعا سے وجود امت اور بعد رسول کے کسو اسطے
 کیا اور اللہ داننا تر ہے سات مقصد دن کلام قدیم اپنی کے تقشیش دوسری وہ کہ حال حا
 حضرت ابراہیم کا وہ تھا کہ بعضے اولاد میری کو بھی امامت حاصل ہو بدیل میں تہیضیہ کے
 پس ارشاد الہی اسکی جواب میں کہ لا ینال عہد الظالمین کو کسی قبیل سے ہے رد ہی یا قبول
 اگر رد ہے پس خلاف واقع ہے کسو اسطے کہ اولاد اور احفاد حضرت ابراہیم کی انیا اور ہوا
 بہت گزری ہیں شل حضرت اسماعیل اور حضرت اسحق اور حضرت یعقوب اور حضرت یوسف
 اور حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اور حضرت الیوب اور حضرت یونس
 اور حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت ایسا کی پہر اشرف اور افضل نہیں
 حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو قبول ہی پس طریق اسکا وہ تھا کہ فرماتے نصرت
 سال عہدی المؤمنین الصالحین جواب اسکا وہ ہے کہ عین تفسیر میں گذرا کہ مدح حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کا وہ تھا کہ ہر وقت میں اولاد میری سے کوئی امام اوپر روی زمین کے
 موجود ہو یہہ معنی قبول جناب الہی کی نہ ہوئی لکن اسکو بطریق برہان کی فرمایا ساتھ اسکا
 وضع کی کہ امامت عہد میرا ہے اور عہد میرا انکو نہیں پہونچتا پس اگر اولاد تیری تمام کہ
 وقت میں وقتوں سے ظلم اختیار کرے اور کوئی اُن میں سے اوپر طریقہ عدالت اور تقویٰ
 کے قائم نہ رہے یا وقت اس منصب کی سوز و رپڑی اور جہو مفسرین نے کہا ہے کہ یہ جواب
 ولایت اوپر قبول دعا کے کرتا ہے کسو اسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ کل اولاد
 میری لایق اس منصب کے نہوگی اور اسقدر جماعت کثیر ظالم ہی پیدا ہونگی پس طلب انکی نہ تھی

بندہ کا سرور و کرامت
 بندگان میں انکی شخص کو
 جو ان کی اس قدر کلام
 زمین میں اور ہر دین
 عین اللہ کی نافرمانی
 کرینے انکی میں ایک کو
 یکساں دلائل ناقص
 نام نہانی اور بیان کی
 سے نہی اور بیان کی
 دین اور اسکی نہیں
 ہم نری بال ذلک
 ہمیشہ سے عالم
 میں تہذیب کی تہذیب
 مکار خدائی کا ہر
 سے نہی اور بیان کی
 اسکا سرور و کرامت

مگر وہ کہ منصب امامت کا بعض اولاد میری کو بھی پہونچی اور واقع اسی طرح ہوا پس سوال کا مقابل
 ہوا اسے ہم اور جواب اس سوال کے نعمہ لاینا لہذا المومنین الصالحین کس واسطے
 ارشاد نہ فرمایا پس اسکی وجہ یہ ہے کہ جو لفظ نعم فرماتے صیرہ معلوم ہوتا کہ وہ بعض کے لیاقت
 امامت کے کہتی ہیں صالح ہو گئی یا فاسق عادل ہو گئی یا ظالم واسطے تصریح اسکے کہ ظالم لائق
 امامت کے نہیں یہ عبارت ارشاد ہوئی اور ایسی ہی اگر نبال عہدی المومنین الصالحین فرماتے
 یہہ معنی صراحتہ واضح نہوتے اسواسطے کہ مدلول اس عبارت کا سب لیاقت کا ظالم سے ہوتا
 لیکن بطریق مفہوم مخالف کے نہ بطریق منطوق کلام کے اور بعضے منسبین اس طرف گئے
 ہیں کہ یہ عبارت سراسر ہدایت تاکید مطلب حضرت ابراہیمؑ کی ہے کہ اسواسطے کہ غرض انکی
 تہی مگر مطلب امامت کے واسطے صلی اولاد اپنی کے اسواسطے کہ بعد پہونچنے اس مرتبہ مالیکہ
 کہ امامت مطلقہ ہے کس طرح اس مسئلہ کو نہ جانتے ہوں کہ کافر اور ظالم لائق امامت کے تہی
 پس یہہ جواب مانند اسکے ہے کہ کوئی شخص قریب الموت کو کہے کہ واسطے بیٹے اپنے کے وصیت
 کر وہ جواب میں کہے لا یرث منی اجنبی یعنی جو کچھ مجھ سے باقی رہیگا ملک پس میری ہے
 اجنبی کو نہیں پہونچیگا پس حاجت وصیت کی نہیں تقبض سوم وہ کہ لفظ من ذرعی میں ظاہر ہے
 کہ عطف اوپر محذوف کے ہے یعنی قال ابن اہیمر اجعلنی اماما و بعضا من ذرعی ائمة جو
 امام کرنا ابراہیمؑ کا نفس صریح میں الی جاءک للناس اماما موعود تھا پس دعا امامت اپنی
 کے کیا درکار تہی جواب اسکا یہ ہے کہ و اعطف کا واسطے جمع کے ہے پس حقیقت میں ہی دعا
 واسطے جمع امامت اپنی اور امامت ذریت اپنی کی ہے نہ واسطے فقط امامت اپنی کے اور
 جو کہ موعود تہی امامت حضرت ابراہیمؑ کی تہی فقط نہ جمع امامتین اور کثافت میں مذکور ہو کہ
 و من ذرعی عطف ہی اوپر کاف جاءک کو مانند اسکے ہے کہ کوئی کہے سا کو مک اور سامع جواب
 میں اسکے کہے ذیل یعنی مکر منی و ذیل الیکن اس توجیہ میں اشکال قوی ہے کہ اسنے کہ
 جو اس صورت میں لفظ من ذرعی ہے منقول جاءک کا ہو گا پس تقدیر کلام کے اس
 طرح ہوئی کہ الی جاءک و جاعل بعض ذرعی اور یہہ کلام صیرہ انصاف ہے اور اگر کہیں
 کہ حاصل تقریر کا یہ ہے انک جاعل بعض ذرعی ائمة اور عطف اوپر

مومنین
 حاکمین
 جانتے
 ہونے کا
 ازجہا
 حضرت آدم
 مقام آدم
 توجہ
 ملک
 الملائک
 یا علیہ
 کلام
 اور کیا
 خدا تعالیٰ نے آدم
 علیہ السلام کو نام
 جو کہ پہونچا
 سران
 خدا تعالیٰ نے ہر ذریعہ
 شہید کو جادوئے نام
 ہر شہید کو جادوئے نام
 ہر شہید کو جادوئے نام

جمله انی جاءک للناس اماما کی قرار دین اور وہ جملہ مقول قال اللہ کا ہے پس یہ جملہ ہی مقول اسی قال کا ہو گا نہ مقولہ حضرت ابراہیم کا حال آنکہ یہ جملہ بلاشبہ مقولہ حضرت ابراہیم کا ہے پس وجہ صحیح وہی ہے کہ عطف اور مجزوف کے رکھیں اور منتہائے توجیہ کلام صاحب کا یہ ہے کہ اس جا حکایت عطف کی ہے نہ ایقاع عطف کا اور حکایت میں دمن ذریعہ ساتھ واو عطف کے واقع ہوا لیکن حقیقت میں عطف صدر کلام کی ہے اور وجہ تلقین کے جیسا کہ کوئی کہے ساگر مک اور مخاطب کہے دذیل ابرو وجہ تلقین کے کہ معنی اُسکے وہ ہیں کہ کہہ ساگر مک دذیل پس عامل زلیامین وہی اگر کہ ہو کہ کلام قائل میں تھا لکن ساتھ تفسیر کلام کے اسوا کے کلام قائل کا بروجر اختیار کے ہے اور کلام مخاطب کا اوپر وجہ طلب کے اور پھر انتصاب عمل عامل کے معطوف علیہ اور معطوف میں تعلق اصل عامل کا شرط ہے نہ بقا کے کیفیت کا جیسا کہ قامت حند دذیل مقام ذیل لا عمر و دو مقام ذیل لکن عمر و کہ کلام اول میں کیفیت تانیث عامل کے اور کلام دوم میں کیفیت اثبات کی اور کلام سوم میں کیفیت نفی کی باقی رہی اور شاید کہ یہہ استعمال مثل استعمال اسکن انت و ذوجک الجنة کی ہے جیسا کہ سابق گذرا اسواسطے سے اُسکے اسکن انت و لشکن ذوجک الجنة مقرر ہے تفتیس چہارم وہ کہ حضرت یونس اور حضرت آدم بموجب نص قرآنی کی موصوف ساتھ ظلم کہ تہی قال اللہ تعالیٰ حکایۃ عن یونس لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین وقال اللہ تعالیٰ حکایۃ عن ادم ربنا ظلمنا انفسنا الخ حالانکہ اعلیٰ مراتب امامت کا کہ نبوت ہے انکو حاصل تھا پس کلمہ لا ینال عہدی الظالمین کا برہم ہوا جواب اُسکا اوپر مذاق جمہور اہل تفسیر کی وہ ہے کہ وہ ظلم کہ ان دو نوبزگون نے طرف اپنی نسبت کیا ظلم حقیقتہ نہ تھا بلکہ ترک اولیٰ و آیت میں مراد ظلم حقیقی ہے کہ فسق ہے اور وہ عبارت ارتکاب گناہ سے ہے اور اوپر مذاق اہل تحقیق کے وہ ہے کہ ظالم اور جمیع مشقتات افعال اختیار سے مثل ضارب اوقال وغیرہا کے حقیقتہ اوس شخص کے حق میں متعل ہوتے ہیں کہ قصد اُس افعال کا کری اور زلات انبیاء میں اصلا قصد معصیت کا نہیں ہوتا بلکہ قصد کسی مباح یا طاعت کا کرتی ہیں اور بسبب مجاہدات اور قرب کے وہ طاعت معصیت میں پڑتی ہیں پس ارتکاب اُس معصیت کا

۳
عالمک انت
العیون
سبحانک
پروہ کا پس جو
سب نقصان
نہیں کہ جو ہر
جہی جو غنی و فانی
جو یک تہی
جانہ الامشب
سبحانک
ادبہ
فلا انت
قال انت
افکار مستحب
و ازاد فی
مذاق و مذاق
نہیں کہ وہ
نہیں کہ وہ

حق میں انکی معصیت نہیں ہونا بہ سبب پناہ فی قصہ کے لاکن یہ سبب مشاکلت صوری انگ کی
 اس زلت کو بنا کر نفس اور تواضع اور انکسار کے ظلم اور معصیت کہتے ہیں اور لفظ زلت کا
 جس کے معنی لغزش یا ہے اس تحقیق سے خبر دیتا ہے تفتیش پنجم وہ کہ بموجب اس نص صریح کے
 عدالت اور تقویٰ واسطے ہر منصب کے منصوبن شرعیہ سے شرط ہے اور اسی واسطے فقہانے
 اس پر اجماع کیا ہے کہ بادشاہت اور حکومت اپنی اختیاسے کسی فاسق کو نہ دینا چاہئے لہذا
 جو کوئی فاسق تعجب سے سلطنت اور حکومت پر مستولی ہو غرض اس پر جائز نہیں کہ واسطے کہ ہر
 برپا ہوئے فتنہ کا ہے بالیقین اور عزل اسکا مہموم ہے پس مصلحت مہمومہ کے لیے یعنی
 مفسدہ کو اختیار نہ کرنا چاہئے اور ایسے ہی قاضی اور مفتی اور محتسب اور امام غار کو لایا ہے
 کہ فاسق اور فاجر نہ ہو باوجود اسکے جو کوئی نمازین فاسق کی اقتدا کرے نماز اسکی فاسد نہیں
 ہوتی ہے یہ ہے مذہب اکثر علماء اسلام کا اور ابن مردودہ بروایت حضرت امیر المؤمنین جعفر
 علی کرم اللہ وجہہ کی لایا ہے کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیرین لاینا ل عہد انطا
 کی فرمایا ہے کہ لا طاعۃ لخلق فی معصیت اللہ لا طاعۃ الا فی المعروف اور ابن ابی حاتم
 نے ابن عباس سے روایت کی قال قال لا بد اھیلھا فی جامعک للناس اماما قال ومن ذل
 فابی ان یفعل قال لاینا ل عہد ی الظالمین اور روایت میں ابن اسحق اور ابن جریر کی ابن
 سے ساتھ اس لفظ کے ہے کہ یضربہ انہ کائن فی ذل یتہ ظالم لاینا ل عہد ولا یضربہ
 ان یولہ یشامن امرہ لیکن اس جافرقہ امامیہ نے افسر اط کی راہ طو کی ہے
 اور کہا ہے کہ صحت امامت عین عصمت کہ جو خظانی القیم اور امتناع صدور گناہ عمل میں شرط ہے
 اور یہ عصمت ظاہری اور باطنی خلق کو معلوم نہیں ہو سکتی پس ناچار مقرر کرنا امام کا چاہئے
 کہ خدا کی طرف سے ہو نہ مخلوق کی طرف سے لیکن یہ ظاہر ہے کہ مقابلہ ظلم کا عدالت اور تقویٰ
 ہے نہ عصمت البتہ جو آیت شریفہ لاینا ل عہد ی من کان عنک الظلم ومحتمل المعصیۃ
 واقع ہوتی تو یہ فہمید گنجائش رکھتی حالانکہ لفظ ظالمین واقع ہے امامت غیر ظالم کی
 خواہ معصوم ہو خواہ مستحق درست رہے اور یہی اگر عہد کو عام رکھیں پس چاہئے کہ فاسق
 اور مفتی اور محتسب اور امیر اور حاکم میں بھی عصمت شرط جائین اور جو عہد کو خاص کر فی سبب

م
 نام کوئی پیر نہیں کیا نام
 آدم سے بنوادی اور
 فرشتوں کو ان کے نام چاہئے
 فرمایا خدا تعالیٰ نے
 فرشتوں کو کہ میں تم کو کہتا ہوں
 تم کو میں تم کو کہتا ہوں
 اور زمین اسماں کی
 جاننا ہوں میں قوی ہوں
 نام ظاہر کرتے ہو وہ
 جو چاہتے ہو پائے نہیں
 خیال سب بچے مہمومہ
 فرشتوں کی لاینا ل عہد ی
 لاینا ل عہد ی والاینا
 امین عبادی و
 مستکبر و کائنات
 میں انکی طرف سے

تفسیر رضی کے اس آیت سے یہ بات نکالی ہے کہ امام کو چاہیے کہ کیسے وقت کفر نہ کیا ہو اور ابتدا اس بلوغ سے روش اسلام پر ہو حالانکہ جو کافر مسلمان ہو اور کفر سے توبہ کی ہرگز نہ ہو کافر اور ظالم نہیں کہہ سکتی ظالم وہی ہے کہ اپنے ظلم میں آلودہ ہو انکس من الذین لا ذنب لہ قاعدہ مقرر شرع کا ہے اور جو کوئی کافر سالہا سال مسلمان ہوا ہو اور توحید میں قدم راسخ پیدا کیا ہو اسکو ہرگز کافر نہ کہنا چاہیے اور جو کہ بعضے نا فہم واسطے تائید مذہب امامیہ کے کہتے ہیں کہ حالت خواب میں مرد با ایمان کو مومن کہتے ہیں حالانکہ اس حالت میں اسکو ایمان کہہ یعنی تصدیق کی ہے بالیقین حاصل نہیں باعتبار اُمّی تصدیق سابق اُسکے کے یہہ استعمال صحیح ہے پس ظالم باعتبار ظلم سابق کے صحیح الاستعمال ہوا اور یہی کلام کنندہ اور اشی کے حصول مبادی انکی کا دفعہ ممکن نہیں لکن امواد غیر قارہ استعمال اُس کا یہی حصول مصداق کے صحیح ہے پس جواب اسکا وہ کہ مرد با ایمان کو حالت خواب میں چہ چیز کہ اذالہ تصدیق اُسکی کا کرے حال نہیں اسواسطے وہ تصدیق سابق انکی شرعاً معتبر ہو اور ساتھ اُمّی اعتبار کے لفظ مومن کا حق میں اُسکے موافق اصطلاح شرعی کے صحیح الاستعمال ہے کواسطے کہ شرعی لفظوں کے استعمال میں معانی شرعیہ متحقق ہو اگرستے ہیں اس ظالم یا کافر کی کہ ظلم اور کفر اپنے سے توبہ کی ہو اور غیر مل کفر اور ظلم اُسکے کا شرعاً ثابت ہوا استعمال لفظ ظالم اور کافر کا اُسکے حق میں کس طرح کر سکتے ہیں کہ نہ لغت مجوز اسکا ہے اور نہ شرع اور باوجود اسکی حالت خواب میں غفلت اور بے التفاتی ہے تصدیق سے نہ در وال تصدیق کا خزانہ اور حافظہ سے اور وہ حصول کہ صحت استعمال مومن کی تین شرط ہے حصول خزانہ اور حافظہ میں ہے نہ ادراک اسکا بافضل مالا عالم کو وقت اشتغال نماز کے جہاں کہنا صحیح ہوا اور اس مالدار کو جسکے ہاتھ میں کوئی سامان نہ ہو اُسکے خزانہ میں مال بہت موجود ہو مٹلس کہنا صحیح ہوا اور یہہ باطل بالاجماع ہو اور ایسے ہی مشتقات غیر فارہ بسبب ایسے کے کہ حصول مبادی انکے کا لغت محال ہے قصہ اور ارادہ تحصیل اس مبادی کا استعمال اس مشتقات میں قائم مقام حصول مبادی انکی عرق اور لغت اور شہرہ عاکہا جاتا ہے بخلاف مشتقات ممکنہ الوصول کہ قائم کرنا بدل کا بیج استعمال اُسکی کے جائز نہیں ہے واسطے ممکن ہونے اصل کے مانند اُسکے کہ حق میں یض کے تم جائز ہو

مصحح القرآن

یعنی بابا و ابنتین

اور کاتب و دوستان

کے جو اس کا جو اور

میں جو اپنی مدد

میں مختار ہو

مست جائیں اس وقت

کے وہ وقت میں

یعنی بابا کی مدد

اور اس کے جو

کے اور اس کے

کے کو کاتب کے

کے کے باضاف

قصہ کہنے میں

اور اس کا

کے کے اور

کے کے کی

کے کے اور

کے کے

کے کے

اور اس جمیع ہونے میں انکو فائدہ دین اور دنیا اور روحانی اور جسمانی حاصل کر دین کوسواسطے
 کہ حقتعالیٰ نے نوع انسانکو ساتھ ایسی وضع کے پیدا کیا ہے کہ علوم اور کمالات انسانیتانکی
 ساتھ مخلوط اور ہم جہتھے نوع اپنی کے زیادہ ہونے میں اور سیواسطے باوریشن اور صحر کے پہنوالو
 اکثر کمالات انسانیت سے جاری رہتی ہیں پس عین حکمت ہے کہ تمام جہان کے لوگوںکو حکم اجتماع کا
 ایک مکان اور ایکے مان میں فرما دیں تو ہر ایک کمال دوسری سوافائدہ حاصل کرے اور جو کہ مکان
 ایک اقلیم کے صفتوں اور پیشوں اور علوم اور عبادتوں کو اپنی فکر سے یا الہام آہی کی برلائی ہوں مکان
 اقلیم دوسری کی سبب اجتماع کے اس مکان میں آپس میں مطلع ہوں اور حسن و قبح اُس فکر تازہ کا ساتھ جہاں
 راؤں اور عقولوں کے مشخص اور مختار ہوا اور جو قابل اخذ ہے تمام اسکو یکہیں اور بہی اروح انسانیت
 مثل شیشوں متقابلہ کے ہیں کہ عکس ایک کا دوسری میں پڑتا ہے اور استعداد ایک کے دوسرے میں
 سرایت کرتی ہے پس عبادت اور کیفیات کسب ہر ایک کو دوسری بھی سات حکم اجتماع کے حال
 ہوگی نورانیت عظیم ہم پہنچا دین مانند بہت سے چراغوں کے کہ بہشت اجتماع نور ایک کو
 اضعات و مضاعف کرتے ہیں اور واسطے اسی نکتہ کے جمیع اور جماعت مشرور ہوئی لیکن جماعت
 پنجگانہ جامع الہل ایک حکم کی ہوتی ہے اور بس اور جمیع اور جامع الہل ایک شہر کے اور یہ جماعت جامع
 الہل ہفت اقلیم کی ہے اور مختل ہے کہ لفظ مشابه مشتق ثواب سے یعنی جائی تحصیل ثواب کی واسطے
 آؤمیوں کے اور ظاہر ہے کہ یہ گہرواسطے تحصیل ثواب کے ایک نسخہ عجیب ہے اسلئے حج اس گہر کا
 موجب دوز ہونے جمیع گناہوں کا ہے بحکم حدیث شریف کے من حج اللہ فلم یرفث ولم یفسق حج
 کیوم ولدته امہ اور عمرہ اس گہر کا بھی کفارہ ہے بحکم العمرة الی العمرة کفارة لما بینہما
 اور نماز کہ بہترین سبب تحصیل ثواب کثیر کا ہے صحت انکی مشروط ساتھ استقبال اس گہر
 کے ہے اور طواف اور قربانی کہ بھی عمدہ اسباب تحصیل ثواب سے ہیں خصوصیات اسی گہر کی ہے
 ہیں اور تمام نیکیاں خواہ جنس روزہ یا صدقہ یا دوسرے وجوہ خیر کے ہوں حوالی اس گہر کی
 اور اگر نہیں ثواب مضاعف ہے بحدیکہ ایک ایک نیکی اُنجا کہ میں برابر لا کہہ نیکی کے ہے جگہ دوسری
 چنانچہ تاریخ ادرنی اور در کتب حدیث میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
 مروی ہے اور قطع نظر شغل عبادت کی اُنجا میں محض مجاورت اُس مقام متبرک اور نظر طرف اُس

مختصر
 اور در کتب حدیث میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
 مروی ہے اور قطع نظر شغل عبادت کی اُنجا میں محض مجاورت اُس مقام متبرک اور نظر طرف اُس
 مختصر
 اور در کتب حدیث میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
 مروی ہے اور قطع نظر شغل عبادت کی اُنجا میں محض مجاورت اُس مقام متبرک اور نظر طرف اُس

مشرع نہیں جانتے ہووے العاکفین یعنی اور واسطے اعکاف کر نیوالوں کے اس مکان میں
اور تم اعکاف کو اس مکان میں بہتر اعکاف مسجد دن دوسری سے نہیں جانتی ہووے انکم
الستجود یعنی اور واسطے نازیوں کے کہ رکوع اور سجدہ کرتے ہیں اور دین تمہاری میں اصلا
رکوع نہیں اور سجدہ تمہارا ہی سجدہ مقتضی نہیں کہ پیشانی کو تمام زمین پر پہنچاؤ تم بلکہ اپنی
ایک کھ کو زمین پر رکھتے ہو تم پس جب تم اس بات کے قائل ہو کہ دین حضرت ابراہیم اور
اولاد انکی سچات آنے تو ریت کے یہہ احکام منسوخ ہوئے ہیں تم ساتھ آنے کسی کتاب دوسری کے
بعض احکام تو ریت کے منسوخ ہونیکا واسطے تعجب کرتے ہو تم باقی زمین اسجا پر چند بحث ال
وہ کہ مملول واذ جعلنا البیت مثابة للناس کا یہ ہے کہ اس خانہ مبارک مجمع قرادینا خدایک
سے ہے لیکن وقت اس حکم کا کو نہ تھا ظاہر اسباق اور سیاق اس آیت سے وہ ہو کہ ابتدا اس
حکم کی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت سے تھی لیکن تواریخ کی رو سے ثابت ہو کہ ابتدا کے بنائے
اس خانہ معظمہ کی حضرت آدم کی عہد میں قوی میں آئی اور اس وقت سے ہمیشہ بہ مقام انبیاء اور
صلی کی عبادت گاہ اور دعا کے مقبول ہونیکا محل بنا اور تاریخ ازرتی اور کتاب العظمیٰ البواشیر اور تاریخ
ابن عساکر اور دوسری کتابوں اس فن کی میں کو رہی کہ جب حضرت آدم ہمیشہ شیکا اور پرزیر کے پڑے جہا
آہی میں عرض کی کہ بار خدایا بیت بیچ اور کیبیر اور تھیل ملائکہ کو زمین پر نہیں منتا ہوں جیسا کہ آسمان پہ
منتا تھا اور نہ کوئی طواف گاہ رکھتا ہوں جیسا کہ فرشتوں کا آسمان میں طواف گاہ دیکھتا تھا کہ بیت
ہے حکم ہوا کہ جاؤ اور جس مکان کا کہ نشان میں ہم خانہ کعبہ کو بنا کر اور گرد اس کے طواف کرو اور طرف
اس کے نماز گزار اور حضرت یسریٰ کو حکم ہوا کہ ہمراہ حضرت آدم کے جادین اور انکو نشان میں حضرت جبریل
حضرت آدم علیہ السلام کو مکان کعبہ معظمہ میں لاکر اس میں پر پڑا پنا مارا کہ ساتویں زمین کے نیچے سے
اور پتہ بنیاد اسکی ڈرگئی اور اس بنیاد کو فرشتوں نے ایسی بڑے بڑے پتروں سے کہ ایک پتہ تیس
مروں سے ہی نہ اٹھی پڑ کر دیا اور یہ پتہ پانچ پہاڑ کے تھے کہ وہ لبنان اور طور سینا اور جودی
اور جزیرا یہاں تک کہ وہ بنیاد برابر روئے زمین کے پہنچی اس وقت حق تعالیٰ نے بیت المحمور کو
آسمان سے نازل فرمایا اور اس بنیاد پر اسکو رکھا اور حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور اولاد انکے
گرد اسکی طواف کریں اور طرف اس کے نماز گزار ہیں اور یہ خانہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام تک

مکان
ان فرشتوں کو دینا

اور فرشتوں سے پناہ

پناہ کے لیے

اور قول پر اور دین

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

اور فرشتوں سے پناہ

موجود تھا اور وقت طوفان کے اُس خانہ کو پہر آسمان پر لگی سیچے کے مکان کعبہ منظر منظر

بلند کے تمام زمین کو جدا معلوم ہوتا تھا لیکن اُس کے اوپر کوئی اور نہ تھا اور اہل آفاق اُسی مکان کا

قصہ کرتے تھے اور محل جابت مکان جانتے تھے یہاں تک کہ ابراہیم کو واسطے بنائے کعبہ کے

حکم ہوا اور ہمراہ ان کے سکینہ نے بصورت ابر کے سایہ ڈالا اور سب اُس سایہ کے حد کعبہ منظر کی

معین ہوئی اور حضرت جبریل نے مقدار دو سایہ کے خط کہنچا اور اسی خط سے حضرت ابراہیم

واسطے کہو دے زمین کے مشغول ہوئی یہاں تک کہ بنیاد حضرت آدم کی نمودار ہوئی پھر اُس کے اوپر

بنیاد بنائے خانہ کے محل میں لائے اور جو وقت کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس گھر کو تعمیر فرماتے تھے

تو اُسکی بلند می لوگڑ کی کنی اور دو در اسکا حجر اسود کی رکن شامی و رکن

غربی تک بائیں گز اور رکن غربی و رکن یانی تک کتیں گز اور رکن یانی سے حجر اسود تک بس

گز تھا بس کھل کعبہ منظر کی اُس وقت میں شکل مستطیل تھی کہ طول اُس کا عرض اُسکی سوزیادیقی ظاہر

رکھنا تھا اور باہم طول طرفین میں کہ شرقی اور غربی ہے نیز اختلاف تھا لیکن غیر محسوس اور

اسطیح عرض کی دو فوجاں میں کہ شمالی اور جنوبی ہر اختلاف غیر محسوس تھا اور دروازہ اُس خانہ کا

اُس وقت میں سامت زمین کے چسپان تھا نہ بلند اور فضائی محض تھا کو اڑ وغیرہ نہ تھے یہاں تک کہ تیر

حمیری نے واسطے اُس دروازہ کے کو اڑ اور زنجیر اور قفل بنایا تھا اور یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے اُس خانہ کے اندر آنے والے کے دائیں جانب ایک حقربا چھوڑا تھا تو نمبر نہ خزانہ اُس کے گھر کے

اور جو کچھ نذر اور مخالف واسطے اُس خانہ کے آئے اُس خزانہ میں رکھیں اور بانی اُس خانہ کے

حضرت ابراہیم تھے اور فرد و حضرت اسمعیل کہ گلابہ کرتے تھے اور پھر کوہ البقیس اور حجاز اور
 و رقان سولات تھے یہاں تک کہ عمارت اُس خانہ کی قد آدم کو بلند ہوئی اور احتیاج اُس چیز کی ہوئی
 کہ اُس پر کھڑے ہو کر بنا کرین حضرت اسمعیل کو فرمایا کہ واسطے میرے کوئی پتھر لا تو اُس پر کھڑا ہو کر
 کار عمارت میں مشغول ہوں حضرت اسمعیل علیہ السلام کوہ البقیس پر واسطے تلاش پتھر کے گھر
 حضرت جبریل علیہ السلام نے راہ میں اسے ملاقات کی اور کہا کہ آؤ میں تھکو دوڑے پتھر و مکان نشان
 دون کہ ہمراہ حضرت آدم علیہ السلام کے بہشت سے دنیا میں آئے ہیں اور برکت عظیم کہتے ہیں
 حضرت ادریش فرماں دونوں پتھر و نگو نجوت آنے طوفان کے اس پہاڑ میں مخفی کر کے دفن کیا ہے

تنبہ خداوندی ہے
 جی اسکی کافی فوج
 حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کو پہاڑ پر اُن کے سبب
 و عورت و بیت نکاح
 و دین میں بودا دار
 بجای اسکی سردار کا
 ایک اور حکم ہے
 ثروت کے حکم ہے
 رجوگے اور جی پیچہ
 سو بچوں میں اس
 رجان کار کے فرق
 رجوگے نوک شام
 جی تبار سے فیض
 جی ہے گاہ ہیں
 مذکر و نری سلسل
 نے قبول کیا تھا
 چاہے اُس کو

متصل خانہ کعبہ کی تھا اور حضرت عمرؓ کی زمانہ میں متصل نہ رہا اور سب اسکا آنا سیل عظیم کا تھا کہ اسکو سیل ام نہشل کہتے ہیں اور یہ پہر پیرل کے پانی کے زور سے مکان اپنی ہیجا ہوا اور در پر تھا حضرت عمرؓ خود شریف لائے ایک مکان واسطے اس پہر کے تجویز کیا گرداگرد اس پہر کے پہر بست کر کے در میان میں اس پہر کو رکھا اور اسوقت سے اسی مقام میں ہوا اور یہی ثل اہل تاریخ مرویت کرتے ہیں پس اول بنای خانہ کعبہ حضرت آدم علیہ السلام سے واقع ہوئی اور جو کہ مشہور ہے کہ اول بنائے خانہ مضطہ کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمائی ہو پس بنا بر آسکے ہو کہ اس موضع کو بصورت خانہ کے کہ چہار دیوار اور سقف کہتا ہوا انہوں نے بنایا ہے اور عہد میں حضرت آدمؑ کے سوا بنیاد اسکی کے کچھ نہ تھا اور اس بنیاد کے اوپر بیت المعمور کو رکھا تھا کہ بصورت خیمہ کے تھا یا قوت مجوف ہو اور عمارت پہر مٹی کی تھی لیکن آدمؑ سے پہلے ہی یہ مقام محل تعظیم و احترام کا تھا بلکہ خلقت زمین اور مافیا سے ہی پہلے چنانچہ فاکہی اول تاریخ مکہ میں کہتا ہوں حدیثی عبد اللہ بن ابی سلمۃ قال حدثنی الواقدی قال حدثنا ابن جریر عن بشیر ابن عامر الثقفی عن سعید ابن المسیب قال قال علی ابن ابی طالب خلق الله البيت قبل الارض والسماوات باربعين سنة فكان غشاع على الماء یعنی پیدا کیا اسد نے بیت کو پہلے زمین اور آسمانوں سے چالیس برس پس تھا مثل کف کے اوپر پانی کے اور یہی فاکہی نے اپنی سند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی الکعبۃ خلقت قبل الارض بالقی عام قبل وكيف خلقت قبل الارض وهي من الارض فقال انه كان عليها ملكان يسبحان بالليل والنهار الف سنة فلما اراد الله ان يخلق الارض دحها من تحت الكعبۃ وجعل الكعبۃ وسط الارض اور جو کہ بعضے اہل تواریخ نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں نے کعبہ کو پہر مٹی سے تعمیر کیا ہے بعد وفات حضرت آدمؑ کے اور ہونا بیت المعمور کا اس مقام میں حیات آدم علیہ السلام تک تھا پس چند قابل اعتماد نہیں کسواسطے کہ انتہا سند اس روایت کے وہب بن منبہ تک ہے کہ بشیر اسماعیلیوں سے نقل کرتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کینے اس خانہ کو خانہ نہ بنایا ہے اور اردو کی کتاب اور سنن صحیح مشہورہ کے یہی بات ثابت ہو اور اسد واسطے شرح علیہ السلام

موضع القرآن
اول قافیہ مد
آتش و کافری
نہیں قیلا و آری
فالقون ہا و اریان
را و سپہا انا برنے
یعنی قرآن کو سچ جانو
جو قرآن سچ کرتا ہے
ہم کو چہا رسا
ہے یعنی نوری کے
موفق ہیں بہت کم
لکھ اورت بہتم
پہلے نہ ملے ملے
قرآن کے اور نہ پچو
میری آیتوں کو توڑے
مول کے بدلے
نہا کی دلت اور غن
جوئی نہ کی ہوا کے
نوبت کی آمین
سچا وکر دین

موضع مکان

من کوہ احدی رارہ

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

والمیہ بنی نضیر

بن کثیر تفسیر دینی میں کہتے ہیں کہ لوہو عن معصوم ان البیت کان منبیا قبل الخلیل یعنی پہلے
روایت کی گئی کسی معصوم سے کہ تحقیق بہت تھا بنایا ہوا قبل خلیل علیہ السلام کی لیکن بعد حضرت
ابراہیم علیہ السلام سے نزدیک اہل تاریخ کی ایسا مقرر ہے کہ مخالفہ اور جرہم نے بھی اسکو بنایا
ہے اور پھر قسی بن کلاب نے بھی اسکو بنایا اور سقف اسکی کو دوم کی لکڑی سے کہ درخت نقل
کو کہتے ہیں پوشش کی اور کچور کی لکڑی کو بجائے تختوں کے رکھ دیا پس جو وقت کہ آنحضرت علیہ
السلام پچیس سال کے تو فریش نے پھر اس خانہ کو بنایا اور سبب اسکا یہ تھا کہ ایک عورت ہوا
خوشبو کا پوشش کعبہ کو دیتی تھی شرارہ آتش سے اٹھا اور خانہ کعبہ کی چہت کی لکڑیوں کو اکثر جلادیا
اور پہلے اس کو سبیل عظیم آئے تھے اور اس کے صدر سے دیوار بن کعبہ کی بھی شق ہوئی تھیں سردار
قریش جمع ہوئے ولید بن مغیرہ کو میر عمارت قرار دیا اور کعبہ کو ہدم کر کے از سر نو بنا کے اور پس
میں ایسا قرار دیا گیا کہ سوا ہی مال حلال کے اس میں خرچ نہ کریں اور جو اسوقت میں اکثر مالدار
سو و خوار تھے مال حلال بہت کم ہم پہنچا اور اس بنا میں تغیر اور تبدل بہت واقع ہوا اول یہ کہ
عرض کعبہ سے چند گز زمین کو چھوڑا اور حطیم میں داخل کیا دوم یہ کہ اس کے دروازہ کو زمین سے بہت
بلند کیا تاکہ جسکو چاہیں آئے دین جسکو چاہیں نہ آئے دین سیوم یہ کہ اندرون خانہ کعبہ لکڑی کے
ستون دو صف ایستادہ کئے اور ہر صف میں تین تین متون تہو چہارم یہ کہ خانہ کعبہ کی بلندی یا سجدہ
کیا اٹھارہ گز ہو گز اور ارتفاع حضرت ابراہیم کے زیادہ کیا پنجم یہ کہ اندرون خانہ کعبہ کے متصل
رکن شامی کی زینہ قائم کیا کہ اوپر بام کعبہ کے اُس سے پہنچ سکیں اور یہ بھی سابق نہ تھا پھر امام
میں عبداللہ بن زبیر نے اس خانہ کو بنایا اور بدعات جاہلیت کو موقوف کیا مطابق اُس
حدیث کے کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے سنی تھی اور بجائے گلاب کے اس کے گل خوشبو دار
میں میں ساتھ گرجہ محکم کے مخلوط کر کے صرف کی اور حطیم کو خانہ کعبہ میں داخل کیا اور اس خانہ کے دو
دروازہ بنائے ایک غرب کی جانب اور ایک شرق کی طرف اور جب بنائے فارغ ہوئے
سراسر باہر اور اندر شکا اور غیر سے کچل کی اور دیبا کے پوشش چڑھائی اور فراغت اس
عمارت سے ستائیس جب مکہ چلے گئے کو واقع ہوئی پہنچ وقت حجاج کے بنائے اس خانہ
مستحکمہ کو قائم ہوئی لیکن سید کہ جانب شامی کعبہ کو ہدم کر کے بنیاد قریش کو بلند کیا اور زمین کعبہ بڑی بڑی ہو گئی

پر کر کے مشرقی مسکا بلند کیا اور دروازہ غریبی مسکا بند کیا اور دوسری جانب کعبہ کے متعرض ہوئے اور یہہ بنا سنہ چوتھیں واقع ہوئی اور پھر عبد سلطان مراد ابن احمد خاں تک تجدید بنائی واقع نہ ہوئی مگر ملوک اور سلاطین ترمیم اور اصلاح بنائے حجاج کی کرتے تھے یہاں تک کہ سلطان مراد نے پھر بنا کی تجدید کی سولے حجر اسود اور اس گوشہ کے تمام کعبہ کو منہدم کر کے عمارت بنائی اور یہہ عمارت بیچ سنہ یک ہزار اور چالیس کے واقع ہوئی اب تک وہی عمارت باقی ہے لیکن اور پر وضع بنائے حجاج کے ہے بحث دوسرے وہ کہ لفظ مشابہ سے لغت عرب کے اعتبار سے دو چیزیں مفہوم ہوتی ہیں اول وہ کہ مجمع ہو دوم وہ کہ بار بار آدمی اسجا آدین اور ایک بار آنے میں سیر نہون اسی جاسے ہے کہ حضرت ابن عباس اور مجاہد اور دیگر مفسرین نے کہا ہے کہ شوق زیارت اس خانہ کا دل میں آدمیوں کی ڈالاہنے تو دیکھنے اور طواف اس کے سے سیر نہون اور حشوق اس گہر سے حاوین دل اس کے مشتاق زیارت اس گہر کے ہوں جیسا کہ ساتھ تجربہ کے پہونچا ہے کہ جو ایک بار حج اس خانہ کا کرتا ہے اور اس گہر کو دیکھ آتا ہے پھر مدت العمر مشتاق مراجعت کا طرف اس خانہ کے رہتا ہے ہر چند راہ میں سختیاں کہینچی ہوئے ہوں اور تکلیفات بیشمار چاہی اور تعظیم اس خانہ کے بعد دیکھنے اس کے سے تو یا بے اختیار تہ دل سے جوشش کرتی ہے اور وہ تعظیم مانند امور جلیبہ عزیزیہ کی محسوس ہوتی ہے کہ تصور کسی نفع یا دفع ضرر کے اوپر موقوف نہیں اور اسی سے ہے کہ حیوانات نے بھی اس گہر کے تعظیم کے واسطے قیام کیا ہے ارزقی بروایت طلق بن حبیب کے لایا ہے کہ ایک دن ہم ہمراہ عبداللہ بن عمر کے سایہ کعبہ میں بیٹھی تھی یہاں تک کہ سایہ بسبب بلند ہونے آفتاب کے معدوم ہوا اور آدمی مجلس سے اٹھنے ناگاہ ایک سخت چمک مسجد الحرام کے دروازہ کے ایک جانب سے ظاہر ہوئے دیکھا ہننے کہ ایک سانپ آتا ہے تمام حضار مجلس نے چشم اپنی کو طرف اس سانپ کے متوجہ کیا وہ سانپ سید ہا طرف خانہ کعبہ کے آیا اور ساتھ مرتبہ طواف دایا بعد اس کے مقام ابراہیم کے پہنچ گیا اور دو رکعت نماز گزارین اور عبداللہ بن عمر

بالتبیین
افشک
بالتبیین
ہے کیا فرماتے
جو لوگوں کو کہہ دیجئے
حاکم و محدثین تو
ایک تہ کہ دیکھنے
جہون کی تہ کہ دیکھنے
اسلام جہون کی تہ کہ دیکھنے
سلطان تہ کہ دیکھنے
نفع ہو کہ دیکھنے
پڑھنے ہو کہ دیکھنے
دریں کہ دیکھنے
حکم سے کہ دیکھنے
حجرتے کہ دیکھنے
نہین جہون کی تہ کہ دیکھنے
بالتبیین
والتبیین

اور دوسرے بزرگان مجلس نزدیک اُس سانپ کے گئے کہ اُسے عزیز طواف تیرا ادا
 ہوا لیکن اُس شہر میں آدمی ناواقف اور غلام اور خدمتگار بہت ہیں بہتر وہ ہے
 کہ آپ کو نظر آدمیوں سے پوشیدہ رکھے تو کہ مہاراجا کو ایذا پہونچا دین بجز دینے اس
 کلام کے سزا اپنی دم سے لپیٹ کر طرف آسمان کے اُڑ گیا یہاں تک کہ نظر ہمارے
 سے غائب ہوا اور یہی ابو الطفیل سے روایت کے کہ ایک نوجوان صالح جنوں میں
 سے کہ موضع ذی طوی میں رہتا تھا اکثر آپ کو بصورت سانپ بنا کر واسطے طواف
 خانہ کعبہ کے آتا تھا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے پیچھے نماز گذارتا اور مادرِ بسکی
 کہ جنات سے تھی اُسکو اسکار سے منع کرتی تھی اور ڈراتی تھی کہ مہاراجا کو آدمی کا
 جان کر مار ڈالیں وہ باز نہیں آتا تھا یہاں تک کہ ایک جملعت بنو سہم و اشکوہار ہجرت
 مارنے اُسکے کے مکہ میں ایک غبارِ عظیم برپا ہوا اور ایک سخت آندہ ہی چلی اور
 اُس جماعت بنو سہم کو اپنے گروں میں مردہ پایا اور یہی تو ایچ مکہ میں تھا
 جل طائف مشہور ہے خلاصہ اُس حکایت کا وہ ہے کہ سنہ آٹھ سو
 پندرہ ہجرت شریفہ سے ماہ جمادی الثانی میں ایک شتر شتر وں جمال فافقی
 سے مالک اپنے سے بہاگا اور قصد مکہ معظمہ کا کیا اور مسجد الحرام میں داخل ہوا آدمی
 بہت گرد گرد اُسکے دوڑتے تھے اور چاہتے تھے کہ اُسکو مکہ میں وہ ہرگز کسی کی طرف
 توجہ نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ ساتھ دفعہ طواف بجالایا اور دو تین اسبوع تمام کئے
 اُسوقت طرف حجر اسود کے گیا اور اُسکو بوسہ دیا اور بعد اُس کے مقام ابراہیم کی
 طرف متوجہ ہوا اور مقابل میزاب الرحمتہ کے کھڑا ہوا اور رونا شروع کیا
 یہاں تک کہ اُسکی آنکھوں سے بہت سے آنسو روان ہوئے اور اس حالت میں
 آپ کو زمین پر ڈالا اور جان کو اپنی جان کی پیدا کر نیوالے کو دیا اور آدمی اُسکو
 اس حالت میں دیکھتے تھے بعد مرنے کے اُسکو اُٹھایا اور صفا اور مردہ میں لپیٹی
 اور دفن کیا اور ایک اسباب رجوع خلایق سے طرف اُس خانہ کے وہ ہے
 کہ دعا چند جا اُس مقام سے مستجاب ہوتی ہے اور آدمیوں نے تجربہ کیا ہے اور

وہاں تک کہ اُسکی آنکھوں سے بہت سے آنسو روان ہوئے اور اس حالت میں
 آپ کو زمین پر ڈالا اور جان کو اپنی جان کی پیدا کر نیوالے کو دیا اور آدمی اُسکو
 اس حالت میں دیکھتے تھے بعد مرنے کے اُسکو اُٹھایا اور صفا اور مردہ میں لپیٹی
 اور دفن کیا اور ایک اسباب رجوع خلایق سے طرف اُس خانہ کے وہ ہے
 کہ دعا چند جا اُس مقام سے مستجاب ہوتی ہے اور آدمیوں نے تجربہ کیا ہے اور

مصحح القرآن

حصول مطالب دینی اور دنیوی اپنی کے دعا اُس مقامات کے قوی ترین وسائل
کا جانتی ہیں چنانچہ جن بصری غصے بر روایت صحیح ثابت ہوا کہ مکہ معظمہ میں ہندو
مکان ہیں کہ دعا اُس جاستجاب ہوتی ہے ملتزم کے پاس اور میزاب کے نیچے اور نزدیک
رکن یانی اور اوپر صفا اور وہ کے اور درمیان رکن اور مقام اور جوف کعبہ اور منی
اور مزدلفہ میں اور عرفات میں اور نزدیک جمرات ثلثہ اور آب زمزم کے چشمہ کے پاس اور
مصنف ابن ابی شیبہ میں مذکور ہے کہ انکانت الائمة من ہنی اس ایٹل نقد صمکۃ
فاذا بلغت ذابطوی خلعت لعالہا تعظیما للحم اور یہی مذکور ہے کانت الانبیاء
اذا اتوا علما محرم نزعوا لعالہم اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں مجاہد سے
روایت کی کہ بعض اوقات لاکھ لاکھ آدمی بنی اسرائیل سے واسطے حج کے
آتی تہی اور جب حد حرم میں پہنچتی تہی برہنہ پا ہوتے تھے اور ارزقی اور
ابن عساکر نے ابن عباس رضے روایت کی ہے کہ حواریوں نے بھی جرجا
کا کیا ہے جب حرم میں داخل ہوئی سوار یوں سے نیچے اتر کر پیادہ رومی
اختیار کے اور ارزقی نے خوطیب بن عبدالغزے سے روایت کی ہے کہ ہم ایک
روز ایام جاہلیت میں سایہ میں کعبہ کے بیٹھی تہی ناگاہ ایک عورت آئے
اور کعبہ کا پردہ پکڑ کے فریاد کرنے لگی کہ بار خدایا میں ہاتھ شوہر اپنی سے نالا ہوں کہ مجھ کو
بیہرم مارتا ہے مجھ کو اس دعا کے ہاتھ شوہر اس کے کا خشک ہوا میں اس کو ایام اسلام
میں خشک دیکھتا تھا اور تو ایچ میں مقرر ہے کہ اساف اور نائلہ مرد و عورت تہی وقت
داخل ہونے کعبہ کے مرد نے عورت کو بوسہ دیا دونو بصورت سنگ مسخ ہوئی
ادمی ان دونو نکو کعبہ سے باہر لائے واسطے عبرت آدمیوں کے باہر کعبہ کے کھڑا کیا
اور ابن ابی شیبہ نے عبدالرحمن بن سابط سے روایت کی ہے کہ آدمی مکہ کے موسم حج
میں باہر آئی تہی ایک چور نے مکان کو خالی دیکھ کر زر گھر سے کیسے لیکر اندر کعبہ کے کہا
جو وقت مراجعت کے کعبہ میں واسطے لینے اُس قطعہ زر کے داخل ہوا اور ہنوز
سر اسکا اندرون کعبہ کے تھا اور باقی اعضا اس کے باہر کہ خانہ کعبہ نے اس کو بزدل

اپنے پرندہ کا سورا
یقین بخیرین و کبر
خدا کے لئے کیوں
ہر منین پر جانا ہے
حساب دینے کو اور اپنے
کا مسک پر لکھو
یہی اسے انیل کا کلام
یعنی اسی کی نعمت
یعنی وہ اپنی نعمت کو
تکلیف الحقیقت یا کردہ
بے بنی اس میں وہاں
جو جسے تم پرورد
بار و جو جسکی اور پانی
وہی کو کہنے نہا ہے
میں وہ کو وقت کے
اور خلعت کے چاروں
ہی و انکانت الائمة من ہنی
تہی و انکانت الائمة من ہنی
تہی و انکانت الائمة من ہنی
تہی و انکانت الائمة من ہنی

دیا اس سرسکا تن سے جدا ہوا آدمیوں نے اس واقعہ عجیب کو دیکھا سر اور تن ہٹا
 باہر لاکر کتون کے آگے ڈالا اور یہی ارزقی تاریخ اپنی میں ساتھ سند صحیح کے لایا ہوا
 کہ ایک عورت تھی جاہلیت میں کہ اپنے کپڑے میں سے ایک لڑکے کو پالا تھا اور وہ خود
 واسطے کسب معاش کے گھر سے باپ کے جاتی تھی اور وہ طفل تنہا رہتا تھا ایک
 دن اُس طفل نے شکایت تنہائی اپنی کی کی اُس عورت نے کہا کہ بیٹا جو کوئی ظالم
 تجھ پر حالت تنہائی میں ظلم کرے پس جان کہ مکہ میں ایک خانہ ہے آپ کو اُس
 گھر میں پہنچا اور فریاد کر کہ اس خانہ کا ایک صاحب ہے کہ فریاد رس ہے اتفاقاً
 اُس بچے کو ایک ظالم تنہا پا کر قید کر کے لگیا اور ایک مدت ساتھ اپنے رکھا
 اور بہ تقریب تجارت کے مکہ معظمہ میں پہنچا اور وہ بچا ہمراہ اُسکے تھا جو میں اس
 خانہ کو دیکھا آدمیوں سے دریافت کیا کہ یہ گھر کس کا ہے کہا خدا کا گھر ہے اُسکو اپنے
 مان کی بات آئی اور اُس ظالم کے ہاتھ سے بہاگ کر نزدیک خانہ کعبہ کے آیا اور
 پر دون اُس خانہ کو محکم پکڑا اُسکے پیچھے پیچھے اُسکا مالک پہنچا چاہا کہ اُسکو کچل کر کچا کر
 پہلے سید ہا ہاتھ اپنا دراز کیا تاکہ اُس لڑکے کو پکڑے اُسکا سید ہا ہاتھ خشک ہوا
 پہر یائین ہاتھ کو دراز کیا وہ بھی خشک ہوا جب حال اس طریقہ پر دیکھا اگے سردار
 قریش کے گیا اور کہا کہ میں اس آفت میں گرفتار ہوا اب تم گواہ رہو کہ میں نے اس بچے
 کو چھوڑا اور ساتھ اُسکے متعرض ہوں ججا چاہے چلا جائے لیکن علاج دونو ہاتھ میرے
 فرماؤ تم بزرگان قریش نے فرمایا کہ ہر بات اپنے سے ایک ایک شتر قربانی
 کر اسنے ایسا ہی کیا دونو ہاتھ اُسکے اچھے ہوئے اور یہی ارزقی نے عبدالمطلب
 بن ربیعہ بن حارث سے روایت کی ہے کہ ایک شخص بنی کنانہ سے اوپر
 حمزہ اپنے کے ظلم بہت کرتا تھا وہ ہر جہت ساتھ خدا اور قربت کے پناہ چاہتا
 تھا وہ ظالم ایذا اُسکے سے باز نہیں رہتا تھا ناچار ہو کر خانہ کعبہ میں پناہ لگیا
 اور دعا کی کہ بار خدا یا فلا نامیرے اوپر ظلم کرتا ہے اور میں بچ گھر تیرے کے
 پناہ لایا ہوں میں اُسکو ایسی درد میں مبتلا کر کہ لا دو اہو یہہ دعا کی اور اپنے

شائع شدہ در کتب
 منہاج الدین در تفسیر
 تفسیر قرآن
 و حدیث
 و کلام
 و فروع
 و مسائل
 و احکام
 و عبادت
 و اخلاق
 و تاریخ
 و جغرافیہ
 و طب
 و فنیہ
 و ہنر
 و صنعت
 و تجارت
 و سیاست
 و عدلیہ
 و شریعت
 و فرائض
 و زکات
 و صدقہ
 و خیرات
 و عقیقہ
 و نکاح
 و طلاق
 و یتیم
 و یتیم
 و یتیم

گھر گیا دیکھا کہ شکر عالم کا درم کر آیا ہے اور مانند مشک کے ہو گیا ہر چند دوا کرتا تھا مفید نہوتی
تھی یہاں تک کہ حکم سکاشق ہوا اور مر گیا اور عبد المطلب کہتے ہیں کہ میں نے اس قصہ کو رو بہ رو
حضرت ابن عباس کے نقل کیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی ایک شخص کو دیکھا کہ رو بہ رو خانہ
کے کمرے میں اپنے ظلم کر نیوالے پر بندھا لیا کہ اندھا ہونی الفور اندھا ہو گیا اور اسکو آدمی کہنچ کر لے گئے
اور ایسے ہی کرشمہ تھے کہ یہ مکان ہمیشہ جلے اس رہا ہے کسو اسطے کہ آدمی بخوف عقوبت
عاجلہ کی قرض سوساتہ آدمیوں اس شہر کے اور بہتک حرمت اس شہر کے سے اجتناب
اور احتراز کرتے تھے اور آپس میں بچ اس مکان کے مناقشہ نہیں کرتے تھے اور دوسرے
اسباب اس شہر کے سے وہ ہے کہ ہمیشہ قلعہ و بادشاہوں سے خارج رہا یہاں تک
کہ نسبت اسلام کی پہونچی اور وہ آدمی کہ تعظیم اس مکان کی زیادہ کرتے تھے مرتبہ سلطنت
کو پہونچے اسوقت سے اس دو چند اس جا میں مستحق ہوا بخت سوم وہ کہ اس خانہ کو نسبت
خدا کی طرف کرنا جیسا کہ اس آیت میں واقع ہے کہ ان طہار مینی کیا معنی رکھتا ہے اگر
نسبت خالقیت اس بیت کی صحیح کرنے والے اس اضافت کے ہے پس ہر بقعہ زمیں کا
یہی حکم رکھتا ہے اور اگر نسبت سکونت اور بود و باش کی ہی پس ذات باری تعالیٰ کا
ہے مکان سے اور اسکو ساتہ کسی مکان کی یہ نسبت حاصل نہیں اور چون نسبت اس کے
ہے کہ اس مکان میں اس کے عبادت کرتے ہیں اور شان معبودیت اس کے نے اس جگہ
میں ظہور فرمایا جو پس خانہ کعبہ اور معابد کفار مثل ہر دوار وغیرہ کیساں ہو کہ سب پیشان
معبودیت کی ظاہر ہے کسو اسطے کہ ہر جا میں طالبان حق شوق اپنی کو لباس صورت میں
ظاہر کرتے ہیں جواب اسکا یہ ہے کہ اس گھر کا اختصاص جناب الہی کے ساتھ اس سبب ہو
یہ گھر کی عبادت کے لئے اس کے حکم سر اور فضائے شوق طلب اس کے کے بنایا گیا ہو
اور کسی طرح کا علاقہ ساتھ مخلوقات کے نہیں رکھتا ہے اور معابد کفار مثل ہر دوار وغیرہ
نہ حکم اس متعلق کے واسطے اس کار کے بنائے گئے ہیں اور نہ علاقہ مخلوقات کے
خالی ہیں اس واسطے کہ ان مشام معابد میں نسبت نام پاکشن یاد دوسرے روئے
ملاحظہ نظر نصب کر نیوالوں اسس جا کے رہتا ہے پس فرق اس وجہت کا

اور اس کے گناہگار ہیں
میں جو کہ ہم کہتے ہیں
اس کے میں ہم کہتے ہیں
جو کہ جانتے ہیں
چونکہ یہاں میں شوق و خوف
کے سوا کچھ نہیں
نہا ہے کہ یہاں
میں غلط ہو
قصہ کہتے ہیں اور
نے خطاب کیا
میں اس خطاب
یہ تفسیر کی کہ اس
ہی اس کی قوم
میں جو ایک شخص
ایسا ہو گا جو جسکی
سب پر اور
خیر اور شایع ہو
میں جو کہ اس
میں کہ یہاں

و واضح ہوا اور تحقیق وہ ہے کہ قید پکڑنے کو یہہ دو چیز لازم ہیں اول وہ کہ حکم اُس تعالے کے ہو
کواسطے نسبت ظہور الہی ہر جاسے لیکن یہہ ظہور عام صحیح توجہ کا عبادت میں نہیں بنانا جائز
عقل کے پس لابد اس امر میں ظہور خاص چاہئے اور میزان معرفت اُس ظہور کی حد عقل تیری کر
غالب ہے بغیر توقیف شرعی سمجھا نہیں جاتا پس نص شائع کی اسباب میں ضروری دوم وہ کہ
اُس مکان کو ساتھ کسی جہہ کے وجہ ہو کسی مخلوق کے ساتھ علاقہ نہ ہو ورنہ اُس مکان کی طرف
جہ کرتے وقت شاہد شرک کا لازم آویگا خالص تو حید اُس عبادت میں نہ رہو گی کیونکہ غیبی
روں اور ستاروں اور آگ پانی اور درخت کو قبلہ بنا نیسے سخت ممانعت لگی ہو اور معابد کفار و مت
نیتش کے یہہ دو نوصفت نہیں ہوتے مثلاً ہر دور اس جہت سے نزدیک آنکھ واجب تنظیم ہے کہ کش
راہ سے ہالا گیا اور جو دنیا اس جہت سے کہ سکنا ام چند رکا ہے اور مقام رسولی سنیٹا کا
ایسی قیاس پر البتہ یہہ فرقہ کہ حلولی المذہب ہو ان شخصوں کو مظاہرات مقدس الہی کا جانتے ہیں
منوبات اُس اشخاص کو حکم منوبات الہی کے جانتے ہیں لیکن حلول کی نسبت طرف احسان کے
پر یہہ خیال قبیل نابا فاسد کے اوپر فاسد کے ہوا اور جو بالفرض معابد کفار کو اصل میں شعار الہی ہی عقائد
اور کہیں ہم کہ ان مقامات کی نسبت طرف مخلوقات کے کرنا ان فرقہ کی تحریفوں سے ہے اور ابتدائین
انکی خلاف ہے کی طرف ہی اور کوئی نص صریح بھی واسطے تعیین اُس موضع کے شرائع قدیمہ میں آئی
بھی فرقہ پریشان خانہ کعبہ اور ان مکانوں کے ظاہر ہے کواسطے کہ تعبد ان مکانات میں منوح
منوخ حکم کی تبعیت کرنا مخالفت صریح خدا کے ہے اور سر اُکایہ ہے کہ مدار قبلہ کرنیکا اور قبول
کی ہو اور جب قبول عبادت کو منحصر کسی مکان یا کسی سمت میں کیا پھر غیر اُس مکان میں
بجالانا سچی اپنی کوراٹھاں کرنا ہے بلا تشبیہ مانند اُسکے کہ ایک بادشاہ نے ایک مکان کو
اپنی سے دار الخلافت قرار دیا اور رعایا پر فرض کر دیا کہ اپنی حاجتوں کو طرف اُسی مکان کو
اور نذرین اور ہدا یا گوسی مکان میں لیجاوین پھر بعد چند سے دوسری مکان کو دار الخلافت
نسبت اُس مکان کی اسی قسم کا حکم ناطق کیا پس مکان اول کو کچر حرمت سلطنت کی
اور آمد و رفت اُس جاکے بے جا حل ہوتی ہے اور نہ وراد ہدایا کہ اُسجا میں لیجاوین مقبول
تھے بلکہ اگر کوئی رعایا سے اسرار کرے اور کہے کہ دار الخلافت وہی مکان ہے نہ یہ مکان دوسرا

الحمد لله

[illegible]

البتہ منزل اور تہذیب اور عقوبت کا ہوتا ہے کہ مخالفت حکم بادشاہی کی کی اور جو کوئی کفار و کفر
کہ معاہدہ اپنی میں پرستش کرتے ہیں تمہیں کر کے کہ تم کو اسطے اور گیس لئے اُن معاہدہ میں جاتی ہوا
وضوح ہوگا کہ یہہ ساتھ جاتے ہم کائنات کے تقرب ساتھ کسی مخلوق کو مخلوقات سے خواہ روحانیہ میں خواہ
جسمانیہ کرتے ہیں اور توجہ سے طرف ذات خالق کے محض غافل ہیں اس قسم کا مسکن کہ محض واسطہ توجہ
اللہ کے مقرر اور معین ہوگی جگہ سو کا خانہ کعبہ اور مسجد بیت المقدس کی اور کوئی با یا نہیں جاتا اور
اسی واسطے انہیں و نو مکانات کو لیاقت قبلہ ہونی کی حاصل ہوئی البتہ کفار کے عبادت خانے اگر شاہت تہ
بقور اولیا اور صلح یا چاہا لگی کے رہیں ممکن ہونے ساتھ خانہ کعبہ اور مسجد کی کان میں بہت فرق ہو اور ہی
بجائے وضوح ہوا تہ تاکیدات بلیغہ کا کہ حدیث شریف میں ہے کہ نہ کرنے لیاقت بقور سے اور شدہ حال سے طرف کسی
موضع کے سولے مساجد تہ کے اور وہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ لکھنؤ کی تہروں کو مسجد بنائیں عاہدہ
کی سچ اس عمل کے اگر کٹر ہوں کو وہ اعتقاد کہ مشرکین کو سچ ہر گوں اپنی کے ہم ہر چہ چاہے حال ہوتا ہے
اور صرف توجہ الے الے بنی نہیں رہی مگر یہہ میں اُن و حوکی اور اس قدر توجہ اخلاقی میں کہ وقت فلو
صلاح و فساد نفس انسانہ کا ہر کام نہیں آتی آئے ہم طرف اس کے کہ خاص کر یہ میں ہم مکان کر ساتھ تہ اس
نقشہ کے کہ منسوب بہ تہ اوندی ہو اور قبلہ عبادت اور مزاج خلاقی ہو کیا حکمت ہے کہ واسطے کہ شارع
حکیم علی الاطلاق ہو بے کسی حکمت کے نتیجہ میں جانی نہیں فرماتا ہے کہ ہم حکمت اس تخصیص کی
تین چیز جیہ ہر یک ناقص افراد بشر کے دلیل ہے جس آفر وہ کہ اصل انہم انسان کی خاک سے ہے اور اصل
کہہ خاک ہی نقطہ ہے جیسا کہ پہلی رویت میں گذرا کہ قبل خلقت میں سے اس مکان از کو آب پرانہ کف
کے ایک جرم پیدا کیا تہ اس بعد زمین تہا ہا اس کف کے نیچے سے منبسط اور فراخ ہوئی پس اصل
جسم آدمی کا راجعہ طرف اس نقطہ کے ہو اور اس کو چاہتا ہے کہ جب جسم اپنی کو مشغول عبادت میں
اپنی کے کرے طرف اصل تہ اپنی کے رجوع لاوے اور جیسا کہ اوپر اصل قریب اپنی کے کہ جیسا کہ
سجدہ کرتے طرف اصل بعید اپنی کے ہے و وقت عبادت کے متوجہ ہو اور عہد میں یکبار ساتھ تہ عبادت
اس مقام کے سعی توجہ الی اللہ اور اشتیاق الی لقاء اللہ کو جلوہ دے اور خرق شوق کا کرے اور گردا گرد
اس کے پہرے اور واسطے رضاے مولا اپنی کے فرمان بجا لاوے دوسرے وہ کہ وقت عبادت میں آدمی
خلیفہ اللہ کہ ہے کہ اصل میں شغل شریف کار کا ہے جیسا کہ چوتھ وقت غضب کے خلیفہ باع کا ہے اور یہ وقت ہے

فصل فی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فادانہ فرمایا

مذہب جو وہ لوگ لے رہا تھا

کتابخانه جامعہ اسلامیہ

رواۃ تہجد اور
کونامرتے اور

مکتبہ اسلامیہ
کراچی

کتابخانه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے اپنے
میں نے اپنے
میں نے اپنے

١٥١

10

خلیفہ بہائم کا اور بیچ و قریب اور فریب کے خلیفہ شیطان کا اور عبادت گاہ ملائکہ کے آسمان
میں بیت المعمور اور یہ مقام زمین پر محاذی بیت المعمور کے ہے جیسا کہ از قی حسن بھری
اور دیگر تابعین سے روایت لائے ہیں کہ المیت بحدۃ العالیت المعمور وما بینہما
بحدۃ ائہ الی السماء السابعة وما استقل منه بحدۃ ائہ الی الارض السابعة حرم کلہ
یعنی بیت اللہ مقابل بیت المعمور کی ہے اور درمیان ان دونوں کے ساتویں آسمان تک اور
نیچے اسکے مقابل میں ساتویں میں تک کل حرم پر اور دوسری طریق یہ ہے مضمون بروایت
عین اس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے سیوم وہ کہ اس مکان عظیم الشان میں
ہو پر بیت الہی حضرت اسمعیل علیہ السلام کے نے کہ اکبر اولاد حضرت آدم علیہ السلام اور
بعد نسب حضرت خاتم المرسلین علیہ الف صلوۃ کے تھے عجیب رنگ میں ظہور کیا اور
فضل اس مکان کے غیبی پانی نے جس کا زمزم نام ہے حضرت جبریل کے پرنے پر جوش مارا
رنگ جاری ہو چسوقت اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور تابان انکی چاہیں کہ
بیت حضرت باب الغزت کی متوجہ ہو اس مکان کو واسطے توجہ کے اختیار کریں کہ ربوبیت
س تعالیٰ کے اُجھائیں بے پردہ اسباب کے اسلاف کرام انھے کے حق میں کہ سائنہ نسبت
یکے ساتھ اُنکے مفخر اور باہی ہیں جلوہ گر ہوئی اور آنا اس بوسیت کے اب تک ظاہر اور
یدیا ہیں اور حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے حق میں بھی اولے شکر اس نعمت نے
ضافرا یا کہ اُسجگہ واسطے عبادت خدا کے ایک مکان مقرر کریں تاکہ حقوق اس مکان میں
دست میں مشغول ہوں بوسیت اُس تعالیٰ کے بوجہ عیان کے ملحوظ رکھیں ہو کہ دیکھنا مکان کا
وقایع گذشتہ میں دخل عظیم کہے یہ تین چیز میں کہ پھر ابتدائے تخصیص اس مکان کے واسطے
خدا ہونیکے وجہ محنت سے معلوم بشر کے ہر لیکن بعد اس سے کہ یہ مکان معبد خلائق اور
بادات اور مرجع عاشقون صادق اور مطاف محبوبون خالص کا ہوا پس عمدہ وجہ خاک
اس مکان کے ظہور تجلی الہی کا ہے اس مقام میں کہ یہ تمام تعظیبات اور محبتیں اس پر
ہوتی ہیں اور سہام دعاؤں گونا گوں اور ذکروں شکار رنگ کا اسپر پڑتا ہے اور تجلی
ساتھ کمال وسعت کہ حوالی اس بقعہ کو ساتھ نور عظیم کے پکڑا ہے اور افواج ملائکہ کو اتھام

استخارام اور استنبیل کیا اور اشارہ طرف اوسی تجلی کے ہو کہ کلام میں بعضی انبیاء و نبیین کے کہ
اوسکو تب میں بنی اسرائیل کی روایت کرتی ہیں قولہ سبحان الذی تجلی علی طور سیناء اور
نورہ من الساعیر واستعین من جبال فاران - فاران نام کہ معظمہ کا ہے جیسا کہ ساعیر
کوہ بیت المقدس کا ہے اور معنی اس کلام کے یہ ہیں کہ پاک ہے وہ خداوند جسے کوہ طور
پر تجلی فرمائی اور اوسکا نور ساعیر سے چمکا اور فاران کے پہاڑوں سے بے پردہ ظاہر ہوا
اور سب سے تجلی الہی کے جو کہ زائران اوس خانہ منظم سے اوس خانہ میں غور سے نظر کرتا ہے سکینت
اور قار و عظمت کو مقرون بجلال پاتا ہے خواہ زکی ہوتا ہے خواہ بلید اور سمجھتا ہے کہ اس جلسہ
میں ایک شان عظیم ہے کہ کسی مکان میں پریشان نمودار نہیں اور محبوب ہونا اوس خانہ کا دل
میں اور انجذاب قلوب کا طرف اوسکی آتا اور اسی تجلی سے ہے اذَقْنَا اللہَ الْفَقْرَ بِشَہَادَتِهِ
ظاہر اُنْکَا بَاطِنًا اور حُجُوت اُون تجلیات خاصا اللہ کے حق میں کہ قلوب اولیا پر واقع ہوتے ہیں اور
سہو ز شان مہجودیت اور سجدیت کی اون میں موجود نہیں آدمیوں نے کس سطر کے کلام ہے
ہوون مثل قول حلیفہ بن یان کے لمجلس من عمر خین من عبادۃ ستین سنۃ اور مثل قول
مولانا یزدی روم کے مشغولی ہر کہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس میں بد طعنہ زند بردہ سحرہ
از جلد پنج حق اس تجلی عام وسیع کے کہ مرتبہ سجدیت اور مہجودیت کے پہنچائی ہے کیا سمجھنا
چاہیے البتہ ابن ابی شیبہ اور ازرقی اور حنبلی اور یحییٰ شعب الایمان میں عطا ابن یاسر
لائے ہیں النظر الی البیت عبادۃ والناظر الی البیت بمنزلة القائم الصائم المحنت
للمجاهد فی سبیل اللہ اور حنبلی نے عطا سے نقل کے ہے کہ ان نظریۃ الی البیت فی عین
طواف ولا صلوة تعدل عبادۃ سنۃ قیامھا و رکوعھا و سجودھا اور ابن ابی شیبہ
اور حنبلی نے طاووس سے نقل کے ہے کہ النظر الی البیت افضل من عبادۃ الصائم
القائم الدائم المجاہد فی سبیل اللہ یعنی نظر کرنی طرف بیت اللہ کے افضل
ہے عبادت روزہ دار کی سے کہ ہمیشہ قائم الیل اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور ابن
عدی اور یحییٰ شعب الایمان میں مع تفضیف بروایت ابن عباس رض کے آنحضرت ص
سے لائے ہیں کہ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی فِیْ كُلِّ یَوْمٍ وَکَیْلَہٗ مِائَۃٌ وَعِشْرَیْنَ رَحْمَۃً

نزلہا لہذا البیت مستون منھا لاطائفین وادعون للصالحین وعشرون
لناظرین یعنی تحقیق ہر اتھارن میں ایک سے بیس چھتیس الہی اس بیت کے واسطے نازل ہوتی ہیں ساتھ

اور ان میں سے دس طرفوں کے خواہوں کی اور چالیس واسطے نماز پڑھنے والوں کے اور بیس واسطے
دیکھنے والوں کے اور ازرقی نے آنحضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت امت
کسی پیغمبر کے پیغمبروں سابق سے ساتھ عذاب الہی کے ہلاک ہوتے تھے وہ پیغمبر پر کے
رجوع کرتے اور مشغول عبادت میں ہوتی جیسا کہ عہدہ دار اور ارباب خدات بادشاہی کے
جب کار اپنے سے معطل ہوتے ہیں حضور بادشاہ میں رجوع کرتے ہیں اور مجرا اور سلام میں حاضر
ہوتے ہیں اور اسی جاسوس کے جس شخص کا دل دنیا سے سیر ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ رجوع بخدا
کے کہتا ہے کہ میں ارادہ بیت الدار کا کہتا ہوں گویا رجوع بخدا سات ہی طریق کے جانتا
ہے اور میں سے لفظ حَتَّابٌ لَکُنَّا کَس کے دوسرے معنی ظاہر ہوئے اور ازرقی نے
نجاہ سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واسطے حج خانہ کعبہ کے مسخر اونٹ پر
سوار ہوئے اور روح اسے احرام باندہ اور دو گیم طوائف پہنے ایک کا لنگ کیا اور دوسرے کو
چادر اور طواف خانہ کا کیا اور درمیان صفا اور مردہ کے ہی طرف کیا اور درمیان صفا اور مردہ
کے کَبَيْتُكَ لَبَيْتُكَ کہتے ہوئے دوڑتے تھے یہاں تک غیب سے اونکے کان میں آواز آئی کہ کَبَيْتُكَ
عَبْدِي اَنَا مَعَكَ یعنی حاضر ہوں میں نے بندے میرے تحقیق میں ساتھ تیرے ہوں
حضرت موسیٰ اس آواز سے بے اختیار ہو کر زمین پر سجدہ کرتے ہوئے گئے اور بن مردیہ
اور حبیبانی ترغیب اور ترمسب میں اور دیلمی بروایت جابر بن عبد اللہ رض کے لائے ہیں کہ
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب دن قیامت کا ہو کہ یہ کوفتے مانند عرش کے ساتھ زیب
اور زینت کے آراستہ کے حشر گاہ میں لیجاوین آئنا چراہ میں میری قبر پر گذرے
بس کعبہ زبان فصیح کہے کہ اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ یا مُحَمَّدُ جواب میں کہوں وَعَلَیْکَ السَّلَامُ
یا بَیْتُ اللّٰہِ ساتھ تیرے امت میرے کیا سلوک کیا اور تو ساتھ اونکے کیا سلوک کر گیا
کعبہ کا کہ ای محمد تیری امت میں سے جو کوئی میری زیارت کے واسطے آیا پس میں اس کو گناہ
کرتا ہوں اور فصیح اوس کا ہوگا اوس کی طرف سے خاطر اپنے کو متاثر رکھے

نزلہا لہذا البیت مستون منھا لاطائفین وادعون للصالحین وعشرون
لناظرین یعنی تحقیق ہر اتھارن میں ایک سے بیس چھتیس الہی اس بیت کے واسطے نازل ہوتی ہیں ساتھ
اور ان میں سے دس طرفوں کے خواہوں کی اور چالیس واسطے نماز پڑھنے والوں کے اور بیس واسطے
دیکھنے والوں کے اور ازرقی نے آنحضرت علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس وقت امت
کسی پیغمبر کے پیغمبروں سابق سے ساتھ عذاب الہی کے ہلاک ہوتے تھے وہ پیغمبر پر کے
رجوع کرتے اور مشغول عبادت میں ہوتی جیسا کہ عہدہ دار اور ارباب خدات بادشاہی کے
جب کار اپنے سے معطل ہوتے ہیں حضور بادشاہ میں رجوع کرتے ہیں اور مجرا اور سلام میں حاضر
ہوتے ہیں اور اسی جاسوس کے جس شخص کا دل دنیا سے سیر ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ رجوع بخدا
کے کہتا ہے کہ میں ارادہ بیت الدار کا کہتا ہوں گویا رجوع بخدا سات ہی طریق کے جانتا
ہے اور میں سے لفظ حَتَّابٌ لَکُنَّا کَس کے دوسرے معنی ظاہر ہوئے اور ازرقی نے
نجاہ سے روایت کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام واسطے حج خانہ کعبہ کے مسخر اونٹ پر
سوار ہوئے اور روح اسے احرام باندہ اور دو گیم طوائف پہنے ایک کا لنگ کیا اور دوسرے کو
چادر اور طواف خانہ کا کیا اور درمیان صفا اور مردہ کے ہی طرف کیا اور درمیان صفا اور مردہ
کے کَبَيْتُكَ لَبَيْتُكَ کہتے ہوئے دوڑتے تھے یہاں تک غیب سے اونکے کان میں آواز آئی کہ کَبَيْتُكَ
عَبْدِي اَنَا مَعَكَ یعنی حاضر ہوں میں نے بندے میرے تحقیق میں ساتھ تیرے ہوں
حضرت موسیٰ اس آواز سے بے اختیار ہو کر زمین پر سجدہ کرتے ہوئے گئے اور بن مردیہ
اور حبیبانی ترغیب اور ترمسب میں اور دیلمی بروایت جابر بن عبد اللہ رض کے لائے ہیں کہ
آنحضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ جب دن قیامت کا ہو کہ یہ کوفتے مانند عرش کے ساتھ زیب
اور زینت کے آراستہ کے حشر گاہ میں لیجاوین آئنا چراہ میں میری قبر پر گذرے
بس کعبہ زبان فصیح کہے کہ اَللّٰهُمَّ عَلَیْکَ یا مُحَمَّدُ جواب میں کہوں وَعَلَیْکَ السَّلَامُ
یا بَیْتُ اللّٰہِ ساتھ تیرے امت میرے کیا سلوک کیا اور تو ساتھ اونکے کیا سلوک کر گیا
کعبہ کا کہ ای محمد تیری امت میں سے جو کوئی میری زیارت کے واسطے آیا پس میں اس کو گناہ
کرتا ہوں اور فصیح اوس کا ہوگا اوس کی طرف سے خاطر اپنے کو متاثر رکھے

اور جو کوئی میری زیارت کی واسطے ہین ہر پنجایس تو او کو کفایت کر اور شمیم او کا ہو بحث چہام
 وہ کہ لفظ واتخذوا میں دو فرات متواتر ہیں نافع اور ابن عامر ساتھ فتح خاک کے پڑتے ہیں اور معنی
 او کے ظاہر میں کہ عطف جلتا ہے یعنی ہنے خانہ کو مرجع خلایق اور جائے امن واسطے انکی کیا
 اور انہوں نے مقام ابراہیم کو غار کی جگہ ٹھہرائی تاکہ مطابق فرمان ہمارے کے بجا لادیں اور
 دوسرے قراء کہ ساتھ کسرہ خاک کے پڑتے ہیں او کو صیغہ امر کا جانتے ہیں عطف او کا اور چہام
 جلتا کی کہ خبر یہ ہے قبل عطف ان اس اخبار پر ہو گا لہذا مجہد مفسرین کہتے ہیں کہ لفظ قلنا بعد
 واو عطف سے مقدر ہے یعنی وقلنا اتخذوا من مقام ابراہیم تو عطف خبر کا خبر پر ہو بہر
 معنی اس آیت کی معنی نہیں کسوٹلی کہ نہ آدمی اس تہر پر نماز گزارے میں اور نہ حکم شرع کا اہر
 آیا کہ او خاص تہر کو نماز گاہ بنانا چاہیے اور اسی اشکال کے واسطے مجاہد نے کہا ہے کہ مراد مقام
 ابراہیم سے تمام حرم ہر اور مصلے سے چلے دُعا کیونکہ صلاۃ کے اصلی معنی دُعا کے ہیں اور عطا
 کہا کہ مقام ابراہیم عرفات اور مزدلفہ اور منی ہے اس واسطے حضرت ابراہیم نے اس موضع
 میں کھڑی ہو کر دُعا فرمائی ہے لیکن ان دو قول میں حمل لفظ مقام ابراہیم کا غیر متعارف
 ہے اور اس تہر کو ایک اختصاص ہے ظاہر ساتھ مقام ابراہیم ہونے کے کسوٹلی کہ اس
 اعجاز روشن نے اوی تہر میں ظہور کیا ہے اور یہی حمل لفظ مصلے کا شرعی معنی پر نہیں ہے
 کسوٹلی کہ استعمال صلوٰۃ کا دُعا میں نزدیک اہل شرع کے رائج نہیں گو لغت میں ہو
 اور حمل الفاظ قرآنہ کا معنی شرعیہ پر کرنا چاہیے نہ معانی لغویہ پر پس اولی دہی ہے کہ تفسیر
 گذار اور مراد وہ ہے کہ نماز طواف کو بطریق استحباب ہو کہ متصل اس تہر کے ساتھ اس
 وجہ کے کہ وہ تہر بجائے امام کے اور نماز گزار بنزہ مقتدی کے چاہیے گذارے اور قریب
 مکان کو وہ مکان کہنا مجاز متعارف ہر قریب بحقیقت کی پس ظاہر یہ آیت معمول ہے
 ہر چند کہ یہ نماز امام اعظم کے مذہب پر وجہ ہے اور نزدیک شافعی ہر کے دو قول میں
 ایک وہ کہ سنت ہر دوسرا وہ کہ فرض لیکن گذارنا اس نماز کا ساتھ اس وضع کے کہ اس تہر
 کے پیچھے جو بالا جماع مستحب ہے ساتھ استحباب ہو کہ کے حتی المقدور اسے ترک کرنا چاہیے اور جزا دہا
 خلق مانع ہو دوسری جگہ میں مسجد الحرام سے چاہیے گذاری اور سنن ابن ماجہ اور دیگر

اور جو کوئی میری زیارت کی واسطے ہین ہر پنجایس تو او کو کفایت کر اور شمیم او کا ہو بحث چہام
 وہ کہ لفظ واتخذوا میں دو فرات متواتر ہیں نافع اور ابن عامر ساتھ فتح خاک کے پڑتے ہیں اور معنی
 او کے ظاہر میں کہ عطف جلتا ہے یعنی ہنے خانہ کو مرجع خلایق اور جائے امن واسطے انکی کیا
 اور انہوں نے مقام ابراہیم کو غار کی جگہ ٹھہرائی تاکہ مطابق فرمان ہمارے کے بجا لادیں اور
 دوسرے قراء کہ ساتھ کسرہ خاک کے پڑتے ہیں او کو صیغہ امر کا جانتے ہیں عطف او کا اور چہام
 جلتا کی کہ خبر یہ ہے قبل عطف ان اس اخبار پر ہو گا لہذا مجہد مفسرین کہتے ہیں کہ لفظ قلنا بعد
 واو عطف سے مقدر ہے یعنی وقلنا اتخذوا من مقام ابراہیم تو عطف خبر کا خبر پر ہو بہر
 معنی اس آیت کی معنی نہیں کسوٹلی کہ نہ آدمی اس تہر پر نماز گزارے میں اور نہ حکم شرع کا اہر
 آیا کہ او خاص تہر کو نماز گاہ بنانا چاہیے اور اسی اشکال کے واسطے مجاہد نے کہا ہے کہ مراد مقام
 ابراہیم سے تمام حرم ہر اور مصلے سے چلے دُعا کیونکہ صلاۃ کے اصلی معنی دُعا کے ہیں اور عطا
 کہا کہ مقام ابراہیم عرفات اور مزدلفہ اور منی ہے اس واسطے حضرت ابراہیم نے اس موضع
 میں کھڑی ہو کر دُعا فرمائی ہے لیکن ان دو قول میں حمل لفظ مقام ابراہیم کا غیر متعارف
 ہے اور اس تہر کو ایک اختصاص ہے ظاہر ساتھ مقام ابراہیم ہونے کے کسوٹلی کہ اس
 اعجاز روشن نے اوی تہر میں ظہور کیا ہے اور یہی حمل لفظ مصلے کا شرعی معنی پر نہیں ہے
 کسوٹلی کہ استعمال صلوٰۃ کا دُعا میں نزدیک اہل شرع کے رائج نہیں گو لغت میں ہو
 اور حمل الفاظ قرآنہ کا معنی شرعیہ پر کرنا چاہیے نہ معانی لغویہ پر پس اولی دہی ہے کہ تفسیر
 گذار اور مراد وہ ہے کہ نماز طواف کو بطریق استحباب ہو کہ متصل اس تہر کے ساتھ اس
 وجہ کے کہ وہ تہر بجائے امام کے اور نماز گزار بنزہ مقتدی کے چاہیے گذارے اور قریب
 مکان کو وہ مکان کہنا مجاز متعارف ہر قریب بحقیقت کی پس ظاہر یہ آیت معمول ہے
 ہر چند کہ یہ نماز امام اعظم کے مذہب پر وجہ ہے اور نزدیک شافعی ہر کے دو قول میں
 ایک وہ کہ سنت ہر دوسرا وہ کہ فرض لیکن گذارنا اس نماز کا ساتھ اس وضع کے کہ اس تہر
 کے پیچھے جو بالا جماع مستحب ہے ساتھ استحباب ہو کہ کے حتی المقدور اسے ترک کرنا چاہیے اور جزا دہا
 خلق مانع ہو دوسری جگہ میں مسجد الحرام سے چاہیے گذاری اور سنن ابن ماجہ اور دیگر

یہ ہوا اور نصاریٰ سے اور یہ نماز کو جانتے تھے اور ان کا نماز و قیام کو بخوبی بے کم و کاست ادا کرتے تھے اور جو کوئی اوس میں خلل کرتا تھا انہیں دوزخ میں اپنی کریم اور سجدہ میں کرتا کرتا کہ کریم کو اصلہ انہیں کرتے تھے اور سجدہ اور دو وجہ مشروع کے ادا نہیں کرتے تھے پس قیام کا ذکر ان کے فیصلہ کا نہ تھا بحث ہشتم وہ کہ اجماع میں عاکفان کو بھی ہمراہ طائفین کے مذکور فرمایا ہے اور سورہ حج میں عاکفان کو موقوف کیا اور ذکر طائفین اور مصلیٰ کے اکٹھا کیا سب اس اختلاف کا کیا ہے جواب سکا وہ کہ سورہ حج میں تہوڑا سا پہلے اس لفظ کے مسجد الحرام کے حق میں گذرا ہے کہ جَعَلْنَا لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ اور یہاں ذکر عاکف کا ذکر تھا بخلاف طائفون اور نمازیوں کے کہ ہر دو قسم ابتداء مذکور ہیں اور یہی سورہ حج میں اول سے مذکور تمام مسجد حرام کا ہے اور اعتکاف تعلق ساتھ تمام مسجد کے رکھا ہے عاکفین کو متصل ذکر مسجد کے لانا مناسب تھا اور ذکر طواف اور نماز کا کہ متعلق ساتھ خانہ کعبہ کے ہے اعتبار دوران اور استقبال کے متصل ذکر خانہ کعبہ کے لانا چہاں معلوم ہوا اور اس سورہ میں پہلے مسجد الحرام کا ذکر نہیں گذرا ہے بلکہ ذکر خانہ کعبہ کا ہے کہ وَاجْعَلْنَا آيَةً لِلنَّاسِ مَثَابَةَ الْكَلْبِ پس ذکر عاکفین کا کہ ایک نوع تعلق ساتھ اس خانہ کے رکھے اگرچہ وہ تعلق بعید ہے ضرور پڑ بحث نہم وہ کہ محققین نے کہا ہے کہ مقام حضرت آدم علیہ السلام کا مقام قلب تھا اور احکام لطیفہ قلب کی اپنے غالب اور بیت المعمور بمثال قلب کے شخص اکبر میں اور بیسویں موافق بعض روایات کے آسمان چہارم میں جائے اوسکی ہے کہ وسط عالم کبیر کا پس آدم علیہ السلام کو اوس بیت کے طواف کے واسطے فرمایا اور تیار کرنے اوسکی صورت دوران اونکے کے اوپر کامل کرنے لطیفہ قلب کے تھے کہ اوسنے ساتھ اس رنگ کے ہو کیا اور عہد میں ادیس کے لطیفہ عقل کے اوپر روئے کار کے آیا اور احکام اوس کے غالب اور عہد حضرت نوح علیہ السلام میں لطیفہ روح نے استیلا کیا اور واسطے اسم کی طواف بیت المعمور میں اس کے خانہ کے روبرو طرف افتخار کے لئے اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہر متوجہ ملاح اس لطیفہ کے ہونے اور احکام اوسکی کو غالب کیا عہد میں انکی احکام چر اور قیامت مناسک کے تمام جو شجبت اور شوق اور دوسرے صفات قلبی سے نشان دینے تھے ساتھ ظہور تمام کے

جس لوہ گر ہوئے اور کراں ہو جو شیخ کے ہاتھ کے قائم مقام ہے وقت مصافحہ میں بیعت کی اور
مقام برابر ہم صورت اتباع شیخ کے جو وقت کہ وارث منصب براہیہ کا ہے حق میں مرید کے اور
سباہی سنگ کے سود کی دلیل اس کی ہے کہ احکام بشریت کو شیخ میں دیکھ کر گریز نہ کرے اور بے اعتنا
نہ ہو بلکہ اوسکے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ پہچانے اور دستگیر طریقت کا جانے اور جبکہ بنی اسرائیل اس محبت
اور شوق سے پیچھے رہے بغیر راہ طبع اور خوف سے کوئی راہ دوسرے نہیں جانتے تھے غولی افغان
رج کے نہیں سمجھتے تھے اور کئے اوس افعال کو ادھون نے نہ پایا جیسا کہ علماء فسطہ اور ارباب
نلو اس کی کیفیت وجد اور شوق سے پیچھے رہتے ہیں اور ابراہیم کے انکار کرتے ہیں حق تعالیٰ نے
انکاس امور سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ پہلے مورثت ابراہیمی کے اندر داخل تھے قبیل بدعات شریعت
سے اگر یہ پیغمبر اور اس کی امت اس سنت سینہ ابراہیم علیہ السلام کو زندہ کر تین کوئی اعتراض گجگا اور
حق انکار ہو اور اگر تعظیم اس خانہ کی اور طواف اوس کا اور اعتکاف نزدیک اوس کی اور ناز طواف
اوس کی اصل میں امت ابراہیمی میں داخل تھے حضرت ابراہیم علیہ السلام بعد بنا اس خانہ کے
کے واسطے بار بار اوپر القاسے اس خانہ اور مرمت اوسکے کے دعائیں کرتے تھے اذ قال اللہ تعالیٰ
یعنی اور یاد کر دو اس وقت کہ کہا ابراہیم نے جس وقت کہ واسطے بنا کرتے خانہ کعبہ کے ہو
ہوئے اور عزم مصمم ابراہیم کے کیا کہ یترا جعلی ہذا یعنی اسے پروردگار میرے کر
اس صحابی نق ووق کو کہ زیادہ چند خانہ دار سے اجماع میں سکونت کسی کی نہ تھی بلکہ
یعنی شہر آباد تاکہ فائدہ ہنسے اس خانہ کا حاصل ہو کس واسطے کہ جب حوالی اوسکے میں
کوئی شہر آباد نہ ہو طواف اس خانہ کا کون کرے اور اعتکاف کون بجالا دے اور ناز کون
کئے اے اچھا یعنی با امن ہوا واسطے کہ جس وقت درد اور آفتین شہر میں ہو دین و دنیا
موجود اے اور باعث خوف کے قافلے بھی دور دور کے نہ آسکیں موجب ویرانی
اوسکے کا ہوتا ہے پس معنی مثابہ للناس کے کیونکر متحقق ہونگے اور یہی یہ صحرا گھاس کے
پیدا ہونیکے لائق نہیں ہے تاکہ سواشی اور مجازند گانی کر سکیں اور نہ قابل زرع است کے بے
قیب خشکی اور سنگلاخی کے تاکہ آدمی اور جان میں ساتھ معاش کے برپا ہو دین پس اس
مکان میں اس دافر چاہتے ہر تجارت بزرگ سے جو بول و غلات اور متہ اور قشہ کو لادین

حضرت شیخ
جس کو خدا تعالیٰ
میں عرض کیا
رب بنی اسرائیل
کیا ہوں جو وہ
آدمی کا بچہ خدا تعالیٰ
نے ان کو سکونت
دینا چاہا
جیسے کہ فرمایا
تھے اذ قال اللہ
تعالیٰ
جس کو خدا تعالیٰ
نے ان کو سکونت
دینا چاہا
جیسے کہ فرمایا
تھے اذ قال اللہ
تعالیٰ

اور کرا معیشت مکان اجا پر فراخ ہوا مرقی تعالیٰ نے اس میں حضرت ابراہیم کو ساتھ اسکی سچا
فرمایا کہ کوئی ظالم غریب آزار دہاں اور اس مکان کے دستیاب نہ ہوا اگر ظالمون میں سے کسی ظالم سے
قصا دوس مکان کا کیا فی الفور ملاک ہوا جیسا کہ قصہ میں صحابہ فیل کے واقع ہوا اور جو کوئی کہے کہ
حجاج ثقفی نے کہ ظلم اور ستم اور خون ناحق کرنے میں ضرب المثل ہے کیونکہ اس شہر پر قبضہ پایا
اور اس عہد میں اوقت عبدالعزیز بن زبیر کا محاصرہ کیا اور قتل کیا کہتے ہیں کہ غرض حجاج
کی تخریب اس شہر اور ایذا سے ساکنان اوجا کے تھے لہذا سات آدمیوں اور اس شہر کے ترض
نہ کیا وہ ظلم اور ستم کہ اس سے واقع ہوا ابن زبیر اور اس کے رفیقوں پر واقع ہوا اور جو کہ عمارت
سے اس خانہ منظر کے اس صدمہ میں شکست و سخت پائی تھی ساتھ درخت اور اصلاح
اور اسکے کی کوشش کی اور لباس کعبہ اور زیب و زینت اور اسکے بلنبت سابق کے زیادہ کی
بالجملہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے واسطے بقائے ہم ج کے آبادی اس شہر کی چاہئے
اور واسطے آبادی کے ان کو واسطے کہ در صورت بے امنی اور دیرانی شہر کے کم ہونا نقد وقت
ہے اور بھی واسطے بقائے آبادی کے دوا دوسری فرمائی قَاتِلُوا مَنْ فِي الْبَلَدِ مِنْ الْمُشْرِكِينَ
یعنی اور روزی دی ساکنان اس شہر کو میوں گونا گونا قائم مختلفہ سے تو لبیب شوق میوہ
ہانے کے اس جنگل خشک سے آوارہ ہو کر طرف ولایت میوہ دار کے بنجاریوں اور اس میں
انکے حق تعالیٰ نے ساتھ اس صورت کے اجابت فرمایا کہ شہر طائف کو حضرت جبریل
زمین فلسطین اور شام سے پہون پر اپنے اوٹھالائے اور اول واسکو گراگرد خانہ کعبہ
نے سات بار طواف کرایا اس واسطے اس کا نام طائف ہوا بعد اسکے مسافت ستر روزہ را
کے مکہ سے ایک بھاڑ پر رکھا اور آب و ہوا اس جا کو اہر اصل وضع اپنی کے باقی رکھا اور
قصہ عجائون قدرت الہی سے ہے کہ واسطے کہ مکہ منظر میں ایام تابستان میں ساتھ چلنے
اگر موم کوستان کے پتھروں کے سورتش سے ایک حالت سخت معلوم ہوتی ہے جو اس جگہ سے
برطائف کے آتی ہیں بعینہ ہوا اس جگہ کے ہوا ولایت سرد سیر کے ہوتی ہے اور ہونیز طائف
بے دانہ اور دوسرے میوہ ولایت سرد سیر کے بہت موجود رہتے ہیں اور یہی طریق دور
طائفی تہجابت اس ملک وہ ہوا کہ روپوں کے دلو کو کشش عظیم طرف اس شہر اور مکان اس شہر کے

[illegible]

پیدا کی تو ہر طرف سے جوب اور غلات اور فواکہ و ثمار پہنچی لاتی ہیں اور پہونچاتے ہیں مسر
 ہند سے سندھ سے اور فارس اور بصرہ سے جہاز بہر کر جاتی ہیں اور خالی آتی ہیں اس واسطے
 اس شہر میں نفائیس ہر لک کے پائی جاتی ہیں جو حضرت ابراہیم نے وقت اس دعا کرنے کے
 یاد فرمایا کہ میں نے واسطے اولاد اپنی کے طلب امامت کے کی تھی اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری
 اولاد میں سو ظالموں کو امامت نہ پہونچگی ناچا طلب رزق میں موافقت اسی کی فرما کر تخصیص
 اور تقسیم چاہیے کرنی اس واسطے کہا کہ میں خاص کرتا ہوں طلب رزق میں مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ
 وَالتَّوَكَّلَ الْاٰخِرِیْنَ صرف اُنسی شخص کو کہ ایمان لایا ہے اہل شہر سے خدا پر اور آخرت پر تو غیر اے
 اس شہر میں بسبب بی محاشی کے سکونت نہ کریں اور کوئی کافر اس شہر میں اقامت نہ کر سکیگا
 تو کہ یہ شہر آلودگی کفر اور بُت پرستی سے خالی ہو خاک یعنی حق تعالیٰ نے فرمایا کہ روزے کو
 امامت پر قیاس مت کر کس واسطے کہ امامت نیابت نبوت کی ہے پس چاہیے کہ صاحب اُکھا
 ظالم اور ستمگار نہ ہو اور روزی قبیل پرورش الہی سے ہے اور وہ رب العالمین ہے
 مومن اور کافر اور ظالم اور خائن اور صالح اور فاسق کو پرورش کرتا ہے البتہ رزق اُن
 ایمان دار کا دنیا میں موصول ساتھ رزق آخرت کے ہے پس گویا ابتداء سے تولد اپنے سر
 ابتداء لادین تک مرزوق ہیں دَمْنُ کَفَرٍ یعنی جو کہ کافر ہو پس اُسکو مومن سے حصول
 رزق دنیاوی میں امتیاز نہیں دیتا ہوں میں بلکہ وجہ امتیاز اُسکے کے وہ ہے کہ رزق
 اُسکا مدت العمر ہے فَاَمَّتْهُ کَلِیْلًا یعنی پس بہرہ مند کرتا ہوں میں اُسکو مال اندک سے
 گو رزق بہت اور نعمت بیشمار دیا جاوے لیکن یہ تمام اُسکی زندگی تک ہے ثُمَّ صَفَّرَ
 یعنی پھر اُسکو بے بس کر کے لیجاؤ کَحَا اِلٰی عَدَا اِیْبَ التَّارِ یعنی طرف عذاب اگ کے کہ استدا
 اُسکی مفارقت روح کی بدن سے شروع ہوتی ہے اور مہتابے اُسکی ابد ہے کہ نہایت کم
 اور سبب اُسکے کہ مجاور خانہ کعبہ کا تھا اور اس شہر میں رہتا تھا کچھ تخفیف عذاب سے اُسکو
 حاصل نہوگی بلکہ نسبت دوسروں کے عذاب اُسکو مضاعف ہوگا کس واسطے کہ قرب میں میرے
 گہر کے الحاد اختیار کیا وَیَسَّسَ الْمَصِیْرَ ووزخ پہرنے کی بُری جگہ ہے کس واسطے کہ دنیا میں
 جو کوئی مکان بہ نسبت مکان دوسرے کے ایک طرح سے بُرا ہوتا ہے دوسری طرح سے

موضع القرآن
 جو وہ ہے جس کی تہی
 سے کہہ جاتے تھے
 تم اور میں اور پھر جس کے
 اگلے بڑوں پران
 پہنچنے نہیں اسی کو
 ایک جانور کا نام ہے
 کہ وہ فیکر کے برابر ہے
 اور فرمایا ہے کہ ہر آدمی
 سن اور سوا کی چوکی پر
 اور تہری پیڑ سے
 روزی کی تہ تیاری
 جو غیب اُنکا اسے کہو
 اور دوسرے دن کے لیے
 کہ کہہ کر اُن کو
 نہ ہر دوسرے دن
 واسطے کہ کہہ گئے تھے
 چار چار سو اور اُن کی
 جیسے کہ کہہ دیا
 ان خانی کو چار سو

اچھا یہی ہوتا ہے اور وہ مکان ہر طرح سے بڑا ہے ساتھ کسی جہہ کی خوبی نہیں کہتا اب باقی ہے اس جگہ فائدہ چند کہ اطلاع ان فائدہ دن پر ضرور ہے اول وہ کہ بیچ بیان ان فصول کو ترتیب زمانی معنی نہیں کس واسطے کہ بحسب ماں اول بنائے کعبہ تھی نجد اُس سے یہہ دعا بعد اُس کو خانہ کعبہ کو مرجع خلافت بنانا ہے پس کیا نکتہ ہے کہ اس ترتیب کو معکوس فرمایا ہے جواب اسکا وہ کہ اولاً بطریق اجمال و اذابتہ ابن ہلیمین اشارہ ساتھ اس قصہ کے فرمایا ہے بعد اُس کے تفصیل اُسکی شروع کی اول ذکر امامت حضرت ابراہیمؑ کا لائے کیونکہ دین اس منصب کا جہت شرافتوں سے تمام نعمتوں پر مقدم ہے بعد اُس سے مذکور حضرت خانہ کعبہ اور امین ہونا اُس شہر کا لائے کس واسطے کہ مقصود بنائے کعبہ سے یہی تھا اور شہر کو وسائل پر تقدیم ہوا کرتی ہے بعد اُس کے بیان فرمایا کہ امین ہونا اس شہر کا محض سبب دعا حضرت ابراہیمؑ کی ہے اور وہ بالیقین مقبول ہوئے پس دعا دوسری کہ وقت بنائے اس خانہ کے کی تھی مقبول ہوئے اور ضمن میں اُس دعا کے بعثت حضرت خاتم المرسلینؐ کے بھی تھی پس ساتھ اس ترتیب کے شاید مقصود کا ساتھ حسن وجہ کی جلوہ گر ہوا دوسرا فائدہ وہ کہ اس صورت میں بلد امن واقع ہوا اور سورہ ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہذا البلد امنان دو نو عبارتوں میں تفاوت کس واسطے ہے وہ جب اُسکی وہ کہ دعا کہ اس سورہ میں ہر قبل اُس سے تھی کہ وہ مکان آباد ہو کر صورت شہر کی پیدا کرے پس گویا وسیا عرض کیا کہ بار خدایا اس صحرائی گیارہ کو اول شہر کر دے پھر شہر با امن اور وہ دعا کہ بیچ سورہ ابراہیم کے ہے بعد آبادی شہر سے تھی پس گویا ایسی دعا کی کہ بار خدایا اس شہر آباد کو حوادث سے مامون رکھ تیسرا فائدہ وہ کہ اس دعا سے حضرت ابراہیمؑ کو معلوم ہوا کہ کالمین بعضے اوقات میں امور دنیا کو مثل امن اور روزی اور کھلانے میوہ کی مانند ان امور کے ہے خدا سے چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں باعث از دیاد فروغ دین اور رونق شریعت ہوتی ہیں کیونکہ ظاہر ہے کہ امن اور دل کی فراغت زور سے بہت ہے اور جمعیت خاطر و نگہ طاعت میں رہے اور یہی اُس شہر میں کہ خوف سے امین میں اور روزی آدمیوں اُس جاکے واسطے پیشتر کہ محل اجتماع خلایق کا اور آمد و رفت مردم کی ہر طرف سے ہوتی ہے پس حقیقت

موضع القرآن
بلکہ اپنے اپنے شہر
جو کہ جلدی کیا تو وہ
اور بد بھلائی کے لئے
ما خوش ہوئے ہیں کہ
جب اس شخص میں کمال
کے خیمے پڑ گئے تو
کاسا یہ ہوا اور شہر
ہو چکا تو ان کو کہ
کے زمین کے بڑے
ہیں سے اوسکی فائدہ
بیان کر کے رہا کہ
جیسے فکر کرے کہ
پہلے کہانے جوشت
موت بہت نکاحا ہوں
آج کل کے رستے تو
انقلابی ادخلو خطا
انقلابی مکتوب
انقلابی مکتوب
انقلابی مکتوب

یہ طلب نیا نہیں بلکہ طلب دین ہے اور طلب نیا واسطے دین کے منافی کمال کی نہیں ہے
 چنانچہ حدیث میں داروہ ہے کہ خیر المال الصالح للرجل الصالح چوتھا فائدہ وہ کہ
 سابق سے ضائع نہ ہو بلکہ مع الغیر کی جعلنا اور عہد نامین مستعمل ہوتی آئی اور اس جگہ
 کو واسطے صیغہ تکلم واحد کا امتنع واضطرار میں استعمال فرمایا جواب اسکا وہ کہ اس
 اسلوب کے تغیر میں ایک دقیق نکتہ اور ایک باریک اشارہ ہے یا ایسا فرماتے ہیں
 کہ سچ دینی روزی کافرون اور فاجرون کے ایسے عذاب دیئے اسکے کے بعد مرے ہی
 ہر چند بندگان صالح میرے فرشتوں سے اور انبیاءوں سے ساتھ میرے رفیق ہوں
 اور روادار اسکے ہوں کہ میں تنہا ان دو کار کو کروں میں اور سر اسکا وہ ہے کہ مخلوق چند
 ساتھ اعلیٰ کمال کے پہنچی ہو ملاحظہ جمیع وجوہ حکمت سے عاجز ہے اور حکم میں قولے
 متخاؤں کے مجبور اگر کسیکو برسر قدم اور عناد دیکھتا ہے چاہتا ہے کہ فی الفور ہلاک ہو اور
 ایک دم لینے کی پناوے اور جو کسی کو شدت الم اور عذاب میں گرفتار دیکھتا ہے رقت کرتا ہے
 اور پہلے گناہ اسکے سے غافل ہو جاتا ہے اور ساتھ شفاعت اور سفارش اسکے کو اٹھتا ہے
 نشان حکم علی الاطلاق کے ہے اور بس کہ مراعات ہر وجہ کو جو ہوں حکمت سے چرچت
 اپنے کے فرماتا ہے **وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ** یعنی اور یاد کرو تم
 اسوقت کو کہ بلند کرنا تھا ابراہیم دیواروں کو اس خانہ کے ساتھ ہاتھ اپنے کے
 اور اس کام کو کسی گل کار اور مہمار کے حوالہ نہیں کرتے تھے تو کہ اس اجر اور ثواب میں
 دوسرا شریک اسکے نہ ہو **وَإِسْمَاعِيلُ** یعنی اور اسمعیل بھی اسطرح مشغول تھے ساتھ بلند کرنے
 دیواروں کے ہمراہ ابراہیم علیہ السلام کے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
 بجائے گل کار کے مشغول ساتھ بنائے کعبہ معظمہ کے تھے اور حضرت اسمعیل علیہ السلام بچا
 مزدور کے گلاب کرتے تھے اور پتھر و نگوں اٹھا کر لاتے تھے اور یہ دونو بزرگ اسوقت میں یہ
 کرتے تھے **رَبَّنَا قَبِّلْ مِنَّا** یعنی اے پروردگار میرے ساتھ فضل اپنے کے قبول کر ہم ہے
 اس محنت اور اس خدمت کو **إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ** یعنی تحقیق تو سننے والا ہے دعا ہماری
 کو **اَلْعَلَّيْكَ** یعنی جاننے والا نیت ہماری کو اور فرق قبول اور تقبل میں وہ ہے کہ جو

تفصیل القرآن

وَدَعَا إِلَىٰ رَبِّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

مِنْ دُونِ اللَّهِ

چیز یا قوت قبول کی رکھتی ہے وہاں کہتے ہیں کہ اس چیز کو قبول کر گروہ چیز ناقض ہوتی ہے اور قابل کے نہیں ہوتی کہ اس کو کوئی قبول کرے یوں کہتے ہیں اس چیز کو تقبل کرنا ہر اس کے تقبل عبارت تکلف قبول سے ہے اور تکلف قبول اس جاہوتا ہے کہ وہ چیز قوت قبول کے نہ رکھتی ہو پس اس لفظ میں کمال کسر نفس اور تواضع اور کوتاہ بینی عملی کی ہے گویا قابل کے نہیں کہ مقبول ہو مگر وہ کہ راہ غایت اور فضل اپنے سے اس کو قبول کرے تو اور مانند اس کسر نفس اور تواضع کے حضرت سے بھی بہت منقول ہے دا قطنی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو فطار روزی کا فرماتے تھے کہتے تھے اللھم لك صمنا وعلی (ذقك) افطرنا تقبل منا انک انت السميع العليم باقی رہے اس جگہ چند فائدہ اول وہ کہ اس لفظ سے کہ یرفع ابداھیلہ القواعد من البیت ہے اکثر موضحین نے ایسا استنباط کیا ہے کہ بنیاد خانہ کعبہ قبل زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موجود تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر دیوار دو گونہ بلند کیا چنانچہ یہی نے شعب الامان میں اور ازرقی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدمؑ اوپر زمین کے پڑی ان کو بسبب تنہائی کے وحشت عظیم بہم پہنچی اور یہی زمین میں کوئی مکان اور سقف نہیں دیکھتے تھے عرض کی کہ بار خدایا میں میں تنہا واقع ہوا ہوں کوئی نہیں کہ ہمراہ میرے تیری عبادت میں شریک ہو اور یہی زمین میں کوئی مکان مستفاد نہیں کیا تھا ہوں میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب اولاد تیری سے آدمی بہت پیدا ہوں اور ساتھ تسبیح اور تقدیس میری کی مشغول ہوں اور گہر بنائیں لیکن چاہیے کہ اول گہر میرے تمام کا تو بنا اور اس کو مانند عرش اور بیت المعمور کے قبلہ اور طواف گاہ ٹھہرا اس بعد واسطے اپنے اور واسطے اولاد اپنی کے گہر بنائو تو حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ بار خدایا اس گہر کو کہاں بناؤں میں فرمایا اُس جگہ کہ خاک بدن تیرے کے خمیر کی تھی ہنسنے اور چاک برس تک وہ خاک اُسی جا پڑی رہی اور تمام زمین کو اُسی جاسے پہن اور فراخ کیا ہے ہنسنے حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ جگہ نشان اُس جگہ کا دینا چاہیے حضرت جبریلؑ کو حکم ہوا کہ ہمراہ آدمؑ کے آئے اور اس مکان کا نشان دیا اور فرشتوں کو حکم کیا کہ تہ زمین

قوت قبول کی رکھتی ہے وہاں کہتے ہیں کہ اس چیز کو قبول کر گروہ چیز ناقض ہوتی ہے اور قابل کے نہیں ہوتی کہ اس کو کوئی قبول کرے یوں کہتے ہیں اس چیز کو تقبل کرنا ہر اس کے تقبل عبارت تکلف قبول سے ہے اور تکلف قبول اس جاہوتا ہے کہ وہ چیز قوت قبول کے نہ رکھتی ہو پس اس لفظ میں کمال کسر نفس اور تواضع اور کوتاہ بینی عملی کی ہے گویا قابل کے نہیں کہ مقبول ہو مگر وہ کہ راہ غایت اور فضل اپنے سے اس کو قبول کرے تو اور مانند اس کسر نفس اور تواضع کے حضرت سے بھی بہت منقول ہے دا قطنی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو فطار روزی کا فرماتے تھے کہتے تھے اللھم لك صمنا وعلی (ذقك) افطرنا تقبل منا انک انت السميع العليم باقی رہے اس جگہ چند فائدہ اول وہ کہ اس لفظ سے کہ یرفع ابداھیلہ القواعد من البیت ہے اکثر موضحین نے ایسا استنباط کیا ہے کہ بنیاد خانہ کعبہ قبل زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے موجود تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی بنیاد پر دیوار دو گونہ بلند کیا چنانچہ یہی نے شعب الامان میں اور ازرقی نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت آدمؑ اوپر زمین کے پڑی ان کو بسبب تنہائی کے وحشت عظیم بہم پہنچی اور یہی زمین میں کوئی مکان اور سقف نہیں دیکھتے تھے عرض کی کہ بار خدایا میں میں تنہا واقع ہوا ہوں کوئی نہیں کہ ہمراہ میرے تیری عبادت میں شریک ہو اور یہی زمین میں کوئی مکان مستفاد نہیں کیا تھا ہوں میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ عنقریب اولاد تیری سے آدمی بہت پیدا ہوں اور ساتھ تسبیح اور تقدیس میری کی مشغول ہوں اور گہر بنائیں لیکن چاہیے کہ اول گہر میرے تمام کا تو بنا اور اس کو مانند عرش اور بیت المعمور کے قبلہ اور طواف گاہ ٹھہرا اس بعد واسطے اپنے اور واسطے اولاد اپنی کے گہر بنائو تو حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ بار خدایا اس گہر کو کہاں بناؤں میں فرمایا اُس جگہ کہ خاک بدن تیرے کے خمیر کی تھی ہنسنے اور چاک برس تک وہ خاک اُسی جا پڑی رہی اور تمام زمین کو اُسی جاسے پہن اور فراخ کیا ہے ہنسنے حضرت آدمؑ نے عرض کیا کہ جگہ نشان اُس جگہ کا دینا چاہیے حضرت جبریلؑ کو حکم ہوا کہ ہمراہ آدمؑ کے آئے اور اس مکان کا نشان دیا اور فرشتوں کو حکم کیا کہ تہ زمین

جوان ہو کر ہمراہ باپ اپنے کے بنا کر لگا حق تعالیٰ اس مکان کے رہنما والوں کو کسی وقت ضائع نہ کرے گا اور اس وقت موضع کعبہ کا زمین سے بلند اور ممتاز مانند ٹیلے کے نمودار تھا اور سبیل آتی تھی اور اہلین بائیں اوسکے سر گذر جاتی تھی اور حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسمعیلؑ کو اور بچا تھا گذارتی تھیں اتفاقاً ایک جماعت قوم جرہم کی فواح میں سے کسی طرح آوارہ و شبت غربت کی ہو کر اوس طرح میں پہنچی اور جانب میں گذرے عبور کر کے بائیں کتبہ میں فردکش ہوتی تھی اور دیکھتی تھی کہ مرغ بہت محاذ کے اڑتے ہیں باہم گفت گو کی کہ مرغ اوس جا رہے ہیں کہ آبادی اور پانی ہو اور ہم ہمیشہ سفوفین اس مکان سے گذرے ہیں ہم کسی وقت اس جگہ میں نشان پیکار نہ دیکھا ہے یہ سننے ایک قاصد وسطے تحقیق اس امر کے بھیجا قاصد دیکھ گیا کہ اس مکان میں ایک پانی نے غیب سے جو ش کیا اور ایک عورت اور بچہ اوس پانی کے گرد سکونت رکھتے ہیں جماعت مذکور نے اس قصہ کو سن کر مرج سکونت اس مکان کے غربت کی اور زدیگہ اور حضرت اسماعیلؑ کے آئی اور ان سے اجازت سکونت کی اس مکان میں جا ہی حضرت اسماعیلؑ کی والدہ بھی او کی ہمیشی میں رغبت ہوئی اور چاہا کہ اس تہائی میں کوئی انیس ہم پہنچے اور ان کو اجازت سکونت کی دی لیکن اس شرط پر کہ کوئی حق پانی میں نہ رکھتا ہو اور انہوں نے اس شرط کو قبول کر کے سکونت اوس مکان کی انقباض کی اور مالی اور مالی اپنے کو بھی طلب کر کے چند خانہ دار آباد ہوئے اور حضرت اسماعیلؑ نے ان کے زبان عربی سیکھی نہایت ذکی اور قابل اور تیز فہم جوان ہوئے یہاں تک کہ جماعت جرہم کے سردار نے اپنی دختر کا نکاح کمال آرزو سے ان کے ساتھ کیا اس میان میں اور حضرت اسماعیلؑ نے وفات کی اتفاقاً جب حضرت اسماعیلؑ جو وہ سال کے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مکان حضرت سارہؑ کی شکم سے ہی ایک فرزند پیدا ہوا کہ حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام میں اور حضرت سارہؑ بردار میں اوس فرزند کے مشغول ہوئیں اور فی الجملہ رشک لگا کہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اجازت چاہی تو کہ حضرت اسماعیلؑ کو دیکھ آدین اور انہوں نے اجازت دی لیکن ساتھ اس شرط کے کہ گھوڑی سے نہ اور تیریں اور گہرا اسماعیلؑ میں شب باش ہوں اور توقف زائد نہ کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتھ ہی شرط کی روانہ ہوئی جو اس مقام میں پہنچی تفحص کیا معلوم ہوا کہ وہ ٹرکا جوان ہو کر خانہ دار ہو اسی اور ارادہ رکھی نے وفات کی خانہ اسماعیلؑ کا تلاش کیا اور وہ

ترجمہ تفسیر عذری
بارہ الم سورہ بقرہ
۷۶
جوان ہو کر ہمراہ باپ اپنے کے بنا کر لگا حق تعالیٰ اس مکان کے رہنما والوں کو کسی وقت ضائع نہ کرے گا اور اس وقت موضع کعبہ کا زمین سے بلند اور ممتاز مانند ٹیلے کے نمودار تھا اور سبیل آتی تھی اور اہلین بائیں اوسکے سر گذر جاتی تھی اور حضرت اسماعیلؑ اور حضرت اسمعیلؑ کو اور بچا تھا گذارتی تھیں اتفاقاً ایک جماعت قوم جرہم کی فواح میں سے کسی طرح آوارہ و شبت غربت کی ہو کر اوس طرح میں پہنچی اور جانب میں گذرے عبور کر کے بائیں کتبہ میں فردکش ہوتی تھی اور دیکھتی تھی کہ مرغ بہت محاذ کے اڑتے ہیں باہم گفت گو کی کہ مرغ اوس جا رہے ہیں کہ آبادی اور پانی ہو اور ہم ہمیشہ سفوفین اس مکان سے گذرے ہیں ہم کسی وقت اس جگہ میں نشان پیکار نہ دیکھا ہے یہ سننے ایک قاصد وسطے تحقیق اس امر کے بھیجا قاصد دیکھ گیا کہ اس مکان میں ایک پانی نے غیب سے جو ش کیا اور ایک عورت اور بچہ اوس پانی کے گرد سکونت رکھتے ہیں جماعت مذکور نے اس قصہ کو سن کر مرج سکونت اس مکان کے غربت کی اور زدیگہ اور حضرت اسماعیلؑ کے آئی اور ان سے اجازت سکونت کی اس مکان میں جا ہی حضرت اسماعیلؑ کی والدہ بھی او کی ہمیشی میں رغبت ہوئی اور چاہا کہ اس تہائی میں کوئی انیس ہم پہنچے اور ان کو اجازت سکونت کی دی لیکن اس شرط پر کہ کوئی حق پانی میں نہ رکھتا ہو اور انہوں نے اس شرط کو قبول کر کے سکونت اوس مکان کی انقباض کی اور مالی اور مالی اپنے کو بھی طلب کر کے چند خانہ دار آباد ہوئے اور حضرت اسماعیلؑ نے ان کے زبان عربی سیکھی نہایت ذکی اور قابل اور تیز فہم جوان ہوئے یہاں تک کہ جماعت جرہم کے سردار نے اپنی دختر کا نکاح کمال آرزو سے ان کے ساتھ کیا اس میان میں اور حضرت اسماعیلؑ نے وفات کی اتفاقاً جب حضرت اسماعیلؑ جو وہ سال کے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مکان حضرت سارہؑ کی شکم سے ہی ایک فرزند پیدا ہوا کہ حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام میں اور حضرت سارہؑ بردار میں اوس فرزند کے مشغول ہوئیں اور فی الجملہ رشک لگا کہ ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے اجازت چاہی تو کہ حضرت اسماعیلؑ کو دیکھ آدین اور انہوں نے اجازت دی لیکن ساتھ اس شرط کے کہ گھوڑی سے نہ اور تیریں اور گہرا اسماعیلؑ میں شب باش ہوں اور توقف زائد نہ کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتھ ہی شرط کی روانہ ہوئی جو اس مقام میں پہنچی تفحص کیا معلوم ہوا کہ وہ ٹرکا جوان ہو کر خانہ دار ہو اسی اور ارادہ رکھی نے وفات کی خانہ اسماعیلؑ کا تلاش کیا اور وہ

انکی مکے اتفاقاً حضرت اسماعیلؑ اور وقت نکار کے لئے جنگل کی طرف گئے ہوئے تھے اور حیثیت انکی یہی تھی کہ ساتھ تیر و کمان کے حلال جانوروں کا شکار کر کے لاتے تھے اور آب زمزم میں بچا کر کھاتے تھے اور حق تعالیٰ انکو اور پیسہ قدر کی قناعت دیتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اسماعیلؑ کو نہ دیکھا انکی بی بی کو دروازہ پر بلا کر دریافت فرمایا کہ تیرا شوہر کہاں گیا ہے اور کیا آئیگا اور سنئے کہا کہ وہ معاش کی تلاش میں جنگل کی طرف گیا ہے شام تک آئیگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ جو میں شام تک یہاں توقف کرونگا میں حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام دینا چھوڑ دوں گا مگر چونکہ وہ گھر شبیاش ہو گئے ہیں پس خلاف شرط اور وعدہ کا لازم آوے گا اور میرا حال بری سے ہو رہا ہے کہ انکی عورت سے احوال دریافت کر کے مرہمت کروں اور دروازہ کے کھڑکے پر سوار کھڑے ہو کر انکی عورت سے پریش احوال کی شرم کی یہاں تک کہ گذران اور انکے سے دریافت کیا اور عورت نے کہا کہ حال معاش ہماری کا بہت تباہ اور خراب ہو اور کمال تنگی اور مشقت کے ساتھ گذران کرتے ہیں ہم اور تنکایت بہت کی حضرت ابراہیمؑ نے انکو سن کر فرمایا جو شوہر تمہارا آوے میری طرف سے سلام کہو اور کہہ کہ اپنے دروازہ کی سڑل کی کڑی کو تبدیل کرے کہ یہ سڑل لائق اسکی نہیں یہ فرمایا اور مرہمت کی شام کے وقت کہ حضرت اسماعیلؑ آئے کچھ پلوں اور برکات نبوت کی انکو محسوس ہوئی تھی اپنی عورت سے دریافت کیا کہ کوئی یہاں آیا تھا کہا کہ نہیں تھا ایک پیر مرد سوار کھڑکے کی ایسی تھی اور رنگ اسکا ایسا تھا اس دروازہ پر کھڑکے کو ہلکا بلایا اور احوال سے تمہاری برہان ہوا انہوں نے اپنے دل میں جانا کہ یہ پیر مرد حضرت ابراہیمؑ تھے کس واسطے کہ انہوں نے اپنی ماں سے اپنی شامل اور علیہ سنا تھا القصد حضرت اسماعیلؑ کی بی بی سے تمام با بر بیان کیا اور کہا کہ جیسے حال مجہ حبشت ہماری کا دریافت کیا تھا میں نے کہا کہ ہم کمال تنگی اور فقر و فاقہ میں گرفتار ہیں حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ پیر وہ پیر کیا فرم گئے عورت نے کہا کہ یہ ہی زمانہ گئے ہیں کہ شوہر اپنے کو میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ اپنے گھر کی سڑل کو تبدیل کر کے حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ وہ پیر مرد میرا باپ تھا چھو فرمایا کہ تم کو جدا اپنے سے کروں میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ میرے سرو کار مت رکھو جو حضرت اسماعیلؑ نے اس عورت کو جدا کیا وہ سڑل کے فرقہ جہم سے اپنی دختر کا ساتھ انکی نکاح کر دیا اور گھر میں ان کے وہ دختر

حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام نے انکو اور پیسہ قدر کی قناعت دیتا تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اسماعیلؑ کو نہ دیکھا انکی بی بی کو دروازہ پر بلا کر دریافت فرمایا کہ تیرا شوہر کہاں گیا ہے اور کیا آئیگا اور سنئے کہا کہ وہ معاش کی تلاش میں جنگل کی طرف گیا ہے شام تک آئیگا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ جو میں شام تک یہاں توقف کرونگا میں حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام دینا چھوڑ دوں گا مگر چونکہ وہ گھر شبیاش ہو گئے ہیں پس خلاف شرط اور وعدہ کا لازم آوے گا اور میرا حال بری سے ہو رہا ہے کہ انکی عورت سے احوال دریافت کر کے مرہمت کروں اور دروازہ کے کھڑکے پر سوار کھڑے ہو کر انکی عورت سے پریش احوال کی شرم کی یہاں تک کہ گذران اور انکے سے دریافت کیا اور عورت نے کہا کہ حال معاش ہماری کا بہت تباہ اور خراب ہو اور کمال تنگی اور مشقت کے ساتھ گذران کرتے ہیں ہم اور تنکایت بہت کی حضرت ابراہیمؑ نے انکو سن کر فرمایا جو شوہر تمہارا آوے میری طرف سے سلام کہو اور کہہ کہ اپنے دروازہ کی سڑل کی کڑی کو تبدیل کرے کہ یہ سڑل لائق اسکی نہیں یہ فرمایا اور مرہمت کی شام کے وقت کہ حضرت اسماعیلؑ آئے کچھ پلوں اور برکات نبوت کی انکو محسوس ہوئی تھی اپنی عورت سے دریافت کیا کہ کوئی یہاں آیا تھا کہا کہ نہیں تھا ایک پیر مرد سوار کھڑکے کی ایسی تھی اور رنگ اسکا ایسا تھا اس دروازہ پر کھڑکے کو ہلکا بلایا اور احوال سے تمہاری برہان ہوا انہوں نے اپنے دل میں جانا کہ یہ پیر مرد حضرت ابراہیمؑ تھے کس واسطے کہ انہوں نے اپنی ماں سے اپنی شامل اور علیہ سنا تھا القصد حضرت اسماعیلؑ کی بی بی سے تمام با بر بیان کیا اور کہا کہ جیسے حال مجہ حبشت ہماری کا دریافت کیا تھا میں نے کہا کہ ہم کمال تنگی اور فقر و فاقہ میں گرفتار ہیں حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ پیر وہ پیر کیا فرم گئے عورت نے کہا کہ یہ ہی زمانہ گئے ہیں کہ شوہر اپنے کو میری طرف سے سلام کہو اور کہو کہ اپنے گھر کی سڑل کو تبدیل کر کے حضرت اسماعیلؑ نے کہا کہ وہ پیر مرد میرا باپ تھا چھو فرمایا کہ تم کو جدا اپنے سے کروں میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ میرے سرو کار مت رکھو جو حضرت اسماعیلؑ نے اس عورت کو جدا کیا وہ سڑل کے فرقہ جہم سے اپنی دختر کا ساتھ انکی نکاح کر دیا اور گھر میں ان کے وہ دختر

لکھائی کرتے تھے یہاں تک کہ بعد ایک مدت دروازے کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے
 بہر اجازت دیکھنے حضرت اسماعیلؑ کی چاہی اور کہا کہ میں نے پہلی بار اسماعیلؑ کو بہن دیکھا خاطر میری
 نے تیری بہن پائی حضرت سارہ نے ساتھ اسی شرط کے اجازت دی حضرت ابراہیمؑ پہرہ
 دیکھنے حضرت اسماعیلؑ کے روانہ ہوئے جو انکی گھر پہنچے پہرہ ان کو نہ پایا دریافت کیا کہ اسماعیلؑ
 کہاں ہے انکی نئی عورت نے دروازہ پر ان کو کہا کہ مرجا اسی حضرت آدمؑ اور فو کو کش ہو تم
 اور فرماؤ تم کہ میں ہر سارک کو دھوؤں کہ بخار راہ سے بیت گرد آلود ہے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا
 کہ مجھ کو حکم آؤ تو نے کا بہن ہے وہ عورت ایک بڑا پتھر لائے اور متصل کاب لکے کی رکھا اور اس
 پتھر پر کھڑی ہوئی اور حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام بھی ہاتھ اپنا اس پتھر پر ٹھیکر کر سر پانچم کیا
 اس عورت نے سر انکی کو خوب دھو کر پاک کیا اور شاذ کیا حضرت ابراہیمؑ اس درمیان میں
 اس عورت سے حوالہ برسی حضرت اسماعیلؑ کی فرماتے تھے اور وہ شکر گزاری اخلاق اور
 اوضاع انکی کی کرتے تھے یہاں تک کہ حرف معیشت اور گزران کا درمیان آیا اس زن نے
 بہت شکر حق تعالیٰ کا کیا اور کہا کہ الحمد للہ ہم کمال فاقیت اور فرخی معیشت میں گزران
 کرتے ہیں ہم کو حق تعالیٰ نے محتاج کسی مخلوق کا بہن کیا ہے حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام شکر صحت
 گوشت لاتے ہیں اور آب زمزم نزدیک ہمارے موجود ہے اس گوشت اور اس پانی سے معیشت
 ہماری بخوبی گذرتی ہے حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے حق میں اس کے دعائے خیر فرمائے کہ
 حق تعالیٰ تمہارے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرمائے حدیث شریف میں ہے کہ خاصیت
 انکی دعا کی یہ ہوئی کہ جو شخص مکہ معظمہ میں گوشت اور پانی پر اکتفا کرے اس کو حاجت طرف
 حبوب اور غلہ کے نہی اور قوت اسکی برقرار رہتی ہے اور شہر دن میں یہ خاصیت نہیں ہے
 القصہ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام نے پہر بسبب خوف شب ناشی کی توقف زائد نفرما کر قصد حرات
 کا کیا اور عورت کو کہا کہ جو شوہر تیرا اوی اس کو میری طرف سے سلام پہنچا اور کہو کہ یہ سرور مردوار
 تیری کی بہت خوب واقع ہوئی اس کو غنیمت جان اور بخوبی لگاہ رکھ حضرت اسماعیلؑ نے وقت شام
 کی آتی تھی پہر لنگو الوار اور برکتیں معلوم ہوئیں اپنی عورت سے دریافت کیا کہ آج کوئی یہاں
 آیا تھا ان کی عورت نے کہا کہ بہتہ ایک پر مرد آیا اور آیا تھا میں نے

ترجمہ
 حضرت ابراہیمؑ اور
 کوستانہ بہن اور فو کو کش
 کوئی بستی میں اور
 زور پڑھتے ہیں اور
 کوئی طرف ناچار
 میں ان کو بائیں
 بہتہ میں ہی نہیں
 بن سب کو کوئی
 بہترین کو کوئی
 زائد ہے کہ کوئی
 ایمان لادے ہی
 بہرہ کی زبرد
 توقف بہن واد
 اصل ناہین حکم
 زائد ناہین حکم
 الرضا

اور حکم فرمایا اور توضیح اسکی کی لیکن وہ گھوڑے کی پیٹھ سے نیچے نہ اترے اور کہا کہ مجھ کو حکم اترنے کا
 نہیں اور احوال ہمارے اور حیثیت ہماری سو بہت دریافت کیا اور واسطے ہمارے دعائے خیر کر کے
 تشریف لگئے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اور کیا فرمائے عورت نے کہا کہ میرا کیا کہ شوہر اپنے
 کو سلام میرا پہنچا کر کہہ کہ سرورِ دروازہ اپنے کو غنیمت جان کر بخوبی نگاہ رکھ حضرت اسماعیل نے کہا
 کہ وہ پیر مرد میرے باپ حضرت ابراہیم تھے اور تیرے حق میں سفارش کر گئے میرے گھر کو دروازہ
 کی سڑل تو ہی ہے لائق ہے کہ تجھ کو ساتھ نیک سلوک کی نگاہ رکھوں میں جو اس ماجرے پر ایک تہ
 گدزی پہر حضرت ابراہیم کو امتیاز دیکھنے حضرت اسماعیل کا غالب ہو حضرت سارہ کو کہا کہ
 میں دوبار واسطے دیکھنے اسماعیل کے گیا اور ادون کو نہ دیکھا اگر اجازت دو تم او کو دیکھو میں
 اور چند روز اسکے پاس ہوں میں کہ **ست** خاطر میری ہو حضرت سارہ
 نے بخوشی اجازت دی اور حضرت ابراہیم روانہ ہو کر پہنچی اور دیکھا کہ حضرت اسماعیل نیچے ایک درخت
 کے متصل زمزم کے تھا بیٹھے ہوئے تیر دن کو درخت کرتے تھے بمجروح دیکھنے کے حضرت اسماعیل
 نے حضرت ابراہیم کو چھانبلے اختیار اوٹھے اور باہم معائنہ فرمایا اور جو کچھ لائق اور سعادت مندی
 فرزند کو اپنے عالمِ تقدار اور بزرگوار باپ کے ساتھ کرنا چاہیے کیا مومن راشدینی تھیں تو کوہین
 کہتے تھے سمعت رجلا یذکر انہما بیکاحین القیحتی اجابہما الطیلین یعنی ان دونوں نے جو باہم
 ملاقات کی اس قدر رو اور آواز انکی بلند ہوئی کہ پرند جانوروں نے سوچ بٹو کے گریہ اور فغان
 شروع کیا اور بعد ملاقات کے حضرت ابراہیم نے ساتھ اسماعیل کے فرمایا کہ مجھ کو حقیقی لے فرمایا کہ
 اس مکان میں ایک گھر خدا کے واسطے بناؤں اور مجھ کام اپنے ماتھے سے گردن گاہیں جو میری
 میری کرے تو بہتر ہو کہ کار کرنا تیرا گویا کار کرنا میرا ہے حضرت اسماعیل نے کہا کہ کہان
 حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اس تو وہ بزرگ بلند پر حضرت اسماعیل نے کہا کہ حکم تمہارا
 اور حکم خدا کا دونوں اوپر سر اور آنکھ میرے کے البتہ اغانت تمہاری میں اس کام کے
 گردن گاہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے ذیقعدہ کو خانہ کعبہ کی بنا شروع
 فرمائی اور پچیسویں ماہ مذکور کو وہ بنا تمام ہوئی اس درمیان میں حضرت اسماعیل علیہ
 بہرہ فرنگ و پادشہ سے ادٹھا کر لائے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بنا فرماتے تھے حکم نے

بطریق صحیح اور یقینی ہے دلائل البتہ میں حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے اسے دیتا کیا کہ خبر دو تم مجھ کو خانہ کعبہ سے کہ یہ اول خانہ ہی کہ زمین میں بنا ہوا فرمایا ایسا نہیں پہلی بنی اسرائیل سے گھر بیت آدمیوں کے تہی اور آدمی اسے سکونت پسند کے بناتے تھے لیکن یہ خانہ اول اس خانہ کا ہی کہ واسطے عبادت خدا کے زمین میں مقرر کیا گیا اور بیت اور نور اور سپر اٹھا ہوا پہر قصبہ بنائے کعبہ شروع فرمایا ارشاد کیا کہ جب حضرت ابراہیم کو حضور خداوندی کی حکم ہوا کہ اس خانہ کو بنا کر تم تو اس کا معین مکان نہ جانتے تھے اور مرد دہے کہ مبادا مجھ سے اس ٹائین زیادتی یا کمی واقع ہو حق تعالیٰ نے سکینہ کو بصورت باد پیچیدہ اور کہہ خورد کے سجھا اور اس قطعہ ہوا کی دو تہیں اوس پر اسے ماندا بر کے زمین خانہ کعبہ پر یہ ٹھالا اور مثل سپر کی ہوا میں معلق کھڑا ہوا بعد اوس کے حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ بقدر سایہ سکینہ کی زمین کو مقرر کریں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے موافق اوس کے بنا فرمایا اور بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے مدت دراز تک بنا قائم تھی یہاں تک کہ بسبب سیلون کے منہدم ہوئی اور غالیقہ نے اوس کو اور پر طریقہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بنا کیا پہر منہدم ہوا فرقہ جہم نے بنا کیا پہر منہدم ہوا قریش نے بنا کیا اور جس وقت کہ قریش بنا کرتے تھے جو نوبت کہنے حجر اسود کے پہونچے باہم مناقشہ اور عنازعت شروع کی قریش کے فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ جانتا تھا کہ اس پہر کو ہم اپنے ہاتھ سے کہیں لہذا اس جگہ کے قطع و فصل کے واسطے یوں مقرر ہوا کہ جو شخص آل محمد میں اوسے اوس کو حکم کریں کہ موافق حکم اوس کے کر عمل میں لاویں ناگاہ سب پہونچ جو شخص یا آنحضرت ہو کہ راہ دراز بنی شیبہ آئے اور موافق قرار داپنے کے ان کو حکم کیا کہ ہوں فرمایا کہ ایک چادر لاؤ تم اوس چادر کو چھو اور حجر اسود کو اپنے ہاتھ سے اوس چادر میں چھوڑا بعد اوس کے ہر فرقہ کے سرداروں کو قریش کے فرقوں میں سے فرمایا کہ ایک ایک کوزہ چادر کا پکڑ کر اوتھاویں جو وہ چادر مجازی موضع حجر اسود کے پہونچ آنحضرت نے اوس حجر کو اپنے ہاتھ سے اٹھا کر بیچ اوس موضع کے رکھا اور ساتھ اور تھکر وصل کیا اور ازرقی نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ بنی ابراہیم علیہ السلام

[illegible]

عرض ما بین الرکن الشامی الی الرکن الغربی الذی فیہ الحجر اثین وعشرین ذراعاً جعل
طول ظهرها من الرکن الغربی الی الرکن الیمانی ثلثین ذراعاً وجعل عرض ما بین الرکن
الیمانی الی الرکن الاسود عشرین ذراعاً قال فلذلک سمیت الکعبۃ لانہا علی حلقۃ الکعب
قال وكذلك بنیان اساس آدم وجعل بابها بالارض غیر مبوب حتی کان تبعین
سعد الحیرى وهو الذی جعل لها باباً وجعل لها علقاً فارسياً وکساها کسوة تامۃ
وخر عندها وجعل ابراهیم الحجر الی جنب البیت عربیاً من عمارک یقہ العن فكان
در باب العن سمعیلاً وخر ابراهیم جبان فی بطن البیت علی ین من دخل یكون
خضر اذ البیت یلقى فیہ ما یهدی للکعبۃ وکان استودع الرکن ابا قیس حین
غرق الله الارض زمن نوح وقال اذا رايت خلیلی بنی بیتی فاطرحه فجا به
جبرئیل فوضعه مکانه وبناعیله ابراهیم وحنثذ یثلا لا نورا من صیاه
وکان نوره یضئ الی منتھى النصاب الخمر من کل ناحیہ صحیح بخاری اور در
صحیح معتبرہ میں مروی ہے کہ آنحضرت ایک روز حضرت عائشہ رض کو متصل خانہ کعبہ کے لئے گئے
اور فرمایا کہ دیکھہ تیری قوم نے کہ قریش تھے کعبہ کے بنائیکے وقت او سکوا قاعدون ابراہیم سے
اختصار کیا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ اب تم او سکوا تمام کرو فرمایا کہ ابھی تیری قوم تازہ اسلام
میں آئی ہے جو میں کعبہ کو ہم کر دن اور اوپر قاعدون ابراہیم کے تمام کروں میں ملحق کریں گے
اور کہیں گے کہ اس شخص نے اپنی طرف سے اور زمین کو کعبہ میں زیادہ کیا جو یہ حق نہ تھا البتہ
او سکوا اوپر قاعدون ابراہیم کے تمام کرتا میں اور دروازہ او سکا زمین پر چسپان کرتا اور اس خانہ
کو دورہ کرتا میں ایک دروازہ مشرق کی طرف اور ایک دروازہ مغرب کی طرف چھوڑتا میں یہاں
جاننا چاہیے کہ خانہ کعبہ کے چار گوشہ ہیں دو گوشہ کو یمانی کہتے ہیں کہ ایک اون میں گوشہ
مجاہد ہے کہ جانب مشرق کے واقع ہے اور ایک اون میں سے مغرب گوشہ یمانی ہے کہ جانب غرب کے
واقع ہے اور دو رکن کو رکن شامی کہتے ہیں ایک اون سے کہ جانب مشرق کے ہے مغرب برکن عراقی ہے
اور دوم کہ بجانب غرب ہے معدوف ساتھ رکن غربی کے ہے پس قریشوں نے بیچ وقت بناے کعبہ کے
ہر دو رکن شامی کو قاعدون حضرت ابراہیم سے ہٹا کر قدرے زمین کعبہ سے باہر چھوڑ دیا اور او

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

میں نے

زمین کو داخل کر کیا اور ایک دیوار گوشہ جواسو سے کن عراقی تک ہے ہی اٹار اوس کے کو قد کرنا
حضرت ابراہیم سے کو تہ کیا اس بہت اس جانب میں بھی قری بنیا حضرت ابراہیم مانہ چوہرہ دو کا
زمین سے بلند رہی اور اسکوتا دروان کعبہ کہتے ہیں اور جو جدار الدین زبیر نے اپنی ولایت میں
خانہ کعبہ منہم کر کے بنایا موافق اوس کے کہ آنحضرت نے ذہن اپنے میں قرار دیا تھا اور حضرت عائشہ
نے اوس کا اٹھا کر کیا تھا عمل میں لائے لیکن حجاج نے وہ غلبہ پیکر اوسی جاہلیت کی صورت کا اعادہ کیا
تو بیچ میں نہ کو ہے کہ مارون رشید نے اپنے سلطنت میں حضرت امام مالک سے تفسیر کیا تھا
کہ اگر آپ فرما دیں تو میں خانہ کعبہ کو چھ بطور میں زبیر کے کہ موافق خواہش ہے آنحضرت صلعم کے تھا
تیار کرادوں انہوں نے فرمایا کہ ہر خدیہ حدیث صحیحہ اور موافق اوس کے عمل میں لانا تسبیح
مرضی آنحضرت صلعم ہے لیکن مصلحت نہیں کہ بار بار کعبہ منہم کریں اور اوس کے بنائے تخریب
کریں کوسلطے اس صورت میں بنا کعبہ کے باز پھر بادشاہوں کا ہوگا ہر بادشاہ بطور خود بنائے
اوس کے کوسوم بادشاہت سے جانکر اوپر پیش قدمی کریگا اور مفسدہ عظیم پیدا ہوگا اور جس جا کہ
مصلحت ساتھ مفسدہ کے تقابل پیدا کرے رعایت دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیے اور مصلحت
سے دست بردار ہونا لازم ہے قاعدہ دوم وہ کہ تفسیر میں قواعد دیکھو کہ صورت حیرانی پیش آئی ہر اکثر
مفسرین قاعدہ کوساتھ ساس اور بنیاد کے تفسیر کیا ہے اس صورت میں رفع قواعد مقبول نہیں ہوا
کوسلطے کہ بنا کنندہ ساس کا اور بنیاد کو محل اپنے سے بلند نہیں کرتا ہے بلکہ دیواروں کو اوپر چٹا کر
گرہ کہ مخالفت روایات کو ارتکاب کیا جاوے اور کہا جاوے کہ حضرت ابراہیم نے زمین سے
نئے بنیاد اس خانہ کو اوٹھا کر روی زمین تک بلند کیا ہے یا کہا جاوے کہ بنیاد بلند کرنے کے
جمازی مئے مجھ ہیں کہ اوپر دیواریں بنائی جاویں اور بعضی مفسرین نے کہا ہے کہ مراد
قواعد سے سطریں سنگ درخت کی ہیں کہ ہر سطر تختانی مانند بنیاد سطر فوقانی کے سے
اور اسی واسطے لغت عرب میں اون سطرون کو ساقات البنا کہتے ہیں اور لغت ہندی میں اونکو
ردہ بولتے ہیں ہر چند ان سطرون کو رفع حقیقی مکانات اپنے سے متصور نہیں لیکن نسبت
ساتھ بنیاد کے تمام کو رفع حقیقی واقع ہے اور اصرح وہ ہے کہ مراد قواعد سے دیواریں ہیں کوسلطے
کہ لفظ قاعدہ کا لغت عرب میں بیشتر بمعنی ستون کے متعلق ہے اور دیواریں بمنزلہ ستون سقف کے

انہوں نے زمین کو داخل کر کیا اور ایک دیوار گوشہ جواسو سے کن عراقی تک ہے ہی اٹار اوس کے کو قد کرنا
حضرت ابراہیم سے کو تہ کیا اس بہت اس جانب میں بھی قری بنیا حضرت ابراہیم مانہ چوہرہ دو کا
زمین سے بلند رہی اور اسکوتا دروان کعبہ کہتے ہیں اور جو جدار الدین زبیر نے اپنی ولایت میں
خانہ کعبہ منہم کر کے بنایا موافق اوس کے کہ آنحضرت نے ذہن اپنے میں قرار دیا تھا اور حضرت عائشہ
نے اوس کا اٹھا کر کیا تھا عمل میں لائے لیکن حجاج نے وہ غلبہ پیکر اوسی جاہلیت کی صورت کا اعادہ کیا
تو بیچ میں نہ کو ہے کہ مارون رشید نے اپنے سلطنت میں حضرت امام مالک سے تفسیر کیا تھا
کہ اگر آپ فرما دیں تو میں خانہ کعبہ کو چھ بطور میں زبیر کے کہ موافق خواہش ہے آنحضرت صلعم کے تھا
تیار کرادوں انہوں نے فرمایا کہ ہر خدیہ حدیث صحیحہ اور موافق اوس کے عمل میں لانا تسبیح
مرضی آنحضرت صلعم ہے لیکن مصلحت نہیں کہ بار بار کعبہ منہم کریں اور اوس کے بنائے تخریب
کریں کوسلطے اس صورت میں بنا کعبہ کے باز پھر بادشاہوں کا ہوگا ہر بادشاہ بطور خود بنائے
اوس کے کوسوم بادشاہت سے جانکر اوپر پیش قدمی کریگا اور مفسدہ عظیم پیدا ہوگا اور جس جا کہ
مصلحت ساتھ مفسدہ کے تقابل پیدا کرے رعایت دفع مفسدہ کو مقدم کرنا چاہیے اور مصلحت
سے دست بردار ہونا لازم ہے قاعدہ دوم وہ کہ تفسیر میں قواعد دیکھو کہ صورت حیرانی پیش آئی ہر اکثر
مفسرین قاعدہ کوساتھ ساس اور بنیاد کے تفسیر کیا ہے اس صورت میں رفع قواعد مقبول نہیں ہوا
کوسلطے کہ بنا کنندہ ساس کا اور بنیاد کو محل اپنے سے بلند نہیں کرتا ہے بلکہ دیواروں کو اوپر چٹا کر
گرہ کہ مخالفت روایات کو ارتکاب کیا جاوے اور کہا جاوے کہ حضرت ابراہیم نے زمین سے
نئے بنیاد اس خانہ کو اوٹھا کر روی زمین تک بلند کیا ہے یا کہا جاوے کہ بنیاد بلند کرنے کے
جمازی مئے مجھ ہیں کہ اوپر دیواریں بنائی جاویں اور بعضی مفسرین نے کہا ہے کہ مراد
قواعد سے سطریں سنگ درخت کی ہیں کہ ہر سطر تختانی مانند بنیاد سطر فوقانی کے سے
اور اسی واسطے لغت عرب میں اون سطرون کو ساقات البنا کہتے ہیں اور لغت ہندی میں اونکو
ردہ بولتے ہیں ہر چند ان سطرون کو رفع حقیقی مکانات اپنے سے متصور نہیں لیکن نسبت
ساتھ بنیاد کے تمام کو رفع حقیقی واقع ہے اور اصرح وہ ہے کہ مراد قواعد سے دیواریں ہیں کوسلطے
کہ لفظ قاعدہ کا لغت عرب میں بیشتر بمعنی ستون کے متعلق ہے اور دیواریں بمنزلہ ستون سقف کے

وضوح القرآن
اس کے لئے تفسیر
سیدنا خصال طبری
تفسیر ابن کثیر
ان تائید بقرہ العنقرہ
اور بارگاہ اہل سنت
کو جب نبی اموی
میں ایک شخص عیال
نام دارا پاتا اور قاتل
اس کا معلوم ہوتا تھا
نبی اسرائیل پہنچے
پسے کہ قاتل معلوم ہو
کہا سوئی عیال سلام
اپنی قوم کو کہ مقررہ
قائل فرما ہے تاکہ وہ
نہ کہہ سکے کہ وہ ایک
مقررہ قاتل کا اس سے
پارہ نہ ہو جس کی اسی
اور ایک ایسا قاتل

لائے تھے اور بنا کو عرف میں ساتھ امر کے نسبت کیا کرتے ہیں یا ساتھ مباشرت کی
مثلاً کہتے ہیں کہ اس قلعہ کو خلائی بادشاہ نے بنا کیا ہے یا اس دیوار کو فلا نے معمار
اوگل کارنے بنایا ہے اور نسبت بنا کی طرف مزدور کی رائج نہیں واسطے اظہار اس
تفاوت کے حضرت اسمعیلؑ کو درمیان کلام کے ہمراہ ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام
کے درج نہ فرمایا تو شہرت مساوات کی سمجھی نہ جاوے البتہ دعائیں دو نور کثرت
مساوات کی رکھتی تھی کس واسطے کہ دو نور برابر آرزو مند قبول سعی اور محنت اپنی
کی تھی اور واسطے اولاد اپنی کے خواہاں عنایات ربانی کی تھی اور اسی واسطے حکایت
وعاین صیفہ مشکم مع الغیر کا اظہار تفاوت تابعیت اور تبعوعیت کی ارشاد فرمایا ہے
قائدہ چہسم وہ کہ دعا قبول عمل سے کہ ان دو نور بزرگوں سے واقع ہوئیں معلوم
ہوتا ہے کہ مرتب ثواب اور تعلق رضا اس فعل پر کہ مقرون ساتھ اخلاص اور
دوسری شرطوں قبول کی ہو واجب اور لازم نہیں والا طلب قبول میں باوصف
جاننے اخلاص نیت اپنی کے کچھ حاصل نہ تھا اور یہ ہے مذہب اہل سنت اور عجمت
کا اور مقررہ کہ قبول کو اس صورت میں ذمہ ہاری تعالیٰ کے واجب جانتی ہیں جو یہ
اس دعا اور طلب کے ساتھ اس وضع کی کرتے ہیں کہ غرض ان ہر دو بزرگوں کی طلب
کرنے قبول اس عمل سے وہ ہے کہ اُسکو جملہ افعال مقرونہ باخلاص اور سچہ شرط
قبول کی کرے بلکہ طلب کرنا قبول کا کنایت طلب نصیحہ عمل کی ہے ساتھ اس وجہ کے
کہ شمر قبول اور منج ثواب کا ہو لیکن عاقل پر پوشیدہ نہیں کہ اصل پر معترکہ کے کہ
افعال عباد کو مخلوق عباد اور وابستہ اختیار ان کی کا جانتے ہیں نصیحہ عمل اور
اسکو شایان قبول کی کرنا کار انکا انکے بات میں تھا اس کو جناب الہی سے
درخواست کرنا کچھ حاصل نہیں رکھتا اور ہر تقدیر کے ان دو نور بزرگوں نے جو
ساتھ فراست صادقہ نبوت کے جانا کہ جو وقت ہم کو حقتعالیٰ نے واسطے
بنائے خانہ اپنے کے حکم فرمایا ہے البتہ اس تقریب کے رنگ دوسرا
عالم میں ظہور کر گیا اور وضع تازہ واسطے عبادت کے کہ شبیہ ساتھ صورت

کہ حج ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام دھما مانتیان اور جب حضرت ابراہیم
حج سے فارغ ہوئے انکو جناب الہی سے حکم ہوا کہ اذان حج کی تمام روئے زمیں کو آدینوں
کے واسطے دین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدا ایا آدین میری کس کے
کان میں پہنچے گی آدمی اطراف جہاں میں منتشر ہیں حکم ہوا کہ آواز کرنا ذمہ تمہارا ہے
اور پہنچانا اُس آواز کا ہمپر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُس پتھر پر کہ معروف
بمقام ابراہیم ہے اور بنائے کعبہ کے بھی اُسی پتھر پر کھڑے ہو کر کے تہی اور وہ پتھر
ایسا بلند ہوا کہ کوہ ابوالقیس اور اور پہاڑوں سے بھی بلند ہوا کھڑے ہو کر باؤں
بلند تین بار کہا کہ اے آدمیو تمہاری خدا نے زمین میں واسطے اپنے ایک خانہ
بنایا ہے اور تم کو فرماتا ہے کہ واسطے حج خانہ اُسکے کے آؤ تم خواہ سوار ہو خواہ
پیادہ حق تعالیٰ نے اُس آواز کو کان میں تمام جہان کے لوگوں کے کہ موجود تھے
پہنچایا اور کان میں اُن ارواحوں کے کہ شکم مادر و ن اور پشت پر دون میں تین
بھی پہنچائی کسی نے ایک بار بلیک کہی اور کینے دوبار اور کینے زیادہ اور کینے
اجابت نہ کی جسے اجابت نہ کی اُسکو حج خانہ کا میسر نہیں ہوتا اور جسے ایک بار کہا
ایک بار حج کرتا ہے اور اسی قیاس پر پہنچنا چاہیے ایسے ہی روایت کیا اُسکو سعید بن
منصور نے اپنی سنن میں اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابن زنی نے اپنی
تاریخ میں مجاہد سے اور جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے ایشیہ
کیا کہ مناسک اس خانہ کے احرام سے سر نہ لے لے تک مشتمل افعالوں کثیر و ثاقہ طویلہ
پر ہونگی اور درمیان اشتغال کے ساتھ ان افعال کی لا بد کوئی سہو اور کوئی تقصیر
ہوگی و عا دوسرے عرض کی اور کہا وَثَبْتُ عَلَیْکَ اِیُّہُ اور تو بہ فرما ہمارے اوپر جو
مناسک میں اس خانہ کے ہے اور اولاد ہمارے سے کوئی تقصیر واقع ہو اور
اُس تقصیر کے کفارہ سے بھی ہلکا آگاہ کر کہ نہ ارک اُسکا کریں ہم مثلاً احرام کی حالت میں
ہم کپڑے پہنیں یا ناخن تراشیں یا خوشبو کو استعمال کریں یا سر کے بال تراشیں
یا شکار کریں کیا کرنا چاہیئے اور جو دوڑنا صفا اور مردہ کا نہر اموش کریں

خلیفہ اقصیٰ
 موعظہ اقصیٰ
 کربلا جی اسرار
 مولانا علیہ السلام
 ہمارے واسطے اپنے پورے دھار
 کو یقین کر رہا ہے
 واسطے جو کیا ہے رنگ
 اس گائے کا بے پیر
 قاتل اللہ تعالیٰ
 بقدر صفہ ام فانیہ
 کو تو کھائے اس کا
 سماخت مولانا علیہ
 اسلام نہ کہ تھیں
 ہے خدا تعالیٰ کہ ضرورہ
 لگاتے رہے نہ خوب جبری
 ہے زاری کی جگہ کی
 خوش کرتی ہے اپنے
 والوں کو جب کی خوبی سے
 قالوا اذم لنا ربنا
 جہنم لہما جہنم
 ان البہائم
 علیہ السلام

اہم یا طواف خانہ کا بے طہارت کرین کیا کرنا چاہیے تاکہ اس گناہ کے بوجہ سے سبک اور
 ان خلاص ہوں اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْحَرِيْمُ یعنی بہ تحقیق تو ہی ہے کہ بار بار
 توبہ قبول فرماتا ہے اور مہربانی کرتا ہے بندوں گناہ گار اپنی پر اور اس دعا اپنی سے
 طریق تدارک خطا مناسک میں جنایات احرام وغیرہ سے واسطے مسلمانوں اور اولاد
 انکی کے مشروع ہوا چنانچہ کتب فقہ میں مشروع ہے اور اس سورۃ میں ہی تہوڑا سا
 حال انکا مذکور ہوگا سپارہ دوسرے میں انشاء اللہ تعالیٰ باقی رہی یہاں چند بحث کہ
 مفسرین قرض اُسکا کرتے ہیں اگرچہ ان بحثوں کا عین تفسیر میں گذرا اول وہ کہ حضرت
 ابراہیم اور حضرت اسمعیل نے اس دعا میں جناب الہی سے چاہا ہے کہ ہم دونوں کو مسلمان
 کر حالانکہ مسلمان ان دونوں کی بالیقین ثابت تھی پس تحصیل حاصل کی لازم آئی جواب
 اُسکا وہ کہ مراد اسلام سے دین مسلمان اور اعتقاد اُسکا ہے پس غرض انکی اس دعا کے
 ثبات اور استقرار میں دین اور اعتقاد کا ہے نہ مطے اپنی اور اکثر اوقات عرف میں دوم
 شے کو ساتھ لفظ اُس شے کے طلب کرتے ہیں اور اگر مراد اسلام سے الفقیہ و تمام واسطے
 تکالیف الہی کے اور اذعان کلی اور خضوع ساتھ جمیع جوارح اور قوی کے اور رضی
 رہنا ساتھ قسمت اُس تعالیٰ کے ہے پس طلب ان چیزوں کا البتہ بہ نسبت ہر
 شخص کے مفید ہے خواہ نبی ہو خواہ غیر نبی کو واسطے کہ یہ چیزیں خارج ضبط سے ہیں
 اور بدن اعانت دائمی الہی اور توفیق شامل اُسکے کے میسر نہیں ہوتی بخلاف عقائد
 کے کہ چیز مضبوط اور محدود ہے اور توفیق الہی یکبار حصول اُسکے میں کفایت کرتی ہی
 بحث دوم وہ کہ لفظ من کا دمن ذمہ تائیں واسطے تبعیض کے ہے پس حضرت
 ابراہیم اور حضرت اسمعیل علیہما السلام نے بعض ذریعہ اپنی کو کو واسطے چاہا حالانکہ
 دعا خیر میں عموم اور شمول منظور رکھنا چاہیے اور نہ خاص کرنا لہذا آنحضرت نے
 اس اعرابی کو کہ خاص واسطے اپنی اور واسطے آنحضرت کے رحمت الہی کے درجہ
 کرتا تھا اور کہتا تھا اللھم ارحمنی ورحم اولیاءک ورحم معارفی یعنی بارخدا یا رحم کر
 اور مجھ کو اور نہ رحم کر تو ساتھ ہمارے اور کسی کو نہ دیا تھا لہذا حجت و اسعاف

تفسیر

ان شاء اللہ العزیز

حضرت مولانا

لو کہ یہ دعا ہمارے

واسطے ہو در دعا اپنے

کو تو بیان کرتے اور

جو کہ کہیں ہمارے

واسطے جو وہ گلے

کس طرح کے کام میں

ہو جو مقرر اس گلے

میں تشریف لے کر

جو الہی گلائیں کہ وہ

بہت بڑی اور

بہت جوان ہو اور

رنگ نہ دہو بہت

میں اور مقرر اضرار

تعالیٰ نے چاہا تو ہم

رہ جانے واسطے

ہوئے اس گلے کی

طرف تشریف لے کر

یعنے بند کیا تو نے شی فرار کو بیچ آداب امامت کے حدیث میں وارد ہے لایخص
 نفسہ بالدعاء جواب اُسکا وہ کہ اُنہوں نے ایک بار دعاء امامت میں حق لٹا لے سے
 سنا تھا کہ بعض ذریت میری سے ظالم اور فاسق ہو گئے اور بار دوسرے دعاء
 رزق میں سنا تھا کہ بعض اُن سے کافر ہو گئی پس نزدیک انکے بالیقین ثابت ہوا تھا
 کہ ارادہ الہی ساتھ کافر ہونے بعض اولاد میری کے متعلق ہوا ہے اور دعا کر نیوالے
 کو چاہیئے کہ ارادہ الہی کے برخلاف دعائے کر سے اس جہت سے اس دعائیں تخصیص
 فرمائے بحث سوم وہ کہ جو دعاء امامت کے حق میں بعض اولاد انکے کے مقبول ہو
 تھے پھر دعا اسلام کے واسطے اُسکے کیا درکار تھے کہ مرتبہ امامت کا بالاتر مرتبہ اسلام
 سے ہے اور موقوف اور حصول اسلام کے اور جو امامت اولاد اُنکی کو حاصل
 ہوئی اسلام بالادلی حاصل ہوگا جواب اُسکا وہ کہ مقصود انکا اس دعا سے وہ ہے
 کہ جماعت کثیر کہ اُسکو امامت کہہ سکیں مدت دراز تک مسلمانی بر قائم ہوں اور اجابت
 دعا امامت کی اگر دلالت کرتی ہے اور پر اسقدر کے دلالت کرتی ہے کہ بعض
 اولاد انکے اگرچہ ایک دو کس ہوں منصب امامت کا پاویں گی گو تابع اُنکے ایک دو
 شخص جنہی ہوں نہ اولاد اُنکی سے پس دعا امامت کے اس دعا سے کفایت نہیں
 رکھتے تھے بحث چہارم وہ کہ امت مسلمہ کا مصداق ان دو نو بزرگوار کی اولاد ہیں
 کون ہی جماعت گذری ہے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ فخران حضرت اسماعیل
 علیہ السلام اور نسل اُنکی ہے کہ مدت دراز تک اور توحید اور اسلام کے قائم رہی
 ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ بعض بعض ان سے ہر وقت میں آدمی ایماندار گذرے
 ہیں مثل زید بن عمرو بن نفیل و عبد المطلب جد آنحضرتؐ لیکن صحیح وہ ہے کہ مصداق
 امت مسلمہ کا اصحاب آنحضرتؐ کے ہیں قریش وغیر اُنکی اور اولاد اُنکی کو واسطے
 کہ دعا آئندہ میں واقع ہے کہ والبعث فیہم رسولاً منهم یتلو علیہم ھا تاک اور یہی
 اور فخران حضرت اسماعیلؑ، م اور نسل قریب اُنکی کی اور ایسے ہی زید بن عمرو بن
 نفیل اور قریس بن ساعدہ اور امثال اُنکی کی صادق نہیں آتی بلکہ ان الفاظ

موضح القرآن
 آج کل انہی قول اُنہی
 تفسیر قرآن میں
 ان اوصاف و اوصاف
 بہت سی تفسیر
 تفسیر قرآن میں
 موسیٰ کے کہ مقرر
 ہے خدا تعالیٰ کے
 تحقیق وہ کہ جماعت
 کثیر کی یہ سب کی ہیں
 حل چلتی ہو رہی ہیں
 اور نہ ہائی ہی کہبت کو
 سلامت اور اس کے
 سارے ان اسکا جو کہ
 نقصان نہیں آتی
 دائم ہے کسی اور طرح
 کے کہ یہ سب کے زاری
 کے جو وہ ایک کہبت کو
 ہے تب قالوا انہی
 جنت یا جنت

تعلیم کتاب اور حکمت فرماوے اور باطن انکی کو غفلت اور حجاب سے پاک کرے اور یہی صفات سوا اصحاب پیغمبر ہماری صلح کہ اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے ہیں مستحق نہیں ہیں اور ہونگی اور واسطے اسیکے اندر سورہ حج میں خطاب سنا صحابہ فرما کر ارشاد کیا ہے ملۃ ابیکم ابیہم

حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے نص صریح ہے بچ اسکے کہ پیغمبر آخر الزمان بعد کی طرف سے بیعت ہوں ہیں اور امت اسکی امت مسلمہ مقبولہ اور اسے نص کے ساتھ ازراہ یہود اور نصاریٰ کو ہو سکتا ہے اور تنصیص بالصفات قومی ترتیص بالاسماء اور اقاب سے ہے نزدیک محققین کے البتہ اس قدر شہرہ ہے کہ سیاق اس صفات کا سنا ایسے وجہ کے واقع ہو کہ کلی منحصر فرد واحد میں ہو تو احتمال شرکت کا نہ ہے اور اسیمواسطے اہل تحقیق اسپر ہیں کہ خلافت خلفاء اربعہ مانند ان نصوص کے منصوص ہے جب کہ تفصیل اسکے آیت استخلاف میں کہ اندر سورہ نور کے ہے اور آیت قتال مرتین میں کہ اندر سورہ مائدہ کے ہے اور آیت محلقین میں غزوہ حدیبیہ کے کہ اندر سورہ فتح کے ہے مذکور ہے بحث پنجم وہ کہ انبیاء کی توبہ کیا ہے یا نہیں گناہ سے معصوم ہیں اور توبہ بے گناہ کے متصور نہیں ہے جواب وہ کہ بحکم جنات الدجور امریات المقرین بہت چیزیں کہ حق میں انبیاء کے حکم گناہ کا نہ کہتے ہیں اور حقیقت میں گناہ نہیں اور یہہ مقتضای علو منصب انکے کا ہے جیسا کہ مضمون اس بیت کا ہے نزدیکیاں رامیش بود حیرانے ہم بشیر غایت و ہم بشیر عذاب اور واسطے اسکے حدیث شریف میں آیا ہے کہ یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی ایوم مآئۃ مہ کے لئے آدمیو توبہ کرو تم طرف اس کے پس تحقیق میں ہی توبہ کرتا ہوں طرف اس کے ایک دن میں سو مرتبہ اور بعضے اہل فقہ نے جواب دیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے دغاے اسلام میں ذریت اپنی کو ساتھ اپنی جنم کیا طلب توبہ کو بھی ساتھ متکلم مع الغیر کے لائے واسطے اشارہ کے طرف ذریت اپنی کے اگرچہ گناہ معصوم

وہا کا ذکر ہے کہ انکی تعلیم کتاب اور حکمت فرماوے اور باطن انکی کو غفلت اور حجاب سے پاک کرے اور یہی صفات سوا اصحاب پیغمبر ہماری صلح کہ اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے ہیں مستحق نہیں ہیں اور ہونگی اور واسطے اسیکے اندر سورہ حج میں خطاب سنا صحابہ فرما کر ارشاد کیا ہے ملۃ ابیکم ابیہم حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل کے نص صریح ہے بچ اسکے کہ پیغمبر آخر الزمان بعد کی طرف سے بیعت ہوں ہیں اور امت اسکی امت مسلمہ مقبولہ اور اسے نص کے ساتھ ازراہ یہود اور نصاریٰ کو ہو سکتا ہے اور تنصیص بالصفات قومی ترتیص بالاسماء اور اقاب سے ہے نزدیک محققین کے البتہ اس قدر شہرہ ہے کہ سیاق اس صفات کا سنا ایسے وجہ کے واقع ہو کہ کلی منحصر فرد واحد میں ہو تو احتمال شرکت کا نہ ہے اور اسیمواسطے اہل تحقیق اسپر ہیں کہ خلافت خلفاء اربعہ مانند ان نصوص کے منصوص ہے جب کہ تفصیل اسکے آیت استخلاف میں کہ اندر سورہ نور کے ہے اور آیت قتال مرتین میں کہ اندر سورہ مائدہ کے ہے اور آیت محلقین میں غزوہ حدیبیہ کے کہ اندر سورہ فتح کے ہے مذکور ہے بحث پنجم وہ کہ انبیاء کی توبہ کیا ہے یا نہیں گناہ سے معصوم ہیں اور توبہ بے گناہ کے متصور نہیں ہے جواب وہ کہ بحکم جنات الدجور امریات المقرین بہت چیزیں کہ حق میں انبیاء کے حکم گناہ کا نہ کہتے ہیں اور حقیقت میں گناہ نہیں اور یہہ مقتضای علو منصب انکے کا ہے جیسا کہ مضمون اس بیت کا ہے نزدیکیاں رامیش بود حیرانے ہم بشیر غایت و ہم بشیر عذاب اور واسطے اسکے حدیث شریف میں آیا ہے کہ یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی ایوم مآئۃ مہ کے لئے آدمیو توبہ کرو تم طرف اس کے پس تحقیق میں ہی توبہ کرتا ہوں طرف اس کے ایک دن میں سو مرتبہ اور بعضے اہل فقہ نے جواب دیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم نے دغاے اسلام میں ذریت اپنی کو ساتھ اپنی جنم کیا طلب توبہ کو بھی ساتھ متکلم مع الغیر کے لائے واسطے اشارہ کے طرف ذریت اپنی کے اگرچہ گناہ معصوم

ہوں جیسا کہ اگر جماعت میں اکثر آدمی ایسے فعل کی جو محتاج تو یہ کم تر تک ہوں تو اس وقت حقیقتہً تمام جماعت کے لئے توبہ کی درخواست صحیح ہے اور جو وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اندیشہ کیا کہ قیام اسلام امت کثیرہ کا کہ راین مختلف اور عقول متفادت رکھتی ہیں اتفاق تمام کا التزام یک و تیرہ اور سلوک یک طریقہ پر ہونے کی جامع اور کسی قاصر کے محالات عادت سے ہے واسطے حصول اس اتفاق اور بقا اس اتفاق کی مدت دراز تک دعا دوسری جناب الہی میں عرض کی اور کہا رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا يَعْنِي لے پروردگار ہمارے اور برہا کر درمیان اس امت کے کوئی پیغمبر لیکن وہ پیغمبر بھی خارج اولاد ہماری سے نہ ہو بلکہ فہم یعنی اس امت سے ہو تاکہ رسول اور امت مقبولہ اسکی ہر دو نذرت ہماری میں شمار ہوں اور شرف عظیم اور مرتبہ فیم جو حاصل ہو کیونکہ اگر امت اولاد ہماری سے ہو اور محتاج طرف کسی سے رسول کے ہوں کہ اولاد ہماری سے نہیں ہے پس ہکو کیا شرف اور مرتبہ باقی رہے اور یہی جو وہ رسول اسی امت سے ہو مولد اور منشاء اور نسب اور حسب اور اخلاق اور اوضاع اور صدق اور دیانت اور غید اور امانت اسکی سے خوب واقف ہونگے اقتدا اور اتباع میں اس کے بسر گرم رہیں اور متابعت اسکی سے عار نہ کریں کہ امت ایک کے کہ اپنے فرقہ سے ہوسرکش آدمیوں کو چندان دشوار نہیں ہوتی ہے بکلام سیاست اجنبی کے اور یہی حکم قرابت اور عمومیت اور حذوالت اور مصاہرت کے بہت طریق نفرت اور اعلالت اسکی کے بہم پہنچاتے ہیں اور بیچ جاری کرنے شریعت اسکی کے اور تثبیت امر اس کے کے نہایت درجہ کی کوشش اور سعی کرتے ہیں اور یہی جو وہ اس امت سے ہو شفقت اس کے اپنر زیادہ ہو اور تعلیم اور تقسیم میں اس کے مبالغہ کر دے کیونکہ آدمیوں کے نزدیک اجانب کی تربیت سے اپنے اقارب و عشائری کی ترتیب زیادہ مقصود ہوا کرتی ہے اور حرص اور شفقت آدمی کی اور پر قوم اور تہذیب لینے کے زیادہ تر ہے حرص اور شفقت اجانب سے بمقتضاے جبلت بشر کے لہذا حدیث شریف میں مذکور کہ اول من استقم له من امتی اهل بیتی ثم نبوہاشم ثم الاقرب فالاقرب من القریش

موضع انصار
تسے مال کے بدلے
مولد کی طرح کرنا
اس سے قصہ کا
بہت فوفا ہے خلیفہ
و اذ قالوا لک فکنا
فانزلناک فیما
واللہ علیہما
کلمہ و کلمتہما
اور یاد کرو لے بنی
اس کیل جب بارڈا
خاتمہ ہے پیشخص
جسے شمار ہو کر حرم
نے عین کو مار ڈالا تھا
پھر ایک دوسری بہت
کرنے لگے اور خدائی
قالی کا کہنے والا
ہے اس کے جو جو
چھپاتے ہو جو جب
وہ کائنات کی پ

اپنی ساری اُمت سے پہلے اپنی اہلیت کی شفاعت کرونگا پہر بنو ہاشم کی بہر جو قریب ترین
 بہر جو اقرب ہیں قریش میں سے اور امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے
 مروی ہے کہ فرماتے تھے خدا کی قسم اگر کبھی بہشت کی میرے ہاتھ میں دین کیسیکو
 بنی امیہ سے باہر بہشت سے نہ چھوڑوں میں اور شک نہیں کہ اس قسم کا رسول
 کہ مجموع اولاد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل سے مبعوث ہوا ہو غیر ذات
 عالی صفات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہوا ہے
 گواہی کے یہیچ اولاد حضرت اسمعیل کے اُس زمانہ تک کوئی رسول مبعوث
 نہوا تھا اور اگر کوئی حق میں زید بن عمرو بن نفیل اور قیس بن ساعدہ کی احتمال
 بنوت کا رکھے احتمال رسالت کا البتہ نہ رکھے اور اگر بالفرض رسول ہی
 ہوتے انکی اُمت مسلمہ البتہ نہ تھی اور اگر امت مسلمہ ہی انکی ہوتی یہہ اوصاف خود
 البتہ ان میں متحقق نہ تھی کہ **يُكَلِّمُهُمْ بِاللَّيْلِ** یعنی پڑھتا ہے اُن پر آیات تیری او
 پڑھنا آیات الہی کا بدون نزول کسی کتاب کی اُسپر نہیں ہو سکتا پس چاہیے کہ
 اُسپر کوئی کتاب ہی نازل ہو ہر چند ساتھ تلاوت آیتوں اُس کتاب کے الفاظ
 اُس کتاب کے زبان پر شاگردوں اُسکے کے جارہی رہینگے لیکن نعمت تمام نہوگی
 مگر جو معانی اُس کتاب سے بھی اُنکو مطلع کریں **وَيُكَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ** یعنی اور سکھلا دے
 اُنکو معانی کتاب کے کہ مدلول ظاہر عبارت اُسکی ہے اور گویا جاننا اُن معانی
 کا جاننا نفس کتاب کا ہے کیونکہ وہ معانی بسبب کمال وضوح اور ظہور کے الفاظ
 سے افلاک نہیں رکتے اور بھر دسنے اُن الفاظوں کے ذہن میں آتی ہیں
 بے احتیاج کی طرف تامل اور تعمق نظر کے لیکن جاننا ان معانی اُس کتاب کا
 اسراروں پر اُس کتاب کے خبہ دہر نہیں کرتا تو کہ لذت احکام اُس کتاب کی سرگرم
 کے پاوین اور ساتھ شاط تمام کے فرمان بردار امر اُس کتاب کی سرگرم
 ہوں پس چاہیے کہ اُنکو اوپر اسرار اُس کتاب کے ہی آگاہ کریں ونگاہ
 یعنی اور سکھلاتا ہے اُنکو وہ سر اور حکمت کہ درمیان ہر حکم اور ہر لفظ

ترجمہ
 مضافاً واذلک
 یعنی اللہ الکریم و
 یکتا الہ لا شریک لہ
 پھر ہر ایک
 اُس حق پر ایک
 پھر ہر ایک
 جب کوئی اثر اُس کا
 سے بن کر اس کا
 ہی اُنہا اور ہر نعم
 بنے گا اور اُس سے
 قائل کا نام یاد آوے
 کرنے والے وہی
 کے یہی تھے اُنہوں نے
 مال کیواسے حکمت
 بجا کر کچھ کو مار ڈالا تھا
 پھر اُنکا نام بتا کر
 اور دیکھا سوچا یہی
 جلاوے غرضتالی بیخ
 کہ دون مردوں کو
 اور کیا تانا ہے

اُس کتاب کی ولایت کئے گئے اور مستور ہیں تو علم ظاہر اور علم باطن کو جامع ہوں کیونکہ علم باطن بغیر علم ظاہر کے بیدینی اور اتحاد کا سبب ہو جاتا ہے اور علم ظاہر بے علم باطن کی طرف مگر اور حیلہ سازی کی کہنچتا ہے اور جو تعلیم اور تعلم ایک حد منقطع کہتا ہے کس واسطے کہ نہ قوت معلم کی تسلیم میں ہر چیز کے کفایت کرتی ہے اور نہ قوت متعلم کی بیچ حفظ ہر ہر نکتہ کے وفا کرتی ہے پس چاہیے کہ واسطے تحصیل بلکہ اخذ علوم غیب سے انکو بیچ مرتبہ نبوت صناعی کی کہ عبارت ولایت سے ہی پہنچا دے دینی تعلیم یعنی اور اُنکے لوح نفوس اور ارواح کو پاک کرے اُس کدورت سے کہ حجاب معرفت عیبانی کا سین ہو اے اور آئینہ استعدادات انکی کو صاف تمام کر تو خود بخود تعلیم و تعلم کے اسباب سے کہ القاعے غیبیہ لوح مدر کہ اُس پیغمبر پر ہوتی تھی انپر ہی ہو اور ساتھ اس ترتیب کی کہ نہایت کو پہنچی انکو مانند اپنی کرے اختلاف حقائق الہیہ میں مگر اسقدر کہ نبوت اصلی نہ رکھے گویا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ایل نے جانا کہ یہ پیغمبر خاتم المرسلین ہو گا اور بعد اُس سے رسول نہ آؤں گا پس ناچا امت میں اُسکی اثر نبوت کا کہ ولایت ہے مدتوں تک باقی رہی تاکہ وہ امت بقدر اسکان فیض نبوت سے بے بہرہ نہ رہیں نہایت چو نہ گزشت و گلستان شہ خراب ہوئی گل را از کہ جو نیم از گلاب پڑ اور ہم اسد عا کو تجھے اُس سبب سے چاہتے ہیں کہ اُنکے آفت العزیز انکے حکم دینے تحقیق تو نہایت صاحب عزت اور نہایت صاحب حکمت کا ہے تو عزت تیری تقاضا نہیں کرتے کہ ہر کسی کو بلا واسطہ تعلیم علوم کی فرا دے تو اور ساتھ اُسکی ہمکلام ہو تو اور آیات اپنی کو اُسپر نازل کرے تو اور حکمت تیری تقاضا کرتی ہے کہ کسی کو افراد بشہ سے خالی معرفت ذات اور صفات اپنی سکھو نہایت نظام صالحہ معاش اور معاد سے محروم نہ چھوڑے تو پس جماع ان دونو مقتضا کا ساتھ اسی صورت کے میسر ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی کو درمیان سے اُنکے خاص کرے تو ساتھ رسالت اپنی کے اور بواسطہ اُسکی اس فیض کو طرف دوسروں کی پہنچا دے تو کہ یہی عزت تیری بجا رہی گی اور یہی حکمت تیری معطل نہ ہو حکمت محض است اگر لطف جہان انور

موجودات
خدا تعالیٰ کو نہایت
خدا تعالیٰ شاکر
نشانیاں
غور و ادب کے خدائی
قادر و مدبر کو جلا
ہے نہ قوت و قوت
میں بقدر ذات
کما شجاعت آفت
آفت شجاعت بہر
ہوئے دل تبارے
لے ہو دیو و جانی
حاصل کے پیشے ایسی
نشان قدرت کی بیکبر
دل تبارے نرم ہو
پارہ دل تبارے
جیسے تیرے بلکہ تیرے
ہوئی یاد تیرے میں
کہ وقت میں ایجاد
آپ بچھو نہایت
و ان بچھو نہایت
فہم و

اور فرماوے گا پادشہ اور ہر حکم اور ہر قصہ اور ہر وعدہ اور ہر وعید کو نبشتا اور صلہ اسکی
کے عالموں غیبیہ الہیہ اور نظامات کارخانوں اس کے وابستہ جانے اور شیون ظاہر
کو اس احکام اور معاملات میں ملاحظہ کرے اور یہ مرتبہ اعلیٰ مرتبوں کسبیر راشت
انبیاء علیہم السلام کا ہے مرتبہ چوتھا وہ کہ جو ہر روح اسکی مزی اور مصفا ہوا اور اس سے کہ پیغمبر
نے کیا یا ہے اسکو ہی ساتھ تبعیت کی حصہ حاصل ہوا اور یہ آدمی قائم مقام نبی کی ہر
اور وارث کامل است کا کہ گویا ظن پیغمبر اور نمونہ اسکا بعد اس سے باقی ہے اور مقام لائق
خلافت اور وصایت پیغمبر علیہ السلام بعد انتقال اسکی کے ہے اور یہ مرتبہ اعلیٰ مرتبوں
امتیو کا ہے مطلقا لیکن وہی ہے کسب کو حصول میں اسکی دخل نہیں لیکن بطریق اعداد
اور تقریب کے واسطے اشعار کے ساتھ تفاوت اس مرتبوں کی پستی سے طرف بلند کی
اس ترتیب کو اختیار فرمایا ہے فائدہ سوم وہ کہ لفظ واجعلنا مسلمین لك کہ ساتھ حرف
عطف کے واقع ہے معطوف علیہ اسکا کیا چیز ہے اگر لفظ تقبل ہے پس جملہ انك انت
السمیع الجلیل اور جملہ ندا یہ ربنا و لو معترضہ ہونگے الف واسطے تعلیل کے دوم واسطے
تاکید دعا اور جو معطوف علیہ اسکا محذوف ہے پس تقدیر کلام کے ایسے ہو گے
ربنا افعل هذا واجعلنا مسلمین لك اور ترکیب ربنا و اجعلنا فہم کو بھی ساتھ ہی
دستور کے سمجھنا چاہیئے اے ہم طرف اسکی کہ لانا حرف عطف کا ایسی صورت میں کہ محج
ساتھ تفسیر معطوف علیہ کے ہو کیا ضرور تھا حکمت اس میں وہ ہے کہ اشعار ہو ساتھ مل گئے
کہ غرض ہماری ان دعاؤں سے جمع درمیان حصول مطالبہ گانہ کی ہے حصول
یک ایک مطلب تنہا کے چہارم وہ کہ حکمت کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے
کہا ہے کہ مراد حکمت سے صواب پر ہونا قول او فعل کا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حقیقت
حکمت کے تشبیہ ساتھ جناب حضرت حق کے ہے بقدر طاقت بشکر اور مناسب اسی
قول کے ہے جو کہ حدیث صحیح میں واقع ہوا ہے تخلقوا باخلاق اللہ متصف ہو تم ساتھ صفات
الہ تعالیٰ کے قتادہ اور امام شافعی سے مروی ہے کہ مراد حکمت سے اجماعت نبوی
ہے کہ رکن دو سر ارکانوں شرع اور اصل عمدہ اصول دین سے ہے اور بعض نے کہا ہے

صفحہ ۷۵
ما علقوہ
وھکھکون
اسے یہاں سلانوں
اب تم توقع نہ کرتے ہو
وہ کہ سچ ماننے کی ہو
تجاری اسلام کی
بات کو اور نبی ایک
قوم ہو دیوں سے
حضرت موسیٰ علیہ
السلام سے وقت و
نستہ تہا اپنے بھائیوں
بہمن خدا کی تعالیٰ
کی توہ طو کے پاس
پہر اس بات کو
پل و راستہ تہا پہر
اور جان بوج کر کہنے
حکم خدا کی کا منکر
جب قوم میں آئے
تو کیا کہ حکم توہم
نہا ہے او۔

اسکی دن قیامت تک یہہ میں اسباب برگیروں اسکے کے دنیا میں اور جس شخص کو دین کی پیروی کے سبب سے صاحب ملت سے اُمید شفاعت ہو آخرت میں پس ابراہیمؑ شایان اس اُمید کا ہی ہے وَ اِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَیْسَ یُتَحَقَّقُ وَہ آخرت میں اگرچہ بیچ اسوقت کے نبوت اور رسالت اور امامت اُنکی منقطع ہوگی لَمِنَ الصّٰحِحِّیْنَ یعنی النّبۃ صالحوں سے سہ ساتھ ولایت خاصہ اپنی کے جو اُنکی نبوت و رسالت کا ادنیٰ درجہ ہے اگرچہ نبوت اور رسالت اُنکی افضل ولایات مخصّصہ سے نہ ہو ہر چند یہ تمام کمالات اُنکی تدریجاً تمام کر نہیں حاصل ہوئی اور دائم ترقی میں تھی لیکن اصل اور تخم اس کمالات کا اُس میں بحمد و سلام کے بویا گیا اِذْ قَالْ لَہٗ رَبُّکَہٗ یعنی جووقت کہ فرمایا اُسکو رب اُسکے لئے ساتھ وحی خفی کے کیونکہ تاہنوز وحی ظاہر اُسپر نہیں آئی تھی اور پیغمبر نہ ہوئے تھے اَسْلَمَہُ یعنی متقاد ہو جمیع اسماء آئیمہ اور احکام اُنکی کا ہر زمانہ میں جس شخص کے واسطے ہے کہ پیغمبر اور عین اس فرمانے میں اُسکو پروردگار اُسکے لئے ساتھ جمیع اسماء اپنی کے جذب فرمایا اور حضرت ابراہیمؑ نے سبب اُس جذب قوی کی۔ فِی اخْتِیَارِ قَالٍ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی کہا متقاد ہوا میں ساتھ جمیع قوی اور لطائف اور جوارح اور اعضا اپنی کے واسطے رب العالمین کے کہ ہر عالم میں ایک اسم نے انماؤں اُسکے سے ظہور فرما کر ربوبیت اُس عالم کی کرتا ہے پس طالب ہر کمال کو توسل ساتھ اُسکے حصول مطلب اپنے میں کافی ہے اور روح ابراہیمی میں وسعت جمیع کمالات مطلوبہ کے ودیعت ہے اتباع ملت اُسکی کے اور اقتدا مشرب اُس کے سے آدمی کو طالبوں حق سے اسیر جابر نہیز اور اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ معنی اسلام کے کہ حضرت ابراہیمؑ ساتھ اُسکے نامو ہوئے ورے اسلام عرفی کے ہے اور منتہاے کمالات انسانی کا ہے پس وہ اشکال کہ جسے مفسرین کو اس آیت میں متیہ کیا ہے زائل ہوا اور تحریر اُس اشکال کی یہ ہے کہ امر باسلام حضرت ابراہیمؑ کو نہ قبل نبوت سے نہ بعد اُس میں سے صحیح ہوتا ہے کیونکہ انبیاء ہمیشہ مسلمان ہوتے ہیں اور کفر تبعی سے یعنی بہ تبعیت مادر اور پدر کے حکم ساتھ کفر یا کفر سے جائز نہیں جیسا کہ اور کافروں کو جائز ہے اور ہر اعتقاد سے

فوض المان
احوال مذکورہ
نے فرمایا
پیغمبر کا اس واسطے کہ
مسلمان ہوں
اور دین کی ترقی میں
اس تھاوی ترقی
ہوئی سے ہمارے
پروردگار اُسکے
جو کہیں کہ پیغمبر
ہی ایمان لائے
میں نہیں جانتے
کو جو فرمایا کہ
ہو جادین گے
ایسا ہیہ دشمن کو
ہو سو خدا کی تعالیٰ
فرماتے کہ وہ حق
اگرچہ کہ وہ حق
اللہ تعالیٰ کا
وہاں تک کہ وہ

ہو دو اور نصاری کہیں کہ نزدیک ہمارے بھی ستم ہے کہ ملت ابرہہ کی اکل ملتوں اور افضل
انکی کا ہے اور جامع ترین ملتوں کمالات انسانیت کا ہے لیکن یہ ملت خاص تھی ساتھ حضرت
ابرہہ علیہ السلام کے کہ طرف ادب کمال کی پہونچی تھی اور مقام غلت میں مشرف ہوئے
باخص ہے ساتھ انبیاء عالی قدر کی اولاد انکی سے عوام کو نہیں پہونچتا کہ اتباع
اس ملت کی کرے کہ واسطے کہ وہ نوع استیحاء کمالات کا دائرہ استعداد انکی سی خارج
ہے مثلاً اسکے عوام امت کو نہیں پہونچتی کہ ساتھ مخصوصات انبیاء علیہم السلام کی افتاد کریں جیسے
چار عورتوں سے زیادہ نکاح کرنا اور مانند اسکے پس حق میں دوسروں کے وہ ملت لازم
العمل نہیں انکے اس اعتراض کے جواب میں کہنا چاہیے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا خود
ساتھ اس ملت کے عمل فرماتے تھے دوسروں کو اتباع اور اولاد اپنی سے بھی ساتھ امت
کے تکلیف دیتی تھی پس معلوم ہوا کہ وہ ملت مخصوصات انکی سے نہ تھی بلکہ جیسا حیات میں
اپنے ساتھ اس ملت کی تکلیف دی ہے بعد وفات سے بھی ساتھ اسی ملت کے امر فرمایا ہے
وَوَضِعْنَا بَقْرًا اَبْرًا هَيْمَرًا بَدِيدًا اور وصیت فرمائی ہیں ساتھ اسی ملت کے ابراہیم علیہ السلام
اپنے فرزندوں کو جو آٹھ شخص تھے اور ان سب میں بڑے حضرت اسماعیل علیہ السلام میں
جنکی والدہ جادہ حضرت ہاجرہ قطیبہ اور حضرت اسحق ہیں جنکے مادر حضرت سارہ و مہترم حضرت ابراہیم
علیہ السلام کے کہ ہارن نام رکھتی تھی اور یہ ہر دو پیغمبران عالی قدر تھے اور چھٹے دوسرے
لطفن قنطورا و خنتر یقطن کفانیہ کہ نسل عربیہ سے تھے اور وہ چہرہ مدین اور مدائن اور یثرب
اور زموان اور سبق اور شخی ہیں یہ چھوٹوں کے چھوٹے پیغمبر نہیں ہوئے پس معلوم ہوا کہ وہ ملت
بھی حضرت ابراہیم اور بھی اوپر انکے اور بھی وفات انکی کے واجب العمل تھے اور ان
نے کلبی سے روایت کے کہ حضرت ابراہیم نے حضرت اسماعیل کو کہہ مکہ معظمہ میں ساکن
فرمایا اور نسل انکی وہاں جاری رہی اور حضرت اسحق علیہ السلام کو کفنان میں ہمارا
اپنے ساکن فرمایا اور مدین کو شہر مدین بن کہ بنام اسکے لقب ہے اور اولاد اسکے
وہاں نہیں حضرت شعیب علیہ السلام اولاد انکی سے ہیں اور مدائن اور دوسرے
انکے فرزندوں کو شہروں مشام اور روم میں متفرق کیا ہے پس ان کے گھرانے خدمت میں

لونی المملکت
بیرہ اہل بیت
اور کوئی نہیں دیکھا
اور پادشاہان
پیغمبران
بخشوالیوں کے
بنی بن دہ لوگ
سبکات کے
میں لوگ
دائے
اپنے گمان سے
پن کچھ
اس پاس
الکلیف
الکلیف
میں کوئی
بہ نسبتاً

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عرض کیا کہ تم نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو جو
 میں خانہ خدا کی جگہ دے دی اور حضرت اسحق علیہ السلام کو ہمراہ اپنے رکھا تم نے ادھر
 سب کو جدا کر کے زمین و خشت اور غربت میں ڈالا تم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 سے فرمایا کہ مجھ کو جناب الہی سے اسی قسم حکم ہو ہے ناچار ہوں میں لیکن میں تم میں
 ہر ایک کو امارا الہیہ میں سے ایک اہم تعلیم کر دینگا میں کہ حل مشکلات اور طلب حاجات میں
 کفایت کو گچا پس ہر ایک کو اُسے ایک اہم ہماؤں الہی سے تعلیم فرمایا کہ جب وقت قطع
 کے ساتھ اُس اسم کے دعا کرتی تھی تو یہ آتا تھا اور وقت مقابلہ دشمنوں کے ساتھ
 اُس اسم کے توسل ڈھونڈتے تھے تو نصرت پاتی تھی اور اتباع اس ملت کی
 مخصوص ساتھ اولاد دیتے تھے حضرت ابراہیم کے نہتے بلکہ ذیقتوب یعنی اور یعقوب
 بھی کہ پس حضرت اسحق علیہ السلام کی دختر حضرت لوط علیہ السلام سے تھے اور نبی
 حضرت ابراہیم کے تھی اسی قسم لہذا فرزند اپنی کو کہ روہی جہنم و پل ہی کہ تھیں
 اور شعون اور لاد سے اور یہود اسے لیا دختر لایان کے پیٹ سے کہ خال حضرت
 یعقوب علیہ السلام کی ہوتی تھی اور یوسف اور بنیامین راحیل دختر دوم لایان کے پیٹ
 اور زیتوں اور قیناخر اور دان اور نفتانے اور کاد اور نتر کہ جو کہ کو کے پیٹ
 تھی سب کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے جمع کیا وقت وفات اپنی کے مصر میں اور کہا
 یا بانی یعنی اے لڑکے میرے اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ یعنی بہ تحقیق اللہ تعالیٰ
 نے واسطے تمہارے چنا اور برگزیدہ کیا ہے اس دین کو کہ اسلام ہے اور گویا غیر
 اس کے دین نہیں اور کوئی اعتقاد اور کوئی عمل کہ مخالف اُس کے ہو مقبول نہیں
 قُلْ اَمْوَالٌ اِلَآ وَآلَکُم مَّوْسیٰ یعنی پس چاہیے کہ نہ مرد و تم مگر اس حالت میں
 کہ تم اوپر دین اور اسلام کی قائم ہو اور ظاہر ہے کہ حضرت یعقوب جد نبی اسرائیل
 کے تھی اور اولاد اپنی کو ساتھ یہودیت اور نصرت کے وصیت نہیں فرمائی بلکہ یہ
 اسلام اور انقیاد احکام الہی کے جس طرح کے کہ زمانہ میں اوپر زبان ہر پیغمبر کے پاس
 پاتی باہیاں ایک سوال جو طلب اور ذہن ہی کہ موت اضطرابہ امروں سے ہے

من صبح الموعود
 پھر غرور و غلاب اور غلاب
 ہے اور ان کو کہ کہ
 کہتے ہیں کتاب اپنے
 مانتوں سے پھر کہتے ہیں
 کہ خدا کی تعالیٰ کیون
 سے ہے یعنی عالم ہون
 کے آپ کہ کہ جابل
 کو کہتے ہیں کہ تو کہتے
 میں کہتا ہوں کہ جان
 خدا کی تعالیٰ کے
 پاس سے آیا ہے
 یا سو کہتے ہیں کہ
 تو یوں اُس کہتے ہیں
 سے سب بول تھوڑ
 سائے تو ریت میں
 صفت جو کہتے ہیں
 کہ وہ کہتے ہیں کہ
 تھے آخری زمانے
 کا پیغمبر بصورت
 گند رنگ

اور نہی کو چاہیے کہ متعلق ساتھ امور اختیاری کے ہو اس کلام میں نہی موت سے
کیونکر واقع ہوئی جواب اُسکا وہ یہاں نہی سے مطلق نہی مراد نہیں بلکہ نہی اُس موت سے
جو غیر حالت اسلام کے طریق پر ہو اور گویا درحقیقت یہ بھی امر ہے دوام رہنا اور پر حاکم
اسلام کے تاکہ موت غیر اُس حالت میں نہ آوے جیسا کہ کہتے ہیں لا تفضل الا وامت
خاشع یہاں نماز سے نہی نہیں ہے بلکہ نماز میں خشوع کے ساتھ امر ہوا ہے اور صحاح میں
برایت جابر بن عبد اللہ کے آیا کہ میں نے آنحضرت علیہ السلام سے سنا کہ قبل تین دن وفات اپنی
سے فرماتے تھے لا یجوزن احدکم الا وھو یحس الظن بربہ یعنی بچاہیے کہ مری کوئی
تم میں سے مگر اس حالت میں کہ گمان نیک رکھتا ہو سنا ہنہ پروردگار اپنے کے اور غفوا
رحمت اُسکی نصب العین کرے تفاسیر میں مرقوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ کے پہلو
نے قصہ وصیت حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ نبینا وعلیہ السلام اور حضرت یعقوب
کا سنا کہا کہ وصیت حضرت ابراہیم کی ہم نہیں جانتے ہیں کہ ساتھ کس چیز کے تھی
لیکن حضرت یعقوب خود اس جہاں سے نکلے ہیں جب تک کہ وصیت میں یہودیت
کے اپنے فرزندوں کو نہ کی ہے حق تعالیٰ نے جواب میں انکے فرمایا کہ آیا تم دعویٰ
کرتے ہو یعقوب پر کہ پیغمبر تھی اُس خبر کا کہ بے سند درست ہوا **وَأَمَّا كُنُزٌ مَّا ظَنَّمُوا**
یعنی یا تم نے تم حاضر اور گواہ **إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ** یعنی جسوقت کہ نزدیک آئے
یعقوب کو موت خصوصا **إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ** یعنی جسوقت کہ کہا لڑکوں اپنے کو **مَّا ظَنَّمُوا**
مِنْ بَعِيٍّ یعنی کس چیز کی عبادت کرو گے تم میرے بعد غرض انکی اس پوچھنے سے
وہ تھی کہ لڑکے رو برو انکے اقرار ساتھ توحید کے کریں اور یہ اُن سے اس اقرار پر
پیمان مضبوط لینا چنانچہ لڑکوں نے انکی غرض کو سمجھا **قَالُوا أَتُفَكِّرُ الْهَكَ** یعنی ہاں ہوں
ہم عبادت کریں گی معبود تیرے کے کہ اوصاف پاک اُس کے زبان تیری سے سننے سے
ہیں اور دلائل قطعہ اُس اوصاف پہچانیں ہیں سننے اور وہ معبود تیرا محض مصنوع
خیال اور منہوت ہم تیری کا نہیں بلکہ وہ معبود معبود جسم اہل حق کا ہے اور **سُئِلَ**
کہتے ہیں **يَوْمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** یعنی اور عبادت کریں گے ہم معبود پروردگار

موت کا زمانہ
یہاں نماز سے نہی نہیں ہے بلکہ نماز میں خشوع کے ساتھ امر ہوا ہے اور صحاح میں
برایت جابر بن عبد اللہ کے آیا کہ میں نے آنحضرت علیہ السلام سے سنا کہ قبل تین دن وفات اپنی
سے فرماتے تھے لا یجوزن احدکم الا وھو یحس الظن بربہ یعنی بچاہیے کہ مری کوئی
تم میں سے مگر اس حالت میں کہ گمان نیک رکھتا ہو سنا ہنہ پروردگار اپنے کے اور غفوا
رحمت اُسکی نصب العین کرے تفاسیر میں مرقوم ہے کہ پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ کے پہلو
نے قصہ وصیت حضرت ابراہیم صلوٰۃ اللہ علیہ نبینا وعلیہ السلام اور حضرت یعقوب
کا سنا کہا کہ وصیت حضرت ابراہیم کی ہم نہیں جانتے ہیں کہ ساتھ کس چیز کے تھی
لیکن حضرت یعقوب خود اس جہاں سے نکلے ہیں جب تک کہ وصیت میں یہودیت
کے اپنے فرزندوں کو نہ کی ہے حق تعالیٰ نے جواب میں انکے فرمایا کہ آیا تم دعویٰ
کرتے ہو یعقوب پر کہ پیغمبر تھی اُس خبر کا کہ بے سند درست ہوا **وَأَمَّا كُنُزٌ مَّا ظَنَّمُوا**
یعنی یا تم نے تم حاضر اور گواہ **إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ** یعنی جسوقت کہ نزدیک آئے
یعقوب کو موت خصوصا **إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ** یعنی جسوقت کہ کہا لڑکوں اپنے کو **مَّا ظَنَّمُوا**
مِنْ بَعِيٍّ یعنی کس چیز کی عبادت کرو گے تم میرے بعد غرض انکی اس پوچھنے سے
وہ تھی کہ لڑکے رو برو انکے اقرار ساتھ توحید کے کریں اور یہ اُن سے اس اقرار پر
پیمان مضبوط لینا چنانچہ لڑکوں نے انکی غرض کو سمجھا **قَالُوا أَتُفَكِّرُ الْهَكَ** یعنی ہاں ہوں
ہم عبادت کریں گی معبود تیرے کے کہ اوصاف پاک اُس کے زبان تیری سے سننے سے
ہیں اور دلائل قطعہ اُس اوصاف پہچانیں ہیں سننے اور وہ معبود تیرا محض مصنوع
خیال اور منہوت ہم تیری کا نہیں بلکہ وہ معبود معبود جسم اہل حق کا ہے اور **سُئِلَ**
کہتے ہیں **يَوْمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** یعنی اور عبادت کریں گے ہم معبود پروردگار

کے لیکن نہ وہ بدرجو مشرک گذرے ہیں اور اسکی ذات کی معرفت ڈری ہے
 بنی منیٰ کے بلکہ ابنا ہیتمہ وَاَسْمَاعِلَ وَاِسْحَاقَ جب اہل کے حضرت یعقوب کے
 ڈری کہ مبادا اصفاف کی تعدد سے تو ہم تعدد مضاف کا پیدا ہو تو کہا اِلْهَآءًا اَحَدًا
 یعنی عبادت کرینگے ہم اُس یگانہ کو کہ ساتھ کسی وجہ کے تعدد نہ رکھے اور عبادت کو بھی
 ایک طور پر اور ایک وضع پر التزام نہ کرینگے ہم بلکہ اس امر میں بھی تابع حکم الہی کے ہونگے
 ہم وَمَنْ لَّہٗ مُشْرِکُوْنَ یعنی اور ہم تمام محض واسطے اُسکے انقیاد کرتے ہیں علم سیکھا
 ہر زمانہ میں کہ زبانِ حبیبِ پیغمبر علیہ السلام کے آوے واجب قبول جانتے ہیں ہم اور
 مقابلہ میں اُسکے اصرار و بجا ہر وضع کا مالون اپنی کے نہیں کرتے ہیں ہم اور تم لے
 اہل کتاب اگرچہ اولاد ان بزرگوں کی ہو لیکن درمیان تھا سے انقیاد انکی سے کچھ
 حصہ اور بہرہ نہیں لگو ہو چنچا ہے کہ ساتھ انقیاد انکی کے فخر اور مباہات کرو تم اور
 اپنی بزرگی اور فضیلت ساتھ نسبت کرنے انکے کے ثابت کرو تم کو واسطے کہ تِلْكَ اُمَّةٌ
 قَدْ خَلَتْ یعنی یہ گروہ ایک جماعت تھی کہ گذری اور اثر وصیت انکی کا درمیان تھا ہر
 کچھ باقی نہیں لھا مَّا کُنْتُمْ یعنی واسطے اُس جماعت کے ہو جو کچھ کہ کسب کر گئے اور اعمال اہل
 اور اخلاق سے وَکَلَّمْتُ مَّا کُنْتُمْ یعنی واسطے تمہارے ہے جو کچھ کہ تم کسب کرتے
 ہو تم اور تم کو انساب اُنکے ساتھ کچھ فائدہ نہیں کرتا کیونکہ وَلَا تَشْفَلُونَ عَمَّا کَانُوا
 یَعْمَلُونَ یعنی اور سوال نہ جائے گا تم اُس چیز سے کہ عمل کرتے تھے اگر بالفرض
 گناہ کیا ہو پس ایسی ہی نیکیاں انکی بھی لگو نفع نہ کریں گے جو تم وصیت پر انکی
 قائم نہ تھے تفسیر میں مروی ہے کہ جب حضرت یعقوب مصر میں داخل ہوئے
 دیکھا کہ آدمی وہاں کے اختلاف مذہب کا رکھتے ہیں بعض بت پرست اور بعض
 ستارہ پرست اور بعض آتش پرست ڈرے کہ مبادا اولاد میری بھی صحبت میں اُن
 آدمیوں کے گمراہ ہوں اس جہت سے وقت دفات اپنے کے سب کو جمع کر کے اس
 طرح پر اقرار کرایا اور حاصل اقرار اُنکے فرزند و نکاح یہ ہی تھا کہ معبود اپنے کو حلول و مخلوق
 میں پاک جانکر وضع عبادت کو موافق حکم اُس تعالے کے ہر زمانہ میں جس طرح سو کہے

ترجمہ تفسیر غزیری
 بنی منیٰ کے بلکہ ابنا ہیتمہ وَاَسْمَاعِلَ وَاِسْحَاقَ جب اہل کے حضرت یعقوب کے
 ڈری کہ مبادا اصفاف کی تعدد سے تو ہم تعدد مضاف کا پیدا ہو تو کہا اِلْهَآءًا اَحَدًا
 یعنی عبادت کرینگے ہم اُس یگانہ کو کہ ساتھ کسی وجہ کے تعدد نہ رکھے اور عبادت کو بھی
 ایک طور پر اور ایک وضع پر التزام نہ کرینگے ہم بلکہ اس امر میں بھی تابع حکم الہی کے ہونگے
 ہم وَمَنْ لَّہٗ مُشْرِکُوْنَ یعنی اور ہم تمام محض واسطے اُسکے انقیاد کرتے ہیں علم سیکھا
 ہر زمانہ میں کہ زبانِ حبیبِ پیغمبر علیہ السلام کے آوے واجب قبول جانتے ہیں ہم اور
 مقابلہ میں اُسکے اصرار و بجا ہر وضع کا مالون اپنی کے نہیں کرتے ہیں ہم اور تم لے
 اہل کتاب اگرچہ اولاد ان بزرگوں کی ہو لیکن درمیان تھا سے انقیاد انکی سے کچھ
 حصہ اور بہرہ نہیں لگو ہو چنچا ہے کہ ساتھ انقیاد انکی کے فخر اور مباہات کرو تم اور
 اپنی بزرگی اور فضیلت ساتھ نسبت کرنے انکے کے ثابت کرو تم کو واسطے کہ تِلْكَ اُمَّةٌ
 قَدْ خَلَتْ یعنی یہ گروہ ایک جماعت تھی کہ گذری اور اثر وصیت انکی کا درمیان تھا ہر
 کچھ باقی نہیں لھا مَّا کُنْتُمْ یعنی واسطے اُس جماعت کے ہو جو کچھ کہ کسب کر گئے اور اعمال اہل
 اور اخلاق سے وَکَلَّمْتُ مَّا کُنْتُمْ یعنی واسطے تمہارے ہے جو کچھ کہ تم کسب کرتے
 ہو تم اور تم کو انساب اُنکے ساتھ کچھ فائدہ نہیں کرتا کیونکہ وَلَا تَشْفَلُونَ عَمَّا کَانُوا
 یَعْمَلُونَ یعنی اور سوال نہ جائے گا تم اُس چیز سے کہ عمل کرتے تھے اگر بالفرض
 گناہ کیا ہو پس ایسی ہی نیکیاں انکی بھی لگو نفع نہ کریں گے جو تم وصیت پر انکی
 قائم نہ تھے تفسیر میں مروی ہے کہ جب حضرت یعقوب مصر میں داخل ہوئے
 دیکھا کہ آدمی وہاں کے اختلاف مذہب کا رکھتے ہیں بعض بت پرست اور بعض
 ستارہ پرست اور بعض آتش پرست ڈرے کہ مبادا اولاد میری بھی صحبت میں اُن
 آدمیوں کے گمراہ ہوں اس جہت سے وقت دفات اپنے کے سب کو جمع کر کے اس
 طرح پر اقرار کرایا اور حاصل اقرار اُنکے فرزند و نکاح یہ ہی تھا کہ معبود اپنے کو حلول و مخلوق
 میں پاک جانکر وضع عبادت کو موافق حکم اُس تعالے کے ہر زمانہ میں جس طرح سو کہے

بجائے ان کے ہم اور یہی ہے خلاصہ ملت حنفیہ کا کہ تعصب یہودیت اور نصاریت کے
 منروں دور ہے اور اس کا نام اسلام ہے پس دعویٰ کرنا اس کا کہ حضرت یعقوب
 نے اپنے فرزندوں کو سائر یہودیت کے وصیت فرمائی ہے افسر محض ہے انبیاء و ائمہ
 باقی ہے یہاں چند فائدے اول وہ کہ حضرت اسمعیلؑ پر ان حضرت یعقوبؑ کے
 نہ تھے کیلئے پر ان حضرت یعقوبؑ میں شمار کیا بلکہ مقدم حضرت اسحقؑ پر لا
 جواب اس کا وہ کہ حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام ہر چند حقیقی والد نہ تھے لیکن چچا حضرت
 یعقوبؑ کی ہوتی تھی اور چچا کو جملہ باپوں سے شمار کرنا مجاز متعارف ہے چنانچہ خالہ
 کو بمنزلہ مان کے اور اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ الحائلة بمنزلة الام اور یہی حدیث
 میں وارد ہے کہ اگر موالجاس فانه بقية ابائی یعنی تعظیم کرو تم حضرت عباسؑ
 کے کس لئے کہ وہ باقی پدروں میری سے ہیں اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ
 عم الرجل صنو ابیه یعنی آدمی کا چچا ہندوش اُس کے باپ کے ہے وہ سلوک کے ساتھ پڑا
 کے کرتا ہے اُس کے ساتھ بھی کرنا چاہئے فائدہ دوسرا یہ کہ جد کو پدر کہنا حقیقت ہے
 یا مجاز نزدیک امام شافعی رحمہ کے مجاز ہے اور اسی واسطے کہتے ہیں کہ یعنی بہائی اور
 بہنیں دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہیں اور مذہب مالک اور امام ابو یوسف اور امام
 محمد رحمہ کا یہی ہے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
 اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما ہے اور نزدیک امام عظیم علیہ الرحمۃ کے
 حقیقت ہے اور اسی واسطے نزدیک ان کے یعنی بہائی بہنیں دادا کے ہوتے وارث ہیں
 ہوتے بلکہ تمام مال کو دوا لیتا ہے مانند پدر کے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین
 ابو بکر صدیق اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطاء کا
 ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جد میں ثابت نہیں کر سکتے جیسا کہ
 بعض حنفیہ اسکا اثبات کرتے ہیں کس واسطے کہ اطلاق ابا کا یہاں بلاشبہ مجاز ہے
 بدیل ذکر حضرت اسمعیلؑ کے سیوم وہ کہ فرقہ تعلیمیہ نے کہا کہ معرفت الہی میں تقلید
 رسول و امام کی بھی کفایت کرتے ہو کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے

بجائے ان کے ہم اور یہی ہے خلاصہ ملت حنفیہ کا کہ تعصب یہودیت اور نصاریت کے
 منروں دور ہے اور اس کا نام اسلام ہے پس دعویٰ کرنا اس کا کہ حضرت یعقوب
 نے اپنے فرزندوں کو سائر یہودیت کے وصیت فرمائی ہے افسر محض ہے انبیاء و ائمہ
 باقی ہے یہاں چند فائدے اول وہ کہ حضرت اسمعیلؑ پر ان حضرت یعقوبؑ کے
 نہ تھے کیلئے پر ان حضرت یعقوبؑ میں شمار کیا بلکہ مقدم حضرت اسحقؑ پر لا
 جواب اس کا وہ کہ حضرت اسمعیلؑ علیہ السلام ہر چند حقیقی والد نہ تھے لیکن چچا حضرت
 یعقوبؑ کی ہوتی تھی اور چچا کو جملہ باپوں سے شمار کرنا مجاز متعارف ہے چنانچہ خالہ
 کو بمنزلہ مان کے اور اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ الحائلة بمنزلة الام اور یہی حدیث
 میں وارد ہے کہ اگر موالجاس فانه بقية ابائی یعنی تعظیم کرو تم حضرت عباسؑ
 کے کس لئے کہ وہ باقی پدروں میری سے ہیں اور یہی حدیث میں وارد ہے کہ
 عم الرجل صنو ابیه یعنی آدمی کا چچا ہندوش اُس کے باپ کے ہے وہ سلوک کے ساتھ پڑا
 کے کرتا ہے اُس کے ساتھ بھی کرنا چاہئے فائدہ دوسرا یہ کہ جد کو پدر کہنا حقیقت ہے
 یا مجاز نزدیک امام شافعی رحمہ کے مجاز ہے اور اسی واسطے کہتے ہیں کہ یعنی بہائی اور
 بہنیں دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہیں اور مذہب مالک اور امام ابو یوسف اور امام
 محمد رحمہ کا یہی ہے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
 اور عبد اللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما ہے اور نزدیک امام عظیم علیہ الرحمۃ کے
 حقیقت ہے اور اسی واسطے نزدیک ان کے یعنی بہائی بہنیں دادا کے ہوتے وارث ہیں
 ہوتے بلکہ تمام مال کو دوا لیتا ہے مانند پدر کے اور دلیل انکی قول حضرت امیر المومنین
 ابو بکر صدیق اور حضرت عائشہ اور ابن عباس اور حسن بصری اور طاؤس اور عطاء کا
 ہے لیکن اس آیت سے حقیقت ہونا لفظ اب کا جد میں ثابت نہیں کر سکتے جیسا کہ
 بعض حنفیہ اسکا اثبات کرتے ہیں کس واسطے کہ اطلاق ابا کا یہاں بلاشبہ مجاز ہے
 بدیل ذکر حضرت اسمعیلؑ کے سیوم وہ کہ فرقہ تعلیمیہ نے کہا کہ معرفت الہی میں تقلید
 رسول و امام کی بھی کفایت کرتے ہو کیونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے فرزندوں نے

بیچ اوصاف ذات پاک الہی کے اسکے علاوہ اور کچھ نہ کہاکہ جود تیرا معبود پدروں تیرا
ہے تجاہل اسکا وہ کہ معرفت ذات الہی انکو راہ دلائل حاصل تھی لیکن جو اس مقام
میں تسلی خاطر حضرت یعقوب مقصود تھی اور اسی صفت پر اکتفا کیا تو کہ خاطر انکے
اطمینان قبول کرے کہ میرے طریقہ پر اور پدروں میرے کے قائم رہیں گے اور
اہل کلام میں جو بعض لوگوں نے کہا ہے کہ معنی اس عبارت کے وہ ہیں کہ تعبد لا
لہ الذی دل علیہ وجودک و وجود ابائک کقولہ اعبدا و اربکما الذی خلقکم
والذین من قبلکم کہ عبادت کریں گے ہم اس اللہ کے کہ دلالت کرتا ہے اوپر
وجود تیرا اور وجود باپوں تیرے کا مثل قول اللہ تعالیٰ کے کہ عبادت کرو تم
رب اپنے کی وہ رب کہ پیدا کیا تمکو اور ان لوگوں کو کہ پہلے تم سے ہیں اور تحقیق وہ
ہے کہ دلیل معرفت الہی ہر آدمی کی نسبت جدی ہے جو کوئی حق میں کسی شخص کے کہ
سات دیکھنے اوضاع اور اطوار اور کمال صدق اور راستے اور وفور عقل
وکیاست اور تجربہ اور اصابت رے اُسکی کے اعتقاد ہم پہونچا دے کہ
بمجرد کہنے کے اُسکو دلیل قوی جانے دو رہیں اور جو مراد تعلیمیہ سے یہی ہے
پس نزاع ساتھ اُنکی نزاع لفظی ہے کیونکہ یہ تقلید درحقیقت تحقیق ہے تقلید وہ ہے
کہ بے دلیل کی اتباع کیسکا کرے والا حق میں انبیاء کے کہ دلائل صدق انہی معجزات
اور خوارق اور راستے اوضاع اور اخلاق اور اجتناب خطا اور کذب سے اظہر
من الشمس ہوتی ہے اتباع فرض ہے اور تقلید کے باب سے نہیں اور عجب وہ ہے
کہ اہل کتاب باوجود اعتراف اور اقرار کے بحال ملت ابراہیم اور سائر فضائل
اُس جناب کے ہرگز اتباع اُس ملت کو ہدایت نہیں گنتے بلکہ ضلالت جانتے
ہیں کیونکہ ہدایت کو منحصر غیر میں اُس ملت کے کیا ہے و قالوا یجنے اور کہا اہل کتاب
نے یہودی اور نصاریٰ میں سے بطریق توزیع کے کہ کوئی اھودا یعنی ہو تم
مذہب یہودیہ یا در یہ مقولہ یہود کا ہے آؤ بیٹے یا کہا کہ ہو تم نصاریٰ اور یہ مقولہ
نصاریٰ کا ہے پس ہر فرقہ ان سے کہتا ہے کہ راہ ہماری اختیار کرو تم کہ

یعنی صلہ اور رضا بقضا اور تسلیم الامر اور مانند ان امر کی اور فرع میں مختلف ہیں اگر پہلی شق کو اختیار کریں
لازم آتا ہے کہ پیغمبر آخر الزماں صاحب شریعت جدیدہ کا ہو اور مانند انبیائی بنی اسرائیل کہ مروج دین
موسوی تھے وہی مروج دین سابق کا ہو اور یہ امر صریح البطلان ہے اور اگر دوسری شق کو
اختیار کریں پس اتباع ملت ابراہیمی کہ جا بجا قرآن مجید میں ساتھ اس کے حکم فرماتے ہیں کیا معنی
ہو اس کے کہ تینوں ملت کہ یہودی اور نصرانیت اور اسلام ہے اس اصول میں متفق ہیں
بلکہ اصول میں تمام شریعتیں اور ملین اتفاق رکھتی ہیں بدیل شرع لکھ کر قین الذین کا وصی ہے
والذین اوجینا الیک وما وصینا بہ ابدا لہیکو وموسیٰ وعیسیٰ ان اقبیوا اللدین وکلا
تمتقق ایضاً اور کبھی اس صورت میں لازم آتا ہے کہ یہ پیغمبر اور یہ امت بھی بیچ فروع کے
ملت ابراہیمی سے منحرف ہو کہ وسط کے اعتراف ساتھ اصول کسی ملت کے موجب عتراف ساتھ
تمام اس ملت کے نہیں ہوتا والا یہودی اور نصرانی ہی تابع ملت ابراہیمی ہوں جواب میں
اس بحث کے علماء و محققین نے دو مسلک اختیار کئے ہیں اکثر محققین نے کہا ہے کہ اتفاق ان
دو وزن ملتوں کا اصول میں ہے فقط لیکن اصول جیسا عقائد کو کہتے ہیں ایسے ہی قواعد کلیہ شریعت
کو جس سے جزئی نکل سکتے ہیں یہی کہتے ہیں اصول ملت ابراہیمی ساتھ اس معنی کے شریعت
میں مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والختہ محفوظ ہیں کچھ تفادات نہیں اگر فروع مستخرج ہیں
اون سے بحسب مصلحت زمانہ کوئی فرق آگیا ہے مضائقہ کی بات نہیں مثلاً سہولت اور سخت
اور سلوک راہ اعتدال کی تہذیب میں نفس کے بے افراط و تفریط اور رعایت مصلح
نظام معاش اور معاد ہر دو معا اور عدم تقلید عبادات اور عادات اور عباد اور رسوم
منزلی اور مدنی ساتھ قیود و شوار کے اور احتراز ایصال کسی قوت کا قوامی طبع سے
اور خرق کسی عادت کا عادات مستمرہ نوع سے بیچ ہر حکم اس شریعت کے مرعی ہے
اور معنی اتباع ملت کے یہی ہیں نہ وہ کہ فروع خبریہ کو بعینہا باتی رکھیں بلکہ وقت تحقیق
کے ملت نام اسی قواعد مرعیہ کا ہے نہ نام فروع جزئیہ کا لہذا ہم کہتے ہیں کہ ملت
ہم لوگوں کی ملت ابراہیم علیہ السلام کی ہے یہ نہیں کہتے کہ دین اور آئین اور
شریعت ہم لوگوں کی شریعت اور دین اور آئین ابراہیم علیہ السلام کے ہے

مصحح القرآن
اور یہ کہ اس کے پیچھے
رجب قبل یلیقین
توہت میں تقویٰ
بنی کی اولاد سے
ان باتوں کا جو
پیچھے اور بندگی
سوائے خدا تعالیٰ
کے کسی کی اور ان
سے پہلانی
باب سے پہلانی
رکھنے والے پہلانی
سروا و شیوہ
اور محتاجوں سے
بھلائی کر دے
سب لوگوں سے
اچھی بات اور تمام
کچھ نیک اور دین
مال کو نہ کا شایع
سے یہ قول
بنی اسرائیل
پیغمبر جیسے

کسواسطی کہ شریعت اور دین اور آئین میں ملاحظہ اوس فروع کا بھی ہوتا ہے اور فروع البینہا
 محفوظ نہیں اور مثال عام فہم اس تباع کی وہ ہے کہ ہر دوش اگر حضرت امام عظیم ح کے صاحبین
 میں یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد بلاشبہ بروش اجتہاد اور استنباط میں تابع امام اپنے کے
 ہیں اور مسائل کے کھلتے وقت اونکے قواعد کی رعایت رکھتے ہیں لہذا اجتہاد ان کا اجتہاد
 امام شافعی ح سے ممتاز ہے اور امام شافعی ح کو کوئی تابع امام عظیم ح نہیں کہتا باوجود
 اسکے صاحبین فروع مستخرجہ میں مخالفت امام اپنی کے کرتی ہیں ایسے ہی شارع شریعت
 مصطفوی نے مسطر ابراہیمی اور قانون حنفی کو مزج وقت القاء اس شریعت کے مرعی رکھ کر
 اور اوس قانون کے بنا فرمایا ہے گو مزج بعضے مقاموں کے فروع مستخرجہ سو وقت کے مخالف
 فروع مستخرجہ اس وقت کی واقع ہوئی اور اسی واسطے دوسری آیت میں ارشاد ہوا -
 لَنْ اَدْعِي النَّاسَ بِاَنْ اُهِيمَ لَكَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهَذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اور
 حاصل اس جواب کا فرق ہے ملت اور شریعت میں پس ہماری ملت ابراہیمی ہے اور شریعت
 ہماری شریعت محمدی ہے اور ہم مامور ساتھ اتباع شریعت اور سکے کے صلح اور یہود اور نصاری
 کو شرائع دوسری بحسب اقتداداون کے کے حضور خداوندی سے عایت ہوئے کہ اوس
 ملت ابراہیمی پر نہ تھی اور قواعد ابراہیمی بسبب تصور مقتداداون کے کے جریان سے
 موافق اوس قاعدہ کے اوس شرائع میں مرعی تھے گو اصول عقائد موافق ہوں پس تمام
 ملتوں اور دینوں کا اصول عقائد میں باہم متفق ہونا مانند توافقی صحیح مجتہدین کے ہے تنہا
 سے ساتھ اصول اربعہ کے کتاب اور سنت اور اجماع اور قیاس سے اور اجماع اور قیاس اور
 توافقی اس شریعت کا ساتھ ملت ابراہیمی کے مانند توافقی امام عظیم اور صاحبین کے ہے مزج
 قواعد استنباط میں مثل الذی اذاع علی الکتاب فتم فلا یثبت الا بالخبیر المشہور
 و مثل اعتبار عموم بلوی اور تحسان اور مانند اوسکی اور جب فرق ملت اور شریعت میں وضع
 ہوا یعنی اتباع ملت کے بھی منکشف ہوئے ظاہر ہوا کہ اختلاف شریعت کو انحراف ملت
 ابراہیمی سے نہ چاہیے کہنا انحراف وہ ہے کہ اصول اور قواعد اوسکے سے تجاوز
 کیا جائے نہ یہ محققین اس طرف گئے ہیں کہ شریعت خاتم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام

وضو القرآن
 ان فروع کے
 ہر دوش اگر
 امام عظیم ح
 کے صاحبین
 میں یعنی
 امام ابو یوسف
 اور امام محمد
 بلاشبہ بروش
 اجتہاد اور
 استنباط میں
 تابع امام اپنے
 کے ہیں اور
 مسائل کے
 کھلتے وقت
 اونکے قواعد
 کی رعایت
 رکھتے ہیں
 لہذا اجتہاد
 ان کا اجتہاد
 امام شافعی ح
 سے ممتاز ہے
 اور امام شافعی
 ح کو کوئی
 تابع امام
 عظیم ح
 نہیں کہتا
 باوجود اسکے
 صاحبین
 فروع
 مستخرجہ
 میں مخالفت
 امام اپنی
 کے کرتی
 ہیں ایسے
 ہی شارع
 شریعت
 مصطفوی
 نے مسطر
 ابراہیمی
 اور قانون
 حنفی کو
 مزج وقت
 القاء اس
 شریعت کے
 مرعی رکھ
 کر اور
 اوس
 قانون کے
 بنا فرمایا
 ہے گو مزج
 بعضے
 مقاموں کے
 فروع
 مستخرجہ
 سو وقت کے
 مخالف
 فروع
 مستخرجہ
 اس وقت کی
 واقع ہوئی
 اور اسی
 واسطے
 دوسری
 آیت میں
 ارشاد ہوا -
 لَنْ اَدْعِي
 النَّاسَ بِاَنْ
 اُهِيمَ لَكَ
 الَّذِيْنَ
 اتَّبَعُوْهُ
 وَهَذَا
 النَّبِيُّ
 وَالَّذِيْنَ
 اٰمَنُوْا اور
 حاصل اس
 جواب کا
 فرق ہے
 ملت اور
 شریعت میں
 پس ہماری
 ملت ابراہیمی
 ہے اور شریعت
 ہماری شریعت
 محمدی ہے
 اور ہم
 مامور
 ساتھ
 اتباع
 شریعت
 اور سکے
 کے صلح
 اور یہود
 اور نصاری
 کو شرائع
 دوسری
 بحسب
 اقتداداون
 کے کے
 حضور
 خداوندی
 سے عایت
 ہوئے کہ
 اوس
 ملت
 ابراہیمی
 پر نہ تھی
 اور قواعد
 ابراہیمی
 بسبب
 تصور
 مقتداداون
 کے کے
 جریان
 سے موافق
 اوس
 قاعدہ کے
 اوس
 شرائع
 میں
 مرعی
 تھے گو
 اصول
 عقائد
 موافق
 ہوں پس
 تمام
 ملتوں
 اور
 دینوں
 کا
 اصول
 عقائد
 میں
 باہم
 متفق
 ہونا
 مانند
 توافقی
 صحیح
 مجتہدین
 کے ہے
 تنہا
 سے
 ساتھ
 اصول
 اربعہ کے
 کتاب
 اور
 سنت
 اور
 اجماع
 اور
 قیاس
 سے اور
 اجماع
 اور
 قیاس
 اور
 توافقی
 اس
 شریعت
 کا
 ساتھ
 ملت
 ابراہیمی
 کے
 مانند
 توافقی
 امام
 عظیم
 اور
 صاحبین
 کے ہے
 مزج
 قواعد
 استنباط
 میں
 مثل
 الذی
 اذاع
 علی
 الکتاب
 فتم
 فلا
 یثبت
 الا
 بالخبیر
 المشہور
 و مثل
 اعتبار
 عموم
 بلوی
 اور
 تحسان
 اور
 مانند
 اوسکی
 اور
 جب
 فرق
 ملت
 اور
 شریعت
 میں
 وضع
 ہوا
 یعنی
 اتباع
 ملت
 کے
 بھی
 منکشف
 ہوئے
 ظاہر
 ہوا
 کہ
 اختلاف
 شریعت
 کو
 انحراف
 ملت
 ابراہیمی
 سے
 نہ
 چاہیے
 کہنا
 انحراف
 وہ
 ہے
 کہ
 اصول
 اور
 قواعد
 اوسکے
 سے
 تجاوز
 کیا
 جائے
 نہ
 یہ
 محققین
 اس
 طرف
 گئے
 ہیں
 کہ
 شریعت
 خاتم
 المرسلین
 علیہ
 الصلوٰۃ
 والسلام

یعنی شریعت ابراہیمی ہے اور فرق ملت اور شریعت میں کیا ہے اور کہا ہے کہ اصول اور فروع اس شریعت کے موافق اصول اور فروع شریعت ابراہیمی کے ہیں بلکہ تفاوت لیکن ساتھ اس معنی کے کہ احکام ملت ابراہیمی تمام اس شریعت میں محفوظ ہیں گو بہت خبریں ادھر زیادہ کی ہوں اور وہ خبریں بھی مخالف اس احکام کے نہیں بلکہ شرح اور بسط اور تمہید و تکمیل اسی احکام کے ہیں پس ملت ابراہیمی حکم حق کا رکھے اور شریعت مصطفویٰ علیہ السلام حکم شرع اس حق کا ہے اور ساتھ اسی معنی کے شراح کو تالیف تین کا کہا جاتا ہے مثلاً مشکوٰۃ والے کو تالیف صاحب مصابیح کے جانا جاتا ہے البتہ حکومت ابراہیمی کے احکام کی تفصیل راہ دوسری سے مولیٰ اس شریعت کے معلوم نہ ہو اور اس شریعت میں وہ احکام ساتھ احکام زائد کے مخلوط ہوئے اس سبب سے تمیز فیما بین ان دونوں کے دشوار ہوئی لیکن از روئے مخصوص صریح کتاب اور سنت کے کہ آیات بسیار اور احادیث بسیار ہیں ہندقدیقین کہ آنحضرت اسی شریعت کو لائی ہیں پس بعض ادنیٰ آیتوں سے یہ آیت ہے قولہ ملۃ ابراہیم اور قول اللہ تعالیٰ کا ہے ثم اوجدنا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً الی غیر ذلک اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایتیمک بالخفیۃ السجۃ البیضاء اور بھی از روئے احادیث اور سیر کے کہ بیان اس کا اس مقام میں طول طویل چاہتا ہے ثابت ہوتا ہے اور جہاد اعداء اللہ اور ٹوڑنا بتوں کا اور ختنہ اور عقیقہ اور آداب ضیافت اور پس ثیاب اور اتخاذ فریضہ وقت عبادت کے اور رفع یدین نماز میں اور تکبیر وقت پستی اور بلندی کے اور نماز چاشت چار رکعت اور تحکیم مہینوں حرام کے حرمت محرمات کے نکاح میں اور عیجاب مشہور اور مہر کا اوس میں اور رکوع قبل بجز سے نماز میں اور جدا کرنا حصہ کا مالوں سے واسطے خدا کے کہ عبارت زکوٰۃ سے ہے اور جو با شرعوت اور حرمت زنا اور لواطت اور سحاق اور دوسرے کبائر کے اور کعبہ کو قبلہ پکڑنا اور نماز سجدہ سجود تمام اور خصال فطرت جمیعاً اور آداب قربانی اور ہدی اور احکام نجوم کے معتقد نہ ہونا اور منجھون سے ساعت نہ پوچھنا اور تقصیر سعدا و خس ساعات اور ایام مشہور اور توانست میں نہ پڑنا اور برائست گون نہ پکڑنا اور کھانت کا معتقد نہ ہونا اور زہر نہ ہونا اور دیون اور پرپون کے نہ باندھنا اور بیک واسطے اون کے نہ کرنا

مصحف القرآن
جب قبول کیا
نہایت میں ہو گیا
اس طرح ہر گون کے
پیدا تو غم خور ہوا
قدم کا یعنی اس میں
نہ ڈر اور نہ غلام
بلکہ رگڑن کو اپنے
کھون میں
اپنی قوم کو چاہو
دیکھو جو کچھ
جو یوں اور کچھ
اور گویا ہی نہیں
پارہ نور
گوار اور کچھ
نہ تیار ہے
بزرگوں نے قبول
کیا ہے
وہی تو نقصان
انفس کے ہے
پس چاہئے

حضرت غزیرہ کو صاحب کتاب جدید کہنا مناسب نہیں یا تو ریت اوپر اونگے نازل ہوئے تھے
 اس فرق کو اچھی سمجھنا چاہیئے اور ظاہر آیات بسیار اور احادیث بشمار کو ماتھہ ہی نہ دیا جائے
 کہ صراحتہ اتحاد پر دو نو شریعت کے دلالت کرتے ہیں اور انبیائے بنی اسرائیل کہ مروج شریعت
 موسویہ ہوئی ہیں اور اس شریعت پر وہ کہ از روئے کتب اور محفوظات بشر سے پڑتے
 تھے نہ راہ وحی الہی کی عالم غیب سے پس وہ ہی صاحب شریعت جدیدہ کے ہونے اور وہی
 وجہ دوسری جہت شریعت جدیدہ ہونی آنحضرتؐ کے وہ تھی کہ آنحضرتؐ نے ملت
 ابراہیمی کے احکام پر قدر کثیر زیادہ کیا ہے مثل تجدیدات صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور
 مسائل جہاد اور خلافت کبریٰ یعنی نصب قضاۃ اور محسبین اور اعمال جزئیہ اور خراج
 اور قسمت فی اور غنائم اور مسائل جو متعلق ساتھ اقامت جمعہ اور جماعات اور اعیاد کی
 ہے اور فرائض اور ترکات اور معاملات میں تحقق عظیم فرمایا ہے اور آداب قضا اور
 متصل قضا کو بھی شرح اور بسط تمام کے لئے ہیں اس جہت سے بھی یہ صاحب شریعت
 جدیدہ کے ہونے اور ظاہر ہے کہ انبیائون پر بنی اسرائیل کے غیر احکام تو ریت سے
 کوئی حکم دوسرا تازہ وحی نہیں ہوتا تھا پس فرق درمیان خاتم المرسلین اور دوسرے
 انبیائون بنی اسرائیل کے کمال انجلا کے ساتھ واضح ہوا بلکہ یہ لانے میں اس شریعت
 کے مانند حضرت موسیٰ کے ہیں کہ یہ بھی فی الجملہ قواعد ملت ابراہیمی کو منظور رکھتے ہیں
 اور اس قاعدوں پر تفریع کرتے ہیں پس عند التحقیق آج شریعت متعلقہ یہی دو
 ہیں موسوی اور مصطفویٰ لیکن شریعت موسوی مشتمل اوپر رعایت جمیع قاعدوں
 ملت ابراہیمی کے نہیں اور شریعت مصطفویٰ علیہ السلام مستوفی احکام ملت ابراہیمی
 کو تھا ہاں گہیرے ہوئے ہیں اور اس پر کچھ زیادہ کر کے اور کچھ تقیم اور تکمیل کیا اور شریعت
 عیسوی وہی شریعت موسوی ہے لیکن ساتھ تخفیف اور آسانی اور رفع قیود کے فی الجملہ
 اور گویا نزول شریعت عیسوی کا توطیہ اور تمہید نزول شریعت مصطفویؐ اور ابتداء
 رجوع بشریعت ابراہیمی تھا لیکن من وجہ دون وجہ جیسا کہ شان تمہیدات کے ہے
 کہ قبل مطلب سے نشان اس مطلب کا دیتے ہیں اور راہ اس طرف کھولتی ہے

حضرت غزیرہ کو صاحب کتاب جدید کہنا مناسب نہیں یا تو ریت اوپر اونگے نازل ہوئے تھے
 اس فرق کو اچھی سمجھنا چاہیئے اور ظاہر آیات بسیار اور احادیث بشمار کو ماتھہ ہی نہ دیا جائے
 کہ صراحتہ اتحاد پر دو نو شریعت کے دلالت کرتے ہیں اور انبیائے بنی اسرائیل کہ مروج شریعت
 موسویہ ہوئی ہیں اور اس شریعت پر وہ کہ از روئے کتب اور محفوظات بشر سے پڑتے
 تھے نہ راہ وحی الہی کی عالم غیب سے پس وہ ہی صاحب شریعت جدیدہ کے ہونے اور وہی
 وجہ دوسری جہت شریعت جدیدہ ہونی آنحضرتؐ کے وہ تھی کہ آنحضرتؐ نے ملت
 ابراہیمی کے احکام پر قدر کثیر زیادہ کیا ہے مثل تجدیدات صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور
 مسائل جہاد اور خلافت کبریٰ یعنی نصب قضاۃ اور محسبین اور اعمال جزئیہ اور خراج
 اور قسمت فی اور غنائم اور مسائل جو متعلق ساتھ اقامت جمعہ اور جماعات اور اعیاد کی
 ہے اور فرائض اور ترکات اور معاملات میں تحقق عظیم فرمایا ہے اور آداب قضا اور
 متصل قضا کو بھی شرح اور بسط تمام کے لئے ہیں اس جہت سے بھی یہ صاحب شریعت
 جدیدہ کے ہونے اور ظاہر ہے کہ انبیائون پر بنی اسرائیل کے غیر احکام تو ریت سے
 کوئی حکم دوسرا تازہ وحی نہیں ہوتا تھا پس فرق درمیان خاتم المرسلین اور دوسرے
 انبیائون بنی اسرائیل کے کمال انجلا کے ساتھ واضح ہوا بلکہ یہ لانے میں اس شریعت
 کے مانند حضرت موسیٰ کے ہیں کہ یہ بھی فی الجملہ قواعد ملت ابراہیمی کو منظور رکھتے ہیں
 اور اس قاعدوں پر تفریع کرتے ہیں پس عند التحقیق آج شریعت متعلقہ یہی دو
 ہیں موسوی اور مصطفویٰ لیکن شریعت موسوی مشتمل اوپر رعایت جمیع قاعدوں
 ملت ابراہیمی کے نہیں اور شریعت مصطفویٰ علیہ السلام مستوفی احکام ملت ابراہیمی
 کو تھا ہاں گہیرے ہوئے ہیں اور اس پر کچھ زیادہ کر کے اور کچھ تقیم اور تکمیل کیا اور شریعت
 عیسوی وہی شریعت موسوی ہے لیکن ساتھ تخفیف اور آسانی اور رفع قیود کے فی الجملہ
 اور گویا نزول شریعت عیسوی کا توطیہ اور تمہید نزول شریعت مصطفویؐ اور ابتداء
 رجوع بشریعت ابراہیمی تھا لیکن من وجہ دون وجہ جیسا کہ شان تمہیدات کے ہے
 کہ قبل مطلب سے نشان اس مطلب کا دیتے ہیں اور راہ اس طرف کھولتی ہے

اور دونوں میں سواری بدل اپنے بکے بطریق تانسج کے اور تحقیق سجدہ واسطے غیر اللہ کے حرام ہے اور فریح لیس اللہ حرام ہے اور تعظیم صورتوں کی کہ صالحین کے نام پر بناتے ہیں آؤن کا قبلہ مقرر کرنا حرام ہے اور جو ہول ملت ابراہیمی سے یہ بھی ہے کہ حق تعالیٰ آخر زمانہ میں ایک رسول کو بھیجے گا اور دین اوس کا تمام مخلوق کو واجب القبول ہوگا اور اتباع اور نصرت اوسکی سب پر فرض ہوگی پس اعتقاد نبوت اس پیغمبر اور اتباع دین اوسکے کا یہی جملہ اصول عقائد ملت ابراہیمی سے ہوا مانند اعتقاد نزول عیسیٰ اور خروج ہمدیٰ اور وجوب اتباع ان دونوں کا واسطے شریعت مصطفویہ کے لہذا ان دونوں باتوں کو کتب عقائد میں لائے ہیں اور ساتھ دلیلون کے ثابت کرتے ہیں اور مویک اس قول کا ہے جو کہ تفاسیر میں منج سبب نزول آیت کے ومن ینغب عن ملۃ ابراہیمہ الامن سفہ نفسہ کے مرقوم ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹھون سے جنگا سلمہ اور جہا جرنام تھا کہا قد علمتا ان اللہ تعالیٰ قال ابراہیم علیہ السلام انی باعث من ولد اسمعیل نبیا اسمہ احمد فمن امن به اہتدی و رشد ومن لہو من بہ فہو ملعون اور سلمہ بحدثنے اس حکم کے ایمان لایا اور مہاجر نے انکار کیا اوسکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی لیکن اس تقریر میں ایک خدشہ آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ نبوت انبیاء قاطبۃ جمیع شرائع اور ادیان میں ہول عقائد سے ہی جیسا کہ متاخرین کو پہلے انبیاء کی اطاعت فرض ہے اسی طرح متقدمین کو لاحق کے انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے تفصیلا فیما علم تفصیلا واجبالا فیما علم اجبالا پس یہ معنی خاص ساتھ ملت ابراہیمی کے ہیں پس جمیع انبیاء سے ماتقدم نے ساتھ وجود باوجود حضرت اخبار فرمایا ہے اور امت اپنی کو ساتھ نصرت اور اعانت انکی کے تاکید کی اور اوپر عہد اور موثیق لئے پس ساتھ اس اعتبار کے اعتقاد نبوت خاتم المرسلین صلعم اصول جمیع ملل اور ادیان سے ہوگا نہ اصول ملت ابراہیمی سے فقط منج جواب اس خدشہ کے کہہ سکتے ہیں کہ طلب بعثت رسول آخر الزمان کے اور پیدا کرنا امت اوس حضرت اور نزول کتاب کا ان پر

[illegible]

داخل صلب میں ملت ابراہیمی کے تھا ایک طرح کا کمال ابراہیمی موقوف اور اس کے تھا
پس رسول آخر الزمان گویا خلیفہ منصوص حضرت ابراہیمؑ کے ہوئے اور امامت حضرت
ابراہیمؑ کی ساتھ رسالت انہی کے تمام ہوئی اور احکام دین اوسکے کے گویا احکام
حضرت ابراہیمؑ کے تھے اس زمانہ میں بخلاف انبیاءوں دوسروں کے کہ طالب
اس امر کی ہوتے ہیں اور صلب ملت ابراہیم کے میں یہ درخواست نہ تھے البتہ
ساتھ اوس کمال موعود حضرت ابراہیمؑ امتوں اپنی کو بشارت دیتے تھے اور تاکہ
اور نصرت اور اتباع اوس جناب کی کرتے تھے پس فرق واضح ہوا لیکن اب تک بھی
الفاظوں آیات قرآنی میں مثل اوجینا الیک ان اتبع ملة ابراهيم وملة
اسمک ابراہیم اور الفاظ احادیث مثل انت کھ بالحنیفة السمحة البیضاء
اس تفسیر سے ایک منافرت باقی ہے کہ واسطے کہ عقائد اپنے کو موافق عقائد اوس ملت
کی کرنا داخل اتباع اوس ملت کے نہیں اور باوجود اسکے اگر معنی اتباع کے یہ ہی ہیں
پس امر فرمانا پیغمبر آخر الزمان کا ساتھ اس اتباع کے خالی تکلف سے نہیں اور یہی
ساتھ اس اتباع کے جمیع انبیاء ہی مامور تھے خصوصیت کچھ ساتھ جناب خاتم المرسلین
کے نہ رکھی خلاصہ کلام کا وہ ہے کہ ہر ایک شریعت تین چیزوں کو شامل ہوا کرتی
ہے اول اصول عقائد یعنی توحید اور نبوت اور معاد اور یہ چیزیں تمام برحق ملتوں اور
سچے دینوں کے مشترک ہے اور تمام انبیاء اور اتفاق یکتے ہیں کہ واسطے کہ یہ خبر ایک امر
ہے کہ مختلف نہیں ہوتا ساتھ اختلاف اعصار اور ازمان کے اور اس معنی کہ ہر ملت متاخرہ
کو تابع ملت مقدمہ کہہ سکتے ہیں خصوصیت ساتھ ایک بنی اور ساتھ ایک ملت کے ہر
دوم قواعد کلیہ شریعت کہ جزئیات احکام و فروع مسائل ساتھ اسکے ہوتا ہے اور ہر
حکم میں اوسکے کلیات کے رعایت اور لحاظ رہتا ہے اور حقیقت میں ملت نام اسی
قاعدہ کلیہ کا ہے اور اتباع اس ملت اور اس پیغمبر کے ساتھ ملت ابراہیمی کے ساتھ
اسی معنی خاص کے ہے کہ لا یوجد فی غیر هذا النبی والامۃ بالنسبۃ الی صلوۃ
ابراہیمؑ سیوم تمام اوضاع مقرر شرع کلیات اور جزئیات سے اور قاعدہ

وہ ملت ابراہیمی
اور نبی ابراہیمؑ
نیز ذرا غلطی ان کلام
سے ہوا کہ کہتے ہیں
انت کھ بالحنیفة
السمحة البیضاء
فلا یوجد فی غیر
هذا النبی والامۃ
بالنسبۃ الی صلوۃ
ابراہیمؑ
یہی ہیں جو فرماتے
دین دنیا میں انسانی
کوئی دنیا کی عین
کو چاہتے ہیں تو
سب پر ایک ہوا اور
کہ انہی کا ان پرست
عذاب دونوں کا
اور یہ دونوں کا
بسیا عذاب ہے
یعنی ان کی سعادت
یہاں تک نہیں

مستحق اون کے کو کہ توحید محض اور اسلام خالص ہے منکر ہوتے ہو تم ساتھ عقائد و سر اور عملوں اور اخلاق دوسرے اون کے کیا پہنچی جست چہارم وہ کہ بعضی مفسرین نے لفظ بل طہ ابن اہیہ کو اذہر رد اور ابطال کلام یہود اور نصاری کے حمل کیا ہے اس تقریر سے کہ بیچ مقدمہ میں کے جو مدار نظر اور استدلال پر ہے پس لائل تو یہ کو اذہر اس دین کے قائم کیا ہے اور جو مدار اوپر تقلید کی ہے پس متفق علیہا ب تقلید میں اولی اور بہتر ہے مختلف میں ہے اور یہود و نصاری میں سے جملہ اہل ملت بلکہ مشرکین عرب بھی اوپر صحت دین ابراہیم کے متفق ہیں اور صحت میں دین یہود و نصاری کے شک کرتے ہیں اور صحت میں نصاری کے یہود اور صحت میں ان ہر دونوں دین کے مشرکین عرب پس اتباع دین ابراہیم کہ حق ہوتا اس کا نزد یک جمیع طوائف کے مسلم ہے اولی اور بہتر ہوا اور اگر یہود اور نصاری ساتھ سننے اس تفریق اور اس رد و ابطال کے کہین کہ تمہیں یہودیت اور نصاریت کو دائرہ ہدایت سے خارج کیا اور تفریق ساتھ مشرک ہونے اون دونوں کے کی تمہیں پس اوپر تمہارے لازم آیا کہ ساتھ شریعت موسوی اور عیسی کے کا قریب ہم بیچ جواب ان کے کے قولاً یعنی ہو تم کہ ہم ہرگز کفر نہیں کرتے ہیں ہم ساتھ کسی چیز کے ارکان ایمان سے کس واسطے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہ یعنی ہم ایمان لائے ساتھ خدا کے کہ مستلزم ایمان ساتھ جمیع آیات اور احکام اوس کے اور ساتھ جیمہ پیغمبروں اوس کے کے ہے لیکن اس ایمان تفصیلی میں ہم اوس شخص کو مقدم کرتے ہیں جو افضل و اولی ہے پھر اوس شخص کو جو اوس کلام ہے کس واسطے کہ متبوع کا افضل ہونا ہے موجب فضیلت کا ہے پس اس جہت سے مقدم کرتے ہیں ایمان میں کتاب اپنے کو اور کہتے ہیں ہم وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی اور ایمان لائے ہیں ہم ساتھ جمیع اوس کے کے نازل کی گئی ہیں طرف ہمارے آیات اور ان احکام سے کہ بیچ نہایت احکام کے آئی، میں وَمَا اَنْزَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی جو کہ نازل کیا گیا ہے طرف ابراہیم کے کہ کمال مشابہت ساتھ اس شریعت کا طہ ہماری کے کہے اور پیغمبر ہمارے امور ساتھ تابع اوس کے کے ہیں وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی جو کہ نازل کیا گیا طرف اسمعیل اور اسحاق

مستحق اون کے کو کہ توحید محض اور اسلام خالص ہے منکر ہوتے ہو تم ساتھ عقائد و سر اور عملوں اور اخلاق دوسرے اون کے کیا پہنچی جست چہارم وہ کہ بعضی مفسرین نے لفظ بل طہ ابن اہیہ کو اذہر رد اور ابطال کلام یہود اور نصاری کے حمل کیا ہے اس تقریر سے کہ بیچ مقدمہ میں کے جو مدار نظر اور استدلال پر ہے پس لائل تو یہ کو اذہر اس دین کے قائم کیا ہے اور جو مدار اوپر تقلید کی ہے پس متفق علیہا ب تقلید میں اولی اور بہتر ہے مختلف میں ہے اور یہود و نصاری میں سے جملہ اہل ملت بلکہ مشرکین عرب بھی اوپر صحت دین ابراہیم کے متفق ہیں اور صحت میں دین یہود و نصاری کے شک کرتے ہیں اور صحت میں نصاری کے یہود اور صحت میں ان ہر دونوں دین کے مشرکین عرب پس اتباع دین ابراہیم کہ حق ہوتا اس کا نزد یک جمیع طوائف کے مسلم ہے اولی اور بہتر ہوا اور اگر یہود اور نصاری ساتھ سننے اس تفریق اور اس رد و ابطال کے کہین کہ تمہیں یہودیت اور نصاریت کو دائرہ ہدایت سے خارج کیا اور تفریق ساتھ مشرک ہونے اون دونوں کے کی تمہیں پس اوپر تمہارے لازم آیا کہ ساتھ شریعت موسوی اور عیسی کے کا قریب ہم بیچ جواب ان کے کے قولاً یعنی ہو تم کہ ہم ہرگز کفر نہیں کرتے ہیں ہم ساتھ کسی چیز کے ارکان ایمان سے کس واسطے کہ اٰمَنَّا بِاللّٰہ یعنی ہم ایمان لائے ساتھ خدا کے کہ مستلزم ایمان ساتھ جمیع آیات اور احکام اوس کے اور ساتھ جیمہ پیغمبروں اوس کے کے ہے لیکن اس ایمان تفصیلی میں ہم اوس شخص کو مقدم کرتے ہیں جو افضل و اولی ہے پھر اوس شخص کو جو اوس کلام ہے کس واسطے کہ متبوع کا افضل ہونا ہے موجب فضیلت کا ہے پس اس جہت سے مقدم کرتے ہیں ایمان میں کتاب اپنے کو اور کہتے ہیں ہم وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی اور ایمان لائے ہیں ہم ساتھ جمیع اوس کے کے نازل کی گئی ہیں طرف ہمارے آیات اور ان احکام سے کہ بیچ نہایت احکام کے آئی، میں وَمَا اَنْزَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی جو کہ نازل کیا گیا ہے طرف ابراہیم کے کہ کمال مشابہت ساتھ اس شریعت کا طہ ہماری کے کہے اور پیغمبر ہمارے امور ساتھ تابع اوس کے کے ہیں وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّاٰیْنَا یعنی جو کہ نازل کیا گیا طرف اسمعیل اور اسحاق

اور یعقوبؑ اور اولاد یعقوبؑ کے کہ دواؤں کس تھے اور پیغمبر قطعیؑ اون سے یوسف علیہ السلام تھے اور پیغمبر یٰسینؑ دوسروں کے خلاف ہے اور صرح وہ ہے کہ پیغمبر نہ تھے لیکن جبکہ اون میں ایک آدمی نازل ہوا تو گویا اوپر تمام اونکے کے نازل ہوا اور طبرانی اور ابونعیم آنحضرتؐ سے روایت لائے ہیں کہ فرماتے تھے کہ جو میں قسم کھاؤں میں جانتا ہوں میں اوپر اس کے کہ قبل پیشہ ستون ہمت میری سے کوئی بہشت میں بنائے گا مگر چند آدمی کہ کم میں سے اور زیادہ وُس سے ہوں ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباط اور موسیٰ اور عیسیٰ اور مریمؑ بہر حال یہ جماعت کہ مذکور تاج شریعت ابراہیمی کے تھے اور جو کہ انہر وحی ہوتی تھے تمام اور مکمل شریعت ابراہیمی تھے پس اس جہت سے وحی انہی کو ایمان میں مقدم کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں ہم وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ لِعِنِّے اور جو کہ دیا گیا ہے موسیٰ اور عیسیٰ کو توریت اور انجیل اور احکام شریعت سے اور ہر چندیہ دونوں بزرگ بعض مَنْ تَقَدَّمَ سے فضل میں لیکن جو کہ انکو دیا گیا ہے موافق مقدار امتداد امتوں انکے کے دیا گیا ہے پس شریعت انہی پشت پر شریعت سابقین سے ہے اور یہ واسطے انکو موخر کیا جانے البتہ ساتھ کمال انکے کے اور تفصیل شرائع انکے کی ایمان متقل مضطل اوپر اس کے لئے ہیں ہم اور اجمال میں داخل نیماق اور ایسے ہی بطریق اجمال کے ایمان لئے ہیں ہم بھیجے مَا أُوتِيَ الْاَنْبِيَاءُ مِنْ رَبِّهِمْ یعنی جو کہ دیا گیا ہے تمام پیغمبروں کو پروردگار اپنے سے صحیفے اور احکام اور شرائع اگرچہ اوس میں تفاوت ساتھ فضیلت اور مفوضیت کے ہیں لیکن لَا تَفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ لَمَّا هُمْ مِنْ فَرَقٍ يَنْتَهِیٰ یعنی ہم فرق نہیں کرتے دیکھنا کسی ایک کے اون میں سے کہ ساتھ بعض کو ایمان لائیں ہم اور ساتھ بعض کے کفر کریں ہم اور کس طرح یہ فعل شیعہ ہم سے ہو سکے گا وَحَتَّىٰ لَوْ اَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ مِنَ الْمَرْءِ الْفَاسِقِ یعنی اور ہم خاص واسطے خدا کے منقاد ہیں ہم ہر حکم اوس کا ہر زمانہ میں ساتھ زبان اس پیغمبر کے کہ آوے سر اور آنکھوں ہماری پر ہے اگرچہ وہ حکام امتوں کی تفاوت کی وجہ سے فضیلت اور کمال میں تفاوت ہوں باقی ہے اس جا فائدہ چنہ اول وہ کہ ذکر ایمان میں ساتھ کتابوں اور شرائع منزلہ کے جو ترتیب زانی منظور کہیں پس ذکر مَا اُرْسِلَ الْاِنْسَانُ مَقْدَمِ سَبِّ پر کس واسطے لئے کس لئے کہ سب سے

صلی اللہ علیہ وسلم
 تبارک و تعالیٰ
 کی طرف سے
 بھیجا گیا ہے
 جو اس کا
 پیغام ہے
 جو اس کے
 لیے ہے
 حضرت عیسیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بھیجا گیا
 ہے کہ وہ
 اس کو
 بتا دے
 کہ اس کے
 لیے کیا ہے
 حضرت کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بھیجا گیا
 ہے کہ وہ
 اس کو
 بتا دے
 کہ اس کے
 لیے کیا ہے
 حضرت عیسیٰ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بھیجا گیا
 ہے کہ وہ
 اس کو
 بتا دے
 کہ اس کے
 لیے کیا ہے
 حضرت کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم
 کو بھیجا گیا
 ہے کہ وہ
 اس کو
 بتا دے
 کہ اس کے
 لیے کیا ہے

باقی کا ہو پس ترجمہ میں جنہ

بہرہ کہ ایمان ساتھ شریعت

کے فرض ہے بالافادت فرق

پیغمبر اور کتابوں دوسری

کی کہ آنحضرت فرماتے تھے

یعنی ایمان ساتھ تمام ان

سبب سے صحاک اور دوسرے

اور خاد مل اپنے کو نام اون

لا دین کو سوسطے کے حق تعالیٰ

ربا للہ و ما اُنزل لکینا و نحن

اور مسلم اور دوسرے محدثین

و در کت سنت فجر میں ان دو

باقی کا ہو پس ترجمہ میں جنہ ذکر ایمان تفصیلی اور اجمالی ہے فائدہ دوم وہ کہ اس کتاب سے معلوم ہوا کہ ایمان ساتھ شریعت کے فرض ہے بالافادت فرق یہ ہے کہ اتباع پیغمبر اور کتاب اپنی کا بھی فرض ہے اور اتباع پیغمبر اور کتابوں دوسری کا فرض نہیں جیسا کہ ابن ابی حاتم نے مستقل بن یاسر سے روایت کی کہ آنحضرت فرماتے تھے اٰمنوا بالقدرۃ والنزول و الاخیل و لیصلہ القرآن یعنی ایمان ساتھ تمام ان کتابوں کے لاؤ تم لیکن متابعت قرآن کی تکوفاً یہی ہے ای سبب سے صحاک اور دوسرے علما کہتے ہیں کہ زنان اور اولاد اور غلاموں اور کنیزوں اور خاد مل اپنے کو نام اون پیغمبروں کے کہ کتاب مجید میں مذکور ہیں تعلیم کر دو تم تو اون پر ایمان لا دین کو سوسطے کے حق تعالیٰ نے اس ایمان کو فرض کیا ہے جس جاکہ فرماتا ہے قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ لٰکِنَّا وَنَحْنُ کُلُّ مُسْتَلِمُوْنَ تک اور اسی سے ہے کہ امام احمد اور مسلم اور دوسرے محدثین نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہا ہے کہ آنحضرت ص و در کت سنت فجر میں ان دو آیت کو پڑھتے تھے اول میں قُولُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ اور دوسری میں قُلْ یَا اَهْلَ الْکِتَابِ لَعَاکُمْ اَلَا تَاْمَنُوْنَ اپنی کو سکھلا دین کہ ہر صحیح ایمان اپنے کو ساتھ ان پیغمبر کے تازہ کریں فائدہ سیوم وہ کہ سبط لغت میں بمعنی قبیلہ کے ہے اولاد حضرت یعقوب کو سوسطے اسباط فرمایا کہ ہر ایک اون سے قبیلہ تھا جواب اسکا وہ کہ جو ایک ایک شخص سے اون میں سے ایک ایک قبیلہ کلاں ہم پہونچا ہر ہر آدمی کو اون سے قبیلہ نام کیا جیسا کہ ابن جریر نے تفسیر میں اپنی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اسباط بنو یعقوب کا نوا اثناعشر رجحالا کل واحد منهم ولد سبطا و امۃ من الناس اور ساتھ ہی صفی کے جہت حسنین کو بھی سبطین کہتے ہیں اسلئے کہ دو قبیلہ کلاں حسنی اور حسینی اللہ پیدا ہوئے اور روایات حدیث سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو با تخصیص ساتھ اس لقب کے لقب فرمایا ہے اور اس کے کثرت اولاد انہی کے بہت ہی جیسا کہ صحاح میں وارد ہے کہ انا من حسن و حسنین منی حسین سبط من الاسباط اور گویا اس حدیث میں اشارہ ہے ساتھ اس کے کہ

باقی کا ہو پس ترجمہ میں جنہ

بہرہ کہ ایمان ساتھ شریعت

کے فرض ہے بالافادت فرق

پیغمبر اور کتابوں دوسری

کی کہ آنحضرت فرماتے تھے

یعنی ایمان ساتھ تمام ان

سبب سے صحاک اور دوسرے

اور خاد مل اپنے کو نام اون

لا دین کو سوسطے کے حق تعالیٰ

ربا للہ و ما اُنزل لکینا و نحن

اور مسلم اور دوسرے محدثین

و در کت سنت فجر میں ان دو

شرف اور طہارت اور علم اور تقویٰ اولاد میں ان کے بہت سے گناہ پانچہ الیا ہی واقع ہوا
اور مبنی لفظ سبط شرافت اور کرم اخلاق اور صلاح اور تقویٰ اولاد میں انبیاء کے ہوا یہی
موافق عرف شرع کے معتبر ہے کہ گردگان اس شرط کو سبط نہیں کہہ سکتے جو ایمان انبیاء
جیسا کہ لائق اور سزاوار ہو دست کیا تھے فَإِنْ آمَنُوا یعنی پس جو ایمان لاوین یہہ پہنچو
اور نصاریٰ کہ ہدایت کو دینا اپنے مین حصر کرتے ہیں بِمِثْلِ مَا آمَنُتُمْ بِهِ یعنی مانہ
اوسکے جیسا کہ ایمان لائے ہو تم ساتھ اوس کے استیجاب جمیع انبیاء اور رسل اور کتب کے تفر
اور بے تفاوت کے فَقَدْ اهْتَدَوْا یعنی پس تحقیق انہوں نے یہی ہدایت پائی
اور لفظ ہتدی ان پر صادق آیا اگرچہ مختصر بیچ ان کے ہوا وَإِنْ تَوَلَّوْا یعنی اور جو
روگردان ہوں یہہ مثل اس ایمان کے پس اگرچہ بظاہر دعویٰ اتباع موسیٰ اور عیسیٰ
کا کرتے ہیں لیکن فی الواقع تابع ہر دو کے نہیں ہیں فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ طیعے
پس نہیں ہیں یہہ گرتیج مخالفت موسیٰ اور عیسیٰ کے کیلئے کہ موسیٰ اور عیسیٰ نے
ساتہ ایسے ایمان کے فرمایا ہے پس اگر ساتھ تیرے رسول مجاہدہ کریں فَسَيَكْفِيكَ
اللَّهُ یعنی پس عنقریب کفایت کرے گا تجکو شران کے سے اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ
اور وہ ہے سننے والا کہ اقوال ان کے کو سنتا ہے الْعَلِيمُ طیعے دانا کہ نیت ان کے
کو جانتا ہے اور کچھ کید اور مکر حق میں تیرے پوشیدہ کرتے ہیں نزدیک اوسکے
معلوم ہے اور بھی دعا تیری سنتا ہے اور نیت تیری اعلاے کلمہ حق میں جانتا
ہے پس تجکو ساتھ تمام جہت کے اوپر ان کے منظر اور منظر کرے گا اور ان کو
مغلوب اور منکوب آنے ہم طرف اوسکے کہ لفظ مثل کارِ بَمِثْلِ مَا آمَنُتُمْ بِهِ مین
کیا معنی رکھتا ہے کہ اس واسطے کہ ایمان مقبول واحد ہے نقد و نہیں رکھتا ہے تو لفظ مثل
اوس میں استعمال کیا جاوے جواب میں اس سوال کے مفسرین نے چند وجہ
کہیں مین اول وہ کہ یہہ کلام مبنی اوپر فرائض اور تقدیر کے ہے یعنی اگر یہہ کوئی
ایمان دوسرا مثل اس ایمان کے حاصل کریں پھر بھی راہ ہدایت کے پاوین لیکن
سخن اس میں ہر کہ ایمان دوسرا سوا سے اس ایمان کے عالم میں موجود نہیں

مبنی ان کے ہوا
یہہ جیسا کہ ایمان
کے ہوا
یعنی نیت میں
جو حضرت موسیٰ علیہ
علیہ وآلہ وسلم کی
صفت اور ایمان
جو کبھی نہیں
درست ایمان
تو کافر ہوئے اور
نہ ایمان
غذا شتائی کی ہے
کا وزن یہہ ہوتا
مگر صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایمان
کو ایمان ہوا
زمانہ کا آخری
اس میں نہیں

آیت میں حرف الیٰ کو اختیار کیا و طر توافق نظم کلام کے ذکر میں پیغمبرؐ کے بھی ساتھ
 اسی حرف کے متعدی کیا تا انتق کلام مختلف نہو باوجود صحت معنی کے کواسطے کہ وصول اور انتہا
 عام ہے اوس سے کہے واسطہ ہو یا بواسطہ کوئی نص نہیچ ثبوت واسطہ کے نہیں اور وہ بعضی
 اہل عربیت اور اس جہ کے ایراد کرتے ہیں کہ جو یہ فرق صحیح ہوتا آیت میں و لا ذاً
 قیل کہ کھڑا منوا بما انزل اللہ قالوا انہ من بما انزل علیہنا استعمال علی کا صحیح
 نہیں ہوتا ہے کواسطے کہ یہ کلام حکایت یہود سے ہے کہ انبیاء تھے اور بلا واسطہ
 ان کے نزول نہوا تھا پس جواب اوسکا وہ ہے کہ یہودی اس کلام کو نہیچ مقام
 افتخار اور مہامات اور تعصب کے کہتے تھے پس مراد ان سے اس کلام میں نزول
 بلا واسطہ تھا یعنی انبیاء ناد آبا نیا نہیچ مثال اس مقام کے مناسب آیا اور اسلاف اپنے کو
 طرف اپنی نسبت کرنا مجاز متعارف ہے جیسا کہ نہیچ قول بعض کے سادات کے وہ
 جمع فیما النبوة والمعراج والکرام اور جرحاً طاب آیت سورہ آل عمران میں پیغمبرؐ
 میں پس حاجت تفصیل اور شہاد کے نہیچ کواسطے کہ قوت ایمان اول کے اور شہاد
 اعتقاد ان کا ساتھ جمع مقدمات ایمانی کے معلوم ہے ناچار کلام کو اوس جا میں
 اختصار پر کیا اور لفظ ما اوتیٰ کو بار دیگر نہیں لائے اور اوپر حرف عطف کے اکتفا کیا بخلاف
 اس آیت کے کہ منظور اوس میں تلقین ایمان تفصیلی ساتھ مومنوں کے ہوا اور نہیچ یہ طفل
 تو ہوا اس بستان کہ میں شہاد اور طاب شہاد ان کے کی ہے اور ہی مابقی سورہ
 آل عمران میں واخذ اللہ ميثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحیمة گذرا
 ہے اور جو ساتھ جمع انبیاء کے دیا گیا نہیچ اجمال اوس سے معلوم ہوا پس عادی اوس مطلب کا
 بہر نہیچ مقام اجمال کے تکرار محض ہوتا تھا ان نہیچ مقام تفصیل اور تخصیص بعضے انبیاء
 کے ذکر اوس کا مفید ہے بخلاف اس آیت کے کہ سیاق میں اوس کے وہ چیز کہ مشعر
 دینے کتاب اور حکمت جمع انبیاء کے اجمالاً ہو نہ کو نہیں پس اجمال اور تفصیل میں ہر دو
 کے ذکر ما اوتیٰ ضرور پڑا ہے ہم اوپر اوس کے ذکر میں آنحضرت صلیم اور حضرت
 ابراہیمؑ اور اولاد انہی کے لفظ نزول کا درود فرمایا ہے اور ذکر میں موسیٰؑ

میں کلام ان
 اور جہ میں ہوا ان
 لکھا ایمان اولاد اوس
 جو یہی ہے قوت ایمان
 سزا دینے اور قوت ایمان
 نہیچ میں کہ اس
 ایمان اس کے میں
 بہر جو اس کے میں
 حق قوت ایمان
 میں اور نہیچ قوت
 ۹۰ کواسطے قوت
 کے ساتھ قوت
 کہ وہ حق اور ایمان
 اور قوت ایمان
 اور دست ہے
 حدیث متعلق ہے
 یا اس سے اور نہیچ
 بلکہ دوسرے میں
 قوت ایمان
 یا اس سے اور نہیچ

کہ تبدل سے جوش کرتا ہے اور ظاہر و باطن کو رنگین کرتا ہے وَمَنْ أَحْسَنُ مِنْ اللَّهِ صَبْغَةً
اور کون ہے جو تر خدا سے رنگ کرنے میں کس واسطے کہ رنگ مختلفات کو نہ احاطہ ہو
کسو واسطے کہ جو رنگ ظاہر ہے محض پوست بدن پر ہے اور جو رنگ باطنی ہے پس زیر
مخصوص ساتھ ایک وقت کے ہے قوتوں باطن سے مگر رنگ فلسفہ محض اوپر قوت عقلیہ
کے ہے اور رنگ عت محض اوپر قوت وہم کے ہے کہ مرکب بطن ہے اور منسوخ
ماتون کا رنگ محض اوپر عادت اور رسم کے ہے اور رنگ محبت دنیا کا محض اوپر قوت
شہویہ کے ہے اور رنگ حکومت اور سلطنت کا محض اوپر قوت غصیہ کے ہے اور تمام
یہ رنگ ساتھ ادنیٰ حد کے کہ اوپر ان قوی کے پہنچتا ہے زوال قبول کرتے ہیں اور ساتھ
غلبہ رنگ کے دوسرے کے مغلوب ہو جاتے ہیں بخلاف اس رنگ جدائی کے کہ نہ ساتھ
بائے شبہوں اور حوادث اور مصائب کے تیر قبول کرتے ہیں اور نہ رنگ سر اوپر
اوسکے غالب ہوتا ہے مانند اوسکے کہ رنگ صنایع رنگ نیرون کا ساتھ آب و آفتاب کے
اور دود اور بخار کے متغیر ہوتا ہے اور رنگ دوسرے بھی تبدیل اونکا کر سکتے ہیں
اور رنگ خلقی کہ جانب خدا سے ہے جیسی قوت کی سُرخِ مرجان کی زردی سنگ مرمر
کی سیاہی اور رنگ مرمر کی سفیدی اور علی ہذا القیاس گلیتین نباتات اور فواکہ اور یاجین
اور حیوانات چرندہ اور پرندہ کے تیر اور تبدیل نہیں قبول کرتے جیسا کہ ضیاء مختارہ برتو
ابن عباس رضی عنہما حضرت عائشہ سے لائے کہ ان بنی اسرائیل قالوا یا موسیٰ ہل یصبغ
ربک فقال اتقوا الله فنادیہ ربہ یا موسیٰ سالواک ہل یصبغ ربک فقال نعم
انا اصبغ الالوان الاحمر والابيض والاسود والالوان کلها فی صبغی و
اتل الله علی نبیہ صبغۃ الله ومن احسن من الله صبغۃ پس قسم یہ رنگ
باطن ہمارا کہ رنگ خدا ہے زائل ہو سیکر حال آنکہ ہم ہمیشہ فکر میں باثبات اور دوام
اوس رنگ کے ہیں اور دائمی علاج بقائے اوسکے کے اور جلا اوسکے کے کوشش کرتے
ہیں ہم و نحن کہ عابدین یعنی اور ہم محض اوسکو عبادت کریں گے ہیں اور عبادت
رنگ باطن کو دور کرتی ہے اور قلب و جان کو تصفیل اور تصفہ کرتی ہے پس وہ رنگ ہمیشہ باطنی

بجائے نہیں اور نہ
خدا تعالیٰ کے رنگ
ایسا نہیں ہے
جو دوسرے کے رنگ
خدا کی عبادت
موسیٰ علیہ السلام
جو وہ کہ
خدا اور
جو رنگ
کہ خدا
اور ان
عین ان
رہنما
الطریق
ما یستخرج
ایضا
اور یاد
جو دوسرے
بجائے نہیں

پہلے
مصحح
اور اٹھایا ہے
کیا یہ کہ
سب سے پہلے
نہم جو ہے
تعمیل یعنی
مضبوط زور ہے
کیا وہ اور حکم
نہی ہے
نوریت کے
ماواور وہی کام
جو نوریت میں
سب سے پہلے
چاقی اور
وہ صحت کا
مرتبہ یعنی
چاقی اور
بلفہ
یہود میں
زبان سے
خبردار کہ

رہتا ہے بلکہ روز بروز ترقی پر ہے علی الخصوص جو عبادت برودہ اخلاص ہو بے ایمنش ریا اور عجب
اور تعصب قومیت اور مخالفت پر اس کی کہ چیلنے میں رنگ کے آئینہ باطن سے تریاق
مغرب ہے آئے ہم اس بات کی تحقیق پر کہ یہ خدا کا رنگ جس کے ساتھ مومن کو اختیار کیا ہو اس سے مراد
کیا ہو صیح وہ ہے کہ وہ رنگ ملکہ انقیاد اور اطاعت اور اطمینان ساتھ ادا اور نواہی اس کی کی ہے
غرضانہ کہ بیچ ہر حکم اس کے کی باعث اور امتثال کی ساتھ کمال نشاط اور رغبت کے ہوتا ہو
اور تعصب اور سخن پروری اور حفظ وضع اور آئین اپنی کے ساتھ رسم اور آئین آبا اور جداد اپنی کے
سیستی یا تحمل مشقت ہو ساتھ قبول خلاف وضع اور گرانی غیر مالوت باقی نہیں چھوڑتے اور بھیہر ملکہ
غیر ایمان سے ہر سبب وزرش اور کمال ایمان کی حاصل ہوتا ہو اور اطاعات اور عبادات اور حالا
محمود خوف اور حیا اور محبت اور شوق اور انکسار اور تواضع اور دوام حضور اور نگرانی اور نوع اور
تقوی تمام آثار اس کے سے ہے اور قلب سے غالب تک کو محیط ہوتا ہے اور واسطے اس کے اور سکون
ساتھ رنگ کے وہی ہو اور اسی سے ہر کوئی ساتھ اس کے کے تلخ مرضی کسی کا ہوتا ہے کہتے
ہیں کہ فلانا ساتھ رنگ ظانی کے رنگین ہوا ہو اور دوسرے مفسرین نے اس رنگ کی تفسیر میں
رنگارنگ گوناگون کے ہیں بعض نے کہا ہے کہ قبول میں اسلام کو بنا بر مشاکلت فعل نصاری
کہ اگر کون اولاد اپنی کو ساتھ آئے کے رنگین کر کے کہتے ہیں کہ ان نصاریٰ آیتاً حقاً اس عبارت
میں رنگ نام کیا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ مراد صنفہ اللہ سے فطرت اللہ ہے کہ ہر فرد انسانی کو
اور اس کے پیدا کیا ہو جیسا کہ جاسے دوسرے میں ارشاد ہوا فطرت اللہ التي فطر الناس علیہا
لا تبدل کی تحلیق اللہ اور فطرت جو مقرر کی ہوئی خدا کی ہے بے صنع آدمیوں کے مشابہت
ساتھ رنگ طبع کے کہتی ہے اور نہ ہر سبب سبب متصرفہ مثل یہودیت اور نصرانیت اور مجوسیت
یا ساتھ القای شیطان کی کے بیچ نفس کے جا بگڑتی ہے یا ساتھ اغوی اور پرہیز کے اور قوم اور قبیلہ
کے حدیث شریف میں وارد ہر کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فالواہ یحیوانہ ویمنہ انذرو
یجسناہ اور بعض نے کہا ہے کہ مراد اس سے فتنہ ہے کہ اثر ظاہر انقیاد دین الہی کا بدن پر غلبہ رنگ کے
اور پر جامہ کے ہی اور بعض نے کہا ہے صنفہ اللہ عبارت ہے کیفیت نفسانہ سے کہ بندہ کو
ساتھ خالق کے ہم ہوتی ہے اور سبب ام فراولت کے حکم رنگ پگڑتی ہے باطن اور ظاہر میں

اسلام میں مقبولان بارگاہ ایزدی ہوئے ہیں اور ہمارے فرقہ میں نبوت اور رسالت ستم رہی ہے اور اگر خدا محبوب رکھتا تھا پس یہ خیال تمہارا کچھ فائدہ نہ کر گیا چاہیے کہ اعمال اپنے کو موافق اعمال اولیٰ السلام کے کر دو تم اور تمہارے ہوتم تلاک امة فذلک حکت یعنی وہ کردہ ایک جماعت تھی جو گدزی اور اعمال اپنے ہمراہ اپنے لیکنے اور واسطے تمہارے اولیٰ اعمال کو ذخیرہ چھوڑ کر گئے ہیں کہ تمہارے کام اوسے مانند اولیٰ متاع دینی کے کہ باپ فرزندوں کے واسطے چھوڑ جاتے ہیں اور بیچ وقت افلاس اور احتیاج کے کام آتا ہے لہذا اما کسبت یعنی دھڑے اور من جماعت گدزی ہوئی کے جزا ہی جو کہ کسب کیا ہے اور جو دھڑے تمہارے اولیٰ عمل کو چھوڑ کر جاتے جزا ہی اوس اعمال کے اونکو نہ پہنچتی بلکہ تمکو پہنچتی و لکن کما کسبتکم یعنی اوس واسطے تمہارے ہی جزا اوس کی کہ کسب کرتی ہو تم اور جو گناہ تمہارے وہ اوٹھاتے جزا اون گناہوں کے اونکو پہنچتی نہ تمکو اور جزا عمل بغیر عامل اوس عمل کے دینا نزدیک تمہارے ہی خلاف عدل اور منافی حکمت کے ہے کس طرح تم متوقع جزا سے اعمال اونکی کے رہتی ہو تم و لا تشکون عما ک انما یجمعون یعنی اور نہ سوال کے جواب دے گے تم اوس چیز سے کہ وہ جماعت گذشتہ عمل کرتے تھے اور جزا ہی اعمال کے نہیں ہوتے مگر بعد سوال سے اور سوال شخص کا عمل غیر سے غیر معقول ہے کسو واسطے کہ ہر شخص اور اعمال غیر اپنے کے اطلاع نہیں رکھتا ہے تو کہ عہدہ جواب اوسکے سے برآوے پس یہ خیال تمہارا محض سفاہت اور بے عقلی ہے اور اس تقریر سے معلوم ہوا کہ تکرار اس آیت کی اس مقام میں یا وجود اوسکے کہ نزدیک گذرے ہے تکرار معنوی نہیں کہ محفل بلاغت ہو کس لئے کہ مقام اول میں فرض اس آیت سے وہ تھے کہ اعمال اور افعال تمہارے ساتھ کسی وجہ کی کسبت ساتھ اعمال اور افعال سلف گذشتہ تمہارے کے نہیں رکھتے اور وصیتیں اون کے بیچ تمہارے معمول بننا نہیں اور اوس مقام میں جو کہ اقدام اور پرکشان شہادت اور شہادہ کرنے حق واضح ہے اور ایسی ہے اور کتاب دوم سرے اعمال قبیحہ کا۔۔۔

تمت

الحمد لله الذي جعله تترجمه تفسير غزيري پاره الكه كالمطبع فاروقى دہلى مین طبع ہو كر اختتام ہوا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

دیباچہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلہِ الْاَمَّا بَعْدُ فَوَقِیْہِ تَفْسِیْرًا ۙ پَارہ سیتقول افتخار المفسرین حضرت مولانا شاہ محمد الغزیز صاحب قدس سرہ کی تھی۔ اسکا ترجمہ مجاورد اردو میں جناب سید محمد ہاشم علی صاحب ہلوی نے پایا سید شیر علی صاحب کے محمد حسین خان صاحب ملک مطبع مصطفائی نے کرا کے اپنے مطبع نامی گرامی میں طبع کرا کے شائع کیا تھا اب وہ تفسیر نایاب ہو گئی تھی۔ اور شافقت میں وجہتیں کی طلب خواہش کثرت تھی لہذا اس عاجز محمد معظم ملک مطبع ہذا نے اہل علم سے صحت کرانے میں سعی بلیغ کی اور جو ایک ترجمہ سے رہ گئی تھیں انکا بھی ترجمہ کرا کے قالب طبع میں لایا حق تعالیٰ اسکو مقبول اور کار گزاران اور اس عاجز کی سعی کو مشکور فرماوے آمین یا آلہ العالمین

وَمِنْ آيَاتِهِ
الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی رَسُوْلہِ الْاَمَّا بَعْدُ
فَوَقِیْہِ تَفْسِیْرًا ۙ
پَارہ سیتقول
افتخار المفسرین
حضرت مولانا
شاہ محمد الغزیز
صاحب قدس سرہ
کی تھی۔ اسکا
ترجمہ مجاورد
اردو میں جناب
سید محمد ہاشم
علی صاحب ہلوی
نے پایا سید
شیر علی صاحب
کے محمد حسین
خان صاحب ملک
مطبع مصطفائی
نے کرا کے اپنے
مطبع نامی گرامی
میں طبع کرا کے
شائع کیا تھا
اب وہ تفسیر
نایاب ہو گئی
تھی۔ اور
شافقت میں
وجہتیں کی
طلب خواہش
کثرت تھی
لہذا اس عاجز
محمد معظم
ملک مطبع ہذا
نے اہل علم
سے صحت کرانے
میں سعی بلیغ
کی اور جو ایک
ترجمہ سے رہ
گئی تھیں انکا
بھی ترجمہ کرا
کے قالب طبع
میں لایا
حق تعالیٰ
اسکو مقبول
اور کار گزاران
اور اس عاجز
کی سعی کو
مشکور فرماوے
آمین یا آلہ
العالمین

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا رَحْمَةً سَيَقُولُ سُوْرَةُ بَقَرَةَ تَفْسِيْرُ عَزِيْزِي

جیسا کہ چھپانا امر حق کا اور اعتماد کرنا اور پر اعمال صالحہ اپنے بزرگوں کے تم میں بسبب بیوقوفی کے ہر ایسے ہی جملہ تمہارے ایک ایسا گروہ ہے کہ اُن کے حماقت قریب تر ظاہر ہوگی سَبِّتَقُولُ السُّفْهَاءُ کہ غمقرب کہیں گے چند ایسے بیوقوف اور بے عقل کہ صرف باعتبار صورت ظاہر کے مِنَ الْمَنَاسِ اَدْمُونِ مِّنْ سَمِيْنٍ وَرَنَ لِحَاطِطِ بے عقلی اور بے قوفی کے اَدْمِیتِ اَدْنِ مِّنْ مِّنْیْنَ ہے جب کہ دیکھیں گے مسلمانوں کو کہ ایک قبلہ سے دوسرے قبلہ کی طرف نماز میں پھر گئے مَا فَاتَهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمْ اَلَّتِیْ کَانُوْا اَعْلَمُهَا کہ کس چیز نے پھیر دیا انکو اس قبلہ سے کہ جسپر تکیہ تھے کیا اوس قبلہ میں کچھ نقصان پایا ہے کیا اس دوسرے قبلہ کی انپر بزرگی اور خوبی ظاہر ہوئی ہے کہ اوسکو چھوڑ کر ایدھر مڑ گئے اگر وہ قبلہ ناقص تھا اور یہ کامل تو پہلے ہی کامل کو کیوں نہ بکڑا اور ناقص کو کیوں نہ چھوڑ دیا سو یہ باتیں انہی ناعاقبت اندیشی کے ہن کیونکہ اگر بنا برعداوت یہود کے قبلہ اول کو چھوڑتے اور صرف کجیعت اپنی قوم کے کہ کہہ کہ میں مکہ کو قبلہ نہ بتاتے تو دین میں تعصب و جانب داری ثابت ہوتی نہ طلب حق اور جب اُن سے یہ کلام سنو تو

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بدن کو نہواورائیں اورائیں التفات اسکو نہوتب تک حاصل نہیں ہو سکتا ہر اس جگہ ایک طرف
کا التزام ضرور ہے کہ سوائے اُسکی اور طرف توجہ اور التفات نہوتا توجہ با طرف دیگر متنازع
کو تلف کرینوالا شئوع دنیا رکھ ہے اور ظاہر ہے کہ ظاہر و باطن میں ایسا لگاؤ ہے کہ ایک طرف
غرضیت توجہ ظاہر میں موجب تھا دعزیمیت توجہ باطنی میں ہوئی ہر سیلنی ظاہر میں ایک طرف
متوجہ ہونا ناز میں موجب توجہ باطنی و ظاہری کا ہر ادیرہ بھی چاہیے کہ تمام خلقت کا ایک
ہو کہ جیسا اونکا ظاہر ایک چیز پر متفق ہو دیسا ہی اونکا باطن بھی متفق ہو جاوے تاکہ جب
بایک اتفاق ظاہر و باطن ہووے اور تاکہ حصول الزار و برکات عبادت پر اونکا باطن متفق
ہووے تو ایک روشنی کامل اور عبادت سے دل پر پیدا ہووے جیسا کہ ایک مکان میں ایک طرف
اجوہم چرخوں کا موجب از دیار روشنی کا ہوتا ہے اور یہی حکمت جمعہ اور جماعت کے
مقرر کرنے میں ہے کہ چنگانہ نماز میں اہل محلہ جمع ہوتے ہیں اور جمعہ کی نماز میں اہل شہر جمع
ہوتے ہیں اور حج میں تمام جہان حج ہوتا ہے اور چونکہ ہر وقت نماز میں حج ہوتا خلقت
کا ایک مکان میں ممکن نہیں ہے اسکو مقرر کرنا اوس مکان کا استقبال کے لئے نماز میں بجای اوس
مکان کے فرض یا مستحکم المصلحت ہے اور اوس مکان اور اوس جہت میں کوئی ایسی خوبی نہون
جیسا اور مخلوقات میں خوبیاں محسوس یا مقبول ہوتی ہیں مثلاً قبرین کہ اون میں انبیاء اور اولیاء
رسول اور چاند اور دیا اور آگ تا عبادت عوام کے بجانب اس مخلوقات یا اوس کمال
موس مقبول کے وقع ہووے اور توجہ جانب ری کی ہونا مذہب کے رنگ کے کہ نظر
مکی رنگت پر نہیں پڑتی ہے فوراً شخص مقصود پر ہے اوسکی رُکاو کے جا پڑتی ہے اور ایسے
میں قبلہ کا ہونا موقوف اور حکم سماوی وغیبی کے ہے عقل کو اوس میں مداخلت نہیں
چونکہ عبادت حق خدا تعالیٰ کا ہے اور کسی کا حق بدون اوس کے حکم کے اور کسی کا
نہیں لاسکتے ہیں جیسا کہ تنخواہ بے اجازت مالک کے کسی کو نہیں مل سکتی ہے اور کہ
سب مکانات میں افضل اور تمام جہات میں اکمل ہے وسط حضرت آدم کے
ع انسان کے باپ ہیں اور وسط حضرت ابراہیم کے کسب الہیہ کمیتیں اون کے
کے تابع ہیں علیہما علی سیدنا الصلوٰۃ والسلام قبلہ گردا گیا ہے کیونکہ کعبہ معظمہ مبدیہ

[illegible]

اور خاک پیدا ایشی انسان کا ہر کہ اور اس سے زیادہ کسی اور مبدع کا جس مظلوم نہیں ہوتا ہے اور یہ عبادت کا کام بھی جس کا کام ہے اسلئے مبدع جس کو قبلہ کا جس کا کیا گیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ زمین تمام عناصر انسانی میں اصل ہے اور اسلئے اسکو نیچے پھیلا یا گیا اور کچھا یا گیا اور قاعدہ ہے کہ ظاہر میں سب عالم اپنے مبدع ظاہر کے لئے متوجہ ہوئے، مین پس اس حکمت سے کہ قبلہ اسو سطر مقرر ہوا باطن عالم بھی ساتھ مبدع باطن کی متوجہ ہوا اور دونوں امر مطابق ہوئے یعنی ظاہر ظاہر کے اور باطن باطن کے اور یہ بھی روایات سے ثابت ہے کہ جب حکم خداوندی آسمان زمین پر نازل ہوا کہ ایتنا طوعا و کرہا اذم خوشی سے یا لا چاری سے تب خاصاں س جے سے ذرہ حضرت محمد بنہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجابت حاضری کی عرض کی اور س جلے کی مقابل جو سات آسمان میں وہ بھی شریک اس اجابت کی ہو کر عرض کرنے لگے ایتنا طاعین حاضر ہوئے ہم خوشی سے پس جبکہ اس جگہ نے فرمان خداوندی کی قبول میں سب پر سبقت کی ہے تو اسکو قبلہ نہ کرنا عبادت میں خلاف قدر دانی اور جو ہر شناسی کی ہو اسی لئی یہہ جگہ قبلہ ہو گئے مگر جزدن کے لئے یعنی حضرت موسیٰ کے زمانہ سے لیکر حضرت عیسیٰ علیہا السلام والصلوۃ کے زمانہ تک بیت المقدس پہلے قبلہ کیا گیا تھا کہ وہاں ایک پہر معلق زمین سے ہی نہایت ہولناک کہ نحر کے لئے گویا جلاد ہے کہ چار چار اسکے نیچے سر جہکا دیتے ہیں اور امت موسوی محبت اور شوق الہی سے ایسی پیچھے تھے کہ بدون اس وباغت ظاہری کی عبادت نہ کرتے تھو اسلئے پیغمبروں کو کہ مقتدا اول کے تھو اوس پہر کے استقبال کا حکم ہوا اور بیت المقدس ایسا مکان بزرگ ہے کہ قیامت میں تجلی عرش الہی کی اوپر ہوگی اور اوس کے گرد حشر ہوگا کہ اوسکی سامنے باز پرس روضا بن زن اعمال کا ہوگا اور وہی لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو اس پہر پر قبہ بنایا اور اوسکی گرد مسجد بنائی تو با ہر مسجد کے بہشت اور دوزخ کی تصویر بنائی تاکہ قیامت کے میدان کے ہولناک واقعات یاد دہین کہ وہ یہی میدان ہے اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم شروع رسالت سے حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہم الصلوۃ والسلام کی خوبیوں اور صفات کے ساتھ مصروف تھے اور کعبہ معلومہ کے اندر نشو و نما پایا اور اوسکی تعظیم صغریٰ سے دل میں پیٹھے اسلئے اول اوسکی استقبال کا حکم ہوا

[illegible]

کہ وہ سب میں فضل اور کمال قبلہ ہے ہاں تک کہ شب معراج میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس گئے اور اسکی جوار میں ارواح انبیاء علیہم الصلوٰۃ سے ملاقات ہوئی اور ان کے انوار و برکات نبوت کے ساتھ کمال آدمی اور ابراہیمی کے شامل ہو گئی اور وہ ان سے آسمان پر گئے اسیے جہنم کے لئے ضرور ہوا کہ وہ طے کامل کرنے آثار و برکات مرتبوں اور پیغمبروں کے کہ انکو حاصل ہوئی اور نیز واسطی شکر سان ت کے کہ وہ ان معراج ہوئی بیت المقدس کا استقبال کرنا ضرور پڑا اور اس کے بعد جب تک کہ مکہ میں رہے کعبہ کا استقبال کر کے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے اور مدینہ میں اگر سولہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پہر کعبہ کی طرف پڑھنے لگے یہ حدیث سیہتی اور ابو داؤد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہوتا انوار اور کمالات انبیاء و بنی اسرائیل کے بھی حضرت میں کامل ہو جاوین کہ شب معراج میں حاصل ہوئی تھی کہ اس شب کے سبب ایک بزرگی اور زیادتی حاصل ہوئی تھی اور اسی لمی حضرت فرشتہ بلیٹین یعنی صاحب قبلہ کے ہوئے کہ یہ خوبی حضرت کیلئے خاص ہے اور فحی لئی ہوئی اور ابتدائی رسالت میں تو حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے خلیفہ ہوئے تھے اب بعد معراج انبیاء و بنی اسرائیل کی بھی خلافت حاصل ہوئی وقت اور مدینہ میں استقبال کہ باوجود استقبال بیت المقدس کی ممکن نہ تھا اسلئے لاجرا حکم استقبال بیت المقدس روز اول ماہ بیج الاول سے کہ وہ بروز خروج تھا نصف رجب سال دوم ہجرت کی کہ کچھ اوپر سولہ مہینے ہوتے ہیں اور اسی لئے بعض نے مشورہ دینے بھی کہ میں بجالائے اور جبکہ کمال محمدی اپنی اوج پر پہنچا کہ سب بنیاد کے کمالات مجتمع ہوئے اور غرہ بدر بھی قریب آیا کہ مہم موجب خلافت کبریٰ کا ہے اور انجام رجوع ابتدا ہوئی ہے تو استقبال کعبہ کا حکم پہر ہو گیا کہ اس سے کمال کا پورا ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ توجہ ظاہری ساتھ توجہ باطنی کے موجب توجہ بخدا ہے کہ اوپر ثابت ہوا اور ذکر معراج قریب استقبال و عبادت سبب یاد دہشی کا ہے کہ وہ موجب یاد جدائی اور مسافت کا ہوتا ہے اب یہاں چند سوال ضروری الجواب تحریر ہوتی ہے اول یہ کہ ابھی تک تبدیل قبلہ نہوا تھا اور آیت قد نری تقلب وجہک فی السماء کہ جس سے قبلہ ہونا

بیت المقدس کی موقوفہ نازل ہوئی تھی اور گفتگو جذبے و وقوفوں کے باب تبدیل قبلہ بھی تھی

ہنہین ہوئی تھی تو کس لئے یہ فرمایا گیا کہ عنقریب چند بیوقوف ایسا کہیں گے سوا سکا

جواب یہ ہے کہ اکثر مفسرین نے پہلے نازل ہونا قد نری تقلب وجہہ فی السماء

کا سیکھنا سے لکھا ہے اور یہ آیت سبب بھی گفتگو کی ہے اگرچہ گفتگو

ظاہر ہوئی تھی اور بغور ظہور سبب دانا پر تدبیر دفع ضرورت رہے اور اگر نزول بھی موافق

قراآت کی ہو تو بھی اس پیش بندی میں چند فائدہ عمدہ ہیں مثلاً خبر بالغیب کہ جب تبدیل

قبلہ ہوگی تب یہ ہر مرد پیش ہوگا کہ یہ مجزہ اس کلام کا ہے اور یکایک ایک کام کا ان پر

کہ جس کے ساتھ طبع کو نظر ہر انس نہ ہو بہت ناگوار ہوتا ہے اور جب کہ پہلے سے اوس کا

ذکر ہوئے تو وقوع اوس کا چندان ناگوار نہیں ہوتا ہے کہ سبب کر سابق کے اوسکے خیال

اور تصور کے ساتھ طبع کو الفت ہو جاتی ہے پس اسی کے موافق تجربہ ہوا کہ پہلے سے معلوم ہوا

کہ تبدیل قبلہ ہوگی اور بے وقوف لوگ یہ باتیں بنائیں گے جب یہ سبب واقعہ ہوا تو کچھ ناگوار

نہ ہوا اور جب کہ پہلے سے دشمن کی تدبیر سے واقف ہو جاوے تو تدبیر اوسکی دفع کی کر کے

آباد رہ سکیا تا بروقت فوراً دفع کر سکیں اور محتاج فکر کی اوس وقت نہ ہوں کہ یہ باعث

ہرج اور مضرت کا اور عربین میں شہور ہے کہ تیرا غازی سے پہلی تیر کے ریش لگانے

چاہیے کہ اگر وقت پر ریش نہ ہوگی تو دھوکا ہوگا و دیم کو نسا اور کئی بیوقوفی پر دلالت کرتا ہے جواب

جانتے تھو کہ سلمان حکیم خدا کے کوئی کام نہیں کرتی پہر سبب تبدیل قبلہ کا پوچھنا اونکی کمال

بے عقلی کی دلیل ہے اور سفیدہ اوس شخص کو کہتے ہیں کہ مال اپنا بے فائدہ آخرت کے خرچ

کرے کہ اس آیت سے مفہوم ہوتا ہے وَلَا تَقُولُوا السُّفَهَاءُ آمَنُوا الْكُفْرَ إِنِّي جَعَلْتُ اللَّهُ

لَكُمْ قِيَامًا کہ تم بے وقوفوں کو اپنی مال نہ دیدو پس ایسا آدمی کہ پیغمبر پر اعتراض کر کے اپنے

آخرت کی مضرت کرے بالادلی بیوقوف ہوگا سو ہم کہہ من الناس من سوا فائدہ ہے کہ بیوقوف

اور با وقوف دونو آدمی ہوتے ہیں جواب کچھ بیان تو تفسیر میں گزرا اور یہاں اتنا بیان کافی

ہے کہ صفت لفظ من الناس صفت کا شفعہ ہے یعنی وہ لوگ بے وقوف بجز اسکے کہ

آدمی میں اور کوئی علامت اونکی شناخت کے نہیں ہے اور جب کہ بے وقوفوں کے

ترجمہ تفسیر خازن

سب کے سب حرکتیں بند زمین میں اور یہی حکم شرعی اجماعی اس امت کا ایک ایسی حجت ہے کہ تمام خلقت کا مقبول ہوتا ہے مثلاً گواہوں سے مقدمہ عدلیہ پر ثبات ہو جاتا پس پہلے امت اتباع کے لئے سب خلقت میں ایسی ہی جیسے پیغمبر اپنی امت میں وجہ الاتباع ہوتا ہے اور آخرت میں جبکہ پیغمبروں اور انبی امتوں میں خاصیت ہوگی اور امتیں انبی تبلیغ کی انکار کریں گے تو یہ امت پیغمبروں کے لئے گواہی دیگی اور یہ گواہی اسلئے قبول ہوگی کہ بہت اور امتوں اس امت نے بہت جلد خدای تعالیٰ اور سب دنیاؤں کی تصدیق کی انکو بہت اور دن کے مفتی اور عادل کیا گیا اور اور دن کو فاسق و دروغ گو پس گواہی عدول کی مقبول ہوتی ہے نہ فاسق اور دروغ گو کی اور یہ امت سب کے بعد ہر اسلئے بلحاظ خبر ہی خدایتعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سب حوال گذشتہ پر انکو علم حاصل ہوا اور گزرے ہوئے کو آئندہ کا حال معلوم نہیں ہو سکتا ہو اسی لئے انکی شہادت سلف بر محکم ہے اور سلف کی شہادت خلف پر نامکن اور جبکہ سلف انپر اعتراض کریں گے کہ تم اس وقت پر رہتے کہ بسوقت کی گواہی دیتی ہو تو یہ جواب دین گے کہ گواہی کچھ معائنہ پر موقوف و منحصر نہیں بلکہ جب کسی جہ سے علم اس امر کا حاصل ہو تو گواہی کے لئے کافی ہوگا ہر کو خدا تعالیٰ کے معلوم کرانے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجہ سے یہ علم حاصل ہو گیا اسلئے گواہین کہ تمہارے انبیائے تبلیغ کی ہر چاہیہ امام بخاری نے یہ حدیث بیان کی ہے کہ قیامت کے دن حضرت نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے کہ تم نے تبلیغ کی تھی وہ کہنگو کہ مان پر انکی امت سے پوچھا جائیگا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا ہر حضرت نوح سے کہیں گے کہ تمہارا گواہ کون ہے وہ عرض کریں گے کہ محمد اور ان کی امت علیہم الصلوٰۃ والسلام تب یوگ بلائے جاویں گے تو یہ گواہی دین گے کہ حضرت نوح نے اس امت پر تبلیغ کی تھی اور یہ ہی معنی میں قول اللہ تعالیٰ کی کہ کیا ہتے مکو ائمۃ و وسطا یعنی صاحب ل امام احمد اور سنائی اور ابن ماجہ کی روایت میں یہ ہے کہ ان سے پوچھا جائیگا کہ تم کو کیونکر علم ہوا کہ تم گواہی دیتے ہو تو یہ عرض کریں گے کہ ہمارے پیغمبر نے آنکر ہر کو خبر دی تھی کہ سب پیغمبروں نے تبلیغ کی ہے اور منجملہ اس شہادت کے ایک شہادت یہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے بخاری و مسلم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

مصحح القرآن
سی بادشاہت کے
وقت اور سلطان بنی
نصرانی بات کرنے
نصرانی جادوئے
تخت بنی جادوئے
تخت یحییٰ دواؤں
کا دوسرے تخت
سکھانے کے
گوون کو جادو
قصہ
پار حوال بیان ہے
حضرت سلیمان
علیہ السلام کی
ملکوت میں دیو کی
ملکوت میں کچھ
میں بہت کچھ
جادو کے عمل اور
جادو کے عمل کے
تجربے کے
ایک کتاب بنی
تجربہ اور جادو
گوون میں
شہور کیا تھا

بلکہ مراد توسط وضع ہوا توسط وضعی بہتر ہے اور برتری کو ضرور لازم ہے کہ یہ عین خیریت ہو اور اسکا بیان گذر کہ جو سب سے عمدہ ہے وہ بیچ میں ہوتا ہے اور باقی اوپر اور ہر تاعمرہ محفوظ رہے کیونکہ مثل مشہور ہے بہترین بیچ میں ہے اور اطراف میں بدتر اور وضع ہو کہ بہتری اور برتری وسط کو لازم ہے اسلئے کہ تا یہ پہنچنے لگے کہ بین اور معنی طرقتہ ترک وہ سبب اسکے فصیح ہوتے ہیں اور بعض تیرین وسط کے معنی لئے ہیں کہ پہلے امت سید عابد اور اعمال کے اور خلاق کے میاں نہ رہے کہ صفات کمال میں استعد زیادتی ہے کہ افراط ہو جاوے نہ استعد کی ہے کہ تفریط ہو جاوے بخلاف یہ وہ کہ استعد پیدا کی کی کہ حضرات انبیا کو مرتکب ہا کا جانا اور عصمت کو ادا نہ سے منتفی ہی نہیں بلکہ وکالت قیل کیا اور برخلاف نصاریٰ کے کہ انہوں نے اپنے پیغمبر کو مرتبہ پندگی سے درجہ فرزند ہی پہنچایا پس توسط خاص صفت ہی امت کی ہے اب یہ شبہ ہے کہ کمال کے لئے علو درجہ تو صفت ساتھ علو اور برتری کے چاہئے نہ ساتھ توسط اور درمیانی کے جواب یہ ہے کہ علو درجہ اور کمال صفت توسط اور میاں نہ روی کو لازم ہے مثلاً شجاعت کہ درجہ متوسط اور کمال سے ہے اور جرأت درجہ اولیٰ ہے اور تہور درجہ اعلیٰ ہے پس تہور میں کمال نہیں ہے جیسا کہ شجاعت میں ہے اور مثلاً پیغمبر کا درجہ توسط یہ ہے کہ بندگی محکمال رسالت کے پہنچے اس قدر اس کو برتری ہو کہ خدا کا فرزند کیا جاوے اور نہ اس قدر ذلت ہو کہ قتل کیا جاوے اور بعض نے وسط کے معنی عدالت کے لئے ہیں کہ حاکم اور فیض مدعی اور مدعا علیہ و نورعایت کیا کرتے ہیں تو ایک اور دینا نکال کر فیصلہ کیا جاتا ہے جیسا کہ الہی اور وکیل کہلاتا ہے تحت دوم یہ کہ روایت حضرت محمد اللہ بن المبارک اور روایات صحیحہ میں یہ ہے کہ حضرت علی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روز قیامت جب سب حج ہوں گے اول حضرت اسرافیل بلائے جائیں گے اور دس خطابت کا کہ تخمینہ ہاری فرمان کو کیا کیا پہنچایا یا نہیں وہ عرض کریں گے کہ ہاں پہنچایا جبریل پہنچا جبریل کے جائیں گے اور پوچھے جائیں گے کہ تم کو اسرافیل نے ہمارا حکم پہنچایا وہ کہیں گے کہ ہاں پہنچایا تھا تب ثانی اسرافیل کے ہوگی پہلے ان سے خطابت کا کہ تخمینہ ہمارا فرمان کیا کیا وہ عرض کریں گے کہ آپ کے پیغمبر نے پہنچایا پہر پیغمبر بلائے جائیں گے اور پوچھے جائیں گے کہ تم کو ہمارا فرمان جبریل نے پہنچایا یا نہیں وہ سب عرض کریں گے کہ ہاں پہنچایا اور پہنچنے اپنی امتوں پہنچایا تب امین بلائے جائیں گے اور

[illegible]

پوچھ جائیں گے کہ تم پر حکم ہمارے پیغمبر نے پہنچایا یا نہیں پس نصیحت جو ٹ بولیں گے کہ نہیں پہنچایا
اور بعض سچ کہیں گے کہ ان پہنچایا پھر سب پیغمبر کہیں گے کہ ہمارے پہنچانے کے گواہ میں حکم ہوگا
کہ وہ کون ہیں عرض کریں گے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی امت پس بھیہ امت طلب کی
اور پوچھے جائیں گی کہ تم گواہ ہو کہ ان پیغمبروں نے ہمارا حکم اپنی امتوں پر پہنچایا وہ عرض کریں گے
کہ ان ہم گواہ ہیں تب امتیں کہیں گے کہ پہلوگ ہماری بعد اسی امتوں نے ہم کو نہیں دیکھا یہ
کیونکر گواہ ہیں یہ عرض کریں گے کہ آپ کا رسول ہم پر آیا اور آپ کے وحی ہم پر اتری کہ جس میں یہ
کہا ہو کہ تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی امت پر حکم خدا پہنچایا پس گواہ ہیں پھر ارشاد ہوگا کہ پیلوگ
ستجہ ہیں اور یہی منہ و کذا لک جعلنا کما امة وسطا لتکونوا شہداء علی الناس
ہیں پس گواہی اپنی امتوں کے حق میں صحیح ہوئی اور سبب اسکی کہ بھیہ امت شہادت کے بموجب
وہ قرآن شریف کے ہوئی ہے اب کیا حاجت ہے کہ رسول اپنر گواہ ہو اور بھیہ سبب مخصوص ہر وقت
ہے اگر دنیا میں بھی مقصود ہو تو کیونکر ہو سکتا ہے اسکی کہ انہوں نے نہ سلف کو دیکھا اور نہ ان کے
رسول نے اپنی سب امت کو دیکھا جواب دینا اور آخرت میں دونو جگہ گواہی مراد ہے آخرت میں
بوسطہ خطاب حضرت رسالت آپ کے کہ اون کے ذریعہ سے علم حاصل ہوا اور اسی رو پر گواہی دیں گے
کہ انکا سننا اپنی صداقت پر دلیل کامل ہوگا اور دنیا میں یہ معنی ہیں کہ سب امتوں کے حوالہ اور
عقلانہ و رسوم دیکھ کر غلطی کا حکم لگا دیا وہ غلط ہے بحث سویم یہ ہے کہ بموجب آیت کریمہ کے
ثابت ہوا کہ یہ امت برتر ہے کہ سب پر گواہ ہوگی اور رسول ان پر گواہ ہوگا انکا گواہ ہونا بموجب
اسی برتری اور بہتری کا ہو سکتا ہے اور رسول کا گواہ ہونا ان کے لئے بموجب اپنی برتری اور بہتری کا کیونکر
ہو سکتا ہے اسلئے کہ گواہ ہونا اور بہتر ہونا چاہیئے کہ اوسکی گواہی مقبول ہوتی ہے نہ صاحب گواہی جو غلط ہے کہ
اگر یہ برتر اور بہتر نہ ہوں اور گواہی اور دن کے حق میں بخوبی نہ بیان کریں تو رسول مضموم اپنی تصدیق
کیونکر کر سکتا اور جبکہ رسول نے اپنی تصدیق کی تو برتر اور بہتر ہونا انکا بخوبی ظاہر ہوا اور ایک بیان بموجب
یہ ہے کہ حکم اس امت کا خاص اون پر ہے کہ جو صاحب قبلتین ہیں یعنی ہاجرین اولین
اور انصار باقیین ان پر رسول گواہ ہے کہ ان کے حوالہ مناقب کی خبر دی ہے اور بھیہ
لوگ اپنی تابعین پر واقف ہوئے اور انکی تابعین اپنی تابعین پر واقف ہوئے اسلئے وجہ

درجہ چھ سلسلہ قیامت تک اسی رہا پس انکا گواہ ہونا سب لوگوں پر بدرجہات ثابت ہو کر جو پہلی
انہی بزرگی اور بھڑکی کا ہوا پس گواہی رسول کی ان کے لئے اور ان کی گواہی اور ان کے لئے
موجوب تھی بزرگی کا کیا گیا بحث چہارم واضح ہو کہ لفظ علی عرب میں مضرت کی جاسمات ہوتا
تو اس آیت کے یہ معنی ہوتی چاہئین کہ تم اور ان کی مضرت پر اور رسول تمہاری مضرت پر
گواہ ہوگا یعنی اس گواہی سے نقصان اور کا ہوگا نہ فائدہ اور حقیقت یہ ہے جیسا کہ روایت
سے ثابت ہے کہ بعض کو منفعت اور بعض کو مضرت اس گواہی سے ہوگی تو صرف مضرت
کا لفظ کہنا کیا فائدہ دیتا ہے جواب سکا یہ ہے کہ گواہی اس امت کی اور لوگوں کے حق میں
تو صرف مضرت کی ہے کیونکہ وہ بمقابلہ انبیاء کے جہوں کئے جا دیں گے اس لئے علی کا لفظ
وہاں ظاہر ہے اور اگرچہ ضمناً منفعت انبیاء کی حاصل ہوتی ہے مگر اصل مقصود یہ ہے کہ امتیں
بمقابلہ انبیاء کے جہوں کہتے ہیں اس لئے باعتبار غلبہ کے علی کا لفظ لایا گیا اور یکن الناس
علیکم شہید امین علی بمعنی لام کے ہے کہ اس کے معنی منفعت کی ہیں یا یون کہو کہ
اس آیت کے یہ ہیں کہ رسول گواہ ہے تمہارے لئے اس طور پر کہ واقعہ ہے تمہارے
احوال پر یا یہ کہ رسول تمہارے احوال پر مطلع ہے کہ اول میں ردیبا اور دوم علیکم
شہید کے ساتھ لگتا ہے کہ دونوں کے معنی ایک ہیں **ف** مترجم کہتا ہے کہ علیکم
شہد الرسول کے ہی اور سیاق کلام ظاہر اور صاف اسکی دلیل ہے اب بلا تکلف یہ
درست ہیں کہ جو شخص تمہارے اوپر رسول ہو کر آیا ہے وہ تمہارا گواہ ہوگا فقط بحث پنجم
علی الناس کو شہداء سے کیوں مؤخر کیا ہے اور علیکم کو شہید پر کیوں مقدم کیا ہے جواب
مقدم ہونا ایسی چیزوں کا تخصیص پر دلالت کرتا ہے یعنی تم گواہ ہو سب پر بلے
تخصیص کسی خاص قوم کے اور رسول تمہارا خاص تم پر ہی گواہ ہے نہ اور ان پر نہ بحث
ششم اس حکم سے کہ تم کو امت وسط کیا تاکہ تم گواہ ہو لوگوں پر مراد تمام امت
اسلام کی ابتدا سے لیکر حشر کے دن تک نہیں ہے ورنہ اگر ایسا ہو تو حکم پر نازل ہو
کیونکہ یہ سب امت تو عادل ہوئی احکام کی تکلیف انہوں نے ہی تو صاف ظاہر ہوا کہ مراد
سب امت نہیں ہے بلکہ بعض امت معصوم ہے کہ وہ عادل ہیں یعنی منجملہ مسلمانان ہر وقت کے

نزدیک چند یہود کے مسلمان ہونے کی کچھ حقیقت یہ ہیں ہر مگر رسول کو اونچی دلاری کرنی نہایت
عبادت ہو اور یہی بڑا کمال ہے کیونکہ اونکا تو کام یہ ہے پس فائدہ یہہ ہی تھا کہ کعبہ کا قبلہ ہونا ترک
کر کے جانب بیت المقدس کیا گیا تا معلوم ہوو کہ تمام مسلمانوں میں سے مخلص کون ہو اور مترد
کون اور وجہ اسکی یہہ ہے کہ تابعان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اوس وقت اکثر عرب
قریشی یعنی حضرت اسماعیل کی اولاد تھی کہ انسلا بعد اسل تنظیم کعبہ اللہ کی توجہ تھے اور اوسکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ کہتے تھے اور اوسکی مجاہدیت اور خدا متگذاری پر فخر کرتے تھے اور اور عرب
سوا ی قریش کے بھی بتقداسی قبلہ کے تھے اور سبب اپنی حسد کے بیت المقدس کو قبلہ نہی کرتے
کہتے تھے اس لئے بیت المقدس کے قبلہ ہونے سے نہایت نفرت اؤ کو تھی پس سب سے بیت المقدس
قبلہ کر کے امتحان ان مسلمانان قریش کا کیا گیا تا معلوم ہووے کہ اخلاص کے ساتھ کون
مسلمان ہوئے اور اپنی قوم کی حیثیت کی رعایت کون کرنا ہو اور ترقی دولت چاہ کر کون اسلام
لایا ہے اور اگرچہ باری تعالیٰ کو سب علم حاصل ہے حاجت امتحان کی نہیں ہر مگر سب کا پروا نہ
ملک ملکوت محتاج اس امتحان کے ہیں کہ بعد امتحان کے جیسا درجہ ایمان متحقق ہو گا ویسا اوسکی
موانع اوسکی ساتھ عمل لایا جو سے گا اور صرف علم الہی موجب جزا اور ثنا کا نہیں ہے اسلئے ظاہر
میں بھی موجب امتحان کا موجود ہونا ضرور ہے اور قاعدہ ہے کہ امتحان اوس چیز سے کیا جاتا
ہے کہ طبیعت کو ناگوار ہو تو ہے وان کا منت لکس بینک اور حقیقت یہہ ہے کہ بتسلہ
بیت المقدس نہایت بھاری اؤ ناگوار لون پر قریش کے تھا کہ وہ اپنی کو اور اپنی رسول کو اولاد
اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام کا نحر اؤنی کہ اؤنا قبلہ گردانتے تھے اور کہتے تھے کہ بیت المقدس
قبلہ موسیٰ و ہارون بنی اسرائیل کا ہو اور اہل دانش یہہ کہتے تھے کہ بیت المقدس سے فضل
ہے اور افضل کو چھوڑ کر غیر فضل کا قبلہ بنانا موجب تنزل کا ہو اور بعد ترقی کے تنزل سے سب
پناہ مانگتے ہیں راکہ علیہ الذین ہدی اللہ مگر اؤن لوگوں پر ناگوار نہیں ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے اؤنکو شکست اور راز سے آگاہ کر دیا کہ کون مکہ سے بیت المقدس پر رجوع کی گئی کہ
اوسکامیان اور پر گزرا اور جب کہ ہجرت ہوئی تو ناچار پشت ہٹا کر اور ردینہ ہوئی اسلئے ہمارے
یہی کیا گیا تا مضمون ہجرت ہر وقت پیش نظر ہے جب تک کہ اللہ تعالیٰ بسبب فتح کے پھر

اوس طرف انکا چہرہ کروے ایسکی طرف متوجہ ہو جائیگے کہ دوام مضمون تہ اور غلبہ اسلام اور دفع سخت
 شکن میں نظر پڑی ترمذی شریعت میں حدیث ہے کہ بعد توجیل قبلہ سوی کہ صحابہ نے عرض کیا
 کہ ہم جو زندہ ہیں تدارک اپنی کارگذاشتہ کارگیں گے کہ بقیہ عمر کی طرف نماز پڑھیں گے
 مگر جو مر گئے ہیں اونکی عبادت اُلگان گئے کہ وہ تدارک کرنے سے عاجز ہیں حکم ہوا کہ اس زیادہ تک
 قبلہ بیت المقدس حق تھا اوس طرف نماز مقبول ہوگا اُلگان نہیں ہو سکتی ہے اب وہ منسوخ قبلہ
 بجانب مکہ ہوا اب اس طرف مقبول ہوگی مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّعَايْمًا نَكْمُكَ اللَّهُ جَلَّ شَانُهُ
 کی شان نہیں ہے کہ تمہارا ایمان ضائع کرے بلکہ زیادہ سے قابل قبول ہوگا کیونکہ عمل اوسکام رکھنے
 طبع ہو اور موافق عقل ہو نہایت ناگوار ہوتا ہے کہ موافق عقل اور طبع کے ہو اسلئے غارین جو جنب
 بیت المقدس ہو تین نسبتا بل قبول ہیں اور نقصان قبلہ کا بھی موجب خوف نہیں ہے کہ
 متابعت تمہارے بمقابلہ اوس نقصان کے کافی ہے اِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَكَرِيمٌ اور ضائع کرنا عمل کا کیونکہ ممکن ہو اسلئے کہ اللہ تعالیٰ سب امیون پر نیک ہوں یا بد مسلمان ہوں
 کا فرہیت مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے کہ سب پر درش کرتا ہے اور سب کو روزی دینا ہے
 اور ب کو آفتوں سے بچاتا ہے تو کیونکہ ممکن ہے کہ باوجود اتباع حکم کے غارین جو بیت المقدس
 طرف ہو تین برابر ہو وین یا اولین میں نقصان ہووے۔ آپ یہاں چند امر بحث طلب ہیں
 اول جَعَلْنَا کے لفظ کے د مفعول ضرور ہیں مگر اوسکے معنی ایسے نہیں ہیں بلکہ اوسکی معنی یہ ہیں
 کہ تھے مقرر نہیں کیا یہ قبلہ کہ تم اوپر ہو یا معنی اول ہوں یعنی ہم نے کیا قبلہ اوس قبلہ کو کہ تھے تم اوپر
 چند روز اوپر ہی معنی جہاں کائنات ہے ہیں لیکن سیاق و سباق آیت کا اسکو قبول نہیں کرتا
 ہے کیونکہ وہ قبلہ کہ جسپر تھی مراد کعبہ ہوگا اور خلاف مراد ہے کیونکہ امتحان ساتھ استقبال
 بیت المقدس کی کیا گیا ہے ساتھ استقبال کعبہ کے اور یہود کہ معاند دین اور منسوخ الملة اونکا
 طعن در باب استقبال کعبہ بل قبل اور توجہ کی نہیں ہے اور یسوں کو وجہ حکمت سمجھنے ضرور
 نہیں ہے اور کنت کو انت کی جائے تصور کر کے معنی کرنا کہ نہیں کیا سننے وہ قبلہ کہ اب ہے
 تو اوپر تو یہ بھی درست نہیں موافق اسی بیان کے اب یہی یہ بات کہ آیت سَيَقُولُ
 السُّفَهَاءُ اَيَّةُ كُنْتُ عَلَيْهِمْ اَوَانِ كَانَتْ لِكَيْدٍ هُوَ مَقْدَمٌ هِيَ حَالًا لَّانْكَ اَيَّتِ دَوْمِ سِرِّ

بیت المقدس
 اوس طرف انکا چہرہ
 شکن میں نظر پڑی
 ترمذی شریعت میں
 حدیث ہے کہ بعد
 توجیل قبلہ سوی
 کہ صحابہ نے عرض
 کیا کہ ہم جو زندہ
 ہیں تدارک اپنی
 کارگذاشتہ کارگیں
 گے کہ بقیہ عمر کی
 طرف نماز پڑھیں
 گے مگر جو مر گئے
 ہیں اونکی عبادت
 اُلگان گئے کہ وہ
 تدارک کرنے سے
 عاجز ہیں حکم ہوا
 کہ اس زیادہ تک
 قبلہ بیت المقدس
 حق تھا اوس طرف
 نماز مقبول ہوگا
 اُلگان نہیں ہو
 سکتی ہے اب وہ
 منسوخ قبلہ
 بجانب مکہ ہوا
 اب اس طرف
 مقبول ہوگی
 مَا كَانَ اللَّهُ
 لِيُضِلَّعَايْمًا
 نَكْمُكَ اللَّهُ
 جَلَّ شَانُهُ
 کی شان نہیں
 ہے کہ تمہارا
 ایمان ضائع
 کرے بلکہ
 زیادہ سے
 قابل قبول
 ہوگا کیونکہ
 عمل اوسکا
 رکھنے
 طبع ہو اور
 موافق عقل
 ہو نہایت
 ناگوار ہوتا
 ہے کہ موافق
 عقل اور طبع
 کے ہو اسلئے
 غارین جو جنب
 بیت المقدس
 ہو تین نسبتا
 بل قبول ہیں
 اور نقصان
 قبلہ کا بھی
 موجب خوف
 نہیں ہے کہ
 متابعت
 تمہارے
 بمقابلہ اوس
 نقصان کے
 کافی ہے
 اِنَّ اللَّهَ
 بِالنَّاسِ
 لَكَرِيمٌ
 اور ضائع
 کرنا عمل کا
 کیونکہ
 ممکن ہو
 اسلئے کہ
 اللہ تعالیٰ
 سب امیون
 پر نیک ہوں
 یا بد
 مسلمان ہوں
 کا فرہیت
 مہربان اور
 نہایت
 رحم کرنے
 والا ہے کہ
 سب پر
 درش کرتا
 ہے اور سب
 کو روزی
 دینا ہے اور
 ب کو آفتوں
 سے بچاتا
 ہے تو کیونکہ
 ممکن ہے کہ
 باوجود
 اتباع حکم
 کے غارین
 جو بیت
 المقدس
 طرف ہو
 تین برابر
 ہو وین یا
 اولین میں
 نقصان
 ہووے۔
 آپ یہاں
 چند امر
 بحث طلب
 ہیں اول
 جَعَلْنَا
 کے لفظ
 کے د مفعول
 ضرور ہیں
 مگر اوسکے
 معنی ایسے
 نہیں ہیں
 بلکہ اوسکی
 معنی یہ ہیں
 کہ تھے
 مقرر نہیں
 کیا یہ قبلہ
 کہ تم اوپر
 ہو یا معنی
 اول ہوں
 یعنی ہم نے
 کیا قبلہ
 اوس قبلہ
 کو کہ تھے
 تم اوپر
 چند روز
 اوپر ہی
 معنی جہاں
 کائنات ہے
 ہیں لیکن
 سیاق و
 سباق آیت
 کا اسکو
 قبول نہیں
 کرتا ہے
 کیونکہ
 وہ قبلہ
 کہ جسپر
 تھی مراد
 کعبہ ہوگا
 اور خلاف
 مراد ہے
 کیونکہ
 امتحان
 ساتھ
 استقبال
 بیت المقدس
 کی کیا گیا
 ہے ساتھ
 استقبال
 کعبہ کے
 اور یہود
 کہ معاند
 دین اور
 منسوخ
 الملة
 اونکا
 طعن در
 باب
 استقبال
 کعبہ بل
 قبل اور
 توجہ کی
 نہیں ہے
 اور یسوں
 کو وجہ
 حکمت
 سمجھنے
 ضرور
 نہیں ہے
 اور کنت
 کو انت کی
 جائے
 تصور کر
 کے معنی
 کرنا کہ
 نہیں کیا
 سننے وہ
 قبلہ کہ
 اب ہے
 تو اوپر
 تو یہ بھی
 درست نہیں
 موافق اسی
 بیان کے
 اب یہی
 یہ بات کہ
 آیت
 سَيَقُولُ
 السُّفَهَاءُ
 اَيَّةُ
 كُنْتُ
 عَلَيْهِمْ
 اَوَانِ
 كَانَتْ
 لِكَيْدٍ
 هُوَ
 مَقْدَمٌ
 هِيَ
 حَالًا
 لَّانْكَ
 اَيَّتِ
 دَوْمِ
 سِرِّ

والسنت کرتی ہے کہ زمانہ استقبال بیت المقدس کا گذر کر کے استقبال کیا گیا تو آیت اول کا مقدم ہونا
کیونکہ ہوسکتا ہے جواب کیا یہ ہے کہ عرب کے فصیح لوگ قریب وقوع کو واقعی تصور کر کے وہ
ہی حکم جاری کر دیتے ہیں کہ بحالت وقوع کے ہوتا ہی حقیقت یہ ہے کہ آیت اول مقدم ہے اور
تیسری واسطے تبدیل کعبہ کے جیسا کہ ہمید حکم آخر فرمان اول میں کی جاتی ہے اور لکھا جاتا ہے کہ تو نے
اس طرح کی خطا ایام تہدین کی تھی اسلئے موقوف کیا گیا۔ دوم علم الہی قیدی ہے پہر لغلم تا کر اب
جان لین ہم اسکے کیا معنی جواب علم الہی دو قسم ہے اول اصل تقدیر کا علم کہ زید کا یہ حال ہوگا
اس علم میں تغیر اور تجدد نہیں ہوسکتا ہے دوم وہ علم ہے کہ اشیاء کے موجود ہونے پر اور معدوم
ہونے پر بعد وجود کے متعلق ہوتا ظاہر ہے کہ وجود اور عدم اشیاء تغیر علم الہی میں ہوتا ہے
اور حقیقت یہ ہے کہ مراد علم سے تیز اور وجود اور تحقق فی الخارج ہے اور اس سے بھی بہتر
معنی یہ ہیں کہ تارسل اور مومنین جان لین چنانچہ لشکر کی خدمت کو بادشاہ اپنی طرف
منسوب کرتا ہے کہ ہم نے فلان شہر فتح کیا۔ سوم استقبال بیت المقدس کا حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم کی اجتہاد سے ہوا تھا جیسا کہ من یتبع الرسول اور کنت علیہا سے
مفہوم ہوتا ہے ورنہ حکم اس طور کا ہوتا کہ کون تابع خدا کا ہے اور وہ قبلہ کہہنے اسکی استقبال
کا حکم کیا تھا اور جب اس استقبال پر انکار ہوا تو بمنزلہ وحی صریح کی ہو گیا گو وحی صریح نازل ہوتی ہے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے لحاظ امت انبیاء کہ جانب صحرہ کے تھے اور حکم
ہجرت سے اس طرف استقبال فرمایا تھا۔ چہام وہ ہے کہ لفظ من تغلب علی عقبیہ سے مفسرین
کے قرار داد کے موافق یہ لفظ واسطے کفر اور ارتداد کے عایت ہے اور مفہوم ہوا کہ جماعت
استقبال بیت المقدس کے مرتد ہوئے ہوتا کہ امتیاز درمیان مخلصان اور متردین کے
بوضوح مستحی ہووے کوئی روایت صحیحہ مؤید اور معاون پر اس مفہوم کے نہیں ہے جو ابن
تفسیر ابنی میں ابن جریر سے روایت کی ہے کہ بلغنی ان اناک امن اسلام رجوا فقلوا
مرآ بھنا و مرآة بیت المقدس پس یہ روایت صحیح السند نہیں ہے اور عام صحاح میں خلل
اسکے نقل کیا گیا ہے اور اس کے اوس وقت تک ارتداد اور نفاق اصلاً تھا جواب اسکا
تفسیر میں گذر اناک التغلب علی العقین کفر و ارتداد سے استعارہ نہیں ہے بلکہ شراد ہے

بقاؤ ایمان کی ہے لیکن مع اشہات کے اور وہ قلم ایمان ضعیف ہے اور یہ سب سے پہلی نے سن اپنی
 میں اور اور معتبر لوگوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ من یقلب علی عقبیہ سے مفسرین نے
 شک اور ریب فرمایا ہے اور عطا کہتا ہے لقین من یسلحہ الاہر و من لا یسلحہ بنجم وہ
 موافق نظم کلام کے ایسا سمجھا جاتا ہے کہ جملہ و ما کان اللہ لیضیعہ ایمان کو مفسر تفسیر
 اول شخصوں کے ہو کہ استقبال بیت المقدس کا اور اون کے شاق اور دشوار تھا گویا فراتے
 ہیں کہ ہر چند قبلہ کرنا بیت المقدس کا فہم اور طبع تمہارے میں گراں پڑا تھا لگاتار مت یجاذ کہ
 تمام نمازین ایام گذشتہ کی کہ طرف بیت المقدس کے باوجود کراہت طبع کے ادا کی
 میں ضلیح ہوں اور توجیب اجر کی ہوں بلکہ انقیاد امر الہی باوصف کراہت طبع کے مقتضی
 ایمان کا ہے قابل ضلیح ہونے کے نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ عباد
 کرنی وقت مکروہ طبیعت کے کفارات گناہوں کا ہے کراہت طبع کے ساتھ اس حد
 کے پہنچے کہ عمل نیک مورث مال کا بخوشی خاطر ہو ورنہ پاس رسم اور الزام اپنے سہ
 ادا کرے موجب جرنقصان کا ہوگا اور ضمیر ایمان کم سے صرف خطاب مومنین کو ہوا ہے
 کہ جو عمل نیک باوجود عدم رغبت کے بخوشی خاطر کیا جاوے وہ موجب ثواب کامل
 کا ہوتا ہے جیسا کہ سہری کی شدت میں وضو اور غسل کرنا موجب ثواب کا ہے کہ
 باوجود نہایت ناگوار ہونے کے خوشی سے کیا جاتا ہے اور جب کہ خوشی دل کے
 نہ رہے گی تو البتہ نقصان ثواب ہوگا کیونکہ صحابہ کرام کو یہہ کلام آپس میں ہوا
 کہ وفات یافتہ لوگوں کا ایمان بسبب اس کے کہ اون کو یہہ قبلہ ناپسند تھا
 موجب اصاحت ایمان کا ہوا اور بعض نے ایمان کے معنی نماز کے کہے ہیں چنانچہ
 حدیث شریف میں وارد ہے کہ فرق درمیان مسلمان کے اور مشرک کے نماز ہے
 اور آیہ کریمہ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکلوا من الثمرات من قبل ان یصلوا
 معنی ہیں کہ نماز کو قائم کرو ورنہ مشرک ہوگی اور واضح ہو کہ بسبب کثرت اور رحمت
 کے اجر توجہ بیت المقدس کا کامل کیا گیا اگر اوس طرف کی توجہ بہ نسبت کہ منقطع
 کے ناقص ہے اور چونکہ حضرت کی طبیعت میں استعداد کامل بالذات تھی اور

نظم کلام
 ایمان الایمان
 کو یقلب علی عقبیہ
 وادامہ کلام
 کراہت طبع
 یعنی توجہ ہو عبادی
 طرف اور عبادت
 پھر اس کا ثواب
 بات حضرت کی کہ
 چنانچہ ان کا کلام
 یعنی ایمان کر ایمان
 چنانچہ میں اس بات
 کو اور یہہ منقطع ہوا
 کا زبان میں بی
 بات فی مالک
 فی مسلمان کو
 دیکھتے ہو وہی بی
 یعنی بدل میں یہ
 حضرت کی کہ
 کہ راجع

یہہ مفتضیٰ اسکے ہے کہ وصف کامل بالذات کا طالب ہو اور مفتضا سے رافت و جہت کا یہہ ہے کہ کامل بالذات کو کامل بالوصف کرنا چاہیئے پس ارشاد ہوا کہ فَاَنْذِرْ لَكَ لَقَدْ كُنتَ وَفُجَّكَ فِي السَّمَاءِ ہم دیکھتے ہیں بار بار تکناہتہارا آسمان کی طرف کہ شاید جبریل علیہ السلام وحی لاوین کہ جس میں توجہ مکہ کا ارشاد ہو پس یہہ آرزو قابل پورا کرنے کے ہے فَكُنْ لَّيِّنًا رَّحِيمًا تَرْضَاهَا تو ہم بے شک پھر میں اب تمکو اس قبلہ کی طرف کہ پسند کرتے ہو کہ کمال استعداد ذاتی تمہارا قبلہ کا طالب ہے اور ملت تمہاری ابراہیمی ہے تا قبلہ بھی ابراہیمی ہووے اور پیغمبر تمہاری اولاً عرب پر ہوئے کہ وہ سب خادوم اور متوجہ اور طایف کعبہ کے رہے ہیں اگرچہ وہ ہوگا تو ان کو نفرت ہوگی اور پورے پورے مطیع نہ ہوں گے اور مکہ تمہارا وطن ہے اور ہر شخص اپنے وطن کی خوبی اور ناموری چاہتا ہے اور یہودی یہہ کہتے تھے کہ پیغمبر باوجود ادعائے ملت ابراہیمی کے اس کے قبلہ کو چھوڑ کر ہمارے قبلہ پر متوجہ ہوا ہے اگر ملت وہ ہے تو قبلہ بھی وہ ہو اور اگر قبلہ یہہ ہے تو ملت ہی یہہ ہو اپنے کام میں یہہ حیران ہے چاہیئے کہ ایک ضعیف اختیار ہو پس اسلئے حکم ہوا کہ قَوْلَ فُجَّكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پھر لوچہرہ اپنا طرف مسجد حرام کے کہ اس کے سیدہ میں یہہ قبلہ بنا ہے اور اہل خدا کے سوائے خدا کے اور طرف نظر اس میں کرنی حرام ہے اور حرمت اس مسجد کی ایسی ہے کہ کسی اور مسجد کے نہیں ہے اور اگر درخواست اس قبلہ کے تمہاری ہی تھی مگر چونکہ یہہ قبلہ اس دین اسلام کے لئے کیا گیا اسلئے تمکو اور تمہاری سب امت کو حکم ہے کہ حَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَاَوْجِزْهُ لَكُمْ شَطْرَهُ ہم جہان کہیں ہو اس طرف متوجہ رہو کہ اپنے پیغمبر کی تبلیغ کی وجہ سے تمکو وہ مکہ ہووے کہ اگلی انبیا کو نہ تھا اور یہہ گمان نہ کرنا کہ بیت المقدس قبلہ اہل کتاب کا افضل ہوگا کہ مکہ قبلہ جاہلیت کا ہے کیونکہ تمکو تو درودن خوبیان حاصل ہوئیں اور اسلئے ہمارا پیغمبر ذوالعزتین لمقب ہوا وَرَبِّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لِيَعْلَمُوا أَنَّ نَحْنُ الْحَقُّ اور سچ یہہ ہے کہ جو کتاب ولے ہیں وہ سے بخوبی جانتے ہیں کہ یہہ قبلہ

اس واسطے سکھانے
 کو حکم ہوا کہ فقط
 اس کا نام یعنی بہ
 کر انظر جاری اور
 ہر باب کی معنی ان
 دونوں لفظوں کے
 ایک ہیں اور شتو
 بات کو دل سے
 جو بہر دربارہ جو بہا
 نہ پڑے اور کا تو
 کے واسطے جو لفظ
 جو اس کے واسطے
 سے کہتے ہیں کہ
 صلے العلیہ وسلم
 ان کے واسطے غائب
 ہے کہ وہ منہ والا
 ہے کہ کسی کہ منہ
 ہے کہ وہ منہ والا
 ہے کہ کسی کہ منہ
 ہے کہ وہ منہ والا
 ہے کہ کسی کہ منہ

کہ تھا اگر ضرورت مذکورہ بیت المقدس اختیار کیا گیا تھا دوم اس آیه کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ استقبال کعبہ ہی کے طرف ہے کیونکہ یہہروی زمین ہے اور اسی پر تمام امت کا اجماع اور عمل ہے اور استقبال مسجد الحرام کی طرف اسی استقبال کی طرف تہر مطلق اندر بیت المقدس کے ہی جواب حکم امت کریمہ کا یہ ہے کہ ہم متوجہ کر دیں گے نگو اوس قبلہ پر کہ جس کو تم چاہتے ہو پس متوجہ ہو جاؤ طرف مسجد حرام کے پس معلوم ہوا کہ مسجد الحرام کی طرف متوجہ ہونا بعینہ کعبہ کا استقبال ہے اور حقیقت میں کعبہ اسی جانب اور اسی سیدہ میں ہے کہ جہاں مسجد حرام ہے اور مسجدین نماز کسی اور طرف کیجاتی ہے نہ مسجد کی طرف پس مسجد حرام میں نماز پڑھنا تعلیم ہوا اور بعض نے جو کہا ہے کہ حرم قبلہ اہل مشرق و مغرب کا ہے تو یہ درست معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ حضرت نے بعد تحویل مدینہ منورہ میں قبلہ حرم کو نہ کیا بلکہ بیت کو گردانا اور اوروں نے کہا ہے کہ مسجد حرام کعبہ ہی کو کہتے ہیں یا تو مجازاً اور یا اسلئے کہ جسے مسجد کے سجدہ کی طرف ہے نہ جاے سجدہ کی اور فائدہ اس مجاز کا یہ ہے کہ جانب کعبہ ثابت ہوتی ہے اور اگر کعبہ ہو تو یہ جانب کافی ہوگی اور یہہی مذہب اہل بوخنیفہ حرامہ کا ہے اور ایک قول امام شافعی رحمہ اللہ کا ہے چنانچہ بروقت تحویل کعبہ کے سبب کعبہ کی متوجہ ہوگی عین کعبہ پر متوجہ ہونا سبب اہل مشرق و مغرب کا حال ہے چنانچہ وہی لوگ کہ نماز فجر پڑھتے ہوئے کعبہ کی طرف پہنچ گئے اور تار کی میں بخوبی توجہ لین کعبہ ہو سکے اور ان کی نماز حضرت نے جائز رکھا اور ایسا ہی ملاحظہ احوال غزوات اور سفر اصحاب کرام اور تابعین عظام سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اوس جانب استقبال کافی ہے عین کعبہ کی ضرورت نہ تھی اور دریافت کرنا عین کعبہ کا موقوف اور بدلائل ہند سیکے ہے اور یہ علم ناموس وقت تھا اور نہ اسکا تعلیم اون کے نزدیک ضرور تھا کہ کعبہ کی تشخیص کیا کہین اور امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصلے کے قدم سے ایک قوس کنچی جاے اوس کے سر پر گذرتی ہوئی کہ عین کعبہ پر نام ہووے اور وہ قوس دائرہ سے کمی ہو اور نہ اوسکے تعلیم پر کسی کو حکم کیا گیا تا شناخت عین کعبہ ہو سکے اور یا اگر معلوم ہو کہ فلانا پہاڑ یا شہر کعبہ سے فلان طرف پر ہے اور ہم اوس پہاڑ یا شہر سے فلان طرف ہیں تو یہ موجب دریافت جانب کعبہ ہو سکتی ہے۔ اور یہ معلوم ہو کہ یہ پہاڑ

اور شکر کی کعبہ
وزن و شدت باری
سوی و شہید
فہم و شہید
سبب و شہید
نجا و شہید
خاص و شہید
ایہی و شہید
جسے چاہتا ہو
خدا تباری صاحب
بڑے فضل و
بزرگی کا ہے
شکات
بیچو کھن کر کے
مداون سے
جسے نہ کہ نہاں
نران میں بعض
ریت موقوف
نے اگر خدا تعالیٰ
دراستی نہ ہو

اَتَيْنَتْ الَّذِينَ اٰذَنُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ اَوْ اَكْثَرِهَا لَوْ كُنَّا لَوْنُ كُتُبٍ لَّحُكْمٌ
اور نشانیاں اور دلیلین کہ حقیقت اس قبائے کے اور پر جیسے کہ دے جاتے ہیں اور پھر
جاد سے تو باوجود اس معجزہ کے مَا تَعْلَمُونَ فَلَنَكْذِبَنَّ عَنْ يَمِينِكُمْ
کیونکہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اور ان کے تابع ہو جاؤ اور بحقیقت یہ ہے کہ وَمَا اَنْتُمْ
بِتَالِيَةٍ فَلَنَكْذِبَنَّ عَنْ يَمِينِكُمْ ہرگز اور ان کے قبیلہ کی پیروی نہ کرو گی کہ وہ پہر سنو سنو ہو گا اور بیت المقدس
سنو سنو ہو گا کہ پہر مامور ہو گا اور اہل کتاب کا ایک قبیلہ ہو تو اس کا اتباع ہی ہو سکے مگر جب مختلف
کہ یہ ہونے پہر کو جو بیت المقدس میں متعلق ہے قبیلہ کیا ہے اور نصاریٰ نے اس جگہ کو کہ بیت
المقدس میں جانب شرقی ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ کی روح حضرت مریم میں پڑے قبیلہ
گردانا ہے کیونکہ دے وَمَا اَبْغَضُوهُمْ بَتَالِيَةٍ قَبْلَهُ كَبُحُضْ اِلَيْهِ مِنْ قَبْلِهِ اَيْکِ دوسرے کے تابع
ہیں پس متابعت اہل کتاب کی قبیلہ کے محال ہوئی اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کی
پیروی سہل ہے کہ شہر کا استقبال جو پہلے مامور ہو تھا وہ بعد تولد حضرت عیسیٰ کے سنو ہو کر
جائے نفع روح مقرر ہوا تو سنو قبیلہ کا جب اوہوں نے تسلیم کیا تو ممکن ہے کہ یہ دونوں قبیلے
سنو ہو کر کہہ مامور ہو پس جب کہتے مقرر ہوا تو پھر اہل کتاب کا اپنے پہلے قبیلہ پر قائم رہنا
بجز نفسانی خواہش کے اور کچھ نہیں ہو سکتی ہے اِی لَئِنْ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هَٰؤُلَاءِ
مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْاٰیَاتِ لَئِنْ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هَٰؤُلَاءِ لَئِنْ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هَٰؤُلَاءِ
کی باوجود اس علم اور اس حقیقت کے پیروی کرو گے تو ظالم یعنی گنہگار اس حکم کی مخالفت کی جو
سے ہو گی اور یہ بات کہ حکم خدایتعالیٰ پر ان کی خواہش کو ترجیح دو محال ہے تو گنہگار ہونا ہی
محال ہے اب یہاں دو سوال ہیں اول یہ کہ اہل کتاب میں سے جو عبد اللہ بن سلام اور نجاشی تابع قبیلہ
اسلام کے ہوئے کیونکر درست ہو دے یہ بات کہ اہل کتاب تمہارے قبیلہ کے تابع نہ ہوں گے جواب
یاقوم اوتام اہل کتاب ہیں اور ظاہر ہے کہ سب نے اسلام قبول نہیں کیا اور ایک کے اسلام لانا
اسکا مخالف نہیں ہے اور یاد اہل علم میں سے علما ہی ہو دو اور نصاریٰ سے کوئی ایمان نہیں لایا
کیونکہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ جو ایمان لائے تھے وہ قبل اس آیت کے لائے تھے نہ بعد
اس آیت کے۔ اور صحیح ترجمہ جواب یہ ہے کہ مقصود اس آیت سے یہ ہے کہ اہل کتاب باوجود

ترجمہ تفسیر غیری
یاد الم سورہ بقرہ
اَتَيْنَتْ الَّذِينَ اٰذَنُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ اَوْ اَكْثَرِهَا لَوْ كُنَّا لَوْنُ كُتُبٍ لَّحُكْمٌ
اور نشانیاں اور دلیلین کہ حقیقت اس قبائے کے اور پر جیسے کہ دے جاتے ہیں اور پھر
جاد سے تو باوجود اس معجزہ کے مَا تَعْلَمُونَ فَلَنَكْذِبَنَّ عَنْ يَمِينِكُمْ
کیونکہ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تم اور ان کے تابع ہو جاؤ اور بحقیقت یہ ہے کہ وَمَا اَنْتُمْ
بِتَالِيَةٍ فَلَنَكْذِبَنَّ عَنْ يَمِينِكُمْ ہرگز اور ان کے قبیلہ کی پیروی نہ کرو گی کہ وہ پہر سنو سنو ہو گا اور بیت المقدس
سنو سنو ہو گا کہ پہر مامور ہو گا اور اہل کتاب کا ایک قبیلہ ہو تو اس کا اتباع ہی ہو سکے مگر جب مختلف
کہ یہ ہونے پہر کو جو بیت المقدس میں متعلق ہے قبیلہ کیا ہے اور نصاریٰ نے اس جگہ کو کہ بیت
المقدس میں جانب شرقی ہے اور اس میں حضرت عیسیٰ کی روح حضرت مریم میں پڑے قبیلہ
گردانا ہے کیونکہ دے وَمَا اَبْغَضُوهُمْ بَتَالِيَةٍ قَبْلَهُ كَبُحُضْ اِلَيْهِ مِنْ قَبْلِهِ اَيْکِ دوسرے کے تابع
ہیں پس متابعت اہل کتاب کی قبیلہ کے محال ہوئی اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ کی
پیروی سہل ہے کہ شہر کا استقبال جو پہلے مامور ہو تھا وہ بعد تولد حضرت عیسیٰ کے سنو ہو کر
جائے نفع روح مقرر ہوا تو سنو قبیلہ کا جب اوہوں نے تسلیم کیا تو ممکن ہے کہ یہ دونوں قبیلے
سنو ہو کر کہہ مامور ہو پس جب کہتے مقرر ہوا تو پھر اہل کتاب کا اپنے پہلے قبیلہ پر قائم رہنا
بجز نفسانی خواہش کے اور کچھ نہیں ہو سکتی ہے اِی لَئِنْ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هَٰؤُلَاءِ
مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْاٰیَاتِ لَئِنْ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هَٰؤُلَاءِ لَئِنْ اَتَّبَعْتَ اَهْوَاءَ هَٰؤُلَاءِ
کی باوجود اس علم اور اس حقیقت کے پیروی کرو گے تو ظالم یعنی گنہگار اس حکم کی مخالفت کی جو
سے ہو گی اور یہ بات کہ حکم خدایتعالیٰ پر ان کی خواہش کو ترجیح دو محال ہے تو گنہگار ہونا ہی
محال ہے اب یہاں دو سوال ہیں اول یہ کہ اہل کتاب میں سے جو عبد اللہ بن سلام اور نجاشی تابع قبیلہ
اسلام کے ہوئے کیونکر درست ہو دے یہ بات کہ اہل کتاب تمہارے قبیلہ کے تابع نہ ہوں گے جواب
یاقوم اوتام اہل کتاب ہیں اور ظاہر ہے کہ سب نے اسلام قبول نہیں کیا اور ایک کے اسلام لانا
اسکا مخالف نہیں ہے اور یاد اہل علم میں سے علما ہی ہو دو اور نصاریٰ سے کوئی ایمان نہیں لایا
کیونکہ عبد اللہ بن سلام وغیرہ جو ایمان لائے تھے وہ قبل اس آیت کے لائے تھے نہ بعد
اس آیت کے۔ اور صحیح ترجمہ جواب یہ ہے کہ مقصود اس آیت سے یہ ہے کہ اہل کتاب باوجود

اور بعض ان میں سے کچھ سکا اظہار بھی کرتی ہیں اور بعض و ان فریقاً مکتوبہ کتبہ الحی و
 مکتوبہ الحی ان تو خوب چہلے میں اس حق کو اور خوب جانتے ہیں کہ حق یہ ہے اور خوب
 جانتے ہیں کہ ہم ناحق اس حق کو چہا تو میں اور خوب جانتے ہیں کہ ہم حق کو چہا تے اور یہ نہیں
 جانتے ہیں کہ حق میں تریسے حق اور سچ امر وہ ہے کہ نازل ہو ہے ترے رب کے پاس سے
 خواہ ہم علمائی کتابی سکی تصدیق کریں یا نہ کریں اور بذریعہ اپنی کتابوں کی خوب جانتے
 ہیں حق ہو تا تمہارا نہ بذریعہ امر عظمیٰ اور معجزوں کے فلا تکتون فیہن العمدتین پس لانہم
 کہ ہرگز اپنے امر میں شک نہ کرو کہ ان کتاب الون نے جو تصدیق نہ کی تو ہمارا اعتبار نہیں ہے
 بلکہ حق ہو تا ہمارا وحی پر موقوف ہے جب وحی نازل ہوئی تو کیا شک کے با اگرچہ کچھ لوگ
 شک کے میں یا تصدیق نہ کریں کیونکہ بعد وحی کے کسی کی تائید کی حاجت نہیں ہے بخلاف
 الہام اور کشف اولیا اور صلحا کے کہ وہ حجت قاطعہ نہیں ہے طنی ہے سنیے تائید اور تصدیق
 کی حاجت ہوتی ہے اب یہاں چند سوال ہیں جواب طلب اول لفظ معرفت در باب
 شناخت اشخاص شخص معین کے بولتے ہیں کہ پہلے سے اوسکو جانتے ہوں اور دیگر
 بسبب کئی عارضوں کے ناشنا سا ہو گیا ہو اور پہلی علامتوں اور شایذوں کے بسبب سے
 اوسکی شناخت ہو اور علم واسطے شناخت معانی کے بولتے ہیں یعنی اہل کتاب باعتبار علامات
 اور شایذ ہا ہے مندرجہ اپنی کتاب کی پہچانتے ہیں کہ یہ وہی پیغمبر ہے جو موعود ہے اور علم پیغمبر
 کے منکر نہ تھے اور علم پیغمبری کے موقوف اور معجزوں کے ہر سبب اہل کتاب اور غیر اہل کتاب پر برابر
 ہے خاص اہل کتاب کے لئے حجت نہیں ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن
 سلام سے پوچھا کہ تم ہمارے رسول کو کیونکر جانتے ہو کہا کہ میں اونکی رسالت اور پیغمبری کو اس
 طور پر جانتا ہوں کہ اپنی پس کے فرزند سے زیادہ یعنی باوجودیکہ اوسکی فرزند سی کا بھو تو وار
 ہے مگر احتمال ہے کہ اوسکی مان نے اوس سے لطف لیکر یا کسی کا ولد لیکر میرے ساتھ منسوب
 کیا ہو اور حضرت کی رسالت اور پیغمبری میں مجھکو کچھ شک اور احتمال نہیں ہے حضرت
 عمر نے حضرت عبداللہ بن سلام کو آخرین کہی اور پیشانی پر بوسہ دیا پس آیت کریمہ
 سے شناخت شخص ہے اور اس حدیث سے علم پیغمبری وجہ مطابقت کیا جواب جب مطابقت یہ ہے

الانسان
 مکتوبہ الحی
 لے سکا نونہ
 روایت پیغمبر
 صلے اللہ علیہ وآلہ
 وسلم سے جبکہ
 سوال کرتے ہے
 موسیٰ بنی علیہ السلام
 سے کسی شے کی
 لے چلے اس سے
 اور جو کوئی بدل کر لے
 کو مسلمان ہوئے
 پہلے سے وہ ہم ہوا
 سبھی راہ سے
 یعنی جو کوئی پیغمبر
 سے پہچانے سے
 اپنے نبی پر شبہ لا گیا
 پہلے شبہ کا لانا ہے
 داخل میں رفت
 و کتاب میں
 و کتاب
 چھل آ گیا
 و مکتوبہ

کہ حضرت عبداللہؓ پہ کیا کہ نسبت شناخت شخص اپنے پس کے انکی زیادہ تر شناخت حجت کو حاصل ہے کہ اوس میں اتنا بھی ہے اور ان میں اتنا نہیں ہے کیونکہ علم پیغمبری تو انکو بخوبی حاصل تھا مطلقاً اوس علم کی ساتھ شناخت شخص پیغمبر کے خوبی ہے کیونکہ پیغمبری میں تو کسی اہل کتاب کو انکار تھا بلکہ شخص میں تمکرات ہی کہ یہ ہے یا اور کوئی دوم ٹکون اور ٹکون کی پہچان دونو برابر ہے پھر ٹکون کو کیون خاص کیا جواب بسبب شرافت کی کہ ٹکے کو ٹکے پر ہے اور یا یہ کہ ٹکے کو نسبت اور ٹکے کے جو شناخت کرتا ہے تو اور سب لگ اوسکی شناخت کو ترجیح دیتے ہیں اور مسلم ٹکون کیونکہ اولوگ بھی اپنے اپنے ٹکون کو اور اسکی ٹکے کو جدا جدا پہچانتے ہیں بخلاف ٹکون کے کہ بسبب ملاقات نہ ہونے اور کم کم ملنے کے ایک کا دعویٰ مرج اور مسلم نہیں ہو سکتا ہے سوم پیغمبر معصوم ہے محل شک نہیں ہے پہرا وہیں منع کرنے کے کیا معنی جواب پیغمبر مطلقاً احکام کرنے اور نہ کرنے کا مکلف مثل اور بنی آدم کے ہوتا ہے مخالف عصمت الہی کی نہیں ہے اور احکام بالامر اور ابھی موقوف اس پر نہیں ہے کہ مادہ عصیان سے ہو تو ورنہ نہیں آج ہو کہ خلقت انسان کی باعتبار صورت اور سیرت کے اختلاف ہے اسلئے اوڑوں کا شفق ہونا ایک امر پر یا ایک قبلہ پر ممکن نہیں ہے وَلَيْسَ لِرَجُلٍ وَجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّئُهَا اور سب آدمی اور ہر گروہ اور ہر ملک اور ہر ولایت کے لئے جہت ہے کہ اوسکی طرف وہ متوجہ ہوتے ہیں کوئی کفر پر جانا ہے کسی نے اسلام قبول کیا ہے کوئی تجانہ میں جاتا ہے اور کوئی مسجد میں کوئی عشق زن میں گرفتار ہے کوئی زکا طلبگا ہے شعر کسی کا دل خدا سے لگ رہا ہے کوئی رُوسے پری وش تک رہا ہے کوئی بت بے سنگین لپوچتا ہے کوئی یہودہ قصہ بک رہا ہے پس اس اختلاف باہمی کے درجے نہ ہوا ورنہ نہ جانو کہ پہلے اختلاف ظاہری و باطنی اتفاق اور حج باطنی کے کیا مفید ہو سکتا ہے بلکہ یہ حصول حج باطنی موقوف اور عبادات اور اصل کی نیکیوں کے ہے نہ اس قبلہ پر کہ یہ اصل عبادت نہیں ہے فَاَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ پس ڈرو تم نیکیوں پر کہ اصل نیکیاں میں مثل نماز اور زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ نہ قبلہ پر کہ وہ اصل عبادت نہیں ہے بلکہ ذریعہ عبادت کا ہے جیسا کہ بدن وغیرہ کی طہارت ذریعہ نماز کا اور زیارت قبور ذریعہ یاد گور و خدا کا ہے و مناقب اور مدائح اولیاء اور صلحا و ذریعہ حصول اون کی روش کا ہے اور اچھی طرح پڑھنا

قرآن شریف کا ذریعہ حصول شوق کا ہے۔ اور حسیال کو کہ کہ بخلت و جود و شوق حاصل ہوگی تو عبادت قبولیت کے لائق نہ ہوگی کہ یہی اصل غرض اتحاد قبلہ سے ہے کیونکہ مقصود اصل عبادت ہے اور اس کا مقبول ہونا بارگاہ ایزدی میں اور بروز حشر سرخ رو ہونا اتحاد قبلہ موقوف نہیں ہے اس لئے کہ اِنَّمَا تَنكِبُوْنَ لَهَا يَٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا جَمْعًا ۚ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہم جہاں ہو مشرق یا مغرب خوشی یا غم اور عبادت یا بیہودگی اور اسلام یا کفر میں اور اطاعت یا گنہگاری میں تم سب کو خدای تعالیٰ جمع کر دی گا قیامت میں اور عبادت اور نیکی ایک کی دوسرے کے لئے مفید ہوگی اور ایک نور عبادت دوسرے کے سے روشن ہوگا اور ناقص کو ایسی کامل ساتھ کمال ہو جائے گا اور علیٰ ہذا القیاس کفر ایک سے دوسرے کی سے باعث فرید عذاب و رسوائی کا ہوگا اور یہ سب کام خدا پر بہت آسان ہیں کہ وہ سب پر قدرت کامل کہتا ہے کہ سب کو ایسا جمع کرے کہ ایک کو دوسرے سے فائدہ حاصل ہو اور کامل کو ترقی اور ناقص کو کمال پہنچی۔ آپ جہاں چند بحث میں آئل جھکے واد جواڈل میں ہوتی ہے موافق قاعدہ عرب کے گر جاتی وجہہ میں کیوں نہ گری جواب واد فعل یا اوس کے تولد میں سے گرتا ہے اور وجہہ نہ فعل ہے اور نہ مصدر وغیرہ بلکہ اسم تام ہے اور تام میں تعلیل نہیں ہوتی ہے دویم فَاَسْتَبِقُوا الْحِجَابَ سے آمش فاعلی نے یہ تعلیل لی ہے کہ عزیزین اول وقت ادا ہوں تانے بوقت اور پیشی کے متحقق ہوں اور جیہ معنی حدیث شریف کی میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ کو رحم اللہ وجہہ کو فرمایا کہ نماز میں دیر نہ کرنا جب وقت ہو جائے اور جائے پر نماز میں دیر نہ کرنا اور یہ وہ کی نکاح میں دیر نہ کرنا جب اوس کا فوفلے گری کے ظہر میں تاخیر اور عث کی تاخیر ملت شب تک حدیث سے ثابت ہے اور امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر جماعت زیادہ ہو جائے تو تاخیر کرنی بہتر ہے اس میں انتظار کا بھی ثواب ہوتا ہے مگر مغرب میں جلدی کرنا بہتر ہے اور جاڑے کی ظہر میں جلدی کرنا بہتر ہے اور اجماع امت اس پر ہے کہ نماز کی وقت میں اور کاموں میں مشغول رہنا اور اس کا تہیہ نہ کرنا ممنوع ہے اور مئی اشتیاق کے جھہ صین اور انتظار میں نماز کے بیٹھے رہنا موجب ثواب ہے سیوم قرآن کے لئے وَجْهًا کے معنی اکثر مفسرین نے یہ کہتے ہیں کہ قبلہ مقرر میں عرش ہے اور قبلہ روحانی میں گری ہے

مومن القرآن
 میں سے جو کہیں
 سے پھر میں
 وہ بھی مومن
 آج سے وہ
 علیٰ کل
 ہرگز وہ
 اور ان کے
 باتوں پر
 خدا تعالیٰ
 بیشک ان
 سب پر
 کہتا ہے
 حکم آید
 کو دنیا سے
 سے کل
 زمین و
 و ان
 یا ان
 میں

اور قبلہ کریمین بیت المعمور ہے اور قبلہ دعا آسمان ہے اور قبلہ لاکھ لاکھ زمین اور بدن آدم کی ہے اور قبلہ
 انبیاء بنی اسرائیل کا بیت المقدس ہے اور قبلہ آدم اور نوح اور ابراہیم اور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام
 کعبہ ہے اور قبلہ ارواح کا سدرۃ المنتہی ہے مگر اب اسنی فاستبقوا الخیالات کے مزدوں
 نہیں ہوتی مگر اسی طرح کہ مراد مطلق نیکون کا حاصل کرنا ہے کہ اپنے اپنے دین پر
 نیکیاں حاصل کریں نہ خاص ایک طرح پر بلکہ رضا مندی اور سپر معلوم ہو کسی طرح وحی سے
 یا غیروہی سے پس جیسی کہ ایک طریق تمام گروہوں کے لئے ممکن نہیں ہے اسی لئے ہر
 ہر فرد کے لئے اتفاق ایک امر پر ممکن نہیں ہے پس اسی واسطے لازم ہے کہ ہر شہر کی جانب
 قبلہ جدا ہو اور اصرار اپنے شہر کے سمت پر درست نہیں ہے وَہُنْ جِدَّتْ خَرَجَتْ قَوْلِ
 وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور جب کہ نکلے تو سفر کرو اپنی شہر سے سمت قبلہ پر متوجہ نہ ہو
 بلکہ نفس قبلہ پر متوجہ ہونا چاہیے کہ جانب مسجد حرام کے اپنا موٹھ موڑتے رہو کہ گروا کر کعبہ
 کے بنی ہوئی ہے اسی لئے کعبہ کے حکم میں ہے مگر اس طور پر کہ توجہ کعبہ کی زائلی نہ ہونے
 پاوے ورنہ نماز نہ ہوگی کہ صرف مسجد حرام کا استقبال بے استقبال کعبہ کے محقق کافی نہ ہوگا
 وَلَمْ يَكُنْ مِنْ رَبِّكَ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ اور یہ تعین قبلہ کا بجانب
 کعبہ کے بے تعین جہات کے حق ہے خاص ہمارے رب حکم ہے اور تعین جہات اوس کے
 طرف سے نہیں ہو سکتی ہے کہ یہہ حکم اوس کے اختلاف پر موقوف ہے اور جو کچھ کرتے
 رہتے ہو تمہارا اعدا اوس سے غافل نہیں ہے بلکہ جو نماز کہ کعبہ کے استقبال پر اوسکی حکم سے ہوتی ہے
 صحیح ہے اور موافق وعدہ کے ثواب ہے گاہ یہ نہیں ہے کہ وہ غافل ہے اور اوسکے غفلت میں
 محنت کی ہوئی راہ گمان جانے کا خوف ہے ثللاً خفیہ جنوب میں کھڑے ہوتے ہیں اور امام ادا کا
 شمال میں اور فخر اکتے ہیں کہ ہم مقام ابراہیم علیہ السلام میں قائم ہیں اور شاہ فیغرب کعبہ میں
 کھڑے ہوتے ہیں اور امام ادا کا جانب شرق میں اور فخر اکتے ہیں کہ قبلہ ہمارا وہ جگہ ہے کہ آیت
 اوسپر لازم ہے وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّی اور یہ سب استقبال کعبہ پر متقل
 اور قائم ہیں۔ اور اس سے پہلے جب کہ سے نکلے تھے تو بیت المقدس کو قبلہ کیا تھا اب اگر
 وہاں سے نکلے تو ایسا نہ کرنا وَہُنْ جِدَّتْ خَرَجَتْ قَوْلِ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

صالحان
 اللہ ان
 کے لئے
 اور وہاں
 وہاں کے
 اپنے واسطے
 بالذات اسکا
 پائے کہ وہ
 میں خدا خالق
 اس پر
 جو کہ
 یہاں سے
 ان کے
 اور ان کے
 امام
 تھا ان کے
 ان کے
 اور ان کے

یاد کرو مجھ کو اپنی زندگی میں نین یا کروں گا تمکو تمہاری موت کے بعد - یاد کرو مجھ کو دنیا میں یاد کرو
مین تمکو آخرت میں یاد کرو مجھ کو زندگی کے ساتھ میں یاد کروں گا تمکو پرورش کے ساتھ یاد کرو
مجھ کو صدق اور خلاص کے ساتھ یاد کروں گا تمکو زیادت اخصاص کے ساتھ از ترجمہ احادیث
جو مذکور ہوئیں اور جن پر تفاسیر کی بنا ہی سب اخبار احاد میں موافق اصول خفیہ کے مقتد
ہیں ہو سکتی ہیں خصوصاً کتب علی نفسہ الرحمۃ ورحمتی سبقت علی
کل شیء علی غضبی معارض ان احادیث کے، مین کفر بے ادبی بے تعظیمی غفلت محصیت
کیونکہ مانع رحمت و عنایت عامہ خداوندی کا ہو سکتی ہیں مشاہدہ دلیل قوی ہے نعمت
دنوی سے کس قدر بھلوگ محلوظہ مین تکلیف و قرد فاقہ سے محفوظ اور اہل سلام اور
اہل تقویٰ باوجود اس اختصاص کے ان سب مراتب میں اون کے ساتھ برابر ہیں مگر وہا
کے الطاف کی قابلیت ہم میں ہی نہیں ہے ورنہ اون کے عموم میں تو کچھ شبہ نہیں
شعر عام میں اوس کے تو الطاف شہیدی سب پر + تجھ سے کیا خد تھی اگر تو کسی
قابل ہوتا + ہم یہ کہیں گے داؤد شر کے روبرو + کیا کیا گنہ گئے تیری رحمت کے
زور پر + اور قاعدہ مسلم خفیہ کا یہ ہے کہ مطلق جبکہ معمول باطلات ہو سکے تو اوسکا مقتد
جائز نہیں ہے بحث چہارم مقام جابت دعائیں یہ بات ثابت ہے کہ مستلزم شکر خدا کا ہے
اور یہ یہی بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے طبرانی نے اوسط میں اور ابوالفیض نے حلیہ میں روایت
کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جو تو میرا
ذکر کر لگا تو یہی میرا شکر ہے اور جب مجھ کو تو قبول جاوے گا تو یہ کفران نعمت ہے اور بیہقی
نے شعبان میں زید بن سلم سے روایت کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب
باری میں عرض کیا کہ تیرا شکر کیونکر ادا ہو سکے کہ ہر وقت نعمت زیادہ ہوتی جاتی ہے
فرمایا کہ مجھ کو یاد کرو ہو لو نہیں کیونکہ میرا شکر اور میرا ایمان میرا کفران ہے اور عبد اللہ
بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبکو توفیق
یاد آئی میرے اللہ تعالیٰ بے شک اوسکو یاد کر لگا کیونکہ فرمایا ہے باری تعالیٰ نے
کہ مجھ کو یاد کرو مین تمکو یاد کروں گا اور جسے توفیق دعا کی پائی قبول بھی اوسکو حاصل ہوا

کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے مانگو کہ میں تمہاری درخواست قبول کر دوں گا اور خلیق توفیق شکر
ہوئی نعمت زیادہ حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو میرا شکر کرے میں تم کو نعمت
زیادہ دیتا رہوں گا اور جب کو استغفار کی توفیق ہوئی اور کو مغفرت حاصل ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے کہ تم اپنے رب سے مغفرت مانگتے رہو کہ وہ غفار ہے اور خالد بن ابی عمر سے روایت
کی ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے حکم کا فرمان بردار ہوگا وہ بالضرور خدا تعالیٰ کا یادگار ہوگا اگرچہ
اور عبادت نماز و روزہ کم کرے اور جو کہ نافرمان بردار ہے وہ خداوند تعالیٰ کو خدا موش کئے
ہوئے ہے اگرچہ نماز و روزہ وغیرہ بہت کرے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاد الہی کے
بے پرہیزگاری اور نگہبانی احکام الہی کے بہت ضرور ہے اور حبیہ بخاری اور سلم میں روایت
ہے کہ لے ابن آدم اگر تو مجھ کو اپنے دل میں یاد کرے گا میں بھی تجھ کو اپنے دل میں یاد کہوں گا
اور جو تجھ کو پہری مجلس میں یاد کرے گا تو میں بھی تجھ کو ملاں گا اور انبیا اور اولیاء کی محفل میں
یاد کروں گا اور جان کہ تیری مجلس سے یہ میرا گروہ بہت بہتر ہے اور جو تو ایک باشت میری
طرف آئیگا تو میں ایک گز تیری طرف آؤں گا اور اگر تو میری طرف قدم قدم آوے گا
تو میں تیری طرف دوڑ کر آؤں گا اور سن ابن ماجہ اور متقیہ کتابوں میں وارد ہے کہ
حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری یاد کرتا ہے اور میرے نام سے او سکی ہونٹ ہلکتے
ہیں تو میں او سکے ساتھ رہتا ہوں اور جامع ترمذی اور صحاح میں وارد ہے کہ کسی نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اسلام میں عبادات بہت ہیں مجھ کو سب سے عمدہ عبادت
تعلیم فرمائیے کہ مجھ میں اوس ہی میں توجہ ہو جاؤں کہ عبادات اور انہیں ہو سکتی ہیں ارشاد
ہوا کہ زبان بزرگ الہی تر ہے اور یہی وغیرہ محدثین نے روایت کی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو میں پر روانہ کیا تو انہوں نے بہت باتیں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے دریافت کیں آخر یہ بات پوچھی کہ پہلے کاموں میں کون سا عمل خدا تعالیٰ
کی نزدیک محبوب ہے ارشاد ہوا کہ مرتے دم تک کہ الہی میں تر زبان رہنا۔ اور ابو بکر بن ابی
الو الخارق کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ معراج کی رات میں ہمارا گذر ایک شخص پر ہوا کہ وہ مجھ میں نور عرش میں غائب تھا

مؤخرات القرن

سید محمد حسین

۹۰۰

وقالت يا بطني

لکھنؤ

مجلس

کتابخانه ملی افغانستان

محمد علی

ایک طرف سے

برای این کار

الکلیہ سرگودھا
ہودی

این کتاب

۱۰۰

کے لیے

نفسی

۱۰۰

۱۰۰

...

سندھ

انجیل

۱۰۰

خانہ نصابی

جہنم دریافت فرمایا کہ یہ کون ہی کیا کوئی فرشتہ ہے سب نے عرض کیا کہ یہ تمہیں فرشتہ نہیں ہے بلکہ آدمی ہے کہ دنیا میں یا دہائی میں تیر زبان تھا اور دل و سکا مسجد کے ساتھ متعلق رہتا تھا اور اپنے بابا کو کسی سے بڑا نہیں کہوایا۔ اور امام احمد کی کتاب التذہین اور اور کتابوں معتبر میں وارد ہے کہ حضرت ابوالدرداء کے روبرو مجھ ذکر ہوا کہ فلان شخص نے سو غلام خدا کی لئے آزاد کئے ہیں انہوں نے فرمایا کہ اللہ ہر قدر دینا بہت ہی بکرا اس سے بہتر دو کام ہیں ایک ایمان کہ رات دن اس کو انسان نے اپنے اوپر لازم کیا ہے دوسری زبان کہ ہمیشہ یاد الہی تر رہے یہ کہلکہ پہ پہ کہہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے کہ میں بتلاتا ہوں تمکو بہتر عبادت اور بہتر عمل کہ جس سے خدا کی یہاں تمہاری درجہ بلند ہو دین اور نسبت صدقہ زکوٰۃ کی بھی بہتر ہے اور نسبت جہاد کے بھی بہتر ہے کہ جس میں دشمن تمہارے اور تم انکی گردنیں کاٹو لوگوں نے عرض کیا کہ مان فرمائیے ارشاد ہوا کہ وہ ذکر خداوندی ہے اور یہی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر خدا تعالیٰ دل کو اور ہر چیز کو صیقل کرتا ہے اور نسبت ذکر الہی اور کوئی عمل زیادہ تر نجات دینے والا عذاب سے نہیں ہے اور یہ مضمون دو بار فرمایا لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جہاد بھی ذکر الہی کے برابر نہیں ہے حکم ہوا کہ مان برابر نہیں ہے اگرچہ جہاد ایسی کوشش کرے کہ تلوار ٹوٹ جاوے اور طرانی اور بزار اور بیہقی عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو نہ جاگ سکی اور بسبب محبت اور نیک کے مال خرچ نہ کر سکے اور سبب مہر وی کے خدا کے دشمنوں پر جہاد نہ کر سکے پس اس کو لازم ہے کہ ذکر خدا کا بہت کرے کہ ان سب نقصانوں کا تدارک ہو سیکے اور یہی محدثین عبداللہ بن عباس سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جبکہ چار چیزیں دنیا میں استعمالی لئے غنایت فرمائیں اور دین و دنیا کی پہلائی حاصل ہوئی دل شاگرد اور زبان ذکر اور مرض بدن پر صابر اور زور جم کہ خاوند کی عزت اور مال کی نگہبان اور خیر خواہ ہووے اور ابن حبان ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ اپنی مسندوں پر بیٹھ کر اور نرم تکیہ لگا کر یاد الہی میں مشغول ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ ان کو ہر گت سے

حضرت عیسیٰ کا ذکر
کائنات کا بھنگا کر دینا
اور انہوں نے اپنے
نہ بڑا کہہ دیا
حضرت عیسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کی بیٹی بچان کا ذکر
قال الذی انزل
یقولون ان فی
قولہم من قول
فانہم قالو
جاءہم فی حق
یوم النعمۃ فیما
صالحا فیہ
منہم لعلو من
اسی طرح کہ ان
لوگوں نے جو جہاد
تھے اور کوئی نہ کر
خدا تعالیٰ کی بیٹی
ہوئی تھی جسے
اب سے

فر کے سے بہشت میں درجات عالی عطا فرماوے گا اور صحیح بخاری و مسلم میں یہہ آیا ہے کہ یا خدا کرنے والا زندہ ہے اور نہ یاد کرنے والا مردہ ہے اور طبرانی نے ابو موسیٰ شہری سے یہہ روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک شخص اپنی بخل میں روپیہ لیکر تقسیم کرنا شروع کرے اور دوسرا شخص یا خدا کرنی شروع کرے تو بلاشبہ یاد کرنے والا اوس سے بہتر ہے اور طبرانی اور بیہقی نے کئی روایتیں بیان کی ہیں کہ اہل بہشت کسی بات کی حسرت نہ کریں گے مگر اوس ساعت پر جو مفت تلف ہو گئی اور دنیا میں بے یاد الہی گزری اور صحیح مسلم اور اصحاح میں وارد ہے کہ جب کوئی جماعت ذکر خدا کی کسی بیہشتی تو ملائکہ اونکے گرد اگر پھرتے ہیں اور رحمت الہی اونکو ڈھانپتی ہے اور اطمینان دل اونکو ملتا ہے اور حق تعالیٰ اونکو اپنے مقربوں میں یاد فرماتا ہے اور یہی مضمون ابن ابی الدینا نے ابو ہریرہ اور ابو سعید خدری سے روایت کیا ہے۔ اور صحیحین میں وارد ہے کہ بہت فرشتہ گلی گلی پھرتے ہیں کہ ہمیں اہل ذکر با دین بس جہان دیکھتے ہیں تو وہ دوسرے فرشتوں کو آواز دیتی ہیں کہ یہاں آؤ کہ یہاں تمہارا دعا اور مطلب موجود ہے پس فرشتے پرے پرے دہان آن کر موجود ہو جائیں اور ذکر کریں گے گرد اگر دکھڑے ہو جاتے ہیں اور تہہ بہ تہہ آسمان تک جھم جاتے ہیں جبکہ اہل ذکر فرغت پاتے ہیں تو یہہ فرشتے بھی چلے جاتے ہیں جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ تم کہہ ان سے آئی و سے عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے کہ تیرا ذکر کرتے ہیں اور تیری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے یہہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر مجھ کو دیکھ لیں گے تو کیا کریں گے یہہ عرض کرتے ہیں کہ زیادہ تر فریفتہ اور شیفتہ اور جان دادہ و دل باخۃ ہو جائیں گے اور اس سے بھی زیادہ یاد کریں گے پھر حکم ہو گا کہ وہ کیا چاہتے ہیں یہہ عرض کرتے ہیں کہ بہشت چاہتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ کیا انہوں نے ان دوزخ کو دیکھا ہے یہہ عرض کرتے ہیں کہ بے دیکھو یہہ حال ہے اگر دیکھ پا سینگے تو بہشت کے زیادہ تر خواہاں ہوں گے اور دوزخ سے زیادہ تر پناہ جو یاں او وقت ارشاد ہوتا ہے کہ تم گواہ ہوا سبات پر کہ میں نے ان لوگوں کو بخش دیا اور ان کا مطلوب انکو دیا بخدا ان ملائکہ کے

[illegible]

ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ ایک شخص اگرچہ ذکر میں شامل نہ تھا مگر کسی کام کے لئے آن کر ان میں شامل ہو گیا تھا اور ان سے حکم ہوتا ہے کہ اسکو بھی میں نے بخش دیا کہ مجھ و ذکر میں آیا رہتا رہتا ہے کہ انہیں بھی بخشا جاتا ہے۔ اور صحیح مسلم اور دیگر کتابوں میں صحیح میں وارد ہے کہ ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دو تھانے سے باہر تشریف لائے اور ایک محفل پر کھڑے ہو کر پوچھا کہ تم بیان کیجئے جو عرض کیا کہ ہم یاد خدا کرتے ہیں اور اس کا شکر کرتے ہیں کہ اوستے ہو سکتا ہو کی طرف ہدایت فرمائی حضرت نے اذن سے فرمایا کہ تم قسم کھاؤ کہ اسی لئے یہاں بیٹھے ہو اور انہوں نے قسم کھائی پھر ارشاد ہوا کہ میں نے تمکو لئے قسم نہ دی تھی کہ تمہارا کہنا جھوٹ جانا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ اسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اس گروہ پر اللہ تعالیٰ فرشتوں کے روبرو فخر کرتا ہے تو باعث اس فخر کا میں نے تم سے بقسم تصدیق کیا اور امام احمد اور بیہقی حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ بروز محشر فرمایا گا کہ آج تمام خلقت کو جو یہاں کھڑی ہے معلوم ہو گا کہ بزرگی کیا ہے اور اسکے لائق کون ہے لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم کو ارشاد ہو کہ وہ کون لوگ ہیں تا اون کے سوائے کسی کو ہم بزرگ بنائیں ارشاد ہوا کہ جو لوگ مجالس ذکر خدا میں بیٹھے ہیں اور مجھ ہی محدثین مذکورین روایت کرتے ہیں کہ جب ذکر میں خدا کے ذکر سے غلغ ہوئے ہیں تو فرشتے آسمان میں پکارتے ہیں کہ تم بخشے گئے جاؤ کہ تمہاری بڑائی نیکیوں سے بدل گئیں اور ایک حدیث میں یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا سے زیادہ کوئی عمل عذاب بفر کے لئے مفید نہیں ہے اور اور محدثین نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوالدرداء اور ابی بن کعب اور عبادہ بن الصامت اور عبد اللہ بن عمر اور عباد بن جبل اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مال اور جہاد کرنے اور اور عبادت عمدہ سے ذکر خدا کو بہتر اور خوب جانتے تھے کہ کسی کا ان میں سے یہ قول ہے کہ ایک بار اللہ اکبر کہنا دینا و یا جہا سے بہتر ہے اور کسی کا یہ قول ہے کہ ستوبار اللہ اکبر اگر کہوں تو بہتر ہے اس سے کہ سو دن بار اللہ دون اور کسی نے یہ فرمایا ہے کہ نماز فجر سے طلوع شمس تک ذکر خدا اگر کیا جاوے تو بہتر ہے اس سے کہ میں گھبراؤں پھر سوار ہو کر جہاد کروں اور ایسی نماز عصر سے

موضع اذان
ان شخص کے ہونے
کے خدا تعالیٰ کی ہونے
سے جو ان بنیادوں میں
بیٹھ جاتا ہے کہ ان میں
نام خدا تعالیٰ کا یاد کرنا
کون کون ہیں اور
تلاش کر کے وہ شخص
جو کون سا اور ان میں
ہی دو گ ہیں جو ان میں
ہے ان کو خدا تعالیٰ
کے اندر ان کو
ہو سکتا ہے کہ ان میں
خود ہی کی طرف
الذکر و التمجید
یعنی ذکر و تعریف
کے واسطے کہ ان میں
خواری اور رسولی اور
انہیں کے واسطے
ہے ان میں
عذاب بفر

وجہ چہارم یہ کہ اول آیت میں حکم قبلہ کرنے کے بعد کلمہ مطلق اور عام سب حال میں ہے اور آیت دوم میں عام ہے سب کلمات کو اور آیت سوم میں عام سب قوتوں کے لئے کہ اب تمام خصوص اور تفصیل کا نہیں ہے وجہ پنجم ہماری شریعت میں اول سب سے پہلے ہی حکم منسوخ ہو چکا ہے اس لئے تاکیدی میں باہر کی گئی تاکہ جو امر کہہ دیا ہو اس میں کچھ ناگوار اور شک نہ رہے مگر اس وجہ میں شبہ نہیں ہے کہ درمیان تاکید اور نوک کی حرف عطف واو نہیں ہوتا ہے اور یہاں موجود ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جملہ اول نوک اگر کسی جملہ سابقہ پر عطف ہو اور اوپر حرف عطف بھی ہو تو پھر جملہ مع حرف عطف کے مکرر ہو گا تاکہ تاکید تمام ہو دے اور واضح ہو کہ تاکید اور نوک میں مضمون کا متحد ہونا شرط ہے سو اول و من حیث خرجت تاکید اپنی کلام سابق کی ہو سکتا ہے کہ وہاں حکم استقبال کرنے کے بعد کہ مدینہ منورہ میں ہی اور وہاں حکم استقبال ہے حالت سفر میں اور من حیث خرجت دویم بے شک تاکید اوسکی ہے کہ تفسیر میں گذرا اب یہاں ایک شبہ یہ ہے کہ قول کفار اور اون کی طعنہ زنی سب سے پہلے ہے سو اسکو حجت کیوں فرمایا کہ حجت اور دلیل کلام ثابت الاصل کو کہتے ہیں جواب یہ اصطلاح خاص متکلمین کی ہے جس دلیل کی مقدمات مسلمہ اور مصدقہ ہوں وہی حجت اور دلیل ہو سکتی ہے ورنہ نہیں ہو سکتی ہے اور قرآن شریف میں صرف عرف پر مدار ہے اور دشمن اپنے کلام کو حجت اور دلیل غالبہ کی جانتا ہے اور معنی لغت کے مطابق ہیں کہ معنی اسکے غالب ہونے کے ہیں جیسا کہ وجحہ داحضہ عند ذہبہ قرآن شریف میں وارد ہے اور اسکو صرف باطل کلام حق کا بذریعہ اپنے کلام کے مقصود ہے اسکو اتنی فرصت کہاں کہ مقدمات اپنے دلائل کے درست اور صحیح کر کے حجت لاوے اور اوسکی اس کلام بے اصل کو حجت کہنا اور ان کے ساتھ سنی کرنا ہے اور سوائے اسکے کہ مخالفین کا شبہ دفع ہو اور لوگوں کو تمہیر جائے طعنہ کی نہ رہے اس تحویل قبلہ میں و اور یہی قاعدہ یہ ہے کہ لا تھتدوا لغتہ

عینک کہ تمام کروں میں اپنی نعمت تمہر کہ تم جو نماز میں توجہ اعلیٰ و افضل قبلہ پر ہوئے تو زیادہ تر مستحق نعمت اور برکات اور انوار کے ہوئے کہ برکت اور قبلہ کے زیادہ تر برکت حاصل ہوگی و لا تھتدوا لغتہ و ان اور چونکہ یہ تحویل

میں اس آیت میں حکم قبلہ کرنے کے بعد کلمہ مطلق اور عام سب حال میں ہے اور آیت دوم میں عام ہے سب کلمات کو اور آیت سوم میں عام سب قوتوں کے لئے کہ اب تمام خصوص اور تفصیل کا نہیں ہے وجہ پنجم ہماری شریعت میں اول سب سے پہلے ہی حکم منسوخ ہو چکا ہے اس لئے تاکیدی میں باہر کی گئی تاکہ جو امر کہہ دیا ہو اس میں کچھ ناگوار اور شک نہ رہے مگر اس وجہ میں شبہ نہیں ہے کہ درمیان تاکید اور نوک کی حرف عطف واو نہیں ہوتا ہے اور یہاں موجود ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جملہ اول نوک اگر کسی جملہ سابقہ پر عطف ہو اور اوپر حرف عطف بھی ہو تو پھر جملہ مع حرف عطف کے مکرر ہو گا تاکہ تاکید تمام ہو دے اور واضح ہو کہ تاکید اور نوک میں مضمون کا متحد ہونا شرط ہے سو اول و من حیث خرجت تاکید اپنی کلام سابق کی ہو سکتا ہے کہ وہاں حکم استقبال کرنے کے بعد کہ مدینہ منورہ میں ہی اور وہاں حکم استقبال ہے حالت سفر میں اور من حیث خرجت دویم بے شک تاکید اوسکی ہے کہ تفسیر میں گذرا اب یہاں ایک شبہ یہ ہے کہ قول کفار اور اون کی طعنہ زنی سب سے پہلے ہے سو اسکو حجت کیوں فرمایا کہ حجت اور دلیل کلام ثابت الاصل کو کہتے ہیں جواب یہ اصطلاح خاص متکلمین کی ہے جس دلیل کی مقدمات مسلمہ اور مصدقہ ہوں وہی حجت اور دلیل ہو سکتی ہے ورنہ نہیں ہو سکتی ہے اور قرآن شریف میں صرف عرف پر مدار ہے اور دشمن اپنے کلام کو حجت اور دلیل غالبہ کی جانتا ہے اور معنی لغت کے مطابق ہیں کہ معنی اسکے غالب ہونے کے ہیں جیسا کہ وجحہ داحضہ عند ذہبہ قرآن شریف میں وارد ہے اور اسکو صرف باطل کلام حق کا بذریعہ اپنے کلام کے مقصود ہے اسکو اتنی فرصت کہاں کہ مقدمات اپنے دلائل کے درست اور صحیح کر کے حجت لاوے اور اوسکی اس کلام بے اصل کو حجت کہنا اور ان کے ساتھ سنی کرنا ہے اور سوائے اسکے کہ مخالفین کا شبہ دفع ہو اور لوگوں کو تمہیر جائے طعنہ کی نہ رہے اس تحویل قبلہ میں و اور یہی قاعدہ یہ ہے کہ لا تھتدوا لغتہ

اور عہ کلام جب تم میں موجود ہے تو اتفاقاً تلو جلالی اور بعد خدمت رسول سے ہو جاوے تو یہی ہدایت میں نقصان نہ ہوگا اور یہ آیات نماز میں اور سوائے نماز کے پڑھتے رہو گے تو موجب ثواب اور سبب تعلم اور تمام درجین و دنیا کی خوبیاں اس کے ذریعہ سے تم کو اب ملینگی کہ یہ سبب امور نہایت ہدایت اور نعمت ہے اور یہ رسول صرف ان آیات کے سنائی پر نہیں ہے بلکہ تم پر توجہ تمام توجہ ہے تاکہ ویکر کی کیم اور صفائی تمہارے دل کی کرتا ہے کہ جس سے دستی اعتقادات اور حسن اخلاق اور نیکوئی عادات موقوف کہ یہ عمدہ نعمت ہے اور اور نعمت یہ ہے کہ ویکر کی کیم الکتاب والکیمۃ بتاتا ہے یہ رسول تم کو معنی کتاب کے اور اسرار و لطائف اس کے کہ صرف معنی ظاہری مقصود نہیں ہے بلکہ ہر ہر کلمہ سے معنی اور حکم ظاہری جیسا مستفاد ہوتا ہے ویسی ہی اس سے حکمت اور اسرار بھی مشتق ہیں کہ وہ دلو عام ظاہر اور باطن کے مالک ہو کر وراثت نبوت کی تم کو حاصل ہووے اور ایک پر انکشاف کرنے سے نقصان نہ ہوگا کہ شاید صرف اباحت اور بے قیدی اختیار کرو کہ یہ ہدایت اور اس کے بعد نعمت ہو و کامل ہون گے اور کیا ہی ہوشیار اور صاحب زبان اور واقف اسرار ہو مگر محتج ہے کہ مرشد اس کو تعلیم اسرار ظاہر کا کرے ویکر کی کیم تاکہ تم کو لو ان تلقون ہ اسلئے تم کو تعلیم کرے گا یہ رسول سے باتیں کہ تم ہرگز نہیں جان سکتے ہو اور نہ جان سکتے تھے جیسا کہ کیفیت نماز اور کیت زکوۃ اور مناسک حج کہ کیونکر کریں اور کیا کریں اور جو باتیں کہ کتاب میں نہیں ہیں سب کے تعلیم تم کو کرے گا اور دھم ہو کہ جیسا یہی نعمت اور ایسی ہدایت مینے تم کو کی اور ہمارا احسان سرا سر تم پر ثابت ہوا فاتو اسکی بیٹے میں ڈگڈوئی مجھ کو یاد کرتے رہو تم ہر رنگ میں اور ہر زبان میں اور ہر زمانہ میں اور ہر حلقہ میں میرا کلام پڑھتے رہو اور میرا نام لیتے رہو اور میری حمد اور سیم اور تہلیل کرتے رہو اور ہر کام پر میرا نام لیتے رہو اور توجہ اور شوق میرے حضور میں کہ جس طرح اہل سلوک کرتے ہستے ہیں کرو یا نہ کر کرتے رہو میری تائید میں اور میری ذات و صفات کے رائل میں اور ہماری اسرار و معاملات میں کہ ہر ذرہ میری حکمت ہائے مخفیہ پر دلالت کرتا ہے کہ یہ سب کام علماء راسخ الاقدام کا ہے اور کوشش میں رہو کہ موافق وعدہ و وعید کے عمل جاری رہے تا خوف قہر سے امید

اور غفری کا نام
یہ رسول تم کو
تو جہ تمام توجہ
اعتقادات اور حسن
یہ ہے کہ ویکر کی
اسرار و لطائف
ظاہری جیسا مستفاد
نقصان نہ ہوگا کہ
بعد نعمت ہو و کامل
محتج ہے کہ مرشد
اسلئے تم کو تعلیم
جیسا کہ کیفیت نماز
میں نہیں ہیں سب
تم کو کی اور ہمارا
ہر رنگ میں اور ہر
لیتے رہو اور میری
میرے حضور میں
اور میری ذات و
میر کی حکمت ہائے
اور کوشش میں

رحمت کی حاصل ہوئی کہ یہ کام اہل تقویٰ ظاہری کا ہے اور یہ کام صرف اعضا کا ہے اور وہ کام دل کا اور یہ کام مرد و طرح برہنہ اول بھیہ کہ ہر عضو کو اون کاموں سے جو ممنوع ہیں اور اس عضو سے متعلق ہیں میرے حکم کی اتباع کی وجہ سے اور مجھے جو ڈر کر باز رہنا چاہیے یعنی انکے کو نہ چاہیے کہ اجنبی عورت پر نہ پڑے نور و دھوکہ نہ دیکھے من ترجمہ اور اس سب کو حسن و غیرہ سمجھ کر انہیں بند کرنی چاہیے ورنہ جلوہ گری حسن خدا کو تو انکے کہول کر دیکھنا چاہیے شہر دیکھ لینے دے ذرا دیدہ گریاں بجھو پھر کہاں پائیکا یہہ حسن کا سامان مجھکو براے دیدن رُوی تو اہم بوجوہ و اگر آدم از عدم برای چه بود ورنہ حکم فاعلتین و یا اولی الا بصائر اور قیاس کی رگرز کا بر وزن عمل ہوتا ہے اور حسن و آفرین کے بیچ احوال سلف کے موجب ہیں کہ لفظ البصائر سپر خوب حالت کرتا ہے اور زبان سے کیسکو برا نہ کہے اور جو بٹ نہ بولے اور نا ہوں سے کسی کا مال بے وجہ نہ تلف کرے اور کانوں سے کسی کی بُرائی نہ سُنے اور کہا میں یہود نہ سُننے اور خرامیر و ملاہی جو کان سے تعلق رکھتے ہیں نہ سُننے کہ سُننا اون کا حرام ہے اور بیرون سے بارود فاسد کسی فعل بد کے لئے یا شراب خانہ اور چکر وغیرہ میں نہ جاوے اور حاکم سے جا کر کسی کی پُختی نہ کھاوے اور فرج سے زنا اور لواط اور سحاق کرے اور اپنی لب و زبان اور دہن اور گلو سے مال وغیرہ حرام نہ کھاوے اور بعدہ کو تر نہ کرے اور علی ہذا القیاس قدیم ہر عضو کو اس کام پر متوجہ کرنا چاہیے کہ جس پر اسکو مامور کیا ہے میرا جمال اور میرا ذکر کر کے اور اگرچہ یہ سبب سباب ذکر کے ہیں مگر تحقیق ذکر کے توجہ ان سباب کے نہیں ہوتا ہے اسلئے توجہ ان اعضا کا نام ذکر کہا گیا اور جب تم میرا ذکر کرتے ہو گے تو اذکری سے میں تمہارا ذکر کرتا رہو گا یعنی ایسا متوجہ تمہارے وقت رہو گا کہ سبب مورد دینی و دنیوی تمہارے دست اور صلاح پر ہوئے ہیں گے اور سی میں خلل نہ آوے گا اور گناہ زائل ہوتے جائیں گے اور درجے قربت کے بڑھتے جائیں گے اور ہر امر پر استحقاق تمہارا بہ نسبت اور ان کے زیادہ تر ہو گا اور ہر مزہ و تم بہ نسبت اور ان کے زیادہ ثواب کے مستحق ہو گے۔ اور یہی ذکر اگرچہ ممتنا شکر کا موجب ہے مگر قصدا ہی و اشکرہ الی شکر میرا کرتے رہو کہ میں نے تمکو بہ نعمت

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

اور ولی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل بیت کی تفسیر میں چھ روایت کی ہے کہ مجھ کو یاد کر لی
طاعت کے ساتھ میں تم کو یاد کروں گا اپنی مغفرت کی ساتھ اور جو کہ مطیع ہو کر مجھ کو یاد کرتا ہے
تو لائق ہے مجھ کو یاد کروں اور جو نہ اتنا اپنی مغفرت کے اور جو گنہگاری کی حالت میں مجھ کو یاد
کرے تو لائق ہے کہ میں غصہ سے یاد کروں گا اور عبد بن حمید نے عبد اللہ بن عباس سے
یہ تفسیر روایت کی ہے کہ میرا ذکر موافق تمہارے ذکر کے ہے اگر تم بوجہ نیک یاد کرو گے
تو میں بھی بوجہ نیک تم کو یاد کروں گا اور جو حالت بدی میں یاد کرو گے تو میں بھی بدی سے
یاد کروں گا اور ابن جریر نے سدی سے روایت کی ہے کہ ہند خدا کو یاد نہیں کرتے ہیں
مگر کہ خدا او تم کو یاد کرتا ہے اگر ایمان والا ہے تو اس کی مغفرت اور رحمت سے یاد ہوتی
ہے اور جو کافر ہے اس کی عذاب اور لعنت سے یاد ہوتی ہے اور امام احمد نے کتاب الزہم میں
اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت
داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ ظالمون اور شقیق اس مقام پر پہنچے کہ ہر عمل اپنے
موقع پر باعث کثرت ثواب ہوتا ہے نفس کے آہستہ کرنے میں اور حجاب اور غفلت کے دور
کرنے میں ذکر خداوندی نہایت مفید اور باعث ثواب ہے اور خرچ کرنا مال کا موقع ضرورت میں
یعنی بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی خبر گیری کرنا اور جہاد کرنا کفار کے دور کرنے کے لئے نہایت
موجب ثواب ہے ذکر اس مقام میں اور خرچ و جہاد اس کام میں مفید نہیں ہوگا اور ابن ابی
حضر ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل ذکر ملائکہ کو ایسے روشن نظر آتے ہیں کہ جیسے
تم کو تمہارے اور طہرانی نے کئی روایتیں اس مضمون کی بیان کی ہیں کہ ایک جماعت تجھے
ذات الہی کے دہنی طرف میزوں پر بیٹھے ہونگے کہ انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے
لوگوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ ایک قوم یا ایک قبیلہ سے ہیں جن
کہ ان کا نام بتایا جاوے کہ وہ مختلف قوم اور مختلف شہروں کے ہیں مگر صرف خدا کے لئے آپس میں
دوستی کر کے ذکر الہی کے لئے ایک جا اکٹھے ہو کر بیٹھے ہیں اور ابن ابی شیبہ نے حضرت امام باقر سے
نقل کیا ہے کہ ذکر اور شکر سے بہتر خدا کے نزدیک نہیں ہے اسی لئے اس مقام جا بت میں
ذکر اور شکر کا ذکر فرمایا ہے اور حجاج بن یوسف نے بھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

صحیح ابن حبان

مسند احمد

مسند ابی داؤد

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنبلہ

مسند ابی سعید

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنبلہ

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنبلہ

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنبلہ

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنبلہ

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنبلہ

مسند ابی یوسف

مسند ابی حنبلہ

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله

بعض اوقات ہم قابلِ فخر نہیں ہوتی ہیں کیونکہ عمل کے حاجت اور تنجا کی حالت میں فرمایا جاتا ہے
 حکم ہوا کہ میرا ذکر کسی طور پر مت چھوڑو پھر عرض کیا کہ کیونکر کہوں میں ارشاد ہوا کہ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ حَتَّى أَكَلَا دَنِي سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَهْتَارُ ہوا اور بہت ہی کہتا ہے کہ
 ایک شخص حضرت کے دربار میں روزِ حاضر ہو کر سلام عرض کرنا حضرت اوس سے دریافت فرماتے
 کہ کیونکر رات گزری عرض کرتا کہ میں حضور میں آپ کے خدا کا شکر ہوں ایک روز جو حاضر ہوا تو حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس سے دریافت فرمایا کہ آج کیونکر گزری عرض کیا کہ ساتھ خیریت کے گزر
 اگر شکر گزار ہوا یہ شکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا اوس نے عرض کیا کہ پہلے
 ہر بار دُعا فرمایا کرتے تھے اور آج دُعا فرمائی ارشاد ہوا کہ ہمیشہ تو شکر کرتا تھا اسلئے دُعا ہوتے
 تھی اور آج تو نے شکر ادا نہ کیا اوس میں شک کیا اسلئے دُعا نہ ہوئی اور بہت ہی نے ابو حاتم
 سے روایت کی ہو کہ تمام اعضا کی شکر جدا جدا ہونا چاہئیں انہیں کا جدا زبان کا جدا ہاتھ
 کا جدا آواز شکر صرف زبان ہی پر نہیں ہے اگر صرف زبان سے شکر ادا کرے تو کچھ نہ ہوگا
 مثلاً ایک شخص ایک سال اپنے کبیل کا اڑھ لے اور باقی چھوڑ دے تو ہرگز گزری اور سردی اور
 بارش میں کچھ نہ طلت اوس کو نہ ہوگی اور ترمذی اور ابن ماجہ روایت کرتے ہیں کہ بغیثت پر
 شکر کرے اوس کو ویسا ہی ثواب ہے جیسا کہ روزہ دار صابر کو عنایت ہوا اگر تائب اور تہی
 اور ابن ابی الدینا کئی روایتیں لائے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو
 خصلتیں جس میں میں وہ صابر و شاکر ہے اور جس میں نہیں ہے وہ نہیں ہے ایک یہ کہ معاملات
 دین میں اپنے سے بڑے کی پیروی کرے دوم یہ کہ معاملات دنیا میں اپنے سے کمتر کو دیکھے
 اور شکر خدا کرے کہ میں اس سے بہتر ہوں اور جو اسکے خلاف دیکھے نہ شاکر ہے نہ صابر اور ابو داؤد اور
 ابی یوسف نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو یہ دُعا کہے اللَّهُمَّ
 مَا أَصْبَحَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَابِحِدٌ مِنْ خَلْقِكَ مِنْ نِعْمَةِ فَضْلِكَ وَحَدِّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ فَلَكَ
 الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ تَوَقَّامٌ دُنْ كَا شُكْرًا هُوَ أَوْ جَوْشَامٌ كُوْ كَيْتُ تَوَقَّامٌ رَاتِ كَا شُكْرًا هُوَ أَوْ
 ابْنِ ابْنِ الدِّينَا نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جب کوئی کسی صاحبِ مال کو
 مبتلا دیکھو اور کہے کہ شکر ادا کرنا اوس خدا کو جو کہ جسے جو کہ اس سے بچایا تو شکر ادا ہوا اگر اس کو

اپنا اختیار نہیں ہر تو اب صبر کی حقیقت یہ ہے کہ باوجود اس سب کے اپنے کو اون باتوں سے باز رکھنا کہ خلاف عقل اور خلاف شرع ہوں اور نگاہ پرے صبری سے باز رکھنا اور انسو بہنا اور رنگا چہرہ بدل جانا خلاف صبر نہیں ہے کیونکہ حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب فرزند مرا تھا تو رونے سے اور نلہا رنم کا اس طرح کیا تھا کہ ہم تیری جدائی سے اسی ابرہیم نہایت غمگین مین لوگوں نے عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیسا حال ہے فرمایا کہ ایسا غم کرنا اور اس طرح رونا سبب محنت کا ہے اور جس کے دل مین رحم ہوتا ہے وہ رحم بھی کرتا ہے اور فرمایا کہ ہماری آنکھیں شکینہ ہے اور دل اندوگین مگر ہم کہتے ہیں ایسی بات کہ رہنی ہو دے اللہ تعالیٰ اور بھلا شکینہ نیری اور اندوگینی اپنی اختیار مین نہیں ہے اس پر گنہ نہیں ہو گا اور زبان پسند باتوں سے بند کرنی چاہیے اور صبر یہ ہے کہ بروقت آنے مصیبت کے کیا جاؤ ورنہ بعد بھی صبری اور بقیاری کے جب تہک جاتا ہے صبر خود بخود ہو جاتا ہے اس کو صبر نہیں کہتی مین کہ میرے لئے ہوا سنے کے مصیبت پر ہمیشہ بقیاری مین ہو سکتی ہے اور صبر لایا اچھا امر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن شریف مین ستر یا پچھتر جگہ فرمایا ہے کہ اون آیتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طاعت پر جزا مقرر ہے اور صبر سبب بڑا نڈازہ جزا ہے چنانچہ پروردہ کہ کہلنے اور پیٹنے اور صحبت پر صبر بہت عمدہ عبادت ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ روزہ خاص ہے کسی کو ہے اور فرمایا ہے کہ اگر تم صبر کرو گے تو میں تمہاری مدد کروں گا ہر روز فرشتے بھیج کر اور صبر الون کو خاص کیا واپس میری رحمت خاص ہے اور حدیث شریف میں ہے نصف ایمان یہ کہ چونکہ مہنیاں کا چھوڑنا اور مامورات کا بجالانا موافق حکم خداوندی کے ملاقات اپنی خواہش کے بدون صبر کے نہیں ہو سکتا ہے اسی لئے حضرت علیؑ اور عبداللہ بن مسعودؓ نے مین کہ صبری ایمان ہے مگر بعض مہنیاں اور بعض مامورات خواہش مین نہیں ہوتی مین اس لئے کہ نصف ایمان فرمایا پس تکلیفات شرعیہ جو شاق معلوم ہو مین او کی آسان ہونے کا صبر ہے کیونکہ ذکر اور شکر اور ترک کفران نعمت سے حاصل ہوتا ہے اور اگر باوجود اس صبر کے بھی تکلیفات شرعیہ گران معلوم ہوں یا حوائج ضروریہ معاش مین لاچار ہو ذکر اور شکر اور کفران نعمت کا مانع ہو دے تو ایک بات ہم اور بتلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مدد مانگتے رہو ساتھ نماز کے کہ ایک تریاق عجیب ہے مرکب چند چیزوں سے جس کا جزو عظیم

[illegible]

اور خلاصہ دعا ہے کہ تمام جزو کل کے گرہ کشائی اور ہر محتاج کی کارروائی ادھر ہے اور باوجود کے
 نماز ایک عادت ہی مستقل اور ایک پختہ ہے کہ اس میں ذکر و مشکر ہی موجود ہیں کہ اس میں
 جان اور طبیعت کو تسلی ہوتی ہے کہ ہم اپنی حاجات اور معاش کی تحصیل میں لگے ہوئے ہیں
 اور ذکر و مشکر ہی کہ اصل مقصود ہی جاری رہتا ہے اور طریق استدعا اپنی حاجات اور معاش
 وغیرہ کا اوپر گزار کہ منجملہ اسکے صلوات الحاجات ہے تمام مطالب کے لئے اور صلوات استغفار پر
 بارش کے لئے اور مطلق نوافل دفع اضطرار کے لئے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی نعم آتا تو نماز میں مشغول ہوتے تھے اور حاکم اور بیہقی نے روایت
 کی ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف کو ایک روز غشا سفد غالب ہوا کہ گمان ہوا کہ یہ مر
 اور یابوس ہو کر سب لگ و مان سے چلے آئے اور مکان خالی کر دیا اور وقت اضطرار میں
 ام کلثوم بنت عقبہ مسجد میں آئیں اور یہ کہتے یا ایہا الذین آمنوا استغینوا الخ پڑھ کر نماز میں
 مشغول ہوئیں ایک ساعت نہ گزری تھی کہ اوکو آرام ہو گیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نماز
 پڑھنا اور وقت کہ بموجب حکم بادشاہ جابر کے اسکے ملازم حضرت سارہ کو لے گئے تھے اوپر ذکر
 ہو چکا ہے اور مشغول ہونا جریج رہ گیا جبکہ اوپر تہمت زنا کی لگی تھی بخاری و مسلم میں مذکور ہے
 الغرض نماز کہ ذکر و مشکر ہی اس میں ہی خاص دُعا کے لئے نہایت عمدہ صورت ہے کہ
 اس سے بہتر اور ممکن نہیں ہے اور قدیم اور جدید اہل ایمان سب بذریعہ دُعا کے مدد مانگتے
 ہے ہیں اور کیونکہ ہر سکتا ہے کہ تم صبر سے غافل رہو گے کہ مَنَّ اللَّهُ اللَّهُ تَعَالٰی یَقْنِیْ
 مَعَ الصَّابِرِیْنَ ساتھ صبر والوں کے ہے کہ صبر والے ساتھ خلق باری تعالیٰ کے کہ صبور
 و عظیم ہے خوگیر اور عادت پذیر ہوتے ہیں سوائے اس معیت کے کہ حق تعالیٰ کو مخلوق کے
 ساتھ باعتبار غلغلم اور قدرت کے ثابت ہو صابر کو معیت باری تعالیٰ کے بذریعہ صبر کے ہی
 ثابت ہوگی اور علامات اس معیت کے یہ ہیں کہ اسکو توفیق کا رخیہ حاصل ہوتی ہے
 اور وہ اپنی نفس اور شیطان پر کہ مانع ذکر و مشکر کے ہیں اور باعث کفران نعمت کے
 مدد اور غلبہ پاتا ہے اور اس سب سے تمہارا مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہو
 سو وہ بذریعہ اس صبر کے ہوتی ہے اور یہ معیت صبر کے ذریعہ سے حاصل ہوتی تو نماز

مصحح القرآن
 فہدائے خداوندی
 کہ جو کہ مجاہد
 منجھ سے بجا کر دے
 سب لوگوں کے
 بیشواری میں جو
 سب نبی صریحاً
 میں طین کے ہم
 رانہم غفر تبتالی کا
 سکتا حضرت ابراہیم
 علیہ السلام
 و میں دُعا
 سائنات عقلیہ
 انکالیہ
 کہا اور سیر
 میں سے بی نام
 جسے مجھ کی سب
 پروردگار
 نہیں ہونے
 قول ظالموں کو
 اپنے جہاں

کے ذریعہ سے حاصل ہوگی بلکہ وہ تو ایسا ایسی ہی چیز ہے کہ میت حق تعالیٰ اور اس کا خاصہ ہے اور وہ مومنوں کی سراج ہے اسی لئے کچھ ضرورت نہتی کہ یہ ہم فرمایا جاتا کہ اللہ صبر والوں کو نمازیوں کے ساتھ ہے اور صحیح کہ اللہ تعالیٰ جامع جملہ کمالات کا ہے تو میت والے ہی جامع جملہ کمالات کی بخوبی ہودین گے اور میت کامل صبر جان بستام خدا تعالیٰ ہے کسی دوسرے کا مرجانا اور اپنے مال کا جاتا رہنا اس درجہ کو نہیں پہنچتا ہے پس سبب حصول اس میت کے کمال حیات جیسا کہ باری تعالیٰ کو حاصل ہے صبر والوں کو بھی حاصل ہونا چاہیئے پس ایسے صابرین کہ جنہوں نے جان نثاری کی ہو ان کی کمال حیات میں کیا تردد ہے کہ لَقَدْ نُوِّا لِمَنْ يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَهْوَكَتُمْ اور نہ کہ تم اور نہ صابر و نیکو جنہوں نے راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کر ڈالیں کہ مردی ہیں کیونکہ مرنے سے جلدائی روح کی متصور ہے اور اسی لئے بدن قوت حرم حرکت زائل ہو جاتی ہے اور روح میں کچھ فرق نہیں آتا ہر ویسی ہوتی ہے بلکہ نسبت اس کی زیادہ روشن ہو جاتی ہے کیونکہ کدورت بدن جو اس کو مانع ادراک امور سے ہے زائل ہو جاتی ہے اسی لئے روح کیسے نہیں مرقی ہے شہید یا مومن ہو یا کافر کیونکہ مرنے سے بدن ہی کیلئے ہے مگر روح کو بھی موجود سے موت ہوتی ہے اول جب تک بدن کے ساتھ ہوتی ہے ترقی مراتب اس کو ممکن ہے اور بعد اس کی غیر ممکن ہے دیکھ بہت فوائد اور لہذا جو بدن سے اس کو حاصل ہوتی ہے اب ممکن نہیں ہے اسی لئے اس کو شرع شریف میں حکم موت دیا گیا کہ سب عمل آگے نیک بد تمام ہوئی اور خاتمہ و سکاسعدت پر یا شقاوت پر ہوا اور جو کہ نقصان رہا اس کا تدارک اس سے ممکن نہیں اور اسی لئے مال اس کا دار ثون کے لئے کہ اس کو لذت اور فائدہ برداری کہ مال سے متعلق ہے ممکن نہیں ہے اور نبوی اس کی بھی خارج ہے اسی بعدت اس کا نکاح کسی اور سے جائز ہے مثلاً سوار نے کہ اپنا گھوڑا بیچ دیا تو اب حاجت اس کی سامان کی نہیں ہو گام کیا کرے گا زمین کو کسپر دہرے گا اور جبکہ سوداگر نے دوکان تجارت متوقف کر دی ہو تو اب زیادت سامان کی کیا حاجت ہی پہلا اندوختہ کیا کچھ کم ہے اور اس طرح کا مرنے والے ترقی اور مانع مستلذذ ہو غیر شہیدوں کے لئے ہے نہ شہیدوں کے لئے بلکہ اللہ تعالیٰ بلکہ خدا کی راہ میں جان نثار کرنے والی زندہ ہیں کہ اول کا ثواب ہمیشہ

[illegible]

دریافت فرماتا ہے کہ جب تک اس کی جان نکالی تو میری بندہ نہ کیا کہا وہ عرض کرتے ہیں کہ کیا
 شکر کیا اور انا لله وانا اليه راجعون کہا تب حکم ہوتا ہے کہ اس بندہ کے لئے بہشت
 میں گھر بناؤ کہ اس کا نام بیت الحمد یعنی گھر شکر کا رکھا ہے اور پہلوں سے مراد درخت کے
 میوہ ہیں ہر کوہ مال میں داخل ہے اس کا دوبارہ ذکر کیا ضرور ہے اور جان کی مصیبت پر اس کو کیا
 فوقیت تھی کہ اس کے بعد ذکر ہو چنانچہ امام شافعی سے منقول ہے کہ خوف اور ہجوک اور روزہ
 رمضان کا اور نقصان مال زکوٰۃ اور صدقہ ہے اور نقصان جان مرض اور جان نزاری
 خدا کی راہ میں اور نقصان ثمرات اور مزا و اولا کا اور باوجود سب سامان عیش کے اگر خوف
 ہو تو سب عیش تلف ہوتا ہے اس لئے اس کو مقدم کیا گیا کہ اس سے فی الفور آرام جاتا ہے
 بہر ہجوک سے عیش مکد ہوتا ہے اور خوف ہلاکت ہے پھر نقصان مال کہ اس سے ہجوک کا خوف
 ہے پھر جہاد کہ غالب الحال قتل ہے پھر مرنا و اولا کا کہ اپنے مرنے سے اتنا غم نہیں ہوتا ہے کہ
 نسل کو باقی جانتا ہے اور اولا کی مرنے سے نسل کو منقطع جانتا ہے اور جبکہ ان کی راہوں
 میں پوری کفالت اور صبر اور ذکر اور شکر ثابت ہوا اور میت خدا شہداء کی اون کے لئے
 مستحق ہوتی تو ان کے حال سے سکوت مت کرو بلکہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کثیر الصبر
 الَّذِينَ رَاحُوا اَصَابَتْهُمْ مَوَاسِيكُنَا نَارُ دَعْوَانِ حَابِرُونَ كَوْنِ اللّٰهِ سَاوَنَ كَسْرٍ
 اور جب اون پر مصیبت آتی ہے تو صرف صبر اور ترک شکایت ہی پر کفایت نہیں ہے
 بلکہ اس کو وسیلہ اپنی پہنچ کا جان کر قائل ہوتے ہیں کہ اس مصیبت سے کیوں بیکار
 اور بیکل ہو دیں کہ انا لله ہم خود اپنی جان مال کا مالک نہیں ہیں بلکہ ہم بندہ اور ملک اللہ
 تعالیٰ کے ہیں کہ حفاظت ملک مالک کا فتنہ ہے اور ہمارا خدا سب پر غالب ہے تو ہم کسی
 نہ دشمن نہ کسی ظالم سے اور نہ کافر سے اور نہ شریک سے اور نہ فرزند اور گزندہ جانوروں سے
 اور ہم کہ ملک اپنے خدا کی ہیں اور ملک کا رزق مالک کے ہوتے ہیں اور ہمارا مالک مالک سب
 خزانوں کا ہے تو ہمارے چاہئے کہ ہجوک سے خوف کریں اگر ایک وقت ہم ہجوک سے ہمیں اور رزق
 نہ ملے تو عین حکمت اور مصلحت ہوگی جیسا کہ طبیعت شفق پر مبنی والے کو کھانے ایک وقت سے
 روکنا ہے اور دوسرے وقت بالضرر دیتا ہے اور ایسی ہی ہماری جان اور ہماری اولاد

اور مہاراجاں خاص اسکی ملک ہے ہم کو اور میرا عارینہ قضا ہے اگر مالک نے اپنی عاریت ہم سے لے لی تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور باوجود اسکے ہم کو مستحق ثواب ہی اس صبر پر کیلئے ہے **وَإِنَّا لِلّٰهِ رَاغِبُونَ** اور ہم اسکی طرف ضرور رجوع کریں گے کہ وہاں جو جو وعدہ فرمائے ہیں سب ہم کو ملین اور وہاں کی بخشش ایسی ہے کہ نقصان یہاں کا کچھ حقیقت اس کے سامنے نہیں رکھتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ ایک رات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تھانہ کا چراغ گل ہو گیا فرمایا **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِلَيْهِ رَاغِبُونَ** حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ کیا یہ بھی مصیبت ہی فرمایا کہ ماں جو چیز باعث قاتق ہوا اور اس سے دل کو کچھ تعلق ہوا سکا جاتا رہنا مصیبت ہو اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بروقت مصیبت بے صبری اور بے قراری نہ کرے اور یہ کلمہ پڑھے تو اس مصیبت کا بدلہ نیک ملے گا اور ثواب دسکا اسکے لئے جمع ہوتا ہے حضرت ام المؤمنین ام سلمہ کہتے ہیں کہ میرے خاوند ابو سلمہ جب مرے تو مینے کہا کہ انکا بدلہ کون ہوگا کہ یہ بہت نیک ہی مگر میں نے موجب فرمائے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ کلمہ پڑھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہوا تب معلوم ہوا کہ یہ پہلا دن ہے بہتر کجی عنایت ہوا اور یہی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب مسلمان کو مصیبت کسی نوع کی پہنچتی ہے تو اس کلمہ کے پڑھنے سے عوض مصیبت کی نیکی ملتی ہے اور طبری کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمہ خاص ہماری امت کو ملا ہے اگلے امتوں کو غایت نہیں ہوا تھا اور یہی نے شعب الایمان میں سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ یہ کلمہ اگلے پیغمبروں کو بھی نہ ملا تھا اور ان کی امتوں کا تو کیا ذکر ہے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف کے غم مفارقت میں یا اسفا علی یوسف کہا اور یہ کلمہ نہ کہا اور یہی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ چار عادیین جس میں جمع ہو جاویں اسکے لئے بہشت میں گہر بنتا ہے اول یہ کہ اپنی سب کاموں میں التجا بخدا ہو دوم یہ کہ مصیبت پر **إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ** کہے سوم یہ کہ لغت الہی پر رحم کرے کہ چہارم یہ کہ جب کوئی گناہ اس سے ہو جاوے تو **أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ** کہے اور امام احمد وابن ماجہ اور بیہقی بروایت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حدیث کرتے ہیں کہ بعد

صالحان
دارالکرام
یہ کلمہ پڑھ کر
جنت عارینہ میں
سناٹے لے کر
یہ کلمہ پڑھ کر
ان کا بدلہ کون
دینی اس میں
کے پیروانوں کو
کی جو یہاں
وہاں یقین
خدا تعالیٰ
کے دن پر
کو بعد
دی ہر حال
کے لئے
نہ ہوا
عذاب النار
میں
خدا تعالیٰ
کا فرمان
نہ

گزر جانے مصیبت کے اگر پہر یاد کرے اور اوپر پہر کا کہہ تو خدا ہی تعالیٰ ثواب مصیبت کا دہ بارہ دیتا ہے کہ گویا آج یہ مصیبت واقع ہوئی اور حکیم ترمذی بروایت انس بن مالک بیچ حق نعمت کہنے کے اور اوپر جزع جزع کے کہ مسلمانوں کی فطری عادت ہے ترک کرنا اور کیت استرجاع پڑھنا اور اسکے اوپر حمد و صبر کرنا باعث اجر کامل اور ثواب تبارہ کا ہے گویا کہ وہ نعمت کج ملی ہے اور طبرانی نے حدیث جہد الدین عباس کی روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبر موت کی شکر اللہ ان بقیار ہوتا، پس سب سے کہ جب کسی مسلمان کے مرنے کی خبر سنے لَمَّا نَالَهُ فَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ کہے اور اپنی موت اپنے سامنے دیکھے شہر موت کا جب کسی کے سوئے ذکر ہے چاہیے اپنا بند و ملت کیا یہی مضمون شیخ جامی نے فارسی نظم میں درست کیا۔ اور حضرت ابو امامہ علی کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت سرور عالم کی جوتے کا تسمیہ ٹوٹ گیا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ پڑھا اور فرمایا کہ یہ بھی مصیبت ہے اور اسی کے مطابق ہزار و بیسویں نے ابو ہریرہ کی حدیث نقل کی ہے کہ ایک تسمیہ جوتی پر یہی استرجاع چاہیے کہ وہ بھی مصیبت ہے اور اس استرجاع پر مستحق ثواب ہونگے بلکہ ابن ابی الدینا اور دیلمی انس کی حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے چڑے کو تسمیہ کی جگہ لوبی کی کلیں لگا ئی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ملاحظہ کر کے فرمایا کہ تو بیت دراز امید رکھتا ہے اور ثواب اس ادنیٰ مصیبت سے بھی محروم رہیگا کیونکہ تسمیہ اور نہ یہ کہہ گا اور نہ اسکے ٹوٹنے پر صبر ہوگا اور نہ اس صبر پر مستحق صلوٰۃ اور رحمت کا ہوگا کہ یہ صلوٰۃ اور رحمت دینا اور لذت دینا سے کسی کو بہتر اور زائد ہیں اور حضرت عائشہ کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سے تشریف لائے اور انکو ٹھٹھ مین کاٹا چھڑا تھا تو اسکے درد سے بار بار استرجاع فرماتا تھا اور انکو ٹھٹھ کو ملتی تھی جب مین نے یہ دیکھا تو پاس جا کر کچھ اتر اوسکا دیکھا اور عرض کیا کہ میری ما اور باپ آپ پر خدا ہوں اس قدر خیف زخم سے اس قدر استرجاع اور درد مندی حضرت نے یہ نہ نہ تسمیہ کیا اور میرے کندھے پر تہ پڑ مار کر فرمایا کہ اس خیف سے اس لئے استرجاع ہے کہ یہی چوٹی مصیبت بھی بڑی

طرح

ہی مین پریمیہ
تھوڑا سا
کاف

دفعہ کی آگ میں عذاب
کو عذابِ جاودہ

پڑی جاگہ پر دوزخ
ہوگا اسے اور

پیش رو

بِقَوْلِ عَالِيٍّ تَرْفَعُونَ
مِنْكُمْ رُسُلًا يَرْسِلُونَ

میں نے اسے دیکھا اور یاد کر کے

مجلس العلماء

اور اس کا علی

۱۰۰

نہیں ہے۔

ہو جاتی ہی سینواسطے ڈرنا چاہیے اور سید بن لمیب اور حسن بصری کی جماعت اگر فوت ہو جاتی
تو ایسی بلند آواز سے استرجاع فرماتے کہ لوگ حیران ہوتے کہ یہ کیا مصیبت پڑی اور
پرچہ کو آتے الغرض جیسا کہ نماز ذریعہ صلوات اور رحمت کا ہے ویسا ہی صبر اور ذکر اور
شکر ہی ذریعہ قربت درگاہ باری تعالیٰ ہوتا ہے اسی لئے اُولَکُلُکُلِ عَلَیْکُمُ
صَلَوَاتُ اَنْتُمْ تَنْتَظِرُوْنَ تھم خداون صابرین اور ذاکرین بر صلوات اوں کے رب کے پاس سے
اوترتی ہیں کہ پھر اوں کے اوپر کوئی گناہ نہ دینا یا عقیقی میں موثر نہ ہو سکیگا جیسا کہ نماز
تمام آثار اور موجبات گناہ سے محفوظ رکھتی ہے اور حقیقت عنایات خداوندی ساتھ
انبیاء کے ہے مگر اوں کے لئے عصمت اصلاً ہی اور ان کے لئے اصلاً تو نہیں ہی پر گناہ کردہ
ذکار وہ سب برابر ہو جاتا ہی اور ہی لئے ترندی اور ابن ماجہ میں وارد ہے کہ جبکہ تین فرزند
مرد وین اور وہ با حکام بالا صبر کرے تو اسکو کئی بہشت کی اور ڈال حفاظت کی دوزخ
سے عنایت ہوتی ہی کسی مرد یا عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر کسی کے دو یا ایک بچہ مرے
تو ہی یہ مرتبہ حاصل ہوتا ہی فرمایا کہ ہاں قسم خدا کی حمل جو ناقص گر پڑے وہ بھی اپنی ماکو
بہشت میں لجا بیگا اگر وہ صبر کریگی اور امام مالک موطا میں اور بیہقی شعب الایمان میں بھیہ
حدیث ابو ہریرہ کی لائے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد یا ایمان پر پے
دو بے مصیبتیں پڑتی ہتی ہیں کہ ہی صبر جان پر کہ ہی مال میں نقصان ہی کہ یہ اس کے گناہوں کا
گناہ ہوتی ہتی ہیں یہاں تک کہ خداے تعالیٰ کے پاس گناہوں سے پاک جاتا ہی اور امام احمد
اور ابی اویسی اور حاکم مرہ فرنی سے یہ حدیث لائے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا کرتا تھا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا رہتا تھا حضرت
نے فرمایا کہ تو اپنی بیٹے سے بہت محبت کرتا ہے کہ اسکو جدا نہیں کرتا ہے اسنے عرض
کیا کہ یا حضرت آپکو اللہ تعالیٰ اتنا دوست رکھتا ہی جتنا میں اپنی بیٹے سے محبت کرتا ہوں
بعد چند روز کے اسکا حاضر ہونا موقوف ہوا تو حضرت نے لوگوں سے پوچھا کہ وہ کہن
ہے کیوں نہیں آیا ہی لوگوں نے عرض کیا کہ اسکا بیٹا مر گیا اسکو نہایت غم ہے اسنے
نہیں آیا ہی یہ ہر شکر اس کے پاس شریف لیکنے اور فرمایا کہ ہر فریامت جس دروازہ سے

سینواسطے ڈرنا چاہیے
تو ایسی بلند آواز سے
پرچہ کو آتے الغرض
شکر ہی ذریعہ قربت
صَلَوَاتُ اَنْتُمْ تَنْتَظِرُوْنَ
اوترتی ہیں کہ پھر
گناہ نہ دینا یا عقیقی
میں موثر نہ ہو سکیگا
نماز تمام آثار اور
موجبات گناہ سے
محفوظ رکھتی ہے
اور حقیقت عنایات
خداوندی ساتھ
انبیاء کے ہے مگر
اوں کے لئے عصمت
اصلاً ہی اور ان کے
لئے اصلاً تو نہیں
ہی پر گناہ کردہ
ذکار وہ سب برابر
ہو جاتا ہی اور ہی
لئے ترندی اور ابن
ماجہ میں وارد ہے
کہ جبکہ تین فرزند
مرد وین اور وہ
با حکام بالا صبر
کرے تو اسکو کئی
بہشت کی اور ڈال
حفاظت کی دوزخ
سے عنایت ہوتی
ہی کسی مرد یا
عورت نے عرض
کیا کہ یا رسول
اللہ اگر کسی کے
دو یا ایک بچہ
مرے تو ہی یہ
مرتبہ حاصل
ہوتا ہی فرمایا
کہ ہاں قسم خدا
کی حمل جو ناقص
گر پڑے وہ بھی
اپنی ماکو بہشت
میں لجا بیگا
اگر وہ صبر کریگی
اور امام مالک
موطا میں اور
بیہقی شعب
الایمان میں
بھیہ حدیث
ابو ہریرہ کی
لائے ہیں کہ
حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ
مرد یا ایمان
پر پے دو بے
مصیبتیں پڑتی
ہتی ہیں کہ ہی
صبر جان پر کہ
ہی مال میں
نقصان ہی کہ
یہ اس کے گناہوں
کا گناہ ہوتی
ہتی ہیں یہاں
تک کہ خداے
تعالیٰ کے پاس
گناہوں سے پاک
جاتا ہی اور
امام احمد اور
ابی اویسی اور
حاکم مرہ فرنی
سے یہ حدیث
لائے ہیں کہ
حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں
ایک شخص
حاضر ہوا کرتا
تھا اور اس کے
ساتھ اس کا
بیٹا رہتا تھا
حضرت نے
فرمایا کہ تو
اپنی بیٹے سے
بہت محبت کرتا
ہے کہ اسکو
جدا نہیں کرتا
ہے اسنے عرض
کیا کہ یا
حضرت آپکو
اللہ تعالیٰ
اتنا دوست
رکھتا ہی
جتنا میں
اپنی بیٹے
سے محبت
کرتا ہوں
بعد چند
روز کے
اسکا
حاضر
ہونا
موقوف
ہوا تو
حضرت
نے
لوگوں
سے
پوچھا
کہ
وہ
کہن
ہے
کیوں
نہیں
آیا
ہی
لوگوں
نے
عرض
کیا
کہ
اسکا
بیٹا
مر
گیا
اسکو
نہایت
غم
ہے
اسنے
نہیں
آیا
ہی
یہ
ہر
شکر
اس
کے
پاس
شریف
لیکنے
اور
فرمایا
کہ
ہر
فریامت
جس
دروازہ
سے

کوئی حالت ناخوش ظاہر ہوئی ہو تو ہرجا ع کرتا ہے اور صبر کرتا ہے اور اس راہ سے بھی گئی
 آئی اور استحقاق ثواب و اجر پیدا کرتا ہے گویا ہر طرف سے اوسکے لئے قرب کے دروازہ
 کھلے ہوئے ہیں اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ صلوٰۃ میں صیغہ جمع اور حجت میں صیغہ مفرد
 اختیار کرنے میں کیا نکتہ ہے ایمین یہ نکتہ ہے کہ صلوات عبارت عنایات خاصہ حق سے ہے
 کہ صابرون کو کوئی طرح عنایت ہوتی ہے اول یہ کہ جب وہ وقت مصیبت کے یہ عمل
 کریں تو اول لوگ بھی انکی پیروی کر کے ہی طریق اختیار کریں پس ان صابرون کو کارخانہ
 نبوت میں اس طرح شرکت حاصل ہوئی کہ باعث نیک رسم کے ہوئی کہ اول لوگوں نے
 ان کی پیروی سے راہ قرب پایا دوسرے یہ کہ دشمن اور اہل طعنہ کہ اکثر مشیاطین انس و
 جن اور حاسد و منافق ہوتے ہیں ان کلمات کے سننے سے ذلیل اور خاسر ہوتے ہیں اور دوسرے
 سے باز رہتے ہیں اس راہ سے بھی منصب پیغمبری میں شرکت حاصل ہوئی کہ کام پیغمبروں کا
 ہمیشہ مشیاطین اور حاسد و منافقوں کو ذلیل کرتا ہے اور درحقیقت جہاد یہی ہے -
 تیسرے یہ کہ بسبب ثابت رہنے اس راہ سے پروا و کوشش اور جہاد دین الہی میں اور رضا و تقضا
 میں بمرتبہ علی پہنچنے اور یہ بھی میراث نبوت ہے پس گویا تینوں راہ سے قرب الہی
 میں کہ مخصوص بہ پیغمبر ان سے استفادہ کرتے ہیں اور واسطے اشارہ لحدود اس راہ
 کے لفظ صلوات جمع فرمایا بخلاف لفظ رحمت کے کہ دلول اور سکا تمام اہل طاعت پر
 عام ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے جو بندہ جس راہ سے طاعت اللہ کرے مستحق اس کا
 ہوا اور حدیث صحیح میں حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے
 اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ نعمة العبد لان و نعمة العلاء یعنی اس آیت میں
 صابرون کے واسطے تین چیز موعود ہوئی ہیں صلوات اور رحمت کہ قرین یکدیگر ہیں اور
 ابتداء اور راہ یابی اس پر علاوہ اور غرض حضرت امیر المومنین کے اس تفسیر سے یہ ہے کہ
 صلوات اور رحمت اس فرقہ کی ایسی ہے کہ بروز صبر اور استقامت اور ملاحظہ معنی استرجاع
 کے اپنے واسطے مستوجب کر لیا ہے اور ابتداء فقط وہی ہے کہ قسم جذب سے ہے انکے فعل پر
 موقوف نہیں ہے اور عدلین لغت میں اول و دوبار شتر کو کہتے ہیں کہ دونوں جانب سے

ایک بہترین بن
 کا جو شرط ہے کہ
 کام کی آیتیں اور
 سہا دت الگ کتاب
 کا پڑھنا اور عقل اور
 دانی کی بابت میں
 اور پاک کر سکیں ان
 لوگوں کو لگایا ہوگا
 بیشک تو یہی ہے
 بہت زبردست
 بعدو کا کام کہ نوا لا
 خدا تعالیٰ نے انکی
 دعا قبول کی ہوگی
 ان کی غفلت و غفلة
 ان کی غفلة و غفلة
 سوفہ لنفسہ و
 لکل من طمعت
 فی الدنیا و الآخرة
 فی الاخرة کہیں
 الصالحین

مخبر القرآن

اور چونکہ

یہاں ہے

کے لئے

چاہئے

اور یہاں

جہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

اور یہاں

برابر کر کے شتر پڑھتے ہیں اور علاوہ وہ بچہ خورد ہو کہ اون دونوں بار پر رکھا جاتا ہے اور
 اسی مضمون کا اشارہ آیت میں ہے مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَمَنْ
 يُؤْمَرْ بِاللَّهِ يَجِدْ لَهُ يَخْرُجًا كَافٍ یعنی جو کوئی بمقتضای ایمان کے مصیبت میں ثابت رہتا ہے
 اللہ تعالیٰ اس کے واسطے راہ معرفت کہوتا ہے اور اپنی طرف جذب کرتا ہے اور اسی واسطے
 محققین نے کہا ہے کہ رضا بالقضا کے دو طریقے ہیں صرف اور جذب صرف وہ ہے کہ جو حق
 آدمی کا دل کسی چیز سے متعلق ہو اور اسکی خاطر اتفاقات کمال کی طرف کرے حق تعالیٰ اس
 چیز کو باعث کلفت اور اندوہ و ملال کا کر دے چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو
 حضرت یوسف علیہ السلام سے کمال محبت ہوئی حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اس
 دشمنی پیدا کر دی کہ انہوں نے حضرت یعقوب سے اون کو جدا کر دیا اور حضرت یعقوب
 کمال بیخ و ملال اوٹھا کر متضرع واسطے ذکر خدا کے ہوئے اور ایسے ہی حضرت آدم علیہ السلام
 کو جب بہشت سے کمال تعلق ہوا اور پھر شیطان کو مسلط کیا یہاں تک کہ بہشت سے باہر گیا
 اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب اپنے عشق اور قبائل سے کہ اہل مکہ تھے زیادہ
 میل ہوا انہیں قبائل کو آنحضرت صلعم کی عداوت اور بغض میں قائم کیا یہاں تک کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاضطرار مکہ سے باہر تشریف لے گئے اور جب مدینہ منورہ میں
 حضرت ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اتفاقات کلی پیدا ہوئے منافقوں کو وہ علاوہ
 بسبب بہمت دروغ بیفروغ کے صفائی اوس محبت کو کد کر کیا اور علی ہذا القیاس تمام
 بندوں پر گزیدوں کے ساتھ ہی معاملات واقع ہوا اور جذب یہ ہے کہ آدمی کو اپنے
 خیال میں ہتھکڑیاں لگا کر رکھے کہ وہ اپنے ہی بیخ ہو جاوے چہ جائے خط نفس جیسے کہ باد
 کا کمترین لو کہ جو وقت اوس کے روبرو ہوتا ہے عظمت بادشاہ سے اپنی تمام لذائذ قبول
 جاتا ہے اور اس حالت میں خود بخود رضا بقضا حاصل ہو جاتی ہے اور راہ اول میں ضرورت
 و دشوار اور مشکل سمجھتے ہیں اور جذب کو ہمیشہ سہل جانتے ہیں اور اسی واسطے کہا ہے
 فرما ہمیں زیادہ رندی چھوڑ کر تقویٰ کے یہ منزل ہمارے حوصلہ سے دور تر ہے
 بیان فضائل صابرون سے خارج ہوئے اب بطریق اجتہاد کے فرماتے ہیں کہ اگر تمکو

حقیقت خاصہ ہمارے مین کہ صابرون اور لہلہ ملا سے پہلے مین اور اوپر صلوات اور رحمتیں نازل کرتے ہیں اور شیواخلاقی اور ہر رنگ انبیاء علیہم السلام کے کرتے ہیں شک ہے پس دلیل اس مدعا کے اپنے فہم کے موافق سنو ان الصفا والہرقة تحقیق صفا اور مردہ کہ دو چوٹے چوٹے پہاڑ ہیں۔ صفا مقابل کعبہ منظر کے جانب شرق مائل بہ جنوب ہے اور مردہ مائل لبال ہے اور صفا ایک بڑے پہاڑ کی جڑ ہے کہ اسکو ابوقیس کہتے ہیں اور مردہ کوہ قیقان کی ناک ہے اور حجر اسود سے صفا تک دو سو بائیس ہٹھ گز اور اٹھارہ گز مسافت ہے اور صفا سے مردہ تک سات سو ستر گز مسافت ہے اور اصل مین ہے دونو چوٹی پہاڑیان مثل اور پہاڑوں کے تھے انکو کچھ بزرگی نہ تھی بلکہ کلائی اور روت مین کہ جو ہر سنگ ہے اور پہاڑوں سے کمتر ہیں لیکن دو آدمیوں صابرون یعنی بقضا خدا نے کہ حضرت ہاجر اور حضرت اسمعیلؑ ہیں ان دونو مقاموں کے بچے کہ جہان فی الحال چاہ زفرم ہے اپنے تین بچم خدا بلایم ڈال کر اور ترنا فرمایا اور جنگل کو ہستان مین کہ نہ بانی نہ گہاس نہ آدمی نہ نیس تھا دشمنوں اور جانوروں اور دون کے خوف پر رہنی ہو گئے اور گرسنگی و تشنگی کو فقط فرمانبرداری حکم الہی کے واسطے بانی پیغمبر وقت ابراہیم علیہ السلام کے سنا تھا گوارا کر کے سکونت اختیار کی اور حضرت ہاجر یال اپنے فرزند حضرت اسمعیلؑ کے موت کا بلکہ اپنی موت کا یہی اوس حالت مین مین تھا باوجود ان مصیبتوں کے خدا کی مرضی کے واسطے صبر اختیار کیا جب حضرت ابراہیمؑ سب تشنگی کے قریب پہلاکت ہوئے حضرت ہاجر بے تاب ہو کر اول کو صفا قریب تھا آئے اور پھر جب وہاں مقصد حاصل نہ ہوا تو میدان مین سو کر مردہ پہاڑ کو آئے اسی طرح سات دفعہ گردش کی حق تعالیٰ نے معیت خاصہ اپنے کو ظاہر اور بانی زفرم غیب سے جوش کرایا اور اس معیت کا اثر یہ ہوا کہ جو کوئی مصیبت دلوں یروی کر کے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان او نہیں کے طور اگر بھاگے یا خواب الہی ہو یہ دو دونوں پہاڑ محل اجابت دعا ہوئے یہاں تک کہ یہ دونوں ب من شعائر اللہ خدا کے نزدیک علامات دیداری سے مین اور شعائر

[illegible]

اصل میں حج شعیبہ یا شہارہ کی معنی علامت ہے اور عرف دین میں شہارہ اند مکانات
 اور زمانوں اور علامات اور اوقات عبادت کو کہتے ہیں لیکن مکانات عبادت جیسی کعبہ
 اور عرفہ اور مزدلفہ و جہاں ثلثہ و صفا و مروہ اور مکہ تمام مساجد میں اور زمانے عبادت
 کے جیسے رمضان اور ماہ ہائے حرام اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور جمعہ اور ایام تشریف
 بہین اور علامات عبادت جیسے اذان و اقامت و ختنہ و نماز بجا عت و نماز جمعہ
 و نماز عیدین میں اور ان سب چیزوں میں علامت کے معنی متحقق ہیں اس واسطے
 کہ مکان و زمان عبادت سے کیا بلکہ معبود سے یاد دلاتے ہیں بالجملہ صفا و مروہ کا
 شہارہ اللہ سے ہونا فقط بسبب برکت صبر حضرت ابرہہ کے ہے کہ میعت خاصہ حضرت
 حق جل و علا کے ان دو پہاڑوں کے درمیان اون کے حق میں جلوہ گر ہوئے
 اور حل مشکل ہوئے اور اوس وقت سے ان دونوں پہاڑوں میں معنی شہارہ اند
 کے بمنزلہ جو ہر ذاتی کے ہو گئے اور یہ معنی ان دونوں سے بسبب کسی عارضے کی
 جدا نہیں ہوتے جیسی خانہ کعبہ کفار کے چند روز میت الاصلام اور بیت خانہ ہونے
 سے قبلہ اور مطاف ہونے اہل جہان سے ساقط نہ ہوا اس واسطے کہ جو چیز بالذات
 ہے اوس چیز سے کہ بالحوارض ہے زائل نہیں ہوتے ایسے ہی صفا کا پہاڑ اس سبب سے
 کہ جاہلان کہ انہر اپنی اساف اور ناکہ رکھ کر پوچھا کیا کرتے تھے شہارہ اند ہونے
 سے مغزول ہونے لگے اور اساف و ناکہ اصل میں مرد و عورت تھے کہ شہوت کے
 سبب عین ملک میں ایک نے دوسرے پر ہاتھ چلایا اور ارادہ زنا کیا اس سبب سے
 وہ دونوں پتھر ہو گئے تھے اور عقلاے اوس زمانہ نے عبرت کی واسطے اساف کو صفا پر
 اور ناکہ کو مروہ پر رکھ دیا تھا جاہلون نے اون پتھروں ترشیدہ کو بت خیال کر کے
 اپنا معبود قرار دیا اور گمراہی میں ہتھکر گرفتار ہوئے کہ بت مسوخ کو بت مصنوعی سے
 نہ پہچانا اور ہر سال میں برتیش کے واسطے حج ہوتے تھے فصیح البیت پس
 کوئی خانہ کعبہ کا عرفات سے حج کرے اور اعتمہ کرے یا اپنے گھر دیا باہر حرم سے عمرہ کرے
 حج اور عمرہ میں یہ فرق ہے کہ حج میں عرفات پر جانا اور پھر اوس جگہ سے طواف

اور زمانوں اور علامات اور اوقات عبادت جیسی کعبہ اور عرفہ اور مزدلفہ و جہاں ثلثہ و صفا و مروہ اور مکہ تمام مساجد میں اور زمانے عبادت کے جیسے رمضان اور ماہ ہائے حرام اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور جمعہ اور ایام تشریف بہین اور علامات عبادت جیسے اذان و اقامت و ختنہ و نماز بجا عت و نماز جمعہ و نماز عیدین میں اور ان سب چیزوں میں علامت کے معنی متحقق ہیں اس واسطے کہ مکان و زمان عبادت سے کیا بلکہ معبود سے یاد دلاتے ہیں بالجملہ صفا و مروہ کا شہارہ اللہ سے ہونا فقط بسبب برکت صبر حضرت ابرہہ کے ہے کہ میعت خاصہ حضرت حق جل و علا کے ان دو پہاڑوں کے درمیان اون کے حق میں جلوہ گر ہوئے اور حل مشکل ہوئے اور اوس وقت سے ان دونوں پہاڑوں میں معنی شہارہ اند کے بمنزلہ جو ہر ذاتی کے ہو گئے اور یہ معنی ان دونوں سے بسبب کسی عارضے کی جدا نہیں ہوتے جیسی خانہ کعبہ کفار کے چند روز میت الاصلام اور بیت خانہ ہونے سے قبلہ اور مطاف ہونے اہل جہان سے ساقط نہ ہوا اس واسطے کہ جو چیز بالذات ہے اوس چیز سے کہ بالحوارض ہے زائل نہیں ہوتے ایسے ہی صفا کا پہاڑ اس سبب سے کہ جاہلان کہ انہر اپنی اساف اور ناکہ رکھ کر پوچھا کیا کرتے تھے شہارہ اند ہونے سے مغزول ہونے لگے اور اساف و ناکہ اصل میں مرد و عورت تھے کہ شہوت کے سبب عین ملک میں ایک نے دوسرے پر ہاتھ چلایا اور ارادہ زنا کیا اس سبب سے وہ دونوں پتھر ہو گئے تھے اور عقلاے اوس زمانہ نے عبرت کی واسطے اساف کو صفا پر اور ناکہ کو مروہ پر رکھ دیا تھا جاہلون نے اون پتھروں ترشیدہ کو بت خیال کر کے اپنا معبود قرار دیا اور گمراہی میں ہتھکر گرفتار ہوئے کہ بت مسوخ کو بت مصنوعی سے نہ پہچانا اور ہر سال میں برتیش کے واسطے حج ہوتے تھے فصیح البیت پس کوئی خانہ کعبہ کا عرفات سے حج کرے اور اعتمہ کرے یا اپنے گھر دیا باہر حرم سے عمرہ کرے حج اور عمرہ میں یہ فرق ہے کہ حج میں عرفات پر جانا اور پھر اوس جگہ سے طواف

خانہ کے واسطے آنا شرط ہے اور عمرہ میں عرفات پر جانا شرط نہیں ہے اگر کوئی عمرہ باہر کرے تو چاہیے کہ سیدہ مکہ میں آجائے اور طواف کرے اور اگر مکہ کا رہنے والا ہے تو چاہیے کہ حرم کے باہر سے احرام باندھ کر آوے اور طواف خانہ کعبہ کرے اور نیز حج سال بہرین فقط ایک دفعہ ہے کہ عرفات میں بروز عرفہ نوین فی الحج کو جانا شرط ہے اور پھر روز سال بہرین مکہ نہیں آتا اور عمرہ ہر روز ہو سکتا ہے کوئی وقت اس کے مقرر نہیں ہے اور بہر حال صفاء و ہر ہاگنا ان دونوں صورتوں میں ضرور ہے پس جو کوئی قصد حج و عمرہ کرے فَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اَوْ بِسَبَبٍ مَّشَابِہٍ کَفَّاراً وَرُبْتَ تَزْوِجَ کَوْ خَطَرٍ اور گناہ نہیں ہے اِنْ یَطْلُقَ فَرَجَہَا کہ خانہ کعبہ کے طواف کی تاکید و تمامی کیواسطے ان دونوں پہاڑوں کا طواف کرے اوسط کے خطرہ اور گناہ بسبب مٹا بہت کفار اور بت پرستوں کو اور جبکہ معتبر ہے کہ جہاں حکم شرع وارد نہ ہوا ہو اور یہ دونوں پہاڑ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے وقت سے جاے طواف اور سعی میں اور بتوں کی رکھی ہونے سے مطاف ہونے سے خارج نہیں ہوئی میں جیسے کہ خانہ کعبہ تو نکلے رہنے سے مطاف ہونے سے خارج نہوا پس حج و عمرہ اوس خانہ کا اس حالت میں کرتے ہو تو طواف ان دونوں پہاڑوں کا کیوں نہیں کر سکتے اور اگر ہودی اور نصاریٰ تمہارے پرطن کرین اور کہیں کہ تم مکانات بتوں کی تعظیم کرتے ہو اور طواف کرتے ہو اور مٹا بہت کفار اور بت پرستوں کی گوارا رہتے ہو اور یہ سب نہ ہوں کے مخالفت ہے پس اونی اس طعن کی پروا مت کرو اور تنگدل مت ہو اوسط کے معاملہ خدا سے ہے اور تمہاری نیت حج اور عمرہ کرنے کی ہے نہ کہ تعظیم بتوں کی اور حج و عمرہ کرنا بلا شبہ امر نیک اور طاعت ہے وَمَنْ تَصَلَّ عَیْثُکُمْ اور جو شخص کہ بقصد امر نیک کے طاعت بجالا یا فَإِنَّ اللہَ شَکَرُکُمْ پس تحقیق اللہ تعالیٰ قدردان ہے اوسکے عمل کو ضایع نہ کرے گا اگرچہ ظاہر کفاروں سے ایک طرح کے مشابہت ہو جیسا روز عاشورا کا روزہ عَزِیْمٌ یعنی عمل کرنے والوں کی نیت کو جانتا ہے پس جو کوئی ان مکانات میں بتوں کی تعظیم کے واسطے جاتا ہے اوسکا عمل رَوَّ کر دیتا ہے اور جو کوئی شاعر اسدا کرتے کو جاتا ہے اوی قبول کرتا ہی سعید بن منصور اور عبد بن حمید

اور بتوں کی تعظیم
تو جس حدیث میں ہے
اور جس حدیث میں ہے
اور وہاں کی جوداد
بجائے ابراہیم اور یساک
بجائے اسماعیل اور یساک
افق علیہ السلام میں
ہی ایک خط ابھائی ہے
اور عیسیٰ پروردگار
سکا کلام بردار تاعداد
میں اور بتوں کی تعظیم
بن غلغلا ائمہ
فَدَخَلَتْ لَهَا
مَلَکَیْنِ وَکَلِمَہُ
عَلَمَکَیْنِ وَکَلِمَہُ
نَسْتَلْکُمْ وَکَلِمَہُ
یَعْمَلُکُمْ دَہِہ
ایک جماعت ہی
یعنی حضرت ابراہیم
اور حضرت اسماعیل

مصحح القرآن

اور حضرت ابراہیم

اور حضرت یعقوب

علیہم السلام اور ان

کی اولاد سودہ گزرتی

ان کے واسطے ہے

بدان کا مون کا چو

میں نہ لے گئے

اور تیار ہے واسطے

بدان کا مون کا چو

نہ لے گئے اور کہتے ہو

اور نہ پوچھا کرتے

پچھتے نہ پوچھتے

میں کے کا مون کے

فصل

یہودیوں کی تین

یوں تھا کہ ان کا

کے سنا ہوں میں

اور اگر قضا ہوگی

اور ان کے ثواب

اور ان کی اولاد

میں جی اور ان کی

و این جریر اور محدث شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ کوہ صفا پر ایک بیت تھا کہ اس کا نام سنان تھا اور کوہ مروہ پر بھی ایک بیت تھا کہ اس کو نائل کہتے تھے اور جاہل لوگ جب خانہ کعبہ کی طرف ان کے بعد ان دونوں پہاڑوں میں سعی کرتے تب ان دونوں صیوان کو بوسہ دیتے جب آنحضرت صلعم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور سورہ حج میں خانہ کعبہ کی طرف کا حکم ہوا اور سعی درمیان صفا اور مروہ کے مذکور ہوئی تب آدمیوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صفا اور مروہ میں اون دو بیت اہل جاہلیت کے واسطے دوڑتے تھے اون میں دوڑنا ایک شکار اللہ سے نہیں ہے پس ہلکوا ضرور ہے کہ ان میں دوڑیں اور سعی کریں بلکہ خوف استیسا ہے کہ اگر ہم بھی اسی طرح دوڑیں تو مشابہت جاہلون سے ہو جاوے اللہ تعالیٰ نے یہ ہدایت نازل فرما کر خطرہ گناہ کا اون کے دل سے دفع کیا اور نیز یہی محدثین مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ انصاری طعن کرتے تھے کہ ان دونوں پہاڑوں میں سعی کرنا امر جاہلیت سے ہے مذہب حکام ابراہیم علیہ السلام سے نہیں ہے تب یہ ہدایت نازل ہوئی اور صحیح بخاری و مسلم میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایسا وارد ہوا ہے کہ انصاری لوگ جاہلیت میں منابت کو پوچھتے تھے اور جب یہ قاعدہ تھا کہ دوسرے مکان بیت پرستی میں نہیں جایا کرتے جب عمل اسلام ہوا تو انصاری لوگ بسبب اپنی عادت کے اندیشہ ناک ہوئے اس سبب یہ آیت نازل فرمائی اور بالجملة مدلول اس آیت کا یہ ہے کہ صفا اور مروہ متعبدات خدا اور شقائق اللہ سے ہیں اور جب کوئی چیز بدلیل قطعی شکار سے ثابت ہو تو مشابہت کفار اور چیز میں موثر نہیں ہوتی اور نیت اپنی خالص خدا کی عبادت کے واسطے کر کے اوس امر کو بجا لاوے اور مشابہت کفار اوس وقت موجب حرمت ہوتی ہے کہ وہ فعل بدیل قطعی ثابت نہوا ہو جیسے تعظیم نور اور ہرجان اور عیاد ہنود جیسے ہولی و والی بسنت دسہرہ کے یا اون کے لباس سے مشابہت کرنا اور ان کے معابد میں جانا اور داڑھی دموں چھون کو وقت مصیبت مٹات کرنا اور زنا رگی میں ڈالنا اور کھانے پینے کے وقت قبضہ اسرار اور ان کو برہنہ کرنا اور اگر فقط مشابہت کفار کو افعال مرضیہ الہی میں ہو موجب

حضرت ام المؤمنین کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت میں غور فرماؤ ان الصفا و
 المروة من شعائر الله فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان
 یطوف بہما کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ان دونوں پہاڑ کا طواف
 نہ کرے تو کچھ خوف نہیں حضرت ام المؤمنین نے فرمایا کہ بد کہا تو نے اور اگر سمجھا اگر یہ
 مرد ہوتے تو یوں ارشاد ہوتا کہ فلا جناح علیہ ان لا یطوف بہما اور اب کہ نفی گناہ طواف سے فرمائی تو امکان عام شرعی ثابت ہوا کہ محل وجوب
 اور ندب اور اباحت کی ہے لیکن جب ان الصفا والمروة من شعائر الله فرمایا
 اور انحضرت صلعم نے بھی مداومت طواف ان دونوں پہاڑوں کے حج اور عمرہ میں کے
 تو معلوم ہوا کہ یہ طواف واجب ہے اور نفی گناہ طواف سے اس واسطے ہے کہ الضاری
 منات کو پوچھتے تھے اور وہ ایک بت ہر کوہ مثل پر کہ مقابلہ مضم قدید کے اور اس کے
 زیارت کی واسطے مدینہ سے حرام باندھتے تھے اور صفا اور مروہ پر جانے سے بسبب سنا
 اور ناکہ کے احتراز کرتے تھے حق تعالیٰ نے اس شبہ کے دفع کے واسطے نفی گناہ
 فرمائی پس حقیقت میں جو اباحت کہ اس لفظ سے متبادر ہوتے ہے راجح بوجہ ان
 دونوں کے حالت طواف میں ہے نفس طواف کے ساتھ مثلاً اگر کسی کے
 کپڑے پر درہم شرعی سے کم نجاست پڑ جاوے اور خفی فقیہ کہے کہ لا جناح
 علیک ان تصلی فیہ صلوۃ الظہر تو اس سے اباحت نماز نہیں سمجھی جاتی بلکہ
 مباح ہونا نجاست کا حالت نماز میں سمجھا جاتا ہے مان اگر ترک طواف کو صریح مباح
 کرتے تو البتہ یہ سمجھنا درست ہوتی ابن جریر قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ کان
 من سنة ابراہیم و اسمعیل علیہ السلام الطواف بینہما یعنی طواف
 صفا و مروہ سنت ابراہیم و اسمعیل سے ہے اور حاکم ابن عباس سے روایت کرتے
 ہیں کہ جب آپ نے لوگوں کو صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرتے دیکھا فرمایا
 کہ یہ میراث مادر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے ہے کہ تمہارے واسطے چھوڑے ہی
 اور خلیب ابن جہیر سے روایت کرتے ہیں کہ اقبل ابراہیم و معہ ہاجر

مخرج القرآن

اور نہ ہون

جائیدہ اور تھا

ابراہیم علیہ السلام

لے والوں سے

اور حق تعالیٰ انشاء

باللہ وما انزل

البتہ انزل

الی انزل فیہ و

سمعیل و اسمعیل

و یحییٰ و یونس

و زکریٰ و یحییٰ

و یونس و یونس

و یونس و یونس

و یونس و یونس

و یونس و یونس

و یونس و یونس

واسمعیل علیہم السلام فوضعهما عند البیت فقالت اللہ امرک بهذا
 قال نعم فطش الصبی فظطرت فاذا اقرب الجبال الیہا الصفا فسطعت فطقت علیہ
 فظطرت فلم تر شیئا ثم نظرت فاذا اقرب الجبال الیہا المروة فظطرت
 فلم تر شیئا ثم اقبلت الی الصفا قال فہی الاول من سعی بین الصفا والمروة
 الی اخر القصة یعنی آئے حضرت ابراہیمؑ مہاجر و اسماعیلؑ کے اور رکھا اور نگو بیت اللہ کے
 پاس ہاجرہ نے کہا کیا خدائے پہرہ حکم دیا ہے کہا کہ ہاں پہرہ یا سنا ہوا اگر کا پہرہ دیکھا کہ پہرہ
 صفا کی بہت پاس ہے دوڑ کر اوپر چڑھ گئیں اور دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پہرہ دیکھا کہ مروہ بہت
 پاس ہے اوپر جا کر دیکھا تو کچھ نہ دیکھا پہرہ آئی صفا پر تو کہا حضرت نے کہ ہاجرہ نے
 سب سے پہلے صفا و مروہ میں سعی کی اور ابو داؤد و ترمذی بروایت حضرت عائشہ
 روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما جعل الطواف
 بالبيت والسعی بین الصفا والمروة ورمی الجمار کا قامة ذکر اللہ کا
 لغیرہ یعنی طواف کعبہ اور سعی در میان صفا اور مروہ اور پتھروں کا پہنکنا فقط ذکر
 اللہ قائم رکھنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے نہ اور بات کے لئے اور ابن ابی شیبہ حضرت
 امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی خانہ کعبہ کا
 حج قصد کر کے آوے تو چاہیے کہ اول خانہ پاس آوے اور گرد اگر دسات فہ
 پہرے پہر مقام ابراہیمؑ پاس آوے اور دو کھت نماز طواف اوسکے پیچھے ادا کرے اور پہر
 صفا کی طرف متوجہ ہووے اور اسقدر بلندی پر چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھلائے دیوے
 اوسوقت متوجہ خانہ کے طرف کھڑا ہو کر سات دفعہ تکبیر کہے اور دو تکبیر کے درمیان
 حمد و ثنا خدا تعالیٰ اور درود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا رہے اور پہر مروہ پر جا کر
 یہی عمل کرے اور نیز بروایت ابن عباس مروی ہے کہ سات جگہ ہاتھ اٹھانا چاہیے
 اول جب نماز کیواسطے کھڑا ہووے دوسرے جب کہ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہیں تیسرے صفا پر
 چڑھتے مروہ پر پہنچنے عرفات میں وقت وقوف چھٹے مزدلفہ میں وقت وقوف
 ساتویں وقت رمی الجمار کے اندر تہی روایت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں طواف صفا

اور ابراہیمؑ کے پاس
 ہاجرہ نے کہا کیا خدائے پہرہ حکم دیا ہے
 کہا کہ ہاں پہرہ یا سنا ہوا اگر کا پہرہ دیکھا کہ پہرہ
 صفا کی بہت پاس ہے دوڑ کر اوپر چڑھ گئیں اور دیکھا تو کچھ نظر نہ آیا پہرہ دیکھا کہ مروہ بہت
 پاس ہے اوپر جا کر دیکھا تو کچھ نہ دیکھا پہرہ آئی صفا پر تو کہا حضرت نے کہ ہاجرہ نے
 سب سے پہلے صفا و مروہ میں سعی کی اور ابو داؤد و ترمذی بروایت حضرت عائشہ
 روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انما جعل الطواف
 بالبيت والسعی بین الصفا والمروة ورمی الجمار کا قامة ذکر اللہ کا
 لغیرہ یعنی طواف کعبہ اور سعی در میان صفا اور مروہ اور پتھروں کا پہنکنا فقط ذکر
 اللہ قائم رکھنے کے واسطے مقرر کیا گیا ہے نہ اور بات کے لئے اور ابن ابی شیبہ حضرت
 امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی خانہ کعبہ کا
 حج قصد کر کے آوے تو چاہیے کہ اول خانہ پاس آوے اور گرد اگر دسات فہ
 پہرے پہر مقام ابراہیمؑ پاس آوے اور دو کھت نماز طواف اوسکے پیچھے ادا کرے اور پہر
 صفا کی طرف متوجہ ہووے اور اسقدر بلندی پر چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھلائے دیوے
 اوسوقت متوجہ خانہ کے طرف کھڑا ہو کر سات دفعہ تکبیر کہے اور دو تکبیر کے درمیان
 حمد و ثنا خدا تعالیٰ اور درود پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتا رہے اور پہر مروہ پر جا کر
 یہی عمل کرے اور نیز بروایت ابن عباس مروی ہے کہ سات جگہ ہاتھ اٹھانا چاہیے
 اول جب نماز کیواسطے کھڑا ہووے دوسرے جب کہ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہیں تیسرے صفا پر
 چڑھتے مروہ پر پہنچنے عرفات میں وقت وقوف چھٹے مزدلفہ میں وقت وقوف
 ساتویں وقت رمی الجمار کے اندر تہی روایت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں طواف صفا

اور مردہ میں سنت بصرہ کے صفا سے بچ کر اکثر شیعہ میل گاہ تک بہتہ بہتہ چلی اور یہاں سے
جینک بچ کر اوسے دوڑ کر چلی اور پھر بہتہ بہتہ روانہ ہو یہاں تک کہ مردہ پر پہنچ جاوے
اور پھر مردہ سے صفا تک بھی عمل کرے اور بروایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے
جب حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حج ادا کر چکے اسی مقام پر لبیک کہتے
ہوئے دوڑے اور خباب الہی سے لبیک بعدی جواب سنا اور حضرت کی دعا اس مقام پر
یہ ہے کہ رب اغفر وارحم انک انت اعز الامامہ اور عبداللہ ابن عمر وادوار و صحابہ
سے اس مقام پر پڑے دعائیں منقول واثورین اور اس جگہ اب یہ بیان کرتے ہیں
کہ اس مقام پر ظاہرین فقہاء کے واسطے اعتراض عظیم ہے اور منشاء اعتراض کا یہ ہے کہ
سنہ ایک سو چونتہ پتہ ہجری میں جب مہدی عباسی حج ادا کرنے کے واسطے حکم فرمایا کہ جس
جگہ آنحضرت صلعم سہی کیا کرتے تھے داخل مسجد حرام ہوا اور مہدی خانہ محمد بن عبدو ابن جعفر کا
کہ متصل مسجد حرام کے ہر سعی کے واسطے مقرر ہوا پس ظاہرین فقہاء کو اس سبب سے
شعبہ عظیم پیدا ہوا اور کہا کہ سعی درمیان صفا اور مردہ کے امور تعبدیہ سے ہے کہ متعلق
مکان میں سے ہے اور اوس سے عدول جائز نہیں ہے چنانچہ طواف خانہ کعبہ کا اور قصر
عرفات میں ہے اور چونکہ اس قسم کی عبادت غیر مکان میں بہتہ بہتہ نہیں پس ان لوگوں
سہی ضائع جاتی ہے اوس واسطے کہ سعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم نہیں اور وہ جگہ
داخل مسجد ہوئی اور مسجد میں سعی مکن نہیں ہے اسکا جواب اہل تقلید کے حق میں یہ ہے
کہ اوس وقت امام مالک امام ابو یوسف و امام محمد اور امام شافعی اور امام احمد موجود تھے اور
اسی زمانہ کے قریب مرتبہ اجتہاد کو پہنچی تھے اور کسی نے تحویل اور تبدیل سعی پر
الٹا کر کیا پس اجماع متحقق ہو گیا اور اہل تحقیق کے حق میں یہ جواب ہے کہ مطلوب
شارع کا صفا اور مردہ کے درمیان سعی کرنا ہے اور اوس وقت راہ راست
ان دونوں پہاڑوں میں مسلوک تھا اوس میں سعی کرتے تھے بعد دوسرا
رستہ ان کے درمیان مسلوک ہوا تو یہ راہ قائم مقام راہ سابقہ کے
ہوئی چنانچہ جیسے مسجد میں احتیلاج کے واسطے زمین شارع عام داخل

[illegible]

کہ اللہ تعالیٰ ہدایت اور رفیع جبل چاہتا ہے اور بھی مگر ایسی اور بقائے جبل چاہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ
الْبَلَاءُ عُنُونٌ اور نیز لعنت کرتے ہیں لعنت کر کے منوالے ملائکہ اور ارواح انبیاء و صلحاء اسو
لعنت کرتے ہیں کہ اون لوگوں نے اون کی کوششوں کو برباد کیا اسلئے کہ وہ مدت و
کتب الہی کے لئے اور خلق خدا کو ہدایت کرنے اور احکام الہی کے پہنچانے میں مصروف
ہیں اور بھی لوگ چاہتے ہیں کہ اون کی کوششوں کو ضائع کریں اور فاسق اور فاجر
جن وان اور کفار اسو سوطی لعنت کرتے ہیں کہ ہر ایک ان میں سے اپنی غرض پورا
کرنے کے وقت کہتا ہے کہ حق چہا نے والے پر لعنت ہو جو اور یہ لعنت اون پر پڑتی ہے
بلکہ اس معنی سے وہ لوگ خود اپنے اوپر لعنت کرتے ہیں اور حیوانات اور جمادات اس سبب
کہ بسبب شامت حق پوشی کے عالم میں دیرانی ہوتی ہے اور قحط پڑتا ہے اور بلائیں نازل ہوتی
ہیں اور روح ملکوتی ہر تر و خشک کی فریاد اور ناکہ کرتی ہے اور اون لوگوں پر کہ جن کے
باعث یہ بلائیں گرفتار ہوئے ہیں لعنت کرتے ہیں ہر چند درود اس آیت کا فقط
یہودیوں اور نصاریٰ کے حق میں ہے کہ مسلمانوں پر طعن کرنے کے واسطے عظمت خانہ کعبہ و
صفا اور مروہ کے چہاتے تھے لیکن مضمون عام ہے ہر ایک شخص کے حق میں کہ دیدہ
و دانستہ اور واقعی کو احتیاج کے وقت ظاہر نہ کرے جیسے کافر معاند کہ دلائل ایمان دل سے
تو جانتا ہے مگر زبان پر نہیں لاتا یا وہ گواہ جس کے قضیہ سے خبر دار ہے اور اپنی گواہی
چہاتا ہے تاکہ کسی کا حق جاتا ہے اور وہ علما کہ دیدہ و دانستہ ازراہ تعصب کو چہا
اور امرائے ظالم کہ اون کے نزدیک کسی کا حق ثابت ہو اور طمع اور پاسداری کے سبب
حکم نہ کریں اور اوس کا نام مصلحت ملکی کہتے ہیں اور قاضی رشوت لینے والے کہ حق کو
باطل اور باطل کو حق کرتے ہیں اور مشیر بے امانت کہ مصلحت معلوم ملک اوچوں
کو چہاتے ہیں اور اوس کے خلاف مشورہ دیتے ہیں اور ابن ماجہ اور محدثین
بروایت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک روز ہمراہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے شامل جنازہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر
کے دونوں آنکھوں کے درمیان قبر میں ایسی گرز مارتے ہیں کہ اوس کی آواز نہ

ہر جا نورشتاہے اور اوس کو فریخت کرتا ہوا یہی معنی اس آیت کے ہیں و یلعنہم
الکافرون اور ہنقی اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب آدمی
باہم تلامع کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو لعنت کرتا ہوا اوس لعنت کو فرشتے آسمان پر
لجھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس کے ڈالنے کی اجازت چاہتے ہیں اگر وہ شخص قابل لعنت ہو
تو اسی بڑے اللہ تعالیٰ اور اگر وہ شخص قابل لعنت نہیں ہے تو کہنے والے پر اور اگر وہ ہی اس کے
قابل نہیں ہے تو یہودیوں پر اور متحقیں لعنت پر سمیت جیسے کوئی دوست پر پہنچتا ہے نیز
سینہ دشمن پہنا کہ جان کے علاوہ ترندی اور ابن ماجہ اور معتبرات حدیث میں بروایت ابوہریرہ
اور ابن عباس بن عمرو بن مسعود ابی سعید خدری اور اور صحابہ کے ثابت ہوا ہے کہ جس کی کو
اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور کوئی اوس سے بڑے چھوڑے اور یہ شخص اوس علم کو پوشیدہ رکھے
اور نہ کہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آگ کی لگام اوس کے مونہ میں ڈالے گا اور
روایت ابن ماجہ میں ابو سعید سے یہ قید بھی وارد ہوئی ہے کہ هُنْ لَكَ عَلَيْنَا نَفِيعٌ
النَّاسِ فِيْ اَيُّهَا الَّذِيْنَ یعنی جو شخص چھپا دے اوس علم کو کہ امر دین میں مفید ہو اور
اس حدیث اور بلکہ اس آیت سے استنباط کیا ہے کہ تعلیم علوم دینی پر مزدوری اور
اجرت لینا حرام ہے اس واسطے کہ اس حدیث اور آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم علم
دین کی فرض ہے اور فرض کے ادا کرنے پر اجرت لینا درست نہیں ہے جیسے نماز و
روزہ اور اس سے کچھ بھی سمجھا جاتا ہے کہ خبر واحد واجب القبول اور واجب التعمیل ہے
اس واسطے کہ فرض کا اظہار کرنا عمل کے فرض کرنے کے واسطے ہے ان وہ علوم کہ
ان سے تعلق نہیں اور تکالیف شرعیہ کے ادا کرنے میں ان کے محتاج نہیں
ہیں جیسے طب - ہندسہ - اور اکثر فنون ریاضی و طبیعی اور علم تواریخ و نظم و شعر و انشاء
انہی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہو گا بلکہ ایک باریکی سمجھنے کے لائق ہے کہ اجرت نفس تعلیم پر حرام
ہے لیکن کسی کے گھر پر قطع مسافت کر کے تعلیم کے واسطے جانا یا اطفال کو صبح سے
شام تک قید میں رکھنا ایک عمل ہے سوائے تعلیم کے اور اس عمل کے مفت بلکہ میں
بلاشبہ اجرت لینا حلال ہے اور ایسے ہی تعلیم کے واسطے مدرسہ میں بیٹے پڑھانا

بہترین کا دین
یا ضابطہ ایسا خوب
جانتا ہے جس نے
ان کو پیدا کیا کہ ان
کا دین کیا تھا
اس سے بڑا
ظالم کون ہو گا
جیسا دوسروں کو
جو اس کے پاس پہنچے
پوشی ہو خدا تعالیٰ
کی طرف سے
اور خدا تعالیٰ انہیں
بے یقین کر دے گا
سے جو تم کو کہتا ہو
یہود اور نصاریٰ
کو تو بیت اہل
بیت سے جنت
معلوم تھا جو ان بیان
ان کتابوں میں
لکھی ہیں

اس واسطے کہ میں ان چیزوں پر بندوں پر بہت مہربانی کرنے والا ہوں اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا
تحقیق جو لوگ کہ بسبب حق پوشی کے کافر ہو گئے اور باوجود حق معلوم کرنے اور اس کے
پہنچنے کے کفر سے باہر نہ آئے وَمَا تَلَوْا وَهُمْ كَافِرٌ اور حالت کفر ہی میں مر گئے
اُولٰٓئِكَ عَلٰیہُمْ لَعْنَةُ اللّٰہِ اس گروہ پر لعنت خدا کی ہے اس واسطے کہ حق پوشوں کی
تا بجا رہے باوجودیکہ بیان حق پہنچ گیا و اور ایسے ہی ان پر لعنت ہے لَمَّا تَلَوْا
وَالَّذِیْنَ اٰجَعْنٰ فِرْعَوْنَ فرشتوں اور سب لوگوں کی یہاں تک کہ خود کی ہی اس واسطے کہ
بعض وقت اپنے آپ پر لعنت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو کوئی دیدہ و دانستہ
حق کا انکار کرے اور سب لعنت ہے اور وہ لعنت اس سے منقطع ہوگی جبیکہ توبہ کر نہ لے
سے ہو گئے تھے اس واسطے کہ بعد مرگ کے وقت توبہ نہ کرے اور انہوں نے قبل موت توبہ نہ کی
پس مَخٰلِدِیْنِ فِیْہَا ہمیشہ لعنت میں رہیں گے اور قطع نظر اثر لعنت کی ان کے حق میں
کمی بھی نہیں ہوگی لَا یُخَفِّفُ عَنْہُمُ الْعَذَابُ تخفیف عذاب اون پر سے نہ ہوگی
بلکہ دسمدم تکلیف زیادہ ہوگی بسبب تبدیل چمڑے بدن کے وَكَأَھُمْ یَنْظُرُوْنَ اور
اون کو مہلت ہی نہ دیا جائے گی تاکہ کچھ دیر آرام کر لیں اور قوت تازہ عذاب پہنچنے کی واسطے
ہو جاوے اس واسطے کہ تخفیف اور مہلت ہی ایک طرح کا لعنت سے نکالنا ہے اور یہ اون کے
حق میں محال ہے اور جب کہ حال اون لوگوں کا کہ حق پوشی دوسروں میں کفر اور گمراہی
پر اصرار کرتے ہیں ایسا ہوا تو حال ان لوگوں کا کہ حق پوشی میں اصرار کرتے ہیں اور توبہ نہ
کرتے خیال کرنا چاہیئے کہ کیا کچھ ہوگا اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو کافر کفر پر
مر جاوے تو اس پر لعنت کرنی جائز ہے اگرچہ موت کے باعث حد تکلیف سے
مخل گیا ہو جیسے کہ کافر دیوانہ ہو جاوے اور جنوں کے سبب تکلیف ساقط ہو جاوے
اور یہی حال اہل ایمان کا ہے حال استغفار اور ترجم میں بعد موت کے اور جنوں کی اس واسطے
کہ تکلیف کا زائل ہو جانا ایسے مولیٰ یعنی رحمت اور استغفار کو متغیر نہیں کرتا اور نیز آیت
سے یہ بھی مفہوم ہوتا ہے کہ جب تک یکساں حالت کفر میں یقینی طور پر معلوم نہ ہو تو اس پر
لعنت جائز نہیں ہے اس واسطے کہ جب شرط جاتی ہے تو شرط ہی فوت ہوا اور

ترجمہ سیر عریزی

القرآن

مصحف

سب نبی علیہ السلام

علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

جان رسول نبی

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

سب نبی علیہ السلام

کا ذوق برکت ہمیشہ کیونکر نہ رہے کہ وہ وقت مرنے تک گھر پر اصرار کرتے رہے اور اللہ کے مالہ والا
 معبود حقیقی تھا اے ایک ہے پس جو کوئی اوسکی فرمان میں نہ رہا اور غیر کی عبادت اختیار کی اوسکی
 رحمت سے دور ہوا اور عام خاص مندوں اور فرشتوں کی لعنت اور سزائیں پائی ہاں اگر
 فی الواقع تمہارے کسی معبود ہوتے تو محفل تھا کہ جب ایک نے بسبب تصور اور فرمانبردار کے
 کے اپنے برابر سے نکال دیا تو دوسرا اوپر رحمت کرتا اور لعنت سے کھال لیتا جسے کوئی
 اور رعیت اور بادشاہ ہونے میں اس قسم کے احتمال ممکن نہیں اور واقع ہوتے ہیں ہوا
 کہ بادشاہ اور اوستاد اور پیر ہونا خلقت میں کبھی جگہ پائی جاتی ہیں اور ایک پر منحصر نہیں
 اور اس جگہ یعنی منصب الہی اور معبودی میں یہ احتمال ممکن نہیں ہوا سبکی کا مالہ والا
 ہو کوئی معبود حقیقی سوائے اوسکے نہیں ہے اور جیسی اوس میں معبودیت ہے ایسی ہی وہ
 الرحمن صاحب جنت عاتق ہے کہ ہر ایک کو منافع اوسکی معاش کی وجود سے صفات
 اور آثار تک بخشے ہیں اور ایسے ہی وہ الرحمن صاحب جنت خاصہ ہے کہ اپنی
 بعض مخلوق کو کرم و فضل سے راہ ہدایت دکھاتا ہے اور اوپر عمل کرنے کی توفیق
 بخشتا ہے اور آخرت کے ثواب کا مسخ کرتا ہے پس جس شخص نے کفر کیا اور
 فرمانبرداری سے پھیرا تو اوس نے رحمت سے اپنے کو دور ڈالا اور چونکہ او
 کوئی رحمن اور رحیم ہے تو ضرور خدا کی رحمت یعنی لعنت میں گرفتار ہوا اور رحمت
 اوس رحمن و رحیم سے یا اوس ہوا پس توقع تخفیف عذاب اور امید مہلت فرصت
 کی کیونکر ہو کہ یہ دونوں آثار رحمت سے ہیں اور اس نے دروازہ رحمت کو کہ
 سوائے اسکے اور در نہیں ہے اپنے پر بند کر لیا اور اگر کافر کہیں کہ معبودیت اور
 رحمانیت اور رحیمیت ایک ذات واحد میں منحصر ہونا فقط دعویٰ تمہارا ہے اسکی دلیل
 کیا ہے جو ہمارے تین لعنت ابدی میں سمجھتے ہو ہرگز ہمارے ذہن میں نہیں آتا کہ ایک
 ذات واحد استقدر لفظ تھا ہے انتہا کے افاضہ کی گنجائش رکھی چنانچہ ابن جریر اور
 ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت
 والہ کمالہ واحد مدینہ میں نازل ہوئی کافران مکہ نے شکر تجت کیا

وہ جو کچھ پہل کرتے ہیں ایسے ہی ہر ستارہ طرچ کی مقدار کہتے ہیں کوئی چھوٹا کوئی بڑا اور طرچ
طرچ کے رنگ کہتی ہیں مثلاً زہرہ سیفید ہے اور زحل سیاہ ہے اور مشتری چمک اور یخ مریخی اور
قمر کی اور عطارد زردی رکھتا ہے اور ایسے ہی ترکیب تھلاک اور ربط ایک کے حرکت کا دوسرے
کے ساتھ اور ستاروں کے مختلف اوضاع کے مستلزم حدوث الاتصالات کے ہیں اور
تأثیرات گوناگون عالم سفلی میں اودن سے ظاہر ہوتے ہیں اور تمام موافق حکمت اور بروجہ
صواب میں واکلارض یعنی پیدائش زمین میں کہ شکل مدور ہے اور عین وسط عالم میں ایک
چیز ایسی طور پر رکھتے ہے کہ جب آفتاب ہر واقع ہوتا ہے بسبب کثافت جسم مخروطی ظلی کے
مقابلہ آفتاب میں ظاہر ہو جاتی ہے اور ہر رنگ آفتاب کے حرکت کرتی ہے اور نور در
روشنی عالم میں متحقق ہوتی ہے یہاں تک کہ ہتاب جس وقت اوس مخروط ظلی میں آتا ہے
خسوف یعنی چاند گہن ہو جاتا ہے اور نیز زمین کو کہ پانی سے خالی کیا ہے کہ جگہ استقرار
جانور و درخت بخوبی ہو جاوے اور وضع قطعات زمین کی آسمان سے مختلف بنائی تھیں
کہ گذر آسمان اور ستاروں کا سرور ساکنان شہروں سے مختلف ہو اور اسل مختلف
کے باعث فصلیں مختلف اور مزاج گوناگون اور اخلاق رنگارنگ آدمیوں میں ظاہر ہوتی
ہیں اور ارض کے اختلاف سے روشنی مختلف ہوتی ہے اور باوجود اسکے زمین و درخت اور سرور
اور تاج غلوان اور میوے اور پہلوں کے کھلنے کیجگہ بنائی ہے کسی جگہ درخت بسبب کثرت
کے بصورت جنگل ہو گئی اور کسی جگہ دریا اے نہر جاری ہے کہیں کان سونے چاندی ہیرے
موتی وغیرہ کی ہے گویا خزانہ جہاں ہر تہ ہے اور کہیں چشمہ نکلا ہوا کہیں پہاڑوں نے آسمان
کی طرف بسر بلند کیا کہیں غاروں اور نشیب نے رگ دریشہ تحت الثریٰ تک پہنچایا
اور زمین باوجود ان عجائبات کے بوجہ عالم اٹھائے ہوئے ہے اور طرح طرح کے جفا
مخاوقات سے قبول کئے ہوئے شاہ و گدا کو روٹی دیتی ہے اور کسی پراحسان نہیں
کہہتی نیز مادہ پیدائش آدم ہے و نیز جگہ معاش اور نیز جگہ سجدہ و عبادت کی کوئی
ظہیر بیت الہی کی طرف منسوب ہے کوئی ٹکڑا مدفن جسم مبارک محبوب کا ہے
الوار آسمانی ان ٹکڑوں نورانی کے مقابلہ میں نیست و نابود ہیں اور مباد ملائکہ

مجلس

مجلس

صلی اللہ علیہ
سہیلین

پیارے بھائی

سید محمد علی

۱۰۰

الحمد لله

۱۰۰

وہی ہے جس نے

پیشین

منہ گئی

مجلس

علمہ والہ

بسم الله الرحمن الرحيم

سید محمد

وقت
میں

پیش روی

الحمد لله

سید

2

اور کشتیوں کا جاری ہونا اور یہ صنعت اور ترکیب غیبی ہے جس سے حضرت نوح علیہ السلام پر
 بقا ہوئی تھی کہ اوس کے سبب غرق طوفان سے اس میں رہے بعد ازاں لوگوں میں جاری اور رائج
 ہوئی بخلاف صنعتوں اور اور ترکیبوں کی جیسی عمارت اور دل وغیرہ کہ انسان نے اپنے فکر سے
 کی ہیں اور نہ کشتی کا پانی پر جاری ہونا فقط بقدرت الہی ہی ہر سو پہلے کہ اول موتوف پانی کے
 رقیق ہونے پر ہی اور ہی اسطے دریا کی شمالی میں کہ بسبب یا دتی مری کے کہ اکثر سال جبار رہتا ہے
 جاری نہیں ہو سکتی دوسری موتوف بلکہ اور سبک ہونا کہ کشتی پر ہے کہ بسبب خلل اور کثرت
 مسام شدہ کی طرف جسم خفیف اور ہلکے رہتا ہے ورنہ ایک تولد لوہا یا تانبا پانی پر نہیں اٹھ سکتا
 اور نہ راہ من لوہا اور تانبا کشتی پر لا کر ایک ملک سے دوسرے ملک کیجاتے ہیں تیسرے ہوا کا ارسا
 کرنا کشتی کے روان ہونے میں مددگار مواد بقدر اعتدال چلی تاکہ صدون ہج و تاب بہنور اور
 ملاطم امواج سے سالم رہے خصوصاً اگر کشتی کہ چھنی فی الخرج دریا سے شور میں جاری ہوتی ہے
 جہاں زمین کا کنارہ پیدا نہیں اور زمین ہرگز نظر نہیں آتی ہے اور علامات پہاڑ و میتار
 اور اور طریقے معرفت کے گم اور راہ فریاد رسی کا مطلقا بند اور آفتاب پانی ہی سے طلوع
 کرتا ہے اور پانی ہی میں غروب ہو جاتا ہے اور ہوائی آفتاب اور ستاروں اور پانی کے کوئی چیز
 نمودار نہیں ہے اگر چاہا الہی سے ان کشتیوں کے سوار ہونے والوں کو تقویت ہو تو ان مصیبتوں
 پر کیونکر صبر کر سکتے ہیں اور پھر یہ بھی تدبیر الہی ہے کہ ہر ملک اور ہر ولایت کو عجیب اجناس اور
 تحائف سے مخصوص کیا کہیں رو بہ بہت اور مویہ نایاب اور کہیں گھوڑے بہت اور خوراک کم
 اور کہیں غلہ اور مویہ یا فراط اور رو بہ بفریط اور کہیں کوئی شے ہے اور کہیں کوئی اگر خصوصیت
 نہ ہوتی تو کوئی ہی یونان یا تین اس سفر پر خطر اور دریا ہی ہولناک میں نہ ڈالتا پھر آدمیوں میں خواہش
 نقل کرنی اسباب ایک مکان کا دوسرے میں ڈال دے اور شوق نفع تجارت دلوں میں
 مضبوط کر دیا تاکہ اس خیال سے بختیوں میں مصروف ہوں اور بعضوں کو شوق حج و زیارت انبیاء
 و اولیاء نے اس قدر تیار کیا کہ وہ یہی ایسی مصیبتوں کو خیال میں نہیں لاتے ہجرت
 عرب میں دریا سے شور کا نام ہے دریا می شیریں کو بحر نہیں کہتے مگر کہیں بطریق استعارہ اور
 مجاز کے اور اصل دیکھ شور کہ اکثر جوانب محیط معمورہ زمین اسکی قابل نہیں ہے کہ کشتیاں

موتوف پانی کے رقیق ہونے پر ہی اور ہی اسطے دریا کی شمالی میں کہ بسبب یا دتی مری کے کہ اکثر سال جبار رہتا ہے جاری نہیں ہو سکتی دوسری موتوف بلکہ اور سبک ہونا کہ کشتی پر ہے کہ بسبب خلل اور کثرت مسام شدہ کی طرف جسم خفیف اور ہلکے رہتا ہے ورنہ ایک تولد لوہا یا تانبا پانی پر نہیں اٹھ سکتا اور نہ راہ من لوہا اور تانبا کشتی پر لا کر ایک ملک سے دوسرے ملک کیجاتے ہیں تیسرے ہوا کا ارسا کرنا کشتی کے روان ہونے میں مددگار مواد بقدر اعتدال چلی تاکہ صدون ہج و تاب بہنور اور ملاطم امواج سے سالم رہے خصوصاً اگر کشتی کہ چھنی فی الخرج دریا سے شور میں جاری ہوتی ہے جہاں زمین کا کنارہ پیدا نہیں اور زمین ہرگز نظر نہیں آتی ہے اور علامات پہاڑ و میتار اور اور طریقے معرفت کے گم اور راہ فریاد رسی کا مطلقا بند اور آفتاب پانی ہی سے طلوع کرتا ہے اور پانی ہی میں غروب ہو جاتا ہے اور ہوائی آفتاب اور ستاروں اور پانی کے کوئی چیز نمودار نہیں ہے اگر چاہا الہی سے ان کشتیوں کے سوار ہونے والوں کو تقویت ہو تو ان مصیبتوں پر کیونکر صبر کر سکتے ہیں اور پھر یہ بھی تدبیر الہی ہے کہ ہر ملک اور ہر ولایت کو عجیب اجناس اور تحائف سے مخصوص کیا کہیں رو بہ بہت اور مویہ نایاب اور کہیں گھوڑے بہت اور خوراک کم اور کہیں غلہ اور مویہ یا فراط اور رو بہ بفریط اور کہیں کوئی شے ہے اور کہیں کوئی اگر خصوصیت نہ ہوتی تو کوئی ہی یونان یا تین اس سفر پر خطر اور دریا ہی ہولناک میں نہ ڈالتا پھر آدمیوں میں خواہش نقل کرنی اسباب ایک مکان کا دوسرے میں ڈال دے اور شوق نفع تجارت دلوں میں مضبوط کر دیا تاکہ اس خیال سے بختیوں میں مصروف ہوں اور بعضوں کو شوق حج و زیارت انبیاء و اولیاء نے اس قدر تیار کیا کہ وہ یہی ایسی مصیبتوں کو خیال میں نہیں لاتے ہجرت عرب میں دریا سے شور کا نام ہے دریا می شیریں کو بحر نہیں کہتے مگر کہیں بطریق استعارہ اور مجاز کے اور اصل دیکھ شور کہ اکثر جوانب محیط معمورہ زمین اسکی قابل نہیں ہے کہ کشتیاں

پر گزرتا ہوا شہر دن مصر و شام تک پہنچتا ہے اور یہ تمام شہر اوس کے ضلع جنوبی پر ہیں لیکن
ضلع شمالی شہر دن اندلس و حفا یہ پر گزرتا ہے اوس میں سے ایک شاخ نکل کر ملک شمالی صفا
میں گزرتی ہے اور طول اس خلیج کا ایک سو فرسنگ ہے اور عرض تہائی دو سنگ اور یہ اوس
طرف سے نکل کر سمت مشرق جاتا ہے اور اکثر کوہستان غیر منلوک اور زمین غیر مسکون
میں پتتا ہے اس سبب سے اوسکی انتہا معلوم نہیں کہ کہاں ہے یہ حال بجا متصلہ محیط کا ہے
لیکن جو کہ متصل محیط نہیں ہے پس بحر طبرستان اور جیلان اور بابا ابواب اور خزا و ارمین
ہو واسطے کہ یہ وہ ولایت سب اول کی کنارہ و نہر بین اور یہ بحر مستطیل الشکل ہے مشرق سے
مغرب تک دو سو پچاس فرسنگ سے زیادہ ہوا شمال سے جنوب تک قریب دو سو فرسنگ کے
ہوا و حبلس بحر کو اجاڑ متصلہ محیط سے حج کرین تو سات بحر عظیم سوائے محیط اور سب مسکون
ساتھ میں اور لفظ سبعة ایچ کہ قرآن مجید میں وارد ہے اسکی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اور
بڑے خوفناک دریاؤں سے نجات بذریعہ کشتی کہ الہام غیبی سے بشر کو معلوم ہوئی ہے ہو سکتی ہے
اور اس قسیر میں فقط مہلک دریاؤں سے نجات ہی مرعی نہیں ہو بلکہ دریاؤں میں کشتیاں
جاری ہوتی ہیں دیکھا یفیع الناس اوس چہرے کے واسطے کہ آدمیوں کو نفع پہنچا دے جیسی
ایک ملک سے دوسرے کو ملک کو عبور کرنا اور سبب ہوا تجارت کا لانا اور لیجانا اور کوجہ
و بار عمارت وغیرہ اور سافت طویلہ کا مدت قلیلہ میں قطع ہونا اور سواری جانوروں کی کہ
اونکا باز دھنا کہولنا اور فکر گاہاں و اندہ حلاوت زندگی کو خصوصاً بوقت پہنچنے منزل
بعیدہ کے برباد کرتا ہے نیز کشتی کے سواروں کو بسبب تجارت یا مقصد پر پہنچنے سے
نفس ہے اذیرا و آدمیوں کو جنگل ملک میں یہ کشتی ٹھرتی ہو بسبب بانی اشتیاء مرغوب
نایاب کی نفع ہے اور یہ واسطے بانی نفع الناس فرمایا اور کشتی کے سواروں کی تخصیص کی
اور اس نطفہ سے دلیل جواز سواری کشتی و جہاز اور تجارت سے فائدہ لینے کی ہے و ما اذک
اللہ من النہم کہ من حکماء اور وہ چیز کہ نازل کی آسمان بحر پانی کا اصلاحا جاسے قوار اور معدن پانی
نہیں ہی ہو واسطے کہ پانی بالطبع تقاضی قوار بر زمین کرتا ہے پس یہ فقط اثر قدرت اور
حجت ہے کہ جانب آسمان سے پانی کی حیاتی دیا نازل فرماتا ہے اور یہ پانی سوائے

وضوح
یعنی آرائش
و بعد ازین
ترجما کر دین
ہے پر فائدہ
قوان کا نفع
و ان علی آرائش
و ان علی آرائش
اللہ اور یہ
چند البتہ جہاں
سورن چکر
و کوائف خدا تعالیٰ
یعنی بہت نقص
سے طرف سے
سے طرف سے
جبری اور بھاری
بات جو سبب
جو خدا تعالیٰ نے
و جی کران
فائدہ ہندی
سے میں شبہ
ہو چکا ہے

پانی دریا کے ہر ذرہ میں ہی اور اثر میں ہی اوسط کے آب دریا سے شور کڑا ہے اور وہ شیریں اور آب دریا نہایت اور جلد حیوانات کو جلا دیتا ہے اور وہ نشوونما کرنے میں کہتے ہیں دیتا ہے اور حیوانات کے اجسام کو نفع بخشتا ہے اور آب دریا ہرگز دافع تشنگی نہیں ہے اور وہ پیاس کو بخوبی دور کرتا ہے اور آب دریا سیاہ اور مکدر و غلیظ ہے اور وہ شفاف و صاف و دقیق القوام ہے اور منافع مشترکہ جیسے اشیاء کا پاک کرنا اور ہر صفت میں کام آتا ہے بلکہ بسبب جودت جو ہر کے نسبت آب دریا کے بہت نفع اوس میں اکثر ہوتے ہیں بعضی صنعتیں تو اسی پانی پر موقوف ہیں آب شور کام میں نہیں آتا اور بعض چیزوں کو خراب کر دیتا ہے جیسے کھانا پانی میں اور عمل گچ میں اور ترکیب حلاوت وغیرہ میں اور پلوں میں نازل کردہ کو ضائع کیا اگر وقت نزول کے منقطع اوٹھایا نہا ورنہ اوس سے ہر اوس وقت نفع حاصل نہیں ہوتا بلکہ بعضے ٹکڑوں زمین کو ایسی خاصیت دی کہ پانی اون کے اندر جا کر اور راہ سے فوارہ اور چشمہ بے گوناگون ہو کر نکلتا ہے اور بعضے ٹکڑوں کو ایسی خاصیت دی کہ وہ پانی کو کھینچ کر نگاہ رکھتے ہیں تاکہ جب گوان وغیرہ کہو دیں تو ظاہر ہو جاوے اور کام میں آوے اور اس قدر قوت جذب تمام زمین میں مشترک ہے اگر اوس پانی کو کسی گڑھے میں نہ لیجاوے یا راہ دیگر سے جاری ہو تو قوت نامیہ اپنی کو اوس سے زیادہ کرتی ہے **فَلْيَجْعَلْهُ أَكْثَرُ مِمَّا يُنْقَلُ** یعنی اوس پانی سے زمین کو بعد موت کے زندہ کیا کہ ایک قوت زمین کی جو معطل ہو گئی تھی بسبب پانی کے ہر لائق کام ہو جاوے جیسے کہ مردہ زوال حرکت و حس سے پھر زندہ ہوتا ہے اور گوناگون کے نبات اور اور گیاہ اور درخت سوار و پیادہ اور ہول و میوے وغیرہ نکلتے ہیں اور بہرین جاری ہوتی ہیں گویا کہ خون خشک ہو کر مردہ کا از سر نو رگون میں جاری ہوا اور گوشت اور چمڑا اور بال و ناخن گرے ہوئے پھر کراستخوان پراوگ آئے اور رونق اور تازگی پھر آگئی اور حیوانات کا رزق بخوبی پیدا ہوا اور مادہ تولد کا بہت سی اقسام حیوانات کو حاصل ہوا **وَبَثَّ فِيهَا** اور پراگندہ کیا زمین میں **مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ** جنس کے حیوان کو اوسط کے حیوان دو قسم کے ہیں ایک وہ قسم کہ خود بخود پیدا ہوتے ہیں

پانی دریا کے ہر ذرہ میں ہی اور اثر میں ہی اوسط کے آب دریا سے شور کڑا ہے اور وہ شیریں اور آب دریا نہایت اور جلد حیوانات کو جلا دیتا ہے اور وہ نشوونما کرنے میں کہتے ہیں دیتا ہے اور حیوانات کے اجسام کو نفع بخشتا ہے اور آب دریا ہرگز دافع تشنگی نہیں ہے اور وہ پیاس کو بخوبی دور کرتا ہے اور آب دریا سیاہ اور مکدر و غلیظ ہے اور وہ شفاف و صاف و دقیق القوام ہے اور منافع مشترکہ جیسے اشیاء کا پاک کرنا اور ہر صفت میں کام آتا ہے بلکہ بسبب جودت جو ہر کے نسبت آب دریا کے بہت نفع اوس میں اکثر ہوتے ہیں بعضی صنعتیں تو اسی پانی پر موقوف ہیں آب شور کام میں نہیں آتا اور بعض چیزوں کو خراب کر دیتا ہے جیسے کھانا پانی میں اور عمل گچ میں اور ترکیب حلاوت وغیرہ میں اور پلوں میں نازل کردہ کو ضائع کیا اگر وقت نزول کے منقطع اوٹھایا نہا ورنہ اوس سے ہر اوس وقت نفع حاصل نہیں ہوتا بلکہ بعضے ٹکڑوں زمین کو ایسی خاصیت دی کہ پانی اون کے اندر جا کر اور راہ سے فوارہ اور چشمہ بے گوناگون ہو کر نکلتا ہے اور بعضے ٹکڑوں کو ایسی خاصیت دی کہ وہ پانی کو کھینچ کر نگاہ رکھتے ہیں تاکہ جب گوان وغیرہ کہو دیں تو ظاہر ہو جاوے اور کام میں آوے اور اس قدر قوت جذب تمام زمین میں مشترک ہے اگر اوس پانی کو کسی گڑھے میں نہ لیجاوے یا راہ دیگر سے جاری ہو تو قوت نامیہ اپنی کو اوس سے زیادہ کرتی ہے **فَلْيَجْعَلْهُ أَكْثَرُ مِمَّا يُنْقَلُ** یعنی اوس پانی سے زمین کو بعد موت کے زندہ کیا کہ ایک قوت زمین کی جو معطل ہو گئی تھی بسبب پانی کے ہر لائق کام ہو جاوے جیسے کہ مردہ زوال حرکت و حس سے پھر زندہ ہوتا ہے اور گوناگون کے نبات اور اور گیاہ اور درخت سوار و پیادہ اور ہول و میوے وغیرہ نکلتے ہیں اور بہرین جاری ہوتی ہیں گویا کہ خون خشک ہو کر مردہ کا از سر نو رگون میں جاری ہوا اور گوشت اور چمڑا اور بال و ناخن گرے ہوئے پھر کراستخوان پراوگ آئے اور رونق اور تازگی پھر آگئی اور حیوانات کا رزق بخوبی پیدا ہوا اور مادہ تولد کا بہت سی اقسام حیوانات کو حاصل ہوا **وَبَثَّ فِيهَا** اور پراگندہ کیا زمین میں **مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ** جنس کے حیوان کو اوسط کے حیوان دو قسم کے ہیں ایک وہ قسم کہ خود بخود پیدا ہوتے ہیں

جیسے ٹڈی سانپ بچھو مینڈک اور پروانہ کی قصین اور تمام حشرات الارض اس قسم کے جانوروں کی پیدائش میں لے اور حرارت زمین کی جوش کرنے پر موقوف ہے یا لیبیا جمع حرارت اور رطوبت کے تضاد معتدل ہو کر قبول حیثیت حیوانی کرتا ہے اور دوسری قسم تو اللہ کے جیسے گائے شتر آدمی اور تمام چرند سے پرندے اور باقی رہنا اس قسم کا نباتات اور غلہ اور میوہوں کے ہونے پر ہے کہ انکی قوت بھی اشیاء میں اور وجود ان چیزوں کا مینہ کے برعکس ہے اور اگر کوئی خوب تامل کرے تو معلوم ہو جاوے کہ جیسے بمشروع ربیع سے درختوں اور نباتات کا بڑھنا شروع ہوتا ہے اور آخر سرمایہ انہما کو پہنچتا ہے اور پختگی پیدا کرتا ہے ایسے ہی حیوانات کے جسم ابتدائی موسم بارش باران سے نشوونما پکڑتے ہیں اور موٹا ہونا شروع کرتے ہیں اول خریف میں بہت خوبصورت اور موٹے ٹاندے رہتے ہیں اور دودھ اوکھا پختہ ہوتا ہے اور بدن میں قوت ہو جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ جیسا کہ درختوں کی بے برگی اور کم ہونا سایہ اور میوہ کا شروع ہوتا ہے ایسے ہی حیوانات کے جسموں میں گوشت اور دودھ کم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ قرب ربیع میں کمال دُبلان اور قلت گوشت اور دودھ بہم پہنچتا ہے اور پھر جب بارش باران شروع ہوتی ہے بحالت سابق رجوع کرتے ہیں ہاں البتہ آدمی کے اپنے واسطے قوت جمع کر لیتے ہیں اور درندے کہ او جانور ہوتا گوشت کھاتے ہیں ظاہر میں اس تغیر و تبدل سے محفوظ دکھلائی دیتے ہیں لیکن بلا انتہا مدار کا بھی زیادتی کھانے پینے اور تازگی و نصارت کا فصل باران پر ہے اور چونکہ اس مقام میں ذکر جانوروں جنگلی کا ہی جو کہ زمین پر منتشر ہیں اور دلیل اسکی وَبَشَرِ فَخْهَامِنْ كُلِّ دَابَّةٍ مِّنْ حَرْشٍ دَرِیائی جانوروں کا بانی پینے سے بے پروا ہونا کچھ خوف نہ رکھنے اور باوجود اسکے اہل علم حیوانات نے لکھا ہے کہ اگر ایک سال مینہ نہ برے تو دریائی جانور اذیٹے ہو جاتے ہیں اور انکی بنیائی میں قصور ہو جاتا ہے پس وہ بھی مینہ کے بانی کے محتاج ہیں اور مغل ہے کہ جملہ وَبَشَرِ فَخْهَامِنْ كُلِّ دَابَّةٍ انزال پر مصطوف ہو اس صورت میں یہہ دلیل باران سے سوا ہے لیکن اس صورت میں مختصر فیہا کا مارج خاطر خواہ میسر نہ ہوگا مگر مختلف بہر تقدیر جس کسی نے کتاب حیوانہ الجوان

مفید ترین
فی علم ہر دور
سینچین کہ چھلے
علیہ خاکہ مسلم ہے
سبکی طرف نماز
پڑھنا ہے اس سب
حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہوں تھے
اور کتب شیعہ کے
سبکی طرف نماز
چھینے کا حکم آوے
سورہ انعام کی طرف
مکہ کے راہ چلے
بچہ جوش پڑھتے
حکم دے چو کعبہ
طرف نماز پڑھو
میں بہر آیت کی
تلاش کی نقاب
و جھلک فی التما
کافی آیت کی
قبیلتہ کی پڑھا

اور شیر حیوانات کی کتابین اور عجائب المخلوقات کا مطالعہ کیا ہی کچھ کارخانہ وسیع سے پاسکتا
 وَهَذَا لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ دُرِّان کا لکھا اور زمین جانتا کوئی خدا کے شکر کو گروہی اور عجائب حیوانات
 سے ایک یہ ہے کہ صورتیں رنگا رنگ اور اشکال بے شمار رکھتے ہیں خصوصاً تمام حیوانوں میں
 سے صورتوں اور شکلوں کے مختلف ہونے میں آدمی مخصوص ہے حضرت امیر المومنین
 عمر فاروق سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ازراہ تعجب کے کہا کہ مقدمہ شطرنج
 کا نہایت عجیب ہو کہ شطرنج باوجودیکہ چند ان طول و عرض نہیں رکھتی ہے ایسے بنائی
 گئی ہے کہ اگر ایک آدمی ہزار دفعہ کیلے بازی اوسکے متفق نہ پڑے ہر بار اور بازی ظاہر
 ہوگی حضرت نے جواب دیا کہ میں تجھ کو اس سے بھی زیادہ تعجب شے بتلاتا ہوں کہ کمال
 قدرت الہی کی دلیل ہے دیکھ کہ چہرہ انسان کا ایک بالشت طول و عرض میں نہیں ہے ہر
 ہر مقام میں ہر عضو اس طرح سے مقرر ہے کہ تغیر و تبدل قبول نہیں کرتا اور بار و آئینہ
 و کان و ناک و مونہ کو اوسکی جگہ مقررہ سے بیجا نہیں کر سکتے اور باوجود اسکے اگر ہر فرد
 کو توڑ ہوڑ سے ہرگز دو آدمی ایک صورت میں مشابہت ہوں ہر ایک میں تمیز کی وجہ کی ہے
 اور اگر ہمہ تدبیر الہی نہ ہوتی تو آدمی باہم متمازن نہ ہوتی اور شبہ عظیم پیدا ہوتا اور بندوبست
 و معاش اور حاجتوں میں خلل ظاہر ہوتا اور ہر چیز جاری ہونا کشتیوں کا اور آسمان
 کی طرف سے پانی کا برسنا اور زمین میں جانوروں کا پراگندہ ہونا و لائل مستقلہ
 وحدت اور حجت الہی پر مبنی لیکن اگر غور کیا جاوے تو یہ ہمہ دلیلیں ایک اور دلیل کی
 شاخ ہیں اور وہ تَعْقُوبُ الرَّيْحِ ہوا کا مختلف طوفوں سے گردش دینا ہے مثلاً
 شرق و غرب جنوب و شمال سے اور اراونکی درمیان کی طوفوں سے اور ہوا کا سردی سے
 گرمی اور گرمی سے سردی بدلتا ہے اور تری سے خشکی کو اور بالعکس اور تیزی سے
 نرمی کی طرف اور اسکے خلاف ہوا کے گردش ہوا اور اسکے چلنے سے کشتیوں کا چلنا
 اور مینہ کا برسنا اور منقطع ہوجانا تعلق رکھتا ہے اور زندگی ہر جانور کے ہوا کے لینے
 سے ہی اور وہ ہوا کو ہر نفس کی راہ سے لیتے ہیں تاکہ حرارت اندرونی کو تسکین دے
 اور مہدم ہوا دیگر چاہیے کہ وہ دل سے ہوا سے گرم کہنچو اور وہ ہوا گرم کو کھالی اور اگر ہوا کا چلنا

اور اگر ہمہ تدبیر الہی نہ ہوتی تو آدمی باہم متمازن نہ ہوتی اور شبہ عظیم پیدا ہوتا اور بندوبست
 و معاش اور حاجتوں میں خلل ظاہر ہوتا اور ہر چیز جاری ہونا کشتیوں کا اور آسمان
 کی طرف سے پانی کا برسنا اور زمین میں جانوروں کا پراگندہ ہونا و لائل مستقلہ
 وحدت اور حجت الہی پر مبنی لیکن اگر غور کیا جاوے تو یہ ہمہ دلیلیں ایک اور دلیل کی
 شاخ ہیں اور وہ تَعْقُوبُ الرَّيْحِ ہوا کا مختلف طوفوں سے گردش دینا ہے مثلاً
 شرق و غرب جنوب و شمال سے اور اراونکی درمیان کی طوفوں سے اور ہوا کا سردی سے
 گرمی اور گرمی سے سردی بدلتا ہے اور تری سے خشکی کو اور بالعکس اور تیزی سے
 نرمی کی طرف اور اسکے خلاف ہوا کے گردش ہوا اور اسکے چلنے سے کشتیوں کا چلنا
 اور مینہ کا برسنا اور منقطع ہوجانا تعلق رکھتا ہے اور زندگی ہر جانور کے ہوا کے لینے
 سے ہی اور وہ ہوا کو ہر نفس کی راہ سے لیتے ہیں تاکہ حرارت اندرونی کو تسکین دے
 اور مہدم ہوا دیگر چاہیے کہ وہ دل سے ہوا سے گرم کہنچو اور وہ ہوا گرم کو کھالی اور اگر ہوا کا چلنا

بروج میں نسبت ہو تو اصلاح قبول نہ کریں اور باعث فساد جو ہر طرح اور نقصان اخلاط اور تخریروں کے ہونے اور ہلاک ہو جاوے اور مشافہ ہوئے کے مقدمہ مینہ میں احاطہ بیان سے باہر ہیں کھیتی والے زراعت اور میوہوں کے تغیر و تبدیل ہونے کے متعلق ہوتے ہیں اور بول و براز کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لگانے اور میوہوں کے پھلانے میں اوس کی تاثیر میں ظاہر ہیں اور ایسے ہی دلوں کے جدا کرنے اور ملانے میں اور بندوبست عالم میں یہ سب چیزیں درکار ہیں کبھی مینہ کا برسنا مفید ہوتا ہے اور کبھی اوس کا نہ برسنا اور ایک وقت کا ہونا مانفہ ہوتا ہے اور گاہی مضر پس کمال حجت الہی ہے کہ اسباب ضروریہ بروقت حاجت کے تیار کر کے ہیں اور ایک نادار آٹا ہوا سے فخر اور شکست لکھ رہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ فخر مند ہوا میں لبیب صبا کے اور ہلاک ہوئی قوم عادی لبیب ہونے کے دور کے اور نیز ہوا کبھی باعث مرض ہوتی ہے اور گاہے سبب صحت کے اور گاہے ابر جمع کرتی ہے اور مینہ برساتی ہے اور گاہے ابر کو بار بار کرتی ہے اور زمین کو خشک اور کبھی درختوں کو پہلوں سے بہرہ دیتی ہے اور کبھی پہلوں کو بلکہ پتوں کو بھی گرا دیتی ہے اور اسی واسطے حدیث شریف میں بروایت مسلم اور معتبر کتابوں کے وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم نقصانات ہوا سے ڈرو تو ہوا کو بُرامت کہو اس واسطے کہ ہوا خود بخود نہ نہیں چلتی ہے بلکہ مامور ہے کیا تم نے قول اللہ تعالیٰ کا اور تشریف الہی کو نہیں سنا و لیکن اس طور پر کہنا چاہیے کہ یا الہی ہم اس ہوا سے خیر چاہتے ہیں اور اوس چیز سے جو اس میں ہے اور اس کے شر سے پناہ مانگتے ہیں اور اوس چیز سے جو اس میں ہے اور اس میں ابی حامی ابی ابن کعب سے روایت کرتے ہیں کہ جس جگہ قرآن شریف میں لفظ ریح لفظ جمع واقع ہوا ہے اوس سے رحمت کی ہوا میں مراد ہیں اور جس جگہ کہ ریح بصیغہ مفرد وارد ہوا ہے اوس سے مراد عذاب کی ہوا ہے جیسا کہ وہ من آیتہ ان یسئل اللہ بالبحر مکتبر کرت اور قصہ عاد میں ارسکنا علیہم من الریح العقیقہ لینے اور ثانی اوسکے سے یہ ہے کہ باد ہائے خوشخبری دینی والی پہنچتا ہے اور پہنچتے ہیں ہم اوپر یاد دہری اور اسی سے اشارہ ہے حدیث شریف میں جو کہ بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وارد ہے

مفح القرآن

اد سے سجدہ

مکتبہ میں ہوا سے

کہ شری حجت کا

ہے اور مان کی

باتیں منع میں ہے

آدمی کو انا اور

جانو کا ستانا اور

سری جبار اٹھانا

وین سے منع ہے

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حدیث کو سنا اور اس سے عمل کیا اس کا اجر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہے

کہ جب ہوا چلتی تھی تو حضرت فرماتے تھے اللہ جلالہا ریاحا ولا تجلہا ریحا یعنی
یا اہی اس ہوا کو رحمت کی ہوائیں کر دے اور عذاب کی ہوا مت کر اور ابو عبیدہ اور ابن ابی الدنا
اور انھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہواؤں کو اٹھ
قسم پر فرمایا ہے چار اون میں سے آثار رحمت ہے مین اور چار آثار عذاب سے لیکن آثار رحمت
پس آثار نثرات و مبشرات اور مسلات اور ذاریات مین اور چار جو کہ آثار عذاب سے مین پس
عقیم و صحران مین اور آصف و قاصف دریا مین اور ابو الشیخ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت
کرتے ہیں اور نیز عیسیٰ ابن ابی عیسیٰ خیاط بیان کرتے ہیں کہ ہوا انسانات قسم ہے صبا اور دبور
و جنوب و شمال و خرق و نکیا اور ہوائے قائم صبا مشرق سے آتی ہے اور دبور مغرب سے
اور جنوب جنوب سے اور شمال شمال سے اور نکیا مابین صبا اور جنوب سے اور خرق
مابین شمال اور دبور سے اور ہوائے قائم مادہ نفسون خلق کا ہے اور ابو الشیخ بروایت
اس رضی اللہ عنہ اور ابن ابی الدینا اور ابن ابی جریر بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ باوجود بہشت سے ہے اور بہرہ وہی
ہوا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے لولق فرمایا ہے اور آدمیوں کے واسطے اس میں منافع
کچھ مین اور باد شمال اصل مین دوزخ سے نکلتی ہے لیکن راہ مین بہشت پر ہو کر گزرتی
ہے پس اسکو بہشت سے اثر حاصل ہو جاتا ہے اور اس مین سردی اسی سبب سے
ہے لیکن جاے ورود اس ہوا کی شہر ہاے حجاز اور شہر اس ضلع کے مین اس واسطے کہ
دریاے شوا جانب جنوب اون شہروں کے واقع ہے جو ہوا کہ اوس طرف سے اٹھتی ہے
رطوبت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور نہایت کو ترکر دیتی ہے اور باد شمال پہاڑوں مین سے
خشک ہو کر آتی ہے جیسا کہ صبا اور دبور ہندوستان مین اور بخاری اپنی تاریخ مین بروایت
ابو دردا رضی اللہ عنہ کی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
اللہ تعالیٰ بہشت مین ایک ہوا پیدا کرتا ہے اور ایک دروازہ مضبوط اوس کے منہ
پر باندھ دیتا ہے کہ اوس کے دراز مین سے نکلے تمپر پہنچتی ہے اگر وہ دروازہ کھول دیا جائے
تو تیزی کے باعث مابین زمین و آسمان متاثر ہو جاوے اور نیز ابو الشیخ صحابہ سے

اور ابن ابی الدینا اور ابن ابی جریر بروایت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ باوجود بہشت سے ہے اور بہرہ وہی
ہوا ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے لولق فرمایا ہے اور آدمیوں کے واسطے اس میں منافع
کچھ مین اور باد شمال اصل مین دوزخ سے نکلتی ہے لیکن راہ مین بہشت پر ہو کر گزرتی
ہے پس اسکو بہشت سے اثر حاصل ہو جاتا ہے اور اس مین سردی اسی سبب سے
ہے لیکن جاے ورود اس ہوا کی شہر ہاے حجاز اور شہر اس ضلع کے مین اس واسطے کہ
دریاے شوا جانب جنوب اون شہروں کے واقع ہے جو ہوا کہ اوس طرف سے اٹھتی ہے
رطوبت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور نہایت کو ترکر دیتی ہے اور باد شمال پہاڑوں مین سے
خشک ہو کر آتی ہے جیسا کہ صبا اور دبور ہندوستان مین اور بخاری اپنی تاریخ مین بروایت
ابو دردا رضی اللہ عنہ کی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
اللہ تعالیٰ بہشت مین ایک ہوا پیدا کرتا ہے اور ایک دروازہ مضبوط اوس کے منہ
پر باندھ دیتا ہے کہ اوس کے دراز مین سے نکلے تمپر پہنچتی ہے اگر وہ دروازہ کھول دیا جائے
تو تیزی کے باعث مابین زمین و آسمان متاثر ہو جاوے اور نیز ابو الشیخ صحابہ سے

میں گڑبڑ ہے اور نیز گرج اور بجلی اور صاعقہ اور قوس قزح اور اس کے رنگوں میں خصوصاً
برقت طلوع وغروب آفتاب اور نیز سپاہ ڈالنے گرجی زدوں پر اور تشنہ کاموں صبحا اور دو
پر اور نیز ان کے پیدا ہونے اور حدوث میں کہ اول پارہ پارہ پیدا ہوتا ہے اور آخر مثل کوہ
ہو جاتا ہے اور روی آسمان کو ڈھانپ لیتا ہے اور مثل شیر بر کے دھاڑتا ہے اور مانند ہاتھی
بلکہ گھوڑے کے دوڑنے میں شتابی کرتا ہے کلا یا پت یعنی وحدانیت مجود اور نیز ان کی
رحمانیت اور رحیمیت کے دلیلیں ہیں لیکن ان تدریج ثلثہ کا دلائل ہشتگانہ سے نتیجہ نکالنا کچھ سلیقہ
معقول دانی پر موقوف ہے اور ایسے وسطے باوجود کہ دلائل ہشتگانہ مشہود خاص عام اور
نظر عام گردہ انام میں جلوہ گر ہیں تب ہی کہہ سکتے ہیں کہ مخصوص میں رَفْقُومَ لَیْقَیْلُوْنَ
اوس قوم کے وسطے کہ اپنی عقل کو فکر و نظر میں اہتمال کرتے ہیں اور ایسے ہی اسی آیت
با عظمت کے حق میں حدیث شریف میں وارد ہوئے کہ **وَيْلٌ لِّمَنْ لَا كَهْفًا بَيْنَ يَدَيْهِ**
وَكَمْ يَتَفَكَّرُ فِيهَا یعنی اوس شخص کے وسطے کہ اس آیت کو اپنے دونوں کلون میں
جبانے پر اکتفا کرے اور دلائل اس آیت میں فکر و قابل نکرے اور بعضی روایات میں **وَارْجِعْ**
وَيْلٌ لِّمَنْ قَدْ هَذَبَ الْآيَاتِ کہ کھینچا یعنی اوس شخص کے اوس پر کہ اس آیت کو پڑھ کر مثل پانی مضمضہ
کے مونہ میں نکال دے اور ان دلائل کو دل میں جگہ نہ دے اور تطبیق ان دلائل ہشتگانہ
کے ان تین مطلب پر بطریق عام فہم کے یہ ہے کہ آسمانوں کے منافع کو زمین کے منافع
کے ساتھ مربوط کرنا بدو ن جاری کرنے تدبیر واحد کے ان دونوں میں تصور نہیں ہے
بلکہ تمام آسمانوں اور تمام ولایتوں مختلفہ زمین میں وہی ایک تدبیر جاری ہے اور اگر ہر
آسمان میں ایک روح اوسکی مدبر اور ہر زمین میں دوسری روح مدبر ہوتی بے تعلق
اور ارتباط باہمی کے منافع ایک دوسرے کے مربوط نہوتی پس اگر ہر آسمان اور ایسے ہی
ولایات مختلفہ زمین میں ارواح مدبرہ موجود ہوں ضرور مقہور اور مسخر ایک حاکم کے
ہونگے اور لائق معبودیت کے کہ مقتضی تقدیر و استغناء قہر علی کل من اعدا کا ہے وہی
ایک ذات ہوگی نہ ارواح مقہورہ کہ اپنی خاصیتوں کے صادر کرنے میں محتاج زمین کا
تقدیر نہیں کہیں یہ طریقہ اثبات وحدت کا اس راہ سے ہے لیکن اثبات رحمت عامہ اور خاص

من مقرر ان
صلی اللہ علیہ وسلم
ہو اور نصایا کو
ربان بیان اور
اور دلیلیں ان پر
ایک کی ان نماز
وہما دست اور
وہی ہے نہ با فکر
کین سادہ و
قدی اور تو با نگا
ان سب کو اور
نہیں اسے بعض
ان بن سے بعض
سے قبل کو یعنی یہ
نظر انوں سے قبل
مستحق بن اور نہ
نظری با وجود ان
قبلہ کا کہ زمین
وہی استغناء
آہی اور ہر
بہت ملک اور

مجموعہ سیرت

منجلی ظاہر ہے اسوۂ مطہر کہ زمین میں مادے قبول کرنیوالی صورتوں گوناگون کی موجودگی اور وہ صورتیں گوناگون ساتھ و مضعون مختلف سموات کے کہ بسبب تحریک افقی کے ایک بعد دوسرے کے اون بادوں پر قباض ہوتی ہیں پس معلوم ہوا کہ وہ مدبر رحمن اور رحیم ہے اور ایسے ہی اختلاف روز و شب دلیل صبح وحدت معبود اور اوس کے رحمت پر ہے اسوۂ مطہر کہ اگر ظلمت اور تاریکی کسی اور کے ہاتھ میں ہوتی اور روشنی اور چمک کسی دوسرے کے ہاتھ میں تو محفل تھا کہ ہر ایک ادراک میں سے روشنی کو بوقت تاریکی اور تاریکی کو بوقت روشنی کے طور میں لاسکتا اور اس وقت اجتماع دو متضانی کا لازم آتا اور اگر ہر ایک ادراک میں سے اپنے سے بسبب کاردوسری کے معطل ہوتا اور اوکو ممکن نہ ہوتا کہ مقتضائے کو ظاہر کر سکے تو عاجز اور زبون ہے اور قابل عبودیت کے نہ اور کم سے کم کہی آثار تنازع اور کشاکش کے اس کارخانہ میں ظاہر ہوتے حالانکہ رات دن کا ایک دوسرے کے پیچھے آنا اور زبان اور نقصان اونکا ایک طریقہ اور ایک بندوبست پر ہمیشہ جاری ہے اور نیز تبادل ان دونوں رنگوں کا عالم میں سبب حصول اعتدال اور انتظام امر جانور و نبات کا یہی ہمیشہ ظلمت عام پر رہتی ہے ہم نہایت مرتبہ ہمیشہ نور و شعلہ رہتا ہے نہایت مرتبہ پس معلوم ہوا کہ مدبر اس کارخانہ کا اس درجہ معتدل برکمال حجت کہتا ہے خلق پر اور ایسے ہی دلالت کشیتوں کی وجود وحدت معبود پر بہت روشن ہے اسواسطے کہ کشیشان جواسرزمینی زیادہ کہتی ہیں اور جو اہلارضی بلاشبہ پانی سے زیادہ ثقیل ہوتا ہے پس چاہیئے تھا کہ کشتی ہو جاتی اور پانی پر نہ ٹھرتی اور اگر کہیں کہ ہوا اسکے اجزلے جسم خشبی میں داخل ہو جاتی ہے اور اوسکو ہلکا کر دیتی ہے تو ہم کہتے ہیں کہ یہ سبب بھی ضروری اور کے ہاتھ میں ہے اور باوجود سبب بصورت پر کرنے لوہے اور تپرون کے کفایت نہیں کرتی اسواسطے کہ ہوا اوس وقت بغایت قلیل ہوتی ہے اثر اوسکا ان اجسام ثقلیہ کثیرہ کے ہلکے کرنے میں پیش نہیں جاتا اور اسکے مانند لوہے کا کرہ اندر سے خالی بہت ہلکے اور سبک بناویں اور اوس میں ہوا نہیں پہنچائی بلکہ پانی کی تہ میں بیٹھ جاوے گا پس بہتر ہی ہے کہ قطع مسافت سیاحت کریں اور بلاد واسطہ راہتم ارادہ قیوم مطلق کے سوئے بین اور نیز اگر روح مدبر دیای شورش کے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

مقبورہ کے درجہ جسم خشتیوں کے اور درجہ جسم ہوائی میں کہ درمیان مسام او سکے کو نفوذ کر کے او سکے پانی پرستادہ کہتے ہوتی تو قابل عبادت نہوتی اس واسطے کہ مقبورہ لائق عبادت کے نہیں ہے اور اگر مقبورہ ہوتے پس کس واسطے آب دریا پر تمام افعال کو گردش دیتی ہے اور کس واسطے فراحت نہیں کرتے پس معلوم ہوا کہ یہ دو مقبورہ یک دیگر میں کہ ہر ایک کو دوسرے کے درجہ میں کر رکھا ہے اور تابعدار کیا ہے ایسی ہی دالت اس تدبیر کی رحمت پر نہایت ظاہر ہے اول الہام ہونا اس تدبیر کا غیب سے نہایت رحمت ہی دوم رحمت حق مسافروں اور تاجروں اور اون آدمیوں کے کہ اسباب نفیس شہروں دور و دراز کی جلدی پہنچتی ہیں انظر من الشمس ہے اور ایسی ہی نزول پانی کا نیز ہوا ہے حالانکہ پانی ثقیل زیادہ ہوتا ہے ہی اس چیز مخالف میں کس طرح بڑھتا ہے پہر اگر ارواح مدبر جسم ہوائی کی سوائے مدبر جسم ہوائی کے ہے پس کس واسطے ملک غیر میں متصرف ہوتا ہے اور وہ غیر کس واسطے تصرف ملک اپنی سے فراحت نہیں کرتا اگر مقبورہ اور مخلوب ہے قابل عبادت کے نہیں اور اگر تابعدار اور مسخر ہے پس مقبورہ کوئی اور ہے کہ ایک کو دوسرے کا تابعدار کر رکھا ہے اور اس کا رخا نہ میں اثبات رحمت اس قدر ظاہر ہے کہ بیان سے بے پروا اور باہر ہے ہوسطے کہ زمین کو بسبب نباتات اور درختوں اور میوہوں اور پہلوں کے زندہ کرنا انتظام معاش حیوانوں کا یہی ہے اور ان کی خوبی حال کا باعث بھی ہے اور گردش میں وحدت اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ اگر ہر جہت کا مالک کسی جہات عالم کا شخص دیگر ہوتا ایک کام میں باداے مختلفہ الجہات مصروف نہوتیں حالانکہ مقدمہ باران تجربہ ہوا ہے کہ ہوا خدمت کرتی ہیں اور نیز جب ایک جہت سے چلتی ہو تو چلے ہیئے تھا کہ دوسری طرف سے بھی چلتی و گرنہ ایک آدمی مالکان جہات اربعہ سے ناقص اور عاجز ہوتا اور لازم آتا کہ باداے مختلفہ الجہات ایک وقت میں جمع ہو جائیں اور کار عالم کو اتر کر تین اور ثبوت رحمت اس گردش میں ظاہر ہے چنانچہ اثنائے تفسیر میں شمع گذر چکا ہے بارش اور ابرار کشتی کے کا رخا نہ کی بنا ہوا ہے پر ہے اور درخت اور میوے ہوا سے مدد چاہتے ہیں اور ان فاس حیوانات کی ہوا پر موقوف اور کس واسطے کہا ہے کہ زندگی

مقبورہ کے درجہ جسم خشتیوں کے اور درجہ جسم ہوائی میں کہ درمیان مسام او سکے کو نفوذ کر کے او سکے پانی پرستادہ کہتے ہوتی تو قابل عبادت نہوتی اس واسطے کہ مقبورہ لائق عبادت کے نہیں ہے اور اگر مقبورہ ہوتے پس کس واسطے آب دریا پر تمام افعال کو گردش دیتی ہے اور کس واسطے فراحت نہیں کرتے پس معلوم ہوا کہ یہ دو مقبورہ یک دیگر میں کہ ہر ایک کو دوسرے کے درجہ میں کر رکھا ہے اور تابعدار کیا ہے ایسی ہی دالت اس تدبیر کی رحمت پر نہایت ظاہر ہے اول الہام ہونا اس تدبیر کا غیب سے نہایت رحمت ہی دوم رحمت حق مسافروں اور تاجروں اور اون آدمیوں کے کہ اسباب نفیس شہروں دور و دراز کی جلدی پہنچتی ہیں انظر من الشمس ہے اور ایسی ہی نزول پانی کا نیز ہوا ہے حالانکہ پانی ثقیل زیادہ ہوتا ہے ہی اس چیز مخالف میں کس طرح بڑھتا ہے پہر اگر ارواح مدبر جسم ہوائی کی سوائے مدبر جسم ہوائی کے ہے پس کس واسطے ملک غیر میں متصرف ہوتا ہے اور وہ غیر کس واسطے تصرف ملک اپنی سے فراحت نہیں کرتا اگر مقبورہ اور مخلوب ہے قابل عبادت کے نہیں اور اگر تابعدار اور مسخر ہے پس مقبورہ کوئی اور ہے کہ ایک کو دوسرے کا تابعدار کر رکھا ہے اور اس کا رخا نہ میں اثبات رحمت اس قدر ظاہر ہے کہ بیان سے بے پروا اور باہر ہے ہوسطے کہ زمین کو بسبب نباتات اور درختوں اور میوہوں اور پہلوں کے زندہ کرنا انتظام معاش حیوانوں کا یہی ہے اور ان کی خوبی حال کا باعث بھی ہے اور گردش میں وحدت اس طرح ثابت ہوتی ہے کہ اگر ہر جہت کا مالک کسی جہات عالم کا شخص دیگر ہوتا ایک کام میں باداے مختلفہ الجہات مصروف نہوتیں حالانکہ مقدمہ باران تجربہ ہوا ہے کہ ہوا خدمت کرتی ہیں اور نیز جب ایک جہت سے چلتی ہو تو چلے ہیئے تھا کہ دوسری طرف سے بھی چلتی و گرنہ ایک آدمی مالکان جہات اربعہ سے ناقص اور عاجز ہوتا اور لازم آتا کہ باداے مختلفہ الجہات ایک وقت میں جمع ہو جائیں اور کار عالم کو اتر کر تین اور ثبوت رحمت اس گردش میں ظاہر ہے چنانچہ اثنائے تفسیر میں شمع گذر چکا ہے بارش اور ابرار کشتی کے کا رخا نہ کی بنا ہوا ہے پر ہے اور درخت اور میوے ہوا سے مدد چاہتے ہیں اور ان فاس حیوانات کی ہوا پر موقوف اور کس واسطے کہا ہے کہ زندگی

خازن

ترجمہ

تفسیر

خازن

ترجمہ

تفسیر

خازن

ترجمہ

تفسیر

خازن

ترجمہ

تفسیر

ہوا ہے اور ستارہ رہنا ایک شیف کا کہ اوس میں کڑوڑا من پانی موجود ہے مطلق رہنا
 دھیان زمین و آسمان کی دلیل صریح اور تدبیر ایک قیوم کے ہے کہ نہ بمقتضائے طبع ہوا
 کے اوسکو اوپر جانے دیتا ہو اور نہ بمقتضائے طبع پانی کے اوسکو نیچے آنے دیتا ہے اور
 دونوں کو طبع مقتضائے سے بند کر کے اپنے زیر حکم رکھتا ہے اور اگر اوج مدبرہ تک
 کارخانہ کے مختلف ہوتی تو ہر ایک چاہتا کہ میں اپنے ابر کو اس مکان میں استادہ کروں
 تاکہ میرا بر نہ بر سے اور دوسرے کا بر سے بس خلل عظیم اس کارخانہ میں راہ پاتا اور جو
 رحمت کی اس کارخانہ میں اظہر من الشمس ہے اب یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں
 بروایت اسماء بنت یزید بن لکھن الضاریہ چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ بھی
 بیان کرتی ہیں وارو ہے کہ ائمہ عظمیٰ قرآن مجید کی ان ہی دو آیتوں میں ہے وَ
 اَلْهٰکُمُ اللّٰهُ وَاٰجِدُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ اَلْکَیْنُ اَلْکَیْنُ اَلْکَیْنُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ
 اَلْحٰی اَلْقَیُّوْمُ اور نیز ویلی النس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
 تھے کہ جن کی سرکشیوں کے واسطے اس سے زیادہ کوئی شے نہیں ہے کہ سورہ بقرہ میں ہے
 وَ اَلْهٰکُمُ اللّٰهُ وَاٰجِدُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ اَلْکَیْنُ اَلْکَیْنُ اَلْکَیْنُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ
 کرتے ہیں کہ چند آیتیں ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکی برکت سے آسیب اور جن اور جنوں کو
 دفع کرتا ہے جو کوئی ہر روز اسکو پڑھے تو جو کچھ اس قسم سے ہو بالکل دور ہو جاوے اور وہ
 یہہ آیات ہیں وَ اَلْهٰکُمُ اللّٰهُ وَاٰجِدُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ اَلْکَیْنُ اَلْکَیْنُ اَلْکَیْنُ اَلَا اللّٰهُ اَلَا هُوَ
 اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مَحْشٰوْمِ اور آخر سورہ حشر اور نیز کہتے ہیں کہ
 عجاوین ہو چکی ہے کہ یہ آیات گوشہ ہائے عرش پر مکتوب ہیں اور نیز فرماتے تھے کہ ان
 آیات کو لکھ کر اپنے اطفال کو دین تاکہ خوف سے امان میں رہیں مناسبت ان آیات
 کی ان مطالب کی واسطے کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ چنانچہ خواص ان آیات میں
 میں تجس مناسبت کے خواص میں درکار ہوتی ہیں اور باوجود اسکے کہہ سکتے ہیں
 کہ ائمہ عظم عبارت ہے ایک شان شیون الہی سے کہ عموم اور اطلاق اسکا ہر گز غم
 اور اطلاق ذات مقدس کے ہو اور اس قسم کے شیون بہت ہیں اور جو عارف

پس اس آیت میں اسے ثبوت وحدانیت معبود کے انہیں اٹھ چیز کو یاد فرمایا گیا ایسا ارشاد فرمایا
ہے کہ اگر تم دوسری کی تعظیم اس سبب کرتے ہو کہ اسکی مکان میں بہتے ہو پس آسمان
اور زمین میرا ہے اور مجھ تمام مکانات کا انہیں دو مکان کی طرف ہے پس اس وجہ سے
غایت تعظیم میری واسطے منحصر ہے اور ایسے ہی زمانہ کہ عبارت شب و روز سے ہی چہرہ سے ہے
اور جو کوئی کہ زمانہ کو اپنے ساتھ نسبت دیتا ہے اور نام سے سنی کرتا ہے روز کا لکھ اور روز بالوز
روز ہولی دوالی وغیرہ پس یہ سب داخل روز و شب میں ہیں اور وہ مجھ سے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس
انتہا تمہاری معاش کا ان تین چیزوں میں ایک چیز ہے تجارت کہ عمدہ تجارت دریا اور جہاز کے بحر
اور سی واسطے مقام عمرگی تاجر میں مثل لاتے ہیں کہ فلانا مال کے جہاز روانہ کرتا ہے اور اس سفر پر
خطر میں فریق اور نگہبان میرے ہی غایت ہے اور جہاز اور کشتی فقط میرے الہام غیبی سے
بنی ہیں بخلاف اور ترکیات کے جیسے ہل وغیرہ کہ آدم نے اپنے فکر سے استخراج کئے ہیں اور
کھیتی کہ بنا اسکی فقط پیہنہ پر ہے اور وہ فقط ارادہ قدرت میرے میں ہے اور پرورش کئے
اور کثرت نسل اور دودہ و صوف و پشم و پوست اور حیوانات کے بقا اور زندگی محض اثر میری
قدرت کا ہے کہ یکو موت حیوانات میں داخل نہیں ہے اور اگر جموں کے بیمار ہونے اور اچھے
ہونے میں محنت کچھ معبود کے ہوتی ہو اور اس سبب سے خوش آمد کرتے ہو ہوا کا چلانا اور بدو
بیمار اور اچھا کرنا محض میرا کام ہے اگر ہزاروں طبیب جمع ہوں اور لاکھوں دوائیں خرچ
کریں تو بگڑتی ہوئی طبیعتوں کو اپنے موافق نہیں کر سکتی اور ہوائے ہر موسم کو موافق
اوس موسم یا دباؤں کو ہرگز دھڑ نہیں کر سکتے اور اگر جنوں اور شیاطین سے کہ عبارت و دیوار
پری سے ہے ڈر کر انہوں خاؤن پاس التجا کرتے ہو پس اسکی انتہا ہی میرے ساتھ ہے
کہ اہل عمل شیاطین اور جن کا مادہ ہوا ہے اور اگر تماشائے عجائب غرائب کو دیکھتے ہو پس
اگر ہزار حیلہ باز جمع ہوں اور دس ہزار طلسم ظاہر کریں ایک غل عادی ستم میری کو
حکایت نہیں کر سکیں کہ بیماری بیماری ابرو کو معہ کر ڈیا من پانی کے بے حیلہ اور
صفت اور بے اعتماد کسی چیز کے آسمان و زمین کے درمیان مخلوق رکھتا ہوں اور
اوس میں سے ہرگز ایک قطرہ بھی نہیں گرتا جب تک میں حکم نہ کروں اور چونکہ ہر نعمت

ترجمہ تفسیر غزیری
کی طرف توجہ رکھو
کہ یہ جگہ کی بات
مگر وہ لوگ سب لکھتے
ہیں کہ
کے دور اور ان کا
دست دودہ
اور دودہ سے ہوا
کامیاب لادہ و تمام
میں پانی نعمت اور
تو پر شاد کہم را پادہ
دین کی بدی لکھا
اور لکھا کہ ہوا
شکر بخدا علیکم
ایضا و ترکیات
یعنی لکھا کہ
لکھا کہ و ترکیات
ماتہ نگو و انھا
جہا و جہا و جہا
اسے سنانا
ترجمہ تفسیر غزیری

نعمت کو پہچانتے ہیں مگر سچیدہ ایک گروہ ہے کہ راہ کمال گراہی ہیں اور جزا و معیت سے گزرتے ہیں میں دُورِ اللہ سوائے اللہ کے کہ منعم حقیقی اور محبوب بالذات ہوتا ہے اوس کے دروز عالم میں نہیں ہے اَنَدَا ہمسرخدا کے حالانکہ اسقدر دلائل ظاہر و خوار و کواوسکے برابر ہونے سے منع کرتے ہیں اگرچہ ایک آدمی ہو چہ جائے یہ کہ تمام گروہ پیرا ہمسری پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ ہر چیز کو برابر خدا کے کرتے ہیں عجبو تھو تھو کتب اللہ یعنی اُن کو دوست رکھتے ہیں مثل اوس دوستی کے کہ خدا کے ساتھ رکھنی چاہیے ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بالذات اور بالا صالۃ دوست رکھنا چاہیے اور جو چیز کہ اوسکے علاوہ یا اوسکے کی وجہ سے محبوب ہے جیسے انبیاء اور اولیاء و صلحا یا اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ کے کرنے سے وسیلہ حاجت روائی کا یہ آدمی ہوا جیسے مال اور اولاد اور وطن و خانہ وغیرہ کے اور یہ لوگ بے سمجھ علاقہ محبت بالذات اور اصالۃ اُن لوگوں سے رکھتے ہیں بعض اُن میں سے بسبب سفالت طبع اور زالت نفس کے اُن کو محبت خدا کے برابر کرین جیسے عورتیں اور اولاد اور یار دوست اور رئیس میر بادشاہ اور دلیل برابری محبت کی یہ ہے کہ جو بوقت مرضی ان اشخاص کی مرضی خدا کے ساتھ یا التزام طریقہ آباد و اجداد اور اطاعت رئیسوں اور بادشاہوں اور امیروں کے مخالف شریعت کے پڑے وہ مترود ہوتی ہیں اور حیرت میں پڑتے ہیں کہ ہلکویا کرنا چاہیے ان کو رضی رکھنا چاہیے یا اللہ تعالیٰ کو اور بعض اُن میں سے غیر جنس اپنے کو مثلاً روپیہ مال برباب جانور وں کو خدا کے برابر کرتے ہیں اور توجہ خاطر اور مہربانی اور خبر گیری اُنکی اور انتہام بحال اور فکر پردخت اور تکثیر اوس کے میں اس قدر غرقا ب میں کہ خدا سے غافل ہو جاتے ہیں اور اوقات عبادت کو برباد دیتے ہیں اور بعضے اُن میں سے ارواح مبرہہ اور ملائکہ موکلہ مخلوقات کو یا ارواح انبیاء اور اولیاء اور عباد اور زما و علماء کو بلا ملاحظہ علاقہ بندگی کے محبوبیت اوسکی کو بالا برابر محبت اللہ تعالیٰ کے کرتے ہیں اور نذرین اور قربانیاں اُن کے نام کرتے ہیں اور احکام اُن کے کو بے تامل برابر روحی ناطق الہی کے شمار کرتے ہیں بلکہ بعضے اُن میں سے ایسی صورتوں اور شکلوں کے ساتھ اور اذیتے قبور اور معابد اور ساکن

اور ناسخہ کی

بسم الله الرحمن الرحيم

استغفر الله

وَالضَّالُّونَ

مع الصلوة

المعروف

لائے ہوئے ایمان

سابقہ

میں کوئی چیز نہیں ہے۔

۱۰۸

اور ان کے لئے

کے بننے کی

۹. حضرت علیؓ میں

جی

چانور (مرد)

سابقہ

کے لئے

بجواب خفیں

اور

سید الشہداء علیہ السلام

عبد الوهاب بن

اور

کے ساتھ وہ افعال کرتے ہیں جو کہ مسجد میں اور خانہ کعبہ میں کرنی چاہئیں کہ ستر زمین پر رہنا اور
 گزرا کر نہ پھرنا اور دست بستہ بصورت استقبال نماز میں کھڑا رہنا حالانکہ یہ محبت اونی متفقہ
 ایمان بخدا اور خدا کے واسطے نہیں ہے تاکہ خدا کے نزدیک مفید ہو اور اسکی رضا مندی میں
 کام آوے اس واسطے کہ یہ محبت حدیث مخلوق سے گزر گئے اور ایمان میں لازم ہے کہ محبت
 مخلوق اور خالق میں فرق کرے وَلَئِذِیْنَ اٰهْتَفٰی اور جو شخص کہ ایمان لائے ہیں اگرچہ
 بعض ان چیزوں کو خدا کے واسطے اور اس کے حکم سے محبوب رکھتے ہیں اور
 واسطے وصول نعمت اونی کے سمجھتے ہیں اور بندہ کو مطیع جانتے ہیں لیکن نہ اس قدر کہ
 خدا کے برابر گردین بلکہ وہ اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہ یعنی بہت سخت اور محکم تر دوستی خدا میں ہیں
 اور نیز ان چیزوں سے اس واسطے کہ خدا تعالیٰ کو بالاصالت دوست رکھتے ہیں اور ان
 چیزوں کو اس قدر کہ کھانا ہر محبت الہی اور باندازہ حکم اللہ تعالیٰ کے دوست رکھتے ہیں
 اور جب کوئی سبب ان میں محبت الہی کا نہیں پاتے ان کی محبت ان چیزوں سے
 عداوت و بغض کے ساتھ بدل ہو جاتے ہے اور نیز ہر چیز کو مخصوص ساتھ ذات الہی کے
 اور فائض اوس غائب سے سمجھتے ہیں اور و سائل کو اول سبب نہیں جانتے اور اگر سبب
 جانتے ہیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کو جانتے ہیں جیسے قلم دوات سیاہی کا خدا اور تصدق
 و خدمتگار و جو بدار و داروغہ خزانہ اور حامل پر گنہ عطا ہے پر و انبیا و شاہی اور نیز نسبت
 محبت اوس گروہ کی برابر کرتے ہیں اس واسطے کہ یہ گروہ دوستی بے استحقاق کے
 ان چیزوں سے رکھتے ہیں اور دوستی اہل ایمان کی خدا کے ساتھ بسبب استحقاق
 ذاتی کے ہے اور جو چیز کہ بسبب استحقاق کے ہو سخت تر اور مضبوط تر ہوتی ہے
 اوس چیز سے کہ بے استحقاق ہو اور نیز دوستی اہل ایمان کی خدا کے ساتھ دائمی
 اور باقی ہے اور دوستی اوس گروہ کی ان چیزوں کے ساتھ زائل اور فانی
 اس واسطے کہ کافر عذاب دیکھ کر ان چیزوں سے ہزار ہوں گے اور بجائے لغوہ
 محبت کے تبرا کرین گے چنانچہ غقریب آتا ہے اور نیز دوستی اہل ایمان کے
 خدا کے ساتھ راحت اور شدت اور بیماری و تندرستی اور شادی اور غم اور لذت

مختص القرآن
 انسانی ملک اختیار
 لیکن نہ شغور
 اور نہ کدو
 کیا نہ خدا تعالیٰ کی را
 میں لاؤں گا و کہ
 اس راہ میں دنیا کے
 پانچ سو شخص تھی
 ہو کہ نہ کہ شے ہیں
 یعنی نہ کہ نہ کہ
 کہ نہیں بلکہ ہیں
 اس میں پیکر
 نہیں اور نہیں
 کہ نہ کی زندگی
 کی ہے نہ ہی
 میں تھی - و
 نہ کہ نہ تھی
 الخوف و الخج و
 نفس میں لاؤں
 و کہ کہ کہ کہ
 اور نہ کہ نہ تھی
 یہ نہ کہ نہ تھی

اور اہل میں برابر ہوتی ہے اور دوستی جاہلون کی اول جنہوں کے ساتھ اگر نقصان اور قباحت
دیکھیں تو دشمنی سے بدل ہو جاتی ہے اور نفرت کرنے لگتے ہیں اور جو وقت کہ معبودوں اور
مشکل کشایوں سے ناامید ہو جاتے ہیں تو انہی طرف سے موخہ بھیر لیتے ہیں اور خدا کی
طرف متوجہ ہو جاتے ہیں جیسا کہ آیت **فَاِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰیِ الْفَلَآكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُمُ الْاٰلٰتِ**
مِنْ حَکٰیثِ اٰنْہٰی حَالِ کے مذکور ہے اور آیت **یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْ اٰخِیْرِهِ وَاُولٰٓئِہِ**
اَرَبِیْہِ میں مرقوم ہے اب ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ محبت خدا کی کامیابی میں علمائے ظاہر
کہتے ہیں کہ محبت ایک نوع ہی خواہش سے اور خواہش ایسی چیز کے ساتھ متعلق ہوتی
ہے کہ جس کا ہونا نہ ہونا عقل کے نزدیک تحمل ہو اور ذات و صفات باری تعالیٰ کی چونکہ
و جب الوجود میں تعلق محبت ذات اور صفات اللہ تعالیٰ کے ساتھ معقول نہیں پس
میں محبت اللہ تعالیٰ کے یہ ہیں کہ عبادت اور اس کے طاعت کو دوست رکھے یا ثواب اور
رضا مندی کو دوست رکھے اور اہل سلوک اور محبت کہتے ہیں کہ کمال محبت کا ذات کے
ساتھ ہے اور محبت نام میل دل کا ہے خواہ کسی غرض پر موقوف ہو یا نہ ہو اس واسطے
کہ اگر محبت میں غرض ضرور ہو اور ہر چیز کو دوسری چیز کے واسطے دوست رکھے تو دور
درت سلسل لازم آتا ہے اور جو وقت کہ ہم اپنے حال سے بسبب وجدان اور تجربہ کے
ریافت کرتے ہیں کہ بعض اوقات مرد عالم کو فقط اس کے علم کے باعث بدون توقع غرض کے
دوست رکھتے ہیں اور ایسے ہی مرد شجاع کو فقط اس کی ہیادری کے باعث اور زاہد
و ادب کے زہد کے سبب پس ذات اقدس الہی کو کہ جامع ہر کمال ہے اور ہر کمال ذاتی
ہے کیونکہ دوست درکھیں اور جس قدر کہ باوجود اس کے زیادہ کیجا وسے اور علالت
درت اور اس کی حکمت کے زیادہ نظر میں آویں اور اس کی نعمت اور احسان کو اپنے
اور تمام مخلوقات پر زیادہ ملاحظہ کیا جاوے تو محبت ترقی اور تضاعف قبول کرتی
ہے یہاں تک کہ غلبہ محبت کا دل پر غالب آجاوے اور التفات بغیر خدا نہ رہے اور غلط
نس سے فنا حاصل ہو جاوے اور علامت محبت الہی کی یہ ہے کہ حجتان اور محبوبان خدا
دوست کھو اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی رکھے اور گناہ کے گزرنہ پہرے اور عبادت

سگودہ ڈھبے دین کے
 دشمنوں کے لئے
 کا اور جو کہ ہے حال
 میں اور علی کے وقت
 اور نقصان کا کا
 خالی کی راہ میں پنج
 کر سنے کے راہ میں
 جاننے کے وقت اور نقصان
 باطل کا ہے یہ ہے
 اور ایسے مار سبھا
 اور چھاپے کی
 اور بیاری اور نقصان
 یوں کے کا وقت افغانی
 و سادی سے پا چلیں
 کار نہا ہے جو وہ ہو
 میں لکے بن میں
 ایسی باتوں میں اور
 ہے تو معلوم ہو جو کہ
 شخص ایسی چیزوں
 میں مذہب کی کی رضا
 پر راضی ہے اور

کہ محبت بندہ اور ہے اور محبت خدا اور اور اگر حال محبت اون لوگوں کا کہ مخلوقات کو خدا کا
ہمسفر کرتے ہیں اور محبت کے باب میں خدا کے برابر کرتے ہیں بخوبی ملاحظہ کیا جاوے تو اکتب
معلوم ہو جاوے گا کہ محبت اون کی مبنی اور پر غرض منقاع اور استمداد کے ہے اگرچہ قابل
ہیں محبت کے وہی ذات پاک ہے نہ مخلوقات لیکن اس گروہ کی بنیائی پر پردہ مضبوط
پڑ گیا ہے اور غیر اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو حلیم اور بڑبار سمجھتے ہیں
اور اوس کے غیرت اور شدت عذاب سے ہنسن ڈرتے و کوفی ادا کر جانتے ہو
الَّذِينَ ظَلَمُوا اَمْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يَرُؤْنَ اَنْذَرْنَاهُمْ اَنْ يَكُونَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
اور قربانیان غیر کے واسطے کرتے ہو اور اونچی عبادت اور طاعت اور محبت کرتے
ہو مَذْيُوقُونَ الْعَذَابَ اِلٰهِي جَوْق دیکھیں گے عذاب الہی کو دنیا میں سبب
بیمار ہونے یا مصیبت آنے یا فقر و فاقہ کے اور اوس وقت امیدوار مدد کے ہونگے
اور چاہیں گے کہ ہکو اس عذاب سے راکرین اور وہ بہر امید پوری نہ کر سکیں گے
اِنَّ الْفِتْنَةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا لِّعَنَ اس مضمون کو کہ قوت اور قدرت محض خدا کے ہی
واسطے ہے تمام اور میں کوئی چیز مال و فرزند و یار و دوست اور بادشاہ
امیر و وزیر یا غیر اور فرشتہ اور پری بدون اوس کے حکم کے مدد نہیں کر سکتے اور اگر
بالفرض اون کو خدا کے برابر قوت بھی ہوتی تب بھی خدا کے برابر بنانا ہرگز روا نہ تھا
اس واسطے کہ خدا کے تعالیٰ کو برابر کرنے مخلوق سے غیرت آتی ہے اور غضب
آتا ہے وَاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ تحقیق عذاب خدا کا سخت ہے بہتہ
ہمسردن خدا سے دست بردار ہوتے ہیں بلکہ بیزار ہوتے ہیں لیکن وہ ان دونوں
مضمون کو کیا اوس وقت نہیں جانتے تھے بلکہ عذاب الہی کو بسبب ناخوشی ہمسردن اور
چشم ثانی اون کے کہ ادا سے نذر دین اور قربانیوں اور عبادت میں قصور کیا تھا
حل کرتے ہیں اور زیادہ تر رضامندی اور خوشامی میں کوشش کرتے ہیں مگر ان
اوس وقت جان جائینگے کہ اُنکو فائدہ ہوگا اِذْ تَبَرَّكُمُ الَّذِيْنَ اَتَّبَعُوْا لِيُخْرِجَكُم مِّنْ اَرْضِكُمْ
اون کے کہے ہوئے سے بیزار ہو جائیں گے جیسا کہ گمراہی کی پیٹھا اور رئیس اور

اور مفت ہے اور بھی
لوگ بڑھاپے ہوئیں
جو خدا تعالیٰ ان سے
خوش ہے **فالحمد**
معاذ اللہ وہ دو بہادر
ہیں جس کے شہر میں
بہتر سے بہتر ہو گا
یعنی ان کے قانون پر
کامیابی طوفان متحرک
اور پھرتے ان دونوں
کی جگہ پر یوں کہ نہ
بہت غلط فہمی
متحرک نہیں۔ وہ جہاں
لوگوں نے ان پر بار
پر بہت مکر خبیث
سلمان ہوئے لوگ
تو کچھ کشیدہ ان پر
کا طوفان بھی دم کرنی
ہے۔ اس واسطے کہ
انہی کہتے رہا
دور کرد۔ اور

اور کلم بے دین اور شیطان و وسوسہ الخ و لے من الذین ابغوا یعنی اولیٰ اویسون سے کہ اوہی
 تابعداری کے باعث کفر میں پڑے تھے اور وہ لوگ دنیا میں بھوٹے وعدے اپنی گرم بازو
 کے دھڑکتے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ آخرت میں تم کوئی نقصان ہو تو وہ ہمارے ذمہ ہے
 اوس وقت کنارہ کرین گے اور کہیں گے کہ ہم ان سے وقف نہیں ہیں اور ہم نے ان کو
 کفر کا مشورہ نہیں دیا تھا کہ عذاب اور کفار ہم پر لازم نہ آوے لیکن یہ بہتر کہنا اور کہنا
 کہنا کچھ فائدہ نہ دیکھا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب اون کے گمراہ کرنے اور پہچانے
 پر مطلع ہے اور ان کو جہل نہ چھوڑے گا بلکہ اپنے سزا پائین گے و کافوا العذاب اور عذاب
 جانب گمراہ کرنے سے دیکھیں اور نیز و تقطعت یہفہ الا سبب متقطع ہو جاوین گے
 تمام اسباب تابعیت اور متبعیت کا اور قربت اور دوستی کا اور انکار اور تبرا اور گریز کا
 اور تمام عہد و پیمان کہ دنیا میں باندھتے تھے اور حسب تابعدار اور پیرو دیکھیں گے کہ ہمارے
 بہکانے والے ہمارے مددگار ہی سے کنارہ کرتے ہیں اوس وقت جان جائیں گے کہ خدا
 کا ہمسرنا محض خطا تھا اور قدرت و قوت فقط خدا ہی کے واسطے ہر ہر چیز میں ہماری مدد
 کرتے تھے اور ہم سب گریز نہیں کرتے تھے اور نیز جان جائیں گے کہ حق تعالیٰ ہر جہد جہلم اور
 بردباری لیکن غیرت والا ہے اور اثر غیرت اوس کی کاشت عذاب ہے کہ ہمارے
 بہکانے والے اوس سے ایسا ڈر کر اپنے کو ہم سے بچاتے ہیں لیکن اوس وقت میں
 ان دونوں باتوں کا جاننا مفید نہ ہوگا اور ناچار ہو کر کف افسوس ملین گے و قتال
 الذین ابغوا اور کہیں وہ لوگ کہ پیروی کی ہے اوہوں نے بہکانے والوں کے
 کہ اوہی سبب سے کفر میں مبتلا ہو رہے تھے اور خدا کا اون کو ہمسرنا یا تھا جب دیکھیں گے
 کہ یہ بہکانے والے ہم سے تبریٰ کرتے ہیں اور اوہی تبریٰ اون کو مفید نہیں ہے
 اور فرہ گمراہی کا دیکھا اور خوب چکھا پس معلوم ہوا کہ دنیا میں تبریٰ سے فائدہ ہے
 یہ جہنم میں اور وہ اب ہاتھ نہیں آتا ہے کو ان لکنا لکنا کہ کاش ہم چلے جائیں واپس
 دنیا میں کہ ہم اون سے گمراہ کرنا کبدا لیں فتنہ بدھ کما تبین مننا کہ ہم اون سے
 ایسے ہی انیرا ہون گے جیسے کہ وہ ہم سے اب انیرا ہوئے ہیں اور وہ ہم انیرا ہی اوہی

اور کلم بے دین اور شیطان و وسوسہ الخ و لے من الذین ابغوا یعنی اولیٰ اویسون سے کہ اوہی
 تابعداری کے باعث کفر میں پڑے تھے اور وہ لوگ دنیا میں بھوٹے وعدے اپنی گرم بازو
 کے دھڑکتے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ آخرت میں تم کوئی نقصان ہو تو وہ ہمارے ذمہ ہے
 اوس وقت کنارہ کرین گے اور کہیں گے کہ ہم ان سے وقف نہیں ہیں اور ہم نے ان کو
 کفر کا مشورہ نہیں دیا تھا کہ عذاب اور کفار ہم پر لازم نہ آوے لیکن یہ بہتر کہنا اور کہنا
 کہنا کچھ فائدہ نہ دیکھا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب اون کے گمراہ کرنے اور پہچانے
 پر مطلع ہے اور ان کو جہل نہ چھوڑے گا بلکہ اپنے سزا پائین گے و کافوا العذاب اور عذاب
 جانب گمراہ کرنے سے دیکھیں اور نیز و تقطعت یہفہ الا سبب متقطع ہو جاوین گے
 تمام اسباب تابعیت اور متبعیت کا اور قربت اور دوستی کا اور انکار اور تبرا اور گریز کا
 اور تمام عہد و پیمان کہ دنیا میں باندھتے تھے اور حسب تابعدار اور پیرو دیکھیں گے کہ ہمارے
 بہکانے والے ہمارے مددگار ہی سے کنارہ کرتے ہیں اوس وقت جان جائیں گے کہ خدا
 کا ہمسرنا محض خطا تھا اور قدرت و قوت فقط خدا ہی کے واسطے ہر ہر چیز میں ہماری مدد
 کرتے تھے اور ہم سب گریز نہیں کرتے تھے اور نیز جان جائیں گے کہ حق تعالیٰ ہر جہد جہلم اور
 بردباری لیکن غیرت والا ہے اور اثر غیرت اوس کی کاشت عذاب ہے کہ ہمارے
 بہکانے والے اوس سے ایسا ڈر کر اپنے کو ہم سے بچاتے ہیں لیکن اوس وقت میں
 ان دونوں باتوں کا جاننا مفید نہ ہوگا اور ناچار ہو کر کف افسوس ملین گے و قتال
 الذین ابغوا اور کہیں وہ لوگ کہ پیروی کی ہے اوہوں نے بہکانے والوں کے
 کہ اوہی سبب سے کفر میں مبتلا ہو رہے تھے اور خدا کا اون کو ہمسرنا یا تھا جب دیکھیں گے
 کہ یہ بہکانے والے ہم سے تبریٰ کرتے ہیں اور اوہی تبریٰ اون کو مفید نہیں ہے
 اور فرہ گمراہی کا دیکھا اور خوب چکھا پس معلوم ہوا کہ دنیا میں تبریٰ سے فائدہ ہے
 یہ جہنم میں اور وہ اب ہاتھ نہیں آتا ہے کو ان لکنا لکنا کہ کاش ہم چلے جائیں واپس
 دنیا میں کہ ہم اون سے گمراہ کرنا کبدا لیں فتنہ بدھ کما تبین مننا کہ ہم اون سے
 ایسے ہی انیرا ہون گے جیسے کہ وہ ہم سے اب انیرا ہوئے ہیں اور وہ ہم انیرا ہی اوہی

سواہی حسرت و نوس کے کچھ نہ ہو گئے لیکن یہی ایک حسرت اور پرتو کی بلکہ گذر لک
 یٰرَبِّهِمْ اَللّٰهُ اَعْمَا اَلَهُمْ حَسْرَاتٍ عَلَیْهِمْ دِکھاوے گا اور ان کو اللہ تعالیٰ بہت سی حسرتیں
 اس طرح پر کہ صرف دل ہی میں حسرت نہ ہوگی بلکہ اس کا اثر ظاہر میں متحقق ہوگا یعنی اون کی
 صدقات اور عبادات سب رانجان جائیں گی اور کچھ بکار آمد نہ ہوگی اور اون کی اعمال کفر یعنی
 غیر خدا کا پوچھا اور اون کے نام کی قربانیاں اور سنتیں موجب غصہ و عتاب الہی کا ہو کر موجب عتاب
 عذاب کا اور پھر وہ بھی اون کو مصرت اور تکلیف پہنچی گی اور یہ سب ترس اور اون کی تمام
 نہون کی کیونکہ یہ موقوف ہونے عذاب کے حسرت زائل ہونے پر ہوگی اور عذاب جب موقوف ہو
 کہ جب وہ دوزخ سے نکلیں وَمَا هُمْ بِمُخْرَجِیْنَ مِنَ النَّارِ اور وہ دوزخ سے
 کہیں نہ نکلیں گے اور قاعدہ عربی کا یہ ہے کہ مسند الیہ جب مقدم ہوتا ہے تو فائدہ حصر
 دیتا ہے یعنی یہہ کا فر کہیں دوزخ سے نہ نکلیں گے باقی سب گناہگار جو ایمان
 والے ہیں شفاعت کی وجہ سے یا چندے دوزخ میں رہ کر نکلیں گے اور جب
 کہ گمراہ ہوں اور گمراہ کرنے والوں کو سوا سے حسرت کے اور کچھ حاصل نہ ہو اتو
 یٰۤاٰیَّتْهَا النَّاسُ اَلَمْ یَاکُوْا حِزْبًا مِّنْکُمْ مَّنْ کَانَ عَلٰی شَرِّ دَلٰلٍ سبب
 تا بعد اری اپنے پیشواؤں کے حرام نہ کروا لئے کہ یہہ تا بعد اری بھی ایک نوع کی
 ہمسری خدا سے ہے مثلاً یہودیوں نے بعض اشیاء کو کہ اون کی شریعت منسوخ
 میں حرام تھیں جیسے دودھ اور اونٹ کا گوشت اور تیرہی ونبہ کی اور جانور ناخن
 جیسے کوتر اور شتر مرغ اب بھی حرام ہے کہ یہہ ہے اور کہہ کی مشرک لوگ بھیرہ کو یعنی اونٹنی
 کا دودھ روک رکھتے ہیں اور وکیل یعنی وہ بکری کہ ساتھ دفعہ بچہ دے چکی ہو اور
 آٹھویں دفعہ نروا وہ ایک دفعہ جنے اور سائبہ یعنی جبہ ووجہ نہ لاوین اور حرام کو
 یعنی وہ اونٹ کہ دس دفعہ بچہ جو اچکا ہو حرام سمجھتے ہیں اور منود گاے اور
 بہنیں کے گوشت کو اور بعض عرب کے قبیلے جیسے بو ثقیف اور بنو عامر بن صعصعہ
 و خراہہ بنو مرہج بھی اور پیر کو اور بعضی عابد سلمان ٹھنڈی پانی اور لہند کھانے کو اور
 بعض جاہل اپنے اور اپنے عزیزوں کی بیماری میں نذرانہ تہن کہ فلا فی چیز ہم نہیں

اور ان سے سب کچھ
 جلتے والے اور دوزخ
 بند کا مومن کا بیان
 الذین یحکمون ما
 انزلنا من الذلالت
 والھدی من جہنم
 ما یلقون الذلالت
 الذلالت الذلالت
 اللہ یلعنہم
 اللعنون ما یلعن
 وہ لوگ ہیں اللہ اور
 کسے اور دشمنی کر
 چیت ہیں اس چیز
 کو بچنے کو بھیجی ہے
 نشانیاں روشن اور
 راہ دکھانا اور ہدایت
 میں یعنی نشانیاں
 اور نئی آخری زمانہ
 کے پیغمبر کے سوا
 چیت ہیں اور
 جو بچے ایمان ہیں

برباد ہو جاوے گا اگر کوئی کہے کہ شیطان سواے ان امور کے اور کچھ بھی یعنی امر نیک کے لئے جیسے کہ ایک بزرگ سے منقول ہے کہ ادا کو شیطان صبح کی نماز کے وسطے ہمیشہ جگایا کرتا تھا اس لئے کہ ایک دفعہ ادا سے نماز صبح کی فوت ہو گئی اور انہوں نے اس قدر گریہ و زاری کی کہ اللہ تعالیٰ کو اوسپر رحم آیا اور ثواب دو چندا دیا نماز سے عتاب کیا اسکا جواب یہ ہے کہ شیطان اپنی ہر امر و بدی میں مقصود بدی رکھتا ہے اگرچہ ضمن بدی میں نیکی مثلاً کبھی ایک چیز سے کہ وہ بہت بہتر ہے طرف ایک چیز کے کہ وہ اوسے کچھ کم ہی بہتر ہے تاکہ آہستہ آہستہ اپنا تابعدار کر لے اور ہر بالکل امر بد میں مصروف کرے اور کسی ایک چیز نیک سے کہ آسانی سے حاصل ہو طرف چیز نیک زیادہ کے کہ وہ مشکل ہے کہینچتا ہے تاکہ بسبب زیادتی مشقت کے اوس سے نفرت ہو جاوے اور اوس پہلے نیک کام سے بھی محروم رہ جاوے اور کبھی بخوف حاصل ہونے ثواب عظیم کے ایک کام سے دوسرے کام میں کہ اوس قدر ثواب نہیں رکھتا اگرچہ نیک ہے مصروف کرتا ہے جیسے قصہ مقصود شیطان کا محروم رکھنا ثواب سے تھا ادا سے نماز باجمہ جس آدمی نے قرآن شریف کو یہاں تک سنا ہے یقیناً جانتا ہے کہ شیطان ملعون درگاہ خدا تعالیٰ ہے اور اوسپر رحمت خدا نہیں ہے اور دشمنی اوس کی اولاد حضرت آدم سے موروثی ہے اور خلقت کے بہکانے پر کمر بستہ ہے اور ظاہر ہے کہ جو امر ملعون ہے تو حال مامور اور اوسکے تابعدار کیا گیا ہوگا اور نیز جب امر دشمن موروثی ہو تو مامور کو کیا فرماوے گا ہر چند درود میں آیت کا منع کرنا تحریم کا حلال سے ہے لیکن اون دو قید سے سمجھا جاتا ہے کہ کہا میں احتیاط چاہیئے تاکہ حلال پاک ہو اور جو چیز کہ حلال ہو جیسے کہ مردار و خون اور شراب اور سویر اور زور و زور دزدے نجاست کھانے والے یا حلال ہو لیکن بسبب تعلق حق غیر کے پاک ہو جیسے ملک غیر بدون اوسکی اجازت کے مثلاً کسی کے بکری غصب کے ہو۔ ثانی یا طعام بطریق رشوت کے لیا ہو کھانا انکا جائز نہیں ہے ادا میں اسلئے ابن مردویہ ابن عباس رضی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز یہ آیہ مشرفہ آنحضرت صلعم کے پاس پڑھ رہے تھے بعد ابن ابی وقاص رضی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دعا

ہم ہی حرام جانتے ہیں اسلئے کہ باپ دادا ہمارے ہم سے زیادہ عقلمند تھے اگر اس رسم در واج میں نقصان پاتے ہرگز اوپر عمل نہ کرتے اور نیز ہم اگر خلاف اپنے باپ دادا کے کھانے پینے میں بیباکی کریں مطعون خلایق اور خصوصاً اپنی اقارب و قبیلہ کے ہوں اور ہم کو برادری سے خارج کریں اور ہمارے ساتھ نفست و برخواست اور کناح وغیرہ متوف کرین جیسے کہ بسبب انہیں عذروں کے قوم ہنود میں مثلاً اقبال کا تہتہ راجوت وغیرہ رواج و رسم قدیمی سے باہر نہیں ہوتے اور بعض جاہل مسلمان بھی انہیں کے سکھانے سے ترک کناح بیوہ و رسوم باطلہ میں ہی عذر بیان کرتے ہیں اور ابن سحی اور ابن حاتم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں سے یہ کلام ہوئے اور خوبی اسلام سمجھائی اور ترک قبول اسلام میں اس قدر جواب کیا کہ کوئی عذر نہ رہا اور قطع کلام اسپر ہوا کہ رافع بن خارجه اور مالک بن عوف اور دیگر دشمنہ دن نے کہا کہ حقیقت دین تمہارے کی مسلم لیکن بھنے اپنی باپ دادا کو اسپر نہیں پایا وہ ہم سے عقلمند اور بہتر زیادہ تھے پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ارشاد ہوا کہ ان پوچھو آئینے یہ پیروی باپ دادا کی کریں گے ہر حال خواہ صواب پر ہوں یا خطا ہو وَكَانَ اَبَاؤُهُمْ اَوْ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ شَيْئًا مِّنْ شَيْءٍ كَافِرِينَ یعنی پس نمونہ باپ کا ہے کہ لایعقلون شئیئا مین شئیئا سمجھتے کسی چیز کو اچھی بُری میں تمیز نہیں کرتے اور نفم و نقصان میں فرق نہیں کرتے اور دیوانو کو سحر کا شے لے کر زمین و کلا یہتد و ن اور نیز راہ نہیں پاتے سمجھانے اور پیری کی اس واسطے کہ سمجھانے سے وہی شخص سمجھتا ہے کہ فی الجملہ عقل دشوور رکھتا ہو اور لوگو عقل معاد کی بالکل نہیں ہے گو عقل معاش کہتے ہوں اور ظاہر ہے کہ اگر باپ دادا کسی کے دیوانے اور بے عقل ہوئے ہوں ہرگز پیروی اون دیوانوں کی نہ کریں گے پس یہ لوگ کس طرح پیروی باپ دادا کی ہر حال میں اختیار کرتے ہیں اور یہ لوگ عقل معاشی باپ دادا پر فریفتہ ہو کر اون کے افعال و اقوال کا مقدمہ دین میں اتباع کریں تو یہ عین خطا ہے اسلئے کہ عقل معاش کی اور ہے اور فہم دین کا اور ہے باپ دادا اون کے مقدمات دین کو بالکل نہیں سمجھتے تھے

کائنات کے لئے ان کو
نور و ہدایت
ان کے ایک شریک
مذہب و عقیدہ میں
سلطان اور مصلحت
و ان کو علم و کتب
ایک مذہب و عقیدہ
بارے عالم کا کام
یہاں ہے سو کوئی دلیل
اسے اپنی بات پر
بہم حق جانیں
خدا تعالیٰ نے اس کو
میں نشان دہی کی
کی بیان کی کہ ان
فی خلقنا الانسان
و لا اذین و لا اذین
اللیل و النهار و
الظلم و النور و
فی الخیر و البقیع
الناس بی شک پر
کے ہیں تاہن

بلکہ ان مقدمات میں حائسینت سے باہر تھے اور دریافت منفعت اور حضرت اور حسن و قبح کی انکو
 ہرگز حاصل نہ تھے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ وہ بلاشبہ کافر تھے وَهَلْ الَّذِينَ كَفَرُوا
 اور مثال دن لوگوں کی کہ کافر ہو گئے ہیں سمجھو مقدمات میں اور سمجھانے میں کَمَثَلِ الَّذِينَ
 مثال میں جانور کی ہرگز نہ تھی مانند کوی کی آواز بلند کرتا ہے واسطے جمع کرنے یا بھگوانے
 کی نہ ہمارا کہیمہ اور حرف سے کہ نہیں سننا اور ان کو کَلَامًا مَّعًا مگر بلائے کو ویندا اء اور
 فریاد کر نیکو کہ اس کے واسطے بلاتا ہے یا کسی چیز سے ڈراتا ہے اور بیگانے بالکل اسکو اس
 آواز سے نہیں معلوم ہوتا اور جب اپنے تئیں دریافت ہوا تو سننے والوں کو کیسا
 دریافت ہوگا پس یہ سننا بحساب سمجھنے کے سننا نہیں ہے جب اصل دریافت ہوا
 تو منفعت اور حضرت خصوصاً آخرت کے کس طرح دریافت ہوگی اور یہی واسطے کہا
 جاتا ہے کہ تمام کافر خواہ پیشوا خواہ مقلد خواہ باب دادا خواہ لڑکے صغیر
 بزرگ ہیں اور اگر بالفرض اس شنیدین کو سننا اختیار کریں تو انہما سرحق اور لفظ میں
 - بے گونگے ہیں اسو سلی کہ انہما سرحق اور ان کی زبان سے ہوی نہیں سکتا
 درحقیقت صحیح اندھے میں جب انہوں نے حقیقت کو نہ دریافت کیا بیان
 کس طرح کر سکیں گے اور جب سمجھنا فرع احساس ہے اور محسوسات مبادی
 مقولات کی ہیں اور انہوں نے مبادی کو گم کر دیا ہے فَهَلْ كَلَامًا يَحْقِرُونَ
 پس وہ عقل نہیں کہتے ہیں مقدمات دین میں گوجا نوزون کی طرح عقل معاش
 کہتے ہوں اور جب انکو مقدمات دین میں عقل نہ ہوئی پس ابتداء اور نکاحینہ اتباع جائیں
 کا ہوا اس جگہ چند فائدے ہیں اول یہ ہے کہ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خطاب عام ہے مسلمان
 و کافر کو حالانکہ خفیہ و اکثر اہل اصول کے نزدیک فرما طیب فروع دین کے نہیں
 ہو سکتے ہیں اور یہ خطاب خطاب بنو فروع دین ہے جواب اسکا یہ ہے کہ چونکہ کافر
 اہلیت ثواب کی نہیں کہتے ہیں لہذا جو عمل کہ اوپر ثواب مترتب ہو اس کے مخاطب
 نہیں ہو سکتے لیکن مناجات قسم معاملات وعادات سے کہ جکا کرنا اور نہ کرنا برابر
 اور نہ ان کے کرنے پر ثواب و نہ کرنے پر عذاب اسکی ساتھ کافر بھی مخاطب ہو سکتے ہیں

جسکی ایجاد انچا اور
 بے نیت اور بے
 سارے تمام کھا ہے
 اور میں کے پیکار نے
 میں کسی کتاوہ
 اور مضبوطی پھیلائی
 ہے اور بلنے میں
 مات اور دن کے جو
 چپے اور گھستے دھتے
 اپنے اپنے موسم میں
 آتے ہیں اور اس
 شتی کے چنے میں
 جو دریا میں تہی جاتی
 ہے ساتھ اس چنے
 کے جوا یہ پہنچا ہے
 ورس کو سوداگری
 سے پسب نشانیاں
 ہیں خدا تعالیٰ کی قدرت
 سے وَاَنْزَلَ اللَّهُ
 مِنَ السَّمَاءِ مِائِدًا
 مَّا جَاءَكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

دوسرے یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ الفینا وقع ہوا اور سورہ مائدہ اور سورہ لقمان میں لفظ
 وجدنا اسکی کیا وجہ ہے جواب ہل عربیت نے لکھا کہ الفی خواہ مخواہ متعدی بدو مفعول ہوتا
 ہے اور وجد دو معنوں میں مشترک ہے ایک متعدی بمعنی مفعول ہوتا ہے اور دوسرے
 معنوں سے متعدی بدو مفعول پس قرآن میں اول جگہ وہ لفظ کہ صریح معنی متعدی
 بدو مفعول ہے لائے کہ مقصود اس جا وہی معنی ہیں اور آئندہ موقع میں شہرت کے
 لفظ وجدنا پر اکتفا کیا کہ سابق قرینہ معنی مراد کا ہو چکا ہے اور اہل تدقیق نے کہا
 ہے کہ ہر جہد الفی اور وجد حمل معنی میں مشترک ہیں لیکن الفی اکثر معنی مفعول میں متعل
 ہوتا ہے اور وجد اکثر عیان محسوس میں اور چونکہ سابق اس سورہ میں ذکر کیا گیا ہے
 کہ یہ آدمی حقیقت میں تابع شیطان ہیں اور دشمنی اس کے محسوس نہیں ہو لہذا مناسب
 ہوا کہ اس جگہ لفظ الفی متعل ہوا اور سورہ مائدہ میں مذکور ہوئے کہ پہلے جاہل بجاہل اور
 سوائب کو حرام جانتے تھے اور خدا پر انرا کرتے تھے اور یہ دونوں محسوس اور مسموع
 تھے اور سورہ لقمان میں بھی مذکور ہوا ہے کہ بعض آدمی بے دلیل عقلی اور شرعی
 کے مقدمات دین میں مکابرہ کرتے ہیں اور بے شبہ یہ امر ہی محسوس اور مسموع
 ہے لہذا ان دونوں صورتوں میں لفظ وجدنا مناسب ہوا تیسرے یہ ہے کہ اس
 سورہ میں لا یقولون شیئا ارشاد ہوا اور سورہ مائدہ میں ایسی ہی مقام پر لا یقولون شیئا
 یہ ہر فرقہ کی نکتہ برہنی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ نفی کرنا عقل کا نکتہ ہر فرقہ میں
 زیادہ تر ہے بسبب نفی کرنے علم کے ہوا سطرے کہ آدمی باوجود عاقل ہونیکے جاہل
 ہوتا ہے اور بے عقل نہیں ہوتا مگر طفل یا دیوانہ اور جب اس جگہ کا فرون نے
 بل نتیجہ ما وجدنا کھا تو صریح دشمنی اور ہتکبار کیا پس عقل کی نفی انکے پیشواؤں
 سے اس مقام میں مناسب تر ہے اور سورہ مائدہ میں کفار نے فقط اسی قدر حکایت
 کی کہ حسنا ما وجدنا علیہ اباؤنا اور اس عوے کے رد میں نفی علم میں کافی ہو اسلئے
 کہ جہل پر اکتفا نہیں ہو سکتا چوتھے یہ ہے کہ اس آیت میں دو طریق سے
 ابطال تقلید کا اشارہ ہے پہلے یہ کہ مقلد سے پوچھنا چاہیئے کہ توحس کی

مذکورہ بالا آیت میں لفظ الفینا وقع ہوا اور سورہ مائدہ اور سورہ لقمان میں لفظ
 وجدنا اسکی کیا وجہ ہے جواب ہل عربیت نے لکھا کہ الفی خواہ مخواہ متعدی بدو مفعول ہوتا
 ہے اور وجد دو معنوں میں مشترک ہے ایک متعدی بمعنی مفعول ہوتا ہے اور دوسرے
 معنوں سے متعدی بدو مفعول پس قرآن میں اول جگہ وہ لفظ کہ صریح معنی متعدی
 بدو مفعول ہے لائے کہ مقصود اس جا وہی معنی ہیں اور آئندہ موقع میں شہرت کے
 لفظ وجدنا پر اکتفا کیا کہ سابق قرینہ معنی مراد کا ہو چکا ہے اور اہل تدقیق نے کہا
 ہے کہ ہر جہد الفی اور وجد حمل معنی میں مشترک ہیں لیکن الفی اکثر معنی مفعول میں متعل
 ہوتا ہے اور وجد اکثر عیان محسوس میں اور چونکہ سابق اس سورہ میں ذکر کیا گیا ہے
 کہ یہ آدمی حقیقت میں تابع شیطان ہیں اور دشمنی اس کے محسوس نہیں ہو لہذا مناسب
 ہوا کہ اس جگہ لفظ الفی متعل ہوا اور سورہ مائدہ میں مذکور ہوئے کہ پہلے جاہل بجاہل اور
 سوائب کو حرام جانتے تھے اور خدا پر انرا کرتے تھے اور یہ دونوں محسوس اور مسموع
 تھے اور سورہ لقمان میں بھی مذکور ہوا ہے کہ بعض آدمی بے دلیل عقلی اور شرعی
 کے مقدمات دین میں مکابرہ کرتے ہیں اور بے شبہ یہ امر ہی محسوس اور مسموع
 ہے لہذا ان دونوں صورتوں میں لفظ وجدنا مناسب ہوا تیسرے یہ ہے کہ اس
 سورہ میں لا یقولون شیئا ارشاد ہوا اور سورہ مائدہ میں ایسی ہی مقام پر لا یقولون شیئا
 یہ ہر فرقہ کی نکتہ برہنی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ نفی کرنا عقل کا نکتہ ہر فرقہ میں
 زیادہ تر ہے بسبب نفی کرنے علم کے ہوا سطرے کہ آدمی باوجود عاقل ہونیکے جاہل
 ہوتا ہے اور بے عقل نہیں ہوتا مگر طفل یا دیوانہ اور جب اس جگہ کا فرون نے
 بل نتیجہ ما وجدنا کھا تو صریح دشمنی اور ہتکبار کیا پس عقل کی نفی انکے پیشواؤں
 سے اس مقام میں مناسب تر ہے اور سورہ مائدہ میں کفار نے فقط اسی قدر حکایت
 کی کہ حسنا ما وجدنا علیہ اباؤنا اور اس عوے کے رد میں نفی علم میں کافی ہو اسلئے
 کہ جہل پر اکتفا نہیں ہو سکتا چوتھے یہ ہے کہ اس آیت میں دو طریق سے
 ابطال تقلید کا اشارہ ہے پہلے یہ کہ مقلد سے پوچھنا چاہیئے کہ توحس کی

تقلید کرتا ہے وہ قیری نزدیک حق ہے یا نہیں اگر اسکی حق ہونے کو نہیں پہچانتا ہے تو باوجود قتل
مبطل ہونے کی کیوں تقلید کرتا ہے اور اگر حق ہونا پہچانتا ہے تو کس دلیل سے اگر دوسرے کی
تقلید سے تو اسی طرح اس تقلید میں کلام ہوگا اور تسلسل لازم آوے گا اور اگر عقل سے پہچانتا
ہے تو اسکو معرفت حق میں کیوں نہیں صرف کرتا ہے اور عاقلانہ دلیل پر کیوں گوارا کرتا
ہے دوسرے طریق یہ ہے کہ جبکی تو تقلید کرتا ہے اگر اس مسئلہ کو اسنے ہی تقلید سے جانا
ہے تو اور وہ درون برابر ہوئے اسکو کیا ترجیح ہے تاکہ تو تقلید اسکی کرے اور اگر اسنے
دلیل سے جانا ہے تو تقلید اس وقت تمام ہو کہ تو یہی اوسی دلیل سے اس مسئلہ کو جاننے
در نہ تو مخالفت ہوگا نہ مقلد اور حجب تھے اوسی دلیل سے معلوم ہوا تو تقلید ضائع ہوئے۔
پانچویں پہلے کہ سیارہ المین ایسے ہی آیت میں فرمایا ہے فَهَذَا كَيْفَ يَحْضَرُونَ ادر
اس جگہ فرمایا فَهَذَا كَيْفَ يَحْضَرُونَ اس میں کیا فرق ہے اسکا یہ جواب ہے کہ یہ
آیت اس سیارہ میں اون منافقین کے حال میں ہے کہ ایمان لاکر ہر ایمان سے
وہ ہونگے تھے اور رجوع نہیں کر سکتے تھے اور اس جگہ کا فردن کے حال میں کہ اصلاً
ایمان ہی نہیں کرتے اور حرج ایمان کو نہ سمجھتے پس ہر لفظ اپنے اپنے مقام پر چنپاں ہے
اور جب معلوم ہوا کہ کافر جہنم کے دام شیطان میں گرفتار ہیں اصلاً قابلیت فہم خطاب
کی نہیں کہتے اور حیوانات کی مانند عقل معاش بدون عقل معاد کے رکھتے ہیں پس ایسی حالت
میں ہر وی مآ آتہ اللہ اون سے ممکن نہیں ہو سکتی اس واسطے کہ پیروی اس
حالت میں ہو کہ مثل انسان کے اور اک و شعور و فہم رکھتے ہوں اور وہ اس بات میں
بہرے گونگے اندھے ہیں پس سمجھنا چاہیے کہ یَا أَيُّهَا النَّاسُ خطاب عام محض واسطے
الزام حجت اور عذر کے دُر کر کے واسطے ہر مقصود بالذات خطاب ہل ایمان سے ہے
اور یہی ہر خطاب خاص کر کے فرمایا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لے لوگو کہ ایمان لائے ہو اور
حواس عقل تمہاری مقدمات دین میں سالم اور درست ہیں سمجھو کہ مقصود ہے محبت و ایمان
خدا کا یہ نہیں ہے کہ لذت اور بامزہ اشیاء کی کھانے سے پرہیز کرد بلکہ مقصود ایمان
ہے کہ حکمت الہی کو غایت مقصود اس حکمت کا پہچاننا اور جو اشیاء کہ اللہ تعالیٰ

الطمان
چوتھی دلیل میں
میں کے تباہی و تاراج
خدا تعالیٰ کے حکم پر
اسمان اور زمین کے
پہچاننا نشانیاں ہیں
چوتھی دلیل میں
خدا تعالیٰ کی قدرت
کے خفندیوں کے
واسطے جو ہے
وَمِنَ الْآيَاتِ
بِقُدْرَتِهِ مِنْ دُونِ اللَّهِ
الْمَلَأَ آفَاقَهُمْ
حَسْبُ اللَّهِ وَأَوْدِیَ
سے بعض شخص ہے
جو پرانا ہے سولے
خدا تعالیٰ کے شکر
بار کے یعنی وہ تھا
ہے خدا تعالیٰ کے بار
چوتھی دلیل میں
کتاب ہے آن کی ہے
حسب خدا تعالیٰ کی

پارہ اول جزو ہفت

نے کھانے کے واسطے پیدا کیں ہیں مقصود اداں سے کھانا ہے اور مقصود اے محبت کا یہ ہے کہ جو چیز محبوب عطا کرے اسکو تمام خوشی سے استیصال میں لاوے یہاں تک عاشق معشوق کے ہاتھ سے تلخ چیز کو شیرین جان کر کھاتے ہیں پس گُلِ افقِ طِبَّاتِ کَا دُرِّ قَاحِ کَھَاؤْ تم اشیاءِ حلال اور پاک جو کہ چھنے تمہارا رزق کیا ہے اگرچہ لذتِ اَو گران قیمت ہو اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ اشیاءِ لذیذہ کھانے سے گرفتار خطِ نفس کے ہو جائیں گے اور عبادتِ خدا سے باز رہ جاؤ گے تو ایسے تدبیر کرو کہ عینِ حظ نفس میں مشغول عبادتِ رُحُو و اَشْکُرُوْا لِلّٰہِ یعنی خدا کا شکر کرو تم اس واسطے کہ لذیذ نفس چیز کے کھانے سے کہ مرغوب طبع ہو دل سے شکر نکلتا ہے اور اس قسم کا شکر عمدہ عبادت ہے اور موجبِ زیادتی محبتِ منعمِ حقیقی کا ہے اور یہ عبادت بدوِ تلذذ نفس کی ادا نہیں ہوتی پس اس تلذذ کو عبادت کا وسیلہ گردانو اور وسیلہ عبادت کو عبادت جانو اور بھی شانِ عارفوں کی ہے کہ عادات کو عبادات کرتے ہیں ان ناقص لوگ عبادت کو نفس کشی اور فقر و فاقہ و خشک خوری و جس پوشی میں منحصر جلتے ہیں سہلے کہ ادنیٰ طبیعت ایسی ہی عبادت سے مالوف ہو اور اپنی مشاؤد سے ایسی ہی عبادت دیکھتے اور سنتے آئی ہیں لیکن درحقیقت یہ خالص عبادت خدا کی نہیں بلکہ رضامندیِ طبیعت اور اپنی عادت کی آمیزش ہے جیسو کہ ایک خاوند نے اپنے غلام کو ایک حکمت کے لئے رجت اور خوب و آرام کے واسطے فرمایا اور وہ غلام کو تہ نظری سے سمجھا کہ یہ آرام مجھے خدمتِ مولا سے باز رکھتا ہے چاہئے کہ میں خواب و آرام ترک کروں اور محنت شاقہ کر کے خدمتِ مولا میں کمر بستہ رہوں پس یہ اطاعت درحقیقت اطاعت وہم و خیال اپنے کمرے نہ تالبداری خاوند کے پس تم اس طرح نہ کرو اِنْ کُنْتُمْ اَیَّاکُمْ تَعْبُدُوْنَ اَکْرَمُ خالص عبادت اسکی کرتے ہو اور وہم و خیال و عادت اپنی کو دخل نہیں دیتے ہو اس واسطے کہ منظور عبادت سے رضامندیِ معبود ہے جس طرح کہ راضی ہو بیت اگر طمع خواہد از من سلطانِ دین + خاک بر فرقِ قناعت بعد ازین بیت ہے کہ منظور ہو دے خود طمع سلطان کو پس خالین سب طرح کے خواہش و امان کو

[illegible]

جیسا کہ نفس کا شکر کرنا اور لذائذ کا ترک کرنا موجب ایک طرح کی عبادت کا ہے یعنی ایسے ہی کھانے پینے خدا داد میں فراخی کرنا ایک نوع کی عبادت ہے یعنی شکر بلکہ بہرہ راہ محبت کی طرف کیلنجہتی ہے اور محبوب محمود صلی ہے اور باوجود اس کے شکر بھی اللہ تعالیٰ کا ہے اور ترک کرنا ایسے بوجہ عیش اور دواعی کا اوس جناب کی رضا مندی کے خلاف رستہ طے کرنا ہے کہ بندگی میں رخنہ ڈالتا ہے اور حدیث قدسی میں بروایت معتبر وارد ہوا ہے کہ انی والجن والانس فی بناء عظیم خلق ولعبد غیري وارزقا ولشکر عینی یعنی میرا جن اور انس سے عجب قصہ واقع ہوا ہے کہ پیدا میں کرنا ہوں اور عبادت دوسروں کے تپہ میں اور رزق میں دیتا ہوں اور شکر غیروں کا کرتے ہیں اور فقہاء نے لکھا ہے لغشون اللہ کا کھانا جو کہ بندہ کو پہنچتی، میں حل میں مباح ہیں اور صیغہ امر کہ کھاؤ اور وہی اجازت کی واسطہ ہے نہ واسطہ تکلیف کے لیکن کبھی کھانا واجب ہی ہو جاتا ہے جیسے کہ وقت ہلاکت کے ضعف سے طاقت حرکت کی نہ رہے اور کبھی مستحب ہوتا ہے جیسے کہ واسطے موافقت مہانوں کے اور زید بن علی بن حسین علیہم السلام سے کہ مشہور زید شہید میں منقول ہے کہ کہتے تھے کہ اگر کوئی ان تین تقریب سے کہانے پینے میں تکلف کرے محسوب نہیں ہوتا اور حساب آخرت میں معاف ہے جہاں کے واسطے اگرچہ خود ہی اوس طعام سے کھاوے اور افطار اور سحری روزہ دار کے واسطے گو آپ ہی ہو اور مریض کہ رغبت طعام میں کم کرتا ہو مگر کھائے چنیو میں لیکن بعض زیاد صحابہ اور تابعین نے باوجود اس نص صیرہ کے لذا لذائذ اور نفائس کھانی کے اشیاء کو بسبب خوف باز نہ بنے نعمت نعم سے اور حاصل کرنے واسطے نفس پروری کے عوام کو منع کیلئے اور آپ ہی بسبب حفظ مرتبہ پیشوائی کے کھانے ایسے اشیاء سے پرہیز کیلئے اور اسی قسم سے ہے جو کہ ابن سید نے عمرو بن عبد العیز سے زواہر میں کیا ہے کہ وہ ایک روز مجلس میں فرماتے تھے کہ آج رات چھ ماہ کا کھانا کھا یا سوئے کم میں کچھ تکلیف ہے اس واسطے کہ میں اس قسم کے کھانوں کا معتاد نہیں ہوں خوش آمدیوں نے عرض کیا کہ یا امیر المؤمنین حق تعالیٰ کتاب میں فرماتا ہے کہ کھاؤ من کل ما رزقنا کم وامنوا باللہ تم کو واسطے طعام لغو نہیں کہاتے

الَّذِينَ ابْتَغُوا
آثَارَ الْعَذَابِ
نَقَطْنَاهُ يَوْمَ
ذِي

اُس وقت کہ جب یہ
سب کے دل ایک
مستحق

یہی بتا چکا ہوں

پیش رو

قیامت کے دن اور وہ
کچھیں کے خطاب
سازان

میں نے آپ کا ساتھ
کے ساتھ اور کٹھا ہوا

دوستی کا بیڑا
کے پر جسے والے اور
اس میں

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين الطاهرين

وَقَالَ لَنَا كَذِبٌ فُتِنَا بِهِ
لَقَدْ كُنَّا كَذِبًا مُبِينًا

کہا کہ فرسوس تم اس آیت سے کیا سمجھ گئے مراد طیب سے حلت کسب ہے نہ کہ نفاست و لذت اور
 دلیل اسکی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحقیق اللہ قبول نہیں کرتا اگر طیب اور تحقیق
 اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اوس چیز کا حکم کیا ہے جسکا پیغمبر کو کیا ہے جیسے فرمایا ہے
 يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۚ أُولَٰئِكَ يُرْسِلُ اللَّهُ رُسُلَهُ إِلَىٰ أَعْيُنِهِمْ ۚ فَهُمْ لَا يُخَالَفُونَ ۚ
 لَٰكِن يَلْعَنُ اللَّهُ الۢمُنَافِقِينَ ۚ
 نے فرمایا ہے ایک آدمی سفر دراز کر کے پریشان سراور کھڑے ہوئے بال و غبار آلود
 ہو کر حج کو جاتا ہے اور مان جا کر کھانچھٹا کر دغا مانگتا ہے یارب یارب اور حال ہے
 کہ خوراک اور لباس اور کھانا حرام سے ہی اور کھین سے حرام میں پرورش پائی تو
 اوس کی دعا قبول ہو اور یہ حدیث صحیح ترمذی میں بروایت حضرت ابو ہریرہ
 موجود ہے لیکن اس فیچہ پر عمر بن عبدالعزیز قناخون نے دو طرح سے اعتراض کیا
 ہے اول یہ کہ اگر طیبات سے اشیاء حلال مراد ہو تو حرف من کہ تبیض کیوں ہے
 یہ بی ذریت و مناسبت نہیں ہوتا واسطے کہ حلال چیزیں سب کھانے کے ہیں پھر
 بعض کے ساتھ کیوں کیا اسکا جواب یہ ہے کہ معنی تبیض کے بنظر اجزاء ماکولات
 کے سمجھنا چاہیئے نہ بنظر افراد ماکولات کے اور جو چیز کہ حلال ہے اور بعض اجزاء کے حرام
 ہیں تو اون اجزاء کو کھانا نہ چاہیئے جیسے خون اور فضلہ اور دوفو فرج اور خبیثہ اور حرام
 اور شے کہ کتب فقہ میں تصریح کی ہے اور نیز حلال چیز بھوک سے زیادہ کھانی حرام ہے
 پس حلال کا بعض سے مفید ہونا صحیح ہے دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر طیب
 سے حلال مراد ہو تو تکرار بے فائدہ آیت گذشتہ یا ایہا الناس کُلُوا مما
 فی الاَرْضِ خَلَقَ لَکُمُ الطَّيِّبَاتِ ۚ میں لازم آتی ہے اسکا جواب یہ ہے کہ تکرار بیجا نہ
 نہیں بلکہ یہ صفت کا شفع ہے یعنی جو چیز کہ اذن شرعی سے حلال ہے ویسے ہی وہ
 پاک ہی ہے نجس نہیں ہوا و بالفرض اگر طیب سے حلال ہی مراد ہے تو لازم نہیں ہے
 کہ نہ اذن میں فراخ روی سمجھی جاوے ہو سٹے کہ علمائے ملت کا طیب کی معنوں میں
 بہت اختلاف ہے اور اوسکی ایک معنی نپید اور خوش آئندہ کے ہیں تو کیا ضرور ہے کہ

وہی اللہ تعالیٰ
 اور جس سے دل
 جو تباری کر سٹے
 یعنی نکل نہیں سٹے
 ہو کیا اچھا نام نہیں
 سربلایا نام نہیں
 تو یہ ہر نامی کہ سٹے
 بنوں سے جیسے کہ
 ہر نامی کا نام نہیں
 اب یہ ہے کہ لکڑا لکڑا
 یہ وہم اللہ تعالیٰ
 جو کچھ کہہ دے
 وہاں کچھ نہیں
 میں انکا نام نہیں
 نہ کہ وہاں کھانے
 سٹوں کو حکم ہے
 افسوس اللہ تعالیٰ
 اس کے بیانی میں
 ابی پیغمبر کو
 نام کر سٹے
 تا کہ وہ اور صفات
 سب کچھ اور صفات

اس جگہ بھی معنی مراد ہون اور بعضوں نے کہا ہے کہ طیب حلال سے زیادہ خاص ہے
یعنی کسب اور سکا گناہ کے ساتھ ملا ہو جیسے کہ سوداگری میں جھوٹی قسم کھا کر سباب فروخت کیا
مراد جائز کی پشت پر بوجہ زیادہ لاوا ہوا مردود و اور بلیوں سے تکلیف والا لایطاق
لی ہوا اور بعضوں نے کہا ہے کہ حلال وہ ہے کہ مفتون نے اس کی حلت کا فتویٰ دیا ہو اور
طیب وہ ہے کہ اس کی دل میں بھی شہ جرمت کا نہ ہے جیسے گردی مکان کا کرایہ اور
زمین گردی کا محصول کہ مالک نے برضا و رغبت کے حلال کر دیا ہو تو اس سبب سے علماء و
مفسرین کہہ سکتے ہیں کہ اگر وہ رخصت جانتا ہے کہ یہ رمضان کی سبب حلیج ترض کے ہے
تو یہ رمضان کی نہیں ہے اور اسی باب میں حدیث وارد ہے کہ اپنے دل سے فتویٰ
طلب کرے اگرچہ مفتی نے فتویٰ دیدیا ہو اور بعضوں نے کہا ہے کہ حلال طیب وہ ہے
کہ بقدر ضرورت بوجہ کفایت کے کفایت کری اور فیس کو اس کے حق سے زیادہ نہ دے
اور اس کو حاصل ہو مثلاً کھانا اس قدر کہ بھوک جاتی ہے اور پوشاک اس قدر کہ مٹرو پوشیدہ
ہو جاوے اور سردی اور گرمی سے محفوظ رہے اور مسکن اس قدر کہ عورتوں کا پردہ
رہے اور سردی اور گرمی اور پہنہ کو باز رکھے **نظم تنگ** گھر تھا حکم لقمان کا جب
علم و درد و دریاں کا ساری شب بیکلی گزرتی تھی وہ کھوپ دن بہر کی سرگرتی تھی
ایک بے عقل نے کہا یہ بات اس میں کیونکر گزرتی ہے اوقات تب کہا اے
ان بہت ہے یہ واسطے موت کے بہت ہے یہ نہ جانتا چاہئے کہ حدیث
شریف میں وارد ہوا ہے کہ سب سے پاک چیز وہ ہے کہ انسان اپنے کسب سے
حاصل کر کے کھاوے اور علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ سب سے اچھا کسب کونسا
ہے سو سب سے بہتر کسب جہاد اور لڑائی کفار سے ہے اس واسطے کہ حدیث شریف میں
آیا ہے کہ ہر نبی کا ایک پیشہ تھا اور میرا پیشہ جہاد راہ خدا میں ہے اور اس کسب
کے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غازی کلمہ دین کے بلند کرنے میں کوشش کرتا ہے اور
اوس کے ضمن میں حلال مال لوٹ میں پاتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ ارادہ جہاد کے
اپنے دل میں قصد لوٹ کا نہ کرے اور اپنی نیت خالص یہی آور بہ تجارت ہے

القرآن
یہ سب کچھ کام تھا
سو قبل نہ تھے تفسیر
سب کچھ کو چھوڑ دینا
ہم نے ان سب کا بدلہ
غلاب کیا اور نہ
سب کا بدلہ
جس سے دنیا کی سب
ہمیشہ لگ میں رہے
خاک کے
شکون سے نہ تھے
شیطان کے بکالے
اور اپنے جی کی خوشی
سے خفت اب ہم
عالم اسلام کے دین میں
مقرر کچھ نہیں
نویسندگان کے شکر
سرخین جی پوسٹ کے
تھے اور ان کی نیاز
باز رہ کر تھے
اور انی میں حال حاضر
میں عام جانتے تھے

علی الخصوص وہ تجارت کہ مسلمانوں کی حاجتیں دُور کرے جیسی حدیث میں آیا ہے کہ الحالب
 من ذوق والمحتک ملعون یعنی تاجر کہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں واسطے نفع سانی
 مسلمانوں کے اشیاء لیجاوے فروق ہے اور جو کہ اشیاء سوداگری کو روک رکھو ملعون ہے
 اور تجارت کہ بنیت نفع سانی مسلمانوں کے ہو تو وہ تجارت حکم عبادت کا کہتی ہے اور پھر
 کہتی کہ اس میں ہی نیک بنیت حاصل ہونے قوت آدمیوں اور جانوروں کے ہوتی ہے
 اور نیز اعتماد اور توکل قوی رحمت الہی پر کہ باران اور ہوا ہے ہوتا ہے اور ان تینوں
 کسب کے علاوہ جو کسب ہیں اون میں باہم زیادہ فضیلت نہیں مگر کتابت کہ دین
 کی کتب کی حفاظت کے واسطے اور اخبار انبیاء اور ملفوظات اولیاء کی محفوظ رہنے
 کے واسطے ہو بہ نسبت اور مشیون کے بہتر ہے اور ان کے بعد وہ پیشے اور صنعتیں کہ بقا
 عالم کے واسطے ہیں معماری اور گل کاری اور اینٹ اور چوہ بنانا اور روغن کشی اور
 روئی دھنا اور جلاہ گری اور درزی گری اور آٹا پیسنا بہتر ہیں بہ نسبت اون صنعتوں
 کے کہ فقط تکلف اور تفاخر اور زینت کے واسطے ہوں جیسے زرگری نقاشے کار چوبی و
 حلوگری اور عطر چھنا اور رنگریزی وغیرہ اور یہ صنعتیں جو اپنے موقع پر ہوں تو کراہت
 نہیں ہے بجلالت اون کسبوں کے جن میں نجاست ملودہ ہو یا بدخواہی خلق یا گناہ
 الہی پر مدعو ہو یا بہت دروغ کہنا اور دغا اور فرب لازم آتا ہو جیسے کہ شاخ کشی
 اور قصابی اور غلہ کارو کنا اور مردہ دھلوانا اور غسل کرنا اور ناچنا اور نقل کرنا اور
 شکری سے کھیلنا اور دلالی اور دکالت اور امامت اور اذان پر اُجرت لینا اور خدمت
 مسجد اور تلاوت قرآن اور تعلیم پر اُجرت لینا سب مکروہ ہیں لیکن قرآن کی تعلیم اور تلاوت
 پر اُجرت لینا اب مکروہ نہیں ہے کہ بسکا فتویٰ اسی پر ہے اس سبب کہ تعلیم قرآن بدو
 ہجرت کی بالکل گم ہو جاوے اور اس دولت عظمیٰ سے آدمی محروم رہ جاوے بالجمہ منطق
 اس آیت کا یہ ہے کہ جو چیز بے شبہ حلال ہے اور گو لذیذ و نفیس و گران قیمت ہو اس کا
 کہنا ناجائز ہے اور بنیت ادای شکر مستحب ہے اور اصلاً مخالف مقتضای ایمان اور
 محبت الہی کی نہیں ہر ان مخالف ایمان اور منافق محبت کے یہ ہے کہ حرام اشیاء

اور بعضے جواز دے
 کہ اگر بیکار نہ ہو
 حرام ہے اس قدر
 کہ وہ مال بخشے
 آیت از ہی
 یہ آیت الناس کلہا
 نہ لافض حلالہ
 از و لا یمنعوا
 خطوط الشیطان
 انہ لکرم علی زمین
 اسے آدمیوں کا
 وہ چیزیں جو زمین
 میں پیدا ہوئیں
 حلال پاکہ اور حلال
 اور تا بعد اسی است
 کہ شیطان کی بھلائی
 اور جیسے اس کی جود
 حلال کو حرام اور حرام
 کو حلال بناتا ہے سو
 مکر شیطان تھا را
 دشمن ہر گاہ

کو کھاوے اور رضامندی اللہ سے دُور ہو جاوے لہذا اللہ تعالیٰ نے لُذائذ اور منافع کی چیزوں کو حرام نہ کیا بلکہ اخصاً حق علیکم نہ نہیں بن حرام تہرہ چیزیں کہ معمول طبائع سلیقہ کی ہوں جیسے ہرن - بکری - گائے - بھینس - بیل گے - گور خر اور بکوتر یا تیر اور جانور حرنڈ و پرندہ کراکشیۃ مرقا کہ خود بخود مر گیا ہو یا کسی نے اسکو شتر غا ذبح نہ کیا ہو مثلاً کھانگوٹ کراڑ والا ہو یا لکڑی و پتھر سے مارا ہوا چیت پر سے گر کر مر گیا ہو یا کسی جانور نے سنگ سے مار ڈالا ہو یا کسی درندہ نے مارا ہو تو یہ سب مرقا ہیں اور مردار کا حرام کرنا حکمت ہی اسو سٹے کہ پاک کرنا والا بدن جانور کی روح ہر واجب روح اوس سے جدا ہوئے تو اسکی عفتونات کا دور کرنا والا نہ پاس وہ عفتونات اوسکے نام بدن کو فاسد کر دیتے ہیں اور بہت بد فرہ اور بد بو اور بد تاثیر ہو جاتا ہے اور اگر بعض آدمی طفلی سے کھاتے ہوں اور کچھ نقصان نہ پہنچی تو معتبر نہیں ہے کہ مصرعہ جو نہر کی عادت ہو وہ نقصان پہنچے اور باوجود اسکی صورت اور شکل اور خلاق مردار خواروں کی استقدر بُری ہوتے ہیں کہ ان سے خارج ہیں اگر تمہاری پر مردار حرام ہوتا تو تم ہی ایسے ہی بد طبع اور بد شکل اور بد صورت اور بد خلق ہو جاتی اور زالت نفس اور خست طبع میں گرفتار ہو جاتے ہاں جب کہ وقت جدا ہوئے روح جانور دن کی خون اوسکے کو کہ موجب تعفن و اور اخلاط فاسد کا ہے خدا کے نام کے ذکر سے نکالا تو بجلے روح کے پاک ہو سکے یہ پاکیزگی قائم ہوگی اور شکار میں اگرچہ خون کا نکالنا برہان تم ممکن نہیں ہو لیکن ذکر خدا کے نام کا قائم مقام روح کے ہو جاتا ہے اور سیو سٹے شکار میں فوج کرنا ضرور نہیں ہے اور جس جگہ کہ نام خدا کا لیکر زخم کر دین حلال ہو جاتا ہے مگر جو جانور کہ قابو میں ہو وہ بغیر خون نکالنے کے حلال نہیں ہو اور طریق خون نکالنے کا یہ ہے کہ حلقوم اور مری اور دو گون بلند گردن کو کسی تیز چیز سے خواہ لومہا ہو یا پتھر یا لکڑی کا ڈالیں اس واسطے کہ جمع خون کا مل اور جگر سے اور خون کا اوس مکان سے نکالنے کی بہت قریب راہ یہی ہے اور اسی واسطے طیبون کے ہاں مقرر ہے کہ مواد مجتمع اس جگہ کو تے کر کے نکالتے ہیں اور نیز اگر خون بدن جانور کا اور کسی طرف سے نکالا جاوے تو جانور دیر میں مری اور سبب بمفائدہ حاصل ہو جاتا

چند جگہ باب کبھی
حفت آدم کوشت
میں سے نکالا جگر
اور جگر آتما کا کلمہ
بالسود و افشاء
وان تقولوا علی
اللہ ماکہ تعلقون
سوائے اسکے نہیں
بلکہ شیطان مکر کرے
عالم میں سکھاتا ہے
پس کلام اور جیبی
اور سکھاتا ہے کہ
نہ خط تالی پات
میں کی نہیں خبر
نہیں جیسی جو
اپنے جیسے جگر کو
کہ خدانے یوں کیا
و ان ذلک لعلکم تتقون
یا انزل اللہ فاقول
بل نسمع مما القینا
علینا انما عاد و اعود

الحق ان

جاء ان

مكة

بقيون

بسي

شخص

جاء

او

بقي

بسي

بقي

گوشت کھانے کے متنازعین جیسے بازباشہ گناہی کہلانا مختلف فیہ ہی لیکن ظاہر یہ ہے کہ جائز ہو
اور چربی مردار کی روشنی شمع و چراغ کی کام میں لانے کے واسطے درست ہے اس واسطے
کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ کسی آدمی نے آنحضرت صلیم سے پوچھا کہ اگر چہ باگبی میں
گر جاوے اور مر جاوے تو اوس ہی کا کیا کریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
چراغ میں ڈال دو اور ہرگز نہ کھاؤ اور بال اور پشم اور سینگ اور ناخن اور دانت اور
ہڈیاں مردار کی سب پاک ہیں اور کھا استعمال جائز ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے
سورہ نحل میں نعمت کے مقام پر فرمایا ہے کہ مِنْ أَصْوَابِهَا وَأَوْبَارِهَا وَأَشْعَارِهَا
أَنَافَتًا وَهَمَاتًا عَالِيًا حِينٍ ۝ یعنی جانوروں کی صوف اور اونٹ کی پشم اور بالوں سے
اپنے گھروں کا اسباب و متاع بناؤ بغیر تفصیل مردہ اور زندی کے اور نیز استعمال
ان اشیاء کا خصوصاً مٹھی کی ہڈی اور اسکے دانتوں کا زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
میں جاری تھا اور یاقین ہاتھی فرج نہیں ہوتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم استعمال سے
منع نہیں فرماتے تھے اور ایسے ہی مردار کا چمڑا جبکہ دوا و دواں اور مصالحوں سے نجاست
دو کر جاوے قابل تنقل ہوتا ہے اور اگر آفتاب یا خاک سے خشک کریں تب بھی یہی
حکم رکھتا ہے اس واسطے کہ صحیحین میں وارد ہے کہ ایک بار آنحضرت صلیم نے دیکھا کہ ایک
مردہ بکری حضرت ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے لوگ کینچے لئے جاتے تھے حضرت
نے فرمایا کہ اسکی پوست کو کسو واسطے نہ اوتار لیا کہ دباخت کے سبب خشک ہو جاتا
ہے ایسے ہی اگر کوئی جانور کہ خون جاری نہیں رکھتا ہو جیسے بکری چمڑہ بچھو پانی میں
گر جاوے یا اور کسی چیز میں تو وہ شے ناپاک نہیں ہوتی اور قابل تنقل ہے اس واسطے
کہ ان جانوروں کی رطوبت و خوں اور بنات کی ہے نقص پذیر نہیں ہے اور کھڑا کہ
بعض میوؤں میں ہوتا ہے جیسو گلدغیرہ یا سرکہ میں پڑا ہو تو اوس کا پانی یہی حکم ہے
بلکہ اوس کیڑے کو بربعیت اوس میوے اور سرکہ کے کھانا بھی جائز ہے لیکن اوس
کیڑے کو سرکہ میوے سی باہر نکال کر کھانا درست نہیں ہے اور مردہ جانور کا شیر
اور پستہ امام اعظم کے نزدیک پاک ہے اور ایسے ہی انڈہ جانور مردہ کا اگر سخت

منہ القرآن
ان کتبنا الذی انزلنا علیک

وہ لوگوں کو جان دے گا
کہ انہی پر ہے جو انہی پر

سے ہرگز نہیں ہے انہی پر
احسان و انصاف کا

ایک کا کہ تو اس کا
اعتقاد رکھتا ہے

بنی آدم کی ایک کی
جانتا ہے کہ انہی پر

وہ لوگوں کو جان دے گا
کہ انہی پر ہے جو انہی پر

سے ہرگز نہیں ہے انہی پر
احسان و انصاف کا

ایک کا کہ تو اس کا
اعتقاد رکھتا ہے

بنی آدم کی ایک کی
جانتا ہے کہ انہی پر

وہ لوگوں کو جان دے گا
کہ انہی پر ہے جو انہی پر

سے ہرگز نہیں ہے انہی پر
احسان و انصاف کا

ایک کا کہ تو اس کا
اعتقاد رکھتا ہے

موت و بیدار ہونے کے پاک ہو جاتا ہے سو اسطے کہ یہ چیزیں موت کا حکم قبول نہیں کرتیں اور جزا کا
متصلہ مردہ سے ہی نہیں ہیں بلکہ طبیعت ان چیزوں کی جدا کرنے کے واسطے ترتیب کی
گئی ہے اگر کوئی جانور حرام کو مثلاً کتے بلی کو از روئے شرع کے ذبح کرے تو اس کے حکم میں
اختلاف ہے امام اعظم صاحب کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے لیکن اس کا کھانا اور انہیں اور
امام شافعی صاحب کے نزدیک پاک ہی نہیں ہوتا اور نجاست میں حکم مردار کا رکھتا
ہے والدہ اور مگر خون اس کے خون اجزائے حیوانات میں اصل متعفنہ ہے اور
گوشت و پوست اسی سے پیدا ہوتا ہے اور لا خون روح سے تعلق رکھتا ہے اور پھر روح
کا جدا ہونا اس کے نجس ہونے میں تاثیر عظیم پیدا کرتا ہے بلکہ حقیقت میں مرکب روح
خون اور جدا ہونا روح کا بدن سے جدا ہونا خون سے ہے پس بعد جدا ہونے روح کی
قابل طہارت نہیں رہتا گویا کہ یہ جزا جزائے جانور سے نجس العین ہے کہ کسی تیسرے
پاک نہیں ہوتا اور نیز نفس اس کا بالذات ہے اور نفس اور فاعل اور اجزاء کا بسبب خلطاط کی
و دیگر اجزاء بدن کا بسبب خلطاط ہونے اجزاء عفنہ کے ہیں اور جو چیز کہ بالذات ہو عوارض
سے نازل نہیں ہوتی آپ ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ کون سا خون ناپاک و حرام ہے آیا وہ
خون کہ رگوں میں جاری رہتا ہے یا وہ خون کہ گوشت سے چسپیدہ ہو کر بصورت
گوشت ہو جاتا ہے امام اعظم صاحب کے نزدیک وہ ہی جاگڑ خون حرام اور ناپاک ہے
اور قطرات خون کے کہ گوشت پر چسپیدہ ہوتے ہیں حرام اور ناپاک نہیں ہیں اگر ایسے
گوشت کو بغیر مرنے کے پکا لیا تو اس کا کھانا جائز ہے لیکن خلاف لطافت طبیعت ہے
اور امام شافعی صاحب کے نزدیک یہ اور وہ دونوں خون حرام اور ناپاک ہیں اگر گوشت
بغیر مرنے پکا لیا تو اس کا کھانا جائز نہیں اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جیسے ہمارے واسطے دو مردار چھلی اور بڑی حلال ہوئیں ہیں سیدھا
دونوں خون کیلجی اور تلی ہی حلال ہیں سو اسطے کہ سارے اعضا میں سے یہ دونوں
اعضا گویا خون میں اور بصورت گوشت ہیں باوجود اسکے بحقیقت عضو ہونے کے
بھی حلال ہیں اور خون کا کھانا اخلاق و دین و دن کی طرف مائل کرتا ہے اور غصہ

جان جانور کے واسطے خدا کی دین تاکہ نواب اسکا مردے کو پہنچے نہ یہ کہ مردے کے واسطے ذبح کیا جاوے بعض جاہل مسلمان اس جگہ کچھ بھی کر کے کہتے ہیں کہ گوشت کو پکا کر مردوں کے نام دینا جائز ہے اور ہم جانور کے ذبح کرنے میں جانب مردی سے اسی قدر ارادہ کرتے ہیں جانوروں کے سمجھانے کے واسطے ایک نکتہ کافی ہے کہ اون سے کہنا چاہیے کہ تم جانور کا ذبح کرنا بنام غیر خدا نذر کرتے ہو اگر عیوض جانور کے اویس قدر گوشت خریدو اور پکا کر فقرا کو کھلاؤ تو تمہارے ذہن میں نذر ادا ہوتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو جاتی ہے تو تم سچے ہو کہ تمہارا مقصود ذبح کرنے سے فقیر دن کو مردے کی طرف سے کھانا تھا اور اگر ادا نہیں ہو تو شرک صحیح لازم آتا ہے لفظ اس آیت میں کہ قرآن شریف میں چار جگہ وارد ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہ مَآ اُھْلَکَ بِہٖ لَغَیْثٌ اللّٰہُ فَرَمَآ دِیْجَہٗ بِرَاسِہٖ عَلَی اللّٰہِ نہیں فرمایا بس نام خدا ذبح کرنا اور شہرت اور آواز دینا کہ فلائی گا کہ خدا کی واسطے ذبح کرتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا اور گوشت جانور کا حلال نہیں ہوتا اور اہل کو ذبح پر حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کے ہے اہل لغت عرب اور اوس ملک کے عرف میں بمعنی ذبح کے نہیں آیا ہو کسی شعر اور کسی عبارت میں پایا نہیں جاتا بلکہ اہل لغت عرب میں بمعنی آواز اور شہرت دینے کے ہو جیسے آواز طفل نواز اور شہرت چاند اور بمعنی آواز ذبح اور سکے سوا اور معنوں میں مستعمل ہے اگر کوئی کہے اھلک اللہ مرکز بمعنی ذبح اللہ نہ سمجھا جاوے گا اور نیز اگر اہل کو ذبح پر حمل کریں پس ذبح بغیر اللہ مراد ہوگی ذبح باسم اللہ کہان مراد ہوگی تاکہ مدعا ان آدمیوں کا حاصل ہو پس اس عبارت میں اہل لغت عرب ذبح لینا اور پھر بغیر اللہ کو بجائے اسم غیر اللہ کرنا کلام الہی کی تحریف کے قریب قریب تفسیر پیشا پوری میں کہا ہے کہ تمام علماؤں نے اجماع کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ارادہ ذبح سے تقرب الی غیر اللہ رکھے تو وہ آدمی مرتد ہو گیا اور اوسکے ذبیحہ بھی مرتد ہو گئے اور کافر جاہلیت میں گہر سے نکلتے ہوئے اور راہ میں بتوں کا نام لیکر آواز کرتے تھے اور جبکہ مکہ معظمہ میں پہنچتی طواف کرنے یہہ طواف اول کا ہرگز مقبول نہیں ہوتا تھا اور یہی سوطی حکم ہوا کہ بعد اس سال کے مسجد حرام

ترجمہ تفسیر غزیری
 سورہ بقرہ
 آیت ۱۱۷
 جان جانور کے واسطے خدا کی دین تاکہ نواب اسکا مردے کو پہنچے نہ یہ کہ مردے کے واسطے ذبح کیا جاوے بعض جاہل مسلمان اس جگہ کچھ بھی کر کے کہتے ہیں کہ گوشت کو پکا کر مردوں کے نام دینا جائز ہے اور ہم جانور کے ذبح کرنے میں جانب مردی سے اسی قدر ارادہ کرتے ہیں جانوروں کے سمجھانے کے واسطے ایک نکتہ کافی ہے کہ اون سے کہنا چاہیے کہ تم جانور کا ذبح کرنا بنام غیر خدا نذر کرتے ہو اگر عیوض جانور کے اویس قدر گوشت خریدو اور پکا کر فقرا کو کھلاؤ تو تمہارے ذہن میں نذر ادا ہوتی ہے یا نہیں اگر ادا ہو جاتی ہے تو تم سچے ہو کہ تمہارا مقصود ذبح کرنے سے فقیر دن کو مردے کی طرف سے کھانا تھا اور اگر ادا نہیں ہو تو شرک صحیح لازم آتا ہے لفظ اس آیت میں کہ قرآن شریف میں چار جگہ وارد ہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہ مَآ اُھْلَکَ بِہٖ لَغَیْثٌ اللّٰہُ فَرَمَآ دِیْجَہٗ بِرَاسِہٖ عَلَی اللّٰہِ نہیں فرمایا بس نام خدا ذبح کرنا اور شہرت اور آواز دینا کہ فلائی گا کہ خدا کی واسطے ذبح کرتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا اور گوشت جانور کا حلال نہیں ہوتا اور اہل کو ذبح پر حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کے ہے اہل لغت عرب اور اوس ملک کے عرف میں بمعنی ذبح کے نہیں آیا ہو کسی شعر اور کسی عبارت میں پایا نہیں جاتا بلکہ اہل لغت عرب میں بمعنی آواز اور شہرت دینے کے ہو جیسے آواز طفل نواز اور شہرت چاند اور بمعنی آواز ذبح اور سکے سوا اور معنوں میں مستعمل ہے اگر کوئی کہے اھلک اللہ مرکز بمعنی ذبح اللہ نہ سمجھا جاوے گا اور نیز اگر اہل کو ذبح پر حمل کریں پس ذبح بغیر اللہ مراد ہوگی ذبح باسم اللہ کہان مراد ہوگی تاکہ مدعا ان آدمیوں کا حاصل ہو پس اس عبارت میں اہل لغت عرب ذبح لینا اور پھر بغیر اللہ کو بجائے اسم غیر اللہ کرنا کلام الہی کی تحریف کے قریب قریب تفسیر پیشا پوری میں کہا ہے کہ تمام علماؤں نے اجماع کیا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ارادہ ذبح سے تقرب الی غیر اللہ رکھے تو وہ آدمی مرتد ہو گیا اور اوسکے ذبیحہ بھی مرتد ہو گئے اور کافر جاہلیت میں گہر سے نکلتے ہوئے اور راہ میں بتوں کا نام لیکر آواز کرتے تھے اور جبکہ مکہ معظمہ میں پہنچتی طواف کرنے یہہ طواف اول کا ہرگز مقبول نہیں ہوتا تھا اور یہی سوطی حکم ہوا کہ بعد اس سال کے مسجد حرام

کے نزدیک ہوں پس اس جگہ بھی جو آواز بلند کی اور شہرت دی کہ یہہ جانور فلاںے کا ہے اور اس کے
 نام مزج کرتے ہیں اور وقت حلال کر نیکی نام خدا یا ہرگز وہ حلال نہیں ہوتا اور اس میں ہمیشہ
 کہ نزدیک عوام کے جانور کا ثواب پہنچانا جبکہ منظور ہوا اس کا ایک طریقہ مقرر ہے
 جیسے کھانے پینے کی اشیاء کا ثواب روحوں کو پہنچانا فاتحہ اور قل اور ورد پڑھ کر ہے
 خواہ بقصد ثواب پہنچانے کے یا بقصد تقرب اور دفع شر اور دوستی کے مان ذکر نام
 خدا کا جانور پر اس وقت مفید ہو کہ قصد تقرب غیر خدا کا دل سے دور کرے اور اس کے
 خلاف شہرت اور آواز دی کہ ہم اس کام سے پہر گئے اب یہہ بیان کرتے ہیں کہ
 لفظ یہہ کو اس سورۃ میں لفظ بغیر اللہ پر مقدم کیا اور سورہ انعام و نحل میں مؤخر اس کی کیا وجہ
 ہے اس کی یہہ وجہ ہے کہ اصل یہی ہے کہ تے کو متصل فعل کے کریں اور مقدم تمام متعلقات
 پر لاویں اسلئے کہ تے اس مقام پر تعدیر کے واسطے ہے جیسے ہنجرہ اور تضعیف پس حتی الامکان
 فعل کے متصل ہو اور یہہ جگہ اول قرآن ہی پس اس موضع میں اس کی اصل پر استعمال فرمایا
 اور دوسری سورتوں میں نحل انکار اور سزلش کا ہے یعنی ذبح بقصد غیر اللہ مقدم آیا
 اس واسطے باقی سورتوں میں جملہ فلاثم علیہ کو موقوف رکھا اس واسطے کہ اول قرآن میں
 مسموع ہو چکا ہو اور یہہ چار چیز کہ مذکور ہوئی یعنی خون مردار اور سور کا گوشت اور وہ جانور
 کہ غیر خدا کے نام ذبح کیا جاوے اس قسم سے ہے کہ سب فرقوں پر ہر حال میں حرام
 ہے اور اس قسم سے نہیں ہے کہ ایک گروہ پر حرام اور دوسرے پر حلال جیسے
 زکوٰۃ اور صدقات یا ایک حال میں حرام اور دوسرے میں حلال جیسے دوائے گرم کہ
 آتش فراخ دلوں پر حرام ہے اور بروقت بروقت فراج کے حلال اور بروقت بلا چاری
 کے کھانا ان چیزوں کا اور ان کی حرمت معاف ہے تھیں اضطرر کہیں پس جگہ لاجار ہوا
 کھانے ان چیزوں سے یہہ منظر رکئے وجہ یہی ہوتا ہے اول یہہ کہ سبب بھوک کی بنیاب
 ہو جاوے اور کوئی چیز حلال کھانے کے پناوے خواہ سبب بمقدوری اور خواہ سبب بایمانت کے
 اور اس قدر ضعیف ہو جاوے کہ طاقت نماز میں قیام کی نہ رہے اور جانے کہ اگر سبب
 میں سدر متی کہاؤں گا تو آئندہ تلاش محاش اور پناہ حال اظہار کرتے اور سوال کرنے

سورۃ اول سورۃ نحل
 کا لفظ یہہ کی تفسیر
 سبب اللہ کا یہہ
 جو ذبح کر کے
 بھوک کی بنیاب
 ہو جاوے
 اور کوئی چیز
 حلال کھانے کے
 پناوے
 خواہ سبب
 بمقدوری
 اور خواہ
 سبب بایمانت
 کے
 اور اس قدر
 ضعیف ہو جاوے
 کہ طاقت نماز
 میں قیام کی
 نہ رہے
 اور جانے
 کہ اگر سبب
 میں سدر متی
 کہاؤں گا
 تو آئندہ
 تلاش محاش
 اور پناہ
 حال اظہار
 کرتے
 اور سوال
 کرنے

اور باز اگر کسی کو

پہنچنے کی ضرورت ہے

اس وقت اور سکو بقدر سدرت

اور حفاظت قوت کے

کہا نا ان چیزوں

معا ہے دوسرے کہ کسی بیماری

میں گرفتار ہو جاوے اگر کوئی

دوا سواے ان چیزوں

کے پناوے یا حکامی دیندا شفق

ہو کہ کہیں کہ اسکی دوا ہی چیز ہے

جیسے اطفال کو دیر چاہا

ہے اور اسکا علاج خون خرگوش ہے

بیماری کے کہ کوئی ظالم کہ قدرت ملاک

اور باز اگر کسی کو آمد وقت سے باز رہ جاؤ گنا یا سفر میں قطع ہوا و طاقات منزل اور آبادی میں پہنچنے کی ضرورت ہے پس اس وقت اور سکو بقدر سدرت اور حفاظت قوت کے کہا نا ان چیزوں معا ہے دوسرے کہ کسی بیماری میں گرفتار ہو جاوے اگر کوئی دوا سواے ان چیزوں کے پناوے یا حکامی دیندا شفق ہو کہ کہیں کہ اسکی دوا ہی چیز ہے جیسے اطفال کو دیر چاہا ہے اور اسکا علاج خون خرگوش ہے بیماری کے کہ کوئی ظالم کہ قدرت ملاک و تکلیف سخت پہنچانیکے کی کہتا ہو اور وہ ان چیزوں کے کہانے پر جبر کرے اور اسکے ذہن میں یقین ہو کہ اگر میں نہ کہاؤ گنا تو فی الواقع ہلاک کر ڈالینگا و یا کسی عضو کو توڑ ڈالینگا یا میری کسی عزیز کو ایسے ہی تکلیف پہنچاؤے گا لیکن شرط اس ناچاری میں یہ ہے کہ عین کج یعنی طالب لذت نہ ہو کہ کوئی چیز حلال موجود ہو اور سبب کراہیت طبع کے نہ کھاوے اور نوبت اس حد کو پہنچی کا کما جائے اور نہ تجاوز کرے حد سے کہ زیادہ سدرت اور حفظ قوت سے کھاوے اور شکم سیر ہو جاوے پس اگر ان شرطوں سے حالت ناچاری میں ان چیزوں کو کھاوے فلکرا تہ عینہ تو اسپر کچھ گناہ نہیں ہو اس واسطے کہ جب ان خبیث چیزوں کو ناچاری کی حالت میں باوجود کراہیت کے تناول کیا تو ان چیزوں کا جنس جو ہر روح میں اثر نہیں کرتا اور حرام چیزوں کے کہانے سے گناہ نہونے میں کون تعجب کرنا چاہیے حالانکہ ان الله غَفُورٌ حَتِيقُ اللہ تعالیٰ بخشنہ والا ہے گناہوں اور چھوٹوں کو اختیار اور بے غطرار کے عمل میں لاوے اور اس بچارے نے تو حالت ناچاری میں کھایا ہے پھر کیون نہ بخشا جاوے اور باوجود اسکے رحیم مہربان ہے اور مہربانی تقاضا کرتی ہے کہ حفظ جان اور قوت جمیع سے ہو روا کہے اسبکہ ایک سوال جواب طلب ہے اور وہ یہ ہے کہ لفظ انما کو اسطے حصر کے ہی پس اس آیت سے معلوم ہوا کہ سواے ان چار چیزوں کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور کہانے کی چیزیں حرام نہیں ہیں حالانکہ شریعت میں بہت جانور درندے جیسی شیر ہڈیا چیتا پلنگ لومڑی گیدڑ سیاہ گوش کتا۔ بلی وغیرہ اور جانور پندے جیسی باز شکرہ شاہین اور تمام حشرات الارض جیسے سانپ کچھو کچھو یا نیولہ اور دیگر جانور نجاست کہا نیولے جیسی چیل کوآ۔ گدھا وغیرہ

جانب سے

مخفی الخ

اور قاسم کے بارے میں

یہ وقت ہے

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

اور ایک سال تک

تو تیز کر سکیں گے رنگ و فرسے میں ادب ہی ٹیل ہے مشابہت اور مناسبت فرائج انسان کی پس گوشت سور کو تمام طبیات سے سبب نجاست باطنی اور زالت اخلاق اور کھانے نجاسات اور دیگر قباخ کی مستثنیٰ کرنا ضرور پڑا پس حصر بلا تکلف صحیح ہے واسطے کہ حصر مطلق حرمت کا نہیں ہے بلکہ نجاست کا کہ بعض اون میں سے مذکور ہوئیں بحث سے خارج ہیں اور تحریم علیہم انجاست میں داخل کلام طبیات پر مقصود ہے اور اون میں سے سوائے ان چار چیز کے حرام نہیں ہو تو گویا حاصل کلام یہ ہوا اے آدمیو ایمان والو اون طبیات میں سے کہ تمہاری روزی ہو کہاؤ سو سطلی کہ تمہارے پاکیزہ چیزوں میں اور کچھ حرام نہیں مگر مردار اور خون اور گوشت سور اور جانور مذبح غیر السنہ غیر ان پاکیزہ چیزوں کے علاوہ اور کے ترک کرنے سے تنگی نہ کرو اب جاننا چاہیے کہ مضطر کو جیسے ان چار چیزوں کے کھانے کی خصیت ہے ایسے ہی اور اشیا حرام میں بھی خصیت ہے اور جہ کہ امام شافعی صاحب سے منقول ہے کہ جو شخص سبب شدت تشنگی کے مضطر ہو اور سو شراب کا پینا جائز نہیں ہے اور اگر کسی شخص کے قلمہ لک جاوے تو شراب سے رفع کرے تو ظاہر یہ فرق بعید معلوم ہوتا ہے لیکن جب بغور نظر دیکھا جاوے تو معلوم ہو کہ شراب دفع تشنگی نہیں ہے بلکہ زیادہ تر موجب تشنگی کے ہوتی ہے اگرچہ سرد ہو پس پینا اس کا اس حرص کے واسطے مفید نہیں ہے اگرچہ شخص مضطر اس کے ظاہر کو مثل پانی دیکھ کر فریفتہ ہو جاتا ہے کہ تشنگی اس سے دفع ہو جاوے گی اور قلمہ کا اذکار تا تبلی چیز بر موقوف ہے پس اس غرض کے واسطے مفید ہوگی اور دفع اضطراب ہو جاوے گی اور شراب اور تمام محرمات سے دوا کرنے میں اختلاف ہے حدیث صحیح میں کہ بخاری اور مسلم میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیارون کی ایک جماعت کو اونٹ کا پیشاب پینے کے واسطے امر فرمایا اور ظاہر اور محرمات کو بھی اسی پر قیاس کریں لیکن تجربہ اور حکما سے دیندار کا کہنا شرط ہے اور کہن احکما سے بے دین جیسے نصارے اور ہنود کا کہنا کیفیت نہیں کرتا اور ایسے ہی کہا ہے فاسق مسلمین کا بھی کہنا معتبر نہیں اور نیز جاننا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
 ۱۲
 ہمسرہ تحقیق مغفرت کے ہے ثابت اور صحیح ہے یا اللہ تحقیق اللہ تعالیٰ مانند اوراد شاہوں
 کے نہیں ہے کہ اس کے کلام میں کذب ہو اور اللہ تعالیٰ نے یہ بات زبانی نہیں فرمائی ہے
 بلکہ نزل الکتاب نازل فرمائی کتاب کہ مشتمل ہے بیان اسباب عذاب مغفرت پر
 اور بادشاہ اگر خلاف واقع کے ڈراتے ہیں تو فرمانوں میں نہیں لکھتے اور کتاب کا فرمانا
 یہی بطریقہ دبدبہ اور فریب دینے کے نہیں ہے بلکہ بالحق بحکمت محض ہے کہ ہرگز
 مقام مبالغہ اور فریب دینے کا نہیں ہے پس اللہ تعالیٰ کے وعدوں کو تو خلیفہ اور تہذیب
 اور ترغیب اور لالچ پر حمل کرنا نجا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اَخْتَلَفُوْا تَحْقِیْقَ جَوْلُوْکَ کہ خیالات
 مختلف دل میں لاتے ہیں فی الکتاب در باب کتاب الہی کے کہ جو کچھ تخریفات و تہذیب
 اور ترغیبات محض واسطے ڈراتے اور دلیر کرنے کے ہیں یا فی الواقع شدنی ہیں لکن
 شقاق یَعْبُدُ الْبَیْتِ مَخَالَفِہِ اِرادہ الہی سے دور ہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ
 نے نازل فرمائے کتاب سے ہدایت اور تعلیم کا ارادہ کیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
 فریب دیتا ہے اور جاہل بناتا ہے جیسے کہ لڑکوں کو فریب دیتے ہیں اور جاہل بناتے ہیں
 یہ حال اون آدمیوں کا ہے کہ کتاب الہی کے حق میں تردد اور خیالات مختلف رکھتے ہیں
 لیکن وہ آدمی جو کہ وعدوں کتاب کو بالیقین محض ڈرانے اور دلیر کرنے کے سمجھتے ہیں اور
 اسپر یقین کر کے احکام الہی میں تحریف کرتے ہیں اور پوشیدہ اور بیان احکام پر ثبوت
 اور اجرت لیتے ہیں پس نوبت او کی مخالفت سے گزرنے عداوت اور مقابلہ میں پہنچی
 کہ بلاشبہ سبب جانے دوزخ کا ہے اس جگہ کئی سوال جواب طلب ہیں اول یہ کہ
 ذکر چھپانے آیات الہی اور بیان عقوبات غفر آیت اُولَٰئِکَ یَلْعَنُہُمُ اللّٰہُ وَیَلْعَنُہُمُ
 اللّٰہُ عَنُوْنِیْنِ گزر چکا ہے دوبارہ لانا اسی مضمون کا باعتبار ظاہر کے تکرار محض معلوم
 ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ مضمون دونوں آیت کا تفاوت رکھتا ہے اور تکرار
 نہیں ہے آیت سابق میں فقط جزا چھپانے آیات الہی کے مذکور ہے اور اس آیت جزا چھپانے
 آیات کی بغرض فاسد رشوت یعنی یا منفعہ دنیوی کے اسی واسطے وعید اس آیت کی
 سخت زیادہ ہے بلنبیت وعید آیت سابقہ کے اور اس آیت میں تو بہ کریمو لون کو اس

نماز میں متوجہ بخدا ہوتے ہیں اور مغفرت اور ہدایت کے واسطے اس قدر بھی کافی ہے ہر جوان نیک
کہ یہ سب غلط ہے لیکن اَللّٰہِ نیک نہیں ہے کہ شریعت اور سبب مغفرت کا ہو سکے اَنْ تَوْتٰ
یہ کہ پھر وہم وَجَعٌ ہکملہ اپنے چہرہ کو بدوں سکے کہ دلون کو عقائد درست سے پاک کرو اور
نجاست بخل اور حب مال اور بدمعاشی و جھگڑے سے صاف کرو اس واسطے کہ نہایت تمہارا
موضع ہینا یہ ہے کہ متوجہ ہو قبضۃ المشرق جانب مشرق کے اگر قبلہ تمہارا جن مکان
میں کہ نماز پڑھتے ہو مشرق کی سمت ہو و المغرب اور جانب مغرب کے اگر قبلہ
تمہارا سمت مغرب ہو اور متوجہ ہونے جانب مشرق و مغرب سے کچھ نیکی حاصل نہیں
ہوتی اس واسطے کہ یہ کام مشرق اور سورج پرست ہی کرتے ہیں اگر تم موہنہ قبلہ کی طرف
کرتے ہو تو دل کو یہی صاحب قبلہ کی طرف متوجہ کرو اور جو ایسا نیکم تو معلوم ہوا کہ
وہ بھی مقصود تمہارا نہ تھا اور جو حال مشرق و مغرب کا کہ دونوں جہت مشہور ہیں اور جماعت
کثیر مشرکوں اور آقاب پرستوں کی قبلہ عبادت میں ایسا ہی کہ بالکل خوبی اور نیکی کے
پس حال جنوب شمال اور جہات ان کے مابین کا بہت ہی بدتر ہوگا و لکن اَللّٰہُ
لیکن نیک کہ اثر ہدایت اور سبب مغفرت کا ہے مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَرَضِعَ
ہے کہ ایمان لایا اللہ پر اور خدا پر ایمان حاصل نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کو موجود اور
دیکھتا اور دانا ظاہر اور پوشیدہ اور قادر ہر چیز بنا اور زندہ اور مختار کہ محتاج کسی کا نہ ہو
اور پاک حاجات سے اور نہ کسی کا مغلوب محبت اور بے عورت اور نہ فرزند اور نہ والد
اور دیکھنے والا اور سچا وعدے کا عذاب و ثواب میں اور حکم مطلق احکام میں اور قادر
منسوخ کرنے بشریعتوں اور مذہبوں پر اور پہنچنے پیغمبر ہر قبیلہ سے ہر قوم پر اور نازل
کرنے کتابوں پر جس لغت میں کہ چاہے اعتقاد کرو تم اور تم یہ عقیدت ادھین کرتے
وَاللّٰہُ الذّٰی اٰمَنَ اور ایمان لایا دن آخرت پر جس طرح کہ کتب الہی اور زبان پیغمبر سے
معلوم ہوا کہ بغیر اعتماد کرنے شفاعت اپنی بزرگوں کی اور بدوں اسکی کہ اپنے فقر
کو سبب شرافت نسب اور حسب کے قابل عذاب کا بخانا تو یا اپنے عذاب کو اور دن کے
عذاب کے کمتر سمجھو یا دار الثواب فقط اپنے گروہ کے واسطے جانو وَالْمَلٰئِکَةُ اور نیز

صلی اللہ علیہ وسلم
 قَدْرُ مَدَنِیَّةٍ
 مَا سَمِعْتُ قَطُّ
 لَمْ يَكُنْ لِي فِيهَا
 شَيْءٌ إِلَّا بِإِذْنِ
 اللَّهِ تَعَالَى
 وَكَانَ مِنْهُ
 مَا يَكُونُ لِي
 مِنْهُ بِإِذْنِ
 اللَّهِ تَعَالَى
 وَكَانَ مِنْهُ
 مَا يَكُونُ لِي
 مِنْهُ بِإِذْنِ
 اللَّهِ تَعَالَى

اور چونکہ پیغمبرؐ پر بھی احکام الہی ہو سکتے تھے بہت ہی مین تو ایمان لگنا کا مقدم ایمان لانے
 پیغمبرؐ پر ہوا پس جب بندہ نے ان سب باتوں کو بدل جان قبول کیا تو جو کچھ کہ تصدیق
 سے اوس کے ذمہ تھا ادا کیا لیکن اب اوس کو اس تصدیق پر گواہ لانا چاہیے کہ تصدیق
 کا دل ہر ایک پر ظاہر نہیں ہوتی اور عمدہ گواہ اس تصدیق کا مال دینا ہے کہ یہ دل میں
 جگہ رکھتا ہے اور بدوں کمال تصدیق کے ممکن نہیں ہے کہ کوئی آدمی کسی کے واسطے مال
 دیوے کو سلام اور تعظیم اور ذکر و شفاء سے پی کرنا ہے پس صاحب ایمان درست
 وہ آدمی ہے کہ یہ کام بھی کرے **وَاتَىٰ لِلْأَكِلِ** اور دیوے مال لیکن نہ اوس وقت کہ مال
 سے بے پروا اور مستغنی ہو کہ اوس وقت دینا دلیل فرمان برداری کے نہیں ہے
 بلکہ **عَلَىٰ الْحِجَابِ** باوجود دوستی مال کے کہ خود بھی محتاج اور امید زندگی کی ہے کہ
 اور صحیح البدن ہوا اور ڈرتا ہو کہ اگر اس مال کو دیدون کا تو محتاج ہو جاؤں گا اور نیز
 اوس مال کو اوس کو نہ دے جس سے امید منفعت رکھنے بلکہ فقط رضا مندی خدا کے واسطے
 خرچ کرے اور **ذَوِی الْقُرْبَىٰ** صاحبان قرابت کو تاکہ خیرات ہی ہو اور صلہ
 اور اس میں عوض اور بدلہ بھی منظور نہ ہو اس واسطے کہ اہل قرابت کی عادت ہے کہ ہرگز قرب
 کے دیئے ہوئے کو دل پس ندین اور بلکہ جعفر اول کو دو اوس کی قدر شکایت زیادہ کریں
 اور نیز آدمی ہی اس مینی کو خاطر میں نہ لاوین اور اس سبب سے اوس آدمی
 کی تعریف نہ کریں اور صاحب خیرات شمار نہ کریں پس اگر وہ کو دینی میں کسی طور
 عیوض لینا خاطر میں نہیں گذرتا علی الخصوص اوس قرابتی کے دینی میں کہ بدسلوک اور
 جفا کار ہو اور اسی سبب سے حدیث شریف میں ہے کہ بیعتی اور اور محدثین روایت
 کرتے ہیں وارد ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے کہ اپنی اوس قرابتی کو جو ہرگز دیوی
 اور نیز بیعتی نے بیان کیا ہے کہ آدمیوں نے آنحضرتؐ صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ
اتَىٰ لِلْأَكِلِ الْحِجَابِ کے کیا معنی ہیں کیونکہ ہر آدمی مال کو دوست کہتا ہو حضرت نے فرمایا
 کہ جسے پیشہ میں کہ اول مال کو اس وقت تو دی کہ دل میں تیری اس کی دینے سی خیال درازی
 عمر اور فقر کا ہوا دینی میں اس وقت تک ٹھیل نہ کرے کہ روح تیری گلے میں ہوا اور کہے

اور چونکہ پیغمبرؐ پر بھی احکام الہی ہو سکتے تھے بہت ہی مین تو ایمان لگنا کا مقدم ایمان لانے
 پیغمبرؐ پر ہوا پس جب بندہ نے ان سب باتوں کو بدل جان قبول کیا تو جو کچھ کہ تصدیق
 سے اوس کے ذمہ تھا ادا کیا لیکن اب اوس کو اس تصدیق پر گواہ لانا چاہیے کہ تصدیق
 کا دل ہر ایک پر ظاہر نہیں ہوتی اور عمدہ گواہ اس تصدیق کا مال دینا ہے کہ یہ دل میں
 جگہ رکھتا ہے اور بدوں کمال تصدیق کے ممکن نہیں ہے کہ کوئی آدمی کسی کے واسطے مال
 دیوے کو سلام اور تعظیم اور ذکر و شفاء سے پی کرنا ہے پس صاحب ایمان درست
 وہ آدمی ہے کہ یہ کام بھی کرے **وَاتَىٰ لِلْأَكِلِ** اور دیوے مال لیکن نہ اوس وقت کہ مال
 سے بے پروا اور مستغنی ہو کہ اوس وقت دینا دلیل فرمان برداری کے نہیں ہے
 بلکہ **عَلَىٰ الْحِجَابِ** باوجود دوستی مال کے کہ خود بھی محتاج اور امید زندگی کی ہے کہ
 اور صحیح البدن ہوا اور ڈرتا ہو کہ اگر اس مال کو دیدون کا تو محتاج ہو جاؤں گا اور نیز
 اوس مال کو اوس کو نہ دے جس سے امید منفعت رکھنے بلکہ فقط رضا مندی خدا کے واسطے
 خرچ کرے اور **ذَوِی الْقُرْبَىٰ** صاحبان قرابت کو تاکہ خیرات ہی ہو اور صلہ
 اور اس میں عوض اور بدلہ بھی منظور نہ ہو اس واسطے کہ اہل قرابت کی عادت ہے کہ ہرگز قرب
 کے دیئے ہوئے کو دل پس ندین اور بلکہ جعفر اول کو دو اوس کی قدر شکایت زیادہ کریں
 اور نیز آدمی ہی اس مینی کو خاطر میں نہ لاوین اور اس سبب سے اوس آدمی
 کی تعریف نہ کریں اور صاحب خیرات شمار نہ کریں پس اگر وہ کو دینی میں کسی طور
 عیوض لینا خاطر میں نہیں گذرتا علی الخصوص اوس قرابتی کے دینی میں کہ بدسلوک اور
 جفا کار ہو اور اسی سبب سے حدیث شریف میں ہے کہ بیعتی اور اور محدثین روایت
 کرتے ہیں وارد ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے کہ اپنی اوس قرابتی کو جو ہرگز دیوی
 اور نیز بیعتی نے بیان کیا ہے کہ آدمیوں نے آنحضرتؐ صلعم سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ
اتَىٰ لِلْأَكِلِ الْحِجَابِ کے کیا معنی ہیں کیونکہ ہر آدمی مال کو دوست کہتا ہو حضرت نے فرمایا
 کہ جسے پیشہ میں کہ اول مال کو اس وقت تو دی کہ دل میں تیری اس کی دینے سی خیال درازی
 عمر اور فقر کا ہوا دینی میں اس وقت تک ٹھیل نہ کرے کہ روح تیری گلے میں ہوا اور کہے

روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سائل کا حق ہے اگرچہ گھوڑے پر وارث اور گھوڑے کے گلی میں سیکل چاندی کی پڑی ہو اور نرندی میں بروایت ام مجید ہے کہ محبت کرنے والوں آنحضرت صلعم سے ہیں کہ وہ کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ سائل میرے دروازہ پر آتا ہے اور میرے پاس اس کے دینی کے قابل کچھ نہیں ہوتا فرمایا کہ جو کچھ ہو دیدے اور خالی مت پھیر اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھڑی ہو اور ابو نعیم ابن عمر سے مروی روایت کرتے ہیں کہ سائل کہ دروازہ پر آتا ہے مرد یا ایمان کے واسطے ہدیہ خدا ہے قرنی الرقاب اور وہ مالک خلاص کنی قیدیوں میں کہ مسلمان کا ذروں کے ہاتھ میں گر قمار ہوں اور یہ کہ می مال بیکر اٹکے ہاتھوں سے خلاصی دی ویا قرض دار قرضخوا ہوں کے یہاں مفید ہوں نکور و پیہ دیکر رہائی دی ہر چند یہ آدمی کہانے پینے کے محتاج نہیں ہیں لیکن مخلوقات سے رہا ہونے میں مال کے محتاج ہیں اور اس جگہ علماء عربیت کو ہمالی ہے حاصل اسکا یہہ ہے کہ قرنی الرقاب طرف ہے اور سابق ذوی القربیٰ معصوفات کے معقول ہے اور عطف طرف کا معقول بہر باوجود اختلاف نیت عمل کے مکرر دست ہوا اس اعتراض کا جواب دو طریق سے دیا ہوا اول یہہ کہ یہہ عطف مجموعی فعل پر یہہ تقدیر الی الہال فی الرقاب کے پس عطف جملہ کا ہے جملہ پر عطف کا معقول بہر باویہی طریق صاحب کشاف نے آیت لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ تَوَاطَّأْنَ كَتَائِبٌ وَّ يَوْفُوْا حُنَيْنٌ میں اختیار کیا ہے اور نصیر کہ یوم حنین مقد کیا اور عطف جملہ کا جملہ پر کیا ہوتا کہ عطف طرف زمان کا طرف مکان پر لازم نہ آوے دوسرا یہہ ہے کہ یہہ طرف معصوف ہے دوسرے طرف مخدوف پر کہ متعلق و السَّارِكِيْنَ فِيْ ہِمَزٍ وَ فِي ذٰلِكَ الْاِنْشَاءِ اور سوال عام ہے خواہ بزبان قال ہو یا بزبان حال اس مقام کے یہہ ہے کہ مدارحمت عطف کا معنی پر ہے نہ صورت لفظ پر اور یہہ باعتبار معنی کے جہت نہیں ہے اس واسطے کہ رقاب اور ما سبق صارف مال میں اور معطی نہ لینے جسکے واسطے مال دیا گیا ہے اور زمان دینے مال کا گونا گونا ہر میں یہہ داخل ہوتا ہے اور وہ نہیں ہوتے

[illegible]

۱۳۵

زیادہ لازم اون سے سمجھتی تھی یہاں تک کہ بعض صاحب صفہ کے کہ ترک دنیا اور جمع مال پر ہیبت
کی تھی اور مرنے کے وقت ایک واشرنی اونکی پتلی میں لکھی مور و عتاب اور وعید شدید کے
ہوسنے اور نکاح اور وکالت اور شرکت اور اکثر معاملات و فاسے عہد پر مبن اور بغیر اس
خصلت نیک کے ادائی حق کسی معاملہ کا بروجہ شرعی نہیں ہو سکتا اور اسی واسطے قاعدہ
تغیر کے تغیر فعل سے اسم کے بیان فرمایا اور تمام خصلتیں کہ مذکور ہوئیں کہ قسم نیکی سے
مبن چند بیان کی ہیں وَالصَّابِرِينَ یعنی یاد کرو تم صبر کرو مولوں کو کہ انکے حق میں
آیت غفریب و بشر الصابرين میں کیا کچھ بشارت گزری ہے اور کس مرتبہ نیکی میں ہیں
خصوصاً جب کہ صبر کا تمام سختیوں کا گہرنے والا ہو پس صبر کو تم فی البأساء شدت
و فقر میں رشوت چکھنے سے باوجود یکہ جذان حسیل چ نہیں رکھتے ہو صبر نہیں کر سکتے
وَالضَّعِيفَ اَحوال مرض اور درد و رنج میں نہ مثل تمہارے کہ ایک قسم کے کھانے سے
اگرچہ لذت و نفیس ہو تنگ ہو کر کہتے ہوں نصبر علی طعام واحد یعنی ہرگز ہم صبر نہیں
کر سکتے طعام واحد پر و جِئْنَا الْبَاسِ اور وقت لڑائی کے کہ نیر مخط غلہ اور آب اور
نیر بجوم و دشمنوں کا اور اوکا خوف اور نیر خنیت بدنی اور بخوابی اور زخم تلف اعضا کا
ہوتا ہے نہ مثل تمہارے کہ کہاتے اذْهَبْ اَنْتَ وَرَبِّكَ فَقَاتِلْ اِنَّا كُنَّا قَاعِدُوْنَ
یعنی تم اور تمہارا رب چلے جاؤ اور لڑو ہم تو اس جگہ بیٹھے ہیں اور جس آدمی نے ان تینوں
حالتوں میں پیشہ صبر اختیار کیا تو اسکا صبر کامل ہوا اس واسطے کہ مصیبتیں جو انسان پر
آتیں ہیں اور وقت امتحان کے صبر ہو یہی تین قسم ہیں اول نقصان مال کہ آخر اسکا
شدت فقر ہے دوسرے نقصان بدن کہ مقدمہ اسکا درد و رنج و بیماری و زخم و عدا
ہے تیسرے جان کی ہلاکت کہ اکثر وقت خطرہ لڑائی کا ہے اور نیر جاننا چاہیے کہ
ان آدمیوں کا صبر فقط اطاعت الہی کے واسطی ہے ورنہ افراد بشر باعتبار دلیلی طبیعت
کے بعض ان مصیبتوں میں سے بڑا نہیں کرتے مثلاً بعض آدمی بالکل لڑائی میں
خون نہیں کرتے اور تھوڑی بیماری سے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور بعض آدمی
حالت فقر میں ثابت قدم رہتے ہیں اور لڑائی کے نام زد ہو جاتے ہیں

مصحح القرآن

پیشہ کر دیا اور اس کے

خدا بیجا کی قسم

فائدہ پہنچانے والے

پیشوایان و سربراہان

کے لیے ایک اور دعا

جہاں

پاکستان کے لیے

١٤١٢

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

۱۰۰

میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہے

پیش روین ذوالو
محمّد

مکتبہ عربیہ اسلامیہ

عبدالله بن محمد

بہارِ نبویؐ

تاریخ

سربراہان

is

صفات برتقا صا کرتا ہے کہ یہ بھی مرفوع ہو اہل عربیت نے کہا ہے کہ اس نصب کے علی المرح و
الاختصاص کہتے ہیں جب منجملہ اور صفات میں سے ایک صفت کی زیادہ شرافت اور عظمت
منظور ہو کرتی ہے تاکہ اول سے متمیز ہو جائے تو اعراب میں امتیاز دیتے ہیں اور صبر سخیون میں
اور ژرانیون میں صفت عمدہ ہے اس صفت کو مابقی سے امتیاز دینا ضرور تھا اس واسطے
اسکے اعراب کو اعراب مابقی سے تیز کر کے رفع سے نصب کیا گیا اس طرح فرمایا ہے کہ ہم
صاہرین کو مرجع عظیم اور کمال نیکی سے خاص کرتے ہیں اور ابو علی فارسی نے کہا ہے کہ جو
چاہے کہ صفت باے بیار کو مقام مرجع اور بھو میں ذکر کرے پس مقتضایے بلاغت کا
یہ ہے کہ اعراب اون صفات کو مختلف لاوے اور سب کو اس کے موصوف کی برابر
جاری نہ کرے اس واسطے کہ مقام مرجع اور بھو محل اظناب اور مبالغہ کا ہے اور جب اعراب
مختلف ہوئے معنوں میں اظناب حاصل ہوا اس واسطے کہ کلام صورت اختلاف اعراب
میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی طرح کا کلام ہے اور اگر اعراب مختلف نہ ہو تو مجموع
ایک جملہ ہوتا ہے اور بعض محققین نے وجہ اختلاف حرکت کی کہ کیون مبالغہ مرجع و بھو
میں ہوتا ہے بیان کی ہے کہ اصل مرجع اور بھو کلام سامع سے ہے اس واسطے کہ
جب ایک شخص نے کسی کا ذکر کیا کہ فلا نے ایسا کیا اکثر شنیف نام کے سے اس کے
مرجع اور ثنا کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا اچھے آدمی کا ذکر کیا یا وہ کیسا عاقل ہے اور کیسا
قابل ہے یا ایسے ہی بھو اور ذم کرتا ہے پس وقت مرجع اور بھو کے منظم چاہتا ہے کہ اپنے
تین سامع قرار دیکر اسی طریق سے گفت گو کرے لہذا اختلاف اعراب دلیل مرجع اور ذم
کی ہوتی ہے کہ حدیث شریف میں ہر دہانت ابن مردودہ اور عبد بن حمید کے دارچاہے
کہ ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ ایمان کیا ہے حضرت
ابوذر نے یہ آیت پڑھی اوس مرتبہ کہا یہ آیت میری سوال کا جواب نہ ہوئے
حضرت ابوذر نے کہا کہ اس طرح ایک آدمی نے انحضرت صلعم سے سوال ایمان کا کیا
اور انحضرت صلعم نے یہی آیت تلاوت کی اور وہ بھی مثل تیرے رہی ہوا انحضرت صلعم
نے اوس آدمی کو فرمایا کہ پاس جب نزدیک آیا ارشاد کیا کہ جب تجھ سے نیکی سرزد ہو

بعض ائمہ نے کہا ہے کہ غلام کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

اور اگر غلام کو بیعت نہ کرے تو اس کا مالک اس کو بیعت کرے اور اس کو عتق کرے

غلام کے عوض میں قصاص ہو سکتا ہے بشرطیکہ غلام اس کا مالک ہو اور مرد و عورت کے عوض میں باجماع مارا جاسکتا ہے اور اکثر مفسرین نے کہ قتل کو بطریق تغلیب کے شامل مقتولوں اور قاتلوں کی کیا ہے اور برابر کرنا مقتولوں کا قاتلوں سے مراد لیا ہے مفہوم مخالف میں متردد ہوتے ہیں بعضے مشاخی اپنی مذہب پر اسکو دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آزاد کو بمقابلہ غلام مارنا چاہیئے اور حق یہ ہے کہ اس مذہب پر مفہوم مخالف سے استدلال کرنا مناسب نہیں ہو سکی کہ اگر یہ معنی مراد ہوں تو اس کے عکس بھی مراد ہو سکے اور وہ خلاف اجماع ہے اور نیز جبکہ عورت دوسری عورت کے برابر ہوئی اور لونڈی بی بی برابر پس اگر غلام اور آزاد میں فرق کیا ہے تو چاہیئے کہ لونڈی اور آزاد عورت میں بھی فرق کریں اور ماوجود اسکے یہ مفہوم مخالف مرد اور عورت کسی طور درست نہیں ہو سکتا اور نیز مناقض عموم آیت انفس انفس کی ہے اور منافی حدیث اسلام کی ہے و ما ہم کی ان اگر چند آدمی ایک آدمی کو مار ڈالیں تو اس کے عوض یہ سب مارے جائیں گے ہوا سقے کہ ہر ایک لون چند میں سے قاتل اس ایک کا ہے پس غیر قاتل نہ مارا گیا اور یہی معنی قول حضرت امیر المومنین عمر فاروق کے ہیں کہ لوقما لا علیہ اهل صنعاء تقتلہوا اور نیز جانا چاہیئے کہ حکم قصاص سے چند صورت خارج اور مستثنیٰ ہیں۔ اول یہ کہ مسلمان کا زحری کو مارے تو بالاجماع اس سے قصاص نہیں ہے دومی یا صلح والے کو مارے تو قتلاف ہے شافیہ کے نزدیک اس صورت میں قصاص نہیں ہے اور خفیہ کے نزدیک ہے لیکن حدیث صحیحہ کہ تقتل المسلم بکافر مؤید قول شافیہ ہے دوسرے یہ کہ مسلمان نے دوسرے مسلمان کو خطا سے مارا ہو اسکے دو طریق ہیں اول یہ کہ معرفت میں خطا کرے اور اس مسلمان کو بسبب تشکیل اور لباس اور ہمراہ ہونے کفار کے کا زحرا گوارے دوسرے فعل میں خطا کرے مثلاً تیرا گولی شکار پر مارے اور درمیان میں سے مسلمان گزرا اور اس کے تیر لگ گیا اور مر گیا ان دونوں صورتوں میں قصاص نہیں آتا بلکہ خون بہا واجب ہوتا ہے جیسے سورہ نساء میں مذکور ہے تیسرے یہ کہ باپ یا مان نے لڑکے یا لڑکی یا پوتے یا نواسی کو مارا اس صورت میں بھی

۱۶۴

ترجمہ تفسیر عزیزی

قصاص نہیں ہر خون بہا لینا چاہیے جو تھے یہ کہ مالک غلام یا لونڈی کو مار ڈالے اور اس صورت میں نہ قصاص ہے اور نہ خون بہا لیکن کفارہ دینا مالک پر لازم آتا ہے اس جگہ کئی سوال جواب طلب ہیں اول یہ کہ مخاصم کلام کے کون آدمی ہیں اگر قاتل ہیں پس اوہی ہیں پس وہی موافق شرع کے مختار ہیں چاہیں قصاص لین یا معاف کر دیں بلکہ بدلہ لینا یا نہ لینا اس معاف کرنا بہتر ہے اور اگر ان دو گروہوں کے علاوہ ہیں تو کون مردم ہیں اور باوجود اسکے دوسرے پر بالاتفاق مقدمہ خون میں کچھ چیز واجب نہیں ہوتے نہ دیت دینا اور نہ قصاص لینا اسکا جواب یہ ہے کہ قصاص کے معنی برابر کرنا ہے اور رعایت برابری کے مقتولوں میں سب مسلمانوں پر واجب ہے اس طرح کہ جب واجب قصاص کی شرطیں جمع ہوں اور ان کو جائز نہیں ہے کہ اوس وقت رعایت برابری کی نہ کریں قاتل کو یا تم نفس واجب ہوتا ہے اور رعایت برابری اور وارث مقتول کو بھی مطالبہ رعایت برابری کا چاہیے نہ زیادتی اور بادشاہوں اور حاکموں کو بھی مارنے میں برابری چاہیے پس مخاطب اس خطاب کے تمام مسلمان ہیں لیکن چونکہ کسی کا کہنا بغیر تائید حاکم کے پیش نہیں جاتا اس واسطے کہہ سکتے ہیں کہ مخاطب اس کلام کے فقط حاکم ہی ہیں دوسرے یہ کہ ظاہر آیت تقاضا کرتی ہے وقت لینے خون کے رعایت برابری واجب ہے لیکن عوض خون کے خون لینا اس آیت سے نہیں سمجھا جاتا جواب اسکا یہ ہے ہاں البتہ یہ مضمون اس آیت سے سمجھا نہیں جاتا اور آیت کے دلالت وجوب معاوضہ خون پر کہ آیت دوسری ہے سورہ مائدہ میں کہ النفس بالنفس اور باوجود اسکے کہہ سکتے ہیں کہ مراد برابری سے کہ اس آیت میں جواب ہوئی ہے برابری فی القتل ہے اور برابری در قتل صفت قتل ہے اور صفت وجوب کرنا مقتضی وجوب کرنی اوس ذات کی ہے کہ موصوف ساتھ اوس صفت کی ہو پس وجوب قتل اس آیت سے اس طور مفہوم ہوا لیکن شرائط وجوب جیسی مطالبہ وارثوں کا خون کو اور بھنا قتل کا جنس عمدہ سے بلاشبہ درکار ہے تیسرے یہ کہ برابری قتل سے

[illegible]

مفہوم ہوتا ہے کہ کیفیت قتل میں برابری بن جائیے مثلاً قاتل گ سے جلایا گیا ہو تو اسکو بھی جلانا چاہیے اور اگر پانی میں غرق کیا گیا ہو تو اسکو ابید میں ڈبونا چاہیے اور اگر ماتھہ پاؤں میں قطع کئے گئے ہوں دیا کچھ نکالی گئی ہو دیا کان اور ناک اوکھاڑی گئی ہو تو ایسی قسم سے قاتل کو بھی مقتول کرنا چاہیے جیسا کہ حدیث شریف میں بروایت بخاری واقع ہے کہ زمانہ حضرت صلعم میں یہودی خبیث نے ایک دختر الفار کو واسطے لینے زیور کے فریب دیکر جنگل میں لے گیا اور اس کے سر کو بہر سے پھوڑ ڈالا آنحضرت صلعم نے اس یہودی کو بعد اقرار کے اسی قسم کے مارنے کو فرمایا اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مذہب ہے اسکا جواب یہ ہے کہ رعایت برابری کیفیت قتل میں ہر اہل بیت سے مفہم نہیں ہوتی اس واسطے کہ فی القتل فرمایا ہے نہ کہ فی القتل اور باوجود علی العموم کے رعایت برابری کیفیت قتل میں ہو بھی نہیں سکتی مثلاً کسی شخص نے ایک آدمی کو جادو کر کے مارا اسکو جادو سے نزدیک شافیون کی بھی نہیں ارکتے اس واسطے کہ جادو فعل حرام ہے اور ایسے ہی اگر بچہ صغیر کو بسبب لواطت کے مارا اسکو بھی طرح سے نہیں ارکتے بلکہ تلوار سے بٹان جو کہ حبث شریف میں منقول ہے بقدر دلالت کرتا ہے کہ رعایت برابری کے کیفیت قتل میں واسطے تشنی و ازالہ مقتول کی بہتر ہے چوتھے یہ کہ اگر قاتل نے اپنے اس فعل سے توبہ نہ کی اور ترک توبہ پر اصرار کیا پس اس پر قصاص کا وجہ جب کرنا معقول ہے کہ ایک طرح کا خدا ہی عرض گناہ کی جانب خدا سے اور اگر نہ قتل سے توبہ کی اور ضمانت کی پس اس پر قتل واجب کرنے میں کیا حکمت ہے ظاہر ہے کہ بعد توبہ کے عقوبت نہیں ہو سکتی اسکا جواب یہ ہے توبہ کی عبارت نہ امت ماضی پر اور نہ ماضی پر ترک گناہ مستقبل میں بھی کام دل ہے خلق کو اس پر اطلاع نہیں ہوتی اگر توبہ کو مانع لینے قصاص سے کرے ہرگز حکم قصاص جاری نہوتا ہر قاتل بعد قتل کے کہے گا کہ میں نے توبہ کی اور اس جگہ نہیں کہہ سکتے کہ جھوٹ بولنا خلق سے اکثر ہوتا ہے خالق حال باطنی سے خبردار ہے اس واسطے کہ فرضیت قصاص لینے کی خلق پر ہے پس ترک قصاص میں اطلاع خلق کے قبول توبہ پروردگار سے اور باوجود اسکے تحقیق کرنے

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

۱۱۲

کہا ہے کہ حقیقت تو یہی کہ حقوق عباد میں یہ ہے کہ باوجود مذمت اور ترک گناہ کی صاحب
حق کو بھی راضی کرے اور رافضی ہو نا صاحب حق کا اس جگہ تسلیم نفس قصاص کے لئے
ہو سکتا ہے اور نیز وجیب کرنے قصاص میں تاؤ بہت حکمتیں ہیں اول حق قاتل
میں اس لئے کہ وہ پہلے سے جانتا ہے کہ اگر مینے کسی کو مارا تو اس کے قصاص میں مار
جاؤنگا اور عذر تو بسموع نہ ہوگا یہ جانتا اوسکو مان خون ناحق سے ہر گا دوسرے
حق وارث مقتول میں کہ تشفی اوس غم کشیدہ اور آفت رسیدہ کے بہتے تیرے
تمام آدمیوں کے حق میں کہ عبرت پرکریں گے اور ایسے افعال بد سے باز رہیں گے
اور باوجود اسکے بدلہ خون کا لینا واجب نہیں ہے پس اگر وارثان مقتول قاتل کو دیکھنے
کہ تو بعض کے اور تو بعض برون حاضر ہونے پاس وارثان مقتول اور اقرار کرنے
گناہ یا بسبب دینے مال اور یا برائے کسی کار کے اون کو راضی کرنے بغیر نہیں ہوتی
البتہ خیال خون او سکے سے گذرین گے اور معاف کر دیئے اور اگر بسبب حاجت کے
مال میں رغبت کرنیے یا کسی اور منفعت میں تو اوسکو قبول کریں گے لیکن قاتل کے
خون سے درگذرنے اور معاف کرنے کی دو صورت ہیں ایک یہ کہ تمام وارث فقط
ثواب آخرت کے واسطے بغیر عوض مال اور منفعت کے قاتل کو معاف کریں ایسی صورتیں
خود شریعت میں ذمہ قاتل پر کوئی چیز نہ ہے مگر یہ کہ شکر اس نعمت کا زبان و دل سے
کرے اور ہمیشہ ان کے حق میں دعای خیر کرے دوسرے یہ کہ معاف نکرین بلکہ ہنوز مظالم
پر کہیں اس صورت کی شریعت میں بعض حکام مقرر ہیں فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ جُحُوشٍ أَوْ سِكِّتَ
دَعْوَاهُ يَأْتِيَنَّ مِنْ رَحْمَةٍ بَيِّنَاتٍ دِينَكَ لِيَكُونَ مِنَ الْعَافِينَ یعنی کچھ تھوڑے بائیں طور کہ بعض وارثوں
نے معاف کیا اور بعض نے نیکیا اور چونکہ خون ایسے شے ہے کہ منقسم نہیں ہو
سکتا بعض حصہ مارا جاوے اور بعض نہیں ایسی صورت میں حکم مشع یہ ہے کہ
قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور جن وارثوں نے کہ معاف کیا ہے اپنے حصہ کے
موافقت دیت لیکن یا تمام وارث مقتول خیال خون سے درگزین نیکیں جو مال کہ
بقالیہ مقرر کیا ہو یا بخواریت ہو یا زیادہ یا کمتر اور ان دونوں صورتوں میں عفو کامل نہیں

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

یہ مقبول سہولت

کہ وہ قاتل سے مطلق بری الذمہ ہو لیکن جو چیز کہ بائیں اسکے گردن پر باقی رہے فاقبتل
پس تالغ مرضی معاف کرنے والے کے ہے جو کچھ اوسکی مرضی ہو قبول کرے بالذمہ
اور یہاں پر کہ مروج اور معمول شرع ہے معاملات اور معاوضات میں نہ اوس طوکر کہ خلاف
شرع ہے مثلاً وارث مقتول کی کہ تیرے خون سے گداز بشرطیکہ اپنے پسرو کو میرا غلام
کر دے یا تیری دختر سے زنا کر دے یا میرے واسطے شراب پیار کرے یا نماز و روزہ
ترک کرے یا میرے واسطے فلاںے کو مار ڈال یا بہرنی اور چوری کر کے اسقدر مال لا
پس یہ سب شرطیں مردود اور غیر مقبول ہیں اور متابعت اوسکے مرضی کی نہ چاہیے
وہ اور نیز قاتل کے ذمہ واجب ہوتا ہے ادا کرنا اگرچہ چیز کا کہ قبول کیا تھا لکن یہ
اوس معاف کرنے کے طرف نہ یہ کہ حاکم دیا قاضی اور وکیل کو رشوت دیکر اوسکو مجرم کہے
اگرچہ اوس قاتل کا خراج کرے اور چاہیے کہ ادا کرنا ہو یا احسان نیکی اور سلوک اور قبول
منت سے نہ کہ ترش رُوئی اور خلاف وعدگی اور دیکر نے میاں و مقرر سے یا قدر مقرر سے کم
یا بجائے کہروں کے کہوٹے اس واسطے کہ ذلالت یہ یعنی قبول عفو خون وارثوں مقتول
کی طرف سے ایک نعمت خاص تمہارے واسطے ہے کہ یہودیوں کے شریعت میں نہ
اس واسطے کہ اوبھی شریعت میں خون کی عوض خون ہی لینا مقرر تھا اور شریعت
نصاری میں خون بہا لینا مقرر تھا پس یہ وسعت بڑی ہے کہ اگرچہ اہو مفت ثواب آخرت
کے واسطے معاف کر دے اور اگر مال کی حاجت ہو خون بہا لو اور اگر خواہ نخواہ تشفی و شمتی
اور غصہ کے چاہو مار ڈالو تخفیف تمہارے پر تکلیف شرعی ہلکے کرنی ہے میں کہتے کہ
تمہارے پر درد و گارسے و رجحان اور مہربانی ہے اوس جناب سے قاتل پر یہی کہ
مقتول کے وارثوں کی خوشامد کر کے معاف کر لے یا خون بہا لینے پر راضی کر کے
زندہ رہ سکتا ہے اور وارثان مقتول پر یہی کہ اگرچہ میں مال لین اگر حاجت ہو
اور اگر ثواب آخرت کے طالب ہوں تو یہی حاصل کر سکتے ہیں فمیں اعتدالی
پس جو شخص کہ تجاذر کرے بعد ذلالت بعد اس تخفیف اور رحمت کے اس طرح کہ ایک کئی
عوض کئی آدمیوں کو مار ڈالی یا غیر قاتل کو یا اول قاتل کو عفو یا قبول دیت پر مطمئن کر کے

۱۴۵

مارڈ والے یا قاتل ادای دیت میں عام سانحہ کرے یا خلافت وعدہ کے کرے یا قدر مقرر سے کم ذریعہ یا کھرون کی عوض کھوٹی دی فلک عذاب الیم تو اسکے بعد اسکے واسطے عذاب درد دہندہ ہے آخرت میں حدیث شریف صحیح میں بروایت بیہقی وارد ہے کہ جس کی سبب قتل یا نقصان جسم کے کسی کے ہاتھ سے آفت پہنچے ہو پس اوس مقتول کے وارث اور صاحب جراحہ کو تین چیزوں میں اختیار ہے یا قصاص لے یا فدیہ لے یا معاف کر دے اور اگر ان تین چیز کے سوا چاہے پس اسکے دوزخ ہاتھ پکڑ لو اور کرنے نہ دے اور اگر بالفرض نقدی کر کے کچھ عمل میں لایا فلک عذاب الیم خال الدین فھما ابدان اور نیز ابن جریر اور محمد بن روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا اعطانی احد قتل بعد اخذ الدیر یعنی میں معاف نہ کروں گا اوس شخص کو کہ بعد لینے خون بہا کے قاتل کو ہارے گو وارث قاتل کا معاف کر دے سو سہمی کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے فممن اعتدای بعد ذلک فلک عذاب الیم اگر تمہارے کسی کی خاطر میں گزرے کہ ان احکام میں وجہ تخفیف اور رحمت کی ظاہر ہے کہ عفو کو جائز نہ کہنا قاتل کے حق میں بھی ہوتا ہے کہ زندہ رہے وارث اور مقتول کے پی کہ اوس کا کشتہ زندہ نہیں ہو سکتا ثواب آخرت بھی کیوں کہو یا اور ایسے ہی خون بہا کے لینے میں کہ فی الحال وارث مقتول کو وسعت فی المال وخرج حاصل ہو اور اسکے کام روا ہوں اور یہی قاتل کو عبرت اور سزا ہو کہ آگے کو خون ناحق نہ کریگا لیکن قصاص لینے میں تخفیف اور رحمت ظاہر نہیں ہے کہ گویا بنیان ربانی کی جڑ اوکھاڑنا ہے اور باوجود اسکے تلف جان ہے کہ بعد مرے کے راہ ترقی فی الآخرت اور ثواب کا حاصل کرنا اور مافات کے تدارک کرنے کا بند ہو جانا ہے اور منافع دنیوی بھی کہ وجود انسان سے متوقع ہیں معدوم ہو جاتی ہیں ہم جواب دیتے ہیں کہ اگر قاتل کو تو ایجاب قصاص میں تمام تخفیف اور رحمت ہے اگر قصاص واجب نہ کرتے نعمت عفو کی قاتل کو کس طرح معلوم ہوتی اور وارث مقتول کو ثواب آخرت کیونکر حاصل ہوتا اور ایسے ہی قاتل کا دیت کا دنیا کیونکر سبک ہوتا اور مقتول کیونکر مال و قوت سے مطالبہ کر سکتا اور باوجود اس کے اگرچہ قصاص

[illegible]

میں ایک جان جاتی ہے لیکن بہت سی جانیں محفوظ رہتی ہیں و لکنہ فی القصاص ص ۱۰۱ اور
 مسلمانوں کے بارے میں قصاص میں ایک طرح کی زندگی ہے کہ تم اوسکو سمجھ نہیں سکتی اوسو سہلی
 کہ قاتل کو جب قصاص میں مارین اور وہ اپنے نفس کو تابعداری اور فرمان برداری خدا
 کے سبب و اثران مقتول کے سپرد کر دے تاکہ آخرت میں نجات گناہ سے پاک
 اوٹھے اور عذاب دوزخ سے رہائی پاوے اور حیات ابدی پاوے بلکہ قبر میں معاملہ
 رحمت اور عفو کا اوس کے ساتھ واقع ہو اور روح اور رحمت اوسکی نصیب ہو
 پس اس طرح کا مارا جانا اوسکے حق میں فقط انتقال اس دارالآلَم سے طرف
 دارالرحمت کے ہو اور مقتول کا بسبب اسکے کہ اوس کے عوض لیا گیا اور مزارِ انجان
 نہ گیا بلکہ پہلے لوگوں میں نام اور مرتبہ ہو اور اوسکے عزت زیادہ ہو اور مثل مشہور ہے
 کہ ذکا الفقی عیشتہ الثانی یعنی یادگاری جوان کی دوسری زندگی ہے اور اوسکی
 روح کو سبب اس سبب سے کہ ناحق مارا گیا تھا نہ اُس عالمِ قبر میں فارغ البالی سے
 گذرنا ہے اور تلخی اوس جہان سے ملکہ نہیں ہوتا اور و اثران مقتول کو یہی عزت و
 جاہ زیادہ ہو کہ عوض کشتہ کے قاتل کو مارا اور غم و رنج بھی کم ہوا اور تشریفِ غصہ سے
 حاصل ہوئی اور قیامِ قاتل کو یہی و اثران مقتول کے طرف سے اطمینان حاصل
 ہوا اور نہ جسکو پالتے مار ڈالتے جیسا جاہلیت میں تھا اور اب بھی بعض فرقہ ایسا ہی
 کرتے ہیں کہ بعد وقوع ایک خون کے دو نو طرف سے پشتون تک گشت و خونی
 جاری رہتی تھی اور ایک جانب دوسرے مطمئن ہوتے تھے اور زندگی دو نو طرف
 کے کمال تلخی سے گذرتی تھی اور قصہ مہلبیل کا اپنے پہانی کلیب کے عوض ہزار روپے
 کو مارا اور قبیلہ بکر بن وائل کو قریب بلفنا پوچھا یا تو ارنہ عرب میں شہر رہے
 اور نیز کو ہستانی اخاؤن کا اور راجپوتوں اور دہقانوں کا معمول ہے اور تمام
 آدمیوں کو عبرت اور سزائش ہوئی کہ قاتل ناحق کا یہ حال ہو گا پس جس کی کو
 بسبب غلبہ قوتِ غضب کے قتل ناحق کا خطرہ دل میں گزری تو یہ عبرت اوس کو
 قتل سے منع ہو اور خود بھی زندہ رہے اور جسکو مارنا چاہتا تھا وہ بھی زندہ رہے پس

[illegible]

ترجمہ نقیصہ عرفانی

۱۷۷

مشرع ہونا اس حکم کا بالکل محبت اور باعث زندگی عامہ خلائق کا ہے لیکن اسی طرح کی حیات کو تم دریافت کرو یا آدمی اگر کلبا کلبا کے صاحبان عقل کہ منہ سخن کو دریافت کرتے ہو اور اسکے پوہست پر قناعت نہیں کرتے اور حقائق کے باطن کو دیکھتے ہو اور اس کے ظاہر برکتفا نہیں کرتے نہ وہ لوگ کہ عقل خالص نہیں رکھتے اور قصاص کو فقط ازلاف جان سمجھتے ہیں اور اس حکم کو مشروع فقط اس واسطے فرمایا ہے کہ کفار و منافقین کہ شاید تم اپنی افراط غضب سے پرہیز کرو تا کہ غضب خدا سے محفوظ رہو اور بنیان اپنے رب کو بنا موجب ہدم نہ کرو اور اپنے تین اور غیر اپنے کو تلف سے نگاہ رکھو اس کے بعد بحث میں اول یہ کہ از روئے قواعد دین کے مقرر ہے کہ اگر مقتول کو کوئی قتل نہ کرنا ہوتا اپنی موت سے مرنا اس واسطے کہ جو مقتول اسکے ہی طرح ہے اور اس واسطے کہ کوئی شخص ارادہ کسی کے مارنے کا کرے اور بسبب خوف قصاص باز رہے تو اہستہ یہ آدمی اپنی موت سے مرے گا اگرچہ اس شخص نے نہ مارا اس واسطے کہ جو وقت اس کے قتل کا قرار دین وہ ہی وقت اس کے موت کا ہے پس قصاص کے مشروع ہونے سے حصول زندگی کیونکہ متصور ہو سکے اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے واسطے ایک سبب معین فرمایا ہے کہ وجود اور عدم اس شے کا اس سبب پر موقوف ہے اگر سبب موجود ہو تو چیز بھی موجود ہو ورنہ نہیں اور مشروع ہونا قصاص کا بھی اسی طور سبب زندگی کا ہے کہ بسبب خوف قصاص کے اس کے مارنے سے باز رہا اور وہ اور کچھ دو لا زندہ رہیں مانند تمام اسباب کے اور جو کوئی منکر اسباب کا ہو مخالف عقل اور شعاع اور عرف کے ہے اور عند الذموم اور عند الناس قابل ملامت ہوتا ہے اور اس طرح کے مشہور سمیت اسباب میں آتے ہیں لیکن سبب معرفت قضا و قدر کہ سلسلہ اسباب اور مہمات کا اوہ نہیں سے مربوط ہے منفی ہو جاتے ہیں دوسرے یہ کہ اس مضمون کو عرب والے قرآن شریف کے نزول سے پہلے ہی جانتے تھے اور تفسیر مختلفہ میں تعبیر کرتے تھے بعضوں نے کہا قتل البعض ایما للجم یعنی قتل کرنا بعض کا سب کے واسطے زندگی ہے اور

کلام بدخال ہے کہ نفی دونوں طرف قتل سے محیط ہے دسویں یہ کہ آیت مثل دوا اسم اور ایک حرف
پر ہے اور مثل مشہور تین اسم اور ایک حرف ہوا اگر تعریف کو شمار کریں پس آیت میں ایک بار ہے اور مثل
مشہور میں دو بار اور اگر تخوین کو بھی شمار کریں تو حرف برابر ہو جاتے ہیں لیکن زیادتی
اسما کی مثل مشہور میں رہتی ہے علاوہ یہ کہ انخل التفصیل کو جب بغیر لام اور فصاحت
کے استعمال کریں تو میں تفضیلیہ خواہ مخواہ مقدر ہوتا ہے پس تقدیر کلام مثل مشہور
کی اس طور ہوگی القتل انفی القتل من کل شیء پس اختصار کہاں رہا تیسری بحث
یہ ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ حیات اور زندگی آدمی کی حیثیت کہ ہو مطلوب شرع
تھی اور اسی واسطے ذکر خبر مردہ کو متعجب رکھا ہی اور اسکی جانشینوں کو تا یکد فرمائی
کہ دوستوں اور اسکی قارب کی مراعات کریں بلکہ اسی واسطے میراث اور وصیت اسکی
واسطے جاری رکھیں کہ بعد اسکی موت کی خاندان کی زندہ رہنے کا باعث ہے اور
لہذا کُتِبَ عَلَیْکُمْ فَرَضُ کیا گیا تمہارے پرے مسلمانو ہر خند کہ یہ حکم مقتضائے ایمان
کا نہیں ہے تاکہ تمکو اس حکم سے کیا ایھا الذین امنوا خطاب کیا جاوے اسواسطی
کہ مال داروں کے واسطے چھوڑنا عادت جلی ہر انسان کی ہے اور اسی واسطے ہر فرقہ
میں مروج اور معمول ہے لیکن تمپر لازم کیا جاتا ہے اِذَا حَضَرَ أَحَدُکُمْ الْمَوْتُ
یعنی جبوقت تمہارے میں کسی کا وقت موت حاضر ہو اور اسکی علامات مثل ساقط ہونے
قوت کے ظاہر ہوں اور مرض اس حد کو پہنچی کہ طبیعت مغلوب ہو جاوے لیکن اِنْ
تَرَکَ حَیْئًا اِذَا مَلَکَ سَقَدْرَ چھوڑا ہو کہ خرچ تکفین و تجہیز اور لوازم ماتم داری اور ادائے
فرض سے زائد ہو اَلْوَصِيَّةُ لِلَّذِيْنَ وَاَلَا فَرِيْضٌ وَصِيَّتْ کرنا ماباپ اور اور شتہ داروں
کو اسطرح کہ میرے ماباپ کو اسقدر دینا اور فلانے رشتہ دار کو یہ اسواسطی کہ معمول اور مروج
یہ ہے کہ جبوقت آدمی مرتا ہے اسکے مال پر اسکی فرزند اور عورتیں متصرف ہوتے ہیں
اور ماباپ اور دیگر رشتہ داروں کو کچھ بھی نہیں دیتے حال آنکہ شریعت میں ماباپ کا
حق مقرر ہے اور اور رشتہ داروں کا بھی جیسے آوا - آدمی باوجود فرزندوں کے
لیکن یہ لوگ پاس شریعت کا نہیں کرتے اور مردہ کو زیادہ تر مودہ جانتے ہیں اور بعض

کے حال انکے موافق شرع کے وصیت کثرت واجب نہیں ہے نہایت درجہ یہ ہے کہ مستحب اور مندوب سے اسکا جواب یہ ہے کہ وصیت کبھی واجب بھی ہوتی ہے مثلاً اوس شخص کے ذمہ قرض ہو اور تمکک گواہ ہو اور وارثوں کو بھی قرض کی خبر نہیں ہے یا اسکے پاس کسی کی امانت ہو یا مال میں ملی ہوئی ہے اور وارث مطلع نہیں تاکہ صاحب امانت پاس پہنچا دیں اس صورت میں وصیت بالاجماع واجب ہوتی ہے اور اسی قسم کی وصیت حدیث صحیحین میں بروایت ابن عمر وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مرد مسلمان کو لائق نہیں ہے کہ بقدر تین رات او سپر گزر جاوین اور اوس کی پاس وصیت نامہ موجود نہ ہو یا ان یہ وصیت کہ اس جگہ مذکور ہے اب واجب نہیں ہے شرع اسلام میں واجب بھی اسوطی کے احکام فرائض اور رشتہ داروں کے حصے مال مردہ سے رائج اور معمول نہی آدمی مردہ کا سارا مال عورت اور بچوں کا حق جانتے تھے اور اباب اور داد ادا دی بلکہ بہائیوں کو بھی باوجود دختر و ن اور نواسوں نہیں دیتے تھے اور وصیت مردہ کی اونکی ذہن میں قدر عظیم تھی اور سمجھتے تھے کہ خلاف وصیت کرنا گویا مردہ پر ظلم کرنا ہے اور تکلیف دینا اسوطی اور سوقت یہ حکم واجب ہوا اور اب کے احکام فرائض رائج اور معمول ہوئی اور ہر کس ناکس اور نکو جانتا ہے پس حاجت وصیت کی نہ رہی اور اب حکم یہ ہے کہ رشتہ دار مردہ کے اوسکے وارث ہوں اپنی حصہ لی لیں اور باقی سے وصیت جاری ہو جیسی کہ صحیحین میں وارد ہے الا ان الله تعالى قد اعطى كل ذي حق حقه فلا وصيته لوارث اور رشتہ دار مردہ کے بسبب مانع کی میراث سے محروم ہیں مثلاً اباب مردہ کے کافر ہیں اور یہ مسلمان غلام اور لونڈی میں اور یا بسبب سرور وارث کے محروم ہیں جیسی نواسہ باوجود بہائیوں اور چچا بیٹوں کے پس اس صورت میں اونکی اسوطی وصیت مستحب ہے لیکن اگر تیسرے حصہ مال سے وصیت ادا ہو جاوے فہما والا جب قدر ادا ہو ادا کرے لیکن تیسرے حصہ سے زیادہ دینا بدون رضا عندی وارثوں کے صحیح نہیں ہے اور یہی حکم اوس وصیت کا ہے کہ اجنبی اور دوستوں و اقرباء و دشمنان کے واسطے ہو دوسرے یہ کہ روایات میں بہت صحابہ نے

[illegible]

ان ترک خیل کی تفسیر قرعین مال سے کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے
 ساٹھ دینار چھڑے تو اسکو ترک خیرا نہیں کہتی اور بیہقی حضرت امیر المؤمنین علی کرم
 وجہہ سے روایت کرتا ہے کہ وہ اپنے غلام آزاد کئے ہوئے تھے پاس وقت موت کے
 تشریف لے گئے اور اسے عرض کیا کہ یٰن چاہتا ہوں کہ وصیت کروں فرمایا کہ تیری
 پاس کس قدر مال ہے اسنے کہا کہ چھ سو یا سات سو درم ہیں آپ نے فرمایا کہ اس قدر مال
 کو ترک خیرا نہیں کہہ سکتے وصیت نکر اور مال اپنی وارثوں کے لئے چھڑا دینا حضرت
 ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ سے کہنے پوچھا کہ میں چاہتا
 ہوں کہ وصیت کروں فرمایا کہ مال کس قدر ہے کہا کہ تین ہزار یا چار ہزار درم ہیں آپ نے
 فرمایا کہ بمقدار قلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان ترک خیرا اس مال کو اپنی آل و عیال
 کے لئے دے دے وہی کہ یہی بہتر ہے حالانکہ لفظ خیرا عرف عرب میں مطلق مال کے واسطے مستعمل ہے
 اور نیز وصیت اور میراث قلیل و کثیر میں جاری ہے پس ان تخصیص کی کیا وجہ ہے اس کا
 جواب یہ ہے کہ مراد ان بزرگوں کی یہ ہے کہ وصیت مستحبہ غیر وارثوں کی واسطے اور فوت
 کرنی چاہیے کہ مال کثیر ہو اور وارث باوجود وصیت کے مستغنی ہوں و گرنہ بہتر نہیں
 ہے کہ وارث کا حق تلف ہو نہ یہ کہ لفظ خیر کے موافق عرب کے اس قدر پر تخصیص کرتے
 ہیں یا میراث اور وصیت واجبہ کو مقیدان قیود سے کرتے ہیں تیسرے یہ کہ خوف
 اس چیز میں جبکہ وقوع قریب ہو اور ہنوز واقع نہ ہوئی ہو بولا جاتا ہے اس جبکہ وصیت
 واقع ہوئی اور بالیقین معلوم ہے پس لفظ خوف کیونکر صحیح ہو اس بحث کا دو طرح جواب ہے
 اول یہ کہ مرد صلح کا زندگی وصیت کرنیوالی میں پہلے اس سے کہ کام وصیت منصرم ہو اور
 نوشتہ و خواندہ حضور ہوں و در میان میں آوے حال وصیت کرنے والی سے حال و
 حال فریقوں سے دریافت کر لیتا ہے کہ یہ مرد وصیت میں خلاف شرع کرے گا اور فوت
 وصیت کرنیوالی کو سمجھا دے اور اس ارادہ ناصواب سے پھیرے اگر وہ آدمی کہ جن کو
 وصیت سے نفع ہو چکا اور وارث کہ جبکہ نقصان عائد ہوتا آپس میں منازعت اور منہ
 کرین تو انکو سمجھا دے پس معنی خوف کے حقیقتہً اس صورت میں متحقق ہوتے ہیں

ترجمہ تفسیر غزیری
 ان ترک خیل کی تفسیر قرعین مال سے کی ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے
 ساٹھ دینار چھڑے تو اسکو ترک خیرا نہیں کہتی اور بیہقی حضرت امیر المؤمنین علی کرم
 وجہہ سے روایت کرتا ہے کہ وہ اپنے غلام آزاد کئے ہوئے تھے پاس وقت موت کے
 تشریف لے گئے اور اسے عرض کیا کہ یٰن چاہتا ہوں کہ وصیت کروں فرمایا کہ تیری
 پاس کس قدر مال ہے اسنے کہا کہ چھ سو یا سات سو درم ہیں آپ نے فرمایا کہ اس قدر مال
 کو ترک خیرا نہیں کہہ سکتے وصیت نکر اور مال اپنی وارثوں کے لئے چھڑا دینا حضرت
 ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ سے کہنے پوچھا کہ میں چاہتا
 ہوں کہ وصیت کروں فرمایا کہ مال کس قدر ہے کہا کہ تین ہزار یا چار ہزار درم ہیں آپ نے
 فرمایا کہ بمقدار قلیل ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان ترک خیرا اس مال کو اپنی آل و عیال
 کے لئے دے دے وہی کہ یہی بہتر ہے حالانکہ لفظ خیرا عرف عرب میں مطلق مال کے واسطے مستعمل ہے
 اور نیز وصیت اور میراث قلیل و کثیر میں جاری ہے پس ان تخصیص کی کیا وجہ ہے اس کا
 جواب یہ ہے کہ مراد ان بزرگوں کی یہ ہے کہ وصیت مستحبہ غیر وارثوں کی واسطے اور فوت
 کرنی چاہیے کہ مال کثیر ہو اور وارث باوجود وصیت کے مستغنی ہوں و گرنہ بہتر نہیں
 ہے کہ وارث کا حق تلف ہو نہ یہ کہ لفظ خیر کے موافق عرب کے اس قدر پر تخصیص کرتے
 ہیں یا میراث اور وصیت واجبہ کو مقیدان قیود سے کرتے ہیں تیسرے یہ کہ خوف
 اس چیز میں جبکہ وقوع قریب ہو اور ہنوز واقع نہ ہوئی ہو بولا جاتا ہے اس جبکہ وصیت
 واقع ہوئی اور بالیقین معلوم ہے پس لفظ خوف کیونکر صحیح ہو اس بحث کا دو طرح جواب ہے
 اول یہ کہ مرد صلح کا زندگی وصیت کرنیوالی میں پہلے اس سے کہ کام وصیت منصرم ہو اور
 نوشتہ و خواندہ حضور ہوں و در میان میں آوے حال وصیت کرنے والی سے حال و
 حال فریقوں سے دریافت کر لیتا ہے کہ یہ مرد وصیت میں خلاف شرع کرے گا اور فوت
 وصیت کرنیوالی کو سمجھا دے اور اس ارادہ ناصواب سے پھیرے اگر وہ آدمی کہ جن کو
 وصیت سے نفع ہو چکا اور وارث کہ جبکہ نقصان عائد ہوتا آپس میں منازعت اور منہ
 کرین تو انکو سمجھا دے پس معنی خوف کے حقیقتہً اس صورت میں متحقق ہوتے ہیں

اور استعمال اس لفظ کا بجای حاصل اسکا یہ ہے کہ جبکہ موسیٰ زندہ ہے اتنا مال فسخ وصیت کا قائم ہے پس اس وصیت کی وقوع کا یقین کہ ہے بعد موت موسیٰ کے وصیت متعین اور متیقن وقوع ہوتی ہے لیکن استعمال اس لفظ کو اس حالت پر کیوں حمل کریں کہ ضرورت نہیں ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ خوف اس جگہ بمعنی علم کے ہے اور بعض عبارات عربی علم کے معنی میں خوف استعمال ہوا ہے پس اس صورت میں اعتراض وارد ہی نہیں ہو سکتا چوتھے یہ کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے صدقات اور خیرات اقارب پر اجانب سے مقدم ہیں ایسی ہی وصیت بھی مقدم ہے لیکن اقارب میں دو شرط ہیں اول یہ کہ فی الحال وارث ہوں گو وراثت کی لیاقت رکھتی ہوں دوم یہ کہ اس مال کے محتاج ہوں نہ مستثنیٰ اور قاعدہ عرب والوں کا جاہلیت میں یہ تھا کہ نام کے حاصل ہونے کے واسطے غیروں کو وصیت کر کے مال دور دراز پہنچتے تھے تاکہ شہرہ ہو جاوے اور اقارب کو فقرہ و قاف میں چھوڑتے تھے حق تعالیٰ نے اس آیت کو واسطے رفع اس عادت بد کی نازل فرمایا اور اس آیت میں فقط ذکر اقارب پر اکتفا فرمایا گویا اس طرح ارشاد ہوا کہ وصیت رشتہ دار کی بمیزبہ فرض کے ہے اور غیروں کے واسطے بمنزلہ مستحب کے پس فرض کو بغیر ادا کئے مستحب کام اختیار کرنا کمال بے وقوفی ہے اور سخاک کا قول اسی تاکید اور لقمہ یرم پر مچول ہے کہ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ یعنی جو شخص مرا اور اقارب کے واسطے وصیت نہ کی پس تحقیق اسکا عمل گناہ پر ختم ہوا اور ایسے ہی ہے قول طاؤس کہ ان اوصی للاجانب وترك الاقارب ندم عھم فوج الی الاقارب اور قول حضرت حسن بصری اور علاء بن زیاد و سروق و سلم کا ہے کہ میراث ثابت ہے اور منسوخ نہیں ہے اس واسطے کہ قریب قسم کے ہیں ایک وہ قریب کہ وارث ہو پس اللہ تعالیٰ نے اسکا حق دیا اور ایک وہ قریب کہ وارث نہیں ہو پس اس واسطے وصیت ہے اور قریب اس معنی کی ابن عباس سے یہی منقول ہوا ہے پانچویں یہ قرآن شریف میں ہر جگہ رشتہ داروں کے واسطے لفظ ذوی القربی اور اذی القربی مذکور ہے اور اس آیت وصیت و میراث میں اقربین پس اس فرق میں کیا نکتہ ہے

ترجمہ تفسیر غزیری
 ۱۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۲۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۳۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۴۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۵۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۶۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۷۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۸۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۹۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ
 ۱۰۔ من مات ولم یوص لا قرۃ فقد ختم عملہ علی المعصیۃ

اس کا جواب یہ ہے کہ مقام احسان اور ادای حق قربت میں سیلا قارب برابر ہیں ہر ایک کو بقدر مستحق
کے حسن سلوک سے اور احسان سے حصہ دینا چاہیئے اس واسطے ان مقامات میں لفظ ذوی
القربی اور ادوی القربی مستقل ہوا اور آیت وصیت اور میراث میں جو کوئی کہ قریب تر مقام
اور جب بعد کو پہلے مقام میں لفظ اقرب میں چپان ہے تاکہ ترجیح قریب قربت اور وقت
اور اسکی مفہوم ہو چھٹی جگہ کہ لفظ اذا اپنے مابعد کو فعل مستقبل کے معنی میں کر دیا کرتا ہے پس اذا
حضور نے مستقبل ہوا اور کتب فعل ماضی ہے پس تعلق ماضی کا زمانہ مستقبل میں کیونکہ
صحیح ہو جواب سکا یہ ہے کہ اذا حضور پر وجہ تقدیم و تاخیر متعلق وصیت کے ہے کہ بمعنی
ایصال کے ہے نہ کتب کے مثلاً توین یہ کہ خطاب علیکم تمام مسلمانوں سے ہے
اور اذا حضور احکم اللہ متعلق وصیت کے ہے پس لازم آتا ہے کہ وقت قربت
ایک آدمی کی وصیت سب مسلمانوں پر فرض ہو جاوے اور یہ باطل ہے اس کا جواب
یہ ہے کہ حکم ایک آدمی غیر معین کا جماعت سے بر طریقہ بدلیت کے متعلق تمام
اوس جماعت کے ہے پس واجب ہونا وصیت کا وقت قریب موت ایک کے
مخاطبان سے جسکو تصور کریں متعلق سارے مخاطبون کے علی سبیل البدلیت ہو گا اور
یہ صحیح ہے وجہ بطلان کے نہ کہے۔ آٹھویں یہ کہ دو آدمیوں میں کہ تنازع
اور جھگڑا ہو صلح کر دینا اس آیت سے جائز ہے اس واسطے کہ تجادل اور جھگڑا اکثر
باعث ارتقاب ممنوعات شرعی کا ہوتا ہے پس دو آدمیوں میں صلح کرنا ممنوع شرعی
میں واقع ہونے سے باز کہنا ہے اور نیز یہ آیت دلیل ہے کہ اگر وقت صلح کرانے
کے کلام میں نشیب فراز اور تغیر و تبدل قرار میں لازم آوے تو مضائقہ نہیں ہے
اور موجب نہیں اور اسی واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ تین جگہ جھوٹ بولنا
درست ہی اول دو آدمیوں میں صلح کرانے کے وقت دوسرے لڑائی کے وقت غنیمت
کے غافل کرنے کے واسطے تیسرے اپنی زوجہ کو رہنی کر نیکی وقت لیکن شرط یہ ہے
کہ وقت جھوٹ بولنے کی نقص عند لازم نہ آوے ورنہ حرام ہو جاوے توین یہ کہ باجماع
الحاکم وصیت فقط تیسرے حصہ میں جاری ہوتی ہے اور تیسرے حصہ زیادہ وصیت کرنا

دست نہیں بلکہ کرنا مستحب ہے اسو علی کہ صحیحین میں وارد ہے کہ آنحضرت صلعم واسطے عیادت سعد کے تشریف لے گئے اور سنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں والدہ مرہون اور سوای ایک دختر کے اولاد نہیں رکھتا اگر ارشاد ہو تو اپنے سارے مال دو حصوں میں وصیت کر جاؤں فرمایا نہیں اوسنے کہا کہ نصف مال میں آپ نے فرمایا نہیں اوس نے پہر عرض کیا کہ تیسرے حصہ سی آپ نے فرمایا البتہ اگرچہ یہ بھی بہت ہے اگر وارثوں کو مستغنی چھوڑ دیا تو یہ بہتر ہے اس سے کہ فقیر چھوڑے تو او ذیل علماؤں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی ارادہ وصیت کا کرے پس یہ ہے کہ قرابتوں یعنی وارثوں کو مقدم کرے اور اون آدمیوں کو کہ محرمیت رکھتے ہیں جیسے خالہ پوپھی بہن بھتیجی بھانجی چچا ماتوں بہائی اور بہراون آدمیوں کو کہ دودھ میں شریک ہیں پھر انکو کہ حرمت مصاہرت ہوتی ہیں اور ہمیشہ انکو جیسا کہ حالت زندگی میں احسان کرتے ہیں اور بھی ترغیب مرغی ہوتی ہی اگر ایک وارث کو ادسکے حق سے زیادہ وصیت کی تو اور وارثوں کی اجازت پر موقوف رہی گی اگر اجازت دین تو جاری ہو جائے گی اور ایسے ہی اگر تیسرے حصہ سے زیادہ وصیت کی معروف و بااجازت واثان پہلی اور جب بیان حکم قصاص اور وصیت سے فارغ ہونے اب فرماتے ہیں کہ ان دونوں حکموں سے سمجھو کہ موذی کو مارنا اور بیگناہ کی زندگی میں کوشش کرنا مستند نیکی رکھے ہے اور وصیت مردہ کو بعد موت کے بے تبدیل اور تغیر کے جاندار کرنا گویا ادسکی حکم کا زندہ رکھنا ہے اور پسندیدہ مرضی الٰہی ہے پس یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ آذِیْتُمْ إِبْرَاهِیمَ وَنَحْسَهُ وَقَالُوا لَا نَمْلِكُ مَا لَهُمْ أَلْوَاقٌ وَلَا حِلٌّ لَّهُمْ أَنْ يَصْنَعُوا بِمَا يَشَاءُونَ فَمَا أَصْبَرُوا لَهُمْ لَوْلَا رَدْفُ الْمَلَائِكَةِ عَلَيْهِمْ وَلَوْلَا أَنَّ فِيهِمْ أَزْوَاجًا مُّطَهَّرَاتٍ وَالْمَلَائِكَةُ كَوْنًا هُمْ أَحْسَنُ لَا تُبَاسِّمُوهُمْ ظُهُورًا فَإِنَّهُ يَفْهَمُ قُلُوبَهُمْ فَلَا يُؤْتِي السَّخَرَةَ حِسَابًا لِّمَا يَعْمَلُونَ مِنَ الْغَبْرِ وَلَا يُعَذِّبُهُمْ بِمَا عَصَوْا وَالَّذِينَ كَذَّبُوا عَنْهُمْ آيَاتِنَا سَخِرَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ فَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسً وَمَقَالًا وَلَقَدْ جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْحَقِّ فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا إِنَّهُمْ كَانُوا خَافِينَ

مت کرو کہ یہ طریق خلاف طریق شریعت الہی کے ہی بلکہ روزہ تمہارے پر فرض ہوا ہے
لکھا کہ کُتِبَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ قَبْلِهِ جِیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا کہ مطلق کہانا
پینا اور عورتوں سے صحبت رکھنا دن میں ایام روزہ میں حرام تھا زائد حضرت آدم علیہ السلام
سے آخر زمانہ حضرت عیسیٰ ؑ تک یہی طریقہ رہا مان لیں ایام روزہ میں اختلاف تھا
حضرت آدم پر ہر چہینے کی روشنی ایام میں روزہ فرض تھا اور یہودیوں پر روزہ
عاشورے کے اور ہر روز روز شنبہ ہفتہ میں اور اور چند روزہ فرض تھے اور
نصاری پر ماہ رمضان لیکن جب نصاریٰ نے روزہ رکھنا گرمی کی شدت میں شاق
دیکھا ایسا مقرر کر لیا کہ موسم بیچ میں پچائش روزے رکھیں اور واسطے تدارک اس
تبدیل کی بیس روزے زیادہ کر لئے حضرت امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ
سے روایت ہے کہ روزہ قدیم ہے کوئی امت اسکی فرضیت سے حضرت آدم
سے اس وقت تک خالی نہ رہے گمان نہ کرو کہ یہ تکلیف فقط ہمارے ہی پر
مقرر ہوئی ہے اور ابن جریر سے روایت ہے کہ مسلمانوں نے اسی لفظ سے معلوم
کیا کہ طریقہ روزہ کہنے کا اہل شرع اربع سابقہ سے حاصل کرنا چاہیے پس ایسا
مقرر ہوا کہ موافق اہل کتاب کی کھانا پینا بعد خواب کی موقوف کرنا چاہیے اور انبیاء
عورتوں سے صحبت ہے یہاں تک کہ یہ معمول آیت آئندہ سے منسوخ ہوا اور عبد بن
ابن ابی حاتم عبد اللہ ابن عمر اور ابن عباس سے اور ان دونوں نے ابن عباس سے
یہی مضمون روایت کیا ہے بالجملہ تمہارے اوپر یہ عبادت فرض کی گئی تاکہ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ شاید تم پر پیغمبر گاری قبول کرو و در طریق سے آدل یہ کہ مشق
بند کرنے نفس کو الوفات اور مرغوبات سے حاصل کرو اور جیسے کہ روزوں میں
بحکم خدا ضروریات متعادہ سے باز رہتے ہو اگرچہ نفس تقاضی شدید کرے ایسی
ہی تمام ایام میں نامشرورات سے ہر چند محبوب اور مرغوب ہوں باز رہ سکتے ہو
پس فرض کرنی اس عبادت میں جس کرنا نفس کا مقتضیات سے حاصل ہوتا ہے
اور نادر یا ضت جائزہ اور اطفال کی کہ اول اون کو ترک مالوفات یہ سکھا کر

کار مقصود میں مشغول کرتے ہیں دوسرے جگہ کہ اکثر گناہ بسبب شدت قوت شہوت اور غضب کے پیدا ہوتے ہیں اور یہ عیادت ان دو چیزوں کو توڑتی ہے اس واسطے کہ مدار شہوت اور غضب دونوں قوت مزاج اور تیری رُوح پر ہے اور رُوح غذاؤں اور کھانے پینے سے پیدا ہوتی ہے جو کھانے پینے میں تغلیل اختیار کی رُوح نرم اور ریتق ہو جاوے اور طاقت جاری کرنے شہوت اور غضب کے نرمی ناچار یہہہ دونوں خلعت مذموم متروک ہو جاوے اور اسی واسطے یہہہ عبادت تمہارے حق میں مقرر کی گئی ہے آیاتاً مَعْقُودَاتٍ چندانام شمرده کہ نہ بہت کم ہیں تا تو نے قوت اور غضب میں تاثیر نہ کریں اس واسطے کہ نفس ایک دوبار حد مد ترک مالوفات سے خارج میں نہیں لاتا اور نہ بہت زیادہ کہ ہمراہ ٹوٹنے قوت شہوت اور غضب کے اعتدال مزاج اور قوت طاقت و عبادت میں فرق آجاوے اور سیکھلاؤ اور عبادات مثلاً نماز نوافل اور سفر حج اور طلب علم اور مطالعہ کتب دین اور عیادت مرخصون اور عمرہ ہونے جائز اور کوشش کرنے حوائج اقارب اور محتاجوں سے باز رہے اور ہوجہ تمہاری تقویٰ میں تصور عائد ہو اور وہ روزی شمرده روزی ایک ماہ کامل کی میں اس واسطے کہ مدت ایک ماہ کامل کی مدت ایک ماہ متوسطہ ہے درمیان مدت ہفتہ کے کہ بہت کم ہے اور درمیان مدت سال کی کہ بہت زیادہ ہے پس وقت رعایت توسط کے اسی مدت کو اختیار کرنا مناسب ہوا اور نیز دوری کہ بپے درپے او ضلع آسمانی سے پیدا ہوتے ہیں سب تین دوری ہیں اول دورہ سات اور دن کا کہ مقرر ساتھ حرکت اولی کے ہے اور دوم دورہ ماہ کا کہ مقرر ساتھ حرکت ثمر کے ہے تیسرا دورہ سال کا کہ مقرر ساتھ حرکت آفتاب کے ہے اور اور دو سوئے ان تین کے کہ متعارف ہیں جیسے دورہ ہفتہ یا سال قمری اور اصل نہیں ہیں بلکہ تکرار ایک دورہ سے حاصل ہوتے ہیں ان دوروں میں سے اگر دورہ شب روز اور رچیتے تو داخل ہونا شب کا روزہ میں لازم آتا اور معہذا یہہہ دورہ بہت قلیل ہے تاثیر رکھی مگر جب اسکی تکرار کی جاوے اور تکرار ہی اس طرح کہ درمیان دونوں دورہ کے

[illegible]

فاصلہ ہے تاثر متعدد نہ کہی مگر متصل راجح بطرف دورہ دوم ہو یا مانند دویم اولیٰ ہی
اگر دورہ سال قرار دیتی بسبب تبدیل فضول و طول مدت کے موجب ختمال مزاجوں کا
ہونا پس اختیار دورہ دوم ہوا اور باوجود اسکے ایک ماہ معین کرنے میں ایک اور سپید
ہے کہ قرآن کا نزول اولا لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر واقع ہوا اس مقام میں کہ سنی
یہ بیت الغرت ہے پس مدت دورہ حرکت اویسی آسمان کو کہ مناسبت تمام نزول
قرآن سے کہتی ہے اعتبار کرنا چاہئے اگر کوئی کہے کہ لفظ آیاتاً متعدّد و آیت سے سابقہ
مفہوم ہوتا ہے کہ وہ روزی متعدّد ہیں ایک ہی جہینہ کی مدت اس لفظ سے کیونکر
معلوم ہوئی جواب دیتے ہیں ہم کہ جو ایام کہ بیان اوّل اشارے سے ہوتا ہے اور سوای
شمار کے اور نام نہیں رکھتے ہیں وہ دن ایام ماہ، بین روز یا ہی ہفتہ کو اون کے نام سے
شار کرتے ہیں نہ اعداد سے پس لفظ معدودات اوپر صادق نہیں آتا اس واسطے کہ اس
لفظ سے پہلے معلوم ہوتا ہے کہ اون ایام کے نام بین عدد بھی مقبر ہے پس کوئی احتمال نہ
سوائے ایام ماہ کے کہ تواریخ ماہ اعداد سے بیان ہوتے ہیں جیسے دوسرے تیسرے
چوتھے اور منتہائی ذکر عدد مدت تمام ماہ کہی بعد از ان تمام ماہ کو بمنزلہ واحد قرار دیکر
صحیحاً یا کسراً شمار کرتے ہیں پس کرایاتماً متعدّد و آیت بعد وقت نظر کے گویا تصریح ہے
کہ روزہ کے ایام ایک جہینہ کامل کے دن میں اور سیو اعلیٰ فرلتے ہیں کہ اگر تکو یہ خطہ
آوے کہ یہ مدت دراز ہے شاید بعد شروع کے بیمار ہو جاوین یا سفر در پیش آجاوے
پس یہ عبادت کس طرح سر انجام ہو سکے پس جانو تم کہ ہر چند فرضیت اسکی تم سب
خواہ مریض یا مسافر ہوے لیکن فی الحال اوسکا ادا تندرست غیر مسافر پر ہے فَمَنْ
كَانَ مِنْكُمْ مَّرْغِبًا فَلْيُؤَدِّهِمْ أَجَلَهُمْ بِمَا عَصَوْا وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ
ضرر پہنچے اَوْ عَلَى سَفَرٍ يَأْمُرُهُمْ رَبُّهُمْ أَنْ يُقْبِلُوا إِلَى بَلَدٍ أَوْ إِلَى بَلَدٍ أُخْرَىٰ فَهُمْ عَلَيْهِمْ
وَجِبٌ أَنْ يَأْتُوا بِنِزَاةٍ وَأَن يَكُونُوا فِيهَا مِنَّا حَتَّىٰ نَخْرِقَهُمْ بِالنَّارِ أَوْ نَكْفِيَهُمْ
فر پڑے کہ یوا فاصلہ سے اور باوجود اسکے اسوقت میں کہ ابتدائی ہی کہ اور مشقت روزہ
کے خوگرنہ ہوئی ہو یا وجود یکہ کوئی غدر سفر یا مرض کا نہ کہتے ہو اگر بعض رضہ کی توفیق

نہ ہو پس واسطے توسع کے بدلے روزہ کی مقرر کی ہے ہمتی و علی الذین یطعمون ناکلاً
 اَوَّلَ اَنْ اَدْمِیْنَ بِرَکَ طَاقَتِ رِزْوَنَہِ کِی ہِکِیْنِ اَوَّلِ سَبَبِ بے عادتِی کے پے در پے ماہِ کامل
 کے روزہ نہیں کر سکتے فِدَیَّتہٗ بَدَلِ لَہِ اَوَدَہٗ بَدَلِ طَعَامِ مُسْکِیْنِ خِوَرَاکِ اِیْکِ مُسْکِیْنِ کے
 ہے عوض ہر روزہ کے اگر بچتہ دے تو اس قدر دے کہ دو نو وقتِ خوب پیٹ بہر
 کے کھانے اور اگر خام دے تو دو سیر گیہون دی کہ بعضے کو غذا کرے اور بعضے سے
 مصالح غذا مثلاً گھی لکڑی پانی نمکِ غیرہ اور یہ بدل سو سہلی مقرر ہو چونکہ یہ آدمی
 خدا کے واسطے ترکِ طعامِ دَآبِ و نمک نہیں کر سکتے بارے اتنا کر سکتے ہیں کہ بندہ
 مسلمان کو راتِ دن کی ہُوک سے نجات دین اور وہ بندہ مسلمان کہ اس عرصہ میں جو
 عبادت و طاعت کرے گی یہاں تک کہ روزہ بھی تو اسکا حصہ ہے ثواب میں ہو جائے گا
 اور نیز جو مقدار خدا کی واسطے دی گویا معنی خوراکِ ایک می سے اپنے ٹیٹنِ باز رکھا اور کچھ
 مشابہتِ روزہ سے پیدا کی کہ اصل میں روزہ خوراکِ ایک روزہ سے باز رہنا اور یہ
 بدلہ بہت کم ہے فَمَنْ کَانَ طَعَامَ خِیْلَا گِیس جو شخص کہ عبادت میں زیادہ نیکی کرے یعنی
 ایک مسکین کو مقدار سے چند سائیں کو دیکو فَهُوَ خِیْلَا لَکَ یہ بہتر ہے اوس کے واسطے اس سے
 کہ مقدار ایک مسکین کے دے سو سہلی کہ زیادہ احسان موجب زیادتی اجر ہے وَاَنْ تَصُوْمُوا
 اور اگر خود روزہ رکھو خِیْلَا لَکَ بہتر ہے تمہارے واسطے فدیہ دینے سے اگر چہ
 قدر وہ بے زیادہ دورانِ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اگر تم فضائلِ روزہ اور اوس کے فوائد جانتے
 ہو اس واسطے کہ کسرِ شہوت اور غضب میں کوئی بدلہ نہیں ہو سکتا چہ جائے کہ اصلاً
 بدن پر مشقت نہیں ہوتی اگر چاہو کہ فضیلت اور فوائدِ روزہ دریافت کرو پس
 زبانِ پیغمبرِ صلعم سے سُنو کہ صحاح میں وارد ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ ہر عملِ آدمی
 کا ثواب میں مضاعف ہوتا ہے اور ایک نیکی کی جگہ دس کہتے ہیں اور اوس کے موافق
 جزا دیتے ہیں یہاں تک کہ بعضی نیکی کے عوض سات سو نیکی شمار کرتے ہیں لیکن حق تعالیٰ
 فرماتا ہے کہ روزہ اس حکم سے خارج ہے سو سہلی کہ روزہ خالص میرے واسطے ہے
 پس اوس کے جزا خود میں دون گاکہ روزہ دار نے طعام و شراب اور اپنے

اور خیر و برکت میں
 سے بیشک خدا تعالیٰ
 بخشے و اللہ تعالیٰ
 بہت ہی کرم و احسان
 کا ہے کہ اس قدر کم
 سے بڑی نیکی دے
 اور اگر خود روزہ رکھو
 تو اس کا ثواب بھی
 بڑی مقدار میں ہے
 اور اگر تم فضائل
 روزہ اور اس کے
 فوائد جانتے ہو
 تو اس واسطے کہ
 کسرِ شہوت اور
 غضب میں کوئی
 بدلہ نہیں ہو
 سکتا چہ جائے
 کہ اصلاً بدن
 پر مشقت نہیں
 ہوتی اگر چاہو
 کہ فضیلت اور
 فوائدِ روزہ
 دریافت کرو پس
 زبانِ پیغمبر
 صلعم سے سُنو
 کہ صحاح میں
 وارد ہے کہ
 آنحضرت نے
 فرمایا کہ ہر
 عملِ آدمی کا
 ثواب میں
 مضاعف ہوتا
 ہے اور ایک
 نیکی کی جگہ
 دس کہتے ہیں
 اور اوس کے
 موافق جزا
 دیتے ہیں یہاں
 تک کہ بعضی
 نیکی کے عوض
 سات سو نیکی
 شمار کرتے
 ہیں لیکن حق
 تعالیٰ فرماتا
 ہے کہ روزہ
 اس حکم سے
 خارج ہے سو
 سہلی کہ روزہ
 خالص میرے
 واسطے ہے پس
 اوس کے جزا
 خود میں دون
 گاکہ روزہ
 دار نے طعام
 و شراب اور
 اپنے

مرغوبات خالصا میرے لئے ترک گیر روزہ دار کو دو وقت خوشی اور فرحت
 لکے ہیں ایک افطار کے وقت دویم و نقاسے پروردگار کے اور روزہ دار
 کے منہ کی بدبو خدا کے نزدیک خوشبو سے ہے اور روزہ اگل سے بچا نیوالا
 ہے اور یہی سنے روایت کی ہے کہ ایک شے سفیان بن عیینہ سے پوچھا کہ سنی
 اس حدیث قدسی کے کیا ہیں کہ کل عمل آدمی الا الصوم فانی وانا اجزی بہ یہ
 جواب دیا کہ یہ حدیث صحیح زیادہ اور محکم زیادتوں میں سے ہے اور اس کے معنی یہ ہیں
 کہ جب قیامت کے دن آدمیوں اور ان کے کنوین میں محاسبہ ہوگا جو کچھ اس کے ذمہ
 حقوق خلائی سے ہوگا اس کے نیک اعمال دیدینگے یہاں تک کہ کوئی عمل نیک نہ رہیگا
 جب نوبت روزہ کی پہونچے گی روزہ او سیکھن ویانہ جاویگا اور اللہ تعالیٰ فرمادیگا
 کہ اسکو چھوڑ دو یہ خاص میرے واسطے سزا ظلم باقی کو اللہ تعالیٰ خود متحمل
 ہوگا اور اہل حقوق کو ثواب دیکر راضی کریں روزہ ہمراہ ہو کر اسکو بہشت میں
 لجا دیگا اور نیز صحاح ستہ میں بروایت متعدد ہے کہ بہشت کے آٹھ دروازے
 کی پہہ خاصیت ہے کہ جو کوئی اس میں داخل شنگی اسکی دفع ہو جاوے اور
 پھر ابد الابد پیا سا نہواور صحیح ابن خزمہ وارد ہے کہ جو کوئی اس دروازہ میں
 ہو کر جاویگا اسکو شربت پلا دیں گے اور شربت کی پہہ خاصیت ہے کہ شنگی
 بالکل دور ہو جاتی ہے اور نیز صحاح ستہ میں روایت چند واقع ہے کہ جو کوئی تمام رمضان
 بحکم ایمان اور طلب اجر سمجھ کر روزہ رکھے اور گناہ گذشتہ معاف ہو جاوے اور
 یہی بروایت ابو ہریرہ مرفوعا روایت کرتے کہ روزہ میں رہا نہیں ہو سکتی اس واسطے
 کہ روزہ خاص میرے واسطے ہے اور اسکی جن ہوں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ عمل
 خیر جیسے نماز و تلاوت ذکر خیر و خیرات و اعتکاف و حج و جہاد ان سب کی صورت محسوسہ
 ہیں اگر کوئی شخص دکھلاوے کے واسطے وہ صورتوں سے تو توڑی جاسکتی ہے بخلاف
 روزہ کے کہ کوئی صورت محسوسہ نہ رکھے بالفلق اس پر مطاع ہوں مگر کہنے سے
 کہ روزہ دار کہے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس کہنے میں متہم ہے کہ شاید شنگی

مصحح القرآن
 حضرت محمد علی اعظمی
 دارالعلوم کراچی
 سے چھپوایا گیا ہے
 جن دن تک خوشی ہے
 اور اپنے باپ دادا کی
 برائیوں کو نہ سوچنا
 نے اس ان کو نہ
 اور بارگاہ خدا تعالیٰ
 پادرو جہت وادب
 جواب داد کی
 خد تعالیٰ کو نہ
 برائیاں آتیاں ہیں
 قدس سرہ آتیاں
 اللہ بیا و مالہ فی
 اللہ بیا و مالہ فی
 اللہ بیا و مالہ فی
 چھپوایا گیا ہے
 نویسنے

ابو ہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ دعا
 یقین آدمیوں کی البتہ انتہا ہے دعا روزہ دار کی اور دعا مسافر
 اور مظلوم کی اور نیز حبش مشہور میں آیا ہے کہ جو شخص جوان ہو اور
 شہوت جماع اپنے میں پائے اگر مقدور نکاح کا رکھتا ہو البتہ نکاح
 کرے ورنہ روزہ رکھے کراغ شہوات ہے اور بمنزلہ کوٹنے رگون
 خنصیون کے ہے اور ابن جہہ اور حاکم اور بیہقی بیان کرتے ہیں
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا افطار
 کے وقت ایسی دعا ہے کہ ہر گمزد و نہین ہوتی اور بزار بروایت ابو ہریرہؓ
 مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن
 ایک حوض خاص ہے کہ غیر روزہ دار اس پر وارد نہ ہو گا اور نیز بروایت
 ابن عباس مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو موسیٰ کو ایک کام
 کے واسطے بھیجا تھا اور ابو موسیٰ عین دریا میں جہاز پر سوار تھے
 اور رات تاریک تھی کہ لگا ہوا موسیٰ سے اور ادن کئے یاروں نے
 آسمان سے آواز سنی کہ ہر وہ من متکو حکم خدا سے خبر دیتا ہوں
 اور اس عہد سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مبارک ذات پر لازم
 کر رکھا ہے آگاہ کرتا ہوں ابو موسیٰ اٹھے اور کہا کہ اے یار عزیز
 ہوا موافق چل رہی ہے اور باد بان کشتی کے کھلے ہوئے ہیں ہم کشتی کو
 اس طرح ٹھہراویں اور تم کو حاجت توقف کئے ہے جو کہنا ہو کہو
 کہ ہم جان و دل سے سنتے آواز آئی کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات
 پاک پر ایسا فرمایا ہے کہ جوئی اپنے سین میں واسطے رضا مند
 اللہ تعالیٰ کے گرمی کے من میں پیاسا رکھے اور اللہ تعالیٰ
 حیانت کے روز تشنگی سے مان دے اس قصہ کو ابی شیبہ اور
 بیہقی نے ابو موسیٰ سے روایت کیا ہے اور ترمذی اور نسائی

اور اور معتبر کتب احادیث میں آنحضرت علیہ السلام سے مروی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بائچ چیز کا حکم فرمایا کہ آپ بھی اوس پر عمل کریں اور بنی اسرائیل کو فرما دیں تاکہ اوس کے موافق عمل کریں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے بسبب سرکشی بنی اسرائیل کے اون احکام کے اظہار میں توقف کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی ہوئی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہ خدا کے حکم نے تم کو ﴿وَسَلِّمُوا الْكُذِبَ الْكَثِيرًا﴾

خاتمة الطبع

الحمد للہ علی احسانہ کہ ترجمہ تفسیر غزیری کا اردو زبان میں موافق محاورہ زبان اہل دہلی کے بہت کوشش و محنت کے ساتھ مطبع فاروقی دہلی کو چھپوانے کے قریب حرمی کلان میں اہتمام سے سید محمد معظم صاحب مطبع کے دسویں تاریخ ماہ ربیع الاول ۱۳۸۰ ہجری کو چھپ کر فیض عالم کلمہ اللہ تعالیٰ اسکی برکت سے اہل مطبع کو

بہایت عمل کی فہمہ ماوسے

آمین آمین آمین

2680

۶ ۶